رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی--- وہ 19 سالہ حسین و جمیل لڑکا جو جوانی سے بھرپور تھا اپنے وکیل و مولوی صاحب کے ساتھ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا---

ہر طرف ہو کا عالم تھا--کے ان کے فرش پر چلنے کی دھمک تک سنائی دے رہی تھی ---

تھوڑی دیر بعد ملاقاتی کمرے میں ایک قیدی کو جکڑ کر لایا گیا---

اس کے ہاتھوں میں زنجیریں تھیں-- اسے اس حسین لڑکے کے سامنے کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا---

اس کے چہرے و ہاتھوں پر تشدد کے نشانات صاف دیکھے جاسکتے تھے ----

وہ نیند سے اٹھ کر آیا تھا--اس لیے آنکھیں ابھی بھی جھکی جھکی سی ہورہی تھیں---

مومن--- ہم تمہاری سزا کم کروا دیں گے ---- بدلے میں تمھیں اپنی بیٹی نایاب" کا نکاح محمد قیصر عبدالرحمان یوسف سے کروانا ہوگا---" اس کا وکیل تھوڑا سہ آگے ہو کر بیٹھتے ہوئے-- دونوں ہاتھ ٹیبل پر جمائے--- مومن کی جانب دیکھ -- نہایت سنجیدگی سے پیشکش کر رہا تھا---

مومن نے وکیل کی بات سنتے ہی حیرت و بےیقینی سے سامنے بیٹھے حسین لڑکے کی جانب دیکھا--- وہ 19 سالہ امیر و کبیر خاندان کا لڑکا آخر کیوں اس کی پانچ سالہ بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے؟؟--- پھر وہ تو اس کا ماموں لگتا ہے رشتے میں---

یہ رشتہ کیسے ہو سکتا ہے-- نایاب تو اس کی بھانجی ہے--" مومن " احتجاجا بول اٹھا تھا---

کمرے میں پھیلی زرد روشنی میں اس نے سامنے بیٹھے لڑکے کو بغور دیکھا---

سگی بھانجی نہیں ہے وہ میری۔۔"اپنی خاموشی کو توڑتے۔۔وہ حسین لڑکا " ۔۔سیدھا ہو کر بیٹھ۔۔ اب ان کی جانب دیکھ۔۔ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔

اس کا انکشاف مومن صاحب کو بے یقینی سی کیفیت میں ڈال گیا تھا۔۔

کیا مطلب تمہاری سگی بھانجی نہیں ہے۔۔ تمہاری سگی بہن کی بیٹی ہے۔۔ " تو تمہاری بھانجی ہی ہوئی ناں۔۔" مومن اب الجھ کر بول رہا تھا۔۔۔

کہہ دیا ناں۔۔ بھانجی نہیں ہے ۔۔مطلب نہیں ہے۔۔ تم زیادہ ڈیٹیل میں مت " جاؤ۔۔ بس اتنا بتاؤ نکاح کرنے کے لیے راضی ہو یا نہیں؟۔۔"اس بار وکیل نے نہایت سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔

ویسے تو میں راضی ہوں لیکن پانچ سال کی بچی سے تم لوگوں کو نکاح " کر کے کیا ملے گا؟؟۔۔" مومن سمجھ نہیں پا رہا تھا اس اچانک نکاح کا مقصد۔۔

تمہیں کیا مل رہا ہے ۔۔بس یہ دیکھو ۔۔ہماری فکر مت کرو۔۔ ہم مولوی " صاحب کو ساتھ لائے ہیں۔۔ تم ولی ہو اس کے۔۔ تو بولو نکاح کرو گے اپنی بیٹی نایاب کا ہمارے محمد قیصر عبدالرحمان یوسف سے؟؟۔۔" وکیل کے کہتے ہی وہ کچھ لمحے سوچنے لگا۔۔

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔ نہ صرف میری سزا کم کی جائے بلکہ مجھے " اے کلاس میں بھی شفٹ کیا جائے۔۔" اس کے لیے اچھا موقع تھا۔۔ وہ کیسے اپنی ڈیمانڈز کو نہ رکھتا۔۔

ٹھیک ہے۔۔" وکیل اس کی ڈیمانڈ فورا ہی مان گیا تھا ۔۔جبکہ محمد قیصر" اب چیئر سے ٹھیک لگائے پرسکون بیٹھا تھا۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد محمد قیصر عبدالرحمان یوسف کا جیل میں ہی نکاح منعقد ہوا۔۔ وہ بھی خود سے 14 سال چھوٹی لڑکی سے۔۔

محمد قیصر ۔۔ عبدالرحمان یوسف کا اکلوتا بیٹا۔۔ ان کی اربوں کھربوں کی جائیداد کا اکلوتا وارث۔۔ جو اپنی زندگی کو دو ہفتوں پہلے تک نہایت ہی لاپرواہی اور بےنیازی و رنگینیت سے بھرپور جی رہا تھا۔۔آج اچانک ہی خود سے 14 سال کم عمر لڑکی سے نکاح کرنے پر مجبور تھا۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ زندگی میں ایک ایسا دن بھی دیکھے گا جب جیل میں اس کا نکاح ہو رہا ہوگا۔۔اس کے نکاح کے گواہ پولیس والا اور وکیل بنیں گے۔۔۔ اور دولہن۔۔ وہ پانچ سالہ بچی ہوگی جو دنیا میں اسی کی بھانجی کہلاتی ہے۔۔۔

💕💕

دو ہفتے قبل :

رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔۔۔ ایسے میں وہ اٹھ کر۔۔۔ اپنے ننھے قدموں سے چلتی ہوئی اپنی چاچی کے کمرے میں پہنچی۔۔۔ اس کے باپ کچھ دنوں کے لیے باہر گیا ہوا تھا چاچا سمیت۔۔۔ گھر میں صرف دادی تھی۔۔۔

"جلدی کنڈی کھولو نایاب۔۔۔" یہ اس کی چاچی کی آواز تھی جنھیں کمرے میں بند کیا گیا تھا روزانہ کی طرح۔۔۔

"جی چاچی۔۔" اس نے اپنے ننھے ہاتھ سے اس اندھیرے میں کھڑے ہوکر۔۔۔زنگ آلود کنڈی کو بمشکل اپنی ساری طاقت لگا کر کھولا۔۔۔

"شاباش۔۔۔نایاب تم بہت ذہین ہو بیٹا۔۔۔اب ایک کام کرو۔۔۔اپنی دادی کے کمرے کی باہر سے کنڈی لگادو ۔۔۔تاکے ہم نیچے کمرے میں جاکر تمھاری امی کو بھی آزاد کروائیں۔۔۔" چاچی کے کہتے ہی اس ننھی بچی کا پورا جسم لرزا تھا۔۔۔اسے دنیا میں سب سے زیادہ ڈر اپنی دادی سے ہی تو لگتا تھا۔۔۔

"ڈرو مت ۔۔ہم بس آزاد ہونے والے ہیں۔۔۔پھر کوئی نہ تمھیں مارئے گا نہ تمھاری امی کو نہ مجھے۔۔۔ہم بہت جلد اپنے پیاروں کے پاس ہونگے۔۔۔۔" وہ نایاب کے ننھے گالوں کو سہلاتے ہوئے ۔۔۔حوصلہ و ہمت دینے لگی۔۔۔

نایاب فورا ہی اپنی دادی کے کمرے کی کنڈی باہر سے لگانے کے لیے آگے بڑھی۔۔جبکے اس کی چاچی صائمہ فورا ہی اپنی جیٹھانی عشال کو آزاد کرانے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئ۔۔۔۔

وہ لکڑی کی ٹوٹی سیڑھیاں نیچے کی جانب جاتی تھیں۔۔۔زمینی حصے میں۔۔ جہاں پہلے اسے بھی قید رکھا جاتا تھا۔۔مگر جب اس نے اپنے شوہر آصف کو یقین دہانی کرائی کے وہ اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اب اس کی

قید سے بھاگنے کا ارادہ ترک کردیا ہے---تو وہ اسے اپنی بیوی کی طرح اپنے کمرے میں رکھنے لگا تھا---

وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترتی---دبے پاوں چلتی اس قید خانے نما کمرے میں پہنچی--جہاں کی سخت بدبو نے اس کی ناک کے بال تک جلائے تھے--

اپنی ناک پر فوری کپڑا رکھ--اس نے سامنے بےست لیٹی کمزور سی عورت کو دیکھا---جس کے پاوں میں زنجیر ڈلی ہوئی تھی---

صائمہ نے فورا ہی آگے آکر---اپنے دوپٹے میں لگی گرہ کھول کر زنجیر پر لگے تالے کی چابی نکالی---

وہ عورت نایاب کی ماں تھی---جو اس لمحے کچے فرش کی زمین پر پڑئ تھی مردہ سی حالت میں---وہ سو نہیں رہی تھی ---مگر کمزوری کی شدت کے سبب صائمہ کو دیکھنے کے باوجود وہ ہل تک نہ سکی ---

بھابھی جلدی اٹھیں---ہم نکلیں گے آج یہاں سے---اٹھیں---" صائمہ نے زنجیر" کھول کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی پوری طاقت سے اٹھایا---

وہ سوکھی گھاس پر لیٹی ہوئی تھی---جس میں سے گائے کے گوبر و پیشاب کی سخت بدبو آرہی تھی---دوسرا کوئی اس کی جگہ ہو تو سانس نہ لے سکے مگر وہ تو عادی تھی---اسے تو فرق بھی نہیں پڑھ رہا تھا---

صائمہ نے بڑی مشکل سے اس کے وجود کو سہارا دے کر اٹھایا---

بھابھی ہم نکل جائیں گے آج اس قید سے---بس تھوڑی سی ہمت کریں---سن" رہی ہے ناں آپ --بھابھی--" وہ اسے کھڑا کرچکی تھی---مگر وہ بےجان سی گڑیا کی مانند تھی --جس کا چہرہ تھپتھپاتے--صائمہ اسے ہوش میں لانے اور ہمت کرنے کا حوصلہ دے رہی تھی---مگر اس نے نہ سنا--سنتے تو زندہ ہیں وہ زندہ ہی کب تھی---

جیسے تیسے کر کے---صائمہ اسے سہارا دے کر اوپر لے آئی---اتنے میں نایاب بھی دادی کے کمرے کی باہر سے کنڈی لگا آئ تھی۔

نایاب۔۔۔تم بہت ذہین ہو۔۔۔مجھے تو لگتا ہے خدا نے تمھیں میری اور تمھاری" ماں کی مدد کرنے ہی دنیا میں بھیجا ہے۔۔۔" صائمہ بہت شکرگزار تھی اس ننھی پری کی۔۔۔

کیونکے اگر وہ نہ ہوتی۔۔۔تو کبھی بھی وہ اس جہنم سے آزادی کا خواب دیکھنے کی جرات نہ کرپاتی۔۔۔

وہ نایاب ہی تھی جو دادی کے دوپٹے سے زنجیر کے تالے کی چابی لے آئی تھی ۔۔۔جب اس نے اپنے باپ و چاچا کو شہر جاتے دیکھا کام کی تلاش میں۔۔۔

چاچی۔۔یہ پیسے۔۔۔میں نے دادی کے صندوق سے نکال کر جمع کیے" تھے۔۔۔اب ہم آرام سے شہر جاسکتے ہیں۔۔" وہ کھلے صحن میں کھڑے تھے۔۔باہر دروازے کے پاس۔۔۔جب نایاب نے صائمہ کے ہاتھ میں کچھ پیسے پکڑائے۔۔۔جو وہ اپنی دادی کے صندوق سے وقفے وقفے سے تھوڑے تھوڑے کرکے نکالتی رہی تھی تاکے دادی کو شک بھی نہ ہو۔۔۔اور پیسے بھی جمع ہوتے رہیں ۔۔تاکے وہ شہر جانے والی بس کا کرایہ ادا کرسکیں۔۔۔

چلو۔۔۔جلدی نکلتے ہیں۔۔۔اس سے پہلے کسی کو خبر ہو۔۔" صائمہ نے سامنے" چرپائی پر رکھی اپنی ساس کی چادر اٹھا کر اپنی بھابھی پر ڈال کر انھیں کور کرتے ۔۔۔سرگوشی والے انداز میں کہا۔۔پھر وہ تینوں مین دروازے کی کنڈی کھول کر باہر نکل گئیں۔۔۔

صائمہ کا دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا کے وہ پکڑے نہ جائیں۔۔۔کیونکے اگر وہ بھاگتے ہوئے پکڑے گئے تو موت سے بدتر سزا ملنی تھی۔۔۔

ان کا ہر قدم بھاری تھا۔۔۔

وہ تینوں خاموشی سے چلتی چلی جارہی تھیں۔۔۔

نایاب بہت چھوٹی تھی مگر بہت بہادر۔۔۔

اندھیرے و ہو کے عالم میں چلتی چلتی وہ آخر کار کراچی جانے والی بس میں بیٹھیں۔۔۔

بس میں بیٹھنے کے بعد بھی دل کو دھڑکا سہ لگا ہوا تھا صائمہ کے۔۔وہ باربار آنکھ کھول کر پوری بس میں خوف کے زیراثر نظر دوڑاتی۔۔۔۔۔جبکے نایاب اپنی ماں کے سینے سے لگے سو چکی تھی۔۔۔

وہ سفر صائمہ کی زندگی کا سب سے طویل سفر تھا۔۔۔جو لگ رہا تھا کبھی ختم ہی نہیں ہوگا۔۔۔

آہستہ آہستہ بند کھڑکیوں سے سورج کی کرنیں بس کے اندر اجالا بکھیرنے لگیں۔۔۔یہ اجالا ان کی زندگی کے سارے اندھیروں کو ختم کردے اسی دعا کے ساتھ وہ کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی ۔۔۔

"ہم کراچی پہنچ گئے؟؟۔۔" نایاب کی آنکھ کھلی تو بس رکی ہوئی تھی اس نے پرجوش لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔ناشتے کے لیے روکا ہے بس کو۔۔۔" صائمہ مسکرا کر بولی۔۔۔

"ہم نانا کے یہاں جائیں گے ناں؟؟" نایاب کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی اپنے نانا کا ذکر کرتے وقت۔۔۔جب اس کی ماں ٹھیک تھی تو بتاتی تھی اس کے نانا و ان کی امیری کے بارے میں۔۔۔مانا اسے زیادہ یاد نہیں تھا مگر وہ ہمیشہ سے ان سے ملنے کی خواہش رکھتی تھی۔ ۔

"ہاں۔۔۔پہلے تمھیں اور بھابھی کو عبدالرحمان یوسف صاحب کے یہاں چھوڑو گی کراچی میں۔۔۔ پھر میں اپنے گھر اپنے لاہور چلی جاوں گی ۔۔شاید پھر ہم کبھی نہ ملیں۔۔۔" صائمہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی ۔۔۔۔

آج کتنے ہی سالوں بعد اس کی آنکھوں میں بھی زندگی جینے کی امنگ جاگی تھی۔۔۔۔اپنے لاہور کا ذکر کرتے وقت۔۔جیسے اس کے منہ میں مٹھاس گھل گئ ہو۔۔۔

"آپ ہمیں بھول جائیں گی لاہور جاکر چاچی؟" نایاب نے اپنی ننھی بھوری جگمگاتی آنکھوں کو افسردگی سے ٹمٹماتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"نہیں۔۔مگر تم اپنے نانا کے پاس جاکر مجھے ضرور بھول جاو گی۔۔۔دیکھنا تمھارے نانا تمھیں اتنا پیار دیں گے کے تمھیں اپنا پرانا کوئی غم و تکلیف یاد نہیں رہے گی۔۔۔تم ان کے بڑے سے بنگلے میں شہزادیوں کی طرح رہو

گی--" چاچی کی باتیں سن--اس کا ننھا سہ دل بہت سارے خواب بننے لگا تھا---

شہزادیوں کی طرح --واقعی؟؟-" وہ بھوری جگمگاتی آنکھوں کے ساتھ" پوچھنے لگی--جس پر صائمہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گال چومے---

صائمہ کو پورا یقین تھا کے عبدالرحمان یوسف صاحب اپنی بیٹی و نواسی کو سنبھال لیں گے--اور ان کے اغواہ کاروں کو سخت سے سخت سزا بھی دلائیں گے----

بس پھر چلنا شروع ہوئی--اب تو جیسے نایاب بےصبری ہورہی تھی اپنے نانا سے ملنے کے لیے---

اس کی ننھی آنکھیں خوابوں میں الجھ رہی تھیں--کے کیسے اس کے نانا اسے گلے لگائیں گے--اسے پیار کریں گے--اس کی ماں کا ڈاکٹر سے علاج کروائیں گے--پھر اس کی ماں پہلے جیسی ہوجائے گی--باتیں کرئے گی پیار کرئے گی --اس کے بال بنائے گی---

خواب سے حقیقت--حقیقت سے خواب کا یہ سفر--کتنا خوبصورت و امیدوں بھرا تھا کوئی نایاب سے پوچھے--وہ تو لمحہ لمحہ گن کر گزار رہی تھی---

چاچی پہنچ گئے؟-" یہ چھٹی بار تھا جب اس نے پوچھا تھا--اور صائمہ نے" ہربار کی طرح پیار سے منع کیا--

ان کی بس رکی--تو صائمہ نے وہاں سے ٹیکسی کی---

اب بس نانا کا گھر آنے والا تھا-جہاں کی اسے شہزادی بننا تھا--اب کوئی اسے چمٹو سے نہیں مارئے گا--کوئی اسے رسیوں سے نہیں باندھے گا--کوئی اس پر چیخے گا نہیں--سب سے بڑھ کر اسے کوئی پیار کرنے والا ہوگا---

ٹیکسی ایک بڑے سے دروازے پر جاکر رکی---

صائمہ نے دروازک نوک کیا تو گارڈ نے آکر دروازہ کھولا--

"جی ؟؟"

عبدالرحمان صاحب سے کہیں۔۔کے ان کی بیٹی و نواسی آئی ہے۔۔" بس اتنا" سننا تھا کے گارڈ نے بےیقینی سے اس سندھی چادر میں لپٹی عورت کو بغور سر تا پاوں دیکھا ۔۔اور پھر تیزی سے اندر بھاگا اطلاع کرنے کے لیے ۔۔

چلو نایاب۔۔ہمارا ساتھ یہیں تک کا تھا۔۔آگے کا سفر تمھارا اور بھابھی کا" بہت مبارک ہو۔۔"صائمہ نایاب کو پیار کر کے اور اپنی بھابھی سے گلے کر ۔۔روتے ہوۓ۔۔ان کی پیشانی چوم کر واپس ٹیکسی کی جانب بڑھ گئ۔۔۔

وہ الوداع کرکے وہاں سے چلی گئ ۔۔

کچھ دیر نایاب و اس کی والدہ دروازے پر کھڑے رہے۔۔۔اور پھر ایک شخص جو دکھنے سے ہی پچاس سال کا لگ رہا تھا۔۔اپنے رعب دار انداز میں چلتا ہوا باہر آیا۔۔۔۔

سب سے پہلے اس کی نگاہ اپنی بیٹی پر گئ۔۔جس کا ایک بچی ہاتھ پکڑے کھڑی۔۔ انھیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آۓ۔۔وہ فورا ہی اپنی بیٹی کی جانب لپکے ۔۔

میری بیٹی۔۔۔" اس میں سے بدبو آرہی تھی مگر وہ بدبو انھیں روک نہیں" سکی تھی اپنی بیٹی کو گلے لگانے سے ۔۔۔۔

وہ گلے لگے۔۔۔مگر ان کی بیٹی نے کوئی ری۔ایکشن نہ دیا۔۔۔

انھیں دیکھتے ہی محسوس ہوگیا تھا کے وہ نارمل حالت میں نہیں ہے۔۔۔

وہ اپنی بیٹی (عشال) کو اپنے ساتھ اندر لے جانے لگے۔۔نایاب کا ننھا ہاتھ اپنی ماں سے جدا ہونے لگا۔۔۔

نانا۔۔۔" اس نے اپنی جانب توجہ دلانے کے لیے بڑے پیار سے پکارا۔۔۔"

کون نانا؟؟۔۔ضرور تو اس آدمی کی ہی گند ہے جس نے میری بیٹی کا یہ" حال کیا ہے ۔۔نکالو اسے یہاں سے۔۔۔۔"کون سی محبت۔۔کون سی شہزادی۔۔۔کون سہ نانا۔۔۔اور کون سی نواسی۔۔۔

انھوں نے تو پہلی ہی نگاہ میں اسے دیکھتے ہی اسے گند قرار دے دیا۔۔۔

وہ دیکھتی رہ گئ۔۔اسے کوئ پیار نہیں کیا گیا۔۔کوئی گلے سے نہیں لگایا گیا۔۔کوئی اس کی پیشانی نہیں چومی گئ۔۔اسے تو دھتکار دیا گیا دیکھتے ہی۔۔۔

وہ اتنی دور جو امیدیں لے کر آئی تھی وہ سب ٹوٹ گئی تھیں۔۔ سب بکھر گئی تھیں۔۔ اس کا چہرہ دھوپ کے زرد میں تھا ۔۔وہ لال پڑ رہی تھی مگر کسی کو اس کی فکر نہیں تھی۔۔۔ وہ تو اپنی بیٹی کو اندر لے جا چکے تھے۔۔۔ بچی وہ تھی پیچھے اکیلی۔۔۔تنہا۔۔۔

کتنی دیر دھوپ میں کھڑی رہی۔۔ اور کب تک کھڑی رہی کچھ خبر نہیں۔۔ بس وہ کھڑی تھی اس بڑے سے مینشن کو دیکھ رہی تھی اس کے پاؤں جل رہے تھے دھوپ کی تپش سے۔۔ وہ چپل پہنی ہوئی تھی مگر چپل تھوڑی ٹوٹی ہوئی تھی جس کے سبب اسے محسوس ہو رہی تھی دھوپ کی جلتی کرنیں اپنے پاؤں کو جھلساتیں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہل تک نہیں رہی تھی اس کی آانکھوں میں بس آنسو ہی آنسو تھے۔۔۔

اس کے پاس تو کوئی پناہ گاہ نہیں تھی صائمہ بھی جا چکی تھی وہ تو اب لاہور کے لیے نکل گئی ہوگی بس میں بیٹھ کر۔۔۔ یہ سوچ وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے رگڑنے لگی۔۔ تاکہ دھوپ کی کرنوں کی جو تپش ہے جو اس کے پاؤں کو جھلسا رہی ہے وہ تھوڑی کم ہو ۔۔۔اس کا چہرہ جل رہا تھا۔۔۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر چھاؤں کرنے کے لیے رکھتی اور پھر اس بڑے سے سفید مینشن کو دیکھتی۔۔۔ جس میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

کافی دیر تک وہ کھڑی رہی ۔۔سورج اپنے سوا نیزے پر آ گیا تھا ۔۔۔شاید دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔۔۔ وہ بس اندازہ ہی لگا سکتی تھی۔۔۔ اپنی دادی کے ساتھ رہ کر اس نے سورج سے وقت کا اندازہ لگانا سیکھا تھا۔۔۔

اور پھر اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی اس نے پلٹ کر دیکھا تو ایک بہت خوبصورت گاڑی داخل ہو رہی تھی۔۔ شاید وہ پجارو تھی اس نے ٹی وی میں دیکھا تھا اس گاڑی کو لیکن آج پہلی بار ریل میں دیکھ رہی تھی پھر اس میں سے ایک خوبصورت سہ نوجوان نکلا ۔۔۔۔

وہ وائٹ کلر کی شرٹ اور بلو جینز میں ملبوس تھا ---- اس کی گاڑی سے نکلتے ہی فورا ہی ایک ملازم نے اس پر چھتری کی چھاو کی---

وہ بڑا خوبصورت سہ ورزشی جسامت والا ماڈل جیسا لڑکا تھا--- جو نہایت پروقاریت بھرے انداز میں چلتا ہوا وہاں سے گزرنے لگا---

نایاب کو ڈر لاحق ہوا کہیں اسے دیکھتے ہی باہر پھینکنے کا آرڈر جاری نہ کر دے-- اس لیے وہ فورا ہی اس کی جانب اپنی پشت کر کے کھڑی ہو گئی---

قیصر اس ننھی سی بچی کو دھوپ میں کھڑا دیکھ چلتے چلتے رکا----

ہیلو---تم کون؟؟--"قیصر اس کی جانب چلتا ہوا آیا اور تجسس سے پوچھنے" لگا---

وہ کالج سے آرہا تھا---

اس ننھی بچی نے جواب نہ دیا تو اس نے ہلکا سہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا---

ہیلو---تم سے بات کررہا ہوں--" ایک لمحے کے لیے اسے لگا کوئی فقیرنی " ہے-- جو گھر میں گھس آئی ہے--- اس کے کپڑے بھی تو گاؤں میں پہنے جانے والی سندھنوں جیسے تھے--- لال کلر کی فراک اور اس پہ لال پجامہ ڈھیلا ڈھالا سہ--- اور کمر پر ڈلی موٹی سی چوٹی---

جی"نایاب ڈرتے ڈرتے مڑی---"

سیاہ گہری آنکھیں ان بھوری جگمگاتی آنکھوں سے ٹکرائیں--

کچھ ہوا--- پورے جسم میں شدید گرمی کے باوجود ایک سرد لہر دوڑئی---
وہ ساکت نہیں ہوا تھا لیکن وہ بول بھی نہیں سکا تھا---

وہ قسم کھا سکتا تھا کہ اتنی خوبصورت آنکھیں اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھیں---

بھوری جگمگاتی آنکھوں پر بڑی بڑی بھیگی پلکیں---

اس کی خوبصورت چمکتی آنکھیں جیسے کوئی جہاں آباد کیے ہوں اپنے اندر----

شدید گرمی میں بھی ایک ٹھنڈک کا احساس ہوا۔۔ ٹھنڈے ہوا کے جھونکے کا۔۔۔

ماسٹر قیصر۔۔ یہ بچی آپ کی بہن کی بیٹی ہے۔۔۔" بس ملازم کے ان " الفاظوں کا اس کے کان میں پڑنا تھا کہ وہ شاکڈ کے عالم میں اس ملازم کی جانب مڑا اور پھر دوبارہ اس بچی کی جانب ۔۔۔

اب وہ اس کا سر تا پاؤں جائزہ لینے لگا تھا۔۔۔

عشال بی بی گھر آگئی ہیں۔۔ مگر ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بالکل" بھی۔۔۔" قیصر یہ جملے سننے کے بعد کچھ لمحے ساکت سہ رہا۔۔ بہت کچھ تھا جو اس کے دماغ میں چل رہا تھا اس لمحے۔۔۔

تمھارا نام کیا ہے؟؟۔" اس نے نایاب کو دیکھ بہت نرمی سے پوچھا۔۔۔"

نایاب۔۔" وہ تیزی سے بولی۔۔۔"

جگنو ہونا چاہیے تھا۔۔" بے اختیار سہ کہ اٹھا ۔۔۔"

❤️جاری_ہے#

ایک ہفتے بعد وہ اپنے دوست سے ملا۔۔

پارٹی ضرور شورو سے چل رہی تھی ۔۔وہ دونوں کلب میں جمع تھے ۔۔۔دونوں ہی ڈرنک کر رہے تھے جب ایک لڑکی کی خوبصورت آنکھیں دیکھ کر۔۔زید بے ساختہ بولا : کتنی خوبصورت آنکھیں یار اس لڑکی کی۔۔" زید کے توجہ دلاتے ہی اس نے بھی نگاہ اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا۔۔۔

اسے وہ آنکھیں خوبصورت نہ لگیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔

ہنہ۔۔۔تو انھیں خوبصورت کہتا ہے؟۔۔"وہ خاصہ استہزائیہ انداز میں کہہ رہا " تھا۔۔۔

اتنی پیاری تو ہیں۔۔۔ بڑی بڑی نشیلی نشیلی سی۔۔۔" زید تعریفوں کے پل " باندھنے لگا۔۔

مجھے تو سونی سونی لگ رہی ہیں۔۔" اس نے منہ بسور کر کہا۔۔۔ "

" تو آج کچھ زیادہ ہی آنکھوں کی گہرائیوں میں نہیں اتر رہا؟" زید چاہ کر بھی روک نہیں سکا تھا خود کو اسے ٹوکنے سے--- جبکہ مقابل اس کے ٹوکنے کو مکمل اگنور کر-- ڈرنک کا ایک گھونٹ منہ میں بھر گیا تھا

"ارے--- ہاں تو نے تو مجھے بتایا ہی نہیں--- میں نے سنا ہے کہ تیری بہن مل گئی ہے" زید نے یاد آنے پر اچانک ہی ٹاپک چھیڑا تھا---

"بالکل ٹھیک سنا ہے مگر وہ بیمار ہیں--- ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے --ذہنی طور پر تو بالکل بھی نہیں---" قیصر خاصہ افسردگی سے گویا ہوا تھا اپنی بہن کا ذکر کرتے وقت---

"اوو--- اللہ انہیں صحت دے--- ویسے اچانک اتنے سالوں بعد وہ واپس کیسے آگئیں ؟" زید ڈرنک کا گلاس ٹیبل پر رکھ کر--- بڑے تجسس سے پوچھ رہا تھا---

"خود نہیں آئیں--- ان کی بیٹی لے کر آئی ہے-- "

" او تو، تو بیٹھے بیٹھائے ماموں بھی بن چکا ہے اور نہ صرف ماموں --بلکے جائیداد کے حصے دار بھی آ گئے ہیں---" زید نہ صرف اس کا دوست تھا بلکہ اس کا وکیل بھی تھا---

" کوئی حصے دار نہیں ہے میری جان--- آپی کی ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کے وہ حصے دار بن سکیں-- اور وہ بچی--- اسے تو ڈیڈ نے قبول ہی نہیں کیا--- وہ اسے یتیم خانے بھیج چکے ہیں---" قیصر خاصہ لاپرواہی سے جواب دے رہا تھا--- جبکہ زید نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی ٹھوڑی کھجائی---

" مانا تیری آپی کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے لیکن وہ بچی--- وہ حصے دار بن سکتی ہے--- وہ تیرے باپ کی سگی نواسی ہے جبکے تو صرف لے پالک--تیرا قانونا و شرعا ان کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں بنتا جب تک وہ ماں بیٹی زندہ ہیں--- چل بہن کا تو کوئی مسئلہ نہیں وہ تو ذہنی طور پر بیمار ہے مگر وہ بچی --- اگر تیرا باپ کل کو مر جاتا ہے تو بھی وہ تیرے لیے خطرہ ہے اور اگر نہیں مرتا اور محبت جاگ جاتی ہے اپنی نواسی کے لیے تو بھی تیرے لیے جان لیوا--- دونوں صورتوں میں تیرا تو نقصان ہی نقصان ہے---"قیصر اس کی بات خاصہ سنجیدگی سے سن رہا تھا---

" تو خوامخواہ ٹینشن لے رہا ہے--- وہ بچی الریڈی یتیم خانے بھیجی جا چکی ہے--- اور اس کا باپ و چاچا و دادی جیل میں پڑے ہیں--- تو شاید جانتا نہیں ہے میرے ڈیڈ کو۔۔ ایک بار فیصلہ کر لیں تو پھر وہ کسی کی نہیں سنتے اور نہ ہی اپنا فیصلہ بدلتے ہیں---سو ریلیکس--" نارمل انداز میں کہتے ہوئے اس نے پھر ایک ڈرنک کا گھونٹ بھرا ۔۔

وہ خاصہ پر اعتماد تھا کہ اس کا باپ دوبارہ کبھی اس بچی کی جانب دیکھے گا تک نہیں---

" تو بھی شاید نہیں جانتا ۔۔خون کی کشش کیا چیز ہوتی ہے--- ابھی وہ بس غصہ ہیں۔۔ جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا ناں--- تو سب سے پہلے انہیں اپنی نواسی ہی یاد آئے گی--- اور اگر ایسا ہو گیا تو سوچ لے--- تیرا پتہ صاف---"

" ڈیڈ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں--- انہوں نے کبھی مجھ میں اور آپی میں فرق نہیں کیا--" وہ حسین لڑکا مطمئن لہجے میں گویا ہوا---

" محبت اور جائیداد میں بڑا فرق ہوتا ہے--- اگر وہ کل کو اللہ نہ کرے مر گئے--- تو تجھے ایک روپیہ نہیں ملے گا اس لڑکی کی موجودگی میں--- اس بات کو سمجھ۔۔"

" تو،تو کیا چاہتا ہے--- میں کیا کروں--- اس بچی کو مار دوں؟؟۔۔ یا اس سے شادی کر لوں؟؟---"قیصر نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ڈرنک کا گلاس ٹیبل پر پٹکنے والے انداز میں رکھ کر--- نہایت جھنجھلا کر پوچھا تھا---

" ظاہر سی بات ہے۔۔ مارنے کا سجیشن تو نہیں دینے والا میں تجھے ۔۔شادی کرنا بیسٹ رہے گا۔۔"زید اتنے نارمل انداز میں یہ بات بول رہا تھا کہ جیسے آج کے موسم کی بات کر رہا ہو جبکہ مقابل اسے ایک دو لمحوں کے لیے لاجواب ہو کر دیکھنے لگا۔۔

"شادی؟؟--- وہ بھی اس پانچ سال کی بچی سے ؟؟---دماغ خراب ہو گیا ہے تیرا یا زیادہ چڑھ گئی ہے--" اب اسے زید کی دماغی حالت پر شک ہو رہا تھا---

" پھر وہ میری بھانجی ہے--- بھانجی اور ماموں کا کیسا نکاح؟؟--" وہ اسے ایک اور قابل اعتراض پوائنٹ یاد کرا گیا تھا۔۔

سگی بھانجی نہیں ہے وہ تیری--- تو لے پالک ماموں ہے اس کا--- تم دونوں " کے نکاح میں کوئی قباحت والی بات نہیں ہے---"زید تو جیسے سیرس ہو چکا تھا---

"ڈیڈ کبھی نہیں مانیں گے "

انہیں بتا بھی کون رہا ہے"زید نے ڈیولش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے " جواب دیا---تو قیصر اپنے آگے کے بال نوچنے کی حالت میں پہنچا---

پانچ سال کی بچی ہے وہ--- میں بوڑھا ہو جاؤں گا اس کا انتظار کرتے " کرتے--"بیچارا اپنا سر پکڑے بولا--

تو میں کون سہ کہہ رہا ہوں کہ تو اس کے بڑے ہونے کا انتظار " کرنا---آرام سے دوسری شادی کر لینا کون سہ وہ تجھے روک سکتی ہے-----"زید ہر صورت اس کا نکاح کرا کر رہے گا یہ سمجھ گیا تھا وہ--

میں چیٹر نہیں ہوں " وہ سیاہ آنکھوں والا نوجوان فورا ہی اکڑ کر بولا تھا-- "

ابے جا--- اس کے سامنے یہ شرافت کا لبادہ اوڑھ جو تجھے جانتا نہ ہو---" تین تین لڑکیوں سے ایک ساتھ چیٹنگ تو میں کرتا ہوں ناں--" زید نے فورا ہی اسے حقیقت کا ائینہ دکھایا تھا-- جس پر وہ بےاختیار ہنس دیا--- جیسے کوئی چوری پکڑے جانے پر ہنس دیتا ہے---

چل ٹھیک ہے --اگر میں ایک وقت تیری بات مان لوں اور اس پانچ سال " "کی بچی سے شادی کر بھی لوں تو ہمارا نکاح کیسے ہوگا ؟؟---

ولی کی رضامندی سے--اور کیسے---" جیسے دو منٹ میں میگی تیار ہوتی" ہے ویسے ہی اس کے دماغ میں ایک خرافاتی آئیڈیا تیار تھا---

نکاح کے بعد-- پھر اس بچی کا کیا؟؟--" زید کو اب جا کے محسوس ہوا " تھا کے وہ تھوڑا تھوڑا راضی ہوا ہے---

تیری بیوی ہو گی اور کیا--- ویسے بھی اسے تھوڑی پتہ چلے گا نکاح کا " اور نہ ہی ہم اسے بتائیں گے-- اوپر سے وہ انگوٹھا چھاپ ہو گی ہے پڑھنا لکھنا تھوڑی آتا ہوگا اسے--- کون سہ یتیم خانے میں رہ کر اس نے کلیکٹر بن جانا ہے --کل کو اگر اپنے نانا کے مرنے کے بعد وہ جائیداد کے لیے آتی

بھی ہے تو ، تو اسے آرام سے نکاح نامہ دیکھا کر اپنے گھر کے ایک کونے میں بیٹھا سکتا ہے---"

"ہاں--لیکن اس کے بالغ ہو جانے تک ہمیں اس کا خیال رکھنا ہوگا---- کیونکے آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے --لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں میں--- پارٹیوں میں--- سیاسی لوگوں کے پاس-- حتی کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں--پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے---اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی---بہت برا حال ہے یار--اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں --- --"زید تو لاپرواہی سے بتا رہا تھا--- مگر سامنے بیٹھے شخص کا ناجانے کیوں دل بھاری ہونے لگا تھا---

" تو بے فکر ہو جا--- تیرا وکیل ہونے کے ناطے --سب میں سنبھال لوں گا --بس تو تین بار قبول ہے کہنے کی زحمت کرلینا---"زید ساری ذمہ داری اپنے کندھوں پر لینے کے لیے تیار کھڑا تھا---

آخر کار زید اسے منانے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا ---- ساری جائیداد کا مالک قیصر صرف تب ہی رہ سکتا تھا جب وہ نایاب سے شادی کر لے--- عبدالرحمان یوسف کی جائیداد کی اصل وارث سے---

ان کا پلان یہی تھا کہ ولی کی مدد سے نکاح کریں گے اور اس کے بعد واپس گھر آ کے ارام سے رہیں گے جیسے رہ رہے تھے-- اور نایاب کو یتیم خانے میں ہی رہنے دیں گے --- یہ نکاح صرف فیوچر میں آنے والی مشکلات سے بچنے کے لیے کیا جا رہا تھا تاکہ جائیداد کا کوئی حصہ دار نہ پیدا ہو سکے---

کل کو اپنے نانا کے مرنے کے بعد وہ جاہل و یتیم خانے میں رہنے والی لڑکی اگر آکر اپنے حصے کی جائیداد کی ڈیمانڈ کرے گی بھی تو قیصر کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی---

دنیا میں صرف چار ہی لوگ جانتے تھے کہ قیصر لےپالک ہے۔۔ ایک وہ خود۔۔ دوسرے اس کے والد عبدالرحمان یوسف ۔۔تیسرا زید۔۔۔اور چوتھی عشال۔۔۔ اس کے علاوہ اس متعلق کسی کو علم نہیں تھا ۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

نکاح کے بعد۔۔

وہ دونوں پولیس اسٹیشن سے نکل کر اب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔۔۔

نکاح مبارک ہو میری جان۔۔" زید گاڑی میں بیٹھتے ہی اس حسین لڑکے کی" جانب دیکھ۔مسکرا کر بولا۔۔۔

ہاں۔۔خیر مبارک۔۔۔"وہ ایک گہری سانس ہوا میں خارج کرتے ۔۔بےدلی سے" گویا ہوا۔۔۔

اسے کوئی خوشی نہیں تھی۔۔۔

چل اب اسی خوشی میں مجھے بریانی کھلا دے۔۔ یو نو۔۔۔ ائی ایم بریانی " لور۔۔" زید خاصہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

تجھے چڑھ رہی ہوں گی خوشیاں۔۔ مجھے نہیں ہے۔۔ اس لیے میں تو گھر " جا رہا ہوں تو بھی گھر جا ۔۔ اور سو۔۔۔" مقابل بیزاری سے بول کر ۔۔۔ اب ونڈو سے باہر کی جانب دیکھنے لگا تھا۔۔

اسے زید کی باتوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا بلکہ ایک عجیب سی الجھن تھی۔۔۔

تو ،تو ہے ہی صدا کا کنجوس لیکن کم از کم آج کنجوسی نہ دکھا ۔۔۔نایاب " بھابھی کی خاطر ہی تھوڑا دل بڑا کر لے۔۔۔"وہ دوست ہی کیا جو بھابھی کے نام پر نہ چھیڑے۔۔۔ اسے بھی ایک مزیدار موضوع مل گیا تھا۔۔۔ جب کہ اس کے کہتے ہی مقابل نے فورا ہی اس کی جانب گھور کر دیکھا۔۔

بھابھی ۔۔ہونہہ۔۔۔ پانچ سال کی بچی ہے وہ۔۔۔" قیصر تیزی سے جل کر بولا۔۔۔"

تو یہ تو اچھا ہے ناں۔۔۔کل کو جب سب کی بیویاں بوڑھی ہو جائیں گی ۔۔تو " تیری بیوی واحد خوبصورت و جوان ہوگی۔۔۔۔"وہ ایک آنکھ ونگ کرتے زچ کررہا تھا۔۔۔

ویسے کراچی میں کتنی بسیں چلتی ہیں؟؟" قیصر نے اچانک ہی بڑی" سنجیدگی سے سوال کیا۔۔

بہت ساری۔۔۔"مقابل کنفیوز ہو کر۔۔جواب دیتے ہوئے۔۔۔"

تو ان میں سے ایک کے نیچے آکے تو مر کیوں نہیں جاتا۔۔"وہ کم عمر " لڑکا دانت پیستے ہوئے کہتا۔۔واپس ونڈو کی جانب

مڑ گیا تھا۔۔۔

جل کیوں رہا ہے۔۔ تجھے کون سہ اسے پالنا ہے۔۔۔ زندگی میں تیرا کبھی" اس ننھی بھابھی سے ٹکراؤ نہیں ہوگا ۔۔تو بےفکر رہ۔۔" زید ابھی بھی باس نہیں آرہا تھا۔۔ ننھی بھابھی کہہ کر یقینا اس نے مقابل کی مزید تپائی تھی۔۔۔

ننھی بھابھی؟؟۔۔ میں چاہوں بھی نہ بھولنا۔۔۔ تو بھی تو مجھے بھولنے نہیں" دے گا کمینے۔۔۔" وہ جزبز ہوکر بولا ۔۔

تو مقابل نے اپنے ہونٹوں پر دو انگلیاں بند کر کے زپ لگانے والے انداز "میں دیکھائیں۔۔۔"لیکن قیمت ہو گی

اس کی ڈھٹائی سے کہتے ہی قیصر نے اسے ترچھی نگاہ سے گھورا۔۔۔

کتنی؟؟۔۔" ایک ابرو اچکاکر۔۔"

زیادہ نہیں۔۔۔بس یہیں کوئی ایک دو کروڑ۔۔" زید نے اتنی بڑی ڈیمانڈ اتنے" نارمل انداز میں رکھی ۔۔جیسے اس سے بریانی کی ایک پلیٹ مانگ رہا ہو۔۔۔

ایک دو کروڑ؟؟۔۔ تیرے باپ نے بھی دیکھیں ہیں کبھی"قیصر فورا ہی " برہم ہوکر بول پڑا تھا۔۔۔

نہیں دیکھے۔۔۔ سچ کہہ رہا ہوں نہیں دیکھے۔۔ تبھی تو اپنی نسلوں کو " دکھانے کے چکر میں تجھ سے مانگ رہا ہوں۔۔۔ تو دوست ہے میرا۔۔۔ میری آنے والی نسل پر احسان کر۔۔ ایک دو کروڑ کا چیک کاٹ کر دے دے ... میرے آنے والے بچے دعائیں دیں گے تجھے۔۔"زید کا ڈھٹائی میں کوئی مقابلہ نہیں ۔۔۔یہ بات قیصر کیسے بھول گیا۔۔۔

وہ تو بغیرتوں کی طرح مانگنا شروع ہو چکا تھا ۔۔

اس نے گہری ٹھنڈی اہ بھری ۔۔

اور وہ کون تھا جو دو دن پہلے تک بڑے دعوے کررہا تھا۔۔ کے سب کچھ " صرف میری دوستی کی خاطر کررہا ہے ۔۔"وہ بالی عمر کا نوجوان کسی تفتیشی افسران کی طرح آنکھیں سوکیڑ کر۔۔مقابل کو اسی کے کہے جملے یاد دلا رہا تھا ۔۔

بھئ پیٹ کسی کا سگا نہیں ہوتا۔۔" اس نے انکھیں چراتے ہوئے کہا ۔تو" مقابل مسکرا دیا۔

تو ، تو ایسے مجھے دیکھ رہا ہے جیسے میں نے تیری کڈنی مانگ لی " ہے۔ ابے یار دو کروڑ کی تو بات ہے۔ دے دے۔ ویسے بھی اپنے لیے تھوڑی مانگ رہا ہوں ۔تیرے ہی آنے والے بھتیجا بھتیجی کے اچھے فیوچر کے لیے مانگ رہا ہوں۔" زید تو ایسے ظاہر کر رہا تھا کہ اگر قیصر اسے پیسے دیتا بھی ہے تو اس کی ذات پہ کوئی احسان نہیں کرے گا ۔ الٹا اپنے آنے والے بھتیجا بھتیجی کے فیوچر کو ہی سیکیور کرے گا۔۔

یقین مان۔۔ میں دیتا تجھے۔" قیصر کا اپنی پیشانی مسلتے ہوئے سنجیدگی " سے کہنا تھا کہ زید کی آنکھیں چمکیں۔۔ " مگر وہ کیا ہے ناں۔ میں بہت خوددار ہوں اور مجھے یقین ہے میرے آنے والے بھتیجا بھتیجی مجھ پر ہی جائیں گے۔ وہ کبھی پسند نہیں کریں گے کہ کوئی ان پر احسان کرے۔ وہ خود کما کے کھانا پسند کریں گے۔۔ اور میں ان کی خودداری کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس لیے سوری۔" اگر مقابل تیز تھا تو شاید وہ بھول گیا تھا سامنے بیٹھا بھی قیصر عبدالرحمان ہے۔۔

وہ نہایت مخلصانہ انداز میں گویا ہوا تھا۔ جیسے بڑی فکر ہو اس کی آنے والی نسل کی عزت نفس کی۔

وہ قیصر عبدالرحمن تھا اسے باتیں گھما کر اپنے حق میں کر لینا بخوبی آتا تھا۔۔

اوئے زیادہ ہوشیار مت بن۔" زید فورا ہی بول اٹھا تھا اپنی شرافت بھول۔۔ "

اور جو تو بن رہا ہے اس کا کیا۔ ہلکے ہو جا بیٹا۔۔ یہاں میرا باپ مجھے " ایک البم بنانے کے لیے 50 لاکھ دینے کے لیے تیار نہیں اور تو بیٹھ کر مجھ سے دو کروڑ کی ڈیمانڈ کر رہا ہے۔۔ دو کروڑ جوتے دے سکتا ہوں

میں تجھے ---چاہیے" قیصر بھی فورا ہی دوبدو بولا تھا-- جوتے کے لفظ پر خاصہ زور دیا تھا اس نے جس پر مقابل کڑوا سہ منہ بناکر بولا---
""ہونہہ--یہ تو میرا کھڑوس باپ بھی دے دے گا-- وہ بھی بنا مانگے---

اور پھر دونوں ہی ہنسنے لگے---

ان کا ہنسی مزاق چل ہی رہا تھا کہ گاڑی رکی-- زید کا گھر آگیا تھا---

چل کل ملتے ہیں--- اور میری بریانی تجھ پر ادھار ہے --یاد رکھنا--"وہ " مسکراتے ہوئے کہ کر گاڑی سے اتر گیا ----

وہ یوسف مینشن میں کم ہی رہا کرتا تھا اس کا اپنا ایک اپارٹمنٹ تھا اور وہ زیادہ تر وہی وقت گزاری کرتا

اسے اپنے والد کے ساتھ رہنا اتنا خاص پسند نہیں تھا اور عبدالرحمان صاحب بھی کہاں پاکستان میں رہا کرتے جو اسے ٹائم دے سکیں--- وہ دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے سے کافی فاصلہ رکھتے تھے اس کی سب سے بڑی وجہ قیصر کے خواب تھے--- وہ سنگر بننا چاہتا تھا اس کی آواز بہت سریلی اور خوبصورت تھی --جبکہ عبدالرحمان صاحب نے اسے گود لیا ہی اس لیے تھا تاکہ وہ ان کا آگے چل کر بزنس سنبھالے ---ان کا ہاتھ بٹائے ---ان کے کاروبار کو دیکھے جو ملک کو بیرون ملک پھیلا ہوا ہے---

عبدالرحمان صاحب پاکستان میں ہوتے تو اسے ضرور ڈنر پر بلایا کرتے ---اس ڈنر میں گزاررئے ہوئے دو تین گھنٹے بھی اس کے لیے جیسے پہاڑ کی مانند ہوتے تھے --وہ اکثر بور ہو جاتا تھا یا باپ بیٹے کی بحث ہوجاتی--- جس کے بعد دونوں ہی ایک دوسرے سے مہینوں تک بات نہیں کیا کرتے تھے---

وہ لائٹ ان کرتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا---

نہایت خوبصورت اور ویل فرنش اپارٹمنٹ---

وہ بڑے سے لاونج سے ہوتا ہوا ڈائریکٹ سیڑھیوں کی جانب پڑ گیا تھا ---

اپنے کمرے میں آ کر اس نے شرٹ اتارئی اور سامنے رکھے صوفے پر بے دلی سے پھینک دی---

پھر وہ ٹاول لے کر نہانے چلا گیا تھا۔۔

پانچ منٹ بعد بالوں کو ٹاول سے ڈرائی کرتے ہوئے جب وہ باہر نکلا۔۔تو تھکن کے سبب آنکھیں جھکتی ہوئی معلوم ہوئیں۔۔لیکن وہ سو نہیں سکتا تھا اسے اپنا اسائنمنٹ کمپلیٹ کرنا تھا ابھی۔۔ورنہ یقینا اس کے والد تک پروفیسر نے شکایت پہنچانے میں دیر نہیں لگانی۔۔

گرۓ کلر کا لوز سہ شارٹ پینٹ(جو گھٹنوں سے بھی اونچی تھی) پہن کر۔۔۔ اب وہ اپنا بیگ لے کر اسائنمنٹ کرنے بیٹھ گیا تھا ۔۔۔

وہ کام کرنے میں مگن تھا کہ اچانک ہی ذہن میں زید کے کہے الفاظ گھومنے لگے۔۔"آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے ۔۔لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں میں۔۔۔ پارٹیوں میں۔۔۔ سیاسی لوگوں کے پاس۔۔ حتی کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں۔۔پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے۔۔اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔۔بہت برا حال ہے یار۔۔اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں ۔۔۔"

نایاب وہ چھوٹی سی پانچ سالہ لڑکی۔۔اب اس کی بیوی تھی ۔۔چاہے وجہ کچھ بھی ہو۔۔۔ وہ اسے یوں یتیم خانے میں درندوں کے سپرد کر کے کیسے رہ سکتا تھا سکون سے؟؟۔۔

اچانک اس کا ضمیر اسے تنگ کرنے لگا۔۔۔ جھنجھوڑنے لگا۔۔۔ پریشان کرنے لگا۔۔۔ وہ اتنا جھٹکتا لیکن پھر بار بار خیال آ جاتا ۔۔وہ بیچارا پریشان ہو کر آخر کار اسائنمنٹ بند کرنے پر مجبور ہوا۔۔۔

یہ کیا ہو گیا مجھے اچانک ؟؟۔۔میں کیوں اس کے بارے میں سوچ رہا " ہوں؟؟۔۔۔"وہ اب جیسے خود سے ہی بیزار تھا اور خود سے ہی پریشان ۔۔۔

کہاں جائے؟؟۔۔ کس سے کہے؟؟۔۔۔ یہ کون سا عجیب احساس تھا جو دل میں جنم لے رہا تھا؟؟۔۔ کیوں ہو رہا تھا یہ ؟؟؟۔۔۔

نکاح تو کیا ہی اس لیے گیا تھا تاکہ وہ یتیم خانے میں رہتی رہے اور اسے کبھی اس کے حقوق کا پتہ ہی نہ چلے۔۔وہ کبھی وراثت میں اپنے حق کی

ڈیمانڈ ہی نہ کر سکے وہ جاہل رہے و یتیم خانے میں پڑی رہے اور کبھی اگر بالفرض وہ آ بھی جاتی ہے اپنا حق مانگنے تو وہ اس کے شوہر ہونے کے ناطے اسے ایک کمرے کے کونے میں بند کر دے --- مگر اب کیوں دل نہیں مان رہا تھا اسے یتیم خانے میں چھوڑ کر رکھنے پر؟؟--- ابھی دو گھنٹے پہلے تک تو سب صحیح تھا پھر یہ اچانک کیوں اس کا ذہن بدل رہا تھا؟؟-- کیوں وہ اس لڑکی کے لیے پریشان ہو رہا تھا؟؟----

وہ نہیں جانتا مگر دنیا جانتی ہے کے نکاح کے دو بول کتنے طاقتور ہوتے ہیں---

وہ اب سارے خیالات کو جھٹک کر لائٹس اف کر کے سونے کی کوشش کر رہا تھا ---"آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے --لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں میں--- پارٹیوں میں--- سیاسی لوگوں کے پاس--حتی کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں--پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے---اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی---بہت برا حال ہے یار--اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں --- " زید کے الفاظ پھر اس کے کانوں میں گونجنے لگے--- اب کہ وہ اوندھا منہ ہوکر لیٹ گیا--- تکیے کو دونوں سائیڈ سے کان کے اوپر پکڑ کر رکھ لیا ---تاکہ آواز نہ آئے---

میں کیا کروں اگر وہ یتیم خانے میں ہے--میں نے اسے تھوڑی ڈالا ہے--- " ڈیڈ نے ڈالا ہے---" وہ جیسے خود کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا--- کہ وہ کتنا معصوم ہے اس معاملے میں ---تاکہ اس کا دماغ چلنا بند کرے اور وہ سکون سے سو سکے ---

آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے --لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں" میں--- پارٹیوں میں--- سیاسی لوگوں کے پاس-- حتی کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں--پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے---اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی---بہت برا حال ہے یار--اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں --" اس نے انکھیں

بند کیں۔ کچھ منٹ تک تو سب صحیح رہا اور پھر اچانک وہ خوش ہونے لگا کہ چلو اس کے ذہن نے اب نایاب کے متعلق سوچنا بند کیا اور پھر اس خیال پر وہ ہنس دیا ۔۔کہ پھر ابھی وہ کیا سوچ رہا ہے؟۔۔

اب اس نے جھنجھلا کر اٹھتے ہوئے پاس رکھی ہینڈ فری اٹھائی اور کان میں لگا لی۔ اس کے بعد میوزک ان کیا اور دوبارہ لیٹ گیا۔۔

مگر وہ نادان نہیں جانتا ضمیر کی آواز کو روکنے کا آج تک کوئی آلا بنا ہی نہیں ہے۔۔۔

اس کا ذہن پھر بھی گھوم پھر کر نایاب پر چلا جاتا۔۔ آخر کار وہ تھک ہار کر اٹھا۔۔۔

اپنی کبرڈ میں سے ایک وائٹ ٹی شرٹ نکالی۔۔۔

اوروں کے دولہے جاتے ہوں گے اپنی دولہن کو لینے لاکھوں کی شیروانی پہن کر۔ خوب بالوں کو جیل سے سجائے بن ٹھن کرپوری بارات کے ساتھ۔۔۔ مگر وہ اپنی پانچ سالہ دولہن کو لینے گرے رنگ کے چھوٹے سے شارٹ پینٹ اور ڈھیلی ڈھالی وائٹ ٹی شرٹ میں بغیر بالوں کو بنانے کی زحمت کیے چل دیا تھا۔۔۔

ویسے تو وہ بہت سیلف کانشس تھا کبھی بھی ایک گھنٹے سے ایک منٹ کم بھی آئینے کے سامنے تیار ہوئے بغیر باہر نہیں نکلتا تھا لیکن آج اس نے آئینہ میں اپنا جائزہ لینے کے لیے۔۔اک لمحہ وقت ضائع نہیں کیا تھا۔۔ وہ بس پھرتی سے کمرے سے نکل گیا۔ اپنے ہاتھوں سے ہی بالوں کو سیٹ کرتا۔۔۔

چابی دو۔" اس کے ڈرائیور سے چابی مانگتے ہی۔۔ ڈرائیور نے اسے الجھ" کر دیکھا۔۔ ان آنکھوں میں الجھن سے کہیں زیادہ احتجاج تھا۔۔ اور کیونکر نہ ہوتا عبدالرحمان صاحب کی جانب سے سخت ارڈر تھا کے رات کے وقت اسے ڈرائیونگ نہ کرنے دی جائے کیونکہ وہ بہت خطرناک گاڑی چلاتا تھا۔۔

میں نے کہا چابی دو " ڈرائیور اس سے عمر میں کافی بڑا تھا لیکن اس " کے باوجود مجال ہے اس بندے کے لہجے میں ذرا بھی تمیز کا عنصر ہو دور دور تک۔۔ حاکمانہ انداز میں کہتا۔ وہ اپنا چڑچڑاپن ظاہر کررہا تھا۔۔

وہ ایسا ہی تو تھا صدا کا چڑچڑا۔۔ دنیا جہاں کا بیزار۔۔۔

مگر بڑے ماسٹر الاؤ نہیں کرتے" ڈرائیور نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا " تھا۔۔جس پر وہ جزبز ہو کر اس کے قریب آیا اور خود ہی اس کے ہاتھ سے چابی چھین لی۔۔۔

اور اگر میرے گاڑی لے جانے والی بات ماسٹر کے کان تک پہنچی۔۔ تو " سوچ لینا میں تمہارا کیا انجام کروں گا۔۔۔" دھمکی آمیز لہجے میں کہتا ۔۔۔ وہ گاڑی کا ڈور کھول گیا تھا۔۔۔

اور صرف دو لمحے بعد ہی اس کی گاڑی دھواں اڑا کر جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

اس وقت وہ یتیم خانے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ سامنے وہاں کے انچارج کھڑے تھے۔۔۔

سر آپ چاہیں تو نایاب کو ابھی لے جا سکتے ہیں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں " ہے۔۔۔ سب کو علم ہے کہ آپ ماموں ہیں اس کے ۔۔۔لیکن آپ کو یہ فارم فل اپ کرنا ہوگا۔۔ یہ فارملٹی ضروری ہے۔۔" انچارج نہایت ہی لچکدار انداز میں گویا ہوا تھا اس کے آگے پیپرز رکھتے ہوئے۔۔۔

پین دو۔۔۔" اس نے خاصہ بیزاریت سے انچارج کی جانب دیکھتے ۔۔۔حاکمانہ" انداز میں کہا۔۔۔

انچارج نے فورا ہی اپنے سینے پہ لگی پاکٹ میں سے پین نکال کر اس کی جانب بڑھایا وہ بھی دونوں ہاتھ پین کے نیچے لگا کر جیسے کسی بادشاہ کو پیش کیا جاتا ہے۔۔۔

اس نے خاصہ مغرور انداز میں وہ پین پکڑا اور فارم فل اپ کرنا شروع کیا۔۔۔

باقی فارم تو فل کرنا آسان تھا لیکن جب فارم میں کالم آیا کہ آپ بچی کے کون لگتے ہیں۔۔۔تو اس کا تیزی سے چلتا ہاتھ رکا۔۔۔

وہ سوچ میں پڑ گیا تھا کہ کیا لکھے۔ شوہر لکھے گا تو دنیا کو پتہ چل جائے گا یہاں تک کہ انچارج بھی شاید اسے پھر عجیب نگاہوں سے دیکھے اور اگر مامو لکھتا ہے تو اپنا رشتہ خراب کرے گا۔۔ وہ بیچارہ عجیب ہی الجھن میں پھنس گیا تھا۔۔۔

کچھ ثانیوں تک وہ پین کے پچھلے حصے کو اپنے بالوں میں رگڑتا رہا۔

فقط ایک "H"کیا لکھوں ؟؟۔" اور پھر ذہن میں جیسے ایک آئیڈیا آیا۔۔" الفابیٹ لکھ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔

انچارج جو مسلسل اس کے فارم پر نظر ٹکائے ہوئے تھا وہ اسے ایچ لکھتا دیکھ۔ تھوڑا سہ الجھا مگر پوچھنے کی ہمت نہ کی۔۔ بھلا کس میں جرات تھی عبدالرحمان کے اکلوتے بیٹے سے سوال کرنے کی۔

فارم فل اپ کرنے کے بعد اب اس نے پین بند کر کے سامنے بڑھا دیا تھا۔ انچارج نے فورا ہی اس کے ہاتھ سے لیا اور ایک بار پڑھا۔۔

پڑھ تو وہ پہلے ہی چکا تھا اب تو بس نظر ثانی کر رہا تھا۔۔

اب اگر آپ نے چیک کر لیا ہو تو کیا آپ اب نایاب کو لے کر آئیں گے؟" " اس نے کھڑے ہو کر ایک ہاتھ شارٹ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے۔۔ دنیا جہاں کی بےزاریت لہجے میں سموئے۔۔نہایت کوفت کے عالم میں پوچھا۔۔

اوکے۔۔سر" انچارج فورا ہی فارم کو اپنے صندوق میں رکھ کر ۔۔جو" خاصہ بوسیدہ نظر آرہا تھا ۔۔پھرتی سے آفس سے نکل گیا۔۔

وہ اب واپس سیٹ پر بیٹھ کر فرصت سے پورے آفس کا جائزہ لے رہا تھا۔۔ کمرے میں چاروں دیواروں پر لائٹ نیلے رنگ کا کلر ہوا تھا جو جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا نظر آرہا تھا۔ نیچے سیم کی طے نظر آرہی تھی جس کے سبب دیوار کی مٹی ابھرئی ہوئی تھی۔۔

آ جاو یار۔۔مجھے سونا بھی ہے گھر جاکے۔۔" اس کی گھری سیاہ آنکھیں" اب بند ہونے لگی تھیں انتظار کرتے کرتے۔۔جبکے صرف پانچ منٹ ہی گزرئے تھے۔۔ وہ جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ۔ دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔۔

پھر دروازہ کھلنے پر۔۔اب وہ فورا ہی سیٹ سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔

اس نے انچارج کو نہیں دیکھا۔ اس نے انچارج کی گود میں اس کے سینے سے لگی ایک بچی کو دیکھا ۔۔جو سو رہی تھی۔۔

کچھ تھا جو چبھ رہا تھا آنکھوں میں ۔۔کیا؟؟۔ وہ نہیں سمجھ پایا۔۔

مجھے دو۔۔" فورا ہی آگے بڑھ کر۔اک لمحے کی دیری کے اس لٹل فیری" کو اپنی گود میں لیا۔۔

اب نایاب اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔

زندگی میں پہلی بار اس نے کسی بچی کو اس طرح گود میں لیا تھا۔۔یہ ایک نیا احساس تھا ۔۔اور انوکھا بھی۔کیونکے وہ بچی کوئی غیر نہیں تھی۔اس کی بیوی تھی۔۔

سر آپ کوئی فنڈ وغیرہ نہیں دینا چاہیں گے؟؟۔" وہ نایاب کو لے کر باہر" کی جانب بڑھنے لگا تو پیچھے سے انچارج تیزی سے یاد دہانی کرانے والے انداز و لچکدار لہجے میں بولا۔۔

فنڈ؟؟۔جہاں تک مجھے یاد ہے دو ہفتے پہلے ہی میرے ڈیڈ نے پچاس لاکھ" کا چیک دیا تھا آپ کو۔۔اتنے میں تو پورے یتیم خانے کا نقشہ تبدیل ہوجانا چاہیے تھا ۔۔مگر لگتا ہے آپ کے پاس وقت نہیں ہے یتیم خانے پر توجہ دینے کے لیے۔ایسے میں اب میں مزید اپنے پیسے دے کر کیوں آپ کے بینک اکاؤنٹ پر بوجھ ڈالوں۔۔" وہ بہت سادہ سے لہجے میں ۔مقابل کو بھیگو کر جوتا مارتا۔ آگے بڑھ گیا تھا۔۔

نایاب " اس نے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھول کر نایاب کو" بیٹھایا۔۔پھر سیٹ بیلڈ باندھی۔۔

وہ سورہی تھی اس لیے اس کی گردن نیچے کی جانب لڑک گئ۔یہ دیکھتے ہی مقابل نے فورا ہی اس کا ننھا سہ سر واپس سیٹ سے آہستگی سے ٹکایا۔۔مگر نیند میں اسے ہلکی سی کھانسی آئی۔اور دوبارا اس کی گردن نیچے کی جانب لڑکنے لگی۔۔۔

اف۔۔ایسے تو اس کی گردن میں درد ہوجائے گا۔۔" اس نے سیٹ بیلڈ کھول کر اسے واپس گود میں لیا۔۔

زندگی میں یہ پہلی بار تھا جب وہ ایک بچی کو گود میں لے کر گاڑی ڈرائیور کررہا تھا۔۔ پورے راستے اس ننھی سی بچی کا چہرہ اس کے سینے سے لگا رہا۔۔

وہ گھر پہنچا ۔۔تو اسکی گود میں نایاب کو دیکھ ۔۔ڈرائیور کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

اگر اس بارے میں ڈیڈ کو خبر ہوئی۔۔تو تمھارے گاوں بھی جلد ہی موت کی" خبر پہنچے گی۔۔" وہ کھلی دھمکی دیتا ۔۔چابی ان کی جانب اچھال کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔۔

وہ ڈائریکٹ اسے اپنے کمرے کی جانب لارہا تھا۔۔جب ذہن میں اعتراض ابھرا۔۔کے کیا وہ اس بچی کو اپنے کمرے میں سلائے گا؟؟

اس خیال کے آنے پر وہ سوچ میں پڑا۔۔اور اس کے چلتے قدم رکے۔۔

لیکن اگر اکیلے میں یہ ڈر گئ تو۔۔نہیں۔۔بہت چھوٹی سی ہے یہ۔۔میں اسے" اکیلے نہیں سونے دے سکتا۔۔اور پھر کمرا شیئر کرنے میں برائی کیا ہے۔۔بیوی ہے میری۔۔" خود سے ہی الجھ کر ۔۔خود کو ہی دلیل دیتا ۔۔وہ اپنے کمرے کا دراوزہ کھول گیا ۔۔

اپنے کمرے میں لاکر اسے آہستگی و نرمی سے بیڈ پر لیٹایا۔۔

پھر خود کچھ لمحے اسے یوں ہی تکتا رہا۔۔یقین کرنے کی کوشش کرتا رہا کے وہ ننھی سی بچی اس کی بیوی ہے۔۔اور وہ اسے پلان کے خلاف جاکر بغیر کسی وجہ کے اپنے ساتھ یتیم خانے سے لے آیا ہے۔۔۔

پھر آہستگی سے اس کی چھوٹی ننھی سی سفید پیشانی پر جھک کر اپنی پیشانی اس سے لگائی ۔۔۔

سوری۔۔میں کبھی یہ سب نہیں کرتا اگر تم اچانک نہ آتیں۔۔تمھیں نہیں آنا" چاہیے تھا۔۔" قیصر زیر لب آہستگی سے سرگوشی کررہا تھا۔۔نایاب کی گرم سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کرسکتا تھا۔۔

پھر اپنا سر اٹھایا۔۔اور سیدھا ہوکر بیٹھا۔۔۔

یہ میں کیا کرتا پھررہا ہوں۔۔" آواز میں کوفت تھی ۔۔۔ فرسٹیشن تھی ۔۔۔مگر" صرف خود سے۔۔۔

اپنی انگلیوں کو بالوں میں الجھاتا۔۔وہ خود سے ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔

پھر اپنی ٹی۔شرٹ اتار کر صوفے کی جانب اچھال کر پھینکتا۔۔وہ اسی کے برابر میں ذرا فاصلے پر لیٹ گیا تھا۔۔۔

گڈ نائٹ جگنو۔۔" لائٹ بند کرنے سے پہلے یہ آخری آواز تھی جو کمرے" میں گونجی۔۔۔

❤️#جاری_ہے

چونکہ یہ پہلی رات تھی اس کی کسی بچی کے ساتھ اس لیے تھوڑا محتاط ہو کر سو رہا تھا جیسے ہی اس کی لات لگتی ۔فورا ہی تھوڑا سہ پیچھے ہو کر سو جاتا تھوڑی دیر بعد پھر محسوس ہوتا کہ اس کی لات اس کے پیٹ یا چہرے سے ٹکرا رہی ہے تو پھر آگے کھسک جاتا ۔۔۔ایسے کرتے کرتے وہ بالکل بیڈ کے کونے میں پہنچ گیا تھا۔۔۔

اب کے جب نایاب نے نیند میں اس کے لات ماری تو وہ دھڑام کر کے بیڈ سے نیچے گرا۔۔۔

ابے تیرے باپ کا بیڈ ہے سالے۔۔" وہ اوندھے منہ فرش پر گرا تھا ۔۔۔اس " کی ناک و ہونٹ زور سے فرش سے ٹکرائے تھے۔۔گہری نیند سے اچانک اٹھنے کے سبب۔ وہ فورا ہی اٹھ کر بیٹھ ۔۔۔ اپنی ناک مسلتے ہوئے۔۔غصے سے جزبز ہوتا زور سے دھاڑا ۔۔۔

پھر اگلے ہی لمحے غصہ مزید بڑھا یہ دیکھ ۔۔۔ کہ وہ پانچ سالہ چھوٹی سی بچی پورے بیڈ پر پھیل گئی ہے اور اسے اسی کے بیڈ سے بےدخل کر کے زمین پر پھینک دیا ہے۔۔۔

یہ سب کمینے زید کی غلطی ہے۔۔۔ خود تو سو رہا ہوگا کمینہ سکون سے " اپنے بیڈ پر پھیل کر اور مجھے اس حال کو پہنچا دیا کہ ایک بیڈ بھی نصیب نہیں۔۔" وہ اپنے گردن کی پشت کو مسلتے جزبز ہو کر کہتا۔ دنیا

جہاں سے بےزار--- بیڈ سے اپنا تکیہ اٹھا کر-- اس سوتی ہوئی پری کو کھاجانے والی نگاہ سے گھورتا ہوا ---دوسری جانب سے آکر بیڈ پر لیٹا---

وہ دل ہی دل کڑتا آنکھیں موند گیا تھا---- صرف دو تین لمحے لگے تھے اسے دوبارہ نیند کی وادی میں جانے میں---

قیصر نیند میں ہی تھا جب اسے خود پر وزن محسوس ہونے لگا---

وہ اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا--

بڑی مشکل سے آنکھ کھول کر دیکھا تو آئینے کی عکس میں نظر آیا کے اس کی کمر پر وہ لٹل پرنسس سو رہی ہے--

اس بچی کو پورا بیڈ دے دیا ہے پھر بھی چین نہیں ہے---"وہ زیر لب " کڑتا-- دوبارہ آنکھیں موند گیا تھا---

اس بار آنکھ جب کھلی تو کوئی اس پہ مسلسل کود رہا تھا ماما ماما کی صدا لگاتے ہوئے--

یار سونے دو مجھے --صبح کالج میں اسائنمنٹ جمع کرانا ہے--"وہ حسین " کم عمر لڑکا دنیا جہاں کی بیزاریت و کوفت اپنے لہجے میں سموئے-- منہ بسور کر بھاری آواز میں کہہ رہا تھا---

نیند کے سبب اس کی آواز اس قدر بھاری ہو رہی تھی کہ نایاب کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کہہ کیا رہا ہے

ماما -- مجھے بیت الخلا جانا ہے اٹھیں--" وہ اب پہلے سے زیادہ طاقت" لگا کر--اسے جگانے کی نیت سے کود رہی تھی-

بیت الخلا--- مطلب واش روم؟؟" قیصر نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھیں" کھول کر اس کی جانب ہلکی سی گردن گھما کر دیکھتے ہوئے -- الجھ کر پوچھا

ہاں-- جلدی اٹھیں مجھے جانا ہے--" بس اتنا سننا تھا کہ نایاب نے واش روم" جانا ہے فورا ہی اس کی نیند رفو چکر ہوئی---

اچھا کودنا تو بند کرو--- اور مجھ پر سے ہٹو---" اس کے بھاری آواز میں " کہتے ہی نایاب فورا ہی ہٹ گئی تھی---

خود نہیں جا سکتی تم؟؟" وہ اٹھ کر بیٹھتے۔۔ دونوں ہاتھ سے اپنا چہرہ " رگڑنے کے بعد۔۔اس کی جانب دیکھ ۔۔۔ بیزاریت سے پوچھنے لگا۔۔۔

جاسکتی ہوں ماما۔۔۔ مگر مجھے پتہ نہیں ہے کے بیت الخلا کہاں ہے نظر" بھی نہیں آ رہا یہاں پر تو۔۔۔" وہ بھوری چمکتی آنکھوں والی لڑکی اس کی سیاہ نشیلی آنکھوں میں جھانکتے۔۔۔جب معصومیت سے بولی تو وہ لمحہ بھر کے لیے بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔

سامنے ۔۔ دروازہ نظر آرہا ہے براؤن کلر کا ؟۔۔" اس کے انگلی کا اشارہ" کر کے دکھاتے ہی۔۔ نایاب فورا ہی اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

وہ واش روم ہے۔۔۔جاو۔۔۔ اور پلیز گندگی مت کرنا ۔۔میں بہت صفائی پسند" ہوں۔۔۔ویسے بھی ملازمہ دو بجے تک آئے گی ۔۔۔" مانا الفاظ میں منت تھی مگر لہجہ وہ تو بہت کرختگی بھرا تھا۔۔۔

نایاب فورا ہی اپنا ننھا سہ سر اثبات میں خم کر بیڈ سے اتر کر واش روم کی جانب بڑھی۔۔۔ جب کہ وہ دوبارہ لیٹ گیا تھا۔۔۔ مگر ساتھ ہی گھڑی کی جانب نگاہ کی۔۔

ساتھ تو الریڈی بج رہے ہیں ۔۔۔اہ۔۔۔ سو بھی نہیں سکا میں سکون سے۔۔۔" " وہ نہایت جھنجھلاتے ہوئے کہتا۔۔ دوبارہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔

بھوک لگ رہی ہوگی؟۔۔ہے ناں۔۔ آؤ چلو تمھیں ناشتہ کرواؤں۔۔۔ پھر میں " تیار ہو کر کالج جاؤں گا اور تم اچھے بچوں کی طرح گھر میں رہوں گی اوکے۔۔۔" وہ نایاب کو گود میں لے کر کمرے سے نکل کر۔۔۔ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا۔۔۔ اس کی جانب دیکھ۔۔نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔

وہ کب سیڑھیاں آہستہ آہستہ اترنے کا عادی تھا وہ تو اس کی سلائیڈ تھی۔۔ اکثر وہ سلائیڈ مارتے ہوئے اترا کرتا تھا۔۔مگر آج۔۔آج مزاج میں تبدیلی تھی جناب کے۔۔۔

اوکے ماما۔۔" اپنے ہونٹوں پر پیاری سی مسکان سجائے۔۔۔اسکی گردن کے" گرد اپنے ننھے ہاتھوں کا گھرا بناکر۔۔۔وہ اپنی میٹھی سی آواز میں بولی۔۔۔

ماما؟؟۔۔مجھے ماما مت بولو۔۔۔" یہ لفظ اس کے لیے قابل اعتراض بھی تھا" اور اس کے رشتے کے لیے قابل خطرناک بھی۔۔۔۔

تو انکل بولوں؟۔" نہایت معصومانہ چہرے کے ساتھ جب پوچھا۔۔ تو مقابل" جزبز ہوکر دانت کچکچانے لگا۔۔

کمینے زید خدا تجھے بھی یہ دن دکھائے۔ جب تیری بیوی تجھے انکل " کہہ کر بلائے۔"وہ دل ہی دل اب زید کو ڈھیروں بددعائیں دے رہا تھا۔۔

نہیں۔بس قیصر۔" سختی سے حکمانہ انداز میں کہا۔۔"

مگر آپ تو میرے ماما ہیں ناں۔یہ غلط بات ہو گی اگر میں آپ کو آپ کا " نام لے کر پکاروں گی۔ یہ تو بدتمیزی ہو گی اور میں بدتمیز بچی نہیں۔۔"نایاب اپنے میٹھے سے لہجے میں فورا بولی۔۔

مانا وہ بچی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اور بچوں کی طرح تیز تیز نہیں بولتی تھی کہ بات سمجھ نہ آئے وہ بہت تحمل سے بولا کرتی اور بہت اداؤں کے ساتھ۔۔

بدتمیزی تب ہوگی جب تم میرا کہنا نہیں مانو گی۔" یہ کہتے ہوئے۔اس " نے نایاب کو کچن کی سلپ کے پاس رکھی چیئر پر بٹھایا ۔۔

اب وہ اس کی ننھی آنکھوں میں ڈائریکٹ جھانک رہا تھا۔

اور اگر میں آپ کا کہنا مانوں گی تو کیا پھر آپ مجھے میری امی سے " ملانے لے کر چلیں گے؟" ان ننھی بھوری آنکھوں میں امید جاگی تھی۔ اپنی ماں سے ملنے کی امید۔۔ جسے دیکھے ایک دن نہیں گزرتا تھا اسے دیکھے دو ہفتے بیت چکے تھے۔۔ کسی بھی بچے کو اپنی ماں سے ملنے کی تڑپ اٹھے گی اسے بھی اٹھ رہی تھی۔ وہ اپنی ماں کو اتنی دور اس لیے تو نہیں لائی تھی کہ اسے ہی اسکی ماں سے جدا کر دیا جائے۔

نہیں" سنگ دل اتنی سختی سے انکار کر دے گا کہاں جانتی تھی وہ۔"

اس کی ننھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

رو مت ۔میں جھوٹی امید میں نہیں رکھنا چاہتا تمھیں۔آپی کی ابھی طبیعت " خراب ہے میں تمہیں ان سے نہیں ملا سکتا ان کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔" وہ تو بس انکار کر کے چلا جاتا اگر اس کی ننھی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے نہ دیکھتا۔

امی کا ٹریٹمنٹ ہو رہا ہے" ٹریٹمنٹ کا لفظ ایک پانچ سالہ بچی کے لیے " جو گاؤں سے ائی ہے۔۔ بولنا مشکل ہوتا لیکن وہ فورا ہی ادا کر گئی تھی ۔۔وہ بھی بہت صفائی سے۔۔ اور اسی تلفظ میں جیسے کوئی انگریز ادا کرتا۔۔جیسے وہ بول رہا تھا۔۔۔

قیصر نے ابھی غور نہیں کیا تھا لیکن وہ بچی غیر معمولی طور پر ذہین تھی۔۔۔ ہم اس پاک سر زمین پر رہتے ہیں جہاں کی زمین سونا اگاتی ہے اور مائیں ہیرے جنتی ہیں ۔۔۔ بس قدر دانی ہی تو نہیں ہے باقی تو سب ہے۔۔

ہاں۔۔" اتنا کہہ کر اب وہ کچن میں اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔"

اس نے فریج سے کیلے اور دودھ کو نکالا۔۔۔ اور جوس بنایا۔۔۔

وہ اپنے لیے ایک گلاس جوس بنایا کرتا تھا آج اس نے دو بنائے تھے۔۔۔ وہ نایاب کو ناشتہ کرا کر ٹی وی ان کر کے چلا جائے گا تاکہ وہ آرام سے کارٹون دیکھتی رہے۔۔۔ پھر دو بجے تک تو ملازمہ آ ہی جائے گی اس سے کہہ دے گا کہ اس کا خیال رکھے۔۔۔ اسی منصوبہ بندی کے ساتھ وہ کیلے کے جوس سے بھرا گلاس اب اس کے آگے بڑھا رہا تھا۔۔۔

یہ تو بالکل بھی اچھا نہیں ہے ۔۔گڑ نہیں ہے اس میں " بس ایک گھونٹ " پینے کی دیر تھی وہ فورا ہی منہ بسور کر بولی۔۔۔

میں چینی نہیں پیتا۔۔۔ میرے ساتھ رہنا ہے تو عادت ڈال لو۔۔ ورنہ واپس " یتیم خانے چھوڑ آوں گا" اس نے تو صرف دھمکانے کے لیے کہا تھا مگر اندازہ نہیں تھا وہ واقعی اتنا ڈر جائے گی کہ ایک ہی گھونٹ میں پورا جوس چڑھا لے گی۔۔۔

پی لیا۔۔ اچھا ہے ماما" چہرے پر زبردستی کی مسکان سجائے جب وہ " ننھی کلی بولی۔۔۔ تو مقابل کے ہونٹوں پر مطمئن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔ مگر آخری لفظ پر اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔۔

قیصر۔۔۔ کہا نا قیصر کہو۔۔" اپنے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس پٹکنے" والے انداز میں سلپ پر رکھتا ۔۔وہ اس کی جانب دیکھ۔ غصے سے بولا۔۔۔

قیصر۔۔اچھا ہے قیصر" وہ برا سہ منہ بنا کر ۔ زبردستی مسکان سجائے" بولی۔۔۔

ہمم۔۔ اب اچھے بچوں کی طرح جا کے لانچ میں بیٹھو۔ ٹھیک ہے۔۔" اس" کا گلاس پکڑ کر اپنے گلاس کے پاس رکھتا۔ وہ اسے چیئر سے نیچے اتار گیا تھا۔۔

نایاب کو نہیں پتہ تھا کے لاؤنج کیا ہوتا ہے وہ بس سیدھے سیدھے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

جبکہ مقابل برتن دھونے کے بعد انہیں ان کی جگہ پر رکھ کر ۔فورا ہی اوپر کی جانب بڑھ گیا تھا تیار ہونے کے لیے۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر نیچے اتر رہا تھا اور نایاب صوفے پر بیٹھ کر اسے ہی نیچے اترتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ کسی ماڈل کی طرح خوبصورت لگ رہا تھا وائٹ شرٹ پر بلو جینز پہنے ایک کندھے پہ بلیک کلر کا بیک ٹانگے۔۔۔ پاؤں میں وائٹ کلر کے جوکرز۔۔ کلائی پر واچ بھی تھی مگر نایاب کی نظر کا مرکز تو صرف وائٹ جوگرز تھے جو اسے بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔

چپل بہت پیاری ہے قیصر آپ کی" قریب آیا تو وہ فورا ہی بول پڑی تھی" ستائشی نگاہوں سے اس کے جوگرز کو تکتی ہوئی۔۔۔

جگنو۔میں ایل سی ڈی پر کارٹون لگا کر جا رہا ہوں چپ چاپ بیٹھ کر یہاں" دیکھتی رہنا یہاں سے ہلنا مت جب تک ملازمہ نہ آجائے ۔جب ملازم آجائے تو پھر تھوڑی دیر سو جانا اوپر جا کر۔۔" کیونکہ آج پہلا دن تھا اس لیے اسے موقع نہیں ملا تھا اب تک کسی بے بی سٹر کو ہائر کرنے کا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ کسی کو رکھے تاکہ جب وہ کالج وغیرہ جائے تو بے بی سٹر نایاب کا اس کے پیچھے خیال رکھے۔۔۔

وہ پورے دن نایاب کو اکیلا تو گھر میں نہیں چھوڑ سکتا تھا ویسے بھی وہ کہاں گھر میں آنے جانے کا عادی تھا۔ اس کی واپسی تو راتوں میں ہی ہوا کرتی۔۔ کبھی رات کے ایک بجے کبھی رات کے دو بجے اور کبھی تو پوری رات باہر ۔۔۔

نایاب کی،کی جانے والی تعریف پر تو اس نے کان بھی نہیں دھرے تھے---
جیسے عادی ہو وہ ان تعریفوں کا--- اپنی بات سمجھاتا وہ آگے کی جانب بڑھ گیا تھا اور نایاب صرف اس کی پشت تکتی رہ گئی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کیا کہا تو نے؟؟--- تو ننھی بھابھی کو گھر لے آیا--- کیا تیرے دماغ میں کوئی وائرس گھس گیا ہے؟-- " وہ دونوں زید کے گھر کے گارڈن میں بیٹھے ہوئے تھے---

چائے کا دور دورہ چل رہا تھا---

آمنے سامنے بیٹھے وہ باتیں کر رہے تھے جب قیصر نے زید کے سر پر ایٹم بم پھوڑا یہ انکشاف کر کے--- کہ وہ نایاب کو یتیم خانے سے اپنے گھر لے آیا ہے---

"میں سمجھ سکتا ہوں کہ شادی کرنے سے تیرے دماغ کے ڈس بن میں ایرر آگیا ہے--- لیکن ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تو صفائی کر کے نیو ورژن اپڈیٹ کر سکتا ہے یار-- ہاں مانا تیرے لیے بہت مشکل ہے--- مگر یار کوشش تو کر---" زید تو جیسے ٹکا کے ذلیل کرنے پہ اتر آیا تھا---

آخری جملہ اس نے یوں منتی لہجے میں ادا کیا--- کے مقابل کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی--

" تو زیادہ بک بک نہ کر-- یہ سارا رائتہ تیرا ہی پھیلایا ہوا ہے---" قیصر جزبز ہو کر تیزی سے بولا تھا---

"اوئے--- رائتہ نہیں پھیلایا میں نے پوری بریانی بنا کر کے دے کر گیا تھا تیرے ہاتھ میں وہ بھی فرسٹ کلاس --وہ تو ہے جس نے پورا رائتہ پھیلا دیا--- ایک بار بھی تجھے اپنے باپ کا خیال نہیں آیا ننھی بھابھی کو یتیم خانے سے نکلواتے ہوئے--- اگر اس کھڑوس بوڑھے کو پتہ چل گیا ناں تو ہم دونوں کی واٹ لگ جانی ہے--- چل تیرا تو پھر باپ ہے رحم کر جائے گا مگر مجھ غریب کی تو قبر کھدوا دے گا وہ---" زید اپنے بال نوچتے ہوئے--- پریشانی کے عالم میں بولا---

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ شدت سے ماتم کرے مقابل کی عقل پر۔۔کیا سوچ کر اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے؟؟۔۔

رحم اور مجھ پر ؟؟۔۔ تجھ سے پہلے اگر میری قبر نہ کھدوائی ناں تو نام" بدل دینا۔۔" قیصر فورا ہی دل جلے انداز میں بول اٹھا۔۔

جب پتہ ہے انجام کے متعلق تو پھر ایسا کام کیا ہی کیوں؟؟۔۔"زید فورا " ایسے چیخا جیسے کسی نے اس کی دم پر پیر رکھ دیا ہو۔۔

فی الحال ۔۔ ابھی دیر نہیں ہوئی ہے۔۔ تو ایک کام کر ۔۔کسی کو پتہ نہیں " چلے گا تو نایاب کو واپس یتیم خانے چھوڑ کر آ جا۔۔ ہمارا اس بچی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ اگر بالفرض وہ بڑے ہو کر اپنا حق مانگنے آتی ہے تو تب کی تب دیکھیں گے۔۔"زید تھوڑا آگے ہو کر بیٹھتے ۔۔ دونوں ہاتھ ٹیل پر جما کر اس کی جانب دیکھ ۔۔سنجیدگی سے مشورہ دے رہا تھا۔۔

یتیم خانے میں نہیں چھوڑ سکتا اسے"قیصر قطعی لہجے میں گویا ہوا۔۔۔۔ "

اگر یتیم خانے میں نہیں چھوڑے گا تو پھر کیا خود پا لے گا؟؟۔۔"زید منہ " بسور کر طنزیہ بول اٹھا۔۔ مگر مقابل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

دیکھ قیصر۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں تجھے جذباتی لگاو ہوگا اس بچی سے " کیونکہ وہ تیری بہن کی بیٹی ہے لیکن یار سمجھا کر ۔۔ہم نہیں رکھ سکتے اسے۔۔ اگر تیرے باپ کو ذرا بھی بھنک لگی نا جو مجھے پتہ ہے بہت جلدی لگ جائے گی تو ہم دونوں کا ڈائریکٹ اوپر کا ٹکٹ کٹوائے گا وہ بغیر ویزا اور پاسپورٹ کے۔۔" زید اپنی ہر ممکنہ سعی کررہا تھا اسے سمجھانے کی ۔۔

کیونکہ اس بچی کو گھر میں رکھنا کسی بھی صورت ان دونوں کے لیے فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتا تھا نہ فیوچر میں ۔۔نہ حال میں۔۔

میں نے کہہ دیا نا میں نہیں چھوڑ کر آنے والا۔۔" قیصر کے لہجے میں " ابھی بھی پہلے جیسی ہی قطعیت تھی۔۔

وہ اپنا فیصلہ بدلنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں تھا۔۔

" ہر چیز کو قطع نظر رکھ کر بھی اگر ہم سوچیں تو ایک بچی کو پالنا کوئی کھیل نہیں ہے۔۔۔ تو کیسے پالے گا یہ تو سوچ ؟؟۔۔ کیا ہو گیا ہے تجھے ؟؟۔۔عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں کیا؟؟۔۔۔"زید کی بے بسی انتہا پر تھی کیونکہ اگر مقابل نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا تو اس نے بن موت مارے جانا تھا۔۔۔

" میں بے بی سیٹر رکھ لوں گا۔۔۔" لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔

" تو سمجھ نہیں رہا ؟؟۔۔۔یا تو معاملے کی نزاکت کو سمجھنا نہیں چاہتا؟؟ ۔۔۔بس اتنا بتا دے مجھے" اب زید کی حد ہوئی تھی۔۔۔ وہ تلخی سے کہتا اسے گھورنے لگا ۔۔۔

" کیا کر لیں گے زیادہ سے زیادہ وہ" زید کے سمجھ نہیں آیا وہ اس کی بے وقوفانہ جرات پر کیا ریمارکس پاس کرے۔۔۔

"جب سب پلان تھا اور سب کچھ پلان کے مطابق ہوا وہ بھی تیری رضامندی کے ساتھ۔۔ پھر یہ اچانک سے اتنا بڑا بدلاو کیوں؟؟۔۔ کیوں نکاح کے صرف دو گھنٹے بعد ہی اسے جا کر لے کر آ گیا؟؟۔۔۔" زید نہیں سمجھ پا رہا تھا اس کی منطق۔۔۔

صرف دو گھنٹے میں ایسا کیا ہو گیا کہ وہ خود اپنے سر پہ اتنی بڑی بلا لے کر بیٹھ گیا ہے؟۔۔ اور حال تو یہ ہے کہ کسی صورت اس بلا کو اپنے سر سے اتارنے کے لیے تیار نہیں۔۔۔

" تجھے نکاح کرانا ہی نہیں چاہیے تھا" قیصر اب اس کی باتوں سے جھنجھلا رہا تھا۔۔ ایک ہی ٹاپک کتنی دیر گھومتا رہے گا۔۔

بیزاریت اور کوفت بھرے لہجے میں کہتا۔۔ وہ کھڑا ہوا اپنی چائے چھوڑ کر۔۔۔

" بس اتنا سمجھا جا۔۔ کیوں؟؟۔۔۔ کیوں اتنا بڑا خطرہ مول لے رہا ہے۔۔۔ کیوں اسے واپس یتیم خانے نہیں بھیج رہا؟؟۔۔" زید کے پیچھے سے آنے والی آواز پر اس کے قدم از خود رکے۔۔۔

"کیونکے بیوی ہے میری۔۔۔" بغیر مڑے۔۔۔ ایک ایک لفظ پر جماو دے کر واضح الفاظ میں جواب دیتا وہ چل دیا تھا ۔۔۔

ایک اجنبی لڑکے اور لڑکی کے درمیان وہ تین بول ہی تو ہوتے ہیں جو انہیں زندگی بھر کے لیے ہم سفر بنا دیتے ہیں۔۔ اب وہ تین بول کسی بھی حالت میں بولے جائیں ان کا مول نہیں بدلا کرتا۔۔۔ اس سے پڑنے والا اثر نہیں بدلا کرتا۔۔۔

زید سمجھ ہی نہیں سکتا قیصر کی حالت کو۔۔۔ کیونکہ اس نے تو ابھی نکاح کا مزہ چکا ہی نہیں۔۔۔

وہ پانچ سالہ بچی اب قیصر کی عزت و غیرت تھی۔۔۔ وہ کیسے اسے یتیم خانے چھوڑ آتا۔۔۔ خاص طور پر تب جب وہ جانتا ہے کہ آج کل یتیم خانوں کا کیا حال ہے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ گھر جاتا مگر اسے راستے میں ہی اپنے ۔۔والد کی کال آ گئی۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو گاڑی ٹرن کرکے یوسف مینشن لے جانے کا آرڈر جاری کیا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد کا منظر۔۔

پوری ڈائننگ ٹیبل کھانوں سے سجی تھی ۔۔۔وہ باپ بیٹا آمنے سامنے کافی فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔

اس بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر سجا ہر کھانا ہی اس کا فیورٹ تھا مگر پتہ نہیں کیوں اس کا دل نہیں کر رہا تھا کھانے کا۔۔۔ کہیں نہ کہیں اسے خوف لاحق تھا کہ کہیں اس کے والد کو نایاب کے متعلق علم تو نہیں ہو گیا۔۔۔

تم آج کوئی بات نہیں کر رہے؟؟" عبدالرحمان صاحب اس کی جانب دیکھ " ۔۔۔سوپ کا چمچہ منہ سے ہٹا کر ۔۔آہستگی سے بولے۔۔۔

یقینا وہ سوال نہیں تھا ۔۔۔وہ شکوہ تھا۔۔۔

پچھلی بار ہونے والی لڑائی کے سبب کیا وہ اب بھی ناراض تھا؟؟۔۔

میں بولتا ہوں تو آپ کو برا لگ جاتا ہے۔۔۔ اس لیے چپ چاپ کھا رہا " ہوں۔۔۔یہی بہتر ہے۔۔۔" وہ بنا نظر اٹھائے نروٹھے لہجے میں کہتا۔۔۔سوپ کا چمچہ منہ سے لگا گیا تھا۔۔۔

اس کا دیا جواب یہ بتانے کے لیے کافی تھا عبدالرحمان صاحب کو کے اس کی ناراضگی ابھی تک جوں کی توں رکھی ہے---

وہ بھی ٹھہرے اسی کے والد پھر ایک لفظ نہ کہا---

کھانا خاموشی سے جاری رہا---

کھانے سے فارغ ہوتے ہی جب وہ باہر کی جانب بڑھا--- تو عبدالرحمان صاحب مزید خاموش نہ رہ سکے---

" ناراضگی مجھ سے ہے---بہن سے تو نہیں-- اس سے مل تو لو کم از کم ---" عبدالرحمان صاحب کے جملے تھے یا زنجیر --وہ پھر ہل نہ سکھا اپنی جگہ سے---

عبدالرحمان صاحب یہ جملے ادا کرنے کے بعد ایک لمحے بھی وہاں نہ رکے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر وہ وہاں رکے تو قیصر کبھی نہیں پلٹے گا---

ان کے جاتے ہی قیصر بھی پلٹ کر فورا ہی اپنی بہن کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا --

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا---عشال دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی---

اسے ذہنی سکون کے لیے دوائیوں کے زیر اثر رکھا جا رہا تھا---

نایاب--نایاب---" قیصر خاموشی سے جاکر اپنی بہن کے پاس بیٹھ گیا---"

عشال نیند میں صرف اپنی بیٹی کا نام لے رہی تھی---

وہ اتنی بیماری میں بھی اپنی بیٹی کو نہیں بھولی تھی--یہ دیکھ قیصر حیران ہوا--- شاید ماں باپ کی محبت ہوتی ہی ایسی ہے--- اسے کیا خبر ---اسے کب ملی--وہ رنجیدگی سے سوچ کر سر جھٹکتا اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ گیا--"فکر مت کرو--تمھاری بیٹی اب میرے پاس ہے---"

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر رات کے دو بجے جب اپنی گرل فرینڈ سے فون پر باتیں کرتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا---تو سامنے نایاب کو صوفے پر سوتا ہوا پایا---

گھر میں چھایا سناٹا اسے چونکا گیا تھا۔ ملازمہ کہاں ہے؟؟۔۔۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں بے-بی تم سے-۔" اس نے فورا ہی کال ڈس " کنیکٹ کی ۔۔ اور تیزی سے چلتا نایاب کی جانب آیا۔۔۔

جگنو۔۔" اس کے آواز دیتے ہی اس ننھی سی پری نے اپنی آنکھیں" کھولیں۔۔۔

قیصر مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔" وہ روتو سہ منہ بناکر تیزی سے" بولی اسے دیکھتے ہی۔۔۔

ملازمہ نہیں آئی ؟؟"اس نے بےتاثر لہجے میں پوچھا ۔۔"

کوئی نہیں آیا۔۔"دوبدو جواب دیا۔۔ "

وہ پیٹ بھرا تھا اور پیٹ بھرو کو کبھی بھوکوں کا احساس نہیں ہوا کرتا۔۔ اسے بھی کوئی خاص نہیں ہوا تھا۔۔

ملازمہ جب بھی چھٹی کرتی تھی میسج کر دیا کرتی تھی یقینا اس نے میسج کیا ہوگا چھٹی کا مگر وہ پورے دن بیزی رہا اس لیے اس نے سیل میں میسج دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی۔۔۔

اف ۔۔۔ اب بیٹھ کر کھانا بناوں۔۔ کیا مصیبت ہے یار۔۔" وہ تھوڑا جھنجھلایا" تھا لیکن پھر فورا ہی کچن کی جانب بڑھ گیا ۔۔۔

نایاب بھی اپنے ننھے قدم لیتی۔۔ اس کے پیچھے کچن تک آئی۔۔۔

جب تک آپ کچھ بنا رہے ہیں۔۔ تب تک مجھے کوئی فروٹ ہی دے دیں " ۔۔۔" وہ اپنی میٹھی سی آواز و منتی لہجے میں بولی۔۔۔

ارے ہاں۔۔ فریج میں فروٹس رکھے تو ہیں تم نے نکالے کیوں نہیں جب " بھوک لگی تھی تو؟" قیصر فریج کی جانب آتے ہوئے۔۔ اس لٹل گرل کی جانب دیکھ۔ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔

اور اگر میں نکال لیتی بغیر آپ کی اجازت کے اور آپ کو برا لگ جاتا " اور آپ واپس مجھے یتیم خانے میں چھوڑ آتے تو۔۔۔" اس نے تیزی سے اپنا ڈر ظاہر کیا تو مقابل لمحہ بھر کے لیے ٹھہر گیا۔۔۔

" لیکن آئندہ اگر میں نہ ہوں تو جو بھی اچھا لگے کھانے کے لیے وہ نکال لینا--- یہ تمہارا گھر ہے-- تمہیں ضرورت نہیں ہے کسی سے اجازت لینے کی---"

آپ سے بھی نہیں؟" تیزی سے پوچھا---"

" نہیں-- مجھ سے بھی نہیں--- "قیصر کے جواب پر مقابل کے ہونٹوں پر بڑی سی مسکراہٹ بکھری تھی اور آنکھیں --وہ جگنو کی طرح چمکنے لگی تھیں---

ایک سیب اور دو کیلے نکال کر-- اسے گود میں اٹھایا اور سلپ کے پاس رکھی ڈارک بلو فینسی چیئر پر بٹھا دیا---

" یہ کھاؤ --جب تک میں میگی بنا رہا ہوں--" قیصر کو میگی کے علاوہ اور کچھ بنانا آتا بھی نہیں تھا---

نایاب سکون سے بیٹھ کر سیب کھانے لگی جلدی جلدی جب کے مقابل میگی بنانے میں لگ گیا تھا---

پانچ منٹ بعد اس نے میگی کے دو پیالے سلپ پر سجائے-- اور خود اس کے برابر والی چیئر جو بلیک کلر کی تھی---اس پر بیٹھ گیا---

" چلو کھانا شروع کرو--" اس کے ہاتھ میں فوک پکڑاتا--- نرمی سے بولا--

" میرا پیٹ تو بھر گیا--" وہ نہیں جانتا بچوں کے پیٹ کتنے چوزے جیسے ہوتے ہیں --- شروع ہوتے ہی ختم---

قیصر نے حیرت سے کیلوں کی جانب دیکھا دو کے دو کیلے ویسے کے ویسے ہی رکھے تھے اس نے تو ہاتھ بھی نہیں لگائے-- اس نے صرف ایک سیب ہی تو کھایا تھا اتنی جلدی پیٹ کیسے بھر گیا ؟--

واقعی بھر گیا ؟؟" بےیقینی سے استفسار کیا---"

ہاں--" وہ ننھی کلی مسکرا کر بولی--"

" تو پھر یہ میگی کون کھائے گا؟" قیصر کے منہ بسور کر پوچھتے ہی-- اس نے لاعلمی میں کندھے اچکائے---

تم نے اتنا سہ تو سیب کھایا ہے میں یہ رکھ دیتا ہوں تم بعد میں کھا لینا۔۔ " "ہو سکتا ہے رات کو بھوک لگ جائے۔۔ مجھے تو اکثر لگتی ہے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ چلیں اب مجھے نیچے اتار دیں۔۔ میں تھوڑی دیر چل پھر لیتی" ہوں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو اپنی دادی اماں کی طرح میرے پاؤں بھی سن ہو جائیں۔۔" اس لمحے۔۔ وہ چھوٹا سہ قیصر کا جگنو۔۔ بالکل کسی بوڑھی دادی اماں کی طرح بات کر رہا تھا۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔ میں تمھیں گارڈن میں لے چلتا ہوں۔۔ تھوڑی دیر کھیل لینا " وہاں تم۔۔اور میں اپنی گرل فرینڈ سے بات کر لوں گا۔۔"نایاب اس کی ادھی بات سنتے ہی خوش ہو کر نیچے اترنے لگی ۔قیصر نے فورا ہی اس کا ننھا بازو تھاما۔۔۔تاکہ کہیں وہ گر نہ جائے اور پھر آرام سے اسے نیچے اتارا۔۔۔

میگی کچن میں ہی ڈھک کے رکھ کر۔۔۔ وہ اسے گارڈن میں لے آیا تھا۔۔

وووو۔۔۔اتنا بڑا۔۔۔" وہ بہت خوش ہوئی تھی قیصر کے گھر کا گارڈن دیکھ۔۔۔" پھر کیا تھا قیصر نے تو ایک سائیڈ سنبھال لی اور وہ آرام سے سفید چیئر پر بیٹھ کر اپنے فون پر باتیں کرنے لگا جو اس نے پہلے بیچ میں چھوڑ دی تھیں۔۔۔ اور اس کی ننھی دولہن کبھی ادھر بھاگتی کبھی ادھر بھاگتی ۔۔۔۔

قیصر کا گمان تھا کہ وہ 15 20 منٹ میں تھک کر بیٹھ جائے گی۔۔ یہ جو ابھی ابھی بیٹری چارج کی ہے اس نے ایک سیب کھاکر۔۔ وہ 15 20 منٹ ہی چل سکے گی۔۔۔ اسی لیے وہ آرام سے اپنی گرل فرینڈ سے باتوں میں لگا رہا۔۔۔

آدھا گھنٹہ بیتا ۔۔پھر ایک گھنٹہ۔۔۔ پھر ڈیڑھ۔۔۔ اب تو اس کی آنکھیں بھی باتیں کرتے کرتے جھکنے لگی تھیں۔۔۔

اچھا چلو کالج میں ملاقات ہوتی ہے" یہ کہتے ہوئے جب اس نے کال ڈس " کنیکٹ کی۔۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔ تو نایاب کو ابھی بھی کھیلتا ہوا پایا۔۔۔

اس کی اینرجی میں تو ذرا کمی نہ آئی تھی کبھی وہ ایک دیوار کو چھو کر آتی اور دوسری دیوار کی جانب بھاگتی اور کبھی دوسری دیوار کو چھو کر آتی اور پہلے کی جانب بھاگتی۔۔۔

کچھ لمحوں تک وہ بس اسے یوں ہی --- بھاگتا اور کھیلتا دیکھتا رہا---

چمکتی ہوئی جگنو جیسی آنکھیں-- موٹی سی لمبی چوٹی --- مسکراتا ہوا پرکشش چہرہ---

جگنو-- چلو بس کرو یار--- اوپر چلو مجھے سونا ہے--" اس نے اعلانیہ" طور پر آواز لگائی-- جسے مقابل مکمل نظر انداز کر-- اپنے کھیل میں مگن رہی--

میں نے کہا بس کرو--- مجھے صبح کالج جانا ہے " اس نے پھر آواز " لگائی مگر مقابل پہ اب بھی کوئی اثر نہ تھا--

وہ بچہ ہی کیا جو کھیلتے وقت آپ کی سن لے----

نایاب تو اپنے بھاگنے میں ہی مگن تھی کہ مقابل نے تیزی آ کر اسے پیچھے سے پکڑ کر گود میں اٹھا لیا---

کل صبح ویسے بھی بارش ہوگی-- آپ کالج نہیں جا سکیں گے ---اس لیے " چھوڑ دیں مجھے-- میں کھیل رہی ہوں---میں نے ابھی تو کھیلنا شروع کیا ہے" بچوں کو کبھی بھی کھیلتے وقت احساس نہیں ہوتا کہ کتنا وقت گزر گیا انہیں کھیلتے کھیلتے--- اس کا بھی یہی حال تھا---

قیصر نے اس کی بارش کی پیش گوئی پر کوئی خاص دیھان نہ دیا--- وہ سمجھا وہ صرف باتیں بنا رہی ہے کھیلنے کے لیے---

وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے آیا تھا---

کہاں؟-- ایسے نہیں ---پہلے جاؤ باتھ لے کر آؤ-- پھر سونا آرام سے آکر---" " وہ پہلے خود نہانے چلا گیا تھا --جب نہا کر نکلا تو دیکھا وہ آرام سے بیڈ پر پھیل کر لیٹ چکی ہے---

ویسے تو اس کا ننھا سہ وجود ایک کونے میں سما گیا تھا لیکن قیصر بخوبی واقف تھا وہ لڑکی سوتے ہوئے اتنی لاتے چلاتی ہے کہ اسے بیڈ سے بےدخل کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی---

اس سیاہ آنکھوں والے نوجوان کے کہتے ہی--- نایاب فورا ہی بیڈ سے اتر کر --- اچھے بچوں کی طرح نہانے جانے لگی---

میں نہانے کے بعد کون سہ سوٹ پہنوں گی پھر؟" واش روم کے دروازے" پر پہنچتے ہی--- ذہن میں اس خیال کے آنے پر-- وہ فورا ہی پلٹ کر اس نوجوان کی جانب دیکھ-استفسار کرنے لگی--

ابھی تو یہی پہن لو-- کل میں بازار سے جا کے لے اؤں گا تمہارے لیے " "کپڑے

جب بعد میں بھی یہی کپڑے پہننے ہیں تو پھر نہانے کا فائدہ؟--میں خواہ " مخواہ کیوں محنت کروں" اس کے منہ بسور کر کہتے ہی-- قیصر نے اسے ترچھی نگاہ سے گھورا---

ایک بات کا اسے شدت سے احساس ہو گیا تھا اس کی ننھی سی بیوی نہایت ہی ہڈ حرام ہے---

جاو ---فورا-- ایک آواز میں سننے کی عادت ڈالو --- دوبارہ اگر مجھے اپنی" بات کو دہرانا پڑا تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا" اسے لگا --اسے نایاب کو ابھی سے ٹائٹ رکھنے کی ضرورت ہے-- تبھی وہ اس کی سنے گی---

بس قیصر کا برہمی سے کہنا تھا کہ وہ چھوٹی سی پری تیزی سے باتھ روم میں گھس گئی ---

وہ اپنے گیلے بالوں میں کنگھا کر رہا تھا --جب واش روم سے آواز آئی---

قیصر -- میں نے صابن لگا لیا ہے-- بس کمر رہ گئی ہے --لگا دو--" بس" اس صدا کا کانوں میں گونجنا تھا--- کہ اس کے کان سرخ ہوئے--- بالوں میں چلتا ہوا ہاتھ تھما----

خو--خود لگالو--" اس کی زبان تک لڑکھڑا گئی تھی---"

مجھے کمر پر لگانا نہیں آتا-- میرا ہاتھ نہیں پہنچتا ---پہلے دادی لگاتی " تھیں--پھر چاچی اور یتیم خانے میں انٹی---"اس کے معصومانہ جواب پر---قیصر نے اپنے گالوں کو جلتا محسوس کیا---

خود لگاو--- اور اب دوبارہ آواز مت لگانا--" بمشکل آواز میں کرختگی لاکر" چیخا--

اپنی گرل فرینڈز کو یقینا وہ نعتیں تو نہیں پڑھ کر سناتا ہوگا گھنٹوں فون پر بیٹھ کر۔۔مگر نایاب کا معاملہ الگ تھا ۔۔۔ اور یہ بات اسے شدت سے اس لمحے محسوس ہوئی۔۔۔

خدا نے پہلے سے جوڑے ہیں سب کے دھاگے۔۔

ملنا ہی تھا مجھے تجھ سے یوں آ کے۔۔۔

ہے جینا مرنا تجھے اپنا بنا کے ۔۔۔

سمجھ کے کیوں ناں سمجھ تو سکا۔۔۔

یہ رشتہ گہرا ہے تبھی تو اپنا لاگے۔۔۔

آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو کان کی لو کو پورا سرخ پایا۔۔۔

" یہ اچھا ہے میری عمر کے لوگ شادی کر رہے ہیں سوشل میڈیا پر اور میں یہاں بیٹھ کر اپنی بیوی پال رہا ہوں۔۔" اس لمحے سمجھ نہ آیا اپنی حالت پہ ہنسے یا روئے ۔۔۔ ۔

" میں نے نہا لیا۔۔ اب سو جاؤں؟۔۔"وہ چھوٹا سہ جگنو۔۔۔ کافی منہ پھولا کر۔۔واش روم سے باہر نکلنے کے بعد۔۔ اسے دیکھ منہ بسور کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔" قیصر نے اس کی جانب نہیں دیکھا ۔۔۔ مگر اس کی آواز میں جو خفگی تھی وہ ضرور محسوس کر گیا تھا۔۔۔

"گندے قیصر" وہ کڑکڑاتی بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی ۔۔مقابل کے کان تیز تھے شاید اسے خبر نہیں تھی۔۔۔

قیصر نے جیسے ہی پلٹ کر اس کی جانب گھور کر دیکھا ۔۔۔وہ فورا ہی بیڈ پر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔۔

اس کا ننھا وجود پورا کمبل میں چھپ چکا تھا اب۔۔۔

"چلو تم۔۔" وہ تیزی سے اس کے جانب آیا تھا۔۔ کمبل سے نکال کر ۔۔پھرتی سے اس کے ننھے سراپے کو گود میں بھرا۔۔۔

وہ احتجاج کرنا چاہتی تھی مگر موقع کب ملا تھا۔۔۔

آپ نے سن لیا کیا؟؟"نایاب ڈرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ "

گندے قیصر۔۔ یہی کہا ناں تم نے ابھی؟" کہا جانے والی نگاہ سے اسے" گھورتا۔۔وہ اسے اپنی عدالت میں کھڑا کر چکا تھا۔۔

ہاں ۔۔۔مگر مجھے غصہ آگیا تھا ناں۔۔" معصومانہ چہرہ اوپر سے " بیچارگی بلا کی۔۔۔ کیسے ممکن تھا کے مقابل غصہ قائم رکھ پاتا۔۔۔

تو جب جب تمہیں غصہ آئے گا ۔۔۔تو تم مجھے برا بھلا کہا کرو " گی؟؟"چھوٹی آنکھیں کر۔۔ مقابل کو گھورتا۔۔ جب وہ بولا۔۔۔ تو نایاب ڈر کر تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

غصے میں تو برا ہی کہا جاتا ہے ناں۔۔۔ اچھا کون بولتا ہے؟۔۔" اس کے " سوال پر پلٹ سوال کیا ۔۔وہ بھی نہایت معصومانہ انداز میں ۔۔

تم بولو گی۔۔۔سمجھیں۔۔" وہ سیاہ آنکھوں والا شہزادہ۔۔۔ اپنی گہری آنکھوں" سے ان ننھی آنکھوں میں جھانکتا۔۔۔رعب دار لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔ تو مقابل فورا ہی اثبات میں سر خم کر گئی۔۔۔

آج سے جب بھی تمہیں مجھ پہ غصہ آئے گا تم بولو گی قیصر کتنا ہینڈسم " ہے۔۔ کیا بولو گی؟؟" اب وہ اسے طوطے کی طرح رٹا لگوا رہا تھا۔۔

قیصر۔۔ کتنا ہینڈسم ہے۔۔۔" اس کے ننھے سے لبوں سے اپنے لیے تعریف" سن۔۔ نہ جانے کیوں مطمئن مطمئن سہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

گڈ۔۔چلو اب میں تمہارے بال ڈرائے کر دیتا ہوں۔۔۔ورنہ تمھیں سردی لگ" جائے گی۔۔" فکر مندی سے کہتا وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا چکا تھا۔۔

اب وہ اس کے لمبے لمبے بالوں کو بہت محتاط ہوکر ڈرائی کر رہا تھا۔۔۔ بہت خوبصورت بال تھے اس کے۔۔۔ لمبے، گھنے سیدھے ، سیاہ۔۔۔

جب بھی وہ اس کے کان کے پاس ڈرائر لاتا وہ فورا ہی آنکھیں میچ کر۔۔ کندھے اچکاتی ۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ ایسے مسکرا رہی تھی جیسے اسے گدگدی ہو رہی ہو۔۔۔وہ یہ عمل بار بار کر رہی تھی۔۔مقابل کو بھی مزہ آ رہا تھا اس کا ری ایکشن دیکھ۔۔۔

وہ پیاری لگ رہی تھی --نہیں اپنی چیز پیاری ہی ہوتی ہے-- اور وہ اپنی تھی---

بال ڈرائی کرنے کے بعد وہ اسے واپس گود میں اٹھا کر بیڈ پر لے آیا تھا--

یہ تمہارا حصہ اور یہ میرا-- میں بتا رہا ہوں جگنو اگر تم نے اپنی" باؤنڈری پار کی تو میں تمہیں دوسرے کمرے میں پھینک آوں گا-" اس کے سختی سے شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتے ہی وہ ننھی جان اثبات میں سر خم کرنے لگی ہر بار کی طرح---

قیصر نے کل رات والی بیوقوفی نہیں کی تھی- آج اس نے بیچ میں تکیہ حائل کر لیا تھا اور باؤنڈری بنا دی تھی دونوں کے درمیان -- تاکہ رات کے کسی پہر میں اسے فرش کا بوسہ لینے کی ضرورت نہ پڑے---

وہ چپ چاپ لیٹ گئی تھی اپنے حصے میں-- مقابل نے لائٹس اف کی--" گڈ نائٹ جگنو" اندھیرے کمرے میں صدا گونجی--

❤️#جاری_ہے

وہ نیند میں تھا --جب کوئی مسلسل اس کے پیٹ پر لاتے مار رہا تھا--بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا تو نایاب کو لاتیں مارتا ہوا پایا-- ساتھ ساتھ وہ رو بھی رہی تھی--اسے روتا دیکھ -- ایک لمحہ نہیں لگا تھا آنکھوں سے نیند کو غائب ہونے میں ---

کیا ہوا؟؟-رو کیوں رہی ہو؟؟" وہ پریشانی کے عالم میں استفسار کررہا تھا--"

میرے پیٹ میں اور پاوں میں بہت درد ہورہا ہے"وہ روتے ہوئے تیزی سے" بولی---

پاوں میں درد تو ہوگا ناں-اتنا بھاگ جو رہی تھیں--اور پیٹ میں درد شاید " بھوک کا ہورہا ہو" اس نے کبھی بچے نہیں پالے -- نہ ہی ارد گرد کسی کو دیکھا پالتے ہوئے--بچوں کے ساتھ کیا مسائل ہوتے ہیں- اور ان سے کیسے نمٹا جاتا ہے-- ان کا کیسے ٹریٹمنٹ کیا جاتا ہے گھر میں- وہ کیا جانے---

"بہت ہورہا ہے"

اچھا پہلے تو تم رونا بند کرو۔۔میں کھانے کے لیے کچھ لاتا ہوں۔۔ بھوک کا" درد ہورہا ہوگا۔۔ویسے بھی تم نے ایک سیب ہی تو کھایا تھا۔۔" وہ یہ کہ کر فورا اٹھ کر نیچے گیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ میگی لے کر کمرے میں حاضر ہوا۔۔۔اس نے نایاب کو میگی پکڑائی۔۔۔

وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھارہی تھی ۔۔۔ ساتھ ساتھ روتی بھی جارہی تھی۔۔

میرے پاوں۔۔" وہ روندی آواز میں بولی۔۔۔"

میں دبا دیتا ہوں۔۔تم کھاو۔۔۔" قیصر ۔۔۔جس نے کبھی اپنے باپ کی خدمت نہ" کی ۔۔وہ آج اپنی ننھی بیوی کے پاوں دبا رہا تھا۔۔ یقینا زید دیکھ لیتا تو اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ کرتا۔۔۔

بس۔۔یہ لے لیں۔۔" اس نے پیالہ واپس کیا۔۔۔جس میں ابھی بھی میگی باقی" تھی۔۔۔

کھاو تھوڑا اور۔۔۔ ورنہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کر پھر رو گی۔۔۔"وہ ڈپٹ بھرے" لہجے میں بولا۔۔۔تو اس نے ایک دو چمچے اور کھا لیے۔۔۔

بس اور نہیں۔۔۔" اب وہ پیٹ پکڑ کر بول رہی تھی۔۔۔ "

قیصر نے بھی مزید ضد نہ کی۔۔۔

اس کے ہاتھ سے پیالہ لے کر۔۔۔سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر۔۔۔پھر اس کے ننھے پاوں دبانے لگا۔۔۔

تم لیٹ جاو۔۔۔" اس نے نایاب کو واپس لیٹا دیا تھا۔۔۔"

وہ ہلکے ہلکے پاوں دباتا رہا۔۔۔یہاں تک کے اس کا چھوٹا سہ جگنو نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔۔۔

قیصر کافی دیر تک اس کے ننھے پاوں دباتا رہا۔۔۔حتی کے اسے یقین آگیا کے وہ پرسکون ہوکر سو چکی ہے۔۔۔وہ بھی آرام سے دوبارا سو گیا تھا۔۔۔

اب جب آنکھ کھلی تو کمرے میں روشنی چھائی ہوئی تھی--"کالج--"وہ ہڑبڑا کر اٹھا--

مگر جب سامنے کی جانب نگاہ کی -تو شیشے کی دیوار سے سامنے کا منظر نظر آرہا تھا--جہاں بارش ہوتی دیکھائی دے رہی تھی ---

بارش؟؟-مگر بارش کی تو کوئی پیشگوئی نہیں کی تھی محکمہ موسمیات" نے--"وہ الجھ کر بڑبڑایا --پھر اسے نایاب کی پیشگوئی یاد آئی--

اس نے فورا ہی اس سوتی ہی بچی کی جانب دیکھا تھا--

میں کچھ زیادی ہی سوچ رہا ہوں -یہ تو بچی ہے--اسے کیا پتا--"وہ اب " بھی اس بات کو نظرانداز کرگیا تھا محض ایک اتفاق گمان کر---

اب کالج تو جانا نہیں تھا -تو وہ دوبارا آرام سے لیٹ گیا-ابھی وہ نیند میں تھا کے سیل رنگ ہونے لگا--

قیصر شور نہیں کرو--میں سو رہی ہوں--" قیصر کی آنکھ سیل کی رنگ پر" تو نہ کھلی مگر اپنی ننھی بیوی کی چڑچڑی آواز پر تیزی سے کھلی--

سوری-" وہ بھرائی آواز میں کہتا-فورا فون اٹھانے لگا--تاکے کمرے میں" برپا شور کو بند کرے--

اس کے سیل کی اسکرین پر حسنہ نام چمک رہا تھا --

ہیلو--" اس نے کال ریسیو کی--نیند سے اٹھنے کے سبب اس کی آواز" بھرائی ہوئی ہورہی تھی --

ہیلو جانو--پتا ہے کتنی تیز بارش ہورہی ہے باہر--" حسنہ اس لمحے اپنی" کھڑکی کے پاس کھڑی باہر گارڈن میں ہوتی بارش دیکھ رہی تھی-- -

بارش کے سبب بہت رومینٹک موڈ میں تھی وہ--

ہاں- دیکھا میں نے-" قیصر نیند میں ڈوبے ہوئے لہجے میں بولا--"

تو--میری یاد نہیں آرہی تمھیں ؟"خاصہ لہک کے استفسار کیا--"

ہاں-بہت آرہی ہے-پر کیا کرسکتا ہوں-"بےبسی سے کہتے اس کی آنکھیں" بند ہو گئی تھیں--

پوری رات جاگنے کی وجہ سے اب اس کی آنکھ نہیں کھل رہی تھی---

قیصر---قیصر---" دوسری جانب سے آوازیں آتی رہیں لیکن اس کے ہاتھ " سے سیل کب گرا اسے خبر نہیں ---وہ سو چکا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب آرام سے بیٹھ کر صوفے پر کارٹون دیکھ رہی تھی-- جبکہ قیصر اندر کچن میں کھڑا اس کے اور اپنے لیے ناشتہ تیار کر رہا تھا--

قیصر--او---ننھی بھ--" زید اسے آوازیں لگاتا ہوا گھر میں داخل ہوا --جیسے" ہی صوفے پر بیٹھی نایاب پر نظر گئی اس کے منہ سے ایکسائٹڈ ہو کر ننھی بھابھی نکلنے لگا لیکن اگلے ہی پل یہ یاد آنے پر کہ یہ ایک راز ہے-- اس نے اپنی زبان کو بروقت لگام لگائی--

بس نایاب کا زید کو دیکھنا تھا کہ وہ ڈر کر تیزی سے صوفے سے اٹھ کر --کچن کی جانب بھاگی ---

کیا ہوا اچانک؟؟--" وہ قیصر کے پیچھے آکر چھپی--- تو وہ چونک کر اپنے" پیچھے چھپی ننھی پری کو دیکھ --الجھ کر پوچھنے لگا---

وہ اس کے نائٹ ٹراؤزر کو جو ٹخنوں تک بھی بمشکل آ رہا تھا اسے پکڑ کر پیچھے چھپی رہی---

اس لمحے پہلی بار قیصر نے محسوس کیا کہ وہ ڈری ہے-- مگر کس سے؟؟--- اس نے فورا باہر کی جانب دیکھا تو اسے زید کچن کی جانب ہی آتا نظر آیا---

ارے یہ زید ہے--- اس سے مت ڈرو ---مانا شکل ہی ایسی ہے کہ سامنے والا" ڈر جائے--مگر بہت بےضرر سہ بندہ ہے---- ایک مکھی نہیں مار سکتا یہ---کسی کو نقصان کیا پہنچائے گا---" زید کا نہایت ہی خوبصورت انداز میں تعارف کروایا تھا اس نے--- ایسا تعارف کہ سمجھ ہی نہ آیا تعارف کروا رہا ہے یا کھلے عام ذلیل کر رہا ہے اپنی ننھی بیوی کے سامنے--- جو اس سے ڈر کر پیچھے چھپی ہوئی تھی---

" شکریہ اتنی اچھی طرح تعارف کرانے کے لیے" زید خاصہ دانت پیستے ہوئے بولا---

" ارے ---یہ تو فرض ہے میرا-۔"مقابل اطمینان سے مسکرایا تھا اسے کڑتے دیکھ--جبکہ نایاب پھر بھی اس کے سامنے آنے کے لیے تیار نہیں تھی---

جگنو --- دوست ہے یہ میرا--" اب وہ اس کا ننھا سہ ہاتھ پکڑ کر آگے کی" جانب لاتے ہوئے--- نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بولا---

" مجھے گود میں لے لو قیصر -" وہ ابھی بھی ڈری سہمی نظر آ رہی تھی---

" مگر میں ناشتہ بنا رہا ہوں یار -تم جا کے بیٹھو نا سامنے صوفے پر جیسے کارٹون دیکھ رہی تھی ویسے دیکھو--- یہ کچھ بھی نہیں کہے گا---" وہ اس کا خوف دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا ---

نہیں--مجھے گود میں لو قیصر---" نایاب زید کی جانب نگاہ تک نہیں اٹھا" رہی تھی اتنا ڈری ہوئی تھی --

قیصر کو یہ بات تھوڑی عجیب لگی ---

" او بھائی جا تو باہر جا کر بیٹھ- خوامخواہ میرا جگنو ڈرا دیا تو نے---" اب وہ زید کو دیکھ -- سپاٹ سے لہجے میں بول رہا تھا---

" مگر میں نے کیا کیا ہے؟؟" زید دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے پوچھ رہا تھا---

" اتنے خوفناک چہرے پر یہ سوال کرتے تجھے خود شرم نہیں آتی؟؟---- دیکھ میرا جگنو ڈر گیا تیری وجہ سے--- تب ہی کہتا ہوں اعمال سدھار لے اپنے---"وہ زید کو دیکھ-زچ کرتے ہوئے --- سنجیدگی سے بولا تو مقابل کلس کر رہ گیا---

وہ دوست ہے میرا ---زید--- تم اسے انکل بلا سکتی ہو--- وہ اچھا ہے ---بہت" اچھا--- اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں" زید کے وہاں سے

جاتے ہی اس نے نایاب کو اپنی گود میں اٹھا لیا تھا اور بڑے پیار سے اس کی ننھی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سمجھانے لگا۔۔۔

مگر وہ محسوس کر رہا تھا اس کی بھوری ننھی آنکھوں میں ابھرے ہوئے خوف میں ذرا بھی کمی نہیں آئی تھی۔۔

اس نے سن رکھا تھا بچے شرماتے ہیں اجنبیوں سے۔۔۔ حسنہ کی بھانجی بھی اکثر اس سے شرمایا کرتی اور سامنے نہیں آتی تھی مگر شرمانے اور خوف میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔۔ نایاب زید سے خوفزدہ تھی نہ کہ شرما رہی تھی۔۔۔

اسے بھاگا دو قیصر۔۔" وہ بہت آہستگی سے منتی لہجے میں بولی۔۔۔" تم "نے کہا تھا یہ میرا گھر ہے۔۔۔ اسے بھگاؤ میرے گھر سے۔۔

گھر آئے مہمان کو کبھی نہیں بھگاتے ۔۔۔ اور وہ ہمارا مہمان بن کر آیا " ہے۔۔۔ ڈرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میں تمھیں اپنے پاس رکھوں گا ۔۔۔ تم تھوڑی دیر اس کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنا ۔۔تمھیں بھی لگے گا وہ اچھا انسان ہے۔۔۔ وہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔" اسے سمجھانے کے بعد۔۔۔ایک ہاتھ سے نایاب کو گود میں لیے۔۔دوسرے ہاتھ میں جوس کی ٹرے لے کر وہ باہر لاونچ میں آیا۔۔۔

جیسے ہی وہ لاونچ میں پہنچے۔۔نایاب اپنا ننھا چہرہ مارے خوف کے اس حسین کم عمر لڑکے کی گردن میں چھپا کر۔۔۔زور سے آنکھیں مچ گئی۔۔۔

وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔۔۔مگر نایاب ایسے ظاہر کرتی رہی جیسے وہ سو رہی ہے۔۔

قیصر واقف تھا وہ سو نہیں رہی۔۔۔اس لیے اس کے ننھے سرخ لبوں سے کیلے کے جوس کا گلاس لگا دیا۔۔۔

"جوس پیو پہلے۔۔۔ورنہ پھر پیٹ میں درد ہونے لگے گا۔۔۔"

زید بہت حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے کب دیکھا تھا اس سے پہلے قیصر کو کسی کی اتنی دیکھ بھال کرتے۔۔۔

اسکول لگانے کا سوچا نایاب کو ؟۔۔" زید باتوں ہی باتوں میں پوچھنے لگا۔۔۔۔"

زید یہ سوال کر کے صرف اس کا دل ٹٹول رہا تھا دیکھنا چاہتا تھا وہ لڑکی کو پڑھانا چاہتا ہے یا جاہل رکھ کر بےضرر رکھنا چاہتا ہے اپنے لیے---

نہیں ---مگر جلدی لگا دوں گا--" اس نے سنجیدگی سے کہا تو زید مسکرا" دیا----

وہ اپنی دشمن کو خود تیار کررہا تھا فیوچر کے مقابلے کے لیے---ایسا کون کرتا ہے ؟؟--وہ بھی تب جب اربوں کھربوں کی جائیداد کا معاملہ ہو----

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کے گھر میں ملازمہ داخل ہوئی سلام کرتے ہوئے---

میرے بھانجے کے اسکول میں لگا دے--کافی اچھا ہے--پڑھائی کی کافی" تعریف کرتی ہے میری بہن---میرا بھانجہ زریاب بھی تو نایاب کی ہی عمر کا ہے ---میں اپنی بہن سے کہ دوں گا وہ خیال رکھ لے گی نایاب کا بھی---تجھے "زیادہ ٹینشن نہیں ہوگی اس معاملے میں---

زید کی بہن میمونہ کافی کم عمری میں بیوہ ہوگئ تھی---وہ اپنے چھ سالہ بیٹے زریاب کے ساتھ اکیلے زندگی گزار رہی تھی---

قیصر کی گود میں ایک بچی کو دیکھ ملازمہ رکی---"یہ بچی کون ہے "چھوٹے ماسٹر ؟؟

یہ---"یہ وہ سوال تھا جو قیصر کو ہمیشہ الجھا دیتا تھا--کے وہ کیا جواب" دے----

یہ بھانجی ہے قیصر کی---عشال کی بیٹی---" زید تیزی سے بولا تھا---اس کی" ہچکچاہٹ دیکھ---

او---تو اس گھر میں ایک اور چھوٹی ماسٹر آگئ ہے--" ملازمہ شمیم خاصہ" مسرت بھرے لہجے میں بولیں---

ہاں---اس کا بہت خیال رکھنا ہے آپ نے میرے پیچھے---" قیصر نے نہایت" سنجیدگی سے تاکید کی---

بالکل ماسٹر --- آپ فکر ہی نہ کریں---" وہ دنیا جہاں کا آدم بیزار شخص" اگر ایک بچی کو گود میں لیا بیٹھا تھا تو یقینا وہ اس کے لیے کتنی خاص تھی یہ کوئی بھی دیکھ کے بتا سکتا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ آج کالج کی واپسی پر زید کے ساتھ اسکول چلا گیا تھا نایاب کے ایڈمیشن کے لیے--- پھر وہیں سے مارکیٹ---

نایاب کے لیے کپڑے جوتے اسکول بیگ یونیفارم--- گھر میں پہننے کے لیے سلپر---- اس کا ٹوتھ برش--- شیمپو---ہیر آئل--- ہر وہ چیز جو اس کی ضرورت کا سامان تھی--- وہ خرید چکا تھا---

آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا اس کے لیے--- اس نے کب اس سے پہلے اپنے علاوہ کسی کے لیے شاپنگ کی تھی---

وہ مال کے تھرڈ فلور پر ابھی بیٹھ کر پیزا کھا ہی رہے تھے کہ اسے کال آنے لگی--- کال عبدالرحمان صاحب کی جانب سے تھی--- تو اس نے فورا ہی ریسیو کی---

گھر آؤ فورا" بس کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگانا تھا کہ دوسری" جانب سے عبدالرحمان صاحب کی برہم آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی ---وہ محسوس کر سکتا تھا وہ خاصہ غصے میں ہیں---

جی ڈیڈ---" اس نے ابھی جواب بھی ٹھیک طرح نہ دیا تھا کے کال ڈس" کنیکٹ کر دی گئی تھی---

کیا ہوا ؟؟" زید پیزا کا لقمہ لیتے ہوئے تجسس سے پوچھ رہا تھا"

بس دعا کر خیر ہو کیونکہ مجھے لگ نہیں رہی" وہ آرام سے پیزا کا " لقمہ لیتے ہوئے بولا---

ڈر صرف اسے نایاب کے متعلق عبدالرحمان صاحب کو علم ہوجانے کا تھا باقی تو جو بھی معاملہ ہو وہ سنبھال لے گا--

پہلے کالج پھر اسکول اور پھر پورا دن مال میں شاپنگ کرنے کے بعد جب وہ بری طرح تھک گیا تو عبدالرحمان صاحب کا آرڈر ملا کے گھر آ جاؤ---

" کل رات کہاں تھے تم؟؟۔" وہ گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی عبدالرحمان صاحب اسے اپنے منتظر بیٹھے نظر آئے ---

اسے آتا دیکھ وہ فورا ہی کھڑے ہو گئے تھے---

ان کے ارد گرد چھائے ہوئے کالے بادل قیصر باسانی دیکھ سکتا تھا---

اسے دیکھتے ہی جو پہلا سوال انہوں نے کیا وہی قیصر کو بتانے کے لیے کافی تھا کہ اس کی شامت آچکی ہے---

"کل رات میں کلب میں تھا اپنے فرینڈز کے ساتھ پارٹی کررہا تھا---" سفید جھوٹ تھا وہ لیکن اتنی صفائی اور روانگی سے بولا گیا کہ مقابل فورا ہی یقین کر لے--- اور وہ کر بھی لیتے ہیں اگر انہیں الگ سے اپنے سالے کی کال نہ آئی ہوتی---

" کچھ ہوا ہے کیا؟؟۔" اب وہ دونوں ہاتھ پوکٹ میں ڈال کر ان کی جانب دیکھتے ہوئے تجسس سے استفسار کر رہا تھا---

مانا وہ ظاہر نہیں کر رہا تھا مگر اندر ہی اندر وہ بہت پریشان تھا اور فکر مند بھی کہ کہیں انہیں نایاب کے متعلق تو علم نہیں ہو گیا جس کی وجہ سے وہ اتنے برہم نظر آ رہے ہیں---

" ایسے کیوں دیکھ رہیں ہیں مجھے ؟؟۔" جواب میں انہوں نے کچھ نہ کہا فقط اسے بغور دیکھتے رہے جس کی وجہ سے وہ نروس ہو کر خود ہی پوچھ اٹھا---

" دیکھ رہا ہوں جھوٹ بولنے میں کتنی صفائی آگئی ہے اب تمہارے۔" عبدالرحمان صاحب کا سختی سے ادا کیا ہوا جملہ سنتے ہی اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی---

"ڈیڈ--- میں آپ کو بتانے ہی والا تھا" اسے لگا چھپانا بیکار ہے۔ وہ نایاب کے متعلق جان چکے ہیں اب اگر مزید جھوٹ بولے گا تو عبدالرحمان صاحب مزید طیش میں آکر کوئی سخت سزا نہ سنا دیں اسے---

کب ؟؟۔ جب پوری دنیا کو خبر ہو جاتی کہ میرا بیٹا میراثی بن چکا ہے""
وہ بھپر کر چیخے۔۔ تو اسے علم ہوا کہ وہ نایاب کے متعلق نہیں اس کے پارٹی میں گانے کے متعلق بات کر رہے ہیں ۔۔

سنگر۔۔۔ سنگر کہتے ہیں۔۔۔ اتنے پڑھے لکھے ہو کر جدید دور کا ایک" لفظ نہیں سیکھ سکے آپ" وہ سنگر کے لفظ پر خاصہ جماؤ دے کر نظرین جھکائے بول رہا تھا۔۔۔

"مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے جاننے میں کہ اس کا جدید نام کیا ہے۔۔۔ "

تمہیں ذرا شرم نہیں آئی عبدالرحمان یوسف کے بیٹے ہو کر ایک معمولی " سی پارٹی میں گانا گاتے ہوئے؟" وہ خاصہ آگ بگولہ ہو کر پوچھ رہے تھے۔۔۔

ننگا نہیں تھا کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے۔۔ پھر کیوں شرماتا؟؟" " عبدالرحمان صاحب کو اگر قیصر کی کوئی چیز سب سے زیادہ ناپسند تھی تو وہ تھے اس کے دیے الٹے جوابات۔۔۔

وہ جتنا غصہ تھے مقابل اتنے ہی ٹھنڈے انداز میں جواب دے رہا تھا مگر جواب ایسے تھے کہ سر سے پیر تک آگ بھڑکا دیں۔۔۔

قیصر تمہیں ایک بار کی بات سمجھ کیوں نہیں آتی جب میں نے کہہ دیا " کہ تمہارا ان سب چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تو مطلب نہیں ہو سکتا پھر کیوں خود کو میراثی بنانے پر تلے رہتے ہو۔۔۔ پتہ ہے کتنا شرمندہ ہوا ہوں میں جب تمہارے ماما کا فون آیا ۔۔۔ لوگ ہنس رہے ہیں ہم پر ۔۔۔ تمھیں اتنی بار سمجھایا پھر بھی تم کیوں بھول جاتے ہو کہ عبدالرحمان یوسف کے بیٹے ہو تم کوئی سڑک چھاپ لڑکے نہیں جو ایروں غیروں کی شادیوں میں یہ تقریبوں میں گاتے پھرو۔۔۔" اس لمحے جب عبدالرحمان صاحب اسے ڈانٹ رہے تھے قیصر نے دیکھا ۔۔۔کہ پیچھے سے ملازمین اس کی میوزیکل انسٹرومنٹ کے سامان کو باہر کی جانب لے کر جا رہے ہیں۔۔

یہ۔۔۔ یہ کہاں لے کر جا رہے ہیں میرے۔۔" ابھی وہ الجھ کر پوچھ ہی رہا " تھا کہ عبدالرحمان صاحب تیزی سے بولے۔۔۔" باہر پھینکنے۔۔"

"یہ زیادتی ہے ڈیڈ۔۔ میرا خواب ہے سنگر بننا آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔" اس بار وہ بےبسی سے چیخا تھا۔۔

"جلا دو ان سب کو" عبدالرحمان صاحب نے ملازمین کی جانب دیکھ آرڈر جاری کیا ۔۔

"ڈیڈ پلیز۔۔۔" ایک بار وہ پھر چیخا اور اس بار اس کی چیخ میں اذیت تھی کرب تھا خواب ٹوٹنے کی آواز تھی۔۔۔

" آپ کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا؟؟ مجھے نہیں ہے انٹرسٹ آپ کے کاروبار میں، میں سنگر بننا چاہتا ہوں اور یہ بات میں آپ کو کہیں بار بتا چکا ہوں ۔۔ پلیز نہیں کریں یہ سب میرے ساتھ۔۔" قیصر عبدالرحمان بڑا ہی انا والا تھا لیکن اس لمحے وہ اپنے خوابوں کے لیے بھیک مانگنے تک کے لیے تیار تھا وہ فورا ہی ان کا ہاتھ پکڑ کر منتی لہجے میں بولا۔۔۔

" پہلے تو بچوں کی طرح منتیں کرنا بند کرو۔۔ اور پہچانو خود کو۔۔تم قیصر ہو۔ قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔ یوسف خاندان کے اکلوتے وارث۔۔ چند پیسوں کے لیے لوگوں کو انٹرٹین کرنا تمہاری شان نہیں ہے۔۔ تمہاری شان تو یہ ہے کہ تم یوں پیسوں کی گڈیاں پھینکو اور بڑے بڑے و نامور موسیقار و گلو کار آ کر تمہیں انٹرٹین کریں۔۔۔"

"مجھے یہ سب نہیں چاہیے۔۔۔ میں انسان ہوں میرے ارمان ہیں میرے بھی خواب ہیں اپ انہیں یوں نہیں کچل سکتے۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ فورا ہی باہر کی جانب بھگا تھا جہاں ملازمین اسے گارڈن میں اس کے میوزکل انسٹرومنٹس اور نوٹس کو آگ لگاتے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔۔

وہ صرف نوٹس نہیں تھے وہ اس کے سالوں کی محنت تھی ۔۔وہ اس کے خواب تھے۔۔۔اس کا جنون۔۔اس کی زندگی۔۔ جنہیں آج یوں بے دردی سے جلا دیا گیا تھا۔ وہ بھی اس کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔

وہ آگ کے اڑتے ہوئے شعلے صرف انسٹرومنٹس اور نوٹس کو نہیں جلارہے تھے۔۔وہ اس کے دل کو بھی جلا کے خاک کر رہے تھے۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ خاموشی سے انہیں جلتا ہوا دیکھتا رہا۔۔

اس کا دل باربار چیخ چیخ کر ایک ہی صدا دے رہا تھا کے عبدالرحمان صاحب اس کے والد نہیں ہیں اسی لیے وہ یہ سب اتنی آسانی سے کر سکتے ہیں اس کے ساتھ اگر وہ اس کے سگے باپ ہوتے تو کبھی ایسا نہ کرتے وہ اس کے خوابوں کی قدر کرتے اس کے ارمانوں کا خیال رکھتے لیکن وہ نہیں رکھیں گے --انہوں نے اس لیے تھوڑی لے کے پالا ہے کہ وہ اس کے ارمان پورے کرتے پھریں--- اور اس دل جلے خیال کے ساتھ وہ باہر کی جانب چل دیا ---

عبدالرحمان صاحب نے بھی اسے نہیں روکا---

وہ اکیلے رہنا چاہتا تھا اس لیے گاڑی خود ڈرائیو کر کے گھر آیا--- اس کا سیل بار بار رنگ ہو رہا تھا اس کی گرل فرینڈ کی کال آرہی تھی مگر اس نے آٹینڈ نہیں کی--- وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا---

وہ گھر میں داخل ہوا تو لاؤنج میں ہی نایاب اسے کشن کے ساتھ کھیلتی ہوئی نظر آئی--- اس نے سارے کشن جو مہنگے ترین تھے--- زمین پہ ڈال رکھے تھے جن پر وہ باری باری کود رہی تھی---

"تمھارا وہ چور باپ پیسے بھرے گا ان کشنز کے ؟؟؟-- جو انہیں زمین پر پھینک کر گندا کر رہی ہو؟؟--" کشنز کا زمین پر گرے ہونا ایک عام سی بات تھی اگر وہ اچھے موڈ میں ہوتا تو یقینا اسے اگنور کر جاتا لیکن اس لمحے وہ شدید غصے میں تھا--- دل میں آگ لگی ہوئی تھی-- لاوا پک رہا تھا اندر ہی اندر --- اس لیے بس غصہ نکلنا تھا اور نکلا کہاں--- اس ننھی بچی پہ---

اس کے یوں اچانک چیخنے پر نایاب ڈر کر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی---

"میں اٹھا دیتی ہوں---" اسے غصے سے لال پیلا ہوتا دیکھ ---وہ فورا ہی کشن اٹھانے لگی---

جلدی جلدی کشن اٹھا کر ان کی جگہوں پر رکھنے میں-- اس کا پاؤں شیشے کی میز سے ٹکرا گیا--- بس اس کا ٹکرانا تھا کے شیشے کی میز پہ رکھا

کانچ کا گلاس جو کچھ دیر پہلے ہی اس نے پانی پی کے رکھا تھا ۔وہ نیچے کی جانب گرا۔۔اور ٹھس کی آواز کے ساتھ ٹوٹا۔۔۔

شاباش توڑو توڑو۔۔۔تمھارے نانا کا پیسہ ہے آخر۔میں تو تم خاندانی لوگوں" کا پالا ہوا ملازم ہوں ۔" وہ دانت پیستے ہوئے طنزیہ کہ کر اوپر کی جانب چل دیا تھا بغیر اس چیز کی پرواہ کیے کہ کانچ کے ٹکڑے نایاب کے پاؤں میں بھی گھس سکتے تھے۔۔وہ بچی ہے وہ زخمی ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ کافی دیر تک اندھیرے کمرے میں فرش پر بیٹھا رہا۔۔بالکل خاموش۔۔پھر اس نے اپنا سر پیچھے بیڈ پر گرا دیا۔۔آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ۔۔۔

تنہائی۔۔مایوسی۔۔کرب۔۔۔ خوابوں کے کرچی کرچی ہو کر بکھر جانے کی چبھن۔۔۔اردگرد کسی اپنے کا نہ ہونا جس سے وہ درد شیئر کر سکے اپنا۔۔۔۔ ہر اذیت ہی آنکھوں سے بیاں ہو رہی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد دروازہ کھلا۔۔۔اور باہر سے سفید روشنی اندر داخل ہونے لگی۔۔ساتھ ہی ایک پیاری سی آواز کمرے میں گونجی۔۔۔"قیصر۔۔۔مجھ سے غلطی ہوگئ۔۔"

وہ یہ کہتے ہوئے اس کے پاس آئی اپنے ننھے قدموں سے چلتی ہوئی۔۔۔

اس نے بیڈ سے سر اٹھاکر اسے کسی روشنی کی طرح اندھیرے کو چیرتے ہوئے اپنی جانب آتے دیکھا۔۔۔۔

قیصر۔۔۔"وہ میٹھی سی آواز پھر گونجی۔۔۔"

معاف کردو۔۔۔اب نئی کھیلوں گی میں۔۔پکا۔۔" وہ قریب آکر ۔۔۔ہولے سے" معذرتی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اوپر جاکر لیٹو۔۔۔اور خاموشی سے سو جاو۔۔اگر چو کی بھی آواز آئی تو" بھول جانا کے معاف کروں گا میں تمھیں۔۔۔" وہ سرد مہری سے کہتا واپس اپنا سر پیچھے بیڈ پر گرا گیا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے اپنے ننھے قدم لیتی بیڈ کی جانب بڑھ گئ۔۔۔

وہ اپنے خوابوں کے جل جانے پر پوری رات ماتم کرتا رہا۔۔۔مگر صبح کے طلع ہوتے سورج کے ساتھ اس نے ایک نیا عزم کیا ۔۔۔وہ عزم تھا اپنے

خوابوں کو پورا کرنے کا ۔۔چاہے وہ کسی بھی قیمت پر ہوں۔۔وہ تیار تھا۔۔کیوں۔۔کیونکے اس کا نام قیصر تھا۔شہنشاہ۔۔اور شہنشاہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مانا کرتے ۔۔۔

صبح ہوتے ہی۔۔وہ اٹھ کر نایاب کا بیگ تیار کرنے لگا۔۔جیسے کسی بچے کی ماں اس کے جاگنے سے پہلے کردیتی ہے ۔۔۔۔

کوئی کہ سکتا تھا دیکھ کر۔۔کے وہ لڑکا جو رات میں اتنا غصہ تھا کے اس نانا کی نواسی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ اب کھڑا اسی کے لیے جلدی جلدی کام کرتا پھر رہا تھا۔تاکے اس کا پہلا اسکول کا دن اچھا جائے۔۔۔

جگنو۔۔جگنو۔۔اٹھو۔چلو۔۔جلدی اٹھو۔۔اسکول جانا ہے۔۔" نرمی سے کہتے" اسے اٹھایا۔۔۔

چلو نہانے جاو۔۔اور تمھارا ٹوتھ برش رکھ دیا ہے میں نے اندر۔۔وہ دیکھ" "لینا۔۔۔

قیصر۔۔میں کل چلی جاوں گی۔" وہ سستی سے کہ کر دوبارا بیڈ پر لیٹنے" لگی ۔۔

نہیں۔۔آج ہی جانا ہوگا۔۔" وہ اب سختی کررہا تھا۔۔"

کیوں ؟؟۔۔مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولی۔۔"

چپ چاپ اٹھ جاو۔۔مجھے نہیں پڑھنا کی بچی۔۔" وہ اس بار مزید سختی" سے کہتا۔۔اسے گود میں اٹھا کر۔۔واش روم میں لے آیا تھا۔۔ساتھ ہی اسے شاور کے نیچے کھڑا کر۔۔شاور فل اسپیڈ میں اون کردیا۔تاکے ساری نیند ایک ساتھ ہی بھاگ جائے۔۔۔

اچانک خود پر پانی پڑنے پر وہ کرنٹ سہ کھاکر بھاگنا چاہتی تھی۔۔مگر قیصر مضبوطی سے اس کا بازو پکڑے کھڑا تھا۔۔۔

مجھے امید ہے اب بھاگ گئ ہو گی تمھاری نیند۔۔۔" وہ مسکرا کر کہ رہا" تھا۔۔ جبکے وہ ننھی پری۔۔کڑتی ہوئی اسے تک رہی تھی۔۔۔

قیصر ۔۔کتنا ہینڈسم ہے۔۔"جب وہ کڑتے ہوئے بولی۔تو مقابل بےاختیار ہنس" دیا ۔۔

وہ تو میں ہوں۔۔چلو۔۔اب اچھی طرح نہاکر آو باہر۔۔" یہ کہتا وہ باہر چل دیا" تھا۔۔۔

جگنو۔۔اسکول کا یونیفارم بیڈ پر رکھا ہے۔پہن کر نیچے آجاو جلدی۔۔میں" ناشتہ تیار کررہا ہوں۔۔" وہ یہ صدا لگا کر دروازہ بند کر کے نیچے چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ نیچے آئی تو قیصر کو لاونچ کی صفائی کرتا پایا۔۔وہ کانچ کے بکھرے ٹکڑے اٹھاکر ۔۔ڈسبن کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔جبکے نایاب سست سی آکر صوفے پر ٹک گئ۔۔

ناشتے کے بعد ۔۔۔وہ ایک کندھے پر اپنا کالج بیگ تو دوسرے پر نایاب کا اسکول بیگ لیے اس کا ننھا ہاتھ مضبوطی سے تھامے گھر سے نکلا۔۔

مجھے اسکول نہیں جانا میں نے دیکھا ہے کارٹون میں وہاں بچوں کو بہت" مارتے ہیں" نایاب جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی بس یہی ضد لگائے ہوئی تھی کہ اسے اسکول نہیں جانا۔۔

صرف گندے بچوں کو۔۔ اور میرا جگنو گندا بچہ نہیں ہے۔۔" قیصر نے " خود بھی نوٹ نہیں کیا تھا ۔۔ کہ آخری جملے میں کتنا بھرم تھا اس کے۔۔کتنی اپنائیت تھی۔۔

نہیں ۔۔آپ کو نہیں پتہ۔۔ میں بہت گندا بچہ ہوں۔ مجھے اسکول نہیں " جانا۔۔" اب تو وہ باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔۔

تم کتنا بھی رونا دھونا کر لو اسکول تو جانا پڑے گا۔"وہ اس کے آنسوں " سے پگھلنے والا کہاں تھا۔۔

اسکول پہنچنے پر ۔۔اسکول کے باہر کھڑے چوکیدار کو دیکھتے ہی نایاب ڈر کر اس کے لمبے پاوں سے لپٹ کر چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔ کہ اسے سکول نہیں جانا۔۔ اسے گھر جانا ہے اسے صرف قیصر کے ساتھ رہنا ہے۔۔

قیصر کا کیونکہ پہلی بار تھا اس لیے وہ گھبرا گیا تھا نایاب کے اس طرح چیخ چیخ کر رونے پر مگر چوکیدار نے اسے یہ کہہ کر اعتماد میں لیا کہ

اکثر بچے اسکول کے پہلے دن ایسا ہی کرتے ہیں۔۔ وہ گھبرائے نہیں اور چھوڑ جائے اسے۔۔۔ کچھ دیر میں وہ رورو کر خود ہی چپ ہو جائے گی۔۔۔

قیصر ۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔مجھے گھر واپس لے چلو۔۔۔" قیصر نے بہت" کوشش کی نرمی سے اسے اپنے پاؤں سے جدا کرنے کی مگر وہ تو کسی صورت اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ اندر سے ٹیچرز آئیں۔۔۔ اور اسے زبردستی قیصر سے جدا کر کے لے کرگئیں۔۔۔نایاب کو یہ دلاسہ دیتے ہوئے کے قیصر کلاس کے باہر ہی بیٹھا ہوا ہے وہ کہیں نہیں جائے گا۔۔۔

قیصر کی حالت بالکل ان والدین کی طرح تھیں جن کے لیے اپنا بچہ پہلی بار اسکول میں اکیلا چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔

جیسے اور والدین باہر بیٹھے تھے۔۔وہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔۔ہمت ہی نہ ہوئی اسے یوں چھوڑ کر جانے کی۔۔۔دس پندرہ منٹ بعد ہی اسے نایاب کے رونے کی آوازیں آنا بند ہوگئیں تھیں۔۔۔لیکن وہ پھر بھی کالج کے لیے نہ جاسکا۔۔۔۔

وہ وہیں باہر بیٹھا رہا۔۔۔

چھٹی پر وہ مسکراتی ہوئی باہر آئی تو قیصر کے دل کو اطمیان ہوا۔۔۔وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔جب باہر کی جانب نکلا۔۔۔تو راستے میں ہی چوکیدار ٹکرایا ۔۔۔اسے دیکھتے ہی نایاب فورا ہی ڈر کر قیصر کے پاوں سے چپک گئ۔۔۔

مجھے گود میں لو قیصر۔۔۔" وہ تیزی سے ڈر کر بولی تھی۔۔۔قیصر نے" خاص دیھان نہ دیا۔۔اور فورا ہی جھک کر۔۔۔اسے گود میں اٹھالیا۔۔۔

وہ اس کی گردن میں منہ چھپاکر۔۔۔آنکھیں میچ گئ ۔۔۔۔

قیصر نے گمان کیا کے وہ تھک گئ ہے۔۔۔اس کی جگہ کوئ بھی ہوتا تو ایسا ہی سوچتا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

چار مہینے کہاں گزرۓ پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

آج اسے نایاب کے اسکول بلایا گیا تھا۔۔۔

مسٹر قیصر۔۔میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔" اس کے آفس میں داخل" ہوتے ہی میڈم خود تعظیما اس کے لیے کھڑی ہوئیں۔۔۔

جی آپ نے بلایا تھا؟۔۔" وہ اپنے شاہانہ انداز میں ان کے سامنے چیئر" کسھا کر بیٹھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ دراصل مجھے نایاب کے متعلق آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔" وہ" خاصہ سنجیدہ ہو کر بولیں تو قیصر فورا ہی سیدھا ہوا۔۔۔

"جی بولیں۔۔۔"

نایاب بالکل بھی پڑھائی میں دیھان نہیں دیتی۔۔۔ نہ ہی ٹیچرز کے کسی" سوال کا جواب دیتی ہے ۔۔۔بالکل خاموش بیٹھی رہتی ہے کلاس میں جیسے اسے بولنا تک نہیں آتا ہو۔۔۔۔ دیگر ایکٹیوٹیز میں بھی وہ کوئی حصہ نہیں لیتی۔۔۔ میل ٹیچرز آ جائیں تو چیخ چیخ کر پوری کلاس سر پر اٹھا لیتی ہے۔۔۔چار مہینے ہو چکے ہیں جہاں دیگر بچے اردو میں س ش تک پہنچ گئے ہیں وہیں نایاب ایک الف تک نہیں بنا پاتی۔۔۔انگلش میں بھی یہی حال ہے۔۔۔ ڈرائنگ میں کلر کرنے کو کہو تو جب ریڈ کہا جائے تو اورنج اٹھاتی ہے اورنج کہا جائے تو بلو اٹھا لیتی ہے اسے کلر سمجھ ہی نہیں آتے جیسے۔۔۔ جب کہ بار بار ٹیچرز اسے سمجھاتی ہیں۔۔۔ وہ عمر میں بھی باقی بچوں سے بڑی ہے ۔۔۔۔اگر ایسا ہی چلتا رہا تو ہم آپ کو ایڈوائس دیں گے کے اسے یہاں سے ہٹاکر کسی دوسرے اسکول میں لگا دیں۔۔۔ برا مت مانیے گا لیکن ایسے اسپیشل بچوں کے لیے اسکول دوسرے ہوتے ہیں۔۔"قیصر ان کی بات سن ششدر سہ رہ گیا تھا۔۔۔۔

کیونکہ جس نایاب کے ساتھ وہ رہتا تھا وہ تو بولتی طوطی تھی ہر سوال کا جواب اس کے منہ پر حاضر۔۔۔ اتنی حاضر دماغ کے انتہا تھی۔۔۔ کھیلنے میں بھی نہایت ایکٹیو ۔۔۔ مانا وہ بہت کم وقت گزارتا تھا اس کے ساتھ۔ مگر جتنا بھی گزارتا تھا اس میں اسے کبھی نہیں لگا کہ وہ ایک کمزور دماغ والی بچی ہے۔۔۔

قیصر میں برگر کھاوں گی۔۔۔راستے میں لیتے ہوئے چلنا۔۔"وہ گاڑی میں " بیٹھتے ہی روز کی طرح فرمائش کر رہی تھی۔۔۔

برگر؟؟۔۔ ابھی کھلاتا ہوں میں تمہیں برگر۔۔" وہ کھا جانے والی نگاہ سے" گھورتا ہوا بولا۔۔ اور ساتھ ہی اس کی سیڈ بیلٹ لگانے لگا۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں ہی بتا رہی تھیں وہ بہت غصے میں ہے۔۔

❤️جاری_ہے#

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟۔۔"

نایاب نے اب جاکے اس لڑکے

کا چہرہ بغور دیکھا۔۔

اس کے اردگرد کالے بادل چھائے

الگ ہی نظر آئے۔۔

کچھ ہوا ہے؟؟۔۔اسکول سے نکال"

رہے ہیں تمھیں ۔۔" وہ آخری

جملے پر چیخا۔۔

اس کی بےزاریت و چڑچڑاہٹ و

غصہ اپنے عروج پر تھا اس لمحے۔۔

کبھی اپنے لیے اس نے اتنی محنت

نہ کی ہوگی جتنی وہ اس لڑکی

کے لیے کر رہا تھا۔۔

کیوں؟؟" مقابل کی جانب سے"

نہایت معصومیت سے استفسار

کیا گیا۔۔ جس پر وہ مزید

جل اٹھا ۔۔

کیونکہ تم پڑھتی نہیں ہو کچھ۔ "

نہ ہی کسی ایکٹیوٹی میں حصہ

لے رہی ہو--- نایاب
اگر تم یہ سب پڑھائی سے بھاگنے
کے چکر میں کر رہی ہو تو میں
بتا دوں میں اس
سے زیادہ سخت اسکول میں
ایڈمیشن کراؤں گا تمہارا --
جہاں بچوں کو بہت بری طرح
مارا پیٹا جاتا ہے---" وہ اسے
ڈرا رہا تھا اب--- تاکہ وہ اپنی
شرارتوں و شر ذہنی سے باز آئے--
اوکے--"   وہ روندو سہ منہ"
بنا کر دونوں ہاتھ فولڈ کر---
نظریں جھکائے بولی---
مقابل نے مطمئن ہو کر گاڑی
کا ڈور کلوز کیا---پھر دوسری
جانب سے آکر گاڑی میں بیٹھا---
راستے میں نایاب نے ایک لفظ
نہیں کہا تھا جبکہ روزانہ
وہ لمبی لمبی کہانیاں سنایا
کرتی تھی---
وہ ڈرائیو کرتے ہوئے باربار
اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ
رہا تھا ---وہ ایک بار نظر تک

نہیں اٹھا رہی تھی---

کچھ بھی کہو---وہ کیوٹ سی

لگتی تھی منہ پھلائے بھی--

تھوڑا گلٹ پیدا ہوا ---شاید

زیادہ سختی کر گیا-یہ سوچ---

راستے میں سے اس نے برگر لیا---

یہ لو--" اس کم عمر لڑکے نے"

برگر کا پیپر بیگ اس کی جانب

بڑھایا--- مگر اس نے اپنا ننھا

سہ منہ فورا ہی دوسری

جانب پھیر لیا---

قیصر---کتنا ہینڈسم ہے--" وہ"

روندو ہوکر کڑکڑائی تھی---

جسے مقابل نے سن بھی لیا تھا---

کھالو--- تمھارا فیورٹ ہے زیادہ"

چیز والا---" وہ کسی کو منانے

کا عادی نہیں تھا --چڑچڑی

سی مزاجیت کا مالک تھا وہ---

مگر اس کے لیے اپنی آواز میں

نرمی لے آیا تھا---

مانا منا نہیں رہا تھا مگر اسے

اس کے حال پہ چھوڑ بھی نہیں

رہا تھا----

جیسے ایک ماں ہوتی ہے ناں۔۔
کے اسے سکون نہیں آتا جب تک
اس کا بچہ کھانا نہیں کھا لیتا
بھلے ناراض ہو بچے سے لیکن
سکون آئے گا تب جب بچہ کھانا
کھا لے گا ۔۔۔ اس کا پیٹ بھر
جائے گا۔۔۔بالکل ایسا ہی حال
تھا قیصر کا۔۔۔ اسے سکون نہیں
آ رہا تھا جب وہ برگر نہیں کھا
رہی تھی۔۔ اور وہ جانتا تھا اگر
برگر پر اتنی ناراضگی ہے تو پھر
گھر کا کھانا تو وہ بدرجہ اولی
ہاتھ نہیں لگانے والی۔۔۔
قیصر کہ نرمی سے کہنے کے
باوجود بھی اس نے برگر کی
جانب رخ نہیں کیا۔۔۔
جگنو۔۔۔ غصہ اور ناراضگی"
مجھ سے ہے نا تو مجھ تک
محدود رکھو۔۔۔ کھانے پہ
مت نکالو ۔۔۔" اس کا ننھا
بازو ہلکے سے پکڑ کر اپنی
جانب کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔
مگر وہ بغیر کچھ کہے تیزی

سے اسکا ہاتھ بازو سے جھٹک گئ تھی---

اس لمحے اسے احساس ہوا

وہ نخرے دکھانے لگی ہے اسے ابھی سے---

ہونہہ---جاو مت کھاو---کون"

سہ میرے پیٹ میں جانا ہے---

اچھا ہے بھوک کے مارے پیٹ

کے چوہے باہر نکل آئیں گے

"اور تمہیں ہی کاٹیں گے---

بس اس کا چوہوں کا ذکر

کرنا تھا کہ نایاب فورا ہی

اس کی جانب متوجہ ہوئی--

"پیٹ کے چوہے باہر نہیں آتے---- "

وہ قطعی لہجے میں تیزی سے بولی---

اتے ہیں--اور کاٹتے بھی ہیں--"

جب میں چھوٹا تھا نا اور

میں نے کھانا نہیں کھایا تھا

تو ایک چوہا میرے

پیٹ سے باہر نکل آیا تھا اور

اس نے میرے یہاں -یہاں پاؤں

پہ کاٹا تھا--- وہ بھی بہت زور

سے---" مقابل اپنی بات پہ بضد

رہا-- ڈرانا بھی تو تھا---

وہ اپنے الٹے پاؤں کی پینٹ

تھوڑی اوپر کی جانب کھینچ کر
اسے دکھا رہا تھا ---جہاں کوئی
نشان نہیں تھا --- اس نے اپنی
پینٹ ایک لمحے میں اوپر نیچے
کی تھی--- اتنی پھرتی سے کہ
وہ ٹھیک طرح دیکھ بھی نہ
سکے-- اور اس کی بات پر یقین
کرکے ڈر بھی جائے---
وہ آپ کے گھر کا چوہا ہوگا ---"
پیٹ کے چوہے باہر نہیں آتے---
اور آپ کے پاؤں پر بھی کوئی
نشان نہیں ہے---اور سب سے
اہم بات--- جھوٹ گندے بچے
بولتے ہیں"وہ چھوٹی آنکھیں
کر آخری جملہ خاصہ جتاتے
ہوئے ادا کر رہی تھی--- یہ بتانے
کے لیے کہ وہ اسے جھوٹی
کہانیوں سے ڈرا نہیں سکتا---
اپنی بات کہہ کر وہ منہ بسور
کر اسے ناک منہ چڑھاتی--واپس
اپنا رخ دوسری جانب موڑ گئی --
جتنا تم میرے سامنے پٹر پٹر "
بولتی ہو نا اس کا تم آدھا بھی

اسکول میں بول لو تو فرسٹ

آؤ پوری کلاس میں۔۔"اس کا

ناک منہ چھڑانا قیصر کے

ضبط کا باندھ توڑ گیا تھا۔۔

ٹھیک ہے ۔۔مت کھاؤ ۔رہو"

بھوکی۔۔ تمہارے نانا کا پالا

ہوا نوکر نہیں ہوں میں جو

تمہارے اگے پیچھے گھومتا

"رہوں گا ۔۔

اسے یاد نہیں پڑتا اس نے کبھی

کھانے پر کسی کی اتنی منتیں

کی ہوں۔۔

کھانے کا پیپر بیگ اس کی

ننھی سی گود میں رکھ کر۔۔

اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

گھر پہنچنے پر۔۔ اس نے

غصے سے اپنی سیٹ بیلٹ

کھولی اور گاڑی سے اتر گیا۔

بغیر اسے اتارے وہ ابھی ایک

دو قدم ہی چلا تھا کہ جب وہ

پیچھے سے چیخی۔

قیصر۔۔مجھے تو اتارو۔۔"اس"

نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر۔

فورا ہی چیخ کر آواز لگائ۔
کیوں ؟؟۔میں کیوں اتاروں؟؟۔۔"
تم میری بات مانتی ہو ؟؟۔
"جو میں تمہارے کام کروں؟؟
وہ بھی بچوں کی طرح اب
اس سے لڑ رہا تھا ۔۔
تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا"
سکتے " اور روتے ہوئے قطعی
لہجے میں بولی۔۔۔
وہ غصے کا بڑا تیز تھا ۔۔
مجال ہے جب اپنی پر آئے تو
کسی کی سن لے۔۔۔ وہ تو
چل دیا تھا پلٹ کر۔۔جب
اس میٹھی آواز میں جھلکتے
بھرم و مان نے اس کے پاؤں
کو زنجیر کیا۔۔
قیصر ہل نہ سکا پھر ۔۔۔
مٹھیاں بھینچتا
غصے سے پلٹا۔۔
میں جاسکتا ہوں۔۔اور اب"
تم آو ڈرائیور کے ساتھ۔۔"دانت
پیستے ہوئے کہ کر۔۔
اس نے ڈرائیور کو آواز لگائی۔۔۔

" ڈرائیور "

ابھی وہ آواز لگا ہی رہا تھا۔۔

کے نایاب نے زور زور سے

چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔۔۔

"قیصر۔۔۔مجھے گود میں لو۔۔"

وہ روتے ہوئے بس ایک ہی

صدا لگا رہی تھی۔۔۔ جب کہ

مقابل دو قدم کے فاصلے پہ

کھڑا خاموشی سے اسے روتا

ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔

ڈرائیور قریب آنے لگا تھا جب

اس کم عمر لڑکے نے فورا ہی

ہاتھ دکھا کر روکا۔۔۔ وہ اچھے

سے واقف تھا نایاب ڈرتی ہے

اس سے۔۔۔

"قیصر۔۔"

مگر مجھ کے آنسو بہانا بند کرو "

اور ڈیل کرو پہلے مجھ سے۔۔

برگر کھاؤ گی یا چھوڑ جاؤں

ڈرائیور کے ساتھ؟؟۔"گاڑی کے

قریب آکر۔۔۔نایاب کی جانب

کا ڈور کھول کر بڑے بھرم سے

دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر

اس کی جانب دیکھتے۔۔ ایک

ابرو اچکاکر استفسار کیا۔۔۔

تم بہت برے ہو قیصر" وہ اپنی"

ننھی آنکھیں ہاتھوں کی پشت

سے رگڑتی اسے چہرہ اٹھاکر

دیکھ ۔۔۔۔منہ بسور کر بولی۔۔

تو مقابل نے اگلے ہی پل ۔۔۔اس کی

"ننھی ٹھوڑی کس کے پکڑئی۔۔۔

دوبارا کہو ذرا۔۔۔ اور پھر میں

تمہیں صحیح طرح بتاؤں کہ

برا ہوتا کیا ہے" اس کی بڑی

بڑی سیاہ آنکھوں میں غصہ

جھلکتا دیکھا۔۔تو فورا ہی دنیا

جہاں کی معصومیت چہرے

پر سجاکر۔۔۔آنکھوں میں آنسو

بھرے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اس

یقین کے ساتھ کہ وہ پگھل جائے گا۔۔۔

"سوری کہو۔۔۔"

وہ ڈیمانڈ کر رہا تھا۔۔۔

سوری۔۔" تیزی سے تابعداری"

میں بولی ۔۔۔

مقابل نے بغیر کچھ کہے

اب اس کی سیٹ بیلٹ کھولی

پہلے پیپر بیگ اٹھایا اس کی

گود سے اور پھر اسے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

کیا بات ہے آج بہت پریشان "

سے لگ رہے ہو؟؟"حسنہ اس

سے لگ کر بیٹھتے--- فکر مندی

سے پوچھنے لگی---

وہ دونوں اس وقت

اپنے ایک فرینڈ کے

فارم ہاؤس میں موجود تھے---

ہر طرف رنگینی بکھری ہوئی

تھی --- کوئی ڈرنک کرتا ہوا نظر

آ رہا تھا تو کوئی پول میں

نہاتا ہوا ---لڑکے لڑکیاں

بدمست ناچ گانا کرتے ہوئے

نظر آ رہے تھے--- سوئمنگ پول

پارٹی کے نام پر جمع ہونے والے

وہ کم عمر لڑکے لڑکیاں اپنی

ہی دنیا میں جی رہے تھے--

مگر وہ سب سے الگ تھلگ

ایک کارنر میں صوفے پر

بیٹھا ہوا تھا---

کوئی خاص بات نہیں ہے "

بس اپنے البم کے لیے پیسے
کیسے جمع کروں یہ سوچ
رہا ہوں" حسنہ بہت اچھے
سے واقف تھی کہ اس کے
ڈیڈ اسے سنگر نہیں بننے
دینا چاہتے --- اسی لیے وہ
اس کی اس معاملے میں
کوئی مدد بھی نہیں کر رہے---
"ہمم--- میں مدد کروں؟؟"
حسنہ نے نہایت خوبصورت
مسکان چہرے پر سجائے
مدد کی افر کی---
نہیں ---" سپاٹ سے لہجے"
میں تیزی سے انکار کر گیا---
ادھار لے لو---بھلے ہی بعد "
میں واپس کر دینا---" وہ
واقعی اس کے خوابوں کو
پورا کرنے میں مدد کرنا
چاہتی تھی--- اس کی زندگی
میں اپنے کردار کو اہم بنانا
چاہتی تھی---
کہہ دیا ناں--نہیں---" قیصر "
عبدالرحمان یوسف اپنی

گرل فرینڈ سے ادھار لے ---

اس سے پہلے وہ ڈوب نہ

مرے چلو بھر پانی میں---

وہ مزید اصرار کرنا چاہتی تھی

مگر قیصر فورا ہی اٹھ کے

وہاں سے چل دیا تھا---

❤*Husny Kanwal*❤

آج اتوار کا دن تھا دونوں

کی ہی چھٹی تھی----

قیصر مجھے ایسے بال"

بنانے ہیں---" قیصر کے گھر

میں داخل ہوتے ہی --- اس

کے موبائل پر نایاب کا قبضہ

ہوتا تھا--- اس لمحے بھی

وہی اس کے موبائل میں

کوئی باربی ڈول والا گیم

کھیل رہی تھی جس میں

انہیں سجانا سوارنا ہوتا ہے---

قیصر بیٹھ کر ویڈیو گیم کھیل

رہا تھا جب وہ اس کے پاس

سیل لے کر آئی--- جس میں

ایک باربی ڈول کاجل چوٹی

باندھی ہوئی نظر آرہی تھی---

ایسے؟؟۔۔ یہ اچھے نہیں لگ رہے۔۔"

پونی ہی صحیح ہے۔۔۔" کون

بنائے اتنے محنت والے بال۔۔۔

اس سے تو نایاب کی پونی

بھی بڑی مشکل سے بنتی تھی۔۔۔

مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔ "

میرے بال ایسے بناو۔۔۔"وہ

ضد پر اتری۔۔۔تو مقابل نے

جھنجھلا کر اسے دیکھا۔۔۔

اور پھر اپنی توجہ دوبارہ

گیم کی جانب مبذول کر لی۔۔۔

بعد میں بنا دوں گا میں "

ابھی گیم کھیل رہا ہوں۔۔

تنگ مت کرو ابھی۔۔۔

"ویسے بھی بہت ہارڈ راؤنڈ ہے۔۔۔

وہ کافی دیر سے یہ راؤنڈ پار

کرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔۔

بعد میں کب ؟؟"عجلت سے"

استفسار کیا۔۔۔

"جب میں یہ راؤنڈ پار کر لوں گا۔۔"

گیم پر اپنی نظریں مرکوز کیے

وہ تیزی سے بولا۔۔۔قیصر ویسے

بھی اسے ٹال رہا تھا۔۔۔

وہ صبح سے یہی راؤنڈ کھیل

رہا تھا مگر پار نہیں کر پا رہا تھا---

جس کے سبب وہ خاصہ چڑچڑا ہو

چکا تھا اب کھیلتے کھیلتے---

اور یہ چڑچڑاہٹ اس کے لہجے

میں بھی جھلک رہی تھی---

یہ راؤنڈ پار ہو گیا تو پھر میری "

چوٹی بناؤ گے؟؟" وہ بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگی---

ہاں ---بنادوں گا" لاپرواہی سے"

جواب دیا بغیر اس کی جانب

دیکھنے کی زحمت کیے---

بار بار ہارنے کے باوجود وہ گیم

چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا---

اس نے ٹھان رکھی تھی

راؤنڈ پار کر کے ہی چھوڑے گا ---

لاو پھر مجھے دو " نایاب کے"

کہتے ہی اس نے الجھ ایک

نگاہ اس ننھی سی بچی پر ڈالی

--

"کیا دوں ؟؟"

"ریموٹ"

کیوں؟؟" خاصہ الجھ کر---"

پار کر کے دوں گی نا"بس"

نایاب کا کہنا تھا کہ وہ

بے اختیار زوردار قہقہ لگا بیٹھا----

تم پار کرو گی؟؟--ہونہہ---"

یہ تمہارے باربی ڈول کو

کپڑے چینج کروانے والا گیم

نہیں ہے--- بہت ہائی لیول

کا گیم ہے یہ--- پوری دنیا میں

صرف ایک ہی بندہ ہے جو

اس لیول تک پہنچا ہے اور

"دوسرا میں ہونے والا ہوں

وہ اس ننھی بچی کی بات

کو مکمل مذاق میں اڑاتا---

خاصہ مغرور لہجے میں جتاتے

ہوئے بولا---پھر واپس گیم کی

جانب اپنی توجہ مرکوز کر گیا ----

نایاب نے اسے ہنستا دیکھ مزید

کچھ نہ کہا اور اس کا گیم

لیول پار کرنے کا انتظار کرنے لگی---

اہ-یہ پیٹ میں درد بھی"

ابھی ہونا تھا---" اسے واش

روم کی مس کال آگئ تھی --

خاصہ جھنجھلاکر کہتا--- گیم

سٹاپ کر کے وہ ریموٹ

صوفے پر رکھ کر--- واش روم
کی جانب بڑھ گیا---
صرف پانچ منٹ بعد ---
اس نے تیزی سے آکر صوفے پر
رکھا ریموٹ سنبھالا--- مگر
اگلے ہی لمحے جب اسکرین
پر نظر گئی--- تو وہ منجمد
ہو گئی--- بے یقینی سی کیفیت
میں اس نے اپنی آنکھیں مسلیں---
اور پھر ایک بار اسکرین کی
جانب دیکھا---
لیول پار ہو چکا تھا مگر
کیسے؟؟----
لیول خود بخود کیسے پار ہو
سکتا ہے؟؟--- وہ بھی اتنا ہارٹ
لیول جو کوئی نہیں کر پاتا---
جسے وہ خود بھی کافی کوشش
کرنے کے باوجود نہیں کر پا رہا تھا---
"یہ لو ---اب بناو میرے بال---"
نایاب اوپر سے کنگی لے آئی تھی--
-اب کنگی اس کی جانب بڑھاتے
---مسکرا کر بولی---
گھر میں اس کے اور نایاب

کے علاوہ کوئی نہیں تھا پھر
یہ گیم کا لیول کس نے پار کیا ؟؟
--وہ یہی الجھا ہوا تھا---
ایک لمحے کے لیے دماغ میں
خیال آیا کہ شاید نایاب نے کیا
ہو--- اور پھر اگلے ہی لمحے وہ
جیسے خود پہ ہنس دیا کہ
ایک چھوٹی سی بچی کیسے
اتنا ہائی لیول کا گیم پار کر
سکتی ہے وہ بھی صرف پانچ
منٹ میں---
کیا گھر میں کوئی اوپری
مخلوق بھی رہ رہی تھی--جس
نے اس کی مدد کی ؟؟--وہ اب
یہی سوچتے ہوئے گھر میں
ادھر ادھر نظر دوڑا رہا تھا---
وہ ایک وقت یہ ماننے کے لیے
تیار تھا کہ کوئی اوپری مخلوق
آکر اس کی مدد کر گئی لیکن
یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا
کہ نایاب   وہ بچی جسے ذہنی
طور پر کمزور کہہ کر اسکول
سے نکالنے کی وارننگ دی جا

چکی ہے۔۔وہ گیم کا لیول

پار کر سکتی ہے۔۔۔

آپ نے کہا تھا لیول پار ہو گیا"

تو بال بنائیں گے" وہ اسے

اسی کا وعدہ یاد دلا رہی تھی۔۔۔

مقابل کی بات سن۔۔اپنا

ریموٹ کنٹرول صوفے پہ

بےدلی سے پٹخا۔۔۔

پھر اس سے سیل لے کر

اچھی طرح بالوں کی

جانچ پڑتال کی۔۔۔

پھر نیٹ پر ویڈیو سرچ کی

کاجل چوٹی کے نام سے

اور پھر اسے بنانے کا طریقہ

دیکھا۔۔۔

دیکھنے میں تو اسے کافی

آسان لگا تھا۔۔۔

آسان ہے یہ تو میں "

بنالوں گا"وہ دل ہی دل

ویڈیو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"اوکے۔۔۔آو بیٹھو۔۔میں بناوں۔۔"

اس کے کہتے ہی وہ فورا ہی

صوفے پر باخوشی آکر بیٹھی۔۔۔

وہ بھی اسی کی جانب مڑ

کر بیٹھ گیا تھا۔۔

السلام علیکم " اسی لمحے "

ملازمہ سلام کرتی ہوئی

گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

وعلیکم السلام "قیصر نے "

جواب دیا۔۔جبکے نایاب

بالکل خاموش تھی۔۔۔

جب سے نایاب کے اسکول

سے شکایت ملی تھی تب سے

وہ نایاب پر تھوڑی بہت توجہ

دے رہا تھا اور اسی دوران

اس نے ایک بات نوٹ کی تھی

کہ نایاب سوائے اس کے کسی

سے بھی بات نہیں کرتی یہاں

تک کہ گھر کی ملازمہ سے

بھی نہیں جبکہ وہ ننھی

پری اس سے زیادہ ملازمہ

کے ساتھ وقت گزارتی ہے

گھر میں ۔۔۔

"سلام کا جواب دو جگنو "

وہ بڑی نرمی سے حاکمانہ

انداز میں بولا۔۔۔

مگر پھر بھی نایاب نہ کچھ
نہ کہا۔۔۔
" میں پہلے کھانا بنانے کے
لیے رکھ دیتی ہوں پھر
"صفائی سٹارٹ کروں گی۔۔
ملازمہ مسکراتے ہوئے کہہ
کر اندر کی جانب بڑھ گئی
تھی۔۔۔
قیصر بڑے مزے سے اس کے
بال بنارہا تھا۔۔اسے بہت
پسند تھے نایاب کے خوبصورت
گھنے سلکی بال۔۔۔۔
اس کی انگلیوں کو بھی
جیسے کوئی لطف و سرور
مل رہا ہو اس کی زلفوں
میں الجھے۔۔۔
اسے چوٹی بنانا نہیں آرہی
تھی۔۔وہ چار سے پانچ بار
ٹرائی کر چکا تھا۔۔مگر اس کے
باوجود اس صدا کے
جھنجھلائے و آدم بیزار بندے
میں مجال ہے ذرا بھی چڑچڑاہٹ
کا عنصر آیا ہو۔۔۔

چھوٹے ماسٹر-- میری مانیں"
تو نایاب بی بی کے بال
کٹوادیں--ورنہ ان کا قد نہیں
بڑھ سکے گا--" ملازمہ کے
مشورتا کہتے ہی-وہ اک
لمحے کی دیر کیے بغیر
تیزی سے سخت لہجے میں
"بولا--"ہرگز نہیں --
اس کی آنکھیں برہمی سے
باہر آنے کو ہوئیں--
یہ مشورہ بھی اسے جیسے
زہر لگا تھا--
اسے خود بھی احساس نہیں
تھا مگر نایاب کے بال بڑے
عزیز تھے اسے ---
ملازمہ کو اندازہ نہیں تھا
وہ اتنا سختی سے جواب دے گا -
میں تو بس اس لیے کہہ"
رہی تھی کہ نشونما رک
"جاتی ہے بچوں کی--
وہ تیزی سے لچکدار لہجے
میں اپنی بات کی مراد کو
واضح کرنے لگی-- جس

میں ظاہر تھا کہ وہ نایاب
کی بہتری کے لیے ہی یہ
مشورہ دے رہی تھی---
"تم کام کرو جاکے---"
وہ بےرخی سے کہتا--واپس
کاجل چوٹی بنانے میں
جت گیا تھا--
قیصر --یہ بالکل بھی تصویر"
"جیسی نہیں ہے---
وہ اب کمرے میں سنگاردان
کے سامنے کھڑی ---
اپنے بالوں کو آئینے میں
دیکھتے ہوئے ---
منہ بسور کر بولی---
ویسی ہی ہے--- بلکہ اس"
سے بہتر ہے بہت پیاری
"بھی لگ رہی ہے تم پر----
اس حسین لڑکے نے بیڈ
پر تھک کر گرنے والے انداز
میں لیٹتے ہوئے---اپنی باتوں
سے قائل کرنے کی کوشش کی----
نہیں ہے--- ٹھیک کہتی ہیں"
شمیم انٹی مجھے اپنے

بال کٹوا لینے چاہیے---

خوبصورت بال تو ویسے

"بھی نہیں بنانے آتے آپ کو--

اپنی ناشکری ننھی بیوی

کی بات سنتے ہی وہ بے یقینی

سے اٹھ کر اسے دیکھنے لگا---

پورے ایک گھنٹے کوشش

کی تھی اس نے بال بنانے کی---

مگر مجال ہے اس ناشکری

لڑکی کو ذرا بھی اس

نظر آئی ہو--- efforts کی

"سوچنا بھی مت بال کٹوانے کی---"

وہ سختی سے آنکھیں

دکھاتے ہوئے گویا ہوا---

مگر نایاب کہاں اس کے

غصے پر توجہ دے رہی تھی---

کڑوا سہ منہ بناتی وہ

اپنے بال کھولنے لگی---

پہلے جب کبھی اتوار آتا تو

اس کا دن بہت بوریت بھرا

گزرتا --وہ کبھی ادھر جاتا

کبھی ادھر جاتا بس وقت

گزاری کرتا--مگر اپنے جگنو

کے ساتھ اتوار کا دن کہاں
گزرتا پتہ ہی نہ چلتا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
"میں تھک گیا ہوں۔۔بس
سونا چاہتا ہوں اب۔۔۔" وہ
سات بجے کے قریب جب
گھر میں داخل ہوا تو نایاب
تیزی سے اس کے پاس سیل
لینے آئی۔۔۔۔مگر بجائے اس کے
ہاتھ میں اپنا سیل دینے کے
۔۔وہ الٹا اسے ہی گود میں
بھرتا۔۔۔اوپر چل دیا تھا ۔۔۔
"تو مجھے کیوں لے کر جارہے
ہیں ؟؟۔۔مجھے نیند نہیں
آرہی ۔۔۔ " اس کی بھوری
چمکتی انکھوں میں فل
بیٹری چارج کے سگنل
موجود تھے۔۔۔۔ جنھیں وہ
دیکھ کر بھی ان دیکھا
کرتا۔۔اسے اپنے ساتھ بیڈ
پر لیٹا چکا تھا ۔۔۔
" تمھیں نیند نہیں آرہی
تب ھی تو اپنے ساتھ لے

کر آیا ہوں---چلو---اب
اچھے بچوں کی طرح
میرے سر کی مالش کرو---
"جب تک میں سو نہ جاوں---
اس کا سر کافی بھاری
بھاری سہ ہورہا تھا---
اس کی ننھی سی باہیں
خود پھیلا کر---اس پر ہلکے
سہ اپنا سر ٹکایا---اور مالش
کا آرڈر جاری کیا---
بہت بھاری سر ہے ---تکیے"
پر رکھیں ناں---" وہ
لچکدار لہجے میں گویا ہوئی---
اس کی میٹھی سی آواز
و ننھی سی جان پر ترس
کھاتے---سر اس کے ہاتھ
سے اٹھاکر تکیے پر رکھا---
"اب مالش کرو---"
"پہلے موبائل دیں---"
فوری ڈیمانڈ رکھی---
مقابل کا اس وقت بولنے
تک کی زحمت کرنے کا دل
نہیں تھا اس لیے فورا ہی

اپنی پاکٹ سے سیل نکال
کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا۔۔
بس۔۔اب کرو۔۔اور ہاتھ"
رکنا نہیں چاہیے اگر رکا نا ۔۔۔
تو چھین لوں گا۔۔"وہ تڑی
لگاتا آنکھیں موند گیا تھا
اپنی۔۔۔
نایاب ایک ہاتھ سے اس
کے سر میں مالش کرتی
رہی اور الٹے ہاتھ سے
مسلسل موبائل چلاتی رہی۔۔۔
جبکہ وہ موبائل میں گیم
کھیل رہی تھی ۔۔لیکن اس
کے باوجود اس کا سیدھا
ہاتھ رک نہیں رہا تھا۔۔۔
اس کا سیدھا ہاتھ اسی
طرح کام کر رہا تھا جس
طرح جب وہ موبائل
یوز نہ کر رہی ہوتی تب
کرتا۔۔جس سے ظاہر تھا
کے اس کے
corpus callosum دماغ کا
دیگر لوگوں کے مقابلے زیادہ ہے۔۔۔

یعنی اس کا سیدھے دماغ سے
الٹے دماغ کے حصے کا کنکشن
بہت سٹرانگ ہے---
مگر وہ ایک غیر ارادی طور
پہ کیا گیا عمل تھا وہ خود
بھی نہیں جانتی تھی کہ
یہ کوئی کمال ہے کہ وہ
دونوں ہاتھوں سے الگ الگ
کام بیک وقت کرسکتی ہے
وہ بھی بغیر کسی
پریشانی کے ----
قیصر کی آنکھ کھلی---
تو نایاب کو اپنے ہی تکیے
پر سر رکھ کر سوتا ہوا پایا---
اس کا ننھا سہ چہرہ بس
ذرا سے فاصلے پر تھا---
وہ اسے یوں ہی دیکھنے لگا---
بےوجہ یوں ہی اسے
تکتے رہنا جیسے اچھا لگتا
تھا ---ایک عجیب سہ کیف
تھا جسے شاید وہ لفظوں
میں بیاں بھی نہ کرسکے---
اسے زید کے جملے اچانک

ہی یاد آئے جب اس نے
کہا تھا مال میں پیزا
کھاتے ہوئے---کہ دیکھنا
تو دو تین مہینے میں ہی
تھک جائے گا اس بچی سے
اور اس کی ذمہ داریوں سے---
اور پھر خود ہی تھک کر
اسے چھوڑ کر آئے گا یتیم
خانے-- اس نے تب کہا نہیں
زید سے مگر ڈر اسے بھی
یہی تھا کہ وہ چڑچڑا جائے
گا--- جھنجھلا جائے گا ---
ذمہ داریوں سے بھاگنے کی
کوشش کرے گا وہ نہیں
اٹھا سکے گا ایک بچی کی
ذمہ داری--- دو تین مہینے
تو کیا اسے تو لگ رہا تھا کہ
وہ ایک مہینے بھی نہیں
اٹھا سکے گا ---پھر وہ کیا
کرے گا وہ یہ سوچنا بھی
نہیں چاہتا تھا مگر آج پورے
پانچ ماہ گزر گئے تھے---اور
وہ نہیں تھکا نہ ہی

جھنجھلایا نہ ہی اسے
اکتاہٹ آئی نہ ہی وہ بیزار
ہوا۔۔بلکے پہلے جہاں وہ گھر
میں بالکل بھی نہیں آیا کرتا
تھا اس کے مقابلے اب وہ گھر
میں چھٹی والا دن باسانی
گزار رہا تھا ۔۔۔۔
"جلدی سے بڑے ہوجاؤ جگنو۔۔۔"
وہ اس کی ننھی کھڑی
ناک سے اپنی ناک مس کر
کر مسکراتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔
اور پھر آنکھیں موند گیا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
بہت duffer ماما پتا ہے ڈفر
پیاری ہے۔۔۔"وہ سونے کے لیے
لیٹا ہوا تھا اپنی ماں کے
برابر میں ۔۔ جب اس نے
یکدم کہا۔۔۔
ڈفر ؟؟ کون؟؟۔۔ وہ پونی"
"والی قیصر کی بھانجی؟؟
میمونہ خاتون اندازہ لگاتے
ہوئے بولیں۔۔
ہاں ۔۔وہ ہی۔۔۔قیصر انکل "

کی بھانجی--پتا ہے وہ روتے
ہوئے بھی بہت پیاری لگتی
ہے---اس کی ناک ناں بالکل
ٹماٹر کی طرح لال ہو جاتی
ہے--"زریاب جو نایاب کا
کلاس فیلو اور زید کا بھانجا
تھا-- نایاب کے روتے ہوئے
سراپے کو اپنی آنکھوں میں
گھومتا ہوا ابھی بھی دیکھ
رہا تھا--
میمونہ خاتون ہمیشہ دیکھا
کرتیں--کے وہ جب بھی
اس بچی کا ذکر کرتا اس کی
آنکھوں میں ایک عجیب سی
چمک ابھر آتی--
"اور وہ رو کیوں رہی تھی ؟؟"
میمونہ خاتون نے تجسس
بھرے لہجے میں پوچھا ---
کیونکے کلاس کی بچیاں اسے"
ڈفر ڈفر کہ کر چڑا رہی تھیں---
ایک نے ڈفر کہتے ہوئے اس کے
"سر پر تھپڑ بھی مارا تھا-
اس کی میٹھی نرم آواز میں

اداسی الگ ہی جھلکی تھی

یہ بتاتے ہوئے---

تو آپ نے مدد نہیں کی "

اس کی؟؟" انہوں نے تیزی

سے پوچھا---

تو کیا مجھے کرنی چاہیے "

تھی؟؟" وہ اپنی والدہ کی

جانب دیکھ --معصومیت

سے پوچھنے لگا---

بالکل---"دوبدو جواب آیا---"

مگر اسے اچھا نہیں لگتا -- "

وہ ویسے بھی مجھے پسند

نہیں کرتی ---میں نے اسے

کہا تھا کہ وہ میری دوست

بنے مگر اس نے ہینڈ شیک

نہیں کیا ماما "شدید

افسردگی و مایوسی تھی

زریاب کے معصوم لہجے میں ---

اوو--- ہو سکتا ہے اسے نئے"

لوگوں کو دوست بنانا

اچھا نہ لگتا ہو--- آپ

اس کی مدد کرو پڑھائی

میں وہ کمزور ہے ناں---اور

اسے پروٹیکٹ کرو ان لوگوں
سے جو اسے تنگ کرتے ہیں---
ایسا کرنے سے وہ آپ کو
"اپنا دوست بنا لے گی---
واقعی ماما---اگر میں اسے"
پروٹیکٹ کروں گا اور اس
کی پڑھائی میں مدد کروں
گا تو وہ مجھے دوست بنا لے
گی؟؟" ایک دم خوشی کی
لہر سی ابھری تھی زریاب
کے اندر----
بالکل---" اس کی معصومانہ"
خوشی دیکھ--- مسکراتے
ہوئے بولیں---
چلو اب باقی باتیں بعد "
میں کریں گے اب سو جاؤ
صبح اسکول بھی جانا ہے
ناں--- ویسے بھی ماما تھک
گئی ہیں زریاب-- سو جاوں
اس سے پہلے ماما سو جائیں
"اور آپ کو پھر ڈر لگے---
میمونہ کا یہ روز کا تکیہ
کلام تھا سونے سے پہلے---

اس کے یہ کہتے ہی زریاب
نے آنکھیں بند کر لی تھیں---
مگر آنکھیں کھلی ہوں یا
بند کیا فرق پڑتا تھا--نظر
تو وہ اب بھی آرہی تھی
روتے ہوئے ---اس کی بھوری
چمکتی آنکھیں جن میں
سے آنسو بہہ رہے تھے---
اور لال ٹماٹر ہوتی ناک---
جو اسے بہت اچھی لگی
تھی--بہت پیاری --

❤️جاری_ہے#

"چلو جگنو اٹھو اسکول جانے کا وقت ہو گیا ہے---
وہ روزانہ کی طرح اسے نرمی سے اٹھا رہا---
مگر آج نایاب آنکھیں کھولنے کے لیے تیار نہ
ہوئی---
کیا ہوا ؟؟--اٹھو--" وہ مسلسل اسے ہلا رہا تھا"
نرمی سے---مگر مقابل نے آنکھ نے کھولی---
جگنو ----" وہ اسے گود میں اٹھا چکا تھا---"
مگر وہ آنکھ کھولنے کے لیے آج کسی صورت
تیار نہ تھی---
میں شاور کھولوں اس سے پہلے آنکھیں"
"کھول لو--- مجھے پتہ ہے تم جاگ رہی ہو---

وہ واش روم کے دروازے تک لے آیا تھا اسے---
"میں نہیں جاوں گی اسکول--"
وہ منمنائی---
جگنو---پہلے ہی ٹیچرز بہت ناراض ہیں "
تمہاری ڈل پروگریس کو لے کر اور اب اس
پر تم چھٹیاں کرو گی تو وہ اسکول سے نکال
دیں گی تمہیں-- پھر میں کہاں لگاتا
پھروں گا---" اپنے باپ سے چھپ کر وہ
اسے ایک اچھے اسکول میں تعلیم دلا رہا
تھا یہ پہلے ہی بہت جوکھم بھرا تھا
اس کے لیے--- پھر وہ اسکول اس کے کالج
کے راستے میں پڑھتا تھا جس کی وجہ
سے اسے کافی آسانی تھی --وہ نہیں
چاہتا تھا وہ کسی اور اسکول میں اسے
لگائے اور پھر مزید مشکلات کا شکار ہو---
وہ نہیں جانتا تھا کلاس میں ٹیچرز
نایاب کو اب بلائنڈ و ڈم و ڈفر و ایڈیٹ
کہہ کر بلانے لگی تھیں-- جس کی وجہ
سے بچوں نے بھی اسے ڈفر جیسے توہین
آمیز لفظوں سے پکارنا شروع کر دیا تھا---
کچھ چھوٹی بچیوں کا گروپ تو اسے
الگ سے تنگ بھی کرتا تھا ---مگر وہ
گھر آ کر کبھی بھی قیصر سے کوئی

شکایت نہیں کرتی تھی----
ٹھیک ہے مت جاو اسکول--- "
پھر کیا ؟؟-- آنکھیں کھول کر
مجھے دیکھو نایاب---"اس کے ننھے
سے وجود کو باہوں میں بھرے وہ
آنکھیں کھولنے کی ڈیمانڈ کررہا تھا---
گڈ--" اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں---"
اسے لگا تھا قیصر غصہ ہوگا مگر اس
کی آنکھوں میں دور دور تک کہیں
بھی غصے کے اثار نہیں تھے---
بتاو--پھر کیا کرو گی ؟؟ ---"
جاہل رہو گی ؟؟؟---" اب وہ سمجھانے
والے انداز میں استفسار کر رہا تھا-
مجھے اچھا نہیں لگتا "وہ ان سیاہ"
آنکھوں میں دیکھتے ہلکے سے منمنائی---
"کیا؟؟--"
کچھ بھی---" نہیں بتا سکتی تھی---"
کیسے بتاتی ؟؟-- جب اسے خود نہیں
پتہ کہ پرابلم کیا ہے--- کیوں ٹیچر اسے
ڈفر کہتی ہیں ---کیوں بچے اس کا مذاق
اڑاتے ہیں--- کیوں وہ نہیں لکھ پاتی
جیسے اور بچے لکھ پاتے ہیں--- کیوں
اسے مشکل ہوتی ہے---

سوائے میتھ کے مجھے سارے"
"سبجیکٹ بور لگتے ہیں۔۔
ٹیچر نے قیصر کو نہیں بتایا اور
نہ ہی قیصر نے کبھی خود دیکھا کہ
نایاب کی میتھ کی کاپی کا کیا حال ہے۔۔۔
اگر وہ دیکھتا تو یقینا شاکڈ ہو جاتا۔۔۔
جیسے ٹیچرز ہو گئی تھیں اور انہیں
لگا کہ اس کا ہوم ورک قیصر کر کے دیتا
ہے۔۔۔جس وجہ سے وہ مزید نایاب کو
ڈانٹتیں۔۔۔ کہ اپنے ماموں سے ہوم ورک
مت کروا کے لایا کرو۔۔۔
وہ نہایت معصومیت سے بتا
رہی تھی۔۔۔
ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے تو اب تم اسکول مت جاؤ۔۔۔"
آرام سے گھر میں بیٹھو۔۔۔ اور تمہاری
ماما جن کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے جو انتظار
کر رہی ہیں کہ جب وہ آنکھیں کھولیں گی تو
ان کی بیٹی انہیں بہت کامیاب ملے گی۔۔۔
انہیں نامید ہو لینے دو۔۔۔ ویسے بھی تم نے
تھوڑی کہا تھا ان سے کہ امید رکھیں تم سے
کوئی۔۔۔۔ ساری غلطی انہی کی ہے۔۔
انہیں امید رکھنی ہی نہیں چاہیے۔۔۔
تو کیا ہوا انہوں نے اتنی قربانیاں دیں

اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔۔بھئی ان کی
تکلیفوں سے ہمیں کیا؟۔ ہمیں پڑھائی
"بور لگتی ہے ہم نہیں پڑھیں گے
وہ اسے صوفے پر بٹھا کر۔۔
اس کی چمکتی جگنو جیسی آنکھوں
میں دیکھتے۔ اپنے ہی انداز میں سمجھا
رہا تھا۔۔
اس نے نہایت ہی ویک پوائنٹ پر
ایموشنلی بلیک میل کیا تھا اسے۔۔
تم بھی میری جگہ ہوتے تو "
ایسا ہی کرتے نا؟؟" وہ جیسے تصدیق
چاہ رہی تھی ۔۔ کہ جو وہ کر رہی
ہے وہ صحیح ہے۔۔
نہیں ۔بالکل بھی نہیں۔۔"
میں اتنا سیلفش نہیں ہوں کہ خود
سے وابستہ لوگوں کی امیدیں توڑوں۔۔
وہ بھی اپنی ماں کی جنہوں نے میرے
لیے اتنی قربانیاں دیں۔۔ بلکہ میں سوچتا
ہوں اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو میں پہلے
سے زیادہ پڑھائی پر توجہ دیتا۔۔
کیونکہ میری والدہ بیمار ہیں اور ان
کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے اور ان کے ٹریٹمنٹ
میں جو میڈیسن یوز ہو رہی ہیں وہ کہیں

ناں کہیں بہت ہارم فل ہیں ان کے دیگر

باڈی پارٹس کے لیے-- تو میں سوچتا

کہ کیوں نا ایسی میڈیسن تیار کروں

جو ان کی باڈی کے لیے ہارم فل بھی نہ

ہو اور ان کے ذہن کو سکون بھی میسر کرے

تاکہ وہ جلد از جلد ٹھیک ہو جائیں ..

مگر ایسا میں کرتا ...تم تھوڑی کرو گی...

"تمہیں تو پڑھائی بور لگتی ہے ناں...

وہ آخری جملہ خاصہ چوٹ کرنے والے

انداز میں ادا کر رہا تھا...

اور چوٹ لگی بھی تھی--

وہ بھی ڈائریکٹ جا کے دل پر---

تو میں ایسی کوئی میڈیسن بنا "

سکتی ہوں؟؟ جس سے میری امی جلد

سے جلد ٹھیک ہو جائیں؟؟" ایک بچہ اپنی

بچھڑی ہوئی ماں سے کتنی محبت کرتا ہے

شاید اس کا بیان لفظوں میں ممکن ہی نہیں---

وہ تو جیتی ہی اس امید پر تھی کہ اس

کی ماں جلدی سے ٹھیک ہو کر اسے مل جائے---

اب جب اسے ایک رستہ نظر آیا تھا ..

مانا مشکل تھا بلکہ اس جیسی کے لیے تو

ناممکن سہ تھا مگر تھا اور جب وہ

تھا تو وہ اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی؟...

پڑھ لکھ کر تو بنا سکتی ہو۔۔۔ مگر یوں گھر "
بیٹھ کر۔۔۔۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔" اپنی حتمی
رائے دے کر وہ کھڑا ہو گیا تھا اپنے کالج
جانے کی تیاری کرنے کے لیے۔۔۔
وہ اس کے سامنے ہی تیار ہوتا رہا مگر
اس سے ایک بار بھی نہ کہا اسکول
جانے کے لیے۔۔۔
اسے ناشتہ کرانے کے بعد ۔۔۔وہ اسے آج
گھر ہی چھوڑ گیا تھا تاکہ وہ آرام
سے سوچے۔۔۔
وہ پورے دن اپنی ماں کے بارے
میں ہی سوچتی رہی۔۔۔
قیصر کی واپسی رات کے دو بجے ہوئی
تھی۔۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی اس
سے نہیں پوچھا کہ کل صبح اسکول
جائے گی یا نہیں۔۔۔ ساتھ ہی وہ جو
رات کو اس کا بیگ اور کپڑے وغیرہ
سب ہینگر کر کے سامنے ہی رکھ دیتا
تھا تاکہ اگر آنکھ دیر سے بھی کھلے
تو اسے دیر نہ ہو سکول پہنچنے میں
وہ پریپریشن بھی نہ کی۔۔۔
دوسرے دن وہ قیصر نہیں تھا جو
نایاب کو اٹھا رہا تھا ۔۔۔وہ نایاب تھی

جو اسے اٹھا رہی تھی کہ اٹھو مجھے
اسکول جانا ہے---
"اٹھو قیصر---مجھے دیر ہوجائے گی---"
وہ اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے---
تیزی سے بولی تھی---
جبکے مقابل نے اٹھ کر گھڑی کی جانب
دیکھا ابھی پورا آدھا گھنٹہ باقی تھا
یہ دیکھ اس نے فورا ہی نایاب کو
اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ کر
سینے سے لگاتے کہا--" ابھی پورا
"آدھا گھنٹہ ہے سو جاؤ---
وہ اسے یوں اپنی باہوں میں جکڑ
چکا تھا کہ وہ ہل تک نہ سکے --
قیصر---چھوڑو---میری ہڈیاں ٹوٹ"
"جائیں گی-- تم یہی چاہتے ہو کیا؟؟--
وہ خود کو آزاد کرانے کی کوشش
کرتے ہوئے بولی--- مگر وہ ننھی سی
جان کہاں اس بھاری بھرکم شخص
کو ہلا سکتی تھی---
کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد وہ ننھی
جان ہمت ہار گئ--- چونکہ وہ چاہے
کتنا بھی زور لگا لے مگر وہ ہل تک
نہیں رہا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اسمبلی میں کھڑی ہوئی تھی جب

کسی نے اس کی پونی پیچھے سے

کھینچی---

اس نے فورا ہی پلٹ کر پیچھے کی

جانب گھور کر دیکھا---

وہ زریاب تھا--- جو پونی کھینچنے کے

بعد ایسے انجان بن کے ادھر ادھر

دیکھنے لگا تھا جیسے اسے پتہ ہی

نہ ہو کے چل کیا رہا ہے---

نایاب خفگی سے اسے گھورتی ہوئی

واپس آگے مڑ گئ-

ابھی تین چار منٹ بھی نہ گزرے

تھے کہ پھر اس کی پونی زور سے

کھینچی گئی پیچھے سے---

اہ" بال کھینچنے پر اسے تکلیف"

ہوئی تھی جس کے سبب ایک ہلکی

سی کراہ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلی---

اس نے پھر پیچھے پلٹ کر دیکھا -مقابل اب بھی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا---
وہ اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھورتی ہوئی واپس سیدھی ہو گئی---

زریاب کو اس کی پونی بہت اچھی لگتی تھی--- خاص طور پر تب جب نایاب
چل رہی ہوتی تھی اور وہ پیچھے مسلسل ہلتی---

پوری کلاس میں سوائے اس کے کسی کے اتنے خوبصورت لمبے بال نہیں تھے کہ بیک پونی بن سکے ----قیصر اس کی پونی کافی اونچی باندھتا تھا اس کے باوجود اس کے بال کمر کے نیچے تک آتے---

❤*Husny Kanwal*❤

پتہ نہیں کیا وجہ تھی مگر اسے نہیں سمجھ آتے تھے بورڈ پر لکھے الفاظ چاہے وہ اردو میں ہوں یا انگلش میں--- ایک الف بھی بڑی مشکل سے بنانا سیکھا تھا اس نے---

وہ بہت دیر تک دیکھتی رہی-- اسے آخر اپنی ماں کے لیے ایک ایسی دوائی بنانی تھی جو ان کو جسمانی اور ذہنی سکون دے اور ان کے جسم میں کسی بھی قسم کا سائیڈفیکٹ پیدا نہ کرے مگر کیسے ؟؟----

وہ کافی دیر تک دیکھتی رہی مگر الف کے بعد جتنے بھی لفظ لکھے گئے وہ اسے سمجھ نہیں آئے --نہ ہی اسے ان کی بناوٹ سمجھ آئی ----

ابھی ٹیچر پڑھا ہی رہی تھی کہ کلاس میں چوکیدار دو آدمیوں کے ساتھ پیانو لے کر کلاس روم میں داخل ہوا --ان آدمیوں کو دیکھتے ہی نایاب فورا ہی ڈر کر روتے ہوئے ٹیبل کے نیچے چلی گئی---

تم ڈرو مت--میں ہوں تمہارا دوست---تم چاہو تو میرا ہاتھ پکڑ سکتی ہو--"" اس کے پیچھے پیچھے زریاب بھی ٹیبل کے نیچے چلا آیا تھا---

نہایت محبت سے اس کے آگے اپنا ہاتھ کیا---

نایاب کچھ لمحے اسے یوں ہی دیکھتی رہی اور پھر اس کے اپنے آگے بڑھے ہاتھ کو---

سچ کہتا ہوں مدد کروں گا میں تمہاری پڑھائی میں بھی" وہ سامنے بیٹھا ہم" عمر لڑکا بڑی محبت سے مدد کی آفر کر رہا تھا---

پڑھائی میں ؟--" پانچ مہینے میں یہ پہلے دو لفظ تھے جو نایاب نے اسکول" میں بولے---

ہاں --" زریاب کو بہت خوشی ہوئی تھی یہ دیکھ کے وہ بول سکتی ہے" ورنہ وہ تو اسے گونگی ہی گمان کر رہا تھا جیسے باقی سب کرتے تھے---

ٹھیک ہے--" نایاب نے یہ کہ کر فورا ہی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھا تھا---

وہ دونوں ہی اپنے ملے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے----

اور بس یہ وہ لمحہ تھا جب نایاب و زریاب کی دوستی کا آغاز ہوا---ایک ایسی دوستی کا جس نے نہ جانے کتنے رنگ بدلنے تھے-- جس نے بہار و خزاں دونوں دیکھنی تھیں-- جس نے ہر چیز کا مطلب بدل دینا تھا ---جس نے قسمتوں کو تبدیل کرنا تھا---جس نے کچھ وعدوں کو وفا کرنا تھا اور کچھ وعدوں کو دغا کرنا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

اسکول سے چھٹی پر ہر روز کی طرح قیصر ہی اسے لینے آیا تھا جب وہ لینے آیا تو وہ اسے بخوشی بتانا چاہتی تھی اپنی نئے دوست کے متعلق --- مگر وہ بتا پاتی اس سے پہلے ہی--- اس نے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ پر جو ہمیشہ سے اس کی جگہ رہی تھی ایک لڑکی کو بیٹھے دیکھا---

اس لڑکی کو دیکھتے ہی وہ خاموش ہو گئی تھی--- قیصر نے اسے پیچھے کی پیسنجر سیٹ پر بٹھایا--- وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی کچھ نہ کہا---

ہیلو---میرا نام حسنہ ہے---قیصر کی گرل فرینڈ---" نایاب کے بیٹھتے ہی" حسنہ فورا ہی پیچھے کی جانب مڑی اور اس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ ہینڈ شیک کر سکے--- مگر نایاب نے نہیں بڑھایا وہ اسے بس تنقیدی نظروں سے تکتی رہی---

جگنو ہاتھ ملاو--" قیصر نے نرمی سے کہا--- مگر نایاب نے پھر بھی ہاتھ" نہ ملایا وہ بس اسے دیکھتی رہی---

ہے"حسنہ نے برا نہیں مانا تھا اس کے ہاتھ نہ ملانے shy لگتا ہے شائے " پر---

وہ بس مسکراتے ہوئے واپس آگے مڑ گئی تھی یہ سوچتی ہوئی کہ جیسا قیصر ویسے ہی اس کی بھانجی---

اس کے لیے تو یہی خوشی بہت تھی کہ قیصر نے اسے آج پہلی بار اپنی بھانجی سے ملوایا ---اپنے کسی فیملی ممبر سے ---- جس سے یہ صاف ظاہر تھا کہ اب وہ ان کے ریلیشن شپ کو تھوڑا سیریسلی لینے لگا ہے---

" کھانے کے لیے کچھ لوں؟؟" آج نایاب نے کوئی فرمائش نہیں کی یہ بات اسے عجیب لگی--- وہ بیک ویو مرر میں اسے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا---

مگر نایاب نے کچھ جواب نہ دیا وہ تھوڑی اسے خفا خفا سی محسوس ہوئی مگر یہ سوچ کے اس نے زیادہ توجہ نہ دی کہ بھلا وہ کیوں اس سے ناراض ہونے لگی--- اس نے کیا کیا ہے؟؟--- اس بات سے انجان کہ اس نے نایاب کی جگہ حسنہ کو دی ہے آج---بچے اپنی چیزوں و اپنی جگہوں کو لے کر بہت پوزیسو ہوتے ہیں--- وہ برداشت نہیں کر پاتے اپنی چیز پر کسی اور کا حق---

اس کے جواب نہ دینے کے باوجود بھی قیصر نے روزانہ کی طرح اس کے کھانے کے لیے پارسل لے لیا تھا ساتھ ساتھ آج حسنہ کے لیے بھی لیا---

" تھینک یو--" حسنہ نے فورا ہی مسکراتے ہوئے کھانے کا پیپر بیگ لیا--- لیکن جب اس حسین کم عمر لڑکے نے اپنے جگنو کی جانب بڑھایا تو اس نے نہ لیا---

لینا تو دور-- دیکھا تک نہیں-- وہ دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر--- ونڈو سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی--

قیصر کو اب پورا یقین آگیا تھا کے وہ ناراض ہے---مگر کیوں؟؟؟

" جگنو کیا ہوا ہے؟؟--" اب وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا مگر نایاب نے کوئی جواب نہ دیا---

"شاید جگنو کو اپنی فیوچر مامی اچھی نہیں لگی---" حسنہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ نایاب اسے پسند نہیں کر رہی---

جبکے قیصر اس کی بات سن دل ہی دل--"ہونہہ ---فیوچر مامی؟؟---ابھی پتہ لگ جائے میری بیوی ہے وہ---- جس کی فیوچر مامی بننے کا خواب دیکھ رہی ہے تو ائی تھنک ہارٹ اٹیک تو پکا آ جانا ہے اسے---"

اس نے سر جھٹک کر اپنی گاڑی ڈرائیو کرنا سٹارٹ کی---

البم کے پیسے جمع ہوئے؟؟"حسنہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی--- "

نہیں --- مگر اس کی فکر تم مت کرو-- میں کر لوں گا ارینج--" صدا کا" لاپرواہ لہجہ--- مگر ساتھ ہی اس نے بیک ویو مرر سے پیچھے بیٹھی ننھی پری پر نگاہ ڈالی---

اوکے مگر کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا " ---میرے ڈیڈ کے ایک دوست ہیں وہ اسی فیلڈ میں ہیں تم کہو تو میں انہیں تم سے مل واوں؟؟" وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے لچکدار لہجے میں پوچھ رہی تھی---

نہیں---" فقط ایک لفظی جواب وہ بھی نہایت سپاٹ سے لہجے میں--اور پھر" اس نے بیک ویو مرر سے پیچھے کی جانب دیکھا---

ہر تھوڑی دیر بعد حسنہ کوئی ٹاپک چھیڑتی اور پھر وہ دونوں بات کرتے لیکن اس دوران وہ مسلسل پیچھے بھی دیکھتا رہتا---

اس کا جگنو پیچھے منہ پھولائے بیٹھا تھا اور وہ یہ دیکھ رہا تھا آئینے میں---

گڈ بائے---" حسنہ کا گھر آگیا تھا--گاڑی رکی تو مسکراتے ہوئے اس نے" شکریہ کے طور پر قیصر کے گال کو نرمی سے چوما----اس لمحے نایاب کی نگاہ ان دونوں پر ہی تھی ---

حسنہ کو اس کے گھر ڈراپ کرنے کے بعد اب وہ پیچھے کی جانب آیا تھا ---

اس نے گاڑی کا ڈور کھولا اور اسے اتارنے لگا تاکہ اسے آگے بیٹھائے اپنے ساتھ---

ابھی اس نے سیٹ بلیٹ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ نایاب نے فورا ہی اسے کس کے پکڑ لیا---

کیا ؟؟--" وہ کم سن لڑکا الجھ کر---"

نایاب نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس نے اپنی بیلٹ سے ہاتھ بھی نہ ہٹایا---

"نایاب ہاتھ ہٹاو--"

کیوں؟؟"ان ننھی آنکھوں میں غصہ خفگی ناراضگی ہر چیز جھلک رہی تھی ---وہ کیسے نہ دیکھتا---

کیا ہوا ہے ؟؟---اچانک یہ ناراضگی کیوں ؟؟" وہ واقعی جاننا چاہتا تھا اخر " اس کی خطا کیا ہے؟-- کیا کیا ہے اس نے جو وہ یوں ناراض ہو رہی ہے اس سے---

مجھے پیچھے ہی اچھا لگ رہا ہے---" وہ بےرخی سے بولی--- اس کی" میٹھی سی آواز میں بےرخی بھی پیاری تھی---

نایاب دیر ہو رہی ہے --- اگر کسی بات پر ناراض ہو بھی تو گھر جا کر " ہونا--- ٹھیک ہے--- یہاں تماشہ مت کرو ----چلو اترو---" وہ کب کسی کے نخرے اٹھانے کا عادی تھا--- فورا ہی برہم ہوا تھا اس کے نخرے دیکھ ----

اگلے پل اسے احتجاج کرنے کا موقع دیے بغیر اس کی سیٹ بیلٹ کھولی اور اسے گود میں اٹھا کر آگے کی جانب لایا اور اپنے ساتھ فرینڈ پیسنجر سیٹ پر بٹھا لیا---

وہ منہ بھولائے بیٹھی تھی مقابل دیکھ بھی رہا تھا کنکھیوں سے مگر منانے کی کوشش نہ کی---

گھر آیا تو وہ اپنے ننھے سے ہاتھوں سے غصے سے اپنی سیٹ بیلٹ کھول کر گاڑی کا ڈور کھولنے کی کوشش کرنے لگی---جس پر مقابل کی آنکھیں ٹوسٹ ہوئیں---

گاڑی کا ڈور لاک تھا وہ تب تک نہیں کھلے گا جب تک قیصر خود نہ کھولے مگر وہ صرف یہ دیکھ رہا تھا وہ چھوٹی سی پری اب اسے کتنا غصہ و ایٹیٹیو دکھانے لگی ہے---

کیا ہوا ؟؟ نہیں کھل رہا ؟؟--" وہ سیٹ سے آرام سے ٹیک لگاکر بیٹھ--مزے" لے رہا تھا اس کی جھدوجھد میں لگے سراپے کی---

وہ مسلسل لوک سے الجھ رہی تھی---

ڈور کھولو قیصر---" بغیر اس کی جانب دیکھے-- ڈور سے الجھتے ہوئے" وہ غصے سے بول رہی تھی---

اس ایٹیٹیو سے بولو گی تو زندگی میں کبھی نہیں کھولوں گا۔۔پہلے پیار" سے بولو۔۔" اس کی ڈیمانڈ سن ۔وہ جزبز ہوئ۔۔اور منہ پھولا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

پیار نہیں آرہا مجھے آپ پر ؟؟۔۔" وہ کیوٹ تھی یا اس لمحے اسے کچھ" زیادہ ہی لگ رہی تھی ۔۔وہ نہیں جانتا۔۔ مگر بمشکل ہی اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی اس نے۔۔۔

"تو کرنا سیکھو ۔ہر چیز ویسے بھی سیکھنے سے آتی ہے۔۔۔"

آپ میری چیزیں دوسروں کو "

دیتے ہو۔۔ مجھے نہیں سیکھنا

آپ سے پیار کرنا۔۔"وہ منہ پھولائے بولی

اور پھر اپنا ننھا سہ سر جھٹک گئی۔۔

او۔۔ تو سارا غصہ سیٹ کا ہے۔۔"وہ"

اندازا بولا۔۔وہ بھی مزے لیتے ہوئے۔۔۔

قیصر سمجھ ہی نہ سکا۔۔غصہ اتنا

سیٹ کا نہیں تھا جتنا اس ایک کس

کا تھا۔۔جو اس کے سامنے وہ لڑکی

اس کے فیس پر کرکے گئ۔۔۔

بچوں میں جیلسی اور

پوزیسونس کا عنصر بہت زیادہ

ہوتا ہے لیکن یہ بات وہ کم عمر حسین

لڑکا کہاں جانتا تھا۔۔۔

اچھا آئندہ تمہاری جگہ "

نہیں دوں گا۔۔ اس سے کہوں

گا کہ وہ پیچھے بیٹھے۔۔"قیصر دیکھ

سکتا تھا ۔۔ غصے سے وہ لال ہو
رہی تھی بالکل۔۔اس لیے مزید تنگ
کرنے کا ارادہ ترک کر۔۔فوری معذرتی
لہجے میں کہا۔۔
کہا ناں۔۔ آئندہ تمہیں ہی"
"بٹھاؤں گا اپنے ساتھ۔ بس اب اترو
وہ گاڑی سے اتر کر اس کی سائیڈ آیا۔۔
سیڈ بیلٹ تو وہ کھول ہی چکی
تھی۔۔ اسے نرمی سے مناتے گود
میں لینا چاہا تو اس نے فورا ہی
اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔۔
یہ دیکھ کے ناراضگی ابھی
بھی عروج پر ہے۔۔وہ پھر نرمی سے
سمجھانے لگا۔۔
"نہیں ۔۔میں خود اتر جاؤں گی"
وہ برہمی سے بولی۔۔تو مقابل کا
صبر اب جواب دینے لگا۔۔اتنی دیر
سے تو منا رہا تھا وہ اسے۔۔تو کیا
ہو گیا اگر اس نے حسنہ کو اس کی
سیٹ پہ بٹھا دیا۔۔ یہ کوئی اتنی
بڑی بات تو نہیں تھی۔۔ اور پھر صرف
منٹ کی تو بات تھی اس کے 10
بعد حسنہ کا گھر آگیا اور وہ اتر گئی

باقی راستے تو وہی بیٹھ کے آئی
واپس---
ٹھیک ہے اترو--- اور جب گر جاؤ"
اور دانت ٹوٹ جائیں تو میرے
پاس مت انا روتی ہوئی---" اب
وہ اسے گھوری سے نوازتے ہوئے
وارن کر رہا تھا---
نہیں آوں گی--- روتے ہوئے ویسے"
بھی انسان اس کے پاس کبھی نہیں
"جاتا جس کی وجہ سے وہ رو رہا ہو---
وہ اپنی بھوری آنکھوں کو چھوٹا کر
اسے دیکھتے ہوئے گویا
ہوئی---تو مقابل ایک لمحے کے لیے
اسے دیکھ کر رہ گیا---
میری وجہ سے نہیں روگی تم کبھی--- "
اپنی بےوقوفی و بات نہ ماننے کی
عادت کی وجہ سے رو گی---"وہ
اب برہمی سے جتاتے ہوۓ کہ
رہا تھا ---
اسے سخت زہر لگے
تھے نایاب کے جملے---
مجھے بات ہی نہیں کرنی"
اپ سے---گندے قیصر" منہ پھولا کر

کہتی وہ خود اترنے لگی۔۔مقابل
کو ڈر تھا کہ وہ نیچے نہیں اتر
سکے گی۔۔ یقینا وہ گر جائے گی
اونچائی اس ننھی سی بچی کے
لیے بہت زیادہ ہے۔۔۔
اس لیے فورا ہی قیصر نے اس کے ننھے
دونوں پاؤں پکڑے اور اسے
اس طرح کھینچا۔۔کے اگلے پل۔۔۔
اس کا پورا وجود ہوا میں لٹکا
ہوا تھا۔۔پاوں قیصر کے ہاتھ میں
تھے اوپر کی جانب اس کے سینے سے
لگے۔۔جبکے سر نیچے زمین کی جانب
لٹک رہا تھا۔۔۔
اسے پوری دنیا الٹی نظر آرہی
تھی۔۔۔
قیصر مجھے سیدھا کرو۔۔۔"قیصر"
اس کے پاؤں سینے سے لگائے۔۔۔
یوں ہی اسے چیختا ہوا لے کر
مینشن میں داخل ہوا۔۔۔
گندہ قیصر۔۔۔" وہ کڑتے ہوئے"
چیخ رہی تھی۔۔مگر مقابل کب
سن رہا تھا ۔۔۔
دوبارا کہو ذرا تم مجھے کچھ برا۔۔"

پھر دیکھنا میں تمہارے پاؤں
چھوڑ دوں گا۔۔ ڈائریکٹ جا کر
زمین پر گرو گئ۔۔ اچھا ہے
سارا گندا خون نکل آئے گا
سر کا تمھارے باپ کے
سائیڈ والا ۔"وہ اسے جب لاؤنج میں لے
کر داخل ہوا تو بجائے اسے صوفے
پر بٹھانے کے الٹا اسے اسی حالت
میں لے کر کھڑا رہا تاکہ ایک بار
میں ہی اسے ٹھیک سبق مل جائے۔۔
پھر اس کی بات نہ ماننے سے
پہلے 10 بار سوچے۔۔
قیصر۔گندہ ہے۔۔گندہ ہے۔۔ "
"گندہ ہے۔۔۔میں تو یہی بولوں گی۔۔
وہ بھی اب ڈھیٹ بن گئ تھی۔۔مانا
وجود الٹا لٹکا تھا ۔۔پھر بھی
غصہ سوانیزے پر تھا۔۔
تمھاری تو۔۔" ابھی وہ کچھ"
اور بولتا اس سے پہلے ہی
گھر میں ملازمہ داخل ہوئی۔
نایاب کی چیخیں اس نے گھر میں
داخل ہوتے ہی سن لی تھیں۔
یہ کیا کر رہے ہیں چھوٹے ماسٹر"

آپ ؟۔نایاب بی بی کا سارا خون
سر میں چلا جائے گا۔۔"شمیم فورا
ہی ان دونوں میں صلح کرانے
کے لیے بیچ میں آئی تھی۔۔۔
نہیں۔۔یہ میری چھوٹی "
"جان اسی قابل ہے۔۔۔
وہ جزبز ہوکر بول رہا تھا۔۔
کتنا بڑا ہے وہ اس سے عمر میں۔
اور کتنے نخرے اٹھاتا ہے وہ اس کے
کتنا خیال رکھتا ہے اس کا۔۔
اگر اتنی پرواہ وہ کسی اور لڑکی کی
کرتا تو یقینا اس لڑکی نے اس پہ فدا
ہو جانا تھا مگر اس کی ننھی
ناشکری بیوی کا تو الگ ہی لیول تھا۔
جب دیکھو منہ پھولا کر بیٹھ
جاتی ہے اسے برا بھلا کہتے ہوئے۔۔۔
ماسٹر کیا ہو گیا ہے آپ "
کو وہ چھوٹی سی بچی ہے"بس
شمیم خاتون کا جملہ سننا تھا۔۔کے وہ
رکا۔۔
اگلے ہی پل جیسے خود پر حیران
ہوا وہ ایک چھ سالہ بچی سے لڑ رہا
تھا اس وقت ۔۔کیا ہو گیا ہے اسے؟؟۔

فورا ہی اسے صوفے پر گرایا۔۔
نایاب سیدھی ہوئی۔۔تو اسے
چکر آرہے تھے۔۔۔مگر اس کے
باوجود وہ قیصر کو گھورے
جارہی تھی۔۔
گندے قیصر" ناک منہ چڑھا کر"
کہتی۔۔وہ صوفے سے
اٹھ کر اوپر کی جانب چل دی تھی۔۔
اہ۔۔ایک سیٹ کے لیے اتنا"
تماشہ۔۔"قیصر کڑتے ہوئے
بےیقینی سے بول رہا تھا۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
ڈارلنگ۔۔یہاں پہ مووی نائٹ "
اسٹارٹ ہونے لگی ہے تم کب
تک آرہے ہو؟؟۔"حسنہ کی آواز
کال سپیکر پر ہونے کے سبب
اس کے خالی کمرے میں الگ
ہی گونجی تھی۔۔
وہ شام سے بیٹھ کر اپنے
نیو سونگ کے نوٹس بنا رہا تھا۔۔
میرا ابھی مووی نائٹ کا کوئی "
موڈ نہیں ہے۔۔" سپاٹ سے لہجے
میں کہتا وہ کال ڈسکنیکٹ کر

گیا تھا۔۔ بغیر یہ سوچے کہ
حسنہ کو برا لگ سکتا ہے جو اسے
لگا بھی تھا مگر وہ اگنور کرگئ۔۔۔
بہت اچھے سے جانتی تھی وہ
کے بن ماں کے پلا ہوا بچہ ہے قیصر۔۔۔
اس کے والد اتنے بڑے بزنس مین ہونے
کے باوجود اسے ذرا سی بھی محبت و
اپنا وقت نہیں دیتے۔۔۔ جس کی وجہ
سے اس کی شخصیت میں
خاصہ چڑچڑاپن آ گیا ہے۔۔۔
وہ اس سے محبت دینا چاہتی تھی
کیونکہ اسے یقین تھا
یہی وہ چیز ہے جو قیصر کو
ہمیشہ کے لیے اس کا کر
دے گی۔۔۔
قیصر عبدالرحمان یوسف کی
من پسند عورت بننے کے لیے
وہ اپنی شخصیت میں
جھکاؤ لانے کے لیے تیار تھی۔۔۔
کچھ دیر بعد۔۔۔
وہ نایاب کو آج جلدی سلا رہا
تھا کیونکہ جب تک وہ جاگتی
رہتی ہے اس کے ارد گرد شور

مچاتی پھرتی ہے--- جس کی وجہ
سے وہ بہت ڈسٹرب ہوتا
ہے نونٹس بنانے میں--- جیسے
شام سے ہو رہا تھا---
پتا ہے زریاب نے مس سے آج کہا---"
کے مجھے نہ ڈانٹیں میں
ابھی چھوٹی ہوں--- ان کا کام
ہے مجھے سکھانا ہے نہ کہ
ڈانٹنا" اور یہ صرف اس کی
سوچ ہی تھی کہ اسے جلدی
سلا دے گا۔ وہ جب سے لیٹی
تھی صرف زریاب کے متعلق
ہی اسے بتائے چلی جا رہی تھی---
جگنو میں یہ چار بار سن"
چکا ہوں---اب سو جاو---
صبح اسکول بھی
جانا ہے تم نے---" قیصر اسے
زبردستی سلانے کے چکر میں اس کی
کمر کو مسلسل تھپک
رہا تھا---
اس کے لہجے میں جو چڑچڑاہٹ
تھی وہ نایاب کے لیے
کوئی نئی بات نہیں تھی---

جی نہیں--- میں نے پہلی بار"
بتایا یہ--تم سن ہی کب رہے ہو--
"بلکے تم سنتے ہی کب ہو--
اسے بہت برا لگا تھا قیصر
کا یوں کہنا--- چونکہ پہلی بار
کسی نے اسکول میں اس کے لیے
سٹینڈ لیا تھا اور وہ بہت خوش
تھی-- اس متعلق وہ بتانا چاہتی
تھی اسے ---اپنی خوشی شیئر کرنا
چاہتی تھی اس سے--- مگر وہ کب سن
رہا تھا ؟وہ سننا ہی کب چاہتا تھا---
وہ روندو سہ منہ بناکر بولی--اور
منہ بیڈ کی جانب کر---خفگی
سے آنکھیں موند گئ---
مقابل اس کی خفگی کو
خاطر میں نہ لایا---
بس اسے تھپکتا رہا-- یہاں تک
کہ وہ ناراض ہوئے ہی سو گئی---
اب جب وہ اپنے جگنو
کو سلا کر نیچے آیا تو
یہ دیکھ حیران ہو گیا کہ حسنہ
کالج کے تمام فرینڈز کو لے
کر اس کے گھر میں داخل ہو

رہی تھی۔۔۔جن میں لڑکے لڑکیاں
سب ہی شامل تھے۔۔۔
اپنے سارے میل فرینڈز کو دیکھتے
ہی اسے سب سے پہلا خیال جو
آیا وہ جگنو کا تھا اسے پتہ ہے
اس کا جگنو ڈر جاتا ہے۔۔۔ یہی
وجہ ہے کہ وہ ڈرائیور و یا کک
کسی بھی میل کو گھر میں آنے
کی اجازت نہیں دیتا تھا جب
سے نایاب آئی تھی۔۔۔
فی الحال اب وہ لوگ گھر میں آ
ہی گئے تھے تو انہیں نکالنے
سے تو رہا۔۔۔
سرپرائز۔۔"حسنہ مسرت لہجے "
میں کہتے ہوئے۔۔۔پرجوش انداز میں گلے لگی۔۔۔
قیصر اس کی خوشی
دیکھ تھوڑا جھم گیا تھا۔۔۔
ہم مووی نائٹ منانے آئیں ہیں۔۔"
اور تیری گرل فرینڈ لے کر ائی ہے ہمیں۔۔۔
اس لیے اب تو ہمیں یہ اینگری لک
نہیں دے سکتا۔۔" حمزہ نے اس کے
چہرے کے زاویے دیکھ کر ہی
پہچان لیا تھا کہ اسے کوئی خوشی

نہیں ہوئی انہیں دیکھ کر اس لیے
فورا ہی بتانے لگا کہ حسنہ انہیں
لے کر آئی ہے ورنہ ان کا کوئی
ارادہ نہیں تھا اس کے گھر آ کر
مووی نائٹ کرنے کا۔۔۔
قیصر نے جواب میں صرف حسنہ
کی جانب دیکھا ۔۔اس کا مسکراتا
ہوا مان سے اٹھا چہرہ دیکھ۔۔۔
وہ کچھ کہہ نہ سکا ۔۔۔
اور صرف ہلکا سہ مسکرا دیا۔۔۔
اس کے سارے دوستوں نے لاونچ
میں ہی ڈیرہ ڈال لیا تھا ۔۔۔
کچھ صوفے پر بیٹھے تھے اور
کچھ کاؤچ پر۔۔۔
حسنہ قیصر سے بالکل چپک
کر بیٹھ گئ ۔۔۔
مووی شروع ہو چکی تھی۔۔
ساری لائٹس اف کر دی گئی
تھیں۔۔ اب صرف ایل سی ڈی سے
نکلنے والی روشنیاں تھیں۔۔۔
جو پورے لاونچ میں بکھر
رہی تھیں۔۔۔
آہستگی سے حسنہ نے اپنا

سر قیصر کے کندھے پر رکھ دیا۔۔۔
قیصر اب اپنی گرل فرینڈ کی کمپنی
انجوائے کر رہا تھا مووی دیکھتے
ہوئے۔۔۔ وہ بھول گیا تھا بالکل
نایاب کے متعلق۔۔۔
فلم کے دوران وقفے وقفے سے
حسنہ خود بھی پاپ کان کھا رہی
تھی اور اس کے منہ میں بھی
ڈال رہی تھی۔۔۔
"میرے برابر میں بیٹھنا مشکل ہو رہا
ہے جان من۔۔۔" رومانٹک سین آیا۔۔تو
حسنہ از خود ہی ہلکا سہ قیصر سے
دور ہوکر بیٹھی۔۔۔مانا وہ صرف
ہلکا سہ ہٹی تھی مگر قیصر نے
فورا محسوس کیا تھا۔۔۔اگلے ہی
پل اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال
کر۔۔۔واپس اسے خود سے لگاتا۔۔۔
اس کے کان میں شرارت سے
سرگوشی کرنے لگا۔۔۔جس پر وہ
سرخ ہوئی۔۔۔
" بے فکر ہو جاؤ میں اتنا
بےباک آدمی نہیں ہوں مجھے
سب کچھ آہستہ آہستہ کرنا

پسند ہے--"ذومعنی انداز میں
کہتا--وہ اپنا نچلا ہونٹ چباکر---
اسے مزید سرخ ہونے پر مجبور
کر گیا تھا---
حسنہ جھیپ کر اس کے کندھے
میں اپنا چہرہ چھپاکر مسکرانے
لگی---حسنہ اسے اپنی باقی
دیگر گرل فرینڈز کے مقابلے
کافی اچھی لگنے لگی تھی
خاص طور پر اس کا یہ شرمانے
والا مزاج ----
وہ جتنا شرماتی تھی مقابل
کو اتنا ہی مزہ آتا تھا اسے
چھیڑنے میں---
فلم تو اب وہ دونوں کیا ہی دیکھ رہے
تھے ایک دوسرے سے باتیں
کرنے میں مگن تھے---کے یکدم
اچانک چیخ بلند ہوئی---
فلم کا ماحول بنانے کے چکر میں
انہوں نے سیڑھیوں کی لائٹس
بھی اف کر دی تھیں---جس کے
سبب مکمل اندھیرا چھا گیا تھا
---اسی وجہ سے نایاب کو نظر نہ

آیا۔اور وہ سیڑھیوں سے پھسل کر۔۔۔
نیچے کی جانب لڑکتی ہوئی آئی ۔۔۔
اس کے گرتے ہی ۔۔۔بلند ہونے والی
چیخ پر سب ہڑبڑاکر اٹھے۔۔۔ مگر
ان میں جو سب سے پہلے اٹھا
تھا وہ قیصر تھا۔۔۔
لائٹس ان کرو فورا۔"قیصر کی "
چیخ ہوا میں بلند ہوئی۔۔۔
حمزہ فورا ہی لائٹس ان کرنے
کے لیے اٹھا۔۔۔ جب تک قیصر
بھاگتا ہوا نایاب کے قریب
پہنچا۔۔۔ جو آخری سیڑھی
پر منہ کے بل گرئی ہوئی تھی۔۔۔
اس نے نایاب کو پکڑ کر سیدھا
ہی کیا تھا کہ لائٹ اون ہوئیں۔۔۔
جگنو۔۔۔" اس کی ٹھوڑی سے"
خون نکل رہا ہے۔یہ دیکھ
قیصر کی جان نکلی۔۔۔
مگر نایاب اسے نہیں دیکھ
رہی تھی۔۔ نایاب تو اس کے
پیچھے جمگھٹا بنائے کھڑے لڑکوں
کو دیکھ رہی تھی ۔۔جو اسے ہی
دیکھ رہے تھے۔۔۔ اتنے سارے

لڑکوں کو اپنے گھر میں حتی
کے اپنے قریب کھڑا دیکھ ۔۔
اسے سانس لینے میں دشواری
ہونے لگی۔۔۔
سانس نہ لے پانے کے سبب۔۔۔
اس کا منہ کھل گیا تھا۔۔۔
جگنو۔۔۔مجھے دیکھو۔۔" قیصر"
مسلسل آوازیں لگا رہا تھا اس
کا ننھا سہ چہرہ نرمی سے
تھپتھپاتے ہوئے۔مگر وہ اسے
نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔نہ ہی
اس کی سن رہی تھی۔۔۔
وہ صرف ان لڑکوں کو دیکھ رہی
تھی جو اس کے کمفرٹ زون میں
آگئے تھے۔۔ ہاں کمفرٹ زون۔۔
نایاب کے لیے قیصر کا گھر اس
کا کمفرٹ زون تھا جہاں وہ اپنے
آپ کو سیو محسوس کرتی تھی ۔
انھیں مت دیکھو۔۔۔" قیصر نے
جب اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔۔
تو اسے احساس ہوا کے ارد گرد
اس کے دوست کھڑے ہیں اور
تب اسے یاد آیا کہ نایاب ڈرتی

ہے لڑکوں سے---

تم لوگ ہٹو نہ یار۔۔"وہ حلق کے"

بل چیخا۔۔ اپنے سارے دوستوں

کو دیکھ۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں لہو

رنگ ہوچکی تھیں---

وہ سب بھی فورا ہی گھبرا کر

پیچھے ہٹے تھے۔۔

اس ننھی سی بچی کو سانس

نہ لیتا دیکھ۔۔ سب کی ہوائیاں

اڑ گئی تھیں----

وہ کوئی عام بچی نہیں تھی

عبدالرحمان یوسف کی نواسی

تھی ۔۔قیصر کی بھانجی ---

سب جانتے تھے کتنا خطرناک

ہو سکتا ہے قیصر ان کے لیے---

اگر اس بچی کو کچھ

ہو گیا ان کی لائٹس بند کر کر

فلم دیکھنے کی وجہ سے ---

حگنو۔۔جگنو۔۔۔مجھے دیکھو۔۔ "

جگنو۔۔۔میں قیصر۔۔۔جگنو۔۔۔سب

"ٹھیک ہے۔۔۔سانس لو۔۔۔جگنو۔۔۔

وہ مسلسل آوازیں لگا رہا

تھا مگر اس کی آواز جیسے
کسی دور کھائی سے آتی
محسوس ہو رہی تھی اس
کے کانوں تک رسائی نہیں
حاصل کر پا رہی تھی---
اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں یہ
دیکھ قیصر کی جان ہوا ہوئی---
"اسے ہسپتال لے کر چلو قیصر---"
وہ خود بھی کہاں کسی کی سن
رہا تھا اس کے ارد گرد لوگ کچھ
نہ کچھ کہہ ہی رہے تھے مگر
وہ نہیں سن رہا تھا--
کچھ نہیں
سمجھ پا رہا تھا اس لمحے وہ--
نایاب کی ٹھوڑی سے مسلسل خون بہہ
رہا تھا---جو اسے مزید خوفزدہ کرنے
لگا---
وہ بس اپنی گود میں اپنے جگنو
کو دیکھ رہا تھا جو کچھ لمحے
پہلے اس سے صرف یہ کہہ کر
ناراض ہو کر سوئی تھی کہ وہ
اس کی سنتا نہیں ہے---
قیصر---اٹھو--- اسے ہسپتال"

لے کر چلو۔۔" وہ حمزہ تھا جس
نے اسے ٹرانس کی سی کیفیت
سے نکالا وہ بھی بازو جھنجھوڑ کر۔۔۔
اسے اب ہوش آیا تھا۔۔۔
حسنہ کی جان نکل گئ تھی
یہ پورا منظر دیکھ۔۔۔
اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کے
اتنا بڑا حادثہ پیش آ جائے گا تو
وہ کبھی سب کو لے کر یہاں نہ آتی
۔۔۔ وہ تو بس سب کو دکھانا چاہتی
تھی کہ وہ قیصر کے لیے کتنی
اہم ہوتی جا رہی ہے۔۔۔
اسی نے سب کو بتایا تھا نایاب
کے متعلق کالج میں۔۔۔ کہ قیصر
نے اسے اپنی فیملی ممبر سے
ملوایا ہے۔۔ وہ اس کی باقی
دیگر گرل فرینڈز کی طرح نہیں
ہے وہ اس کے لیے خاص ہے
ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ
قیصر نے کسی کو اپنی فیملی
ممبر سے ملوایا ہو۔۔۔ وہ اسی بات
پر سب کو اترا اترا کر دکھا رہی
تھی کالج میں۔۔۔

قیصر نایاب کو اپنی گود میں اٹھا

کر---تیزی سے باہر کی جانب دوڑا۔

❤️#جاری_ہے

وہ اسے گود میں لے کر بھاگا---

زندگی میں کبھی اس کا دل کسی

کے لیے اس طرز میں نہیں دھڑکا

تھا جیسے اس لمحے اس بے ست سی

اپنی ننھی دولہن کو ۔۔اپنی باہوں میں

بےہوش دیکھ کر دھڑکا---

اس کا دم خشک ہوگیا تھا---

جب سے میرا دل تیرا ہوا---

پوچھو نہ مجھ کو ۔۔

مجھے کیا ہوا---

اب تیری باہوں میں جینا مجھے۔۔

ورنہ ہے مر جانا---

وہ گاڑی میں اسے گود میں لے کر بیٹھا

تھا--- آگے ڈرائیور اور حمزہ تھے---

میں بھی چلوں گی---" حسنہ فورا ہی"

آئی تھی--- وہ بھی ساتھ چلنا

چاہتی تھی---

حسنہ --- تمہاری ہی وجہ سے"

میرا جگنو اس حال کو پہنچا ہے--- دعا

کرو اسے کچھ نہ ہو ورنہ

میں خود بھی نہیں جانتا
"میں تمہارے ساتھ کیا کر بیٹھوں گا۔۔۔
اس کی سیاہ آنکھوں میں
اس لمحے جوالا مکھی
پھوٹ پڑی تھی۔۔۔
وہ شدید غضب و غصے کے عالم
میں تھا اور وہ غصہ حسنہ سے
کہیں زیادہ خود پر تھا کہ جب
وہ جانتا تھا کہ اس کا جگنو ڈرتا
ہے تو اس نے کیوں آنے دیا ان لوگوں
کو اپنے گھر میں۔۔۔ نہ وہ آنے
دیتا نہ یہ سب ہوتا۔۔۔
اس کی سیاہ آنکھوں سے خوفزدہ
ہو کر حسنہ فورا ہی پیچھے
ہٹ گئی تھی
اس کی آنکھوں
میں انسو بھر آئے تھے۔۔۔ اسے قیصر
کے اس قدر بے رخی و غضبناک لہجے
کی امید نہیں تھی۔۔۔
"چلو۔۔۔ شکل کیا دیکھ رہے ہو اب۔۔"
وہ ڈرائیور پر چیخا تھا۔۔۔
جی نہیں۔۔۔ میں نے پہلی بار"
بتایا یہ۔۔تم سن ہی کب رہے ہو۔۔

بلکے تم سنتے ہی کب ہو۔۔" نہ جانے
کیوں بار بار اس کے کان میں
اپنے جگنو کے خفگی سے کہے
جانے والے آخری جملے گونج
رہے تھے۔۔۔
وہ بے اختیار ہی رونے لگا تھا۔۔
اسے یاد نہیں پڑتا وہ کبھی
رویا ہو لیکن آج وہ رو رہا تھا
اور وہ بھی بے اختیار ہو کر
اس کی آنکھوں سے مسلسل
آنسو بہ رہے تھے۔۔ جو نایاب کے
ننھے رخسار پر گر کر۔۔۔ نیچے کی
جانب ڈھلتے۔۔۔
وہ کوئی عام لڑکا نہیں
تھا وہ قیصر تھا
قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔۔ وہ
رونے والوں میں سے کبھی نہیں
تھا وہ تو رلانے والوں میں سے
رہا تھا ہمیشہ۔۔۔ اس
لمحے لیکن وہ اپنی بیوی کے
لیے رو رہا تھا۔۔۔ بغیر یہ پرواہ
کیے ایک کے اگے بیٹا حمزہ اور
ڈرائیور مسلسل اسے دیکھ رہے ہیں۔۔۔

قیصر کے دماغ سے پوری

دنیا اس پل جیسے ہوا کی

طرح اڑ گئی تھی۔۔اگر کوئی تھا

تو بس چمکتی آنکھوں والا اس

کا جگنو۔۔جو بے‌ست سہ اس کی

باہوں میں لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔

جسے اس نے اپنے سینے

میں بھینچ لیا تھا۔ بالکل اسی

طرح جیسے کوئی ماں اپنے

بچے کو بھینچ لیتی ہے۔۔۔

رو رو کر قیصر کی آنکھیں و

ناک و گال سب سرخ پڑ گئے تھے۔۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ڈاکٹر کیا ہوا ہے اسے ؟" نایاب کو"

ٹریٹمنٹ دینے کے بعد لیڈی ڈاکٹر

نے اسے الگ سے روم میں بلایا تھا۔۔

یہ تو مجھے آپ بتائیں گے "

"کہ بچی کے ساتھ کیا پرابلم ہے؟؟

لیڈی ڈاکٹر نے دونوں ہاتھ ٹیبل پر

جماکر۔آگے ہو کر بیٹھتے۔۔۔

اس کی جانب دیکھ۔۔

سنجیدگی سے استفسار کیا۔

میں؟؟۔" قیصر الجھا۔۔"

جی بالکل--- فارم میں آپ نے"
لکھا کہ وہ آپ کی بہن کی بیٹی ہے--
"یعنی آپ اس کے ماموں ہوئے--
قیصر نے فارم میں یہ نہیں لکھا
کہ وہ بچی کا مامو ہے--- بلکہ لکھا
کہ وہ اس کی بہن کی بیٹی ہے---
لوگوں کے نزدیک دونوں ایک ہی
بات تھی---وہ مامو ہی بنتا ہے
رشتے سے لیکن وہ جانتا تھا کہ
ایسا نہیں ہے----
لفظوں میں ہیر پھیر کر کے
وہ اپنے رشتے کو لوگوں
کے سامنے ڈیفائن کرنا
سیکھ گیا تھا اب---
ڈاکٹر کی بات سنجیدگی سے
سن رہا تھا مگر کوئی جواب
نہیں دیا--- صرف اثبات میں
سر خم کر دیا---تصدیق کے
طور پر---
تو پھر آپ مجھے بتائیں "
چھ سالہ بچی کو پینک اٹیک
کیسے آرہے ہیں؟؟--- کیا ہوا ہے اس
کے ساتھ؟؟؟---- اور اس وقت جو

پینک اٹیک آیا ہے یہ پہلی بار
آیا ہے یا پہلے بھی آتے رہے ہیں ؟؟
مجھے ساری ڈیٹیل جاننی ہے تبھی
میں بچی کا ٹریٹمنٹ بالکل ٹھیک
طرح کر سکوں گی--- دیکھیں
میں اس کی ڈاکٹر ہوں--
پلیز مجھ سے کچھ مت
چھپائیے گا" ڈاکٹر کی پوری بات
سن--- وہ کچھ ثانیوں کے لیے مفلوج
ذہن کے ساتھ اپنا سر پکڑ کر
بیٹھ گیا اسے نہیں سمجھ آیا
کہ کیا جواب دے ----
پینک آٹیک؟؟---" کافی دیر کی"
خاموشی کے بعد جا کر کمرے
میں اس کے آہستگی سے بولنے
کی آواز پیدا ہوئی---جس میں
بے یقینی کا عنصر خاصہ
نمایا تھا---
جی---پینک آٹیک---" ڈاکٹر نے"
دوبارہ تصدیق کی---
می--میں کچھ نہیں جانتا ڈاکٹر--- "
وہ ---وہ ڈرتی ہے لڑکوں سے ---
بس مجھے اتنا پتہ ہے اور آج

میرے دوست گھر آگئے تھے---
وہ۔وہ لڑکوں سے ڈر جاتی ہے--
یہاں تک کہ میرے گھر کے
ڈرائیور تک سے --- اس کی ٹیچر
نے بھی مجھے بتایا تھا کہ
اگر کوئی میل ٹیچر اسے
پڑھانے جاتا ہے یا ان کا واچ مین
آجاتا ہے کلاس روم میں---تو بھی وہ
چیخ چیخ کر
"رونا شروع کر دیتی ہے اسکول میں--
شروع میں تو اسے لگا اس کی
آواز بھی نہیں نکل رہی ہے اور جب نکلی
تو بےترتیب جملے بننے لگے--
پھر آہستہ آہستہ اس کے جملوں میں
ترتیب آنے لگی---مگر زبان میں
لڑکھڑاہٹ ابھی بھی تھی---
وہ لڑکوں سے کیوں ڈرتی ہے "
آپ نے کبھی جاننے کی
کوشش نہیں کی؟؟" ڈاکٹر کے
کیے سنجیدہ سوال نے اسے سوچ میں
ڈالا ---
ہاں ---اس نے واقعی کبھی جاننے
کی کوشش نہیں کی--- کے کیوں

نایاب لڑکوں سے ڈرتی ہے---

نہیں ---" فقط ایک لفظی جواب"

مگر وہ جانتا ہے وہ اس لمحے

کس قدر شرمندگی کی اتھا گہرائیوں

میں اترا تھا---

بچی آپ کے علاوہ کسی "

"اور سے کلوز ہے؟--

نہیں---" اس بات کا احساس"

قیصر کو آج پہلی بار ہو رہا تھا-

کہ نایاب اس کے علاوہ دنیا

کے ہر مرد سے ڈرتی ہے---

کیا وہ شروع سے ہی ایسی ہے ؟؟-- "

یا کسی حادثے کے بعد

اس نے لڑکوں سے ڈرنا

"شروع کیا ہے؟؟

وہ نایاب سے ایک ہی بار ملا تھا

-اس کے یتیم خانے جانے سے پہلے ---

اور اس وقت اسے نہیں لگتا

وہ ڈرتی تھی--

اس نے بہت نارمل انداز میں

بات کی تھی اور اس کے پیچھے

قیصر کو اچھے سے یاد ہے

کہ اس کا ڈرائیور کھڑا تھا چھتری لے کر

اور نایاب اس سے نہیں
ڈری تھی---
لیکن یتیم خانے سے آنے
کے بعد--- جب پہلی بار زید
ان کے گھر میں آیا تو وہ
بہت ڈر گئی تھی ---
اب جب کڑیاں جوڑی تھیں
تو اندازہ ہوا کہ بیچ میں
یتیم خانہ ہے-- وہ واحد جگہ
جہاں سے آنے کے بعد نایاب کے
احساسات اور جذبات
بدلے ہیں---
وہ یتیم خانے میں رہی تھی "
دو ہفتوں تک--- شاید اس کے
بعد سے" اسے محسوس ہوا
کہ ڈاکٹر سے بات کرتے وقت
اس کے دونوں پاؤں لرز رہے ہیں
--- وہ اس قدر کپکپا رہا تھا --
کے دونوں پاؤں مسلسل ہل رہے تھے---
یتیم خانے---ہمم--- پھر تو"
مجھے لگتا ہے آپ کو بچی سے
الگ سے بہت نرمی و احتیاط
"سے بات کرنے کی ضرورت ہے---

اس کا جواب سن--- ڈاکٹر

کچھ دیر تک خاموش رہیں---

پھر نہایت سنجیدگی سے تاکید کی--

کی--کیوں ڈاکٹر؟؟--" یہ سوال"

کرتے وقت اسے اپنی آواز کسی

دور کھائی سے آتی محسوس

ہوئی---

پورے جسم میں جیسے گرمی

کی لہرئیں دوڑ رہی ہوں---اسے

سانس لینے میں دقت ہونے

لگی تھی

وہ جانتا تھا جواب

لیکن بس وہ نہیں ماننا

چاہتا تھا---

آپ جانتے ہیں کیوں-- بلکہ"

میں چاہوں گی کہ آپ اس

کے چند ٹیسٹ کروا لیں

"تاکہ اگر ریپ وغیرہ ہوا ہے تو---

ابھی ڈاکٹر بول ہی رہی تھیں

کہ وہ چیختا ہوا فورا ہی کھڑا ہو گیا

ایسا کچھ نہیں ہوا ہے---"

چھ سال کی بچی ہے وہ صرف--

اگر آپ پیسہ بنانے کے لیے

یہ سب کر رہی ہیں نا تو میں
"آپ کو ویسے ہی دے دوں گا۔۔۔

اس کی سیاہ
آنکھیں لہو رنگ ہو چکی تھی۔۔۔
اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔
بولتے ہوئے جہاں اس کی اواز
میں غصہ تھا وہیں کپکپاہٹ
بھی تھی۔۔۔

وہ نہیں ماننا چاہتا تھا
کے ایسا کچھ بھی ہوسکتا ہے۔۔۔
تصور بھی نہیں کرنا چاہتا تھا
ہرگز نہیں ۔۔
ماں کی طرح اس کے بال بنانا
۔۔ اس کے لیے ناشتہ بنانا۔۔۔
اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسکول
کا بیگ بنا دینا۔۔۔
باپ کی طرح اسکول لے کر
جانا اسکول سے لے کر آنا۔۔۔
اس کے کھانے پینے پہننے
کا خیال رکھنا۔۔ اس کی ہر
چھوٹی سے چھوٹی ضرورت
کا خیال رکھنا۔۔۔
دوست کی طرح ہر وقت

اس سے لڑتے رہنا۔۔۔

اسے مناتے رہنا۔۔۔ اس کے

ساتھ کھیلنا۔۔

شوہر کی طرح اسے اپنے

حصار میں رکھنا ۔۔۔اس کی

بات کا مان رکھنا ۔۔۔

لوگوں کے لیے شاید

وہ ایک عام سی بچی ہو ۔۔

مگر قیصر کے لیے وہ

اس کا جگنو تھا۔۔۔ جسے

وہ ماں باپ دوست شوہر

سب بن کر اکیلا پال رہا تھا ۔۔۔

آرام سے۔۔۔ میں یہ"

نہیں کہہ رہی ہوں کہ ریپ ہوا ہے۔۔

ہم چیک پ کریں گے بس۔۔۔" وہ لیڈی

ڈاکٹر تھی۔۔اور سامنے اس کے

نزدیک بچی کا مامو تھا۔۔۔ تو اس

کا اس معاملے میں جذباتی ہو جانا

غصہ ہو جانا ایک فطری عمل تھا۔۔

اس لیے وہ نہایت ٹھنڈے مزاج

میں اپنی بات سمجھانے کی

کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

نہیں کروانا مجھے کوئی "

تیسٹ ۔۔۔آپ سمجھتی کیوں

نہیں ہیں وہ صرف چھ سال

کی بچی ہے۔۔۔" وہ غم و

غصے کی شدت کے سبب

چیخنے لگا تھا۔۔۔

اور یہ بات آپ کیوں نہیں "

سمجھ رہے کہ اگر بچی کو

پینک اٹیک آیا ہے وہ لڑکوں سے

ڈرتی ہے وہ یتیم خانے سے ائی ہے

اس کے بعد اس کا بیہیویئر بدلا ہے

تو یہ ممکن ہے کہ اس کے ساتھ

زبردستی کی گئی ہو۔۔۔ کیا آپ

نہیں جانتے کہ پاکستان میں

اس طرح کے کیسز بہت

عام ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ لوگ گھروں کے

دروازے پر کھڑی بچیوں کو

اٹھا کر لے جاتے ہیں یہ

"تو پھر یتیم خانہ ہے۔۔۔

ڈاکٹر کی بات سن ۔۔۔وہ ٹوٹ

کر جیسے نیچے گرنے والے انداز

میں سیٹ پر بیٹھا۔۔

سمجھ نہ آئی پھر ٹوٹ کے

بکھرا تھا یا بکھر کے ٹوٹا تھا۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر

اس ڈاکٹر کے سامنے ہی رونے لگا۔۔

وہ اکھڑ مزاج سہ بندہ۔ وہ دنیا سے

لاپرواسہ۔۔وہ لوگوں کو جوتے کی نوک

پہ رکھنے والا۔۔وہ مغرور و بے نیاز بندہ

اس ڈاکٹر کے سامنے بیٹھ کر بچوں

کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا

اپنے جگنو کے لیے۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کیا کہا ڈاکٹر نے؟؟" حمزہ

فکر مندی سے استفسار کر رہا تھا۔

" کچھ خاص نہیں۔ وہ ٹھیک ہے

اب۔ تم ٹیکسی لے کر

چلے جاؤ۔۔ میرے ڈرائیور

کو اپنے ساتھ لے جانا۔" اس کے

سنجیدگی سے کہتے ہی۔ حمزہ نے

اثبات میں سر ہلایا ۔۔

پھر اس کے کندھے

کو ہلکا سہ تھپتھپاتا آگے کی

جانب بڑھ گیا۔۔

وہ نایاب کے روم کے باہر کھڑا

تھا ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی

اس کا روم کا لاک کھول کر اندر

جانے کی اور اسے دیکھنے کی
اس سے نظر ملا پانے کی
وہ ڈر گیا تھا ----
نہیں تھی اس میں ہمت یہ فیس
کرنے کی --کے نایاب کے ساتھ واقعی
اگر زبردستی ہوئی ہے تو پھر وہ
کیا کرے گا ؟؟--اور یہ سوچ کر ہی
جیسے اس کا دماغ فق سے
اڑ گیا تھا---
وہ لڑکا لوک پکڑے پکڑے--پھر سے
رونے لگا--- بہت ہمت جمع کی تھی
اس نے --کمرے میں جانے کے لیے---
ہاسپٹل کے اس پرائیویٹ روم
میں داخل ہوا--تو سامنے ہی اس
کا جگنو--بےست سہ سوتا ہوا
نظر آیا--
ڈاکٹرز نے اسے دوائی دے
کر ذہنی سکون میں رکھا تھا---
جس کے وجہ سے وہ بہت گہری
نیند میں سو رہی تھی---
قیصر بہت آہستگی کے ساتھ --
چیئر کھسکا کر---اس کے پاس بیٹھا---
اس کے ننھے ہاتھ کو اپنے بڑے

ہاتھوں میں قید کر۔۔وہ بڑی

محبت سے اسے تکنے لگا تھا۔۔۔

پھر اس کا ننھا ہاتھ اپنے دل

کے مقام پر لگا کر ۔۔۔ اپنا سر

اس کے بیڈ پر لیٹا لیا۔۔۔

جب سے میرا دل تیرا ہوا

پوچھو نہ مجھ کو ۔۔

مجھے کیا ہوا۔۔۔

اب تیری باہوں میں جینا مجھے۔۔

ورنہ ہے مر جانا۔۔۔

پوری رات جاگتا رہا وہ۔۔۔

اب نیند کہاں آنی تھی اسے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر ۔۔ کیا میں آج بھی"

"اسکول نہیں جاؤں گی؟؟۔۔

وہ حسین کم عمر لڑکا۔۔

نایاب کو گھر لے آیا تھا مگر اتنا

اوور پروٹیکٹو ہو چکا تھا وہ اسے لے کر۔۔

کہ اس نے نایاب کو دو دنوں سے

اسکول نہیں بھیجا تھا۔۔۔

نہیں ۔۔۔ ابھی طبیعت"

خراب ہے تمہاری۔۔" یہ کہتا۔۔اس کے

نازک کمر کے گرد ہاتھ حائل کر۔۔۔اسے

سینے سے لگا کر۔۔ زبردستی
سلانے لگا ۔۔
پر مجھے تو میں ٹھیک لگ رہی "
ہوں۔۔"نایاب فورا ہی بولی تھی
احتجاجا۔۔
اندرونی کمزوری ہے تمہیں"
۔۔ میں نہیں چاہتا تم اسکول
جاؤ اور وہاں جا کر بیہوش
ہو جاؤ۔۔" دو دن سے وہ
خود بھی گھر سے کہاں
نکلا تھا۔۔
میں نہیں ہونگی۔۔" وہ چمکتی"
آنکھوں والی گڑیا پھر بولی۔۔
وہ چھٹی نہیں کرنا چاہتی
تھی اسکول کی۔۔
جب دیکھو پٹر پٹر بولتی "
رہتی ہو۔۔ چپ چاپ بات ماننا
سیکھو میری۔۔" وہ اچھے سے
واقف تھا جب تک وہ غصے
سے نہیں بولے گا تب تک نایاب
چپ نہیں ہوگی۔۔
اس کے برہمی سے کہتے ہی۔۔
نایاب منہ بسور کر اسکا

چہرہ دیکھنے لگی---
کیا؟؟" مقابل نے"
آنکھیں موند لی تھیں---
مگر اس کے باوجود اس کی
خار بھری نظروں کی تپش
وہ اپنے چہرے پر محسوس کر
سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ
مجبور ہو کر اس نے
آنکھیں کھولیں---
"قیصر کتنا ہینڈسم ہے--"
وہ ننھی پری منہ پھولا کر--
اس کی سیاہ آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے بڑبڑائی---تو
مقابل بہت نرمی کے ساتھ اس
کے گرد اپنا حصار اور مضبوط
کرگیا---
اہ ---قیصر --میری ہڈیاں توڑنا"
چاہتے ہو کیا تم ؟؟--مجھے تو یہی
لگتا ہے---" وہ مزید بھینچے جانے پر
احتجاجا چیخی تھی---
اب تم چپ ہوکر مجھے سو لینے"
دو--- ورنہ میں واقعی تمھاری
"یہ نازک ہڈیاں نہ توڑ دوں--

اس کے جھنجھلاکر وارن کرتے ہی

نایاب ڈر کر فوری آنکھیں میچ گئ تھی--

کچھ دیر ہی گزرئی تھی کے

نایاب کڑتے کڑتے---

واقعی اس کے سینے سے

لگے سو گئ---

آنکھ کھلی ---تو اس ننھی

پری کو اپنے سینے سے لگے

سوتا دیکھ-ایک عجیب سی

اطمینانی ہوئی---

اور آج پہلی بار دل میں خواہش

اٹھی--کے اسے یوں ہی سینے

سے لگا کر رکھے ہمیشہ---

کافی دیر تک وہ

بغیر کوئی حرکت کیے---اسے

یوں ہی تکتا رہا--

بس اچھا لگتا تھا بلاوجہ

ہی اسے یوں دیکھتے رہنا---

کچھ دیر بعد--- اسے کمبل

اچھی طرح اڑا کر خود اٹھ کر

فریش ہونے چلا گیا تھا---

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا ---

تو ملازمہ نے اسے بتایا کہ

زید آیا ہوا ہے---
ٹھیک ہے --- آپ اسے گارڈن "
"میں بیٹھاو---میں آتا ہوں---
شمیم خاتون بات ضرور
قیصر سے کررہی تھیں--مگر ان کی
تنقیدی نظریں قیصر کے کمرے میں
حتی کے اس کے بستر پر
سوتی نایاب پر چل رہی تھیں---
اتنی ہمت کہاں تھی کہ
قیصر سے کچھ کہہ سکیں---
اسی لیے خاموشی سے
وہاں سے چل دیں--
❤️*Husny Kanwal*❤️
او یارا-- شکر ہے تم آگئے"
ورنہ مجھے تو لگا تھا اس گرمی
میں میں نے سیخ کباب بن جانا ہے
ویسے تم کیا مجھے بتانا پسند کرو
"گے کہ مجھے باہر کیوں نکالا ؟؟؟--
قیصر ڈارک براون رنگ کی ٹی۔شرٹ
جو گول گلے کی تھی اس کے ساتھ
بلیک ڈھیلا ڈھالا پجامہ زیب تن کیے
ہوئے تھا ---
اس کے گارڈن میں آتے ہی زید

نے کھڑے ہو کر فورا ہی شکوہ
کرنا شروع کر دیا تھا کہ اسے
اندر لانچ میں کیوں نہیں آنے دیا
گیا باہر گرمی میں کیوں بٹھا رکھا ہے؟؟؟
"بس تیرے اعمال کی سزا ہے-- "
مقابل نے فورا ہی زچ کیا--جس
پر وہ منہ بسورتا اسے گھورنے لگا--
نایاب اسکول نہیں جا رہی"
ہے آج کل؟؟--" زید کے سوال
پر مقابل نظر چراتا ہوا
پیچھے مڑ کر ملازمہ کو بلانے
لگا زید کے لیے چائے وغیرہ
منگانے کے لیے---"دو چائے کے
"کپ لے آو--
صرف چائے--- ابے کنجوسی"
کی کوئی حد ہوتی ہے یار--- غریب
کے گھر بھی جاؤ تو دو بسکٹ
ساتھ رکھتے ہیں اور تجھ جیسا
امیر ادمی صرف چائے پر
ٹرکا رہا ہے---" وہ قیصر کی
کنجوسی کا شکوہ
کیے بغیر رہ نہ سکا تھا---
پتہ نہیں ہے تجھے -- "

حالات بہت خراب چل رہے ہیں

میرے--- چائے پلا رہا ہوں

نا یہی بہت ہے-- بلکہ رک

انٹی سے کہہ دیتا ہوں تو پانی

والی بھی پی لیتا ہے زیادہ

"دودھ کا استعمال نہ کریں--

اور اس کا جملہ سن---

بیچارہ زید لاجواب ہو کر --

اپنے مہان کنجوس دوست

کو دیکھنے لگا-- جو بسکٹ

منگانا تو دور کی بات چائے

سے دودھ تک نکلوا رہا تھا---

وہ دونوں ادھر ادھر کی

باتیں کرتے رہے---قیصر

نے اس پر ایک بار بھی

اپنی پریشانی

آشکار نہیں کی---

ویسے یاد ہے-- تو نے مجھے"

بتایا تھا کے یتیم خانے کے

حالات بہت برے ہیں---" قیصر

نے بہت لاپرواہی والے انداز

میں بات شروع کی تھی---تاکے مقابل

کو کوئی شک نہ ہو--

تو وہ سب یوں ہی بکواس کررہا"
"تھا ناں؟؟
نہیں یار۔۔۔ واقعی یتیم خانے"
کے حالات اس وقت بہت
خراب ہیں۔۔۔ یہ تو ،تو شکر ادا
کر کے تو نایاب کو صحیح سلامت
وہاں سے نکال کے لے آیا ورنہ
میں نے تو سنا ہے وہاں پہ
چھوٹی چھوٹی بچیوں تک کے
ریپ ہوتے ہیں۔۔۔ تو شاید جانتا
نہیں لیکن ان کو ہلکا مت سمجھ۔
یہ پورا ایک سسٹم چل رہا ہے ۔۔۔
بہت پاور فل لوگ شامل ہیں اس میں
۔۔ ایسے ہی تو یہ لوگ اٹھ کے امریکہ
جا کے بچے نہیں بیچ دیتے ناں۔۔۔
یار ان کا پورا سسٹم ہے ۔۔۔ پھر وہ
بیچارے بچے دھتکارے ہوئے ہوتے
ہیں دنیا جہاں کے۔۔ یا تو پھر
وہ بچے ہوتے ہیں جن کے والدین
کھانا نہ کھلا پانے کے سبب انہیں
یتیم خانے چھوڑ جاتے ہیں
تاکہ وہ پیٹ بھر کے کھانا کھا
سکیں۔۔ مگر وہ کہاں جانتے ہیں

کہ ان کے بچوں کے ساتھ پیچھے
کیا کیا چل رہا ہے--- چاہے وہ لڑکا
ہو یا لڑکی بلکہ آج کے دور میں
تو میں کہتا ہوں لڑکے زیادہ خطرے
میں ہیں بانسبت لڑکیوں کے---ان کے
زیادہ ریپ ہورہے ہیں--- یونیورسٹی
کی پارٹی میں دو امیر لڑکوں نے
لونڈے بازی کی تو پورے جہاں
میں احتجاج شروع ہو گیا
شور مچ گیا جبکہ ان دونوں
لڑکوں کی مرضی شامل تھی
اس میں---مگر کسی نے نہیں
دیکھا کہ احتجاج کے دوران
وہ ٹرکس جو روکے گئے تھے
ہائی وے پر---ان ٹرکس میں کئ بچوں
کے ساتھ زبردستی لونڈے بازی کی
جارہی تھی---چھ چھ سات سات
سال کے وہ غریب و
یتیم بچے ان ٹرک ڈرائیوروں کے
ساتھ کیا کر رہے ہیں---
کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟؟--
کیا لگتے ہیں وہ ان کے---
جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں

کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟؟--
تجھے پتہ ہے وہ ٹرک رات کے
وقت ریڈ لائٹ ایریا کا منظر پیش
کرتے ہیں--- ہزاروں بچوں کے
ریپ ہوتے ہیں-- انہیں اس تکلیف
سے گزرنا پڑتا ہے مگر اس کے
خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہیں--
ایسے ہی ہوٹلوں میں بچوں
کی سپلائی-- پر گھنٹے کے حساب
سے--- بچے بیچے جاتے ہیں ---
اب آپ کی مرضی
ہے --آپ لڑکا لینا چاہتے ہو یا لڑکی--
بہت بڑا مافیا ہے یہ
بہت زیادہ پاور فل لوگ شامل
ہیں اس میں --
میں تو کبھی کبھار سوچتا ہوں--
کہ کاش جو لڑکے لڑکیاں اپنی
جوانی کی مستی میں غلط حرکتیں
کر بیٹھتے ہیں اور اس کی نشانیاں
یتیم خانوں کے جھولوں میں
پھینک آتے ہیں کاش وہ دوبارہ جا کر
دیکھیں کہ ان کے بچوں کے
ساتھ کیا ہو رہا ہے-- کیسے ان

کے بچوں کو چھوٹی چھوٹی
عمروں میں ریپ کا نشانہ بنایا
جارہا ہے ۔۔ان کے جسمانی اعضا
تک بیچے جا رہے ہیں۔۔۔ انہیں باہر
ملک بیچا جا رہا ہے۔۔ تو یہ حرکتیں
"کرنے سے پہلے سو بار سوچیں
زید کی باتیں سن۔۔قیصر کچھ لمحے
تک بول تک نہ سکا۔۔۔جیسے
اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔
شمیم خاتون چائے
لے کر آئیں۔۔تو زید نے
فورا ہی منہ بسورتے ہوئے
انہیں دیکھا۔۔"کیا انٹی۔۔
صرف چائے۔۔۔ بسکٹ ہی لے آتیں تھوڑے
سے۔۔۔آپ کا مالک تو ہے ہی کنجوس
صدا کا۔۔آپ ہی تھوڑے بڑے دل کا
"مظاہرہ کرلیں۔۔
اوئے۔۔۔کیا ہوا ؟؟۔۔ اتنا"
"سنجیدہ کیوں بیٹھا ہے؟؟۔۔
زید اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔۔۔
مگر وہ تھا ہی کب وہاں ۔۔
جو اسے جواب دیتا وہ
تو کسی اور ہی دنیا میں تھا

کسی اور ہی فکر میں ملحق۔۔۔

کچھ نہیں ۔۔۔ بس آج کل"

"تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔۔

وہ بوجھل سے لہجے میں

جوابدہ ہوا۔۔۔

طبیعت تیری خراب ہے "

اور چھٹیاں تو نایاب

کی کروا رہا ہے ۔۔عجیب۔۔۔

پتہ ہے میرا بھانجا کتنا

اداس بیٹھا ہے گھر میں۔۔

رو رو کے اس نے اپنی آنکھیں

سوجا لی ہیں

۔۔اسی نے مجھے بھیجا ہے۔۔

ورنہ میرا ابھی کوئی موڈ

نہیں تھا اتنی پیاری صبح میں

"تیری شکل دیکھنے کا۔۔۔

زید کی بات سن۔۔وہ اچھنبے

سے اسے تکنے لگا۔۔۔

تیرا بھانجا میری جگنو کے لیے"

کیوں رو رہا ہے بھلا؟؟" وہ خود

بھی نہیں جانتا۔۔کتنا اکھڑ تھا اس

کا لہجہ۔۔۔

دونوں دوست ہیں ۔۔۔وہ مس"

کررہا ہے اپنی فرینڈ کو---

اٹس نارمل برو۔۔ ہر کوئی تیری

طرح تھوڑی ہوتا ہے سنگ دل---

دوستوں کو ایک بریانی کی پلیٹ

تک نہ کھلانے والا--- ویسے اگر تجھے

یاد ہو۔۔تو بریانی کی ایک

پلیٹ ابھی بھی ادھار ہے

تجھ پر---"یہاں قیصر کی

پوری دنیا الٹ پلٹ پڑئی تھی---اور

مقابل بیٹھا بریانی کی

ایک پلیٹ پر رو رہا تھا ابھی تک---

مجھ سے پوچھ "

تو، تو بریانی لور نہیں---

مغز لور ہے۔۔وہ بھی

زندہ انسانوں کا۔۔جب سے آیا ہے دماغ

کھائے جا رہا ہے" قیصر خاصہ

چڑتے ہوئے بولا تھا---

ہاں تو منہ میں کچھ ڈالے گا "

نہیں تو یہی ہوگا ---"زید بھی

ڈھیٹ اعلی ڈھیٹ تھا---

لے بھائی تو کھا---" وہ نہیں"

سمجھ پا رہا تھا وہ غمزہ زیادہ تھا

یا چڑ زیادہ گیا تھا۔۔ یہ سوچ کر ---

کہ نایاب کو کوئی لڑکی نہیں

ملی دوست بنانے کے لیے---جو

ایک لڑکے کو بناکر بیٹھ گئ ---

اپنے بھانجے سے کہنا--- "

نایاب سے دوستی توڑ دے--" بس

قیصر کا یہ کہنا تھا کہ زید نے

اسے یوں خار کی نگاہ سے دیکھا---

جیسے وہ اس کے منہ سے

بسکٹ چھین کے بیٹھ گیا ہو---

واٹ؟---کیوں بھئ؟؟--" اس کا"

لہجہ احتجاجی تھا---

اسے سمجھ نہیں آئی تھی قیصر کی---

کیوں کیا ؟؟--- اسلام میں"

"لڑکا لڑکی کی دوستی حرام ہے--

وہ بھرم سے اکڑ کر بولا---

تو زید نہ چاہتے

ہوئے بھی اسے تنقیدی نگاہوں

سے سر تا پاوں گھورنے لگا---

اگر کوئی شریف بندہ یہ بات

کہتا تو شاید اسے ایک وقت ہضم

بھی ہو جاتی مگر بات کہنے

والا قیصر تھا --ایک نمبر کا

پلے بوائے---

ہونہہ۔۔۔ بڑا اسلام یاد آ رہا ہے"
تجھے لڑکا لڑکی کی دوستی کے
معاملے میں آج۔۔۔۔" اس نے کھلا
طنز کیا تھا۔۔۔
شاید تو بھول رہا ہے۔۔۔"
جس کے بارے میں ہم بات
کر رہے ہیں وہ بیوی ہے میری۔۔" قیصر
اسے خاصہ سیرس دیکھائی دے رہا
تھا۔۔۔
مگر وہ صرف چھ سال "
کی بچی ہے۔۔۔ اتنا پوزیسو
کیوں ہو رہا ہے بھائی؟؟۔۔"زید
اچھنبے سے اسے تکتے ہوئے
سمجھانے لگا۔۔۔ چھ سال کی
عمر پہ اس نے خاصہ زور
دیا تھا۔۔۔
"پوزیسو؟؟۔۔ اور میں؟؟۔۔ نہیں تو"
زید کے ٹوکنے پر ۔۔۔
وہ فورا ہی نفی کرنے لگا۔۔۔
مگر دل میں اب وہ یہی سوچ رہا تھا
کہ کیا واقعی پوزیسو ہو رہا ہے
نایاب کو لے کر ؟؟۔۔۔نہہہہہہہ۔۔
اگلے ہی پل سر جھٹکا۔۔۔

اور اگر تجھے اتنا ہی برا لگ "
رہا ہے ناں تو،تو نایاب سے خود
بول دے کہ وہ توڑ دے دوستی زریاب
سے--- کیونکے میں نہیں بولنے والا--
اور پھر میں کیا بول کر دوستی توڑنے
کا کہوں گا--- یہ کے زریاب بیٹا--
جس چھ سال کی بچی سے
تم نے دوستی کی
ہے ناں-- وہ دراصل قیصر صاحب
کی محترمہ بیگم شریف ہیں---
اور وہ نہیں چاہتے کہ تم ان کی
پاک بیگم سے
دوستی میں رہو-- کیونکہ انہیں
جیلس فیل ہو رہا ہے---
ہونہہ--- کیا اچھا لگوں گا میں
یہ سب کہتا ہوا؟؟--" زید اخری
جملے پر مانو چیخنے ہی لگا تھا
جھنجھلا کر---
ڈرامے باز کہیں کے--"
اتنا فالتو کا لیکچر کیوں
دے رہا ہے ---ڈائریکٹ
بول دے-- لڑکا لڑکی
دوست نہیں ہوتے---" زید

حیران تھا یہ دیکھ کر۔۔۔ کہ
قیصر اب بھی بضد ہے۔۔ کہ
وہ زریاب سے نایاب کی
دوستی تڑوائے۔۔۔
اس نے نہایت جھنجھلاتے
ہوئے ایک گہرا سانس ہوا
میں خارج کیا۔۔۔ وہ واقعی
قیصر عبدالرحمان کو نہیں
سمجھ سکتا تھا۔۔۔ اب کیا
وہ اتنے اتنے سے بچوں سے
بھی جیلس ہوگا؟؟۔۔۔
اچھا بیٹا ۔۔۔ یہ رول کیا صرف ننھی "
بھابھی پر ہی اپلائی ہوتا ہے؟؟۔
تیرا کیا ؟؟۔۔ ہونہہ۔۔ شرم آرہی ہے
مجھے آج تجھے اپنا دوست کہتے
ہوئے۔۔۔کتنا ڈبل سٹینڈرڈ بندہ نکلا
ہے تو۔۔۔۔" زید نے اسے ائینہ
دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔
تو چپ چاپ بسکٹ ٹھوس "
بیٹھ کر۔۔" قیصر نے یہ کہتے ہوئے
جزبز ہو کر تین بسکٹ اٹھا کر۔۔۔
زبردستی اس کے منہ میں ٹھوسانے
والے انداز میں ڈالے۔۔۔

حد سے زیادہ سچ---
اسے کہاں ہضم ہونا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ پورے دن گھر میں ہی
رہا مگر پھر بھی ہمت نہ جوٹا
سکا نایاب سے یتیم خانے کے
متعلق بات کرنے کی---
"تکیہ لے کر کہاں جارہی ہو؟؟--"
وہ سونے لیٹنے لگے تو اس نے
دیکھا نایاب بجائے اس کے
ساتھ روزانہ کی طرح سونے
کے-- تکیہ اٹھا کر باہر کی جانب
جانے لگی تھی ---
وہ الجھ کر
تیزی سے پوچھنے لگا---
دوسرے کمرے میں سونے---"
آج سے میں وہیں سویا
کروں گی---" نایاب کی بات سن
اس کی آنکھیں حیرت
سے ٹوسٹ ہوئیں---
"کیوں؟؟---"
"کیونکے اچھی بات نہیں ہے"
وہ ننھی پری

معصومیت سے جوابدہ ہوئی---

کیا؟؟-- کیا اچھی بات"

نہیں ہے؟؟--" وہ ابھی بھی

سمجھنے سے قاصر تھا---

ہمارا ساتھ سونا---" اس کے کہتے"

ہی قیصر جو پرسکون انداز

میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے

بیٹھا تھا فورا ہی سیدھا ہوا---

واٹ؟؟؟--" وہ چونکا تھا---"

ادھر آو" اس نے نرمی سے"

حاکمانہ انداز میں کہا---

یہیں سے بول دو" وہ کاہلی کا"

اعلی مظاہرہ کرتے ہوئے گویا

ہوئی---

جسے دیکھ--مقابل جزبز ہوکر

تیزی سے اٹھ کر--- اس کی جانب

خود چل کر ایا---

اسے گود میں تکیے سمیت

اٹھاکر بیڈ کی جانب ایا---

وہ بیڈ پر بیٹھا--تکیے

اس کے ہاتھ سے لے کر --

نہایت کوفت بھرے انداز

میں واپس بیڈ پر ڈال دیا---

کس نے کہا کے ہمارا ساتھ"
سونا اچھی بات نہیں ؟" وہ
تجسس سے پوچھ رہا تھا---
وہ اچھے سے واقف تھا
اس کے ننھے ذہن میں خود
تو یہ خیال کبھی نہیں آ
سکتا اس لیے کسی نے کہا
ہے تب ہی وہ اس طرح بول
رہی ہے---
" میں ہر بات نہیں بتا
سکتی تمہیں قیصر---
کچھ سیکرٹس بھی ہوتے ہیں---"
وہ چمکتی معصوم آنکھوں سے
اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے---بھولے پن سے
جواب دہ ہوئی تو مقابل
ایک لمحے کے لیے اس کا
چہرہ دیکھ کے رہ گیا---
" رکھو تم اپنے سیکرٹس
اپنے پیٹ میں--- مجھے نہیں
جاننے---مگر ایک بات تم
اچھے سے جان لو---ہمارا ساتھ
سونا گندی بات نہیں ہے---کیونکے

"ہم ساتھ رہنے والے ہیں ہمیشہ ---
جتنی سادگی سے اسے سمجھا
سکتا تھا سمجھا دیا---اور یقینا
اس کے سادہ جملے ہی
اپنے اندر کل معنی لیے ہوئے تھے---
تو گندی بات تب ہوتی---جب"
ہم ساتھ رہنے والے نہ ہوتے---
اور پھر ساتھ سوتے؟؟" ظاہر
سی بات ہے بچہ ہو اور سوال
نہ کرے--- یہ کیسے ممکن---
ہاں---ایسا کہ سکتی ہو---"
بھئ میں تو ہمیشہ ساتھ
رہنے والا ہوں تمھارے---اس
لیے میری طرف سے تو کوئی
گندی بات نہیں --ہممم---" کچھ
لمحے سوچتے ہوئے--"لیکن
تمھارا مجھے پتا نہیں ---تم
میرے ساتھ ہمیشہ رہنا چاہتی ہو
یا نہیں ---"پھر اس کی ناک کی
چونچ کو پکڑ کر
وہ حسین کم عمر لڑکا---
بڑی نرمی سے استفسار کرنے لگا---
کیا یہ چھوٹا سہ جگنو--میرے"

"ساتھ رہنا چاہے گا ہمیشہ ؟؟۔۔
ہاں۔۔بالکل۔۔میں ہمیشہ اپنی رحمت"
کے فرشتے کی مانند شخص
کے ساتھ رہوں گی۔۔" وہ یہ مسرت
بھرے لہجے میں کہتی اس کے
سینے سے لگی۔۔۔جبکہ قیصر اس کے
جملوں پر چونکا۔۔۔۔
وہ اسے رحمت کے فرشتہ کی
مانند شخص کیوں بول رہی تھی ؟؟۔۔۔

❤️#جاری_ہے

وہ اسے رحمت کے فرشتہ کی
مانند شخص کیوں بول رہی
تھی ؟؟۔۔۔
رحمت کے فرشتے کی مانند"
"شخص ؟؟۔۔یہ کیا ہوتا ہے ؟؟۔۔۔
ایسا نہیں ہے کہ وہ لفظوں کے
معنی نہیں جانتا تھا ۔۔وہ بس
یہ جاننا چاہتا تھا وہ اسے یہ
ٹائٹل کیوں دے رہی ہے؟۔۔۔
ہاں تمہیں کیسے پتہ ہوگا ۔۔ "
تم میری چاچی کے ساتھ تھوڑی
رہے۔۔۔ دیکھو" وہ اتنی کیوٹ
لگی تھی اس لمحے جب اس نے

دیکھو کا لفظ ادا کیا ۔۔وہ بھی
اپنی بڑی سی آنکھیں ٹم ٹماتے ہوئے۔۔
اور ایسے سمجھانے لگی جیسے
وہ پتہ نہیں
کتنی بڑی کوئی میڈم ہو اور
مقابل چھوٹا سہ اس کا نالائق
اسٹوڈنٹ۔۔
ہاں دیکھاو۔۔۔" قیصر کو خود"
بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ
اس کے بڑوں کی طرح سمجھانے
والے انداز پر مسکرانے لگا تھا۔۔۔۔
"میں جب چھوٹی تھی ناں۔۔ "
وہ ابھی بولنا ہی شروع ہوئی تھی
کہ مقابل فورا ہی بیچ میں
"ٹوکنے والے انداز میں بول اٹھا۔۔
"تو ابھی بہت بڑی ہو گئی ہو؟؟
ہونہہ۔۔۔قیصر گندے بچے بیچ"
میں بولتے ہیں۔۔" وہ ننھی سی
پری دانت پیستے ہوئے بالکل
ویسے ہی سخت لہجے میں بولی۔۔۔
جیسے کلاس میں اس کی ٹیچر
اسے ڈانٹتے ہوئے بولتی ہیں۔۔۔
بلاشبہ بچوں کی شخصیت

ان کے استادوں کا آئینہ ہوتی ہے---
وہ جیسے بچے کو ٹریٹ کریں
گے بچہ ویسے ہی دوسروں کو ٹریٹ
کرنا شروع کر دے گا---
اکثر والدین سمجھتے ہیں بچہ
بدتمیز ہو رہا ہے وہ دوسروں
کی نہیں سنتا وہ دوسروں سے
چیخ چیخ کے بات کرتا ہے وہ
دوسروں کو غصہ دکھاتا ہے وہ
ہر بات پہ چڑھ جاتا ہے لیکن وہ
یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بچے کی
شخصیت نہیں ہے--- یہ اس کے
استاد کی شخصیت ہے--- اس کا
استاد اسے اسی طرح ٹریٹ کررہا
ہے اسکول میں یا ٹیوشن میں یا
مدرسے میں---
اچھا سوری--" مقابل فورا ہی"
معذرت کرنے لگا--- مگر اس کی
مسکراہٹ چہرے کا ساتھ نہیں
چھوڑ رہی تھی---
" سوری ایکسیپٹڈ accepted---
مگر دوبارہ
مت بولنا--- بیڈ مینرز ہوتے

ہیں قیصر یہ.. افف .. مجھے
"سب کچھ سکھانا پڑے گا تمہیں...
دنیا جہاں کی ذمہ داری اس
کے نازک کندھوں پہ آگئی ہو...
بالکل ایسا ظاہر کر رہی تھی وہ...
اپنے ننھے ہاتھوں سے جب اس
نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ مارا ..
جیسے وہ کوئی بہت بڑی اماں
ہو تو مقابل کے لیے اپنی ہنسی
پر ضبط کرنا مشکل ہو گیا...
جی میم بالکل...قیصر عبدالرحمان"
جو نہایت بےوقوف ہے اس نے
پورے 18 سال اسی دن کا تو
انتظار کیا ہے جب اس کی
زندگی میں چھوٹا سہ جگنو آئے
گا اور اسے تمیز سکھائے گا" قیصر
نے جل کر طنز کیا تھا...
شکرۓ خدا کا...کے قیصر تمہیں "
سیلف اویرنس تو ہے..."اور اس
لمحے قیصر بس اس کا ننھا
چہرہ منہ کھول کر تکتا رہ گیا...
ٹکا کے ذلیل تھا اس نے ....
وہ بھی صرف ایک جملے میں...

سیدھا اٹھا کے آسمان سے
زمین پہ پھینکا تھا۔۔
یہ پہلی بار تھا جب قیصر
کو احساس ہوا کہ نایاب کا
سینس اف ہیومر بہت زبردست
ہے۔۔۔ وہ اڑا کے رکھ دیتی ہے
ایک ہی جملے میں۔۔۔ اور پھر
ٹیچر کہتی ہیں کہ وہ ایک
کمزور دماغ بچی ہے۔۔۔
تو کیا ہوتا ہے فرشتے کی"
مانند شخص ؟؟۔" وہ اسے
دوبارا موضوع کی جانب
کھینچ کر لایا۔۔۔
وہ اللہ کی جانب سے بھیجا"
ہوا انسان ہوتا ہے۔۔۔جو خاص
مدد کے لیے آتا ہے۔۔میری
چاچی کہتی تھیں کے میں
ان کے لیے اللہ کی رحمت کی
مانند بھیجی ہوئی بندی ہوں۔۔
جو خاص ان کی دعاوں کے
"جواب میں اللہ نے بھیجی۔۔۔
وہ اب معصومیت سے بتارہی
تھی۔۔۔

تم اپنی چاچی کے لیے اللہ کی"
رحمت کی مانند شخص ہوئی۔
سمجھ آتا ہے کیونکہ تم نے انہیں
"آزاد کروایا تھا۔۔میں کیسے ؟؟۔۔
یہ سوال کرتے وقت وہ اس سوال
کی نوعیت کو باخوبی جانتا تھا ۔۔
وہ جانتا تھا وہ اسے یتیم
خانے سے لے کر آیا ہے تو اسی
لیے وہ اللہ کی رحمت کی
مانند شخص ٹھہرا لیکن بس
اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا۔
کیا وہ صحیح وقت پر لایا ہے؟؟؟
یا اسے دیر ہو چکی تھی
اور یہی وہ پوائنٹ تھا جو
اس کی سانسیں روک رہا
تھا لیکن وہ بہت تحمل
کا مظاہرہ کرتے۔۔اپنے
ننھے سے جگنو کا جواب
سننے کے لیے اپنے اندر ہمت
جوڑتا رہا تھا۔۔
اندر سے وہ بہت زیادہ
خوفزدہ تھا کہ کہیں اس
کا ڈر سامنے نہ آ جائے ۔۔

کہیں ڈاکٹر کی کہی بات
سچ نہ ہو جائے---
ایک لمحے دل میں خیال آیا
یہ سب چھوڑ دے-- نہ پوچھے
اس سے--- نہ جاننے کی کوشش
کرے چونکہ ہو سکتا ہے سچ
کی تلخی   وہ برداشت نہ
کر سکے--- مگر نایاب کو بھی
تو زندگی کی طرح واپس
لانا ضروری تھا وہ کب تک
لوگوں سے ڈرتی رہے گی---
اسے ایک نارمل اور اچھی
زندگی دینے کے لیے سچ
جاننا بہت ضروری تھا تبھی
اس کا ٹریٹمنٹ ہو سکتا تھا---
کہنے کو ان دونوں کے درمیان
جو اصل بنیادی رشتہ تھا وہ
اس کے شوہر ہونے کا تھا---
یہی وہ رشتہ تھا جس کے
سبب وہ یتیم خانے سے نایاب
کو واپس لایا کے وہ اس کی
عزت ہے---- وہ اپنی عزت یتیم
خانے میں نہیں چھوڑ سکتا تھا----

مگر اس پورے پروسس میں
اس نے ایک بار بھی شوہر بن
کے نہیں سوچا۔۔ ایک لمحے
کے کروڑوے حصے میں بھی
اس کے ذہن میں یہ خیال نہیں
آیا کہ اگر نایاب کی عزت واقعی
پامال ہو چکی ہے تو اسے
طلاق دے دے گا۔۔نایاب بچی تھی
وہ بچہ نہیں تھا۔۔لیکن اس کے
باوجود اس لمحے وہ صرف
ایک ماں بن کر سوچ رہا تھا۔
ایک ایسی ماں جس کا بچہ
بیمار ہے اور وہ اسے کسی
طرح صحت یابی کی طرف
لانا چاہتی ہے۔۔۔
قیصر اگر میں تمہیں اپنا سیکرٹ"
بتاؤں گی تو تم مجھے گندا تو
نہیں کہو گے نا؟؟" اس کے کان
کے پاس اپنا ننھا سہ منہ لا
کر سرگوشی کرنے والے انداز
میں استفسار کرنے لگی۔۔۔
اور بس اس کا یہ سوال
کرنا تھا کہ قیصر اپنے الٹے

ہاتھ کی مٹھی میں اپنے
پینٹ کا کپڑا مضبوطی سے
بھینچ گیا۔۔۔
وہ لرزنے لگا تھا۔۔۔
"نہ۔۔۔نہیں۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔۔"
وہ جانتا تھا یہ وقت گھبرانے
کا نہیں ہے۔۔ اسے اعتماد میں
لینے کا ہے کیونکہ اگر وہ
اس وقت اسے اعتماد میں
نہ لے سکا تو شاید پھر کبھی
نہ لے سکے۔۔۔ بچہ اتنی آسانی
سے کسی کے سامنے اپنے
سیکرٹس۔۔ خاص طور پر وہ
سیکرٹس جو اس کے چھوٹے
سے ذہن پہ اپنا خاصہ گہرا
اثر چھوڑ گئے ہیں کبھی بھی
نہیں بتاتا جب تک وہ پورا
اعتماد نہ کرتا ہو سامنے والے پر۔۔۔
اگر وہ اسے بتانے کے لیے راضی
تھی تو اسکا مطلب صاف تھا
کہ وہ اعتبار کرتی ہے مگر
ڈری ہوئی بھی ہے۔۔۔کے کہیں
وہ اسے گندہ نہ سمجھے۔۔۔

اور یہ ڈر ہی تو قیصر کو

نکالنا تھا۔۔

بھلا قیصر کیوں اپنے جگنو"

کو گندہ کہنے لگا۔۔" وہ جھوٹ

نہیں کہ رہا تھا۔۔چاہے کچھ

بھی ہوجائے۔۔ رہے گا وہ اس

کا چھوٹا سہ جگنو ہی۔۔۔اور

جگنو چمکتا ہے گندہ نہیں ہوتا۔۔

وہاں یتیم خانے میں۔۔اکثر"

"انکل آیا کرتے تھے

انکل؟۔وہ یتیم خانے میں"

"کام کرنے والے ؟؟

"ہاں۔۔وہ بھی اور دوسرے بھی۔"

اتنا کہتے ہوئے اس کی آنکھوں

میں نمی اتر آئی۔۔

قیصر نے نہیں روکا اس کے بہتے

ہوئے آنسووں کو ۔وہ چاہتا تھا

وہ رو لے اپنا ڈر اسے بیان کر

دے تاکہ جو کچھ دل میں ہے

وہ باہر نکلے تاکہ وہ نارملٹی

کی طرف ائے۔۔

دوسرے ؟؟۔وہ کیا کرتے تھے"

"آکر ؟؟

اور بس اس کا یہ سوال کرنا

تھا کہ اس نے محسوس کیا

نایاب کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔۔۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔" اس کے آنسووں"

میں مزید روانگی آئی۔۔

قیصر نے فورا ہی اسے ہمت دینے

کے لیے اس کے ننھے ہاتھ کو

اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

کوئی بات نہیں تم مجھے"

بتا سکتی ہو۔۔ میں کسی کو

نہیں بتاؤں گا ۔۔ہمارے درمیان

سیکرٹ رہے گا یہ۔۔۔" وہ بہت

پیار سے اسے سمجھانے کی

کوشش کر رہا تھا۔۔ اسے بھرپور

اعتماد میں لے رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔۔" بہت خوفزدہ دکھائی"

دے رہی تھی وہ۔۔۔

ہاں بتاو۔۔۔ مجھے سب کچھ"

بتا سکتی ہو تم۔۔۔ میں تو

"دوست ہوں نا۔۔۔

وہ۔۔انکل ۔۔میرے دوستوں"

کو دوسرے کمرے میں لے

جاتے تھے۔۔۔جب وہ واپس

آتیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں---ان کی پاجامے سے
خون بھی نکل رہا ہوتا تھا--
پھر بیلا انٹی آکر اس کا
پاچامہ بدلواتیں اور اسے
چپ کراتیں--- کہتی تھی
جو دیکھا وہ-- وہ کسی
کو مت بتانا ورنہ لوگ تمہیں
گندا کہیں گے-- سمجھیں
گے تم گندی بچی ہو---پھر
کوئی بھی تمہیں لے جانے
"نہیں آئے گا یہاں سے---
قیصر سمجھ چکا تھا یتیم
خانوں کی اڑ میں فحاشی
کے اڈے چل رہے ہیں ---
جہاں ننھی ننھی کلیوں کو
روندا جا رہا ہے-- مگر کوئی
اس کے خلاف آواز اٹھانے
والی نہیں--- آواز اٹھانا تو
دور کی بات کوئی اس کی
جانب توجہ دینے والا بھی
نہیں----
آج کے دور میں جہاں بھائی

بھائی کا نہیں ہے ---ہر کوئی
پیسے کی ریس میں بھاگ
رہا ہے بس پیسہ کمانا چاہتا ہے
بس نام بنانا چاہتا ہے جس
کے لیے جائز اور ناجائز کی
کوئی تمیز نہیں باقی بچی---
اس دور میں ہم چاہتے ہیں
کہ فرشتے دنیا میں آئیں
اور حراموں کی اولادوں
کو یا غریبوں و مسکینوں
کے بچوں کو ایک محفوظ
مقام دے دیں انہیں کھلائیں
پلائیں اور نہ صرف یہ سب
بلکے ان کی شادیاں بھی
کریں اور بدلے میں کچھ
بھی نہ مانگیں معاشرے سے---
کیا ایسا ممکن ہے؟؟؟ کیا
ہم خواب دیکھ رہے ہیں ؟؟---
جہاں آج کے مہنگائی کے دور
میں دو ماں باپ کے لیے ایک
بچے کو پالنا اتنا مشکل
ہورہا ہے---   وہیں آپ چاہتے
ہیں کہ چھ چھ سو سو

بچوں کو پالنے والا اکیلا مرد
اور اس کے ساتھ چند عورتیں
مل کر آپ کے دیے چند پیسوں
کے فنڈز میں بچوں کا پیٹ
بھی بھریں ۔۔انہیں کھلائے
بھی پلائیں بھی۔۔ انہیں کپڑے
بھی پہنائیں انہیں معاشرے کا
ایک اچھا فرد بھی بنائیں
ساتھ ان کی شادی بھی
کروائیں۔۔ ذرا موازنہ تو کریں۔۔
کیا ایسا ممکن ہے ؟؟۔۔۔
آپ کہیں کے انہیں کروڑوں
کا فنڈ ملتا ہے امیروں سے ۔۔۔
تو جی نہیں۔۔۔اج کل کے لوگوں
کو اپنی تجوریاں بھرنے سے
وار نہیں۔۔۔ وہ یتیموں کو پیسے
دیں گے؟؟۔۔۔ سب ایگریمنٹ ہوتا ہے ۔۔
سب مل کر کھا رہے ہوتے ہیں
پیچھے ۔۔یتیم خانوں کے
بچوں کے ریپ ہو رہے ہوتے ہیں
انہیں ہوٹلوں میں بیچا جا رہا
ہوتا ہے انہیں باہر ملک بیچا جا
رہا ہوتا ہے۔۔ یہ سب چل رہا ہے

پیچھے ---
مانا نیک لوگ ابھی بھی
دنیا میں موجود ہیں--- مگر آٹے
میں نمک کے برابر
اور یہاں بحث آٹے کی ہے نمک
کی نہیں---
پتا ہے ---ان--ان میں سے ایک"
"انکل نے مجھے پسند کیا تھا---
نایاب کے اس جملے کا قیصر
کے کانوں کی سماعت سے
ٹکرانا تھا کہ پورے جسم میں
کپکپاہٹ آگئ---
"کچ--کچھ--کیا تھا انھوں نے؟؟"
بس وہی جانتا ہے کس قدر ہمت
جمع کی تھی اس نے یہ سوال
کرنے کے لیے ---اس کی آواز
لرز رہی تھی --زبان لڑکھڑا
گئ تھی---
ہاں--"اتنا کہتے ہی نایاب نے"
اس کا ہاتھ جو پہلے سے ہی
اس کے ہاتھ میں تھا وہ اپنے
دونوں ٹانگوں کے درمیانی
حصے میں لگایا ---

وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔اور انگلیاں "
"بھی مارتے تھے۔
اپنی بات کہتے ہوئے اس نے
قیصر کے ہاتھ کو اپنے اس
مقام پہ رگڑنا چاہا۔۔جیسے
اس آدمی نے رگڑا تھا۔۔۔ لیکن
قیصر نے فورا ہی کرنٹ کھا کے
ہٹا لیا تھا ۔۔۔مگر وہ سمجھ
چکا تھا اس ننھی کلی کی
مراد کیا ہے۔۔۔
وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو"
پیار کروں گا پھر کل تمھیں۔۔۔
قیصر وہ اچھے نہیں تھے۔۔۔
مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے
تھے۔۔۔بہت گندے تھے وہ انکل۔۔۔
بالکل خرم انکل جیسے۔۔۔حریم
جب دوسرے کمرے سے واپس
آئی تو وہ بہت چیخ چیخ
کر رو رہی تھی۔۔۔مجھے بہت
ڈر لگ رہا تھا۔۔۔" آپ جانتے
ہیں وہ ننھی سے بچی کیا
دیکھ آئی تھی۔۔۔وہ ریپ
دیکھ کر آئی تھی۔۔۔ایک یا

دو نہیں۔۔ان گنت۔۔وہ بھی
اپنے ساتھ رہنے والی بچیوں کے۔۔۔
جو چیخ رہی ہوتی تھیں تڑپ
رہی ہوتی تھیں اور انہیں
ڈرا دھمکا کے چپ کرا دیا
جاتا تھا۔۔۔
وہ ننھی سی جگنو تو صرف
آنسوں سے رو رہی تھی
مگر وہ نہیں جانتی جس
کی وہ گود میں بیٹھی ہوئی
ہے وہ نوجوان خون کے
انسو رو رہا ہے اس وقت ۔۔۔
کوس رہا تھا اس لمحے کو جب
اس نے نایاب کو خاموشی سے
یتیم خانے جانے دیا تھا ۔۔۔ کاش
اس پل اس نے انسانیت ہی
دکھا لی ہوتی۔۔۔ انسانیت کی
خاطر اپنے باپ کو منایا ہوتا
کہ رہنے دو اس بچی کو یہاں ۔۔۔
اس رات میں بہت روئی تھی۔۔"
میں نے اپنے اللہ سے دعا کی۔۔
کہ جیسے چاچی کے لیے مجھے
بھیجا ویسے میری دعاؤں کے

بدلے بھی تو کسی کو بھیج---
مجھے نہیں رہنا یہاں---تو میرے
لیے بھی اپنی رحمت کے
فرشتے کی مانند شخص
کو بھیج--اور پھر میں سو
گئ---صبح اٹھی تو--تو
تم میرے پاس تھے قیصر---
تم مجھے اس گندی جگہ سے
سے لے آئے تھے---تو ہوئے ناں
تم میرے لیے رحمت کے فرشتے
کی مانند شخص--" آخری جملہ
ادا کرتے وقت اس کی آنکھوں
میں اس قدر جگمگاہٹ ابھر
ائی تھی اور لہجے میں اس
قدر مسرت کے مقابل روتے ہوئے
مسکرا دیا---
ایک بہت بڑا بوجھ اترا تھا
اس کے سینے سے---وہ کافی
راحت محسوس کر رہا تھا---
دیر نہیں ہوئی تھی اسے---
وہ بچا چکا تھا-- انجانے
میں ہی صحیح--- لیکن وہ اپنے
جگنو کو بچا چکا تھا---

او کیونکر نہ بچانے پہنچتا

---- وہ کوئی عام بچی نہیں

تھی وہ ایک ایسی بچی تھی

جس کی ماں حالت بیماری

میں بھی صرف اسی کے لیے

دعائیں کرتی ہے---

اور تم نے کیا جانا کہ ماں

کی دعا کیا ہے---

قیصر کی آنکھوں سے

تشکر کے سجدے بہ رہے تھے---

شکر ہے خدا کا---"فقط اتنا کہہ"

کر--- اپنے دونوں ہاتھوں کے

پیالے میں اس کا ننھا سہ

چہرہ قید کر--- اس کی

پیشانی کو نرمی و آہستگی

و گرم جوشی و الفت محبت

سے چوما---

وہ صرف ایک بوسہ نہیں تھا

وہ ان گنت جذبات و احساسات

تھے جو اس لمحے قیصر فقط

اسی ایک عمل سے پہنچا سکتا

تھا--جس میں تحفظ کا وعدہ

تھا جس میں ساتھ نبھانے کا

وعدہ تھا جس میں ہمیشگی

کے ساتھ محبت کا وعدہ تھا۔۔۔

اب تم اپنے قیصر کے پاس "

ہو۔۔۔ اب تمہیں کسی سے

ڈرنے کی ضرورت نہیں

ہے۔۔۔ کسی بھی شخص سے

نہیں چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔۔۔

تمہارا قیصر ہے تمہارے ساتھ

اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔ میں

کسی کو کبھی بھی تمہیں

نقصان نہیں پہنچانے دوں

گا خود کو بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔ اور رہی

بات ان گندے انکلوں کی تو

اب انہیں تم بھول جاو۔۔۔

وہ ڈراونے خواب کی طرح

"تھے اور اب صبح ہو گئی ہے۔۔۔

ان چمکتی بھوری آنکھوں میں

تکتے۔۔ وہ نہایت محبت سے

سمجھا رہا تھا۔۔۔

پھر اسے اپنے سینے سے

لگا لیا۔۔۔

وہ کتنی دیر اس کے سینے

سے لگی رہی-- وہ نہیں جانتا ---
وقت گزر رہا تھا -باہر بارش
ہونے لگی تھی--- بارش کی
بوندیں کھڑکیوں سے ٹکرا کر---
پھسلتی ہوئی نیچے کی
جانب ڈھلک رہی تھیں---
شدید گرمی میں ہوئی وہ
بارش جہاں گرمی کا زور
توڑ رہی تھی -وہیں ٹھنڈک
کا احساس بھی پیدا کر رہی
تھی---
وہ قیصر کے حصار میں ہی
بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی---
جبکے مقابل پر جیسے نیند
اب پہلے سے زیادہ حرام
ہوگئ ہو----
وہ سیاہ آنکھیں جو اپنے جگنو
کے سامنے محبت و تحفظ
جھلکا رہی تھیں--- انہی
میں اب آگ لگی ہوئی تھی--
جس سے بھیانک شعلے اٹھ
رہے تھے --- ایسے شعلے جو
سب کچھ جلا کے خاک کر دیں---

❤️*Husny Kanwal*❤️

انٹی..." وہ سوئمنگ پول کے"

پاس بیٹھا ہوا تھا جب اس

نے شمیم خاتون کو گھر میں

داخل ہوتے دیکھا لیکن اس نے

آج انہیں باہر ہی روک لیا تھا..

جی ؟؟ چھوٹے ماسٹر" اپنی بیسٹ مسکراہٹ چہرے پر سجائے..."

وہ خاصہ لچکدار لہجے میں

پوچھنے لگیں..

کل آپ نے نایاب سے کچھ "

کہا تھا؟؟" اس نے ابرو اچکاکر ...

کسی تفتیشی افسران کی طرح

استفسار کیا... جبکہ جواب

معلوم تھا اسے...

"می..میں نے؟؟..نہ..نہیں تو.."

قیصر کی سیاہ آنکھیں ہی

بتانے کے لیے کافی تھیں کے

اسے پسند نہیں آیا ان کا

نایاب سے بات کرنا...

آپ کو پتہ ہے میں کتنے بھی "

جھوٹ بول لوں... مجھے

پتہ ہے میرا باپ پیچھے

موجود ہے انہیں سنبھالنے

کے لیے--- لیکن اپ کے ساتھ
ایسا معاملہ نہیں ہے---تو
اس لیے جھوٹ نہ بولیں یہی
"بہتر رہے گا آپ کے لیے---
وہ پول کے سائیڈ سے
کھڑا ہو کر اب انہی کی
جانب چلتا ہوا آیا تھا۔
وہ براون کلر کی پینٹ زیب
تن کیے ہوئے تھا جس کے
پانچے   گھٹنوں سے ہلکے
سے اونچے تھے--- شٹ لیس
ہونے کے سبب اس کی
چاکیلٹی باڈی دھوپ میں
الگ ہی چمک رہی تھی---
بال ابھی بھی گیلے تھے
جس سے محسوس ہو رہا تھا
کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے
ہی نہا کے نکلا ہے سوئمنگ
پول سے----
وہ۔وہ دراصل--- نایاب بی بی"
آپ کی بھانجی ہیں اور اچھی
بات نہیں ہے ماموں بھانجی
کا ساتھ سونا--- تو اس لیے

میں نے انہیں سمجھایا تھا۔۔
یقین کریں میری نیت بری
نہیں تھی۔۔۔ آپ لڑکے ہیں
کم عمر بچے ۔۔۔آپ کو کیا
پتہ بچیوں کی پرورش کیسے
کی جاتی ہے۔۔ اس لیے میں
نے وہی سمجھایا جو اگر
میری بیٹی ہوتی تو میں
اسے سمجھاتی۔۔۔ ہم آج
جس سوسائٹی میں جی
رہے ہیں وہاں بچیوں کو
ان کے سگے رشتہ داروں
سے بھی فاصلہ رکھوانے
کی ضرورت ہے۔۔" قیصر
نے سوچ رکھا تھا وہ انہیں
جاب سے نکال دے گا۔۔۔
مگر ان کے جملے جو ممتا
بھرے انچل میں لپٹے تھے
اسے سمجھانے کے لیے
کافی تھے کہ نایاب کے لیے
جو انہوں نے بات کہی اس
کی بہتری کے لیے ہی کہی۔۔۔
کچھ لمحوں پہلے تک جو اس

کا غصہ آسمانوں سے باتیں
کر رہا تھا۔۔کے انہوں نے
اس کے جگنوں کو اس سے
دور کرنے کی کوشش کی۔۔
وہ بہت حد تک ٹھنڈا پڑ گیا
تھا اب۔۔۔
ہممم۔۔۔ مگر ائندہ ایسی کوئی"
بات مت سمجھائیے گا
جو اسے مجھ سے دور کرے
کیونکہ میں اس کا شوہر ہوں
نہ کہ ماموں۔۔" اور بس قیصر
کا انکشاف کرنا تھا کہ سامنے
کھڑی شمیم خاتون کے ہوش
اڑے۔۔۔ اب وہ اسے ہکا بکا
ہو کر دنیا کے اٹھوئے عجوبے
کی طرح دیکھ رہی تھیں۔۔۔
ساتھ ہی یقین کرنے کی کوشش
کر رہی تھیں کہ جو انہوں نے
سنا ۔۔وہ آیا سچ ہے بھی یا نہیں۔۔۔
قیصر و جگنو کی شادی کیسے
ہو سکتی ہے؟؟ وہ تو اس کی
بہن کی بیٹی ہے۔۔۔ اور یہیں
آکر ان کا ذہن بری طرح

اٹک چکا تھا۔۔
مگر اپنی نوکری بڑی پیاری
تھی انہیں۔۔ اور وہ اچھے
سے واقفیت رکھتی تھیں کے
قیصر سے اس متعلق سوال
کرنا اپنی نوکری کھونا ہے ۔۔۔
اس لیے خاموشی کو ترجیح دی۔۔۔
وہ الگ بات ہے ذہن میں انہوں
نے سوچ لیا تھا کہ کسی دن
نایاب سے معلوم کریں گی
کہ ماجرہ کیا ہے۔۔۔
اگر اپنی نوکری پیاری ہے تو "
میرے اور میری بیوی کے
معاملات میں بولنے کی ائندہ
جرات بھی مت کیجئے گا۔۔۔
اب اندر جائیں اور کام شروع
کریں۔۔" وہ انہیں الجھا ہوا
چھوڑ کر ۔۔۔حاکمانہ انداز میں
کہتا پلٹا۔۔۔ پھر جیسے اچانک
ذہن میں کچھ یاد آیا ہو۔۔۔
وہ پھر دوبارہ ان کی جانب
متوجہ ہوا ۔۔
وہ اب بھی ویسے ہی سن

سی حالت میں کھڑی تھیں---
اور پہلے والے شاکڈ
کو ہضم کرنے کی کوشش
کر رہی تھیں---
ہاں-- اسے یہ ضرور سمجھائیں"
کہ اسکول یا کالج یا یونیورسٹی
میں کسی لڑکے سے دوستی
نہ کرے-- غیر اجنبیہ لڑکا لڑکی
کی دوستی حرام ہے---" پہلے
زید اور اب شمیم خاتون---
دونوں کے ذریعے وہ نایاب
سے زریاب کی دوستی ختم
کروا رہا تھا مگر خود سامنے
سے جا کے نہیں کہہ رہا تھا---
کیونکہ وہ نایاب کے سامنے
برا نہیں بننا چاہتا تھا----
عبدالرحمان صاحب سے
اس نے کچھ سیکھا یا نہ
سیکھا مگر یہ ضرور سیکھا
تھا کہ کبھی بھی اپنے بچے
پر پابندیاں نہ لگاؤ سامنے
سے جا کر اور یہی وجہ تھی
کہ وہ نایاب پر سامنے سے جا

کے پابندی نہیں لگا رہا تھا۔۔
ہاں پیچھے سے لوگوں کو ضرور
چھوڑ رہا تھا اپنے مقصد کے
حصول کے لیے۔۔۔
جی ماسٹر ۔۔۔میں سمجھا"
"دوں گی۔۔
گڈ۔۔اب جاو۔۔ اور اچھے سے"
سمجھانا۔۔" نہایت تاکیدی
لہجے میں کہتا ۔۔وہ پلٹ کر
واپس سوئمنگ پول کی
جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔
شمیم خاتون کافی وقت سے
اس کے پاس کام کر رہی تھیں۔۔
کام کرتے وقت انسان کے
کانوں میں آوازیں پڑ ہی
جاتی ہیں جب وہ فون پر بات
کرتا تو ہر بار سویٹ
ہارٹ کے آگے ایک نئی لڑکی
کا نام ہوتا تھا اس نوجوان
کے لبوں پر۔۔۔۔ یہی وجہ تھی
کہ وہ خاصہ حیرت سے اس
کی پشت تک رہی تھیں۔۔۔
کہ بیوی پر آئی تو مرد اور

عورت کی دوستی حرام قرار
دے دی اور اپنے لیے کیا؟؟---
ابھی وہ انہی سوچو میں
مگن تھی کہ سامنے سے
اسے بڑی مسرت بھرے چہرے
کے ساتھ ایک لڑکی آتی
ہوئی نظر آئی--- جس کے
ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ
تھا---
قیصر ۔۔" وہ سوئمنگ پول کے"
پاس دوبارہ جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔
اپنے پاؤں اس نے دوبارہ
پول میں ڈال لیے --- اور شدید
گرمی میں پانی کی ٹھنڈک کو
محسوس کرنے لگا--- ابھی
وہ اپنے ہی خیالات میں
ڈوبا ہوا تھا جب اپنا نام
پکارے جانے پر نگاہ اٹھا
کر دیکھا---
سامنے سے حسنہ چلی
آرہی تھی بلیک رنگ کے
کپڑوں میں ملبوس---اس کی
اندرونی شرٹ اتنی اونچی تھی

کہ پیٹ کا مقام دور سے ہی
نظر آ رہا تھا جس پر وہ اوپر
سے بلیک رنگ کا لونگ کوٹ
پہنے ہوئی تھی---
گولڈن بال کھلے ہوئے الگ ہی
چمک رہے تھے دھوپ میں---
وہ خوبصورت تھی اور اس
لمحے تو کچھ زیادہ ہی
لگ رہی تھی---
دیکھ چکی تھی قیصر کو
پول کے پاس بیٹھا ہوا ---
وہ ڈائریکٹ اسی کی جانب
ائی---
اپنی سینڈل اتار دی تھی
اس نے---
قیصر---" مقابل کے لیے"
مشکل ہوا تھا اس کے
خوبصورت سراپے سے
نگاہ ہٹانا --مگر ناراضگی
بھی تو قائم رکھنی تھی ناں---
"ابھی تک ناراض ہو مجھ سے-- "
وہ پھولوں کا گلدستہ ہاتھ
میں لیے ہی اس کے برابر

میں آ کر بیٹھ گئی تھی
بالکل اس سے لگ کر۔۔۔
اور یہ وہ لمحہ تھا جب
شمیم خاتون نے ان دونوں
کو چپک کر بیٹھا دیکھ سر
جھٹکا اور کڑکڑاتی ہوئی
اندر کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔
"تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟ "
اکھڑ سے لہجے میں جواب دیا۔۔۔
سوری۔۔۔ مجھے نہیں اندازہ"
تھا کہ وہ سب ہو جائے گا ورنہ
میں کبھی بھی ان سب کو لے
کر نہیں آتی۔۔ میں تو بس
تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ
کرنا چاہتی تھی" حسنہ نے
دنیا جہاں کی مظلومیت
چہرے پر سجائے نہایت
بھولے پن سے کہا۔۔۔
نایاب۔۔۔نایاب۔۔۔" شمیم خاتون"
کے بلاتے ہی وہ جو موبائل
پر نظریں گڑھائے اے بی سی
ڈی پڑھنے میں مگن تھی۔۔۔
فورا نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

باہر چھوٹے ماسٹر بلا رہے ہیں"
تمہیں--" جب بیوی وہ تھی
تو پھر شمیم خاتون کے
نزدیک قیصر کو کوئی حق
نہیں پہنچتا تھا کسی دوسری
عورت کے ساتھ ایسے چپک
کر بیٹھنے کا یہی وجہ تھی
کہ انہوں نے جگنو کو بھی
بھیج دیا-
ان کے کہتے ہی- وہ کہاں
ایک لفظ بھی بولنے والی تھی-
بس فقط موبائل لے کر فورا
ہی باہر کی جانب دوڑی---
"پلیز یار--اب معاف کر بھی دو---"
حسنہ نے یہ کہتے ہوئے
اس کے کندھے پر نرمی سے
اپنا سر رکھا تھا--- مقابل مزید
ناراضگی قائم نہ رکھ سکا --
ویسے بھی وہ جانتا تھا حسنہ
کی کوئی غلطی نہیں ہے---
بلکہ اگر اس دن وہ لڑکوں
کو لے کر نہ آتی تو وہ کبھی
نہیں جان پاتا کے نایاب کے

ساتھ مسئلہ کیا ہے---
نایاب جب باہر آئی تو اس
کی آنکھوں کے سامنے حسنہ
قیصر کے کندھے پر سر رکھے
بیٹھی ہوئی تھی---
کیا اس نے نہیں کہا تھا کل
رات---کے وہ اس کا قیصر ہے---
وہ کچھ لمحے یوں ہی کھڑی
انہیں دیکھتی رہی--- اور
پھر منہ بسور کر خاموشی
سے واپس اندر کی جانب
چل دی---
کبھی کبھار ہم اپنے غلط
اعمال کو اہمیت نہیں دے
رہے ہوتے لیکن ہمیں نہیں
پتہ وہ اعمال اپنا اثر چھوڑ رہے
ہوتے ہیں سامنے والے پر-- اور
وہ اثر جب بعد میں ظاہر
ہوتا ہے تو ہماری ہی روح
کانپ جاتی ہے---
یہ پھول کس کے لیے؟؟" وہ"
حسنہ کے ہاتھ میں پھولوں
کا گلدستہ دیکھ استفسار کرنے لگا---

جگنو کے لیے--اور کس کے لیے--"

ویسے تو میں پہلے ہی آجاتی

لیکن میں تمہارا غصہ ٹھنڈا

"ہونے کا انتظار کر رہی تھی---

اس کے کہتے ہی مقابل نے

اسے اعتراضی نگاہ سے دیکھا---

وہ بچی ہے اس کے لیے "

چاکلیٹس یا کھانے پینے

کی کچھ چیز لے آتیں تو

خوش ہو جاتی تمہارے ان

"پھولوں کا وہ کیا کرے گی---

مقابل کے مطابق پھول بیکار

تھے--- اور خود تو وہ ویسے

بھی پسند نہیں کرتا تھا---

رومانٹک بندہ نہیں تھا وہ ---

ذرا سہ بھی نہیں---

اچھا--- چلو آئندہ کبھی آؤں"

گی تو لے آؤں گی--" حسنہ

یہ کہتے ہوئے کھڑی ہو گئی

تاکہ نایاب کو پھول دے کر

آئے--- اور اس سے اچھی

طرح بات کرے اور دوستی

کرنے کی کوشش کرے---

اتنا تو وہ سمجھ ہی گئی

تھی اس دن کے حادثے کے

بعد سے---کے قیصر کے دل

کا راستہ جگنو سے ہو کر

گزرتا ہے---

وہ اسی کے سامنے اب سینڈل

پہننے لگی تھی واپس ---

قیصر دیکھ بھی رہا تھا کہ

اسے مشکل ہو رہی ہے سینڈل

پہننے میں لیکن اس نے زحمت

نہیں کی مدد کرنے کی---

حسنہ اچھے سے واقف تھی

وہ کتنا مغرور مزاج شخص ہے--

اس لیے اسے امید بھی نہیں

تھی کے وہ اس کی مدد کرے گا---

وہ اندر پھولوں کا گلدستہ

لے کر پہنچی تو نایاب اپنے

کمرے میں جا چکی تھی---

اس نے دروازہ نوک بھی کیا

مگر دروازہ اندر سے لوک تھا

اور اس کے بار بار نوک کرنے

کے باوجود بھی نایاب نے

دروازہ نہ کھولا جس کی

وجہ سے اس نے پھولوں کا
گلدستہ شمیم خاتون کو دے
دیا یہ کہہ کر کہ وہ نایاب
کو اس کی طرف سے دے
دیں---
اسے اپنی بہن کے ساتھ
شاپنگ پر جانا تھا اس لیے
وہ زیادہ دیر وہاں نہ رکی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ گھر لوٹا تو کافی غصے
میں دکھائی دے رہا تھا---
رستے میں آنے والے صوفے
کو غصے سے لات مار کر دور
دھکیلتا وہ اوپر کمرے کی
جانب بڑھا---
کچھ دنوں سے اس کا غصہ
آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا----
نایاب کمرے میں اپنی کتابیں بیڈ
پر بکھیر کر بیٹھی ہوم ورک کرنے
کی کوشش کررہی تھی جب وہ
کمرے میں آ کر ڈریسنگ ٹیبل
کا سارا سامان پھینکنے لگا---
اس کے اچانک عمل پر نایاب بری

طرح ڈر گئی تھی---
اس کا چہرہ سرخ انگارے کی
مانند لال ہو رہا تھا ---اسے
سکون نہ ملا ڈریسنگ کا سامان
پھینک کر ---تو اس نے کمرے
میں دیواروں پر سجے کانچ کی
شوپیز کو اٹھا اٹھا کر زمین پر
مارنا شروع کر دیا---
صرف دو سے تین منٹ لگے تھے
اسے پورا کمرہ تہس نہس کرنے
میں---
نایاب اپنے سامنے ایک نیا ہی
قیصر دیکھنے لگی تھی کچھ
دنوں سے---
کچھ دنوں سے وہ غصے میں ہی
گھر لوٹ رہا تھا لیکن آج تو
جیسے اس کے غصے کی بھی
حد ہوئی تھی---
چیزوں کا زمین پر گرنا --کانچ
کے ٹوٹنے کی آوازیں--- اس کا
غصہ--- ہر چیز نایاب کو حراسہ
کر رہی تھی-- وہ فورا ہی بیڈ
کراؤن سے جا لگی مارے خوف کے---

"سب ملے ہوئے ہیں"
سب کچھ توڑنے کے بعد وہ وہیں
زمین پر بیٹھ گیا تھا اپنا سر
پکڑ کر۔۔۔ اس نے اپنے غصے
میں نایاب کو نہیں دیکھا۔۔۔
یہ ۔۔یہ کیا کررہے ہیں چھوٹے"
ماسٹر ؟؟۔۔۔نایاب بی بی کتنا
"ڈر گئ ہیں دیکھیں تو صحیح۔۔۔
شمیم خاتون کچن میں کام
کر رہی تھیں جب انہیں توڑ
پھوڑ کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔
وہ فورا ہی کام چھوڑ کر
اوپر کی جانب بھاگتے ہوئے
آئی تھیں۔۔ جب وہ کمرے
میں پہنچیں تو پورا کمرا
تہس نہس ہوا پڑا تھا۔۔
سامان ادھر ادھر گرا پڑا تھا۔۔
زمین پر شیشے کے ٹکڑے پڑے تھے
اور نایاب انہیں بیڈ کراؤن سے بالکل
چکی ہوئی ڈری سہمی سی نظر آرہی
تھی۔ اس کی انکھوں میں انسو تھے
اس کا وجود پسینہ پسینہ ہو
رہا تھا اور قیصر ۔۔۔قیصر اسی

بکھرے ہوئے
سامانوں میں کانچ کے ٹکڑوں کے
پاس سفید فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔
شمیم خاتون کی آواز جب کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔
تب جا کے وہ ہواسوں میں لوٹا
اور اس نے فورا ہی پیچھے پلٹ
کر بیڈ کراؤن سے لگی ڈری
سہمی بچی کی جانب دیکھا۔۔۔
جگنو۔۔۔" اس کے اعصاب"
اب ڈھیلے پڑے تھے۔۔۔
غصے کی جگہ آنکھوں میں
اب شرمندگی نے لی تھی۔۔۔
وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔۔
اسے تو علم ہی نہیں تھا کے نایاب
کمرے میں ہے اپنے غضب و
غصے میں اس نے دیکھا ہی کب تھا۔۔۔
سوری۔۔۔" وہ نایاب کے پاس جانے کے"
لیے تیزی سے اٹھا۔۔۔
اسے اپنے قریب آتا دیکھ
نایاب نے مارے خوف کے
دھاڑے مار کر رونا شروع کر دیا۔۔۔
جگنو۔۔۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں"
ہے ۔۔۔ میں بس تھوڑا غصہ

ہو گیا تھا۔۔میں۔۔۔" وہ قریب پہنچا
تو نایاب نے پہلے سے زیادہ
چیخنا شروع کر دیا۔۔ وہ خوف
کے مارے اسے اپنے قریب نہیں
آنے دینا چاہتی تھی۔۔۔
چھوٹے ماسٹر آپ رک "
جائیں۔۔۔ بی بی کے پاس مت
آئیں ابھی۔۔ورنہ کہیں خوف
"سے ان کا دل نہ بند ہو جائے۔۔
شمیم خاتون ایک ذہین عورت
تھیں۔۔۔ اور وہ دیکھ چکی تھیں۔۔
کہ نایاب بہت زیادہ خوفزدہ ہو
گئی ہے قیصر سے اور کوئی بھی
بچہ ہو جائے گا اگر اس طرح
کا عمل اپنے کمرے میں یا اپنے
کمفرٹ زون میں ہوتا دیکھے گا۔۔۔
شمیم خاتون فورا ہی نایاب کے
پاس تیز قدم لیتی پہنچیں۔۔
انہوں نے ڈری سہمی نایاب
کو فورا ہی اپنی ممتا کے آنچل میں
چھپا لیا۔۔۔
وہ محسوس کر سکتی تھیں
نایاب پوری کپکپا رہی تھی۔۔۔

جگنو سوری۔۔"اپنے ہی جگنو"

کو خود سے ڈرتا دیکھ۔۔ نہ جانے

کتنا کچھ ضبط کیا تھا اس نے

اپنے اندر ۔۔۔

دونوں مٹھیاں مضبوطی سے

بھینچ کر۔۔وہ اخری بار اسے

دیکھ کر معذرت کرتا ہوا

کمرے سے نکل گیا۔۔۔

کچھ دنوں سے شمیم خاتون

بھی محسوس کر رہی تھیں کہ

قیصر کا رویہ بہت عجیب ہے

مانا اکھڑا ہوا وہ پہلے بھی تھا

لیکن اب بہت زیادہ غصے میں

رہنے لگا تھا۔۔۔ وہ چاہتی تھی

کے وجہ معلوم کریں لیکن

پوچھنے کی ہمت نہیں تھی

ان میں۔۔۔

قیصر جب نارمل ہوتا ہے نا تب

بھی لوگ اس کے سامنے آنے

سے ڈرتے ہیں اب تو وہ غصے میں

تھا کس کی مجال تھی اس میں

اس کے سامنے آکر سوال کرے۔۔۔

#جاری_ہے

وہ کمرے میں داخل ہوا تو

اسے سامنے ہی نایاب سوتی

ہوئی نظر آئی--- اس کی ننھی

باہوں کے حصار میں ایک چھوٹا

سہ ٹیڈی بیئر تھا لال کلر کا----

اسے اپنے سینے سے لگائے

اس قدر مضبوطی سے بھینچ

کر سو رہی تھی کہ مقابل کو

محسوس ہوا کہ وہ ڈر گئی ہے ---

اسے خود پر شدید غصہ آیا تھا ۔۔

آج کل وہ اپنا غصہ خود بھی

کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا---

وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر

بیٹھ گیا

اب وہ کم عمر لڑکا فرصت سے

اپنے سوتے ہوئے جگنو

کو تک رہا تھا---

وہ ٹیڈی بیئر اس کی

باہوں کے حصار میں

قیصر کو ذرا اچھا نہ لگا--- بلکہ

یوں محسوس ہوا

جیسے نایاب اس سے

بہت دور ہو گئی ہو---

اور بس اس دوری کے
احساس کا جاگنا تھا کے
اگلے ہی پل
اس ٹیڈی بیئر کو بہت
آہستگی کے ساتھ اس
کی ننھی باہیں کھول کر۔۔
الگ کیا۔۔پھر خود اس کا
ننھا سہ ہاتھ اپنے رخسار پر
رکھ کر اس کی ناک سے
اپنی ناک مس کرے۔۔ اسی کے تکیے
پر آرام سے لیٹ گیا۔۔۔
اب اس کی گرم سانسیں
وہ اپنے چہرے پر محسوس
کر رہا تھا۔۔۔
سوری جگنو۔۔۔" بہت"
آہستگی سے لبوں کو جمش
دی ۔۔۔ جو خاموش کمرے
میں لمحہ بھر بعد
غائب بھی ہو گئی۔۔۔
قیصر مجھے سونے"
دو۔۔۔" قیصر باربار
اپنی ناک و گال اس کے نرم و
سرخ رخسار سے رگڑ رہا تھا۔۔

یہی وجہ تھی کے اس کی

نیند خراب ہوئی---

وہ نیند میں ہی

چڑچڑی آواز میں بولی--

پہلے اٹھو --مجھے بات"

کرنی ہے تم سے---" مقابل

تیزی سے گویا ہوا---

یقینا وہ اسے تنگ کر ہی

اسی لیے رہا تھا تاکہ اس

کی آنکھ کھلے---

ہمم ---" وہ نیند میں ہی"

جھنجھلاکر

کروٹ لینا چاہتی تھی

مگر مقابل نے اس کی کمر

کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ

کر روک لیا---

جس پر

وہ مزید جھنجھلاکر

قیصر کے سینے پر اپنے

ہاتھ جما کر اسے خود

سے دور کرنے لگی---

آنکھ کھول کر قیصر کو

دیکھنے کی زحمت تک نہ

کی اس نے--- ویسے بھی
اس کی آنکھ کہاں کھل
رہی تھی---
قیصر چھوٹے بچوں کو "
سوتے ہوئے تنگ نہیں کرتے
"بیڈ مینرز ہوتے ہیں---
وہ نیند میں
جھنجھلاتے ہوئے بڑبڑائی---
"میں ویسے بھی بیڈ بوائے ہوں "
وہ فخرانہ کہتا--اٹھ کر بیٹھا--
ساتھ ہی اس سوتی ہوئی بچی
کو بھی گود میں بھرا---
نایاب نے
آنکھ پھر بھی نہ کھولی وہ یوں
ہی اس کے کندھے پر اپنا
سر ٹکا کر سو گئی---
وہ اسے اٹھاکر نیچے کمرے
میں لے آیا نایاب کے لیے
یہ اس کا فیورٹ کمرہ تھا
کیونکہ یہاں قیصر کے سارے
میوزیکل انسٹرومنٹس رکھے
ہوتے تھے جنہیں وہ چھیڑنا
اور ان سے کھیلنا اپنا خاندانی حق

سمجھتی تھی۔۔۔ قیصر
کتنا بھی اسے منع کر لے
کہ اس کے چیزوں کو نہ
چھیڑے لیکن اس نے
کہاں سننا ہوتا تھا۔۔ اس کی تو
جیسے عید ہو جاتی تھی
جب اس کم عمر
لڑکے کا انسٹرومنٹ سے
بھرا روم کھلتا تھا۔۔
قیصر کو گاتا
اور نوٹس بناتا دیکھ۔۔ نایاب
کو بھی ان چیزوں سے
لگاو ہوگیا تھا اس کے
اندر بھی انٹرسٹ ڈیولپ
ہو گیا تھا میوزک کو لے
کر۔۔۔
وہ سوتی ہوئی نایاب کو
صوفے سے ٹیک لگا کر
بیٹھا کر ۔۔اپنا گٹار لے آیا تھا۔۔
اس کے سامنے چیئر لگا
کر بیٹھا۔۔
چلو آنکھیں کھولو۔۔"
میں بہت اکیلا محسوس

کر رہا ہوں۔۔۔مجھے ساتھ
چاہیے تمہارا۔۔" اس کے
ننھے سے چہرے کو
تھپتھپاتے ہوئے۔۔۔وہ
زبردستی اسے اٹھانے
پر تلا تھا۔۔۔
ہا۔۔۔قیصر۔۔کیا"
"ہے؟؟۔۔سونے دو ناں۔۔
وہ روندی سی آواز میں
زبردستی آنکھیں کھول کر
مقابل کو دیکھتے ہوئے
کڑکڑائی۔۔
قیصر نہیں جانتا تھا
جب بچے کچی
نیند سے اٹھتے ہیں تو بہت
چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔۔وہ
ننھی پری
بھی ہوگئ تھی۔۔۔
مقابل چاہتا تھا کہ
وہ اسے سمجھے۔۔
اس بات کو سمجھے کہ وہ
بہت اکیلا محسوس کر
رہا ہے وہ کسی کا ساتھ

چاہتا ہے ---وہ اس کا ساتھ
چاہتا ہے مگر قیصر یہ بات
بھول گیا---نایاب بہت چھوٹی
ہے اس کی فیلنگس کو
سمجھنے کے لیے---
اس کے اکیلے پن کو دور
کرنے کے لیے---
اس کے ساتھ ہونے والے
حادثات کو سمجھنے کے لیے---اس
کی زندگی میں جو
طوفان برپا ہے ان سے نمٹنے
کی طاقت دینے کے لیے---
جگنو --پلیز اٹھ جاو"
ناں--" وہ منت کرنے پر اترا---
ہمم--" بجائے اٹھنے کے"
وہ صوفے پر پھیل کر لیٹ گئ---
میں نے نیا گانا لکھا ہے--"
میں چاہتا ہوں سب سے
پہلے تمھیں سناوں---اٹھو
ناں یار---" وہ حسین
لاوبالی لڑکا اپنا لکھا
سونگ سب سے پہلے اپنے
جگنو کو سنانا چاہتا تھا---

مگر اسے تو نیند پیاری تھی---
جگنو---" اب اس کی آواز"
میں ہلکی سی خفگی جھلکنے لگی--
قیصر--سونے دو---" وہ منمنائی چڑتے"
ہوئے---
ٹھیک ہے --سوتی رہو تم---"
اب نہیں سناوں گا میں تمھیں---
جب میرا البم ریلیز ہوجائے گا--تو
پیسے دے کر خرید کر سننا تم---
ہونہہ---فری میں مل رہا ہوں
ناں---اس لیے قدر نہیں ہے تمھیں
میری--"وہ انیس سالہ لڑکا
اس لمحے کوئی بچہ ہی لگ
رہا تھا---
وہ چڑ کر اٹھا--اور واپس
گیٹار اس کی جگہ پر رکھ کر آگیا---
سوتی رہو تم اکیلے یہاں--"
"میں کمرے میں جارہا ہوں---
قیصر دانت پیستے ہوئے
کہتا--اسے وہیں صوفے
پر سوتا ہوا چھوڑ کر چل دیا
تھا---
وہ کمرے کے دروازے سے باہر ہی

نکلا تھا کہ اس نے کمال ضبط
سے آنکھیں بند کیں۔۔۔
"یہ کیا کرتا پھررہا ہوں میں ؟؟"
وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے
چہرے کو رگڑتے ہوئے خود
ہی سے پوچھنے لگا۔۔
ایک گہرا سانس ہوا
میں خارج کرنے کے بعد
وہ واپس اندر کی جانب مڑا۔۔
اس ننھی پری کو تو
خبر تک نہیں تھی کہ اس کے
ارد گرد کیا چل رہا ہے۔۔۔ پھر وہ
اس پر کیسے اپنی
فرسٹریشن نکال سکتا تھا۔۔
جگنو۔۔جلدی سے بڑی ہو"
جاو یار۔۔مجھے بہت ساری
باتیں کرنی ہیں تم سے۔۔وہ
باتیں جو میں کسی سے بھی
نہیں کرپاتا۔۔یہ اکیلاپن باٹنا
چاہتا ہوں تمھارے ساتھ جو
آہستہ آہستہ کھانے لگا ہے
مجھے۔۔۔" لوگ اپنا اکیلاپن
بانٹنے کے لیے۔۔ اپنی خواہشات

کو ظاہر کرنے و تمناؤں کو
پورا کرنے کے لیے--- ہمیشہ
ایک ساتھی کی چاہت رکھتے ہیں
اور انہیں اس ساتھی کو
ڈھونڈنا پڑتا ہے-- لیکن قیصر
کا معاملہ یہ نہیں تھا---
اسے ڈھونڈنا نہیں تھا
اسے صرف انتظار کرنا تھا
اپنے جگنو کے بڑے ہونے کا---
اور اب وہ بےصبری سے انتظار
کرنے لگا تھا---
اس کی پیشانی کو چوم کر---
اسے گود میں لیا---
تم تو چھوڑ کے چلے "
گئے تھے نا؟؟"اس پیارے
سے لڑکے کے کندھے
پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتے---وہ
بھرائی آواز میں استفسار
کرنے لگی---
قیصر حیران ہوا ---
اسے تو لگا تھا اس نے سنا ہی نہیں
تبھی وہ اتنے آرام سے اکیلے
سوتی رہی مگر اس نے سنا تھا

اور نہ صرف سنا تھا وہ بہت
اطمینان سے پھر بھی سوتی
رہی کیونکہ اسے یقین تھا
کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں
جائے گا ۔۔وہ واپس آئے گا۔۔۔
اور وہ آیا۔۔۔
بچہ جس طرح آنکھیں بند کر
کے اپنی ماں پہ اعتبار کرتا
ہے نا۔۔۔ کہ اسے پتہ ہوتا ہے
اس کی ماں اسے گرنے نہیں
دے گی اسے تکلیف نہیں
پہنچنے دے گی اسے اکیلا
چھوڑ کر نہیں جائے گی ۔۔
بالکل اسی طرح نایاب کو
قیصر پہ اعتبار تھا۔۔۔
ایک وقت ماں بھی
غصہ کرتی ہے۔۔ بچے کو مارتی
ہے بچہ ڈر بھی جاتا ہے اپنی ماں
سے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں
کہ اس کی محبت کم ہو جاتی
ہے یا اس کا اعتبار کم ہو جاتا ہے
بلکہ جیسے ہی تھوڑا سہ وقت
گزرتا ہے۔۔ بچہ خود ہی اپنی

ماں کے پاس آجاتا ہے۔۔
بالکل یہی حال تھا نایاب
کا مانا قیصر نے غصہ کیا۔
وہ ڈری بھی۔۔۔ سہمی بھی۔۔۔
لیکن اس کے باوجود
قیصر سے محبت و اعتبار
اپنی جگہ قائم تھا۔۔۔
"جیسے میں جاسکتا تھا۔۔"
وہ منہ بسور کر۔۔ بےبسی سے ایک گہرا
سانس ہوا میں خارج کرتے
ہوئے بولا۔۔۔
جیسے نایاب کو بھروسہ تھا
کہ وہ نہیں جا سکتا ۔۔۔
ویسے اسے بھی علم تھا کے
وہ جا ہی نہیں سکتا ۔۔۔
اسے لے کر ۔۔۔وہ اپنے بیڈ روم
میں پہنچا۔۔۔
غصہ و ناراضگی سب اپنی
جگہ۔۔ اور اس کا خیال رکھنا
اپنی جگہ۔۔۔
اس پر کمبل اچھی طرح اڑا کر۔۔۔
تکیہ عادت کے مطابق دونوں کے بیچ
میں رکھ کر۔۔۔وہ لیٹ گیا۔۔۔

قیصر اپنے دونوں ہاتھ
سر کے نیچے لگائے.. اب چھت کو
تکتے--- اپنی آگے کی منصوبہ
بندی سوچ رہا تھا...
❤️*Husny Kanwal*❤️
عبدالرحمان صاحب کے
اچانک اسے ڈنر پہ بلانے پر
اس کا دماغ کھٹکا ضرور تھا
لیکن یہ سوچ کر اس نے زیادہ
توجہ نہ دی کے ایسا کیسے
ممکن ہے کہ انہیں اس کی
چھوٹی سے چھوٹی ڈیٹیل
پہنچ جائے---
بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر
وہ دونوں باپ بیٹے بیٹھ
کر خاموشی سے کھانا کھا
رہے تھے---
"تم نے اپنی گاڑی بیچی ہے؟؟ "
ان کے اچانک سوال پر
قیصر کے حلق میں لقمہ اٹکا...
اگلے ہی پل فورا ہی اس
نے پانی سے بھرا
گلاس منہ سے لگایا...

تو وہ ٹھیک تھا---

انہیں خبر پہنچ گئی تھی---

اسے پیسوں کی اشد ضرورت

تھی-- اسے لگا اگر وہ اپنے والد

کے سامنے لچک دیکھاۓ

گا تو یقینا وہ اس سے

پیسے چھین لیں گے---

یہی وجہ تھی کہ اپنے پیسے

بچانے کے لیے اس نے

اکڑ کا استعمال کیا---

"آپ مجھ پر نظر رکھوا رہے ہیں؟؟-"

قیصر کا برہمی سے کیا گیا

سوال --عبدالرحمان صاحب کی

آنکھیں ٹوسٹ کر گیا تھا---

ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری---

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے--"

عبدالرحمان صاحب شروع سے

ہی قیصر کو پیسوں کے معاملے

میں بہت تنگ ہاتھ رکھا کرتے تھے---

اس کی ہر ایکٹیوٹی پر نظر رکھتے--

وہ اسے اور امیر بچوں کی

طرح بگاڑنا نہیں چاہتے تھے---

کہنے کو وہ اپنے پورے کالج

کا سب سے امیر لڑکا تھا مگر
زندگی وہ بالکل مڈل کلاس
لڑکوں کی طرح جیتا تھا۔۔۔
حالت تو یہ تھی کہ اگر
اسے چھوٹی چھوٹی پارٹیز
میں گانے کی آفر ملتی پیسوں
کے عوض۔۔۔ تو وہ اس کے لیے
بھی فورا راضی ہو جاتا تھا۔۔۔
"یعنی آپ نظر رکھتے ہیں۔۔ "
وہ دانت پیستے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔
ارادہ وہاں سے بھاگنے کا
تھا یوں ہی برہمی دکھا کر۔۔
تاکہ پیسے واپس نہ دینے پڑ جائیں۔۔۔
"بیٹھ جاو۔۔۔ بات کر رہے ہیں ہم"
عبدالرحمان صاحب نے اس کی جانب دیکھتے ۔۔غرا کر حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔
" مجھے کوئی بات نہیں
کرنی آپ سے۔۔ آپ مجھے ابھی
تک بچہ سمجھ رہے ہیں۔۔۔
میں 19 سال کا ہوں۔۔۔
ایک گرل فرینڈ ہے میری۔۔۔
مجھے ضرورت ہوتی ہے پیسوں
کی ۔۔میں اس کے سامنے یوں

"بھکاری بن کے نہیں پھر سکتا۔

وہ   دنیا جہاں کی بیزاری

اپنے لہجے میں سموئے۔۔۔

جھنجھلاکر بولا۔۔

"کتنے کی بیچی؟؟ "

اور یہ وہ سوال تھا جس سے

قیصر بھاگ رہا تھا۔۔۔

گویا انہوں نے اس کی کوئی

بات سنی ہی نہ ہو۔۔۔

وہ ڈائریکٹ اسے موضوع

پر واپس لے آئے تھے۔۔۔

قیصر سمجھ گیا تھا۔ بات بڑھانا

بیکار ہے ۔۔نہ اس کے غصے کا

ان پہ کوئی اثر تھا۔ اور نہ ہی

جھنجھلانے یا اپنی بے بسی

کا رونا رونے کا۔۔۔

وہ خاموشی سے اپنی

سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔

قیصر میں نے پوچھا ۔۔ "

"کتنے کی بیچی تم نے گاڑی؟؟

اس بار ان کی اواز میں۔۔۔

ہلکی سی برہمی جھلکی۔۔۔

جب آپ کو پتہ چل گیا ہے "

کہ میں نے بیچی ہے تو یہ
بھی پتہ چل گیا ہوگا
کتنے کی بیچی ہے---
پھر مجھ سے کیوں
"پوچھ رہے ہیں--
وہ عبدالرحمان صاحب
سے نظر نہیں ملا رہا تھا--
ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے
خاصہ لاپرواہی و جل کر بولا--
ہم تمہارے منہ سے سننا "
چاہتے ہیں--" ان کی رعب
دار آواز پورے ڈائننگ روم
میں گونجی---
ساڑھے سات کروڑ--"منمناتی "
آواز میں جواب دیا-- کہ عبدالرحمان
صاحب کے کانوں تک
آواز پہنچ تک نہ سکی---
زور سے بولو--" بغور اس کا"
چہرہ دیکھتے --وہ غرا کر
حکم صادر کرنے لگے---
ساڑھے سات کروڑ" بمشکل "
ہی اس کی آواز حلق سے
نکلی تھی---ساتھ ہی اس نے

اپنا خشک گلا گیلا کرنے کے
لیے پانی کا گلاس اٹھا کر
ایک ہی سانس میں سارا
پی لیا تھا۔۔۔
کہاں اسے 50 لاکھ میسر
نہیں تھے اور کہاں وہ ساڑھے سات
کروڑ روپے چھپائے بیٹھا تھا۔۔۔
"اور کیا کیا بیچ چکے ہو تم؟؟۔۔ "
چوٹ کرنے کے لیے مارا گیا طنز کا
تیر تھا وہ ۔۔۔مگر مقابل ٹھہرا
ڈھیٹ ہڈی۔۔ اس پر کہاں
اثر ہونا تھا۔۔۔
ڈیڈ وہ گاڑی ویسے بھی میں "
استعمال نہیں کر رہا تھا۔۔۔
"کب سے یوں ہی کھڑی تھی۔۔
اپنے کیے عمل کو ڈیفائن
کرنے کے لیے اس نے وضاحت دی۔۔۔
کیا ہم جان سکتے ہیں "
ایسی کیا ضرورت آگئی
تمہیں۔۔ جو تمہیں گھر کا
سامان بیچنا پڑ گیا؟؟۔۔" وہ
نیپکن سے بڑے
مہذب انداز میں اپنے ہونٹوں کو

صاف کرتے ---اس کی جانب
دیکھ--- برہمی سے استفسار
کر رہے تھے---
مانا ان کی آواز بہت دھیمی تھی
مگر لہجہ برف کی طرح سرد---
" مجھے کبھی نہ کرنا پڑتا یہ--
اگر آپ مجھے میری عمر
کے بچوں کے طرح ٹریٹ
کرنا شروع کر دیں"
اس نے سارا اپنے
عمل کا غبار انہی کے سر پہ ڈالا--
اور خود بری و ذمہ ہو کر
دونوں ہاتھ سینے پر
فولڈ کر بھرم سے بیٹھ گیا---
قیصر---" اپنے ہاتھ کی مٹھی"
ضبط سے بھیجتے ہوئے ---
وہ غرائے ---
پورے ماحول پر گرما گرمی
چھا گئی تھی---
" اگر آپ نے یہی پوچھنے کے لیے
مجھے بلایا تھا تو میں آپ
کو بتا چکا ہوں-- ہاں میں نے
v8 بیچی ہے اپنی لینڈ کروزر

وہ بھی پورے ساڑھے سات

کروڑ روپے میں --- اب میں گھر

جانا چاہتا ہوں--- تھک گیا ہوں بہت--"

آنکھوں میں بیزاریت--

لہجے میں کڑواہٹ-- جسم پر

جھنجھلاہٹ طاری کیے---

جب وہ یہ کہتا ہوا اٹھا

تو عبدالرحمان صاحب نے

مایوسی سے سر جھٹکا--

وہ دونوں ہی دنیا کے

نرالے باپ بیٹے تھے-- دونوں کی

ہی صرف تب تک بنتی تھی

جب تک وہ خاموش رہتے تھے

جہاں ان کے منہ سے لفظ

نکلے وہیں لڑائی شروع---

نہ تو عبدالرحمن صاحب

قیصر کو یہ سمجھا پاتے

تھے کہ وہ اسی کے اچھے

کے لیے یہ سختیاں کر رہے ہیں

وہ نہیں چاہتے اپنے بیٹے کو

دوسرے امیر لڑکوں کی طرح

ڈرگ ایسڈ یا دیگر برائیوں میں

ملبوث دیکھنا---

اور نہ ہی قیصر انہیں
یہ بات سمجھا پاتا تھا
کہ ان کی بےجا سختیاں
اسے انہی سے دور کر رہی ہیں۔۔
اور اب وہ اتنا بڑا ہے کہ
اپنا اچھا برا خود سمجھ
سکتا ہے ۔۔آخر وہ کب تک
اسے یوں بچوں کی طرح
ٹریٹ کرتے رہیں گے۔۔۔
لڑکا اور لڑکی میں بہت
فرق ہوتا ہے۔۔ لڑکی کبھی بھی
اپنے والد سے پیسے مانگتے
ہوئے نہیں شرماتی۔۔ اسے لگتا
ہے یہ اس کا حق ہے۔۔ جب کہ
لڑکے کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا ۔۔
وہ فطری طور پر اپنے والد
سے پیسے مانگنے پر شرمندہ
ہو جاتا ہے ۔۔۔اور یہی بات
عبدالرحمان صاحب نہیں
سمجھ پا رہے تھے۔۔۔ کہ قیصر
اب بڑا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ اپنی ہر
چھوٹی چھوٹی ضرورت کے
لیے ان سے پیسے مانگنے

نہیں آسکتا --- اور نہ ہی
وہ پیسے نہ دے کر قیصر
کو روک سکتے ہیں ان کاموں
سے جو وہ کرنا چاہتا ہے---
جاو---" انھیں علم تھا"
وہ لاکھ پوچھیں کے کیوں بیچی
مگر مقابل نہیں بتائے گا---
ویسے بھی مقصود جاننا تھا
بھی نہیں---مقصود تو اسے بتانا تھا
کے وہ اس کے ہر چھوٹے
سے چھوٹے عمل پر
نظر رکھتے ہیں---
اس کے وہاں سے جاتے ہی
انھوں نے اپنے خاص بندے
التمش کو بلایا---
"جی سر آپ نے بلایا"
وہ نظریں جھکائے--
نہایت مہذب انداز میں
استفسار کرنے لگا---
وہ سانولی سی رنگت
کا مالک تھا---جسامت
میں بالکل پہلوان جیسا--
بروان آنکھیں جو عقاب کی

طرح کام کرتیں---
نظر رکھو قیصر پر"
کڑی-" انھوں
نے رعبدار انداز میں حکم صادر کیا---
قیصر نہیں جانتا وہ اس کے
ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل
پر نظر رکھواتے ہیں شروع
سے---
مجھے لگتا ہے سر---"
چھوٹے ماسٹر کی گاڑی
بیچنے کا تعلق نایاب بی بی
سے ہے---" التمش نے اپنی رائے
دی---
ہمم----" عبدالرحمان صاحب"
کو خبر لگ گئ تھی کے قیصر نایاب
کو یتیم خانے سے نکال لایا ہے--
مگر اس معاملے میں انھوں
نے خاموشی اختیار کی---
ان کے نزدیک اگر
قیصر اپنی بھانجی سے
اتنی محبت کرتا ہے کے اسے
یتیم خانے میں رہنے نہ دیا--
اور اس کی ذمہ داری خود

لے کر بیٹھ گیا تو یقینا وہ

اپنی بہن عشال سے بھی

بہت محبت کرتا ہوگا۔۔اور

عبدالرحمان صاحب کو صرف

اپنی بیٹی محبوب تھی۔۔۔اب

کبھی موت آئی تو بےفکر ہوکر

مر سکتے ہیں وہ۔۔کیونکے ان

کے پیچھے قیصر موجود ہے

اپنی بہن کا خیال رکھنے کے لیے۔۔۔

وہ دیکھتا نہیں ہے تو کیا۔۔۔

مگر وہ

بہت محبت کرتا ہے اپنی

بہن عشال سے۔۔تب ہی تو اس

کی بیٹی کو اتنی محبت سے

پال رہا ہے۔۔۔۔

چھوٹے ماسٹر دو تین بار"

پولیس اسٹیشن کے چکر

لگا چکے ہیں اور کچھ دنوں

سے وہ پولیٹیشن سے بھی

مل رہے ہیں

۔۔ان کی ملاقاتیں مجھے

مشکوک کر

رہی ہیں ۔۔اچانک انہیں ایسا

کیا کام پڑ گیا ان لوگوں
سے ملنے کا۔۔
اور پھر اب ان کا اپنی گاڑی
"بیچنا۔
التمش نے پوری صورت حال
عبدالرحمان کے سامنے رکھی۔۔۔
البم کے لیے نہیں ہو سکتا یہ سب۔۔"
ضرور وجہ کچھ اور ہے ۔۔
ورنہ چھوٹے ماسٹر کو
اتنے پیسوں کی کیا ضرورت
آن پڑی۔۔۔" التمش خاصہ
گمبھیر لہجے میں گویا
ہوا تھا۔۔۔
تب ہی تو کہ"
رہا ہوں۔۔نظر کڑی رکھو
اس پر۔۔۔ مجھے یہ لڑکا
ہاتھوں سے نکلتا ہوا
نظر آرہا ہے۔۔" عبدالرحمان
صاحب اپنی چیئر سے کھڑے
ہو کر ۔۔التمش کو دیکھتے۔۔
دانت پیستے ہوئے گویا ہوئے۔۔
وہ بہت دور اندیش آدمی تھے
کہیں نہ کہیں انہیں اندازہ

ہو گیا تھا کہ قیصر کوئی

نہ کوئی کارنامہ انجام دیتا

پھر رہا ہے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

" تجھے میرے چاچا سے

ملنے کی اتنی جلدی کیوں

ہو گئی اچانک" حمزہ اسے

دیکھ۔ ایک ابرو اچکاکر۔۔

کسی تفتیشی افسران کی

طرح استفسار کرنے لگا۔۔۔

" میرے باپ کو خبر ہو گئی

ہے میری گاڑی بیچنے کی---

مجھے یقین ہے کل سے

مجھ پر سخت نظر رکھی

جائے گی--- اس لیے تجھے

بلایا ---میں آج ہی بات کرنا

" چاہتا ہوں۔۔

قیصر کی سیاہ آنکھوں سے

آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

وہ کسی صورت اب پیچھے

ہٹنے والا نہیں تھا۔۔۔

اتنا آگے آنے کے بعد تو

بالکل بھی نہیں---

قیصر نے اپنے والد کے گھر
سے نکلتے ہی فورا حمزہ کو
کال کرکے بلا لیا تھا۔۔
اب ان کی گاڑی
انڈر گراؤنڈ کلب کی
جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔
قیصر نے شمیم خاتون کو
کال کر کے کہہ دیا تھا
کہ آج رات شاید وہ گھر
نہ آ سکے اس لیے وہ نایاب
کو اکیلا چھوڑ کر مت
جائیں اس کے ساتھ ہی
رکیں۔۔۔
جب نایاب اس کی زندگی
میں شروع شروع میں آئی
تھی تب وہ اسے اکیلا
گھر میں چھوڑ دیا کرتا تھا ۔۔
شمیم خاتون بھی چلی جاتی
تھیں کام کرنے کے بعد
اور وہ ان سے کبھی نہیں
کہتا تھا کہ جب تک میں نہ آ
جاؤں آپ نایاب کے ساتھ رکیں۔۔
اس کے لیے یہ بات اہمیت

کی حامل ہی نہیں تھی

کہ وہ بچی اکیلے رہ رہی ہے

لیکن اب ---اب معاملات الگ

تھے--- اب وہ بہت فکر مند تھا کے

نایاب اکیلی ہوگی

اور ڈر جائے گی---

ان کی گاڑی ایک خوبصورت

سے کیفے کے آگے آکر رکی--

یہاں ؟؟" قیصر کیفے کو"

دیکھ الجھا--

ہاں برو---چل آجا---- تجھے"

"ایک نئی دنیا سے ملواؤں---

حمزہ مسکراتے ہوئے کہہ کر

گاڑی سے اترا---

حمز آگے آگے چل رہا تھا

اور قیصر پورے اعتماد و

بھرم کے ساتھ اس

کے پیچھے پیچھے---

کیفے کے اندر داخل ہونے

کے بعد وہ اندر کی جانب

بڑھ رہے تھے-- انہوں نے سب

سے آخر والا کمرے کا دروازہ

کھولا ---اور اندر داخل ہوئے---

اس ہال کمرے میں کافی

چیئرز لگی ہوئی تھیں

مگر کوئی بیٹھا ہوا نظر

نہیں آرہا تھا حمزہ اندر کی

جانب چلتا جا رہا تھا۔۔۔

اس نے بالکل کارنر میں

پہنچنے کے بعد ایک اور

دروازہ کھولا۔۔۔

وہاں پر لفٹ لگی تھی۔۔۔

وہ دونوں لفٹ میں داخل

ہوئے۔۔۔

لفٹ انڈر گراؤنڈ جا رہی تھی۔۔

لیفٹ کھلی تو باہر مکمل

اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

چل" ۔۔ حمزہ کہہ کر"

اگے کی جانب بڑھا۔۔قیصر

بھی اس کے پیچھے چل دیا تھا۔۔۔

وہ بالکل کسی غار کی طرح

سرنگ تھی۔۔۔ وہ دونوں

اس میں خاموشی سے

چلتے چلے جا رہے تھے۔۔۔۔

پھر اچانک ہی انہیں کان پھاڑ

میوزک کی آوازیں

سنائی دینے لگیں۔۔
کچھ دیر چلنے کے بعد
جا کر اب قیصر کو ایک
دروازہ نظر آیا تھا ساتھ
ہی کھڑے ہوئے بوڈی گارڈز بھی۔۔
انہوں نے قیصر اور حمزہ
دونوں سے ہی ان کے
موبائلز لے لیے تھے ۔۔۔ساتھ
ہی آئی ڈی کارڈ مانگا۔۔۔
جو حمزہ نے فورا ہی اپنا شو
کیا ۔۔
اس کے بعد جب
دروازہ کھلا تو ایک الگ
کی دنیا اس کے روبرو تھی۔۔۔
ایک الگ ہی جہاں آباد تھا وہ۔۔
وہاں سے آنے والی شراب و پسینوں
و سیکس کی بو نے قیصر کی ناک
کو جکڑا۔۔وہ اتنی سٹرانگ
سمیل تھی کہ قیصر کو
لگا اسے الٹی آ جائے گی۔۔۔
وہ انڈر گراؤنڈ کلب تھا۔۔۔
وہاں رنگین روشنیاں میں
بدمست ناچتے ہوئے لوگ

اس کی توجہ اتنی اپنی
جانب مبذول نہیں کر سکے تھے
جتنی ان سائیڈوں میں
بیٹھے ہوئے لوگوں نے کی تھی---
وہاں کھلے عام زنا ہورہا تھا---
کچھ مردوں سے کررہے تھے
تو کچھ عورتوں سے---
(بی ایل کپل --جی ایل کپل)
بھی اس کی نظروں کے
سامنے تھے---
لونڈے بازی تو اس نے پہلے بھی
دیکھی ہوئی تھی لیکن جی ایل کپل
کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا
اتنے قریب سے --
اسے شدت سے گھن
آئی تھی---اور مرد
ذات پہ ترس بھی---
BL couple بی ایل کپل
GL couple اور جی ایل کپل
جیسی خرافات یہ اب
میڈیا پر لے آئے ہیں--
یہ ہمارے بچوں کے ذہنوں
میں ڈال رہے ہیں تاکہ جو کام

یہ انڈر گراؤنڈ کلبز میں
کرتے تھے وہ کام اب یہ کھلے
عام کر سکیں
اور انہیں کوئی برا کہنے
والا نہ ہو---
اور برا کہے گا بھی کون؟؟--
آج کی بچیوں کو ہی کل کی
مائیں بننا ہے اور ان بچیوں
کے ذہن میں بی ایل کپل
سٹوریز ڈالی جا رہی ہیں--
وہ بی ایل کپل کو فینٹیسائز
کررہی ہیں--
بی ایل کپل ناولز انہیں اب عام
ناولوں سے زیادہ پسند آنے
لگے ہیں-- بلکہ وہ تو کہتی ہی
یہی ہیں کہ جو ایک بار بی
ایل ناول پڑھ لے-- پھر ان
عام ناولوں میں اسے مزہ
نہیں آتا---
بہت سے ایجنڈوں کے تحت
ہمارے ملک میں وہ برائیاں
لائی جا رہی ہیں --جو قوم لوط
کی ہلاکت کا سبب بنی

اور وہ بھی اتنی فینٹیسائز

کر کے اتنی گلیمرس کر کے --

کہ ہمیں وہ پسند آنے لگ

جائیں ---

اور اسے پھیلانے کا طریقہ

اتنا ماڈینائز ہے کہ

جو اس کے خلاف بات

کرے اسے جاہل یا

ان ایجوکیٹڈ پرسن

یا دقیانوسی سوچ کے مالک

کہ کر سائیڈ میں کررہے ہیں---

اپنی بات کو صحیح

ثابت کرنے کے لیے

یہ لوگ ہمارے ہی پسند

کیے ہوئے فی-میل ایکٹرس

اور میل ایکٹر کو ان ڈراموں میں

شامل کر رہے ہیں

جو اس چیز کی ترغیب دلائیں

اور دلیل کیا دیتے ہیں کہ

ویسے بھی بچوں کو پتہ

چلنا ہے کیونکہ کارٹونز

میں آرہا ہے --

ہم کہاں تک بچائیں گے بچوں

کو --- آج نہیں تو کل

انہیں پتہ چلنا ہی ہے ---

اسکیوزمی--- کیا بول رہے ہیں آپ؟؟--

ہم کیوں اپنے بچوں کو یہ

بات دکھانے لگے؟؟--- ہم کیوں

اپنے بچوں کو دانستہ طور

پر آگ میں دھکیلنے لگے؟؟--

ہم انہیں یہی بتائیں گے

کہ یہ حرام ہے--- ہم انہیں

یہی بتائیں گے کہ اس کے سبب

قوم لوط پہ عذاب آیا---

جسے آپ فینٹیسائز کر رہے

ہیں اور گلیمرس کے ساتھ

اسے خوبصورت طریقے سے

پیش کرنے کی کوشش کررہے

بچوں کے سامنے--- تو ہم

بتا دیں یہ کوئی نئی چیز

میں یہ KPK نہیں ہے-- کے پی کے

ناجانے کب سے چلتا ہوا آ رہا ہے--

جسے لونڈے بازی کہتے ہیں

کھلے الفاظوں میں --- جس کی

بھیڑ ہزاروں بچے چڑھتے ہیں--

معصوم بچے--- اسے ختم کرنے

کے لیے کتنے ہی قانون بنائے
گئے مگر کیا؟؟۔ کچھ بھی نہیں
کر سکے ۔۔۔کیونکے ایک بار
ایک برائی جڑ پکڑ لے ۔۔۔
تو اسے نکالنا ناممکن سہ
ہو جاتا ہے ۔۔۔اور اب اسی
برائی کو یہ لوگ پورے
پاکستان میں پھیلانے
پر تل گئے ہیں۔۔۔ ہمیں واقعی
ڈرنا چاہیے ۔۔۔ڈرنا چاہیے
اس وقت سے جب ہم اپنے
ہی گھر میں دو بیٹوں
کو اکیلا چھوڑ کر جانے
میں ڈریں ۔۔۔یا دو بیٹیوں کو۔۔۔
تیز چلتا میوزک۔۔۔۔
اس کے دماغ پہ جا کے
لگ رہا تھا۔۔
یہ امیروں کی دنیا تھی۔۔
جہاں سیاستدان۔۔ ایکٹر
ایکٹریس۔۔ اور ہر شعبے سے
تعلق رکھنے والے امیر لوگ
اور ان کے بچے وہاں موجود تھے
یہ وہ دنیا تھی جس

سے عبدالرحمان صاحب
نے ہمیشہ قیصر کو دور رکھا---
حمزہ ان نیم برہنہ ناچتی
ہوئی عورتوں و مردوں کے درمیان
سے راستہ بناتا
اگے کی جانب بڑھ رہا تھا
ساتھ قیصر بھی---
کچھ کمروں کے آگے
سے گزرتے ہوئے--انھیں زور زور
سے چیخوں کی آوازیں آرہی تھیں---
وہ ایک پرائیویٹ
کمرے میں داخل ہوئے---
اس کمرے میں لال بتیاں
جل رہی تھیں---
ہر چیز سرخ نظر آتی---
سامنے صوفے پر ایک
وائٹ پینٹ کوٹ میں ملبوس
شخص بیٹھا ہوا تھا --
وہ حمزہ کا چاچا تھا --
قیصر نے دیکھ کر ہی اندازہ
لگا لیا تھا---
اس شخص کے پیچھے
تین باڈی گارڈ الگ ہی

کھڑے نظر آرہے تھے

بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس---

"چاچا جان--- کیسے ہیں آپ؟؟"

حمزہ مسرت بھرے لہجے میں

کہتا ان کے گلے ملا جبکہ

قیصر نے صرف ہاتھ ملانے

پر اکتفا کیا---

ہاتھ ملاتے وقت

قیصر ہاتھ اوپر سے لے کر

آیا ان سے ملانے کے لیے--

نہ کہ نیچے یا برابر سے--

جو مقابل کو یہ بتانے کے

لیے کافی تھا کہ اس

وقت وہ کسی عام لڑکے سے

ہاتھ نہیں ملا رہے---وہ

قیصر عبدالرحمان یوسف

سے ہاتھ ملا رہے ہیں---

اور یہ فرسٹ امپریشن

ہی اس کا خاصہ جاندار تھا---

مانا وہ انڈر گراؤنڈ کلب

پہلی بار آیا تھا اپنی پوری

زندگی میں--- مگر اس نے

اپنی باڈی لینگویج سے

اس بات کو ذرا بھی
ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔
قیصر یہ میرے چاچا ہیں"
فیضان جٹ۔۔۔" حمزہ
ان دونوں کا تعارف کرانے لگا۔۔۔
سیکس کی کمرے میں اتنی بدبو
تھی کے قیصر کے لیے
سانس لینا بھی محال ہو رہا تھا۔۔۔
قیصر رائٹ سائیڈ پر رکھے
صوفے پر بیٹھا اور حمزہ لیفٹ۔۔۔
حمزہ نارمل انداز میں
بیٹھا تھا ۔۔جبکہ قیصر
صوفے سے ٹیک لگا کر
ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے۔۔
سیدھے ہاتھ کو صوفے کے
اوپری حصے پر ٹکا کر
نہایت شہانہ انداز میں بیٹھا۔۔۔
وہ بالکل ایسے بیٹھا تھا
جیسے کوئی بادشاہ اپنی
سلطنت کے سامنے بیٹھتا ہے۔۔
اس کے پروقاریت
بیٹھنے کے انداز سے ہی
جھلک رہی تھی۔۔

قیصر عبدالرحمان
مقابل کو کوئی عام سہ
سالہ لڑکا نہیں معلوم ہوا--- 19
حمزہ نے بتایا تم "
"ملنا چاہتے ہو مجھ سے ؟
فیضان جٹ نہایت تحمل
سے اسے تکتے ہوئے استفسار
کرنے لگے--
جی---" فقط ایک لفظی"
جواب---
کیوں؟؟" سامنے بیٹھا لڑکا"
کوئی لچک نہیں دکھا رہا
تھا ان کے آگے اور یہ
بہت بڑی بات تھی ان کے لیے---
ورنہ جس مقام پر وہ فائز
تھے لوگ ان کے آگے جھک جھک
جاتے ہیں ---
"اپنی طاقت بڑھانے کے لیے-- "
جہاں تک مجھے پتہ ہے "
تم عبدالرحمان یوسف کے
بیٹے ہو تمہارے پاس تو
الریڈی بہت طاقت ہے--"فیضان
جٹ فورا ہی بول پڑے تھے---

کریکٹ کریں--- وہ میرے "
ڈیڈ کی طاقت ہے--- میں یہاں
اپنی طاقت بڑھانے کے لیے
آیا ہوں---" وہ ایک ایک
لفظ پر خاصہ جماو دے کر
گویا ہوا تھا---
اس کے لہجے میں
اتھارٹی تھی-- پاور---
اس کم عمر نوجوان کی
سیاہ انکھوں میں سپارک تھا --
پاور کی چمک---
جو وہ دیکھ سکتے تھے---
کوئی چیز فری نہیں ہوتی "
یہاں--ہر چیز کی قیمت ہوتی ہے--
میں تمہاری کنکشنز بڑھانے
میں مدد کر سکتا ہوں--
مگر مجھے بدلے میں کیا
ملے گا ؟؟--" وہ ہلکا سہ معنی
خیزی سے مسکرا کر پیچھے
ہو کر بیٹھتے--- ایک ابرو
اچکاکر پوچھ رہے تھے---
"کتنا چاہیے آپ کو-- "
نہایت بے نیازی کے ساتھ

استفسار کیا ۔۔جیسے پتہ نہیں
کتنا خزانہ لیے بیٹھا ہو ۔۔۔
جبکہ وہ اور حمزہ دونوں ہی
جانتے تھے
کہ صرف ان کے پاس ساڑھے
سات کروڑ روپے ہیں۔۔
اس سے زیادہ کی اگر انہوں نے
مانگ کی تو وہ نہیں دے
سکے گا ۔۔۔ لیکن اس کا
باوجود وہ اپنا جھوٹا
بھرم قائم رکھے ہوئے تھا۔۔
وہ ہمیشہ سے ہی سوسائٹی
میں بہت امیر لڑکے کے طور
پہ دیکھا گیا لیکن وہ جانتا
تھا کہ اس کی پاکٹ منی کتنی
نپی تلی ہے۔۔ وہ جانتا تھا کہ
کالج لائف میں ہونے کے باوجود
اس کا بینک اکاؤنٹ عبدالرحمان
صاحب کے بینک اکاؤنٹ سے
جوائنٹ ہے جس کی وجہ
سے وہ کبھی بھی بغیر ان
کی اجازت کے زیادہ پیسے
نہیں نکال پاتا تھا ۔۔ان سب

کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے
کالج میں اپنی امیری
کا بھرم رکھنے میں کامیاب
رہا۔۔
جب اس کی پاکٹ میں
ایک روپیہ بھی نہیں ہوتا تھا ناں۔۔
تب بھی وہ بڑے
بھرم سے بیٹھتا تھا لوگوں کے
سامنے ۔۔ اب تو پھر اس کے پاس
ساڑھے سات کروڑ روپے تھے۔۔۔
اس کے تو ایٹیٹیوڈ کا
لیول ہی الگ تھا۔۔۔ ایسے
جیسے پوری دنیا ہی اس
کی جیب میں ہو۔۔۔
"پانچ کروڑ۔۔ "
قیصر نے دل ہی دل سکھ کا
سانس لیا ان کی ڈیمانڈ سن۔۔۔
حمزہ۔۔" اس نے بس حمزہ کو"
آنکھوں سے ہلکا سہ اشارہ کیا
اور حمزہ نے فورا ہی اپنا
سیل نکال کر۔۔۔ اپنے بینک
اکاؤنٹ سے پیسے اپنے
چاچا کے اکاؤنٹ میں

ٹرانسفر کیے---

قیصر نہ تو اپنا الگ

اکاؤنٹ کھلوا سکتا

تھا اور نہ ہی اپنے اکاؤنٹ

میں پیسے رکھ سکتا تھا کیونکہ

عبدالرحمان صاحب کا

اور اس کا جوائنٹ اکاؤنٹ

تھا یہی وجہ تھی کہ

اس نے اپنے پیسے حمزہ

کے اکاؤنٹ میں رکھوائے---

صرف تین چار لمحے لگے --اور

فیضان جٹ کے بینک میں

پیسے ٹرانسفر ہو گئے---

ان کے پیچھے کھڑا ایک

حبشی گارڈ اثبات میں سر ہلا

کر انہیں اشارہ دینے لگا

کہ پیسے ٹرانسفر ہو گئے ہیں---

جس کے بعد وہ ہلکا سہ مسکرائے---

سامنے بیٹھا وائٹ ٹی شرٹ

اور بلیک جینز میں ملبوس

وہ نوجوان انہیں ایک

بہت ڈارک پرسنلٹی کی

یاد دلا رہا تھا- لیکن وہ فورا ہی

اپنا سر جھٹک گئے---

ایسا کیسے ممکن تھا؟؟--

دنیا جانتی تھی کہ

وہ عبدالرحمان صاحب

کا بیٹا ہے---

"میں ذرا جلدی چاہتا ہوں--"

قیصر نے خاصہ بھرم سے کہا--

اتنی کم عمری میں "

"طاقت کی اتنی بھوک--

فیضان جٹ رہ نہ سکے تھے

بولے بغیر---

جس پر وہ فقط مسکرا دیا---

یہ لسٹ ہے 42 بندوں کی---"

جن سے میں مل کر تعلقات

"بڑھانا چاہتا ہوں اس وقت---

قیصر نے اپنی جیب سے

لسٹ نکال کر ان کے

اگے بڑھائی---

ان لوگوں سے؟؟--" انہوں نے"

لسٹ کھول کر دیکھی---

اس لسٹ میں کچھ سیاست

دانوں کے نام تھے --تو کچھ

این جی اوز اور ویلفیئرز

چلانے والوں کے
اور کچھ پولیس آفیسرز کے--
اور کچھ ایسے لوگوں کے
بھی جنہیں وہ پرسنلی جانتے تک
نہیں تھے--- مگر نام سن رکھا
تھا ان کا---

❤️#جاری_ہے

اوکے---"لسٹ میں ان کا"
اپنا نام بھی تھا یہ
دیکھ ---فیضان جٹ
ہلکا سہ مسکرائے---
کام ہو جائے گا تمہارا "
میں پارٹی رکھوں گا
خاص اپنے فارم ہاؤس پر---
اس لسٹ کا ہر ممبر
وہاں موجود ہو اس
بات کو یقینی بنانے کی
میں ہر ممکنہ کوشش
"کروں گا--
ان کے اطمینان بخش
انداز میں کہتے ہی قیصر
نے فقط اثبات میں
سر ہلایا---

ٹھیک ہے بوائس۔۔ تم فن کرو "

اب میں چلتا ہوں ---

تمہاری چاچی میرا

"انتظار کر رہی ہوگی کھانے پر۔۔

فن کے لفظ پر وہ زور دے

کر۔۔ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے

بولے---

اور پھر کھڑے ہو کر

اپنے گارڈز کے ساتھ

پرائیویٹ روم سے نکل گئے---

اور بس ان کا کمرے سے

نکلنا تھا کہ دو نہایت ہی

خوبصورت لڑکیاں کمرے

میں داخل ہوئیں---

وہ دونوں ہی نیم برہنہ تھیں۔۔

جو تھوڑا بہت جسم کو

چھپا رکھا تھا وہ کالے

رنگ کے لباس سے تھا---

ایک قیصر سے آکر چپک

کر بیٹھی تو دوسری

حمزہ سے---

ان کے ہونٹوں پر لگی

سرخ لال لپ سٹک کسی

کو بھی اپنی جانب
اٹریکٹ کرنے کے لیے
کافی تھی---
ہمیں گھر چلنا چاہیے"
جگنو انتظار کر رہی ہوگی
میرا۔۔"وہ سرد لہجے میں حمزہ
کو دیکھ بولا---
جہاں اتنا انتظار کیا ہے "
وہاں تھوڑا اور کر لے گی
ویسے بھی ملازمہ سے
کہہ دیا نا تو نے
پھر کیوں فکر کر رہا ہے
اب اتنی دور آئے ہیں تھوڑا
فن کر کے ہی جائیں گے
یار ---" وہ معنی خیزی
سے ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے
کہتا کھڑا ہو گیا تھا---
اس لڑکی کے ساتھ
دوسرے کمرے میں جانے کے لیے---
قیصر بخوبی واقف تھا
اس لمحے وہ حمزہ کو
نہیں روک سکتا--- اس لیے
اس نے دوبارہ کہنے کی

زحمت بھی نہیں کی---

سب کے جانے کے بعد

اب صرف وہ ڈارک لال رنگ

بالوں والی خوبصورت لڑکی

اور قیصر بچے تھے کمرے میں ---

قیصر سمجھ نہیں سکا

اس کے بال واقعی اتنے ڈارک

لال ہیں یا لال روشنی کی

وجہ سے ایسے دیکھ رہے ہیں--

وہ لڑکی لہکتے ہوئے انداز

میں قیصر کے سینے پر

اپنی انگلیاں پھیرنے لگی---

" تم مجھے چھوڑ کے

جانے کی بات کر رہے تھے--

یقین نہیں آیا مجھے--"وہ

لڑکی اس کے کان کے پاس

منہ لاکر-- سرگوشی کرنے والے

انداز میں بولی---

اس کی گرم سانسیں

قیصر کے کانوں کی لو کو

جھلسا گئ تھیں---

وہ لڑکی جیسے برا مان

گئی تھی--- کہ اسے دیکھنے

کے باوجود قیصر اسے

چھوڑ کر جانے کی بات

کر رہا تھا۔۔ یہ اس کے

نزدیک اس کی خوبصورتی

کی توہین تھی۔۔۔سخت

توہین۔۔۔

میں اس کلب کی "

سب سے خوبصورت لڑکی ہوں۔۔

اور تم مجھے چھوڑ کر

جارہے تھے۔۔" قیصر

صرف اسے دیکھ رہا تھا

کوئی جواب نہ دیا

تو وہ پھر بولی۔۔۔

اگر وہ کہہ رہی تھی

کہ وہ اس کلب کی سب

سے خوبصورت لڑکی ہے

تو قیصر ماننے کے لیے

تیار تھا کیونکہ وہ واقعی

بہت خوبصورت تھی سر سے

پاؤں تک۔۔بلا کی حسین۔۔۔

اس کا فیگر کسی

بھی مرد کو پاگل کر دے۔۔۔

وہ دنیا کا سب سے موڈی

لڑکا تھا اگر یہ کہا جائے
تو غلط نہ ہوگا
اس کا کوئی موڈ نہیں تھا
کسی لڑکی کے ساتھ فلرٹ
کرنے کا اس وقت ۔۔
یہی وجہ تھی کہ
سامنے بیٹھی اتنی خوبصورت
لڑکی بھی اس کے لیے بےمعنی
سی تھی---
کالج میں انگنت لڑکیاں
تھیں جو اس پر اپنا آپ
گراتی تھیں
اس کی امیری اور
خوبصورت چاکلیٹی لکس
سے متاثر ہو کر ۔۔
وہ بھی اسے انہی لڑکیوں
جیسی لگی---
کوئی نئی بات نہیں تھی
اس کے لیے یہ---
تمھیں میری آنکھیں"
خوبصورت نہیں لگیں۔۔
لوگ کہتے ہیں میری انکھیں
اتنی خوبصورت ہیں

کہ ان کا ڈوب جانے کا
دل کرتا ہے ان میں---"اس لڑکی نے
قیصر کی بےرخی دیکھ۔
اس کے رخسار پر اپنا ہاتھ رکھ
کر اس کی توجہ مکمل
اپنی جانب مبذول کی تھی
خاص طور پر اپنی
آنکھوں کی جانب---
اسے بڑا غرور تھا ان
حسین آنکھوں کے جام
سے نہیں بچ پائے گا وہ---
مرد اکثر دو ہی چیز پر
دل ہارتا ہے یا تو لڑکی کا
فیگر یا تو آنکھیں---
اگر وہ اپنی آنکھوں پر
غرور کر رہی تھی تو
غلط نہ تھا یقینا وہ سیاہ
نشیلی آنکھیں کسی کو
بھی اپنے اندر ڈبو لینے
کا ہنر لیے ہوئے تھیں
مگر نہ جانے کیوں مقابل
کو اس کی آنکھیں سنی
لگیں---

وہ اٹریکٹ نہیں ہو سکا --

نہیں جانتا کیوں ---

مگر بس نہیں ہو سکا---

اسے اچھے سے علم تھا

حمزہ اچھا خاصہ وقت لگانے

والا ہے---اتنا وقت وہ مجبور

ہے اسے یہی گزارنا ہے---ایسے

میں برابر میں بیٹھی لڑکی

ٹائم پاس کے لیے اچھی تھی---

مگر سارا مسئلہ یہ تھا کے

دل اپنے جگنو میں پڑا تھا

اس کا--- پتہ نہیں اس

نے کھانا کھایا ہوگا یا نہیں

سونے سے پہلے

رات کو دودھ پیا ہوگا یا نہیں ---

کہیں وہ ڈر تو نہیں رہی ہوگی---

شمیم خاتون

سے تو ویسے بھی وہ بات نہیں

کرتی تھی --- اس لیے وہ

انہیں کبھی نہیں بتائی گی

کہ اگر وہ ڈر بھی رہی ہوگی تو---

وہ بالکل اس لمحے

ایسے فکر مند تھا اپنے جگنو

کے لیے۔۔۔جیسے کوئی چھوٹے سے بچے

کی ماں ہوتی ہے۔۔۔کہ وہ

چلی تو جاتی ہے اپنے

بچے کو کسی کام سے

چھوڑ کر گھر میں

مگر اس کا دل اپنے

بچے میں ہی پڑا رہتا ہے۔۔۔

تم کچھ بولتے نہیں ہو"

کیا ؟؟" وہ لڑکی اب

جھنجھلا رہی تھی۔۔۔اتنا

چاکلیٹی سہ لڑکا اور

ذرا بھی ٹچ نہیں کررہا تھا۔۔۔

وہ جس عمر میں

تھا اس میں تو لڑکے بھوکے

شیروں کی طرح گرتے

ہیں ---

اچھا نام کیا ہے"

تمھارا؟؟۔۔" وہ دانستہ

طور پر اپنے آگے کے جسم کو

اس کے بازو سے چپکا کے

بھرائی آواز میں پوچھنے لگی۔۔۔

قیصر۔۔"بےرخی کی انتہا"

کو چھوتے۔۔۔ دنیا جہاں کی

بیزاریت اپنے لہجے میں

سموئے--- فقط اس نے

ایک لفظ ادا کیا---

اوو---قیصر---" مقابل"

نے اپنے

ہونٹوں کو ایک ادا سے

گول کرتے ہوئے خاصہ

لہکتے ہوئے اس کا نام

دوہرایا-----

تو کیا وہ اتنی خوبصورت"

ہے کے مجھے لمحہ بھر کے

لیے دیکھنے کی اجازت بھی

"نہیں دیتی تمھیں--

قیصر اس کے سوال پر

الجھا---

"کون؟؟--"

وہ ہی--- جس کی فکر"

میں گھل رہے ہو--"وہ

تجسس سے پوچھ رہی

تھی اب---

وہ--میرا جگنو ہے--"بےدھڑک"

منہ سے نکلا---

جگنو؟؟--"مقابل الجھ کر-- "

میری بیوی ہے---میں اسے"
جگنو بلاتا ہوں---" قیصر نے
شاید نوٹ نہیں کیا تھا
لیکن جب ٹاپک جگنو پر
ایا تو اس کے لہجے میں
رچی بسی صدا کی بیزاریت
غائب ہوگئ تھی---
قیصر عبدالرحمن یوسف کا
پسندیدہ ٹاپک تھا جگنو---
اوو--- شی مسٹ بی"
لکی---" وہ لڑکی مسکراتے
ہوئے بولی---
کیا بہت خوبصورت"
ہے تمہاری بیوی؟؟ " وہ
تجسس رکھتی تھی
جاننے میں-- کوئی بھی رکھے
گا کیونکہ وہ لڑکا ایسی
جگہ بیٹھ کر اس لڑکی کو
ریجیکٹ کر رہا تھا جہاں
ریجیکٹ نہیں کیا جاتا---
پتہ نہیں--- "
"میں نے کبھی اتنا غور نہیں کیا
وہ لڑکی نہ جانے کیا کیا

سوچے بیٹھی تھی۔۔
کہ وہ تعریف میں نہ جانے
کون کون سے قصیدے پڑنے
والا ہے اپنی بیوی کے
لیکن جواب جو ملا
بالکل توقع کے برعکس تھا۔۔۔
"غور نہیں کیا ؟؟۔۔کیوں؟؟۔۔"
اب اس کا اشتیاق مزید بڑھ
گیا تھا
پتا نہیں ۔۔۔۔" کندھے لاعلمی"
میں اچکائے۔۔۔
اچھا چلو یہ بتاؤ "
جب تم اسے دیکھتے
"ہو تو کیا سوچتے ہو؟؟۔۔
وہ مسکراتے ہوئے پوچھ
رہی تھی۔۔
اس کا کام دل لگانا تھا
اپنے کسٹمر کا۔۔ اب مقابل
باتیں کر کے لگا رہا تھا
تو باتیں کرکے ہی صحیح۔۔۔
مزا اسے بھی آرہا تھا
جاننے میں۔۔ پہلی بار
ایسا اجنبی جو ٹکرایا تھا۔۔۔

یہ ---کے---" خاصہ سوچتے ہوئے"
"کے وہ کب بڑی ہوگی--"
اور بس قیصر کی بات
سننا تھا کہ مقابل بےاختیار
ہی قہقہہ لگا بیٹھی---
وہ مراد متکلم نہیں
سمجھ سکی تھی--
اور سمجھتی بھی کیسے
وہ تھوڑی جانتی تھی
کے اس لڑکے کی بیوی چھ
سال کی بچی ہے---
اس کے تو خیالوں میں بھی
نہیں گزر سکتی تھی یہ بات---
بہت بچوں جیسی "
"حرکتیں کرتی ہے وہ ؟؟
حرکتوں کی کیا بات کہی؟؟ "
وہ ہے ہی بچی --" مقابل فورا
ہی ٹوکتے ہوئے بولا تھا---
"بچی ہے ؟؟--مت کتنی عمر کی"
"چھ سال---"
واٹ؟؟--" مقابل کا حیرت"
سے منہ کھلا تھا---
ہاں--- میں بس یہی"

سوچتا رہتا ہوں کہیں

میں بڈھا نہ ہو جاؤں

"اس کا انتظار کرتے کرتے۔۔

اس 19 سالہ لڑکے کی

فکر مندی بھری بات سن ۔۔

برابر بیٹھی لڑکی بےاختیار

ہی قہقہہ لگا بیٹھی تھی۔۔۔

وہ دونوں مزید باتیں کرتے۔۔۔

اس لال بال والی لڑکی کو

مزہ آرہا تھا۔۔۔

مگر حمزہ آ دھمکا ۔۔ اپنی

شرٹ کو صحیح کرتے ہوئے۔۔۔

"لے تو نے تو شروع بھی نہیں کیا۔۔"

حمزہ منہ بسور کر بول اٹھا۔۔۔

تیرا ہو گیا نا؟"قیصر "

نے گردن ٹیڑھی کر کے

خاصہ بےزاری سے پوچھا۔۔

ہاں" حمزہ فورا ہی فخرانہ"

انداز میں اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔

جیسے نہ جانے کون

سہ مہان کام کر کے آیا ہو۔۔۔

سارا مسئلہ یہیں تو

آ کے شروع ہوتا ہے

گناہ عام ہے نکاح نہیں---

بس ٹھیک یے---چل---" وہ یہ"

کہتے فورا ہی کھڑا ہو گیا تھا---

ابھی وہ باہر کی جانب

ایک دو قدم ہی چلا تھا

کہ پھر کچھ یاد انے پر

اس لڑکی کی جانب مڑا---

ویسے اگر میرا اگلی بار یہاں"

آنا ہوا تو میں اپنے جگنو

کی تصویر ضرور لاؤں گا

تمھیں دکھانے کے لیے---

تاکہ تمہیں پتہ چلے

دنیا کی سب سے خوبصورت

"آنکھیں دکھتی کیسی ہیں--

اتنا کہہ کر وہ مسکراتے

ہوئے اگے چل دیا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر تم آگئے--" بس قیصر"

کا کمرے میں داخل ہونا تھا

کہ وہ مسرت بھرے لہجے میں

کہتی خوشی سے سرشار

ہوکر بیڈ سے اتر کے

اس کی جانب بھاگتے ہوئے

یوں آئی۔۔ کہ جیسے دنیا
کی ساری خوشیاں بس اس
ایک شخص سے وابستہ ہوں
اور وہ صرف اس کی ایک
دیدار سے ہی مل گئی ہوں۔۔۔
وہ بھاگتے ہوئے آ کے
اس کے پاؤں سے لپٹ گئی تھی۔۔
جسے جھک کر۔۔۔
اس نے گود میں اٹھایا
تھا۔۔۔
"سوئی نہیں تم ابھی تک "
اس کے پیشانی کو نرمی سے
چومتے۔۔ہلکی سی برہمی
کے ساتھ استفسار کیا۔۔۔
نہیں ۔۔۔ میں نے سوچا"
اگر میں سو گئی اور تم
ڈر گئے تو۔۔اس لیے میں جاگتی
رہی۔۔۔" اس کی بات سن
قیصر کے چہرے پر
بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔
تمہیں کیسے پتا "
"میں ڈر جاتا ہوں؟؟۔۔
کیونکے تم میرا ہاتھ پکڑے لیتے"

"ہو سوتے وقت۔۔ڈرتے ہو ناں تم؟

اب وہ جیسے تصدیق چاہ

رہی تھی۔۔۔

کیا کہتا ۔۔۔ اچھا لگتا ہے

اس کا ننھا ہاتھ اپنے ہاتھوں

میں دیکھنا۔۔۔

اس کا نرم و ملائم لمس بڑا

سرور دیتا تھا۔۔ مگر یہ بات

وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا

اور نہ ہی وہ ابھی

سمجھ سکتی تھی۔۔۔

ہاں۔۔" مسکراتے"

ہوئے اثبات میں سر ہلاکر

اس کی بات کی تصدیق کی۔۔۔

" دیکھو قیصر۔۔۔چھوٹے بیبیز babies

کی طرح بڑے بیبیز

بھی ڈر جاتے ہیں۔۔۔ تم فکر

مت کرو میں بہت بہادر ہوں۔۔

میں تمہارا ہاتھ پکڑ کے

سویا کروں گی تاکہ تمہیں

"ڈر نہ لگے

" شکریہ پرنسس۔۔۔ اپنا ہاتھ

مجھے پکڑنے کا شرف

دینے کے لیے--" یہ کہتے
اس نے مسکرا کر نایاب کے
ننھے ہاتھ کی پشت اپنے لبوں سے
لگائ---
ایییو---قیصر--تم میں سے"
بدبو آرہی ہے---" نایاب نے
جیسے ہی اپنا سر اس
کے کندھے پر رکھا---
اگلے ہی لمحے اس کی ناک کو
سٹرانگ پرفیوم کی
خوشبو نے ہٹ کیا
وہ فورا ہی سر اٹھا کر برا
سہ منہ بناتے ہوئے بول
اٹھی---
واقعی؟؟-" نایاب کے کہتے"
ہی اس نے
محسوس کیا اور اپنی
شرٹ کو سونگھا--
اس میں سے
سمیل آرہی تھی
شاید اس لڑکی کے پرفیوم کی---
تم حسنہ مامی کے پاس"
سے آ رہے ہو؟؟--" اس کی

شرٹ سے آنے والی خوشبو

بہت حد تک حسنہ کے پرفیوم

جیسی تھی --ملتی جھلتی

سی--- بہت سٹرانگ---

مگر نایاب خوشبو کی وجہ

سے نہیں پوچھ رہی تھی---

اس نے بس ایسے ہی

پوچھ لیا تھا---

نہیں ---اور حسنہ مامی نہیں"

ہے تمھاری--- صرف میری

"گرل فرینڈ ہے---

شمیم انٹی بول رہی تھی"

لڑکا لڑکی کی دوستی

"حرام ہوتی ہے قیصر---

وہ چھوٹی سی پری---

چھوٹی آنکھیں کر

بغور اسے گھورتے ہوئے--

بتارہی تھی---

بتا تو کیا ہی رہی تھی

ایک لمحے کے لیے لگا

جیسے ڈرا رہی ہو---

مگر اب مجھے لگتا ہے "

شمیم انٹی جھوٹ بول

رہی تھی مجھ سے---
ایسا نہیں ہو سکتا
کیونکہ اگر لڑکا لڑکی کی دوستی
گندی بات
"ہوتی تو تم تھوڑی کرتے
بچے آپ کی باتوں سے
کہیں زیادہ آپ کے اعمال
کو کیچ کرتے ہیں--
اور یہی نایاب کر رہی
تھی---
بچہ جس پر آنکھیں
بند کر کے اعتبار کرتا ہو
اس کے نزدیک وہ شخص
غلط نہیں ہو سکتا ہاں
البتہ---باقی
پوری دنیا جھوٹی ہو سکتی
ہے --
اگر آپ کو بچے سے کوئی
اپنی بات منوانی ہے
تو پہلے اس پر خود عمل
کرنا پڑے گا پھر بچے سے
کہیں ورنہ وہ کبھی بھی
اس پر عمل نہیں کرے گا---

کوئی اور کہتا تو اس
ڈھیٹ لڑکے پر ذرا فرقؔ
نہیں پڑنا تھا۔۔مگر سامنے
اس کا جگنو تھا۔۔۔
شرمندہ نہیں ہوا تھا وہ
جب کہ ہونے کا مقام
ضرور تھا۔۔۔
وہ بس سمجھ نہیں پایا
ایسی کیا دلیل دے کہ
اس کا دوستی کرنا جائز قرار
پائے اور مقابل کا حرام
کیونکہ وہ بالکل نہیں چاہتا
تھا کہ نایاب اسکول کالج
یونیورسٹی میں لڑکوں
کو دوست بنائے۔۔
شمیم انٹی نے جھوٹ "
نہیں کہا آپ سے۔۔۔
ہم بڑوں کے ساتھ
مسئلے ہوتے ہیں۔۔ ہم سے
برائیاں چھوڑی نہیں جاتیں۔۔
جبکہ ہمیں پتہ ہوتا ہے
وہ برائی ہے۔۔
عادت ہوتی ہے ناں۔۔۔

اور عادت اتنی اسانی سے
نہیں چھوٹتی کیونکہ
جب ہم چھوٹے تھے ہمیں
تو کسی نے سمجھا ہی
نہیں اچھے اور برے کا ۔۔
مگر آپ کے ساتھ ایسا
معاملہ نہیں ہے۔۔۔
انٹی آپ کو پہلے سے ہی
سمجھا رہی ہیں تاکے آپ
کو عادت نہ پڑے نہ ہی بعد
میں آپ کو برائیوں کی
لت لگے اور پھر مشکل
ہو چھوڑنے میں۔۔۔"
اپنی طرف سے اس نے
سو فیصد قائل کرنے کی
کوشش کی۔۔۔
❤️❤️❤️❤️❤️
کہ وہ تو ہے ہی برا
مگر اسے بچا رہا ہے
برائیوں کی طرف جانے
سے۔۔۔
"تو حسنہ برائی یے"
جو آپ سے چھوڑی نہیں

جا رہی؟؟۔۔" دنیا جہاں کی
معصومیت چہرے پر سجائے
وہ استفسار کرنے لگی۔۔۔
قیصر اس کا سوال
سن ایک دو لمحوں کے لیے
لاجواب ہوا۔۔۔اور پھر
بےاختیار مسکرا دیا۔۔۔
مانا بات کانوں کو سننے
میں اچھی نہیں لگ رہی
تھی مگر حقیقت یہی تھی۔۔۔
پہلے میں نہا لوں ۔۔ "
"پھر آرام سے باتیں کریں گے۔۔
اسے اس ٹاپک سے
پیچھے چھڑانا ہی بہتر
لگا تھا اب۔۔۔
اوکے۔۔" نایاب کے مسکرا"
کر کہتے ہی ۔۔۔اس نے ننھی
پری کو فورا ہی گود سے اتار
کر بیڈ پر بٹھایا اور خود کپڑے
الماری سے نکال کر ڈریسنگ کی
جانب بڑھا تاکہ وہاں
پر اپنی پاکٹ سے نکال کر
سامان رکھے۔۔

جب تک موبائل ہی دے دو "

اپنا--"وہ ننھی کلی فورا ہی منتی

لہجے میں بولی تھی---

لو- مگر صرف پانچ منٹ"

کے لیے جب تک میں نہا کر

نہیں آجاتا -جب میں نہا کر

اؤں گا تو سوئیں گے ہم---

مجھے صبح اٹھنا ہے

کالج جانے کے لیے اور

تمھیں اسکول بھی لے کے

جانا ہے"

اس نے آنکھیں دکھا کر

ایک ایک لفظ جتا کر ادا کیا

تاکہ اسے پہلے سے ہی پتہ

ہو کہ صرف پانچ منٹ ہیں

اس کے پاس--- بعد میں وہ

رو دھو کر نہ دیکھائے---

اس کی پانچ منٹ والی وارننگ

کو ان سنی کرتی وہ سیل

لے کر فورا ہی کمبل کے اندر

دبک گئی تھی---

صحیح ایک گھنٹے بعد---

جب قیصر نہا کر نکلا---

تو نایاب فورا ہی کمبل سے منہ
نکال کر بولی۔۔۔"تم نے جھوٹ
بولا تھا ناں مجھ سے؟؟
"تم گندے بچے ہو قیصر
وہ کسی اماں کی
طرح ڈپٹ بھرے لہجے
میں گھورتے ہوئے بول
رہی تھی۔۔۔
"بیڈ بوائے تو میں ہوں۔۔ "
خاصہ فخرانہ انداز میں۔۔۔
ساتھ ہی وہ سفید
ٹاول سے اپنے بال سکھا
رہا تھا۔۔" مگر جھوٹ کیا
بولا میں نے؟؟"ایک ابرو
اچکاکر تجسس سے
پوچھا ۔۔
"کے تم حسنہ سے نہیں ملے۔۔۔"
میں جھوٹ کیوں"
بولوں گا تم سے؟؟۔۔میں
واقعی نہیں ملا۔۔۔" ایک لمحے
کے لیے اسے محسوس ہوا
جیسے اس کی بیوی
بڑی ہو گئی ہو اور اسے

صفائیاں دینی پڑ رہی

ہیں اپنی---

قیصر تم ملے ہو--ورنہ"

"اتنی دیر نہیں نہاتے--

بس نایاب

کا جملہ سننا تھا کہ

قیصر کے ہاتھ

جو گھنے سلکی بالوں میں)

ٹاول کو رگڑ رہے تھے) اپنی

جگہ منجمد ہوئے

مارے شاکڈ کے---

کی--کیا مطلب اتنی دیر--"

"میں ایسے ہی نہاتا ہوں

وہ بھرم سے بولا

جبکہ جانتا تھا جھوٹ ہے---

وہ مرد تھا کلب میں

ٹینشن میں تھا اس لیے

کوئی خاص اہمیت نہ دی

اس لڑکی کو---مگر گھر آ کر

کولڈ شاور کا لمبا ہاتھ لینے

پر مجبور ہوگیا تھا وہ---

جیسے حسنہ سے ملنے کے

بعد ہوجاتا ہے ہمیشہ ---

نہیں۔۔جب تم حسنہ سے"
مل کر آتے ہو صرف تب اتنا
لمبا نہاتے ہو" اور اس لمحے
قیصر ششدر رہ گیا۔۔
اس نے کبھی نہیں
سوچا تھا کہ ایک
چھ سالہ بچی اس
بات کو بھی نوٹ کر رہی
ہے کہ وہ عام دنوں میں
کتنی ٹائمنگ لیتا ہے
نہانے میں اور اپنی گرل
فرینڈ سے مل کر آنے
کے بعد کتنی لیتا ہے۔۔۔
وہ جب بھی واپس
آتا تھا نایاب اس سے
اکثر باتوں میں پوچھ
لیا کرتی تھی کے وہ حسنہ
سے مل کر آیا ہے
اور وہ ہاں
کر دیتا تھا جب بھی مل
کر آتا تھا۔ وہ کبھی چھپانے
کا عادی نہیں تھا۔۔ لیکن
آج اسے پہلی بار احساس

ہو رہا تھا کہ نایاب کچھ
اور نوٹ کر رہی تھی---
قیصر انیس سال کا ایک جوان
لڑکا تھا--جوانی سے بھرپور ---
ایسے میں اس طرح کے
معاملات ہونا یہ بالکل
عام سی بات ہے --مگر عجیب
بات یہاں شروع ہوئی کہ
اس کی چھ سالہ بیوی
ان سب کو نوٹ کر رہی تھی--
کیسے؟؟---
ایک چھ سال کا بچہ
کبھی یہ بات نوٹ نہیں
کر سکتا --کبھی بھی نہیں ---
اگر اس نے یہ بات نوٹ
کی تھی تو اس کا مطلب
صاف تھا کہ وہ بھلے ہی
عمر میں چھ سال کی ہے
مگر اس کا دماغ چھ سال
کا نہیں ہے اس کے دماغ
کی عمر زیادہ ہے-- اس کا
ائی کیو لیول زیادہ ہے---
اس دن وہ میرے "

گیم کا راؤنڈ تم نے پار کیا

تھا نا؟؟۔" قیصر

اب اس کے ننھے سے وجود

پر نگاہیں ٹکائے

بڑے تجسس سے

پوچھ رہا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ تم نے ہی کہا تھا"

تم میری چوٹی تب باندھو

گے جب وہ پار ہوگا

"تبھی میں نے پار کیا۔۔۔

جواب توقع کے عین

مطابق آیا تھا لیکن اس

کے باوجود وہ بہت حیرانگی

کہ عالم میں تھا۔۔۔

"وہ بھی صرف پانچ منٹ میں؟؟"

وہ بھولا نہیں تھا صرف

پانچ منٹ ہی تو لگے تھے

اسے واش روم سے آنا جانا

کرنے میں اور اتنی دیر میں

گیم پار ہو چکا تھا۔۔۔

پانچ منٹ نہیں۔۔۔ "

دو منٹ اور 42 سیکنڈ لگے تھے۔۔

"ٹائم شو ہو رہا تھا اسکرین پر۔۔۔

قیصر کی آنکھیں مارے شاکڈ
و حیرت و بے یقینی سے
پھٹنے کو تھیں---
وہ ہائی لیول جو کوئی پار
نہیں کر پاتا تھا ---اسے
صرف ایک چھ سالہ بچی نے
دو منٹ اور 42 سیکنڈ میں
پار کیا تھا یہ ہائی ریکارڈ تھا---
ورلڈ ہائی ریکارڈ---
تم تو جینیس ہو یار---" یہ "
تعریفی جملا اس کے منہ سے
بےساختہ ہی نکل گیا تھا--
اور تم جھوٹے---" ننھا سہ"
منہ خفگی سے پھولاتے---وہ
دوبدو بولی---جس پر مقابل
مسکرا دیا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
بارش---واو---" وہ سو رہی تھی--"
کمرے میں فل اے-سی اون
تھا--- بارش کی تیز بوندیں
کھڑکی پر پڑ کر نیچے کی
جانب ڈھل رہی تھیں---
نایاب نے جیسے ہی بارش

دیکھی وہ فورا ہی
ایکسائٹڈ ہو کر بیڈ
سے اترنے لگی---
ابھی وہ اتر پاتی
اس سے پہلے ہی اس کا
ننھا ہاتھ جکڑا گیا مضبوط
پکڑ میں---
قیصر---چھوڑو---مجھے بارش"
میں نہانے جانا ہے---" ایک ماں
بہت چوکنہ ہو کر سوتی ہے--
ذرا سی آہٹ ہوئی اور اس کی
آنکھ کھلی کہ کہیں اس کے
بچے کو تو کچھ نہیں ہو گیا
بالکل وہی حالت قیصر کی تھی
وہ بھی بہت چوکنہ ہو کر
سونے لگا تھا اب--
وہ غفلت بھری نیندیں
تو اب جیسے ختم ہی گئی تھیں
اس کی----
وہ ایک فکر مندی والی
زندگی جیتا تھا نایاب
کے ساتھ اور مزے کی
بات یہ تھی پھر بھی

خوش رہتا تھا---

چپ چاپ سو واپس--"

جب میں نیچے جاؤں

گا نا تب جانا--" یہ کہ کر

اس نے ہاتھ تیزی سے

کھینچا- جس کے سبب

وہ ننھی پری از خود ہی

اس کی جانب کھینچی

چلی ائی---

اس نے نایاب کو سینے سے لگانا

چاہا--مگر مقابل پھرتی سے

اپنی کمر موڑ گئ ناراضگی

ظاہر کرنے کی نیت سے---

مگر کسے پرواہ تھی

وہ تو نیند میں تھا---

قیصر جب تک تم"

اٹھو گے بارش ختم ہو

جائے گی پلیز مجھے

نہانا ہے--" وہ روندی آواز

میں بولی---

مگر مقابل اس کی بات

کو مکمل ان سنا کر

اس کے ننھے وجود

پر اچھی طرح کمبل

ڈال ۔۔ ساتھ ہی پیچھے سے

اس کے ننھے سے سراپے

کو باہوں کے حصار

میں جکڑ کر آنکھیں

موند چکا تھا۔۔۔

مجھے واش روم جانا"

ہے۔۔۔" اس نے اعلانیہ

کہا مگر مقابل نے پھر

بھی نہ سنا۔۔۔

مجھے واش روم"

جانا ہے قیصر۔۔تم کیا چاہتے

ہو کیا میں یہیں کردوں گندے

بچوں کی طرح۔۔۔ہاں تم یہی

"چاہتے ہو ۔۔ہے ناں

واش روم کا سن

قیصر کو نہ چاہتے ہوئے

بھی زبردستی اپنی

آنکھیں کھولنی پڑی تھیں۔۔۔

جاو۔۔۔" مقابل نے اسے"

اپنے باہوں کے حصار

سے آزاد کیا تو فورا ہی

خوش ہو کر ۔۔۔مسکراتی

ہوئی بیڈ سے اتر کر

واش روم کی جانب بھاگی---

ننھی سی چالاکی یہی

تھی کہ واش روم سے چھپکے

سے نکل کر وہ باہر کی جانب

بھاگ جائے--- قیصر تو سو رہا ہے

اسے تو پتہ بھی نہیں چلے گا---

مگر سارے ارمان ٹھنڈے

ہوئے جب واش روم سے

باہر نکلتے ہی قیصر کو

دروازے پہ کھڑا پایا---

قیصر" قیصر کو دیکھتے"

ہی اس کا خوشی سے چھلکتا

چہرہ اور جگنو کی طرح

جگمگاتی آنکھیں بالکل ماند پڑ

گئیں تھیں---

"چھوٹی چلاکو ماسی--"

وہ اس کی بھوری آنکھوں کے

اندر جھلکتی ہوئی

شرارتوں کے رنگ کو بغور

دیکھ رہا تھا---ساتھ ہی

نیچے جھک کر اس کی ناک

کو پکڑ کر مسکراتے ہوئے

گویا ہوا---

چلو--" اگلے ہی پل"

اس نے اپنے چھوٹے سے

جگنو کو گود میں اٹھا لیا

تھا---

"قیصر---مجھے نہانا ہے--"

وہ پھر بولی--اور

اس بار اپنے خوبصورت سے

ننھے سے چہرے کو بالکل

مرجھائے پھول کی طرح

لٹکا لیا تھا---

❤️❤️❤️❤️❤️

اور وہ لاڈلی تھی جناب---

لاڈلی ماں باپ بھائی بہن یا

دادا دادی کی نہیں اپنے قیصر کی---

وہ تو اتنی لاڈلی تھی کہ

اسے ضرورت نہیں تھی دو تین

آنسو بہا کر دکھانے کی اپنی بات

منوانے کے لیے---اس کا تو

صرف منہ لٹکا لینا ہی

کافی تھا اپنے شوہر کے سامنے ---

" پوری رات تم اے سی

میں سوئی ہو اور اب تم

صبح صبح بارش میں نہاؤ گی
تو تمہیں تو ٹھنڈ لگے گی ہی
لگے گی پھر میں کیا کروں گا
"اگر تم بیمار پڑ گئیں تو---
قیصر اپنی طرف سے
اسے سمجھانے کی کوشش
کر رہا تھا کہ وہ نہ نہائے
لیکن اس نے کب سننا تھا --
اور بچے کب کسی کی
سنا کرتے ہیں---
اگر تم بیمار پڑی ناں "
تو دیکھ لینا نایاب ---سب سے
زیادہ کڑی والی دوائیاں کھلاؤں
گا تمھیں میں اور ساتھ
ساتھ ڈاکٹر سے بھی
کہوں گا کہ اسے بڑا والا
"انجکشن لگائیں---
وہ کوئی بات نہیں کر
رہی تھی --وہ صرف منہ
لٹکا کر بیٹھ گئ تھی--- مقابل
آخری کوشش کر رہا تھا
اسے دھمکا کر نہانے کے
ارادے سے پیچھے ہٹانے

کی مگر وہ پھر بھی نہ مانی---

تو مجبور ہوا اسے

باہر گارڈن میں لے جانے پر---

"قیصر نیچے تو اتارو۔ "

سر پہ پیلے رنگ کی چھتری

اور گود میں

نایاب کو لیے وہ ایک

سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تھا

اور بارش کو مسلسل گرتے

ہوئے دیکھ رہا تھا ---

کافی تیز بارش ہو رہی تھی

دھواں دار۔

گارڈن کی ہریالی پر گرتی ہوئی

وہ کافی خوبصورت منظر

پیش کر رہی تھی---

جب وہ نہانے ہی نہیں

دے رہا حتی کہ پاؤں تک

گیلے نہیں کرنے دے رہا

بارش میں تو پھر کیا

فائدہ رہ گیا اتنی ضد کر

کے نیچے آنے کا---

نایاب فورا ہی منہ

بسور کر بولی---

نہیں --بس یہیں سے"
دیکھو--- میں نے ایک
تمہاری مانی ناں
"اب تم میری ایک مانو
پر میں نہانے کے لیے "
ائی تھی" وہ تیزی سے
احتجاجا بولی---
اتنا ہی نہانے کا شوق "
ہے نا تو باتھ روم میں
چار لاکھ کا مصنوعی بارش
کے لیے شاور لگایا ہوا ہے
"میں نے اس میں نہا لیا کرو----
قیصر فورا ہی ڈپٹ والے
لہجے میں سختی سے
جواب دہ ہوا---
جس پر وہ ننھی پری
اس کا چہرہ دیکھ
تیزی سے کڑتے ہوئے بولی
"قیصر کتنا ہینڈسم ہے--"
وہ تو میں ہوں---" اسے"
کڑتا دیکھ---مقابل
مسکراتے ہوئے کہتا--
اس کی پیشانی کو

نرمی سے چوم گیا

تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" پلیز آ جاؤ نا یار

بس ایک گھنٹے کی تو

بات ہے ۔۔۔میں زیادہ ٹائم

نہیں لوں گی۔۔ آپی نہیں

ہیں ورنہ میں ان کے

ساتھ چلی جاتی۔۔ پلیز

قیصر ڈارلنگ۔۔ بس تھوڑا

"سہ سامان لینا ہے۔۔پلیز۔۔۔

قیصر نایاب کو اسکول

چھوڑنے کے بعد کالج جانے

کے بجائے اپنا کچھ ضروری سامان

لیتا پھر رہا تھا پارٹی کے حوالے

سے۔۔ ابھی اس کی شاپنگ

پوری نہیں ہوئی تھی

کہ حسنہ کا کال آگیا۔۔۔

حسنہ کا کال دیکھ۔۔

اس نے شاپ سے باہر نکل

کر اس سے بات کی۔۔۔

وہ تو سپاٹ سے لہجے

میں انکار کر چکا تھا

مگر حسنہ منتیں کرنے
پر اتر آئی تو وہ مجبور ہوا
اس کے ساتھ تھوڑی دیر
شاپنگ پر جانے کے لیے---
وہ گاڑی میں آ کر بیٹھا--
اور گاڑی سٹارٹ کی---
تیزی سے بھگاتا وہ حسنہ
کے گھر پہنچا تھا---
دروازہ حسنہ کے چوکیدار
نے کھولا اور ویلکم کرنے حسنہ
کی والدہ خود ائیں تھیں
آخر وہ قیصر عبدالرحمان
یوسف تھا کوئی عام لڑکا تھوڑی
مگر ان کے لاکھ کہنے پر بھی
وہ اندر نہیں گیا ---
حسنہ میں بتا دوں --- "
صرف ایک گھنٹہ ہے تمہارے
پاس اگر ایک گھنٹے سے
ایک منٹ بھی زیادہ ہو نا
تو میں وہی مال میں تمہیں
چھوڑ کر آ جاؤں گا---"قیصر
نے اسے گھر سے باہر نکلتا دیکھتے
ہی--وارن کیا--- جس پر وہ

مسکراتی ہوئی اثبات میں
سر ہلانے لگی---
گاڑی میں بیٹھتے ہی
اس کی نگاہ اچانک ہی پیچھے
کی جانب گئی ---پیچھے لال
و پیلے رنگ کے تار
بکھرے ہوئے تھے-- وہ الجھی--
"یہ تار کیسے ؟؟"
زید کے ہیں-- وہ نیا گھر "
بنوا رہا ہے تو وہاں وائرنگ
"کرانے کے لیے منگائیں اس نے--
قیصر لاپرواہی سے جواب دہ ہوا---
جس پر حسنہ نے
زیادہ سوچا بھی نہیں---
وہ مال پہنچے تو حسنہ نے
شاپنگ شروع کر دی جلدی
جلدی کیونکہ وہ جانتی تھی
اگر قیصر کہہ رہا ہے کہ
وہ ایک گھنٹے بعد اسے
چھوڑ کر چلا جائے گا
تو وہ واقعی چھوڑ کر چلا
جائے گا ---وہ کتنا اکھڑ مزاج بندہ
ہے--- وہ باخوبی جانتی تھی---

اس نے اپنی بھانجی کے
لیے کریم اور پاؤڈر وغیرہ لیے۔۔
تو قیصر ان پروڈکٹس کو
بغور دیکھنے لگا۔۔۔
وہ بچی ہے ناں۔۔۔پھر اس "
کے لیے یہ کریم وغیرہ۔۔
اس کی جلد خراب نہیں
ہو جائے گی" پوری شاپنگ
کے دوران یہ پہلی چیز
تھی جس میں قیصر
نے اپنا انٹرسٹ شو کیا
تھا اور حسنہ جانتی تھی
وجہ جگنو تھی ورنہ وہ
کبھی اس میں بھی
انٹرسٹ نہ لیتا۔۔۔
نہیں۔۔۔ لڑکیوں کی"
جلد بہت نازک ہوتی ہے
دھوپ مٹی پولیوشن
بہت جلدی ایفیکٹ کر جاتا
ہے ان کی اسکن پر۔۔۔
گھر سے باہر نکلنے
سے پہلے انہیں کریم پاؤڈر
لگا دیا جائے تو ان کی جلد ان

سب چیزوں سے بچ جاتی
ہے --- ورنہ جلد کالی پڑنا
شروع ہوجاتی ہے--- اور تم
تو جانتے ہو آج کل کی
لڑکیوں کو تو وائٹنس کا
کریز ہے--- اس لیے میں تو
اپنی بھانجی کی جلد کا شروع
"سے ہی خیال رکھ رہی ہوں---
حسنہ کی بات سن---قیصر
کچھ لمحے سوچ میں پڑا---
اور پھر اس نے بھی
اسی پروڈکٹ کی کریم اور
پاؤڈر اٹھا کر ٹرالی میں
ڈال لیا---
"یہ جگنو کے لیے ہے ناں؟؟"
حسنہ نے فورا ہی سوال کیا---
جبکہ جواب علم تھا---
"ظاہر سی بات ہے-- "
وہ یہ کہتا ہوا مزید
وہاں پر رکھے پروڈکٹس
دیکھنے لگا تھا نایاب کے لیے---
تم جگنو سے بہت محبت"
کرتے ہو ناں؟؟" حسنہ نے اس

کی بات سن۔۔۔مسکراتے ہوئے

پوچھا۔۔۔

بالکل۔۔۔وہ میرا جگنو ہے"

میں اس سے محبت

نہیں کروں گا تو کون

کرے گا۔۔۔" چاہتا تو

صرف یہ کہتا کہ ہاں

محبت ہے اور بات ختم

ہو جاتی۔۔۔ مگر نہیں

اس نے پہلے کہا کہ

وہ میرا جگنو ہے ۔۔

یعنی اتھارٹی

ظاہر کی۔۔۔کے اسی کی ہے۔۔۔

آپ نے اکثر ماؤں کو دیکھا

ہوگا وہ یہی کہتی نظر آتی ہیں

میرا بچہ ہے۔۔ وہ کتنی بھی

تکلیف میں ہوں خود اور بچہ رو

رہا ہے اس کو فیڈ کرانا ہے

یا اس کا کوئی اور کام کرنا

ہے تو وہ اپنی تکلیف کو

سائیڈ میں رکھ کر فورا

اٹھ کر کہتی ہے میرا ہی بچہ ہے

میں نہیں کروں گی تو

کون کرے گا۔ وہ جو اتھارٹی

* ہوتی ہے کہ* میرا ہے

وہ جو محبت ہوتی ہے

کہ *میرا ہے * مجھے ہی کرنا ہے

بالکل ایسی ہی فیلنگس

اور اتھارٹی قیصر کے

جملوں میں تھی۔۔۔

پوری دنیا جانتی ہے

ایک بچے کو اس کی

ماں سے زیادہ کوئی

نہیں چاہ سکتا۔۔۔

مگر قیصر اکیلا ماں

تو نہیں تھا وہ تو بیک وقت

باپ بھی تھا بیک وقت

بھائی بھی تھا بیک وقت

دوست بھی تھا اور بیک وقت

شوہر بھی تھا اور جب وہ اتنے

سارے رشتے ایک ساتھ

نبھا رہا تھا تو اس کی

محبت کا عالم نایاب کے لیے

ایک الگ ہی لیول پر پہنچ چکا

تھا۔۔۔مگر اسے خود کب خبر

تھی۔۔۔

اگر کہاں جائے اپنی
ہی فیلنگس کی گہرائیوں
سے انجان تھا
وہ... تو غلط نہ ہوگا...
اگر اس نے کہا تھا کہ
وہ نہیں جانتا کہ نایاب
خوبصورت ہے تو وہ
غلط نہیں تھا... جب ہم کسی
سے حد سے زیادہ محبت
کرنے لگتے ہیں نا تو پھر اس
کا چہرہ ہماری
آنکھوں میں نہیں سماتا ...
ہم چاہے کتنی ہی کوشش
کرتے رہیں اس کا چہرہ
دیکھ کر ہماری انکھیں
نہیں بھرتیں-کے
وہ مسکراتا بھی ہے تو ہمیں
لگتا ہے کہ کچھ نیا ہو گیا ...
جواب میں حسنہ پھر
مسکرا دی...
قیصر وہاں بھی چلتے ہیں "
وہاں بھی کچھ کپڑے ہیں
مجھے ذرا بارہ سال کی

"بچی کے لیے کپڑے لینے ہیں۔۔
کیوں؟؟۔۔۔ تمہارے گھر"
"میں کون آگیا 12 سال کا؟؟
قیصر فورا ہی پوچھ اٹھا۔۔۔
اہ۔۔مت پوچھو یار۔۔۔" اس کا"
سوال سنتے ہی حسنہ
نے فورا ہی سر نفی میں
جھٹکتے ہوئے گہرا سانس لیا
جیسے وہ یہ بات بھی نہ
کرنا چاہتی ہو۔۔۔
تم یقین نہیں کرو گے۔۔ "
ہمارا ڈرائیور اپنے جوان بیٹے
کے لیے جو 20 سال کا ہوگا
سال کی لڑکی شادی کرا کے 12
لے آیا ہے گاؤں سے۔
۔۔۔افففف۔۔۔
جاہل کہیں کے۔۔۔ اتنا غصہ
"آرہا ہے مجھے ان پر۔۔
حسنہ فورا ہی کڑوے سے
منہ بناتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔
جبکے قیصر کو ایک لمحے
لے لیے چپ لگی تھی۔۔۔
جاہل کی کیا بات ہے۔۔ "

اسلام میں اجازت ہے

بڑی عمر کا لڑکا چھوٹی

عمر کی لڑکی سے شادی

کر سکتا ہے۔۔"قیصر کچھ لمحے

کی خاموشی کے بعد

گمبھیر لہجے میں بولا۔۔

او۔۔پلیز۔۔ تم تو کم از کم"

اس کا ساتھ مت دو۔۔ میں

تو سوچ رہی ہوں مفتی

صاحب سے جا کے خود

"پوچھوں اس معاملے کے مطابق ۔۔

مفتی صاحب سے کیوں؟؟۔"

جب شادی ہو گئی تو

"مفتی صاحب کیا کریں گے؟؟۔

قیصر تیزی سے بول پڑا۔۔

پتہ نہیں یہ تو مفتی "

صاحب سے بات کر کے

ہی پتہ چلے گا ناں مجھے

لیکن میں کوئی

طریقہ ڈھونڈ رہی

ہوں جس سے ان کے

درمیان کا نکاح منسوخ ہو جائے

اور میں اس بچی کو

آزاد کرا سکوں--- یار وہ

"بہت چھوٹی ہے قیصر---

حسنہ کی بات سن -وہ لمحہ بھر

میں سرخ پڑا---

تم ہوتی کون ہو ان دونوں "

کے درمیان کا نکاح منسوخ

"کرانے کا طریقہ ڈھونڈنے والی؟؟---

قیصر کو خود بھی اندازہ

نہیں ہوا تھا کہ کس قدر

بلند ہو گئی تھی اس کی

آواز یہ جملے ادا کرتے ہوئے---

وہ بھپر آیا تھا---

قیصر آواز اہستہ کرو"

لوگ دیکھ رہے ہیں ہمیں--

تم تو مجھ سے ایسے لڑ رہے

ہو جیسے میں تمہارا نکاح

منسوخ کرانے کی بات

کررہی ہوں ---" حسنہ کے

ٹوکتے ہی قیصر نے ڈھیروں

ڈھیر غصہ اپنے اندر

ضبط کیا اپنی دونوں

مٹھیاں مضبوطی سے

بھینچتے ہوئے---

کہاں جارہے ہو؟؟۔۔قیصر۔۔"

رکو۔۔میں بھی آرہی ہوں۔۔

قیصر۔۔" وہ غصے میں

اسے وہیں چھوڑ کے چل

دیا تھا۔۔۔ حسنہ پیچھے سے

آوازیں دیتی۔۔ تیزی

سے اپنی ٹرالی چھوڑ کر

اس کے پیچھے صدائیں دیتی

آ رہی تھی۔۔مگر وہ نہ رکا۔۔۔

"حد ہوگئ یہ تو۔۔۔"

حسنہ کو یقین نہ آیا

وہ واقعی اسے چھوڑ کر

چلا گیا ہے۔۔۔مگر کیوں؟؟۔۔۔

❤️❤️❤️

قیصر کو لگا اس کا سر

پھٹ جائے گا۔۔ کیا واقعی

ان کے نکاح کے منسوخ

ہونے کی صورتیں ہو

سکتی ہیں ؟؟۔۔۔

کیا واقعی ایسا ممکن تھا

کہ نایاب بڑے ہونے کے بعد

یا ابھی چاہے تو نکاح

منسوخ کروا سکتی ہے؟؟؟۔۔۔

لیکن پھر اگلے ہی لمحے

وہ اپنے آپ کو خود یہ

کہہ کر دلاسہ دینے لگا

کہ وہ صرف حسنہ بول رہی

تھی وہ بیوقوف لڑکی کیا

جانے کہ واقعی ایسا کچھ

ہے بھی یا نہیں--- اس کے بولنے

سے تھوڑی نکاح منسوخ

ہونے لگے---

مگر دماغ نے فورا کہا---

چلو ابھی نہ ہو --کیونکہ نایاب

نابالغ ہے لیکن اگر آگے جا کر

ہوا تو ؟؟---

بالغ ہونے کے بعد نایاب

کو اگر شریعت کی جانب

سے یہ اختیار ملا کے وہ

چاہے تو قیصر کے ساتھ رہے

اور چاہے تو نہ رہے--

تو پھر وہ کیا کر لے گا؟؟؟---

ایک خوبصورت لڑکی

اپنے سے عمر میں تگنے

آدمی کے ساتھ کیوں

رہنا چاہے گی بھلا؟؟---

وہ بھی تب۔۔ جب وہ ایک

اربوں پتی نانا کی

نواسی ہے۔۔۔

مانا آج عبدالرحمان

صاحب اسے اپنا نہیں

رہے لیکن کل کو

انہیں کچھ ہوتا ہے

تو ساری جائیداد نے

اٹومیٹکلی نایاب کی

جھولی میں ہی

آکر گرنا ہے۔۔۔

قیصر کو اپنے ارد گرد ہوا

تنگ ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔ جبکے

گاڑی میں فل اے-سی چل رہا

تھا اس نے فورا ہی کھڑکی

کھولی تاکہ ہوا ائے

لیکن شیشہ کھلنے کے

باوجود بھی اسے ہوا

محسوس نہیں ہوئی۔۔۔

اس کا وجود پسینہ

پسینہ ہونے لگا تھا۔۔۔

ہاتھوں میں بھی

سٹیرنگ کو پکڑے پکڑے

پسینہ آرہا تھا---

وہ نہیں سمجھ پایا

اس کی یہ حالت کیوں

تھی غم سے غصے سے

یا اسے کھو دینے کے ڈر سے---

قیصر کو محسوس ہوا

وہ مزید اب گاڑی ڈرائیو

نہیں کر سکتا--- ورنہ

وہ کسی نہ کسی حادثے

کا شکار ہو جائے گا---

اس لیے اس نے گاڑی

فورا ہی سائیڈ میں روکی---

قیصر نے ٹیشو باکس سے

ٹیشو نکال کر فورا ہی

اپنے پسینے صاف کیے

اور پھر پینٹ کی جیب سے

سیل نکال کر زید کو کال

ملائی---

کال ریسیو ہوتے ہی

"ہیلو---"

جبکے قیصر کی جانب سے

گالی--)---پھر (گالی)---پھر(موٹی)

(گالی)---پھر (گالی

کیا ہوگیا ؟؟۔۔ اب اتنی"
بھی لعنتی والی شکل نہیں ہے
میری کہ تو مجھے فون اٹھاتے
ہی گندی گندی گالیوں سے
نوازنا شروع کر دے۔۔۔۔" زید
اس لمحے اپنے آفس میں
بیٹھا ہوا تھا فائل کھولے۔۔
چائے کا کپ مزے سے اٹھاتے
ہوئے ابھی اس نے لبوں سے
لگایا ہی تھا کہ قیصر کی
کال آئی۔۔ اس نے فورا ریسیو
کر لی تھی مگر کب پتہ تھا
کہ چائے کا ایک گھونٹ بھی
نہ پی سکے گا کہ ایک
کے بعد ایک موٹی گالی کھانے کو
مل جائے گی۔۔۔
زید کے بچے "
اگر تو نہیں چاہتا نا کہ میں
تیرا بھری جوانی میں قتل کروں
اور تیری بیوی تیری
شکل دیکھنے سے پہلے ہی
بیوہ ہو جائے تو ابھی کے ابھی جا
اور کسی مفتی صاحب

سے میرے اور نایاب کے
نکاح کے متعلق فتوی لے۔۔۔
وہ بھی پوری صورتحال
بتاکے ڈیٹیل کے ساتھ۔۔ بلکہ
میں تیری طرف ہی آ رہا ہوں
تو آفس سے نکل ۔۔
ہم ساتھ چلیں گے۔۔۔ اور میں
بنارہا ہوں تجھے پہلے سے
ہی اگر ایک بھی
صورت نکلی ناں نایاب اور
میرے نکاح کے منسوخ ہونے
کی تو ۔۔"اور وہ
یہ کہ کر رکا۔۔۔
تو کیا؟؟۔۔" مقابل ڈر کر۔۔۔"
گلے میں تھوک نگلتے۔۔۔
تو جانی تیری قبر پہ پھول"
رکھتے وقت مجھے بہت
افسوس ہوگا کہ تجھے تو
"نکاح بھی نصیب نہ ہوا
قیصر نے نرم مگر سخت وارننگ
آمیز لہجے کہتے ہوئے کال
ڈس کنیکٹ کی۔۔۔ جبکہ ذید
نے اپنی پیشانی پر آتا

پسینہ صاف کیا تھا۔

اب وہ بس دعا ہی کر

سکتا تھا کے ایسی کوئی

صورت نہ نکلے ورنہ

قیصر نے اسے بھری

جوانی میں دنیا سے

اٹھا دینا ہے---

❤️جاری_ہے#

وہ زید کے آفس کے باہر پہنچا

ہی تھا کہ اس کا سیل رنگ ہوا---

کال حمزہ کی تھی اس

لیے اس نے فورا ہی ریسیو کی---

وہ الگ بات ہے دماغ ابھی

ٹھیک طرح کام نہیں کر رہا

تھا اس کا---

ہیلو---" اسے پہلے ہی"

بہت شدید گرمی لگ رہی

تھی اور اس کے بعد

جب وہ اے سی والی

گاڑی سے باہر نکلا تو

مزید گرمی کا احساس

بڑھا--- لگا جیسے تندور

میں کھڑا ہو---

"ہیلو۔۔۔ کیسا ہے؟؟۔۔"
حمزہ نے خاصہ
مسرت بھرے لہجے میں
استفسار کیا۔۔
کیوں ؟۔۔دو دن میں "
کیا سنگ نکل آئیں گے میرے
سر پر۔۔ ظاہر سی بات ہے
جیسا چھوڑا ہے ویسا
"ہی ہوں گا نا کام کی بات بول۔۔
ایک تو گرمی اوپر سے
دماغ میں برپا طوفان۔۔۔
وہ تو پہلے ہی آدم بیزار
بندہ تھا۔۔۔ اب تو حالت
یہ تھی کہ بات بھی کرو
تو کاٹے۔۔۔
اچھا اچھا۔۔۔ ویسے "
داد دینی پڑے گی حسنہ
کی جو تجھ جیسے
ٹمپریچر والے آدمی کو
سنبھالتی ہے ورنہ
مجھ سے تو، تو ایک
"منٹ بھی ہینڈل نہ ہو
حمزہ اس کے چچڑے

لہجے پر حسنہ کو داد

دیے بغیر نہ رہ سکا تھا۔۔۔

حسنہ۔۔ یہ وہ آخری نام تھا

جو اس وقت وہ سننا

چاہتا تھا۔۔۔

وہ حسنہ ہی تھی

جس نے اس کے بلڈ پریشر

کو اس مقام پہ پہنچایا تھا

کہ لگ رہا تھا کسی بھی

لمحے سر پھٹ جائے گا۔۔۔

کبھی کبھار کسی

کو پانے کی چاہ اتنی

نہیں ہوتی جتنا کھونے کا

خوف ہوتا ہے۔۔۔

تجھے اگر یہ فالتو کے "

چٹ چیٹ کرنی ہے نا

تو اپنی بندی سے جا کے

"کر ۔۔فالتو نہیں ہوں میں ۔۔۔

وہ برہمی سے کہتا کال

ڈسکنیکٹ کرنے لگا تھا۔۔۔

او۔۔ہو۔۔۔ کام کے لیے ہی فون"

"کیا ہے۔۔

تو بھوک بھی دے۔۔" وہ چڑ کر"

دھاڑنے کو ہوا۔۔۔

چاچا جان پوچھ "

رہے ہیں کہ پارٹی کی

ڈیکوریشن کیسی کروانا

"چاہتا ہے۔۔ تہیم بتا دے۔۔۔

حمزہ کی بات سنتے ہی

اس نے فورا ہی اپنی گاڑی

میں رکھے تاروں کی

جانب دیکھا اور پھر

الٹے ہاتھ سے اپنی پیشانی

مسلنے لگا۔۔۔

ان سے کہ یہ پارٹی "

میرے لیے بہت خاص ہے

کیونکہ میری پاور کے لیے

دی جانے والی

پہلی پارٹی ہونے

والی ہے ۔۔۔ اس لیے

ڈیکوریشن میں خود

کرواؤں گا ۔۔وہ اس کی

ٹینشن نہ لیں مجھے

بس اپنے فارم ہاؤس

"کا ایڈریس سینڈ کر دیں۔۔۔

گمبھیر لہجے میں کہتا

وہ اپنی پیشانی

مزید سختی سے مسلنے لگا۔۔۔

اوکے۔۔۔او۔۔" ابھی وہ بول"

ہی رہا تھا کہ مقابل نے

کال ڈسکنیکٹ کر کے

سیل پوکٹ میں ڈالا۔۔۔

اور تیزی سے زید کے آفس

کی جانب بڑھا۔۔۔

ایک گھنٹے کے بعد ۔۔۔

قیصر اور مفتی صاحب کمرے

میں اکیلے تھے زید ان کا باہر

مسجد کے صحن میں

انتظار کر رہا تھا بیٹھ کر۔۔۔

نکاح قیصر کا تھا جان

اس کی سولی پہ اٹکی تھی۔۔

اور کیونکر نہ ہوتی

نکاح اسی نے تو کرایا تھا۔۔

زید صاحب مارے

خوف کے مسجد

کے صحن میں بیٹھ کر

تمیز سے ٹوپی سر پر لگائے

جَل تُو جَلال تُو آئی بَلا

کو ٹال تُو کے ورد میں لگے

تھے---
وہ قیصر کی پوزیسونس
نایاب کے لیے اسی دن
دیکھ چکا تھا جب اس نے
کہا تھا کہ ذریاب کی
اس سے دوستی توڑوا دے---
بہت اچھے سے واقف تھا
وہ۔ اگر کوئی بھی صورت
نکلی نکاح منسوخ ہونے
کی تو اس کے چنے اسی مسجد
میں قیصر جلد پڑھوائے گا---
قیصر مفتی صاحب
کے ساتھ آفس سے نکل
کر باہر آتا دکھائی دیا
تو وہ فورا ہی کھڑا ہوا تھا---
قیصر کا چلتے ہوئے
اس کے قریب آنا---
نہ جانے کیوں اسے اپنی
موت کا قریب آنا دکھائی
دے رہا تھا---
وہ حسین کم عمر
لڑکا تیزی سے اس کی
جانب چلتا ہوا آیا تھا---

اسے آتا دیکھ زید کے
گلٹے میں اگلٹی ابھر کر
معدوم ہوئی---
ابھی وہ یہ سوچ ہی
رہا تھا کہ بھاگ لے-- کہ
قیصر آکر بڑی گرم جوشی
سے اس کے گلے لگا---
ہمارا نکاح منسوخ "
نہیں ہو سکتا -وہ بالغ ہونے
کے بعد بھی نہیں کر سکتی --"
زید نے پہلی بار اس
آدم بیزار لڑکے کے لہجے میں
اتنی خوشی و اتنی گرم جوشی
دیکھی تھی --
کیا یہ وہی تھا جو
اسی نکاح پر کچھ ماہ
پہلے اسے گالیاں دے رہا تھا؟---
❤️❤️❤️❤️❤️
خوشی کا عالم یہ تھا
کے اس نے زید کو
مضبوطی سے جکڑا لیا تھا
اپنے حصار میں
اپنی خوشی

کے اندر اسے احساس ہی
نہیں ہوا کہ دوسرے کا
دم گھٹ سکتا ہے۔۔
زید کے لیے سانس لینا
محال ہو گیا تھا۔۔۔
کچھ وقت پہلے
مفتی صاحب اور قیصر
آمنے سامنے روم میں بیٹھے
ہوئے تھے۔۔
اگر لڑکا 19 سال کا ہو "
یعنی بالغ ہو اور لڑکی نابالغہ
چھ سات سال کی اور ولی
ان کا نکاح کرائے تو کیا حکم ہوگا۔
ایسی کوئی صورت نکلتی
ہے کہ نکاح منسوخ ہو سکتا
ہو لڑکی کے بالغ ہونے کے
"بعد اگر لڑکی چاہے تو۔۔۔
نابالغہ لڑکی کا نکاح ولی"
کروا سکتا ہے ولایت دو
طرح کہ ہوتی ہے ایک
ولایت اجبار اور دوسری
ولایت الزام۔۔
ولایت اجبار یہ ہے کہ

مجبور کر کے فی الوقت
فیصلہ نافذ کرنے کی
ولایت اور اجازت ہے۔
ولایت الزام یہ ہے کہ
مجبور کر کے جو فیصلہ
فی الوقت کیا جائے بعد
میں یعنی بالغ ہونے کے
بعد بھی وہ فیصلہ بدلہ
نہ جا سکے بل کہ قطعی
اور اسی پر عمل کیا جائے۔۔
احناف کے نزدیک ولایت
کا سبب قرابت داری اور
رشتہ داری ہے اور رشتہ
و قرابت جہاں بھی ہوں
وہاں محبت و شفقت ہوگی
البتہ باپ دادا کی بنسبت
کم۔ اسی وجہ سے باپ
دادا کو ولایت اجبار بھی
حاصل ہوتی ہے اور ولایت
الزام بھی یعنی ان کا
کیا ہوا نکاح قطعی ہوگا
بعد میں رد نہیں ہو سکے
گا۔ جب کہ باپ دادا کے

علاوہ کے لیے ولایت اجبار
تو ہے لیکن ولایت الزام
نہیں یعنی بلوغت کے بعد
صغیر و صغیرہ ان کے
فیصلہ کو رد کر کے نکاح
کو فسخ اور ختم کر
"سکتے ہیں---
یعنی میرا نکاح قطعی"
ہے--- کیونکہ میرا نکاح اس
کے والد نے کروایا ہے ---
جسے ولایت اجبار بھی
حاصل ہے اور ولایت الزام
بھی---" مفتی صاحب کے
بیان دیتے وقت اس
کے ہاتھ و پاوں مکمل ٹھنڈے
پڑ چکے تھے
ایسا زندگی میں پہلی بار
ہوا تھا
ایسا لگا
جیسے وہ کوئی امتحان دینے
بیٹھا ہوا ہو --یا اس کا رزلٹ
نکلنے والا ہے ---
کہا جائے تو غلط نہ

ہوگا کے زندگی میں پہلی
بار وہ کسی شخص کے
ایک ایک جملے کو حتی
کہ ایک ایک لفظ کو بغور
سن رہا تھا اور اس دعا
کے ساتھ سن رہا تھا کہ
وہ اس کے حق میں بہتر
ہی ثابت ہوں کوئی
منفی بات نہ بول دیں
جو وہ ہینڈل نہ کر
سکے۔۔۔
اور بس مفتی صاحب
کا بیان پورا ہونا تھا کہ
اس کا دل خوشی سے
سرشار ہو گیا۔ ایسا مسرور
کے جیسے جنت میں آگیا ہو
یا ہواؤں میں ہو۔۔
زمین پہ ہونے کے باوجود
اپنے پاؤں اسے ہواؤں میں
محسوس ہو رہے تھے
اتنی خوشی اتنی خوشی
جیسے کوئی جیک پورٹ ہاتھ
لگ گیا ہو یا کوئی خزانہ ۔۔۔

مگر ایک سوال اور تھا
جو ذہن میں گردش میں
تھا سوچا جب اتنی دور آیا
ہی ہے تو کیوں نہ وہ بھی
پوچھ لے پتہ تو چلے
انتظار کب تک کا ہے---
اس کے والد جیل میں "
تھے کوئی نہیں تھا اس کا
اس لیے میرا اس سے نکاح
ہوا اور رخصتی بھی--
وہ چھ سال کی ہے اور
میرے ساتھ ہی رہتی ہے---جاننا
یہ تھا کے ملن کی صورت
کیا ہے؟؟--کیا مجھے اس
کے بالغ ہونے کا انتظار کرنا
پڑئے گا---"قیصر نے لگے
ہاتھوں یہ سوال بھی کرڈالا---
اس کے سوال کو سننے
کے بعد کچھ لمحے
مفتی صاحب نے توقف کیا---پھر
وہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئے---
اس بات کو سمجھیے گا--"
کے صرف عمر کا اعتبار نہیں

بلکے جسمانی صحت و تندرستی
کا بھی اعتبار کیا جائے گا ---
اکثر مشائخ کا یہ قول ہے اس
باب میں سن کا کچھ اختیار نہیں
ہے بلکے طاقت کا اعتبار ہے---پس
گر بھاری بھرکم موٹی تازہ ہو کے
مرد کی ہمبستری کی طاقت
رکھتی ہو---اور اس فعل سے
اس کے مریض ہوجانے کا خوف
نہ ہو تو شوہر اس کے ساتھ دخول
کرسکتا ہے اگرچہ وہ نویں
برس کی بھی نہ ہو---اور
اگر پتلی دبلی ہو کے جماع
کی طاقت نہ رکھتی ہو --اس
فعل سے اس کے بیمار
پڑ جانے کا خوف ہو--تو
شوہر کو اس کے ساتھ دخول
کرنا حلال نہیں ہے اگرچہ وہ
نویں برس سے زیادہ ہو---اور
"یہی صحیح ہے---
یاد رکھیں ہر کسی کا مسئلہ)
الگ ہوتا ہے تو اس کا
جواب بھی اسی کے اعتبار

سے دیا جاتا ہے---
اگر اپ کو مزید کوئی معلومات
چاہیے ہو تو اپنے مفتی صاحب
سے خود رابطہ کریں ---
یہاں صرف شریعی پوائنٹ اف
ویو بیان کیا گیا ہے
قانونی پوائنٹ اف ویو نہیں
ہے)
"شکریہ مفتی صاحب--"
قیصر مسکراتے ہوئے
کہ کر ان سے ہاتھ ملا کر
کھڑا ہو گیا تھا ۔
دل سے
جیسے منو بوجھ اترا تھا
اس کے-- وہ بہت ہلکا ہلکا
محسوس کر رہا تھا اور
بہت خوش بھی---
حال---
"سا۔ ۔ساس نہیں آرہا مجھے--"
زید کی دبی دبی آواز
پر قیصر حواسوں میں
لوٹا تھا اور فورا ہی
اسے اپنی جکڑ سے آزاد کیا--

سوری۔"قیصر نادانی"
سے مسکراتے۔۔۔ اپنے گردن کی
پشت پر ہاتھ رگڑتے
معذرتی لہجے میں بولا۔۔۔
مفتی صاحب سے الوداع
لے کر اب وہ دونوں ہی
جانے کے لیے تیار کھڑے
تھے کہ مفتی صاحب نے
یہ کہہ کر روکا کہ عصر
کی نماز قریب ہے نماز پڑھ
کے چلے جائیں۔۔۔
اور اس لڑکے نے کب
کوئی نماز ادا کی تھی۔۔۔
اسے تو وضو کرنا بھی
نہیں آتا تھا۔۔۔
پہلے تو وضو کر "
"پھر میں کرتا ہوں۔۔
اس نے وضو خانے میں
کھڑے ہو کر زید کی
جانب دیکھ ۔۔
آہستگی سے کہا۔۔
نہیں پہلے آپ کریں"
"آپ بڑے ہیں۔۔

زید فورا ہی عزت دیتے ہوئے
بولا--
ہیں ؟؟--یہ کب ہوا؟" قیصر"
فورا ہی الجھ کر---
جب نکاح ہو جاتا ہے "
نا تو لڑکے بڑے ہوجاتے ہیں--
ہم بیچلر تو انہیں اپنا
رہنما بنا کر ان کے آگے
پیچھے گھومتے ہیں ٹپس
" کے لیے---
مگر ہمارے سین میں "
سب الٹا ہے-- میرا رہنما
تو ،تو ہے کیونکہ نکاح
تو نے ہی کرایا ہے ناں--
اب چل آگے بڑھ--"قیصر
منہ بسور کر تیزی سے بولا--
بیٹا جب عزت دیتا ہے "
ناں کوئی تو اسے قبول
کر لیتے ہیں--- مانا تمہارا
پیٹ کا ہاضمہ عزت قبول
کرنے والا نہیں ہے--"زید
نے ٹکا کے ذلیل کیا تھا
اصل میں نا میرا "

تو بےعزتی کا منتھلی

پیکج ہے وہ بھی جب

میرے ڈیڈ آجائیں لیکن تو

۔۔ تو روز کے پیکج والا ہے

"تو تجھے زیادہ پتہ ہوگا۔۔

اگر زید سیر تھا تو

قیصر عبدالرحمان

سوا سیر تھا۔۔۔

زید ہو یا قیصر دونوں ہی

لگے پڑے تھے ایک دوسرے

پر ٹوپی ڈالنے کے لیے۔۔۔

مگر ڈھیٹ اتنے تھے

کہ دونوں میں سے ایک بھی

یہ ماننے کے لیے تیار

نہیں تھا کہ اسے

وضو نہیں آتا۔۔۔۔

ان کا مسلسل بحث کرنا

ارد گرد کے لوگ دیکھ

رہے تھے۔۔۔

بیٹا۔۔۔ جماعت نکل"

جائے گی تم دونوں کی

بحث میں۔۔۔ جگہ موجود

ہے دونوں بیٹھ جاؤ

ہم تینوں ساتھ ہی کر

لیتے ہیں--" پتہ ہے

عقلمند نیک

لوگوں کی سب سے

اچھی عادت کیا ہوتی ہے

وہ کبھی شرمندہ نہیں

کرتے وہ ایسے بات بناتے ہیں

کہ بات بھی ہو جائے

اور کام بھی اور کسی کی

عزت نفس مجروح بھی نہ ہو---

ان کی بات سننے کے

بعد قیصر و زید

خاموشی سے ان کے ساتھ

بیٹھ گئے اور جیسے جیسے

وہ کرتے جا رہے تھے

ویسے ویسے وہ دونوں

اس عمل کو دہراتے جا رہے

تھے---

نماز بھی ان دونوں نے

اسی طرح ادا کی تھی--

یا اللہ--مجھے دعا"

مانگنا نہیں آتا---اور تو

یہ جانتا ہے---آخری بار

جب میں نے دعا مانگی

تھی تو وہ عشال اپی

کے واپس مل جانے

کی تھی--- جسے مانگے

بھی 10 سال گزر گئے---

آج پھر سے مانگنا چاہتا

ہوں---تو جگنو کو ہمیشہ

خوش رکھے۔ اس کی چمکتی

آنکھیں کبھی ماند نہ

پڑنے دینا ۔۔میری وجہ سے

تو بالکل بھی نہیں----" ہونٹوں

کے کناروں پر ہلکی سی

تبسم رقصا ہوئی تھی

اور وہ تبسم بہت

زخمی سی تھی--

جیسے واقعی ڈرتا ہو

کہ کہیں ان آنکھوں کی

چمک ایک دن اسی کے

سبب ماند نہ پڑ جائے---

پچھلی بار مانگا تھا

تو بہن کے لیے مانگا تھا

اس بار مانگا تو نایاب

کے لیے مانگا--- خود کو

تو کہیں رکھا ہی نہیں---

اگر عبدالرحمان صاحب

یہ سمجھتے تھے کہ وہ

اپنوں پر جان لٹانے والا بندہ

ہے تو یہ غلط نہیں تھا---

وہ دونوں مسجد سے

نکل کر گاڑی کی

جانب آرہے تھے زید

دیکھ سکتا تھا قیصر

آتے وقت جتنا برہم تھا

جاتے وقت اتنا ہی خوش

مزاج---

چل آج تجھے بریانی کھلاتا"

ہوں--"قیصر نے گاڑی کا ڈور

کھولتے ہوئے--مسکرا کر کہا---

زید پہلی بار اس چاکلٹی

بوائے کے چہرے پر اتنی

پرکشش مسکراہٹ دیکھ رہا تھا---

❤️❤️❤️❤️

واہ---ننھی بھابھی "

تمہیں مان گئے--"زید فرسٹ

پیسنجر سیٹ

کی جانب کا ڈور کھولتے

ہوئے نایاب کو داد دینے لگا۔۔۔

بریانی تو میں کھلا رہا "

"ہوں نا

قیصر فورا ہی جتاتے

ہوئے بولا۔۔

ساتھ ہی گاڑی کی چابی

پاکٹ سے نکالی۔۔۔

مگر کھلا تو انہی کی وجہ"

سے رہا ہے نا۔۔ ورنہ تجھ

جیسا کنجوس کھلا ہی

نہ دے" مقابل نے بھی

اتنا ہی جتا کر جواب

دیا تھا۔۔۔

کیوں نہیں کھلاؤں گا۔۔ "

دیکھنا دنیا کا سب سے

"بڑا ولیمہ کروں گا میں۔۔۔

فخرانہ انداز میں مسکراتے

ہوئے کہا۔۔۔

تو پھل سامنے رکھ کر "

دنیا کا سب سے بڑا

انتظار بھی تو تیرے ہی

"حصے میں آیا ہے۔۔

زید کی بات میں

پوائنٹ تو تھا ۔۔

یہی وجہ تھی کہ

وہ مسکرا دیا فقط۔۔

اوروں کے معاملات

الگ ہوتے ہیں ان کے

میں پھل سامنے نہیں

ہوتا اور صرف انتظار

ہوتا ہے ملنے کا

مگر قیصر کے

کیس میں معاملہ

بالکل برعکس تھا

پھل بالکل سامنے تھا

اور پھر بھی نصیب

میں انتظار ہی انتظار تھا

اور پھل سامنے رکھ

کر انتظار کرنا انتظار

کو مزید کڑا بنا

دیتا ہے۔۔۔

"یہ تار کیسے ؟؟"

زید کی نظر اچانک ہی

پیچھے کی جانب گئی

تھی تو اس نے تار رکھے

دیکھے۔۔ یہ وہی تار تھے

جو حسنہ نے دیکھے تھے---
حمزہ نے نیا گھر خریدا ہے"
وہاں وائرنگ کے لیے منگوائے
ہیں---" جواب وہی تھا
جو حسنہ کو دیا گیا تھا
بس ابتدائے نام
میں تبدیلی آ گئی تھی---
زید نے زیادہ نہ سوچتے ہوئے
اثبات میں سر ہلا دیا---
ان کی گاڑی ریسٹورنٹ
کی جانب بڑھ رہی تھی---
واپسی پر اس نے نایاب
کے لیے بھی بریانی
کی اوپری سطح سے
سادے چاول نکلوا لیے
تھے پارسل --
اور چیزوں کے مقابلے
اس کا جگنو چاول تھوڑا
شوق سے کھا لیتا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ گھر میں داخل ہوا
تو آج اس کا موڈ
کافی وقت بعد

خوشگوار تھا۔۔
اس نے ایک نظر پورے
گھر میں دوڑائی ۔۔
اسے
نایاب کہیں نظر نہیں آئی
تھی اس لیے وہ سیدھا
اوپر کے جانب بڑھا۔۔۔
جگنو۔۔او۔۔۔ مجھے"
تو پتہ ہی نہیں تھا
میرا جگنو پڑھائی بھی
کرتا ہے۔۔" وہ کمرے میں
داخل ہوا تو سامنے ہی
بیڈ پر نایاب کی کاپیاں
بکھری ہوئی نظر ائیں
اور وہ ایک کاپی میں
جھک کر پینسل سے
کام کرنے میں مگن تھی۔۔۔
وہ مسرت سے کہتا
اس کے قریب چلا آیا تھا۔۔۔
پارسل سائیڈ ٹیبل پر
رکھ کر ۔۔۔وہ خود
بیڈ پر بیٹھا۔۔۔
جگنو۔۔" نایاب نے"

ابھی تک اسے دیکھنے
کی زحمت نہیں کی
تھی وہ اپنے ہی کام
میں مگن تھی----
اس کی آواز دینے
پر بھی نایاب نے نگاہ نہ
اٹھائی تو قیصر نے اس
کی کاپی پر نگاہ ڈالی---
وہ میتھ کا کام کر رہی
تھی-- اور مسلسل لکھے
چلی جا رہی تھی---
"کیا میں دیکھ لوں؟"
اس نے کہتے ہوئے---کاپی
لی---
اب جاکے نایاب نے اسے
دیکھا تھا---
ایسا نہیں ہے کہ
وہ جانتی نہیں تھی
کہ قیصر ہے اس کے برابر
میں --بس وہ توجہ نہیں
دے رہی تھی---
اس کم عمر حسین
لڑکے نے کاپی چیک کرنا

شروع کی ۔۔اس کی پوری کاپی

میں ہر پیج پر ہوم ورک

کے اندر ٹیچر کے

ریڈ پین سے ریمارکس

موجود تھے۔۔۔ اور شکایت

ایک ہی تھی کہ اپنے ماموں

سے ہوم ورک کروا کر نہ

لایا کریں۔۔۔

اگر قیصر نے ابھی کچھ

لمحوں پہلے خود نہ دیکھا

ہوتا اسے لکھتے ہوئے

تو شاید وہ بھی یہی سمجھتا

کہ وہ کسی اور سے

لکھواتی ہے۔۔۔

پر یہ کیسی عجیب

بات تھی اردو انگلش

اور دیگر سبجیکٹس

میں جہاں وہ بالکل ڈل تھی

وہیں میتھ میں اس کا

حساب بالکل الگ تھا۔۔۔

تمہیں میتھ اچھی"

"لگتی ہے ؟؟۔۔

تھوڑی۔۔۔" وہ تیزی سے"

چمکتی آنکھوں کے

ساتھ بولی---

مگر عشال کو میتھ"

"بہت پسند تھی---

یہ پہلی بار تھا

جب قیصر نے اس کے

سامنے اس کی ماں کا

ذکر کیا ہو--

"میری امی کو؟"

وہ کافی ایکسائٹڈ

ہوئی تھی

ہاں---" قیصر"

کو شک ہوگیا تھا وہ

اپنی ماں جیسی ہی ہے---

ایک سے 50 کے "

درمیان کتنی بار پانچ آتا ہے

"جگنو؟؟

قیصر نے کاپی نیچے

رکھ کر اس کی

بھوری چمکتی انکھوں

میں دیکھتے ہوئے

سوال کیا--- وہ بھی

نہایت سرسری سے انداز میں--

چھ بار"دوبدو"
کسی کمپیوٹر کی
طرح جواب دیا---
اچھا یہ دیکھو--- "
--1_2_4_7_11_16 ___؟
کیا آئے گا---" یہ سوال
کافی مشکل تھا
ایک چھ سالہ بچی کے
اعتبار سے لیکن اس نے
دانستہ طور پر (کاپی
پر لکھ کر)یہ سوال
کیا تھا---
--22" اس نے کوئی"
کیلکولیٹ نہیں کیا پینسل
سے ----بس دیکھا اور
جواب دے دیا---
اور قیصر اگلے پل
منہ کھولے اسے دیکھ
رہا تھا --اپنے حساب سے
اس نے بڑا مشکل سوال
کیا تھا--
"تم تو کمپیوٹر ہو جگنو--"
کچھ لمحے اسے دیکھنے

کے بعد وہ مسکرا دیا ۔۔

اور وہ مسکراہٹ بہت پیاری سی

تھی ۔۔۔دل کو چھو لینے

والی۔۔

نایاب ایک گاڈ گفٹڈ

بچی تھی ۔۔جس کا

ائی کیو لیول دنیا کے

اسمارٹسٹ چھ سالہ

کڈس کے ائی کیو لیول

میں سے اگر ہائیسٹ

کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔۔۔

لیکن ابھی وہ ایک

چھپا ہوا ہیرا تھی۔۔۔

اور مزیدار بات پتہ

ہے کیا تھی۔۔ وہ اپنا یہ

سارا ائی کیو

صرف ایک قیصر کی

ذات پر غور و فکر

کرنے میں لگاتی تھی۔۔۔

اگر قیصر کا پسندیدہ

ٹاپک اس کا جگنو تھا

تو نایاب کے لیے اس کا

پسندیدہ سبجیکٹ

صرف قیصر عبدالرحمان

یوسف کی شخصیت تھی---

میتھ کو

تو وہ کبھی کبھی منہ

لگایا کرتی تھی----

کین ائی ہگ یو؟؟ "

"can i hug you

نہایت محبت سے

پوچھا---

اس نے بھولے پن "sure شور"

سے کہا--اور کھڑی ہوئی--

اگلے ہی پل --قیصر

نے اسے اپنی باہوں میں

جکڑ لیا تھا---

اس کے ننھے کندھے پر

اپنی ٹھوڑی رکھ کر---

پرسکون انداز میں آنکھیں

موند لیں---

قیصر---ہگ کرنا تھا--"

"ہڈیاں نہیں توڑنی--

قیصر تو جیسے اس

کے ننھے وجود کو

خود میں بھیچ لینا

چاہتا ہو---
وہ خود کے دبنے پر
ٹوکنے لگی---
بس کچھ لمحے ایسے"
ہی رہو---" مقابل چھوڑنے
کے لیے تیار نہیں تھا---
اور نہ ہی اپنی جگڑ
ڈھیلی کرنے کے لیے---
آج قیصر عبدالرحمان
یوسف نے زندگی میں پہلی
بار جانا تھا کسی کو کھونے
کا خوف کیا ہوتا ہے---
مگر وہ کہاں جانتا تھا---کچھ
چیزیں طے ہوتی ہیں---انھیں
بدلا نہیں جاسکتا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
التمش کے بندے
قیصر پر کڑی نظر رکھے
ہوئے تھے--
انہوں نے صبح کے
وقت شمیم خاتون کے
ساتھ ایک برقعے والی عورت
کو گھر میں داخل ہوتے

دیکھا اور 15 منٹ کے
بعد وہی عورت گھر
سے باہر نکلی اور اس
کے ہاتھوں میں سبزیاں
پھل وغیرہ کی پلاسٹک کی
تھیلیاں تھے---
پلاسٹک بھی سفید
تھی اس لیے پھل وغیرہ
صاف نظر آ رہے تھے--
وہ پورے دن انتظار کرتے
رہے مگر قیصر آج پورے
دن گھر سے باہر نہ نکلا---
وہیں دوسری جانب---
وہ سیاہ برقعے والی عورت
چلتی چلی جا رہی تھی
چلتی چلی جا رہی تھی---
پھر ایک سنسان گلی میں آ کر
وہ رکی---
اس نے تیزی سے ادھر
ادھر نظر گھمائی---
وہاں کوئی موجود نہیں تھا--
پھر وہ پھرتی سے
سامنے کی جانب بڑی --

جہاں بلیک لامبورگینی
پہلے سے ہی کھڑی تھی---
اس نے فروٹ کی تھیلیاں
میں ہاتھ ڈال کر
اس میں سے چابی نکالی
پھر ریموٹ سے
پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا--
ادھر ادھر اچھی
طرح دیکھتے ہوئے کہ
کوئی اس کا تعاقب تو
نہیں کر رہا---
کسی کو نہ
دیکھتا ہوا پا کر وہ
تیری سے گاڑی میں داخل
ہو گئی---
بس گاڑی میں داخل ہونا
تھا کہ پھرتی سے برقعہ
اترا اور برقعہ اترتے ہی
ایک خوبصورت حسین
کم عمر لڑکا نمودار ہوا---
اتنی گرمی میں بھی
وہ وائٹ ہوڈی زیب تن
کیے ہوئے تھا--

سر کو ہوڈ سے کور کر

اس نے بلیک ماسک چہرے

پر لگایا اور پیچھے سے آگے

کی جانب کود کر

گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ

پر بیٹھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

اپنے بندوں کے ساتھ

وہ ڈیکوریشن کروانے

فارم ہاؤس آن پہنچا

تھا---

پورا دن اس کا ڈیکوریشن

میں ہی گزرا---

وہ فارم ہاؤس

آبادی سے بالکل الگ

تھلگ تھا--- اور نہایت ہی

خوبصورت و سیع---

اچھا خان بابا -- "

میرے سارے بندے نکل رہے

ہیں آپ بھی نکلیں--

رات کافی ہوچکی ہے--

"اور چابی مجھے دے دیں--

یہ کہتے ہوئے قیصر

نے فارم ہاؤس کے

چوکیدار کے کندھے پر

تھپتھپایا۔۔

اور اخری جملہ

نہایت ہی سرسری سے

انداز میں ادا کیا۔۔۔

چوکیدار نے فورا ہی

چابی نکال کر اس کے

آگے کر دی تھی۔۔۔

" اور ہاں کل پارٹی ہے ۔۔۔

کل آپ کو انے کی ضرورت

نہیں ہے۔۔۔ میں نے فیضان جٹ

سے بات کر لی ہے۔۔۔ کل میرے

بندے کھڑے ہوں گے یہاں۔۔"چابی

چوکیدار کے ہاتھ سے لیتے ہوئے

" ٹھیک ہے بابا ۔۔۔بابا۔۔۔

"اگر کچھ خرچہ پانی مل جاتا

وہ سفید رنگ کی دھوتی

اور بسکٹی رنگ کی کرتی

میں ملبوس سفید داڑھی والا

چوکیدار ذرا لچکدار

لہجے میں بولا۔۔۔

" کل بڑے لوگ آتے

تو میں ان کی خدمت کرتا

تو مجھے پیسے ملتے ۔۔

اب آپ اپنے بندے رکھنے والے ہیں

تو مجھ غریب کی

"دیہاڑی تو مر گئی ناں۔۔

قیصر ان کی بات سن۔۔

بےاختیار ہی مسکرا دیا تھا۔۔۔

وہ بوڑھا تھوڑا

افسردہ دکھائی دے

رہا تھا۔۔۔

"صدقہ لیتے ہو؟؟"

قیصر وہ بندہ ہی نہیں

تھا جس کی

جیب آپ دیگر امیر لڑکوں

کی طرح غربت

کا رونا رو کر یا اپنے

اپ کو بیچارہ ظاہر کر کے

خالی کروا سکو۔۔۔

بابا قائد اعظم کسی "

بھی صورت میں ملے

"غریب لے لیتا ہے۔۔

وہ بوڑھے بابا تیزی سے

بولے تھے۔۔

یہ لو میری بیوی کا صدقہ.."
اور دعا کرنا وہ کچھ کھانا
پینا شروع کر دے اور
تھوڑی جان بنا لے..
"بہت دبلی پتلی ہے وہ..
قیصر نے اپنی پوکٹ
سے جب والٹ نکالا
تو بابا صاحب کے آنکھیں
چمکنے لگیں..
وہ سوچنے لگے نہ جانے
کتنے دے گا...
دکھنے سے ہی امیر
گھر کا لڑکا معلوم ہو رہا
تھا اور پھر جو لامبورگینی
لے کر آیا تھا وہ کم تھی
اس کی حیثیت بتانے کے لیے...
لیکن جب قیصر نے 100
روپے کا نوٹ نکال کر
اس کے آگے کیا ...تو وہ
بیچارہ منہ لٹکا کر
بےیقینی سے اسے دیکھنے لگا...
وہ قیصر عبدالرحمان
جو کسی کو ایک روپیہ

نہ دے وہ 100 روپے دے

رہا تھا اس کے نزدیک

یہی بہت بڑی بات تھی۔۔

اور وہ بھی صرف اس لیے

کیونکہ وہ اپنی جگنو

کا صدقہ دے رہا تھا ۔۔۔

چھوڑیں صاحب "

آپ یہ باہر کسی غریب کو

ہی دے دیجئے گا۔۔

اچھا ہے بھلا ہو جائے گا اس

بیچارے کا ۔۔آپ کے سو روپے

سے۔۔"آخری جملہ وہ

خاصہ جتاتے ہوئے کہتا۔۔

منہ بسور کر چل دیا تھا۔۔

"ہونہہ۔۔۔پیٹ بھرا کہیں کا۔۔"

قیصر نے سر جھٹک کر۔۔۔

پیسے واپس والٹ میں

رکھ لیے تھے۔۔۔

سب کے جانے کے بعد۔۔

اس نے دروازہ بند کیا۔۔۔

اب وہ تار اپنی لامبورگینی

سے نکال رہا تھا۔۔۔

وہ چلتا ہوا اندر کی

فارم ہاؤس میں
داخل ہونے لگا۔۔۔
وہ۔۔انکل ۔۔میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے
جاتے تھے۔۔۔جب وہ واپس
آتیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں۔۔۔ان کی پاجامے سے
خون بھی نکل رہا ہوتا تھا۔۔
اس نے پورے فارم ہاؤس
پر جگہ جگہ مشہور
پینٹنگز لگوائی تھیں
اور اب وہ انہیں ایک
ایک کر کے اتار کر
ان کے پیچھے تاروں کا
کام کرنا شروع کر چکا تھا۔۔۔
تمہارے یہاں لڑکیوں "
کے ریپ ہوتے ہیں۔۔
چھوٹی چھوٹی بچیوں
کے۔۔۔"وہ چیخ رہا تھا
اس یتیم خانے کے
اونر کے روم میں کھڑا۔۔۔
آپ کو غلط فہمی "
ہوئی ہے قیصر صاحب

"ایسا کچھ نہیں ہے--
وہ ڈھیٹ ادمی
مسکراتے ہوئے بولا---
اچھا-- مجھے غلط فہمی "
ہوئی ہے تو پھر تمہیں
کوئی ٹینشن تو نہیں
ہوگی نا اگر میں یہاں کی
"بچیوں کے ٹیسٹ کروا لوں--
بس اس کم عمر لڑکے کا
چنگھاڑتے ہوئے کہنا تھا
کہ مقابل کی ہوا نکلی--
❤️❤️❤️❤️
قیصر صاحب ہم آپ کی "
عزت کرتے ہیں اس کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ آپ ہم پہ
جیسے چاہے الزام لگا لیں
ہم کیوں اپنی بچیوں کے
ساتھ اس طرح کرنے لگے
یہ پورا ایک ادارہ چل رہا ہے
اپ کو سمجھنا چاہیے اس
بات کو--- ہم غریب مسکین
اور یتیم بچیوں کی مدد
کرتے ہیں--- لوگوں کا کیا ہے

وہ تو اپنے لاوارث بچوں
کو جھولوں میں پھینک
جاتے ہیں وہ ہم ہوتے ہیں
جو انہیں سنبھالتے ہیں
انہیں دو وقت کا کھانا
دیتے ہیں انہیں اچھی
تعلیم دلانے کی
کوشش کرتے ہیں انہیں
معاشرے کا ایک اچھا
فرد بنانے کی کوشش
کرتے ہیں آپ کو ہماری
نیتوں پہ یوں شک نہیں
کرنا چاہیے۔۔ یہ بہت غلط
"بات کر رہے ہیں آپ۔۔
شرافت اور دنیا داری
اور خاص طور پر مظلوم و
یتیم   بچیوں کی خدمت
کرنے کا لبادہ اوڑھ۔۔
اب وہ بھی دھاڑنے لگا تھا۔۔
چیخا صرف تب نہیں جاتا
جب آپ صحیح ہوں
چیخا تب بھی جاتا ہے
جب اپنے آپ کو غلط

ثابت کرنے سے بچانا ہو---

اور وہ شخص اپنے

اپ کو غلط ثابت کرنے

سے بچانے کے لیے چیخ

رہا تھا---

کتنی دیر لڑائی ہوتی

رہی مگر وہ شخص نہ

مانا یہاں تک کہ قیصر

نے مکے ہی مکے اس کے منہ

پہ جڑنے شروع کردیے----

وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو

پیار کروں گا پھر کل تمھیں---

قیصر وہ اچھے نہیں تھے---

مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے

تھے---بہت گندے تھے وہ انکل---

بالکل خرم انکل جیسے

مجھے خرم صاحب اور "

ان کے ساتھ کام کرنے والے

ویلفیئر کے لوگوں کے

خلاف کام شکایت درج

کرانی ہے" وہ پولیس

اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا---

سامنے موٹا سہ پولیس

والا پان چباتے ہوئے
اس سامنے بیٹھے
کم عمر لڑکے کی
جانب دیکھنے لگا۔۔۔
کیا شکایت درج کرانی "
ہے تمھیں بچے؟؟" اس نے
نہایت لاپرواہی سے پوچھا۔۔۔
وہ ویلفیئر کی اڑ میں"
فحاشی کا اڈا چلا رہے ہیں
چھوٹی چھوٹی بچیوں کے
ساتھ ریپ کررہے ہیں۔۔۔انھیں
"ہوٹلوں میں بیچ رہے ہیں۔۔۔
وہ کم عمر لڑکا سرخ ہوتے
چہرے کے ساتھ فورا ہی
بولا تھا۔۔۔
اس کی آواز میں
جو غم و غصہ جھلک
رہا تھا ایسا نہیں ہے
سامنے والے نے اسے
محسوس نہیں کیا تھا
بس چھوٹا اور کم عمر
دیکھ کر توجہ نہ دی۔۔۔
بیٹا یہ تمہارے پڑھنے "

لکھنے کی عمر ہے ۔۔تم کہاں

ان کیس وغیرہ کے چکروں

"میں پڑھ رہے ہو۔۔۔

وہ پولیس والا نہایت

لاپرواہی سے بولا تو

قیصر کا خون جل گیا۔۔۔

میں آپ سے کہہ رہا ہوں "

کہ وہاں بچیوں کے

ریپ ہورہے ہیں اور آپ

مزے سے یہاں بیٹھے

مجھے پڑھائی کا سجیشن

"دے رہا ہے۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں

سرخ پڑ چکی تھی۔۔

ایسے جیسے لہو نکلنے

لگے گا۔۔۔

بیٹا لاوارث بچے ہوتے ہیں "

وہ۔۔ گندگی۔۔۔ آج کل کی نئی

نسل کی گندگی ہیں وہ۔۔ تم

کیوں انھیں انصاف دلانے کے

چکر میں اپنا فیوچر

برباد کرنے آگئے ہوں یہاں

"جاؤ جا کے پڑھو ۔۔۔۔

اگر وہ یہ شکایت
قیصر عبدالرحمان بن کر درج
کراتا تو یقینا سنوائی ہو
سکتی تھی مگر قیصر بن
کر کبھی بھی نہیں ---
حریم جب دوسرے کمرے
سے واپس آئی تو وہ
بہت چیخ چیخ
کر رو رہی تھی---مجھے بہت
ڈر لگ رہا تھا---
اس نے پلاس سے تار کو
چھلا تھا--- پھر دونوں کو
جوائنٹ کر کے سیٹ کیا---
سر میں بہت امید لے "
کر آپ کے پاس آیا ہوں---
میں اپنے علاقے
کی پولیس کے پاس بھی
گیا تھا لیکن کوئی میری
نہیں سن رہا انہوں نے
تو میرا کیس تک
درج نہیں کیا ---" وہ اپنے
علاقے کے ڈی ایس پی
کے پاس پہنچا ہوا تھا---

وہ یہ کام اپنے والد کے
نام سے نہیں کروا سکتا تھا
ورنہ یقینا عبدالرحمان صاحب
کو نایاب کا پتہ چل جاتا ۔۔۔
اور یہ وہ آخری چیز تھی
جو وہ چاہتا تھا دنیا میں ہو۔۔۔
جب باپ کا پیچھے نام
نہیں تھا تو وہ ایک عام
سہ لڑکا تھا جس کی کوئی
سننے والا نہیں تھا۔۔
جو درد درد بھٹکتا
پھر رہا تھا
صرف انصاف کے لیے۔۔۔
ان لوگوں کو سزائیں
دلانے کے لیے جو ان سب میں
شامل ہیں۔۔۔
آپ کہیں گے تو میں "
پروف تک لے آؤں گا۔۔
"آپ بس میرا ساتھ دیں
وہ ڈی ایس پی کے سامنے
کرسی پر بیٹھا۔۔ انصاف کی
امید میں بول رہا تھا۔۔۔
قیصر۔۔ اگر میں غلط نہیں"

ہوں تو عبدالرحمان صاحب
"کے بیٹے ہو ۔۔رائٹ؟؟
جی"جب وہ جانتے ہی"
تھے تو پھر پہچان چھپانے
کا کیا فائدہ رہ گیا تھا۔۔۔
تو بیٹا۔۔ کیا کرتے پھر رہے "
ہو یہ سب ؟؟۔۔میں جانتا ہوں
جوانی کے جوش میں تمہیں
بھی شوق چڑھا ہوگا سوشل
ورک کرنے کا۔۔۔ مگر بچے۔۔۔
غریبوں کو کھانا کھلاؤ ۔۔
کپڑے دان کرو ۔۔اور ان
کی ویڈیوز بناؤ ۔۔۔ اور ڈال
دو سوشل میڈیا پر
اور لائکس سمیٹو۔۔ یہ تم
کہاں سمندر کی بڑی بڑی
شارک کے حلق میں ہاتھ
"ڈالنے پہنچ گئے۔۔
ان کی بات سنتے ہی
قیصر سمجھ گیا تھا
اس آدمی نے کچھ نہیں کرنا
بلکہ اگر اس نے زیادہ فورس
کیا تو وہ اس کے والد تک

یہ بات ضرور پہنچا
دیں گے---
اوکے --- آپ صحیح کہہ"
رہے ہیں میں ابھی بہت
چھوٹا ہوں مجھے ابھی
ان مچھلیوں کے حلق
میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے---
پر پلیز انہیں شارک کہ کر
"شارکو کی توہین نہ کریں---
وہ جل بھن کر
کہتا فورا ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا---
اپنا کام مکمل کرنے کے بعد
پینٹنگ دوبارہ لگا دی
جیسے پہلے لگی ہوئی تھی---
وہ تار اب بالکل چھپ گئے
تھے---
اسٹول سے اتر کر --
اب دوسری جانب بڑھا تھا---
اسٹول کو اپنے ساتھ کھسکاتے
ہوئے---
وہ ایسے ایسے کرتے تھے--
اور انگلیاں بھی مارتے تھے---
سر پلیز---مجھ سے بات کر لیں "

میں دو گھنٹے سے آپ کے
افس کے باہر بیٹھا ہوں--
اور تین دن سے مسلسل
"یہاں آرہا ہوں--
قیصر اپنے علاقے کے انچارج
سے ملنے کی اپوائنٹمنٹ لے
کر دو گھنٹے سے ان کے
آفس کے باہر بیٹھا
ویٹنگ روم میں انتظار
کر رہا تھا---
❤️❤️❤️❤️
مگر پچھلے تین دنوں کی
طرح آج بھی وہ بغیر ملے
ہی جا رہے تھے--- تو اس نے
فورا ہی ان کی گاڑی کا ڈور
پکڑ کر روکتے ہوئے---
ان سے بات کرنا چاہیی---
قیصر نے اب
جانا تھا انصاف پانا تو
دور کی بات یہاں تو
انصاف پانے کی بات
کرنے کے لیے بھی در در کی
ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں--

گارڈز فورا ہی قیصر
کا بازو پکڑ کر ہٹانا چاہتا
تھا۔ اس سے پہلے وہ ہٹا
پاتا قیصر نے پوری فورس
کے ساتھ اس گارڈ کے
سینے پہ ہاتھ مارا
ہاتھ مت لگا۔۔"کہتے ہوئے۔۔۔ "
گارڈ جوابی حملہ کرتا
اس سے پہلے ہی انہوں نے
ہاتھ دکھا کے روکا۔۔۔
"گاڑی میں بیٹھو۔ "
ان کے کہتے ہی قیصر
ان کے ساتھ گاڑی میں
بیٹھا ۔۔۔
سر ویلفیئر کے نام پہ "
اڈے چلا رہے ہیں یہ لوگ۔
چھوٹی چھوٹی بچیوں
کو بیچتے ہیں ان کا ریپ کرتے
ہیں باقاعدہ ویلفیئر میں
آتے ہیں لڑکے۔۔ آپ کہیں
گے تو میں پروف بھی لے
آؤں گا۔۔۔ سر اس وقت
اسے روکنا بہت ضروری

ہے ۔۔اگر یہ اس طرح چلتا
رہا تو پتہ نہیں کتنی کلیاں
روندی جائیں گی۔۔۔ اتنا ہی
نہیں وہ لڑکوں کو بھی
بیچتے ہیں ۔۔۔ نہ صرف
ملک میں بلکہ بیرون
ملک میں بھی۔۔ چھوٹے چھوٹے
بچوں کو لونڈے بازی
کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔۔
میں صرف اتنا چاہتا ہوں
کہ آپ اس کے خلاف
ایکشن لیں۔۔" وہ کافی
دیر تک اس کی بات
خاموشی سے سنتے رہے۔۔
ان کی خاموشی نے
قیصر کو حوصلہ دیا تھا
کہ وہ مزید باتیں بول سکے
اور اس نے بولیں۔۔ اسے لگا
یہاں کام بن گیا۔۔ شاید
اس کی مہینوں کی محنت
رنگ لے آئی۔۔
مگر اگلے ہی لمحے
اس کی ساری امیدیں

ٹوٹ گئیں جب وہ قہقہہ

لگا کر ہنسے۔۔۔

قیصر ان کا

ہنستا ہوا چہرہ

دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

"ہنسنے والی کیا بات تھی؟؟ "

اپنے ہاتھ کی مٹھیاں

بھینچتے وہ نہایت برہمی

سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

دنیا میں کسی کی

ہنسی اتنی ذہر نہیں لگی تھی

جتنی اس ایک شخص

کی لگی تھی قیصر کو۔۔۔

اس وقت ملک میں "

اتنے بڑے بڑے مسئلے

پڑے ہیں اور تم چاہتے ہو

میں ان لاوارث بچوں کے لیے

خوار ہوتا پھروں۔۔ ان کے لیے

اپنا پیسہ لگاؤں جو نہ

جانے کس کس کا گندہ و

حرام خون ہیں۔۔۔ پھر

انہیں گھر ملا ہوا ہے

رہنے کے لیے کھانا ملتا

ہے دو وقت کا
پہننے کے لیے کپڑا ملتا ہے
اور تم کیا چاہتے ہو
"ویلفیئر والوں سے۔۔
وہ کھانا کپڑے سب "
"جسم فروشی کے ہیں۔۔۔۔
قیصر مزید خود کو
روک نہیں پارہا تھا۔۔
اسے لگا اگر اس خبیث
شخص نے ایک جملہ
اور کہا تو وہ اپنا آپا
کھودے گا۔۔۔۔
اور غلط بیانی نہ کریں "
ویلفیئر والے بچوں
کو نہیں پال رہے۔۔۔
وہ بچے ویلفیئر والوں
اور آپ جیسے ملک کے
"معزز کتوں کو پال رہے ہیں۔۔۔
قیصر کی سیاہ آنکھیں
لہو رنگ ہوئیں۔۔۔ اس نے
ایک ایک لفظ چبا چبا کر
جتاتے ہوئے ادا کیا وہ بھی
خاصہ چوٹ کرنے والے

انداز میں تاکہ مقابل کی

شرم جاگے جو یہ بیچ

کھائے ہیں---

معزز کتوں؟؟--"

جانتے بھی ہو بچے

"کس سے بات کر رہے ہو؟؟

اپنی سخت تذلیل پر

وہ دھاڑے---

انہی معزز کتوں میں "

سے ایک کتے سے--"منہ

پر کہتا وہ بےخوف گاڑی سے

نکلا---

اسے سمجھ آگیا تھا

یہ سب ملے ہوئے ہیں

کوئی آواز نہیں اٹھائے گا

اس کے خلاف--

سب مل کر جو کھا رہے

ہیں--لیکن پھر بھی اس نے

امید قائم رکھتے ہوئے

آخری بار میڈیا کا دروازہ

کھٹکھٹایا--

#جاری_ہے

دیکھیں بشیر صاحب"

آپ کا چینل ٹاپ ریٹنگ پر
چل رہا ہے۔۔۔ایسے میں آپ
اگر یتیم خانوں میں ہونے والے
جرائم کو دنیا کے سامنے
بےنقاب کرتے ہیں تو مجھے یقین
ہے نہ صرف پولیس مجبور
ہوگی ایکشن لینے پر بلکے بڑے
بڑے ادارے حرکت میں آجائیں
گے۔۔جس سے ہم اس برائی
کا جڑ سے خاتمہ کرسکتے ہیں۔۔
یتیم مسکین بچوں کے پاس
ایک یتیم خانہ ہی تو
پناہ گاہ ہوتی
ہے ۔۔۔ورنہ وہ بےآسرا بچے کہاں
جائیں گے۔۔" قیصر
ان کے سامنے بیٹھا۔۔انھیں کنونس
کرنے کی سعی میں لگا تھا۔۔۔
ان یتیم بچوں کے پیچھے"
آپ چاہتے ہیں کے ہم بڑے
"بڑے لوگوں کو ناراض کردیں؟
ان کا پلٹ سوال۔۔قیصر
کے لبوں پر طنزیہ مسکان بکھیر
لایا تھا۔۔۔

پتا ہے امیروں میں سب سے
بیسٹ چیز کیا ہوتی ہے۔۔ان
کا بھائی چارہ۔۔خود بھی کھاو
اور دوسرے کو بھی کھانے دو
کا نعرہ۔۔۔یہ لوگ بظاہر لڑتے
اور ایک دوسرے کی
ٹانگ کھینچتے
نظر آتے ہیں مگر درحقیقت
یہ پیٹی بھائی ہوتے ہیں
ایک دوسرے کے عیبوں کو
جانتے ہوئے بھی پردہ رکھنے
والے۔۔۔
ہونہہ۔۔ناراض؟؟۔۔۔صرف"
یہ بڑے لوگ ناراض نہ ہوں اس لیے
آپ اتنے بڑے سچ سے منہ
موڑ لیں گے۔۔جیسے کچھ ہوا ہی
نہیں ۔۔کیا واقعی آپ ایسا
کرسکتے ہیں؟؟" قیصر
کو لمحہ بھر کے لیے جیسے
یقین نہیں آرہا تھا ۔۔۔اتنے بھی
بےضمیر ہوتے ہیں لوگ۔۔۔
بیٹا۔۔ان جذباتی باتوں سے"
"چینل نہیں چلا کرتے۔۔۔

وہ گمبھیر لہجے میں بولے۔۔
جیسے ناجانے کتنا گہرا
فلسفہ بیان کررہے ہوں اسے
کامیاب زندگی جینے کی۔۔۔
قیصر سمجھ گیا تھا ایک
لمحہ بھی وہ وہاں رکا ناں
تو اس گنجے کو دانتوں سے
محروم ضرور کردے گا۔۔۔اور
وہ نہیں چاہتا تھا ایسا
ہو کیونکے
دماغ میں دوسرا آئیڈیا تیار
تھا اس کے ۔۔۔
اس کا کام مکمل
ہوچکا تھا۔۔۔
تھک ہار کر ون سٹ صوفے
پر بیٹھتے ۔۔۔ایک ٹانگ پر
دوسری ٹانگ جماکر۔۔۔
شہانہ انداز میں بیٹھا
معنی خیزی سے مسکرا
رہا تھا۔۔۔
بلیک صوفے پر۔۔
وائٹ ہوڈی میں ملبوس
بیٹھا وہ کم عمر لڑکا

پہلی ہی نظر میں کسی کو
بھی مبہوت کردے---
اس انیس سالہ چہرے پر
بھولے پن کے اثار دور دور
تک نہ تھے--وہ تو کوئی
ڈارک پرسنلٹی کا مالک
معلوم ہورہا تھا--
ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں
مگن تھا--کے سیل رنگ ہوا-
جس کی آواز
خاموش کمرے میں الگ
ہی گونجی---
کال شمیم خاتون کی تھی
یہ دیکھ اس نے فورا
ریسیو کی---
آپ کب تک آرہے ہیں"
چھوٹے ماسٹر؟؟--میری
بہن اور میں گھر جانے کے
لیے بیٹھے ہیں--"وہ
تیزی سے بولی تھیں---
بس میں نکل رہا ہوں "
یہاں سے--جگنو نے
"کھانا کھایا؟؟--

جب نایاب نئی نئی اس کی

زندگی میں آئی تھی تو

وہ پورا دن بھوکی رہی تھی

مگر قیصر کو ذرا فرق نہ

پڑا تھا اور آج وہ ہی قیصر

تھا جو اس کے کھانے

کو لے کر سب سے زیادہ فکرمند

تھا۔۔۔

جی نہیں۔۔وہ کھا ہی"

نہیں رہی۔۔" شمیم خاتون

نے بےبسی سے جواب دیا۔۔۔

یہ بچے کھانا کھانے میں"

اتنے نخرے کیوں دیکھاتے

ہیں؟" وہ سر جھٹک کر کھڑا

ہوتے۔۔۔پریشان ہوکر گویا ہوا۔۔

نایاب اس کے میوزک

کے نوٹس

خراب کردے۔۔کوئی مسئلہ

نہیں۔۔نایاب اس کے سوئمنگ

پول کو اپنے کھلونوں کا

پول بنا دے۔۔کوئی مسئلہ نہیں۔۔

نایاب اس کے کالج بیگ سے

کتابیں نکال کر اس میں

اپنی کلا کاریاں دیکھائے

حضرت کو تب بھی کوئی مسئلہ

نہیں۔۔نایاب اس کا سیل

غصے میں زمین ہر دے

مارے کوئی مسئلہ نہیں ۔۔

الغرض نایاب کچھ بھی کام

بگاڑے اس بندے کو کوئی مسئلہ

نہیں۔۔لیکن بس وہ کھانا

نہ کھائے تو قیصر

عبدالرحمان کے لیے یہ دنیا

کا سب سے بڑا مسئلہ

بن جاتا ہے۔۔۔

آپ فون اسے دیں۔۔"

"میں خود بات کرتا ہوں۔۔

وہ بات کرتے ہوئے۔۔۔

گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔

"ہیلو قیصر"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

گاڑی مین دروازے سے باہر

لانے کے

بعد سیل کان سے

لگائے۔۔وہ

گاڑی سے اترا۔۔اور

مین دروازہ اپنے ہاتھوں سے
بند کرکے تالا لگانے لگا۔۔۔
اتنے میں دوسری جانب
شمیم خاتون موبائل لے
کر نایاب
کے کمرے تک پہنچ
گئ تھیں۔۔۔
ہیلو۔۔کھانا کیوں نہیں"
کھایا؟؟۔۔"وہ بڑے سے
دروازے پر تالا لگاتے ہوئے
پوچھ رہا تھا۔۔
اس کے لہجے میں برہمی
جھلک رہی تھی۔۔۔
تم آو قیصر پہلے "میٹھی"
سی آواز میں ڈیمانڈ کی۔۔
قیصر کی آواز کی برہمی
محسوس کر۔۔نایاب کے حلق
کا لاوڈ اسپیکر از خود ہی
منمناہٹ میں تبدیل ہوگیا
تھا۔۔۔
نایاب ٹائم دیکھا ہے تم نے۔۔تمھاری"
عمر کے بچے اس وقت سوتے
ہیں تاکے صبح اسکول جانے

کے لیے اٹھ سکیں۔۔مگر
تم نے تو کھانا تک نہیں کھایا
ہے ابھی تک۔۔آنتیں سوکھ
جاتیں ہیں زیادی بھوکا رہنے سے۔۔
کتنی بار کہا ہے وقت پر کھانا
"کھاو۔
قیصر بن بادل برسات
کی طرح برسنا شروع ہوچکا
تھا ۔۔پہلے ہی مسئلے کم تھے
زندگی میں جو اب نایاب بی بی
بھی اپنا حصہ ڈال رہی تھیں۔۔۔
"پہلے تم آو۔۔پھر کھاوں گی۔۔"
وہ بضد تھی۔۔۔
افففف۔۔نایاب ابھی میں نکل"
رہا ہوں یہاں سے۔۔ایک ڈیڑھ
گھنٹے کا رستہ ہے۔۔ تب تک
بھوکی رہو گی کیا ؟؟۔۔تھوڑا
سہ کھا لو پلیز۔۔۔" وہ فکرمندی
سے کہتا اپنی گاڑی کی جانب
آیا۔۔اور گاڑی کا ڈور کھولا۔۔۔
نہیں ۔۔تم آو پہلے ۔۔" قیصر"
نے خاصہ جھنجھلاکر
آنکھیں اوپر کی

جانب دیکھتے ہوئے بند کیں---
ٹھیک ہے--میں آرہا ہوں--جب تک"
دو کیلے تو کھا ہی سکتی ہوناں--
پلیز---میری خاطر---" جب دیکھا
ڈانٹ ڈپٹ سے کام نہیں بن رہا--
وہ نہیں ہٹ رہی اپنی ضد سے---
تو طریقہ بدلا---
ہاں--لیکن ایک کھاوں گی--دو"
"نہیں---
اس کے منتی لہجے پر--نایاب
فورا راضی ہوئی مگر صرف ایک
کھانے کے لیے---
پاکٹ سے بلوٹوتھ نکال کر
اس نے چارج پر لگائی---
پھر گاڑی اسٹارٹ کی---اب
وہ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ
پکڑے --اور دوسرے ہاتھ سے
سیل کان پر لگائے بات کررہا
تھا---
جیسے دوسرے مرد لمبے سفر
پر اپنی شریک حیات سے بات
کرتے ہوئے ڈرائیو کرتے ہیں کے
سفر کی طوالت کا احساس ہی

نہ ہو۔۔بالکل ویسے ہی وہ نایاب

سے باتیں کررہا تھا۔۔۔

"دو کھالو ناں یار ۔۔"

وہ اچھے سے واقف تھا

دو کیلے اس کے چھوٹے سے

ہیٹ کو بھرنے کے لیے بہت ہیں۔۔۔

شاید ہی کبھی کسی کی اتنی

منت کی کھانے کی ۔۔۔جتنی اس

کی کرتا ہے۔۔

نہیں۔۔پیٹ بھر جائے گا۔۔۔"

"پھر بلیک میل کیسے کروں گی

وہ معصومیت سے بولی

تو مقابل کے چہرے پر بڑی

سی تبسم بکھرئی۔۔۔

او۔۔۔تو تم مجھے"

بلیک میل کرنے کے لیے بیٹھی

ہوئی ہو۔۔" اس نے مضحکہ خیز

انداز میں سرخ ہونٹوں کو گول

کرتے مزے سے کہا۔۔۔

ہاں۔۔قیصر۔۔۔" وہ فورا"

ہی بولی تھی۔۔۔

وہ مسکرا رہا تھا مسلسل۔۔۔

اور کیا میں جان سکتا ہوں"

مجھے کس بات پر بلیک میل
"کیا جانے والا ہے؟
وہ خاصہ محظوظ انداز
میں استفسار
کررہا تھا۔ ۔
"بس چھوٹی سی بات ہے"
وہ اپنی میٹھی سی آواز
میں لچک لاتے ہوئے بولی ۔۔
قیصر سمجھ گیا تھا بات
چھوٹی نہیں ہے ورنہ بلیک
میلنگ تک بات نہ پہنچتی۔۔۔
ہاں۔۔تو یہ چھوٹی سی بات"
مجھے بتا دو۔۔تاکے میں اپنا
دماغ تیار کرلوں۔۔"وہ
ڈرائیو کررہا تھا اور
مزے سے
اپنی بیوی سے باتیں بھی۔۔۔
نہیں ۔۔تم دماغ ضرور بناو"
گے۔۔مگر اپوزٹ۔۔" مقابل رد
میں تیزی سے بولی تھی۔۔۔
جس پر وہ مزید مسکرانے
لگا۔۔اور وہ مسکراہٹ نہایت
ہی دلفریب تھی۔۔۔ایسی

کے کسی

کے بھی دل میں

اتر جائے --

دے hint اچھا"

دو کوئی--"وہ منتی لہجے میں

گویا ہوا---

"نو-- "

❤️❤️❤️❤️❤️

چھوٹی سی "مزید منت ---"

نو" قطعی لہجہ---"

پلیز یار--"شدید منت---"

نو وے--" وہ اترا"

کر بضد لہجے میں---

جگنو میں تمھارا"

ہینڈسم قیصر نہیں ہوں؟؟--

پلیز یار--ہینڈسم لڑکوں

کی بات نہیں ٹالتے---کم اون--

--" وہ بھی

بچوں کی طرح ضدی بنا

ہوا تھا---

اس کی گاڑی اب ٹول پلازہ

پر رکی تھی---پیسے دے

کر پرچی لینے کے بعد--اس

نے گاڑی آگے بڑھائی---
رات کا وقت تھا---
موسم نہ زیادہ گرم تھا
نہ ٹھنڈا---اس نے کھڑکی کھول
رکھی تھی---تاکے تازہ ہوا
کا مزہ لے سکے---
طویل ڈرائیونگ ایک تھکا دینے
والا عمل ہے --مگر جب
بیوی کی کمپنی
ہو--تو سفر جتنا طویل اتنا
پیارا---اسے ایک لمحے کے
لیے بھی تھکان کا احساس
نہیں ہوا تھا---
نو--نو--نو--میاو---چچچ"
"ششش
وہ بھی پکی ٹھری--مگر
ایک اور آنے والی آواز نے
قیصر کی توجہ کھینچی---
یہ تو بلی کی آواز ہے--"
یہ کہاں سے آرہی ہے ؟؟--" وہ
فورا بولا تھا---
قیصررررر---" کچھ نہ"
کہا--بس معصومیت سے

منتی لہجے میں نام لیا۔۔وہ

بھی کھینچتے ہوئے۔۔۔

بلی؟۔۔رائٹ؟؟۔۔او"

تو یہ بات ہے۔۔" وہ پہنچ چکا

تھا۔۔جس پر نایاب نے منہ

بسور کر آنکھیں میچیں۔۔۔

قیصر ۔۔ یہ بہت پیاری ہے۔۔۔"

"چھوٹی سی۔۔پلیز۔۔۔

وہ منتی لہجے میں ۔۔۔

آئی کہاں سے ؟؟" اس نے"

ایک گہرا سانس ہوا میں

خارج کیا تھا۔۔اب

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا

تھا۔۔۔

پتا نہیں۔۔مجھے تو"

"گارڈن میں ملی۔۔

اس کی ننھی آواز میں

ڈر تھا بتاتے وقت۔۔۔

تو تمھیں شمیم انٹی کو"

دینا چاہیے تھا۔۔ضرور برابر

والوں کی ہوگی۔۔وہ اسے

"اس کے مالک کو دے دیتیں۔۔

قیصر کی بات سن ۔۔نایاب کا

منہ ناگواری سے پھولا---
وہ میری ہے --" خاصہ جتاتے"
ہوئے دوسری جانب سے آواز
آئی---
ہونہہہہ---تم نانا نواسی کا"
کیا قبضے کا کاروبار ہے؟؟-
ہر کسی پر اپنا قبضہ جما لیتے
ہو---" وہ منہ بگاڑ کر
طنزیہ کہ اٹھا----
تم ہمیشہ میرے نانا"
کو برا کہتے ہو قیصر--یہ
گندی بات ہے---"اسے
اپنے نانا سے بےلوث محبت
تھی---جس کا اظہار
وہ اکثر کیا کرتی---
ٹھیک ہے--نہیں کہتا"
تمھارے نانا کو کچھ برا---
لیکن میرے آنے سے پہلے
بلی کو گھر سے نکالو--اور
شمیم انٹی کو فون دو---
میں ان سے کمرا اچھی طرح
"صاف کرنے کا کہوں گا---
قیصر کے کہتے ہی نایاب نے

ڈرتے ڈرتے سامنے کھڑی شمیم

خاتون کی جانب دیکھا۔۔۔

اور پھر اپنی گود میں

بیٹھی چھوٹی سی سفید

پرشین بلی کے بچے کو۔۔۔

وہ بہت کیوٹ تھا۔۔۔

خاص طور پر اس کی

لائٹ نیلی

آنکھیں۔۔۔

یہ میری ہے۔۔۔اور یہ گھر بھی"

میرا ہے۔۔۔اور میری کیٹو کہیں

نہیں جانے والی۔۔۔اور اگر

تم نے میری کیٹو کو نکالا

تو میں کھانا نہیں

"کھاوں گی۔۔

وہ منہ پھولا کر روندی آواز

میں دھمکی لگا رہی تھی۔۔۔۔

ہاں تو مت کھانا۔۔کون سہ"

"میرے پیٹ میں جائے گا۔۔

۔وہ لاپرواہی

سے گویا ہوا۔۔۔تو نایاب کا

دم خشک ہوا۔۔۔۔

اس نے اپنی ننھی گود میں

کیٹو کو دیکھا۔۔اور پھر
کیا تھا دھاڑئیں مار مار
کر رونا شروع کردیا۔۔۔
"جگنو رو مت ۔۔"
وہ تیزی سے بولا تھا۔۔مگر
اب وہ کہاں سن رہی تھی۔۔
اس نے موبائل بھی بیڈ پر
پٹخنے والے انداز میں پھینک
دیا ۔۔
شمیم خاتون کا دم نکلا تھا
اپنے موبائل کو پٹختا دیکھ۔۔۔
پھرتی سے آگے بڑھ کر
انھوں نے سیل اٹھایا۔۔
ہیلو چھوٹے ماسٹر۔۔" انھوں"
نے اسکرین دیکھی۔۔کال ابھی
بھی جاری تھی۔۔سیل کان سے
لگاکر عجلت سے کہا۔۔
"انٹی جگنو کو چپ کرائیں۔۔"
قیصر پریشان
لہجے میں بول رہا تھا۔۔
نایاب بی بی چپ ہو جاؤ ۔۔"
ایسے مت رو۔۔" شمیم
خاتون فورا نایاب

کے پاس بیٹھ کر اس

کے آنسو صاف کرتے ہوئے

اسے چپ کرانے کی

کوشش کرنے لگیں

مگر وہ کہاں چپ

ہونے والی تھی اب---

قیصر سے "

بولیں ناں-- میری

"کیٹو کہیں نہیں جائے گی--

یہ پہلی بار

تھا جب شمیم خاتون

سے اس نے خود مخاطب

ہو کر کنورسیشن

سٹارٹ کی---

قیصر سن سکتا

تھا اس کی آواز---

جو روتی الگ ہی معلوم

ہورہی تھی ---

چھوٹے ماسٹر رہنے دیں"

ناں ---میں سنبھال لوں گی---

نایاب بی بی اس کے لیے

"بہت رو رہی ہیں---

ایک گھنٹہ لگنا تھا اسے

پہنچتے پہنچتے---اتنے
وقت میں تو
نایاب نے رو رو کر ہلکان
کرلینا تھا خود کو---
"اوکے---فون دیں اسے---"
نہایت جھنجھلاکر کہا---
ماسٹر آپ سے بات کریں"
گے نایاب بی بی" شمیم
خاتون نے سیل فورا ہی
نایاب کی جانب بڑھایا
تھا مگر اس نے نہ لیا---
وہ بس روئے جارہی تھی--
چھوٹے ماسٹر وہ نہیں بات کر"
"رہیں--
آپ اس کے کان سے"
سیل لگا دیں--" عجلت سے
گویا ہوا---
شمیم خاتون نے
فورا ہی حکم کی
تعمیل کرتے نایاب
کے کان سے سیل لگایا---
مجھے بات نہیں کرنی--"
قیصر گندہ ہے----" وہ روتے

ہوۓ سیل کان سے ہٹانے لگی۔۔
قیصر کا اس کا آخری
جملہ سن انکھیں ٹوسٹ
ہوئیں۔۔ واہ جی واہ۔۔۔
ایک بلی کے بچے کی
بھی نایاب بی بی
کی نظر میں اس سے
زیادہ اہمیت تھی۔۔۔
محبوب ہوتا ہی سنگ دل
ہے۔۔۔سوچتے ہوۓ سر
جھٹکا۔۔۔
جگنو۔۔۔سوری یار۔۔۔"
تم رکھو اپنی کیٹو کو
اپنے پاس ۔۔۔
"بس رونا بند کرو۔۔۔
مگر یہ برابر "
والوں کی کیٹو ہے۔۔۔ وہ
اسے لینے آ جائیں گے۔۔۔
آج تو میں نے شمیم
انٹی کو دروازہ کھولنے
نہیں دیا لیکن مجھے
پتہ ہے وہ کل آکر لے
جائیں گے۔۔۔" اپنے

ہاتھوں سے آنکھوں
کو رگڑتے ہوئے وہ اپنی
ننھی ننھی سی فکریں
و پریشانی بتانے لگی۔۔
اچھا تم رو مت ۔۔میں"
بات کرلوں گا برابر والوں
سے بھی۔۔"وہ اعتماد میں
لینے لگا۔۔۔تاکے مقابل رونا
بند کرے۔۔۔
اور پھر بھی وہ میری کیٹو "
لے گئے تو؟؟۔۔۔"ڈر ظاہر کیا۔۔۔
تو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔میں نیا"
"لادوں گا تمھیں۔۔
خاصہ لاپرواہی سے۔۔
بس یہ سننا تھا کے پہلے
سے زیادہ زور دار آواز کے
ساتھ اس نے پھر سے رونا
شروع کردیا ۔۔
نہیں۔۔مجھے دوسری نہیں"
چاہیے ۔مجھے یہی کیٹو
چاہیے۔۔۔" وہ بضد تھی ۔۔
اوکے۔۔۔پہلے رونا بند کرو۔۔۔"
رونے سے مسئلے حل ہوتے

تو پوری دنیا ہی رو لیتی---

اب چپ ہو پہلے---اور بات

سنو میری---تم کھانا کھاو--

پھر اپنی کیٹو کے ساتھ سو

جاو---میں آکر سنبھال لوں گا

سب---کیٹو تمھارے ہی پاس

"رہے گی --اوکے--

نایاب اس کی بات سن اپنا

رونا بھول مسکرانے لگی---

اوکے---پر وعدہ کرو تم"

میری کیٹو کو کسی کو

" لے جانے نہیں دو گے۔

پکا بابا---کسی کو نہیں لے جانے"

دوں گا---اب باتیں چھوڑو---

اور کھانا کھاو---میں شمیم

انٹی سے پوچھوں گا---اگر کھانا

ٹھیک طرح نہ کھایا تو دیکھنا

"وعدہ توڑ دوں گا میں بھی اپنا--

قیصر کے کہتے ہی وہ فورا

کھانا کھانے کے لیے راضی ہوئی--

"اوکے--میں ابھی کھاتی ہوں--"

ٹھیک ہے --میں ویڈیو کال کررہا"

ہوں---ریسیو کرو--" وہ اپنی

انکھوں کے سامنے اسے
کھانا کھاتے دیکھنا چاہتا تھا۔۔
اوکے۔ ۔" قیصر کے کال کرتے"
ہی   اس نے کال ریسیو کی۔۔۔
قیصر یہ دیکھو۔۔۔"
"میرا کیٹو۔۔ ہے نا پیارا؟؟
اس نے تصدیق چاہی۔۔۔
قیصر نے وائٹ بلی کے بچے کو
نہیں دیکھا اس نے تو
صرف نایاب کو دیکھا
اور نایاب کی آنکھوں کے
لال پپوٹوں کو۔۔۔
میری کوئی مجال ہے "
کہ میں تمہارے کیٹو کو
کچھ کہہ سکوں۔۔"اس نے
ناگواری و بےبسی سے سر
جھٹکا تھا۔
اس لڑکے کا خون جل گیا
تھا نایاب کی بھوری
آنکھوں کو سرخ ڈوروں
سے سجا دیکھ۔۔ لیکن وہ کیا کہہ
سکتا تھا۔۔اتنا تو کہا
پیی کر وہ جان نہیں بناتی۔۔

جتنا
فالتوہ کی ضدوں کے پیچھے
رورو کر اپنی جان کو ہلکان
کرلیتی ہے---
مگر وہ نہیں جانتا بچہ اپنے
ناز و نخرے دیکھاتا ہی اسے ہے
جس کے بارے میں یقین
ہو کے اٹھائے گا --
اب چلو رکھ دو اسے --- "
اور اچھی طرح ہاتھ
واش کر کے کھانا کھانے بیٹھو--
اور انٹی پلیز آپ بلی کو
یہاں سے ہٹائیں--
کھانا کھاتے وقت وہ جگنو
"کے قریب نہیں آنی چاہیے--
ایسا کیوں ؟؟یہ بھی تو "
بھوکی ہے --اسے بھی تو کھانا
کھانا ہوگا--"نایاب فورا ہی
احتجاجا بول اٹھی تھی---
اس نے سیل اچھی
طرح ٹشو باکس سے
سیٹ کر رہا تھا تاکہ
وہ گرے بھی نہ اور

اسکرین بھی دکھاتا رہے۔۔
چلو ٹھیک ہے۔۔ "
غصہ نہ ہو میں
انٹی سے کہہ دیتا ہوں
اسے باہر جا کے دودھ پلا
" دیں گی
"میرے ساتھ کیوں نہیں؟؟"
وہ تیزی سے اعتراضا
لہجے میں استفسار
کرنے لگی۔۔۔
قیصر کا صبر اب
جواب دینے لگا تھا۔۔۔
جگنو وہ جانور ہے۔۔۔"
ہزاروں جراثیم ہوں گے
اس میں۔۔ پھر اس کا رواں
بال وغیرہ اگر تمہارے
کھانے میں آگیا تو ۔۔۔
میں منع تھوڑی کر
رہا ہوں اسے کھانا
کھلانے کے لیے
میں بول تو رہا ہوں
انٹی سے وہ پلا دیں گی
باہر دودھ اسے۔۔

تم اپنا کھانا کھاؤ

اور سب سے پہلے اٹھو

"اور ہاتھ واش کرو---

اب وہ دانت پیستے

ہوئے بول رہا تھا جیسے

بس نہ چلتا ہو خود ہی

وہاں آکر اس کا ہاتھ پکڑ

کر دھلائے--اور کھانا

منہ میں ڈالنا شروع کر دے---

❤️❤️❤️❤️❤️

اچھا اچھا -- "

"غصہ کیوں ہو رہے ہو؟؟

نایاب نے کسی بڑی اماں

کی طرح ایک ہاتھ سیل

کے آگے(اسٹاپ کا سگنل

دکھاتے) ہوئے کہا --تو مقابل

بےساختہ ہی مسکرا دیا --

لیکن وہ مسکراہٹ بہت

زیادہ جلی بھونی سی تھی---

کیونکہ آدھے گھنٹے "

سے زیادہ ہو گیا ہے مجھے

تمھیں کنویس کرتے ہوئے

کہ کھانا کھا لو---"وہ جزبز

ہوکر جتاتے ہوئے کہ رہا تھا---
انٹی پکڑئیں"
میں ہاتھ واش کر کے
آتی ہوں--" نایاب
اس کا غصہ دیکھ ڈر گئی
تھی اس لیے فورا ہی
شمیم خاتون کو سیل
پکڑا کر ہاتھ واش کرنے
بھاگی---
انٹی سب سے پہلے "
تو یہ چادر صاف کریں --
مجھے بالکل صفائی
چاہیے جب میں واپس
اؤں-- اور اس بلی کے
بچے کو نکال کے باہر کریں
میرے کمرے سے---جگنو
کے کھانا کھاتے وقت
"تو یہ بالکل قریب نہ ہو--
اس کے لہجے سے
جھنجھلاہٹ ظاہر تھی---
جی چھوٹے ماسٹر---" شمیم"
خاتون اس کم عمر لڑکے
کی جھنجلاہٹ اور غصے

کو محسوس کر فورا

ہی اس بلی کے بچے

کو بیڈ سے اٹھا کر

باہر کی جانب لپکیں --

بلی کو لاونچ میں لا کر

انہوں نے صوفے پر چھوڑا

اور خود اچھی طرح

ہینڈ واش کرنے کے بعد

نایاب کے لیے کھانا

نکالنے لگیں---

نایاب ہینڈ واش کر کے

نیچے آئی تو اس کے لیے

کھانا لگ چکا تھا ڈائننگ

ٹیبل پر --

وہ مزے سے کھانا کھانے

لگی ساتھ ساتھ وہ کیٹو

کو بھی دیکھ رہی تھی

جو سامنے ہی صوفے پر

لیٹی ہوئی تھی --- جبکہ

شمیم خاتون اپنا سیل

پکڑے نایاب کو کھانا

کھاتے ہوئے قیصر کو دکھا

رہی تھیں--

کھانا کھانے کے بعد وہ
سب سے پہلے کیٹو کے پاس
بھاگی تھی---
بی بی اسے اوپر لے "
کر مت جائیں---چھوٹے
ماسٹر بہت غصہ کریں گے--
آپ اسے لے کر یہیں
کھیل لیں تب تک میں
اوپر کا کمرہ صاف کر
دیتی ہوں ان کے آنے
سے پہلے پہلے---" شمیم
خاتون نے نایاب کو
اوپر جانے نہیں دیا تھا
دوبارہ کیٹو کے ساتھ---
وہ اپنی کیٹو کے ساتھ
کھیلنے میں اتنی مگن تھی
کہ اسے کوئی وقت کا اندازہ
ہی نہیں ہوا --اوپر سے شمیم
خاتون اتنی تھک چکی تھیں
کہ وہ قیصر کے کمرے
میں صوفے پر ہی ڈھ گئیں
صفائی کرنے کے بعد--
نیچے ان کی بہن جو گیسٹ

روم میں تھی وہ بھی سو

چکی تھی کب کی---

"کیٹو باہر مت جاو-باہر--"

وہ ابھی کیٹو کے پیچھے

بھاگتی ہوئی گارڈن

تک پہنچی ہی تھی کہ

وہاں اسے مین دروازے

سے ایک برقعہ پہنی

عورت اندر آتی نظر آئی --

ہاہاہا--قیصر برقعے والی انٹی --"

"قیصر برقعے والی انٹی--

وہ تالیاں بجا بجاکر

قیصر کا خوب مزاق اڑا رہی تھی--

قیصر نے فورا ہی آگے

بڑھ کر اپنا ہاتھ اس کے منہ

پر رکھا-تاکے آواز دبا سکے---

جگنو کیوں مر واو گی مجھے--"

ابھی کسی نے سن لیا تو سارا

پلان خراب ہوجائے گا---" وہ اس

کے کان کے پاس منہ لاکر---

سرگوشی کرنے لگا---

اور تم اکیلے یہاں کیا کررہی ہو؟؟"

"انٹی اور ان کی بہن کہاں ہے؟؟-

اب اس نے ہاتھ ہٹاکر---آہستگی سے

پوچھا---

انٹی اوپر صفائی کے لیے"

گئ تھیں وہ

واپس نہیں آئیں--اور ان کی

بہن تو خوب کھا پیاکر سو

رہی ہے گیسٹ روم میں

پتا ہے کتنی زور زور سے گانے

چلا رہی تھی وہ-- انہوں نے

تو میرے کان ہی پھاڑ دیے تھے--

انٹی بھی انہیں کچھ نہیں

کہہ رہی تھی---" نایاب نے

فورا ہی گھر کا حال

احوال بیان کرنا شروع

کر دیا تھا-- جیسے بچوں

کی عادت ہوتی ہے---

"رکو--میں کیٹو کو تو لے لوں--"

قیصر تو اسے اٹھاکر

فورا ہی چل دیا تھا اندر کی

جانب---مگر وہ احتجاج کرنے

لگی---جس کی وجہ سے

وہ مجبور ہوا--اسے گود سے

اتارنے پر---بس گود سے

اترنا تھا وہ فورا بھاگتی ہوئی

کیٹو کو پکڑ لائی---

"قیصر انٹی گود میں لینا--"

وہ بھی کہاں باز آرہی تھی چھیڑنے

سے---

"انٹی؟؟--بتاوں تمھیں میں ابھی"

اس نے گود میں اٹھاتے ہی--

آنکھیں دیکھائیں---

برقعے والی انٹی--برقعے والی"

انٹی--" وہ بچہ کیا --جو چپ ہو جائے

یہ دیکھ-کے سامنے والا چڑ رہا ہے---

اسے تو مزا آرہا تھا---

"چپ----تم اندر چلو--"

وہ اسے فورا ہی اندر کی جانب

لے کر بڑھا ----اس سے پہلے کوئی

اس کی آواز سنے---

اندر آتے ہی اسے آرام سے

صوفے پر بیٹھایا--اور اپنا برقعہ

اتارنے لگا---

قیصر --تم کیوٹ لگ رہے"

ہو برقعے میں--" نایاب خوب

مزاق اڑانے میں لگی تھی---

اچھا--تو پھر کس می--" قیصر"

فورا ہی اس کے آگے اپنا
چہرہ لے آیا تھا۔۔۔
شور۔۔۔" نایاب نے مسکرا کر"
کہا۔۔اور فورا ہی اس کے گال
کو چوما۔۔۔
لو یوو۔۔" جواب میں قیصر"
نے اس کی پیشانی چومی۔۔
جیسے وہ ہر بار چومتا تھا۔۔۔
برقعہ وہیں رکھ کر۔۔
وہ نایاب اور اس کی ننھی
باہوں میں کیٹو کو لے کر
اوپر چل دیا تھا۔۔
انٹی؟؟۔۔" صوفے پر"
شمیم خاتون کو
سوتا ہوا پاکر اس نے آواز
لگائی۔۔۔
قیصر کی آواز پر وہ
گڑبڑا کر اٹھیں۔۔
"چھوٹے ماسٹر۔۔۔"
انٹی میں آپ کو نایاب کی"
حفاظت کے لیے چھوڑ کر گیا تھا
نہ کے سونے کے لیے۔۔۔پتا ہے رات
کے اس وقت وہ گارڈن میں تھی

اکیلی---" وہ غصے سے
سرخ ہوکر چیخا تھا---
کوئی بھی چیختا --اگر
اسے اپنا بچہ رات کے دوسرے
پہر گارڈن میں اکیلا کھیلتا
ہوا ملتا---
سوری چھوٹے ماسٹر---"
میں تو صفائی کرنے آئی
تھی پتا نہیں کیسے سوگئ
یہاں" وہ نروس ہوکر---
لرزتے وجود کے ساتھ جواب دہ
ہوئیں ---
قیصر ان کی غلطی"
نہیں ہے--" نایاب فورا ہی
حمایت میں بولی تھی---
چپ رہو تم--" سختی سے"
اسے آنکھیں دیکھاتے
چپ کرایا---
اور آپ --اگر دوبارا ایسا"
ہوا ناں---تو مجھے کہنے کی ضرورت
نہ پڑۓ--آپ خودی کام
چھوڑ دیجیے
گا---" نایاب کے معاملے میں وہ

لاپرواہی کسی صورت معاف
نہیں کرسکتا تھا۔۔۔
اب جائیں۔۔۔" وہ وہیں اثبات"
میں سر ہلا رہی تھیں کھڑے
ہوکر۔۔کے وہ دوبارا چیخا۔۔۔جس
پر وہ ڈر کر تیزی سے کمرے
سے نکل گئیں۔۔۔
قیصر۔۔۔وہ بڑی ہیں۔۔۔تم"
ان سے ایسے بات نہیں
"کرسکتے۔۔
نایاب فورا ہی بول ہڑئی تھی
احتجاجا۔۔۔
اگر بڑوں کو اپنا کام"
ٹھیک طرح کرنا نہ آئے
تو چھوٹوں کو بولنا پڑتا ہے۔۔۔
اور اب تم چپ کرکے سونے
لیٹو تب تک میں فریش ہوکر
ارہا ہوں۔۔۔" وہ اسے
بیڈ پر بیٹھا کر۔۔۔الماری
کی جانب بڑھا۔۔
جب وہ فریش
ہوکر۔۔اپنی ہاف پینٹ
جو ٹخنوں کو بھی بمشکل

چھپارہی تھی زیب تن

کیے۔۔۔ تھکا ہارا بیڈ

پر آکر لیٹتے ہی لگا تھا۔۔۔کے

اس کی نظر نایاب اور

اسکے پیٹ

کے قریب سوتی بلی پر گئ۔۔۔

ہونہہ۔۔۔اب کیا میں جانوروں"

کے ساتھ بیڈ شیئر

کرنے والا ہوں۔۔" نہایت کڑتے

ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

نہیں۔۔آپ صوفے پر"

"سو جاو۔۔

نایاب نے فورا ہی حل پیش کیا۔۔

جسے سنتے ہی

مقابل کے کانوں سے

دھواں نکلنے لگا تھا۔۔۔

وہ سات سال کی ہونے

والی تھی۔۔۔صرف دو ماہ رہ

گئے تھےاس کی سالگرہ میں۔۔۔

پورے اس سال میں چاہے کچھ

بھی ہوا ہو۔۔۔اس نے نایاب کو خود

سے الگ نہیں کیا۔۔اور آج صرف

ایک بلی کے بچے کی

اتنی اہمیت تھی
کے اس سنگ دل بچی نے ایک
لمحہ نہ لگایا تھا اسے اسی کے
بیڈ سے بےدخل کرنے میں---
میں کیوں صوفے پر سونے لگا؟؟-"
اسے بھیجو--"وہ فورا ہی چیخا
تھا---ساتھ ہی انگلی
کیٹو کی جانب کی--
قیصر وہ چھوٹا ہے--وہ"
ڈر جائے گا اکیلے--" نایاب فورا
ہی اٹھ کر بیٹھ---
تیزی سے بولی---
❤️❤️❤️❤️
میں بھی تو ڈر جاتا ہوں--"
مجھے تو تمھارا ہاتھ پکڑے
"بغیر نیند بھی نہیں آتی--
وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا--
وہ واقعی اس کا ہاتھ پکڑ کر
سویا کرتا تھا----
قیصر کے دنیا جہاں
کی مظلومیت
و معصومیت چہرے پر سجائے
کہتے ہی---نایاب پریشان ہوئی---

"اچھا۔۔تو پھر ایڈجسٹ کر لو ۔۔"
اس کی بھولی چمکتی
آنکھوں میں جو لچک تھی
ناں۔۔ جو معصومیت تھی
بس وہ قیصر کو مجبور کر
گئی کہ اس کی بات مان لے۔۔
ٹھیک ہے۔۔۔مگر تم اور میں"
اس سائیڈ سوئیں گے۔۔اور یہ
بلی کا بچہ لیف سائیڈ"وہ کہتے ہی
بیڈ پر لیٹا۔۔۔اور اپنا بازو
پھیلاکر۔۔۔نایاب کو
اپنے بازو پر لیٹایا۔۔۔پھر
کیٹو اور نایاب کے درمیان
تکیہ حائل کردیا۔۔۔
"مگر وہ دور ہوگیا ہے "
اتنا دور نہیں ہے۔۔۔پھر"
"میں دیکھتا رہوں گا اسے۔۔۔
قیصر نے خود پر اور
نایاب پر کمبل ڈالتے۔۔۔آرام سے
پراعتماد لہجے میں کہا۔۔۔
قیصر۔۔۔" اب وہ اس کم عمر"
لڑلے کے
چہرے پر آنے والی ہلکی ہلکی

داڑھی دیکھ رہی تھی---

"ہمم؟؟"

"یہ تو چبھ رہی ہے--"

وہ آنکھیں موند چکا تھا---

مگر نایاب کی انگلیوں کو اپنی

ٹھوڑی پر آنے والی ہلکی ہلکی

داڑھی پر ہاتھ لگاتا

مسلسل محسوس

کررہا تھا---

ہمم--" وہ بہت پرسکون"

تھا اس لمحے---

"قیصر---برقعے والی انٹی--"

اس لڑکی کی آنکھوں میں

اب بھی نیند کا دور دور

تک کوئی اثار نہیں تھا---اس

کی شرارت بھری آواز سے ہی

قیصر اندازہ لگا سکتا

تھا کے اس کی بیٹری فل چارج

ہے---

کیا کہا مجھے؟؟--" کوئی"

نہیں جانتا کل کیا ہونے والا

ہے---اس لیے یہ لمحہ

جب ساتھ تھے

جی لینے کا شدت سے
دل کیا۔۔
اگلے ہی پل اس نے
نایاب کے ننھے
پیٹ پر انگلیوں سے گدگدی
مچانا شروع کردی۔۔
جس پر اس کے قہقہوں سے
کمرا گونجنے لگا۔۔۔
اب بولو گی؟" چیلنجنگ"
لہجے میں
نایاب کا چہرہ ہنس ہنس کر
سفید سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔
نہیں۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔"وہ سیدھی"
ہوئ۔۔اب مزید گدگدیاں برداشت
کرنے کی ہمت نہیں تھی
اس میں۔۔۔
گڈ۔۔اب چلو سو جاو۔۔۔ "
"صبح جلدی نکلنا ہے مجھے۔۔۔
وہ نرمی اس کے چہرے پر ہلکا
سہ تھپتھپاتے ہوئے گویا
ہوا۔۔۔
پھر سے برقعہ پہن کر"
جاو گے ؟؟" وہ بڑے پیار سے

پوچھ رہی تھی---

"ہاں---"

"کیوں؟؟--"

جب بڑی ہوجاو گی ناں-"

تب پوچھنا مجھ سے---پھر

بتاوں گا---"اسی گمان کے ساتھ

کہا کے وہ بھول جائے گی---

پکا؟؟"اس کی ننھی "

بھوری آنکھیں

چمکی تھیں یہ

پوچھتے وقت---

بلکل پکا---" اس کی پیشانی"

کو محبت سے چومتے وعدہ

کیا---

"اب آنکھیں بند کرو-شاباش"

اس کے نرمی سے کہتے ہی

نایاب نے آنکھیں بند کیں---

"گڈ نائٹ قیصر"

"گڈ نائٹ جگنو--"

اس کے ننھے وجود

کو خود میں بھنچتے---

محبت سے لبریز لہجے میں کہا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر۔۔ہماری بلی تمھارے "
گھر آئی ہے کیا ؟؟۔۔"برابر
گھر والے شفیق انکل
دروازے پر کھڑے
اس سے پوچھ رہے
تھے۔۔۔
ہاں۔۔۔مگر اب میرے گھر"
میں ایک قبضہ گروپ آگیا
ہے۔۔۔تو اسے تو آپ بھول ہی
جائیں انکل۔۔۔" اپنی ہاف
جینز کی پاکٹ میں
دونوں ہاتھ
ڈالتا وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔
مگر وہ میری"
"بیٹی کی ہے۔۔۔
وہ ادھیڑ عمر
شخص فورا
احتجاجا بولا تھا۔۔۔
مگر اب وہ میرے"
جگنو کی ہے۔۔۔" مقابل
اتنا ہی جتاتے ہوئے
بولا۔۔۔
"مگر۔۔"

مگر اگر کچھ نہیں ---"

آپ پیسے بتائیں اب" اس نے

بات کاٹی---

وہ خاصہ جھنجھلایا ہوا

دیکھائی دے رہا تھا--کے

شفیق صاحب کے لیے اس

سے بات کرنا بھی مشکل

ہوا ---اور کون نہیں جانتا

تھا کے قیصر عبدالرحمان

یوسف نہایت ہی ٹیڑھا

انسان ہے--

"لیکن وہ روئے گی بہت--"

وہ ابھی بھی ہلکا سہ احتجاج

کررہے تھے ---

نہیں روئے گی---آپ ایک"

"کے بدلے تین کے پیسے لے لیں--

وہ چڑچڑا سہ ہوکر پاکٹ سے

والٹ نکال کر بولا---

یہ لیں----اور اب"

اپنے جانور سنبھال کر رکھیے

گا--کیونکے اگر میرے قبضہ

گروپ کے ہاتھوں وہ لگے تو

بھول جائیے گا کے میں بھرپائی

کروں گا۔۔"پیسے ان کے
ہاتھ میں تھماکر وہ
دروازہ ان کے منہ
پر بند کر کے اندر
چلا آیا تھا۔۔
قیصر۔۔۔دیکھو۔۔ "
یہ کتنا پیارا ہے۔۔میں اسکول
جاوں گی تو یہ ڈر جائے
گا اکیلے ۔۔کیا میں اسے
"ساتھ لے جاوں؟؟
وہ اپنی گدی ہاتھ سے
رگڑتا واپس کمرے میں آیا
تو نایاب اسے نہ صرف جاگتی
بلکے کیٹو کو گود میں لے کر
پیار کرتی ملی۔۔۔
وہ اپنی ہی سوچ میں
تھا۔۔کھڑکی
کی جانب بڑھا۔۔
پردہ ہلکا سہ کھسکا کر ۔۔اس نے
باہر نظر مارئی۔۔
کل کی طرح آج بھی بلیک کار
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
ہونہہ۔۔۔یہ سالے ناجانے"

اور کتنے دن

مجھ پر یوں نظر رکھنے

والے ہیں---" وہ منہ بسور کر

گمبھیر لہجے میں گویا ہوا ---

پھر پردہ تیزی سے ڈھک دیا---

قیصر ---میں ساتھ لے جاوں"

اسے ؟؟"نایاب اب بھی اس کی

جواب کی منتظر بیٹھی تھی- -

"نہیں--تم چھٹی کرو آج-- "

آج پھر سے؟؟" اس کا ننھا"

چہرہ مرجھائے پھول کی مانند

ہوا---

ہاں--کیٹو --اکیلی ہے ناں---"

ڈر جائے گی---"نایاب کو وہ اسکول

کیسے لے کر جاسکتا تھا جبکے

اس پر کڑی نظر رکھی

جارہی تھی -

اب وہ ننھی پری کو تو بتانے

سے رہا سارے مسائل--

اس لیے کیٹو کا سہارا

لیا---

مگر میں اسے زریاب "

"کو دیکھانا چاہتی ہوں

نایاب پھرتی سے بولی
تھی---
تم نے زریاب سے"
"دوستی ختم نہیں کی؟؟
اس کی آواز میں برہمی
از خود ہی جھلک آئی تھی-----
آپ نے حسنہ سے کی؟؟"وہ بھی"
ایک ہاتھ کمر پر ٹکاکر---میدان
میں اترئی---
ایک ابرو اچکاکر---کڑے
تیور میں کیا گیا سوال ۔لمحہ بھر
کے لیے قیصر کو چپی لگا گیا ۔۔
می۔۔میں نے چھوڑ "
دی---تمھیں کیا لگتا ہے میں اتنا
برا ہوں کے تمھیں برائی سے
روکوں گا اور خود ۔۔خود نہیں
رکوں گا---میں نے کٹی کرلی
ہے حسنہ سے۔۔"خشک ہونٹوں
پر تر زبان پھیرتے۔۔وہ بھرم
سے ابھی جھوٹ بول کر چکا ہی
تھا کے اس کا سیل رنگ ہوا۔۔
❤️❤️❤️
کیونکے اس کا سیل نایاب کے

پاس ہی رکھا تھا۔۔تو پہلی
نگاہ اسکرین پر اسی کی گئ۔۔
سیل پر حسنہ کا نام و
تصویر چمکتا
دیکھ ۔۔نایاب غرا کر قیصر
کو دیکھنے لگی۔۔
جبکے قیصر نے دل ہی دل
حسنہ کو ہزاروں کوسیں
دہے تھے غلط ٹائم پر کال
کرنے پر۔۔
اس نے فورا ہی آنکھیں
لمحہ بھر کے لیے میچیں۔۔
قیصر تم واقعی برے ہو۔۔"
چلو کیٹو۔۔یہ گندے بچے ہیں
ان سے بات نہیں کریں
گے اب ہم۔۔ہونہہ۔۔"وہ قیصر
کو منہ چڑھاتی ناراض ہوکر
اپنی بلی کو گود میں اٹھاکر
چل دی تھی ۔۔۔۔
جگنو کم اون یار۔ ۔کال اس کی "
آئی ہے۔۔میں نے تھوڑی کی۔۔پھر
"میں گندا بچہ کیسے ہوگیا؟۔۔
وہ کال کو مکمل اگنور کر

اپنی ننھی سی بیوی کو

منانے فورا پیچھے پیچھے

آیا تھا ----

جگنو---"وہ سیڑھیاں"

اتر رہی تھی

جب قیصر نے آکر اسے

پیچھے سے

ہی گود میں اٹھا لیا---

کیونکے حملہ اچانک ہوا تھا

تو نایاب کے ہاتھ

سے کیٹو چھوٹ

گئ---مگر وہ بلی تھی

فلیکسیبل باڈی ہونے کے سبب

نیچے گرتے ہی

وہ فورا ہی بھاگ

گئ---

جگنو --آج میرے لیے"

بہت بڑا دن ہے---اس لیے آج

"مجھ سے ناراض مت ہو---

وہ لچکدار لہجے میں کہہ

رہا تھا---

"یعنی کل ہو سکتی ہوں؟"

فورا معصومانہ سوال آیا---

نہیں۔۔کبھی نہیں ہوسکتیں۔۔"
جگنو کو آلاو ہی نہیں ہے
"اپنے قیصر سے ناراض ہونا۔۔
خاصہ حق جتاکر۔۔
ان چمکتی بھوری آنکھوں
میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔۔۔
تم میرے قیصر نہیں"
"ہو۔۔تم حسنہ کے ہو۔۔۔
وہ بھولی نہیں تھی
قیصر کے کندھے پر حسنہ
کے سر رکھ کر بیٹھے ہونے
کو۔۔۔جبکے ایک رات
پہلے اس نے تب بھی یہی
کہا تھا کے وہ اس کا ہے۔۔۔
حسنہ بیچ میں کہاں سے"
آگئ جگنو؟؟۔۔۔" وہ خاصہ
چڑ کر پوچھ رہا تھا ۔۔۔
تم جھوٹے ہو قیصر۔۔"
اب مجھے نیچے اتارو۔۔
میرے کیٹو کو بھی گرا
دیا تم نے۔۔۔" وہ بگڑئی۔۔
نہیں۔۔پہلے موڈ ٹھیک"
کرو۔۔۔" قیصر رد میں تیزی

سے بولا---
قیصر---تم مجھے فورس"
نہیں کرسکتے--"وہ ننھی
سی پری منہ پھولا کر
گویا ہوئی---
کیوں ؟؟-اور کہا لکھا "
ہے ایسا ؟؟---میں نے
تو ایسا کوئی رول
نہیں پڑھا"ابرو اچکاکر
بھرپور اعتراضا استفسار کیا-
آج تم صبح ہی صبح مجھے"
کیوں تنگ کررہے ہو ؟؟" اب
وہ چڑھنا شروع
ہوچکی تھی---
آنکھیں چھوٹی کر---بغور
تکتے پوچھنے لگی---
کیونکے صبح ہی صبح"
تم کسی غیر کے لیے مجھ
سے ناراض ہورہی ہو---اور
میں اجازت نہیں دیتا کسی
غیر کو ہمارے بیچ میں
آنے کی چاہے وہ زریاب
"ہو حسنہ ہو یا کیٹو --

ایسا کیوں؟؟" وہ بھولے پن"
سے پوچھ اٹھی---
کیونکے ہمارا ساتھ ہمیشہ"
کا ہے---باقی سب صرف ٹرین
کی بوگی میں چڑھنے
والے لوگ ہیں
جنھیں کہیں ناں کہیں اترنا
ضرور ہے---وہ صرف
ہم ہیں جگنو---
قیصر و نایاب --
جنھیں آخر تک
ساتھ رہنا ہے --
جن کی منزل ایک
ہے---" سیاہ آنکھوں
کو بھوری آنکھوں میں گڑھائے
وہ ایک ایک لفظ صدق دل
سے ادا کررہا تھا---
وہ بس ان سیاہ
آنکھیں میں
جھانکتی رہی --
تم مجھے کبھی چھوڑ"
کر تو نہیں جاو گے ناں
قیصر؟؟--جیسے سب نے

چھوڑا۔" اس کی بھوری

آنکھوں میں ترئی اترئ۔

قیصر کے علاوہ تھا ہی کون

اس کا اس بھری دنیا میں۔

میں چھوڑ کے جاسکتا"

"ہوں اپنے جگنو کو

اپنی پیشانی اس کی ننھی

پیشانی ٹکاکر۔۔پلٹ سوال

کیا۔۔

یقینا وہ سوال نہیں تھا۔وہ

تو اپنے انداز میں کی گئ تصدیق

تھی۔۔کے ممکن ہی نہیں کے وہ

اپنے جگنو کو چھوڑ جائے۔۔

وہ مسکرا دی تھی۔ ۔

اب پرنسس آپ کی ناراضگی"

ختم ہوگئ ہو تو چلو منہ ہاتھ

"دھو۔۔میں ناشتہ کراوں تمھیں۔

پہلے چوٹی بنادو۔دیکھو"

"سارے بال خراب ہورہے ہیں۔

سوکر اٹھنے کے سبب پونی سے

آدھے بال تو آزاد ہوچکے تھے۔۔

وہ ان بکھرئے سے الجھے

بالوں میں بھی قیصر کو

پیاری لگ رہی تھی---

اوکے--چلو--"مسکرا"

کر راضی ہوا---

اور میری کیٹو؟" نایاب"

پریشان ہوکر---

کہیں نہیں جانے والی"

وہ---دروازہ بند ہے گارڈن

کا---"لاپرواہی

سے کہتا

ہوا وہ مڑ کر کمرے کی جانب

بڑھنے لگا

کیٹو بھی گندی ہورہی"

ہے--کیا میں اسے نہلاسکتی

"ہوں قیصر ؟؟

نہیں ---تم تھوڑی"

بڑی ہوجاو--پھر میرے

بچوں کو نہلانا ---اس کیٹو

"کو انٹی نہلا دیں گی---

وہ مسکرا کر بولا تھا---

تمھارے بچے میرے کون"

لگیں گے قیصر؟؟" اس کا کون

سہ کوئی رشتے دار تھا

جو حساب کتاب آتا---

اسی لیے معصومیت سے

قیصر سے ہی پوچھ بیٹھی---

تمھارے---ہمم-" اب وہ کیا جواب"

دے--یہی سوچتے ہوئے کمرے

کا دروازہ کھول رہا تھا---

ہاں میرے ؟؟" جیسے"

وہ جاننے کے لیے بےتاب ہو---

تم میرے مامو ہو --اور وہ"

تمھارے بچے ہوں گے--

"تو وہ میرے

ابھی وہ حساب لگانے کی خودی

کوشش کر رہی تھی کے قیصر

تیزی سے بیچ میں بولا--"وہ

"تمھارے لاڈلے ہوں گے--

ہیں ؟؟---لاڈلے؟"خاصہ"

الجھ کر---

ہاں--کیوں میں تم سے"

اتنا پیار کرتا ہوں--تم میرے

بچوں سے پیار نہیں کرو گی؟؟" -

وہ اسے بیڈ کے سامنے

فرنیچر کی وائٹ چیئر کو کھسکا

کر--اس پر بیٹھاتے---ایک ابرو

اچکاکر--ترچھی نگاہ سے

تکتے ہوئے پوچھ رہا

تھا---

انداز کچھ یوں تھا کے

تم بس منہ سے نہ نکال کر

دیکھاو پھر میں تمھیں

بتاوں---

"ہاں--میں ضرور کروں گی--"

نایاب قیصر کی تیز

آنکھیں دیکھ--

فورا ہی مسکراتے ہوے

جھم کر بولی

تھی---

گڈ---" یہ کہتے اس نے"

جھک کر پیشانی چومی---اور

پھر ڈریسنگ سے کنگھی بال

بنانے کے لیے لے آیا---

وہ بیڈ پر بیٹھ کر --اب

اس کے بال بنارہا تھا---

"پونی بنادیتا ہوں"

نہیں چوٹی---پونی میں"

"گرمی لگتی ہے گارڈن میں--

نایاب تیزی سے بولی--

اوکے---پرنسس" حکم"

کی تکمیل

کرتے۔۔۔اب اس نے

چوٹی بنانا

اسٹارٹ کی۔۔۔

وہ بال بنا رہا تھا۔۔۔

اور نایاب۔۔۔

نایاب اس کا آئینے

میں عکس

دیکھ دیکھ کر مسکرا

رہی تھی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

پارٹی شروع ہوچکی تھی۔۔۔

اس کے معزز مہمان تشریف لا

چکے تھے۔۔۔

فیضان جٹ کا وعدہ سچا تھا

انھوں نے لسٹ میں موجود

ہر ایک شخص کا وہاں آنا

یقینی بنایا تھا۔۔۔ساتھ ہی

ان کے اپنے بھی مہمان

تھے۔۔۔

کم از کم سو افراد کی دعوت

بن گئ تھی وہ۔۔۔

شراب و شباب ہر چیز

کا انتظام تھا۔۔۔

رات اپنے پورے

جوبن پر تھی۔۔۔

"سر۔۔یہ آپ کے لیے۔۔۔"

ویٹرز خاص

مہمانوں کو کارڈ دے

رہے تھے۔۔۔

فیضان جٹ جو اپنی بیٹی کی"

عمر کی لڑکی کو باہوں میں

کھلے عام بھرے بیٹھے تھے۔۔۔اس

ویٹر سے کارڈ لے کر۔۔مارے

تجسس کے کھولنے لگے۔۔۔

سیکنڈ فلور پر آ جائیں۔۔"

آپ کے لیے بڑا سہ سرپرائز

رکھا گیا ہے۔۔۔"فیضان حٹ

وہ کارڈ پڑھ کر

ہلکا سہ معنی خیزی

سے مسکرائے۔۔

انھیں قیصر کا انتظام

بہت پسند آیا تھا۔۔۔خاص

طور پر شباب کے

معاملے میں۔۔۔

قیصر نے عام ایجنسی سے

لڑکیوں کو نہیں بلایا تھا۔۔اس

نے ہنٹر گرلز گروپ

کا انتظام کیا (sluts برانڈڈ)

تھا۔۔جو صرف بڑے پیمانوں

پر بلائی جاتی ہیں ۔۔۔جن کو

اپنی پارٹی میں بلانے کے لیے

بھی کروڑوں روپے درکار ہوتے

ہیں۔۔یہی وجہ تھی جب

پارٹی میں آئے کچھ

خاص مہمانوں

کو بڑے سرپرائز کا کارڈ ملا۔۔۔

تو ان کی رال ٹپکنے لگی۔۔۔

وہ سب اوپر سیکنڈ فلور

میں پہنچے تھے۔۔۔

نیچے کے فلور کے

مقابلے سیکنڈ فلور پر

بہت زیادہ ٹھنڈک تھی۔۔۔

مگر وہ پورا خالی

نظر آرہا تھا ۔۔

کافی

بڑا ہال کمرا تھا وہ۔۔

جگہ جگہ دیواروں

پر لگی خوبصورت پینٹنگ

سب کی توجہ اپنی جانب
مبذول کر رہی تھیں۔۔
وہ۔۔انکل ۔۔میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے
جاتے تھے۔۔۔جب وہ واپس
آتیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں۔۔۔ان کی پاجامے سے
خون بھی نکل رہا ہوتا تھا
وہ ایک کمرے میں تھا۔۔۔
جہاں بہت ساری اسکرین
پارٹی میں چلنے والے
الگ الگ مناظر پیش کررہی
تھیں۔۔۔
اس کے مہمان خصوصی پہنچ
چکے تھے۔۔جہاں وہ انہیں
پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔
اس کم عمر لڑکے کے ہونٹوں
پر زخمی سی مسکراہٹ
بکھرئی۔۔۔
اس بڑے سے
ہال کمرے کا ایک ہی دروازہ
تھا۔۔۔جسے وہیں بیٹھے بیٹھے
اس نے بند کرکے لاک کیا۔۔۔

دروازہ از خود بند ہورہا

تھا آہستہ آہستہ ۔۔

مگر مہمانوں نے خاص

توجہ نہ دی۔۔۔

وہ سب اپنی ہی باتوں

میں مگن تھے۔۔

وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو

پیار کروں گا پھر کل تمھیں۔۔۔

قیصر وہ اچھے نہیں تھے۔۔۔

مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے

تھے۔۔۔بہت گندے تھے وہ انکل۔۔۔

بالکل خرم انکل جیسے۔۔۔

بہت ہنسنے کا شوق"

ہے ناں تم لوگوں کو دوسروں

کی بےبسیوں پر۔۔۔مگر آج

جب موت تمھارے آگے

ناچ رہی ہوگی۔۔۔بےبسی سے

تم چیخ چیخ کر رونا

چاہتے ہوگے۔۔

چاہتے ہو گے کے رو۔۔۔

تڑپو۔۔۔چیخو۔۔۔مدد کی

پکار لگاو۔۔۔اپنی بےبسی پر ماتم

کرو۔۔۔تو بھی تم رو نہیں

سکو گے۔۔تم ہنسو گے۔۔بالکل
ویسے ہی ہنسو گے جیسے
دوسروں کو تکلیف میں
دیکھ کر ہنستے
ہو۔۔۔میں تم لوگوں
کو تکلیف و اذیت و
رنج و غم و غصے کا
وہ لیول دیکھاوں گا کے
تم تڑپوں گے مگر پھر بھی
سوائے ہنسنے کے کچھ
نہ کرسکو گے۔۔۔" دانت
پیستے ہوئے کہتے۔۔
اس نے بٹن
کلک کیا۔۔۔۔
میں تمھیں دیکھاوں"
گا آج۔۔۔کے جب مظلوم کی
دعا فرش سے عرش پر جاتی
ہے تو عرش کو بھی
ہلا دیتی ہے ۔۔اور
تم نے اتنا ہلکا جانا مظلوم
"بچوں کی آہ کو؟؟۔۔۔
اس کی سیاہ آنکھیں لہو
رنگ تھیں اسکرین پر

اپنے خاص مہمانوں کو

مسکرا مسکرا کر بات

کرتا دیکھ۔۔

وہ کبھی نہ آتا۔۔وہ تو

اپنی عیش و عشرت کی

دنیا میں مگن تھا ۔۔۔اس کا

کیا لین دین یتیم بچوں سے۔۔

ان کے مسائل سے۔۔وہ بدمست

تھا اپنی دنیا میں۔۔۔مگر

ان گنت دعائیں تھیں۔۔۔

جو نایاب کو اس کی زندگی میں

لایا گیا۔۔

اس بےلگام دل کے مالک کو

چمکتی آنکھوں کا آسیر بنایا

گیا۔۔۔

حالات خود بنے۔۔وہ تو ورنہ

کبھی راضی نہ ہوتا اس بچی

سے شادی کے لیے۔۔۔

پلان تو یہی تھا شروع سے۔۔۔

کے نکاح کرۓ گا ولی کی مدد سے

اور پھینک کر رکھے گا اس

بچی کو یتیم خانے میں۔۔۔

مگر وہ نہیں جانتا ۔۔۔کتنے

ہی لوگوں کی دعا تھی جو وہ
بیوی بنانے کے بعد سو نہ سکا
اس رات۔۔اور نایاب کو
اپنے ساتھ لے آیا۔۔۔
وہ اتنی پیاری نہیں تھی کے
اس کے لیے اپنا سب کچھ داو
پر لگا دے۔۔مگر خدا نے بنا دیا
اور اسے علم تک نہ ہوا۔۔۔
آج وہ ان گنت یتیم و مسکین
و مظلوم بچوں کی دعاوں کا
روپ دھارے ہوئے تھا۔۔۔۔
اس کے بٹن کلک کرتے ہی
سرد کمرے میں
نائٹرس آکسائیڈ (لافنگ
گیس) ہوا میں پھیلنا شروع
ہوگئ۔۔۔
وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں
بھی مارتے تھے
ایک نیلے رنگ کا
گیلن اٹھاکر۔۔اب وہ باہر
کی جانب چل دیا تھا۔۔۔
بلیک ہوڈی میں ملبوس

وہ کم عمر لڑکا ---اب

پورے فارم ہاوس

کے گارڈن میں

پیٹرول ڈالتا پھر رہا

تھا --

وہ ایسے ایسے کرتے تھے--

اور انگلیاں

بھی مارتے تھے----

یہ جملے نہیں تھے فقط-

یہ وہ ہتھوڑے تھے جو

ہر لمحے اس کے سر پر

برسا کرتے---

وہ اپنے جگنو کی خوفزدہ

انکھیں نہیں بھولا تھا---

پیٹرول چھڑکنے کے بعد---

ہاتھوں کو جیب سے

رومال نکال کر صاف کرتا

وہ کمرے میں واپس آیا---

یہ فارم ہاوس سے بالکل

الگ تھک بنا ہوا چھوٹا سہ

کمرا تھا---جو گارڈز

استعمال کرتے تھے نظر

رکھنے کے لیے

سیفٹی کے طور پر)---)
اب اسکرین پر نظر کی---
تو نیچے فلور پر
بدمست لوگوں کی
پارٹی جاری تھی---جو
ناچتے گاتے--کھلے عام
خوبصورت لڑکیوں کی
باہوں میں باہیں ڈالے بیٹھے
خوش گپیوں میں مگن تھے---
جبکے وہیں دوسری جانب---
سیکنڈ فلور کا منظر بالکل
مختلف تھا ---وہاں سب
پیٹ پکڑ پکڑ کر خوب
ہنستے ہوئے نظر آرہے تھے----
کچھ نیچے فرش
پر گر کر ہنس رہے تھے
ساس نہ آنے کے سبب--ان
کی بےبسی ان کی حالت سے
ظاہر تھی---تو کچھ دروازہ
بجا رہے تھے ----
میوزک اتنا تیز تھا کے ان کے
دروازہ بجانے کی آوازیں نیچے
پہنچ ہی نہیں پارہی تھیں---

قیصر کو وہ لمحہ یاد

آیا جب وہ ان سب کے پاس

اپنی فریاد لے کر گیا تھا۔۔اور

ان لوگوں نے اسے بڑی شارکوں

سے خوف دلا کر واپس

بھیج دیا تھا خالی ہاتھ۔۔

آج وہ بھی اسی

کمرے میں تھے اور ان کی وہ

بڑی شارکیں بھی۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

حریم

جب دوسرے کمرے سے واپس

آئی تو وہ بہت چیخ چیخ

کر رو رہی تھی۔۔۔مجھے بہت

ڈر لگ رہا تھا ۔۔

"--now bye bye devils...boom"

شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ

ہونٹوں کو گول کر اس نے

آخری وداع لیا۔۔۔

پھر اس نے وہیں موجود ایک

اور ریڈ بٹن کلک کیا۔۔اور

بس اس کا کلک کرنا تھا

کے دونوں فلورز پر

موجود پینٹنگز میں آگ

بھڑک اٹھی---

سب کچھ جلا کر خاک

کردے---کچھ یوں انداز

میں چلتا وہ باہر نکلا---اس

کے ہاتھ میں سلور

کلر کا لائٹر تھا---

آگ لگتے ہی افراتفری مچی---

سب سے پہلے آگ نے ان سفید

سلک کے پردوں کو پکڑا--جو

ہر پیٹنگ کے لیفٹ رائٹ سجاوٹ

کے لیے لگائے گئے تھے----جس

کے سبب لمحہ بھر میں پورے ہال

کمروں میں دیکھتے دیکھتے آگ

کے شعلے بھڑکنے لگے----

وہ ایسے ایسے کرتے تھے--

اور انگلیاں

بھی مارتے تھے

لائٹر میں سے نکلتا

آگ کا شعلہ ان سیاہ

آنکھوں میں چمک

پیدا کررہا تھا---

وہ سیاہ آنکھیں بلیک

زون سے زیادی گہری معلوم
ہورہی تھیں اس لمحے---
ان آنکھوں
میں سب کچھ تہس نہس
کردینے کا جنون تھا---
صرف انیس سال کا کم عمر
لڑکا تھا وہ---مگر اس لمحے وہ
کسی ڈراک پرسنلٹی سے کم
معلوم نہیں ہورہا تھا---
میرے جگنو کو ٹچ نہیں"
کرنا چاہیے تھا --" ایک جنون
سے کہتے اس نے جلتا لائٹر
پیچھے کی جانب اچھال دیا---
اور لمحہ بھر میں پیچھے کمرے
میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے---
وہ کم عمر لڑکا
سیاہ ہوڈی میں ملوس---
پروقار و فاتحانہ
انداز میں چلتا ہوا جارہا تھا---
اس کے پیچھے لگنے والی آگ
فارم ہاوس کو اپنی لپیٹ میں
لینے لگی تھی---
لوگ بھاگتے ہوئے باہر نکل

رہے تھے--لیکن وہ باخوبی

واقف تھا وہ صرف فرسٹ

فلور والے ہیں----

"آگ لگ گئ ہے--باہر نکلو--"

لوگ چیخے---

"دوسرے دروازے کی جانب--"

کسی ویٹر کی آواز آئی

"پیچھے سے بھاگو---"

ہجوم میں سے

اواز بلند ہوئی

ادھر نکلو---" وہ کوئی"

بزنس مین تھا --- جو

باہر کی جانب دوسروں

کو راہ دکھا رہا تھا

اسے بچاو---" ایک لڑکی"

چیخی تھی دوسری لڑکی

کو آگ کے شعلوں سے

اندھا دھن بھاگتا دیکھ--

کوئی مدد کرو میری--"وہ"

بلیک لباس میں ملبوس بوڑھی

عورت آگ

کو دیکھ منجمد کھڑی بس

چیخ رہی تھی--

میں مدد کرتا ہوں"ایک "
ویٹر فورا اس عورت کی
مدد کرنے آگے آیا تھا ۔۔
ادھر سے نکلنے کا رستہ"
نہیں ہے۔۔۔" دوسرے
دروازے کی جانب گیا
قسمت ازمانے والا
شخص مایوسی سے چیخا۔۔۔
بچاو۔۔۔بچاو۔۔۔" ایک لڑکی"
پاگلو کی طرح چیخ
رہی تھی خوف کی شدت سے۔۔۔
پیچھے کا دروازہ کھلا ہے۔۔۔"
وہاں سے بھاگو"کوئی چیخا۔۔۔۔
"جلدی نکلو۔۔۔جلدی۔۔۔"
ادھر آو۔۔۔میں کہ رہا ہوں۔۔"
ادھر آو۔۔"ایک آدمی چیخ رہا
تھا حلق کے بل۔۔۔۔
"پہلے مجھے نکلنے دو۔۔۔"
یہ آگ لگی کیسے ؟؟"ایک"
بزنس مین جو سفید
پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا
باہر کی جانب بھاگتے
ہوئے الجھ کر پوچھ رہا تھا ۔۔۔

میں مرنا نہیں چاہتی"وہ کسی"

عورت کی آواز تھی۔۔

کوئی فائر بریگیڈ"

"کو کال کرو

ویٹر کے لباس میں ملبوس

نوجوان چیخ رہا تھا ۔۔۔

بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔۔کتنی ہی

آوازیں قیصر کے کانوں

کی سماعت

سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

اس نے پیچھے کا دروازہ

کھلا چھوڑا

تھا فرسٹ فلور کے لوگوں

کے نکلنے کے لیے۔۔۔

آگ کے بھڑکتے شعلے

و کالا دھواں اب منظر کو دھندلا

کررہا تھا۔۔۔

آنکھوں میں دھوئے سے

آنسو آنے لگے تھے۔۔۔۔

❤️❤️❤️

سیکنڈ فلور پر

موجود لوگ پاگلوں کی

طرح ہنس رہے تھے۔۔۔تو ساتھ

ہی دھوئے کے سبب ان کی

آنکھیں سرخ پڑنے لگیں تھیں---

انھیں دھانس لگ رہی تھی---

وہ بےبس تھے--مجبور---

بےحال---ادھر ادھر جان بچانے کے

لیے بھاگتے---

کوئی کھڑکی ڈھونڈ رہا تھا

نکلنے کے لیے---تو کوئی بھاری

چیز--جس سے دروازے پر مار

کر دروازے کو توڑا جاسکے---

دروازہ کافی بڑا و

مضبوط تھا---ہنس ہنس

کر ان کے پھیپھڑے

و منہ پہلے ہی

جواب دے چکے تھے---

کچھ تو ہار مان کر زمین

بوس ہوچکے تھے---تو کچھ

ابھی بھی ہمت رکھ کر

اس دھوئے میں اپنی

زندگی کی

آخری امید ڈھونڈ

رہے تھے---

وہ سب رونا چاہتے تھے---

تڑپنا چاہتے تھے---

بلکنا چاہتے تھے ---

مگر قیصر عبدالرحمان

یوسف نے انھیں وہ بھی

نصیب نہیں ہونے دیا تھا---

فیضان جٹ واقف تھے

کے پورے کمرے میں

کوئی کھڑکی

نہیں ہے---اس لیے وہ دروازے

کو توڑنے کی کوششوں

میں لگے تھے---اور اس

لمحے کو کوس رہے تھے

جب انھوں نے لسٹ میں

اپنا نام دیکھ جانچ پڑتال

نہ کی--اور بغیر کسی خوف

کے قیصر کی مدد کرنے

کے لیے تیار ہوگئے---

انھیں کہاں اندازہ تھا وہ

کم عمر لڑکا اتنا خطرناک نکل

آئے گا---

#جاری_ہے

وہ آگ کے شعلے بھڑکتے

دیکھ زخمی سہ مسکرایا۔۔
پھر دو قدم پیچھے لیے۔۔
وہ بھی بغیر پیچھے مڑے۔۔۔
باہر آکر پرسکون کھڑا
وہ افراتفری کا منظر
دیکھ رہا تھا۔۔۔
پھر اسے گاڑیوں
کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔
وہ بغیر دیکھے بھی جانتا
تھا کے کون آیا ہے۔۔۔
چار پانچ بلیک کاریں اور
دو فائر بریگیڈ گاڑیاں اسی کے
سامنے آکر رکیں۔۔۔
سب سے پہلے جو گاڑی
سے اترا وہ التمش تھا۔۔۔
ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں"
ہے مجھے۔۔رستہ دو۔۔۔میں خود
چل رہا ہوں" التمش و چار
گارڈز فورا ہی اس کی
جانب آئے تھے۔۔جبکے
باقی سب آگ بوجانے
اور لوگوں کی
مدد کرنے کے لیے بھاگے۔۔۔۔

وہ کم عمر لڑکا ہر
چیز کے لیے مانو تیار
کھڑا ہو---
گارڈز ابھی اسے
بازو سے جکڑتے
اس سے قبل ہی بھرم سے
انھیں ہاتھ دیکھا کر
روک---وہ خود ان کے ساتھ
بغیر کسی احتجاج کے
چلنے کے لیے راضی ہوا---
شاہانہ انداز میں چلتا وہ
خود جاکر گاڑی کی پیسنجر
سیٹ پر بیٹھ گیا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
ایک زور دار طمانچے
کی آواز پورے گھر میں
گونجی تھی---
یہ زندگی میں پہلی بار تھا
جب عبدالرحمان نے اپنے
بیٹے پر ہاتھ اٹھایا ہو---
وہ غصے سے سرخ انگارہ
ہورہے تھے--
جتنا وہ آگ بگولہ

تھے اتنا ہی قیصر پرسکون ۔۔
۔۔42 لوگوں کو تم زندہ"
جلا کر مار رہے تھے۔۔۔اگر
ہم تم پر نظر نہ رکھوا رہے
ہوتے تو تم نے تو آج قاتل
بن جانا تھا۔۔۔" اس انیس
سالہ لڑکے کو پرسکون کھڑا
دیکھ ۔۔وہ معاملے کی نزاکت
کو سمجھاتے ہوئے گرجے۔۔۔
انھیں یقین نہیں آرہا تھا
وہ لڑکا 42 لوگوں کو زندہ
جلا دینا چاہتا تھا۔۔۔۔اور پکڑے
جانے پر مجال ہے اس کی
آنکھوں میں ذرہ برابر بھی
شرم کا نشان ہو۔۔
مجھے پتا تھا آپ بچا لیں"
گے انھیں۔۔۔" وہ سر جھٹک
کر لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔۔
تو عبدالرحمان صاحب
حیرت و بےیقینی کے عالم
میں اس ڈھیٹ ابن ڈھیٹ
لڑکے کو دیکھنے لگے۔۔۔۔
وہ انسان ہیں جنھیں تم جلا"

کر مار رہے تھے۔۔۔تمھیں اس
بات کا احساس ۔۔" وہ ابھی
غصے میں بول ہی رہے تھے
کے قیصر بات بیچ میں کاٹتے
آگ بگولہ ہوکر چنگھاڑا
انسان نہیں ہیں وہ۔۔۔نہ ہی"
انسان کہلانے کے مستحق۔۔۔
وہ وحشی درندے ہیں
جو نوچتے
"ہیں معصوم بچوں کو۔۔۔
وہ سیاہ آنکھیں اس قدر
سرخ تھیں کے لگا لہو بہہ
نکلے گا۔۔۔۔
عبدالرحمان صاحب اس
کی گرجدار آواز سن۔۔
بےیقینی سے ایک قدم
پیچھے ہوئے۔۔۔
انھوں نے قیصر کو کبھی
اتنا جلال میں نہیں
دیکھا تھا۔۔۔
تم نے ٹھیکا لے رکھا"
ہے ان حرام کی اولادوں کا۔۔
ان گندے

خونوں کا جنھیں جھولے میں

"پھینک جاتے لوگ...

وہ دھاڑے ---

انھیں سمجھ نہیں آرہی

تھی قیصر کی---

اچانک بیٹھے بیٹھائے

اس لڑکے کو اتنی

ہمدردی کیسے ہوگئ

ان یتیم مسکین بچوں سے---

حرام فعل ہوتا ہے---جو"

آپ و مجھ جیسے لوگ کرتے

ہیں ان نائٹ کلب و انڈر گراونڈ

کلب میں جاکر---وہ بچے حرام و

حلال نہیں ہیں--اور نہ ہی

کسی کو حق پہنچتا ہے انھیں

حرام و حلال کے ترازو میں

تولنے کا---اگر ان کے اختیار

میں ہوتا تو نیک بدن سے

جنتے---" پلٹ میں اب وہ

بھی چیخ رہا تھا ---

اس کے الفاظ میں وزن

تھا---سچائی کی مہک تھی--

ایسی مہک جو گناہگاروں

کا حلق تک کڑوا کردے ----

کچھ لمحوں کے

لیے عبدالرحمان صاحب

لاجواب ہوئے---

یہ ایک سسٹم چل"

رہا ہے---بڑے بڑے

لوگ ملوث ہیں ان میں---تو

کیا تم ان بچوں کے

لیے پورے سسٹم

"سے لڑو گے ؟؟--

انھیں نے روبرو آکر--

سیاہ آنکھوں میں تکتے---بھپر کر

سوال کیا---

میں نہیں لڑوں گا---"

یہ میرا اسٹائل نہیں ---میں

"مار دوں گا انھیں ڈائریکٹ---

آخری جملے پر اس کی سیاہ

آنکھیں جہاں گہری ہوئیں

وہیں ہونٹوں پر تبسم رقصا

تھی---اور وہ تبسم کسی

کو بھی ڈرا دینے کے لیے

کافی تھی---

تمھارا دماغ خراب"

ہوگیا ہے۔۔۔سسٹم سے
لڑنے کو کیا کھیل سمجھ
رہے ہو تم ؟؟۔۔جن 42 لوگوں
کو تم نے کریٹیکل سچویشن
میں ہسپتال پہنچایا ہے۔۔تمھیں
کیا لگتا ہے ان کے پیچھے بیٹھے
"لوگ تمھیں چھوڑ دیں گے؟؟۔۔۔
وہ سمجھ نہیں پارہے تھے
اس لڑکے کی عقل پر ماتم
کریں یا اس کی جرات پر
اسے شاباشی دیں۔۔۔
اگر ان کے پیچھے لوگ ہیں۔۔"
تو میرے پیچھے بھی میرا باپ
موجود ہے۔۔۔آپ کو کیا لگتا ہے
میں اتنا بےوقوف ہوں کے آگ کے
کنوئیں میں بغیر کسی بیک۔اپ
کے چھلانگ لگا لوں گا؟؟۔۔" اس
کے سرخ پتلے ہونٹوں پر اب
مفاہمانہ مسکراہٹ ناچتی نظر
آرہی تھی۔۔۔
عبدالرحمان صاحب اس کی
بات سن۔۔اپنی پیشانی
بےبسی و جھنجھلاہٹ سے

مسلنے لگا۔۔۔

وہ ضدی مزاج لڑکا ان کا

بلڈ پریشر بڑھا رہا تھا ۔۔

اگر وہ کہ رہا تھا کے اس کا

باپ ہے پیچھے ۔۔تو غلط نہ

تھا۔۔وہ واقعی اپنے بیٹے

کے لیے پورے سسٹم کے سامنے

بغیر جان کی پرواہ کیے

کھڑے ہوسکتے تھے۔۔۔

وہ جان وارتے تھے

اپنی اولاد پر۔۔۔ان کے

نزدیک ان کا سب کچھ تھا

ہی قیصر و عشال کا۔۔۔

"قیصر عبدالرحمان یوسف"

وہ ایک گہرا سانس

لے کر غرائے۔۔۔

اسے ابھی کے ابھی"

یہاں سے باہر بھیجو۔۔۔

سیل کارڈز سب لے لو

اس سے۔۔۔کسی سے

بھی کسی قسم کا

"کوئی رابطہ نہیں کرسکے یہ

عبدالرحمان صاحب

التمش سے مخاطب ہوکر
برہمی سے حکم صادر
کرنے لگے---
ڈیڈ--" وہ احتجاجا و"
اعتراضا تیزی سے چیخا---
آپ م--" ابھی وہ بولتا"
اس سے قبل ہی گارڈز
نے آکر اس کے دونوں
بازو جکڑ لیے---
جبکے التمش نے آکر حکم
کے مطابق اس کا موبائل و
گاڑی کی چابی والیٹ سب
نکال لیا----
قیصر کو علم تھا کے وہ
غصہ ہونگے---تھپڑ
بھی ماریں گے---
اس کے اندازے
کے مطابق وہ اسے کمرے میں
بند کردیتے کچھ
وقت کے لیے جب تک باہری
معاملات کو وہ سنبھال
نہ لیں---مگر یہاں تو
توقع کے بالکل برعکس

سزا ملی تھی---

نایاب کو ملازموں پر

چھوڑ کر وہ کیسے باہر

ملک شفٹ ہوسکتا تھا؟؟---

ڈیڈ---ایسا نہ کریں --"

ڈیڈ" وہ اپنا بازو

چھڑانے کی سعی

کررہا تھا--

نایاب کیسے رہے گی

اس کے بغیر---

اپنی فکر نہیں تھی--

نہ اپنی تعلیم کی--نہ

خوابوں کی- اگر تھی

تو بس اپنے جگنو کی---

شکل کیا دیکھ رہے"

ہو ؟؟---ابھی کے ابھی اسے

"پاکستان سے باہر نکالو---

قیصر کے حد سے زیادہ

چیخنے پر التمش رک گیا

تھا----مگر عبدالرحمان

صاحب کی اگلی دھاڑ نے

اس کے ہاتھ پاوں تک لرزا

دیے---

ڈیڈ۔۔پلیز۔۔ایسا نہ کریں۔۔"
ڈیڈ کوئی سی بھی سزاَ
دے دیں مجھے مگر ملک سے
"باہر نہ بھیجیں۔۔ڈیڈ ۔۔
قیصر مسلسل چیخ رہا
تھا۔۔۔
التمش کو یاد نہیں پڑتا
اس نے عبدالرحمان صاحب کو
کبھی اتنے غضب ناک عالم میں
دیکھا ہو۔۔۔
قیصر کی ایک نہ چلی
تھی۔۔اسے راتوں رات کسی
مجرم کی طرح باہر ملک
بھیج دیا گیا تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
سر کیا کرنا ہے ؟؟" التمش"
قیصر کو ائیرپورٹ پر چھوڑ
کر آگیا تھا۔۔۔
اب وہ عبدالرحمان صاحب
کے سامنے کھڑا ۔۔مزید
حکم ملنے کا منتظر تھا۔۔۔
"کوئی جانی نقصان کی خبر ؟؟"
وہ صوفے پر ٹانگ پر

ٹانگ جمائے بیٹھے گمبھیر
لہجے میں استفسار کررہے تھے ---
ابھی تک تو نہیں---" التمش"
نظر جھکائے نفی میں گردن
کو ہلاتے تیزی سے بولا---
ہمم---بیسٹ ٹریمنٹ دو"
انھیں---کوئی بھی مرنا نہیں
"چاہیے---
جی سر--اور فیضان"
جٹ کا کیا کرنا ہے ؟؟--کیونکے
وہ واحد ہے جو جانتا ہے کے
پارٹی چھوٹے ماسٹر نے
دلوائی تھی---اس کے علاوہ
حمزہ جانتا ہے---مگر مجھے نہیں
لگتا حمزہ منہ کھولے گا--کیونکے
اگر اس نے منہ کھولا تو
سب سے پہلے وہ ہی پھنسے
"گا---
وہ کیوں؟؟" خاصہ تجسس
سے----
کیونکے فیضان جٹ کے "
اکاؤنٹ میں پیسے ٹراسفر
حمزہ کے اکاؤنٹ سے

ہوئے تھے۔۔چھوٹے ماسٹر
نے پارٹی میں بھی شرکت
نہیں کی جو کسی نے انھیں
دیکھا ہو۔۔۔پھر جو فرسٹ فلور
پر تھے جو بالکل۔صحیح
سلامت ہیں۔۔ ان سب کا ہی
بیان یہی
یے کے آگ حادثاتی
طور پر لگی ۔۔۔۔جو انھوں
نے خود پیٹنگز میں لگتی
دیکھی۔۔۔
ماننا پڑے گا
ہر جگہ سے بڑا
سیف کھیلیں ہیں چھوٹے
"ماسٹر۔۔۔
التمش چاہ کر بھی قیصر
کے پلان کی تعریف کیے بغیر
نہ رہ سکا تھا ۔۔۔
خون کی جھلک نظر"
"آرہی ہے مجھے تو۔۔۔
عبدالرحمان صاحب نہایت
گمبھیر لہجے میں بول اٹھے۔۔۔
لوگوں 42

کو وہ لڑکا جلا کر مارنے چلا
تھا وہ بھی فل پلاننگ کے
ساتھ۔۔اور مجال ہے اس
لڑکے میں ذرا لچک
گلٹ یا شرم کا دور دور
تک کوئی عنصر ہو۔۔۔
ضمیر کی ملامت مار دیتی
ہے ایک انسانی قتل پر ہی۔۔اور
وہ لڑکا۔۔وہ تو ایک ہی بار
میں 42 کو مارنے چلا تھا۔۔۔
یہ بات ہی بتانے کے لیے
کافی تھی۔۔۔ کے خون کا اثر
ہے۔۔وہ جتنا چاہے اسے
پابندیوں میں جکڑ لیں۔۔اس
کا خون جھلک ہی آئے گا۔۔۔اپنا
رنگ دیکھا ہی دے گا۔۔۔۔
فی الحال۔۔میری اولاد ہے ۔۔"
سیاہ کرئے یا سفید مجھے
تو سنبھالنا ہی ہے۔۔" وہ
ایک گہرا سانس خارج کرتے
صوفے سے ہٹ کر۔۔سیدھا ہوکر
بیٹھے۔۔۔
جی ۔۔" التمش فورا بات"

کی تائید کرتے---
میڈیا کا اچھے"
سے خیال رکھواو--
خاموش کرنے کے لیے
جتنے پیسے لگیں لگا
دینا-----باقی بچا وہ
فیضان جٹ --اسے ڈرگس
دے کر قومے میں
پہنچا دو---اور کچھ ثبوت
ایسے چھوڑ دینا فیضان
کے خلاف کے اگر بعد
میں بھی کوئی اس کیس کو
ری-اپن کروانے کی کوشش
کرۓ تو سارے
ثبوت فیضان کے خلاف
ہی ملیں--ساتھ ہی قیصر
کی فلائٹ کی تاریخ دو دن
پہلے کی ملے--تاکے ثابت ہو
کے جب حادثہ ہوا تو قیصر
ملک میں موجود ہی نہیں تھا۔"
جی سر---"التمش آرڈر"
ملتے ہی فورا ہی باہر
کی جانب چل دیا تھا---

التمش کے وہاں سے جاتے ہی
انھوں نے اپنے دوسرے ملازم
کو بلایا--" قیصر کے گھر
کے تمام ملازمین کو چھٹی دے
دو--اور سمجھاکر دینا کے
اگر میڈیا ان سے بیان لینے
آتی ہے تو انھیں کیا بیان دینا
ہے--ساتھ ہی لائٹس
وغیرہ اف کردو-تاکے دیکھنے
سے معلوم ہو کے وہاں کوئی
نہیں رہ رہا--"قیصر
کے پھیلاۓ رائتے کو وہ
ہر سمت سے سمیٹ رہے
تھے--
اوکے سر-" وہ ملازم"
فورا ہی چل دیا تھا سر
اثبات میں ہلاتا--
شمیم خاتون اور ان کی
بہن کو قیصر نے نایاب
کا خیال رکھنے کا کہا
تھا اپنی غیرموجودگی
میں--ساتھ ہی سمجھا دیا
تھا کے نایاب اس گھر میں

رہ رہی ہے اس کے متعلق
کسی کو کانو کان خبر
نہ ہو---
اس کا اندازہ تو یہی
تھا کے ایک دو ہفتوں
کی سزا کے بعد وہ واپس
گھر آجائے گا۔ اسی
لیے اس نے شمیم خاتون
اور ان کی بہن کو گھر میں
ہی دوہفتے رہنے کی تاکید
کی تھی---اور کہا بھی تھا
کے اگر کچھ وقت مجھ سے
رابطہ نہ بھی ہوسکے
تو پریشان نہ ہوں بس
نایاب کا خیال رکھیں---
مگر اسے کب خبر تھی
یہ منصوبہ بندی کرتے
وقت کے معاملے بالکل توقع
کے برعکس ہوجائیں گے---
عبدالرحمان کا سخت
آرڈر ملتے ہی
شمیم خاتون ان کی بہن و
قیصر کا ڈرائیور محبور

ہوئے نایاب کو اکیلا گھر

میں چھوڑ کر جانے پر---

شمیم خاتون نے جب اسے

چھوڑا --تو وہ اپنے کیٹو

کے ساتھ بیڈ پر سو

رہی تھی---

عبدالرحمان صاحب کے بھیجے

ملازم کو نایاب کی بھنک نہ

لگ جائے اس لیے وہ تینوں

ہی خاموشی سے گھر سے

نکل گئے تھے

یہ سوچتے ہوئےکے

قیصر سے رابطہ کرکے

اسے صورتحال سے آگاہ

کردیں گے--پھر وہ

خود سنبھال لے گا---

گھر کا مین

الیکٹرک سسٹم اف

کردیا گیا تھا---جس سے

پورے گھر میں اندھیرا

ہی اندھیرا چھا گیا--

کیونکے گرمیاں چل

رہی تھیں تو اے-سی

بند ہوتے ہی کمرے میں گھٹن

اسٹارٹ ہوگئ---

وہ ننھی پری گرمی کی

شدت سے گردن پر کھجاتے

ہوئے اٹھ کر بیٹھی---

رات کا وقت تھا ---

ہر طرف اندھیرا

ہی اندھیرا چھایا نظر

آرہا تھا----

اوپر سے گرمی و گھٹن

کی شدت سے اسکا پورا

جسم پسینوں سے

تر بہ تر تھا----

اتنا اندھیرا کیوں ہورہا"

ہے؟؟" وہ کیٹو کو

گود میں اٹھاکر کمرے

سے باہر نکلی تھی---

میاو۔۔میاو۔۔" خاموش گھر میں"

کیٹو کی آواز الگ ہی گونجتی

سنائی دے رہی تھی---

اس سے پہلے اس نے کبھی

یوں اندھیرا نہیں دیکھا تھا

اپنے گھر میں---

ہاں اپنا گھر۔۔قیصر نے کہا
تھا یہ اس کا گھر ہے۔۔۔یہی
وجہ تھی کے اپنے گھر میں اچانک
چھائی خاموشی و اندھیرے
کو دیکھ وہ گھبرائی ۔۔۔
وہ ریلنگ کو پکڑ کر
اندھیرے میں اندازے سے
سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ ۔
قیصر۔۔۔قیصر۔۔۔قیصر"
کہاں ہو؟؟؟۔۔قیصر اتنا
اندھیرا کیوں ہورہا ہے ؟۔۔۔
قیصر۔۔۔قیصر مجھے ڈر
"لگ رہا ہے۔۔۔قیصر۔۔۔
"میاو۔۔۔میاو۔۔۔"
وہ اندھیرے میں آوازیں لگا رہی
تھی اور اس کی بلی بھی۔۔۔
مگر پلٹ میں کوئی جواب
نہ تھا۔۔۔
قیصر۔۔۔قیصر۔۔۔کہاں ہو؟؟"
یہ اندھیرا کیوں ہورہا ہے ؟؟۔
قیصر۔۔۔" وہ باربار آوازیں
لگا رہی تھی۔۔۔
اسے برف کی طرح

ٹھنڈے گھر میں رہنے کی
عادت تھی--اس کا گرمی کے
مارے برا حال ہورہا تھا---
قیصر---مجھے ڈر لگ رہا ہے"
قیصر---قیصر--" اب اس کی
آواز میں بھرائی پن آگیا تھا---
وہ جب سوئی تھی تو
قیصر برابر میں لیٹا ہوا
تھا اس کے---وہ ہی اسے
زبردستی کھانا کھلانے کے بعد
سلا کر چلا گیا تھا ---تب روشنی
بھی تھی اور ٹھنڈک بھی--
اب جب آنکھ کھلی تو
سب غائب ہوگیا---
میاو--میاو---" کیٹو"
مسلسل میاو میاو کی
صدائیں لگا رہی تھی---
اگر وہ ساتھ نہ ہوتی
تو نایاب کا شاید اکیلے
پن کے خوف سے ہی دم
نکل جاتا ---
وہ اسے لے کر صوفے
پر بیٹھ گئ تھی---

قیصر۔۔آجاو۔۔۔مجھے"
ڈر لگ رہا ہے۔۔" اپنی
ننھی سی گود میں کیٹو
کو بیٹھائے۔۔وہ اندھیرے
میں صدائیں لگا رہی تھی۔۔۔
اس کی آنکھوں سے
مسلسل آنسو بہے جارہے
تھے۔۔۔
وہ رات جیسے آنکھوں
ہی آنکھوں میں کٹی ۔۔
❤️❤️❤️❤️
یہ پہلی رات تھی ان کے
نکاح کے بعد جو نایاب و
قیصر نے الگ الگ
گزارئی تھی ۔۔۔
رات چاہے کتنی ہی ہوجائے
قیصر گھر واپس
ضرور لوٹتا تھا۔۔۔مگر
اس رات وہ نہ آیا۔۔۔
وہ روتی رہی۔۔۔اندھیرے میں
امید بھری صدائیں دیتی
رہی ۔۔۔مگر وہ نہ آیا۔۔۔
وہ امیدیں وہ صدائیں

آہستہ آہستہ دم توڑنے

لگیں---

خوف کی شدت اتنی

تھی کے اس کا ننھا وجود

پورا کانپ رہا تھا---

جسم پسنوں سے شرابور

تھا---

اور آخر کار--رات ختم ہوئی---

اندھیروں کو چیرتا

صبح کا سورج اس کے گھر

کے آنگن میں بھی طلوع ہوا---

وہ پوری رات کی جاگی

ہوئی تھی --

اب بھوگ بھی لگنے لگی

تھی---

وہ کیٹو کو گود سے

اتار کر---کچن کی جانب

بڑھی---

پہلے تو وہ دن میں

اکثر اکیلی رہا کرتی تھی

ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں

اجالے کے سبب بہت کمی

آگئ تھی --

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونج میں
آئ---
لو کیٹو۔۔پیو۔۔" اس نے"
دودھ کا پیالا کیٹو کے
آگے رکھا۔۔۔
وہ بھی بھوکی تھی
فورا میاو میاو کرتی
دودھ زبان سے چاٹنے
لگی۔۔۔
نایاب اب آرام سے بیٹھ
کر کیلے کھا رہی تھی۔۔۔
کیٹو ۔۔۔یہ مت سمجھنا"
میعا قیصر گندا ہے۔۔وہ
گندا بچہ نہیں ہے۔۔۔وہ
ضرور کہیں کسی کام میں
پھنس گیا ہوگا۔۔۔اب وہ
آنے ہی والا ہوگا۔۔۔اور آتے
ہی پتا ہے کیا بولے گا۔۔۔
بولے گا سوری جگنو۔۔۔مجھے
لیٹ ہوگیا ۔۔۔مگر میں اس
سے بات نہیں کروں گی

چاہے وہ کتنی ہی چاکلیٹس
دے --" نایاب کیلے کھاتی
جارہی تھی اور کیٹو سے
باتیں کرتی جارہی تھی ---
دو کیلے میں پیٹ بھر گیا
تھا۔ اس کا---
وہ کیٹو کو لے کر باہر
گارڈن میں جانا چاہتی
تھی مگر دروازہ لاک تھا---
اس لیے وہ صحن میں ہی
کھیلتی رہی---اس
امید کے ساتھ کے قیصر جلدی
آجائے گا۔ --
مگر وہ کب آنے والا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
سورج کی کرنیں سمٹ
رہی تھیں---اندھیرا
چھانا شروع ہوگیا تھا---
اندھیرا ہوتے ہی وہ
پینک ہوکر --دروازہ بجانے لگی --
جو لاونچ و گارڈن کے درمیان)
حائل دروازہ تھا)---
بجا بجا کے---اس کے

اپنے ننھے
ہاتھ سرخ پڑ گئے ۔۔مگر آواز
باہر نہ گئ۔۔۔
وہ رات بھی اس نے
اندھیرے میں کیٹو کے
ساتھ لاونچ میں صوفے
پر گزارئی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
کیٹو تمھیں بھی لگتا"
ہے ناں۔۔قیصر
بھول گیا مجھے۔۔
وہ گھر ہی نہیں آتا
اس لیے۔۔۔اب ہم
"کیا کریں؟؟۔۔
دو دن اور دو راتیں
گزر چکی تھیں۔۔۔
اس کا یقین اب ٹوٹنے
لگا تھا۔۔۔
دودھ ختم ہوا تو نایاب
پریشان ہوگئ۔۔۔
سارے فروٹس بھی فریج بند
ہونے کے سبب خراب ہوگئے۔۔۔
اب نہ نایاب کے کھانے

کے لیے کچھ بچا تھا نہ
کیٹو کے ---
❤️*Husny Kanwal*❤️
میں بہت گندی بچی ہوں"
میں بہت ضدیں کرتی
ہوں ناں--اس لیے مجھے
قیصر چھوڑ گیا---
تم بتاو ناں کیٹو اسے---
میں اب ضد نہیں کروں گی
کوئی---وہ جو بولے گا وہ
مان لوں گی اچھے بچوں
کی طرح---میں کھانا بھی
وقت پر کھاوں گی--
میں شرارت بھی نہیں کروں
گی---میں جلدی سو
جایا کروں گی-----پلیز--
اس سے کہو---وہ واپس آجائے ۔
"پلیز---قیصر واپس آجاو---
وہ بچی تھی---اگر
ذہنی طور پر وہ
اسٹرنگ نہ ہوتی تو کوئی
بعید نہیں کے تنہائی و بھوک
و اندھیرے سے اس نے مرجانا

تھا۔۔تین دن سے

وہ اکیلے تھی اتنے

بڑے گھر میں۔۔

جہاں اب کھانے کے لیے

بھی کچھ باقی

نہ بچا تھا۔۔۔۔

❤❤❤

وہ اب پہلے سے زیادہ

رو رو کر قیصر کو واپس

آجانے کی صدائیں دے

رہی تھی۔۔۔

انسان کے ساتھ جب کچھ

برا ہوتا ہے نا تو وہ سب سے

پہلے اپنی ہی کوتاہیاں

ڈھونڈتا ہے۔۔ ایک اچھا ضمیر

والا انسان۔۔۔ اور نایاب بھی

ایسا ہی کر رہی تھی

وہ اپنی کوتاہیاں ڈھونڈ

رہی تھی۔۔۔

وہ فزیکلی و

ایموشنلی بچی تھی

مگر مینٹلی بچی نہیں

تھی وہ۔۔۔ وہ بالکل اسی

طرح سوچ رہی تھی
جس طرح اگر کوئی
وہاں پر اس کی جگہ
16 سال کی لڑکی
بیٹھی ہوتی تو سوچتی---
❤*Husny Kanwal*❤
اس کے پیٹ میں درد ہوجایا
کرتا تھا اسنیکس کھانے سے--
اس لیے قیصر اگر لاتا بھی
تھا تو چھپاکر رکھتا--
نایاب اسٹول پر چڑھ کر-
کچن کے کیبنٹ میں ان
ہی کو تلاش کرنے میں
لگی تھی---
مگر وہ نہ ملے---
بھوک اتنی شدید لگی تھی--
کے سوکھی روٹی بھی
ملے تو کھا جائے- -
یہی وجہ تھی کے نمک و
چینی پانی میں ملا کر
پیٹ بھر رہی تھی--اس نے
یہ اپنی چاچی و امی کو
بھوک کے وقت کرتے دیکھا

تھا جب وہ ان ظالموں کی

قید میں تھیں---

وہ چوتھی رات تھی--

مگر آج کی رات پہلی راتوں

جیسے اس نے رو رو کر

نہیں گزارئی---غور و تفکر

کر کے گزارئی---وہ

کیٹو کو گود میں لیے

بیٹھی صرف

اپنے اردگرد چھائے اندھیرے

کو تکتی رہی---

پہلے گلٹ تھا --

وہ ہر چیز میں اپنی

کوتاہیاں ڈھونڈ رہی

تھی اپنی برائیاں

جن کی وجہ سے قیصر

اسے چھوڑ کر گیا--

مگر آج چوتھے دن

معاملہ بدل گیا تھا--

جذبات میں تغیرات

پیدا ہونا شروع ہو چکے تھے

اب خیال یہ نہیں آ رہا تھا

کہ میں بری ہوں اب

وہ جو غم تھا ۔۔
جو خوف تھا وہ غصے میں
تبدیل ہو چکا تھا ۔۔
اب خیال یہ آ رہا تھا
کہ قیصر برا ہے۔۔۔
ارد گرد اندھیرا تھا ۔۔۔
وہ خوفزدہ بھی تھی۔۔
مگر اپنی سوچوں میں
وہ اتنی مگن ہو چکی تھی
اتنی زیادہ کہ اسے ارد گرد
کے اندھیرے سے اب فرق
ہی نہیں پڑ رہا تھا ۔۔اسے
احساس ختم ہو گیا تھا
اندھیرے کا ۔۔اس کا ذہن
صرف قیصر پہ چل رہا
تھا۔۔ اگر غم و غصہ بھی تھا
تو قیصر پر تھا اب سب
کچھ قیصر کے ارد گرد تھا
۔۔۔ اگر کہا جائے کہ
اس وقت اگر کوئی اسے
زندہ رکھے ہوئے تھا
اس نا امیدی کی زندگی
اور سخت اندھیرے اور

بھونک میں تو وہ قیصر تھا

اور قیصر پہ آنے والا غصہ۔۔

ہمارا ساتھ ہمیشہ"

کا ہے۔۔۔باقی سب صرف ٹرین

کی بوگی میں چڑھنے

والے لوگ ہیں

جنھیں کہیں ناں کہیں اترنا

ضرور ہے۔۔۔وہ صرف

ہم ہیں جگنو۔۔۔

قیصر و نایاب ۔۔

جنھیں آخر تک

ساتھ رہنا ہے ۔۔

جن کی منزل ایک

ہے" اس کے بولے آخری

جملے ابھی تک کان

میں گونج رہے تھے۔۔۔

جھوٹا قیصر۔۔" اس"

اندھیرے کو کھوئی کھوئی

غمزدہ نظروں سے تکتے۔۔

وہ دانت پیستے بڑبڑائی۔۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

کیٹو۔۔کیٹو۔۔۔کیٹو۔۔"

تم آنکھ کیوں نہیں کھول

رہیں ؟؟۔۔کیٹو۔۔کیٹو

اٹھو ناں۔۔۔کیٹو۔۔۔پلیز

اٹھو۔۔۔آنکھیں کھولو ناں۔۔۔

کیٹو۔۔۔۔" وہ بلی کا بچہ

دودھ نہ ملنے کے سبب

اسی کی گود میں ایک

زور دار ہچکی لے کر

مر گیا تھا۔۔۔

وہ زوردار ہچکی

نایاب کے کانوں

کو کسی بھیانک صور

کی طرح لگی۔۔۔

اس سے پہلے اس نے کبھی

کسی کو اتنے قریب

سے مرتے نہیں دیکھا

تھا جتنا اس بلی کے

بچے کو دیکھا۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر اسے

ہلا ہلا کر روتی رہی۔۔۔

کہتی رہی کہ اٹھ جاؤ

لیکن جب یقین آ گیا کہ

اب وہ نہیں اٹھے گا

تو وہ خاموش ہوگئ۔۔۔

دن کی روشنی میں

تین گھنٹے تک وہ بلی

کے مردہ بچے کو اپنی

گود میں لیے بیٹھی رہی---

ایموشنلی وہ بہت

ویک ہو چکی تھی

اس بلی کے بچے کے

مرنے کے سبب--- مگر مینٹلی

اس کا دماغ اب کلک کیا---

کہ اگر یہ بچہ مر سکتا ہے

تو میں بھی مر سکتی ہوں

اگر میں زیادہ وقت

یہاں رہی تو---

اور یہی وہ وقت تھا جب

نایاب نے پہلی بار وہاں

سے نکلنے کا سوچا کیونکہ

اب تک وہ یہ سوچ ہی

نہیں رہی تھی

وہ اس کا گھر تھا اور

جب انسان اپنے گھر

میں ہوتا ہے نا تو وہ

خود کو سب سے زیادہ

سیف فیل کرتا ہے--

نایاب کے لیے وہ گھر
اس کا سیف زون تھا۔۔
جس سے وہ نکلنے کا
تصور ہی نہیں کر رہی
تھی ابھی تک لیکن اب
بلی کے بچے کے مرنے کے
بعد اس نے یہ تصور
شروع کیا کہ اب وہ یہاں
سیف نہیں ہے۔۔۔ یہ اس
کا سیف زون نہیں رہا۔۔۔
اب اس نے اپنا دماغ
قیصر سے ہٹا کر دوسرے
سمت لگانا شروع کیا ۔۔
کہ وہ یہاں سے باہر کیسے
نکلے۔۔۔
#جاری_ہے

ایک ہفتے بعد۔۔۔
وہ اپنے کمرے میں بیڈ
پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔
اے۔سی والے کمرے میں
بظاہر بہت سکون تھا
مگر ناجانے کیوں اس کا
دل بے چین تھا۔۔۔

اسے چاہ کر بھی نیند نہیں
آرہی تھی---
آنکھوں کے پردے پر
ماضی کی یاد لہرانے لگی---
التمش ----مجھے بات"
کرنی ہے تم سے--" قیصر
چیخ رہا تھا جب اسے ائیرپورٹ
پر گاڑی سے اتارا گیا---
مجھے آپ کی کوئی بات"
سننے کا آرڈر نہیں ---" وہ
تیزی سے اکھڑ و سخت
لہجے میں گویا ہوا--
ساتھ ہی گارڈز کو اشارہ کیا
کے اسے پکڑ کر اندر لے چلیں---
یا تو میری بات سنو--یا تو"
میں تم سب کو یہی مار کر
چلا جاوں گا---فیصلہ تمہارا--
اور یقین کرو جہاں
میرا باپ ان 42 کو سنبھال
سکتا ہے ناں میرے لیے وہیں
تم چار کے قتل کو سنبھالنا ان
کے لیے مشکل نہیں ہوگا--
"اور یہ تم بھی جانتے ہو--

اپنے برابر چلتے گارڈ

کے پینٹ میں لگی

گن نکال کر -- اسے

اپنے سامنے کھڑے

التمش پر تانے--

وہ کم عمر لڑکا

وارننگ آمیز

لہجے میں دھاڑا---

التمش واقف تھا وہ

صرف کہہ نہیں رہا--

وہ کر گزرے گا---

بولیں-- سن رہا ہوں"

میں--" التمش مجبور

ہوا تھا اس کی بات

سننے پر---

"سائیڈ میں آؤ "

اس نے گن کے اشارے

سے سائیڈ میں آنے کا

کہا اور خود فورا

آگے کی جانب بڑھا---

میں سائڈ میں آنے "

کے لیے تیار ہوں--

آپ کی بات سننے کے لیے

بھی تیار ہوں لیکن بھاگنے

کی حماقت مت کیجئے گا

کیونکہ آپ کہیں نہیں

بھاگ سکتے یہ آپ بھی

جانتے ہیں۔۔۔" التمش

اسے وان کر رہا تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ مگر تم بھی"

وعدہ کرو تم میری

بات سنو گے بھی

"اور مانو گے بھی۔۔

قیصر پلٹ کر اس کی

جانب دیکھ۔۔ تیزی سے

بولا تھا۔۔۔

"ماننے کا وعدہ نہیں کر سکتا "

تو پھر کیا فائدہ مجھے "

تمہیں بتانے کا۔۔۔ مار ہی

"دیتا ہوں تمھیں ڈائریکٹ۔۔

ہونٹوں پر ڈیولیش

مسکراہٹ سجائے

وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ "

التمش کوئی رسک

نہیں لے سکتا تھا

خاص طور پر قیصر عبدالرحمان
یوسف جیسے بندے سے
تو بالکل نہیں---
لوگ نہیں جانتے
مگر التمش بخوبی
جانتا ہے وہ کس کا
خون ہے-- اس لیے وہ
چیلنج کرنے کی غلطی
نہیں کر سکتا تھا---
اب وہ دونوں ایک
سائیڈ میں کھڑے تھے
قیصر کے ہاتھ میں گن
تھی جسے اس نے التمش
کے پیٹ کے مقام پہ لگا
رکھا تھا---
نایاب--- وہ میرے گھر"
پر ہے--- اگر میں یہاں سے
چلا گیا تو میرے پیچھے
اس کا کوئی نہیں ہے --
اس لیے تم بغیر کسی کو بتائے
(اسے میمونہ باجی(زید کی بہن
کے گھر پہنچا دو---- اور زید
سے کہہ دینا کہ اس کا

خیال رکھنے کا کہ دے

اپنی بہن سے ---مجھے پتہ

ہے وہ اچھے لوگ ہیں

وہ خیال رکھ لیں گے

"نایاب کا میرے پیچھے---

وہ اسے تحمل سے پوری

بات سمجھا رہا تھا

کہ اسے کرنا کیا ہے--

اور نایاب کے بارے میں"

میرے ڈیڈ کو پتہ نہیں

چلنا چاہیے--

کسی صورت نہیں--

"سمجھے--

ایک ایک لفظ چبا چبا کر

نہایت غرا کر دھمکی آمیز

لہجے میں ادا کیا----

قیصر اچھے سے واقف

تھا کہ عبدالرحمان صاحب

نایاب سے دلی لگاؤ بالکل بھی

نہیں رکھتے بلکہ شدید

نفرت کرتے ہیں ---

ابھی جو حادثہ ہوا--

اگر انہیں ذرا سی بھی

بھنک لگی کہ یہ سب

کچھ اس نے صرف

نایاب کی خاطر کیا ہے

تو یقینا وہ نایاب

کے جانی دشمن بن جائیں

گے اور وہ نہیں چاہتا

تھا ایسا ہو۔۔

وہ ان کے علم میں

لائے بغیر نایاب

کو سیف مقام پر

پہنچا دینا چاہتا تھا۔۔۔

زید سے اس کی دوستی

کافی پرانی تھی

اور زید کتنا مخلص تھا

اس کے لیے یہ بات اس

سے بہتر کوئی نہیں

جانتا تھا ۔۔۔یہی وجہ تھی

کہ اسے یقین تھا کہ

زید کی بہن جو بیوہ ہے

وہ آرام سے نایاب کو

اپنے پاس رکھ لے گی۔۔۔

میمونہ ویسے بھی ایک

الگ گھر میں اپنے بیٹے

کے ساتھ رہ رہی تھی۔۔
یعنی وہاں کوئی مرد نہیں
تھا جس سے نایاب ڈرے
یا سہمے یا اسے کوئی
خوف لاحق ہو۔۔۔
پھر فیملی بیک گراؤنڈ
کے اعتبار سے وہ لوگ
بہت شریف لوگ تھے۔۔۔
اوکے ۔۔۔ میں نایاب کو"
میمونہ خاتون کے گھر
پہنچا دوں گا۔۔ بغیر آپ کے
"والد کے علم میں لائے۔۔
التمش نے نظر جھکائے
وعدہ کیا۔۔۔
وہ بچی ہے ۔۔۔ صرف "
چھ سال کے بچی التمش۔۔
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو۔۔۔" قیصر
بخوبی واقف تھا التمش
کا ویک پوائنٹ کہاں ہے۔۔
اس نے ڈائریکٹ اسی پہ

وار کیا تھا کیونکہ وہ

جانتا تھا اتنی آسانی سے

تو التمش اس کی بات

نہیں ماننے والا۔۔۔

مگر اس لمحے التمش واحد

مددگار تھا اس کا۔۔

اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی

مدد تو لینی ہی تھی۔۔۔

بہت مجبوری کے عالم میں

تھا وہ۔۔۔ ورنہ کبھی التمش

کو نایاب کے متعلق علم

نہ ہونے دیتا۔۔۔

بس قیصر کے جملوں کا

کانوں میں پڑنا تھا

کے التمش کی جھکی

آنکھیں اٹھیں۔۔ اور وہ سرخ

تھیں انگارے کی مانند۔۔۔

" میں کر دوں گا۔۔" اپنی

دونوں مٹھیاں بھیجتے ۔۔

وہ سرخ ہوتے چہرے

کے ساتھ یقین دہانی

کرانے لگا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

چھوٹے ماسٹر نے "
مجھ سے وعدہ لیا ہے۔۔
کہ میں نایاب بی بی
کو اس گھر سے نکال
کر میمونہ خاتون تک
پہنچا دوں۔۔۔ آپ بتائیں
"کیا کرنا ہے اس حوالے سے۔۔
قیصر بھول گیا تھا التمش
جان تو دے سکتا ہے
مگر عبدالرحمان صاحب
سے کسی بھی معاملے
میں غداری نہیں کر سکتا
یہی وجہ تھی کہ وہ
ان کا رائٹ ہینڈ تھا
اور ان کا سب سے بھروسے
مند آدمی۔۔۔
قیصر نے سوچ بھی کیسے
لیا کہ وہ اسے
ایموشنلی بلیک میل
کر کے اپنا کام نکلوا سکتا ہے۔۔۔
کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ "
اسی کی وجہ سے میرا
بیٹا قاتل بننے چلا تھا۔۔۔

غلطی ہو گئی مجھ سے۔۔
مجھے تو اسی دن ایکشن
لے لینا چاہیے تھا جب
مجھے پتہ چلا تھا کہ
وہ اسے یتیم خانے سے
اٹھا لایا ہے۔۔۔اس کنجڑ
نے میری بیٹی کو تباہ کیا
اور اس کنجڑ کی لڑکی نے میرے
بیٹے کو۔۔۔۔خون ہے آخر
"اثر تو دکھائے گا نا۔۔۔
عبدالرحمان صاحب
تو نایاب کے نام پر ہی
انگارے چبانے لگے تھے۔۔۔
"تو کیا کرنا ہے سر؟؟۔۔"
مرنے دو سے وہیں۔۔۔ "
جب مر جائے تو ایک
ہفتے بعد جا کے وہیں
"گارڈن میں دفنا آنا۔۔۔
یہ سخت جملے ادا کرتے
وقت ان کے لہجے میں
ذرہ برابر بھی لچک
نہ تھی ۔۔۔
اور ان کے گھر کے "

ملازمین کا کیا کرنا ہے۔۔

وہ جانتے ہیں نایاب بی بی

کے بارے میں وہ

ضرور کانٹیکٹ کرنے کی

کوشش کریں گے

"چھوٹے ماسٹر سے۔۔

التمش نے اپنا خدشہ

ظاہر کیا۔۔۔

" اچھی طرح سمجھا دو

انہیں کہ اگر کسی بھی

قسم کی کوئی خبر

قیصر کے کان تک پہنچی

تو میں انہیں اور ان کی

فیملیوں کو الٹا ٹنگوا

"دوں گا۔۔۔

جی بہتر۔۔۔ اور چھوٹے ماسٹر"

اگر نایاب بی بی

کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں

تو۔۔ تو میں انہیں کیا

جواب دوں۔۔۔ جتنا میں

ان کی شخصیت کو سمجھا

ہوں مجھے پورا یقین ہے

وہ لاکھ پابندیوں کے

باوجود بھی کوئی نہ
کوئی راستہ ضرور ڈھونڈ
لیں گے مجھ سے رابطہ
کرنے کا اور یہ جاننے کا
کہ نایاب بی بی کیسی ہیں۔۔
"کیا میں نے ان کا کام کردیا۔۔
تو کہہ دینا اس سے "
پہنچا دیا تم نے اسے
میمونہ کے گھر۔۔۔ ایک ہفتے
کی بات ہے ویسے بھی۔۔
ایک ہفتے تک چھپا کے
رکھنا ہے بس یہ سب اس سے۔۔
پھر وہ مر جائے گی۔۔۔
پھر کیا فرق پڑتا ہے اگر
اسے پتہ چل بھی گیا تو ۔۔۔
روئے گا دھوئے گا کچھ وقت ۔۔
پھر خودی ہی ٹھیک
"ہو جائے گا۔۔
عبدالرحمان صاحب
شدید نفرت کرتے تھے
نایاب سے اور کیونکر
نہ کرتے ان کے نزدیک
وہ ریپسٹ کی بیٹی تھی۔۔

جس نے ان کی بیٹی کو

کالج سے اغوا کیا۔۔۔

خدا جانے نکاح بھی

کیا تھا یا نہیں۔۔۔ مومن

کہتا تو ہے کہ نکاح کیا تھا

مگر کون جانے سچ کہتا ہے

یا جھوٹ۔۔۔

ان کے نزدیک وہ ان

کی بیٹی کے ریپسٹ

اور اغواہ کار

کا گندا خون تھی۔۔ وہ

مرے یا جیے

انہیں کوئی فرق نہیں

پڑتا تھا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

التمش تم نے نایاب کو "

میمونہ باجی کے گھر

پہنچا دیا ناں۔۔" ایک نئے

نمبر سے کال آنے پر

التمش نے کال ریسیو

کی دوسری جانب

سے آنے والی آواز وہ

فورا ہی پہچان گیا تھا۔۔۔

اس کا اندازہ کتنا
صحیح تھا قیصر کی
شخصیت کو لے کر---
یہی سوچ --وہ اپنے کمرے
کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
مسکرایا---
قیصر بڑی مشکل سے
ایک راہ گیر کا موبائل چرا
کر   پبلک باتھ روم میں
جا کر کال کر رہا تھا---
اس کے ساتھ گارڈز
موجود تھے یہی وجہ
تھی کہ واش روم سے
جب وہ بات کر رہا تھا
تو اس کی آواز
بہت دبی دبی سی آ
رہی تھی---
آپ کو پتہ ہونا چاہیے "
میں اپنا وعدہ ہمیشہ
وفا کرتا ہوں ---" التمش
فورا ہی پر اعتماد لہجے
میں بولا تھا---
مگر اس کے ادا کیے

جملے کی نوعیت وہ نہیں
تھی جو قیصر سمجھا---
اس نے کہا وہ ہمیشہ
اپنا وعدہ وفا کرتا ہے
مگر وہ والا وعدہ نہیں
جو اس نے قیصر سے
کیا وہ وعدہ جو اس نے
عبدالرحمان صاحب سے
کیا یعنی اپنے مالک سے---
اس کا وعدہ تھا
کے وہ کبھی اپنے مالک
سے غداری نہیں کرے گا
اور یہی وہ وعدہ تھا
جس کی اس لمحے
وہ قیصر سے بات کر
رہا تھا---
"آپ بےفکر ہو کر رہیں "
شکریہ---"قیصر کی آواز"
سے ہی ظاہر تھا ---
جیسے منو بوجھ اترا
ہو اس کے دل سے---
ایک گہرا سانس ہوا
میں خارج کر ---

اس نے فقط ایک لفظی شکر
ادا کیا اور کال ڈسکنیکٹ
کر دی---
التمش واقف تھا
وہ زیادہ بات کر بھی
نہیں سکتا---
حال---
پانچ دن گزر چکے تھے--
یقینا وہ بچی خوف سے
اندھیرے سے بھوک سے
مر چکی ہوگی اب تک--
یہ خیال آتے ہی التمش کو
لگا اس کی سانس رک رہی
ہے اسے سکون نہیں آ رہا--
وہ بچی ہے --- صرف"
چھ سال کے بچی التمش--
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی--- اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو---" قیصر کے
جملے پھر اس کے کانوں
میں گونجنے لگے تھے--
پانچ راتوں سے وہ سویا

نہیں تھا اور نہ ہی سو پا

رہا تھا-- یہ جملے جیسے

اس کا پیچھا ہی نہیں

چھوڑ رہے تھے---

اسے بار بار اپنی

مرحوم بیٹی نظر آ

رہی تھی--- جسے

عبدالرحمان صاحب کے

دشمنوں نے اغوا کر کے

مار دیا تھا---

اسے اپنے اندر سے

ایک آواز آتی

محسوس ہو رہی تھی

جو باربار اسے بس

یہی کہہ رہی تھی

کہ وہ چھ سال کی

بچی ہے--- بالکل اس کی

بیٹی کی عمر کی ---

وہ اسے کیسے تنہا مرنے

کے لیے چھوڑ سکتا ہے؟؟---

پھر اس میں اور

ان ظالم اغوا کاروں میں

کیا فرق رہ گیا؟؟؟---

کیا اس نے اغوا کاروں
سے نہیں کہا تھا کیوں
بچوں کو گھسیٹ رہے
ہو لڑائی میں---
آج وہ خود کیا کر
رہا تھا؟؟---
وہ بچی ہے --- صرف"
چھ سال کی بچی التمش--
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی--- اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو---" یہ آواز
جیسے اب اسے پاگل
کر رہی تھی ---
وہ فورا ہی چیختا ہوا
اٹھ کر بیٹھا تھا---
وہ اپنے کانوں پر ہاتھ
رکھ رہا تھا--
بار بار کہہ رہا تھا چپ ہو
جاؤ مجھے نہیں سننا--
میں نہیں سننا چاہتا--
میں اپنے مالک سے
غداری نہیں کر سکتا---

مگر وہ آواز بند نہیں

ہو رہی تھی---

جیسے وہ ہونا ہی نہیں

چاہتی تھی---

وہ بچی ہے --- صرف "

چھ سال کے بچی التمش--

بالکل تمہاری بیٹی کی

عمر کی--- اپنی بیٹی کو

تو تم نہیں بچا سکے تھے

اسے بچا لو---" یہ آواز

کسی صور پھونکے جانے

کی جیسی بھیانک

لگ رہی تھی اب اس

کے کانوں کو---

قیصر وہاں نہیں تھا

لیکن اس کے بولے جملے

التمش کے پورے جسم

کو جکڑ گئے تھے--

خاص طور پر دل کو---

اچانک اسے اپنے

سامنے اپنی مرحوم بیٹی

نظر آنے لگی جو

اسے پاپا پاپا کہ کر

بلا رہی تھی---

بالکل تمہاری بیٹی کی "

عمر کی--- اپنی بیٹی کو

تو تم نہیں بچا سکے تھے

اسے بچا لو---" اس کی

انکھوں میں آنسو آنے

لگے تھے

--

ہاں وہ پتھر دل

انسان اب رو رہا تھا--

قریب تھا کہ چیخنے لگتا---

وہ تکلیف میں تھا

ضمیر کی ملامت اسے

جینے نہیں دے

رہی تھی اب---

پانچ دن ہو چکے ہیں "

وہ تو مر چکی ہوگی

اب تک--" یہ کہتا ہوا

وہ بڑبڑاہٹ میں کھڑا ہوا--

پتہ نہیں وہ کس کو

یہ بات سنا رہا تھا ---

خود کو یا اپنے ضمیر کو---

التمش جیسے لوگ

جان دے دیتے ہیں

اپنے مالک سے بے وفائی

نہیں کرتے--- مگر اس

لمحے اس کا ضمیر

اسے بے وفائی پر اکھسا

رہا تھا---

اس کے ہاتھ پاؤں

لرزنے لگے تھے-- اسے اب

سامنے کا دھنلا دھنلا نظر

آنے لگا تھا لیکن اس

دھندلے پن میں بھی

اس کی بیٹی کا

چہرہ نمایاں تھا---

اس کے پاوں اس قدر

لرز رہے تھے کہ وہ

دھڑام کر کے زمین پر گرا ---

نہیں ---میں "

اسے مرنے نہیں دے سکتا---

وہ بچی ہے---

اس کا کیا قصور؟؟

اگر اس کا باپ برا ہے---

بالکل ویسے ہی

میری بچی کا کیا قصور

تھا اگر میں برا ہوں تو---

اس کا کوئی قصور نہیں تھا---

وہ معصوم تھی--- بالکل

اسی طرح نایاب بی بی

بھی معصوم ہیں---

میں انہیں مرنے نہیں

دے سکتا---" یہ کہتا ہوا

وہ فورا کھڑا ہوا

اور باہر کی جانب

تیزی سے لپکا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ قیصر کے

گھر پہنچا تو وہاں

مکمل اندھیرا چھایا ہوا

تھا وہ دروازہ کھول کر

اندر داخل ہوا ---

چابی اس کے پاس پہلے

سے ہی موجود تھی---

سب سے پہلے اس نے

گھر کا مین

الیکٹرک سسٹم اون کیا--

پھر وہ نایاب کو

ڈھونڈنے کے لیے فورا

ہی اندر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔
ارادہ وعدے کے مطابق
اسے میمونہ خاتون کے
گھر پہنچانے کا تھا۔۔۔
وہ گارڈن سے چلتا ہوا
دروازہ کھول کر
اندر لانچ میں داخل ہوا۔۔۔
بند گھر میں سے
آنے والی فرنیچر
کی سمیل وہ الگ ہی
محسوس کر رہا تھا۔۔۔
نایاب بی بی۔۔۔ میں"
آپ کو لینے آیا ہوں۔۔۔
مجھے قیصر نے بھیجا ہے۔۔
"کہاں ہیں آپ؟؟۔۔
پورے گھر میں نظر
دوڑانے کے باوجود
جب اسے کوئی نظر نہ آیا
تو اس نے آواز لگانا
شروع کی۔۔۔
آواز لگانے کے باوجود
جب کوئی ریپلائی نہ آیا۔۔۔
تو اس نے نیچے کے

کمروں کو چھاننا

شروع کیا مگر

سارے ہی کمرے لاک

تھے---

اب وہ ڈائریکٹ

اوپر کے کمرے کی

جانب بڑھا تھا---

جب وہ دروازہ کھول

کر قیصر کے کمرے

میں داخل ہوا تو یہ

دیکھ حیران رہ گیا---

کہ وہاں کا شیشے کا

دروازہ ٹوٹا ہوا تھا---

اور ہر طرف کانچ بکھرا تھا---

ایک سفید چادر

بیڈ سے باندھی گئی

تھی جس سے مزید

چادریں بندھی ہوئی

تھیں اور وہ نیچے کی

طرف جا رہی تھی--

اس نے نیچے جھانک

کر دیکھا تو وہ گارڈن

میں لینڈ ہو رہی تھی---

"وہ بچی بھاگ گئ؟۔۔"

التمش کو جیسے یقین

نہیں آیا تھا کہ ایک

چھ سالہ بچی اندھیرے

گھر میں ہونے کے باوجود

اتنی سٹرانگ تھی کہ

وہ یہاں سے بھاگ گئی

وہ بھی شیشے کا

دروازہ توڑ کر۔۔اور بیڈ کی

چادروں کی رسی بناکر۔۔۔

نایاب وہاں نہیں تھی ۔۔۔

وہ جا چکی تھی۔۔۔

مگر کہاں ؟؟

وہ چھوٹی سی

چھ سالہ بچی کہاں

جا سکتی ہے اکیلے؟؟۔۔۔

کہیں وہ کسی

غلط ہاتھوں میں لگ

گئی تو؟؟۔۔

یا میرے خدا۔۔۔ "

التمش تم نے دیر

کر دی۔۔"

التمش بے ساختہ

ہی اپنے بال نوچتے
ہوئے بول اٹھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
اب چلتے ہیں واپس
اسی دن کی جانب ۔۔
جب نایاب کی گود میں
بلی کا بچہ مرا تھا۔۔۔
ماضی۔۔۔
پورے لانچ میں وہ اب
نظر دوڑا رہی تھی
مگر اسے کوئی کھڑکی
نظر نہ آئی ۔۔ دروازے کے
اوپر جو کھڑکی بنی ہوئی
تھی وہ اتنی اونچی تھی
کہ وہ اس تک نہیں پہنچ
سکتی تھی ۔۔۔ نہ ہی
وہ فزیکلی اتنی سٹرانگ
تھی کہ دروازہ توڑ
سکتی تھی۔۔۔
کچن میں روشن دان
موجود تھا لیکن مسئلہ
یہی تھا کہ وہ بھی
اتنا اونچا تھا کہ نایاب

کا نہ تو اس تک ہاتھ

پہنچ سکتا تھا نہ ہی

وہ کرسیاں رکھ کر اس

تک پہنچ سکتی تھی---

اب وہ کیٹو کو فورا ہی

گود میں اٹھاکر۔ اوپر والے

کمرے کی جانب بھاگی

تھی --- کمروں میں

کھڑکیاں موجود تھیں

مگر وہ سارے ہی کمرے

لاک تھے -یہی وجہ تھی

کہ وہ سیدھے اپنے

کمرے کی جانب بھاگی---

کیونکہ وہ واحد کمرہ

تھا جس کو لاک نہیں

کیا گیا تھا---

اس کی نگاہ سب سے

پہلے کمرے میں داخل

ہوتے ہی شیشے کی وال پر گئ۔

پوری دیوار شیشے کی)

بنی ہوئی تھی -- جس سے

اندر سے تو باہر کا

نظر آتا تھا لیکن باہر

سے اندر کا نہیں) جس پر
اکثر پردے ڈلے رہے تھے--
پردے ہٹا کر اب
اس نے باہر کی جانب
دیکھا تھا---
اسے یہ شیشہ توڑنا تھا
تبھی وہ یہاں سے
نکل سکتی تھی---
کیٹو تم فکر مت کرو -- "
ہم دونوں یہاں سے نکل
جائیں گے --صحیح ہے
"تم بس میرے ساتھ رہنا--
وہ کم عمر لڑکا
کبھی اس کی بھوری چمکتی
آنکھوں میں آنسو دیکھنا
پسند نہیں کرتا تھا اور آج
وہ لہو رنگ تھیں--- کوئی چمک
نہیں رہی تھی ان میں اب ---
صرف اندھیرا تھا --
نا امیدی تھی--- وحشت تھی
خوف تھا --- مایوسی تھی--
و غم و غصہ تھا---- اور
سب سے بڑھ کر اعتبار

ٹوٹنے کا رنج----
وہ اس مردہ بلی کے بچے
کو بیڈ پر بٹھاتے--- بھرائی
آواز میں گویا ہوئی---
اس آواز میں ایک امید تھی
کہ بس تھوڑا سہ اور رک
جاؤ پھر ہم ساتھ نکلیں
گے یہاں سے---
وہ اب دور کھڑی ہو
گئی تھی اور
اس نے چیزیں اٹھا کر
اب اس شیشے کے دروازے
پہ پوری فورس
کے ساتھ مارنا شروع کر دیا
تھا۔
اس کے پے در پے سامان
مارنے سے شیشے میں
چٹک آئی۔۔مگر وہ ٹوٹا
نہیں تھا۔۔
بیٹھ کے سائیڈ
ٹیبل سے وہ کانچ کا لیمپ
اٹھا کر لائی اور اسے زور
سے شیشے پر دے مارا۔

تو شیشہ مزید چٹکا۔۔

وہ اب درازوں سے سامان

نکال کر اس شیشے کی دیوار

پر مار رہی تھی۔۔۔

انہی درازوں میں سے

ایک دراز میں سے

اسکے ہاتھ پلاس لگا۔۔

وہ بڑا سہ پیلے تنگ

کا پلاس اٹھاکر

نایاب نے زور سے دروازے

پر مارا۔۔وہ پہلے ہی پے در پے

وار سہنے کے سبب پوری

طرح چٹک چکا تھا۔۔یہی

وجہ تھی کے پلاس لگتے ہی

وہ ٹھس کی زوردار آواز

کے ساتھ ٹوٹا۔۔۔

نایاب اتنی حاضر ذہن تھی

کے جیسے ہی وہ ٹوٹا ویسے

ہی نیچے جھک کر بیٹھ گئ۔۔۔

اب شیشے کا دروازہ

ٹوٹ چکا تھا ۔۔۔

کمرے میں ہر طرف شیشے کے

بڑے و چھوٹے ٹکڑے بکھرے

پڑے نظر آرہے تھے---

کیٹو--میں تمھیں اور"

خود کو نکال لوں گی یہاں

سے---" وہ فورا

کیٹو کے پاس آکر---نرمی سے

بولی---اور پھر

تیزی سے شیشے کا دروازہ

جو اب ٹوٹ چکا تھا--اس

کی جانب لپکی---

وہ ایک منزل کی اونچائی

پر تھی--وہ وہاں سے کود

نہیں سکتی تھی---اسے

کسی چیز کی ضرورت تھی

اترنے کے لیے---

اب وہ نیچے کس چیز کی

مدد سے اترے---یہی سوچتے

ہوئے پورے بکھرے کمرے

میں نظر دوڑا رہی تھی---

پھر بیڈ کے

چادر پر نظر پڑی---

وہ اتنی بڑی نہیں تھی

کہ وہ آرام سے اتر سکے

اسی لیے اس نے فورا ہی

المارى سے مزید چادریں

نکال کر انہیں ایک

دوسرے سے باندھنا

شروع کر دیا۔۔۔

یہ تو بہت "

اونچائی ہے۔۔" چادر

تو اس نے لٹکا دی تھی

مگر خود چڑھ کر

نیچے اترنا ۔۔۔

اس کے لیے بہت

مشکل تھا۔۔ پھر وہ

اپنی کیٹو کو بھی

ساتھ لے کر جانا

چاہتی تھی۔۔۔

اس نے فورا ہی اپنا

سکول کا بیگ خالی

کیا اور اس میں کیٹو

کو ڈالا اور زپ کھلی

چھوڑ دی ۔۔۔

یہ شاید اس کی

محبت ہی تھی کہ

وہ ایک مردہ بلی کے

بچے کو بھی زندہ کی

طرح ٹریٹ کر

رہی تھی---

ایسا نہیں تھا کہ وہ

جانتی نہیں تھی کہ

وہ بلی کا بچہ مر چکا ہے

بس اس کی محبت ماننے

نہیں دے رہی تھی--- اور

یہ محبت ایسے ہی

عقل والوں کو اندھا کر

دیتی ہے---

❤️❤️❤️❤️

محبت کا عقل سے

کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے

کیونکہ محبت میں

اندھا ہونا لازم ہے جانا---

ایک اچھا انسان

جس غم سے خود گزرا

ہو وہ کبھی بھی دوسرے

کو اس سے نہیں

گزرنے دیتا --- خاص طور

پر اپنے پیارے کو---

اور وہ بلی اسے بڑی پیاری

تھی قیصر اسے چھوڑ

گیا تھا وہ کیٹو کو
چھوڑ کر نہیں جانے والی
تھی---
اس نے قیصر کی الماری
سے اب ایک موٹا سہ بلیک
کوٹ نکال لیا تھا۔۔
اور وہ پہنا تاکہ جو
دروازے پر کانچ کے
چھوٹے چھوٹے نوکیلے سے
ٹکڑے لگے ہوئے ہیں
وہ اسے نہ چبھیں---
مرتا کیا نہ کرتا ---
زندگی کی خاطر
یہ جوکھم تو اٹھانا
ہی تھا اس نے---
وہ رسی سے لٹک
گئی تھی---
کیٹو تم ڈرنا نہیں۔۔ "
"میں تمہیں بچا لوں گی---
یہ کہتے ہوئے وہ آرام آرام
سے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں
سے وہ سفید چادر
پکڑ کر اترنے لگی ---

ہاتھ میں آنے والے
پسینے کے سبب
اس کے ہاتھ پھسل رہے
تھے لیکن وہ
چھوڑ نہیں سکتی تھی---
اس نے ایک بار بھی
نیچے کی جانب نہیں
دیکھا--- وہ جانتی تھی
اگر وہ نیچے دیکھے گی
تو پھر ڈر مزید بڑھے گا
جس سے اس کا
nervousness دماغ
کی جانب جائے
گا اسی لیے وہ نیچے
دیکھ ہی نہیں رہی تھی--
concentrate اپنا سارا
صرف اترنے پر لگا رہی تھی---
وہ بہت آہستہ آہستہ
اتر رہی تھی رات کا
وقت تھا ہر طرف
اندھیرا چھایا ہوا تھا
مگر چاند کی مدھم
سی روشنی میں اسے

ارد گرد کا ماحول نظر
آرہا تھا۔۔۔
نیچے اترنے کے بعد
مشکل ختم نہیں ہوئی
تھی ہاں ایک منزل ضرور
پار ہو گئی تھی۔۔۔
اب اسے بڑا سہ مین دروازہ
چڑھنا تھا ۔۔۔جس سے
باہر نکلنے کے بعد ہی
وہ آزاد ہو سکتی تھی
لیکن اصل پریشانی یہ
تھی کہ وہ یہاں سے
نکلنے کے بعد جائے گی
کہاں ؟؟۔۔۔
وہ تو کسی کو نہیں جانتی۔۔
اوپر سے اترنے
کے بعد وہ کافی تھک
گئی تھی اسی لیے
گارڈن میں ہی بیٹھ
گئی اور بیگ کو
اپنے کندھے سے اتار
کر اپنے سینے سے
لگا لیا۔۔۔

وہ کتنی دیر وہاں

بیٹھی رہی کوئی

حساب نہیں--- بس ذہن

میں ایک ہی سوال

گردش کر رہا تھا ---

اگر اس دروازے سے

باہر نکلی تو وہی لوگ

موجود ہیں جن سے

وہ ڈرتی ہے پھر

وہ کہاں جائے گی ؟؟-

کس کے پاس رہے گی؟؟-

کون رکھے گا اسے؟؟--

وہ یتیم خانے سے

آئی بچی

تھی اس نے آدمیوں کے

وہ روپ دیکھے تھے

جو درندگی سے

بھرے تھے ---

مر جانا باہر جانے

سے زیادہ اسان لگ

رہا تھا اسے---

پھر یوں ہی بیٹھے

بیٹھے ایک دم اچانک زریاب

کا خیال آیا۔۔۔

وہ دوست تھا اس کا۔۔۔

وہ ہمیشہ مدد کرتا تھا

اس کی۔۔۔

کلاس میں جب بچے اسے

چڑھاتے تھے تو زریاب ہی

ان سے اس کے لیے لڑتا تھا۔۔۔

حتی کہ وہ چھوٹا سہ

لڑکا ٹیچر تک سے لڑ گیا

تھا اس کے لیے۔۔۔

جب وہ اسے بلا وجہ

ڈانٹ رہی تھیں۔۔۔

ذریاب کا گھر

اسکول کے پیچھے کی

گلیوں میں ہی تھا۔۔۔

اس نے گھر کے

دروازے کا کلر بھی

بتایا تھا۔۔۔

بلیک اینڈ وائٹ۔۔۔ اور یہ

بھی کہ ان کی کیاری میں

رات کے رانی کے

پھول لگے ہیں۔۔جو پوری

گلی کو مہکاتے ہیں۔۔۔

زریاب۔۔ہاں۔۔۔"
کیٹو زریاب کے گھر
"چلتے ہیں۔۔ وہ دوست ہے۔۔
ان سونی آنکھوں میں
اب جا کے کچھ چمک
ابھری تھی وہ بھی زریاب
کے نام پر ۔۔۔
وہ فورا ہی اٹھی۔۔
واپس بیگ کو اپنے
کندھے پر ٹانگا۔۔۔
اب وہ دروازہ چڑھ رہی تھی۔۔
اہ۔۔۔" دروازے پر جو"
نقش و نگاری کی گئی تھی
وہ انہی لوہے کے بنے
پھولوں پر اپنے پاؤں ٹکا
کر اوپر کی جانب چڑھ
رہی تھی ۔۔۔مگر ایک پھول
دوسرے پھول سے اتنا
اونچائی پر تھا کہ
اس کے ننھے پاؤں پہنچ
نہیں پا رہے تھے۔۔
یہی وجہ تھی کہ بجائے
اوپر چڑھنے کے

پاؤں نہ پہنچ پانے
کے سبب دھڑام کر کے
واپس نیچے آن گری تھی---
یہ تو شکر ہے قیصر کا
کوٹ بہت موٹا تھا --
اس لیے اس کے زیادہ نہیں
لگی تھی لیکن کونی
پر تکلیف محسوس
ضرور ہو رہی تھی
لیکن وہ رک نہیں
سکتی تھی اس
لیے تکلیف کی
پرواہ کیے بغیر
دوبارہ چڑھنے لگی---
اس بار چڑھنے میں
پہلے سے زیادہ تکلیف
ہو رہی تھی کیونکہ
وہ ہاتھ کے بل گری تھی
اس لیے ہاتھ اب چڑھنے
میں تکلیف کر رہا تھا---
جیسے تیسے کرکے--
اخر کار وہ دروازہ پار
کرنے میں کامیاب ہوئی

تھی---
باہر آتے ہی اسے
روشنیاں دیکھنے کو ملیں--
جن سے اس کی انکھیں
چار دن سے محروم تھیں
لیکن پوری گلی میں
سناٹا چھایا ہوا تھا
جو روز معمول کی بات تھی--
لیکن وہ کب رات میں
باہر آیا کرتی تھی
جو اسے اس
بات کا علم ہو---
اسکول کا راستہ
یاد تھا اسے لیکن وہ
اس کے گھر سے کافی
دور تھا اسی لیے
چپ چاپ چلنے لگی---
اسے ڈر لگ رہا تھا--
ہر آتا جاتا راہگیر
اسے مزید ڈرا رہا تھا --
اسے لگ رہا تھا اس کا
دل بند ہو جائے گا
لیکن وہ پھر بھی

چلتی چلی جا رہی تھی

بس چلتی چلی جا رہی تھی---

پورا آدھا گھنٹہ لگا تھا

اسے ---وہ کہیں نہیں رکی

تھی ---

اس کا اسکول گلیوں

میں بنا ہوا تھا---

اسی لیے اسکول کی

گلی کے کونے پر ایک

خوبصورت سہ گارڈن

تھا جہاں بچے رات میں آ

کر اپنے والدین کے ساتھ

کھیلا کرتے تھے---

وہ بھی اس گارڈن میں

پہنچ گئی تھی---

بھوک پیاس خوف

اور ہاتھ پہ لگی چوٹ

سے نکلتا خون --

جس کا اسے احساس بھی

نہیں تھا لیکن اس کی تکلیف

اس قدر بڑھ چکی تھی

کہ اس ننھی پری کو

سب دھندلا دھنلا نظر

آنے لگا ---

پھر اسے علم ہی

نہیں ہوا ---کب

وہ وہیں گر گئی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب---نایاب--"

آنکھیں کھولو--نایاب--

ماما یہ آنکھیں

"کیوں نہیں کھول رہی؟؟--

وہ نیند میں تھی

جب اسے جانی پہچانی

سی آواز آنا شروع ہوئی--

جس میں اس کا نام

پکارا جا رہا تھا---

"نایاب--- اٹھ بھی جاؤ اب---"

وہ ننھی سی آواز تھی

مگر پریشان سی---

ماما اسے دوبارہ "

"ڈاکٹر کو دکھائیں--

وہ ننھا سہ بچہ اب

روہانسہ ہو کر بول

رہا تھا نایاب کو

آنکھیں نہ کھولتا دیکھ-

ڈاکٹر نے اسے "
انجکشن لگایا ہے نیند کا
وہ اب صبح ہی اٹھے گی
تم خوامخواہ اسے
پریشان کر رہے ہو--
"سونے دو اسے---
وہ کسی بڑے کی آواز تھی
(نسوانی آواز)
جسے وہ سن ضرور
سکتی تھی مگر
پہچاننے سے قاصر تھی---
سوتے وقت انسان
امیجنیشن کرتا ہے
اور اس کے جو سینس ہوتے
ہیں-- وہ ڈبل ہو جاتے ہیں اور
زیادہ پاور فل بھی---
یہی وجہ تھی کہ نایاب کے
سینس بھی سوتے وقت
زیادہ پاور فل ہو
جایا کرتے تھے ---
کہ جب نیند میں قیصر
اس کا ہاتھ پکڑا کرتا تھا
تو اسے پتہ چل جاتا تھا

اور یہی سبب تھا

کہ اس وقت جب اس

کے کمرے میں باتیں ہورہی

تھی-- وہ انہیں سن

سکتی تھی--

جبکہ وہ مکمل

ہوش میں نہیں تھی--

❤️*Husny Kanwal*❤️

صبح آنکھ کھلی

تو اس نے خود کو

ایک کمرے میں پایا--

"ماما-- نایاب اٹھ گئی---"

وہ زریاب تھا

جو آنکھ کھلتے ہی

اسے اپنے سر پر بیٹھا

نظر آیا تھا---

وہ نہیں جانتی---

وہ پوری رات

اسی کے بیڈ پر سوئی تھی---

زریاب کا اعلان سنتے ہی

میمونہ خاتون فورا ہی

کمرے میں چلی آئی تھیں---

اب کیسا محسوس "

"کر رہی ہو بیٹا؟؟---

انہوں نے بڑی محبت

سے آ کر اس کے

سیدھے رخسار پر اپنا

ہاتھ رکھ کر پوچھا---

وہ فکر مند دکھائی

دے رہی تھیں---

اچھا---" وہ ایک"

لفظی جواب دیتی

فورا ہی اٹھ کر

بیٹھی---

" تمھیں چوٹ کیسے

لگی تھی؟؟-- اور تم

"گارڈن میں کیا کر رہی تھی؟؟

وہ زریاب تھا جو

فکر مندی سے پوچھتا

ہوا نظر آرہا تھا اسے ---

"میری کیٹو کہاں ہے؟؟ "

سب سے پہلے اسے

جس کی فکر لاحق

ہوئی وہ اس کی کیٹو تھی---

"بیٹا وہ بلی تو مر چکی ہے---

مگر بےفکر ہو جاؤ

میں نے دفنایا نہیں ہے

اسے ابھی تک ۔۔

میں تمہارے

اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی

پھر تم اور زریاب ایک ساتھ

دفنا دینا اسے۔۔۔" میمونہ

فورا ہی بولی۔۔

اس کا لب و لہجہ

بہت نرم مزاج تھا ۔۔۔

کیا وہ میرے ساتھ "

نہیں رہ سکتی؟؟؟۔۔۔

"سب مجھے چھوڑ جاتے ہیں

اس کی بھوری آنکھوں

میں موٹے موٹے آنسو

بھر آئے تھے۔۔۔ اس کے یہ

سوال کرتے ہی میمونہ

کو لگا جیسے اس کا

دل بھر آئے گا۔۔۔

وہ مر چکی ہے بیٹا۔۔"

اور تم اکیلی تھوڑی ہو ۔۔

زریاب ہے نا تمہارا دوست

"تمہارے ساتھ۔۔ہے ناں زریاب

انہوں نے فورا تصدیق چاہی۔۔

جی ماما۔۔میں ہوں"
تمہارے ساتھ نایاب۔۔۔
اور میں ہمیشہ رہوں گا۔۔۔
میں کبھی تمہیں
چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔
"کبھی بھی نہیں۔۔۔۔
زریاب نے فورا ہی
اس کے ننھے ہاتھ
پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔
قیصر بھی یہی "
بولتا تھا" نایاب بےساختہ
کہہ اٹھی۔۔۔
قیصر انکل شاید بیزی "
ہوں جیسے میرے ماموں
ہوتے ہیں۔۔۔ مگر وہ
برے نہیں ہیں انہیں
چھوڑ کے جانا پڑتا ہے ۔۔
"کام بھی تو ہوتے ہیں ناں۔۔
زریاب اس ننھی سی
پری کو سمجھانے کی
کوشش کر رہا تھا
اپنے دماغ کے مطابق۔۔۔
بیٹا۔۔۔ اٹھو۔۔۔"

منہ ہاتھ دھو---

زریاب مدد کرو اپنی

دوست کی اور میں

تم دونوں کے لیے ناشتہ

لگا دیتی ہوں

پھر ہم بلی کے بچے

کو دفنا آئیں گے

گارڈن میں--- ورنہ اس

میں سے بدبو آنے

"لگ جائے گی اب

اس ننھی سی بچی نے

ہمیشہ اپنوں کو

کھویا تھا---اور

اب اسے لگ رہا تھا اس

نے قیصر اور کیٹو کو بھی

ہمیشہ کے لیے کھو دیا---

رو مت ---"

میں ہوں نا تمہارے ساتھ

ماما کہتی ہیں کہ جب اللہ

کچھ لیتا ہے تو پھر اس

سے بھی بڑھ کر کچھ

ضرور دیتا ہے---

جیسے جب میرے پاپا کو

لیا تو بدلے میں

"مجھے تمہیں دے دیا۔۔۔

میمونہ نے اور بچوں

نے مل کر گڈا کھودا تھا

گارڈن میں۔۔۔

ان ننھے بچوں

نے مل کر ہی اسے

دفنایا۔۔

نایاب کیٹو کو دفنانے

کے بعد بس روئے

جا رہی تھی۔۔کے زریاب

نے اپنی ننھی باہیں

پھیلا کر اسے

خود سے لگایا۔۔۔ اور بڑی

محبت سے اسے چپ کرانے

لگا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

زید یہ کیا حرکت ہے؟؟۔ "

وہ بچی مجھے گارڈن

"میں بے ہوش پڑی ملی۔۔۔

وہ زید کو گھر پر بلا

کر اس پہ بن بادل برسات

کی طرح برسے

چلی جا رہی تھیں۔۔
اور وہ اپنی جگہ
ٹھیک بھی تھیں۔۔۔
"مجھے اندازہ تو تھا
کہ وہ تھک جائے گا نایاب
کی ذمہ داری سے ۔۔
نہیں اٹھا پائے گا زیادہ دیر
لیکن اس طرح چھوڑ کر
بھاگے گا یہ نہیں پتہ تھا۔۔۔
پھر عجیب بات یہ
ہے کے وہ راتوں رات باہر
شفٹ ہو گیا اس سے
کوئی کانٹیکٹ نہیں
ہو پا رہا میرا اور پھر
مجھے سمجھ نہیں آ
رہا وہ مجھ سے بات
کیوں نہیں کر رہا ہے؟؟۔۔"
زید خود بھی الجھا ہوا تھا۔۔
نایاب اس لمحے کچن
سے پانی پی کر واپس
آرہی تھی جب زید
کے جملے اس کے کانوں
کی سماعت سے ٹکرائے۔۔۔

مجھے اندازہ تو تھا"

کہ وہ تھک جائے گا نایاب

کی ذمہ داری سے ۔۔

نہیں اٹھا پائے گا زیادہ دیر

لیکن اس طرح چھوڑ کر

"بھاگے گا یہ نہیں پتہ تھا۔۔۔

یہ جملے جیسے نشتر

کی طرح پیوست ہوئے

تھے جا کے اس کے ننھے سے

دل میں۔۔۔

"تم رو رہی ہو؟؟۔۔ "

وہ کمرے میں اکیلی بیٹھی

رو رہی تھی۔۔۔جب زریاب

اس کے پاس آکر بیٹھ۔۔

فکر مندی سے

استفسار کرنے لگا۔۔

رو مت۔۔۔"

میں ہوں ناں تمھارا دوست۔۔۔

تم ہر بات مجھ سے

"شیئر کر سکتی ہو۔۔۔

قیصر مجھے کیوں "

"چھوڑ گیا؟؟۔۔

بس یہی وہ ایک

واحد سوال تھا جو
اس کے ننھے سے ذہن
میں ابھی تک گردش
کر رہا تھا جس کا
جواب وہ تلاش کر
رہی تھی---
کیونکے اگر وہ تمھارے"
ساتھ رہتے تو پھر
تم میرے گھر کیسے
آتیں--پتا ہے ماما نے
زید ماموں سے کہ دیا ہے
کے تم ہمارے ساتھ رہو
گی---" زریاب کے لہجے میں
مسرت تھی ---
خوشی تھی--- اتنی خوشی
کہ شاید وہ بیاں بھی
نہ کر سکے---
وہ پونی والی لڑکی
جسے وہ اسکول میں
دیکھ دیکھ کے خوش
ہوا کرتا تھا اب وہ
اس کے ساتھ رہنے
والی تھی وہ کیسے

خوش نہ ہوتا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

حال

جیسے لوگ اپنی

پرچھائی کے ساتھ

گھومتے ہیں نا

ویسے وہ نایاب کے

ساتھ گھوما کرتا تھا۔۔۔

نایاب کے اس کے

گھر شفٹ ہونے

کے بعد۔۔۔ اس نے

دوست بنانے چھوڑ

دیے تھے۔۔

وہ اب یہی کہنے

لگا تھا نایاب اس کے

لیے کافی ہے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ایک سال بعد۔۔۔

میمونہ خاتون

کہ بینک اکاؤنٹ میں

ایک لاکھ

ٹرانسفر ہوئے۔۔

ساتھ ہی ان کے موبائل

پر میسج بھی موصول

ہوا جس میں لکھا تھا

کہ وہ نایاب کا خیال

رکھیں --

وہ انھیں مزید پیسے

بھیجتا رہے گا ہر مہینے---

❤️#جاری_ہے

سات سال بعد---

وہ لوگ اپنی

وین میں موجود تھے---

امریکہ کا سب سے

پاپولر میوزک بینڈ تھا وہ---

ٹوئنکل میلوڈی ماسٹرز بینڈ

Twinkle MelodyMasters Band

(TMMB)

کچھ ہی دیر میں

سٹیج پر اپنی پرفارمنس

دینی تھی انھیں---

سب اپنی اپنی تیاری

میں لگے ہوئے تھے

جب اس کی نظر اپنے

چہرے پہ لگا مائیک

ٹھیک کرتے ہوئے

سامنے ٹیبل پر
رکھے اخبار پر گئ---
اس اخبار میں
--above 200 IQ
چائلڈ کی لسٹ لگی
ہوئی تھی---
Ainan Celeste Cawley
Marilyn Vos Savant
Michael Kearney
Sho Yano
Edith Stern
Kim Ung Yong
Nayab Momin
بچوں کے ناموں کے ساتھ
ان کی تصویریں اور ان کے
کارنامے درج تھے--- اس نے
خاص دھیان سے نہیں
پڑھا تھا لیکن جب
چھٹا نام پڑھا تو اس
کی آنکھیں ٹھہر گئیں---
ان نیلی رنگ آنکھوں
میں بہت سے تاثرات
ابھرے تھے---

وہ پورا انگلش آرٹیکل
تھا جس میں لکھا تھا
-- نایاب مومن 200
پلس ائی کیو چائلڈ ہے--
صرف سات سال کی عمر
میں اس نے میوزک کے
نوٹس لکھ کر
لوگوں کو حیران کر
دیا تھا- مگر کسی وجہ سے
انہوں نے اچانک
نہ صرف لکھنا ترک کر
دیا بلکہ گانا بھی---
صرف 14 سال
کی عمر میں وہ
جیومیٹری کی ٹیچر ہے
اسکول میں اس وقت---
اپ کو جان کر حیرت
ہوگی کے صرف 10 سال
کی عمر میں اس جینیس بچی نے
انگلش، کورین، جیپنیز
اور جرمن لینگویج بولنا
اور لکھنا سیکھ لی تھی---
کہاں گم ہو"

"عبدالحنان؟؟؟چلو۔۔

وہ ابھی پڑھ ہی رہا

تھا کہ پیچھے سے کسی

کے ہاتھ رکھنے پر وہ

چونکا۔۔۔

اس کے سر پر بلیک کیپ

تھی۔۔۔ چہرے پر بلیک ماسک

لگا تھا جس پر مائک

سیٹ تھا۔۔۔ بلیک شرٹ

اور لال پینٹ زیب

تن کیے وہ لڑکا پورا پوشیدہ

تھا سوائے آنکھوں کے۔۔

اس کی نیلی آنکھیں

الگ ہی چمکا کرتی تھیں

جن کی ہزاروں لڑکیاں

دیوانی تھیں۔۔۔

ویسے تو ان کا پورا بینڈ

بہت پاپولر تھا لیکن جو

عبدالحنان کی شہرت

کا طوطا بول رہا تھا

زمانے میں اس کا لیول

ہی الگ تھا۔۔۔

اس کا ٹیم ممبر تھا

ٹیلر۔۔جس کا تعلق عیسائی

مذہب سے تھا۔۔۔

کندھے پر ہاتھ

رکھنے پر۔ مقابل کو چونکتا ہوا

دیکھ مسکرانے لگا۔۔۔

کیا ہوا؟؟۔" ٹیلر"

مضحکہ خیز انداز میں۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔" نفی میں"

سر جھٹکتے۔۔۔۔

چل۔۔۔" وہ دونوں ہی"

مسکراتے ہوئے وہاں سے

چل دیے تھے۔۔۔

ان کے سٹیج پر آتے ہی

عوام میں شور مچ گیا

تھا لوگ پاگل ہوئے

جا رہے تھے ہر طرف ایک

..HJ..HJہی آواز گونج رہی تھی--

ان کی پوری ٹیم

ایک ہی ڈیزائن کے الگ الگ

رنگوں کے کپڑوں

میں ملبوس تھی۔۔۔

ہر طرف اندھیرا

چھایا ہوا تھا۔۔۔ کہ

اچانک لائٹ ان ہوئی
اور پھر ان کی
پرفارمنس شروع ہوئی--
سب نے اپنی اپنی
جگہ سنبھال لی تھی--جبکے
عبدالحنان سب
سے آگے تھا---
عبدالحنان کا چہرہ
اج تک کسی نے نہیں
دیکھا تھا لیکن دیکھنے
کا کریس بڑا تھا لڑکیوں کو---
اس کی نیلی آنکھوں
کی دنیا دیوانی تھی
اور اس سے کہیں زیادہ
اس کی خوبصورت سریلی
ومیٹھی نرم و گرم
آواز کی---
ان کے کنسرٹ شروع
ہوتے ہی عوام
جن میں زیادہ تر تعداد
لڑکیوں کی تھی پاگلوں کی
طرح جھومنے لگی تھی--
ان کا ہر اسٹیپ ---ایک

دوسرے سے کمبینیشن
اور سونگ ۔۔سب چیز
پرفیکٹ تھی۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
پورا کمرہ تہس نہس
کرنے کے باوجود بھی
اس لڑکے کو سکون نہیں
آ رہا تھا۔۔۔
مسلسل کچھ نہ کچھ
ٹوٹنے کی آوازیں
نیچے لانچ میں بیٹھی نایاب
صائمہ اور میمونہ کو
صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔۔
" نایاب بیٹا ذرا
دیکھ لینا جا کر۔۔" میمونہ
خاتون نے نایاب کو
فورا اوپر بھیجا تھا
طوفان کو سنبھالنے کے لیے۔۔۔
جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی"
رنگت کی مالک۔ پتلی دبلی
نازک سی دکھنے والی
کم عمر لڑکی فورا ہی
اوپر کی جانب دوڑی تھی۔۔۔

جیسے ہی زریاب کے کمرے
کے دروازے پر پہنچی
اسے پھر کسی چیز کے
ٹوٹنے کی آواز آئی
جس پر اس لڑکی نے
فورا آنکھیں
میچیں---
پھر ایک گہرا سانس لے
کر -- خود میں ہمت جمع کر ---
دروازے کا ہینڈل پکڑ کر کھولا
اور اندر داخل ہوئی---
کمرے کی حالت اس
سے کہیں زیادہ خراب
تھی جتنی اس نے امیجن
کی تھی---
زریاب---"وہ دیوار پر"
لگی خوبصورت سی
پینٹنگ اتار کر ابھی
زور سے پھینکنے ہی لگا
تھا کہ نایاب کی
چیخ بلند ہوئی---
وہ ٹھہر گیا تھا
مگر اس کی آنکھوں میں

جو غصہ تھا وہ نہیں ٹھہرا ۔۔
"یہ سب کیا ہے؟؟۔۔"
نایاب کے لیے یہ سب
کچھ نیا نہیں تھا
وہ اتنا ہی غصے والا
تھا شروع سے۔۔ اتنا ہی جنونی۔۔۔
وہ کم عمر لڑکی بھولے پن
سے پوچھنے لگی۔۔
اس کی آواز بہت پیاری
و میٹھی سی تھی۔۔۔ جب وہ
بولتی تھی تو ایسا لگتا
تھا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔۔۔
اس کی نرم آواز ہی
کافی تھی مقابل کے
غصے کو پگھلا دینے
کے لیے۔۔۔
بہت معصوم سی
بچوں جیسی
آواز تھی اس کی۔۔۔
کہ اگر غصہ بھی کرتی
تھی تو لگتا تھا کہ
پیار کر رہی ہو۔۔۔
تم کہیں نہیں جارہیں۔۔ "

سنا تم نے؟؟۔۔ تم

میرے ساتھ ہی رہو گی۔۔۔

میں نہیں جانتا تمہاری

کسی چاچی کو۔۔۔۔" وہ

حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔۔

اچھا۔۔۔ ریلیکس۔۔۔"

یہ رکھ دو نا پہلے۔۔۔"وہ بڑے

پیار سے۔۔۔ کسی چھوٹے

سے بچے کی طرح ٹریٹ

کر رہی تھی اسے۔۔۔

ایک تو میٹھی آواز

اوپر سے یوں لچکدار

منتی لہجہ۔۔۔ مقابل

کیسے نہ سنتا؟؟۔۔

فورا ہی اسے نیچے رکھا۔۔

مگر غصہ اتنا بھرا تھا

کہ پھر بھی اسے لات

مار ہی دی ۔۔۔۔ نتیجتا۔۔

وہ اخر میں ٹوٹ ہی

گئی تھی بیچاری۔۔۔

جس پر نایاب نے

بےبسی سے اپنے سر

پر دھپ ماری۔۔۔

اس بندے کے غصے

کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔ "

میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔۔

اگر انہیں لگتا ہے کہ

وہ عدالت سے تمہاری

کسٹڈی لے سکتی ہیں

تو ان سے کہو جا کر لے

کے دکھائیں مجھے بلکہ

میں ابھی مام

سے بات کرتا ہوں

ہم نکاح کریں گے۔۔ پھر

میں دیکھتا ہوں

وہ تمہیں کیسے لے کر

"جاتی ہیں یہاں سے۔۔۔

کسٹڈی کی بات کہاں سے

آگئی۔۔۔ جب وہ خود جانے

کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔۔

نایاب تو ایک بہت معمولی

سی زندگی جی رہی تھی

کہ اچانک ایک دن کسی

سٹوڈنٹ نے اس کی

جیومیٹری پڑھاتے وقت

ویڈیو بناکر--- کیوٹیسٹ

ٹیچر کے نام سے وائرل کر دی

نیٹ پر --اس کے بعد تو

جیسے نایاب کی زندگی

ہی بدل گئی---

جب کوئی چیز وائرل

ہوتی ہے تو لوگ اس

کی تلاش میں ضرور آتے

ہیں اور وہ تیرا سالہ چھوٹی سی

عمر کی لڑکی بہت

زبردست طریقے سے

میتھ و جیومیٹری کے پرابلم

کر رہی تھی کے بڑے solve--

بڑے میتھ کے ایکسپرٹ

حیران رہ جائیں

یہاں تک کہ اس نے بک

میں ہی غلطی نکال دی---

یہ دیکھ لوگ مزید اس

کی جانب متوجہ ہوئے---

جب اس کا ائی کیو

ٹیسٹ لیا گیا--

تو وہ +200 تھا---

اس کے بعد تو وہ دن

بدن مشہور ہوتی ہی

چلی گئی یہاں تک کہ

اس کی شہرت

ملک اور بیرون ملک

پھیلنا شروع ہو گئی---

اسی شہرت کے سبب

صائمہ خاتون جو لاہور میں

رہ رہی تھی انھیں

نایاب کے متعلق علم ہوا---

اسے بہت دکھ پہنچا

تھا کہ نایاب کو اس

کے نانا نے قبول نہیں

کیا --- یہی وجہ تھی

کہ وہ فورا ہی اسے

لینے آن پہنچی تھیں---

نایاب بہت خوش تھی--

اور جانا بھی چاہتی تھی ان کے

ساتھ--

وہ میمونہ خاتون

پر بوجھ بنتے بنتے

تھک چکی تھی اب --

اسے برا لگتا تھا

ان کے پیسوں پر پلنا---

ان کے احسانات تلے
وہ خود کو بہت دبا ہوا
محسوس کرتی تھی---
اصل میں میمونہ خاتون
بھی تو پہلے جیسی
نہیں رہی تھیں ناں---
ان کے پاس اب پیسہ
آگیا تھا وہ اب ایک
بہت بڑی کمپنی کی
مالک تھیں---
ان کا وہ محبت و شفقت
بھرا لہجہ ان کی
امیری کے ساتھ ساتھ
ختم ہوتا چلا گیا تھا----
بولتے ہیں نا کچھ
لوگ پیسے ملتے ہی
اوقات بھول جاتے ہیں
وہ کچھ ایسی
ہی شخصیت کی
مالک نکلی تھیں---
زریاب نہ ہو تو وہ نایاب
کو کسی ملازمہ کی
طرح ٹریٹ کرتی تھیں---

حال تو یہ تھا
کا کہ وہ اکثر اسے
منہ پر لاوارث کہہ
دیتی تھیں---
باتوں ہی باتوں میں
وہ اکثر اپنا احسانات بھی
جتایا کرتیں --
جس کے سبب نایاب نے صرف
بارہ سال کی عمر میں
خود کام کرنا شروع کر
دیا تھا---
میتھ میں اس کی
ذہانت کا کوئی مقابلہ ہی
نہیں تھا یہی وجہ تھی کے
جب اس نے 12 سال کی
عمر میں اپنی پرنسپل
کے پاس جا کر ٹیچنگ
کی درخواست کی-- تو وہ
فورا ہی ایکسیپٹ ہوئی----
میتھ میں اس کی ذہانت
ایک الگ ہی لیول کی تھی
جس کے متعلق پورا
اسکول جانتا تھا---

نکاح؟؟۔۔ ہم ابھی بچے ہیں۔۔"
کم از کم 16 سال
کے تو ہونے دو۔۔"نایاب
فورا ہی مسکراتے ہوئے
احتجاجا بولی۔۔۔
وہ احتجاج بھی
بڑا پیار بھرا تھا۔۔۔ اور کیونکر
نہ ہوتا ذریاب جان وارتا تھا
اس پر اور بدلے میں
کبھی کچھ نہیں مانگتا تھا۔۔۔
سات سال کا ساتھ تھا ان کا۔۔
اور ان سات سالوں میں
اس نے کبھی اکیلا نہیں
چھوڑا تھا۔۔۔
وہ جو کہتا تھا نا کہ
ساتھ نبھائے گا اس نے کر
کے دکھایا تھا۔۔
ہر وقت۔۔۔ ہر گھڑی ۔۔۔ہر لمحہ
یوں ہی تو وہ اپنا دل
نہیں ہاری تھی ناں اس پر۔۔۔
اس کا وعدہ جھوٹا
نہیں تھا قیصر کی طرح۔۔۔
وہ اسے کبھی چھوڑ

کر نہیں گیا جیسے

باقی سب چھوڑ گئے---

بلکہ الٹا آج وہ اسے

چھوڑ کر جانا چاہتی تھی

وہ بھی صرف میمونہ

خاتون کی وجہ سے---

وہ اسے ہر لمحے

ایک بوجھ کی طرح محسوس

کراتی تھیں --

ورنہ وہ خود بھی کہاں

زریاب کو چھوڑ کر

جانے کا سوچ

سکتی تھی---

تو تم تیار ہو مجھ "

"سے دو سال دور جانے کے لیے؟؟

اسے جیسے یقین نہ آیا---

زریاب--- بچوں جیسی"

باتیں مت کرو ناں---" نایاب

اس کی ذہنیت سے باخوبی

واقف تھی وہ جانتی تھی

وہ اس لڑکے کو کوئی بھی

ذہنی دلیل دے--

وہ نہیں سمجھے گا---

چاہے وہ ہزاروں دلیل دے
ڈالے کہ اسے وہاں کیوں
اس کے ساتھ نہیں رکنا چاہیے
لیکن ایموشنلی کرے گی
تو یقینا برف پگھلے گی---
صرف ایک عقلمند
شخص ہی جانتا ہے کہ
اسے کب بڑا بننا ہے کب بچہ
کب عقلمند بننا ہے کب بےوقوف
کب غصہ دکھانا ہے
کب منت کرنی ہے----
نایاب ایموشنلی بلیک میل "
کرنے کا سوچنا بھی مت---
ہم نکاح کریں گے اور یہ فائنل ہے
اگر تمہاری چاچی کو تمہارے
یہاں رہنے پر میری وجہ
سے اعتراض ہے--- ک ایک
جوان لڑکا ہے گھر میں--
تو ٹھیک ہے ہم نکاح
کر کے رہ لیں گے---" وہ کسی
صورت نایاب کو جانے دینے
کے لیے تیار نہیں تھا---
زریاب کیا میری رائے"

کی کوئی اہمیت نہیں ہے تمھارے

نزدیک ؟؟۔۔۔ وہ میری چاچی ہیں

میں جانا چاہتی

ہوں ان کے ساتھ۔۔۔

"پلیز مجھے جانے دو۔۔

"جانے دوں؟؟۔۔ہونہہ۔۔۔"

زریاب نے خاصہ زخمی

سہ مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔

وہ لڑکی کیوں نہیں

سمجھتی ؟؟۔۔۔

وہ نہیں رہ سکتا اس

کے بغیر۔۔۔

❤️❤️❤️

نایاب۔۔۔ مجھے جینا نہیں"

آتا تمہارے بغیر۔۔۔" اگلے ہی پل

وہ نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھتے

بےبسی سے گویا ہوا۔۔۔

"مجھے بھی کہاں آتا ہے ؟؟ "

وہ اس کے پاس آکر بیٹھتے۔۔

اپنی بھوری چمکتی آنکھوں

میں محبت کے دیپ جلائے۔۔۔۔

مقابل کی ہی طرز میں

جوابدہ ہوئی۔۔۔

تو پھر کیوں؟؟۔"مقابل"

دوبدو پوچھ اٹھا۔۔

کیونکہ ہم بڑے ہو گئے ہیں۔ "

اب ساتھ رہیں گے تو لوگ

باتیں بنائیں گے.. میرے

کرادر پہ انگلی اٹھائیں گے

میں 14 سال کی لڑکی ہوں

سمجھا کرو زریاب۔۔

میرا تمہارے ساتھ ایک گھر

میں اکیلے رہنا اب صحیح

نہیں ہے ۔۔۔ انٹی تو اپنے

آفس کے کام سے نکل

جاتی ہیں صبح ہی۔۔۔

صرف ہم دونوں ہی

"بچتے ہیں پیچھے۔۔۔

"تب ہی تو نکاح کررہا ہوں"

مگر میں ابھی نکاح"

نہیں کرنا چاہتی۔۔" وہ فورا

بولی۔۔" میں ابھی پڑھنا

چاہتی ہوں۔ اپنی مام کے لیے

دوائی بنانا چاہتی ہوں۔۔۔

بنا چاہتی ہوں۔ Pharmacist ۔۔

تم تو جانتے ہو ناں

"میرے خوابوں کو---
تو میں کب روک"
رہا ہوں؟؟--"مقابل
احتجاجا فورا بول پڑا---
اس کی آنکھیں
غم و غصے سے سرخ
پڑ رہی تھیں---
اس کا بس چلے
تو ایک منٹ اسے خود
سے جدا نہ کرے--یہاں تو
پھر دو سال کی
بات تھی---
میں جانتی ہوں تم "
نہیں روک رہے---مگر---
ابھی ہم چھوٹے ہیں نکاح
بہت بڑی ذمہ داری ہے ---
میں ابھی ان سب میں
"نہیں بندھنا چاہتی---
کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی--"
ہم جیسے رہتے ہیں ویسے ہی
"رہیں گے دوست بن کر---
مقابل نے تیزی سے
اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

لے کر اعتماد میں لینے کی
کوشش کی---
تمھارا دل میرے اور"
میرا دل تمھارے پاس ہے---
ہم قریب رہیں یا دور --کوئی
فرق نہیں پڑئے گا---"وہ
مسکراتے ہوئے بولی---
پتا ہے عقل مند لوگوں کو
اپنے جذبات پر قابو
کرنا آتا ہے---اور اس
لمحے وہ لڑکی وہ ہی کر
رہی تھی--ورنہ بس نہیں
چل رہا تھا کے ہر بار کی طرح
اس کے سینے سے لگ کر رونا
شروع کردے---
زریاب کے پاس پھر اس کی
ماں تھی مگر نایاب--نایاب
کا تو کل سرمایہ ہی وہ تھا--
وہ ہی جان تھا---
وہ ہی جہاں تھا---
جتنا وہ تکلیف میں تھا ناں
اس سے ڈبل تکلیف و اذیت سے
نایاب گزر رہی تھی ----

لیکن جذبات پر قابو
اس قدر تھا کے نہ آنکھ
میں کوئی آنسو تھا اور
نہ ہی دور دور تک تکلیف
و اذیت و رنج کے
کوئی تاثرات۔۔۔
تمھیں نہیں پڑتا ہوگا "
"مجھے پڑے گا۔۔۔
نایاب دیکھ سکتی تھی
وہ کسی صورت راضی
نہیں ہو رہا تھا۔۔۔
ٹھیک ہے۔۔کرو تم اپنی۔۔ "
میری فیلنگس جائیں بھاڑ
میں۔۔۔" 14 سال کی لڑکی
ہونے کے باوجود اس کی
آواز اتنی پیاری و نرم تھی
کہ اس کا غصے سے
بولنا بھی پھول برسانے
سے کم نہ تھا۔۔۔
اس نے غصے سے کہتے
اپنا ہاتھ چھڑایا تھا
زریاب کے ہاتھ سے۔۔
بس وہ لمحہ جیسے دل کو

لگا۔۔

وہ دیکھتا رہ گیا ۔اور ہاتھ

چھوٹ گیا۔۔۔

نایاب فورا ہی کھڑی ہوکر

جانے لگی تھی کے اس نے

پھرتی سے دوبارا ہاتھ

تھاما۔۔

ہاتھ تھامنے کا انداز کچھ

یوں تھا جیسے پوری زندگی

اسی ایک ہاتھ کو تھامنے پر

ڈیپینڈڈ ہو۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اگر تم ایسا "

چاہتی ہو تو ایسا ہی

صحیح ۔" وہ کبھی

نہ مانتا اگر اس ہاتھ

کا چھوٹنا دل کو نہ

لگا ہوتا۔۔

کہنے کو چھوٹا سہ عمل تھا۔

غصے میں کوئی بھی اپنا

ہاتھ چھڑا لیتا ہے مگر نایاب

نہیں چھڑایا کرتی تھی اور

وہ یہ بات جانتا تھا ۔

وہ جانتا تھا نایاب کو

اپنے جذبات پہ قابو رکھنا
آتا ہے اگر آج اس نے
ہاں چھڑایا ہے
اس کا مطلب ہے کہ
کہ وہ پکی ہے اپنے ارادے
میں ۔۔اب وہ کچھ بھی کرتا
رہ جائے وہ نہیں رکے گی
اس کے پاس ۔۔۔ بلکہ
اگر زبردستی کرنے کی
کوشش کرے گا تو
دونوں کے درمیان مزید
دوری پیدا ہوجائے گی۔۔۔
شہر میں دوری آنا
دلوں میں دوری آنے سے
بہتر تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ اپنا سامان پیک کر رہی
تھی اور مقابل دیوار سے
ٹیک لگائے کھڑا۔۔۔
بےبسی کی مورت
بنے۔۔۔ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔
آنکھوں میں سرخی
کا سرمہ لگا تھا اس

لڑکے کے--- بار بار اپنی

مھٹیاں بھینچتا۔

لبوں پر کچھ بات آتی

مگر رک جاتی ۔۔

ہونٹوں کو ایک دوسرے میں

دبا لیتا۔۔۔

وہ سارا سامان پیک

کر چکی تھی--- اور جانے

کے لیے تیار کھڑی تھی---

زیادہ ٹارزن مت بنو۔۔ "

ہٹو۔۔" نایاب اپنا سوٹ

کیس خود اٹھا رہی ہے

یہ دیکھ۔وہ فورا ہی

آگے آیا تھا۔۔۔

وہ بھولے سے چہرے

والی لڑکی

مسکراتے ہوئے

ہٹ گئی تھی فورا۔۔۔

اب وہ آگے آگے سوٹ کیس

کھینچتا ہوا لے کے جا

رہا تھا اور وہ پیچھے

پیچھے آرہی تھی---

بیٹا میں تمہیں "

بہت مس کروں گی --

"جب بھی یاد آئے آ جانا---

میمونہ خاتون مگرمچھ

کے آنسو بہاتے اس کے گلے

لگ کر بڑی محبت سے

بولیں-- آخر وہ جھوٹی

محبت کا دریا کیوں نہ بہاتیں

زریاب جو کھڑا تھا وہاں---

میمونہ خاتون اچھے

سے واقف تھیں کہ نایاب

کے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی

نہیں ہے -- وہ کہاں لاہور

سے کراچی بار بار آنا جانا

کرے گی--- اوپر سے صائمہ

خاتون --

ان کا پہناوا بھی بہت

سادہ سہ تھا اس لیے

انہیں نہیں لگا کہ وہ

کوئی امیر عورت ہیں---

یہی وجہ تھی کہ وہ بہت

پرسکون اور خوش تھی

کہ اب نایاب نامی بلا سے

ان کا پیچھا چھوٹ جائے گا

اور وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے

لیے ہائی کلاس سے کوئی

لڑکی لے کر آئیں گی---

تاکہ جب وہ پیسے بھیجنے

والا اپنا ہاتھ کھینچے تو بھی

انہیں کوئی زیادہ فرق نہ پڑے---

نایاب کہاں جانتی تھی

کہ ہر مہینے اس کے

لیے بیس 20 لاکھ

روپے ٹرانسفر ہوتے ہیں

بینک میں--- جس کی

میمونہ خاتون نے آج تک

اسے بھنک تک نہیں

لگنے دی تھی---

وہ بیس لاکھ کی رقم میں

سے 30 35 ہزار اس پر ایسے

خرچ کرتی تھی جیسے

احسان کر رہی ہوں ---

جبکہ وہ لڑکی نہیں جانتی

وہ جس مقام پر

کھڑی تھیں آج--

جس کا غرور ان کے پاؤں

زمین پر ٹکنے نہیں دیتا تھا

وہ سب انہی پیسوں
کی دین تھا۔۔۔۔
ذریاب انہیں اسٹیشن
تک چھوڑنے چل دیا تھا۔۔۔
نینا تیرے کجرارے ہیں
نینوں پہ ہم دل ہارے ہیں۔۔۔
وہ دونوں پیچھے بیٹھی
تھیں اور زریاب گاڑی
ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔
اس نے مرر کو نایاب
کی آنکھوں پر سیٹ
کر لیا تھا۔۔
مرر کے ذریعے
دونوں کی آنکھیں
ملی تھیں۔۔
انجانے ہی تیرے نینوں نے
وعدے کیے کہیں سارے ہیں۔۔۔
وہ لائٹ براؤن
آنکھیں سرخ ہو
چکی تھیں۔۔۔
عنقریب تھا کہ
شاید رو بھی دیں۔۔
آؤگے جب تم او ساجناں

انگناں پھول کھلیں گے

برسے گا ساون ---

برسے گا ساون ---

جھوم جھوم کے

💞دو دل ایسے ملیں گے

ان کی گاڑی ٹرین اسٹیشن

کے پاس رک گئی تھی ---

زریاب نے فورا ہی اتر کر

نایاب کی سائیڈ کا دروازہ

کھولا تھا---

وہ اسے پرنسس والا

ٹریٹمنٹ دینے کا عادی

رہا تھا ---

دوسری سائیڈ سے

صائمہ خاتون خود ہی

اتر گئی تھیں--

ڈگی کھول کر وہ

سوٹ کیس لے آیا --

ٹرین کے پاس پہنچتے ہی

زریاب کو لگا اس کی جان

نکل رہی ہے---

مجھے لگ رہا ہے"

"میرا دل بند ہو جائے گا

وہ 14 سالہ کم عمر لڑکا
وائٹ ٹی شرٹ پر بلو
لیدر جیکٹ و بلیک پینٹ
زیب تن کیے اپنی انگلیوں
سے آنکھوں کو رگڑتے
بےساختہ ہی بول اٹھا تھا۔۔۔
جس پر نایاب مسکراتے۔۔۔
اس کا ہاتھ تھام کر۔۔۔بڑے
پیار سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
بس کرو۔۔۔لاہور"
"اتنا دور بھی نہیں ہے
وہ دلاسہ دے رہی تھی۔۔۔
اس کی میٹھی سی
آواز نہ جانے اب پھر
کب سن پائے گا یہ
سوچ کے بھی رونا آنے لگا۔۔۔
چلو بائے۔۔" وہ ہلکا"
سہ اس کی کمر پر
تھپتھپا کر
مسکراتے ہوئے
اس کا ہاتھ چھوڑ کر
آگے چل دی تھی۔۔۔
مگر ابھی ایک قدم

بھی نہ چلی تھی کہ
مقابل نے پیچھے سے
اس کا ہاتھ پکڑ کر
واپس اپنی جانب پوری
فورس کے ساتھ کھینچا۔۔۔
وہ نازک سی لڑکی کسی
بےجان گڑیا کی طرح اگلے
ہی پل اس کے سینے سے
آلگی تھی۔۔۔جسے مقابل نے
فورا ہی اپنی باہوں کے
حصار میں جکڑا۔۔۔
اس کا گرم وجود۔۔۔
اس کی میٹھی سی مہک۔۔۔
اس کا اپنے وجود کے گرد
مضبوط حصار۔۔۔
ہر چیز اس لڑکی کو توڑتی
معلوم ہوئی ۔۔
لگا اگر ایک لمحے بھی
اور ایسے رہی تو رو
دے گی پھر نہیں روک سکے
گی خود کو۔۔۔ جب کہ
مقابل کا بس نہیں چل
رہا تھا خود میں سمو لے

اسے---

چلو باۓ--رونا بند کرو"

بچوں کی طرح--- دیکھو

"لڑکیاں دیکھ رہی ہیں تمھیں--

وہ بمشکل مضحکہ خیز

لہجے میں مسکراتے ہوئے

کہتی اب اسے خود سے

دور کر رہی تھی---

"فی امان اللہ---"

اپنی باہوں سے آزاد کر--

اس لڑکی کی

روشن پیشانی پر جھک کر

ابھی اس نے اپنے ہونٹ مس

کیے ہی تھے--کے مقابل کو

جیسے چار سو چالیس وولٹ

کا جھٹکا لگا--اور وہ کرنٹ

کھاکر پیچھے ہٹی---

اس ایک لمحے

کہ کروڑوے حصے میں ---

وہ لڑکی ہر اس لمحے کو

جی اٹھی تھی دوبارا جو قیصر

کے ساتھ گزارا تھا---

آنکھوں کے پردے کے آگے

فلم کی طرح اس سنگ دل

کا اپنی

پیشانی محبت سے چومنا

یاد آیا۔۔

قیصر سے جڑی چیزیں

آج بھی اس کے دل کے

کونے میں جوں کی

توں رکھی تھیں ۔۔۔

اوکے۔۔بائے۔۔۔" زریاب کو"

دکھ پہنچا اسے خود سے یوں

دور ہٹتا دیکھ۔

وہ بیچارہ کہاں

جانتا تھا ایک ہی لمحے

میں اس لڑکی کو کہاں

سے کہاں پہنچا گیا تھا۔۔۔

وہ بس نظر جھکائے

دور ہٹ گئی اور پھر

فورا ہی ٹرین میں

چڑھی۔۔

اس کو خود سے

جدا کیا میں نے۔۔۔

بس یہی جرم کیا

اور کیا کیا میں نے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

صائمہ خاتون کے ساتھ

وہ لاہور پہنچی--

وہ زندگی میں پہلی

بار لاہور آئی تھی--

ٹرین سے اترتے ہی

انہوں نے ٹیکسی کی--

وہ ان کے گھر

Askari 11 پہنچی--- میں

گھر بہت سادہ سہ تھا

تین کمروں کا

اپارٹمنٹ --

جس میں وہ اور ان کی

اٹھ سالہ

بیٹی رہتے تھے----

نایاب بہت کم گو تھی---

وہ صائمہ خاتون تھی

جو مسلسل بول کر

اس کا دل لگا رہی تھی---

وہ چائے پی رہے تھے--جب

باتوں ہی باتوں میں ماضی

کا ذکر چھڑا---

صائمہ خاتون نے

بتایا نایاب کو
کہ وہ غم نہ
کرے کہ اس کے
نانا نے اسے قبول
نہیں کیا۔۔
کیونکہ نانا تو دور کا رشتہ
ہے پھر اس کے تو اپنے
سگے والدین نے اسے
قبول نہیں کیا تھا
اس حادثے کے بعد۔۔۔
وہ جب بھاگی تھی تب
وہ آصف کی نشانی کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے تھیں
بس انہیں ہی اس بات
کی دیر سے خبر ہوئی۔۔
جہاں آصف نے اسے زندگی
بھر کے غم دیے تھے وہیں
ایک خوبصورت سہ
تحفہ بھی دیا تھا تانیہ
کی شکل میں۔۔۔
تم جانتی ہو جب کوئی"
لڑکی اغواہ ہو جائے اور
اس کے بعد وہ

واپس اپنے گھر لوٹے

تو اس کے ساتھ

"کیا ہوتا ہے--

وہ چائے کا سپ

گلے میں اتارتے

ہوئے --- تلخی سے

مسکرا کر بولیں--

نایاب ان کی آنکھوں

میں ماضی کے دردبھری

یادوں کی کرچیں

بکھری ہوئی دیکھ رہی تھی---

لمحہ بھر کے لیے لگا

کہ رو رہی ہوں

مگر وہ رو نہیں رہی تھیں

آنکھیں سوکھ چکی تھیں

ان کی رو رو کر بھی اب---

پھر وہ خود ہی

جوابدہ ہوئیں--

تو اسے پتہ چلتا ہے "

کہ اس کے تو اپنے

والدین بھی نہیں چاہتے

تھے کہ اب وہ واپس

لوٹ کر آئے--- انہیں معاشرے

میں منہ دینا ہوتا ہے--

انہیں اپنی اور بیٹیوں

کی بھی شادی کرنی

ہوتی ہے --- انہیں اسی

"معاشرے میں رہنا ہوتا ہے---

اور یہ کہتے ہوئے

وہ زخمی سہ مسکرائیں---

بہت کرب بھری تھی وہ

مسکراہٹ ---

کتنی امیدیں کتنی آس

لے کر زندگی کی سخت ترین

مشکلوں کو جھیلنے کے

بعد وہ واپس لوٹی تھی

یہ سوچ کر کے اس کے

والدین خوش ہوں گے

اسے دیکھ کر

جی اٹھیں گے مگر

حقیقت تو بالکل اس کے

برعکس ملی تھی---

اس کی ماں تو بار بار

روتے ہوئے بس ایک ہی

جملہ کہہ رہی تھی اگر

تجھے رکھ لیا تو اور

بیٹیوں کی شادی نہیں
ہوگی آج معاشرہ پھر
ہم پر ترس کھا رہا ہے کے
بیٹی اغواہ ہوئی ہے--- تجھے
دیکھ لیں گے تو کہیں گے
خود ہی بھاگ کر سالوں
بعد واپس لوٹ آئی--
دنیا میں سب سے بڑا
ہتھیار کسی کو مارنے کے
لیے تلوار اور تیر اور نیزے
نہیں ہوتے --صرف
زبان ہوتی ہے ---
زبان کی تلخی---
عبدالرحمان صاحب کی
طرح امیر نہیں تھے کہ
بیٹی کو رکھ لیتے ---
وہ غریب لوگ تھے --اور
غریبوں کے لیے عزت ہی
سب کچھ ہوتی ہے ---
یہی وجہ تھی کہ انہیں
لگا ایک کو مار دینا
سب کو مار دینے سے
کہیں بہتر ہے---

یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے
کہ مردہ بیٹی سب کو منظور
ہوتی ہے--- زندہ کو کوئی
نہیں جینے دیتا---
اگر آپ کو اغواہ "
کیا گیا تھا-- اس میں آپ کا
کیا قصور؟؟--"نایاب فورا بول
اٹھی---
میرا قصور تھا نایاب--- "
میں بیٹی ہوں--ایک متوسط
طبقے سے تعلق رکھنے
والے کی بیٹی---
پتہ ہے میری چھوٹی
بہن نے مجھ سے کیا کہا
تھا--- کہاں تھا اپی
پلیز چلی جاؤں یہاں
سے--- لوگ نہیں سمجھیں
گے کہ تمھیں اغواہ کیا گیا
تھا--- اور تم اتنے سالوں
بعد بڑی مشکل سے وہاں
سے بھاگ کر آئی ہو---
لوگ تو یہی سمجھیں
گے تم بھاگ گئی تھیں

اور اب تمہارے یار نے
تمہیں چھوڑ دیا تو
واپس آگئی ہو --- پھر
لوگ ہمیں بھی بری نگاہ
سے دیکھیں گے اور
ہمارا بھی کوئی رشتہ
نہیں آئے گا--- ہم نے تو بہت
پہلے ہی تمہیں اپنی
یادوں میں دفنا دیا
اب تم چلی جاؤ---
اس سے پہلے کہ لوگ
تمھیں دیکھیں اور تمہارے
ساتھ ساتھ ہمیں بھی
"موت کو گلے لگانا پڑے---
جب ہم سالوں بعد لوٹتے ہیں
ناں--- تو ہمیں پتہ چلتا ہے
کہ سب کچھ بدل چکا ہے---
ہمارا ہر کام کسی اور کے
سپرد ہو گیا ہماری اب
کوئی ضرورت باقی نہ رہی---
لوگ مردہ کو پھر
محبت سے یاد کر لیتے ہیں---
زندہ سے تو جان ہی

چھڑاتے ہیں فقط۔۔

بہت مشکل رہا "

ہوگا آپ کے لیے۔۔۔

میں سمجھ سکتی ہوں

چاچی۔۔"نایاب کے لیے

یہ کم نہیں تھا کہ

وہ کوئی امیر عورت نہیں ہیں۔۔

ان کا تو اپنا گزر بسر

بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے

لیکن اس کے باوجود جب

انہیں نایاب کی خبر ملی

کہ وہ اپنے نانا کے ساتھ

نہیں رہ رہی بلکہ غیروں

کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے

اور کام کر کے اپنا گزر بسر

کرتی ہے تو وہ فورا ہی

اسے لینے آن پہنچی۔۔۔

نایاب نے محبت و

غم کی ملی جھلی

کیفیت میں کہتے ان

کے ہاتھ کو اپنے دونوں

ہاتھوں میں تھاما۔۔۔

صائمہ پھر زخمی

سہ مسکرا دی تھی---
کیا باتیں ہو رہی ہیں "
یہاں--- " وہ تانیہ تھی جو
کسی تفتیشی افسران
کی طرح وہاں آ کر
ایک ابرو اچکاکر
پوچھ رہی تھی---
یہی کے تانیہ کتنی"
"شرارتی بچی ہے--
صائمہ خاتون فورا ہی
مسکراتے ہوئے بولیں---
مما۔۔نایاب"
اپی کے سامنے ایسے مت
بولو--- وہ سمجھیں گی
"میں گندی بچی ہوں---
تانیہ کے روتو سہ منہ بناکر
کہتے ہی نایاب مسکرا دی---
میں کیوں سمجھوں گی؟؟--"
کیا میں دیکھ نہیں سکتی
"تانیہ کتنی پیاری بچی ہے---
نایاب نے باہیں پھیلاکر کہا--
تو وہ فورا بلش کرتی اس کے
گلے سے آلگی---

صائمہ خاتون نایاب کی بہادری
کے اکثر قصے سنایا کرتی تھیں
تانیہ کو--- اور اس کی
عقلمندی کے بھی---
مانا یہ تانیہ اور نایاب
کی پہلی ملاقات ہی تھی
لیکن اس کے باوجود وہ
بہت محبت کرتی تھی---
اور یہ ایک فطری عمل ہے
جس سے ماں محبت کرتی ہے
اس سے بچے از خود ہی
کرنے لگتے ہیں---
❤️*Husny Kanwal*❤️
"قیصر---قیصر---مجھے
ڈر لگ رہا ہے---" ہر طرف
اندھیرا ہی اندھیرا چھایا
ہوا تھا --
وہ اندھیرے میں
چیخ رہی تھی---چلا رہی
تھی --رو رہی تھی --بلک رہی
تھی ---تڑپ رہی تھی ---
"قیصر مجھے ڈر لگ رہا ہے
آجاو---قیصر---قیصر---"

اسی اندھیرے میں اچانک
ایک سفید بلی کا بچہ آگیا۔۔
وہ کہاں سے آیا تھا وہ
نہیں جانتی۔۔۔
کیٹو۔۔۔میری پیاری کیٹو۔۔"
مجھے لگا میں نے تمھیں
"کھو دیا۔۔۔
اور پھر وہ بلی کا بچہ
اس کی گود میں بیٹھ گیا ۔۔
وہ مسکرانے لگی تھی کے اچانک
اس بچے نے زور دار ہچکی
لی۔۔۔
وہ چیخ ۔۔۔اس کے
کانوں کو
کسی صور کی طرح
بھیانک لگی۔۔۔
لگا روح نکلی ہو۔۔۔
وہ تڑپ کر چیخی۔۔۔
کیٹو تمھیں کچھ نہیں ہوگا۔۔"
میں تمھیں کچھ نہیں ہونے
"دوں گی۔۔کیٹو۔۔کیٹو۔۔۔کیٹو۔۔
کیٹو۔۔۔۔" وہ چیختے ہوئے"
اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے
آنسو جاری تھے---
جسم پسینوں سے شرابور---
سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں---
وہ مشکل وقت گزارۓ بھی
کافی سال بیت گئے تھے لیکن
وہ آج بھی انھیں بھول نہیں
پائی تھی---
ایموشنلی طور ہر وہ بہت
ویک تھی---
اس نے فورا اپنے بیڈ
کی برابر والی ٹیبل پر
رکھا سیل اٹھایا---
اسپڈ ڈائل پر پہلا اسی
کا نمبر تھا---
پہلی کال جاتے ہی دوسری
جانب سے یوں ریسیو ہوئی
جیسے موبائل ہاتھ میں لیے
بیٹھا ہو---
"نایاب---تم ٹھیک ہو---"
اس کی محبت و فکر
سے لبریز آواز کانوں کی
سماعت سے ٹکرائی---

وہ بہادر لڑکی

جو دو دن سے نہیں روئی ۔۔اس

لمحے رو دی۔۔۔

زریاب ۔زریاب۔۔مجھے"

ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ روتے

ہوئے بولی۔۔

دوسری جانب وہ کم عمر

لڑکا اپنی بےبسی پر رو دیا۔

کے وہ وہاں نہیں ہے جو اسے

چپ کرا سکے۔۔

سب ٹھیک ہے نایاب۔۔"

سب ٹھیک ہے۔۔قیصر

چلا گیا ہے اور کیٹو مر چکی ہے۔۔

مگر میں ہوں۔اور میں کافی

ہوں اپنی نایاب کے لیے۔۔سنا

تم نے۔۔زریاب کافی ہے

اپنی نایاب کے لیے۔۔اب رو

مت۔۔" انسان مشکل وقت سے

تو نکل آتا ہے۔۔مگر اس

کی تلخ یادیں نہیں بھول

پاتا۔۔

وہ تلخ یادیں اسے سکون سے

سونے تک نہیں دیتیں۔۔

یہ پہلی بار نہیں تھا جب
اس نے یہ خواب دیکھا ہو۔۔
وہ اکثر دیکھا کرتی تھی ۔۔۔
نایاب کو بتانے کی ضرورت
نہیں تھی کے وہ ڈروانے خواب
سے جاگ کر اٹھی ہے۔۔۔اس کا
رونا ہی یہ بتانے کے لیے
کافی تھا زریاب کو۔۔۔
نایاب کی زندگی کھلی کتاب کی
مانند تھی زریاب کے لیے۔۔۔جس
کا ہر صفحہ حفظ تھا اسے۔۔۔
وہ میلوں دور بیٹھا بندہ
جانتا تھا اسے اپنی بندی
کو کیسے سیٹ کرنا ہے۔۔۔
کیسے اس کا خوف دور
کرنا ہے۔۔۔ کیسے اسے چپ
کرانا ہے۔۔۔
نایاب۔۔۔ریلیکس۔۔۔"
کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ برا
خواب تھا برے وقتوں کا
جو بیت گئے جنہوں
نے اب واپس نہیں آنا ۔۔
کبھی بھی نہیں ۔۔۔اب

میں ہوں --- تمہارا آج

اور کل--- اور اب صرف

ہماری زندگی میں

خوشیوں نے آنا ہے

صرف اور صرف

خوشیوں نے---

اوکے---چلو شاباش اٹھو---

اور منہ ہاتھ دھو---

پھر ہم دونوں چاند دیکھیں

گے----"

ایک ذہین عورت کو

ایک ذہین مرد نہیں

سنبھال سکتا--- وہ توڑ

دے گا اسے---صرف

ایک عاشق سنبھال

سکتا ہے ---

اور زریاب ذہین نہیں

تھا--- وہ

صرف عاشق تھا----

نایاب Selenophile پرسن تھی --

چاند دیکھنے کی دیوانی---

اٹھو--" وہ صرف بولے چلے"

جارہا تھا اور وہ سن رہی تھی--

اس کے دوبارہ کہتے ہی

اب وہ اٹھی تھی ---

ایسا نہیں کہ خوف کے

سائے نہیں تھے لیکن ساتھ

تھا کسی کا ۔۔جو ہمت دے

رہا تھا۔۔۔

واش روم سے منہ دھو کر

آنے کے بعد سیل لے کر

اب وہ اپنی کھڑکی کی

جانب آگئی تھی ---

کھڑکی کھولی۔۔۔ تو چاند

آسمان پر الگ ہی

چمکتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔

دوسری جانب وہ بھی

اپنی کھڑکی کے پاس آ کر

کھڑا ہو گیا۔۔۔

کھڑکی کھولی

تو چاند اب اس کے

بھی روبرو تھا۔۔۔

اسے چاند دیکھنے

کا کوئی خاص شوق

نہیں تھا۔۔مگر نایاب کو

پسند تھا۔۔ وہ کبھی نہیں

سمجھ پاتا تھا کے

نایاب کو آخر چاند سے

ایسی کیا انسیت ہے

جو وہ ہر وقت اسے

دیکھتی رہتی ہے---

❤️❤️❤️

وہ گھنٹوں دیکھ

سکتی تھی

اسے --وہ بھی بغیر

بور ہوئے---ورنہ

وہ تو بور ہو

جایا کرتا تھا---لیکن آج

پہلی بار وہ بور نہیں ہو رہا

تھا بلکہ ایک نیا

احساس پیدا ہوتا پا

رہا تھا وہ اپنے دل

میں چاند کو

دیکھ کر---

کہ کہیں دور وہ بھی

اس وقت اسی طرح کھڑی

ہو کر چاند کو

دیکھ رہی ہوگی---

اپنے محبوب کی ادا کو

ادا کرنے میں جو مزہ ہے ناں

اس کا موازنہ نہیں ہے دنیا

میں کسی نعمت سے----

"اچھا فیل کررہی ہو ؟؟-- "

چاند کو دیکھتے ہوئے

اس نے سوال کیا--- جیسے

چاند میں اس کا خوبصورت

چہرہ نظر آرہا ہو---

"ہاں--- تھوڑا بہت--"

مقابل کی جانب سے

بھرائی آواز آئی ---

تھوڑی دیر میں "

"بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی---

اس نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا---

ہمم--" وہ اچھے سے"

جانتی تھی اس خواب کو

دیکھنے کے بعد اب

اسے پوری رات نیند

نہیں آنے والی---

وہ چیر لگا کر--

وہیں بیٹھ گئی تھی---

کیوں؟؟--- کیوں چلا گیا "

قیصر مجھے یوں مرنے

کے لیے چھوڑ کر؟؟---
کیوں اسے مجھ پر ترس
نہیں آیا؟؟---" کافی دیر
گزر چکی تھی--- نایاب نے
کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی
یہ کہ کر کے اب وہ ٹھیک ہے---
وہ گم سم سی
ناجانے کتنی دیر یوں
ہی بیٹھی رہی--- اور پھر
اچانک جیسے فلیش بیک
نے ہٹ کیا ہو ----
وہ ایک دم چیخ کر روئی
تھی---
اتنی زور سے چیخ کر-کے
پورے کمرے میں اس
کی چیخ گونجی ---
وہ تھک چکی تھی
اب ان خوابوں سے---
بس نہیں چلتا تھا کے
قیصر سامنے آجائے اور
اس کا گریبان پکڑ کے
پوچھے ---کیوں چھوڑ کر
گئے مجھے مرنے کے لیے؟؟

وہ محبتوں کی عادی

نہیں تھی شروع سے---

نہ ہی ناز اٹھوانے کی --

نہ ہی ہر بات پہ ضد کرنے کی --

یہ سب قیصر نے ڈالی تھی

اسے عادتیں --اور پھر

ساری عادتیں ڈالنے و

اسے پرنسز جیسا ٹریٹمنٹ دینے

کے بعد وہ یکدم اسے

بےیارو و مدگار چھوڑ

گیا مرنے کے لیے---

کیا تمھیں کبھی گلٹ"

آتا ہوگا کہ تم مجھے مرنے

کے لیے چھوڑ گئے تھے

ایک بند گھر میں؟؟--نہیں---

تمھیں نہیں آتا ہوگا--- تمہیں

کیوں آئے گا تم

تو عیش بھری زندگی

"جی رہے ہو نا باہر---

وہ چاند کو دیکھ مسلسل

روتے ہوئے باتیں

کر رہی تھی--

اور وہ ایسا ہی تو

کیا کرتی تھی---

مگر وہ نہیں جانتی---

کہیں بہت دور ----

وہ سیاہ آنکھوں

والا نوجوان گاڑی کی چھت پر

چڑھ کر پرسکون

انداز میں لیٹا۔۔ چاند کو

دیکھ رہا تھا---

دونوں ہاتھ سر کے

نیچے لگائے ۔۔نہ جانے

وہ چاند میں کیا

ڈھونڈ رہا تھا---

لوگ کہتے تھے کہ

اس کی سیاہ آنکھیں

ہمیشہ متلاشی لگتی ہیں

وہ نہیں جانتا اس

میں کتنی سچائی تھی --

مگر شاید تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنی چاچی کے

ساتھ بازار سے سبزیاں لے

کر گھر لوٹی تو سامنے

کھڑے شخص کو دیکھ

اس کی خوشی کا کوئی

ٹھکانہ ہی نہ رہا۔۔۔

وہ سبزیوں کا تھیلا

ہاتھ میں پکڑے ہی

تیزی سے اس کی جانب

لپکی تھی۔۔۔

"زریاب۔۔۔"

اس لڑکی کے دماغ کا فنکشن

دوسرے لوگوں کے مقابلے

بہت الگ تھا ۔۔۔

اسے کوئی بھی چیز ایکسائٹڈ

کے لیول پر نہیں لے کے جا

پاتی تھی اب ۔۔۔لیکن زریاب کا

کل رات کے ڈراؤنے خواب

کے بعد اچانک صبح ہی آ

جانا۔۔ نہ صرف اس کے

دل کو لگا تھا بلکہ وہ

ایکسائٹڈ کی فیلنگ

پہلی بار محسوس

کر رہی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑے

تھیلے سمیت ہی ۔۔۔ اپنے دونوں

ہاتھوں کی باہیں ذریاب

کی گردن میں باندھی---

مقابل نے اگلے ہی پل

اس کے پیٹ کے مقام پر

حصار باندھ کر اسے ہوا

میں اٹھا کر گول گول

گھومانا شروع کر دیا تھا---

صرف دو دن ہوئے تھے

انہیں جدا ہوئے اور وہ

دونوں ایسے مل رہے تھے

جیسے سالوں کے

بچھڑے ہوں---

"آئی مس یو جان---"زریاب

نے پہلی بار جان کا لفظ ادا

کیا تھا---

"مس یو ٹو--" وہ وائٹ فراک

اور وائٹ پجامے

میں ملبوس لڑکی---اس

کے گلے سے

لگے ہی جواب دے

رہی تھی---

ان دونوں کے نزدیک

اب جیسے کوئی تھا ہی

نہیں دنیا میں ان کے سوا---

ان دونوں کو ہی
کسی کی پرواہ نہیں تھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
دو سال بعد----
"میں بھی اس کمرے
میں رہتی ہوں--- کیا تم
پلیز اس کی آواز کم
کر لو گی میرے کان پھٹتے
ہیں---"نایاب خاصہ
چڑچڑاکر اپنی روم میٹ
سے کہہ رہی تھی---
"--نہیں بھئی-- HJ کا
پرفارمنس شروع ہونے والا
ہے میں اسے ایک منٹ کے
لیے بھی مس نہیں کرنا
چاہتی اور مجھے پسند ہے
جب وہ گائے تو میرے
پوری کمرے میں آواز
گونجے --- کان پھاڑا آواز---"
نایاب کو اپنی روم میٹ
کا دیوانہ پن دیکھ
صدمہ ہوا--
اسے میوزک سے جتنی

نفرت تھی اس کے ارد گرد
کے لوگ اتنے ہی اس
کے دیوانے تھے--- اور خاص
طور پر اس HJ کے...
" پہلے تانیہ-- ناٹ آ گین
یہ --- اور اب تم HJ
والے سارے مجھے ہی
کیوں ٹکراتے ہیں؟؟"-
پتہ نہیں یہ HJ
کیا بلا تھی--- سنا تھا
جب سے میوزک انڈسٹری
میں آیا ہے دھوم
مچائی ہوئی ہے--- لوگ
پاگل تھے اس کے پیچھے
لڑکے ہوں یا لڑکیاں
حتی کہ اس کی چھوٹی
سی کزن تانیہ بھی---
لوگوں کی کریزنس کا
حال تو یہ تھا کہ اس کی
آنکھوں کے کلر سے میچ
کرنے کے لیے اپنے بال
تک نیلے کروا لیے تھے---
" او بھئی میرے HJ

"کو کچھ مت کہنا---

اس کی روم میٹ

حفصہ خان

تیزی سے بگڑ کر

بولی تھی---

کے فینز تھے ہی HJ--

اتنے کریزی---

کہ اس کے لیے مرنے مارنے

کو تیار ہو جائیں---

میں باہر چلی"

جاتی ہوں--" وہ

دل میں کہتی --- اپنی

بک اٹھا کر باہر کی

جانب چل دی ---

اس کی میوزک سے

نفرت بے وجہ نہیں تھی

کسی نے بہت گہرا زخم

دیا تھا اسے--- اور وہ زخم

آج بھی اتنے ہی ہرے تھے

جتنے دس سال پہلے---

❤️جاری_ہے#

حفصہ اور

نایاب اپنی ٹیم کے

ساتھ آئے ہوئے تھے---
واپسی پر وہ
دونوں ریسٹورنٹ کی
جانب آگئی تھیں--
ساتھ ہی زریاب نے بھی
انہیں جوائنٹ
کر لیا تھا --
اب وہ تینوں ہی بیٹھ کر
ریسٹورنٹ میں آرام سے
کھانا کھا رہے تھے---
نایاب صرف 16 سال کی
تھی وہ اپنے بیچ میں
سب سے چھوٹی عمر
کی لڑکی تھی اور سب
سے جینیس---
حفصہ و نایاب کیونکہ
روم شیئر کرتے تھے اس لیے
ان کی باؤنڈنگ دوسروں کے
مقابلے کہیں زیادہ تھی
حفصہ دیکھتی تھی کہ
پروفیسرز نایاب کو
بہت پسند کرتے ہیں---
اس لیے پہلے جیسا غرور

نہیں تھا اس کے لہجے میں
اب وہ تھوڑا نایاب سے
بہتر لہجے میں بات کرنے
لگی تھی مگر دوست نہیں
تھے وہ ابھی تک---
وہ حسین لڑکی بہت کم گو
تھی ---وہ زریاب تھا
جو مسلسل بول کر
حفصہ کا دل لگا رہا تھا
ورنہ نایاب کی کمپنی میں
تو یقینا اس نے بور ہی
ہو جانا تھا---
واو--- واٹ آ"
چاکلیٹی بوائے---" حفصہ
کی اچانک ہی وہاں
جلتی اسکرین پر نظر گئی تھی
جس پر وہ بے ساختہ
ہی تعریفی کلمات ادا کر
اٹھی---
اس کی تعریف کرتے ہی
ذریاب نے تجسس سے
پیچھے مڑ کر دیکھا تھا
لیکن وہ نایاب تھی

جس نے کوئی زحمت نہ کی
دیکھنے کی۔۔ اسے کوئی چیز
خاص تجسس میں مبتلا
نہیں کیا کرتی تھی۔۔
اس کے جذبات اوروں کے
مقابلے بہت الگ تھے۔۔۔
ارے یہ قیصر انکل ہیں۔۔"
نایاب کے مامو۔۔"بس
زریاب کے ان جملوں
کا کانوں کی سماعت
سے ٹکرانا تھا کہ نایاب
جو اپنی ہی سوچوں میں
مگن کھانا کھا رہی تھی ۔۔۔
اس نے اک لمحے کا
کروڑ وا حصہ ضائع کیے بغیر
گردن موڑ کر اسکرین
کی جانب دیکھا ۔۔۔
وہ اتنی اسپیڈ میں
مڑی تھی کہ اس کا
ہاتھ کا چمچہ تک
نیچے گر گیا تھا۔۔۔
اور قیصر کے نام پر
وہ ایسے ہی تو ہو

جایا کرتی تھی---

نفرت مانا بلا کی تھی

مگر اسے نہ دیکھے

یہ کہاں ممکن ---

وہ تو جانتا تک نہیں

ہوگا کہ اس کے متعلق

جو خبریں میگزین اور

اخباروں میں چھپتی ہیں

وہ ان کو کاٹ کر

اپنے پاس سیو کر کے

رکھ لیتی ہے --- مانا انہیں

دوبارہ پلٹ کر دیکھتی

نہیں ہے مگر رکھتی پاس

ہی ہے---

اس کی بھوری چمکتی

آنکھیں اب اسکرین

پر جمی تھیں---

" مسٹر عبدالرحمان کے بیٹے

قیصر عبدالرحمان یوسف

کی فرائیڈے کو کراچی

میں آمد متوقع ہے--- ذرائع

سے معلوم ہوا ہے کہ وہ خاص

اپنی منگنی کے لیے آرہے ہیں--

کنزہ آکرم شیخ کے ساتھ
انہیں کافی دفعہ دیکھا
"گیا ہے---
وہ نیوز کب سن رہی
تھی اس کی نظر تو
فقط اس بلیک پینٹ کوٹ
میں ملبوس شخص پر
جمی تھیں---
" ---یاررر
کیا واقعی یہ تمہارا
ماموں ہے نایاب؟-- اتنا سیکسی---
واٹ آ باڈی--واٹ آ ہائٹ
پاؤں دیکھو ذرا-- لمبے لمبے
جیسے مجھے پسند ہیں
سیکسی سے---" حفصہ
تو جیسے پہلے ہی نگاہ
میں اس کی دیوانی ہو
بیٹھی تھی--- اور یہ
اس کے اکیلے کا حال
نہیں تھا-- اکثر اس پر
اٹھنے والی نگاہیں ایسی
ہی ستائشی ہوا کرتی تھیں
ایسے ہی تعریفی کلمات

ادا کیا کرتی تھیں۔۔
وہ 29 سالہ بیچلر مشہور تھا
زمانے میں۔۔۔ لڑکیاں مرتی
تھیں اس کے چاکلیٹی
لکس پر۔۔۔
سیاہ بال۔۔۔سیاہ آنکھیں
ورزشی جسامت۔۔۔
کھڑی مغرور ناک۔۔گلابی
ہونٹ۔۔۔ کلین شیو۔۔۔
صراحی دار گردن ۔۔۔لمبے
لمبے پاوں۔۔۔
بزنس ورلڈ میں
اس کا اپنا نام چلتا تھا آج۔۔۔
قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔۔
بزنس ولڈ کا شہنشاہ۔۔۔
عبدالرحمان صاحب
اس کے فیصلوں پر
آنکھیں بند کر کے
عمل کیا کرتے تھے اب۔۔۔
تمھارے مامو آرہے"
ہیں نایاب ۔۔۔ اور منگنی
"بھی ہو رہی ہے ان کی۔۔
زریاب نایاب کی جانب

متوجہ ہو کر مسکراتے

ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

نایاب نے کبھی بھی

اپنی قیصر سے ریلیٹڈ فیلنگس

کو ذریاب پر آشکار

نہیں کیا تھا اور نہ ہی کسی

اور پر۔۔۔ ہاں وہ اس کی

تعریف نہیں کیا کرتی تھی۔۔۔

لیکن یہ بھی ایک سچ ہے

کہ اس کے منہ سے کبھی

کسی نے قیصر کے متعلق

کوئی منفی بات نہ سنی۔۔۔

نایاب پلک جھپکائے بغیر

وہ نیوز دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے ذریاب کی بات

کا کوئی جواب بھی

نہیں دیا تھا۔۔۔ مقابل

کو لگا جیسے اس نے

سنا ہی نہ ہو۔۔۔

نیوز چینج ہوئی تو اس

نے بھی گردن یوں موڑ

لی جیسے کچھ ہوا

ہی نہ ہو۔۔۔

نیا چمچہ اٹھا کر اب
اس نے دوبارہ کھانا
شروع کر دیا تھا اس
کے چہرے پر کوئی تاثر
نہیں تھا۔۔۔
حفصہ کو اس کا ری ایکشن
تھوڑا عجیب لگا ۔۔۔
ذرا سی بھی ایکسائٹمنٹ
نہیں تھی اس لڑکی کی
آنکھوں میں
یا اس کے چہرے
پر لیکن زریاب
جانتا تھا وہ
ایسی ہی ہے۔۔۔
کھانا کھانے کے دوران
حفصہ باتوں ہی باتوں
میں بار بار قیصر کا ذکر
کر رہی تھی مگر نایاب
نے ایک بار بھی جواب
نہ دیا۔۔۔
اس لمحے حفصہ
نے اسے مغرور گمان کیا۔۔۔
اس کی جگہ کوئی

بھی ہوتا تو کرتا۔۔۔
ایک تو وہ لڑکی بلا کی
ذہین تھی اوپر سے
بڑے خاندان سے تعلق
رکھتی تھی۔۔۔ ایسے میں
مغرور ہونا بنتا بھی ہے
یہی سوچ حفصہ نے
سر جھٹکا۔۔۔
کیا عجیب اتفاق ہے۔۔ "
قیصر انکل پاکستان آرہے
ہیں اور تم کل ہی نکل
رہی ہو۔۔۔ لگتا ہے ملنا نہیں
ہو پائے گا۔۔" نایاب اور حفصہ
دونوں کو اکسفرڈ یونیورسٹی
سے اسکالرشپ ملی تھی۔۔۔
ساتھ رہنے کی وجہ بھی
یہی تھی کہ ان دونوں
کو ساتھ ہی نکلنا تھا کل
صبح۔۔۔۔
نایاب پاکستان کی پہلی
لڑکی تھی جو 16 سال کی
عمر میں اکسفورڈ یونیورسٹی
کی اسکالرشپ حاصل کر

کے پڑھنے جا رہی تھی---
زریاب نے افسردگی
سے کہا تھا مگر نایاب
کی جانب سے
اب بھی کوئی
ری ایکشن نہ تھا---
ریسٹورنٹ سے
واپسی پر زریاب
نے ہی ان دونوں کو
ہاسٹل میں چھوڑا---
حفصہ کباب میں ہڈی
نہیں بننا چاہتی تھی اس
لیے فورا ہی اندر چلی گئی
تھی جبکہ نایاب
زریاب کے ساتھ ہی
کھڑی تھی گاڑی کے پاس--
"تو تم کل جا رہی ہو-- "
زریاب نے اس کا ہاتھ پکڑ
کر افسردہ سے لہجے میں کہا---
ہاں---" ایک لفظی جواب"
دے کر--وہ زریاب کی آنکھیں
دیکھنے لگی--- جو بہت
رنج میں نظر آرہی تھیں--

لاہور کو تو اس لڑکے نے

اپنا دوسرا گھر بنا لیا تھا

جب دل چاہتا چلا آتا

نایاب سے ملنے--- لیکن اب بات

الگ تھی اب وہ پڑھنے

جا رہی تھی وہ بھی

بہت دور---

❤️❤️❤️

اکثر لانگ ڈسٹنس ریلیشن

شپ میں محبتیں کمزور

پڑ جاتی ہیں ۔۔کوئی نیا مل

جاتا ہے۔۔ بہتر مل جاتا ہے

اور بس زریاب اسی بات

سے ڈر رہا تھا ---

تم نے کہا تھا 16 سال "

کی عمر میں نکاح کریں

"گے --- یاد ہے اپنا وعدہ؟؟

وہ اچھے سے واقف تھا

نایاب اس سے بہت بہتر

ہے ۔۔ اس کا فیوچر بہت

برائڈ ہونے والا ہے۔۔

اور یہی چیز اسے تھوڑا

کمتری کی جانب لے

جاتی تھی--- وہ اسے ابھی
اسی وقت باندھ لینا
چاہتا تھا خود سے تاکہ
کھونے کا ڈر نہ رہے---
ذریاب کے وعدہ یاد
دلاتے ہی وہ اثبات میں
سر ہلانے لگی---
مگر شاید تمہیں یاد نہیں"
کہ زید انکل نے کیا
"وعدہ لیا ہے تم سے---
نایاب نے اسے فورا ہی
زید کا وعدہ یاد دلایا تھا۔
ان کو چھوڑو یار -- "
وہ بوڑھے ہیں پرانی
سوچ کے مالک اتنی
ہی انھیں ریلیشن شپ
کی سمجھ ہوتی تو ابھی
"خود شادی شدہ نہ ہوتے--
زریاب نے ناگواری سے
کہتے سر جھٹکا---
اس لڑکے کو اپنے مامو
کی سمجھ ہی نہیں آتی
تھی آخر مسئلہ کیا ہے

ان کے ساتھ ؟؟۔۔وہ کیوں
اس کی نایاب سے شادی
نہیں ہونے دے رہے؟؟۔۔۔
اچھا خاصہ ان کا نکاح
ہو چکا ہوتا اگر زید نے
بیچ میں روڑے نہ اٹکائے
ہوتے یہ کہہ کر۔۔کے پہلے نایاب
کو پڑھ لینے دو۔۔۔جو وہ
بننا چاہتی ہے اسے بن
جانے دو۔۔۔
زید کا موقف تھا کہ
وہ دونوں ابھی چھوٹے ہیں۔۔ان
کے جذبات تغیرات کا شکار
ہوتے جائیں گے وقت کے
ساتھ ساتھ پھر
ہو سکتا ہے ان کی
پسند بھی بدلے۔۔۔
اس لیے بہتر ہے کہ
پہلے اپنا فیوچر بنا لیا
جائے پھر نکاح کا
سوچا جائے۔۔۔
نایاب ان کی بات سے
بالکل متفق تھی

وہ پہلے پڑھنا چاہتی تھی
اپنی والدہ کے لیے وہ
میڈیسن بنانا چاہتی تھی
جس کا خواب دیکھتے
ہوئے آج تک بڑی ہوئی تھی ---
وہ اتنے سالوں سے
مل نہیں پائی تھی اپنی
ماں سے لیکن اس کا
مطلب یہ نہیں تھا کہ
ملنے کی لو ختم ہو گئی ہے
وہ جتنی جلدی کامیاب
ہو گی جتنی جلدی
میڈیسن بنا سکے گی
اتنا ہی جلدی وہ اپنی
ماں سے مل سکے گی
تو پھر وہ کیسے شادی
کے چکروں میں پڑھ
سکتی تھی ابھی---
زریاب--- زید انکل ٹھیک"
کہتے ہیں یہ وقت شادی
کا نہیں ہے فیوچر بنانے
کا ہے تم بھی پڑھائی
پر دیھان دو ہر وقت

نکاح کا نہ

"سوچتے رہا کرو۔۔

نایاب کی آواز اتنی

میٹھی و اتنی پیاری تھی

کہ اگر وہ ڈپٹ بھی

رہی ہو نا تو لگتا تھا

پھول برسا رہی ہے ---

وہ سپاٹ سے لہجے میں

کہ کر اندر چل دی ...

اس نے زیادہ بات نہیں

کی کیونکہ وہ نہیں چاہتی

تھی کہ مقابل ضد

پر اترے---

پہلے ہی بہت وقت

ہو چکا تھا اسے اپنی

ماں سے ملے--- وہ مزید

دیر نہیں کرنا چاہتی تھی---

نایاب---" زریاب نے"

اسے پیچھے سے آواز دی---

اور ایک لمحے کی دیری

کیے بغیر عجلت سے اس

کی جانب چلتا ہوا آنے لگا---

اس لڑکے کا دل بھر آیا تھا---

نہ جانے کیوں ڈر
لگا رہتا تھا اسے کھونے کا۔۔۔
نایاب نے اسکی آنکھوں
میں ابھرئی نمی کو
دیکھ لیا تھا۔۔۔
وہ مقابل کو اپنی جانب
تیزی سے آتا دیکھ رہی تھی
اس کے ہونٹوں میں
لرزش تھی۔۔۔
زریاب قریب آتے ہی
نایاب کے خوبصورت
سرخ ہونٹوں پر کسی
پیاسے کی طرح جھکا۔۔۔
یقینا ہونٹ مس ہوتے اگر
وہ لڑکی پھرتی سے
اپنے ہونٹوں پر۔۔ اپنا ہاتھ
بروقت حائل نہ کرلیتی ۔۔۔
زریاب کے ہونٹ اس کے
ہاتھ کی پشت سے مس ہوئے
تھے۔۔۔لیکن وہ تب بھی ہٹا
نہیں تھا۔۔۔
اس نے اپنے یار کے ہاتھ کو
بھی بڑی محبت سے چوما۔۔۔

وہ دلی چاہت رکھتا تھا کے
نایاب ان کے درمیان
حائل اپنے ہاتھ
کو ہٹا دے۔۔۔وہ کچھ لمحے
اسی انتظار میں رہا۔۔۔
مگر مقابل نے نہ ہٹایا۔۔۔
تو وہ آہستگی سے اس
کے فیصلے کا احترام کرتے
ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔
اس نے برا نہیں مانا۔۔۔
وہ کبھی نایاب کی کسی
بات کا برا نہیں مانتا تھا۔۔۔
وہ زریاب ہی تھا جس
نے نایاب کو سپورٹ کیا تھا
جب وہ لوگوں سے ڈرا
کرتی تھی۔۔ وہ عام لوگوں
کی طرح لوگوں سے
بات نہیں کر پاتی تھی۔۔
بات کرنا تو دور وہ
لوگوں کے سامنے تک
نہیں جا پاتی تھی۔۔۔
مگر زریاب نے اس کا
یہ ڈر نکالا اسے لوگوں

سے بات کرنا سکھائی
اسے خود اعتماد بننا
سکھایا---
نایاب وہ بچی تھی
جس نے پہلے اپنی
ماں اور چاچی پہ
ظلم ہوتے دیکھے---
انھیں فزیکلی اور مینٹلی
abuse ہوتے دیکھا---
اس دوزخ سے نکلی
اس امید پر کہ
راحت نصیب ہوگی
تو یتیم خانے جا پہنچی--
وہاں اس نے ریپ ہوتے
دیکھے تھے ایک یا دو
لڑکیوں کے نہیں--
انگنت لڑکیوں کے --
وہ بھی اپنے قریب--
لڑکیاں جو اس کی
عمر کی تھیں یا پھر
تھوڑی سی بڑی ---
وہ وہاں سے بچی
قیصر کے ذریعے--- اسی لیے

قیصر اس کے نزدیک

خدا کی جانب سے

اس کی مدد کرنے کے لیے

بھیجا جانے والے

فرشتہ کی مانند شخص

ٹھرا تھا---

جس کے ساتھ وہ خود

محسوس safe کو سیف

کرتی تھی---- قیصر کا

گھر اس کا سیف زون

تھا--- safe zone-

وہ قیصر کے علاوہ

کسی سے بات نہیں کرتی

تھی حتی کہ عورتوں

سے بھی نہیں---

لیکن آخر میں کیا ہوا

وہ قیصر ہی اسے مرنے

کے لیے چھوڑ گیا ایک

گھر میں---

وہ اپنی جان بچا کر

خود نکلی تھی وہاں سے

وہ بھی صرف چھ سال

کی عمر میں---

اس کا بھروسہ اس

کی امیدیں اس کی

جینے کی لگن --

سب دم توڑ گئی تھیں---

وہ کسی پر بھروسہ

کرنے کے قابل نہیں

بچی تھی---

❤️❤️❤️

اندھیروں سے نکل

آنا کمال نہیں ہوتا--

کمال تو تب ہے جب

آپ ان سے نکلنے کے بعد

نارمل زندگی جی سکیں--

جو نہیں جی پاتا انسان---

وہ اندھیرے انسان کے

اندر تک رچ بس جاتے ہیں---

اسے نا امیدیوں کے گڑھے

میں گرا دیتے ہیں--- حال

تو یہ ہو جاتا ہے کہ

اسے مرنا جینے سے

زیادہ آسان لگنے لگتا ہے---

اور نایاب ایسے وقت سے

گزری تھی جب اسے مرنا

جینے سے زیادہ آسان
لگنے لگا تھا وہ نہیں
بھول پاتی تھی ان
تنہائی میں گزاری سیاہ
راتوں کو---   ان راتوں میں
گم ہو جانے والی اپنی
چیخوں کو--- اپنی بلی
کے بچے کی آخری ہچکی
کو---
وہ کبھی آج یہاں
صحیح سلامت نہ کھڑی
ہوتی اگر زریاب نے اسے
اس کی منزل نہ یاد
دلائی ہوتی---
جب قیصر نے نایاب
کو ایک منزل دکھائی تھی
کہ وہ اپنی ماں کے لیے
جیے --اپنی ماں کے لیے
دوائی بنائے--- تو اس نے یہ
بات ذریاب کو بتائی تھی---
بتانے کے بعد وہ تو
شاید بھول گئی مگر
زریاب نہیں بھولا --نایاب

کی زندگی میں اتنے

حادثات ہو چکے تھے کہ

اب اسے مرنا آسان لگ

رہا تھا مگر زریاب تھا وہ ۔۔

جو اسے ہر وقت یاد

دلاتا تھا کہ وہ اکیلی

نہیں ہے اس کی ماں

موجود ہے دنیا میں

جس کے لیے اسے

دوائی بنانی ہے۔۔۔جس کے لیے

اسے جینا ہے۔۔ جس کے لیے

اسے دنیا کے لوگوں سے

ملنا ہے اور اپنے اندر

موجود ڈر سے لڑنا ہے۔۔

وہ ایسے ہی محبت

نہیں کرتی تھی زریاب سے۔۔۔

وہ محبت کرتی تھی

کیونکہ وہ سمجھتی تھی

کہ وہ زندہ ہی اسی لیے ہے

کیونکہ ذریاب نے اسے

کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔۔۔

"گڈ نائٹ"

جب وہ ہٹا تو اس نے

دیکھا نایاب کے چہرے
پہ کوئی بلش نہیں تھا ۔۔
وہ ذرا سہ بھی نہیں
شرمائی تھی جیسے اس
کے جذبات میں کوئی
تغیرات آئے ہی نہ ہوں
جبکہ اگر کوئی عام
لڑکی ہوتی تو یقینا وہ
اس لمحے بلش کر رہی
ہوتی ۔۔زریاب اس کی
محبت تھا   اور وہ پہلی
بار اس کے اتنا نزدیک
آیا تھا۔۔۔
وہ دونوں ہی اب 16
سال کے لڑکا لڑکی تھے
اور یہ وہ عمر ہوتی ہے
جب لڑک پن اپنے عروج پر
ہوتا ہے۔۔۔ محبت کے نام
پر لڑکیاں اکثر اس عمر
میں بڑی گہری خطائیں
کر جاتی ہیں۔۔ اور لڑکا۔۔
لڑکے کو تو نئی نئی جوانی
نصیب ہوئی ہوتی ہے تو

وہ اپنی جوانی کے جوبن

میں مست ہوتا ہے---

بائیک سے سلنسر نکال

کر اسے روڈوں پہ دوڑانا۔۔

ون ویلنگ کرنا--- ہر نئے

نشے کو چکھنے کی

خواہش رکھنا--- فیملز

کی جانب اٹریکٹ

ہونا---

یہ عمر ہی نادانی

کی ہوتی ہے---

لیکن یہ ہی وہ عمر ہے جس

میں کی جانے والی محبت

بڑی سچی ہوتی ہے---

یہ عمر یہ جوانی یہ

بڑی باغی سی ہوتی ہے--

نہ اس میں ثواب و گناہ

کا سوچا جاتا ہے اور نہ ہی

فائدے اور گھاٹے کا۔۔

نایاب نے اس کے

گڈ نائٹ کا بھی

جواب نہیں دیا تھا۔ اس

نے فقط اثبات میں سر ہلایا

اور تیزی سے مڑ کر چل دی---

اپنے کمرے میں پہنچتے ہی

اس نے عجلت سے

پانی کی بوتل سے

پانی نکال کر --

ایک ٹھنڈا --پانی سے بھرا

گلاس پورا

اپنے خشک گلے میں اتارا تھا---

اس نے زریاب کے سامنے

ظاہر نہیں کیا تھا مگر

اس کی حالت غیر

ہو گئی تھی---

اس نے بہت ریپ ہوتے

دیکھے تھے-- چاہے وہ

اس کی ماں کے ساتھ ہو

اس کی چاچی کے ساتھ

ہو یا دیگر بچیوں کے

ساتھ شاید یہی

وجہ تھی کہ وہ جسمانی

محبت سے خود کو

بھاگتا ہوا پا رہی تھی---

نایاب نے زریاب کی

آنکھوں میں رومانیت

دیکھ لی تھی---- جب وہ

اس کی جانب چلتا ہوا

آ رہا تھا---

اسے خود نہیں سمجھ

آیا ایسا کیوں ہوا---

مگر وہ خود کو نارمل

نہیں پا رہی تھی--- وہ

کمفرٹیبل نہیں تھی---

جبکہ وہ اپنے دل و

دماغ کو بار بار سمجھا رہی

تھی کہ زریاب محبت میں

کر رہا تھا کس---وہ ہوس نہیں

تھی ---

یہ نارمل نہیں ہے-- "

اسے ضرور برا لگا ہوگا۔

مجھے کم از کم اسے

"گڈ نائٹ کہنا چاہیے تھا۔

وہ بیڈ پر سر پکڑ کر

بیٹھتے ہوئے بڑبڑائی ---

❤️*Husny Kanwal*❤️

امریکہ میں---

وہ اپنے کیبن میں آ کر

کوٹ اتار کر اپنی سیٹ کے

پیچھے ٹنگاکر--- پرسکون

انداز میں ابھی چیئر

پر بیٹھا ہی تھا-- کہ اس

کا سیل رنگ ہونے لگا---

کالر ائی ڈی دیکھ---

اس نے کوفت سے

اپنی دو انگلیوں اور

انگوٹھا پیشانی پر مسلا--

اگلے ہی پل-- سیل

اٹھا کر اس نے زید

کو کال ملائی تھی---

ہیلو-- جلدی بول"

"بہت بیزی ہوں---

دوسری جانب سے

عجلت سے کہا گیا---

میرے سامنے زیادہ "

ڈرامے مت کیا کر

بیزی ہونے کے--- میری

انسٹا ائی ڈی لاگ ان کر---

اور میری منگیتر

سے بات کر--- میں ذرا

بیزی ہوں--"قیصر کے

کہتے ہی زید نے منہ پھولایا---

بھئی میں نہیں کر رہا "

مجھے چیٹر ہونے کا

احساس ہوتا ہے--

وہ بہت پیاری باتیں

"کرتی ہے بیچاری---

زید نے احتجاج بلند کیا---

زید اور قیصر کو

کانٹیکٹ میں آئے

ابھی صرف ایک

ہفتہ ہی ہوا تھا---

تبھی تو تجھے "

دے رہا ہوں ---تجھ پر

اعتبار ہے مجھے---کے لاکھ

کمینا صحیح مگر لائن

کرس نہیں کرۓ گا تو---"اور

وہ نوجوان کب زید کی

سمجھ آیا کرتا تھا---

بھلا کون کرتا ہے اپنی

اتنی خوبصورت

منگیتر کے ساتھ ایسا---

زید صرف اتنا

جانتا تھا کہ وہ دھوکہ دے

رہا ہے کنزہ کو---

ایک ہفتے سے
وہ مسلسل باتیں
کر رہے تھے---
کنزہ
پیاری لڑکی تھی--
جس کا منگیتر
قیصر جیسا خوبصورت
و چارمنگ و چاکلیٹی
بوائے ہو---وہ لڑکی کیوں
بات کرنا نہیں چاہیے گی
ہر وقت---
اپنے نزدیک تو وہ اپنے
منگیتر سے بات کررہی
تھی مگر اسے کب علم
تھا کہ اس کا منگیتر
اس کی بات اپنے
دوست سے کروا رہا ہے
ایک ہفتے سے---
زید کا ضمیر اسے
ملامت کر رہا تھا اس
لیے صبح سے اس نے
انسٹا کے میسنجر پر
بات نہ کی آج---

نتیجہ ---
کنزہ قیصر کے موبائل پر
کال کررہی تھی اب-- اس
خوف کے ساتھ کہ
کہیں وہ کسی بات پر
اس سے ناراض تو نہیں
ہو گیا---
چل مجھے کام ہے "
بعد میں بات کرتے ہیں--
تو بات کر لے---" زید
کا بغیر کوئی
احتجاج سنے ---اس نے
کال ڈس کنیکٹ کر دی تھی
اپنی بات کہہ کر---
ہیلو--سوری---"
میں میٹنگ میں تھا--
"آپ نے کال کی تھی؟؟--
زین نے قیصر کی
ائی ڈی لاگ ان کر
کے اب کنزہ کو
میسج کیا تھا---
ان کی بات قیصر
کی انسٹا ائی ڈی

پر ہی ہوا کرتی تھی

میسنجر کے ذریعے---

ہاں---میں نے"

شاپنگ کی ہے آج --

وہی دکھانی تھی

آپ کو "کنزہ کے چہرے

پر بڑی سی مسکراہٹ

بکھر آئی تھی قیصر

کا ریپلائی دیکھ---

لوگ کہتے تھے

وہ بہت ایروگنٹ بندہ

ہے سیدھے منہ بات بھی

نہیں کرتا کسی سے لیکن

اس سے میسج پر

بہت پیار سے بات کیا

کرتا --- وہ کیسے

خوش نہ ہوتی---

"ضرور ---دیکھاو--"

کنزہ نے اپنی تصویریں

اسے فورا بھیجنا شروع

کر دیں

ہر تصویر میں وہ ایک

نئے ڈریس میں تھی

اور وہ بہت پیاری
لگ رہی تھی---
زید اس کی ایک ہی
چیز سے سب سے زیادہ
امپریس تھا وہ تھا اس
کا پیارا مزاج---
وہ دوسری امیر زادیوں
کی طرح ایروگنٹ نہیں
لگتی تھی ---
لگتا تھا غرور چھو کر
بھی نہ گزرا ہو اسے---
مگر یہ باتیں کرتے
وقت وہ ایک بات
بھول گیا--- وہ
اپنی اصل پہچان
بھول گیا---وہ قیصر
بن کے بات کر رہا تھا
اس لڑکی سے--
یہ کیسے بھول گیا تھا وہ؟؟--
اور اس لڑکی کی کیا
مجال کہ وہ عبدالرحمان
یوسف کے اکلوتے بیٹے
قیصر عبدالرحمان یوسف

کو غرور دکھائے---
اس کی تو خوش قسمتی
تھی کہ قیصر اس کی
اتنی پرواہ کر رہا ہے اس
کے ہر میسج کا ریپلائی
کرتا ہے چاہے کتنا ہی بیزی
کیوں نہ ہو-- اس کی
انسٹا ائی ڈی پر موجود
تصویریں دیکھ کر
لائک و کمنٹ تک کرتا ہے---
اور کیا چاہیے ایک لڑکی
کو بھلا اپنے منگیتر سے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ کلاسز کے بعد اپنے روم
میں لوٹی تھی
جب اس کا سیل رنگ ہوا---
کال صائمہ خاتون کی
تھی اس لیے باخوشی
ریسیو کی--
"کیسی ہو میری جان؟؟-- "
بالکل ممتا بھرئی آواز--
جیسے اگر اس کی
ماں ہوتی تو پوچھتی---

صائمہ خاتون اس کے لیے
اس کی ماں جیسی ہی تھیں۔۔
اللہ کا بڑا کرم۔۔۔ آپ"
سنائیں چاچی۔۔۔" وہ
بہت کم لوگوں سے اتنی
خوش اخلاقی سے
بات کرتی تھی اور ان
میں سے ایک صائمہ
خاتون تھیں۔۔ اگر کہا
جائے ذریاب کے بعد سرفہرست
تو غلط بھی نہ ہوگا۔۔۔
وہاں مشکل تو "
"نہیں ہو رہی تمھیں کوئی؟؟
وہ فکر مندی سے
استفسار کر رہی تھیں۔۔
امی مجھے فون دیں۔۔ "
مجھے بہت ضروری
بات کرنی ہے۔۔۔۔" ابھی
نایاب ان کی بات کا
جواب دیتی اس سے
پہلے ہی پیچھے سے
اسے تانیہ کی
آواز آنے لگی۔۔

اچھا لو بھئی--- "

"پہلے اس سے بات کر لو۔۔

وہ تانیہ سے پریشان ہو کر

بولیں---

ہیلو آپی۔۔کیسی ہو ؟؟"

انگلینڈ کیسا ہے؟؟۔۔

کیا وہاں برف گر رہی ہے؟؟۔۔

اگر وہاں برف گر رہی ہو ناں

تو مجھے اس کی تصویریں

"بنا کے بھیجنا ---

"اچھا ایک منٹ ہاں۔۔"

یہ کہتے ہوئے تانیہ

کمرے کی جانب

بڑھی تھی---

ارے کہاں لے کے جا "

رہی ہو فون ؟؟۔۔

مجھے بھی تو

"بات کرنی ہے---

پیچھے سے صائمہ خاتون

کی آواز آئی تھی---

امی بس ایک منٹ۔۔۔ "

آپی سے ذرا پرسنل

بات کرنی ہے" وہ

لچکدار لہجے میں

کہتی --اپنے کمرے میں

آ گئی تھی--

آپی--- ایک بہت ضروری"

"بات کرنی ہے آپ سے--

اتنا کہہ کر تانیہ نے منہ پر

ہاتھ رکھ لیا تھا تاکہ

آواز دور نہ جائے--

وہ منمنانے والی آواز

میں بات کر رہی تھی---

نایاب سمجھ گئی تھی

وہ چاچی سے چھپ

کر فرمائش کرنے لگی

ہے کوئی ---

کا کنسرٹ (TMMB)آپی--"

ہے انگلینڈ میں کل--- کیا

پلیز آپ مجھے آٹوگراف

کا--- پلیز آپی HJ لا دیں گی

پلیز--- اس کے بعد

سچی میں کچھ نہیں

"مانگوں گی آپ سے---

آپی مجھے پتہ ہے آپ کو"

گانوں سے سخت نفرت

ہے لیکن پلیز آپی---
میرے لیے پلیز--- اور
HJ جب آپ جاؤ نا تو
سے کہنا کہ وہ اردو میں
دو تین لائنیں گاہ دے
میرے لیے--- میں نے سنا ہے
اس کے انٹرویو میں---
کے   اسے منفرد
زبانیں آتی ہیں---
ہو سکتا ہے اسے"
"اردو بھی آتی ہو---
تانیہ نے نایاب کو بولنے
کا موقع ہی کب دیا تھا
وہ تو بس شروع ہو گئی
تھی نان سٹاپ----
اتنی منتیں کرنے پر
اتر گئ تھی وہ---کے نایاب
کا انکار کرنا مشکل ہوا---
آپی پلیز مجھے"
بہت پسند ہے
آپ جانتی ہو نا---
پلیز--- اس کے بعد میں
کوئی ضد نہیں کروں

"گی--- پکا---
گانے سننا اس کے لیے
ایسا تھا جیسے پگھلا ہوا
سیسہ کسی نے اس کے
کان میں انڈیل دیا ہو--
اسے زہر لگتے تھے---
مگر تانیہ کو منع کرنا
بھی تو مشکل ہو گیا تھا---
اوکے--- میں دیکھتی ہوں"
"مگر وعدہ نہیں کر رہی--
پلیز آپی---پلیز--- ورنہ"
HJمیں بہت رووں گی---
میرا فیورٹ ہے --
پتہ نہیں دوبارہ موقع ملے
نہ ملے مجھے اس کا آٹو گراف
لینے کا--- اتنا اچھا موقع ہے
آپ بھی وہیں ہو
وہ بھی وہیں ہے---
"پلیز لے آؤ نا آٹوگراف---
اوکے--" وہ اچھے سے"
جانتی تھی تانیہ نے جان
نہیں بخشنی اس کی --اگر
کا آٹوگراف نہ لاکر HJ اس نے

دیا--- پھر اس کی

سالگرہ بھی تو آرہی تھی

تحفہ بھی دینا تھا

تو یہی صحیح---

اپنی چھوٹی بہن کی

خوشی کی خاطر وہ

اتنا تو کر ہی سکتی تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

موسم کافی ٹھنڈا تھا ---

وہ بلیک ہائی نیک(جو

اس کی گردن تک کو

کور کیا ہوا تھا) و

وائٹ پینٹ پر بسکٹی

کلر کا لانگ کوٹ زیب تن

کی ہوئی تھی---

اس کے خوبصورت

لمبے گھنے بال پونی

میں قید نظر آرہے تھے---

کانوں میں سٹرابری والے

چھوٹے چھوٹے ٹاپس تھے

جو کافی کیوٹی سے

معلوم ہو رہے تھے

دیکھنے والوں کو---

ہونٹوں کو اورنج

لپ سٹک سے زینت دیے

وہ سادگی میں بھی

بہت حسین لگ

رہی تھی---

یونیورسٹی میں

ان گنت نگاہوں کا

مرکز بن گئی تھی

وہ مشرقی لڑکی---

کچھ ذہانت کی وجہ

سے جاننے لگے تھے

تو کچھ حسن کے سبب---

آہستہ آہستہ مشہور

ہو رہا تھا کہ بہت

مغرور ہے وہ لڑکی---

وہ دونوں کلاس لے

کر نکل رہی تھیں

جب حفصہ نے

اس سے پوچھا--

"میرے ساتھ کانسرٹ

پر چلو گی؟؟--- یہ گوریاں

مجھے زیادہ

سمجھ نہیں آتیں ورنہ

میں ان سے پوچھ
لیتی--- تم جاننے والی ہو
میں کمفرٹیبل رہوں گی
تمہارے ساتھ--
"پھر ہم جلدی آجائیں گے--
نایاب سمجھ گئی تھی
وہ اسی کنسرٹ کی
بات کر رہی ہے جس
کے متعلق تانیہ کر رہی
تھی---
نایاب نے اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے
رضامندی ظاہر کی---
یار زبان بولنے کے لیے"
دی گئی ہے--
تم اس کا استعمال
"کیوں نہیں کرتیں؟؟
حفصہ چڑ کر پوچھ اٹھی
تھی---
جب کام بغیر بولے "
چل سکتا ہے تو پھر
میں اپنے الفاظ ضائع
کیوں کروں---" وہ سرسری

سے انداز میں کہتی
آگے بڑھی---
تو تم بچپن سے ہی "
اتنا کم بولتی ہو یا
اب جا کے سسٹم میں
"یہ وائرس آیا ہے؟؟--
حفصہ بھی کم نہیں
تھی فورا ہی اپنی
سپیڈ بڑھا کر اس کے
قدم سے قدم ملاتے--
زچ کرنے والے انداز
میں استفسار کیا---
اگر اس لڑکی
کی جگہ کوئی
اور ہوتا تو یقینا پلٹ
کر جواب دیتا ---
مگر وہ نایاب تھی---
وہ اگنور کر کے ذلیل
کیا کرتی تھی----
حفصہ کو محسوس ہوا
جیسے اس کی بات ہوا
میں کہیں غائب ہو گئی ہو ---
پتہ ہے دنیا میں سب

سے برا کیا لگتا ہے
خود کا اگنور کیے جانا۔۔
خاص طور پہ تب ۔۔جب آپ
سامنے والے کو بھرپور
مرچیں لگانے کی کوشش
کر رہے ہوں اور وہ اس
پر اپ کو یوں اگنور کر
جائے جیسے کہہ رہا ہو
کہ تمہارا ابھی لیول نہیں
کہ میں تمہاری بات
کو سیریسلی بھی لوں۔۔۔
"ہونہہ۔۔۔مغرور چڑیل ۔۔۔"
حفصہ دانت پیستے ہوئے
دل ہی دل کڑکڑاتی ۔۔
اس کے پیچھے آئی تھی۔۔۔
❤*Husny Kanwal*❤
نایاب پہلی بار کانسرٹ
آئی تھی۔۔
عوام کا سمندر دیکھ
کر وہ گھبرا گئی ۔۔۔
HJ لوگوں کی شرٹوں پر
کا نام لکھا تھا ۔۔۔
کچھ کی شرٹوں پر اس

کی تصویریں بنی تھی --
کچھ کے ہاتھوں میں بینڈ تھا
جس میں پورے گروپ کی
تصویر تھی تو کچھ کے
سروں پر ہیڈ بینڈ لگا تھا
کی تصویر HJ جس میں
بنی ہوئی تھی لوگوں
کی دیوانگی کا وہ سب منہ
بولتا ثبوت تھا...
کے TMMB نایاب
گروپ سے بالکل
ناواقف تھی---
اسے یہ سب عجیب
لگ رہا تھا-- اگر تانیہ
نے ضد نہ کی ہوتی
آٹوگراف کی تو وہ
کبھی یہاں نہ آتی---
حفصہ اس کا ہاتھ پکڑ
کر ہجوم کو چیرتی آگے
ہی آگے لے جارہی تھی
یہاں تک کہ وہ دونوں
اسٹیج کے بالکل قریب
پہنچے---

اچانک ساری لائٹس

اف ہوئیں تو نایاب

نے فورا گھبرا کر حفصہ

کا ہاتھ تھاما۔۔۔

وہ اندھیرے سے

گھبرا جایا کرتی تھی۔

جہاں وہ گھبرا رہی تھی

وہیں پورے کراؤڈ crowd نے

TMMBشور مچا دیا تھا۔۔۔

کے نعروں سے ۔۔۔۔

نایاب کا بس نہیں چل

رہا تھا وہ یہاں سے

بھاگ جائے۔۔۔۔ حفصہ

اس سے کچھ کہہ بھی

رہی تھی مگر شور اس

قدر تھا کے اسے آواز

نہیں آرہی تھی۔۔۔

اور پھر لوگوں کے

انتظار کی گھڑیاں

ختم ہوئیں۔۔۔ان کے آئیڈیلز

اسٹیج پر آن پہنچے تھے

ان کا نام پکارے جاتے ہی۔۔۔

پوری ٹیم کے اسٹیج

پر آتے ہی-- لائٹس ان ہوئیں
لیکن صرف اسٹیج کی--
کراؤڈ میں ابھی بھی
کچھ اندھیرا تھا--- وہ
جو روشنیاں اسٹیج سے
نکل رہی تھی وہی
کراؤڈ میں پھیلی نظر
آرہی تھی---
ٹیم کے ہر ممبر نے آکر
اپنی اپنی جگہ سنبھالی
تھی سب سے آگے ہر بار
...تھا HJ کی طرح
اس نیلی آنکھوں والے
نوجوان نے ایک نگاہ
پورے کراؤڈ پر ڈالی---
ہجوم پر نکاح دوڑاتے
ہوئے اس کی آنکھیں
ایک شخص پر آ کر رکیں---
وہ ٹھہر گیا تھا--- پیچھے
سے بینڈ شروع ہو گیا --
اسے گانے کی ابتدا کرنی
تھی لیکن وہ نہیں کر سکا--
وہ بس خاموش کھڑا تھا---

ایک ہی شخص پر نگاہ ٹکائے---
یہ پہلی بار ہوا تھا
کے لیے HJ اس لیے لوگ
پریشان ہوئے ---
وہ ٹھہرا ہوا تھا
بالکل منجمد سہ---
عوام اس کے انتظار
میں تھی ---پورا بینڈ اس
کے انتظار میں تھا لیکن
وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ
نہیں گاہ رہا تھا---
"کیا کررہے ہو حنی---"
وہ حواسوں میں نہیں تھا
شاید--- اگر ہوتا تو یقینا
گانا شروع کر چکا ہوتا---
عبدالحنان کو پیار
سے اس کے ٹیم ممبرز
حنی بلاتے تھے---
وہ ٹیلر تھا جس نے آ کر
اس کے کندھے سے
اپنا کندھا زور سے مارا تھا
جس پر اس نے گہرا سانس لیا
اور چونک کر اس کی

جانب دیکھا ---
کیونکہ اس کے منہ پر
مائیک سیٹ تھا--- اس لیے
اس کے گہرا سانس لیتے
ہی پورے کراؤڈ نے
اس کی آواز سنی---
لوگوں کو محسوس ہوا
کہ وہ سانس روکے
کھڑا تھا کب سے ---
ٹیلر اس کے کان میں آہستگی
سے بڑبڑا کر پھرتی سے
گٹار بچاتے ہوئے ہٹ گیا تھا---
وہ گانا شروع کرنا
چاہتا تھا مگر اس کا دماغ
مفلوج ہو چکا تھا اس لمحے--
گلا اتنا خشک جیسے
کانٹے پڑ رہے ہوں---
اس نے اپنی تر زبان
خشک ہونٹوں پر
پھیری تھی---
وہ ماسک میں تھا
لوگ اس کا چہرہ نہیں
دیکھ پا رہے تھے نہ اس

کی غیر ہوتی حالت---
جبکہ ٹیلر قریب ہونے
کے سبب دیکھ چکا تھا--
اس کے لیے فورا ہی
پانی کی بوتل آئی تھی
اور ساتھ ہی ان کا
مینجر بھی--- جو ایک
خوبصورت لڑکی تھی---
"HJ؟ تم ٹھیک ہو ناں"
اس کی مینجر نے
فکر مندی سے استفسار کیا -
وہ انگریزی میں بات کر
رہے تھے---
اس نے عوام کی جانب
پشت کر--- ہلکا سہ
ماسک ہٹا کر پانی پیا--
پانی پینے کے چکر
میں اس کا مائیک بھی
ہل گیا تھا جسے
پھرتی سے سیٹ کروایا گیا ---
اب جب وہ دوبارہ
عوام کی طرف مڑا تھا
تو پہلے کی طرح

تازہ دم تھا۔۔۔

❤️❤️❤️

بینڈ سٹارٹ ہوا

اور پھر اس کی

خوبصورت آواز کا

جادو بکھرنے لگا۔۔۔

گانا سننا نایاب کو

بہت زہر لگتا تھا ۔۔۔کیونکے

وہ اسے بہت پرانی یادوں

میں لے جاتے تھے۔۔

اسی لیے اس نے گانے لکھنا

و سننا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

وہاں گرما گرمی کا

ماحول تھا سب ایک

دوسرے سے چپکے ہوئے

تھے بری طرح۔۔۔ پھر اوپر

سے شور۔۔۔

اسے کہاں عادت تھی

اتنے شور شرابے کی۔۔۔

ان سب میں

وہ بہت انکمفرٹیبل و

جھنجھلایا ہوا محسوس

کررہی تھی ۔۔۔

اسے اچھے سے علم تھا

کہ اب گانا شروع ہوگا

اور گانے اسے کن یادوں میں

لے جائیں گے--- وہ یہ بھی

جانتی تھی ---

وہ اذیت

میں آجاتی تھی --

وہ نہیں جینا چاہتی تھی

ان تلخ لمحوں کی

یادوں کو--- جو ڈراؤنے

خواب بن کر ابھی

تک اس کا پیچھا

کرتی ہیں---

ابھی نایاب نے

ایک گہرا سانس ہوا

میں خارج کر--- اپنا ذہن

تیار کیا ہی تھا کے اسے

یہ عذاب سہنا ہے

تانیہ کی خاطر---

کے اچانک اس کے

کانوں کی سماعت

سے اس نیلی

آنکھوں والے لڑکے کی

آواز ٹکرائی---
اگلے ہی پل اس نے
بجلی کی پھرتی سے
نظر اٹھا کے سامنے کی
جانب دیکھا تھا یہ
جاننے کے لیے کہ
آواز کہاں سے آئی ہے---
وہ HJ کی آواز تھی---
اس نیلی آنکھوں والے لڑکے
کی---
ہزاروں صدیاں گزر جائیں
اور کروڑوں لوگوں کے
درمیان میں اسے یہ
آواز سنائی جائے-- تو بھی
وہ پہچان لے---
وہ نہیں بھول سکتی
تھی اس آواز کو---
کبھی نہیں---مر کے بھی
نہیں ---
اب اسے لگا
جیسے وہ وہاں تنہا
کھڑی ہے---
کوئی شور کوئی گرما گرمی

کوئی ہجوم اسے دکھائی

نہیں دے رہا تھا نہ سنائی

دے رہا تھا--وہ تنہا تھی---

اور سامنے سٹیج پر تھا

وہ نیلی آنکھوں والا --

واحد کھڑا---

سفید روشنی میں

چمکتا ہوا سفید کپڑوں میں

ملبوس وہ نوجوان---

وہ ٹرانس کی سی

کیفیت میں کھڑی تھی--

مقابل اس کے سامنے کھڑا

گانا گا رہا تھا ---

جہاں گانے اسے

تکلیف پہنچاتے ہیں--

پرانی یادوں میں لے

جاتے ہیں وہیں آج ایسا

کچھ نہیں ہوا تھا ۔

وہ وہاں

موجود تھی اور خود کو

تنہا پا رہی تھی اس کے ساتھ۔

اس کے سامنے---

گویا بس وہ تھا اور

کوئی نہ تھا دنیا میں۔۔۔

اس کی دنیا میں۔۔۔

وہ گاتا چلا گیا ۔۔پرفارمنس

ہوتی رہی ۔۔ لیکن نایاب کی

نگاہیں پلک جھپکے

بغیر اس نیلی آنکھوں والے

لڑکے پر ٹکی رہیں۔۔۔ اس کے

چہرے پر موجود بلیک ماسک

اور سر پر موجود وائٹ

کیپ نے اسے دنیا سے

چھپا رکھا تھا۔۔۔ مگر اس

لڑکی کی آنکھوں میں

وہ یوں عیا تھا جیسے

درمیان میں کوئی پردہ

حائل ہی نہ ہو۔۔۔۔

وہ یوں دیکھ رہی تھی

جیسے اس کی روح کو

دیکھ پا رہی ہو۔۔۔

مقابل بھی بار بار

اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔۔

اس کی ٹیم محسوس کر رہی

ڈانس کے اسٹیپ HJ تھی کے

بھول رہا ہے

پہلی بار--- جسے اس کے
دوسرے ٹیم ممبرز اس کے
لیے کور کر رہے تھے تیزی سے
تاکہ عوام کو پتہ نہ چلے---
وہ پرفیکٹ بندہ آج
کیوں اتنی غلطیاں
کر رہا ہے سمجھ نہیں
آرہا تھا اس کی ٹیم
اور مینجر کو---
میں آپ کی ...HJ--"
بہت بڑی فین ہوں---
میں پاکستان سے آئی ہوں--
پلیز کیا آپ میرے لیے
ایک گانا گا دیں گے--" وہ
حفصہ تھی جو ان کی
پرفارمنس ختم ہونے
کے بعد بڑی محبت و
سے HJ مان سے
سب کے سامنے فرمائش
کر رہی تھی---
شور---" حفصہ کی"
خوشی کی مانو
انتہا نہ رہی ہو--

اس کے آئیڈیل نے
اس کی فرمائش مان لی
تھی وہ بھی پہلی ہی
بار میں---
کراوؤڈ میں شور برپا
HJ ہو گیا تھا کے
خاص سونگ سنانے والا ہے
فرمائش پر---
اس کے ٹیم ممبرز بھی
مسکراتے ہوئے ایک سائیڈ
میں کھڑے ہو گئے تھے
جبکہ اس کے لیے
چیئر لگا دی گئی تھی
اور اب وہ گٹار لے کر
بیٹھ گیا تھا---
نایاب کی نگاہیں
ابھی بھی اس نیلی
آنکھوں والے شخص
پر ٹکی تھیں---
سب کو یہی توقع
تھی کہ وہ اپنا کوئی
مشہور سونگ سنائے گا
مگر توقع کے برعکس

اس نے ایک نئی
دھن چھیڑی--- وہ اردو
سونگ کی دھن تھی---
یہ میں نے کچھ "
دنوں پہلے ہی سنا ہے---
یہ میرا سونگ نہیں ہے
اور اردو زبان میں ہے--
مجھے امید ہے آپ
کو پسند آئے گا---" جب
اس حسین آنکھوں والے
لڑکے نے انگریزی زبان
میں یہ جملہ ادا کیا تو
لوگوں کو علم ہوا
کو HJ کے ان کے
اردو زبان سے بھی
واقفیت ہے---
"خاص آپ کے لیے "
نایاب و حفصہ
برابر برابر میں کھڑے
تھے اس لیے کہنا
مشکل تھا -- کہ یہ آخری
جملہ کس کے لیے
ادا کیا گیا---

وہاں موجود لاکھوں فین

خاص طور پر لڑکیاں

حفصہ کی قسمت پر

اش اش کر اٹھی تھیں---

خود حفصہ کو بھی

کہاں یقین آرہا تھا--

اس سے HJ نہ صرف

بات کر رہا ہے بلکہ

اس کی فرمائش پر

اردو زبان میں گانا گانے

کے لیے بھی تیار ہے---

وہ تو جیسے خوشی

کے مارے اپنے دل کے

مقام پہ ہاتھ رکھ

کر بےیقینی کے عالم

میں کھڑی ہوگئی تھی---

قریب تھا کہ شاید

خوشی سے بےہوشی

ہو جاتی---

اس نے آنکھیں بند

نہ کیں--بلکے اس کی

آنکھیں تو بس اب

سامنے موجود لڑکی

پر جم گئی تھیں--

جو بلیک کلر کی

ہائی نیک اور بلیک کلر

کی پینٹ میں ملبوس ---

ڈارک چاکلیٹی رنگ کا

اوپر سے لانگ کوٹ پہنے

الگ ہی سب میں

نمایاں ہو رہی تھی---

بالوں کو ہر بار کی

طرح پونی میں باندھا

تھا اور کان میں اسٹرابری

والے ٹاپس الگ ہی

چمک رہے تھے---

اگر کہا جائے اس کی

چمکتی آنکھوں

جیسی وہاں کوئی آنکھ

موجود نہ تھی تو غلط

نہ ہوگا---

❤❤❤

وہ دنیا کی

سب سے خوبصورت آنکھیں

کی نظر میں--- HJ تھیں

کبھی کبھار یوں ہی

سوچا کرتا تھا اسے
کبھی کسی کی آنکھیں
اٹریکٹو کیوں نہیں لگتیں؟؟۔
کیوں کسی کی آنکھیں
اسے اپنی جانب
راغب نہیں کرتیں؟؟۔۔۔ کیوں
اسے وہ خوبصورت نہیں
لگتیں؟؟۔۔ آج جواب سامنے
تھا کیونکہ کسی
کی بہت پہلے لگ چکی ہیں۔۔۔
آرام آتا ہے دیدار سے تیرے
مٹ جاتے ہیں سارے غم
ہے یہ دعا کہ تُجھے دیکھتے
دیکھتے ہی نکل جائیں دم
اس نے گانا شروع کیا
تو ایک سحر سہ بندہا۔۔۔
ایک پرکیف سی
فضا چھا گئی ہر طرف۔۔۔
لوگوں نے اپنے موبائلوں
کی ٹونچ اون کر۔۔۔ اسے
دائیں سے بائیں آہستہ آہستہ
ہلانا شروع کر دیا تھا
جس سے ایک نہایت

خوبصورت منظر دیکھنے

کو مل رہا تھا

مانا لوگوں کو سمجھ نہیں آ

رہے تھے اس کے بول۔۔

چونکہ اردو میں تھے

لیکن جسے سمجھ آ رہا تھا

وہ اس کے سحر

میں جکڑ بھی چکی تھی۔۔۔

اس نیلی آنکھوں والے

نے اپنی آنکھوں کو

زحمت نہیں دی تھی پھر

کہیں ادھر ادھر دیکھنے

کی۔۔ وہ بس ایک جگہ

اپنی آنکھیں منجمد

کر چکا تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی ایک دوسرے

کی آنکھوں میں دیکھ

رہے تھے اب۔۔۔

وہ بھوری آنکھیں

نیلی آنکھوں سے مل

چکی تھیں۔۔۔

شکرانہ چاہئے نہ

میں جتنا بھی کر لوں کہ

پھر بھی رہیگا وہ کم

تیرا تصوّر

مُجھے دے کے مولا نے

مجھ پہ کیا ہے کرم----

قیصر---قیصر--"

مجھے ڈر لگ رہا ہے--

قیصر---پلیز آجاو---قیصر

"مجھے ڈر لگ رہا ہے---

کیٹو---کیٹو اٹھو--" وہ تو

سحر میں جکڑی گانا

سن رہی تھی کہ اچانک

فلیش بیک کی طرح

اسے یادوں نے ہٹ کیا---

بس ان یادوں کا ایک

کے بعد ایک یاد آنا تھا

کہ اس کی بھوری آنکھیں

سرخ ہوئیں---

#جاری_ہے

بس ان یادوں کا ایک

کے بعد ایک یاد آنا تھا

کہ اس کی بھوری آنکھیں

سرخ ہوئیں---

وہ نوجوان سامنے ہو کر بھی

میلوں دور دکھائی دیا۔۔۔

وہ مرنے کے لیے چھوڑ

گیا تھا ۔۔۔

کیسے بھول جائے؟؟۔۔

نیلی آنکھوں والا

شہزادہ دیکھ رہا تھا

اس لڑکی کے چہرے کے

بدلتے ہوئے رنگوں کو

اس کی آنکھوں میں

ابھرنے والی سرخی کو۔۔۔

جہاں اس کی آنکھوں

میں حسرت تھی وہی

مقابل کی آنکھوں میں

نفرت تھی۔۔۔

فاصلہ تو منٹ کا بھی

نہ تھا مگر دونوں کو

میلوں کا لگا۔۔۔

وہ جدا ہی کچھ یوں

ہوا تھا کہ اپنے ساتھ

زندگی کا ہر رنگ لے گیا

تھا۔۔۔

کیونکے ہمارا ساتھ ہمیشہ"

کا ہے۔۔۔باقی سب صرف ٹرین

کی بوگی میں چڑھنے

والے لوگ ہیں

جنھیں کہیں ناں کہیں اترنا

ضرور ہے---وہ صرف

ہم ہیں جگنو---

قیصر و نایاب --

جنھیں آخر تک

ساتھ رہنا ہے --

جن کی منزل ایک

ہے---" اس کے کہے

آخری جملے وہ آج تک

نہیں بھولی تھی

اور نہ ہی بھول

سکتی تھی ---

وہ جیسے جیسے سوچتی

جا رہی تھی ویسے ویسے

اس کی آنکھوں میں سرخی

مزید امڈتی آ رہی تھی ---

جھوٹا--" اس نے گانا روکا"

تو سب نے خوب تالیاں

بجانا شروع کر دیں

HJ اتنے شور کے باوجود

دیکھ سکتا تھا نایاب

کے ہونٹوں کو جمش

...ہوتے ہوئے

اور یہ کہاں ممکن

کہ اس کا جگنو کچھ

بولے اور وہ پڑھ نہ سکے---

فقط ایک لفظی تعریف

سے نواز کر وہ مڑ کر

وہاں سے چل دی ---

ہاں تعریف--- اس سے

ملنے والا ہر کمپلیمنٹ

سرآنکھوں پر تھا اس کے---

روزانہ کی بنیاد پر

اسے کروڑوں کمپلیمنٹ

ملتے تھے پوری دنیا سے--

مگر (جھوٹا) کا

کمپلیمنٹ دینے

والی بس وہ

ایک ہی تھی---

بیوٹی فل" وہ اسے "

جاتا دیکھ رہا تھا --

اس کی پونی مسلسل ہل

رہی تھی --وہ دیکھتا رہا--

دیکھتا رہا یہاں تک کہ

وہ نظروں سے اوجھل
ہونے لگی عوام کے ہجوم
میں---
زیرلب بڑبڑاتے وہ
ہلکا سہ مسکرایا---
نایاب باہر آکر گہرے گہرے
سانس بھرنے لگی---
بس نہیں چل رہا تھا
کہ وہیں جا کے اس سے
لڑنا شروع کر دے ----
وہ بھی سب کے سامنے---
وہ آج ایک کامیاب
بزنس مین تھا اور
مشہور سنگر--- اسے
تو زندگی میں ہر چیز
مل گئی تھی جس کی
اس نے چاہت کی--لیکن
اس کا کیا ؟؟--- وہ کہاں
کھڑی تھی آج؟؟؟--- خوابوں
سے ڈرنے والی--
لوگوں سے بات نہ کرنے
والی--- انسانوں سے بھاگنے
والی--- کسی پر اعتبار نہ

کرنے والی---
لوگ اسے مغرور سمجھتے
تھے مگر وہ مغرور نہیں تھی--
بس وہ الگ تھی---
اس کا بس ایک
ہی شوق تھا گانا گانا
جس کے جراثیم
قیصر سے ہی لگے
تھے اسے--- مگر وہ
بیچاری اپنا شوق تک
پورا نہیں کر سکتی
تھی چونکہ اسے
قیصر یاد آ جاتا تھا---
جھوٹا---جھوٹا---"
ایک نمبر کا جھوٹا---" وہ
رونے لگی ---
اس کا وہ پیشانی چومنا--
اس کا میرا جگنو کہنا---
اس کا گود میں لے کر
کیلے کا جوس بنانا---
اس کا رات میں پاؤں دبانا
اس کا پونی بنانا---
اس کا سوئمنگ پول

میں تیرنا سکھانا۔۔۔
اس کا میوزک روم میں
بیٹھ کر گھنٹوں گانے سنانا۔۔
اس کا بات بات پہ آنکھیں
دکھانا۔۔۔
اس کا قیصر کتنا ہینڈسم ہے
زبردستی کہلوانا۔۔۔
اس کا جینیس کہنا ۔۔
اس کا سوتے ہوئے اٹھا کر
دودھ پلانا۔۔۔
اس کا ویڈیو کال پر
اپنے سامنے کھانا کھلانا۔۔۔
اس کے ساتھ گزارا ہر لمحہ
گویا ایک کے بعد ایک
اس کی آنکھوں کے پردے
کے آگے فلم کی طرح
چل رہا تھا۔۔۔
عجیب بات تھی۔۔۔وہ
اتنے سالوں بعد
بھی اس کے جذبات
پر حاوی ہونے کا ہنر
رکھتا تھا۔۔۔
وہ تو شاید جانتا بھی

نہ ہو کہ وہ باہر آکر رو
رہی ہے اس کے نام پر---
نایاب--- یار تم اندر سے"
کیوں چلی آئیں ؟؟-- آٹوگراف
نہیں لینا کیا؟؟--" وہ حفصہ
کی آواز تھی جسے سنتے
ہی اس نے فورا ہی اپنی
آنکھوں کے آنسو ہاتھ کی
پشت سے رگڑے---
وہ بھلا کیوں اپنے
جذبات پر اس سنگ دل
کو حاوی کرنے لگی ؟؟--
جو اسے چھوڑ کر بھاگ گیا
تھا --- جسے پرواہ ہی نہیں
کہ وہ جیے یا مرے--
کیوں بھلا اس کے
لیے آنسو بہائے؟؟--
وہ یہاں ویسے بھی
اس سے ملنے تو نہیں
آئی تھی وہ تو اپنی
بہن کی خاطر آئی تھی---
وہ کیوں بتائے
اس سنگ دل کو کہ

اس کے ہونے یا نہ ہونے
سے فرق پڑتا ہے --
اس کے سامنے آجانے
سے فرق پڑتا ہے ---
اس کے دیکھنے سے
فرق پڑتا ہے---
دکھانا چاہتی تھی اس
سنگ دل کو
کہ فرق نہیں پڑتا
چاہے آکر سامنے کیوں
نہ کھڑا ہو جائے---
اسی لیے دوبارہ چلنے
کے لیے راضی ہوئی--
آٹوگراف بھی تو
لینا تھا ناں---
سوچ لیا تھا آنکھوں
میں آنکھیں ڈال
کر لے گی---
بتائے گی اسے
کہ پہلے کبھی تھے تم
خاص-- اب تو میں عام
میں بھی نہیں رکھتی
تمہیں---

وہ کیوں بھاگے؟؟--

بھاگنا تو اسے چاہیے--

جیسے پہلے بھاگ گیا تھا---

ایک تو مجھے اس کی "

سمجھ ہی نہیں آتی--

مسئلہ کیا ہے اس

"مغرور چڑیل کے ساتھ

حفصہ اسے واپس

پلٹ کر جاتا دیکھ---

منہ بسور کر کڑکڑائی--

ان کی پوری ٹیم ایک

ٹیبل پر بیٹھ کر آٹوگراف

دے رہی تھی اور لائن لگی

پڑی تھی لوگوں کی آٹو گراف

لینے کے لیے---

نایاب بھی خاموشی

سے آکر اس لائن میں

لگ گئی تھی اب---

آٹوگراف کی لائن

آہستہ آہستہ کم ہوتی

جا رہی تھی اب صرف

تین بندوں کا فاصلہ

رہ گیا تھا اور اس کے

...کے درمیان میں HJ اور

تین لوگوں کا

فاصلہ تھا صرف

لیکن نہ جانے کیوں

اسے تو صدیوں کا لگا۔۔۔

اسے لگا تھا وہ نارمل

رہے گی۔ آخر کتنا مشکل

ہو سکتا ہے ایک آٹوگراف لینا۔

مگر وہ نہیں تھی۔۔۔

اسے بار بار اپنا

اندھیرے میں قیصر کا

نام پکارنا یاد آرہا تھا۔

اپنا رونا یاد آ رہا تھا۔

چیخنا یاد آ رہا تھا۔

اپنا خوف سے

خود میں سمٹ جانا

یاد آ رہا تھا۔۔۔

اپنے بھوک سے

بلکنا یاد آ رہا تھا

اپنے بلی کے بچے کی

آخری ہچکی یاد

آرہی تھی۔۔۔ اور انہی

سوچوں کے ساتھ وہ

کب چلتی چلتی
بالکل اس کے سامنے
پہنچ گئی اسے
خبر نہیں۔۔۔
"آپ تو HJ ؟؟ فین ہیں"
بس اس جملے کا
کانوں کی سماعت سے
ٹکرانا تھا کہ اس نے فورا
ہی HJ کی
آنکھوں میں جھانکا۔۔
بہت سے جذبات تھے
ان نیلی آنکھوں میں
مگر وہ پڑھنا ہی کب
چاہتی تھی۔۔۔
"میں ہوسکتی ہوں؟؟"
اس نے ہولے سے
پلٹ سوال کیا۔۔
وہ سوال نہیں تھا
مقابل بخوبی جانتا تھا۔
بھوری آنکھیں نیلی آنکھوں
سے ملی ہوئی تھیں۔۔۔
ان میں جھلکتی کدورت
وہ کیسے نہ دیکھتا۔۔

پورے 10 سال بعد
ان کے درمیان پہلی
ہونے والی بات تھی یہ---
میں چاہتا ہوں کے"
ہو---" وہ قیصر
تھا ---وہ بدلا نہیں تھا---
نہ اس کے حق جتانے
کا انداز بدلا تھا---
اور آپ کو لگتا ہے "
سب آپ کی چاہت
پہ چلتا ہے؟؟--"دوبدو
پلٹ سوال کیا---
❤❤❤❤
مقابل کے نزدیک
وہ آج بھی اتنی ہی
حاضر دماغ تھی جتنی
بچپن میں ہوا کرتی
بس لہجے میں تھوڑی
کڑواہٹ آگئ تھی---
نایاب نے جواب میں
اس کی نیلی آنکھوں
کو مسکراتے دیکھا---
وہ سمجھ چکی تھی--

اس گہری مسکان

کا مطلب ہاں ہے --

کو کوئی حیرانگی HJ-

نہیں ہوئی تھی کہ

وہ اسے پہچان گئی ---

حیرانگی تو تب ہوتی

جب وہ اسے نہ پہچان

پاتی---

نایاب نے ایک گہرا سانس

لے کر   اپنے پرس میں

سے کپ نکالا---

وہ وائٹ کلر کا کپ تھا

جس میں HJ کی تصویر

بنی ہوئی تھی...   یہ نایاب

کی طرف سے تانیہ

کا تحفہ تھا سالگرہ کا---

اس نے خاموشی سے

وہ کپ اس کی جانب

بڑھا دیا ---

"ہاتھ پر بھی دوں؟؟ "

اس نے دیکھ لیا تھا

کپ پر ہیپی برتھ ڈے

تانیہ لکھا تھا اس کا

مطلب وہ نایاب کا

نہیں تھا ---

نہایت محبت سے پوچھا

اور وہ کب کسی سے

اتنی محبت سے پوچھنے

کا عادی تھا۔۔

سے Acid نہیں ---"

"دھونے پڑ جائیں گے---

آواز بہت میٹھی تھی

اس کی--- لگا جیسے

کانوں میں رس گھول

رہی ہو---

جواب بھی میٹھے

سے لہجے میں ہی دیا تھا۔۔

مگر پھر بھی مقابل

بےاختیار ہنس دیا---

اتنی طنزیہ گفتگو

کی توقع جو نہ تھی

اس سے---

اس نے تو ایک لمحے

میں ڈسٹروئے کر کے

...کو HJ رکھ دیا تھا

جہاں دنیا مرے

جا رہی ہے اس کا

اٹوگراف لینے کے لیے۔۔

وہاں وہ شخص خود اسے

اپنا اٹوگراف دینا

چاہتا تھا اور وہ ۔۔۔

وہ تیزاب سے ہاتھ

دھونے کی بات کر

رہی تھی۔۔۔

وہ کبھی اتنا نہیں

ہنستا تھا یہی وجہ

تھی کہ اس کے اردگرد لوگ

پریشان ہو کر اسے دیکھ

رہے تھے۔۔۔ لوگ اسے جانتے

تھے وہ بہت خاموش

مزاج بندہ تھا ۔۔۔ یا شاید

صرف لوگوں کو لگتا

تھا وہ اسے جانتے ہیں۔۔ورنہ

اصل جاننے والی تو

سامنے کھڑی تھی۔۔۔

"میں دینا چاہتا ہوں۔۔ "

اس نے نایاب کا ہاتھ پکڑ

کر۔۔ اب گمبھیر لہجے میں کہا۔۔۔

مگر میں لینا نہیں "

چاہتی اب---" وہ دونوں

ہی جانتے تھے بات

صرف آٹوگراف کی

نہیں چل رہی تھی---

"یعنی پہلے چاہت تھی؟؟ "

ابرو اچکاکر--- اس کے کہے

لفظوں کو پکڑا---

نہیں---بے وقوفی تھی ----صرف "

میری---" اس نے

صرف میری) کے لفظوں)

پر خاصہ جماو دیا ---

ساتھ آہستگی سے

ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی--

بے وقوفیاں اتنی   "

حسین نہیں ہوا کرتیں---

پھر تمہیں سمجھنا چاہیے--کے

ہو سکتا ہے سامنے

"والی کی مجبوری ہو---

اس نے خود کو کہتے سنا---

وہ ہاتھ نہیں چھوڑنا

چاہتا تھا--- ہرگز نہیں---

مجبوری؟؟--" نایاب "

کے ہونٹ ٹوسٹ ہوئے--

اب وہ سر تو پاؤں

تک اس کا تنقیدی

جائزہ لیتی دکھائی دے

رہی تھی---

نظر آرہی ہے--- اتنی"

خوبصورت مجبوریاں ہوں

تو میں دعا کروں

خدا سب کو ایسی

"مجبوریاں دے---

اس نے اعتبار نہیں

کیا ---

وہ بہت گہرا طنز

کر گئی تھی--- یقینا

ارادہ چوٹ کرنے کا تھا۔۔

اور ایسا نہیں کہ

مقابل کو لگی نہ تھی۔۔

اسے لگی تھی تبھی

تو پھر مسکرا دیا ---

وہ دیکھ نہیں رہی تھی

شاید وہ دیکھنا ہی

نہیں چاہتی تھی کہ کتنی

زخمی سی مسکراہٹ تھی

اس کی آنکھوں میں۔۔

کتنی رنجیدہ سی---
جیسے ہر چوٹ پہ
مسکرانے کا عادی
ہو گیا ہو---
میں آٹوگراف "
دے دیتا ہوں---
پیچھے لوگ انتظار
کر رہے ہیں---" کہنے کو
لائن اتنی لمبی لگی
ہوئی تھی اس کے پیچھے
لیکن اس کے باوجود
لوگ بہت صبر و تحمل
سے کھڑے تھے----
اتنا کہتی ہی اس نے
نایاب کے احتجاج کو
خاطر میں نہ لاتے ہوئے
اپنا آٹو گراف دیا---
نایاب نے دیکھا وہ
کوئی سائن نہیں کر رہا
تھا اپنا ---
وہ تو اپنا نمبر اور ایڈریس
لکھ رہا تھا---
اب جس سے چاہے "

دھوتی رہنا۔مجھے پتا ہے
دل میں نقش ہو
چکا ہوگا۔" وہ بڑے
بھرم و مان سے گویا ہوا۔
وہ اچھے سے واقف تھا
وہ لڑکی کبھی وہ چیز
نہیں بھولتی جو وہ نہیں
بھولنا چاہتی اور اسے
دس سال گزر جانے کے
بعد بھی یہ مان تھا کہ
وہ ان میں شامل ہے---
وہ جانتا تھا۔
نمبر لکھا ضرور ہاتھ
پر گیا ہے مگر نقش دل
پر ہوا ہے اس کے---
اوور کانفیڈنس ہیں "
آپ ---مسٹر HJ...
میں تو دیکھوں گی
بھی نہیں.." وہ
بلا کی بے نیازی سے
کہتی اپنا ہاتھ چھڑا
گئی تھی---
"آنا تو تمہیں ہے---"

ایک جملہ ادا کر۔۔۔ وہ

معنی خیزی سے

مسکرا دیا۔۔۔

اس جملے میں مان

نہیں تھا اس میں

قطعیت تھی۔۔۔لازمیت۔۔۔

آئے گی ضرور۔۔۔

وہ کپ بیگ

میں رکھ کر۔۔ دوسری جانب

جانے کے لیے مڑی تھی

اور پھر کچھ یاد آنے پر

واپس پلٹی۔۔۔

HJ۔   کی نگاہ اسی پر تھی۔۔

"قیصر۔۔کتنا ہینڈسم ہے۔۔۔"

اس نے یہ جملہ کبھی

اتنا غصے میں ادا نہ کیا

ہوگا جتنا اس لمحے

کر رہی تھی۔۔۔

دانت پیستے ہوئے

ایک ایک لفظ جتا جتا کر

کہتی۔۔وہاں سے

چل دی۔۔۔

"ہاتھ گندا کر دیا سارا "

چڑچڑاہٹ سے کہتے ہوئے
اس نے بیک سے ٹیشو
پیپر نکال کر اپنا ہاتھ
رگڑنا شروع کر دیا تھا
باہر آتے ہی---
نمبر لکھا ہوا نہیں
دیکھا اس نے---
قسم کھانی پڑے تو کھا
سکتی تھی کہ نہیں
دیکھا --ایک نظر بھی نہیں--
لیکن وہ الگ بات ہے کہ
جب وہ لکھ رہا تھا تو اس
کے لفظ ہاتھوں کی
ہتھیلی سے کہیں زیادہ
دل پہ لکھے جا رہے تھے---
وہ غلط نہیں تھا
اگر سمجھتا تھا کہ دل
میں نقش ہونگے --کیونکے
واقعی ہو چکے---
" یار تمہارے تو مزے ہیں--
سے ایسے HJ تم تو
باتیں کر رہی تھیں
جیسے کوئی تمہارا

پرانا یار ہو ----

مجھے بتاؤ کیا باتیں کر رہیں

تھی تم؟؟-- " حفصہ باہر

آتے ہی فورا ہی اس کے

پاس آئی تھی تاکہ

HJ جان سکے کہ آخر

اور اس کے درمیان کیا

باتیں ہوئیں اتنی دیر ---

اس کے پیٹ میں

زوروں کا درد مچا ہوا

HJ تھا اور کیونکر نہ ہوتا

...اس کا آئیڈیل تھا

وہ جاننا چاہتی تھی

کہ نایاب سے اس نے

اتنی دیر کیا باتیں کیں--

سب سے سنا تھا

کہ وہ بہت خاموش

مزاج ہے مگر نایاب سے

تو وہ بہت باتیں کر رہا

تھا اور مزیدار بات

پتہ ہے کیا ہے--- وہ جس

سے بات کر رہا تھا وہ

بھی خاموش مزاج

مشہور ہے زمانے میں---
آخر دو خاموش مزاج
بندے اتنی باتیں کیسے
کر رہے تھے پہلی
ملاقات میں ہی؟؟--
اور یہ پیٹ کا درد
صرف اس کے اکیلے کا
نہیں تھا یہ ٹیلر
اور اس کی ساری ٹیم
ممبرز کے بھی تھا --
یہاں تک کہ اس کی
مینجر کے بھی---
اب کون بتائے انہیں
کہ اکثر سالوں کے
بچھڑے ہوئے جب
اچانک ملتے ہیں تو
گلے شکوے کر ہی
بیٹھتے ہیں نہ چاہتے
ہوئے بھی---
یہ تم ہاتھوں پر "
"سے کیا مٹا رہی ہو؟؟--
حفصہ دیکھ سکتی تھی
وہ کسی بات کا جواب

دینے کے موڈ میں نہیں

تھی لیکن پھر اس کی

نگاہ اس کے ہاتھ پر

پڑی جو مسلسل رگڑ

رہی تھی ٹیشو سے--

گندگی--" ایک لفظی"

جواب دے کر وہ ٹیشو

کو کراہت سے پھینکتی

آگے بڑھ گئی ---

❤*Husny Kanwal*❤

وہ کتاب پڑھ رہی تھی

جب نایاب کمرے میں

داخل ہوئی---

تمہیں پتہ ہے "

البرٹ آئسٹائن کا ائی کیو لیول

"کتنا تھا؟؟

ہاں--160_190-- اور یہ"

بھی صرف ایک اندازہ

ہے کیونکہ انہوں نے

کبھی کوئی ٹیسٹ نہیں

کروایا اپنی انٹیلیجنس کا۔

اور ویسے بھی کروا

بھی لیتے تو مجھے

نہیں لگتا ایگزیکٹلی

جواب مل پاتا کیونکہ

دنیا میں ایسی کوئی

مشین نہیں بنی جو

انسان کی ذہانت کو

"ناپ سکے میرے نزدیک---

اووو---ویسے"

بل گیٹس کا

"پتا ہے ؟؟

"ہاں---+150 ہے"

اور "

ایلون مسک

"کا کتنا ہے؟؟

--155--"دوبدو جواب دیا---"

ساتھ ہی وہ اپنے

سیل میں میسج بھی

ٹائپ کر رہی تھی---

"اور یہ برگر کمپنی کا؟؟ "

اس نے دوستانہ انداز

میں تجسس سے پوچھا--

نایاب اس کے سوال

پر الجھی--مگر میسج ٹائپ

کرتے ہوئے ہاتھ اس کا

ابھی بھی نہیں رکا تھا۔
"برگر کمپنی کون؟؟۔ "
ابرو اچکاکر۔۔۔
تب حفصہ نے نوٹ
کیا کہ وہ اسے بات
بھی کر رہی ہے حاضر
دماغی کے ساتھ اور
ساتھ ساتھ میسج بھی
ٹائپ کرتی جا رہی ہے۔۔۔
"افف۔ تم برگر بچے۔۔۔ "
وہ تھوڑا جھنجھلا
کر بولی۔۔۔
نایاب نے اپنے کندھے
لاعلمی میں اچکائے۔۔۔
اس کا انداز کچھ یوں
تھا کہ بتا رہی ہو تو
بتاؤ ورنہ میں جا
رہی ہوں۔۔
ارے۔۔وہ فیس بک والا۔۔"
"ہم اسے برگر کہتے ہیں۔۔
وو۔۔۔"
"Mark Zuckerberg یو مین
"ہاں ہاں وہی برگر۔۔ "

حفصہ جان چھڑانے
والے انداز میں---
---152-- گوگل"
"کے مطابق
تمھیں ایگزیکٹلی "
"نہیں پتا؟؟؟
وہ اپنی ٹھوڑی کھجاتے
ہوئے مایوسی سے پوچھ
رہی تھی --
میرے چاچا کے "
"بیٹے نہیں لگتے وہ---
نایاب نے کوفت سے
سر جھٹکتے ہوئے طنزیہ
جواب دیا---
ہاں--یہ بھی صحیح"
ہے--- تمھیں کیسے پتہ
ہوگا ---تم ان کی چڈی بڈی
"یار تھوڑی ہو---
حفصہ
مسکراتے ہوئے
چمکتے دانتوں
کی نمائش کرتے
گویا ہوئی---

لیکن اگر تمہیں "

کبھی ملنے کا موقع

ملے--- تو میرے لیے

"کنفرم ضرور کر لینا۔۔

وہ اب اپنے بال جوڑے میں

لپیٹتے ہوئے

کہہ رہی تھی---

"البرٹ آئنسٹائن اور

بل گیٹس تو

اوپر کا ٹکٹ کٹوا

چکے ہیں۔۔ہاں۔۔ اگر

کبھی تمہارے برگر

بھائی سے ملی تو

"ضرور پوچھ لوں گی۔۔

نایاب نے اسے مزاق

میں ٹالا---

"ویسے دیکھا جائے۔۔

تو اس کا مطلب

تمہارا زیادہ ہے آئی کیو

لیول۔۔ تمہیں

تو پھر بڑے سنبھل

کے رہنے کی ضرورت

ہے یار---"حفصہ نے

اسے دیکھتے ہوئے

خاصہ سنجیدگی سے کہا---

نایاب کی بات

زریاب سے ختم ہو چکی

تھی اس لیے الوداع

کر کے اپنا سیل

تکیے کے نیچے رکھا

اور آرام سے لیٹ گئی---

کیوں؟؟" کوئی خاص"

تجسس نہیں جھلک

رہا تھا اس بھوری آنکھوں

والی لڑکی کی آواز میں---

کیونکہ البرٹ آئنسٹائن "

Thomas Stoltz Harvey کا دماغ

نے نکال لیا تھا

"مرنے کے بعد---

وہ مضحکہ خیز

انداز میں بولی---

اس کا تو مذاق

ہو گیا لیکن نایاب

کے دماغ کو لگی تھی

یہ بات جا کر---

یہ جو ہائی آئی کیو

لیول والے لوگ ہوتے ہیں ناں

ان کے دماغ میں

اتنی تشنگی ہوتی ہے چیزوں

کو جاننے کی-- چیزوں کے

حقائق تک پہنچنے کی---

محنت میں عظمت

سمجھنے کی---

کہ ان کے پاس وقت ہی

نہیں ہوتا کسی اور چیز

کو سوچنے کا ---

نیگیٹیوٹی دماغ میں

آتی ہی تب ہے جب

سوچنے کا وقت ملے

اور ان کے پاس سوچنے

کا وقت ہی نہیں ہوتا ---

وہ یہ نہیں سوچتے

کہ مجھے اس سے یہ

کیسے چھیننا ہے--

وہ صرف یہ سوچتے ہیں

مجھے یہ کیسے کرنا ہے---

آپ کسی بھی

جینیس کے پاس چلے

جائیں وہ کبھی نہیں

کہے گا کہ وہ اپنی ذہانت
کی وجہ سے کامیاب ہے
وہ ہمیشہ کہے گا وہ
اپنی محنت کی وجہ
سے کامیاب ہوا ہے---
ذہانت ہوتی ہے لیکن
صرف 10 پرسنٹ
باقی سارا محنت کا
کام ہوتا ہے
کامیابی کے پیچھے---
جبکہ یہ نارمل ائی کیو
والے ---- ان کے پاس
بڑا وقت ہوتا ہے سوچنے
کا-- انہیں محنت تو کرنی ہی
نہیں ہے---محنت
سے تو کوسو دور
بھاگتے ہیں یہ لوگ---
ہاں دوسرے کی محنت
کو اپنے نفع کے لیے
کیسے استعمال کرنا ہے
اس کے لیے ان کا نیگیٹو
دماغ بھرپور چلتا ہے---
دنیا میں بہت سے

ہائی آئی کیو لیول والے لوگ
صرف اس لیے مارے گئے
کیونکہ وہ ان کم ائی کیو
لیول والوں کے غلط
کاموں میں
اپنا حصہ نہیں
ڈالنا چاہتے تھے---
ایسے بہت سے نام
جو کبھی نامور تک
نہ بن سکے--- جبکہ ذہانت
کے چشمے بہتے تھے ان سے--
پتہ ہے ان کی موت "
کے صرف ساڑھے سات
گھنٹے بعد ہی ان کا
دماغ نکال لیا
گیا تھا 1955 میں
اور یہ بات 1978 میں
جا کر کھلی--- کہا
جاتا ہے کہ ان کے دماغ
کے 240 پیس کیے
گئے تھے اور پھر پوری
دنیا کے سائنٹسٹو
کو بھیجا گیا--- مطلب

بیچارے کو مرنے کے
بعد بھی سکون لینے
"نہیں دیا یار---
نایاب اس کی باتوں
سے اندازہ لگا رہی تھی
کہ وہ ابھی ابھی البرٹ
ائنسٹائن پر تحقیق
کر کے آ رہی ہے---
جب میں نے "
پہلی بار پڑھا تھا
تو میں نے یہ نہیں سوچا
کہ سائنس دانوں کو
کیا ملا ہوگا---
میں نے بس یہ سوچا تھا
کہ اسے کتنی تکلیف
ہوئی ہوگی-- اسلامی رو
سے دیکھا جائے
تو مردہ زندہ سے
زیادہ حساس ہوتا ہے---
اس کے سینس
مرنے کے بعد ڈبل
ہو جاتے ہیں--- ان کے
دماغ کو نکالا گیا

پھر اس کے پیسز کیے
گئے وہ کتنی اذیت
میں ہوں گے۔۔" نایاب
کو پہلی بار حفصہ
سے بات کرنے میں
تھوڑی دلچسپی پیدا
ہوئی تھی۔۔۔
❤️❤️❤️
دنیا یاد ضرور رکھتی
ہے ذہینوں کو ۔۔۔مگر
ان کی حفاظت
نہیں کرتی۔۔۔
پہلی ایٹمی سائنس "
دان سمیرا موسی کو
یہودیوں نے مروا دیا تھا۔
دیکھا جائے تو عقل
والوں کے دشمن بڑے
ہوا کرتے ہیں۔۔۔ جو
نا زندہ چین لینے
دیتے ہیں نا مردہ۔۔"
وہ گمبھیر لہجے میں
سامنے بیٹھی حفصہ کو
دیکھ بولی ۔۔۔

مگر تمہیں پریشان"
ہونے کی ضرورت
"نہیں ہے اس حوالے سے---
نایاب نے اسے خاصہ
پریشان ہوتا دیکھ --
فورا ہی دلاسہ دینے والے
میں سنجیدگی سے کہا--
ایک دو لمحے تو
حفصہ کو لگا واقعی
دلاسہ دیا ہے لیکن جب
دماغ کام کیا تو وہ
فورا ہی منہ بسور کر---
نایاب--- تم واقعی"
"مغرور چڑیل ہو--
یہ کہتے ہوئے
پاس رکھا کشن
اچھال کر نایاب
کو مارا ---
جسے اس نے فورا
ہی الٹے ہاتھ سے
کیچ کر لیا تھا---
مگر پلٹ کر بچوں
کی طرح بدلا لینے

کے لیے نہ مارا۔۔۔

"گڈ نائٹ"

وہ ہلکا سہ مسکرائی۔۔۔

یہ دیکھ کہ حفصہ کو

کتنی دیر لگی اس کی بات

کا مفہوم سمجھنے میں۔۔

دونوں باہیں

اس کشن کے گرد

لپیٹ کر اسے خود

سے لگاتی۔۔

وہ سیدھی

کروٹ لے کر۔۔

آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

" میں لائٹ بند کروں

گی آج۔۔ مجھے نیند

نہیں آتی "حفصہ

نے اعلانیہ کہا۔۔۔

یقینا ارادہ بتانے

کا تھا نہ کہ بحث کا۔۔۔

" ۔۔ ٹھیک ہے

"تو تم جلدی سو جاؤ۔۔

یہ کہتے ہوئے

وہ دوبارہ اٹھ کر بیٹھی

جبکہ حفصہ ڈبل
بیڈ ہونے کے سبب سیڑھیاں
چڑھ کر اوپر والے
بیڈ پر پہنچی---
وہ حسین کم عمر لڑکی
کھڑکی کھول کر کھڑی
ہو گئی تھی--
آج چاند پورا نہیں تھا---
مگر خوبصورت تھا---
دیکھنے سے تو یہی
لگ رہا تھا کہ وہ
چاند دیکھ رہی ہے
مگر وہ کب دیکھ رہی
تھی-- وہ وہاں تھی ہی کب--
وہ تو کہیں بہت
دور جا چکی تھی --
بھولی بسری یادوں میں---
یادوں کا سمندر
جو ٹھاٹے مارتے ہوئے
اسے اپنے اندر بہا لے گیا تھا--
کب سوچا تھا کہ 10
سال بعد اس سے یوں
اچانک ملے گی--- اور مل

کر بات بھی کرے گی---
وہ کہے گا مجبوری ہے
اور چپ چاپ مان بھی لے گی--
ہمیشہ سوچا کرتی تھی
جب ملے گی تو
چیخے گی--گریبان پکڑے گی
اس کا--- روئے گی---
پوچھے گی کیوں کیا
اس کے ساتھ ایسا---
مگر جب وہ آج
سامنے تھا--- تو سب
کچھ بہت الگ ہوا---
کیوں اس کی آنکھیں
بالکل اپنی آنکھوں کا
عکس لگیں---
کیوں اس کے لہجے
میں اج بھی اتنی
ہی اپنائیت تھی---
کیوں وہ غیر نہ لگا--
کیوں اس کے سامنے
آتے ہی جذبات ٹھنڈے
پڑ گئے---
کیوں اسے دیکھنے

کے بعد ہر چیز بےمعنی
سی لگی۔
کیوں اس کا لکھا دل
پہ نقش ہوا جبکہ نہیں
ہونا چاہیے تھا وہ اس
قابل ہی نہیں تھا کہ ہو---
ہوا ٹھنڈی چل رہی
تھی مگر اسے اس
بات کا احساس نہیں تھا۔
جسم روح دماغ ہر
چیز اس کی صرف
اس پانچ منٹ کی
ملاقات میں اٹک
گئی تھی---
وہ جو ہر چیز کو
نظر انداز کر دیا کرتی تھی
اس پانچ منٹ کی
ملاقات کو نہیں کر
پا رہی تھی----
وہ کسی فلم کی
طرح بار بار اس کی
آنکھوں کے آگے چل
رہی تھی---

نایاب کی اس سے محبت

بڑی پاکیزہ سی تھی

مامو بھانجی والی---

اس کے نزدیک

وہ دنیا کا سب سے

حسین اور سنگدل مامو

تھا ---

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر--- تمھیں"

"میں کیسی لگتی ہوں؟--

وہ گارڈن میں بیٹھا چائے

پی رہا تھا جب اس کا

میسج موصول ہوا---

"اچھی"

چائے کا ایک سیپ

لیتے ہوئے اس نے

کپ ٹیبل پر رکھا

اور ایک لفظی ریپلائے

کر دیا---

وہ کنزہ سے لمبی

چوڑی باتیں نہیں کیا

کرتا تھا کہ کہیں پکڑا نہ

جائے---

باتونی تھا مگر فلرٹو

نہیں تھا وہ---

کنزہ پہلی لڑکی تھی

جس سے وہ باتیں کیا

کرتا تھا---

وہ بھی 24 گھنٹے

چپکی رہتی تھی---

اتنے ساتھ رہنے والے

شخص سے انس ہوجانا

معمولی سی بات ہے---

مگر اسے اپنی

لمٹس یاد تھیں--- وہ

کبھی نہیں بھولتا تھا

بات کرتے وقت کہ

وہ قیصر کی منگیتر ہے---

عجیب الجھن میں

ڈال دیا تھا قیصر نے اسے--

وہ تعریف کرے تو ضمیر

ملامت کرتا تھا اور نہ

کرے تو سامنے والی

سیٹسفائی نہیں ہوتی تھی---

"بس اچھی؟؟"

دوسری جانب کنزہ

جو پیٹ کے بل
بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی--
وہ پریشان ہو کر ٹائپ
کرنے لگی---
اس نے اپنی سب سے
بیسٹ تصویر بھیجی
تھی مگر جواب میں
صرف (اچھی)لکھا
آیا تھا--- وہ کیسے اداس
نہ ہوتی---
اچھی ہے-- "
"تو اچھی ہی کہوں گا نا
اس نے دوبارہ کپ اٹھا
کر چائے کا سیپ
لیتے لاپرواہی سے لکھا---
کیا میں اسے "
اب اچھی لگنا بند
ہو گئی ہوں--"وہ دل ہی دل
سوچ اداس ہوئی---
اور پھر اس کا
دماغ تیزی سے چلا---
اگلی ہی پل ---اس نے
اپنی بلیک نائٹی میں

ملبوس سیکسی سی پک
قیصر کو سینڈ کردی۔۔۔
اس یقین کے ساتھ کہ
وہ ہل جائے گا۔۔۔
دوسری جانب زید
چائے کا سیپ پی رہا تھا
جب تصویر پہنچی۔۔۔
اس نے زیادہ سوچے
بغیر بس یوں ہی کلک
کر دیا تھا۔۔۔ اور اگلے
ہی لمحے بلیک نائٹی
میں ملبوس کنزہ کو
دیکھ اس کے منہ سے
چائے کا فوارہ چھوٹا۔۔۔
اس کے گال
سرخ پڑ گئے تھے مکمل۔۔۔
جسم کی کوئی نمائش
نہیں تھی اس تصویر میں
لیکن بیڈ پر
بلیک نائٹی میں لیٹی ہوئی
وہ کھلے بالوں والی حسین
لڑکی اس کے دل کی
دھڑکنیں بڑھا گئی تھی۔۔۔

اب بھی کہو گے"

بس اچھی؟؟۔" وہ

شرارت سے پوچھ اٹھی۔۔

جبکہ مقابل اپنے ہاتھ

کا پنکھا بنا کر چہرے

پر جلتے۔ خود کو نارمل

کرنے کی کوشش میں

لگا تھا۔۔

آئیندہ مت بھیجنا "

"ایسی پکس۔۔۔۔

کنزہ کا خیال تھا

وہ خوش ہو جائے گا۔فدا

ہوجائے گا۔۔ مگر توقع کے

برعکس۔۔وہ تو

الٹا غصہ ہوا۔۔

اسے نہیں پتہ اس

کے دل میں کیا سمائی

لیکن اس نے فورا ہی

وہ پک ڈیلیٹ کر دی ۔

اس سے پہلے قیصر

اسے دیکھ پاتا۔۔

وہ کبھی بھی اپنی

اور اس کی چیٹ ڈیلیٹ

نہیں کرتا تھا تاکہ

قیصر دیکھے تو مطمئن رہے

کہ وہ کوئی غلط بات

نہیں کر رہا اس کی

منگیتر سے --- لیکن نہ

جانے کیوں---

اس تصویر کو

وہ نہیں چاہتا تھا کہ

قیصر دیکھے---

جب کہ اگر فیکٹ

دیکھا جائے تو وہ

خاص قیصر کے لیے ہی

بھیجی گئی تھی نہ کہ

اس کے لیے لیکن شاید

وہ یہ بات بھول گیا تھا---

❤️❤️❤️❤️

اوکے--سوری---"

مجھے لگا تمہیں

اچھی لگے گی

مجھے اندازہ نہیں تھا

"تم برا مان جاؤ گے--

کنزہ فورا ہی معافی

مانگنے لگی ---

میں مرد ہوں۔تم "
جتنے کپڑے اتارو گی مجھے
اتنی ہی اچھی لگنے لگو گی
مگر ہوس کے اعتبار سے۔۔
بیوی کے اعتبار سے نہیں ۔۔
مرد خود کتنا ہی
رنگین مزاج ہو۔بیوی ایسی
چاہتا ہے کہ جس پہ کبھی
"کسی کی نظر تک نہ پڑی ہو
اس کی ٹھیک ٹھاک تپ چکی
تھی۔۔ اور یہی سبب
تھا کہ اس نے کھلے
الفاظ میں جواب دیا۔۔
سوری۔۔" کنزہ"
محسوس کر سکتی تھی
اس کے غصے کو۔۔
میں بعد میں بات "
"کرتا ہوں ۔بائے۔
اگلا میسج جو
موصول ہوا وہ الوداعی
تھا۔۔۔
کنزہ اس کا الوداعی
میسج پڑھ کر بچوں کی

طرح رونے لگی---

زید نہیں سمجھ پا رہا

تھا وہ اتنا غصہ کیوں

ہو رہا ہے کنزہ پر ---

وہ اس کی مانگیتر

نہیں ہے

وہ تو قیصر کی

منگیتر ہے---

اسے کوئی حق نہیں

پہنچتا اس پر

غصہ ہونے کا---

یا اپنی پسند

میں اسے ڈھالنے کا---

کہاں پھنسا دیا"

"ہے کمینے نے مجھے---

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں

میں گرا کر۔ --

غصے و بےبسی سے

دانت پیستے ہوئے

بڑبڑایا---

اپنے جذباتوں کو

قابو میں رکھنا یہ

دنیا کا سب سے بڑا

ہنر ہوتا ہے جو ہر
کسی کے پاس نہیں
پایا جاتا۔۔۔
وہ کب تک آخر اپنے
جذبات کو کنٹرول میں
رکھ سکتا تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ اپنے
گارڈن میں ملازم کے
بیٹے کے ساتھ
کرکٹ کھیل رہا تھا۔۔۔
سر ۔۔۔مسٹر زید"
"کی کال آ رہی ہے۔۔۔
اس کے ملازم نے آ کر
اطلاع۔۔۔
"اسپیکر پہ ڈالو۔۔ "
ملازم کو
حکم صادر کرتے۔۔۔
اس نے سامنے والے کو
آنکھوں کے اشارہ سے
بول ڈالنے کا کہا۔۔۔
بال فل سپیڈ میں
ائی تھی اور اگلے ہی

پل۔۔ اس نے بول کو

ایسا ہٹ کیا۔۔۔ کہ سیدھا

باونڈری پار۔۔۔

"ہیلو۔۔۔قیصر۔۔۔"

"ہاں بول۔۔۔"

اب پھر سے لانا پڑے"

گا ۔۔آپ تھوڑا ہلکا

"نہیں مار سکتے حنی۔۔

وہ چودہ سالہ بچہ عاطف

جو دبلا پتلا اور قد

میں کافی لمبا تھا۔۔۔

منہ بسور کر کہتے۔۔۔

بال لینے کے لیے

بھاگا ۔۔۔

وہ کافی تھک گیا

تھا کھیل کھیل کر

مگر نجانے کیوں آج

قیصر کی بیٹری کم

ہونے کو ہی

نہیں آ رہی تھی۔۔۔

سب سے بری بات

اسے قیصر کی یہی

لگتی تھی کہ نہ تو

وہ اؤٹ ہوتا تھا اور
نہ ہی ترس کھا کے
بیٹنگ دیتا۔۔۔
اس کے ساتھ کھیلنے
کی حامی بھرنا
ہمیشہ گھاٹے کا ہی
سودا ہوتا تھا مگر
مجبور تھا کھیلنے
پر۔۔۔ اس لیے نہیں کہ
وہ مالک تھا
اور وہ نوکر کا بیٹا۔
فقط اس لیے کے
بھائیوں والی
محبت تھی۔۔۔
حتی کہ قیصر نے
اسے اتنا حق دے رکھا
تھا کہ وہ باقی ملازمین
کی طرح اسے چھوٹے
ماسٹر نہیں حنی کہہ
کر پکارتا تھا جیسے
اس کے ٹیم ممبرز
پکارتے۔۔۔
میں اب مزید "

تیری ائی ڈی لاگ ان

کر کے تیری منگیتر سے

"بات نہیں کرنے والا ---

زید کال ریسیو ہوتے ہی

ایسے گرج کے

ساتھ برسا جیسے

بھرا ہوا بادل برستا ہے---

کیا ہو گیا ہے؟؟۔۔کیوں "

اچانک کنواری لڑکیوں کی

tantrum   طرح

"دکھا رہا ہے مجھے---

اپنی گردن کو اڑی تیڑی

کر کے سکون دیتے ---

وہ لاپرواہی سے پوچھ

رہا تھا۔۔

جس پر مقابل مزید جلا---

تجھ جیسا سنگ دل "

نہیں ہوں میں---

ایک لڑکی کی فیلنگس سے

"نہیں کھیل سکتا

وہ جزبز ہوکر

قطعی لہجے میں

گویا ہوا ---

ووو--- شرافت کچھ"
زیادہ نہیں ٹپک رہی
"آج تجھ میں سے---
قیصر میں مذاق کے "
"موڈ میں نہیں ہوں--
زید دوٹوک انداز میں بولا---
اچھا بھئی-- نہیں کر رہا "
میں مزاق--- اب بتا --
کیا مسئلہ ہوا تیرے ساتھ---
کیوں لڑکیوں کی
"طرح رو رہا ہے ؟؟--
اب وہ سیل اپنے ہاتھ
میں لے کر سپیکر اف کر
کے سیل کان سے لگاتے--
نہایت دوستانہ انداز
میں پوچھ رہا تھا---
یار وہ تیری منگیتر "
ہے-- کوئی غیرت شرم ہے
" تجھ میں یا نہیں ؟؟--
چھ مہینے بہت ہوتے ہیں
کسی سے محبت
ہوجانے کے لیے اور وہ
چھ مہینوں سے مسلسل

اس سے رابطے میں تھا
دن رات ---
اس کا غصہ اپنی
جگہ بالکل جائز تھا اب---
ایک منٹ--- تو اتنا"
معصوم کیوں بن رہا ہے
"پہلے تو مجھے یہ بتا---
اب اس نے زید کو
جب اڑے ہاتھوں لیا
تو زید بوکھلایا---
"کی--کیا مطلب؟؟--"
" اتنا شریف نہ بن---
جچ نہیں رہی ہے تجھ
"پہ یہ شرافت---
" میں لاکھ کمینا صحیح
لیکن اپنی منگیتر کسی
کو بات کرنے کے لیے
نہیں دیتا--"زید آگ بگولہ
ہوکر پلٹ وار کرنے پر اترا---
" منگیتر کے لیے اتنی
غیرت جاگ رہی ہے--
کیوں؟؟--کیونکے کہ تیرا دل
آ گیا ہے اس پر---

اور میری بیوی---

اس کا کیا؟؟

--وہ تو

اپنے بھانجے کو

دے رہا ہے-- تب تیری

غیرت نہیں جاگ رہی--

گالی--پھر موٹی

گالی---پھر گالی---

"پھر گالی---

کچھ لمحے تو

زید شاکڈ کے عالم

میں بیٹھا رہا--

مقابل کی بات

سننے کے بعد جا کر

زید پر آشکار ہوا ---

وہ چھ مہینے سے

اس کے ساتھ کر

کیا رہا تھا---

" 10 سال سے تو اس

سے رابطے میں نہیں

آیا---مجھے لگا تو

"اسے بھول گیا ہے---

زید اپنی پیشانی مسلتے

ہوئے صفائی دینے لگا۔۔

اس کے نزدیک

وہ کیوں نایاب کو بتا

کر اذیت میں ڈالتا کہ

وہ قیصر کے نکاح میں ہے

جبکہ وہ اسے خود

چھوڑ کر بھاگا تھا۔۔

دس سال بہت

طویل عرصہ ہوتا ہے ۔

پھر اس نے کون سہ

محبت میں شادی کی

تھی نایاب سے۔۔۔۔

اصل مقصود تو

نایاب کو نکاح میں

رکھ کر اس کے نانا کی

جائیداد حاصل کرنا تھا۔۔۔

#جاری_ہے

" 10 سال سے تو اس

سے رابطے میں نہیں

آیا۔۔۔مجھے لگا تو

اسے بھول گیا ہے۔۔۔"

بھول گیا؟؟۔۔" وہ"

زیر لب دوہراتے بے اختیار

قہقہہ لگا بیٹھا۔۔۔

جیسے مقابل نے

کوئی لطیفہ سنایا ہو۔۔۔

آنکھوں کے پردے

کے آگے یادیں لہرانے لگیں۔۔۔

ماضی۔۔

دس سال پہلے ۔۔۔

"قیصر ۔۔۔قیصر۔۔۔"

وہ پکارے جانے کی

آوازیں۔۔

وہ سو نہیں رہا تھا

اسے علم تھا کے وہ سو نہیں

رہا ۔۔۔وہ جاگ رہا ہے۔۔

اس کی آنکھیں کھلی

تھیں۔۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔۔

اپنے کمرے میں

چھائے ہوئے اندھیرے کو ۔۔

اپنے بیڈ کے پاس جلتی

زرد ہلکی روشنی

کو۔۔

وہ بے ست

سہ بیڈ پر

لیٹا تھا۔۔ اس کا ایک

بازو پھیلا ہوا تھا۔۔

اور دوسرا سینے کے

مقام پر رکھا ہوا۔۔۔

اس نے محسوس

کیا جیسے وہ آئی ہے۔۔

اس کے بازو پر لیٹی

ہے۔۔۔

وہ جاگ رہا تھا۔۔۔

کوئی خواب نہیں تھا یہ۔۔۔

اس کی سیاہ

آنکھوں نے باقاعدہ نایاب

کو اپنے بازو پر

لیٹتا دیکھا۔۔۔

اس کے پورے جسم نے

جھرجھری لی۔۔۔

سانس نہ لی اس نے۔۔۔

اس خوف سے کہ

کہیں وہ غائب نہ ہو جائے۔۔۔

قیصر۔۔۔" اس نے دیکھا"

کہ اس کی بھوری

آنکھوں سے آنسو

بہہ رہے ہیں۔۔۔

چمک غائب تھی

ان آنکھوں کی--

اس کا جگنو رو رہا

تھا---

وہ اپنے جگنو کو

رونے نہیں دیتا تھا --

کبھی نہیں---

وہ جو مانگتی -- دے دیتا

مگر رونے نہیں دیتا تھا---

اور آج وہ رو رہی تھی--

وہ بھی بالکل برابر

میں لیٹ کر---

اس کے آنسو اس نے

باقاعدہ بیڈ کی چادر

پہ گرتے دیکھے---

لگا سانس رکی---

جگنو--" اس نے تیزی"

سے ہاتھ بڑھایا آنسو

پہنچنے کی نیت سے---

مگر اگلے ہی لمحے

وہ جیسے فضا میں

غائب ہو گئی---

وہ برق کی پھرتی

سے اٹھ کر بیٹھا ---

جگنو" اس کی چیخ"
کمرے میں گونجی---
اس کا سانس پھول رہا تھا--
ایسے پھول رہا تھا
جیسے نہ جانے کتنی
دور سے بھاگ کر آ رہا ہو --
وہ ہڑبڑا کر ادھر ادھر
دیکھنے لگا --کمرے میں
سوائے اندھیرے کے
اسے کچھ نظر نہیں آیا---
دو تین لمحے لگے
اسے یہ سمجھنے میں
کہ جو اس نے دیکھا
وہ خواب تھا
لیکن ایسا خواب کہ
لگا حقیقت ہو---
جیسے اس نے
اس لمحے کو جیا ہو--
جیسے واقعی نایاب
اس کے پاس آئی ہو---
یہ تیسری بار ہوا تھا
جب اس نے نایاب
کو اس طرح اپنے پاس

آ کر روتے ہوئے دیکھا--
قیصر کو نایاب سے
بچھڑے چار دن ہی ہوئے
تھے---
وہ محسوس کر
سکتا تھا نایاب
تکلیف میں ہے--- مگر
کیا التمش نے نہیں کہا
کہ وہ اسے خود صائمہ
خاتون کے گھر
چھوڑ آیا ہے---
وہ تو اچھے لوگ ہیں
ان کے گھر میں نایاب
کو کیا غم ہو
سکتا ہے بھلا؟؟---
-
ہماری جو سوچ ہوتی ہے
وہ نیچر کے اوپر اثر
کرتی ہے-- اس کا ایک ایفیکٹ
.. ہوتا ہے نیگٹو یا پوزیٹو
آپ نے اکثر کہتے سنا ہوگا
بڑوں کو--کے پوزیٹو تھاٹس
رکھو ویسا ہی ہوگا---

اور ایسا ہی ہوتا ہے

کیونکہ ہماری سوچ کا

نیچر پر اثر پڑتا ہے---

جب ہم

کسی چیز کو بہت ہی

شدت سے اور وداؤٹ اینی

ڈسٹرکشن یاد کر رہے

ہوتے ہیں اپنے دماغ میں--

تو اس شخص تک ہمارا

میسج پہنچ جاتا ہے--

یہ بالکل سائنٹیفیکلی

پوسیبل ہے-- ہوتا یہ ہے

کہ ہمارا برین کچھ

سگنلز اور ویوز

ریلیز کرتا ہے

جو اسی کے ساتھ جا کے

انٹریکٹ کرتی ہیں

جسے ہم یاد کر رہے

ہوتے ہیں پھر چاہے

وہ کتنا ہی دور کیوں

نہ ہو اور یہ ایکزسٹ کرتا ہے---

جس طرح نظر اثر کرتی

ہے اس طرح یہ بھی

اثر کرتا ہے--

telepahty اسے ٹیلی پیتھی

کہتے ہیں---

نایاب غیر ارادی طور پر

اس وقت اکیلے گھر

میں ٹیلی پیتھی کے

ذریعے قیصر کو سگنل

دے رہی تھی---

یہ ممکن ہی نہیں

کہ ایک انسان تکلیف

میں ہو اور دوسرے کو

اس کی تکلیف نہ پہنچے---

وہ خودی کو دلاسے

دے رہا تھا کہ نایاب

ٹھیک ہوگی مگر دل

ماننے کے لیے تیار

نہیں ہوا--

جب بچہ تکلیف میں

ہوتا ہے نا تو ماں کو الہام

کی مانند خبر ہو جاتی ہے---

بالکل وہی

حال قیصر کا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

صبح سے بھوکا پیاسا

بھاگتا پھر رہا تھا وہ---

صبح سے بھاگتے

بھاگتے اب رات ہو چکی

تھی-- وہ کبھی

کسی گلی میں جاتا

تو کبھی کسی میں---

سب جگہ سنسانیات

کا راج تھا ----

آج ٹھنڈ کافی تھی---

بھاگتے بھاگتے

وہ ایک اپارٹمنٹ میں

گھس گیا تھا-

وہ پاکستان سے

پہلی بار باہر آیا تھا--

نہ تو وہ یہاں کے

رستوں سے واقفیت

رکھتا تھا نہ لوگوں

سے ---

امریکہ جیسے ملک

میں وہ تنہا تھا--

اور صرف 19 سال

کم عمر لڑکا تھا-

کہاں جائے ؟۔۔کس سے
مدد مانگے؟؟۔۔ کس طرح
یہاں سے نکلے؟؟۔۔
اسے کچھ سمجھ
نہیں آ رہا تھا۔۔۔
اسے اچھے سے علم
تھا کہ عبدالرحمان صاحب
کو اب تک خبر مل گئی
ہوگی اس کے بھاگنے
کی اور اسے ڈھونڈنا
بھی شروع کیا جا
چکا ہوگا۔۔۔
وہ ان کے ہاتھ نہیں
آنا چاہتا تھا۔۔
کسی صورت نہیں۔۔
اس نے سوچ لیا تھا
وہ پاکستان پہنچ کر۔۔۔نایاب
کو لے کے کہیں بہت
دور چلا جائے گا ۔۔
ان کے ہاتھ نہیں آئے گا
جو وہ اسے جدا کر سکیں
اس کے جگنو سے۔۔۔
اسے اب تھکن ہو گئی

تھی صبح سے
بھاگتے بھاگتے
وہ بری طرح
تھک چکا تھا ---
اچانک اسے محسوس
ہوا جیسے کوئی اس
کے پیچھے آکر
کھڑا ہوا ہے --
اسے خطرے
کا آلارم محسوس ہوا---
اگلے ہی پل وہ برق
کی پھرتی سے اٹھ
کر بھاگنے لگا تھا ---
"تم چور ہو لڑکے؟؟-- "
اسے بھاگتا ہوا
دیکھ جو پیچھے سے
آواز آئی وہ اس کے قدم
جما گئی---
وہ انگریزی زبان میں
پوچھ رہے تھے
وہ کوئی اس کا
جاننے والا نہیں تھا--
اس لیے اسے بھاگنے

کی ضرورت نہیں تھی اب---

"نہیں--نہیں تو--"

وہ مڑ کر اس

ادھیڑ عمر شخص

کو دیکھ نرمی سے

انہی کی زبان میں

گویا ہوا

میری بیٹی کے"

"بوائے فرینڈ ہو؟؟--

وہ ایک ہاتھ کمر

پر ٹکا کا کر کسی

تفتیشی افسران کی

طرح پوچھ رہے تھے---

میں تو جانتا بھی "

نہیں ہوں آپ کی

"بیٹی کو---

تو چہرے پر"

"ماسک کیوں لگا رکھا ہے؟؟

ان کا لہجہ ابھی

بھی مشکوک تھا--

کیونکہ فلو ہے مجھے-- "

دوسروں کو جراثیم

نہ لگیں-- اس لیے

"لگا رکھا ہے۔۔
اس سیاہ آنکھوں والے
نوجوان نے آہستگی
سے جواب دیا۔۔۔
اوو۔۔۔ چہرہ دکھاؤ"
"مجھے اپنا
ان کے اکھڑ سے
لہجے میں کہتے ہی
قیصر نے اپنا ماسک
نیچے کیا۔۔۔
دیکھنے سے تو شریف "
گھر کے معلوم ہوتے ہو۔۔
پہلے تمھیں یہاں
دیکھا بھی نہیں۔۔۔کون ہو
تم ؟؟۔۔۔ اور ہماری
بلڈنگ میں کیا کر
رہے ہو؟؟۔۔ ہماری بلڈنگ
کی کسی لڑکی کے
"پیچھے تو نہیں ہو تم؟؟
ان کا آخری سوال
سن۔۔وہ بمشکل ہی
اپنی مسکراہٹ روک
سکا تھا۔۔۔

جس عمر میں وہ تھا

اس عمر کے لڑکوں

کا آج کل یہی مشغلہ ہے--

ان کی غلطی نہیں تھی---

نہیں --- میں کسی لڑکی"

کے پیچھے نہیں آیا

آپ کی بلڈنگ میں---

میں تو بس گھر

جا رہا تھا -- راستے میں

کچھ امیر لڑکے میرے

پیچھے پڑ گئے تو

میں یہاں چھپنے کے

"لیے آگیا ہوں---

اچھا --- تو یہ معاملہ ہے--"

چلو --تم میرے ساتھ

چلو ---میں تمہیں تمہارے

"گھر چھوڑ دیتا ہوں---

وہ صاحب فورا ہی

آگے پڑے تھے اس کی

مدد کرنے کے لیے---

اب وہ کیا بتاتا

کہ اپنے گھر سے ہی

بھاگ کر آیا ہے---

نہیں میں آپ کو کسی "
مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا
میں بس تھوڑی دیر
یہاں بیٹھوں گا
"پھر چلا جاؤں گا خود ہی۔۔۔
ٹھیک ہے لڑکے۔۔" وہ "
کہتے ہوئے باہر کی جانب چل
دیے جبکہ ان کے
جانے کے بعد وہ وہیں
سیڑھی پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔
قیصر نے اب دیوار
سے ٹیک لگا کر
آنکھیں موند لی تھیں۔۔
اور بس آنکھوں کا
بند کرنا تھا کہ اس کا
جگنو ہنستا مسکراتا
اس کی آنکھوں میں
چھم سے آ گیا۔۔۔
وہ مسکرایا۔۔۔
وہ صاحب جب
بیکری سے سامان لے
کر واپس لوٹے تو
قیصر کو وہیں سوتا

ہوا پایا۔۔

کوئی کہہ سکتا تھا

اس لڑکے کو دیکھ کر

کہ وہ عبدالرحمان صاحب

کا اکلوتا بیٹا

ہے جو وہاں پر سردی

کی رات میں سیڑھیوں

پر بےیار و مددگار بیٹھا

خود میں سمٹے ہوئے

سو رہا ہے۔۔۔

"لڑکے ۔۔ گھر نہیں گئے تم؟؟"

بس ان کی گرم مزاج

آواز کا کانوں سے ٹکرانا

تھا کہ قیصر کی فورا

آنکھ کھلی وہ ویسے

بھی چوکنہ ہو کر

سو رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔بس جارہا ہوں انکل۔۔۔"

"آنکھ لگ گئی تھی میری

وہ دونوں ہاتھوں سے

اپنا منہ رگڑتے ہوئے

عجلت سے اٹھ کھڑا

ہوا ۔۔۔

اس کے کندھے پر

بلیک بیک ٹنگا دیکھ

مقابل   کھڑے حضرت

سوچ میں پڑے---

تم گھر سے "

"بھاگے ہو؟؟

نہیں ---" قیصر کو"

وہاں رکنا سیف

نہ لگا کہیں ایسا نہ

ہو کے وہ آدمی اسے گھر

سے بھاگا ہوا بچہ

سمجھ کر پولیس

کے حوالے کردے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کم عمر

سیاہ آنکھوں والا حسین لڑکا

بلیک لیدر جیکٹ

اور بلو جینز میں ملبوس---

چہرے کو بلیک ماسک

سے کور کیے سیدھے کندھے

ہر بیگ ٹنگائے

سرد رات میں--

رات کے تین بجے کے)

قریب) دونوں ہاتھوں کو
سینے پر لپیٹے
مارا مارا نیویارک کے
شہر بروکلین
کی سڑکوں پر
پھر رہا تھا---
اونچی اونچی
عمارتیں --- روشنیوں سے
سجا شہر مگر وہ کب
دیکھ رہا تھا---
اسے تو ٹھنڈ بھی
کوئی خاص محسوس
نہیں ہو رہی تھی---
بھوک پیاز کا بھی
کوئی احساس نہیں تھا---
پاکستان جانے کے لیے
اس کے پاس پاسپورٹ
اور ویزا ہونا بہت
ضروری تھا
جو نہیں تھا
اس کے پاس---
اس لمحے اسے ضرورت
تھی کسی کی مدد کی

وہ بغیر مدد کے نہیں
نکل سکتا تھا یہاں سے---
اسے لگا اب اسے
زید کو کال کر لینی
چاہیے تاکہ اس سے
مدد لے سکے-- ان معاملات
میں اس کا دماغ ویسے
بھی بہت چلتا ہے---
اسے اندازہ تھا کہ
اس کی لوکیشن ٹریس
ہو سکتی ہے اسی لیے
اس روڈ کا انتخاب کیا
جہاں عوام کا ہجوم نظر
آرہا تھا رات کے دوسرے
پہر بھی ---
اس نے زید کو کال کرنے
کی نیت سے ابھی سیل
ان ہی کیا تھا کہ اسے
واٹس ایپ پر التمش کے
نمبر سے ویڈیو ریسیو ہوئی---
یقینا التمش
جانتا ہوگا کہ وہ
بھاگ چکا ہے پھر اس

کا یوں ویڈیو بھیجنا
خطرے کا آلارم تھا۔۔
اس کے ہاتھ
ہلکے سے لرزے۔۔۔
قیصر نے صبح سے اب تک
کسی کو بھی اپنے پیچھے
آتے نہیں دیکھا ۔۔
نہ ہی پولیس کو
خود کو ڈھونڈتا ہوئے
دیکھا ۔۔جیسے سب کچھ
بہت پرسکون ہو۔۔۔
جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو
مگر ایسا کیسے ممکن تھا ؟؟۔۔
کہ وہ بھاگ آیا ہے
اور عبدالرحمان صاحب
نے کچھ کیا نہ ہو ۔۔۔
کوئی کاروائی نہیں۔۔۔
صبح سے چھائی خاموشی
میں برپا طوفان یقینا
اس ایک ویڈیو میں تھا
اور وہ یہ بات سمجھ
چکا تھا۔۔۔
اس نے گلے میں

تھوک نگلتے
ویڈیو کلک کی---
اور بس ویڈیو کا چلنا
تھا کہ سب سے پہلا
چہرہ جو اسکرین
پر نمودار ہوا وہ نایاب
کا تھا اسکے جگنو کا---
کتنے دنوں بعد اس
کا چہرہ دیکھا تھا--
وہ مسکراتی ہوئی
زریاب کے ساتھ گارڈن
میں کھڑی نظر آرہی تھی---
زریاب اسے چھیڑنے کے لیے
اس کی پونی کھینچ کر
بھاگا تھا مگر وہ وہیں
کھڑی مسکراتے ہوئے
اسے دیکھتی رہی---
وہ ویڈیو میں بھی
دیکھ سکتا تھا کہ وہ
چمکتی آنکھیں کتنی
ماند پڑی ہوئی تھیں---
اس کی آنکھوں سے
آنسو لاوے کی طرح

دہکتے ہوئے چہرے
سے پھسل کر ہاتھوں
کی پشت پر گرے
تو احساس ہوا کہ
وہ رو رہا ہے---
اسے آہستہ آہستہ
اسکرین دھندلی نظر
آنے لگی ---
آنسوں کے سبب
رنگ چمک رہے تھے اسکرین
کے جس میں سے شعائیں
نکل رہی تھیں---
نظر نہیں آرہا تھا
ٹھیک طرح اب---
اس نے اپنی آنکھیں
فورا ہی رگڑیں---
کب خبر تھی کہ
وہ چھ سالہ بچی
جان سے پیاری ہو
جائے گی کہ سب
کچھ چھوڑ کر بھی
اسے پانے کی
چاہ کرے گا فقط--

نکاح تو اس کی جائیداد

چھیننے کے لیے ہوا

تھا الٹا اپنا ہی سب کچھ

گواہ بیٹھا۔۔۔

وہ اپنی آنکھوں

میں آنے والے پانی

سے بھی اس لمحے

جھنجھلا رہا تھا کہ

وہ اسے دیکھنے میں

مشکل پیدا کر رہے تھے۔۔۔

آانکھیں جھنجھلاکر

رگڑتے ہوئے

جب اس کی دوبارہ

ویڈیو پر نظر گئی۔۔۔

تو اب کیمرے کا

اینگل بدل گیا تھا۔۔

اسے ایک شخص دیکھائی

دیا۔۔جو نایاب سے کچھ

فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔

اور قیصر کو لگا اس کا

سانس رکا ہو ۔۔۔

اس لڑکے کے چہرے پر

کوئی ماسک نہیں تھا۔۔وہ

دھڑلے سے کھڑا تھا۔اس

کی خباثت سے

بھری نگاہیں

قیصر دیکھ سکتا تھا

کہ اس کے جگنو

پر ٹکی ہیں---

وہ بلیک کلر کے

شال پہنے ہوئے تھا---

قیصر کے ہاتھ

لرزنے لگے ---

اپنے جسم سے

جان نکلتی

معلوم ہوئی---

قیصر نے دیکھا اس نے

شال کے نیچے سے

گن اوپر کی ہے---

اس سیاہ آنکھوں

والے لڑکے نے بے بسی

سے ادھر ادھر دیکھا۔۔

وہ بروکلین کے پرہجوم

روڈ پہ کھڑا تھا ---

اور وہ سب پاکستان

میں چل رہا تھا۔۔

اس سے میلوں دور---

وہ چیخے--- روئے---

چلائے--- لوگوں کو بلائے --

لیکن کوئی مدد نہیں

کر سکتا تھا اس لمحے

اس کی---

بے بسی سی بے بسی تھی

قیامت سی قیامت---

اس میں پھر دیکھا

اسکرین کی جانب--

اس آدمی نے گن لوٹ

کی تھی--

نہیں ---پلیز نہیں--"

وہ بچی ہے---وہ چھوٹی

ہے ابھی---نہیں ڈیڈ---

جگنو---کوئی مدد کرو

میری---" وہ روتے روتے

نیچے کی جانب

بیٹھتا گیا--

وہ پاگلوں کی

طرح چیخ رہا تھا

مگر سیل ہاتھ سے

نہیں چھوڑ رہا تھا---

ڈیڈ پلیز نہیں۔۔"

وہ میرا جگنو ہے۔۔۔

اس کی کوئی

غلطی نہیں ہے ان

"سب میں۔۔۔ڈیڈ نہیں۔۔۔

اس کی آنکھوں

سے جھر جھر موتی

بہہ رہے تھے ۔۔۔

لگ رہا تھا وہاں

گولی چلے گی

اور یہاں جان نکل

جائے گی۔۔۔

اس شخص کی

گولی کا نشانہ

اب نایاب کی

جانب تھا۔۔۔

سانولی سے رنگت کا کم عمر

لڑکا تھا وہ۔۔۔جس نے نیلے کلر

کی قیمض شلوار زیب تن

کیے ہوئے تھے۔۔

جس پہ اوپر بلیک شال

لی ہوئی نظر آرہی تھی

وہ کافی دبلا پتلا سہ تھا۔۔۔

چھوٹی آنکھیں گھنگرالو
بال... وہ شخص جیسے
قیصر کی آنکھوں
میں بیٹھ گیا تھا۔
انسان کتنا بے بس
ہے اس بات کا احساس
قیصر عبدالرحمان کو
اس لمحے ہوا تھا...
وہ چیخ رہا تھا ۔
رو رہا تھا مگر کچھ
بھی کرنے سے قاصر
تھا۔ وہ نایاب کو نہیں
بچا سکتا تھا ۔
وہ اپنے جگنو کو نہیں
بچا سکتا تھا ۔
وہ کچھ بھی نہیں کر
سکتا تھا...
ہاتھ بندھے ہوئے
نہیں تھے مگر بندھے
ہی لگے ---
اس لمحے کی
بے بسی واللہ قیامت
تھی...

اس لڑکے نے گولی
چلا دی---
بالکل سامنے
اس کا جگنو کھڑا تھا۔
جگنو ہٹو وہاں سے ۔"
ہٹو---پلیز ہٹ جاو---
اللہ ---میرے اللہ----
"یااللہ مدد کر---
وہ چیخا ---
وہ چیخ۔لرزا خیز تھی
آسمان کو ہلا دینے والی۔
وہ خدا سے
مدد مانگ رہا تھا---
گڑگڑا رہا تھا--رو رہا
تھا --بلک رہا تھا---
وہ پتھرائی آنکھوں
سے دیکھ رہا تھا
پورا منظر---
بےبسی کی انتہا
کو چھوتے---وہ
ایک فلم کی طرح
اپنی تباہی چلتی
دیکھ رہا تھا---

گولی چلی---
اس نے سانس رکے
وہ دل ہلا دینے والا
منظر دیکھا---
گولی نایاب کی گردن
سے ہوکر پیچھے گئ---
اس گولی نے نایاب
کو مس نہیں کیا تھا
لیکن اگر نایاب ایک انچ
بھی ہلتی تو گولی نے
اسکی گردن سے آر پار
ہو جانا تھا---
ویڈیو اس منظر کے بعد
ختم ہوگئ---
اگلے ہی پل--
اس کا سیل رنگ ہوا--
وہ التمش کی کال تھی
اس نے بغیر کچھ سوچے
سمجھے کال رہسیو کی---
اگر میری جگنو   "
کو ایک کھروج بھی آئی-
میں تم لوگوں کو
کتے کی موت ماروں گا---

اور سب سے پہلے
ماروں گا تجھے ---
اب بس تو دیکھتا جا
میں تیرا کیا حال کرتا ہوں
التمش--- تو الٹی گنتی
"گننا شروع کر بس--
اس کے دماغ کی رگیں
تنی ہوئی تھیں---
چہرہ سرخ تھا انگارے کی
طرح--- گردن لال ہو رہی تھی--
سانسیں اتنی تیز چل رہی
تھیں-- جیسے کہیں بہت
دور سے بھاگتا ہوا آرہا
ہو---
قیصر--- یہ صرف "
وارننگ تھی--- گھر
واپس آجاؤ ----
ورنہ کوئی بعید نہیں
کہ اگلی گولی
اس کی سانس کی نالی
"کے آر پار ہو جائے---
ایسا لگا جیسے اس
نے قیصر کی کوئی

دھمکی سنی ہی نہ ہو---

بڑے ماسٹر کا حکم ہے "

کے آپ نایاب بی بی سے

کسی قسم کا کوئی تعلق

نہیں رکھیں گے اور

صرف اپنی پڑھائی

پر دیھان دیں گے---

اگر آپ چاہتے ہیں

وہ بچی زندہ رہے تو

وہی کریں جو

بڑے ماسٹر چاہتے ہیں--ورنہ

آپ اچھے سے جانتے ہیں

ان کے لیے کچھ بھی

"مشکل نہیں---

اپنی بات سخت وارننگ

آمیز لہجے میں کہہ کر

اس نے کال کاٹ دی---

اس کا تنفس تیز تھا---

دماغ کی رگیں پھٹتی

معلوم ہوئیں---

اس کے ہاتھ سے

اب سیل گرچکا تھا---

وہ سمجھ گیا تھا

ابھی وہ اتنا طاقتور نہیں

ہے کہ عبدالرحمان صاحب

سے لڑ سکے اور اپنے

جگنو کو ان سے بچا سکے

اس لیے بہتر یہی ہے

کہ وہ چپ چاپ وہی

کرے جو وہ چاہتے ہیں---

اپنی سرخ آنکھوں

سے آنسو رگڑ کر--وہ کھڑا

ہوا---

جھک کر اپنا سیل اٹھایا---

اور واپس چل دیا---

بھاگنے کا ارادہ ترک

کر دیا تھا اب--وہ نایاب

کی زندگی کو خطرے

میں نہیں ڈال سکتا ---

❤️❤️❤️

وہیں دوسری جانب---

التمش سیل

ہاتھ میں پکڑے---

اپنی صبح عبدالرحمان

صاحب سے ہوئی گفتگو

کو یاد کرنے لگا--

یاد---

وہ پرسکون انداز

میں بیٹھے چائے کا کپ

منہ سے لگانے ہی

لگے تھے جب التمش

بھاگتے ہوئے ان کی

جانب آیا---

عبدالرحمان صاحب نے

اس کے چہرے کے

تاثرات سے ہی بھانپ

لیا تھا کہ کچھ

گڑبڑ ہوئی ہے--- اور

سب سے پہلا شک

ان کا اپنے لائک

فائق بیٹے کی جانب گیا-

اس کے علاوہ

اور کون ہو سکتا تھا

جو ان کی صبح کی

چائے بھی حرام کر دے---

کیا کیا ہے اس "

"الو کے پٹھے نے اب؟؟-

التمش نے تو ابھی

کچھ کہا بھی نہیں تھا

اس سے پہلے ہی

عبدالرحمان صاحب

پوچھ اٹھے ---

آپ کو کیسے پتہ "

کہ میں چھوٹے ماسٹر

"کی خبر لایا ہوں--

التمش حیران ہوکر

استفسار کر رہا تھا---

مقابل کے سوال پر

وہ ناگواری سے

سر جھٹکنے لگے---

اب کیا نیا کارنام "

انجام دیا ہے میرے باغی

شہنشاہ نے---

وہ بتاؤ--" اسے اصل

موضوع کی جانب لائے

جس کے لیے وہ

ایسے بھاگتے ہوئے

آ رہا تھا جیسے اس

کے پیچھے کتے چھوڑ

دیے گئے ہوں--

چھوٹے ماسٹر "

"بھاگ گئے ہیں--

اس کا خلق

خشک ہوا ۔۔۔ بمشکل

گلے میں تھوک نگلتے

تیزی سے کہا۔۔۔

واٹ؟؟۔۔۔ اس لڑکے نے"

کیا قسم کھا رکھی ہے

مجھے مارنے کی؟؟؟۔۔" وہ

اس قدر غصے میں

اٹھے تھے کہ التمش

فورا ہی ڈر

کر ایک قدم پیچھے ہوا۔۔۔

اتنے گارڈز ہونے کے "

باوجود وہ بھاگا

"کیسے ؟؟۔۔۔

یہی تو گارڈز "

"بھی پریشان ہیں۔۔۔

التمش اپنی گدی

کھجاتے ہوئے ۔۔۔

کنفیوز و لچکدار

لہجے میں بتا رہا تھا۔۔۔

عبدالرحمان صاحب

غصے سے اپنی دونوں

مٹھیاں بھینچے کھڑے تھے۔۔

دیکھنے سے ہی معلوم

ہو رہا تھا کہ پارہ

بہت ہائی کر چکا ہے

قیصر ان کا۔۔۔

"اب کیا کرنا ہے؟؟۔۔ "

اس نے ڈرتے ڈرتے

استفسار کیا۔۔۔

"مومن کی بیٹی کہاں ہے؟؟ "

التمش الجھا ۔۔۔

قیصر کی بات کرتے کرتے

نایاب کا ذکر کہاں سے آگیا۔۔

وہ مسٹر قیصر کے "

وکیل ہیں زید۔۔۔ ان کی

"بہن کے گھر ہے۔۔۔

دو بدو جواب دیا۔۔۔

التمش خود بھی

حیران تھا کہ نایاب

وہیں پہنچی ہے

جہاں قیصر اسے

پہنچانا چاہتا تھا۔۔۔

زندہ بچ گئی وہ۔۔۔۔ "

ہونہہ۔۔۔ میں بھول کیسے

گیا ۔۔غلیظ خون ہے وہ

اتنی آرام سے نہیں
مرے گا۔۔" انہوں نے نہایت
حقارت سے کہا
جو التمش کو برا لگا۔۔
وہ کیسے اتنی سی
بچی کو اتنا برا بھلا
کہہ سکتے تھے۔۔۔
مگر ان کا زخم بھی
تو بہت گہرا تھا انہوں
نے بھی تو اپنی اکلوتی
بیٹی کھوئی تھی اس
لڑکی کے باپ کی ہوس
کے ہاتھوں۔۔۔
تو چھوٹے ماسٹر "
"کا کیا کرنا ہے؟؟۔۔
وہ گہری سوچ میں
نظر آرہے تھے جب
التمش نے انہیں
مخاطب کر کے
دوبارہ پوچھا۔۔۔
کچھ نہیں۔۔۔ اس کی"
جان جس طوطے میں
قید ہے ہم اسی کی

گردن مروڑیں گے

"سب سے پہلے---

التمش نے

انہیں دانت پیستے

ہوئے کہتے سنا---

حملہ کرواؤ اس پر --- "

گولی اس کی گردن کو

چھو کر گزرتی نظر آنی

چاہیے اور اس کی

ویڈیو بنا کر بھیجو

ذرا میرے برخوردار کو--

وہ جہاں کہیں بھی

چھپا ہوگا خود آئے گا

نکل کر اب--- جب

تک ہمارے پاس اس

کی کمزوری موجود ہے

ہمیں ضرورت نہیں ہے

اس کے پیچھے

"بھاگنے کی--

انہیں صرف اپنا بیٹا

پیارا تھا اور اگر ان کا

بیٹا نایاب میں اپنی

جان بسا بیٹھا تھا

تو ٹھیک ہے وہ اب

نایاب کو ہی مہرے کی

طرح استعمال کریں گے

اسے اپنا فرمانبردار بنائے

رکھنے کے لیے----

" اور اگر چھوٹے ماسٹر

ویڈیو دیکھنے کے بعد

بھی واپس

نہ آئے تو---" التمش نے اپنا

شبہہ ظاہر کیا---

" کیا تم نے نایاب کے

پیچھے اس کا پاگل پن

نہیں دیکھا یا اس

کی جنونیت نہیں دیکھی؟؟"

نایاب کے لیے اپنے لہجے

میں کدورت سموئے--

طنزیہ مسکراتے ایک ابرو

اچکاکر استفسار کر رہے تھے---

"جی بہتر---"

اور التمش سے زیادہ کس

نے دیکھا ہے قیصر کے

جنون کو---

وہ ان کا آرڈر ملتے

ہی اثبات میں سر ہلا کر
حکم کی تعمیل کے
لیے چل پڑا تھا۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
پورے راستے
اس کی آنکھوں کے
آگے وہ منظر چلتا رہا۔۔۔
وہ سوچنا بھی نہیں
چاہتا تھا کہ کیا ہوتا
اگر نایاب ایک آنچ بھی
ہل جاتی یا سامنے والے
کا نشانہ غلط ہو جاتا۔۔۔
وہ مردہ قدم لیتے
صبح تک گھر پہنچ
گیا تھا۔۔۔
جب وہ گھر پہنچا تو
فجر کی نماز کا وقت تھا۔۔
اس نے سب سے پہلے
وضو کے لیے باتھ روم
کا رخ کیا۔۔۔
لڑنا تو دور اس نے
کسی سے بات تک نہیں
کی تھی۔۔۔ ورنہ گارڈز

تو ڈرے ہوئے تھے کیونکہ

التمش نے آرڈر دیا ہوا تھا

کہ اگر وہ آ کر غصہ کرے

یا مارے پیٹے

تو برداشت کر لیں---

اور اگر خود کو نقصان

پہنچانے کی کوشش کرے

تو اسے نہ پہنچانے دیں---

اسے وضو نہیں آتا

تھا ٹھیک طرح ----

مگر تھوڑا بہت یاد تھا

مسجد میں بزرگ

کا سکھایا ہوا

ویسے ہی کر لیا---

"جائےنماز کہاں ہے؟؟--"

اس کے جائے نماز مانگنے

پر گارڈز ایک دوسرے

کو حیرت سے دیکھنے لگے---

یقین جو نہیں آ رہا تھا

اپنے کانوں پر---

اور قیصر عبدالرحمان

کب نماز پڑھا کرتا تھا؟؟؟---

میں نے کہا جائےنماز"

"کہاں ہے؟؟--
ان کے گھر میں کوئی
نماز پڑھنے کی جگہ
نہیں تھی خاص---
کوئی پڑھتا تو ہوتی ناں---
گارڈ نے اسے جائےنماز
لاکر دی ---
کمرہ لاک کرنے لگا --
تو گارڈ نے فورا ہینڈل
پکڑ لیا---
چھوٹے ماسٹر اجازت نہیں "
"ہے آپ کو اکیلا چھوڑنے کی
اس گارڈ کے کہتے
ہی قیصر نے اسے
خوں خوار نگاہوں
سے دیکھا---
وہ نگاہیں چیر
پھاڑ کر کے رکھ دینے
والی تھیں---
گارڈ نے فورا ہی ڈر کر
ہینڈل چھوڑ دیا---
اس نے دروازہ لاک کر لیا
خود کو اندر کمرے

میں بند کر لیا۔۔۔

اب نماز ادا کرنا

شروع کی۔۔۔

اب کمرے میں

صرف وہ تھا۔۔۔

مگر کیا وہ اکیلا تھا۔۔

بظاہر تو ہاں۔۔۔ مگر حقیقی نہیں

وہ اکیلا نہیں تھا۔۔۔

نماز پڑھنے والا

اکیلا نہیں ہوا کرتا۔۔۔

اس کا خدا ہوتا ہے

اس کے ساتھ۔۔۔

جب پہلی بار

سجدے میں گیا ۔۔

تو نارمل رہا۔۔۔

جب دوسری بار گیا

تو سجدہ تھوڑا

طویل ہوا۔۔۔

اب فرض کی باری تھی۔۔

فرض کی رکعت

شروع کی۔۔۔

اب کے جب پہلا سجدہ

کیا تو آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے---

وہ آہستہ آہستہ

اپنے رب کے آگے

بکھرتا جا رہا تھا---

جذبات منتشر

ہو رہے تھے--

سجدے سے اٹھا---

تو اس کا پورا وجود

ہل رہا تھا---

وہ کھڑا ہو گیا قیام میں--

قرات کرنا چاہی---

مگر لفظ لرزتی زبان کے

ساتھ ادا ہو رہے تھے--

اسے صرف سورہ اخلاص

و کوثر ہی آتی تھی-- اسی کی

تلاوت کر رہا تھا---

اب کے جب سجدے میں گیا--

تو رونے لگا----

اس کے رونے میں آواز

نہیں تھی مگر اس کا

پورا وجود لرز رہا تھا---

کوئی پوچھے قیصر

عبدالرحمان سے وہ کیا

فیس کر کے آیا تھا
کچھ گھنٹوں پہلے---
وہ بتائے گا وہ اپنی
اوقات دیکھ کر آیا تھا۔۔
دنیا میں اپنی بے بسی
کا عالم دیکھ کر آیا تھا---
اپنے غرور کو چور
چور ہوتے دیکھ کر آیا تھا---
وہ سجدے میں اتنی
دیر تک روتا رہا
کہ جب وہ اٹھا تو جائےنماز
کا وہ حصہ گیلا ہوچکا تھا
جہاں اس نے سجدہ کیا ---
میں بہت کمزور ہوں یااللہ---"
میں نہیں کرسکتا اس کی
حفاظت ---آج اسے
میرے سامنے نشانہ
بنایا گیا اور میں
کچھ بھی نہیں کر سکا---
کچھ بھی نہیں---- سوائے
رونے و چیخنے کے---
میں نے آج اپنی بے بسی
کی انتہا کو دیکھا---

میں نے جانا میں کچھ

بھی نہیں---میں کچھ

نہیں--"وہ بچوں کی طرح

بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر

رو رہا تھا دعا میں---

اور اس دن کا دن ہے--اور

آج کا دن ہے--قیصر عبدالرحمان

کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی---

وہ آج بھی ہر نماز کی دعا ہے---

مانگ لوں تجھ سے تجھی کو

کہ سبھی کچھ مل جائے---

سو سوالوں سے

یہی ایک سوال اچھا ہے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

اسے دکھ پہنچا تھا

جب نایاب نے

اپنا فیس بک پر

اکاؤنٹ بنایا مگر اس

سے رابطہ نہ کیا---

وہ دنیا کا پہلا شوہر

تھا جو اپنی چھ سالہ

بیوی کے لیے ہر

مہینے باقاعدگی

سے جیب خرچی بھیجتا
تھا۔۔۔ 10 سال میں
بھیجنے والی
جیب خرچی بڑی ہی تھی
کبھی کم نہ ہوئی نہ کبھی
وہ بھیجنا بھولا۔۔۔
میمونہ
خاتون کے پاس اس کا نمبر
تھا مگر اس لڑکی نے کبھی
رابطہ نہ کیا۔۔۔
اس نے نایاب کی 14
سالگرہ پر موبائل
تحفے میں بھیجا۔۔۔
یہ وہی سال تھا
جس میں عبدالرحمان
صاحب کا پورا
بزنس ٹیک اوور
کیا تھا اس سیاہ
آنکھوں والے لڑکے نے۔۔۔
موبائل میں اپنا نمبر سیو کر
کے بھیجا تھا۔۔۔ مگر اس
لڑکی نے پھر بھی
کانٹیکٹ کرنے کی

زحمت نہ کی---

کیا وہ نہیں جانتی

اس پوری دنیا میں اس

کا ایک ہی خیر خواہ ہے---

قیصر عبدالرحمان---

وہ پابندیوں میں جکڑا تھا---

نایاب کو کس نے روکے

رکھا آج تک ؟؟---

اس نے کبھی رابطہ کیوں

نہ کیا ؟؟---

شاید وہ رابطہ کرنا ہی نہیں

چاہتی تھی---

ٹھیک ہے نہ ہے

تو نہ صحیح دلبر---

اس دل کو یہ

سمجھا لیا ہم نے---

اسے اپنے والد کا پورا

بزنس ٹیک اوور کیے

دو سال گزر گئے تھے

لیکن اس نے اب رابطہ

نہ کیا --نہ ہی کوشش کی--

کیوں کرے رابطہ

جب مقابل چاہتی ہی نہیں---

ہاں اس کا فیس بک
اکاؤنٹ چیک ضرور کرتا
تھا روز کی بنیاد پر---
امید تھی کبھی تو
آئے گی ---
کبھی تو یاد کرۓ گی---
کیا اتنا آسان تھا اسے بھول
جانا ؟؟---
اور ایک دن اچانک
وہ دس سال
بعد اسے اپنے ہی
کنسرٹ میں نظر آئی---
وہ سامنے کھڑی تھی--
آنکھوں میں بلا کی
خفگی تھی اس کے
مگر وہ تو یہی خوش
تھا کہ وہ آئی---
نہ کوئی میسج--
نہ کوئی کال---
نہ کسی سوشل اکاؤنٹ
سے رابطہ کرنے کی کوشش
لیکن وہ خود چلی
آئی اس سے بڑی

اور کیا بات ہو

سکتی تھی---

وہ آگئ---سارے

پرانے گلے شکوے

ختم ہو گئے--خود ہاتھ

پکڑ کر اپنا نمبر و

گھر کا ایڈریس دیا---

پہل کر چکا تھا وہ اب

چاہت تھی مقابل کے

قدم بڑھانے کی---

میلوں کے فاصلے تھے

صرف ایک کے قدم

بڑھانے سے تو نہیں

ختم ہونے تھے ناں---

اس نے اپنا پرائیویٹ

نمبر دیا تھا اپنے جگنو

کو--

پہلے وہ کبھی بھی

اپنے موبائل کو اتنا

خاص سنبھال کے نہیں

رکھتا تھا جتنا نایاب

کو نمبر دینے کے بعد

رکھنے لگا تھا ---

وہ موبائل اب
ہروقت اس کے
سینے سے لگا رہتا تھا ---
حتی کہ سوتے وقت بھی
وہ تکیے پر بالکل سر
کے قریب رکھ کر سوتا
تھا اس خوف سے
کہ کہیں ایسا
نہ ہو رات میں بیل
بجے اور وہ نیند میں
ہونے کے سبب
ریسیو نہ کرسکے---
مگر کوئی کال نہ آئی--
❤️*Husny Kanwal*❤️
آج صبح
نایاب کے سوشل
اکاؤنٹ پر زریاب
کی پک شیئر ہوئی--
ہیپی برتھ ڈے مائی ڈیئر "
فیوچر ہسبینڈ" کے
کیپشن کے ساتھ
وہ ہی جانتا ہے
کیا گزری تھی اس

کے دل پر۔۔۔
کتنی ہی دیر وہ
اس پوسٹ کے اوپر
لکھے لفظوں کو دیکھتا رہا۔۔۔
کبھی کبھار کسی
کو مارنے کے لیے
ہتھیاروں کی
ضرورت نہیں پڑتی
آپ کے سخت الفاظ
ہی کافی ہوتے ہیں اور
وہ لڑکی تو جانتی بھی
نہیں ہوگی کے اس کے
الفاظوں نے کسی کو
کتنی بری طرح گھائل
کر دیا تھا۔۔۔
اس کی آنکھیں انگارے
کی مانند سرخ ہو گئیں
تھیں۔۔
دیکھنے والوں کو
گمان ہو رہا تھا کہ
لہو بہہ نکلے گا۔۔۔
فیوچر ہسبینڈ؟؟۔۔" وہ ہاتھ میں"
پکڑے پین پر اپنا دباو

بڑھاتے ۔زیر لب
دانت پیستے ہوئے بڑبڑایا۔۔
نایاب اور قیصر میں
ایک چیز بڑی کامن تھی اب۔
وہ تھا ان کا اپنے ایموشنز
کو کنٹرول کرنا۔۔ نایاب
اپنے ہائی ائی کیو
کے سبب اپنے ایموشنز
کو کنٹرول کر سکتی
تھی مگر قیصر نے
اپنے ایموشنز کو کنٹرول
کرنا خود سیکھا تھا وقت
کے ساتھ۔
وہ لڑکی تو
جانتی بھی نہیں ہوگی
کے زریاب کے ساتھ اس کی
فیس بک اکاؤنٹ پر شیئر
ہونے والی ہر تصویر
دیکھتا تھا وہ۔۔۔
کیا اس نے زید سے
نہیں کہا تھا کہ وہ اس
کی بیوی ہے اور اسے
پسند نہیں زریاب کی

نایاب سے دوستی---

زید چاہتا تو نایاب کو

بتا دیتا کہ وہ قیصر کے

نکاح میں ہے---

وہ خود ہی دور ہو جاتی

زریاب سے مگر اس نے

ایسا نہیں کیا --- دوست

ہونے کے باوجود اس

نے پیٹھ میں خنجر گھونپا---

اس پوسٹ کے نیچے

بھی زید کا کمنٹ

موجود تھا جو

ہمیشہ خوش رہنے کی

دعائیں دے رہا تھا انھیں --

وہ کیسے نہ جلتا؟؟---

حال---

اس کا قہقہہ پورے

گارڈن میں گونج رہا تھا---

اگر اتنی ہی اچھی "

لگتی تھی--- اتنی ہی

محبوب تھی تو

"چھوڑ کر کیوں بھاگا تھا؟؟--

زید اس کے یوں ہنسنے

پر جل کر پوچھ اٹھا۔۔۔

تو میرا باپ نہیں لگتا "

سالے۔۔ جو تجھے صفائیاں

دوں۔۔۔" قیصر عبدالرحمان۔۔۔

اور صفائیاں دیتا پھرے

لوگوں کو۔۔۔ناممکن۔۔۔

تڑاک سے لہجے میں جواب

دے کر اس نے مقابل

کو چپی لگائی۔۔۔

زید نے غصے سے

اپنی مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

کچھ لمحے وہ بول نہ

سکا ۔۔۔

دل کے کسی کونے

میں زید جانتا تھا وہ

غلط ہے اس نے قیصر کے

ساتھ غلط کیا ہے۔۔

اسے چاہیے تھا کہ

وہ نایاب کو نکاح کا

بتا دیتا پھر نایاب کا

فیصلہ۔۔ وہ جو

چاہے کرتی۔۔۔

مگر اوپری طور

پر وہ ہٹ دھرم بنا ہوا تھا۔

وہ نہیں ماننا چاہتا تھا

کہ وہ غلط ہے ۔۔۔

جس کی دلیل وہ یہ

دے رہا تھا کہ قیصر

بھاگ گیا تھا نایاب کو

چھوڑ کر۔۔۔اگر اس

نے نایاب کو نہیں بتایا

ان دونوں کے نکاح کا

تو اس نے کوئی غلط

کام نہیں کیا۔۔

نایاب کا بھی حق تھا

زندگی پر ۔۔خوشیوں پر۔۔

جو اسے زریاب دے رہا تھا

ورنہ قیصر تو بھاگ گیا تھا۔۔

تو ایک گھٹیا آدمی ہے "

میں بس اتنا ہی کہوں گا۔۔

مجھ سے دشمنی تھی

مجھ سے خار تھی

تو مجھ پر نکالتا ۔۔

کنزہ بیچاری کو

ان سب میں کیوں

"گھسیٹا؟؟؟

ایک منٹ۔۔۔ کس نے کہا"
"میں نے اسے گھسیٹا؟؟۔۔
وہ ناسمجھی سے
پوچھنے لگا۔۔۔ پھر
مقابل کا جواب دینے
کا انتظار کیے بغیر
تو خود کو کچھ زیادہ "
اہمیت دے رہا ہے ۔۔۔سو
کول ڈاون برو۔۔۔
میں صرف اس سے
اتنا کہوں گا کہ میری
ائی ڈی ہیک ہو گئی تھی
اور اس نے جس سے
بات کی وہ میں
نہیں تھا اور بات ختم۔۔۔
وہ تجھ سے محبت
نہیں کرتی۔۔۔ وہ اپنے
باپ کی جائیداد کو
ڈبل کر دینے والے قیصر
عبدالرحمان کے پیچھے ہے۔۔۔
تو کہاں ہے زید ؟؟؟۔۔۔تو
کہیں نہیں ہے ۔۔۔" آخری جملہ
وہ مفاہمانہ انداز

میں سمجھاتے--

اسمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں

کے کناروں پر سجائے

گویا ہوا ---تو زید کا

دل ڈوبا---

تجھے میری پیٹھ "

میں گنجر گھونپتے

وقت ہزار بار سوچنا

چاہیے تھا کیونکے

ائی ایم نوٹ سوری ٹائپ بندہ

" ائی ایم ڈسٹروئے ٹائپ مین--برو

ایک ایک لفظ جماو

دے کر کہتے ---

کال ڈسکنیکٹ کر گیا---

کوئی سوری کرۓ اور

وہ قبول کرلے

ایسا بندہ تھا ہی نہیں وہ--

وہ سوری کے جواب

میں تباہ کر دینے والا

بندہ تھا---تباہ بھی

ایسا کہ سامنے والے کی

سات نسلیں یاد رکھیں --

ایک بار اس سے

دغا کر کے تو دیکھو---

پھر وہ بتائے گا

وہ کس بلا کا نام ہے---

#جاری_ہے

اس کی کال ڈسکنیکٹ

کرنے کے بعد سب سے

پہلا کام سیٹنگ میں جا کر

اس نے انسٹا کی

ائی ڈی سے

زید کے موبائل کو

لاگ ان اؤٹ کرنے کا

کیا تھا --- اپنا

پاسورڈ چینج کیا--

جس سے زید اب چاہ

کر بھی دوبارہ لاگ ان

نہ کر سکے ---

"یہ لیں---"

سیٹنگ کرنے کے

بعد اس نے موبائل

اچھال کر اپنے ملازم

کو پکڑایا--

اور خود بیڈ

دوبارہ تھام لیا---

اس بار ایسا

شارٹ مارا کہ عاطف

تک کو محسوس ہوا کہ

وہ اپنا غصہ اتار رہا ہے۔۔

آہہ۔۔ میرے پاؤں دکھ"

گئے ہیں حنی۔۔۔ اور کتنی

دیر کھیلنے کا ارادہ ہے

آپ کا۔۔۔ مجھے صبح

اسکول بھی جانا ہے

"رزلٹ ہے کل میرا۔

اس کی رنگت

سرخ پڑ گئ تھی۔۔

چہرے پر پسینے کی

بوندیں جھلک آئیں

تھیں۔۔۔

اس کی آنکھوں کا

غصہ کم ہونے

کا نام نہیں لے رہا تھا

ابھی تک۔۔۔

وہی جانتا ہے کس

اذیت میں تھا وہ آج

صبح سے۔۔۔

وائٹ ٹی شرٹ جو

ہاف استین کی تھی---
وہ اس کے ہاتھوں کے
مسلز کو الگ ہی نمایا
کر رہی تھی --
وہ کافی خوبصورت
باڈی کا مالک تھا--
بلو جینز اور وائٹ
جوگرز پہننے وہ اس لمحے
قیامت ہی تو لگ رہا تھا --
اوپر سے اس کی پیشانی
کو ڈھاکے ہوئے گیلے بال--
بلا شبہ وہ وجاہت سے
مالا مال مرد تھا کہ اس لمحے
اگر کوئی لڑکی اسے
دیکھ لیتی تو یقینا اپنا
دل ہار بیٹھتی---
عاطف اگر رونا نہ
مچاتا پاؤں کے درد کا
تو ابھی اس نے
اور کھیلنا تھا پھر
مقابل کا اسکول تھا صبح
وہ اسے مزید نہیں جگا
سکتا تھا---

"ٹھیک ہے--جاو---"

بےمروتی سے کہتے ---

اسے جانے کی اجازت دی---

آپ بھی جا کے "

آرام کرلیں-- آفس سے آنے

کے بعد سے اپنے پاؤں

پر ظلم ہی کر رہے ہیں آپ--

بلکہ پاؤں کیا ہاتھ

بھی پناہ ہی مانگ رہے ہوں

گے اور دماغ وہ تو بیچارا

سوچتا ہوگا کے

کس کے پاس آکر پھس گیا

ہوں--- یہ تو نہ خود

ریسٹ کرتا ہے نہ مجھے

کرنے دیتا ہے--" یہ عاطف

ہی کی جرات تھی کہ

اس کے سامنے اتنا کچھ

بولے اور وہ پھر بھی

خاموشی سنتا رہے

بغیر کسی ناگواری کے

تاثرات کے---

ہوگیا؟؟-- ہنسی نہیں"

آئی مجھے" سپاٹ سے

bat لہجے میں کہ کر وہ
اسے پکڑا کر کرسی کی
جانب بڑھ گیا تھا
بیٹھنے کی نیت سے---
اکھڑ ہوگئے ہو بالکل---"
مجھے تو ترس آتا ہے
HJ ان بیچاریوں پر جو
کے پیچھے دیوانی ہیں
اگر دیکھ لیں کہ اصل
میں کوئی سویٹ بوائے
نہیں ہے وہ بلکے بالکل
اکھڑ بندہ ہے---تو--" ابھی
عاطف منہ بھر بھر
کے اس کی برائیاں کر
ہی رہا تھا کے مقابل نے
اس کی جانب پلٹ کر
خونخوار نگاہ سے دیکھا---
تو؟؟" اس کا لہجہ"
چیلنجنگ تھا --
کہ بس تم کچھ بولو
پھر میں تمہیں بتاتا ہوں--
اس کی سیاہ
آنکھیں بتانے کے لیے

کافی تھیں آج ۔۔کہ وہ
مذاق کے موڈ میں
نہیں ہے۔۔۔
تو۔۔تو چائے۔۔۔ چائے پینے"
کی خواہش کریں گی
جیسے میں کرتا ہوں آپ کے
ساتھ۔۔ میں چائے بنا کے
لاتا ہوں ویسے بھی چاند
نکلا ہوا ہے آپ کا ۔۔
"دیکھ لیں۔۔ دیکھیں۔۔۔
عاطف کے گلے میں
گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی
تھی اس کی خطرناک
نگاہیں دیکھنے کے بعد۔۔۔
مقابل تو جیسے آنکھوں
سے ہی آگ لگا دے۔۔۔
اس کے سامنے
سے اس وقت غائب
ہو جانے میں ہی عافیت
جانی تھی عاطف نے۔۔
چائے کا کہہ کر فورا ہی
دوڑ لگا دی تھی۔۔۔
صرف ایک منٹ ۔۔۔

اور اس کے بعد عاطف
کا دور دور تک کوئی
نشان نہیں تھا پورے گارڈن
میں---
اس کے جانے کے بعد
اب جا کے قیصر نے
آسمان کی جانب نگاہ
کی---
ہاں آج چاند نکلا ہوا تھا ---
بہت باریک سہ چاند تھا وہ---
مگر اپنے حسن میں بھرپور---
اسے چاند دیکھنا
بہت پسند تھا--- وہ اکثر
گھنٹوں بیٹھ کے دیکھتا ---
اس کی پسند بہت بدل
گئی تھی اب--
سیاہ راتیں-- چمکتا چاند
تنہائی و میوزک---
گرم گرم چائے---
بارش--- سفید پرشین بلی---
پالنے کا pet ہاں--- وہ
شوقین ہوگیا تھا اب---
اس کے چاند کو تکتے

ہوئے گارڈن میں کرسی
پر بیٹھتے ہی عاطف نے
کیٹو کو لاکر گارڈن میں
آہستگی سے چھوڑا۔۔
وہ رہے حنی۔۔۔ جاو"
جاکر موڈ صحیح کرو
ان کا۔۔۔" اس نے کیٹو کو
پیار کرتے قیصر کے پاس
جانے کا کہا۔۔۔
وہ نہ بھی کہتا
تو بھی کیٹو اسی کی
جانب بھاگتی۔۔۔
قیصر کرسی پر بیٹھا
ہوا چاند کو دیکھ
رہا تھا جب وہ وائٹ
پرشین بلی آکر اس کی
گود میں بیٹھی۔۔۔
اس لڑکے نے کچھ نہ
کہا وہ عادت کے
مطابق اپنے پنجے اس
کی پینٹ میں گڑانے لگی۔۔۔
جو اسے چبھ بھی رہے تھے۔۔۔
وہ حسین لڑکا

آہستہ آہستہ
اس کے سر سے لے کر دم
تک پیار سے
ہاتھ پھیرتا رہا---
ساتھ اس کی نگاہیں
آسمان پر چمکتے
چاند پر ٹکی تھیں---
اس نے ایک لفظ ادا نہ
کیا اور نہ ہی وہ نایاب
کی طرح باتیں کرنے
کا عادی
تھا چاند سے---
وہ بس خاموشی
سے دیکھتا رہا
یہاں تک کہ سامنے
عاطف آ کر بیٹھ گیا
چائے لے کر اور اسے خبر
تک نہ ہوئی---
"جن کے زمین پر
پیارے کھو جاتے ہیں
امی کہتی ہیں---
وہی آسمان میں
چاند دیکھتے ہیں---"

عاطف کی آواز کانوں
کی سماعت
سے ٹکرائی تو جا کے
علم ہو اس کی
موجودگی کا۔۔۔
کھویا نہیں ہے میرا۔۔۔ "
بس خفا ہے ۔۔" سنجیدگی
سے کہتے۔۔۔ اس نے چائے
کا کپ اٹھایا ۔۔۔
کیٹو۔۔۔ تھوڑی دیر"
نیچے اترو میں ابھی
چائے پی رہا ہوں کہیں گر ور
گئی اچانک تو زخمی نہ
"ہو جاؤ تم۔۔۔
وہ تو بھول ہی گیا
تھا کہ کیٹو اس کی گود
میں بیٹھی ہے ۔۔۔
چائے کا کپ ہاتھ میں
لیتے ہی جب سپ لینے
لگا تو میاؤ کی آواز نے
اسے مخاطب کیا۔۔۔ تب جاکے
وہ پوری طرح
حواسوں میں لوٹا تھا۔۔

اس نے چائے کا کپ
واپس ٹیبل پر رکھ کر
بڑے پیار سے پہلے
کیٹو کو نیچے اتارا اور
پھر دوبارہ کپ
ہاتھ میں لیا۔۔۔
وہ بھی کہاں جانے
والی تھی اسی کے پاؤں
سے کچھ دیر تک اپنا
سر مسلتی رہی اور پھر
وہیں بیٹھ گئی۔۔۔
کچھ چیزیں آپ کو
ڈائریکٹ پسند نہیں
ہوتیں وہ بس آپ کی
پسند کو پسند ہوتی ہیں
اور آپ کو از خود
پسند آجاتی ہیں
جیسے کیٹو۔۔۔
وہ کوئی پلی ہوئی
بلی نہیں تھی نہ ہی
وہ کہیں سے خرید کر
لایا تھا ۔۔
وہ اسے روڈ پر زخمی

حالت میں ملی تھی یہیں
کوئی تین سال پہلے --
بہت سی گاڑیاں اس
زخمی بلی کے آگے سے
گزر رہی تھیں مگر کسی
نے دیھان نہ دیا سوائے
اس کے-- بس اسے پہلی
نگاہ دیکھتے ہی
اپنے جگنو کی کیٹو
یاد آ گئی تھی--
وہ کوئی اینیمل لور نہیں
تھا--- پھر بھی اسے
اٹھا لایا --- اس کا پاؤں
زخمی تھا بری طرح
اس کا علاج کروایا--
اس کا دیھان رکھا
اور یہاں تک کہ اسے
اب خود پال رہا تھا---
عاطف دیکھ سکتا تھا
وہ اچھے موڈ میں نہیں
ہے اس کے باوجود کیٹو
سے بات کرتے وقت
اس کے لہجے میں بڑی نرمی

تھی---

کچھ چیزوں کی

اپنی کوئی اہمیت نہیں

ہوتی بس ان کا محبوب

سے واسطہ ہونا انہیں

خاص کر دیتا ہے----

اور وہ بلی

واسطہ ہی تو تھی---

تب ہی غصے کے وقت

بھی اس سے نرمی کرنا

نہ بھولا---

جب اس کی بلی سے

تشبیہہ رکھنے والی

بلی کا یہ عالم ہے تو

اس کا عالم کیا ہوگا---

" میرا رزلٹ ہے حنی--

دعا کرنا میرے لیے--- ورنہ

ڈیڈ نے بہت مارنا ہے--

میں خود کشی کرنا

زیادہ بہتر سمجھوں گا

فیل ہو کر واپس

"گھر آنے سے

" ابھی کر لو کیونکہ

جس طرح تم سوچ رہے

ہو اس طرح صرف فیلیر

"ہی سوچا کرتے ہیں۔۔

مقابل نے کوئی ہمدردی

ظاہر نہیں کی تھی اس

کے آخری جملے پر۔۔ الٹا

اسے حقیقت کا آئینہ

دکھایا ۔۔۔

عاطف کڑکڑا کر رہ گیا

تھا۔۔۔سامنے بیٹھا شخص

جیسے سینے میں دل ہی

نہ رکھتا ہو ۔۔کیا چلا جاتا

اگر ہمدردی کے دو بول، بول

دیتا یا اچھی سی

دعا دے دیتا۔۔۔ یا یہی

دلاسہ دے دیتا کہ فیل

بھی ہو جاؤ تو کوئی بات

نہیں میں سنبھال لوں گا

تمہارے بابا کو۔۔۔

"کیا حنی؟؟۔۔۔آپ بھی ناں"

وہ شکوتا

لہجے میں۔۔۔

مگر مقابل نے

اب کچھ نہ کہا---
وہ چائے کا گھونٹ منہ
میں بھرتے--کہیں بہت
گہری سوچوں میں
گم ہوچکا تھا---
اس کی آنکھوں کے
اگے پھر وہی پوسٹ تھی
پھر وہی لفظ تھے---
عاطف دیکھ سکتا
تھا مقابل کی آنکھوں
میں مزید سرخی کو
امڈتے--- اس نے اپنا
چائے کا کپ اٹھا کر
وہاں سے جانے میں ہی
اپنی عافیت سمجھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
یار--- زندگی کیوں"
"اتنی مشکل ہے--
وہBodleian Library
کہ گراؤنڈ فلور پر
بیٹھی ہوئی تھی جب
وہ اس کے برابر میں آ
کر بیٹھتے ہوئے

مشکل زندگی کا رونا

رونے لگی۔۔

خاص طور پر ہم "

جیسی اسلامی بیک

گراؤنڈ سے تعلق رکھنے

والی لڑکیوں کی۔۔"

وہ نایاب کو اپنی

جانب متوجہ کرنا

چاہتی تھی مگر اس لڑکی

نے ایک بار بھی نگاہ

نہ اٹھائی کتاب سے۔۔۔

حفصہ کو لگا اس نے

سنا ہی نہیں۔۔۔

نایاب میں تم سے "

اتنی امپورٹنٹ بات

کر رہی ہوں ۔۔انسان

نہ صحیح کم از کم

روم میڈ ہونے کی

خاطر تھوڑی تو ہمدردی

دکھاؤ۔۔۔ ویسے

بولنا تو مجھے انسان ہی

چاہیے تھا لیکن

مجھے پتہ ہے

انسانوں والے وصف

تم میں پائے ہی کب

جاتے ہیں روبوٹ ہی

"لگتی ہو مجھے پوری---

وہ سر جھٹک کر

آخری جملہ خفگی

سے ادا کر رہی تھی----

تمھیں ہمدردی کس "

"بات پر چاہیے وہ بولو--

کتاب پر نگاہیں جمائے

پینسل سے ایک پیراگراف

پر گول دائرہ بناتے اس نے

بلا کی بے نیازی کے ساتھ

کہا---تو حفصہ اس کا ٹھنڈا سہ

ری ایکشن دیکھ

ایک گہرا سانس لے کر

رہ گئی ---

تم میری جانب "

"دیکھو گی تو بولوں گی نا

حفصہ فورا ٹوکنے

والے انداز میں گویا ہوئی---

میں کان سے سنتی "

ہوں حفصہ---" ٹوکنے

کے باوجود نایاب نے نگاہ
اٹھانے کی زحمت
اب بھی نہ کی--- ساتھ ہی
خاصہ جتا کا
جواب دیا تھا---
تبھی تمہارا کوئی "
دوست نہیں بنتا
"-روبوٹ کہیں کی--
حفصہ اس کے جواب
پر خاصہ چڑھ کر بولی---
میں بنانا بھی نہیں "
"چاہتی--- ٹائم ویسٹ ہی ہوگا--
وہ اب اپنا رجسٹر اٹھا کر
اس میں سفید کاغذ
پر قلم گھسیٹتے ہوئے
بےنیازی سے کہی رہی تھی---
دوست بنانا ٹائم "
ویسٹ کرنا نہیں ہوتا---
مگر تم نہیں سمجھو
"گی--- روبوٹ جو ٹھہری--
اس لڑکی نے خاصہ
تپے ہوئے لہجے میں
جواب دیا تھا---

سب ایموشنلی باتیں "
ہیں یہ--جب برا وقت
آتا ہے ناں--تو کوئی ساتھ نہیں
کھڑا ہوتا -بس ہم ہوتے ہیں
"اور ہم ہی رہ جاتے ہیں---
حفصہ دیکھ سکتی
تھی اس کا قلم نہیں رک
رہا تھا -وہ بول
بھی رہی تھی
اور ساتھ لکھتی
بھی جا رہی تھی جب کہ
بولنے اور لکھنے والا
ٹاپک ایک نہیں تھا--
ہونہہ-- " حفصہ نے "
ناک سے مکھی اڑانے والے
انداز میں کہا-- یقینا وہ
نایاب کی فلاسفی کو
سمجھنے سے قاصر تھی--
کیونکہ وہ جانتی ہی
نہیں کہ نایاب نے ماضی
میں کیا کچھ سہا ہے ---
دوست نہ بنانے کا "
کوئی ایک لاجک دے

"سکتی ہو تم مجھے
زندگی کا امتحان انسان نے"
اکیلے ہی پاس کرنا ہوتا ہے
چاہے کتنا ہی ہجوم دوستوں
کا کیوں نہ لے کر گھوم
رہا ہو اور جب مجھے
اکیلے ہی پاس کرنا ہے
تو پھر میں دوست بنا
کر ٹائم ویسٹ کیوں
"کروں---
اگر زندگی کا ایک امتحان"
تم نے اکیلے پاس کر لیا ہے
تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کے
زندگی کے سارے امتحان
تم اکیلے پاس کرلو گی---
زندگی میں کچھ موڑ ایسے
ضرورآتے ہیں جس میں
انسان کو دوست کی
ضرورت پڑتی ہے اب جب
وہ موڑ *تمہاری زندگی* میں
آئے گا ناں تو دیکھ لینا
مجھے اپنے ساتھ کھڑا
"پاؤ گی-----

تمہاری زندگی کے لفظ
پر اس نے خاصہ جماو
دیا تھا---
دیکھتے ہیں" نایاب نے"
دو لفظی جواب دے کر
اس موضوع کو سمیٹا---
ان دونوں کا دوستی کو
لے کر نظریہ بہت الگ تھا---
ہر جگہ بات کو صحیح
غلط کے ترازو میں نہیں
تولا جاتا ---
نایاب نے زریاب کے بعد
کبھی کسی کو دوست نہیں
بنایا اور نہ ہی وہ بنانے
پہ اعتبار رکھتی تھی---
کچھ دیر تک خاموشی
چھائی رہی --نایاب
اپنا کام کرتی رہی اور حفصہ
اسے نوٹس بناتا دیکھتی رہی---
افف--- میں تو بھول ہی"
گئی جو بات تم سے کہنے
آئی تھی --" حفصہ نے اچانک
یاد آنے پر اپنے سر

پہ دھپ لگائی

یار۔۔۔بڑا مسئلہ"

ہوگیا ہے۔۔۔" وہ اچھے

سے جانتی تھی اس

یونیورسٹی میں جو

مسئلہ اسے پیش آیا ہے

وہ صرف نایاب ہی

سمجھ سکتی ہے اس

لیے اپنا پیٹ و دل ہلکا کرنے

کے لیے اس کے پاس

آن پہنچی تھی۔۔۔

مروت میں ہی کم از کم"

پوچھ لو مجھ سے

کے کیا ہوا ہے۔۔"نایاب

کو توجہ نہ دیتا دیکھ۔

وہ آہستگی سے اس کے

چہرے کے قریب اپنا

چہرہ لا کر سرگوشی

کر رہی تھی منتی انداز میں۔۔۔

کیا ہوا؟؟" وہ ہی صدا کا"

بےزار لہجہ ۔۔۔

وہ ہینری ہے ناں کلاس میں۔۔"

بیک بینچر۔۔۔وہ مجھ

"سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔۔

حفصہ خاصہ

ایکسائٹڈ ہو کر بتا

رہی تھی ---

"کیا میں کرلوں؟؟"

لچکدار لہجے میں استفسار کیا

کرلو۔۔"سرسری سہ جواب۔۔۔"

مگر ایک نامحرم سے "

"بات کرنا گناہ ہوگا نا؟

اس نے اپنے دل کا ڈر ظاہر کیا۔

"تو نہ کرو"

مگر مجھے وہ اچھا لگتا ہے "

یہ بھی تو ہو سکتا ہے

ناں۔ وہ میری محبت میں

گرفتار ہو کر اسلام

قبول کر لے۔۔" وہ بس

ایک رستہ ڈھونڈ رہی

تھی خود کو صحیح

ثابت کرنے کا۔۔۔

جیسے گناہ کرتے وقت

خود کو لارے لپے

دیے جاتے ہیں یہ

جانتے ہوئے بھی کہ

مثبت سوچ رکھنے سے

بھی گناہ ثواب نہیں

بن جائے گا ---

تو کرلو--" اس کا قلم"

مسلسل چل رہا تھا---

مگر امی بابا کو پتہ "

چل گیا تو بہت ناراض

ہوں گے کہیں گے ہم نے

تمہیں اس لیے بھیجا تھا

اتنی دور؟؟-- ان کے

اعتبار کو ٹھیس نہیں

"پہنچانا چاہتی میں

تو نہ کرو" وہ ہی لاپرواہی ---"

لیکن اگر میں نے نہ "

کر دی تو ہینری دوبارہ

مجھے کبھی نہیں پوچھے

گا دوستی کا اور مجھے

بہت دکھ ہوگا کسی اور

"لڑکی کو اسکے ساتھ دیکھ کر--

"تو کرلو"

لیکن وہ ایک نامحرم "

ہے میرا اس سے بات کرنا

کسی صورت جائز نہیں

ہوتا چاہے میں کتنی ہی

دلیلیں دے لوں"وہ روہانسہ

ہوکر بول رہی تھی اب---

اس کی آواز ہی بتا رہی

تھی کہ جنگ چل رہی

ہے اس کے اندر---

نیکی اور بدی کا طوفان

برپا ہے ---

وہ نہیں سمجھ پا رہی

کیا کرے اور کیا نہ کرے ---

یا یوں کہا جائے تو

زیادہ بہتر ہوگا کہ

وہ سمجھنا نہیں چاہتی---

وہ بس ایک راہ

ڈھونڈ رہی تھی جو

اس کے گناہ کو

جسٹیفائی کر دے---

جب نفسانی خواہش سے

مقابلہ ہوتا ہے--- نفسانی

خواہش بھی وہ جس کی

آپ کو بہت طلب ہے --تو

امتحان اتنا ہی سخت

ہوجاتا ہے---

"تو نہ کرو"
مشورہ
ہمیشہ اس سے لیں
جو اپ کو جج نہ کرے---
مشورہ لینے والا ہمیشہ
خود بھی جانتا ہے
کہ کیا صحیح ہے
اور کیا غلط ---بس وہ
حتمی رائے پر نہیں
پہنچ پا رہا ہوتا ---
نایاب نے اسے جج
نہیں کیا--
کسی پوائنٹ پر بھی
نہیں-- یہاں تک کہ آہستہ
اہستہ اسی کے اندر سے
اس کا جواب نکلوا لیا---
" پتہ نہیں میں کون
سی قوم سے تعلق
رکھتی ہوں؟--
نہ مجھ سے ٹھیک طرح
نیک بنا جا رہا ہے اور نہ
مجھ سے پوری طرح
بد بنا جا رہا ہے-----"

وہ بےبسی سے اپنے
بال نوچتے ہوئے۔۔روہانسہ سے
لہجے میں
بولی ۔۔تو نایاب کنکھیوں
سے اسے تکتے ہلکا سہ
مسکرا دی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
حفصہ کا موڈ
بری طرح اف تھا اس لیے
وہ زبردستی نایاب
کو لے کر کافی
پینے چل پڑی تھی
اس کے لاکھ منع
کرنے کے باوجود بھی۔۔۔
"ویسے نایاب۔۔۔ "
وہ ٹیکسی میں تھیں۔۔
نایاب کی نگاہیں
کھڑکی سے باہر نظر
آنے والی اونچی
اونچی عمارتوں
پر ٹکی تھیں۔۔۔
میں بات کر رہی "
ہوں نایاب" اسے اپنی

جانب متوجہ نہ ہوتا

دیکھ۔ حفصہ

جھنجھلا کر جتاتے

ہوئے بولی--

میں کانوں سے سنتی ہوں "

حفصہ" وہ پھر اسے

باور کرا رہی تھی --

لیکن میں پاکستانی "

ہوں-- جب تک تم اپنی

آنکھیں مجھ پر نہیں ٹکاؤ

گی تب تک میرے دل

کو سکون نہیں آئے گا

کہ تم میری بات سن

رہی ہو--- اس لیے

پلیز میری جانب

دیکھا کرو جب

"میں تم سے بات کروں---

آخری جملہ وہ

دانت پیستے ہوئے خاصہ

منتی لہجے میں ادا

کر رہی تھی جس میں

جھنجھلاہٹ نمایاں تھی---

بولو " وہ اس کی"

منت پر تھوڑی توجہ
دیتے ۔۔اب اس کی جانب
ترس کھا کر مڑئی۔۔۔
تم نے تو کہا تھا بل گیٹس "
نے اوپر کا ٹکٹ
کٹوا لیا ہے" حفصہ اپنی
آنکھوں کو چھوٹا کر۔۔۔
بغور اسے دیکھتے
تفتیشی افسران کی
طرح پوچھ رہی تھی۔۔۔۔
ہاں تو؟؟لاپرواہ سے لہجے"
میں ۔۔۔
وہ زندہ ہے "خاصہ جتاکر کہا۔۔ "
بتاتے ہوئے آواز بھی
غیر ارادی طور پر
بلند ہو گئی تھی اس کی۔۔۔
اچھا۔تو ہوگا۔۔" اس "
لڑکی کے لہجے میں نہ
تو دور دور تک حفصہ
کو کوئی شرمندگی نظر
آئی نہ ہی ندامت کے اثار۔۔
نہ ہی ایسا لگا جیسے
اسے کوئی پچھتاوا پہنچا

ہو کہ اس نے کوئی غلط
انفارمیشن دی ہے اسے---
اور میں سمجھ رہی "
تھی 200 آئی کیو والی
authenticبندی ہے---
انفارمیشن
"ہی دے گی مجھے---
حفصہ کو جیسے
صدمہ لگا تھا ---
اس کی بات سن --
نایاب نے شہادت کی
انگلی کان میں گھماتے
اسے نہایت بیزاریت
سے دیکھا---
اچھا ہوا میرا ہسٹری "
کا پیپر نہیں تھا ورنہ
میں نے تو فیل ہو جانا
تھا تمہاری باتوں
authentic کو
سمجھ کر
لکھ کے آنے پر"وہ جزبز
ہوکر ناک پھولاتے
ہوئے بولتی نظر آئی نایاب

کو---

تو گوگل چاچا کو "

کی انفارمیشن HJ کیا صرف

نکالنے کے لیے

"رکھا ہے تم نے؟؟

نایاب نے ابرو اچکاکر

چڑتے ہوئے پوچھا---

نایاب کسی چیز سے

اتنا نہیں چڑھتی تھی

جتنا حفصہ کے ہر وقت

HJ نیٹ پر بیٹھ کر

کو دیکھنے پر چڑھا کرتی---

جس انسان کا وہ

نام سننا پسند نہ کرے---

حفصہ نے اس کے

بڑے بڑے پوسٹر اپنے

سائیڈ پہ لگا لیے تھے

جس پر نہ چاہتے ہوئے

بھی اس کی نگاہ

پڑتی --- اور یہی

کیا کم تھا کہ اس کے

چائے کے مگ سے لے

کے اس کے بالوں کے

HJ برش تک ۔۔ہر جگہ
کی تصویر لگی
نظر آتی تھی۔۔۔
تو کیا تم نے اپنا یہ "
کا آئی کیو لیول 200
صرف کلاس میں
پروفیسرز کے سامنے
امپریس کرنے
"کے لیے رکھا ہے؟؟
وہ بھی دوبدو آستینوں
کو چڑھا کر
میدان میں اتری۔۔
وہ بھی حفصہ تھی۔۔
اکسفورڈ یونیورسٹی کی
اسکالرشپ حاصل کی تھی
اس نے۔۔ یقینا ذہین فتین
ہی تھی تبھی
تو یہاں پہنچی۔۔۔
نایاب کے بعد کلاس میں
دوسرا نمبر اسی کا
لگتا تھا ذہانت میں۔۔۔
کلاس میں کبھی
بھی ٹاپر بچے سے

فیل آنے والا
بچہ نہیں چڑھتا
وہ تو بڑی عزت
کرتا ہے اس کی ۔۔وہ
سیکنڈ آنے والا بچہ ہوتا ہے
جسے آگ لگی
ہوتی ہے ہمیشہ ۔۔۔
میں وہی یاد رکھتی "
ہوں جو یاد رکھنا
چاہتی ہوں۔۔۔جب گوگل
پر سارا ڈیٹا موجود
ہے ان کا اور میری صرف
ایک انگلی کے سرچ
پہ رکھا ہے تو پھر
میں اپنے دماغ کو
"زحمت کیوں دوں۔۔۔۔
اگر حفصہ کی جگہ
اس لمحے قیصر بیٹھا
ہوتا تو یقینا اسے وہ
بچپن والی نایاب یاد
آ جاتی جو سستی
و کاہلی کے سبب نہانے
بھی نہیں جا رہی تھی

یہ کہہ کر کہ کپڑے تو

ہیں نہیں دوبارہ یہی

پہننا پڑیں گے پھر

نہانے کا کیا فائدہ۔۔۔

"تم چیز کیا ہو نایاب؟؟۔۔"

وہ سامنے بیٹھی لڑکی

اس بھوری آنکھوں

والی دوشیزہ کو سمجھنے

کی کوشش کرتے ہوئے

جھنجھلا کر پوچھنے لگی۔۔

میں وہ ہوں جو "

لیجنڈ بننے کے لیے

پیدا کی گئی ہوں

نہ کہ لیجنڈز کی

"تاریخ یاد کرنے کے لیے۔۔۔

وہ پر اعتماد انداز میں کہتی

واپس کھڑکی کی جانب

رخ کر گئ ۔۔

ہونہہ۔۔۔مغرور چڑیل"

کہیں کی۔۔۔"حفصہ

کڑکڑا کر رہ گئ تھی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal❤️

حفصہ کو واپسی

پر بس میں آنے کا
شوق چڑھا ہوا تھا۔
جس کی وجہ سے
وہ دونوں
بس اسٹیشن پر
کھڑے ہوئے۔۔۔
بس آنے میں
ابھی ٹائم تھا۔۔۔
وہ یوں ہی ادھر ادھر
نظر دوڑا رہی تھی جب
اس کی نگاہ ایک کونے
میں بیٹھے بچے پر
گئی ۔۔۔
نایاب کے ذہن
کو جو بات کھٹکی۔۔
وہ تھا اس کا
اسکول یونیفارم میں
ملبوس ہونا۔۔۔
رات کے اس وقت
بھلا کون سے اسکول
لگتا ہے؟۔۔۔
وہ آہستگی سے
اپنی جگہ سے اٹھ کر

اس بچے کے پاس جا کر
بیٹھ گئی--- اس کے
اچانک عمل پر حفصہ
بھی متوجہ ہوئی
اس بچے کی جانب ---
وہ بچہ نایاب سے
صرف دو سال چھوٹا
تھا اور قد میں وہ نایاب
سے بڑا ہی ہوگا --
اس لیے وہ دونوں جب
ساتھ بیٹھے تو ہم عمر
ہی لگے دیکھنے والوں کو---
"آپ ٹھیک ہو؟؟-- "
جب قریب آکر
بیٹھی تو اس کے اندر
سے رونے کی آوازیں آتی
سنائی دیں---
چہرہ اتنا جھکا ہوا تھا
کہ وہ دیکھ نہیں پا رہی
تھی لیکن آوازوں سے
محسوس کر سکتی تھی
کہ وہ رو رہا ہے---
نایاب کے نرمی سے

استفسار کرتے ہی اس
لڑکے نے چہرہ اٹھایا۔۔
اس لڑکے کا چہرہ
پورا آنسوؤں سے بھیگا
ہوا تھا نایاب یہ دیکھ
ہلکا سہ پریشان ہوئی۔۔۔
میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔ "
میں فیل ہو گیا ہوں۔۔۔ڈیڈ
مجھے بہت ماریں گے۔۔۔
"میں گھر نہیں جا سکتا
حفصہ بھی نایاب
سے بالکل لگ کر بیٹھ
چکی تھی۔۔
پتلا دبلا سہ وہ کم عمر
لڑکا روتے ہوئے بتانے لگا۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
سر۔۔۔ آپ کے گھر سے"
فون آرہا ہے۔۔" وہ کیبن
میں کام کر رہا تھا
جب اس کی سیکرٹری
عاشے) نے)
آکر اطلاع دی۔۔۔
اس کے پرسنل سیل

کا نمبر صرف چار ہی

لوگوں کے پاس تھا

ایک عبدالرحمان صاحب

دوسرا التمش

TMMB تیسرا اس کی

ٹیم کی مینیجر

اور چوتھی نایاب۔۔۔

ان کے علاوہ کوئی بھی

کال کرے تو وہ اس کے

دوسرے سیل پہ آتا تھا

جو اس کی سیکرٹری

کے پاس رہتا۔۔

وہ آپ سے بات "

"کرنا چاہتے ہیں

دو" ہاتھ بڑھا کر سیل"

مانگا تو اس کی سیکرٹری

نے فورا آگے کیا۔۔

اس نے کال بیک کی۔۔۔

ہیلو چھوٹے ماسٹر۔۔ "

آپ کو پریشان کر

رہا ہوں اس کے لیے معذرت۔۔۔

لیکن بات ہی کچھ ایسی ہے۔۔

عاطف اسکول سے

گھر نہیں لوٹا ہے آج---

میں صبح سے اسے

ڈھونڈ رہا ہوں وہ کہیں

نہیں مل رہا ---- میں

اس کے سارے دوستوں

سے بھی رابطہ کر چکا

ہوں وہ کسی کے ساتھ

نہیں ہے--- مجھے بہت

ڈر لگ رہا ہے چھوٹے ماسٹر---

پلیز کچھ کریں--- آپ

جانتے ہیں عاطف

"میری واحد اولاد ہے---

عاطف کے والد جو

اس کے ملازم تھے وہ

پھوٹ پھوٹ کے رو رہے

تھے بات کرتے وقت----

قیصر کو اچانک ہی

اس کی کل رات کہی

بات یاد آئی ---

شٹ---" وہ بےدھڑک بول"

اٹھا---

آپ فکر نہ کریں "

میں پولیس میں

رپورٹ کرتا ہوں---

پولیس اسے

"ڈھونڈ لے گی--

اتنا دلاسہ دے کر

اس نے فورا کال

ڈس کنیکٹ

کی اور پولیس کو

کال ملائی---

عاطف اس کے لیے بہت

خاص تھا بالکل چھوٹے

بھائی جیسا---

اسکول سے

معلومات کرنے پر جب

علم ہوا کہ وہ فیل ہو

گیا ہے تو وہ مزید

پریشان ہوا---

صرف پولیس کو

ڈھونڈنے پر لگا کر وہ

خود ہاتھ پہ ہاتھ دھرے

نہیں بیٹھ سکتا تھا-ہرگز

نہیں---

اب وہ خود بھی اپنے

گارڈز کے ساتھ اسے

روڈوں پر ڈھونڈتا

پھر رہا تھا۔۔۔

کہاں ہو عاطف؟؟۔۔"

کوئی غلط قدم نہ

"اٹھا لینا پلیز۔۔۔

وہ ہر اس جگہ

جا رہا تھا جہاں عاطف

کے ہونے کا ایک

پرسنٹ بھی چانس تھا۔۔۔

کوئی اس لڑکے کی

بے تابی اور کرب

بھرا چہرہ دیکھتا

تو سمجھتا اپنا سگا بھائی

ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔ اور

وہ ایسا ہی تو تھا محبت

کرنے پر جان تک لٹا دینے

والا اور نفرت کرنے پر

سانسیں تک چھین

لینے والا۔۔۔

سر کال آئی ہے۔۔۔عاطف"

"گھر پہنچ گیا ہے

اس کے گارڈ کے اطلاع

دیتے ہی جیسے جان میں جان

آئی تھی---

"گھر چلو فورا۔۔"

اس کے کہتے ہی

گاڑی گھما لی گئی ---

وہیں دوسری جانب---

چھوٹے ماسٹر کو "

انفارم کر دیا ہے ہم نے

وہ آتے ہی ہوں گے

دیکھنا کیسے

تمہارا دماغ ٹھیک کریں

گے آکر۔۔"عاطف

کے والد ان لڑکیوں کا

لحاظ نہ رکھتے ہوئے

اسے ڈانٹ رہے تھے

جس کی وجہ سے

وہ خاصہ شرمندگی

محسوس کر رہا تھا۔۔

اور وہ اچھے سے

جانتا تھا یہ تو کچھ

بھی نہیں ہے اس کے

اگے جو قیصر نے آ کے

اس کی کلاس لگانی ہے---

انکل پلیز ڈانٹیں "

مت وہ پہلے ہی بہت

ڈرا ہوا ہے--"وہ حفصہ

تھی--جو اس کے آگے

ڈھال کی طرح کھڑی

ہو گئی تھی--

اگر فیل ہو بھی "

گیا تو اسے میرے پاس

آنا چاہیے تھا -کیا

میں غلط غصہ کر رہا

"ہوں اس پر؟؟

عاطف کے والد

حفصہ سے ہی پوچھنے لگے-

وہ خاصہ برہم دکھائی

دے رہے تھے جو اپنی

جگہ بالکل ٹھیک بھی تھا --

نہیں آپ بالکل "

ٹھیک غصہ کر رہے ہیں

اس نے واقعی بے وقوفی

کی آپ کے پاس نہ آکر

لیکن اب تو ہو گئی ناں

یہ چھوٹا ہے --اسے معاف

کر دیں آئندہ نہیں کرے گا

"ہم نے اسے سمجھا دیا ہے-

عاطف روتے ہوئے مسلسل
حفصہ کو خود کے لیے
لڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا---
انکل ---اب جانے بھی"
دیں ناں--" حفصہ کے
لچک دار لہجے میں
منت کرتے ہی وہ اب
تھوڑے ٹھنڈے پڑے---
عاطف معافی "
مانگو اپنے والد سے
اور وعدہ کرو--
تم آئندہ
"ایسا نہیں کرو گے
عاطف نے حفصہ کے
کہتے ہی فورا معافی
مانگی---
نایاب وہیں خاموشی
سے کھڑی پورا منظر
دیکھتی رہی---
حفصہ نے ویسے بھی
سب کچھ ہینڈل کر لیا
تھا اسے ضرورت نہیں
تھی بولنے کی---

اچھا انکل ۔۔ "
اب ہم چلتے ہیں۔۔۔" وہ
دونوں صرف عاطف
کو گھر صحیح سلامت
چھوڑنے آئی تھیں
جب کام ہو گیا تو
اب وہ دروازے سے
ہی واپس لوٹ کر جانے
لگیں۔۔۔
بیٹا۔۔۔ تھوڑی دیر اور"
رک جاؤ ابھی
چھوٹے ماسٹر آتے ہی
ہوں گے ہمارے۔۔۔ وہ اپنی
گاڑی میں بھیج دیں گے
آپ لوگوں کو ۔۔۔
ایسے رات کے وقت اکیلے
"جانا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔
ان دونوں کو عاطف
کو گھر چھوڑنے کے چکر میں
بہت دور آنا پڑ گیا تھا۔۔
اسی لیے جب سامنے
موجود شخص نے اپنے
چھوٹے ماسٹر کی گاڑی

کا ذکر کیا تو حفصہ

فورا راضی ہوئی---

نہیں-- ہم چلے جائیں "

گے اٹس اوکے---"نایاب

کسی کا بلا وجہ

احسان لینا پسند نہیں

کرتی تھی اس لیے

ان کی مدد کی

آفر کو رد کیا---

مگر رات کا وقت ہے "

بیٹا اور آپ دونوں

سٹوڈنٹس لگتی ہیں---

سیف نہیں ہے اکیلے

جانا --اس لیے کہہ رہا ہوں--

پھر یہاں سے آپ کو ٹیکسی

بھی بہت مشکل سے ملے گی--

ہمارے چھوٹے ماسٹر

بس آتے ہی ہوں گے ہم

"نے انفارم کر دیا ہے انہیں---

عاطف کے والد

کہ بہت اصرار پر وہ

دونوں راضی ہوئیں--

اب وہ ان دونوں کو

گارڈن میں بٹھا کر

کافی لینے چلے گئے تھے---

میاو---میاو---" بلی کی"

آواز آنے پر جہاں

حفصہ کھڑی ہوکر--- پیچھے

مڑی تھی وہیں نایاب

ساکت ہوئی --

یہ کیٹو ہے---" عاطف"

کیٹو کو اپنی گود میں لے

کر آیا تھا ان سے ملوانے ---

وہ مسرت بھرے

لہجے میں کہتا حفصہ

کو دکھا رہا تھا سامنے

آکر---جبکہ نایاب بالکل

ساکت سی بیٹھی ہوئی تھی

وہ تو ہلی تک نہیں---

"کتنی پیاری ہے یہ تو---"

حفصہ عاطف کی گود

میں ہی کیٹو کو

پیار کرنے لگی ---

جبکے نایاب صرف

اس بلی کو دیکھ رہی تھی--

اس بلی کو دیکھ کر

ایسا لگا جیسے سالو پرانی
اس کی کیٹو واپس آگئی ہو
بڑی ہو کر---
وہ ساتھی تھی--
برے وقت کی ساتھی اور
برے وقت کے ساتھیوں
سے بڑی شدت سے
محبت ہوا کرتی ہے---
نایاب اسے پیار کرنا
چاہتی تھی مگر نہ
جانے کیوں ہمت نہ کر
سکی ---وہ بس اسے دور
دور سے عاطف کی
گود میں دیکھ
رہی تھی---
عاطف بہت پیارا
سہ لڑکا تھا نایاب
سے صرف دو
سال چھوٹا---
نایاب کے چہرے پر جو
قدرتی بھولا پن تھا
وہی بتانے کے لیے کافی
تھا کہ وہ بہت کم عمر

لڑکی ہے جبکہ حفصہ

اس کے مقابلے میں

بڑی معلوم ہوتی---

"گود میں لیں گی؟؟"

نایاب کو دور سے تکتا

ہوا دیکھ-- وہ قریب لے

کر آگیا تھا بلی کو ---

"نہ-نہیں" وہ بوکھلاکر

تیزی سے انکار کرنے لگی---

" او ڈونٹ سے--

کہ تم اتنی پیاری

بلی سے ڈرتی ہو--"حفصہ

کو حیرت ہوئی تھی---

جو اس کے لفظوں

میں بھی ظاہر تھی---

وہ ڈرتی نہیں تھی

بس اس بلی کا اپنی

کیٹو جیسا ہو نا

اسے بہت پرانی یادوں

میں لے گیا تھا---

--

وہ بلی کا بچہ

وہ اندھیرے

وہ گرمی

وہ چیخیں

وہ رونا

وہ اداسی

وہ مایوسی

وہ بھوک

وہ ہچکی

وہ کچھ نہیں

بھولی تھی---

❤️❤️❤️❤️

آنکھوں میں ان کرب

بھری یادوں کو دینے

والے شخص کا چہرہ

ابھرا تھا---

جسے دل ہی دل نہ

جانے کتنی کوسیں دیں--

اور وہ لڑکی کہاں

جانتی تھی کہ

جس کے گھر میں اس

وقت وہ کھڑی ہے

اور جس چھوٹے ماسٹر

کا وہ انتظار کر رہی ہے

وہ کوئی اور نہیں---

اس کا اپنا قیصر ہے---

کافی--" عاطف کے"

والد کافی لے آئے تھے---

انہوں نے لا کر ٹیبل

پر رکھی تو حفصہ

نے فورا ہی چیئر

پر بیٹھ کر اٹھا لی ---

"آپ بھی لو ناں نایاب"

عاطف کے کہنے پر

اس نے بھی کپ اٹھایا---

"بہت مزیدار ہے انکل-- "

حفصہ نے پہلا گھونٹ

پیتے ہی تعریف کی---

جبکہ نایاب خاموشی سے

پینے میں مشغول

تھی---

لو چھوٹے ماسٹر "

"بھی آگئے---

اس کی گاڑی کا

مین دروازے سے

داخل ہونا تھا کے

عاطف کے والد

مسرت بھرے لہجے

میں بولے---
نایاب نے یوں ہی گردن
موڑ کر گاڑی
کی جانب دیکھا----
اگلے ہی لمحے اس
کی آنکھیں حیرت
سے پھیلیں---
وہ گاڑی سے اترنے
والا شخص تھا جو
ایک لمحے کے لیے اس کی
سانس روک گیا---
قیصر کے گاڑی سے
اترتے ہی پہلی نگاہ
سامنے گارڈن میں
موجود--چیئر
پر بیٹھی لڑکی پر گئی---
سب کچھ تھم گیا تھا---
چلتی ہوئی ہوا ---
ارد گرد کے لوگ--
پانی کا فوارہ--
ڈالی سے اڑتے پرندے
گھڑی کی چلتی ہوئی سوئی--
گویا دنیا کی ہر شے

اس وقت تھمی ہوئی

محسوس ہوئی قیصر

عبدالرحمان کو---

کہاں کا وصل تنہائی نے

شاید بھیس بدلا ہے--

تیرے دم بھر کے مل جانے کو

ہم بھی کیا سمجھتے ہیں---

پورے دس سال بعد

آج نایاب نے اسے دیکھا تھا

بغیر کسی ماسک کے--

میگزین اور ٹی وی میں

تو بہت بار دیکھا تھا

مگر آج روبرو دیکھنے

کی بات الگ تھی---

وہ کافی میچور لگ رہا تھا

اور خوبصورت بھی---

"چھوٹے ماسٹر---"

وہ عاطف کے والد کی

آواز تھی جو اسے واپس

حواسوں میں لوٹا گئ---

نایاب ہر بار کی طرح

لونگ کوٹ زیب تن کی

ہوئی تھی --وہ بسکٹی

کلر کا لانگ کوڈ اس
کے سارے کپڑوں کو
چھپائے ہوئے تھا---
اس کا سفید چہرہ
اور بھوری چمکتی
پھیلی آنکھیں یہ
بتانے کے لیے کافی تھیں
کہ وہ شاکڈ میں ہے---
نایاب کو بہت کم چیزیں
شاکڈ کرتی تھیں لیکن
اگر کہا جائے کہ قیصر
عبدالرحمان ان میں بھی
سر فہرست ہے تو
غلط نہ ہوگا---
وہ اپنے لمبے لمبے
پاؤں سے نارمل قدم
بھرتا ان تک پہنچا۔۔
نایاب کافی کا مگ
ٹیبل پر رکھ کر
جانے کی نیت سے
سیدھی کھڑی ہو گئی تھی---
چھوٹے ماسٹر یہی "
دو لڑکیاں عاطف کو

گھر لے کر آئی ہیں ورنہ

یہ تو بس سٹیشن پہ

بیٹھ کے رو رہا تھا

"بجائے گھر آنے کے۔۔۔

ڈیڈ حنی ابھی"

ائے ہیں انہیں

"سکھ کا سانس تو۔۔۔

عاطف بولتے بولتے

رکا جب اس نے غور

کیا کہ قیصر کی نگاہ

تو اس پر ہے ہی نہیں

اور نہ ہی وہ غصے میں

دکھائی دے رہا تھا۔۔

وہ تو بس کھویا کھویا

سہ نایاب کی جانب

بڑھتا ہوا آرہا تھا اور

پھر نایاب کے پاس آکر

رک گیا۔۔۔

قیصر کی نگاہیں

نایاب کے خوبصورت

اور بھولے چہرے کا

طواف کر رہی تھیں۔۔

نایاب۔۔یہ تو مسٹر"

قیصر عبدالرحمان ہے نا
تمہاری ماموں۔" حفصہ
کی آواز میں
جو ایکسائٹمنٹ تھی
وہ نایاب سے چھپی نہ
رہ سکی۔۔۔
"آپ جانتی ہیں مجھے؟ "
اسے نہیں لگا تھا کے
نایاب نے کبھی اس
کا ذکر بھی کیا ہوگا۔۔۔
وہ حفصہ کی
جانب متوجہ ہو کر حیرت
سے پوچھ رہا تھا۔۔۔
جی۔۔۔ بالکل جانتی"
ہوں ۔۔نایاب
بہت باتیں کرتی ہے
آپ کے بارے میں
ہر وقت اس کے منہ پر
آپ کی تعریفیں
رہتی ہیں۔۔۔۔ اتنی
تعریفیں کرتی ہے اتنی
تعریفیں کرتی ہیں کہ
کبھی کبھار تو مجھے

اسے چپ کرانا مشکل

"ہو جاتا ہے

اور بس حفصہ کا لمبی

لمبی چھوڑنا تھا کہ

نایاب نے آگ بگولہ ہو کر

اس کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ اور قیصر کی تعریفیں کرے۔۔

ناممکن۔۔محال۔۔۔ کبھی ہو

ہی نہیں سکتا۔۔۔

قیصر کے نزدیک

اگر نایاب کی دوست

بتا رہی تھی تو اس

میں کچھ تو

صداقت ہوگی۔۔۔

اور یہی سوچ

لمحہ بھر کے لیے اس

کے دل میں خوشی

داخل ہوئی۔۔۔

ہونہہ۔۔ چشمہ لگا کر"

سویا کرو تو خواب

صاف نظر آئیں

گے حفصہ بی بی۔۔۔" نایاب

نے ایک لمحہ نہیں لگایا

تھا حفصہ کو آڑے ہاتھوں

لینے میں---

کیا سوچ کر وہ اس

کے نام پر قیصر کی

چاپلوسی کر رہی تھی---

"ہیں؟؟۔۔کیا مطلب؟؟"

حفصہ ناسمجھی سے

پوچھ اٹھی---

جبکے قیصر

اس کی مفاہمانہ کیے طنز

کو سمجھتے ۔۔ہلکا سہ سر

جھکاکر زخمی سہ

مسکرا دیا۔۔

دل میں جو خوشی

داخل ہوئی تھی وہ

نایاب کے کڑوے جملے

سنتے ہی دم توڑ گئی---

مطلب صاف تھا۔۔کے

میں اور قیصر عبدالرحمان

کی تعریف کروں۔۔ہونہہ۔۔

صرف تمہاری خوابوں میں

اور ممکن ہے کہ خواب

میں بھی تم ہی ہو

بس چشمہ نہ ہونے کے سبب

نظر نہ آ رہا ہو---

ہاسٹل جا کے فرصت "

"سے سمجھاؤں گی---

نایاب نے جب دانت

پیستے ہوئے کہا تو حفصہ

نے آنکھیں میچیں---

وہ سمجھ چکی تھی

شیرنی کے منہ میں

ہاتھ ڈال دیا ہے اس نے---

لگتا ہے ماموں بھانجی کے تعلقات"

"بہتر نہیں ہیں ---

حفصہ دل ہی دل بڑبڑائی----

ماحول پر پھیلی ہوئی

غیر دوستانہ فضا کو

اس نے پہلے کیوں

محسوس نہ کیا اب

وہ یہی پچھتا رہی تھی--

اس نے سوچ لیا تھا

جَل تُو جَلال تُو آئی

بَلا کو ٹال تُو کی

تسبیح پڑھتی ہوئی

جائے گی پورے راستے

کیونکہ نایاب تو اسے

چھوڑنے والی نہیں ہے

اب---

"اب ہم چلتے ہیں

نایاب اس حسین

نوجوان کی موجودگی

میں اپنے دل کو بہت

بھاری ہوتا پا رہی تھی---

#جاری_ہے

"اب ہم چلتے ہیں

نایاب اس حسین

نوجوان کی موجودگی

میں اپنے دل کو بہت

بھاری ہوتا پا رہی تھی---

وہ بس گھر جانا چاہتی تھی--

ابھی وہ یہ کہہ کر

ایک قدم آگے بڑھی ہی

تھی کہ قیصر نے اپنا

ایک قدم اس کی جانب

بڑھا کر اس کا راستہ روکا---

وہ اچانک اس کے راستہ

روکنے پر چونکی----امید

جو نہیں تھی---ایک فیصد

بھی نہیں---

جو شخص آپ کو مرنے کے لیے

تنہا چھوڑ کر

بھاگ جائے وہ بھلا

کیوں آپ کو روکنے لگا---

نایاب نے فورا ہی چہرہ

اٹھاکر دیکھا---

قیصر اسے ہی دیکھ

رہا تھا---

بس نایاب کی بھوری

نظروں کا اٹھنا تھا کہ

سیاہ نظروں سے جا ملیں- --

وقت پھر تھما تھا ---

وہ اسے دیکھنے لگا---

جیسے کوئی پیاسا

پانی کو دیکھتا ہے

جیسے کوئی بھٹکا ہوا

مسافر منزل کو دیکھتا ہے---

اس کی نگاہیں اتنی گہری

تھیں---اتنی پرکشش--

یوں اپنی جانب کھینچنے والی

کہ نایاب پھر ایک قدم بھی

پیچھے نہ لے سکی---

اس کی نگاہیں دیکھنے

کے بعد وہ نہ ہل سکی

بس نہ ہل سکی---

اس کی بھوری چمکتی

آنکھیں جیسے اپنے

اندر کوئی پورا جہاں

آباد کیے ہوئے ہوں--

کتنے وقت بعد دیکھی تھیں

وہ حسن چھلکاتی

حسین آنکھیں ---وہ

جگنو کی طرح جگمگاتی

پرونق آنکھیں ---

مانا ان میں وہ پہلے

جیسی محبت نہیں تھی ---

مگر وہ نظر کے سامنے

تھی--کیا یہ کم تھا---

اگر قیصر عبدالرحمان

سے پوچھا جائے تو

وہ کہے گا اس لمحے

اس کے پاس پوری

دنیا تھی---

" پہلے کھانا کھا لو---"

اس کا انداز پوچھنے والا

نہیں تھا نہ ہی التجائی تھا

وہ تو بڑے حق سے

کہہ رہا تھا۔۔۔

"نہیں شکریہ"

نایاب نے فورا ہی سپارٹ

سے لہجے میں انکار کیا۔۔۔

نایاب کو سمجھ نہیں

آیا کس بات کی فارمیلٹیز

دکھا رہا تھا وہ؟؟۔۔۔ کیا کوئی

ضرورت تھی ان کے

رشتے میں ان دکھاوے

کی فارملٹیز کی۔۔خاص طور

پہ تب جب اس نے ماضی

میں مرنے کے لیے چھوڑا۔۔۔

اس کا ارادہ جانے کا ہی

تھا مگر آگے ایک قدم

بڑھانے کی ہمت نہیں

تھی جب تک قیصر

سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"آپ راستہ دیں گے؟؟"

آواز بہت میٹھی تھی

اس کی مگر آنکھیں۔۔

وہ تو اگ برسا رہی تھیں۔

اگر غصیلے نیناں نہ دیکھے
ہوتے تو سمجھتا شاید
پیار سے ہی بول رہی ہے---
نہیں--- پہلے کھانا کھاؤ"
جگنو--- میرا شیف
بہت اچھی بریانی
بناتا ہے--- تمہاری
"فیورٹ ہے ناں
قیصر کہ لہجے میں
یہ جملے ادا
کرتے وقت جو پراعتمادی تھی--
اسے دیکھ--وہ کیسے
حیران نہ کرتی--
وہ جانتا تھا کہ
اسے کیا پسند ہے--کیسے؟؟؟
جب وہ چھ سال کی
تھی اسے بریانی پسند
نہیں تھی اتنی خاص--
بس سادے چاول کھا لیا
کرتی تھی--بڑے ہونے کے
ساتھ ساتھ اس کی پسند
بدلی تھی اور تب وہ
نہیں تھا اس کے ساتھ--

پھر وہ کیسے جانتا ہے؟؟؟---
نہیں آپ کو غلط فہمی"
ہوئی ہے مجھے بریانی
" پسند نہیں---
نایاب نے آنکھوں میں آنکھیں
ڈال صاف انکار کیا
وہ بھی اس قدر بھرم
سے کہ جیسے سامنے
والا غلط کہ رہا ہے---
مجھے پسند ہے"
" اس لیے کھا لو----
وہ کسی صورت پیچھے ہٹنے
کے لیے تیار نہیں تھا--
" عجیب زبردستی ہے----"
مقابل جل کر بولی---
حفصہ یہ دیکھ کافی
حیران ہوئی کہ وہ نایاب
جو اسے ہر وقت لاپرواہ
سی لڑکی نظر آتی ہے
جو کسی معاملے میں
نہیں بولتی نہ ہی کبھی کوئی
جذبات دکھاتی ہے وہ کس قدر
قیصر کے سامنے اپنے

جذبات کی عکاسی کر رہی ہے
اس وقت۔۔۔
اس کا چہرہ جو سرخ
پڑ رہا تھا اس کی آواز
میں جو دبا دبا غصہ تھا
وہ وہاں موجود ہر شخص
محسوس کر سکتا تھا۔۔
نایاب خود بھی نہیں
جانتی ہوگی شاید کہ
سامنے کھڑا شخص
اس کے جذبات میں تغیرات
کا سبب بنتا تھا ۔۔۔
ہمیشہ اس کی شخصیت پہ
حاوی ہو جاتا تھا۔۔۔
زریاب سے بھی اس کی
لڑائی ہو جاتی تھی اور
وہ بہت غصے میں بھی
آجاتی لیکن اس
کے باوجود وہ ذریاب
کے سامنے اپنے جذبات ظاہر نہیں
ہونے دیتی تھی ایسا لگتا تھا
جیسے جذبات ہی نہ ہو اس میں۔۔
لیکن قیصر کے سامنے

نہ جانے کیوں جذبات
ظاہر ہو رہے تھے---
زبردستی ہے تو زبردستی "
ہی صحیح مگر کھانا
کھائے بغیر تم یہاں
"سے نہیں جاؤ گی جگنو۔
اور وہ لڑکی نہیں جانتی
وہ بہانے بہانے سے جو جگنو
بول رہا تھا اسے کتنا اچھا
لگ رہا تھا۔۔
جگنو" حفصہ نے زیر لب دوہرایا۔ "
یہ سننے میں ہی اسے
بہت کیوٹ لگا تھا لیکن
اسے سمجھ نہیں آیا نایاب
جیسی پتھر دل اور
مغرور چڑیل پر ایسا پیارا
نام کیسے رکھ سکتا ہے کوئی؟----
مگر"۔ اس کے لہجے "
میں اعتراض تھا۔
پلیز" مگر مقابل کے"
لہجے میں التجا۔۔
وہ بہت پر امید نگاہوں
سے تکتے ہوئے التجا

کر رہا تھا----
جیسے کھانا نہ ہو
جان کی بازی ہو کوئی---
کہ چلی گئی تو ہار جائے گا---
نایاب کو نہ چاہتے ہوئے
بھی وہ وقت یاد آیا
جب وہ 10 سال پہلے
اسے اسی طرح سے التجا
کر کر کے کھانا کھلاتا تھا----
لمحہ بھر کے لیے لگا
جیسے سب پہلے جیسا ہی ہو ---
جیسے کبھی کچھ بدلا ہی نہیں--
اور اس لمحے عاطف اور
اس کے والد کی آنکھیں
حیرت سے پھیلیں--
وہ جانتے تھے قیصر کو
اور وہ کب کسی کے سامنے
اتنی التجائیں کیا کرتا ہے
جتنی اس لڑکی سے کر رہا تھا
وہ بھی کھانے کو لے کر----
تمہارے مامو اتنی ضد"
" کر رہے ہیں تو کھا لیتے ہیں نایاب--
حفصہ راضی ہوئی تھی

مگر نایاب سے ڈرتے ہوئے
یہی وجہ تھی کہ اس
کی آواز میں خاصہ لچک تھی--
پھر آپ ہمیں گھر "
" چھڑوا دیں گے ناں؟؟
وہ حفصہ تھی جو سوال
کر رہی تھی قیصر کو دیکھ--
نایاب نے اس کی آواز
میں بہت لہک و نرمی و
بناوٹ محسوس کی---
"میں خود لے چلوں گا "
اس نے اعتماد میں لیا-- تو
حفصہ یوں بلش کرنے لگی
جیسے اس نے چھوڑ کر آنے
کی نہیں شادی کی
بات کی ہو---
اوکے--- تو پھر ہم رک جاتے"
ہیں--اب آپ
اتنا کہ رہے ہیں تو اچھا تھوڑی لگتا
انکار کرنا" حفصہ چہرے پہ
آنے والی لٹ کو کان کے
پیچھے آرستی نہایت
شرمیلے سے لہجے میں بولی---

تو نایاب نے دانت پیسے---
عاطف جاؤ شیف "
کو کہو کہ کھانے
تیار کرے خاص طور پر بریانی--
گھر کی مالکن آئی ہے آج--" اور بس
قیصر کا عاطف کو
حکم دینا تھا کہ نایاب
کی آنکھیں حیرت سے پھر
پھلیں---
کیا ابھی اس نے
گھر کی مالکن کہا اسے؟؟؟--
یا اس نے ہی کچھ
غلط سن لیا؟؟؟...
جی حنی--- " عاطف کہہ"
کر فورا ہی اندر چل دیا تھا---
"چلیں"
اب جا کے قیصر نے
اس کا راستہ چھوڑا ---
ساتھ ہی سیدھا ہاتھ
دل کے مقام پر رکھ کر الٹا ہاتھ
اس کی راہ میں آگے کیا--
کہ آگے وہ چلے---
حفصہ کو بہت پیارا لگا

تھا قیصر۔۔خاص طور پر
نایاب کو پرنسس
ٹریٹمنٹ دیتا ہوا۔۔۔
کہ کس طرح وہ ایک
ہاتھ دل کے مقام پر
لگاۓ کھڑا تھا۔۔۔کس طرح
وہ اس کے آگے چلنے
کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔
کس طرح وہ پر امید
نگاہوں سے اسے تک رہا تھا۔۔۔
کچھ لمحے نایاب
یوں ہی اسے غصے سے
دیکھتی رہی اور پھر
ایک گہرا سانس لے کر ۔۔
آگے کی جانب
چل دی۔۔
جب وہ برابر سے گزری
تو اس کی خوشبو اتنی
پیاری لگی کہ مقابل
کچھ لمحے کے لیے
آنکھیں بند کر ۔۔۔
سب سے لاپرواہ ہو کر۔۔
اسے سونگنے لگا۔۔۔۔

اب جب آنکھیں کھولیں
تو وہ جا چکی تھی اور
حفصہ اس کے برابر سے
گزر رہی تھی شرماتے ہوے---
جس پر اس نے نگاہیں
جھکا لیں---
وہ گارڈن سے ہوتے ہوئے
گھر میں داخل ہوئے تھے----
اس کا گھر بہت خوبصورت
تھا اندر سے مگر نایاب کو
کوئی دلچسپی نہیں تھی
کسی چیز میں وہ بس
خاموشی سے لاؤنج میں
آ کر صوفے پر بیٹھ گئی---
اس لڑکی نے محسوس نہیں
کیا لیکن جب وہ صوفے پر
بیٹھی تو وہ ایسے پھیل کر
صوفے سے ٹیک لگاکر بیٹھی
جیسے اس کا اپنا گھر ہو
جبکہ حفصہ جب صوفے پر
بیٹھی تو ایسے سیدھے ہوکر
اسٹائل سے بیٹھی
جیسے کوئی مہمان بیٹھتا ہے--

آپ کے والدین سے

آپ کی کتنی ہی

ناراضگی کیوں نہ

ہو لیکن جب آپ اپنے

والدین کے گھر

میں جاتے ہو تو آپ ہر چیز

پہ اپنا حق جماتے ہو

کیونکہ آپ کے نزدیک وہ

آپ کے والد کا ہے یعنی

آپ کا ہے--- لاکھ لڑائی

صحیح لیکن پرائے پن

کا احساس نہیں آتا آپ کو--

چاہے کتنے ہی سال ہو

وہ اپنائیت والی فیلنگ

نہیں بدلتی--ایسا ہی نایاب

کے ساتھ ہو رہا تھا---

یہ ایک فطری

عمل ہے جس کے بارے میں

ہم سوچتے بھی نہیں ہیں--

یہ صرف احساس

کی باتیں ہیں---

وہ لڑکی نہیں جانتی لیکن

اس کے اندر ابھی بھی

یہ احساس موجود تھا
کہ یہ گھر اسکے قیصر کا ہے
یعنی یہ اس کا ہے---
نایاب وقت گزاری کے لیے
اپنے سیل کی اسکرین
پر نظر جماکر بیٹھ گئی تھی
جبکہ قیصر اس سے ہلکا
سہ فاصلے پر آ ٹکا ----
میں نے سنا تھا "
" آپ کی منگنی ہوئی ہے--
حفصہ نے سب سے پہلے
اس کی منگنی کا ذکر
چھیڑا--- جس پر قیصر نے
کنکھیوں سے نایاب کی
جانب دیکھا مگر اس کی
جانب سے کوئی ری ایکشن
نہیں تھا-- اس نے تو
جیسے سنا تک نہ ہو---
" جی---"
اور کیا نام ہے آپ کی "
" منگیتر کا؟؟؟
حفصہ بہت انٹرسٹڈ
نظر آرہی تھی قیصر

کی زندگی میں۔۔
کنزہ" فقط ایک لفظی"
جواب اور پھر کنکھیوں
سے اس نے اپنے جگنو
کی جانب نگاہ کی۔۔۔
تو وہ جانتی ہے کہ وہ
انگیج ہو چکا ہے
اور اس
لمحے قیصر کا شدت سے
دل چاہا کہ زید سامنے
آئے اور وہ اس کا گلا دبا
دے جس نے آج تک
نایاب کو بتایا ہی نہیں
کہ وہ اس کا کیا لگتا ہے۔۔۔
ورنہ یقینا اتنے
آرام سے تو نہ بیٹھی ہوتی۔۔۔
قریب تھا کہ گریبان پکڑتی
اور بڑی چاہت تھی اس
لڑکے کو کہ وہ اپنا حق
جتائے اس پر۔۔۔
ویسے نایاب بہت"
" ملتی ہے آپ میں۔۔۔
حفصہ خوبصورتی و ایٹیوڈ کے

اعتبار سے بات کر رہی تھی---

بس اس کا یہ جملہ

ادا کرنا تھا کہ نایاب

نے اپنے موبائل سے

نگاہ اٹھا کر

اسے کھا جانے والی نگاہ

سے گھورا--

میری ہے تو میرے "

"جیسی ہی دکھے گی

اور وہ آج بھی اتنی

ہی میٹھی باتیں کرتا تھا

جیسے کاروبار ہو

اس کا مٹھائی کا-

ہر بات ہی یوں شیرنی میں

گھلی تھی کہ نایاب

کے لیے کڑواہٹ قائم

رکھنا مشکل ہوا-

ایسا نہیں ہے کہ قیصر

نے اس کا ری ایکشن نہیں

دیکھا جو اس

نے حفصہ کو دیا تھا لیکن

جب وہ اپنی ناراضگی

دکھانے سے پیچھے نہیں

ہٹ رہی تو وہ اپنی

محبت دکھانے سے کیسے

پیچھے ہٹ سکتا تھا۔۔

نایاب نے قیصر کی

بات کو مکمل اگنور کر

اپنے سیل پر نگاہ جما لی

تھی دوبارا۔۔۔

ہونہہہہہ۔۔ جھوٹا " وہ زیر لب"

کڑکڑائی۔۔۔

لگتا ہے آپ بہت "

"پیار کرتے ہیں نایاب سے

حفصہ اس حسین

چاکلیٹی بوائے کی

محبت سے بھرے جملے

سن ۔۔۔بے دھڑک بول

اٹھی تھی۔۔۔

میرا جگنو ہے "

میں پیار نہیں کروں

گا تو کون کرے گا۔۔ " اس کے

جملے آج بھی جوں

کے توں تھے۔۔۔

ایک ہوتا ہے بے دلی سے

فرض پڑھنے والا کہ کام ہے

کرنا ہے کر لیا ---ایک ہوتا ہے
فرض سمجھ کے فرض
پڑھنے والا--ضروری سمجھتا ہے
وہ اس کام کو---
ایک ہوتا ہے محبت سے
فرض پڑھنے والا
جو لازم جانتا ہے جس کے
جذبات داخل ہوتے ہیں
چھوٹ جائے تو غم کرتا ہے- -
اور ایک ہوتا ہے عشق سے
فرض پڑھنے والا کے نہ پڑھی
تو روح نکل جائے گی----
اور وہ عشق سے
فرض پڑھنے والوں میں
شامل تھا کہ عشق نہ کرے
اپنے جگنو سے
تو روح نکل جائے گی---
" واو--- نایاب کتنی لکی ہے---"
حفصہ تو مکمل فدا ہو
چکی تھی قیصر پر----
"نہیں--میں لکی ہوں"
وہ دوبدو گویا ہوا---
جبکہ نایاب ان ساری

باتوں میں بغیر کوئی
انٹرسٹ ظاہر کیے
اپنے سیل میں ایسے
لگی رہی جیسے وہاں
موجود ہی نہ ہو---
حفصہ ایک کے بعد دوسرا
موضوع نکال رہی تھی
باتوں کے لیے--- اور قیصر
بھی اس کی ہر بات کا
جواب دے رہا تھا جب
کہ وہ اتنی باتیں کرنے
والا بندہ نہیں تھا---
وجہ یہ نہیں تھی کہ
ایک خوبصورت لڑکی
پوچھ رہی ہے
وجہ یہ تھی کہ اس کے
جگنو کی دوست
پوچھ رہی ہے---
اور قیصر
جانتا تھا وہ چمکتی
آنکھوں والی گڑیا
سن رہی ہے مانا ظاہر
نہیں کر رہی لیکن

سن سب رہی ہے---
عاطف آکر حفصہ کے
برابر بیٹھ گیا تھا ایک
دو بار اس نے
بات کرنا چاہی لیکن
حفصہ نے خاص بھاؤ
نہیں دیا وہ تو قیصر میں
انٹرسٹڈ نظر آرہی تھی---
وہ بیچارا پھر خاموشی
سے بیٹھ کر حفصہ کو
باتیں کرتا ہوا دیکھنے لگا---
نایاب بار بار اپنی کلائی
پر بندی گھڑی دیکھ
رہی تھی کورٹ کی
آستین کو اوپر کر کے---
جو یہ اشارہ تھا کہ
وہ اکتاہٹ کا شکار ہے
اور جلد سے جلد یہاں
سے جانا چاہتی ہے---
"کھانا تیار ہے چھوٹے ماسٹر "
اس کے ملازم کا آکر
بتانا تھا کہ وہ فورا
ہی کھڑا ہوا---

" چلو جگنو۔۔۔ کھانے چلو۔۔۔ "

قیصر نے بالکل اسی

انداز میں کہا جیسے

جب وہ بچی تھی تب

کہتا تھا۔۔کے ایک لمحے کے

لیے نایاب کو لگا

وہ نہ اٹھی تو وہ اسے گود

میں بھی اٹھانے سے

دریغ نہیں کرے گا۔۔۔

شاید یہی وجہ تھی

کہ وہ تیزی سے اٹھی۔۔۔

کھانے کی بڑی سی میز

کے پاس جب پہنچے

تو قیصر نے سب سے پہلے

نایاب کے لیے چیئر

کھسکائی۔۔۔

جس پر وہ خاموشی

سے آ بیٹھی۔۔۔

کھانے کے دوران

وہ حسین نوجوان

مسلسل اس کی پلیٹ

میں کھانا ڈالتا رہا۔۔۔

قیصر میں اب بچی "

نہیں ہوں۔۔ میں

"خود نکال سکتی ہوں

نایاب کو زہر لگ رہا تھا

اس کا پلیٹ کو

بار بار بھر دینا۔۔۔

اس نے جھنجھلا کر یوں

سخت مہری سے کہا

کہ حفصہ و عاطف

دونوں کو برا لگا۔۔۔ مگر

جسے برا لگنا چاہیے

تھا وہ یوں اگنور کر گیا

جیسے نایاب اتنی دیر سے

بیٹھی اس کی گفتگو

کو کر رہی تھی۔۔۔

" کتنے نخرے ہیں اس مغرور

چڑیل کے۔۔ اتنا پیار

کرنے والا مامو ملا ہے مگر

مجال ہے

کوئی قدر ہو اسے۔۔۔۔

میرا ہوتا تو پورے دن

مامو کے نام کی مالا جبتی۔۔۔ "

حفصہ دل ہی دل

کزکڑائی تھی۔۔۔

قیصر مزید کھانا ڈالنا

چاہتا تھا اس کی پلیٹ

میں کیونکہ وہ جتنا

کھا رہی تھی قیصر

کہ نزدیک وہ بہت کم تھا

مگر نہ ڈالا یہ سوچ کہ

کہیں ایسا نہ ہو وہ

برا مان کر یہ بھی

چھوڑ دے---

وہ لڑکی کھانا تو کیا

کھا رہی تھی بس ایسا

لگ رہا تھا چکا چکی

کر رہی ہے کہ قیصر

کا خون جلنا شروع ہو چکا

تھا کہ بس نہ چلتا ہو

خود ہی اسے کھانا

کھلانا شروع کر دے جیسے

بچپن میں کیا کرتا تھا---

ایک ماں کو بڑی جھنجھلاہٹ

ہوتی ہے جب اس کا بچہ

بیٹھ کر ٹھیک طرح

کھانا نہ کھا رہا ہو وہی

حالت قیصر کی تھی آج بھی---

اور پھر کہتی ہے کے"

" بڑی ہو گئی ہوں۔

وہ سر جھٹک کر کڑتے ہوئے---

" گھر کا ٹور کرنا چاہو گی؟؟ "

یہ بات وہ کھانا کھانے

سے پہلے بھی بول سکتا تھا

مگر نہ کہا--- اب کہہ رہا تھا

جب وہ جانے کے لیے

بالکل تیار کھڑی تھی---

مطلب صاف تھا روکنے

کے بہانے تھے یہ سب ---

نہیں---"ہر بار کی"

طرح صاف انکار---

ساتھ ہی نایاب نے

آنکھوں ہی آنکھوں

میں حفصہ کو وارننگ

جاری کر دی تھی---

اس لیے مجال نہیں تھی

اس کی کہ کچھ بول

سکے ورنہ دل بہت

تھا اس کا---

"اوکے--- نیکسٹ ٹائم "

قیصر نے مسکراتے ہوئے کہا---

اب وہ تینوں باہر کی

جانب چل رہے تھے قیصر

آگے تھا نایاب اور حفصہ

پیچھے---

قیصر نے گاڑی کی

فرسٹ سیٹ کا پیسنجر

ڈور اوپن کیا تو نایاب

جو چار قدم کے فاصلے

پر تھی ٹھہر گئی

جبکہ حفصہ آگے بڑھی

"نایاب آو"

حفصہ خاصہ شرمندہ سی ہوئی

جب دو قدم کا فاصلہ

رہ گیا تھا گاڑی کے ڈور

میں اور قیصر

نے اس کے پیچھے

دیکھتے ہوئے نایاب

کو آواز لگائی--

اس لمحے حفصہ کا شدت

سے دل چاہا کہ اپنے سر

پہ دھب لگائے کہ کیا

..سوچ کر وہ آگے آئی؟؟

ظاہر سی بات ہے وہ

نایاب کا مامو ہے

نایاب کو ہی اپنے

ساتھ آگے بٹھائے گا---

یہ تو اچھا ہے کہ وہ

پیسنجر سیٹ تک

ہی پہنچی تھی اس لیے

گاڑی کا ڈور کھول کر

خود ہی تیزی

سے بیٹھ گئی---

امبیرسمنٹ کی

شدت اس قدر تھی

کہ اس کے گال سرخ

پڑ رہے تھے---

نایاب نے اس بار کوئی

احتجاج ریکارڈ نہیں

کروایا وہ خاموشی سے

آکر بیٹھ گئی---

اس نے ڈور بند کیا

اور دوسری

جانب سے آکر بیٹھا---

اب پورے راستے گاڑی

میں خاموشی کا راج

رہا حفصہ شرمندگی

کے سبب نہیں بول
رہی تھی اور نایاب
بولنا ہی نہیں چاہتی تھی---
کیا آپ یہاں گاڑی "
روک دیں گے؟؟ " حفصہ
ایک شاپ کے آگے
سے گزرتے ہوئے تیزی
سے بولی---
کیوں؟؟ " اس حسین"
نوجوان نے بیک ویو
مرر میں دیکھتے
ہوئے استفسار کیا---
کچھ ضروری سامان "
لینا ہے صرف پانچ
" منٹ لگیں گے--
اوکے-- " قیصر نے"
گاڑی سائیڈ میں
لگاتے ہوئے کہا---
" نایاب تم چلو گی؟ "
حفصہ نے فورا ہی آگے
کی جانب تھوڑا
جھک کر سوال کیا
مگر دیکھا وہ تو سو

رہی ہے---

اوو--- یہ تو سو گئی" حفصہ"
کو خاصہ حیرت ہوئی
چونکہ وہ نایاب کو
جانتی تھی---
نایاب اتنی جلدی سونے
والی بندی نہیں وہ تو
پوری پوری رات بیٹھ
کر چاند کو دیکھا
کرتی تھی---
مگر حفصہ کہاں جانتی تھی
کہ آج وہ کیونکر نہ سوتی
جس چاند کی تڑپ میں
وہ پوری رات جاگا کرتی تھی
وہ چاند آج اس
کے برابر میں تھا اس
کے ساتھ--اس کے پاس---

چلیں میں اکیلی "
چلی جاتی ہوں---" حفصہ نے
جملہ لچکدار لہجے میں
اس امید کے ساتھ ادا کیا
کہ قیصر اس کے ساتھ
چلنے کے لیے راضی ہو

مگر مقابل نے کوئی

جواب نہ دیا۔۔۔

تو اپنا سہ منہ لے

کر گاڑی سے اتر گئ۔۔۔

میرا جگنو۔۔۔۔ اللہ کتنا"

بڑا ہو گیا" نایاب سو

رہی تھی اور حفصہ

گاڑی سے اتر چکی تھی

اس لیے اب اسے ضرورت

محسوس نہیں ہوئی

اپنے جذبات کو

چھپائے رکھنے کی۔۔۔

وہ اس کے چہرے

کے قریب اپنا چہرہ لا کر

اس کی خوبصورت

اور میٹھی سی

خوشبو کو محسوس

کر رہا تھا۔۔۔

بہت آہستگی کے ساتھ اس

نے نایاب کی ناک

سے اپنی ناک مس

کی تھی۔۔۔ پھر پیشانی

سے اپنی پیشانی ۔۔۔

اس کی گرم سانسیں قیصر کے
چہرے کو جھلساتی معلوم ہورہی
تھیں---
سوری--- سوری---"
مجھے معاف کر دو جگنو--
کیا مجھے معافی
نہیں مل سکتی؟--- " وہ
نایاب کو بتانا چاہتا تھا
اپنے نکاح کا-- مگر جتنا وہ
غصے میں تھی اسے
ٹھیک وقت نہ لگا---
میں سمجھ سکتا "
ہوں میرا اچانک چھوڑ کر
جانا تمہیں کتنا ہرٹ کر
گیا ہوگا--- لیکن میں مجبور تھا---
ایسا نہیں ہے کہ
میں نے واپس نہیں آنا چاہا---
" بس میں آ نہیں سکا- -
جب ہولے سے کہتے ہوئے
اس نے نایاب کی پیشانی
سے اپنا سر ہٹا کر---اپنے
ہونٹ مس کیے- تو
اس نے محسوس نہیں

کیا نایاب نے فورا ہی اپنے

کوٹ کو مٹھی میں

بھینچ لیا تھا---

سوری--- تمہارا غصہ"

بالکل جائز ہے مجھ پر---

اور غصہ رہو ---تمہارا حق

ہے ---میں منع نہیں کر رہا

لیکن قریب رہ کر---

" میرے سامنے رہ کر---

اتنا کہ کر اس نے پھر پیشانی

پر لب رکھے---

نایاب نے مزید کوٹ کو

اپنی مٹھی میں بھینچا---

کھولیں پلیز" کباب میں"

کبھی اس قدر ہڈی زہر نہ

لگی ہوگی جتنی اس لمحے

قیصر کو حفصہ لگی۔ ۔

اسنے کھڑکی کو نوک کیا تھا

باہر سے---

جس پر قیصر نے فورا ہی

سیدھا ہو کر بیٹھتے

پیسنجر سیٹ کا

ڈور کھولا---

شکریہ" وہ ہلکا سہ"
مسکراتے ہوئے شکریہ
ادا کر اپنا سامان
سیٹ پر
رکھتے ہوئے بیٹھی---
کچھ دیر بعد ہی
ان کا ہاسٹل آ گیا تھا---
" جگنو--- اٹھ جاؤ---"
اس نے بہت آہستگی
سے آواز دی---
ہمم" اس کی آواز پر"
نایاب کی آنکھ فورا
ہی کھل گئی تھی---
بغیر کچھ کہے ابھی
وہ گاڑی سے اترنے لگی
تھی اس سے قبل ہی
قیصر نے تیزی سے اتر
کر اس کی سائیڈ کا
ڈور کھولا---
جبکہ حفصہ نے اپنا
ڈور خود اوپن کیا اور
باہر نکلی---
میں یہاں ایک "

ہفتے رکنے والا ہوں---
تم چاہو--- تو بجائے
ہاسٹل میں رہنے کے
گھر آجاؤ--- میں تو
چلا جاؤں گا --اکیلا ہو گا
گھر تم آرام سے رہ سکو
گی--- " نایاب نے قیصر
کو کہتے سنا---
مگر کوئی جواب دیے
بغیر وہ ایسے آگے چل دی
جیسے سنا ہی نہ ہو---
مقابل اسے نظروں سے
اوجھل ہو جانے تک
تکتا رہا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ بیڈ پر کب سے کروٹیں
بدل رہا تھا مگر اسے نیند
نہیں آ رہی تھی---
دل شدت سے
یاد کر رہا تھا
آج کنزہ کو---
کتنے دن ہوئے بات
نہیں ہوئی---

اب تو قیصر بات کرتا
ہوگا اس سے
یہ سوچ کر ہی
خون جلا ۔۔
بیٹھے بیٹھائے عشق کا
روگ لگا بیٹھا تھا وہ
اور وہ بھی اس لڑکی
سے جو اسے جانتی
تک نہیں تھی۔۔۔
اس کا دل پھٹ رہا تھا
وہ ماننا نہیں چاہتا تھا
لیکن بہت شدت سے تکلیف
ہو رہی تھی اسے
وہ ملنا چاہتا تھا
ایک بار کنزہ سے۔۔
اسے بتانا
چاہتا تھا اپنی فیلنگس۔۔۔
بتانا چاہتا تھا کہ کوئی
ہیکر نہیں ہے وہ ۔۔
قیصر نے خود دیا تھا اسے
لیکن اس سے کیا ہوگا ؟؟؟
یہ سوچ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔
وہ کون سہ اس پر یقین

...کر لے گی؟؟؟
بھلا کنزہ اپنے منگیتر
کو چھوڑ کر اس اجنبی پر
....کیوں یقین کرنے لگی؟؟
اور یہی بات اسے
مزید تڑپانے کا سبب
بن رہی تھی--
کہ جسے محبت کرتا ہے
اسے بتا بھی نہیں سکتا
اور بتا بھی دے تو وہ
اعتبار نہیں کرے گی
اور اگر بالفرض اعتبار کر
بھی لے تو کبھی ساتھ
نہیں آ سکتی
کیونکہ ان کے اسٹیٹس
میں زمین آسمان کا فرق ہے---
کہاں وہ محلوں کی
شہزادی اور کہاں وہ
ایک معمولی سہ وکیل----
یااللہ-- " وہ اپنے سر"
کو اپنے ہاتھوں میں گراتا
بےبسی و
تکلیف کی شدت

سے چیخا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

" عاطف---"

وہ بس سٹاپ پر کھڑی

تھی جب اس کی نگاہ

اچانک عاطف پر گئی---

باہر بہت تیز بارش چل

رہی تھی---

سردی کی بارش

میں نہاتے ہوئے عاطف

کو دیکھ حفصہ

پریشان ہوئی---

"حفصہ آپی"

اس کی نگاہ بھی اب پڑی تھی

حفصہ پر---

سردیوں کی بارش "

میں کون نہاتا

" ہے پاگل---ادھر آؤ---

حفصہ اسے فورا

اپنی جانب بلانے لگی تاکہ

وہ بھی ویٹنگ ایریا

میں آ کر بارش میں بھیگنے

سے بچ سکے---

" اپ کو بارش پسند نہیں؟ ؟"
عاطف اس کے بلانے پر
فورا ہی آگیا تھا۔۔
وہ پورا گیلا ہو چکا تھا ۔۔۔
اپنے گیلے بالوں میں
انگلیاں ڈال کر انہیں
جھاڑتے ہوئے ۔۔۔حفصہ کی
جانب دیکھ ۔۔۔مسکرا کر
پوچھنے لگا۔ ۔۔
پسند ہے مگر سردیوں کی "
نہیں۔۔۔میں بیمار نہیں
پڑنا چاہتی۔۔ " وہ بھی
مسکراتے ہوئے
جوابدہ ہوئی تھی۔۔۔
سردیوں کی بارش "
"میں ہی تو اصل مزہ آتا ہے
تم بچے بھی ناں۔۔۔ کوئی مزہ "
نہیں آتا الٹا بیمار
پڑ جاتے ہیں"حفصہ
نفی میں سر جھٹکتے
ہوئے بے اختیار بول اٹھی۔۔۔
آتا ہے ۔ ۔ بہت آتا ہے "
چلیں میرے ساتھ میں

" دکھاتا ہوں کیسے
اتنا کہنے کے بعد
وہ ایک لمحے نہ رکا
اور حفصہ کا ہاتھ پکڑ
کر تیزی سے
کھلے آسمان کے نیچے
لے آیا---
بارش اس قدر تیز ہو رہی
تھی کہ حفصہ کو ایک
منٹ بھی نہ لگا تھا
پورا بھیگنے میں---
ہہہہہ--- یہ کیا کیا تم نے"
" مجھے پورا بھیگو دیا---
اس کے گرم جسم پر
جیسے ہی بارش کی ٹھنڈی
بوندیں پریں وہ پوری
کی پوری اچھل پڑی تھی---
اب چھوڑ بھی دیں "
اس ٹینشن کو اور بارش
کو انجوائے کریں۔ " عاطف
نے یہ کہتے ہوئے برستا
ہوا پانی
اپنے ہاتھ کے پیالہ

میں بھرا اور اس سے حفصہ
کے منہ پر چھینٹیں ماریں---
"یہ لو-- لو لو-- یہ بھی لو"
حفصہ نے بھی بدلہ لینے
کی غرض سے ہاتھ کے
پیالے میں پانی بھر کے
اب عاطف پر پھینکنا
شروع کر دیا---
عاطف اور وہ اب بچوں
کی طرح بارش
میں کھیل رہے تھے---
پتہ ہے ہمارے یہاں "
جب بارش ہوتی ہے تو
"کیا کہتے ہیں بچے---
کیا؟؟ " عاطف خاصہ"
تجسس سے پوچھ رہا تھا---
یہی --کے اللہ تعالی بارش"
دو سو گھنٹوں کی بارش
دو--- " حفصہ اپنا بچپن یاد
کرتے ہوئے خاصہ مسرت
بھرے لہجے میں اسے
بتانے لگی---
اوو--- تو چلیں پھر"

دونوں ساتھ مل کے
"بولتے ہیں
"پاگل لگیں گے دونوں"
وہ ایک معصوم سی
مسکراہٹ جو بچپن کی
یادوں میں کھوئی ہوئی
سی تھی چہرے پر
بکھیرے گویا ہوئی----
اگر پاگل بننے میں خوشی "
ہے تو اس میں کیا برائی ہے
چلیں نا بولتے ہیں--- " عاطف
بضد تھا---
اوکے چلو بولتے ہیں- -- "
مگر پاگل لگیں گے ہم
لوگوں کو" حصہ ابھی بھی
ہچکچاہٹ کا شکار تھی---
اللہ تعالی بارش دو "
" سو گھنٹوں کی بارش دو--
عاطف نے اس کا انتظار
کیے بغیر زور زور سے
چیخنا شروع کر دیا ---
ایک دو بار تو اس نے
اکیلے ہی کہا لیکن پھر

حفصہ بھی بچوں کی

طرح اس کا ساتھ دینے

لگی وہ دونوں روڈ

پر کھڑے ہو کر بارش

میں بھیگتے و اچھلتے ---

بچوں کی طرح

صدائیں لگا رہے تھے---

کبھی کبھار یوں ہی

بچہ بننے میں کوئی خرابی

نہیں اگر آپ کو

خوشی ملتی ہے تو---

وہ ابھی اپنی ہی مستی میں

صدائیں لگاتے ہوئے اچھل ہی

رہا تھا کہ اس کی نظر

سامنے اپنے ساتھ اچھلتی

ہوئی بارش میں بھیگی

لڑکی پر گئی اور وہ

ٹھہر گیا---

وہ سرخ و سفید بھیگی

لڑکی اس کے دل کی دھڑکنیں

بڑا گئی تھی---

ایک بہت نیا سہ

احساس تھا جو

وہ محسوس کر رہا تھا---

اس کے خوبصورت

چہرے سے گرتی ہوئی

پانی کی بوندیں

دل میں بہت کچھ

اتھل پتھل کر گئیں---

وہ پیاری لگی

بہت پیاری----

چہرے پہ از خود ہی

مسکراہٹ بکھرنے لگی---

جبکہ مقابل اس کی نگاہوں

سے لاپرواہ ہو کر دونوں

بائیں پھیلا کر زور

زور سے صدائیں لگانے

میں مگن تھی کہ

یا اللہ بارش دو سو گھنٹوں

کی بارش دو----

کیا ہوا؟؟؟... ایسے"

کیوں دیکھ رہے ہو؟" حفصہ

نے اچانک اسے خود کو

جب یوں

تکتے دیکھا تو بے دھرک

پوچھا

اور وہ کیا بتاتا کہ کیا ہوا ہے
وہ بس نظرین جھکا کر
بلش کر گیا۔۔۔
چلو اب بہت بچپنہ "
ہو گیا۔ ۔ چلو۔۔ " حفصہ نے
یہ کہتے ہوئے اب اس کی
کلائی کو پکڑ کر۔۔۔۔
اسے کھینچنا شروع
کر دیا تھا۔۔۔۔
وہ آگے آگے تھی اور عاطف
اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
دیکھتے ہوئے پیچھے پیچھے
چلتا چلا جا رہا تھا۔۔۔
اور حفصہ تو جانتی بھی
نہ ہوگی کہ کتنی
چھوٹی عمر میں اس نے
عاطف کو اپنا آسیر کر لیا۔۔۔
#جاری_ہے

وہ آفس میں بیٹھا ہوا
تھا جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔
اس کا پرسنل سیل تھا
اس لیے فورا ہی پاکٹ
سے نکال کر اسکرین

دیکھی----

نہ جانے کیوں جب

جب سیل رنگ ہوتا تھا

امید جاگ جاتی تھی

--- کہ شاید اس کے جگنو کا

ہو---

اسکرین پر اپنے مینیجر کا

نام چمکتا دیکھ--

اس نے مایوس ہو کر

کال ریسیو کی--- اور سیل

کان سے لگایا---

ہیلو حنی" دوسری جانب"

سے بڑی نرم سی

آواز کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی---

" ہیلو---"

اس نے لیپ ٹاپ کی

اسکرین پر نظر جمائے

لاپرواہی سے جواب دیا--

تم نے سٹوری "

"...لگانے کا کیا سوچا؟؟؟

عروج نہایت لچکدار لہجے

میں استفسار کر رہی تھی---

میرے جواب میں کوئی "

تبدیلی نہیں آنے والی

چاہے تم ہزار بار ہی

کیوں نہ پوچھ لو---

میں rainbow کو کبھی

سپورٹ نہیں کروں گا

کسی بھی طریقے سے نہیں---

اور یہ ڈرامہ اسی بیس

پر ہے تو پھر تم مجھ سے

کیسے امید رکھ سکتی

ہو کہ میں اسے اپنی

سٹوری پر لگا کر لوگوں

میں اس کی تشہیر

" کرتا پھروں---

قیصر کسی صورت

راضی نہیں تھا کہ

اس کے HJ کے انسٹا اکاؤنٹ

پر اس ڈرامے کی تشہیر ہو--

حنی--- ہماری بات ہو گئی ہے"

اس ڈرامے کے تینوں گانے

ہمیں مل رہے ہیں 40٪ پر---

--- اگر وہ ڈرامہ

ہٹ جاتا ہے تو خود

سوچو ہمیں کتنا فائدہ ہوگا---
اور پھر تمہارے فینز تو
کریزی ہیں تمہارے لیے
مجھے یقین ہے جب تم
اپنی سٹوری پہ لگاکر
پروموشن کرو گے تو لوگ
" ضرور دیکھیں گے---
عروج فورا ہی بولی تھی- --
میں نے کہا ناں "
"میں نہیں کرنے والا
اس کے جواب میں پہلے
جیسی ہی قطعیت بھری تھی
مگر عروج پھر بھی
پیچھے نہ ہٹی---
وہ اتنے فائدے کا سودا
کیسے ہاتھ سے جانے دے
سکتی تھی---
اچھا ٹھیک ہے- -- "
میں ان کے سامنے پھر
یہ ڈیل رکھ دیتی ہوں
صرف HJ کہ ہمارا
پر راضی ہوگا--- 60%
مجھے یقین ہے تمہاری

"خاطر وہ مان جائیں گے ---
عروج پراعتماد تھی
اس حوالے سے---
-60 کیا 100 پرسن بھی"
دیں تو میں نہ مانوں
میرے اسلام میں BL یہ
حرام ہے... اور میں حرام کام
" کی تشہیر نہیں کرنے والا---
تمہارے اسلام میں تو گانا "
گانا بھی حرام ہے مگر
" تم تو گاتے ہو--
عروج کی ٹھیک ٹھاک تپی
تھی--- اس لیے کھلا طعنہ دیا--
اس کے لہجے میں چبھن تھی
جو قیصر نے محسوس بھی کی
پوری ٹیم راضی
تھی سوائے قیصر کے ---
اس کا کیا چلا جائے گا
اگر ایک اپنے انسٹا اکاؤنٹ
پر اس ڈرامے کی تھوڑی
سی کلپ لگا کر لکھ دے کے
مائی فیورٹ ڈرامہ --
اور اگر پوری ٹیم لگاتی ہے

نہیں لگاتا HJ اور صرف
تو بہت زیادہ چانسز تھے
کہ عوام میں یہ بات پھیل
جائے کہ ٹیم میں لڑائی
جھگڑا شروع ہو گیا ہے---
کی دیوانی ہے---- HJ اور عوام
کا اس ڈرامے کو HJ۔
سپورٹ نہ کرنا سوالیہ
علامت بن جائے گا لوگوں میں
جو مزید نقصان کی
جانب جائے گا--- یہی وجہ
تھی کہ عروج پاگل ہوئے
جا رہی تھی---
اسے پیچھے
سے پریشر مل رہا تھا ---
تو وہ آگے سے قیصر
پر بھی پریشر ڈالنے کی
کوشش کر رہی تھی---
مگر وہ اڑتا پنچھی کب کسی کے
پریشر میں آنے والا تھا---
دعا کرو پھر کہ میں "
"اس گناہ کو بھی چھوڑ دوں
اس نے لاپرواہی سے کہتے

ہوئے موضوع یکدم
سمیٹ دیا۔۔ مزید بحث
کی کوئی گنجائش ہی
نہ چھوڑی۔۔
پلیز حنی۔۔۔ تم جانتے ہو"
لوگ تمہارے پیچھے پاگل ہیں
اگر تم نے اس ڈرامے کی
تشہیر کر دی تو وہ ڈرامہ
نمبر ون بن جائے گا۔ پھر
اس پرافٹ کا تو سوچو
جو ہمیں ڈیل سے ملنے
والا ہے۔۔۔ صرف ایک
" کلپ ہی تو لگانی ہے۔۔
عروج ہر ممکنہ کوشش
کر رہی تھی کہ کسی صورت
اسے منا لے جس کے سبب
وہ منت پر اتر آئی تھی۔۔۔
عروج اگر تمہیں کوئی "
اور بات نہیں کرنی تو میں
"کال ڈسکنیکٹ کر رہا ہوں
حنی ۔۔پلیز۔ " وہ ابھی"
منت کر ہی رہی تھی کہ
قیصر نے کال ڈسکنیکٹ

کر کے سیل ٹیبل پر پٹخنے
والے انداز میں رکھ دیا۔۔۔
وہ کبھی سیل کو اپنے پاس
نہ رکھتا اگر نایاب
کو اپنا نمبر نہ دیا ہوا ہوتا ۔۔
اور اس امید میں نا بیٹھا
ہوتا کہ وہ کال کرے گی۔۔۔
مانا صرف ایک پرسنٹ
امید تھی مگر امید تھی
اور یہ وہ امید تھی
جس پہ وہ زندگی گزار
رہا تھا اس وقت اپنی۔۔۔
وہ دیکھ چکا تھا وہ
کتنی شدید غصہ ہے بات
بھی نہیں کرنا چاہتی
پھر ایسے میں کال کرنا
تو ناممکن ہی ٹھہرا لیکن
اس کے باوجود وہ اپنے
دل کو ایک ایسے پنچھی
کی مانند پا رہا تھا جو
پرواز کرنا بند نہیں کر رہا
تھا امید کے سبب۔۔۔
اور انسان اتنی تکلیف

نہیں دیتے جتنی ان سے
وابستہ امیدیں دیتی ہیں----
وہ دوبارہ کام میں مصروف
ہو گیا تھا کہ پھر سیل
رنگ ہوا اس نے کال ریسیو
کی اس بار پھر عروج تھی---
پھر وہی ضد کرنے لگی۔ --
اس نے غصے سے
کل ڈس کنیکٹ کر دی---
ابھی وہ کام کرنا سٹارٹ
ہی ہوا تھا کہ پھر دوبارہ
سیل رنگ ہوا پھر عروج کی
کال تھی ---اس بار اسے
اتنی تپ چڑھی کہ اس
نے کال اٹھانا بھی ضروری
نہ سمجھا---
اسی طرح تین چار بار
کال آئی لیکن قیصر
نے اب اسکرین کی جانب
بھی نظر نہ کی---
تین گھنٹے بعد--
اب جب وہ کام سے فارغ ہوا--
تو اپنا لیپ ٹاپ بند کرنے کے

بعد اس نے ٹیبل سے سیل اٹھایا
تھا کورٹ میں ڈالنے کی
نیت سے---
مگر ابھی ڈال پاتا اس
سے پہلے ہی سرسری سی
نگاہ اسکرین پر گئی اور
آنکھیں حیرت سے پھیلیں---
چونکہ آنکھوں سے کہیں
زیادہ ہاتھوں کی موومنٹ چل
رہی تھی اس لیے سیل پاکٹ
میں چلا گیا تھا لیکن اس
نے بجلی کی پھرتی
سے اگلے ہی لمحے بےیقینی
کے عالم کے ساتھ
سیل اپنی پاکٹ سے نکال
کر دوبارہ اسکرین دیکھی---
اور نظر ٹھہر گئی --
اسے یقین نہ آیا---
جگنو کی ایک مس
کال لگی ہوئی تھی باقی
تین عروج کی تھیں-- مگر عروج
کی کون کمبخت
دیکھ رہا تھا اس لمحے---

اس کی نگاہ تو بس Jugnu
پر ہی ٹھہر گئی تھی- --
اس نے کال کی- -
اس نے واقعی کال کی--
دو لمحے تو وہ اسی خوشی
میں مبتلا رہا
لیکن اگلے پل جب اس خیال نے
ہٹ کیا کہ جگنو نے تو کال کی مگر
اور اس نے ریسیو نہیں
کی-- تو پھر نہ پوچھو
اس بیچارے کا پچھتاوا----
فورا ہی الٹے ہاتھ سے
اپنے سر پر زوردار دھب لگائی---
پھر ایک لمحے کا کروڑوا حصہ بھی
ضائع کیے
بغیر اس نے کال بیک کی---
ہیلو قیصر" دو مس"
کال جانے کے بعد
کال ریسیو ہوئی--
دوسری جانب سے
میٹھی نرم و گرم سی
آواز کانوں کی سماعت
سے ٹکرائی تو لگا

جیسے دل کو ٹھنڈک
پہنچی ہو۔۔۔
" ہیلو۔۔ کیسا ہے میرا جگنو؟"
وہی اپنائیت بھرا لہجہ۔۔۔
جیسے کبھی کچھ بدلہ ہی نہ ہو۔۔۔
جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔
"میرا جگنو "
اس نے زیر لب دوہرایا۔۔
اور پھر تیزی سے سر
جھٹک گئی۔۔
اتنی ہی محبت وہ 10
سال پہلے بھی دکھایا کرتا تھا۔۔۔
پھر بھی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا
کیسے بھول جائے وہ؟
میں شفٹنگ کرنا چاہتی ہوں "
آپ کے گھر میں۔۔ ڈرائیور
"کو بھیج دیں گے؟؟
بغیر حال بتانے کی زحمت
کیے وہ ڈائریکٹ
موضوع پر آئی۔۔
مانا وہ پوچھ رہی تھی
مگر لہجے میں منت نہیں تھی
لچک نہیں تھی بلکہ بھرم تھا

جیسے احسان کر رہی ہو---

قیصر کو تو مانو اپنے

کانوں پر یقین ہی نہ آیا

ہو---وہ لڑکی مان گئی ---کیسے ؟

وہ جتنا غصہ تھی قیصر

کو امید نہیں تھی کہ

وہ اس کی آفر قبول کرے

گی اور گھر آ کر رہنے

کا سوچے گی---

..ڈرائیور کیوں؟ "

"میں خود آجاؤں گا

اس کے لہجے میں

ہی مسرت جھلک آئی تھی---

نہیں اٹس اوکے --- "

آپ ڈرائیور کو بھیج دیجئے

گا میں سمجھتی ہوں آپ

بیزی ہوں گے" آج

نایاب کے لہجے میں وہ

اکھڑ پن نہیں تھا اور یہ

بات قیصر کیسے محسوس

نہ کرتا---

" تو نہیں سمجھو ناں--- "

وہ شکوتا بول اٹھا۔ --

آپ کو تو خوش ہونا "

چاہیے کہ میں

آپ کی بیزی شیڈیول

"کو سمجھتی ہوں

ہر کوئی اپنے پارٹنر سے

یہی چاہتا ہے کہ

وہ بیزی ہے اور سامنے والا

سمجھے اس بات کو

مگر وہ پہلا تھا جو نہیں

چاہتا تھا کہ نایاب

سمجھے کہ وہ بیزی ہے---

نہیں۔ --اتنا انڈرسٹینڈنگ مت "

بنو ---حق جتاؤ، نخرے دکھاؤ

"میں ہوں ناں اٹھانے کے لیے

یہ جو انڈرسٹینڈنگ پرسنلٹیز

ہوتے ہیں نا سب کو سمجھنے

والے سب کا احساس کرنے والے----

یہ بیچارے پھر اپنے حق نہیں

جتا پاتے---اپنے کسی سے

نخرے نہیں اٹھوا پاتے---

یہ بس احساس کرتے ہی

رہ جاتے ہیں اور ان کا

احساس کوئی نہیں کرتا---

قیصر کے نزدیک وہ کیوں

اپنے جگنو کو سہنے والا بنائے

جب وہ ہے اس کے پیچھے

سہنے کے لیے---

عبدالرحمان صاحب ہمیشہ

کام میں بیزی رہتے تھے اس لیے

اس انڈرسٹینڈنگ والے احساس

کو قیصر سے بہتر کوئی نہیں

جانتا لیکن ہر وہ چیز

جو اسے ملی --جس نے اسے

تکلیف دی وہ کبھی بھی اسے

نایاب کے حصے میں آنے

نہیں دینا چاہتا تھا---

نایاب کو قیصر سے

اس طرح کے جملوں کی

امید نہیں تھی وہ کچھ لمحے

یوں ہی ساکت سی کھڑی رہی ---

ٹھیک ہے تو آج رات "

تک آجائیں گے؟؟--- " اب لہجے

میں ہلکی سی لچک تھی--

قیصر محسوس کر سکتا

تھا کہ برف پگھل رہی ہے---

مگر وہ نہیں جانتا تھا

کہ وجہ کیا ہے اچانک

کیوں بدلاو آیا ہے اتنا۔۔۔

ابھی آ جاؤں گا بس "

" آدھا گھنٹہ دو۔۔۔

میں حفصہ کو بھی "

ساتھ لاؤں گی" وہ بتانے

والا انداز تھا۔۔ نہ کہ

پوچھنے والا ۔۔۔

اور انداز میں یوں بھرم

ایسے ہی نہیں آ جایا کرتے

سامنے والے کی محبت

پہ یقین ہوتا ہے تب آتے ہیں۔۔۔

"تمہارا گھر ہے "

مقابل کی جانب سے وہی

جواب ملا جو عین توقع تھی۔۔۔

کل تو آپ چلے جائیں گے "

تو پھر حفصہ اور

"میں ہی رہیں گے وہاں

ان جملوں سے مقصود گفتگو

نہیں تھی ان جملوں سے

تو مقصود جتانا تھا۔۔۔

قیصر سمجھ گیا تھا وہ

آنے کے لیے تیار ہی اس

لیے ہوئی ہے کیونکہ

وہ جا رہا ہے---

وجہ چاہے کچھ بھی

ہو وہ آ رہی تھی یہی

بہت تھا---

ہمممم--- تم نہیں چاہتی"

" میں تمہارے ساتھ رہوں؟

بہت محبت سے کیا

گیا سوال تھا یہ---

اور یقینا سامنے والے

نے اس میں جھلکتی

محبت محسوس بھی

کی ہوگی---

میرے چاہنے سے دنیا "

"نہیں چلا کرتی

وہ دوبدو گویا ہوئی---

لہجے میں کڑواہٹ

بھری تھی---

" مگر قیصر کی دنیا چلتی ہے--- "

اس کا جواب بھی اتنا ہی

دوبدو تھا مگر فرق

صرف اتنا تھا جہاں مقابل

کے لہجے میں کڑواہٹ

تھی وہیں اس کے لہجے
میں مٹھاس بھری تھی----
اس نے بڑا جتاتے ہوئے
جملہ ادا کیا تھا تاکہ
وہ جان لے قیصر کی
دنیا اسی سے چلتی ہے---
کچھ لمحوں کے لیے
وہ واقعی لاجواب ہوئی---
جھوٹا قیصر "پھر "
قیصر نے اسے بڑبڑاتے سنا---
اور وہ بےاختیار ہی مسکرا دیا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
قیصر جب انہیں لینے
پہنچا تو وہ دونوں ہی
اسے سامان کے ساتھ ہاسٹل کے
مین دروازے پر کھڑی
نظر آئیں---
حفصہ کی ایکسائٹمنٹ
تو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی
جبکہ نایاب کے چہرے پر
خوشی کا دور دور تک
کوئی اثار نہیں تھا---
وہ اپنے ساتھ عاطف

کو لایا تھا حفصہ کا سارا
سامان عاطف نے رکھا
اور نایاب کا خود قیصر نے---
قیصر نے جب فرنٹ پیسنجر
سیٹ کا ڈور کھولا تو اس
بار حفصہ نے بےوقوفی
نہیں کی آگے آنے کی ---
نایاب خاموشی سے
آکر بیٹھی---
پورے راستے وہ حفصہ
اور عاطف تھے جو باتیں
کرتے رہے بیک پیسنجر
سیٹ پر بیٹھ کر--- جبکہ
قیصر و نایاب تو اتنا خاموش
تھے کہ لگا جیسے گاڑی
میں موجود ہی نہ ہوں ---
❤️ *Husny Kanwal*❤️
نایاب--- پتہ ہے میں نے"
" کل خواب میں کیا دیکھا- .
وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی
سیل کان سے لگائے زریاب
سے باتیں کر رہی
تھی جب اس نے

باتوں ہی باتوں میں
اپنے خواب کا ذکر چھیڑا۔۔۔
" ہمارا نکاح؟؟"
ملا کی ڈور مسجد تک اور
زریاب کی ڈور نکاح
تک۔۔کیا وہ چمکتی آنکھوں
والی گڑیا نہیں جانتی تھی ۔۔۔
" ہاں۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ ؟"
وہ ایکسائٹڈ و حیرت کی
ملی جھلی کیفیت
سے سرشار ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔۔
بہت خوشی جھلک آتی
تھی اس کے لہجے میں
نکاح کی بات کرتے وقت۔۔۔
" بس پتا چل گیا۔۔۔"
وہ ہلکا سہ مسکرا کر بولی۔۔۔
اسے خود بھی علم
نہیں ہوگا شاید کے اس
کی آواز کس قدر میٹھی
تھی۔۔بالکل شہد جیسی۔۔۔ کے
سننے والے کو اپنے کانوں
میں رس گھولتی معلوم ہو۔۔۔
زریاب اکثر اس کی آواز کی

مٹھاس میں کھو جایا کرتا تھا
اس لمحے بھی اس کی
آواز پہ ہی تو فدا ہو رہا تھا---
" تو پھر کیا سوچا؟ ؟ "
"پہلے سٹڈی کمپلیٹ کریں گے "
ہونہہہہہ--- تم اور تمہارا یہ"
سٹڈی پروگرام" وہ خاصہ
چڑ کر بولا---
ویسے میں بتا دوں---- "
نیکسٹ ویک میں
" آرہا ہوں تمہارے پاس---
اچھا" وہ ہلکا سہ"
مسکرا کر بولی
وہ خوش تھی---
کتنے وقت بعد وہ
زریاب کو دیکھنے والی تھی--
ذریاب ایک بہت الگ
مقام رکھتا تھا اس کے
دل میں---
بس اچھا اور کوئی "
خوشی نہیں ؟؟---
یار تم تو ذرا بھی
"ایکسائٹڈ نہیں ہوتیں

اس کے لہجے میں شکوہ در
آیا تھا۔۔۔
اچھا رونا بند کرو "
بچوں کی طرح اور
یہ بتاؤ کب آرہے
"ہو تاکہ میں تیاری کروں
وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔ ۔۔
" نکاح کی؟؟ "
مقابل خاصہ ایکسائٹڈ ہو کر
پوچھ اٹھا۔۔۔
نہیں۔۔۔ تمہارے اسٹے کی۔۔"
کیونکہ میں تو قیصر کے
گھر میں ہوں نا حفصہ بھی
" میرے ساتھ ہے۔۔
اٹس اوکے۔۔۔میں ہوٹل میں "
رک جاؤں گا۔۔۔ اور انکل قیصر کیسے
ہیں؟؟... تمہاری ناراضگی
" ختم ہوئی ان سے؟؟
اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔ ۔۔
بہتر ہے۔۔۔۔ " اس نے دو لفظوں "
میں پوری بات کو ختم
کیا زریاب سمجھ گیا
وہ اس موضوع پر

بات نہیں کرنا چاہتی ---
اچھا ۔ ۔ کیا تم ان سے "
اجازت لے سکتی ہو
ہمارے نکاح کی؟؟--- دراصل
میں نے مامو سے بات کی تھی
کل لیکن مامو نے صاف کہا
کہ جب تک قیصر
انکل اجازت نہیں دیں گے
تب تک وہ بھی ہمارے
نکاح کے لیے راضی نہیں
ہوں گے اور نہ ہی
مام کو کریں گے---- تو
اس کا مطلب صاف ہے
پہلا اسٹیج پار کرنا
سب سے زیادہ ضروری ہے
"جو قیصر انکل ہیں----
زریاب جو اپنے کمرے میں
صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا
نایاب کو پوری بات بتانے لگا---
مگر --- " نایاب ابھی"
کچھ بولتی کہ وہ تیزی
سے بات کاٹتے ہوئے---
" کیا ہو گیا ہے نایاب؟؟...

تم کیوں مجھ سے بھاگتی

رہتی ہو؟؟؟... میں نکاح کرنا

چاہتا ہوں کوئی گناہ تو نہیں---

...پھر کیوں بھاگ رہی ہو یار؟

" یا تمہیں کوئی اور پسند آگیا ہے؟

اس بار زریاب کا لہجہ تھوڑا

سخت تھا نایاب نے محسوس

کیا وہ پہلے کی طرح بات

نہیں کر رہا ---

مگر وہ لڑکی نہیں جانتی

وہ ان سیکیور ہو گیا تھا

نایاب کی ذہانت

اس کی خوبصورتی

اس کی میٹھی آواز

اور رہا سہا اس کا اتنے

ہائی یونیورسٹی میں

پڑھنا ہر چیز اسے

کمتری کی جانب لے

جا رہی تھی یہی سبب

تھا کہ اب وہ چاہتا تھا

کہ بس نکاح ہو جائے

تاکہ وہ اس کے نام ہو

اس کے دل سے یہ ڈر ختم ہو

کہ کوئی اسے آکر چھین لے
گا اس سے---
وہ لڑکی لہجوں کو باسانی
سمجھ سکتی تھی---
اس بار
زریاب کے بات کرنے کا انداز ہی
اسے یہ بتانے کے لیے کافی تھا
کہ وہ کافی سیریس ہے
اس معاملے میں---
اور اگر اب وہ نہ کرے گی
تو وہ بہت ڈس ہارٹ
ہو جائے گا---
اوکے--- قیصر کل جا رہا ہے"
تو میں آج ہی
"بات کر لیتی ہوں---بس
اس نے یہ (بس) کا لفظ کافی
محبت سے ادا کیا تھا جس
پہ ذریاب کا غصہ جو اس
وقت آسمانوں سے باتیں
کر رہا تھا لمحہ بھر میں
ٹھنڈا پڑا---
ٹھیک ہے جلدی جا "
کے بات کرو اور پھر

مجھے آکے بتاؤ --- میں جاگ

"رہا ہوں تمہارے لیے

کیونکہ پاکستان انگلینڈ

سے پورے چار گھنٹے

آگے ہے اسی لیے جہاں

انگلینڈ میں اس

وقت سات بج رہے تھے

وہیں پاکستان میں 11----

ابھی سات بج رہے ہیں "

یہاں پر---قیصر ابھی تک

"گھر نہیں لوٹا ہے--

اوو--- یہ ٹائم کا فرق---"

میرے تو دماغ سے ہی

"نکل گیا تھا---

اس نے اپنی آنکھیں میچ

کر کہتے ہوئے سر پہ دھپ لگائی---

چلو ٹھیک ہے"

جب وہ آئیں تو بات کرنا

ضرور اور پھر مجھے

" بتانا انہوں نے کیا جواب دیا---

"ٹھیک ہے "

نایاب راضی ہوئی اس کے

نزدیک قیصر نے

ہاں ہی کرنا تھا--

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ گھر لوٹا تو معمول کے
برخلاف اسے گارڈن میں ہی
عاطف اور حفصہ کرکٹ کھیلتے
ہوئے نظر آئے جبکہ نایاب
قریب ہی کرسی پر بیٹھی
کافی کا مگ منہ سے لگائے
ان کا میچ دیکھ رہی تھی
اسی کی پاؤں سے
لگ کر کیٹو بیٹھی نظر
آرہی تھی--
اگر لوگ کہتے ہیں کہ بیوی
گھر کی رونق ہوتی ہے
تو اس لمحے قیصر
نے جانا تھا کہ غلط
نہیں کہتے ---
ایک عجیب سہ
سکون و خوشی ملی تھی
اسے--- ایک راحت سی---
اس کے قدم از خود ہی
نایاب کی جانب بڑھنا
شروع ہو گئے تھے---

وہ چیئر کھسکاکر بالکل
نایاب کے سامنے والی
کرسی پر بیٹھا۔۔۔
ایسا نہیں ہے کہ وہ لڑکی
نہیں جانتی تھی بس
وہ توجہ نہیں دینا
چاہتی تھی اس کی
موجودگی کو۔۔۔
مجھے ایک سپ "
ملے گا؟؟ " نہایت لچک
دار لہجے میں اس کی
جانب دیکھتے ہوئے
استفسار کیا۔۔۔
"نہیں"
سپارٹ انداز میں
صاف انکار آیا۔۔۔
اسے عجیب نہیں لگا تھا
قیصر کا اس کا جھوٹا
مانگنا۔۔۔ کیونکہ بچپن
میں ان گنت بار اس نے
قیصر کا جھوٹا کھایا ہے
اور قیصر نے اس کا۔۔۔
اسی لیے یہ معاملہ

ان دونوں کے درمیان
بالکل بھی جھجک والا
نہیں تھا---
"پلیز-- بس ایک سپ جگنو--"
اس چاکلٹی بوائے نے
ہلکی سی گردن موڑ کر
مسکراتے ہوئے---اس بار ذرا
التجائی انداز میں کہا--- تو
نایاب منع نہ کر سکی---
بے دلی سے ہی صحیح
مگر اپنا مگ اسکی جانب
بڑھا دیا---
وائٹ مگ پر اس کے ہونٹوں
کی لگی لائٹ پنک
لپ اسٹک الگ ہی نمایاں
ہو رہی تھی---
نایاب کی نگاہ اب کرکٹ
کی جانب تھی اس نے
نہیں دیکھا کہ قیصر نے
اسی کے لبوں کے مقام
سے اپنے لب لگا کر پینا
شروع کیا ہے---
قیصر ساری پینے "

کے لیے نہیں دی تھی--
واپس دو--- " ابھی اس
نے دو گھونٹ ہی پیے ہوں
گے کہ نایاب نے
واپس مانگ لی ---
مقابل نے بھی بغیر
کوئی احتجاج کیے
اس کی جانب بڑھا دی---
وہ لڑکی نہیں جانتی
قیصر کی نگاہ اب اس
پر ہی ٹکی تھی اس
نے واپس جب اپنے لبوں
سے مگ لگایا تو اب
وہ قیصر کے لبوں سے
مس شدہ تھا---
کچھ ملکوں میں
ایک دوسرے کا جھوٹا پینے
کو ان ڈائریکٹ کس کہتے
ہیں اور وہ حسین
نوجوان یہی سوچ
کے خوش ہوا ---
اور کبھی کبھار انسان
کی خوشیاں کتنی

چھوٹی چھوٹی چیزوں

سے وابستہ ہو جاتی ہیں ناں---

میں فریش ہو کر آتا ہوں "

"پھر ہم دونوں بھی کھیلیں گے

قیصر اعلانیہ طور پر

بتاتے ہوئے اٹھا تھا مگر

نایاب نے ایسا ظاہر کیا

جیسے سنا ہی نہ ہو---

میں نہیں کھیل رہی تم "

"تو اؤٹ ہی نہیں ہو رہے

حفصہ کا آج وہی

حال تھا جو عاطف کا

ہوتا ہے قیصر کے ساتھ

کھیلتے ہوئے---

وہ لڑکی سردی کے موسم میں

بھی بھاگنے کے سبب

پسینوں سے شرابور

ہو چکی تھی---

اس کی سفید رنگت

سرخ پڑ چکی تھی

سانس پھولا پھولا---

اس کا بچوں کی

طرح روتے ہوئے

شکایت کرنا۔۔ مقابل
کو ہنسا گیا تھا۔۔
حفصہ نے جب اس بار گیند
ڈالنے کے لیے ہاتھ
اٹھایا۔۔تو گرمی کی شدت
و پسینوں سے اپنے بال
گردن سے چپکتے محسوس
ہوئے۔۔جس پر اس
نے بےدلی سے گیند نیچے کی
جانب ڈال کر۔"ویٹ
پلیز" کی صدا لگائی۔۔
پھر فورا ہی اپنے
کھلے بالوں کو جوڑے میں
سمیٹنے لگی۔ ۔۔
وہ لمحہ جب وہ اپنے
گیلے بالوں کو
سمیٹ رہی تھی۔۔ عاطف
کے دل کو کچھ کر گیا۔۔
پھر وہی عجیب سہ
احساس اس کے دل میں
پیدا ہوا جو بارش میں
اسے نہاتے دیکھ ہوا تھا۔۔
وہ آنکھیں چھپکائے

بغیر دیکھ رہا تھا اس
کے بال کو جوڑے میں
قید ہوتے...
دل اچانک ہی زور زور سے
دھک دھک کرنے لگا ...
اس نے باقاعدہ اپنے
دل کی آواز کو سنا...
وہ بالوں کو جوڑے میں
قید کرنے کے بعد گیند
واپس اٹھا کر اب تیار
کھڑی تھی مگر عاطف
کب ہوش میں تھا؟
اس نے گیند کرائی
ریڈی کہہ کر... مگر سامنے
کھڑے کم عمر لڑکے نے
نہ سنا...
گیند ڈائریکٹ وکٹوں پر
لگی... اور حفصہ
بچوں کی طرح دونوں
ہاتھ اٹھا کر
ایکسائٹڈ ہو کر چیخی..
"آؤٹ "
پورے گارڈن میں اس کی

آواز گونجی ۔۔ تب جا
کے عاطف حواسوں
میں لوٹا تھا لیکن تب تک
تو دیر ہو چکی تھی ---
" لاو اب میری بیٹنگ "
وہ خاصہ اتراتی
ہوئی اس کی
جانب آئی---
وہ اس کے یوں شرارت سے
اترانے پر بھی سو سو
جان فدا ہوا تھا--- اور مقابل
کو کوئی خبر ہی نہیں تھی---
کے وہ کیسے اس کے ننھے
سے دل پر بجلیاں گرا
رہی ہے اس وقت---
عاطف اتنا فاسٹ بولر
تھا کہ پہلی ہی بول میں
اس نے حفصہ کو بولڈ
کر دیا تھا---
گیند کی سپیڈ اتنی تیز
تھی کہ حفصہ کو تو پتہ
ہی نہیں چلا وہ کب آئی
اور کب وکٹوں پہ جا لگی---

آؤٹ۔۔۔" عاطف سے زیادہ "

وہ نایاب تھی جس کی

آواز گونجی تھی پورے

گارڈن میں۔۔۔

ہونہہ۔۔ اور یہ"

"میری دوست ہے

حفصہ نے نایاب کی جانب

دیکھ۔۔اسے گھوری

سے نوازتے۔۔۔

سر جھٹک کر خاصہ

دل جلے لہجے میں کہا۔۔

جس پر مقابل دونوں

کندھے معصومیت سے اچکاکر

مسکرا دی۔۔۔

حفصہ کو چھیڑنے کا

اپنا ہی ایک مزا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ

چاکلٹی بوائے بلیک

کلر کی ڈھیلی سی

شرٹ اور اورنج و

گرین رنگ کا

ٹراؤزر زیب تن کیے

ہوئے واپس گارڈن میں

آن پہنچا تھا۔۔

چلو۔۔ آجاو جگنو۔۔ہم بھی"

کھیلتے ہیں۔۔۔ " یہ کہتے ہوئے

وہ حفصہ کی جانب بڑھا

تھا بلا لینے کی نیت سے۔ ۔۔

حفصہ کی نگاہیں

اسے دیکھتے ہی ستائیشی

ہوئیں۔۔۔

پیشانی پر آتے کالے بال

اس کے لکس میں بہت

بدلاؤ کا سبب بن رہے تھے

جیسا وہ عام دنوں میں

دیکھنے میں لگتا ہے

مغرور بزنس مین ٹائپ

ویسا تو وہ بالکل نہ لگا

وہ اب ٹینیجر لگ رہا تھا

کوئی کالج کا لڑکا۔۔۔۔

اوپر سے اس کی

خوبصورت باڈی جو

ڈھیلی ڈھالی شرٹ میں

پوشیدہ ہونے کے باوجود

اس کی خوبصورتی

چھپانے سے قاصر تھی۔۔۔

قیصر کی نگاہ
کیونکہ اپنے جگنو
پر ٹکی تھی اس لیے اس نے
حفصہ کی ستائشی نگاہوں
کو نہ دیکھا مگر عاطف نے
دیکھا اور نہ صرف دیکھا
اسے برا بھی لگا۔۔۔
اسے ایک عجیب سی آگ
لگتی محسوس ہوئی
اپنے دل میں۔۔۔
پھر ایک چاہت بھی اٹھی۔۔۔
چاہت۔۔۔ بالکل معصوم سی
چاہت ۔۔۔جیسے وہ تھا معصوم۔۔۔
کہ وہ اسے بھی ایسے ہی دیکھے
جیسے اس لمحے قیصر کو دیکھ
رہی ہے۔۔۔
اور کبھی کبھار کچھ
چاہتیں انسان کا بچپن
چھیننے کا سبب بن
جاتی ہیں۔۔۔
غلطی اس کی نہیں تھی
غلطی اس دل کی تھی
جو غلط وقت میں غلط

انسان سے لگ گیا۔۔

اور دل پہ کب کس

کا زور چلتا ہے۔۔۔

"مجھے نہیں آتا"

نایاب نے ہر بار کی

طرح صاف انکار کیا۔۔۔۔

" تو میں کس کام آوں گا؟"

وہ بولنے کے بعد اس

کے اٹھنے کا انتظار کرنے

لگا مگر وہ اپنی جگہ

سے نہ ہلی

"اب آ بھی جاو جگنو۔۔"

ہاں ۔۔۔نایاب آجاؤ نا "

"مزہ آئے گا کھیلنے میں

وہ حفصہ تھی جو اب

ضد کر رہی تھی۔۔۔۔

"آپی آجاؤ نا "

عاطف نے بھی ضد کی۔۔۔

سب اتنا کہہ رہے تھے

تو برا لگتا منع کرنا اب

اس لیے وہ کھیلنے کے لیے

تیار ہوئی مگر اسے واقعی

کھیلنا نہیں آتا تھا ۔۔۔

ذریاب کو شروع سے ہی
سوئمنگ میں انٹرسٹ تھا
سوئمنگ کمپٹیشن جیت کے
آنا اس کے لیے معمول کی بات
تھی جیسے
اور نایاب
صرف انہی چیزوں میں
انٹرسٹ شو کیا کرتی تھی
جو ذریاب کے ارد گرد گھومتی
ہوں اور اسے یاد نہیں پڑتا
زریاب نے کبھی
کرکٹ کھیلا ہو۔۔۔
وہ آ کر کھڑی ہوئی
تو قیصر نے فورا ہی
اس کا ہاتھ پکڑ کر
بلا پکڑایا۔۔۔
یہاں سے پکڑو اور سامنے "
گیند پر نظر رکھو اور پھر
جب گیند نزدیک
آئے تو " وہ اس کے ساتھ جھک
کر۔۔اس کے نرم
و چھوٹے ہاتھوں کو بیٹ پر سیٹ
کرنے کے بعد

اچھا خاصہ اسے سمجھا
رہا تھا کہ نایاب نے ہلکی
سی گردن موڑ کر اس کی
جانب دیکھا۔۔
وہ بہت قریب کھڑا تھا
کہ نایاب کا گردن موڑ کر
اس کی جانب دیکھنا ہی
اسے ساکت کرگیا۔
وہ چمکتی آنکھیں پہلے
سے زیادہ حسین ہو
چکی تھی اب۔۔۔
قیصر انھیں نزدیک سے
دیکھنے کے بعد آگے کے
جملے بھول گیا۔۔۔
ان آنکھوں میں جیسے
کوئی بلا کی تاثیر تھی
جو اس کی روح کو
کھینچ رہی ہو اپنی جانب۔۔۔
وہ سیاہ آنکھیں ان بھوری
آنکھوں میں محو ہو گئیں۔۔۔
ایک لمحہ
دو لمحے
تین لمحے اور وہ ساکت رہا

بالکل ساکت

اس نے سانس تک نہیں لیا تھا۔۔۔

مج۔۔مجھے "

"پیاس لگ رہی ہے

اس کا حلق

اچانک بالکل خشک پڑ گیا تھا۔۔۔

ارد گرد آکسیجن

بالکل ختم ہوتا معلوم ہوا۔۔۔

چار سیکنڈ بعد جا کر

اس نے سانس لیا وہ بھی

اتنا گہرا جیسے اسے

سانس نہ آرہی ہو۔۔۔

بوکھلا کر اگلے ہی لمحے

اس سے ایسے جدا ہوا

جیسے کرنٹ لگا ہو۔۔

اور یہ پہلی بار ہوا تھا

اس کے ساتھ۔۔۔

ایک بہت نیا احساس تھا

جو قیصر نے

محسوس کیا نایاب

کے قریب جانے پر۔۔۔

نایاب ابھی اس کے چہرے

کے بدلتے ہوئے تاثرات

کو سمجھنے کی کوشش

ہی کر رہی تھی کہ وہ

پانی کا بہانہ کر

تیزی سے وہاں سے

چلا گیا ---

"لاؤ میں سکھاتا ہوں آپی "

عاطف یہ کہتے ہوئے

آگے آیا اور اسے سکھانے

لگا ---

اسے کوئی خاص

دلچسپی نہیں تھی

سیکھنے میں---

قیصر تیزی سے

ڈائننگ ٹیبل کے پاس آ کر---

جگ میں سے پانی گلاس

میں انڈیل کر---- اس گلاس

کو تیزی سے لبوں سے لگا گیا---

کچھ زیادہ ہی "

کیوٹ ہے " وہ بےاختیار ہی

کہہ کر مسکراتا ہوا

اپنے نیچے کے

ہونٹ کو چبانے لگا---

اور وہ مسکراہٹ بہت ہی

دلفریب تھی---

عشق پر فائز ہوں اوروں"

...کی طرح لیکن مجھے

وصل کا لپکا نہیں ہے

"ہجر سے وحشت نہیں

اور پھر وہ آدھے بھرے

پانی کے گلاس کو دیکھتے

ہوئے بےاختیار کہ اٹھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ چاروں ساتھ

کھانا کھا رہے تھے---

اس بار بھی وہ مسلسل

نایاب کی پلیٹ بھر رہا تھا

مگر آج اس نے کچھ نہ کہا

جبکے چہرے پہ ناگواری

ظاہر تھی مگر لفظوں میں

اسے ظاہر نہ کیا اور یہ

بات قیصر نے محسوس

کی---

وہ نہیں جانتا کیوں

اتنا بڑا بدلاو ہوا تھا اس

کی شخصیت میں اچانک

مگر چونکہ وہ پوزیٹو وے

میں تھا اس لیے

وہ خوش تھا۔۔۔

عاطف ٹھیک"

طرح کھاؤ۔۔۔ " وہ صرف

نایاب کا ہی نہیں عاطف

کا بھی خیال رکھ

رہا تھا کھانا کھاتے وقت۔۔۔

حنی کھا تو رہا ہوں "

آپ کیا چاہتے ہیں کھا کھا

"کر موٹا ہو جاؤں میں

ایک نایاب دوسرا عاطف

ان دو کو ہی حق

حاصل تھا فقط اس سے

جل کر بات کرنے کا۔۔۔

اس کی محبت پر بھی

نخرے دکھانے کا۔۔۔

اور مزے کی بات یہ تھی

کہ وہ دونوں کے نخرے

سرآنکھوں پہ رکھتا تھا۔۔۔

اگلی بار اس نے منہ سے

جواب نہیں دیا تھا۔۔۔فقط

گھوری سے نوازا جس پر عاطف

خاموشی سے پلیٹ

دوبارہ بھرنے لگا۔۔۔

جہاں حفصہ یہ منظر

دیکھ کر مسکرائی وہیں

نایاب بھی قیصر کو

ستائشی نگاہ سے دیکھے

بغیر نہ رہ سکی۔۔۔

بہت بڑی بات تھی کہ

وہ پیدائشی امیرزادہ ہونے

کے باوجود نہ صرف اپنے

ملازم کے بیٹے کو اپنے

برابر میں بٹھا کر کھلاتا ہے

بلکہ اسے بالکل اپنے

چھوٹے بھائیوں کی طرح

ٹریٹ کرتا ہے۔۔۔

نایاب نے سوچ لیا تھا

وہ کھانا کھانے کے بعد

قیصر سے کمرے میں جا کر

بات کرے گی اپنے

اور زریاب کے نکاح

کے متعلق۔۔۔ یہاں سب

کے سامنے بات کرنا اسے

ٹھیک نہیں لگا تھا ۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"ہے hot یار۔۔ تیرا مامو کتنا ہاٹ"
نایاب ابھی اپنے کمرے میں
داخل ہی ہوئی تھی کے حفصہ
اس کے ساتھ پیچھے سے
داخل ہوتے ہوئے صوفے
پر آگری۔۔۔
پھر اپنے دل پر ہاتھ رکھ
کر نہایت ٹھنڈی آہیں
بھرتے فدا فدا لہجے میں بولی۔۔۔
جسے سنتے ہی نایاب اسے
الجھ کر دیکھنے لگی۔۔۔
مگر تمہارا کرش تو "
" وہ ہینری ہے ناں۔۔۔
نایاب اسے جیسے یاد دلا
رہی تھی۔۔۔
ہم سنگلز کا ناں یہی سب "
سے بڑا پرابلم ہے۔۔۔
"جسے دیکھو اس پہ دل آ جاتا ہے
نایاب نے اس کی بے شرمی
پر ہلکا سہ جھٹکا۔۔۔
"بٹ وہ سنگل نہیں ہیں "
اس چمکتی آنکھوں والی
گڑیا نے اس کے سامنے

والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے

باور کروایا۔۔۔

ہونہہہہہہہ۔۔۔۔۔ مت یاد"

"دلاؤ ۔۔۔یہی تو سارا غم ہے

وہ تو جیسے رونے

کے در پہ تھی۔۔۔

یہ سارے ہینڈسم "

گڈ لکنگ اور ڈیشنگ مین

" پہلے سے بک کیوں ہوتے ہیں؟؟

وہ کشن کو خود سے لگا کر۔۔۔

اس کے گرد اپنی

باہیں باندھتے ہوئے

ٹھوڑی پوری اس

کشن سے ٹکاکر ۔۔۔

نیچے والے ہونٹ

کو تھوڑا سہ آگے نکال

کر روہانسہ سے

لہجے میں بولی۔۔۔

نایاب محسوس کر سکتی

تھی وہ واقعی اس بات

پہ بہت دکھی ہے۔۔۔

مگر کیا کیا جا سکتا تھا ۔۔۔

تم کوئی دلاسہ ہی دے دو "

مجھے ---دوست ہو آخر میری---

دیکھو تمہاری خاطر

میں کتنی دور آکر رہ

رہی ہوں یونیورسٹی سے لیکن تم

سے ایک زبان ہلا کر

" دلاسہ نہیں دیا جا رہا---

وہ نایاب کی خاموشی

پر مانو جل کر بول اٹھی تھی---

تمہیں ان سے "

اچھا مل جائے گا" نایاب نے

اس کے کہنے پر دلاسہ

دینے کی کوشش کی---

کب؟؟... جب میں بوڑھی"

"ہوجاوں گی---

نہایت مایوسی کے ساتھ

نایاب نے اسے کہتے سنا---

نایاب کو اچھے سے علم

تھا اگر وہ دلاسہ دے گی بھی

تو سامنے والی نے قبول نہیں

کرنا پھر کیوں وہ اپنے

الفاظ ضائع کرے مگر صرف

اس کے کہنے پر وہ دینے

پر مجبور ہوئی تھی

لیکن
آخر نتیجہ وہی نکلا تھا
الفاظ ضائع ہوئے تھے
اور یہی سوچ اس
نے سر جھٹکا۔۔۔۔
ذہین لوگوں میں جو سب
سے زیادہ چیز پائی جاتی
ہے۔۔وہ ہوتی ہے ان کے الفاظ کی
ویلیو۔۔وہ اپنے الفاظوں
کو کبھی بھی
ضائع کرنا پسند نہیں کرتے۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
"آجاوں؟؟"
وہ کھانے کے بعد کافی دیر تک
انتظار کرتی رہی کہ قیصر
اسٹڈی روم سے باہر آئے
مگر وہ نہ آیا جس کے سبب
وہ مجبور ہوئی خود اسٹڈی
روم کا دروازہ ناک کرنے پر۔۔۔
نایاب کے لیے قیصر سے
بات کرنا بہت ضروری تھا
نکاح کے متعلق۔۔۔ورنہ
کل وہ چلا جائے گا پھر وہ

ذریاب کو کیا جواب دے گی---

❤️جاری_ہے#

وہ آفس میں داخل ہوئی تو مقابل

نے مسکراتے ہوئے اس

کا ویلکم کیا---

"ضروری بات کرنی تھی-- "

نایاب نے اسکی جانب

آتے ہوئے نارمل انداز میں کہا---

"شور--- آؤ بیٹھو"

اس کے کہتے ہی

نایاب اس کے سامنے

والی سیٹ پہ بیٹھنے

لگی تھی جب وہ

تیزی سے گویا ہوا

"ادھر نہیں --ادھر آو--"

قیصر کے کہتے ہی

نایاب اچھنبے سے اسے

دیکھنے لگی کیونکہ اس

کے برابر میں تو کوئی

سیٹ ہی نہیں تھی

پھر وہ اسے کہاں

بیٹھنے کے لیے بلا رہا تھا؟--

مگر اس کے باوجود

بھی وہ اس کی جانب
بڑھنے لگی۔۔
جیسے ہی اس کے
بالکل سامنے پہنچی مقابل
نے تیزی سے اٹھ کر۔۔
اس کے پیٹ کے دونوں
سائیڈ پر اپنے ہاتھ
جما کر اسے یوں ہوا
میں اٹھا لیا جیسے اس
میں کوئی وزن ہی نہ ہو۔۔۔
نایاب کی آنکھیں حیرت
سے پھیلیں۔۔۔
مقابل نے اسے اٹھا کے
ٹیبل پر بٹھایا۔۔تو وہ
عجیب سی کیفیت کا
شکار ہوئی۔۔۔جبکے مقابل اسے
اپنی ٹیبل پر بیٹھاکر
واپس اپنی چیئر پر آٹکا۔۔
یاد ہے جب میں اپنے "
کالج کا اسائنمنٹ کرتا تھا
تو تم ایسے ہی ٹیبل پہ چڑھ
کر بیٹھ جایا کرتی تھیں۔۔
میری شاید ہی کوئی بک

ہو جس میں

تمہارے ننھے ہاتھوں کی

"کلا کاری موجود نہ ہو۔۔

وہ پہلے تھوڑا عجیب

فیل کر رہی تھی سوچ رہی

تھی قیصر کو کیا ہو گیا ہے؟

کیا وہ بھول گیا ہے

کے وہ بڑی ہو گئی ہے اب۔۔

اس طرح نہیں بٹھا

سکتا وہ اسے لیکن بس

اس کی باتیں سننے کی

awkwardness دیر تھی وہ ساری

ہوا میں غائب ہو گئی ۔۔۔

عورت کتنی بھی ذہین

کیوں نہ ہو وہ چاہتی ہے

اس کے ناز اٹھائے جائیں

اس کے نخرے اٹھائے جائیں

اسے بچوں کی طرح ٹریٹ

کیا جائے اس کا خیال

کیا جائے ۔۔۔ اور یہ خواہش

کبھی نہیں مرتی چاہے

وہ کتنی عمر رسیدہ

کیوں نہ ہو جائے۔۔ پھر وہ

تو صرف 16 سال کی
لڑکی تھی ---
قیصر مجھے تم سے"
"اجازت چاہیے تھی--
نایاب نے اس کی سیاہ
آنکھوں میں جھانکتے
ہوئے کہا---
"مجھ سے ؟؟"
وہ الجھا---
بھلا نایاب کو کب سے
اپنے کسی معاملے میں
اس کی اجازت کی
ضرورت پڑ گئی---
ہاں-- زریاب مجھ سے"
"نکاح کرنا چاہتا ہے---
وہ آنکھوں میں آنکھیں
ڈال بتا رہی تھی اور مقابل
بھی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال سن رہا تھا---
اور تم ؟؟" دو لفظی سوال---"
مگر وہ لڑکی نہیں جانتی
کتنا کچھ پوشیدہ
تھا صرف

ان دو لفظوں میں---

ایک امید

ایک آس

ایک چاہت

ایک خواہش

کہ بس وہ نہ کہہ دے---

وہ جانتا تھا ایسا نہیں ہونا

اقرار پہلے پڑھ چکا تھا اس کا

ایف بی پر لیکن اس کے باوجود

دل کو کہاں لے کر جائے

جو امیدیں باندھنا نہیں

چھوڑتا---

میں بھی کرنا چاہتی"

ہوں---" اور اس لمحے

قیصر کو لگا اسے سانس

نہیں آرہا اس نے فورا

اپنی نظر جھکا لی---

تو کیا تمھاری اجازت سمجھوں "

قیصر؟؟" کتنے لمحے

بیت گئے مگر اس نے کوئی

جواب ہی نہ دیا حتی کہ

نظر تک نہ اٹھائی نایاب

کو نہیں سمجھ آیا وہ

اپنے دونوں ہاتھوں

کی انگلیوں کو ایک دوسرے

میں الجھا کر انہیں کیوں

دیکھے چلے جا رہا ہے---

جب کافی انتظار کرنے

کے باوجود اس نوجوان

کی جانب سے کوئی

جواب نہ آیا تو نایاب

خود پوجھ اٹھی---

ایک اجازت مجھے "

"بھی چاہیے تم سے---

اس نے اب جب نظر

اٹھائی تھی تو آنکھیں

سرخ تھیں اس قد سرخ

جیسے لہو بہ نکلے گا---

"مجھ سے ؟"

وہ ہلکا سہ حیران ہوکر---

قیصر عبدالرحمان کو

اپنے معاملات میں اس

کی اجازت کی ضرورت

کب سے پڑنے لگی---

ہاں-کنزہ مجھ سے نکاح"

کرنا چاہتی ہے--- تمہارے

نانا اور اس کے ڈیڈ

دونوں پیچھے پڑے ہیں

کہ اگلے مہینے ہی کر لوں--

"تو بولو ---کرلوں نکاح؟

وہ بہت سنجیدہ دکھائی

دے رہا تھا اس لیے مذاق

کا تو سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا تھا اس معاملے میں---

مگر قیصر تم اپنی زندگی "

کا اتنا پرسنل سوال

مجھ سے کیوں پوچھ رہے

ہو؟" وہ گڑیا آنکھوں میں

الجھا پن لیے پوچھ رہی تھی---

کیونکہ میری بیوی "

میرے پاس بیٹھ کر

مجھ سے کسی اور مرد

سے نکاح کا پوچھ رہی ہے

تو مجھے لگا میرا بھی

فرض بنتا ہے کہ میں

بھی اس سے اپنے لیے

کسی دوسری عورت

"سے نکاح کا پوچھ لوں

قیصر کا اسے سنجیدگی و نرمی

سے دیکھتے ہوئے کہنا

تھا کہ نایاب کو لگا

اس کے سر پہ کسی

نے ایٹم بم پھوڑا ہو---

"کی--کیا ؟؟--"

جس شخص کو وہ بچپن سے

اپنا مامو مانتی ہوئی بڑی

ہوئی ---اپنا محرم اور

وہ اچانک سے اس کا

شوہر نکل آیا ---

اس کے پاؤں سے

زمین کیسے نہ نکلتی --

وہ فورا ہی ٹیبل سے

اتر کر اسے حیرت سے

پھٹیں پھٹیں

آنکھوں کے ساتھ تکنے

لگی تھی---

تم بیوی ہو میری نایاب--"

بھانجی نہیں---"قیصر

نے اب کھڑے ہو کر اس

کا سیدھا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں

میں قید کر--- نہایت

محبت سے سمجھانے

والے انداز میں کہا۔۔۔
وہ بخوبی واقف تھا
کہ وہ شاکڈ میں ہے۔۔
اور اس نے ایکسپیکٹ
بھی نہیں کیا تھا کہ
وہ اسے فورا ہی قبول کر لے
اپنے شوہر کے روپ میں۔۔
وہ بس اسے سمجھانا
چاہتا تھا کہ ان کے
درمیان کا رشتہ کیا ہے۔۔۔
یہ۔یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ "
میں آپ کی بہن کی
بیٹی ہوں"وہ نہیں
قبول کر پا رہی تھی ۔۔۔
اس کا ذہن کسی
صورت قبول کرنے کے لیے
تیار نہیں تھا کہ قیصر
جسے وہ اپنا مامو مانتی
ہے وہ اصل میں اس کا
شوہر ہے۔۔۔
یہ جھٹکا اتنا بڑا تھا
کہ اس کے دماغ کے
پرخچے اڑ گئے تھے۔۔۔

قبول کرنا تو بہت دور
کی بات ٹھہرا وہ تو ابھی
تک یہی سمجھ نہیں پا
رہی تھی یہ ممکن کیسے
ہو سکتا ہے؟؟۔۔۔
وہ اس کی ماں کا بھائی
ہے پھر ان کا نکاح کیسے
ممکن ہو گیا؟۔۔۔
اور یہی وجہ ہے کے
ہمارے اسلام میں لے پالکوں
کے لیے کچھ اصول رکھے
گئے کہ جب انہیں پالا
جائے تو بھی ان کے والد
کے نام کے ساتھ ہی رکھا
جائے اپنا نام نہ لگایا جائے۔۔۔
نہیں۔۔۔ سگی بہن نہیں ہے"
تمہاری ماں میری۔۔
"میں لے پالک ہوں۔۔۔
قیصر اسے بہت تحمل سے
بتا رہا تھا جانتا جو تھا کہ
شاکڈ بڑا ہے بہت۔۔۔
یاد ہے جب میں تمہیں "
یتیم خانے سے لینے آیا تھا۔۔

میں نکاح کرکے آیا تھا جگنو۔۔۔

تمہارے باپ کی اجازت

"سے ہوا تھا نکاح۔۔۔

اور قیصر کا یہ

انکشاف اس لڑکی کو

پتھر کا بنا گیا تھا۔۔۔

کیونکے ہمارا ساتھ ہمیشہ"

کا ہے۔۔۔باقی سب صرف ٹرین

کی بوگی میں چڑھنے

والے لوگ ہیں

جنھیں کہیں ناں کہیں اترنا

ضرور ہے۔۔۔وہ صرف

ہم ہیں جگنو۔۔۔

قیصر و نایاب ۔۔

جنھیں آخر تک

ساتھ رہنا ہے ۔۔

جن کی منزل ایک

"ہے۔۔۔

ہمارا ساتھ"

سونا گندی بات نہیں ہے۔۔۔کیونکے

"ہم ساتھ رہنے والے ہیں ہمیشہ ۔۔۔

اور اب نایاب کو یاد آیا تھا

مقابل نے تو بتایا تھا

شروع سے ہی

وہ بچی تھی اس لیے

سمجھ نہ سکی---

اس کا بال باندھنا

وہ اس کا کھانے کے لیے چیزیں لے کر آنا

وہ اس کا پیار کرنا

وہ اس کا اپنے ساتھ سلانا

وہ اس کا ہر وقت فکر مند رہنا

وہ اس کا نخرے اٹھاتے رہنا

یہ سب مامو بھانجی کے

رشتے سے نہیں تھا

کبھی بھی نہیں---

یہ تو شروع سے اس

کی محبت تھی جو وہ

اپنی بیوی پہ لٹایا کرتا تھا---

جب تک بھانجی تھی

تب تک تو یتیم خانے

میں پڑی تھی--- کسے پرواہ تھی؟

وہ تو میاں بیوی کا رشتہ تھا

جس نے اسے پھر سونے

نہ دیا تھا اس رات ---

اور وہ مجبور ہوا اسے

اپنے گھر لانے پر--

اپنی زندگی میں لانے پر--
ذمہ داریاں اٹھانے پر---
بیوی واحد ایسا رشتہ
ہے جسے آپ سمجھ لو
تو پوری دنیا--- پوری کائنات---
اور اگر نہ سمجھو تو کچھ نہیں ---
بات حساسیت کی ہے--
بات جذباتیت کی ہے--
بات ملکیت کی ہے --
بات ذمہ داریوں کی ہے--
بات سمجھنے کی ہے--
جو سمجھ گیا اس نے پا لیا
جو نہ سمجھا وہ پا کر بھی کھو بیٹھا---
بس اتنا سہ فلسفہ ہے اس رشتے کا---
جگنو--- میں جانتا ہوں"
یہ سب قبول کرنا
بہت مشکل ہے تمہارے لیے---
میں--" ابھی وہ اس کے رخسار
پر اپنا ہاتھ رکھ۔
سمجھانے والے انداز میں
بڑی نرمی سے بول ہی
رہا تھا کہ وہ ہاتھ چھڑا
کر تیزی سے بھاگ گئی---

اور وہ لڑکی نہیں جانتی

اس کا یوں بھاگ جانا

قیصر کے دل پر کس

قدر گرا گزرا تھا۔۔۔

وہ حسین نوجوان

یوں ہی کھڑا بس اپنا

خالی ہاتھ تکتا رہ گیا تھا

جس میں اب اس کے نرم

ہاتھ قید نہیں تھے۔۔۔

بس اس کا کمرے

سے نکل جانا تھا کہ قیصر

نے گہرا سانس ہوا میں

خارج کیا۔۔۔۔

نہایت رنج کے ساتھ

اپنا سر جھٹکا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا اتنا آسان

نہیں ہے اس کے لیے۔۔

مگر کیا بھاگ جانا

مسئلے کا حل تھا؟؟۔۔

کیا سمجھے وہ

اس کے یوں چلے جانے کو؟۔۔۔

وہ واپس بیٹھ گیا اور

اس بار جب وہ بیٹھا تو

لگا جیسے بہت تھکا ہوا ہو
بہت دور کی مسافت طے
کر کے آیا ہو---
❤️*Husny Kanwal*❤️
ایک سال اور تین مہینے بعد---
:پاکستان کے شہر کراچی میں
وہ کلب میں بیٹھا ہوا تھا
سارے دوست اس کے ارد گرد
ڈیرا جمائے بیٹھے تھے
سب بہت لطف لے رہے تھے
اس کی باتوں سے---
کہ وہ چمکتی آنکھوں
والی لڑکی اس پرائیویٹ
کمرے کے دروازے تک
آن پہنچی
تو -- تم نے نایاب کی"
وہ تصویریں وائرل کی تھی
"پورے کالج میں؟
ان میں سے ایک
بڑی حیرت سے پوچھ رہا تھا---
بالکل--- وہ میں ہی تھا--"
اور کیا کرتا اس بلا
سے پیچھے چھڑانے کے لیے ---

کتنی بار بولا ---
منگنی توڑ دو منگنی توڑ دو
پر سن ہی نہیں رہی تھی--
فالتو میں محبت کرتی ہے
کہ رٹ گائے
بیٹھی تھی--- اور تمہیں
تو پتہ ہے جب گھی
سیدھی انگلی سے نہ
نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنی
پڑتی ہے یار--- اب جب
کسی کو منہ دکھانے کے
قابل نہیں رہے گی تو
خود ہی اپنا بیگ پیک کر
"کے بھاگ جائے گی لاہور---
اگر وہ اپنے کانوں
سے نہ سنتی تو
شاید کبھی یقین نہ کرتی
کہ اس کی نازیبا پکس لیک
کرنے والا کوئی اور نہیں
اس کا اپنا ذریاب ہے---
اس لمحے لگا جیسے
دل کو کسی نے مٹھی
میں بھیج لیا ہو --

اس قدر کرب میں تھی وہ
لڑکی کے لگا جیسے
دل پھٹ جائے گا---
آنکھیں موتی
برسانے لگیں---
ایک لڑکی کے لیے
اس کی عزت سب سے
بڑھ کر ہوتی ہے ----
اتنی بڑی کہ وہ محبت
کو بھی ٹھکرا دے اس کے آگے--
مزید اس کی دل خراش
باتیں سننے کی ہمت نہیں
تھی اس لڑکی میں
اس لیے تیزی سے کمرے
کے اندر داخل ہوئی---
وہ سامنے پہنچی تو
پورا گروپ جو لڑکا لڑکیوں
پر مبنی تھا اسے
دیکھ ہکا بکا ہوا---
وہ ڈائریکٹ جا کر
زریاب کے روبرو کھڑی
ہوئی ----
دل میں آگ لگی ہوئی

تھی مگر لب خاموش تھے---
جسے دل میں بڑے
اونچے مقام پر بٹھائے
رکھا تھا آج جب اسے
گرا دیا تو پھر کیا باقی
رہ گیا اور کہنے کو---
زریاب لمحہ بھر کے لیے
گڑبڑا گیا تھا اسے اپنے
سامنے پا کر---
اتنا گرنے کی ضرورت "
نہیں تھی تمہیں---" اتنا کہتے
ہوئے اس نے اپنی انگلی
سے انگوٹھی نکال کر اس
کے منہ پہ دے ماری تھی---
ان چاہی منگنی سے
آج جان چھوٹ گئی تھی
اس کی--- اس سے زیادہ
اور کیا چاہیے تھا اس لڑکے کو---
وہ پلٹ کر جانے ہی
لگی تھی جب سامنے
سے اسے ارسا آتی نظر آئی---
نایاب کی سمجھ نہیں
آیا اس لمحے--- کسے

ذمہ دار ٹھہرائے اپنی بربادی کا؟
اس حادثے کو ؟۔ اپنے کومے
میں چلے جانے کو؟۔ یا زریاب
کی یادداشت چلے جانے کو؟۔
یہ ارسا کے اس کی زندگی
میں آکر اس کی جگہ لے لینے کو؟
صرف ایک سال وہ کومے
میں کیا رہی۔۔۔ سب بدل گیا ۔۔۔
جسے وہ اپنی جان
کہتے ہوئے تھکتی نہیں
تھی آج وہ ہی اس کی عزت
کی دھجیاں اڑاتے پھر
رہا تھا پورے کالج میں۔۔۔
"کیا ہوا ہے نایاب؟"
ارسا اس کی آنکھوں
میں آنسو جھلکتے دیکھ۔
فورا ہی فکر مندی سے
پوچھ اٹھی تھی۔۔۔
مبارک ہو۔۔۔ "
"تم کامیاب ہو گئیں
زندگی میں اتنی اذیت
اسے کبھی نہیں ہوئی تھی
جتنی اس لمحے ہو رہی تھی۔۔۔

زریاب صرف محبت تو نہ
تھا بچپن کا دوست بھی تھا
وہ کیسے کر سکتا ہے اس کے
ساتھ یہ سب کچھ؟---
یادداشت گئی تھی
انسانیت تو نہیں مری تھی ناں؟---
ایک ہفتے پہلے ہونے
والی پارٹی میں جب ذریاب
نے اسے جوس آفر کیا تو اس نے
زیادہ نہ سوچا بھلا وہ کب
سے ذریاب پر شک کرنے لگی
جب کہ وہ جانتی تھی وہ
منگنی توڑنا چاہتا ہے اور
وہ کافی دنوں سے اس بات
کو لے کے بضد ہے ----
مگر یہ تو اس کے
وہم و گمان میں بھی
نہیں گزرا تھا کہ وہ
اسے نشے کی ڈوس دے گا --
اور پھر اسے ہاسٹل کے
کمرے میں لے جانے کے بعد
اس کی نشے کی حالت میں
تصویریں بناکر پورے

کالج میں وائرل

کر دے گا۔۔۔

نایاب کو ان تصویروں کے

سبب کالج سے

نکال دیا گیا تھا۔۔۔

اس کا ایک سال پہلے

ہی کومے میں رہنے کے

سبب ضائع ہو گیا تھا۔۔

اتنی مشکل سے اس نے

دوبارہ پڑھنے کی کوشش

کی تو اب زریاب نے

اسے کالج سے نکلوا دیا۔۔۔

کبھی کبھار ایک

حادثہ آپ کی پوری

زندگی بدل کے رکھ

دیتا ہے۔۔۔

جس لڑکے کو پانے

کی خواہش میں اس نے

ایک بار بھی قیصر کے

متعلق نہیں سوچا اور

اس سے طلاق کا مطالبہ

کر ڈالا آج اسی لڑکے نے

پورے کالج کے سامنے

اس کے کردار کو
مشکوک کر دیا تھا۔۔
سوالیہ علامت بنا کے
چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔
نایاب پلیز مجھے"
ذمہ دار مت ٹھہراؤ
میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔۔۔
مجھے نہیں پتا تھا تمہارے
اور زریاب کے متعلق ۔۔
مجھے تو بہت بعد میں پتہ
چلا جب تم
"کالج آئیں
نایاب نے مزید کچھ
نہ کہا اور وہ سیدھی
وہاں سے چل دی۔۔۔
اب کہنے کے لیے
کچھ باقی بھی تو نہیں
رہ گیا تھا۔۔۔ جب اپنا سکہ
کھوٹا ہو تو دوسروں
سے کیسا گلہ؟۔۔۔
زریاب ۔۔۔"
میں نے کہا تھا تم سے
میں نہیں چاہتی تم مگنی

"توڑو نایاب سے

اب ارسا آکر سب کے

سامنے ہی زریاب پہ

برسنا شروع ہو گئی تھی---

نایاب کار ایکسیڈنٹ

کے بعد کومے میں چلی

گئ تھی--- ڈاکٹرز کا کہنا

تھا کہ شاید ہی اب

کبھی وہ قومے سے

باہر نکل سکے----

جب زریاب اس حادثے کے بعد

ہوش میں آیا تو اس

کی یادداشت جا

چکی تھی --- اس نے اپنی

زندگی نئے سرے سے

شروع کی---جس میں نایاب اب

کہیں بھی نہیں تھی---

میمونہ خاتون یا

زید نے اسے کبھی یاد

دلانے کی کوشش بھی نہ کی---

زید کے نزدیک یہی

اچھا تھا کہ وہ نایاب

کو بھول جائے---

کالج میں جب

وہ ارسا سے ملا تو اس کی

خوبصورتی کی جانب

تیزی سے مائل ہوگیا ---

دونوں ہی پورے کالج

میں لو برڈز کہلانے لگے---

نایاب کو سب

بھول گئے تھے---

وہ کوئی بھولی بسری

چیز بن چکی تھی دنیا کی

نظر میں---

جس کی وہ سب سے

بڑی عاشقہ تھی اسے

تو نام تک یاد نہیں تھا---

اور نہ ہی وہ نایاب کے لیے

پہلے جیسے کوئی جذبات

رکھتا تھا اب---

سب کچھ صحیح چل

رہا تھا زریاب کی زندگی میں

کہ اچانک نایاب

کو ہوش آگیا---

ہوش میں آتے ہی سب

سے پہلا نام جو اس کے لبوں

پر تھا وہ ذریاب کا تھا
جو کار ایکسیڈنٹ میں
اس کے ساتھ تھا---
جب نایاب کو پتہ چلا
کہ زریاب کی تو یادداشت ہی
جا چکی ہے اسے وہ اب
یاد نہیں رہی--- تو وہ
پوری طرح ٹوٹ گئی---
لیکن اس کے باوجود
وہ ہمت نہیں ہاری اس
نے اپنی محبت کو دوبارہ
پانے کی کوشش کرنا چاہی ---
ارسا کہانی کی ولن
نہیں بننا چاہتی تھی --- جب
سے اسے علم ہوا کہ
نایاب اس
کی پرانی محبت و
منگیتر ہے
تب سے اس نے صاف کہہ
دیا تھا زریاب سے کہ
وہ ان دونوں کے
درمیان کبھی نہیں
آنا چاہے گی---

اور نہ ہی وہ چاہتی ہے
کہ اس کی وجہ سے زریاب
نایاب سے منگنی توڑے---
اس نے وعدہ لیا تھا زریاب
سے کہ وہ نایاب کو ایک موقع دے
گا ہو سکتا ہے اس کی
یادداشت آ جائے---
جیسا نایاب کو امید ہے
اور پھر اس محبت کو
قائم نہ رکھ سکے جو ان کے
درمیان ہے---
مگر دل کے کسی کونے
میں وہ یہی چاہتی تھی
کہ یادداشت آنے کے بعد بھی
زریاب اسی کا انتخاب کرۓ---
اسی سے محبت کرے---
اور نایاب یہ نہ کہہ
سکے کہ یاد داشت
چلی گئی ہے صرف اس لیے
تم سے محبت کر رہا ہے---
بےبی میں نے نہیں توڑی-- "
اس نے خود توڑی ہے
"سب گواہ ہیں---

زریاب فورا ہی بیچارگی
اور معصومیت بھرے
چہرے کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔
زریاب ۔۔۔ وہ رو رہی"
تھی۔۔۔ مجھے اچھے
سے اندازہ ہے کہ تم نے
زبردستی کی ہے
اس کے ساتھ" وہ غصے سے
کہتی فورا ہی پلٹ کر
.. چل دی
زریاب اسے
منانے کے لیے تیزی سے
آگے بڑھا۔۔۔
مگر وہ اس کی ایک
سننے کے لیے تیار نہ تھی۔۔
نایاب باہر ہی بیٹھ کر
رو رہی تھی جب وہ
دونوں لڑتے ہوئے
اس کے سامنے پہنچے۔۔۔
اسے دیکھتے ہی
زریاب کا خون کھول اٹھا۔۔
اسے رونا دھونا کرنا "
ہی ہے تو اپنے کمرے میں

جا کر کرے یہاں کیوں

بیٹھ کر تماشہ دکھا رہی

ہے ارسا کو--"وہ دل ہی

دل کڑا ---

جبکہ وہ خوبصورت

دوشیزہ ان دونوں کو

دیکھتے ہی اپنے آنسوؤں کو

بے دردی سے ہاتھ کی پشت

سے رگڑتی--- جانے کی نیت

سے کھڑی ہوئی---

اسی لمحے عبدالکریم

دوسرے پرائیویٹ روم

سے نکل کر باہر سگریٹ

پھونکنے آیا تھا---

وہ سینیئر تھا

ان تینوں کا---

جیسے ہی اس نے

نایاب کو روتے ہوئے

دیکھا فورا ہی اس

کی جانب چلا آیا---

عبدالکریم کالج

کا سب سے پاپولر اور

خوبصورت لڑکا تھا---

تعلیم کے حوالے سے
نایاب اور اس کی کافی
بنا کرتی لیکن جب سے
تصویریں وائرل ہوئی تھیں
اس کے بعد سے نایاب
نے اس سے بات نہیں کی ---
لوگ سمجھ رہے تھے
کہ وہ اپنی شرمندگی کے
سبب کمرے سے نہیں نکل
رہی مگر وجہ شرمندگی
کبھی نہ تھی---
وجہ تو صرف دکھ اور رنج
تھا جو ذریاب کی بےوفائی
و دھوکے نے دیا---
وہ ٹوٹ گئ تھی اندر تک---
آج تک جو کچھ سہا--
کیا وہ کم تھا ؟--جو ذریاب
کا یہ روپ دیکھنے
کو ملا---
-
نایاب" عبدالکریم فورا"
ہی اس کی جانب آیا---
نایاب سوری اگر ذریاب"

نے تمہارے ساتھ کچھ
غلط کیا ہے تو اس کے
"لیے میں معافی مانگتی ہوں---
ارسا   خاصہ شرمندہ سی
ہو کر نایاب کے سامنے آ
کر معافی مانگ رہی تھی
جسے دیکھ-- زریاب
کو مزید تپ چڑھی---
اس کے نزدیک نایاب
دانستہ طور پر ارسا
کے سامنے رونے دھونے
مچا رہی تھی---
تم معافی   مت مانگو"
"میں نے کچھ نہیں کیا ہے--
نایاب کو تو لمحہ بھر کے
لیے یقین نہ آیا یہ وہی
ذریاب ہے جیسے وہ
بچپن سے جانتی ہے --
کس قدر ڈھٹائی سے وہ
جھوٹ بول رہا تھا اس
کے سامنے کھڑے ہو کر---
وہ ارسا کو نایاب
سے معافی مانگنے دینے

کے لیے تیار نہیں تھا

کسی صورت۔۔۔

غلطی نایاب کی تھی

تو ارسا معافی کیوں مانگے؟

وہ بےوقوف لڑکی

اس کے پیچھے

پڑی ہے۔۔۔ جب کہ وہ ہزاروں

بار کہہ چکا ہے کہ اسے

اپنے ماضی میں کوئی

دلچسپی نہیں

۔وہ اپنے حال میں بہت

خوش ہے۔۔۔

تو کیا وہ تم نہیں "

تھے ہو جو ابھی اندر

بیٹھ کر   اپنے سارے

دوستوں کے سامنے اقرار

کر رہے تھا کہ میری تصویریں

"تم نے وائرل کی ہیں؟

نایاب فورا ہی آگے آکر

اس کے سینے پر اپنی

شہادت کی انگلی ٹھوکتے

ہوئے   استفسار کر رہی تھی۔۔۔

اس کی بھوری آنکھوں

سے اگ کے شعلے نکلتے
معلوم ہو رہے تھے---
وہ تصویریں تم نے "
وائرل کی تھیں؟؟"ارسا
کو جیسے بری طرح شاکڈ
لگا ہو---
اب وہ زریاب کی
جانب دیکھ--بے یقینی
کے عالم میں پوچھ رہی تھی---
نہیں---جھوٹ بول رہی ہے"
یہ بےبی--- " زریاب مکر گیا
تھا-ارسا کی آنکھوں میں
اٹھنے والے سوالات کو دیکھتے
ہی
وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا---
"میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"
زریاب کی بات سنتے ہی
اس لڑکی کی بھوری
آنکھوں میں آنسو بھر آئے---
اس نے بے یقینی اور کرب
کی ملی جھلی کیفیت
کے ساتھ پلٹ سوال کیا---
ہاں--تم جھوٹ بول"

رہی ہو۔۔تم صرف ارسا
کو مجھ سے بدظن
کرنے کی کوشش کر
"رہی ہو نایاب۔۔۔
اس سے زیادہ جھوٹا ، ڈھیٹ
و بےغیرت آدمی نایاب نے
اپنی پوری زندگی میں
نہیں دیکھا تھا۔۔۔
اسے لگا اس کے دل
پہ کوئی خنجر گھونپ رہا ہو۔۔
اتنی شدید اذیت
کہ نایاب کو لگ رہا تھا اس
کے دل سے خون نکلنے
لگے گا۔۔۔
ہٹو تم۔۔نایاب ۔۔"
"آئی ایم سوری۔۔۔
ارسا نایاب کی آنکھوں
میں جھلکتا کرب و اذیت
و رنج دیکھ سکتی تھی۔۔۔
اور وہ یہ بھی بخوبی
جانتی تھی کہ ذریاب
بس نایاب سے کسی طرح
جان چھڑانے کے پیچھے تلا ہے۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ اس
کی غلطی کی معافی
مانگنے وہ خود آگے آئی
زریاب کو ہٹاکر۔۔۔
مجھے نہیں چاہیے "
تمہاری معافی"نایاب چیخی۔۔۔
اس کے جذبات باآسانی
تغیرات کا شکار نہیں ہوا
کرتے تھے لیکن جو کچھ
اس کے ساتھ زریاب
نے کیا اس کے بعد وہ کیسے
نارمل رہ سکتی تھی۔۔۔
چیخو مت میری گرل فرینڈ"
پر۔۔" زریاب اس کے چیخنے پر
آگ بگولہ ہوکر آگے آیا۔۔اور بغیر
یہ پروا کیے۔۔کے اسے لگ
سکتی ہے اس کا بازو
پکڑ کر پیچھے کی
جانب دھکا دے دیا۔۔۔
نایاب" عبدالکریم فورا"
ہی چیختا ہوا غصے سے
بھپر کر زریاب پر حملہ
کرنے چلا آیا تھا۔۔۔

کہ اس کی ہمت کیسے

ہوئی ہے ایک لڑکی کو

اس طرح دھکا دینے کی---

نایاب اس کے اچانک

دھکا دینے پر اپنا بیلنس

برقرار نہ رکھ سکی تھی

اور قریب کے فوارے

میں جاگرئی---

اس کی ٹھوڑی

فوارے کی نیچی دیوار

سے ٹکرائی اور اس میں

سے خون رسنے لگا---

ساتھ ہی اس کے پورے کپڑے

گیلے ہوگئے تھے---

یہ تو اچھا ہے کہ

وہ موٹی بلیک شرٹ

اور ڈارک بلو جینز

پہنی ہوئی تھی ورنہ

یقینا اس کے کپڑوں نے

ٹرانسپیرنٹ ہو جانا تھا---

وہ خود کو سنبھالتی

ہوئی ابھی اٹھنے ہی لگی

تھی جب فوارے کے

قریب ہی ایک گاڑی آ کر رکی---

اس میں سے تیزی

سے ایک شخص نکلا تھا---

جگنو---" وہ بھاگتا ہوا"

اس کی جانب آیا---

نایاب اسے تیزی

سے اپنی جانب آتا دیکھ

رہی تھی---

وہ کہنے کو اس پانی

میں تھی مگر وہ پانی

میں نہیں تھی اب---

وہ کہیں بہت دور یادوں

میں نکل گئی تھی---

:ماضی

وہ اسی رات قیصر

کے گھر سے نکل کر

واپس ہاسٹل پہنچ گئی تھی

حفصہ کو لے کر---

قیصر مسلسل کالز

کرتا رہا میسجز کرتا رہا

مگر اس نے نہ تو پڑھے

اور نہ ہی جواب دینے

کی کوئی زحمت کی---

اس نے ہمیشہ قیصر
کو صرف اپنے مامو کے
روپ میں دیکھا تھا اور
اسی رشتے کے اعتبار سے
محبت اور عزت کرتی رہی
شوہر والا روپ اس نے
نہ کبھی دیکھا
نہ تصور کیا اور
نہ ہی وہ قبول کر پا رہی تھی---
جگنو کم از کم مجھ"
"سے بات تو کرو---
قیصر کے آخری جملے
اس کے کانوں میں گونج
رہے تھے---
قیصر میں نے ڈیورس"
پیپرز سائن کر دیے ہیں
تم بھی کر دو--- میں کل
منگنی کر رہی ہوں
پلیز مجھے میری آزادی
"تحفے میں دے دو
اپنے نروٹھے و سخت
لفظ وہ آج تک بھول
نہیں سکی تھی--- جو

اس نے فون پر ادا کیے ----
حال:
اس نے قیصر کو
ایک موقع تک نہیں دیا تھا
اس کے باوجود وہ آج
بھی بھاگتے ہوئے اس کی
جانب آ رہا تھا جگنو جگنو
کرتے ہوئے---
وہ اٹھنا اب بھول بیٹھی---
وہ تو بس اس گرے پینٹ
کوٹ میں ملبوس نوجوان
کو دیکھ رہی تھی --- جو
اس تک آن پہنچا تھا---
"جگنو---اٹھو--"
اس نے فورا ہی نایاب
کے دونوں بازو پکڑ کر
نرمی سے اسے اٹھایا---
اس کی ٹھوڑی کے حصے
کا گوشت پھٹ گیا تھا---
جس سے خون نکل
رہا تھا تیزی سے---
قیصر نے عجلت سے
اپنے کوٹ کی جیب

سے رومال نکال کر اس
کی ٹھوڑی پہ لگایا۔۔تاکے
خون رکے۔۔۔
"انکل قیصر۔۔۔"
عبدالکریم اور اس
کی لڑائی ابھی چل ہی
رہی تھی جب قیصر کو
دیکھتے ہی وہ بالکل ساکت
ہو گیا خوف کی شدت سے۔۔۔
اور یہی وہ وقت تھا
جب عبدالکریم کو موقع
ملا تھا اپنا مکہ اس کے
منہ پہ جڑ دینے کا۔۔۔
اہ" زریاب کے منہ"
سے خون نکلنے لگا تھا
لیکن اس نے جوابی
کاروائی نہیں کی
وہ اب صرف قیصر کی
جانب دیکھ رہا تھا
جو نایاب کو فورا ہی
اپنا کوٹ اتار کر پہناتا
ہوا نظر آرہا تھا ۔۔۔
اور قیصر عبدالرحمان

یوسف کو کون نہیں

جانتا تھا آج کے دور میں---

وہ چڑھتا ہوا سورج تھا

جسے دنیا سلام کرتی

تھی جھک کر---

"تمھاری ہمت بھی --"

ابھی نایاب کو اٹھانے کے

بعد قیصر نے بھپر

کر دانت پیستے ہوئے

زریاب کی جانب قہر بھری

نگاہ کی ہی تھی کے نایاب

نے فورا اس کی چوڑی مردانہ

کلائ تھام

لی----

کیا وہ نہیں جانتی تھی

کے قیصر کے لیے ایک

منٹ بھی بہت ہے زریاب کو

زمین کی دھول چٹانے کے لیے---

"چھوڑ دو اسے قیصر---"

آج تک بہت کچھ کیا تھا

ذریاب نے اس کے لیے

آج اس کی باری تھی

وہ کیسے پیچھے ہٹ

جاتی ---اس نے قیصر
کے قہر سے اسے بچا لیا ---
اس کے نزدیک وہ
قرض اتار رہی تھی
اس کی محبتوں کا---
قیصر نے مٹھیاں بھیج لیں
مگر پھر ایک لفظ نہ کہا---
چلو " آنکھوں ہی آنکھوں"
میں ذریاب کو وارننگ
دیتے ---وہ اپنے جگنو
کی جانب پلٹا----
اور بس اس لڑکی کا
مرجھایا ہوا چہرہ دیکھنا
تھا کہ وہ غصہ وہ قہر
وہ غضب سب کچھ ٹھنڈا
پڑ گیا اور ان سیاہ
آنکھوں میں نرمی اتر آئی---
اس کا ہاتھ کلائی سے ہٹاکر--
اپنے ہاتھ میں تھاما---
وہ بھی اس انداز میں
کے انگلیوں سے انگلیاں
الجھ گئیں ----
پورے راستے نایاب نے

ایک بار بھی اس کی

جانب نہیں دیکھا---

"میرا ہاسٹل لیفٹ سائیڈ ہے "

اس نے گاڑی کو جب

غلط ٹرن ہوتے دیکھا

تو تیزی سے بول اٹھی---

وہ دونوں بیک پیسنجر

سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے

دونوں کے درمیان

کافی فاصلہ تھا---

"ہم ہسپتال جا رہے ہیں--- "

اس نے بھی نایاب کی

جانب نہیں دیکھا تھا

ایک بار بھی نہیں---

بات بھی ایسے کی

جیسے اعلان کر رہا ہو فقط--

مگر میں ٹھیک ہوں "

ہسپتال جانے کی ضرورت

نہیں ہے"وہ آہستگی سے

احتجاجا بولی---

مگر وہاں کون سن

رہا تھا اس کی---

لگا جیسے اس کی آواز

ہوا میں غائب ہو گئی ہو---

کچھ دیر بعد وہ

دونوں ہسپتال میں تھے---

اس خوبصورت گڑیا

کی ٹھوڑی پر پٹی

باندھی گئی ---

وہ اب دوبارہ جب گاڑی

میں آکر بیٹھے تب بھی

قیصر نے اس کی

جانب نہیں دیکھا---

چھوٹے ماسٹر "

"کہاں چلنا ہے؟

ڈرائیور کے استفسار کرتے ہی

ابھی نایاب کہتی کہ

ہاسٹل چلو اس سے قبل

ہی قیصر گویا ہوا

"میرے گھر"

مگر " ابھی وہ احتجاج"

کرنے کے لیے اس کی جانب

مڑی ہی تھی کہ اس نے

دیکھا کہ قیصر تو نو-نوٹس

کا بورڈ لگائے بیٹھا ہے

وہ سمجھ چکی تھی

وہ کچھ بھی بولے

مقابل نے اس کی نہیں سننی---

اس لیے بول کر لفظوں

کو ضائع کرنے سے کہیں

بہتر اسے بھرم قائم رکھنا لگا---

اور قیصر اپنا گھر آج

بھی اسی کو کہتا تھا

جہاں وہ اپنے جگنو کو لے

کر آیا تھا پہلی بار---

گاڑی جب مین دروازے سے

داخل ہوئی تو انگنت تلخ یادیں

تھیں جو نایاب کے ذہن

میں چلنا شروع ہو چکی تھیں

کیسے وہ بھوک سے

نڈھال تھی---

کیسے اس کا بلی کا بچہ

اس کے بیگ میں تھا

جسے وہ بار بار دلاسے دے

رہی تھی کہ بس تھوڑی

سی دیر اور-- پھر ہم

یہاں سے نکل جائیں گے---

کیسے وہ دروازے سے گری تھی---

کیسے وہ دروازے سے

نکل کر بھاگی تھی

اس رات---

گاڑی پورچ میں آ کر رکی---

تو اس لڑکی کا دل نہ

کیا گاڑی سے اترنے کا---

مانا آج وہ گھر بہت

روشن تھا باہر سے ہی

روشنیاں چمکتی ہوئی

نظر آرہی تھیں

پورا گارڈن روشن تھا

سویمنگ پول کا حصہ

روشن تھا لیکن اسے---

اسے تو وہ تاریکی ہی

یاد تھی جو وہ آخری

بار یہاں دیکھ کر گئی تھی---

تقریبا گیارہ سال پہلے---

یہاں سے بھاگتے وقت

اس نے کبھی نہیں سوچا

تھا کہ وہ دوبارہ یہاں

کبھی آئے گی وہ بھی

قیصر عبدالرحمان

کے ساتھ۔

چھوٹی بی بی--- چھوٹے ماسٹر"

اندر جا چکے ہیں" وہ گاڑی
میں ہی بیٹھی رہی
جب کہ ڈرائیور گاڑی
کا ڈور کھولے کھڑا تھا
جب دیکھا کہ   وہ تو اپنی
ہی دنیا میں کھوئی ہوئی ہے
تو آہستگی کے ساتھ آواز لگا کر
اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔
اس آواز نے جیسے
واپس اسے حواسوں میں
لوٹایا تھا۔۔۔
وہ آہستگی سے اثبات
میں سر ہلاتی۔۔۔گاڑی سے
اترئی۔۔۔
جب وہ لاؤنج میں
پہنچی تو اپنی سالوں
پرانی چیخیں اس کے
کانوں میں گونجنے لگیں۔۔۔
وہ پھر ایک لمحہ نہ
رکی وہاں تیزی سے
سڑھیاں چڑھتی ہوئی
اوپر اپنے کمرے کی
جانب دوڑی۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے
ہی اس نے دروازہ پیچھے
بند کر دیا اور پھر اس
سے لگ کر گہرے گہرے
سانس بھرنے لگی---
ریلیکس نایاب---"
سب ٹھیک ہے---
تم ٹھیک ہو ---" وہ خود
کو   اطمینان دلاتی
بیڈ پر آ بیٹھی تھی---
اس کے کپڑے اب
سوکھ چکے تھے---
قیصر کا کوٹ اتار کر
اس نے بیڈ پر لاپرواہی
سے ڈال دیا---
اور خود بے جان گڑیا
کی مانند بیڈ پر گر گئی
کچھ اس طرح کے اس
کے پاؤں نیچے لٹک رہے تھے---
وہ اس وقت کچھ
بھی یاد نہیں کرنا چاہتی
تھی اس لیے آنکھیں موند
لیں---

ابھی آنکھیں موندے

دو منٹ بھی نہیں گزرے

تھے کہ اس پہ پانی کی

بوندیں پڑنے لگیں---

اس نے فورا ہی آنکھیں

کھول کر دیکھا تھا----

اور جو منظر آنکھوں

کے سامنے تھا وہ نہایت

ہی دلکش تھا---

وہ حسین نوجوان

وائٹ ٹاول لور پارٹ

پہ بندھے --دوسری ٹاول سے

بال سکھاتا ہوا اس کے پاس

ہی آکر کھڑا ہوا --- اس کی

سیاہ سلکی گیلے بال

بہت حسین منظر

پیش کر رہے تھے دیکھنے میں---

او--سوری--- میں نہیں"

"جانتا تھا تم یہاں ہو

اور پھر اچانک ہی اسے

خود پر کسی کی نگاہوں

کی تپش محسوس ہوئی---

جیسے ہی اس نے بیڈ

کے جانب نگاہ کی۔۔۔نایاب
کو پاکر فورا
ہی مارے شرمگی کے
تیزی سے الماری کی
جانب بڑھا کپڑے پہننے
کی نیت سے۔۔۔
وہ بہت عجلت کے
ساتھ بلیک ٹی شرٹ
پہنتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔
کیا یہ وہ شخص
نہیں تھا جو اس کے
سامنے ہاف پینٹ
میں گھوما کرتا تھا صرف۔۔۔
نایاب بھی فورا ہی
ہڑبڑا کر اٹھی۔۔۔
اور وہ لڑکی جو کبھی
اس کی باہوں کے حصار
میں سویا کرتی تھی ۔۔۔
آج صرف اس کے ساتھ
ایک کمرے میں ہونے
پر اکورڈنس کا شکار
ہو رہی تھی۔۔۔
کہنے کو وہ دونوں ایک

کمرے میں تھے--- مگر
میلوں کا فاصلہ تھا
دونوں کے درمیان آج بھی---
اور سب سے بڑھ کر
اب قیصر کی جانب
سے ایک اجنبیت کی
دیوار حائل تھی ---
شرٹ پہننے کے بعد
وہ بلیک ٹراؤزر اپنے ہاتھ میں
لیے باہر کی جانب جانے لگا ---
اس نے کچھ کہا نہیں
تھا مگر نایاب
جانتی تھی وہ کمرہ
چھوڑ کر جا رہا ہے اس کے لیے---
ہمارا ساتھ"
سونا گندی بات نہیں ہے---کیونکے
"ہم ساتھ رہنے والے ہیں ہمیشہ ---
اور جب قیصر دروازے کی
جانب بڑھ رہا تھا تو وہ
حسین لڑکی اس کی پشت
کو تکتے ہوئے بےاختیار ہی
اس کے کہے جملے
یاد کرنے لگی---

کہنے کو بہت سادہ سے
جملے تھے مگر کتنے
معنی خیز وہ آج
سمجھی تھی---
قیصر" اس کے نرمی سے"
آواز دیتے ہی قیصر
کے قدم اپنی جگہ منجمد
ہوئے مگر اس نے پیچھے
پلٹ کر نہیں دیکھا---
تم نے ڈیورس پیپر "
"سائن نہیں کیے تھے نا؟؟
اپنی طرف سے تو
اس نے پیپر سائن کر کے
بھیج دیے تھے مگر قیصر
کی جانب کا معاملہ اسے
آج بھی نہیں معلوم---
(پتہ نہیں کیوں(نہیں
کا لفظ استعمال کیا ---
چاہتی تو ڈائریکٹ پوچھتی
کہ تم نے ڈیورس پیپر
سائن کر دیے---
یہ جو(نہیں) کا لفظ تھا ناں--
یہ اس پورے جملے میں

امید کو جگہ دے رہا تھا---

جملے میں چاہت

ظاہر نہیں ہوئی--

امید ظاہر ہوئی---

مقابل نے کوئی

جواب نہ دیا---

وہ دروازہ کھول کر

باہر نکل گیا تھا---

نہیں جانتی جواب

ہاں تھا یا نہ

اور نہ ہی وہ اس

متعلق خود کی کوئی

رائے قائم کرنا چاہتی

تھی اس وقت---

❤️#جاری_ہے

وہ چیخیں--

وہ اندھیرا--

وہ اپنی بلی کی آخری ہچکی--

وہ بھوک کی تڑپ---

وہ پسینوں سے شرابور جسم---

وہ بھاگ رہی تھی

اور بس بھاگتے ہی چلی

جا رہی تھی---

کوئی راستہ کوئی منزل نہیں---

صرف اندھیرا ہی اندھیرا

تھا چاروں طرف

اور پاگلوں کی طرح

بھاگتی ہوئی وہ---

اچانک اسے اپنی ماں

کی آوازیں آنے لگیں---

اس نے دیکھا اس کی

ماں سیڑھیوں کے پاس

کھڑی ہے کسی سفید

روشنی کی مانند چمکتی ہوئی--

وہ اس اندھیرے

سے نکل کر پھرتی سے

اپنی ماں کی جانب

بھاگی تھی---

لیکن بس وہ بھاگتے ہوئے

ان کے پاس پہنچی ہی

تھی کہ وہ غائب ہو گئیں---

امی---امی ---کہاں ہیں آپ؟"

امی---امی" وہ لاونج

میں کھڑے ہو کر سڑھیوں

کی ریلنگ پکڑے

چیخ رہی تھی---

اس کی اچانک آنکھ کھلی---

وہ اپنے کمرے میں تھی--

اپنے بیڈ پر ---

فل اے سی چل رہا تھا---

مگر اس کا جسم پسینوں

سے شرابور تھا---

وہ ایک

عجیب سی بے چینی

محسوس کر رہی تھی

خوف--- دہشت ---

کمرے میں روشنی تھی

اس کے باوجود

وہ خوفزدہ تھی---

"امی---کیٹو---زریاب---"

اب وہ اٹھ کر بچوں کی

طرح پھوٹ پھوٹ کر رو

رہی تھی---

اس ایکسیڈنٹ میں

اس نے اپنے دوست کو

کھو دیا تھا اپنی محبت کو---

پہلے وہ جب بھی

اس طرح کا خواب دیکھتی

تھی زریاب کے پاس بھاگتی

تھی مگر آج تو زریاب

خود ایک ڈراؤنے خواب

کا حصہ بن گیا تھا---

ایک سرد سی کی لہر اس

کے پورے جسم میں دوڑ گئی تھی

اس خیال کے آتے ہی کہ

اب وہ ذریاب کے پاس

نہیں جا سکتی--

دل کو جیسے کسی نے

مٹھی میں بھینچ لیا ہو

وہ تکلیف میں تھی

بہت اذیت میں---

اٹھ کر وہ کھڑکی کی

جانب تیزی سے آئی---

لیکن جیسے ہی اس

کھڑکی کو دیکھا اسے

اپنا پرانا وقت یاد آیا

کہ کس طرح وہ اسے

توڑ کر بھاگی تھی ---

وہ برق کی پھرتی

سے الٹے پیر

بھاگی---

اب وہ دروازہ کھول

کر باہر نکل آئی تھی---

سمجھ ہی نہیں آ رہا

تھا کہاں جائے---

اس خوف اور وحشت

میں مبتلا لڑکی نے

قیصر کے کمرے کا ڈور

نوک کیا---

وہ اس وقت

نارمل حالت میں نہیں تھی---

اس کے ایک بار ناک کرتے

ہی قیصر نیند میں دھت

دروازہ کھولنے آن پہنچا---

اور اگلے ہی پل وہ حیران

رہ گیا تھا ---

جب وہ اس سے ٹکرا کر

تیزی سے اپنا رستہ بناتی

اندر داخل ہوگئ تھی---

"ہہہ؟؟؟" وہ پلٹا تو نایاب کو

اپنے بیڈ پر لیٹتا ہوا پایا---

وہ لڑکی اتنی پھرتی سے

سب کچھ کر رہی تھی

کہ مقابل کو موقع ہی

نہیں ملا تھا کچھ کہنے

یا سمجھنے یا پوچھنے کا---

"لائٹ اوف مت کرنا قیصر"

فقط اتنا کہہ کر وہ

کمبل سے خود کو کور کر --

آنکھیں موند گئ تھی---

جبکہ مقابل دروازے پہ

حیرت کے مارے منہ کھولے

کھڑا اس لڑکی کو دیکھ

رہا تھا--- جو اس کے بستر

پر نہایت بے شرمی کے

ساتھ قبضہ کر چکی تھی---

تین چار منٹ تک وہ

اس لڑکی کو دیکھتا رہا

اور پھر سر جھٹکتا باہر

جانے لگا---

"کہاں جارہے ہو؟"

ابھی وہ ایک قدم

ہی چلا تھا کہ نایاب

فورا ہی اٹھ کر بیٹھتے

پوچھ اٹھی---

"دوسرے کمرے میں"

اس نے گہرا سانس لیا

اور پھر اس کی جانب

مڑ کر دونوں ہاتھ پوکٹ

میں ڈالتے--- نہایت لاپرواہی

کے ساتھ بتانے لگا---

مجھے ڈر لگ رہا ہے---"

"میرے پاس رہو---

وہ آہستگی سے بولی---

اس کے لہجے میں منت

تھی---

ہممم---" پہلے اس نے"

غور نہیں کیا تھا نایاب

کے چہرے پر لیکن جب

اس نے کہا کہ وہ ڈر رہی

ہے تو مقابل نے اب نگاہ

اٹھا کر اس کے چہرے

کی جانب دیکھا---

اس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا---

وہ خوف زدہ تھی

کیوں؟ اور کس سے؟---

کیا وہ پوچھے؟---

پھر سوچا نہیں---

اگر اسے بتانا ہوگا

تو خود ہی بتا دے گی---

وہ دروازہ بند کر کے

واپس آ کر صوفے
پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔
تم سو جاو۔۔۔ میں"
"جاگ رہا ہوں
اس کے کہتے ہی
نایاب نے اثبات میں سر ہلایا
اور آنکھیں موند کر
واپس لیٹ گئی۔۔۔
ذریاب کو کافی وقت لگتا
تھا نایاب کو کمفرٹیبل کرنے
میں جب وہ اپنے
خوفناک خوابوں سے
جاگا کرتی تھی۔۔ لیکن قیصر
کا معاملہ ایسا نہیں تھا اس
کا تو صرف کمرے میں
موجود ہونا ہی تحفظ
دینے کے لیے کافی تھا۔۔۔
نایاب کو لگتا رہا۔۔ یہ گھر
کمفرٹ زون تھا اس کا۔۔۔
مگر آج پہلی بار محسوس
ہوا گھر کبھی بھی کمفرٹ زون
نہیں تھا ۔۔۔وہ قیصر تھا
جو اس کا کمفرٹ زون تھا

ہمیشہ سے---

اس کی موجودگی

ایک تحفظ دیتی تھی---

خواب دیکھنے کے بعد

اسے کبھی نیند نہیں آیا

کرتی تھی لیکن

آج معاملہ بالکل الٹا ہوا---

وہ بس لیٹی اور ایسے

سو گئی جیسے کچھ ہوا

ہی نہ ہو--- جبکہ بیچارہ

قیصر بیٹھے بیٹھے اونگھ

رہا تھا---

اسے ڈر تھا کہ کہیں

ایسا نہ ہو کہ وہ سو

جائے اور نایاب خوف زدہ

ہو جائے پھر سے

-

اس لیے بمشکل اپنی آنکھیں

کھول کر اب وہ موبائل

چلا رہا تھا بیٹھ کر---

پوری رات اس لڑکے

نے یوں ہی کاٹی---

صبح نایاب کی آنکھ کھلی

تو مقابل   بیٹھے بیٹھے

جھوکے لیتا ہوا نظر آیا---

اس کی حالت سے نایاب

نے اندازہ لگایا تھا کہ

وہ پوری رات سویا نہیں ہے---

نایاب خود بھی حیران تھی

کہ وہ اتنی پرسکون نیند

کیسے سو گئی جبکہ خواب

دیکھنے کے بعد تو اسے

نیند آتی ہی نہیں تھی---

قیصر"اس کی میٹھی"

آواز جیسے ہی کانوں

کی سماعت سے ٹکرائی

مقابل بیٹھے اس حسین

لڑکے نے فورا ہی آنکھ کھل

کر اس کی جان دیکھا---

"ڈرو مت ---میں جاگ رہا ہوں "

وہ عجلت سے گویا ہوا---

تم سو جاؤ --دن نکل آیا ہے "

"مجھے اب ڈر نہیں لگ رہا

کیا وہ نہیں دیکھ سکتی

تھی قیصر کی سرخ آنکھوں

کو -جو بمشکل ہی کھل رہی تھیں--

نیند کے خمار کے سبب
اس قدر نشیلی نشیلی سی
ہو گئی تھیں اس لڑکے
کی سیاہ آنکھیں۔۔کے
سامنے بیٹھی لڑکی
بس اسے یوں ہی فرصت
سے دیکھتی رہی
کچھ لمحے۔۔۔
نہیں۔۔۔ابھی سات "
بھی نہیں بجے۔۔۔ تم سو جاؤ
"میں جاگ رہا ہوں۔۔۔
مقابل ابھی بھی
اپنی نیند اس کی خاطر
قربان کرنے کے لیے تیار
بیٹھا تھا۔۔ جبکہ نایاب
تو پورے دن بھی سو
سکتی تھی گھر میں۔۔۔
وہ قیصر تھا جسے
آفس جانا تھا۔۔۔
جس کی ضروری میٹنگ
تھی آج ۔۔۔ جس کی خاطر
وہ کل رات ہی انگلینڈ سے
واپس آیا تھا۔۔۔

نہیں--- تم سو جاؤ"

"تمھیں آفس بھی جانا ہوگا۔۔

اٹس اوکے---میں آفس"

nap میں

لے لوں گا۔۔"وہ تیار

نہیں ہوا---

سو جاو قیصر---"اور اس بار "

اس نے لفظوں سے نہ کہا

بلکہ اس کی جانب

چلتی ہوئی خود آئی---

اس کا ہاتھ تھام کر

بڑے حق سے کھینچا---

وہ بھی خاموشی کے

ساتھ اٹھ گیا تھا---

نایاب اسے بیڈ کی

جانب لے آئی---

اب وہ نرمی سے کہہ

رہی تھی اس کی آنکھوں

میں جھانکتے ہوئے---

اس بار کوئی احتجاج نہ

کیا خاموشی سے لیٹ گیا---

نایاب نے اس پر کمبل ڈالا---

تو وہ بڑی بےیقینی کے عالم

میں اسے دیکھنے لگا۔۔۔

اور قیصر عبدالرحمان نے

کب سوچا تھا کہ کسی دن

اس کا جگنو بھی اس کے

ناز اٹھائے گا ۔۔۔

آنکھیں بند کرو"

قیصر" جس طرح وہ

اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

لگا جسے روح کو چھو رہا ہو۔۔۔

اس کے گال جلنے لگے۔۔۔

وہ نشیلی سیاہ آنکھیں

عجیب سی بے قراری پیدا کر

گئیں تھیں۔۔۔

وہ ایک ان کہی سی

کیفیت کا شکار ہوئی۔۔۔

اس چمکتی آنکھوں

والی گڑیا نے بہت نرمی

سے حاکمانہ انداز میں کہا۔۔۔

اور بس اس کے جگنو

کے بڑے حق کے ساتھ

حکم کا صادر

کرنا تھا کہ اس نے آنکھیں

موند لیں۔۔۔

وہ اس قدر نیند میں

تھا کہ اسے دو لمحے

بھی نہیں لگے تھے سونے میں---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ فریش ہو کر نیچے

آیا تاکہ ناشتہ بنائے اپنے

اور نایاب کے لیے---

صرف دو گھنٹے ہی سو

سکا تھا وہ---

"یہ۔۔یہ سب کس نے بنایا؟"

ابھی وہ تیزی سے کچن

میں داخل ہوتا اس سے پہلے

ہی راستے میں پڑنے والی

ڈائننگ ٹیبل نے جو کھانوں

سے سجی ہوئی تھی

اس کا ویلکم کیا---

وہ ناشتے سے سجی ہوئی

ٹیبل دیکھ خاصہ چونکا---

میں نے" وہ نرمی سے"

کہتی اس کے پیچھے سے

آکر ڈائننگ ٹیبل پر کیلے

کے جوس سے بھرا

جگ رکھنے لگی---

یہ سب کرنے کی "
"ضرورت نہیں تھی تمہیں---
مقابل فقط اتنا کہہ کر
چیئر کھسکا کر بیٹھ گیا---
پورے 11 سال بعد وہ
دونوں ایک
ساتھ بیٹھ کر ناشتہ
کر کھا رہے تھے---
مگر دونوں کے درمیان
اجنبیت کی دیوار
حائل تھی---
دونوں نے ہی کوئی بات نہ
کی بس خاموشی سے
ناشتہ کرتے رہے---
ناشتہ ختم ہوتے ہی
نایاب فورا ہی اٹھ گئی
تھی برتن اٹھانے کے لیے---
"چھوڑ دو ---میں کرلوں گا"
ابھی وہ پلیٹ اٹھاتی
اس سے پہلے ہی قیصر
نے اس کے ہاتھ میں پکڑی
پلیٹ تھام لی---
مانا نایاب نے ایک لفظ

نہ کہا لیکن پلیٹ پر اپنی پکڑ
ڈھیلی بھی نہ کی---
چھوڑو ---میں"
کر لوں گا" مقابل دوبارا
سنجیدگی سے گویا ہوا--
اس کے لہجے میں پہلے
جیسی اپنائیت نہیں تھی
اور یہ بات نایاب
بہت شدت سے محسوس
کر رہی تھی---
نایاب نے کوئی جوابی
کاروائی نہ کی---
پلیٹ پر پکڑ ڈھیلی کر
اب وہ صرف قیصر کو
شکوے بھری نگاہ سے
دیکھ رہی تھی---
مقابل اس کے
شکوے بھری نگاہ کو
مکمل نظر انداز کر --
سامان سمیٹ کر
کچن کی جانب
چل دیا تھا---
ٹھیک ہے تو "

"پھر میں چلتی ہوں

جب اس کا کوئی کام

ہی نہیں تھا یہاں

تو رک کر کیا کرتی---

ویسے بھی اسے ہاسٹل

تو جانا ہی تھا --- وہیں

سے وہ واپس لاہور

جانے والی تھی --

بس نایاب کا اعلان

کرنا تھا کہ مقابل بجلی

کی پھرتی سے پیچھے پلٹ

کر---" برتن دھو دو ---میں

"اکیلے کیسے کروں گا---

ابھی دو منٹ پہلے کیا

وہ قیصر نہیں تھا جو اسے

کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے

کام خود کر سکتا ہے

وہ چھوڑ دے---

صرف دو منٹ میں

اس نے اپنا بیان بدل لیا تھا-

یہ دیکھ -نایاب کی آنکھیں

ٹوسٹ ہوئیں---

"ہممم"

پانچ منٹ بعد ---

وہ برتنوں میں لیمن میکس

سے بھرا اسپنچ لگا رہا تھا

اور نایاب انہیں

پانی سے کھنگالنے

کا کام کر رہی تھی---

میں دوپہر کا کھانا "

"گھر پر ہی کھاؤں گا

وہ اچانک گویا ہوا تو

نایاب نے حیرت سے

اس کی جانب دیکھا---

اوکے--" صرف ایک لمحہ"

لگا اسے یہ بات سمجھنے

میں کہ قیصر اسے

اپنے کھانے کے متعلق

کیوں بتا رہا ہے---

مقابل اپنے ہاتھ

ٹاول سے پہنچتا---

لال رنگ کا ایپرن اتار کر ---

کچن سے باہر چل دیا تھا---

جبکہ مقابل اب فریج

کھولے کھڑی --

دوپہر کے کھانے کی

تیاری کا سوچ رہی تھی---
قیصر---" وہ ابھی پہلی"
سیڑھی ہی چڑھا تھا
جب نایاب کی آواز نے
اس کے قدم روکے---
اس کی آواز شہد سے
زیادہ میٹھی تھی ---
کیا اس چمکتی آنکھوں
والی لڑکی کو ذرا بھی اندازہ تھا
کے جب وہ اس کا
نام پکارتی ہے اپنی میٹھی
آواز میں تو مقابل کا
دل کیسے دھڑکنا بھول جاتا
ہے--- نہیں -- وہ نہیں جانتی---
مگر کاش وہ جان سکتی---
ہاں؟" اس کی جانب"
مڑ کر-- ائبرو اچکاکر استفسار
کیا---
وہ ---کھانا بنانے کے لیے"
بہت سے انگریڈینٹس کی
ضرورت ہے جو گھر
"میں نہیں ہیں--
او--- کوئی بات نہیں---"

پاس ہی مال ہے۔۔ وہاں
" چلتے ہیں
مقابل دونوں ہاتھ پاکٹ
کے جیب میں ڈالتا ۔۔نہایت
لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔۔
تم میرے ساتھ جاو "
گے گروسری کے لیے؟"نایاب
کے لہجے میں جھلکنے
والی حیرت
مقابل کھڑے اس حسین لڑکے نے
محسوس کر لی تھی۔۔۔
"کیوں؟۔۔ میں نہیں جا سکتا؟"
وہ احتجاجی لہجے
میں استفسار کرنے لگا۔۔
ٹھیک ہے ۔۔۔" نایاب "
نے مزید بات کو طول نہ دی۔۔۔
میں چابی لے کر "
"آتا ہوں اوپر سے۔۔۔
وہ تیزی سے کہتا اوپر
کی جانب چل دیا تھا۔۔۔
نایاب صوفے پر بیٹھ
کر اس کا انتظار کرنے لگی
اسے لگا تھا وہ یوں ہی آ

جائے گا صرف چابی
لینے ہی تو گیا ہے
مگر پورا آدھا گھنٹہ گزر چکا
تھا اور سرکار کا ابھی بھی
دور دور تک کوئی اثار
نظر نہیں آرہا تھا آنے کا۔۔۔
اتنا تو لڑکیاں تیار ہونے
میں دیر نہیں لگاتیں
جتنا قیصر لگا رہا تھا
یہی سوچ نایاب
نے سر جھٹکا۔۔۔
چلو۔۔۔" وہ وائٹ شرٹ"
اور بلو جینز پہنے ہوئے تھا۔
اس نے شرٹ کے
اوپر کے دو بٹن کھلے
چھوڑے تھے۔۔۔۔
جن میں سے اس کی
کالر بون چمکتی ہوئی
الگ ہی نظر آرہی تھی۔۔۔
اس نے بالوں کو جیل سے
سیٹ نہیں کیا تھا ۔۔۔
جس کی
وجہ سے سلکی گھنے

سیاہ بال اس
کی پیشانی کو
ڈھانک رہے تھے---
وہ اپنی عمر سے بہت
کم معلوم ہو رہا تھا
اور خوبصورت بھی---
نایاب اس کے ساتھ
چلنے کے لیے کھڑی
ہوئی---
وہ دونوں بلیک اینڈ وائٹ
کے کنٹراسٹ میں تھے
جو دیکھنے سے ہی
آنکھوں کو کافی خوبصورت
معلوم ہورہا تھا---
شاید ہی مال میں ایسا
کوئی شخص ہو جس
نے اس کپل کو ستائشی
نگاہ سے نہ دیکھا ہو---
بجائے گروسری لینے کے
قیصر تو لڑکیوں کے
سامان کے پورشن
میں چلا آیا تھا--
"یہ یوز کرتی ہو؟"

اس حسین لڑکے نے

ایک کریم اٹھا کر اسے دکھا کر

استفسار کیا---

"نہیں---"

اچھا یہ؟؟" اب وہ دوسری"

دکھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا

جو کافی مشہور برانڈ تھا--

"نہیں"

"اچھا یہ ؟؟"

اب یہ تیسری کریم

تھی جو قیصر نے اٹھائی تھی

"نہیں--"

تیسری بار بھی جواب

نہیں میں ہی آیا --

تو پھر ؟--- او پلیز"

یہ مت کہنا کہ نیچرل

بیوٹی ہے--" قیصر کے کہتے ہی

وہ ہلکا سہ مسکرا دی تھی---

فیئر اینڈ لولی --"نایاب نے اپنے "

ہاتھ میں کریم اٹھا کر

اسے دکھائی---

چلو تو رکھ لو--"

اور شیمپو کون سہ

"یوز کرتی ہو؟

اس لمحے نایاب

کو سمجھ نہیں آیا وہ

گروسری لینے آیا تھا یا

اس کا سامان---

ہیڈ اینڈ شولڈر--" وہ بتاتے"

ہوئے ہلکا سہ شرمندہ

ہوئی ---

" بالوں میں او--- dandruff

"ہے؟

قیصر کی نگاہ اب

اس لڑکے کے گھنے بالوں

میں چلنے لگی تھی--

"ہاں---"

"تو ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں "

نہیں-- ایسا بھی کوئی برا"

حال نہیں ہے میرے سر کا--

بس تھوڑا بہت ہے

میں شیمپو یوز کرتی ہوں

"تو چلی جاتی ہے خشکی--

قیصر نے محسوس ہی

نہیں کیا وہ شرمندہ سی

ہو رہی تھی اس سے

اس ٹاپک پہ بات کرتے وقت۔۔۔
ہر انسان کی زندگی میں
ایک ایسا شخص ضرور ہوتا
ہے جسے وہ ہمیشہ اپنا
بیسٹ سائیڈ دکھانا چاہتا ہے۔۔۔
جس کی آنکھوں میں
وہ ہمیشہ نمبر ون بن
کے رہنا چاہتا ہے۔۔۔
جس کے سامنے وہ صرف
اپنی اچھائیاں شو کرنا
چاہتا ہے۔۔۔
چاہتا ہے کہ وہ فخر کرے
اس پر ۔۔۔
وہ اس کا آئیڈیل ہوتا ہے
جس کے سامنے وہ نہیں
چاہتا کہ اس کا کوئی
عیب ظاہر ہو
اور نایاب کی زندگی
میں وہ شخص قیصر
عبدالرحمان یوسف تھا۔۔۔
چلو تو پھر یہ رکھ لیتے"
ہیں۔۔" اس نے ہیڈ اینڈ شولڈر
اٹھا کر اب ٹرالی

میں ڈال لیا ۔۔

اس سے پہلے کہ وہ

مزید آگے بڑھتا

نایاب نے فورا ہی

اسے مال آنے کا اصل

مقصود یاد دلایا۔۔۔

گروسری اور نایاب

کے لیے کچھ سامان لینے کے بعد

وہ دونوں گھر واپس

آگئے تھے۔۔۔

قیصر نایاب کو گھر

میں چھوڑنے کے بعد فورا

ہی کپڑے چینج کرکے

آفس کے لیے نکل گیا ۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت

لیٹ ہو چکا تھا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

میٹنگ ختم ہوتے ہوتے

پانچ بج گئے تھے۔۔۔

کلائنٹ کے ساتھ بیٹھ

کر کھانا کھانا اس کی

مجبوری تھی اس لیے

وہ بیٹھا لیکن کھانے کو

ہاتھ نہ لگایا بس پانی کے
ایک گلاس پر اکتفا کیا۔۔۔
کلائنٹس کو ان کے
ہوٹل بھیجنے کے بعد
جب اس نے ٹائم دیکھا
تو ساڑھے پانچ ہو چکے تھے۔۔۔
وہ ہوا میں گاڑی
اڑاتا ہوا گھر پہنچا ۔۔۔
لمبے لمبے قدم بھرتا وہ
گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔
اسے احساس تھا کہ
نایاب بھوکی بیٹھی ہوگی
اس کی وجہ سے۔۔۔
لاؤنج میں داخل ہوتے ہی
اسے ڈائننگ ٹیبل پر رکھے
کانچ کے گلاس پر
دور سے ہی یلو رنگ کی
چٹ لگی نظر آگئی تھی۔۔۔
اس نے قریب آ کر
چٹ دیکھی ۔۔۔
میں جارہی ہوں۔۔کھانا پکا"
"دیا ہے ۔۔آپ کھا لیجیے گا۔۔۔
بس چٹ کا پڑھنا تھا کے اس

کا خون بری طرح جلا---

کچھ لمحے وہ یوں

ہی کھڑا رہا--پھر زخمی

سہ مسکرا کر کچن کی

جانب بڑھا---

کچھ دیر بعد وہ کچن

سے کھانا لے کر باہر نکلا ---

ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ

کر اب وہ اکیلا کھانا

کھاتا نظر آرہا تھا---

اس نے

تو کھانے کو گرم کرنے

تک کی زحمت نہیں

کی تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کیفے میں داخل ہوا ---

اس کی نگاہ اپنے کلائنٹ

کو ڈھونڈ رہی تھی---

سامنے ٹیبل پر جیسے ہی

فاروق صاحب بیٹھے نظر آئے

وہ فورا ہی ان کی جانب

چل دیا---

ابھی ان تک پہنچتا

کہ راستے میں اچانک ہی
سامنے سے ایک لڑکی آن ٹکرائی ---
ایییی--- یہ کیا کیا تم نے ؟؟--"
آندھے ہو کیا؟---
"نظر نہیں آتا تمہیں؟
اس لڑکی کے ہاتھ میں
کول کافی کا کپ تھا جو
سارا زید کے کپڑوں پر الٹ
گیا تھا ٹکرانے کے سبب---
زید نے جوابی کاروائی کرنے
کے لیے --جزبز ہوکر نگاہ
سامنے کھڑی اس لڑکی کی
جانب اٹھائی --
اور اگلے ہی لمحے وہ مبہوت
ہوگیا---
خوابوں میں تو کتنی ہی
بار ملی تھی وہ اس سے
لیکن حقیقت میں ملاقات
آج زندگی میں پہلی
بار ہوئی تھی---
وہ تصویروں سے زیادہ
خوبصورت تھی ریل میں
یہ زید کے دل نے تصدیق دی

اسے دیکھتے ہی---
اس نے تو کبھی نہیں
سوچا تھا کہ وہ کنزہ
سے کبھی روبرو بھی مل
سکے گا--
وہ ڈاک نیلے رنگ کی شرٹ
اور وائٹ ٹراؤزر میں
ملبوس تھی--سلکی بالوں میں
بکھرا ہوا سہ جوڑا بندھا
نظر آرہا تھا--
اب بےوقوفوں کی طرح"
کیا گھورے جا رہے ہو؟--
"ہٹو میرے راستے سے---
زید اسے فدا فدا
نظروں سے دیکھتے وقت
یہ تو بھول ہی بیٹھا تھا
کہ کنزہ اسے نہیں جانتی
اس کے لیے وہ ایک
اجنبی ہے---
خود کو یوں گھورے
جانے پر وہ اور چڑھی-
کوئی بھی ہوتا تو چڑھتا--
اسکیوزمی --- "

بہرے ہو گیا ؟؟۔۔میں نے کہا
"ہٹو میرے راستے سے
کنزہ اس کی آنکھوں
کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے۔۔
نہایت بگڑ کر بولی ۔۔۔
اس کا چٹکی بجانا تھا
کے زید جو ساتویں آسمان
پر تھا واپس زمین پہ آ لوٹا۔۔۔
اور اس لمحے اسے
احساس ہوا کنزہ اس کے ساتھ
بالکل بھی ویسی نہیں تھی
جیسے وہ قیصر کے ساتھ
ہوا کرتی تھی۔۔۔
اس کا بیہیویئر اس کا
ایٹیٹیوڈ ۔۔۔
ہر چیز بہت بدلی ہوئی تھی۔۔
ہونہہ۔۔۔ سارا موڈ اف کر"
idiot دیا میرا۔۔۔ جزبز "۔۔۔
ہو کر حقارت سے
کہتی۔۔۔ اب اس سے
ٹکراتی ہوئی۔۔۔ اپنے راستے
سے اسے کسی عبث و بےکار
چیز کی مانند ہٹاکر ۔۔آگے

بڑھ گئی تھی وہ لڑکی----

اور زید --- وہ تو وہیں

منجمد کھڑا رہ گیا تھا

اس دل خراش حقیقت کو

سمجھتے ہوئے--- کہ قیصر

نے جھوٹ نہیں کہا تھا---

کے کنزہ کے لہجے میں

جتنی نرمی محبت

شرما شرمی اور جی حضوری

تھی وہ سب صرف

قیصر کے لیے تھی---

پتہ نہیں کن خوابوں

کی دنیا میں جیتا تھا وہ؟

اسے لگتا تھا بھلے ہی کنزہ

نے اسے نہیں دیکھا لیکن

ان کے درمیان جو احساسات

تھے جذبات تھے جو

کنیکشن تھا جو باؤنڈنگ

تھی وہ اتنی گہری تھی

کہ اگر کبھی وہ ملیں گے

ریل لائف میں تو کنزہ

اس کی جانب خود اٹریکٹ

ہوگی ---

اسے وہ محبت محسوس

ہوگی جو ان کے درمیان تھی---

مگر حقیقت نے بہت

زور دار طمانچہ رسید کیا

تھا اس کے منہ پہ---

کیا ہوا وکیل صاحب "

پہلی نظر میں دل دے

بیٹھے کیا؟؟--- ویسے

بہت اونچی فلائٹ لگتی

ہے-- محبت مشکل ہے---"

وہ اپنا سہ منہ لے کر

اب اپنے کلائنٹ کی

جانب آ گیا تھا جیسے ہی

وہ بیٹھا اس کا کلائنٹ

مسکراتے ہوئے چھیڑنے لگا

محبت ویسے بھی "

ایک آرٹ ہے اور میں

Law کا بندہ ٹھہرا لو"

وہ رنجیدہ سے لہجے میں

کہتا --- اب اس دروازے

کی جانب دیکھ رہا تھا

جہاں سے وہ گئی تھی---

اس سے تو کبھی "

"ہم ملتے ہی نہ تو اچھا تھا ---
کبھی کبھار ہمارے دل کو
حقیقت سے
آشنا ہونے سے کہیں بہتر
اندھیروں میں
بھٹکنا لگتا ہے ---
❤️*Husny Kanwal*❤️
حنی --- میں کہہ رہا ہوں"
ناں--- میں پڑھنے جا رہا ہوں
روزانہ--- آپ کیوں مجھ
"پہ شک کرتے ہیں؟--
وہ ویڈیو کال پر باتیں
کر رہے تھے دونوں ---
باتیں تو کیا ہی چل رہی
تھیں قیصر روزانہ کی
طرح اسے ٹائٹ کر رہا تھا
پڑھائی کے حوالے سے---
کیونکہ جیسے جیسے
عاطف بڑا ہوتا جا رہا تھا---
ویسے ویسے اس کے پر
نکلتے جا رہے تھے---
اس کے ڈیڈ کا تو شکوہ
ہی یہی تھا کہ عاطف

ان کی سنتا نہیں ہے

اسی لیے وہ ہمیشہ قیصر

کو آگے کر دیتے---

تمہارے ڈیڈ سے بات "

ہو چکی ہے میری---

اس لیے زیادہ ہوشیار

"مت بنو تم میرے سامنے---

قیصر نے فورا ہی اسے

اڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔جس پر

وہ خاصہ جھم گیا---

" حنی--- تھوڑا بہت تو چلتا ہے"

اب وہ کافی لچکدار

لہجے میں کہہ رہا تھا---

میں نے تمہارے لیے "

ایک ٹیوشن ٹیچر کا

انتظام کر دیا ہے---

کل پانچ بجے وہ تمھیں

"پڑھانے آرہی ہیں

حنی --- یہ تو نا انصافی ہے "

--- میں پورے دن پڑھتا ہی

رہوں کیا؟؟؟۔۔"وہ روتو

سی آواز بنا کر گویا ہوا ---

جتنے رونے ڈالتے ہو "

اتنا اگر واقعی پڑھ رہے ہوتے

نا۔۔۔ تو مجھے ٹیوشن ٹیچر

"نہ رکھنا پڑتا تمہارے لیے۔۔۔

وہ حسین نوجوان

نہایت برہمی سے کہتا

ہوا اب سنگاردان کی

جانب آیا تھا۔۔۔

وہ تقریبا تیار ہو چکا تھا

کنزہ اور اس کے والد

سے ڈنر پر ملنے کے لیے۔۔۔

جہاں اس کے والد

بھی آنے والے تھے۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔حنی یہ آپ نے"

کب سے لڑکیوں والی

"کریم لگانا شروع کر دیا؟؟

نایاب اپنا سامان لے کر

نہیں گئی تھی جو اسے

مال میں قیصر نے دلایا تھا

اسی لیے وہ کریم اب

اس کے سنگار دان پر

سجی ہوئی تھی جس پر

عاطف کی نگاہ پڑئی۔۔۔

ہووووو۔۔۔ آپ چھپکے چھپکے "

گورے ہونے کی کوششیں

کر رہے ہیں--- وہ بھی

اکیلے اکیلے--- یہ

بے ایمانی ہے حنی" اور اس سے

اچھا موقع کیا ملنا تھا

عاطف کو--کہ قیصر کو

چھیڑ سکے----

آخری جملہ اس نے

بچوں کی طرح منہ بنا کر

خاصہ شکوۃ ادا کیا تھا--

جس پر قیصر نے دانت

پیسے---

یہ اوور سمارٹنس کسی "

اور کے سامنے دکھانا--

میرے سامنے دال نہیں

گلے گی تمہاری--- چپ چاپ

کل ٹیوشن پڑھنے بیٹھ

"جانا جب ٹیچر آئیں تو--

کیا وہ نہیں جانتا تھا

عاطف صرف موضوع کو

بدلنے کی کوشش میں لگا

تھا ---

وارننگ آمیز لہجے میں

اس کا آخری جملہ ادا کرنا

تھا کے عاطف نے

اپنی چوری پکڑے جانے پر

چمکتے دانتوں کی نمائش کی---

اچھا بیٹھ جاؤں گا پڑھنے -- "

"آپ تو پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں

عاطف روتو سہ منہ

بناکر-نہایت جھنجلاہٹ والے

لہجے میں گویا ہوا----

پڑھائی کے معاملے میں

قیصر بہت سخت تھا ---

اپنے اتنے بیزی شیڈیول میں

اگر وہ روزانہ وقت نکال کر

صرف عاطف کی پڑھائی

کا خیال رکھتا تھا تو

یقینا یہ اس کی بےلوث

محبت ہی تھی---

ویسے اگر کریم لگا "

رہے ہیں تو مجھے بھی

نام دکھا دیں---

اچھا ہے ہم دونوں بھائی ساتھ

"ساتھ گورے ہوں گے---

وہ ایک آنکھ دبا کر

نہایت شرارت سے بولا۔۔۔
گڈ نائٹ۔۔" قیصر نے"
مزید اسے خود کو
چھیڑنے کا موقع نہیں دیا تھا۔۔
تیزی سے گڈ نائٹ کہ کے
کال ڈس کنیکٹ کر دی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
اب اس کی نگاہ کریم
کی جانب تھی۔۔۔
کچھ لمحے وہ یوں ہی
کھڑا سوچتا رہا اور پھر
نایاب کو کال ملائی۔۔۔
شاید وہ سیل ہاتھ میں
لیے ہی بیٹھی تھی پہلی
بیل پر اس نے کال ریسیو کی۔۔۔
" السلام علیکم "

" وعلیکم السلام "
دوسری جانب سے میٹھی
مگر زکام بھری آواز
اس کانوں کی سماعت
سے ٹکرائی۔۔۔
"تم رو رہی ہو؟؟"

وہ پریشان ہوا ۔۔

میں۔۔۔میں لاہور جارہی"

ہوں۔۔۔" اس نے روتے

ہوئے بتایا۔۔۔

اس کے ارد گرد کافی

شور آ رہا تھا شاید وہ

ریلوے اسٹیشن پہ بیٹھ

کے ہی بات کر رہی تھی۔۔۔

"اچانک کیوں؟۔۔۔"

وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ

خود کو نارمل کرنے کی

کوشش کرتے ۔۔۔

نہایت تحمل سے استفسار

کرنے لگا۔۔۔

"کال کرنے کی وجہ؟ "

شاید وہ بتانا نہیں

چاہتی تھی اس لیے

موضوع بدلا۔۔۔

اور کیا بتاتی کہ جس کی

خاطر وہ اپنا نکاح تک توڑنے

کے لیے تیار تھی۔۔۔وہ شخص

ہی اس کی عزت دو کوڑی

کرگیا ۔۔۔

"لاہور جانے کی وجہ؟ "

مقابل نے بھی اسی سخت

میری والے انداز میں سوال کیا

جیسے اس نے کیا تھا۔۔۔

اس لڑکی

کی کرب بھری آواز بتا رہی

تھی کہ کچھ ضرور ہوا ہے

اس کے ساتھ۔۔۔

شاید آپ کو کوئی کام ہے "

"ہی نہیں۔۔

اس نے بات ختم کی۔۔۔

"مگر۔۔۔"

ابھی وہ بول ہی رہا تھا۔۔

"اللہ حافظ۔۔فی امان اللہ"

کے نایاب نے اپنی بات کہہ کر

کال ڈسکنیکٹ کردی۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی

کے عالم میں کھڑا سیل کی

اسکرین دیکھتا رہا۔۔۔

اس نے کال کاٹ دی۔۔۔

اس نے واقعی کاٹ دی۔۔۔

اور کتنا ذلیل کرے گی وہ؟۔۔۔

اور کتنا ذلیل ہوتا رہے گا وہ؟۔۔

محبت کا دوسرا نام

شاید ذلالت ہے۔۔کسی دل

جلے نے خوب معنی بیان

کیا ہے آئ لو یو کا ۔۔کے ہم آپ

کے ہاتھ اب زندگی بھر

ذلیل ہونا چاہتے ہیں۔۔۔

وہ قیصر عبدالرحمان جس کی ایک

کال اسٹاک مارکیٹ ہلا دے۔۔۔

وہ قیصر عبدالرحمان جس کی ایک

کال لوگوں کے دل دھڑکا دے۔۔۔

وہ قیصر عبدالرحمان جس کی ایک

کال ان گنت لڑکیوں کا خواب ہے۔۔۔

اس قیصر عبدالرحمان کی

کال منہ پر کاٹ دینا یقینا پوری

دنیا میں صرف اس کے جگنو کا

خاصہ تھا۔۔۔

اس قدر غصہ آیا تھا کے لگا

جیسے پورا جسم آگ میں

جل رہا ہو۔۔۔

کیا وہ اس قابل بھی نہیں

سمجھتی کے اس سے اپنے

مسائل ڈسکس کرسکے۔۔۔

وہ تمہیں اپنے ساتھ نہیں"

چاہتی ---اتنی سی بات کیوں
"سمجھ نہیں آتی تمہیں؟
اب وہ آئینے کے سامنے
کھڑا خود ہی پر چیخ رہا تھا---
اس کا چہرہ اور گردن
مکمل سرخ پڑ گئے تھے---
غصے کی شدت اس قدر
تھی کہ سامنے رکھا گلدان
اٹھا کر اب شیشے پہ
دے مارا تھا---
اگلے ہی پل--وہ ٹھس
کی آواز کے ساتھ ٹوٹا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ اسٹیشن پر بینچ
پر بیٹھی تھی---
گم سم سی---
دنیا جہاں سے لاپرواہ---
اپنے ہی غم میں ڈوبی---
کتنے لوگ آ رہے تھے
اور کتنے جا رہے تھے---
کس قدر اردگرد شور برپا تھا
مگر وہ تو وہاں تھی ہی نہیں
وہ تو جیسے دنیا سے بے نیاز

ہو کر بیٹھی تھی---

اس قدر غم تھا کہ

لگا دل پھٹ جائے گا---

بچپن سے اب تک کیا

کچھ نہیں سہا تھا

اس لڑکی نے--- لیکن ہر

سخت لمحے میں خدا کوئی

نہ کوئی ساتھی ضرور

بھیجتا تھا اس کے لیے

چاہے وہ قیصر کی شکل میں

ہو یا ذریاب کی ---

مگر آج وہ تنہا تھی---

کوئی نہیں تھا اس کے ساتھ---

اور نہ ہی وہ چاہتی تھی کہ ہو---

تھک چکی تھی وہ

انسانوں پر بھروسہ

کرتے کرتے--- قیصر نے کہا تھا

وہ ساتھ نہیں چھوڑے گا

مگر وہ چھوڑ گیا ---زریاب

نے بھی کہا وہ ساتھ نہیں

چھوڑے گا مگر وہ بھی

چھوڑ گیا---

ابھی وہ اپنی سوچوں

میں ہی تھی کے اس کی
جھکی نظروں کے آگے
اچانک ٹیشو نمودار ہوا۔۔۔
ٹجشو کا یوں اچانک نمودار
ہونا اسے حیران کرگیا۔۔
اس نے فورا نگاہ اٹھا کر دیکھا۔۔۔
یلو رنگ کی ٹی شرٹ (گول
گلے کی) پر بلیک ٹراؤزر زیب تن کیے۔۔۔
وہ ہزاروں دل کی دھڑکن
اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔
قیصر" اس لڑکی کے عنابی"
ہونٹوں کو بےیقینی کے عالم
میں قیصر نے جمبش ہوتے دیکھا۔۔۔
اور وہ محبت ہی کیا
جس میں آپ نے اپنی انا
و سیلف ریسپیکٹ کا
جنازہ نہ نکلوایا ہو۔۔۔
مانا وہ نہیں چاہتی
کہ وہ وہاں آئے
اس سے بات کرے
اس کے مسائل سنے
اس کا ہمدرد بنے۔۔۔
مگر وہ چاہتا تھا۔۔۔

وہ لاکھ چاہے اس سے

بھاگنا۔۔ مگر وہ نہیں

چھوڑ سکتا ۔۔

بس نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

ایسے کیسے چھوڑ دے

وہ اپنے جگنو کو

رونے کے لیے؟۔۔۔

اسے لگا تھا وہ ٹیشو

پکڑے گی ۔۔۔ پھر اعتراض

ظاہر کرے گی آنے پر۔۔

کہے گی کیوں آئے۔۔

میں نے تو نہیں بلایا۔۔۔

مگر خیالات و وسوسے

سارے دماغ میں ہی دم توڑ گئے

جب وہ لڑکی بجائے ٹیشو لینے کے

برق کی پھرتی سے اٹھ کر

اس کے سینے سے

بڑی گرم جوشی سے آ لگی۔۔۔

وہ دم بخود رہ گیا تھا۔۔۔

بالکل ساکت۔۔۔منجمد۔۔۔

❤️جاری_ہے#

مگر خیالات و وسوسے

سارے دماغ میں ہی دم توڑ گئے

جب وہ لڑکی بجائے ٹیشو لینے کے
برق کی پھرتی سے اٹھ کر
اس کے سینے سے
بڑی گرم جوشی سے آ لگی---
وہ دم بخود رہ گیا تھا---
بالکل ساکت---منجمد---
ہر چیز رک گئی تھی ---
وہ بڑی سی گول گھڑی--
اس کی چلتی ہوئی سوئیاں--
ارد گرد کے لوگ ---
اڑتے ہوئے سفید کبوتر---
گویا ہر چیز اس لمحے ٹھہر
گئی تھی اگر کچھ چل
رہا تھا--- تو وہ تھا فقط
قیصر عبدالرحمان یوسف
کا دھڑکتا ہوا دل ---
جو اتنی زور سے
دھڑک رہا تھا جیسے
باہر نکل آئے گا----
اسے موسم بھی
اچانک ہی خوشگوار
و ٹھنڈا سہ محسوس
ہونے لگا---

اسے لگتا تھا بیسٹ

سنگر ایوارڈ اس کی زندگی

کی سب سے بڑی اچیومنٹ ہے

اس سے زیادہ خوشی اسے

نہیں مل سکتی ۔۔لیکن

آج اسے محسوس ہوا

وہ خوشی تو اس خوشی

کے آگے ذرہ برابر بھی

نہیں تھی۔۔۔

دنیا کی تمام خوشیاں

ایک طرف اور اس کا خود

سے آگے بڑھ کر گلے

لگانا ایک طرف۔۔۔

"قیصر"

اس حسین نوجوان نے

اپنے جگنو کو رو رو کر

اپنا نام پکارتے سنا۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔

مقابل نے آہستگی کے

ساتھ ایک ہاتھ اس کے

سر کے پچھے کے مقام پر

رکھا۔۔۔

وہ تحفظ دینے والا انداز تھا۔۔

سب ٹھیک ہے ---"
میں آگیا ہوں ناں---
مجھے بتاو---میں سب
سنبھالوں گا اپنے جگنو
کے لیے---"وہ نرمی سے
گویا ہوا---
نایاب بس روئے چلی
جا رہی تھی---
سب ٹھیک ہے -- "
میں ہوں ناں---جگنو کے لیے
اس کا قیصر ہے ناں---
میں سب سنبھال لوں گا--
بس مجھے بتاؤ
"ہوا کیا ہے--
وہ لڑکی نہیں جان سکتی
کے قیصر عبدالرحمان اس
لمحے کتنا ضبط لیے کھڑا تھا---
"کچھ نہیں ---"
رو رو کر جب وہ ہلکان
ہو گئی اور تھوڑا بہتر
محسوس کرنے لگی تو اس کے
سینے سے ہٹ کر---اب
قیصر کی آنکھوں میں جھانکتی

نفی میں سر ہلانے لگی---
وہ جانتا تھا کچھ ہوا
ضرور ہے ورنہ وہ یوں نہ
روتی لیکن جب وہ نہیں
بتانا چاہتی تھی تو پھر
ٹھیک ہے اس نے فورس
نہیں کیا---
فضا میں ایک زوردار
سیٹی کی آواز گونجی---
ٹرین آ چکی تھی---
اب اس کے جانے کا
وقت تھا---
"ٹرین آگئی ہے "
اتنا کہتی--وہ دو قدم
قیصر سے پیچھے
ہوئی---
نایاب کی چمکتی بھوری
آنکھیں رونے کے سب
نشیلی نشیلی سی
ہو گئی تھیں---
"آنے دو--"
وہ لاپرواہی سے گویا ہوا---
"مجھے جانا ہے"

ایک قدم اور پیچھے لیا۔۔
"جانا ضروری ہے؟"
یقینا وہ سوال نہیں تھا
وہ منت تھی
التجا تھی رک جانے کی
ٹھہر جانے کی
ساتھ رہ جانے کی۔۔۔
"پتا نہیں۔۔"
وہ لاعملی میں کندھے
اچکاکر۔۔۔
اس کی بھوری آنکھیں
سرخ ڈورو سے سجی تھیں
جن میں آنسو موتیوں
کی طرح جھلکتے
الگ ہی نمایاں تھے۔۔۔
کبھی کبھار پتہ نہیں
کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ
مجھے علم نہیں۔۔۔اس کا مطلب
ہوتا ہے علم تو سب ہے --- بس فیصلہ
تم سے چاہتے ہیں۔۔۔
گویا تم پہ اپنا آپ چھوڑا۔۔۔
اور اتنا کہہ کر وہ مڑ گئی۔۔
ابھی وہ ایک قدم بھی

نہیں چل سکی تھی
کہ اس کی کلائی ایک
مضبوط گرفت میں جکڑتی
محسوس ہوئی---
اگلے ہی پل اسے
اتنی فورس کے ساتھ
کھینچا گیا --- کہ وہ کسی
بےجان سی گڑیا کی مانند
مقابل کے دوبارہ سینے
سے آ لگی---
کیونکہ حملہ اچانک
ہوا تھا اس لیے ایک لمحہ
لگا اسے سمبھلنے میں ---
قیصر کے لائٹ پرفیوم
کی مہک نے اسے
جیسے اپنے حصار
میں جکڑا ہو---
وہ دو تین لمحے یوں ہی
ٹرانس کی سی کیفیت
میں کھڑی رہی---
اس بار قیصر نے
اپنے دونوں باہوں
کے حصار میں اسے باندھ

لیا تھا---
اور وہ ایک حصار
جیسے سارے غموں
سے اسے بےنیاز کر گیا ہو
اسے سکون بخش گیا ہو
اس کے لیے ایک کمفرٹ
زون بن گیا ہو---
"ہم گھر جارہے ہیں---"
قیصر نے اعلانیہ کہا---
لفظوں میں حق تھا
ساتھ لے جانے کا---
لچک نہیں تھی کہ
وہ بحث کر سکے---
اور یہ پہلی بار تھا
جب قیصر نے اپنے جگنو
کو بیوی ہونے کے حق
سے گلے لگایا تھا---
وہ حصار نہایت مضبوط تھا---
دنیا کے لوگ اس حصار
کو توڑ سکیں یہ تو
بہت دور کی بات ٹھہرا
اگر خود نایاب بھی چاہے
نا تو اس حصار سے باہر نہیں

نکل سکتی ---
اور یہ بات وہ خود بھی
کہاں جانتی تھی ابھی ---
جب اطمینان ہو گیا
کہ اس کی جانب سے
کوئی احتجاج نہیں--- تو
نہایت آہستگی کے ساتھ
اسے اپنی باہوں سے
آزاد کرتا ایک قدم
پیچھے ہوا---
جب قیصر اس سے دور ہٹا
تو وہ نارمل تھا--- یا شاید
وہ ایسا ظاہر کر رہا تھا ---
عام لڑکیاں اس طرح
کی سچویشن میں شرمگی
کا شکار ہوتی ہیں مگر نایاب
کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ
نہیں تھا--- جب کہ اسے
اچھے سے علم تھا کہ
قیصر اس کا ماموں نہیں ہے---
تحفظ و اپنائیت کے
علاوہ اس لڑکی
کو کوئی دوسری فیلنگس

نہیں آئیں تھیں---
ریلوے اسٹیشن سے نکل کر
اب وہ دونوں واپس
گاڑی کی جانب آرہے تھے---
جس کا ہر کام اس
کے ملازمین کرتے ہیں
وہ شخص اپنے جگنو
کے لیے خود ملازم بن
کر ہمیشہ پیش پیش رہتا---
جیسے اس لمحے تھا---
نایاب کا سارا سامان
خود ڈگی میں
رکھا اس نے---
پھر اس کے لیے فرسٹ
پیسنجر سیٹ کا ڈور
اوپن کیا---
وہ خاموشی سے
بیٹھ گئی تھی---
سفر کے دوران دونوں
میں سے کسی ایک نے
بھی کوئی بات نہ کی---
نایاب نے اسے نہیں بتایا
کہ وہ کیوں رو رہی تھی

اور نہ ہی اس نے دوبارہ پوچھا۔۔۔

ان کی گاڑی اب ایک

ریسٹورنٹ کے آگے آکر رکی ۔۔۔

ابھی وہ اپنی سیٹ بیلٹ

کھولتا اس سے پہلے ہی

اس کی پاکٹ میں

رکھا سیل رنگ ہوا۔۔۔

نایاب کے چکر میں اس

کے ذہن سے تو نکل ہی

گیا تھا کہ اسے تو کنزہ

کے گھر جانا تھا۔۔۔

یہ تو عبدالرحمان صاحب

کی کال تھی جس نے

اسے باور کرایا۔۔۔

"ہیلو ڈیڈ"

ہیلو ۔۔۔کہاں ہو قیصر؟۔۔"

"یہاں انتظار ہو رہا ہے تمہارا

عبدالرحمان صاحب نے

فوری استفسار کیا۔۔۔

سوری۔۔۔ میں ذرا ایک"

میٹنگ میں پھنس گیا ہوں۔۔۔

مجھے نہیں لگتا میں

"آ سکوں گا آپ پلیز سنبھال لیں۔۔

قیصر کے لہجے میں پہلے جیسا
نہ تو اکھڑ پن تھا
اور نہ ہی اکتاہٹ۔۔
بلکے بہت تحمل اور مٹھاس
آگئی تھی --
اس کی بہت بڑی وجہ
اس کا میچور ہو جانا تھا۔۔۔
اس بات کو سمجھنا تھا
کہ اس کے والد کے لیے
بہت ٹف رہا ہے سب
کچھ اکیلے سنبھالنا۔۔۔
انہوں نے ہمیشہ اسی
لیے سختیاں زیادہ کیں
کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے
کہ قیصر دوسرے
بگڑے ہوئے لڑکوں کی
طرح بنے۔۔۔
اور آج وہ خوش تھا
اس بات پر کہ اس کے
والد نے اس کی بہت
اچھی پرورش کی ہے۔۔۔
لیکن اس کے نزدیک آج
بھی ان کا انداز غلط تھا

اگر وہ تھوڑی بہت نرمی دکھا
دیتے تو یقینا وہ ان سے
اتنی نفرت نہ کرتا جتنی
وہ ماضی میں کرتا رہا۔۔
اور پھر وہ عبدالرحمان
صاحب ہی تو تھے جنھوں
نے اسے بہت کچھ سیکھایا
تھا۔۔۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ مگر کوشش
کرلو آنے کی"
"نہیں آ سکتا ڈیڈ۔۔۔"
وہ قطعی لہجے میں گویا
ہوا اس بار۔۔۔
"اوکے۔۔۔ مگر گھر ضرور
آنا ساتھ بیٹھ کے چائے
پییں گے۔۔۔ میں انتظار
کروں گا۔۔" یہ وقت کا پہیہ
بھی کیا چیز ہے۔۔۔
ایک وقت تھا جب وہ
کہتا تھا ڈیڈ گھر آ جائیے گا
میں آپ کا انتظار کروں گا۔۔
مگر وہ نہیں آتے تھے۔۔۔
چاہے اس کی سالگرہ

ہو عید ہو یا کوئی اور تہوار
وہ نہیں آتے تھے---
وہ ہمیشہ اکیلے ہی اپنی
سالگرہ مناتا تھا ملازمین
کے ساتھ-- اور 15
سال کی عمر
کے بعد تو اس نے وہ بھی
منانا چھوڑ دی---
لیکن آج عبدالرحمان
صاحب اس
سے کہہ رہے تھے کہ
گھر آجانا میں
انتظار کروں گا---
جواب میں--وہ مسکرا دیا---
اور وہ مسکراہٹ بہت ساری
پرانی تلخ بھری یادوں
کو سمیٹے ہوئے تھی---
"شور---میں ضرور آوں گا"
اطمینان بھرے انداز میں
کہا---
نایاب خاموشی سے بیٹھ
کر ان کی باتیں سنتی رہی
اور دل میں کہیں نہ کہیں

اس کے بہت شدت سے چاہ
اٹھی کے کاش اس کے
نانا اسے بھی اتنے پیار
سے بلائیں کبھی ---
عبدالرحمان صاحب کے
کال ڈسکس کرنے کے بعد
اب قیصر نے سیل
واپس پاکٹ میں رکھا۔۔
اور اپنی سیٹ بیلٹ کھول
کر گاڑی سے اترا۔۔۔
وہ دونوں جب ریسٹورنٹ
میں داخل ہوئے تو ان گنت
نگاہوں کا مرکز بن گئے
کہنے کو نایاب بہت
سادے سے لباس میں
تھی لیکن اس کے باوجود
قیصر و اس کا کپل بہت
خوبصورت تھا ۔۔
آنکھوں کو بھ جانے والا۔۔
وہ ساتھ چلتے ہوئے بہت
پیارے لگ رہے تھے۔۔۔
بالکل چاند سورج کی
جوڑی تھی۔۔۔

جہاں نایاب دنیا کے لیے
چاند کی مانند ٹھنڈی تھی وہیں
قیصر کے لیے سورج کی طرح
آگ اگلتی ہوئی۔۔ جبکہ قیصر
کا مزاج بالکل اس کے
برعکس تھا۔۔ وہ دنیا کے لیے
آگ اگلتا تھا مگر اپنے جگنو کے
آگے بالکل ٹھنڈا ۔۔۔ اس قدر
ٹھنڈا کہ آپ اسے دیکھ کر
گمان بھی نہیں کر سکتے
تھے کہ اس شخص کو
کبھی غصہ بھی آتا ہوگا۔
"دیکھو۔ کیا لو گی۔ "
اس نے نرمی سے کہتے
اس کے آگے مینیو کارڈ کیا۔۔
کچھ نہیں۔۔ بھوک نہیں"
ہے مجھے"وہ بےدلی سے
کہتی ہوئی ادھر ادھر
نظر دوڑانے لگی۔۔
بریانی۔۔۔ چکن وائٹ کڑھائی۔ "
" شامی کباب۔۔
اس کے جگنوں کو دیسی
کھانے پسند تھے۔۔ اسی لیے

قیصر اسے ایسے ریسٹورنٹ
لایا جو اس کے ٹیسٹ
کو سوٹ کرے۔۔۔ اور وہ پیٹ
بھر کے کھانا کھا سکے۔۔۔
یہاں کی "
"نہاری ٹرائی کریں؟؟
اب وہ نایاب کی جانب
نگاہ کر۔۔ اس سے سجیشن
مانگتا دکھائی دے رہا تھا۔۔
نہیں۔۔"نایاب نے پھر"
بےدلی سے انکار کیا۔۔۔
اچھا۔۔۔تو پھر۔۔۔ "
"ریشمی بوٹی؟۔۔
نہیں۔۔۔ ہم دونوں ہی"
تو کھا رہے ہیں۔۔ یہ
تین آئٹم ہی ہمارے لیے
بہت رہیں گے۔۔۔" اس نے
بالکل اسی طرح ری ایکشن
دیا جیسے کوئی بیوی
دیتی ہے اپنے شوہر کو
فراغ دلی کا مظاہرہ
کرتے دیکھ۔۔۔
آپ تین پر ھاٹے اور یہ "

"سب لے آئیں ۔۔کافی ہے۔۔
اب وہ فیملی کے ہیڈ
کی طرح بات کر رہی تھی
ویٹر سے۔۔۔
جبکہ قیصر بمشکل
اپنی مسکان ہونٹوں
میں دبا رہا تھا۔۔۔
"سیلڈ؟ اور رائتہ میم؟۔ "
ویٹر نوٹ بک میں لکھتے ہوئے۔۔
استفسار کرنے لگا۔۔۔
"جی وہ بھی لکھ لیں۔"
اس نے ایک بہت تنگ
زندگی گزاری تھی
اس لیے کفایت شعاری اس
میں رچی بسی سی تھی۔۔۔
وہ نہیں دیکھ سکتی
تھی قیصر کو پیسوں
کا ضیاع کرتے۔۔۔
رشین سیلڈ ٹرائی کریں گی"
میم۔۔۔ کافی مزیدار ہوتا
"ہے ہمارا۔۔
"اوکے"
"اور کولڈ ڈرنک میم ؟؟ "

وہ اینڈ میں۔۔۔ دونوں کی "
۔۔" ویٹر کو آرڈرslice سلائس
دینے کے بعد۔۔۔ اب اس
نے قیصر کو ترچھی نگاہ
سے دیکھتے ہوئے جتا کر کہا
"ہم سلائس پیے گے"
بچپن میں قیصر اسے
کولڈ ڈرنک نہیں پینے دیتا تھا
کہ وہ ہارم فل ہوتی ہے بچوں
کے لیے وہ صرف اسے سلائس
پلاتا تھا آج جب وہ
بڑی ہو گئی تھی تو اسے
بھی صرف سلائس ہی
الاؤ کر رہی تھی۔۔۔
جبکہ نایاب بخوبی جانتی
تھی قیصر پیپسی کا کتنا
شوقین ہے۔۔۔
بالکل برو ۔۔ آج سے ہم "
سلائس پیے گے۔۔آزادی کے
"دن ختم ہو گئے ہمارے
قیصر ویٹر کو دیکھ نہایت
ہے بیچارگی کے ساتھ
گویا ہوا۔۔۔

جس پر نایاب کے لیے
اپنی مسکراہٹ روکنا
مشکل ہوا۔ اس کے
لفظوں سے زیادہ
اس کا بیچارگی والا
چہرہ کیوٹ لگا تھا۔۔۔
ویسے ہم پیپسی "
بھی پی سکتے تھے
اب تم بڑی ہو
"گئی ہو جگنو
وہ اب بھی
جگاڑ میں لگا نظر آ رہا تھا۔۔۔
نہیں ۔۔ یہ بڑوں کے لیے"
بھی ہارم فل ہوتی ہے
قیصر" ہونٹوں کے کناروں
پر اسمارٹ مسکراہٹ
سجائے ۔وہ خاصہ
جتاتے ہوئے بولی تھی
اپنی میٹھی آواز میں۔۔۔
ہونہہ۔۔۔ جیسے بڑی"
"میری فکر ہے
کیا یہ وہ لڑکی نہیں تھی
جو نکاح کا معلوم ہوتے

ہی رائے فرار اختیار کر

گئی تھی ---

کیا یہ وہ دو شیزہ نہیں

تھی جو کچھ وقت پہلے

اسے چھوڑ کر جا رہی تھی ---

وہ طنز سے کہیں زیادہ

شکوہ تھا---

زیر لب کافی ہلکے سے بڑبڑایا---

اسے یقین تھا مقابل

نے نہیں سنا ہوگا---

ویسے بھی وہ کب

اس پر توجہ دے رہی تھی

جب سے آ کر بیٹھی تھی

سب جگہ دیکھ رہی

تھی سوائے اس کے---

قیصر-- مجھ سے کھایا"

نہیں جا رہا --اسے

"کرلو finish تم

جیسے بچپن میں وہ اپنا

کھایا ہوا چھوڑ کر اس

کے آگے کر دیتی تھی

تاکہ وہ ختم کرے

اس لمحے بھی وہ بالکل اسی

طرح بغیر کسی ہچکچاہٹ کے
کر رہی تھی---
مقابل نے خاموشی
سے اس کی بریانی کی
بچی ہوئی پلیٹ لے لی---
اب قیصر بیٹھ کر اس
کے بریانی کی پلیٹ ختم
کر رہا تھا اور وہ چکن کڑاہی
نکال کر--- اسے تناول
کرنا شروع کرچکی تھی---
اور نکالو جگنو۔ "
اس سے زیادہ تو چوٹیوں
" کی خوراک ہوتی ہے
اتنا کہتےاس نے نایاب
کی پلیٹ میں مزید سالن ڈالا---
اب وہ دونوں خاموشی
سے کھانا کھا رہے تھے---
قیصر کل تم نانا سے "
"ملنے جاو گے؟
وہ نایاب تھی جس نے
ان کے درمیان خاموشی
کو توڑا۔
ہاں"   قیصر اس موضوع پہ"

بات نہیں کرنا چاہتا تھا

کیونکہ وہ جانتا تھا وہ

اپنی ماں سے ملنے کی

خواہش ظاہر کرئے گی

اور وہ ہر بار کی طرح

اسے منع کرئے گا جس

پر وہ مایوس و دکھی

ہو جائے گی اور وہ

اسے رنجیدہ نہیں کرنا

چاہتا تھا۔۔۔

تمہارا تو کالج میں "

ایڈمیشن ہو چکا ہے ناں یہاں۔۔

پھر تم اچانک لاہور کیوں

جا رہی تھیں وہ بھی

"اپنی تعلیم کے دنوں میں؟

نایاب نے اسے سنجیدگی

سے استفسار کرتے سنا۔۔۔

"نانا کیسے ہیں ؟"

دال کے جواب

میں چنا آیا تھا۔۔

یقینا یہ مقابل کے لیے اشارہ تھا

کہ وہ موضوع تبدیل کرنے

کی کوشش نہ کرئے۔۔۔ کیونکہ

وہ کرنے نہیں دے گی---

ہمیشہ کی طرح کڑک و سنگ دل "

"مگر اندر سے نرم

اور ماما؟" کیا قیصر"

نہیں دیکھ سکتا تھا

اس لڑکی کی آنکھوں

میں ابھرتی سرخی کو---

بہتر---" ایک لفظی جواب--"

وہ بھی بہت سوچ کر---

کیا تم مجھے ایک "

"بار ان سے نہیں ملا سکتے؟

اور یہی وہ سوال تھا

جس سے وہ بچنے کی

کوشش کر رہا تھا---

"ابھی تو نہیں "

نظریں چرا کر کہتا

وہ پانی کا گلاس منہ

سے لگا گیا---

"یعنی بعد میں امید ہے ؟"

وہ قیصر کہ اک اک

ایکسپریشن کو بغور

دیکھ رہی تھی---

بہارے امید ہمیشہ "

"رکھنی چاہیے---
اتنا کہتے اس نے اپنے
ٹیشو سے ہاتھ صاف کیے---
ان کی طبیعت میں کوئی "
"بہتری آئی؟؟
ہاں---اب وہ تھوڑی تھوڑی"
"باتیں کرنے لگیں ہیں---
اور یہ سنتے ہی نایاب
کا چہرہ کسی کھیلتی گلاب
کی مانند ہوا ---
وہ خوش ہوئی تھی کہ
دور ہی صحیح مگر اس
کی ماں اب بہتر کنڈیشن
میں ہے---
ایک دن آئے گا جب
وہ مکمل ٹھیک ہو جائیں
گی اور اسے اس بات
کا پورا یقین تھا---
نایاب نے اب مزید کچھ نہ
پوچھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
نایاب گھر میں داخل ہوتے
ہی ڈائریکٹ اپنے کمرے کی

جانب بڑھی وہ بہت تھکی
ہوئی تھی اور بس
سونا چاہتی تھی---
وہ فریش ہو کر
ابھی بیڈ پر لیٹی ہی
تھی کہ دروازہ آہستگی
کے ساتھ نوک ہوا---.
"کمنگ"
اس کے اجازت دیتے ہی
دروازہ کھلا اور قیصر
کا خوبصورت چہرہ
نمودار ہوا---
وہ کافی فریش دکھائی
دے رہا تھا نکھرا نکھرا سہ---
نایاب نے اک نگاہ
دیکھتے ہی اندازہ لگایا
کہ وہ نہا کر آیا ہے---
الگ الگ سوئیں گے "
تو تمہیں ڈر لگے گا
اس لیے میں اسی کمرے
میں صوفے پہ سو جاؤں گا۔
اگر تمہیں کوئی مسئلہ
نہ ہو تو" اس کے لہجے میں

لچک تھی ---
"ہم نکاح میں ہیں ناں؟"
قیصر کا اس وقت
کمرے میں آنا ہی جواب تھا۔۔
بس تصدیق اس کے منہ سے
چاہتی تھی---
" تمہیں کیا لگتا ہے میں
ہر عورت کے کمرے میں
رات میں گھس آتا ہوں
"اسے کمفرٹیبل کرنے کے لیے؟
قیصر نے خاصہ نروٹھے لہجے
میں استفسار کیا ---
یقینا وہ چوٹ کررہا تھا---
بجائے جواب دینے کے
وہ تیزی سے لیٹ کر کمبل
منہ تک اوڑھ گئی ---
وہ بچپن سے اسے
اپنا ماموں مانتی بڑی ہوئی
تھی اس لیے اتنی جلدی
فیلنگس کا بدل جانا یہ
اس کے لیے بہت مشکل
تھا ---
خاموشی ہمیشہ مثبت

جواب میں گنی جاتی ہے---

یہی سوچتے--- وہ کمرے

میں داخل ہو گیا---

نایاب کے برابر والا تکیہ

اٹھا کر وہ صوفے کی

جانب بڑھا---

قیصر کو لائٹس اف کر کے

سونے کی عادت تھی جبکہ

نایاب کو اون کرکے ---

وہ سیدھا لیٹا تو

سامنے والے بلب کی

ڈائریکٹ روشنی اس کی

آنکھوں پہ پڑنے لگی---

جس پر اس نے فورا ہی

اپنا بازو آنکھوں پر

حائل کیا---

اس نے سوچ لیا تھا

صبح ہوتے ہی اس

بلب کو نکلوا دے گا---

اس کے نزدیک زندگی

بھر اب اس نے اس

صوفے پر ہی سونا تھا---

"قیصر---"

کافی دیر تک کمرے

میں خاموشی چھائی

رہی---

قیصر صوفے پر

بالکل بھی کمفرٹیبل

نہیں تھا---

اسے لگ رہا تھا بس

وہ کروٹ لے گا اور نیچے

گر جائے گا---

ابھی وہ یہی سوچ

رہا تھا کہ خاموش کمرے

میں نایاب کی میٹھی سی

آواز گونجی---

"کیا ابھی بھی ڈر لگ رہا ہے؟ "

وہ اٹھ کر بیٹھتے --

تیزی سے فکر مند لہجے

میں پوچھنے لگا--

نہیں--" نایاب نے کمبل"

سے چہرہ نکالے بغیر

جواب دیا---

"تو پھر؟"

وہ اس کے کمبل پر نگاہ

جمائے (جہاں اس

کا چہرہ تھا) الجھ کر
استفسار کر رہا تھا۔۔۔
اس رات زریاب نکاح کے لیے "
بضد تھا لیکن میں نہیں مانی
وہ انگوٹھی لے کر
آیا تھا وہ چاہتا تھا مجھے
پہنانے ۔۔۔ ہماری بہت بحث
ہوئی میں اسے نکاح کہ متعلق
نہیں بتانا چاہتی تھی
اس لیے میں اسے ٹھیک
طرح ایکسپلین نہیں کر
سکی۔۔۔ اگر کہا جائے کہ
میرے دل میں چور تھا تو
ہاں تھا ۔۔میں مانو گی
کیونکہ میں اسے نہیں
"کھونا چاہتی تھی
اس میٹھی سی آواز
والی لڑکی نے ابھی بھی
کمبل نہیں ہٹایا تھا
خود پر سے۔۔۔
مقابل صرف اس کی
آواز سن رہا تھا جس میں
کرب تھا۔۔رنج تھا۔۔۔

اذیت تھی۔۔۔اور شدید دکھ نمایا

تھا۔۔۔

اس نے میرے ہاتھ میں "

زبردستی انگوٹھی پہنائی

میں نے اتارنا چاہی

لیکن اس نے مجھے قسم

دی کہ اگر میں نے انگوٹھی

اتاری تو اس کا مرا منہ

دیکھوں گی مجھ میں

ہمت نہیں ہوئی پھر

اس انگوٹھی کو اتارنے کی۔۔۔

وہ بہت غصے میں

نکلا تھا ریسٹورنٹ سے

مجھے ڈر لگا کہیں وہ

خود کو کوئی نقصان نہ

پہنچا لے اس لیے میں

بھی زبردستی اس کے ساتھ

"اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

وجہ چائے کچھ بھی رہی ہو

لیکن وہ قیصر کے نکاح میں

تھی جب اس نے زریاب

کی انگوٹھی پہنی اور یہی

چیز اسے گلٹ میں مبتلا کرتی

تھی--- اسے لگتا تھا وہ
مجرم ہے اس کی---
کوئی بھی آدمی اپنی
بیوی کی انگلی میں
کسی اور آدمی کی انگوٹھی
برداشت نہیں کر سکتا
چاہے وہ کتنی ہی
محبت کیوں نہ کرتا ہو---
وہ نہیں جانتی قیصر
اس کے لیے رومانٹک فیلنگس
رکھتا ہے یا نہیں--
اگر وہ محبت کرتا تو
کبھی چھوڑ کے تو نہ جاتا ---
وہ اس کی بیوی تھی
اس کے باوجود وہ چھوڑ
کے چلا گیا تھا اور کبھی
پلٹ کے پوچھا تک نہیں---
ایسے میں وہ کیسے سوچ
لے کہ وہ اس سے
محبت کرتا ہے---
وہ چاہتا تو اسے پہلے بھی
بتا سکتا تھا نکاح کا ---
مگر اس نے تو کبھی نہیں

بتایا بلکہ الٹا خود
منگنی کر کے بیٹھ گیا۔۔
بتانے کی زحمت تو تب
کی جب وہ اس سے ذریاب
کے نکاح کے متعلق
پوچھنے آئی۔۔۔
نایاب کے نزدیک اس
کا صرف میل ایگو ہرٹ ہوا
تھا اپنی بیوی کو کسی
اور مرد کے پاس جاتا
دیکھ۔۔
اور وہ کتنی گرل فرینڈز
گھمایا کرتا تھا کیا اسے
یاد نہیں۔۔۔
سو جاو۔۔" فقط اتنا"
کہہ کر قیصر واپس لیٹ
گیا۔۔۔
نایاب نے اندازہ لگایا کے
وہ اس موضوع پر بات
بھی نہیں کرنا چاہتا۔۔
پھر کمرے میں کوئی
آواز نہ ہوئی ۔۔۔ جب کہ
جاگ دونوں رہے تھے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"تم کیوں اٹھ گئیں؟؟ "

وہ کھڑکی کے پاس

کھڑا چاند دیکھ رہا تھا

جب نایاب اس کے پاس

آ کر کھڑی ہوئی---

وہ لائٹ پنک کلر کے سلکی

نائٹ ڈریس میں ملبوس

تھی---

کل جب وہ اس کھڑکی

کے پاس آئی تو اسے

خوف آیا تھا لیکن

آج نہ آیا ---

قیصر کا سوال ہوا

میں ہی کہیں گل ہو گیا تھا

وہ چمکتی آنکھوں والی لڑکی

کھڑکی کے دوسرے سائیڈ

سے بالکل لگ کر کھڑی ہو گئی

اور اب اس کی نگاہیں

آسمان کی جانب تھیں

چمکتے ہوئے چاند کی

جانب---

وہ ٹھنڈا مہتاب---

آنکھوں و دل کو سکون

بخش رہا تھا----

پتہ نہیں کیا وجہ

تھی لیکن چاند اب

پہلے سے زیادہ حسین

لگنے لگا تھا قیصر کو---

کنکھیوں سے وہ باربار

نایاب کی جانب بھی

دیکھتا ---

ہلکی ہلکی ٹھنڈ

لگنے لگی ---

نہ جانے موسم

خوشگوار تھا یا اب

لگ رہا تھا---

نایاب نے ہلکی سی

جھرجھری لے کر دونوں

ہاتھ فولڈ کر لیے تھے---

قیصر وہاں سے گیا تو

بھی نایاب نے کوئی

خاص توجہ نہ دی

اس کی نگاہیں بس

چاند کی جانب تھیں---

اور صرف دو منٹ ہی

گزرے ہوں گے کہ
کسی نے اس پر پیچھے
سے شال ڈالی--
"شکریہ"
وہ شال اڑاتے وقت
تھوڑا قریب آگیا تھا
دونوں کی نظریں ملیں
اور پھر نایاب تیزی
سے نظر چرا گئی---
مقابل اسے شال اڑانے
کے بعد واپس اپنی
جگہ پر آکر کھڑا ہو
گیا تھا---
کبھی کبھار کچھ
چیزیں اتنی حسین
اور خوبصورت ہوتی ہیں
کہ آپ کا دل چاہتا ہے
وہ کبھی ختم نہ ہو
ان کی طوالت میں اضافہ
ہی ہوتا رہے جیسے وہ
حسین رات ---
وہ حسین رات کوئی
خواب کی سی تھی قیصر

کے لیے---
کہ اس کا جگنو
آج اس کی بیوی کے روپ
میں سامنے تھا-- پاس تھا-
ایک ہی کمرے میں---
اور جانتے ہوئے کہ نکاح
میں ہے اس کے---
وہ بھاگ نہیں رہی تھی ---
وہ کتنی دیر وہاں
کھڑے رہے کوئی
حساب نہیں---
چلو--ورنہ پاؤں میں"
درد ہو جائے گا کھڑے کھڑے
تمہارے" وہ فکر مند ہو کے
گویا ہوا تھا--
"مجھے عادت ہے--"
نایاب نے بغیر اس کی
جانب دیکھے جواب دیا--
اس لڑکی کے ذہن میں
جو کچھ چل رہا تھا اس
کے بعد نیند آنا ناممکن
سی ہی بات تھی---
مانا وہ انگوٹھی اس

کی انگلی میں زبردستی
ڈالی گئی تھی اس کے بعد
زریاب غصے سے چل دیا تھا
تو وہ بھی اس کے پیچھے
بھاگی اور موقع ہی نہ ملا
انگوٹھی اتارنے کا ۔۔۔
وہ اتنی تیز ڈرائیو کر رہا تھا
کہ نایاب کا دل خوف کی
شدت سے ڈول رہا تھا
وہ بار بار اس سے کہہ رہی
تھی کہ گاڑی ہلکی کرے
مگر وہ اپنے غصے میں
کب اس کی بات
سن رہا تھا۔۔۔
پلیز گاڑی آہستہ "
"کرو زریاب۔۔۔ پلیز۔۔۔
وہ چیخ رہی تھی۔۔۔
نایاب کو خوف سے
چیختا ہوا دیکھ زریاب
تھوڑا ہوش میں آیا ۔۔۔
اس نے گاڑی ہلکی کرنا
چاہی مگر بریک فیل تھے
وہ نہیں کر پایا۔۔۔

یہاں تک کہ ان کی گاڑی
سامنے سے آتے ٹرک سے
ٹکرائی---
اس کے بعد وہ انگوٹھی
ہاتھ سے اتر ہی نہ سکی---
کیونکہ ذریاب نے
وہ انگوٹھی
میمونہ خاتون کے ساتھ جاکر
ہی خریدی تھی---
اور بتایا
تھا کہ وہ نایاب کو یہ
انگوٹھی پہنا کر اپنے
نام کر لے گا---اسی لیے
وہ انگوٹھی ہی وجہ بنی ---
سب کے یہ سمجھنے کی
کہ ان دونوں نے منگنی کر
لی تھی---
نایاب کے دل میں خود بھی
چور تھا ---وہ زریاب کو
واپس اپنی زندگی میں
چاہتی تھی --اس لیے اس نے
یہ بات کسی کو نہیں بتائی
کہ ان کی کوئی منگنی

نہیں ہوئی ---
مگر اب اسے شدت سے
احساس ہو رہا تھا کہ
اس نے کتنا غلط کیا
لوگوں کی غلط فہمیاں
دور نہ کر کے---
قیصر کی نظر میں
یقینا وہ ایک اچھی لڑکی
نہیں تھی جسے اپنے
نکاح کے بارے میں معلوم
تھا اس کے باوجود اس نے
کسی دوسرے مرد سے
انگوٹھی پہن لی--- اب اس
پر اگر اسے پتہ چلتا ہے
کہ اس کی نشے میں نازیبا
تصویریں وائرل ہوئی ہیں
کالج میں۔تو یقینا پھر تو
شاید وہ زندگی بھر اس کی
نگاہوں میں نہ اٹھ سکے---
اور یہ خیال ہی
سوہان روح تھا کہ قیصر
اس سے نفرت
کرنے لگے گا---

لیکن سارا مسئلہ یہ تھا

کہ آج نہیں تو کل قیصر

کو علم ہو جانا تھا ان وائرل

تصویروں کا۔۔۔ پھر کیا ہوگا

وہ یہی سوچ کر ہلکان

ہو رہی تھی ----

پورے کالج میں وہ لڑکی

بدنام ہوئی مگر مجال ہے

اس لڑکی کو کوئی شرمندگی

محسوس ہوئی ہو۔۔۔مگر قیصر

کا معاملہ الگ تھا۔۔۔

اس نے پوری زندگی

میں جسے سب سے

زیادہ پسند کیا ۔۔۔ جسے

سب سے زیادہ ائیڈیلائز کیا۔۔

وہ کوئی سائنسدان۔۔

سیاست دان ایکٹر یا ایکٹرس

نہیں تھے

وہ تھا اس کا قیصر ۔۔۔

وہ آئیڈیل

تھا اس کا۔۔۔ وہ اس کی

نظر میں اپنی عزت نہیں

گرانا چاہتی تھی۔۔۔

دنیا کچھ بھی بولے
اسے فرق نہیں پڑتا تھا
مگر قیصر ---
کے بولنے سے پڑھتا تھا---
چلو--- صبح کالج بھی"
جانا ہے"
پانچ منٹ تک وہ
اسے دیکھتا رہا مگر وہ لڑکی
اپنے ہی خیالات میں
اتنی مگن تھی کہ اس نے
قیصر کی نگاہوں کی
تپش کو مکمل اگنور کر دیا---
ایسا نہیں ہے کہ علم
نہیں تھا کہ وہ دیکھ رہا
ہے بس اس نے ری ایکٹ
نہیں کیا ---
پانچ منٹ تک اگنور ہونے
کے بعد اب مقابل سے
رہا نہ گیا ---
وہ بہت دیر سے کھڑی
تھی وہ بھی ٹھنڈے
فرش پر--- اگر اسے
سردی لگ گئی تو--

قیصر کا دل تو اس کی

فکر میں ہی ڈولے جا رہا تھا۔۔۔

مزید برداشت نہ ہوا

تو اس کا بازو نرمی سے

پکڑ کر۔۔وہ کھینچنے لگا۔۔۔

نایاب نے کوئی احتجاج

نہ کیا یہاں تک کہ وہ

اسے بیٹھک کے پاس

لے آیا تھا۔۔۔

سو جاو۔۔۔ کل کا دن"

ساری فکروں سے آزادی

کا ہوگا"نرمی سے

آنکھوں میں آنکھیں

ڈال کہتے۔۔وہ اسے

بیٹھک کے پاس چھوڑ کر

چل دیا تھا۔۔۔

نایاب کو اس کا یہ جملہ

تھوڑا عجیب لگا۔۔۔

وہ تو جانتا تک نہیں تھا

وہ کس پریشانیوں میں

ہے۔۔ پھر وہ کیسے کہہ

سکتا تھا کہ کل فکروں

سے آزادی کا دن ہوگا۔۔۔

وہ اسی الجھن کے

ساتھ اسے تکتے ہوئے

بیڈ پر لیٹی--- مقابل بھی

صوفے تک پہنچ گیا تھا---

دونوں ہی اپنی اپنی جگہ

لیٹ کر جاگتے رہے--

دونوں کی ہی رات آنکھوں

ہی آنکھوں میں کٹی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب کو ڈر تھا کہ قیصر

اسے صبح ہی اٹھا دے گا

کالج جانے کے لیے --

پھر وہ کیا جواب دے

گی وہ کیوں نہیں جا رہی--

مگر ایسا کچھ نہ ہوا---

وہ تیار ہو کر آفس چلا گیا

تھا خاموشی سے--- اسے

سوتا ہوا چھوڑ کر---

قیصر کو آفس جاتا دیکھنے کے

بعد نایاب کو پرسکون

نیند نصیب ہوئی تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

سیل مسلسل رنگ ہو رہا تھا---

نایاب نے بمشکل آنکھیں

کھول کر اپنا سیل

اٹھایا---

کال اس کی روم میٹ کی تھی---

جس سے اس کی کوئی

خاص بات چیت نہیں تھی---

نایاب" نایاب نے نیند "

میں ہی کال ریسیو کر کے

سیل کان سے لگا لیا ---

ہاں--" وہ نیند میں---"

"تم نے نیوز دیکھی؟"

وہ گرما گرم مصالحے دار نیوز

سنانے والے انداز میں

پوچھ رہی تھی---

یقینا اتنی بڑی نیوز

تھی کوئی تو چاہیے تھا

ناں سنانے کے لیے---

پیٹ کا درد ورنہ

کم کیسے ہوتا---

"کون سی نیوز؟"

شدید نیند کے سبب

اس کی آواز بھرائی ہوئی

ہورہی تھی ---

ارے جو سب چینلز"

"پر چل رہی ہے اس وقت---

"اچھا-میں دیکھ لوں گی"

وہ کوئی گوسپ والی بندی

نہیں تھی جو خاص

دلچسپی لیتی---

ابھی دیکھو--- ہمارے"

کالج و ہاسٹل کی ہے---

"تمہیں یقین نہیں ہوگا---

"میرا اس سے کیا لین دین؟ "

تم دیکھو تو صحیح"

پھر تمہیں پتہ چلے گا---

پرنسپل سے لے کر

ہر اس ٹیچر کی ویڈیو

وائرل ہو رہی ہے جو

پیپرز میں پاس کرنے

اور نمبر بڑھانے کے

جھانسے دے کر لڑکیوں کے

ساتھ غلط حرکتیں

کرتے رہے اور ان کی نازیبا

تصویریں بناکر بعد میں انہیں

بلیک میل کرنے میں

ملوث رہے---

یہاں تک کہ ہاسٹل تک
میں ریڈ پڑئی ہے پولیس کی
اور کچھ لڑکیوں کے کمروں
میں اور واش روم
میں کیمرے نکلے ہیں
یار--- میری امی تو بہت
ڈری ہوئی ہیں ---انہوں نے
مجھے واپس بلا لیا ہے---
مجھے تو ابھی تک
یقین نہیں آ رہا ہمارے
ہوسٹل میں کیمرے
لگے ہوئے تھے---
یقین کرو میں نے تو شکرانے
کے نوافل ادا کرۓ
جب ہمارے کمرے میں
چیکنگ کے بعد کوئی
کیمرہ نہیں نکلا--- پتہ ہے
یہ سب بہت سالوں سے
چل رہا ہے مگر کسی کی
مجال نہیں تھی اس کے خلاف
کاروائی کر سکے لیکن
میں نے کچھ لوگوں کو
کہتے سنا ہے کہ

پرنسپل نے کسی
بہت پاور فل بندے کو
"کراس کیا ہے اس بار ---
اس لڑکی کے تو شروع کے جملے
ہی نایاب کی نیند اڑا دینے
کے لیے کافی تھے
باقی سب تو وہ حیرت سے
سنتی رہی---
اسے یقین نہیں آیا---
جس کالج سے اسے بدنام
کر کے نکالا گیا۔۔وہ کالج
خود آج نیوز ہیڈ لائنز
میں چل رہا تھا ---
اور ہر وہ شخص جو
اس میٹنگ روم میں
بیٹھ کر اسے برا بھلا کہہ
رہا تھا دو دن پہلے تک
۔۔ آج اس کے لیے
اپنی عزت
بچانا دنیا کے سامنے
ناممکن ہو چکا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ ٹی وی لانچ میں

بیٹھے ہوئے تھے---
سامنے بڑی سی
ایل سی ڈی پر نیوز
چل رہی تھی---
"قیصر نے کروایا ہے ناں یہ؟"
عبدالرحمان صاحب سامنے
اسکرین پر نگاہ جمائے تحمل
سے استفسار کررہے تھے---
"جی ماسٹر"
التمش دونوں ہاتھ
پیچھے کی جانب باندھے---
نظر جھکائے-- فورا مہذب
انداز میں اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے گویا ہوا---
ہونہہہہہہہہ----- کیا"
پوری دنیا سے لڑے گا
"اس لڑکی کے لیے؟
اب وہ التمش کی
جانب دیکھ
خاصہ جل کر پوچھ رہے تھے---
"مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے "
اس نے
صدق دل سے جواب دیا---

سمجھ نہیں آتی مجھے "
اس لڑکے کی۔۔۔ بہن کو کبھی
جھوٹے منہ پوچھنے تک
نہیں آتا مہینوں گزر جاتے ہیں
اور بھانجی پر
ہر وقت جان لوٹانے کے
"لیے تیار بیٹھا رہتا ہے۔۔۔
وہ غصے سے دانت
پیستے ہوئے جزبز ہو کر بولے۔۔۔
مجھے لگتا ہے انہیں "
گلٹ ہے۔۔۔" التمش نے وہی کہا
جو وہ سوچا کرتا تھا ہمیشہ۔۔۔
"کس بات کا گلٹ؟"
عبدالرحمان صاحب ابرو
اچکاکر۔۔۔
دیواروں کے بھی "
کان ہوتے ہیں ماسٹر۔۔۔ مگر
میں جانتا ہوں آپ
سمجھتے ہیں"التمش
آہستگی کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔
پاگل ہے وہ۔۔۔ کس بات"
کا گلٹ؟۔۔ جب میں نے
اسے کبھی اپنی نواسی

"مانا ہی نہیں---

ان کی ساری جائیداد

نایاب کی ہوتی لیکن

قیصر کہ ہونے کے سبب

وہ نایاب کو نہ مل سکی

جبکہ وہ اصل حقدار ہے

جسے کوئی نہیں جھٹلا

سکتا --- خود عبدالرحمان

صاحب بھی نہیں---

اتنی بڑی جائیداد کی

اصل حقدار ہونے کے

باوجود وہ بیچاری یتیم

خانے میں پڑی رہی --

در در کی ٹھوکریں کھاتی

رہی--- لوگوں کے گھر پلنے

پر مجبور ہوئی--- اور یہ

سب صرف اس لیے

کیونکہ قیصر اس کی

جگہ لیے بیٹھا ہے ---

اگر انہوں نے قیصر

کو لے کر نہ پالا ہوتا تو یقینا

آج سب کچھ وہ

خود نایاب کے حوالے کرتے---

مجبورا ہی صحیح ---

مگر کرتے--- کیونکہ اتنی

بڑی جائیداد وہ ایسے

ہی چھوڑ کر تو نہیں

جاسکتے تھے---

ان کے نزدیک قیصر گلٹ

میں تھا کہ اس نے نایاب کی

جگہ لی ہے -- اس کا حق

لیا ہے-- اسی لیے نایاب

کا اتنا خیال کرتا ہے

اس سے اتنی محبت کرتا ہے---

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے

تھے کہ ایک ملازم لفافہ

لے کر ان تک پہنچا---

وہ خاکی رنگ کا لفافہ تھا

جس پر مہر لگی ہوئی تھی

اس خاص قسم کی مہر

کو دیکھتے ہی

عبدالرحمان صاحب کی

آنکھیں حیرت سے پھیلیں---

"یہ ؟-یہ کہاں سے آیا؟؟"

وہ پینک ہوئے تھے---

کوئی دروازے پر "

"چھوڑ کر گیا ہے ماسٹر
وہ ملازم آہستگی کے ساتھ
جواب دہ ہوا۔۔۔
جاو تم۔۔" انہوں نے تیزی"
سے اس کے ہاتھ سے لفافہ
جھپٹنے والے انداز میں لے کر
کہا۔۔۔
جلا دو اسے۔۔۔" اور اگلے ہی"
پل بغیر اس لفافے کو پڑھے
انہوں نے وہ التمش کی
جانب بڑھاتے ہوئے حکم
صادر کیا۔۔۔
جس پر
التمش الجھن سے انہیں
تکنے لگا۔۔۔
اس کے نزدیک انہیں
ایک بار کھول کر ضرور
پڑھنا چاہیے ۔۔۔
کون سہ آنکھ بند کر لینے
سے بلی بھاگ جائے گی ۔۔۔
ایسے کیا دیکھ رہے ہو "
"میں نے کہا جلا دو اسے۔۔۔
وہ برہمی سے حکم صادر

کر رہے تھے اس بار---

جی ماسٹر---مگر---"

مجھے لگتا ہے آپ کو

"اسے ایک بار پڑھ لینا چاہیے

نہیں--- وعدہ ہوا تھا ---"

وہ وعدہ توڑ رہا ہے اپنا

اور میں ایسا نہیں کرنے

دوں گا اسے---" وہ

دوبدو گویا ہوئے----

جس پر التمش اب

خاموش ہو گیا ---

عبدالرحمان صاحب بہت

ذہین آدمی تھے وہ

بغیر لفافہ کھولے بھی

جانتے تھے کہ اس

میں کیا لکھا ہے--- اور

کس مقصد کے تحت

وہ آیا ہے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہیں دوسری جانب---

وہ آفس نہیں گیا تھا

وہ تو دوسرے کمرے میں

اسٹڈی روم میں بیٹھا ہوا تھا---

اس نے ایک تصویر گروپ
میں بھیجی یہ وہی گروپ
تھا جہاں سے نایاب
کی تصویر پھیلنا شروع
ہوئی تھی کالج میں---
کیونکہ وہ تصویر
ان کے پروفیسر کے کرتوتوں
کی تھی--- جس میں لڑکی
کا چہرہ واضح نہ تھا
مگر پروفیسر صاحب
صاف نظر آرہے تھے---
اس لیے وہ تصویر
بہت تیزی سے
کالج میں فارورڈ ہونے لگی---
اس تصویر کو جو بھی
کلک کرتا فورا ہی اس کا
موبائل ہیک ہو جاتا----
جیسے ہی موبائل ہیک ہوتا--
قیصر موبائل میں موجود تمام
پکس و ویڈیوز کو
ڈیلیٹ کردیتا---
وہیں اسٹڈی روم
میں بیٹھ کر اس نے

نایاب کی ساری پکس

جو کالج میں وائرل

ہو رہی تھیں---ڈیلیٹ کیں---

یہ ایک مشکل کام تھا

اسے کافی گھنٹے لگے

لیکن آخر میں وہ

کامیاب ہوا ---

❤️#جاری_ہے

" تم ابھی تک پڑے سو رہے

ہو-- باہر ٹیوشن ٹیچر

بیٹھی ہیں تمہاری--"

عاطف کے والد اس کے

سر پر کھڑے ہو کر چیخ

رہے تھے مگر وہ ڈھیٹ

کہاں سن رہا تھا --

" ارے اٹھ جاؤ وہ

انتظار کر رہی ہیں باہر"

اس بار انہوں نے کمبل

اس کے اوپر سے جدا کر کے

ہاتھ پکڑ کر کھینچتے

ہوئے اٹھا کر بٹھایا---

ہونہہہہہ---- کیا مصیبت ہے---"

پڑھا پڑھا کر مار دیں

گے آپ لوگ تو مجھے---
اتنی بھی کوئی ضروری
نہیں ہے پڑھائی--- آج کل
VLOG تو جسے دیکھو
بنا کر ہٹ ہو رہا ہے
کوئی نہیں پوچھتا
"ایجوکیشن---
عاطف اٹھ کر بیٹھ ضرور
گیا تھا لیکن ابھی بھی
پڑھنے کے لیے
تیار نہیں تھا---
چلو--- وہ انتظار کر"
رہی ہیں"اس بار وہ ذرا برہمی
سے گویا ہوئے تو عاطف
کوفت سے تھکے ہارے
انداز میں بیڈ سے اتر کر
فریش ہونے چلا گیا---
اپنا بیگ لے کر سیڑھیوں
سے مرے قدم لے کر
اترتا جب وہ
لاونچ میں پہنچا
تو اس کی نگاہیں حیرت
کے مارے پھٹیں---

"حفصہ آپی "

آنکھوں میں جگنو

جگمگا اٹھے تھے اس کے---

کچھ لمحے پہلے جو

چہرے پہ مایوسی اور

کوفت کے اثار تھے

وہ سب اب خوشی میں بدل

چکے تھے---

عاطف---آدھے گھنٹے"

سے انتظار کر رہی ہوں

میں--- مجھے دو اور جگہ

بھی ٹیوشن پڑھانے

"جانا ہے---

جبکہ حفصہ اسے

دیکھتے ہی بگڑی---

تو آپ میری "

"ٹیوشن ٹیچر ہیں؟؟--

اس کے لہجے سے ہی

مسرت کے جام بٹ

رہے تھے---

ہاں--- اب چلو بیٹھ"

بھی جاؤ -- اور جلدی

"سے بیگ کھولو---

حفصہ عجلت سے گویا
ہوئی---
اس نے تو اپنی جلد بازی
میں دیکھا ہی نہیں
اس ننھے لڑکے کی
آنکھیں کیسے
چمکی تھیں---
وہ کس قدر فدا
فدا نظروں سے تکتے
ہوئے اپنا بیگ
کھول رہا تھا---
اب آپ روز آیا کریں "
"گی مجھے پڑھانے؟
پڑھائی ختم کرنے کے
بعد حفصہ جانے کے لیے
کھڑی ہوئی تو عاطف
فورا ہی پوچھ اٹھا---
ہاں--- اور پلیز وقت"
کی پابندی کا خیال رکھنا ---
میں آدھے گھنٹے بیٹھ
کر تمہارا انتظار نہیں
کر سکتی--- میں منع کر
دوں گی پھر کیونکہ

مجھے دو اور جگہ

جانا ہوتا ہے اور وہاں

"کی ٹائمنگ فکس ہے---

حفصہ پرس اٹھاتی

---اس کی جانب

دیکھ-- سنجیدگی سے

گویا ہوئی---

آپ فکر ہی نہ کریں "

کل سے آدھا گھنٹہ

پہلے آ کر بیٹھ

"جاؤں گا میں---

ہائےئےئے---

یہ لڑک پن کی محبت---

یہ معصومیت---

یہ آنکھوں کی چمک---

یہ چہرے کی نادان

سی مسکراہٹ---

چاہے جانا --وہ بھی نہایت

پاکیزہ محبت کے ساتھ-

یہ دنیا کی سب سے

انمول نعمت ہے--- اور یہ

حفصہ کے نصیب میں

آئی تھی---

حفصہ اس کے مطمئن کر

دینے والے انداز پر

مسکراتی ہوئی--بڑے

پیار سے اس کے بالوں میں

ہاتھ پھیر کر چل دی تھی---

اس بات سے بے خبر

کہ وہ پورے کا پورا

بندہ ہلا گئی ہے--

جبکہ مقابل منجمد

کھڑا رہ گیا --

ٹرانس کی سی

کیفیت میں---

اس نے اپنے ہاتھوں کو

اب بےیقینی کہ عالم میں

اپنے سر کے اس مقام

پہ رکھا جہاں حفصہ نے

رکھا تھا اور پھر مس

کرنے کے بعد اپنی انگلیوں

کو خود ہی سونگنے لگا---

ان سے مہک آتی

محسوس ہوئی اسے---

بڑی پیاری سی مہک---

وہ مسکرایا تھا--- اور وہ

مسکراہٹ بہت ہی دل

فریب و نادان سی تھی ---

دل کو چھو لینے والی---

اب تو حال یہ تھا

پوری دنیا روکے عاطف

کو پڑھنے سے

مگر وہ نہ رکے---

اگر پڑھانے والا شخص

آپ کا من پسند ہو تو

میتھ جیسا سبجیکٹ

بھی بڑا میٹھا لگتا ہے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

جب سے وہ کنزہ

سے ملا تھا مانو جیسے بھوک

پیاس سب سے ہی اڑ گئی

ہو---

نہ نیند آتی تھی نہ سکون

عجیب سی کیفیت

میں رہا کرتا تھا وہ--

دل جیسے ہر چیز سے

اچاٹ سہ ہو گیا ہو---

قیصر نے اچھا بدلہ

لیا اس سے--- لوگوں

کی بھیڑ میں بھی وہ

تنہا سہ ہو گیا تھا۔۔۔

روزانہ کی طرح

وہ اپنے آفس میں داخل

ہوا۔۔۔ پھر پورا دن

بس روبوٹ

کی طرح کام کرتا رہا۔۔۔

کام ختم کرنے کے بعد

وہ تھکا ہارا رات

کو گھر پہنچ گیا ۔۔

آج کل بس وہ یہی

زندگی جی رہا تھا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اس کی گاڑی ہواؤں سے

باتیں کر رہی تھی ۔۔۔

پیچھے پھولوں کا

گلدستہ رکھا

نظر آرہا تھا۔۔۔

اچانک بیک ویو مرر

میں اس کی نظر گئی۔۔۔

تین گاڑیاں مسلسل

اس کا پیچھا کر رہی تھیں

لیکن اس بات پر

توجہ اس نے اب دی ---
خطرہ محسوس کر---
اس نے فورا
گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی ---
مگر جتنی جتنی وہ
اسپیڈ بڑھا تھا پیچھے
کی گاڑیوں کی اسپیڈ
بھی اتنی ہی بڑھ رہی تھی---
اور آخر میں ان
گاڑیوں میں سے ایک
اس کے آگے آکر
راستہ روک کر کھڑی ہو گئی---
" یہ پاگل ہو گئے ہیں کیا؟؟
یا مرنے کا زیادہ
دل چاہ رہا ہے ان کا"
زریاب دانت پیستے ہوئے
کہتا گاڑی سے نکلا---
اور بس اس کا گاڑی
سے باہر نکلنا تھا ایک
زوردار ڈنڈا اس کے پیٹ
پہ پڑا---
وہ پہلا وار ہی
اتنا جاندار تھا--- کہ

مارے کرب کے اس کی
چیخ بلند ہوئی---ساتھ ہی
اس کا منہ نیچے کی جانب ڈھلکا
اور منہ سے تھوک نکلا---
وہ سنبھل پاتا
اس سے قبل ہی
اس کے پورے جسم پہ
ڈنڈے برسنے لگے---
وہ خود کو بچانے کی
کوشش کرنا چاہتا تھا
مگر ڈنڈے اتنی شدت
سے پڑ رہے تھے کے
وہ بے بس تھا
اس معاملے میں---
دماغ تکلیف کی شدت
سے سن ہو گیا تھا اگر
کچھ یاد تھا تو فقط اتنا
کہ یہاں سے بھاگنا
چاہیے ورنہ زندہ
نہیں بچے گا---
مگر بھاگنے کا موقع کب
دیا تھا انہوں نے---
وہ پے در پہ ان پہ وار

کر رہے تھے موٹے موٹے
ڈنڈوں سے---
سوائے سر کے اس کے
جسم کا ایسا کوئی
حصہ نہیں تھا جہاں
وار نہ کیا گیا ہو---
مار مار کے اسے لہو لہان
کر دیا گیا تھا وہاں
کوئی نہیں تھا اسے
بچانے والا---
جب وہ بےہوش ہو کر
منہ کے بل روڈ
پہ گر گیا۔ تو وہ لوگ اسے
وہیں خون الودہ
حالت میں مرنے کے لیے
چھوڑ کر چل دیے تھے---
"سر کام ہو گیا۔ "
بے ہوش ہونے سے پہلے
جو اس نے آخری بات
سنی --- وہ یہی تھی--
❤️*Husny Kanwal*❤️
موسم صبح سے کافی
بہتر تھا نہ زیادہ سردی

تھی نہ زیادہ گرمی۔۔
رات میں
وہ گارڈن میں اکیلے گھومتے
ہوئے کافی پی رہی تھی
جب اس نے گھر کے اندر
سے قیصر کو نکلتے دیکھا ۔۔۔
نایاب اچھنبے کا شکار
ہوئی اسے تو باہر سے آنا
چاہیے تھا وہ اندر سے کہاں
سے نکل کے آرہا تھا؟۔۔۔
ابھی وہ اسے دیکھ ہی
رہی تھی کہ مقابل قریب
آکر ۔۔"ایک سیپ دو جگنو
"سر میں درد ہو رہا ہے میرے
نایاب کوئی ری ایکشن دے پاتی
اس کا موقع دیے بغیر ہی
وہ اس کا کپ اسی کے
ہاتھ کے ساتھ پکڑ کر
اپنے لبوں تک لے جاکر
پینے لگا۔۔۔
قیصر۔۔۔ تم اندر سے"
"کیسے آ رہے ہو؟؟
بغیر کھائے پیے

بغیر ایک منٹ کا بھی

وقفہ لیے .. وہ صبح

سے صرف نایاب کی

تصویریں ڈیلیٹ کرنے

میں لگا ہوا تھا...

سارا معاملہ حل کرنے

کے بعد ہی وہ کمرے

سے نکلا تھا اب...

"پاوں سے"

ہلکا سہ مسکرا کر بولا..

"ہونہہ.."

سیدھی بات کا سیدھا

جواب دینا وہ بندہ

جانتا ہی نہیں تھا شاید..

نایاب نے سوچا شاید

جب وہ کچن میں کافی

بنا رہی تھی اپنے لیے

تب وہ آگیا ہو...

ساری مت پیو..."

میں نے اپنے لیے

بنائی تھی"

قیصر تقریبا ساری

کافی پی چکا تھا...

" تم کھانے کے وقت
کافی پی رہی ہو پھر
"کھانا کب کھاؤ گی ؟؟
اس کی کافی دھڑلے
سے پینے کے بعد بجائے
کوئی لچک
دیکھانے یا معذرت
کرنے کے الٹا اسے ڈپٹنے
کھڑا ہوچکا تھا وہ
"تم نے پوری پی لی قیصر۔"
نایاب اس کی ڈپٹ کو
مکمل اگنور کر۔۔ایک
ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔ترچھی
نگاہ سے اسے تکتے ۔۔۔
دانت پیستے ہوئے۔۔
گویا تھی۔۔۔
ہاں تو۔۔میں کافی پینے"
کے بعد بھی کھانا کھا لوں
گا مگر تم نہیں کھاؤ گی
"مجھے اچھے سے پتہ ہے ۔۔۔
اس کے لہجے میں ہمیشہ
اتھارٹی ہوتی تھی نایاب
کے لیے۔۔۔

جیسے وہ ہمیشہ سے اس کی ہو---
نایاب خاموش
ہو گئی تھی اس کی بات
سن---
کیونکہ وہ خود بھی
جانتی تھی اگر اس نے
کافی پی لی اس وقت
تو وہ رات کا کھانا نہیں
کھا سکے گی پھر---
" کھانے میں کچھ بنایا ہے
یا ارڈر کرو باہر سے؟؟"
"بنایا ہے--- تم فریش
ہوکر آجاؤ --
میں لگاتی ہوں--"
وہ دیکھ سکتی تھی
قیصر کتنا تھکا ہوا
نظر آرہا تھا--
اس کی آنکھیں سرخ تھیں---
" ویسے کھانا بنانا
کب سیکھا؟"وہ
بہت فدا فدا سے لہجے
میں پوچھ رہا تھا--
" 12 ---سال"

اور مقابل کا جواب سنتے

ہی قیصر کو شاکڈ لگا۔۔۔

جتنے وہ پیسے بھیجا

کرتا تھا اتنے میں تو

میمونہ خاتون نایاب

کے لیے ملازمہ رکھ سکتی

تھیں پھر نایاب کو 12

سال کی عمر میں کھانا

پکانے اور کچن میں جا کر

چولہا جلانے کی کیا

ضرورت آن پڑی؟؟۔۔۔

بارہ سال؟؟۔۔۔"

تمھیں کوکنگ کا زیادہ

"شوق ہے؟؟

زید نے نکاح کا چھپایا یہ

الگ بات تھی لیکن

تھے وہ نیک لوگ۔۔۔

مڈل کلاس لیکن اچھے

وفادار   اور بے لوث محبت

کرنے والے ۔۔اسی لیے

قیصر کے دماغ میں ایک بار

بھی نہیں آیا کہ یہ ممکن ہے

کہ میمونہ خاتون نے نایاب

کو پیسے ہی نہ دیے ہوں
یا اس پر ظلم کیا ہو۔۔یا
اسے چھوٹی سی عمر میں
کچن میں لگاکر
ملازموں کی طرح کام لیا ہو۔۔
نایاب نے کوئی جواب نہیں
دیا لیکن بہت سے جذبات
تھے ۔۔۔جو اس کی آنکھوں
میں ابھرے ۔۔۔
کس کس چیز کا شکوہ
کرتی وہ؟۔۔ غلطی اسی
ہرجائی کی تھی کے وہ اسے
یوں لاوارثوں کی طرح چھوڑ
کر بھاگ گیا تھا پھر وہ
میمونہ خاتون کو کس بات
کا ذمہ دار ٹھہرائے؟۔۔۔
وہ تو یہی شکر ادا کیا
کرتی تھی کہ انہوں نے
اسے یتیم خانے نہیں ڈلوایا۔۔۔
ورنہ اس کے نزدیک جب
اس کے سگے رشتے اسے
چھوڑ کر جا سکتے تھے
تو پھر میمونہ خاتون

سے تو اس کا کوئی خونی
رشتہ ہی نہیں تھا۔۔۔
پھر ان سے کیسا گلہ
کیسی شکایت۔۔۔
بلکہ وہ تو الٹا ان کی
شکر گزار تھی کہ انہوں
نے نہ چاہتے ہوئے بھی
اسے اتنے سال برداشت
کیا اپنے گھر میں۔۔۔
اسے کھانے کے لیے دیا ۔۔
اسے ایک چھت دی رہنے کے لیے۔۔
اسے کپڑے دیے پہننے کے لیے۔۔۔
اس کے سکول کی فیس بھری۔۔
بیمار ہو جانے پر ڈاکٹر
کا خرچہ اٹھایا۔۔۔ جب کہ
انہیں کوئی ضرورت نہیں
تھی یہ سب کرنے کی۔۔۔
وہ کہاں پابند تھیں؟؟۔۔۔
"میں کھانا لگا رہی ہوں "
فقط اتنا کہتی۔۔۔ وہ کپ
اسی کے ہاتھ میں
چھوڑ کر چل دی تھی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر فریش ہو کر آیا تو
کھانا لگا ہوا ملا تھا ڈائننگ
ٹیبل پر---
ہاتھ میں تو "
"جادو ہے تمہارے جگنو
وہ پہلے لقمہ کھاتے ہی
مسکرا کر گویا ہوا---
جواب میں نایاب نے اب
بھی کچھ نہ کہا وہ بس
خاموشی سے کھاتی رہی---
کیا ہوا ؟؟--کیا "
سوچ رہی ہو؟" کیا وہ
نہیں دیکھ سکتا تھا کہ
اس کے جگنو کا چہرہ بہت
مرجھایا ہوا سہ تھا---
وہ کھانا ضرور کھا
رہی تھی مگر غیر حاضر
طور پر---
یہی--- کہ کیوں چھوڑ"
کر گئے تھے تم مجھے
جب میں تمہارے
" نکاح میں تھی
اور قیصر کو کب

امید تھی کہ وہ اتنا
ڈائریکٹ سوال کرئے گی۔۔۔
اس کا ہاتھ میں پکڑا چمچہ
اسی لمحے رک گیا تھا۔۔
اس نے چمچہ واپس
آہستگی کے ساتھ پلیٹ
میں رکھا اور اس
خوبصورت لڑکی کی
جانب بغور دیکھنے لگا۔۔۔
میں خود نہیں گیا تھا "
تمھارے پیارے نانا
نے مجھے زبردستی باہر
"بھیج دیا تھا راتو رات۔۔۔
قیصر نے وہی بتایا
جو سچ تھا ۔۔۔ وہ الگ بات ہے
آدھا سچ وہ گل کر گیا تھا۔۔۔
مگر اچانک کیوں؟؟"
اور کیا انہیں پتہ
"ہے ہمارے نکاح کا؟
بہت عجیب سہ لگ رہا تھا
اسے قیصر سے نکاح کے
موضوع پر بات کرنا لیکن وہ
کرئے بغیر رہ بھی

تو نہیں سکتی تھی---

ہمارے نکاح کا سوائے "

زید کے کسی کو علم نہیں --

اسی لیے تم بے فکر ہو

"سکتی ہو اس حوالے سے---

قیصر کو لگا شاید وہ نہیں

چاہتی کہ لوگ جانیں

کہ وہ اس کے نکاح میں ہے

اسی لیے وہ پریشان ہے---

"زید انکل جانتے ہیں؟ "

نایاب کو شدید

حیرت ہوئی تھی---

"آئیڈیا ہی اسی کا تھا"

آج چاہ کے بھی زید

کے لیے منہ سے کمینے

کا لفظ نہ نکال سکا جبکہ

پہلے جب بھی وہ یہ بات

بولتا تھا کمینے

کا لفظ استعمال

کرنا اپنا فرض

سمجھتا تھا---

اب اس کے نزدیک زید کی

غلطی نہیں تھی وہ صرف

وسیلہ بنا تھا۔۔۔
نکاح تو ہونا ہی
تھا۔۔۔ انہیں تو ملنا
ہی تھا ۔۔۔
جوڑے تو آسمانوں پہ
بنے ہوتے ہیں انہیں تو
صرف ملایا
جاتا ہے دنیا میں۔۔۔
اور اس لمحے نایاب
کو یاد آیا کہ زید ہمیشہ
ذریاب اور اسے روکتا تھا
نکاح کرنے سے۔۔۔
وہ ہمیشہ یہی کہا کرتا
تھا کے نکاح کی
اجازت پہلے قیصر سے لو۔۔۔
مگر پھر ایک سوال بڑی
شدت سے اس کے
دماغ کو ہٹ
کیا کہ اگر وہ جانتا تھا
کہ وہ قیصر کے نکاح میں
ہے تو اس نے کبھی
اسے بتایا کیوں نہیں؟
کبھی اسے زریاب کے ساتھ

گھلنے ملنے سے روکا
کیوں نہیں؟--
اگر وہ بتا دیتا تو یقینا
آج وہ اتنی اذیت میں
نہ ہوتی ---اس کے لیے
قیصر کو قبول کرنا
آسان ہوتا--- کیونکہ بچپن
سے دماغ بنا ہوتا---
اس نے سوچ لیا تھا
وہ ایک بار زید سے
ضرور جا کر پوچھے گی
اس نے کیوں نہیں
بتایا نکاح کا اسے---
وہ بتاتا تو وہ زریاب
سے ڈسٹنس رکھتی
شروع سے ہی --
پھر اتنا ہرٹ
نہ ہوتی آخر میں---
کھانا کھا لو--- "
"ٹھنڈا ہو رہا ہے
اسے کھانا نہ کھاتا دیکھ
قیصر نے آہستگی سے کہا
ساتھ ہی اس کی پلیٹ

میں مزید سالن ڈالا ---

ان دونوں میاں بیوی نے

اب خاموشی سے کھانا

تناول کیا تھا---

کھانا کھانے کے بعد

برتن پچھلی بار کی

طرح دونوں نے ساتھ

مل کر ہی دھوئے ---

بس اس بار بدلاؤ یہ تھا

کہ نایاب لیمن میکس

سے بھرا اسپنچ برتنوں

پر لگا رہا تھی

اور قیصر برتن

کھنگال رہا تھا---

دونوں میاں بیوی نے

ساتھ مل کر ہی پورا

کچن صاف کیا ---

کچن صاف کرنے کے بعد

قیصر ڈائریکٹ اپنے کمرے

کی جانب بڑھ گیا تھا

وہ کافی تھکا ہوا تھا

اب---

نیچے کے کاموں سے

فارغ ہونے کے بعد
وہ حسین
دوشیزہ بھی اوپر
آ گئی تھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
قیصر نہا کر نکلا تو
سامنے ہی نایاب اپنے بال
بناتی نظر آئی---
پہلے کی طرح اب وہ
اپنے لور پارٹ پر ٹاول باندھ
کر نہیں نکلتا تھا
واش روم سے بلکہ باقاعدہ
فل ٹراؤزر پہن کے نکلا کرتا
تاکہ نایاب انکمفرٹیبل
محسوس نہ کرے اس
کے اردگرد ہونے پر---
باہر آنے کے بعد اس نے
عجلت سے بیڈ پر ڈلی
اپنی بلیک ٹی شرٹ پہنی---
"میں بنا دوں پونی؟"
وہ پونی بنا رہی تھی--
بچپن میں وہ ہی ان سلکی
گھنے لمبے بالوں کی پونی

بنایا کرتا تھا۔۔

قیصر تیزی سے اس کی جانب

چلا آیا۔۔۔

نہ جانے دل میں کیا سمائی۔۔۔

سوچا ہی نہیں۔۔۔

بس ڈائریکٹ پوچھ بیٹھا۔۔

اور اگلے ہی پل ---

جیسے شدید پچھتاوا

ہوا پوچھنے پر۔۔۔

جب آئینے کے عکس

میں اس لڑکی کی

آنکھوں میں حیرت

ابھری دیکھی۔۔۔

"آپ کو بنانا آئے گی؟ "

ہاں۔۔۔ میں پہلے بھی"

"تو بنایا کرتا تھا

وہ کانفیڈنٹ ہو کر بولا

وہ الگ بات ہے وہ بالکل

بھی کانفیڈنٹ نہیں تھا

اس کے ہاتھ ہلکے سے

لرز رہے تھے جو اس نے

ٹراؤزر کی

پاکٹ میں چھپا لیے تھے۔۔۔

اس بھوری چمکتی

آنکھوں والی لڑکی نے

کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

ایک لمحہ دو لمحہ

تین لمحے حتی کہ

کافی لمحات گزر گئے۔۔۔

قیصر سمجھا ۔۔۔اس کی

خاموشی میں ہی نہ ہے۔۔

اس لیے بغیر جواب سنے

وہ پلٹنے ہی لگا تھا

جب نایاب نے اپنے ہاتھ

میں پکڑا پنک رنگ کا کنگھا

اس کی جانب بڑھایا۔۔۔

" بچپن جیسی نہیں بنانا۔۔۔

" تھوڑی اونچی کر کے بنانا

وہ اپنی میٹھی سی

آواز میں انسٹرکشن

دیتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ 11 سال پہلے بھی

اسی طرح حکم چلاتی

تھی اور آج بھی یہی

حال تھا۔۔

"اوکے"

اسے لگا تھا بچپن والا
ہی معاملہ ہوگا ---
بس وہ یوں ہی بنا لے گا---
لیکن جیسے ہی اس
کی زلفوں کو چھوا ---
انگلیوں کو عجیب
سہ سرور محسوس ہوا---
جیسے بہت وقت سے
ترس رہی ہوں انہیں
چھونے کے لیے---
اونچی پونی باندھنے کے
لیے جیسے ہی بالوں
کو اس نے اونچا کر کے
اٹھایا--- اگلے ہی پل
اس کی نگاہ نایاب کی
دودھیائی صراحی دار گردن
پر گئ---
اور دل جیسے بےایمان ہوا ہو--
نہیں جانتا کیوں---
لیکن شدت سے دل چاہا
کہ اسے چومے ---
اپنا حلق اسے خشک
پڑتا محسوس ہوا---

اپنی خشک زبان ہونٹوں

ہر پھیرتے --- اس نے

نگاہ ہٹانا چاہی---

مگر نگاہ جیسے

ہٹنے کے لیے تیار نہ تھی---

کہا جائے کے آنکھیں

بغاوت کر بیٹھی تھیں

تو غلط نہ ہوگا---

اس کا دل زور زور سے

دھڑکنے لگا---

وہ باقاعدہ

اپنے کانوں سے اپنے

دل کی دھڑکنوں کو

سن رہا تھا----

اس کا منہ آہستگی

سے نیچے کی جانب

جھکنے لگا--

طلب و شدت

بڑھ رہی تھی

اسے چھونے کی---

چھوڑو--- تم خود"

ہی باندھ لو" اگلے ہی

لمحے--- اس کے بال

چھوڑ کر ایک قدم دور ہٹتا۔۔۔
وہ اعلانیہ کہ کر۔۔۔
پلٹ کر تیزی سے
چل دیا تھا۔۔۔
نایاب نے الجھ کر
پیچھے کی جانب دیکھا
لیکن مقابل جیسے
گھوڑوں پر سوار ہو۔۔
اتنے تیز قدم لیتا باہر نکلا
کے وہ کچھ
پوچھ ہی نہ سکی۔۔۔
کمرے سے باہر آتے ہی
اس نے دروازہ بند کیا
اور پھر اسی سے لگ
کر اپنے دل کے مقام پر
ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوگیا۔۔۔
وہ اب گہرے گہرے
سانس لے رہا تھا۔۔۔
قیصر عبدالرحمان تم "
پر آج یہ انکشاف ہو گیا ہے
کہ تم مسز قیصر
عبدالرحمان کی
"پونی نہیں بنا سکتے اب

آہستگی سے کہتے
وہ مسکرا دیا تھا ---
اور وہ مسکراہٹ
جیسے اپنے اندر پورا
گلستان آباد کیے ہوئے ہو---
اتنی پیاری کہ دیکھتے
ہی مر مٹنے کا دل کرئے--
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ کافی لیٹ کمرے
میں داخل ہوا تھا---
اس کے باوجود اسے
نایاب جاگتی ہوئی ملی---
"تم سوئی نہیں اب تک؟ "
اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا---
مگر نگاہوں نے بھی
جیسے قسم کھا رکھی ہو
بغاوت کرنے کی--- فورا
ہی اس کی دودھیائی
گردن پر جا پہنچیں---
"وہاں مت دیکھو قیصر--"
دل ہی دل خود کو
سمجھاتا ---وہ نگاہ
ہٹانے کی سعی

میں لگا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔وہ۔۔"

نایاب نے اپنی لمبی

پتلی انگلیاں گردن کی

پشت پر لے جا کر مسلیں۔۔۔

اور یہ منظر قیصر کے

لیے جیسے محال کر گیا

سانسوں کی

مالا کو برقرار رکھنا۔۔۔

اس نے برق کی پھرتی

سے نگاہ جھکائی تھی۔۔۔

وہ۔۔ میں سوچ رہی تھی ۔۔"

کل پوری رات تم انکمفرٹیبل

تھے صوفے پر۔۔۔ اور

مجھے پتہ ہے مجھے

بھی نیند نہیں آئے گی وہاں۔۔

تو۔۔۔ کیوں ناں تم بیڈ پر

ہی آجاؤ۔۔۔ ہم شیئر کر لیتے

ہیں۔۔۔ بیچ میں تکیہ

"رکھ لیں گے۔۔۔

نایاب ہچکچاہٹ کا شکار

تھی یہ جملے ادا کرتے وقت ۔۔۔

لیکن اس کے علاوہ کوئی

اور آپشن بھی تو نہیں تھا

نہ تو وہ دوسرے کمرے

میں سو سکتی تھی

اور نہ ہی وہ قیصر کو

صوفے پر سونے دے

سکتی تھی---

کیا اس نے نہیں دیکھا---

کل پوری رات وہ انکمفرٹیبل

ہونے کی وجہ سے

کھڑکی کے پاس کھڑا

رہا ---

اس کی آنکھیں سرخ

و تھکی تھکی سی

الگ ہی نظر آرہی تھیں---

وہ نہیں چاہتی تھی

کہ قیصر پریشان ہو

اس کی وجہ سے---

نیکی اور پوچھ پوچھ والا

حساب تھا بھلا مقابل پاگل تھا

جو منع کرتا ---

فورا ہی اس کی دعوت

قبول کرتے ---وہ بیڈ کے

دوسری سائیڈ

آ بیٹھا تھا۔۔۔
بس قیصر کا بیڈ پر
آکر بیٹھنا تھا کہ نایاب
تیزی سے کمبل منہ پر ڈال
کر لیٹ گئی ۔۔۔
مقابل نے پوری ایمانداری
کے ساتھ بیچ میں
تکیے کی دیوار حائل کی۔۔۔
اس نے کبھی نہیں سوچا
تھا کہ 11 سال بعد بھی
وہ اپنے اور جگنو
کے درمیان تکیہ رکھ
کے سوئے گا۔۔۔
سال پہلے بھی 11
وہ اسی مقام پہ کھڑے
تھے اور 11 سال بعد بھی۔۔
یہی سوچ وہ اداسی
سے مسکرا دیا۔۔۔
اگر عبدالرحمان صاحب
نے اسے باہر نہ بھیجا ہوتا
زبردستی تو یقینا اس
کا آج بہت مختلف ہوتا ۔۔۔
مگر ابھی نصیب میں

انتظار تھا اس کے---
پھل سامنے ہوتے ہوئے
بھی انتظار ---
"گڈ نائٹ جگنو "
عادت کے مطابق اس نے
لیمپ اف کرنے کی نیت سے
ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کے
اچانک یاد آیا کہ نایاب
کو ڈر لگتا ہے اندھیرے
سے ---
اس نے ہاتھ
واپس کھینچ لیا---
اسے لگا تھا نیند نہیں
آئے گی-- روشنیوں
میں سونے کی عادت
کہاں ہے اسے ---
لیکن بس لیٹنے کی
دیر تھی --- پورے
کمرے میں اس کے
خراٹے گونجنے لگے---
دوسری جانب نایاب
بھی لیٹتے ہی سو گئی تھی---
اس بات سے بےخبر کہ

زریاب ہسپتال میں

اس وقت شدید زخمی

حالت میں پڑا ہے---

میمونہ خاتون

زید---ارسا---

عفان (ارسا کا کزن)---

سب کا رو رو کر برا

حال تھا زریاب کے لیے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب کبھی بھی سیدھا

نہیں سویا کرتی تھی

جب وہ چھوٹی تھی ناں---

تب بھی وہ اگر بیڈ

کے رائٹ سائیڈ پہ

سوتی تھی تو بھی لیفٹ

سائیڈ پر لیٹے قیصر کو

اکثر زمین بوس کر دیا

کرتی ------

اب تو وہ پھر بڑی

ہوگئ تھی---

وہ حسین نوجوان

نیند میں تھا جب اسے

محسوس ہوا کہ کسی

کا ہاتھ اس کے چہرے

پر زور سے پڑا ہو---

نیند کی شدت

اس قدر تھی کے

زوردار تھپڑ کھانے کے

باوجود بھی اس کی

آنکھ نہ کھلی---

پھر اسے محسوس ہوا

جیسے اس کے پاؤں پر

وزن آیا ہو----

نیند ابھی بھی اتنی

پیاری تھی کہ آنکھ

نہ کھل سکی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

سورج کی پہلی کرن

کھڑکی سے ہوتی اس

کی آنکھوں پر آکر لگی ---

جس کے سبب اس

کی آنکھ کھلی تھی---

اگلے ہی لمحے اسے

محسوس ہوا وہ کسی

کے حصار میں جکڑا ہے---

جب ہوش ٹھیک

طرح بحال ہوئے تو
اپنی حالت دیکھ
شاکڈ میں رہ گیا
تھا وہ۔۔۔
اس کے جگنو کا
ایک ہاتھ اس کے سینے
پر تھا اور ایک ٹانگ اس
کے دونوں پاؤں پر۔۔۔جبکے
اس کا خوبصورت چہرہ
اس کی کندھے پر ٹکا
تھا۔۔۔
اس کی گرم سانسیں
قیصر اپنی گردن پر
محسوس کر سکتا تھا۔۔۔
وہ چاکلیٹی بوائے
پھر ہلا نہیں۔۔۔
ہلکا سہ بھی۔۔
کہ کہیں اس لڑکی کی
نیند نہ کھل جائے
کہیں وہ اس سے دور
نہ ہو جائے۔۔۔
یہ وقت
یہ لمحہ

یہ قربت

یہ سانسوں کی مہک

یہ جسم کی خوشبو

بڑی مشکل سے نصیب ہوئی

تھی اسے---

وہ کتنی ہی دیر اسے

یوں ہی تکتا رہا---

کوئی حساب نہیں---

شاید وہ خود بھی نہیں

جانتا ہوگا کہ اس کی نگاہوں

کی تپش اتنی گہری تھی

کہ نایاب نے نیند میں

بھی محسوس کی---

قیصر--- ایسے کیوں"

دیکھ رہے ہو؟--"نایاب

کے اچانک آنکھ

کھول کر پوچھتے ہی

قیصر چوٹا سہ ہوا---

کیونکہ وہ دیکھ چکی

تھی اس لیے آنکھ بند

کرنے کا بھی کوئی

فائدہ نہ تھا---

ہونا تو یہ چاہیے تھا

کہ نایاب قریب آئی تھی

تو وہ بلش کرتی

کیونکہ وہ لڑکی تھی

مگر یہاں سسٹم بالکل

الٹا تھا۔۔لڑکی کی بجائے

لڑکا بلش کررہا تھا۔۔۔

ہٹو۔۔۔ میں دب گیا"

"ہوں بالکل۔۔

وہ بہت آہستگی کے ساتھ

کمزور اور بالکل مرے دل

سے احتجاج کر رہا تھا۔۔

مانا دل نہیں تھا مگر

اپنی بچی کچی عزت

بچانے کے لیے ضروری تھا

یہ احتجاج اب۔۔۔

تو کس نے کہا تھا "

تکیے ہٹانے کے لیے

"بیچ میں سے۔۔۔

پتہ ہے عجیب بات کیا

تھی نایاب کو ابھی بھی

قیصر سے کوئی

رومانٹک فیلنگس نہیں

آرہی تھیں۔۔۔

وہ قیصر کو بالکل اسی

طرح ٹریٹ کر رہی تھی

جیسے 11 سال پہلے

کیا کرتی---

ذرہ برابر بھی

بدلاؤ نہیں آیا تھا اس

لڑکی کے رویے میں---

وہ چڑ ھ کر کہتی--

فورا ہی اس سے

دور ہٹ کر لیٹی---

"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے--"

قیصر بھی دانت پیستے

ہوئے کہتا-- عجلت سے

کروٹ دوسری سمت

لے کر آنکھیں موند گیا ---

جبکہ دوسری جانب

رخ موڑتے ہی وہ مسکرایا تھا---

❤️#جاری_ہے

وہ ابھی ناشتہ کر رہا تھا

جب اس کی سیکرٹری

کی کال آئی---

سر مسٹر زید نام کے"

کوئی شخص ہیں بار بار

کال کر رہے ہیں اور آپ

کی اپوائنٹمنٹ مانگ رہے

ہیں--- کہہ رہے ہیں آپ

سے ملنا چاہتے ہیں--

کوئی ارجنٹ بات

"کرنی ہے انہیں

عاشے اسے انفارم

کر رہی تھی---

"ہمم--- اور کچھ؟"

عاشے اس کی کافی پرانی

سیکرٹری تھی اس لیے

بہت اچھے سے

جانتی تھی کے

جب وہ بات کا جواب

نہ دے تو اس کا کیا

مطلب نکلتا ہے---

"نہیں سر"

"اوکے---"

ایک لفظی جواب دے

کر---اس نے کال ڈس

کنیکٹ کر دی تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

ارسا-- پلیز رونا بند کرو"

میں تمہاری آنکھوں میں

"آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔۔

عفان اس کے کندھے پر

ہاتھ رکھے۔۔ اسے

چپ کرانے کی کوشش

کر رہا تھا۔۔۔

کیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا

زریاب کے لیے

کل رات سے رو رو کر

اس لڑکی نے اپنی

آنکھیں کیسے

سوجا رکھیں ہیں۔۔۔۔

ارسا بہن جیسی تھی

اس کے لیے۔۔۔ جس کی

آنکھوں میں آنسو

دیکھنا وہ ہرگز گوارا

نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اور پتہ چلا یہ "

"سب کس نے کروایا

اس نے اپنے بندوں

کو لگا رکھا تھا زریاب

کے ساتھ ہونے والے

حادثے کی جانچ

پڑتال کے لیے ---

کال آنے پر --- وہ

کمرے سے باہر آ کر سیل

کان سے لگاتا اب

خاصہ روعب دار انداز

میں پوچھتا ہوا نظر

آرہا تھا---

اس کا چہرہ سرخ تھا

انگارے کی مانند کہ بس

علم ہو جائے کہ کس

نے کیا ہے زریاب

کے ساتھ یہ سب

اور وہ جاکر اس

کی جان اپنے ہاتھوں

سے لے لے---

عفان یوسف نہایت ہی

بگڑا ہوا امیر زادہ تھا

ارسا کی وجہ سے اس کی

زریاب سے دوستی

ہوئی تھی---

سر--- مسٹر قیصر"

"عبدالرحمان نے---

اور بس اس نام کا

سننا تھا کہ وہ کچھ

لمحوں کے لیے سناٹے

میں آگیا---

"قیصر عبدالرحمان یوسف؟؟"

اس نے جیسے تصدیق چاہی---

یقین جو نہیں آیا تھا---

جی سر --- بالکل "

"پکی خبر ہے---

دوسری جانب سے

پراعتمادی طور پر

تصدیق کی گئی---

بھلا اتنا پاور فل آدمی"

زریاب کو کیوں پٹواۓ گا---

پھر جہاں تک میں نے

سنا ہے اسے آئے تو ابھی

پاکستان میں کچھ ہی

"دن ہوئے ہیں

وہ بہت کنفیوژن میں تھا

جو اس کے لب و لہجے

میں بھی ظاہر نظر آرہا تھا---

کیا آپ کو نہیں پتہ سر--- "

نایاب مسٹر قیصر کی

بھانجی ہے--- جس کی

نازیبا تصویریں زریاب

"سر نے وائرل کی تھیں

کیا؟؟؟" عفان"

کے منہ سے مارے شاکڈ

کے بےدھڑک نکلا---

تو اس کا مطلب---"

یہ ساری لڑائی اس

نایاب نے کروائی ہے---

ٹھیک---" اب وہ اپنی

ٹھوڑی مسلتے ہوئے

خبیثانہ دماغ کو

تیزی سے چلانے لگا ---

نایاب جب سے کومہ

سے نکلی تھی ----ارسا

کے لیے پریشانی کا

باعث بنی ہوئی تھی---

لیکن اب تو اس لڑکی

نے مانو حد کر دی ---

صرف

اس کی وجہ سے

آج ارسا رو رہی تھی بیٹھ کر

اس کے سامنے---

وہ بہن جس کی آنکھوں

میں وہ کبھی آنسو

نہیں آنے دیتا آج وہ

پھوٹ پھوٹ کر

رو رہی تھی ---

اس کے نزدیک نایاب

سے برداشت نہیں

ہو رہا کہ زریاب

ارسا سے محبت کرتا ہے---

میں اب تک صرف "

اسی لیے خاموش

تھا کیونکہ ارسا نے مجھے

روک رکھا تھا--لیکن

اب پانی سر سے

اوپر جا چکا ہے

وہ لڑکی میری بہن

سے اس کی محبت

چھینا چاہتی ہے ---

میں اسے نہیں

چھوڑوں گا--"عفان

دانت پیستے ہوئے

دھاڑا ---

ارسا کے ہر ایک آنسو کا

بدلہ وہ نایاب سے

ضرور لے گا
یہ سوچ لیا تھا اس نے---
ٹھیک ہے اب جو "
"میں کہہ رہا ہوں وہ کرو
عفان حاکمہ انداز میں
گویا ہوا۔۔
وہ شیطانی دماغ لے
کر پیدا ہوا تھا خباثت
تو جیسے روم روم
میں بستی ہو---
اس کے دماغ میں
پلان تیار تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
پورا ایک مہینہ
گزر گیا تھا۔۔ اسے قیصر
کے ساتھ رہتے ہوئے---
دونوں کے درمیان
ابھی بھی اجنبیت کی
دیوار حائل کر رکھی
تھی نایاب نے---
کہنے کو نایاب اب
بڑی ہو چکی تھی ---
مقابل چاہتا تو

اپنا حق جتاتا۔۔۔

مگر اس نے ایک بار

بھی نہ جتایا ۔۔۔

وہ نایاب کے ہر

فیصلے کی عزت کیا

کرتا تھا۔۔۔

اور یہی اس کی باتیں

آہستہ آہستہ اس پتھر

دل کو موم کرنے

لگیں تھیں۔۔۔

کالج کی پوری انتظامیہ

کو نہ صرف چینج کر

دیا گیا تھا بلکہ نایاب

کو بھی بریلینٹ اسٹوڈنٹ

ہونے کے سبب واپس

بلا لیا گیا ۔۔۔۔

وہ دن بھر کتنا ہی

مصروف کیوں نہ ہو رات

کا کھانا وہ اپنے جگنو

کے ساتھ ہی کھاتا تھا اور

دوسری جانب نایاب بھی

چاہے کتنی ہی بیزی کیوں

نہ ہو رات کا کھانا وہ

قیصر کے لیے

اپنے ہاتھوں سے ضرور

بناتی ---

تھوڑی سی ہی صحیح

مگر قیصر محسوس

کرتا تھا نایاب

کوشڈ کرتی ہے

اس کے قریب آنے کی--

اسے اپنانے کی ---

اور یہی اس نوجوان

کے لیے بہت تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر---- کیا تم"

اس سوال

کو حل کر کے دے

"سکتے ہو؟--

وہ اسٹڈی میں کام کر

رہا تھا جب نایاب آکر

ٹیبل پر چڑھ کر بیٹھتی ---

نرمی سے پوچھنے لگی---

"میں؟؟--"

مقابل چاہ کر بھی اپنی

حیرت نہیں چھپا سکا تھا

کون نہیں جانتا تھا نایاب

کا آئی کیو لیول کیا ہے ---

کون نہیں جانتا تھا وہ

کتنی پریلینٹ ہے لیکن

اس کے باوجود وہ

اس کے پاس آئی تھی ---

حیران ہونا تو بنتا تھا---

"ہاں--دیکھو--"

وہ خاصہ سنجیدہ دکھائی

دے رہی تھی--

نہایت

معصومیت بھری و میٹھی

آواز سے کہتی

اسے کتاب میں اپنا

سوال دکھانے لگی---

عورت ایک بڑی عجیب

خاصیت رکھتی ہے وہ

جس سے محبت کرنے لگے

یا چاہے کہ وہ اس پر

اتھارٹی رکھے اس کے

سامنے وہ نادان بن

جاتی ہے---

وہ بھلے ہی آپ سے

زیادہ جانتی ہو --

آپ سے زیادہ قابل ہو

لیکن آپ کے سامنے اس بات

کو شو نہیں کرئے گی---

اور یہ عورت کا اپنی

محبت دکھانے کا

ایک انداز ہوتا ہے---

عورت پسند کرتی ہے

کہ پوری دنیا کے سامنے

بھلے ہی وہ کتنی ذہین

فتین ہوشیار سمجھدار

بہادر نڈر ہو لیکن ایک

شخص ایسا ضرور ہوتا

ہے جس کے سامنے

وہ بالکل بچی بن کر رہنا

چاہتی ہے---

بالکل نادان سی---

کمزور سی---جسے

پروٹیکشن کی ضرورت ہو---

تاکہ وہ شخص اس

کا محافظ بن کر ہر وقت

اس کے ارد گرد رہے

اس پر اپنا حصار بنائے رکھے--

اس کی پرواہ کرتا رہے---
نایاب نے شاید خود بھی
نوٹ نہ کیا ہو لیکن نیچرل
وائس وہ کبھی بھی ذریاب
کے سامنے بچی نہیں بنی
وہ جیسی تھی وہ ویسی
ہی رہتی تھی مگر قیصر
کا معاملہ الگ تھا ۔۔اس
کے سامنے بنتی تھی---
قیصر کے لیے یہ بہت
بڑی بات تھی کہ وہ
اس کے پاس آئی ہے--
وہ ایک سوال اب
اس کے لیے کروڑوں کی
ڈیل سے بھی زیادہ
اہمیت کا حامل تھا---
کرنا ہی solve جسے
کرنا تھا... ورنہ عزت کا
جنازہ نکل جانا تھا آج--
ساتھ ہی نایاب کا
مان بھی تو ٹوٹ جاتا---
پھر شاید وہ کبھی نہ آتی
یوں پوچھنے--- اور وہ

ہرگز نہیں چاہتا تھا
کے ایسا ہو---
جب آپ کا سامنا آپ
سے کہیں زیادہ
ذہین و ہوشیار
انسان سے ہو تو کہیں
نہ کہیں آپ کو گھبراہٹ
ضرور ہوتی ہے اور وہ
قیصر کو تھی---
وہ آہستگی کے ساتھ
اسے سمجھاتا رہا--
وہ بھی
بہت فوکس ہو کر
سمجھتی ہوئی
نظر آرہی تھی--
آدھا گھنٹہ لیا پورا
قیصر نے اسے وہ سوال
سمجھانے میں جو نایاب
اگر خود کرتی تو وہ
دو منٹ کا بھی نہیں تھا
اس کے لیے لیکن پھر
بھی وہ بہت تحمل کے
ساتھ سمجھتی رہی---

وہ نہیں سمجھائے

گا تو زندگی میں کبھی

وہ سوال پھر سمجھ

ہی نہیں آئے گا۔۔۔ کچھ

یوں غور و تفکر تھا

اس لڑکی کا۔۔۔

"آیا سمجھ ؟"

اب وہ ہلکی سی گردن

اٹھا کر اس کی جانب

دیکھتے استفسار کر

رہا تھا۔۔۔

"ہمم۔۔۔آگیا۔۔۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئی۔۔

اور بس اس کا کہنا تھا

کہ سمجھ آگیا۔ قیصر

نے دل ہی دل شکرانے

کے نوافل کی نیت

باندھی تھی۔۔۔

"چلو ۔۔میں چلتی ہوں "

وہ کہہ کر ابھی ٹیبل

سے اترنے ہی لگی تھی

جب قیصر نے اس کا

بازو پکڑ کر نرمی سے کہا

بیٹھ جاو--- میرا کام"

بھی ختم پر ہی ہے

"ساتھ چلیں گے ---

وہ بہت اہم پروجیکٹ

پہ کام کر رہا تھا اپنے

لیکن نایاب کے آتے

ہی اس نے اپنے

پروجیکٹ کو

یوں سائیڈ کر دیا

جیسے عام سہ

کام ہو---

اور من پسند شخص سے

کبھی یہ نہیں کہا جاتا

کہ میں کام کر رہا ہوں---

نایاب نے کوئی احتجاج

نہ کیا---

اپنی بکس

بند کر کے سینے سے

لگاتی --- اب وہ قیصر کی

فائل میں جھانک

رہی تھی---

کام کرتی ہوئی اس

چاکلٹی بوائے کی پروفائل

اتنی دلکش تھی
کہ نایاب اپنی نگاہیں
ہٹانا بھول بیٹھی---
وہ بس دیکھتی
چلی گئ---
تم نے اتنی چھوٹی "
عمر میں ٹیچنگ کیوں
"سٹارٹ کی ؟
اچانک ذہن میں آنے
والے سوال پر --
وہ اپنے جگنو کی
جانب متوجہ ہو کر
پوچھنے لگا---
نایاب حیران نہ ہوئی اس کے
سوال پر کیونکہ وہ خود
بھی جانتی تھی اس کی
ٹیچنگ والی ویڈیو ہی
تو وائرل ہوئی تھی
جس کے سبب اس کی
زندگی بدلنا شروع ہوئی---
میرا باپ کیونکہ "
خزانے چھوڑ کر نہیں
"گیا تھا میرے لیے---

وہ جلے کڑے لہجے
میں دوبدو گویا ہوئی۔۔۔
قیصر کا سوال جلے
پہ نمک چھڑکنے کے
مترادف ہی تو تھا ۔۔۔
کیا وہ شخص قیصر
نہیں تھا جو لاوارث
چھوڑ کر
بھاگ گیا تھا اسے۔۔۔
"کیا مطلب؟"
وہ سمجھ نہیں سکا تھا
اس کا طنز۔۔۔
اس نے تو ہمیشہ اپنی
بیوی کے لیے پیسے بھیجے
تھے پھر وہ ایسا کیوں
بول رہی تھی؟۔۔
اپنا پین فائل میں
چھوڑ کر اب اس کی جانب
مکمل متوجہ ہو ۔۔۔
وہ ایک ائبرو اچکاکر
استفسار کر رہا تھا۔۔۔
اس کے لہجے میں
الجھاپن نمایا تھا۔۔۔

جسے نایاب نے

اہمیت نہ دی---

اس میں سمجھ نہ آنے "

والی کیا بات ہے ---

"پیسے نہیں تھے میرے پاس

مانا اس کی آواز میٹھی

تھی سریلی سی

لیکن اس کے باوجود

مقابل ان میں دبا دبا غصہ

محسوس کر سکتا تھا---

یہ کیسے ہو سکتا ہے--- "

جتنا میرا باپ مجھے

پاکٹ منی دیتا تھا اس

سے تین گنا زیادہ

بھیجتا تھا

میں تمہارے لیے ---

وہ بھی باقاعدگی سے

ہر مہینے کی پہلی تاریخ

کو بغیر

"تمہارے کہے---

نایاب حیران ہوئی

تھی اس کی بات سن---

اور اسی لمحے اسے

وہ لفافہ یاد آیا جو
اکثر ہر مہینے کی پہلی
تاریخ کو آیا کرتا تھا---
جسے وہ اکثر خود
میمونہ خاتون کو دیتی
تھی--
ایک بار جب وہ چائے
دینے گئی تھی ان کے
کمرے میں تو اس نے
دیکھ لیا تھا میمونہ
خاتون اس لفافے میں
سے پیسے نکال کر
اپنے لاکر میں
رکھ رہی تھیں---
تب اس نے زیادہ نہیں سوچا
اس متعلق---
اور یہ خیال تو کبھی
گمان میں بھی نہ گزرا
کہ یہ پیسے اسے قیصر
بھیج سکتا ہے---
اور گزرتا بھی کیسے؟
قیصر بھاگ جو گیا تھا
گھر میں مرنے کے

لیے اکیلا چھوڑ کر اسے---
اگر وہ پیسے کم پڑ رہے"
تھے تو تم نے مجھے
کبھی بولا کیوں نہیں؟؟--
فون بھیجا تھا ناں
میں نے-- ایک کال کرنا
"اتنا مشکل تھا ؟؟---
قیصر کے نزدیک
بہت طریقے تھے
اس لڑکی کے پاس
اس سے رابطے کرنے کے
بس اس نے ہی
نہیں کیا---
اگر اسے اس بات
کا غصہ تھا کہ پیسے
کم بھیجتا تھا وہ --
تو وہ بول دیتی---
جہاں وہ بغیر بولے
بھیج رہا تھا وہاں
اگر وہ بولتی تو کیونکر
نہ بھیجتا---
"کون سہ فون؟--"
چلو لفافے کا تو اس نے

مان لیا۔ کیونکہ دیکھا

تھا اپنی آنکھوں سے

لیکن فون کہاں سے آگیا ؟؟۔۔

جو تمھاری سالگرہ والے"

"دن بھیجا تھا ۔۔

نایاب اس کی سیاہ

آنکھیں دیکھ سکتی

تھی ان میں کیا کچھ

نہیں تھا۔۔ غصہ ۔۔برہمی

شکوے۔ شکایات۔۔ گلہ۔

اذیت۔۔کرب۔۔ بیک وقت ان گنت

احساسات

لیے ہوئے تھیں

وہ آنکھیں ۔۔

نایاب نے پھر کچھ

نہ کہا۔۔

وہ جانتی تھی اپنے

قیصر کو۔۔

وہ جھوٹ نہیں بولتا۔۔

اگر اس نے نہیں بھیجے

ہوتے تو وہ کبھی اس

وقت اتنے گلے شکوے

لیے بھرم سے اس سے

بات نہیں کر رہا ہوتا۔۔۔
اسے کوئی حیرت
نہیں ہوئی تھی کہ میمونہ
خاتون نے اس کے پیسے
چرائے۔۔۔
کیونکہ بہت قریب
سے دیکھی تھیں ان
کی مکاریاں ان کی
چالاکیاں ان کا ظلم۔۔۔
وہ نہیں بھول سکتی
تھی میمونہ خاتون کیسے
چھوٹی چھوٹی باتوں
پر اس پر ہاتھ اٹھا دیا
کرتی تھیں۔۔۔ اور پھر
ڈراتی بھی تھیں
کہ کسی کو بتائے نہیں۔۔۔
کتنے۔۔ کتنے پیسے"
"بھیجتے تھے تم قیصر
مانا اس لڑکی کے چہرے
پہ کوئی تاثر نہیں تھا
لیکن قیصر نے اس کی
انکھوں کو بغور دیکھا۔۔
ان آنکھوں کی

چمک غائب تھی اس
لمحے---
اس کے سوال سے ہی
پتہ چل رہا تھا کہ اسے خبر
ہی نہیں ہے کہ وہ
کتنے پیسے
بھیجا کرتا تھا---
میمونہ باجی نے تمہیں "
"بتایا نہیں
میں نے کبھی ان سے "
"پوچھا نہیں
وہ جھوٹ نہیں بول رہی
تھی--- بس لفظوں سے
کھیل رہی تھی ----
میمونہ خاتون لاکھ
بری صحیح لیکن پھر
بھی نایاب انہیں کبھی
برا نہیں کہتی تھی
کیونکہ وہ زریاب
کی ماں تھی اور زریاب
ان سے بہت محبت
کرتا تھا ---
محبت کے علاوہ بھی

بہت احسانات تھے ذریاب
کے اس پر--- میمونہ
خاتون کو قیصر کے قہر
سے بچا کر وہ اب
اپنے احسانات کا بدلا
ہی تو اتار رہی تھی---
قیصر جیسے پاور فل
شخص کے لیے
کوئی مشکل کام نہیں تھا
میمونہ خاتون کے حلق
سے پیسے نکلوا لینا---
مگر اس سے اب
.اسے کیا فائدہ ہونا تھا؟--
جو وقت گزر گیا سو
گزر گیا جو مشکلات
اس نے دیکھ لیں
سو دیکھ لیں اب
ان میں کوئی رد و بدل
نہیں آ سکتا تھا---
بیس لاکھ--- اگر وہ"
تمہیں کم لگتے تھے
تو تم مجھے بول
"دیتیں --

بیس لاکھ ۔۔
نایاب کو تو رقم
سنتے ہی شاکڈ لگ
گیا تھا۔۔۔
وہ الگ بات ہے اس نے
چہرے پہ کوئی تاثر
آنےنہیں دیا۔۔۔
میمونہ خاتون اسی کا پیسہ
کھا کر اسے غراتی رہیں۔۔۔
یہ سوچ وہ بے اختیار
مسکرا دی ۔۔۔
اور وہ مسکراہٹ نہایت
کرب بھری تھی۔۔۔
تمھیں پیسے "
"نہیں ملے ناں۔۔
وہ لاکھ چھپانے کی
کوشش کر لے لیکن قیصر
اپنے جگنو کی آنکھوں
میں جھلکتے کرب
کو نہ پہچانے۔۔۔ یہ
کہاں ممکن ۔۔۔۔
قیصر نے ٹیبل پر
رکھی مٹھی بھینچی ۔۔۔

نایاب کا چھوٹی عمر
میں اسکول پڑھانا ---
اس کا 12 سال کی عمر
میں کچن میں کام کرنا
اسے موبائل اور پیسے
کی مقرر رقم کا پتہ
نہ ہونا---اس بات کی
جانب صاف اشارہ تھی کہ
اسے پیسے نہیں پہنچے---
قیصر کو پہلی بار احساس
ہوا کوئی مخلص نہیں
ہوتا یہاں---جسے
جہاں موقع ملتا ہے
ڈستا ضرور ہے--- شریف
بس وہی ہے جسے
موقع نہ ملا---
تم کچھ"
"نہیں کہو گے انہیں---
کیا وہ نہیں دیکھ
سکتی تھی قیصر
کے چہرے
کے بدلتے ہوئے رنگوں کو
اس کی سرخ پڑتی گردن

کو اس کے دماغ کی

ابھرتی نسوں کو۔۔۔

یقینا اس کا غصہ

بنتا تھا اس کی بیوی

کو اس کے بھیجے گئے

پیسے نہیں دیے گئے ۔۔۔

اسے ایک مشکلات بھری

زندگی کی جانب دھکیل

دیا گیا۔۔۔

وہ کیسے غصہ نہ ہوتا؟

وہ کیسے آگ بگولا نہ ہوتا؟

اس کی سرخ و سفید

بھینچی مٹھی پر نایاب

نے نرمی سے اپنا ہاتھ

رکھا۔۔پھر آہستگی بھرے

لہجے مگر حاکمہ انداز

میں کہا۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔

قیصر نے غصے سے اس

کی جانب دیکھا ۔۔۔

ان آنکھوں میں جوالہ مکھی

دہکتی ہوئی الگ ہی

نظر آرہی تھی۔۔۔

قیصر عبدالرحمان یوسف"

ہر چیز برداشت کر سکتا

ہے لیکن اس کے

جگنو کو کوئی تکلیف

"پہنچائے--- یہ نہیں---

وہ ایک ایک لفظ

جتا جتا کر دانت پیستے

ہوئے ادا کر رہا تھا---

ٹھیک ہے ---کرلو "

جو کرنا چاہتے ہو---

میں ہوں ہی کون--

"جو تمہیں روکوں

اگر وہ واقعی میں نہ جانتی

کہ قیصر کے لیے وہ

کون ہے اور کیا

اہمیت رکھتی ہے--تو

یقینا پھر وہ یہ جملے

ادا نہ کرتی---

تم مجھے ایموشنل "

بلیک میل کر رہی ہو

اس وقت---وہ بھی

ان لوگوں کے لیے

جنہوں نے تمہیں

"تکلیف پہنچائی
" میں بھول گئی ہوں "
" میں نہیں بھول سکتا "
اس کی گردن کی نسیں
تک ابھریں تھیں
جب وہ چیخا۔۔۔
وہ کسی صورت نہیں
معاف کر سکتا تھا ان
لوگوں کو جنہوں نے
اس کی
بیوی کو تکلیف میں
رکھا۔۔اس کے جگنو کو۔۔۔
تمہارے پیسے "
"میں واپس کر دوں گی بس
تم اچھے سے جانتی "
"ہو بات پیسے کی نہیں ہے
"پلیز قیصر۔۔پلیز۔۔۔"
وہ دیکھ سکتی تھی
وہ قیصر کو کسی صورت
نہیں روک سکتی اسی لیے
ایموشنل بلیک میلنگ
پر اتری۔۔۔
وہ اپنی آنکھوں میں

فورا ہی آنسو لے آئی---
یہ بچپن والی ٹرک تھی
لیکن اسے یقین تھا آج
بھی کام ضرور کرئے گی---
"رو مت جگنو---"
کون سہ غصہ---
کہاں کی آگ---
بس اس لڑکی کا ایک آنسو اور
قیصر عبدالرحمان کا
کے سارے تنے اعصاب
ڈھیلے پڑ گئے---
وہ فورا ہی اپنی
چیئر سے اٹھا تھا---
رو مت---" اس نے فورا"
ہی اپنی انگوٹھے
سے اس کے
آنسو صاف کیے---
تم کچھ نہیں "
"کرو گے ناں
وہ تصدیق چاہتی تھی --
ہاں" اس نے نظر"
چراتے جواب دیا---
پورا بولو--- تم کچھ"

"نہیں کرو گے
وہ نایاب تھی
جب وہ خود الفاظوں
سے کھیلنا بخوبی
جانتی تھی تو پھر
وہ دوسرے کو کیسے
موقع دے سکتی تھی
اس معاملے میں---
میری کیا مجال میں کچھ"
"کروں تمہارے لاڈلوں کو۔
وہ وجیہہ
نوجوان اب آنکھوں
میں آنکھیں ڈال خفگی
سے کہتا---
دانت پیستے ہوئے
وہاں سے چل دیا تھا۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
ہیلو--- کیا ہم آخری بار"
مل سکتے ہیں مجھے
کچھ چیزیں واپس
کرنی ہیں تمہاری" نیو
نمبر سے کال آ رہی تھی---
اس نے ریسیو کی

تو دوسری جانب سے

زریاب کی گمبھیر

آواز کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی---

"نہیں--"

وہ ستمگر تو جانتا بھی

نہیں ہوگا --کے صرف

اس کی آواز ہی نایاب کے

دل کو کتنی اذیت

پہنچا گئ تھی ---

کتنی

پرانی یادوں میں لے

گئی تھی---

کتنے خوشگوار

لمحات کو ایک

سیکنڈ میں

آنکھوں کے آگے

کسی فلم کے

سین کی طرح

لے آئی تھی---

" میں انھیں نہیں رکھنا

چاہتا اپنے پاس

اسی لیے بول رہا ہوں"

وہ خاصہ کرختگی

کے ساتھ گویا ہوا تھا۔۔۔

❤️جاری_ہے#

"میں نہیں آنے والی۔۔ "

وہ سپاٹ سے لہجے

میں کہہ کر کال کاٹنے لگی۔۔۔

نایاب ۔۔۔ مجھے بھی"

کوئی شوق نہیں آ رہا

تمھیں دیکھنے کا۔۔۔

انھیں آکر لے جاؤ اور

بات ختم کرو۔۔۔ ورنہ

"میں جلا دوں گا انہیں۔۔

اسے تو کچھ یاد ہی

نہیں تھا تو وہ یادیں

وہ تحفے اس کے لیے

کیا معنی رکھتے تھے

لیکن نایاب کا حال

اس سے بالکل

برعکس تھا۔۔۔

وہ اس کے محبوب

سے جڑی چند یادیں

تھیں۔۔۔ کچھ

حسین یادیں۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی

کہ ان کے مقدر میں

آگ آئے---

وہ وقت کو قید

نہیں کر سکتی تھی

لیکن یادوں کو کر

سکتی تھی---

جلاو مت--- میں آجاتی "

ہوں لینے---" وہ

راضی ہوئی---

ٹھیک ہے جلدی آ جاؤ --- "

ارسا اور میری آج

فرسٹ ڈیٹ اینیورسری

first date anniversary

ہے-- آج کے دن وہ

بنی تھی gf میری

--- اس لیے میں ہوٹل آیا

ہوا ہوں--- تم اس کے

آنے سے پہلے پہلے یہ

سارا سامان آ کے لے

جاؤ---- ورنہ تم جانتی

ہو میں جلا دوں

" گا انہیں

اتنا کہہ کر اس نے
کال ڈسکنیکٹ کر دی
تھی اور صرف دو
منٹ ہی گزرئے تھے
کہ نایاب کو میسج
موصول ہوا۔۔۔
تو الریڈی بج رہے 8
تھے۔۔
قیصر کے آنے سے
پہلے پہلے وہ اپنا سامان
واپس لے آنا چاہتی تھی
اس لیے تیزی سے
نکلی۔۔۔
پورے راستے اس
کا دل شدید بھاری
ہوتا رہا ۔۔۔
دماغ میں عجیب
سی جنگ چل رہی تھی
وہ بار بار خود سے
پوچھ رہی تھی کیا اس
ایکسیڈنٹ کا ہونا اس
کے لیے بہتر تھا یا نہیں
کیونکہ اگر وہ

ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو

یقینا آج زریاب کا

یہ روپ نہ دیکھتی۔۔

اسے اس کی محبت

مل جاتی مگر

پھر دماغ پوچھتا

قیصر کا کیا؟؟۔۔۔

کیا وہ سیلفش نہیں

ہو رہی اپنی محبت

کو لے کر؟۔ہاں وہ ہورہی

تھی۔۔۔

جانتی ہے اب۔۔کے

اس کی ذریاب

سے محبت شروع سے

ہی غلط تھی لیکن

اس نے جان بوجھ

کر تو یہ راستہ نہیں

چنا تھا اسے اندھیرے

میں رکھا گیا۔۔ تو اس

کی ان سب میں اب

کیا غلطی ؟؟۔۔۔

اب وہ لاکھ چاہ لے

کہ ذریاب کی محبت

کو نکال کر قیصر
کی محبت کو ڈال لے
اپنے دل میں لیکن وہ
نہیں کر پا رہی --- چونکہ
زور نہیں چلتا دل پر---
وہ کافی بڑا ہوٹل تھا
جس میں زریاب
نے اسے بلایا تھا---
ٹیکسی سے اتر کر--
ٹیکسی ڈرائیور کو
پیمنٹ کرنے کے بعد
وہ فورا ہی اندر بڑھی---
وہ پہلی بار ہوٹل
آئی تھی---
ریسپشن سے روم
نمبر 105 معلوم کرنے
کے بعد وہ لفٹ میں
داخل ہو گئی---
وہ ارسا کے ساتھ اتنے
خوبصورت ہوٹل میں اپنی
ڈیٹ کی پہلی
سالگرہ منا رہا ہے-- یہ
بات ہی اس کے دل

کو بہت رنجیدہ سہ کر

گئ تھی--

زریاب ایسا ہی تھا --

جنون کی حد تک

چاہنے والا--- بس

فرق اتنا تھا کہ پہلے

وہ ساری محبت اس

کے لیے تھی اور اب

ارسا کے لیے---

"اندر آجاو"

اس نے آہستگی سے

دروازہ ناک کیا ---

دروازہ زریاب نے کھولا---

پورا کمرہ پھولوں

کی پتیوں سے

سجا ہوا تھا---

کمرے کے بیچ

میں اسے خوبصورت

سی ٹیبل سجی

نظر آرہی تھی جس

پر بڑا سہ چاکلیٹ

کیک رکھا تھا---

"آؤ بیٹھو "

نایاب کی نظریں پورے
کمرے میں حسرت
سے دوڑ رہی تھیں
اس لمحے۔۔
وہ اسی طرح
اس کی سالگرہ
والے دن کمرہ سجایا کرتا
تھا کبھی ---
لال کلر کا ٹیڈی بیئر ۔۔
گلاب کے پھول کا ایک
گلدستہ ۔۔چاکلیٹ سے بھرا
خوبصورت سہ ڈبہ۔۔۔ ایک
بہت پیارے دل کے
فریم میں سجا ہوا
بیڈ پر الگ ہی نظر آ
رہا تھا۔۔۔
یہ سب دیکھتے ہوئے
اس کے دل میں
زور سے ٹیس اٹھی۔۔۔
ذریاب کی محبت
اس کے لیے شروع
سے بہت خاص تھی ---
اور خود سے چھینی

نعمت ۔۔انسان کو بڑا

رلاتی ہے۔۔۔

اس کی آنکھیں

بھر آئی تھیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ تم بس"

"سامان دے دو۔۔۔

آجاو۔۔۔دوست"

"تو رہ ہی سکتے ہیں ہم

نرمی سے کہتا اس

کی کلائی پکڑ کر

صوفے کی جانب لے

کر بڑھا۔۔۔

"جوس؟۔۔"

نایاب کو کافی

حیرت تھی اس کے

بدلے ہوئے رویے

پر ۔۔۔وہ کب سے

اتنا فرینڈلی ہونے لگا؟؟

خاص طور پر

یادداشت جانے کے

بعد سے۔۔۔

"نہیں۔۔"

نایاب جلد سے جلد

وہاں سے نکل جانا
چاہتی تھی---
"پی لو---"
اس نے خاصہ دوستانہ
انداز میں جوس کا گلاس
لاکر اس کے آگے
کیا---
نہیں--- تم بس"
"سامان دے دو
نایاب نے اپنی آنکھیں
رگڑتے اس کی جانب
دیکھ --سپاٹ سے لہجے
میں کہا---
ارے پی لو یار---"
زہر تھوڑی ڈالوں
گا تمہارے جوس میں--
کہو تو میں پی کر
دکھاؤں-- مجھے
منگنی توڑنی تھی
وہ میں توڑ چکا ہوں
اب تمہیں نقصان
پہنچا کے مجھے کوئی
فائدہ نہیں ہونے والا

بلکہ میں سب کچھ

ختم کرنا ہی چاہتا ہوں

اسی لیے یہاں بلایا

ہے --- ویسے

بھی میں پاگل تھوڑی

ہوں جو تم جیسے

پاور فل بیک گراؤنڈ والے

"لوگوں سے لڑوں---

پہلے کچھ جملے

تو اس نے جھنجھلاہٹ

کے ساتھ ادا کیے تھے

لیکن آہستہ آہستہ اس

کے لہجے میں نرمی

آنے لگی اور آخری

جملوں تک آتے آتے تو

وہ خاصہ دوستانہ

انداز میں گفتگو کر

رہا تھا۔

"یہ دیکھو "

اس بھوری آنکھوں والی

لڑکی نے ابھی بھی

اس کی بات پر کوئی

ری ایکشن نہ دیا تو

مقابل نے اسے ایک
گھونٹ پی کر دکھایا۔۔
تم مجھے سامان "
"دے دو مجھے جانا ہے۔۔۔
وہ اب کوفت سے
بولی۔۔۔۔
ارسا مجھ سے بہت"
ناراض ہے ۔۔میں
چاہتا ہوں کہ اسے یہ
دکھاؤں کہ ہم دونوں
نے آپسی سہمتی
کے ساتھ اس منگنی
کو توڑا ہے تم پلیز
تھوڑا سہ کوپریٹ
کر لو یار۔۔۔ دیکھ لو
کچھ نہیں تھا
"اس میں۔۔۔
آخری جملے پر اس نے
جوس کا گلاس پورا
ایک ہی سانس میں
پی کر ۔۔۔اسے خالی
کر کے دکھاتے۔۔۔ خاصہ
جتا کر کہا۔۔۔

میں یہاں تمہارے "
اور ارسا کے ریلیشن شپ
میں کیا کمپلیکیشنز چل
رہی ہیں یہ سننے نہیں
آئی --سو پلیز---
مجھے میرا سامان
دے دو میں جانا
"چاہتی ہوں
نایاب ایک بار پہلے
دھوکہ کھا چکی تھی
اس سے-- دوبارہ
نہیں کھا سکتی ---
محبت ضرور تھی
مگر اعتبار نہیں تھا
اس پر اب---
ہونہہ---لو--اور جاو---"
تم سے تو کوئی
بات کرنا ہی بیکار ہے
میں فالتو میں ہی
سوچ رہا تھا کہ ہم
"دوست بن سکتے ہیں---
وہ اندر کی جانب بڑھا
پھر ایک باکس لاکر

نایاب کے سامنے رکھ دیا۔۔۔

جلے کڑے لہجے میں کہتا

وہ اب سامنے والے

صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

نایاب بغیر کوئی شکریہ

ادا کیے باکس لے کر

فورا کھڑی ہو گئی

تھی جانے کے لیے۔۔۔

زریاب

کافی حیران ہوا

اسے یوں جاتا دیکھ۔۔۔

کیا لوگ نہیں کہتے تھے

کہ وہ اس سے بہت

محبت کرتی ہے۔۔۔

اس کی محبت میں بالکل

پاگل ہے۔۔۔ پھر وہ

خود سے دیا اس کا قریب

رہنے کا موقع ہاتھ

سے کیوں جانے دے

رہی تھی؟؟۔۔۔

تم میری دوست "

"نہیں بننا چاہتیں؟

وہ ابھی دروازے

تک بھی نہیں پہنچی

تھی کہ پیچھے سے

زریاب کی آواز نے

اس کے قدموں کو

جکڑا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

نایاب نے کنکھیوں

سے دیکھا تو ذریاب اسے

سیل پہ ٹائپنگ کرتا

نظر آیا۔۔۔

سوچ لو۔۔ ہم"

دوست بن کے رہ سکتے

ہیں دوست بننے میں

"تو کوئی برائی نہیں ہے

سیل اب پینٹ کی

پاکٹ میں رکھتا۔۔۔

تیزی سے کھڑا ہو کر۔۔

وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

لیکن اس بار نایاب نے

اس کا جواب دینے

کی بھی زحمت نہ کی

دروازہ کھول کر وہ

باہر کی جانب نکل آئی۔۔۔

وہ اس بار جب لفٹ

میں داخل ہوئی تو

اس سے پہلے ایک لڑکا

موجود تھا---

اس کا سر لال کیپ

سے ڈھکا ہوا تھا اور

چہرے پہ بلیک ماسک

تھا ---

نہایت پتلا دبلا سہ تھا وہ

دیکھنے میں---

نایاب اس لمحے

اپنی ہی سوچ میں تھی---

لفٹ میں

داخل ہوتے ہی اس نے

ون پر کلک کردیا---

ذریاب کا دیا باکس

کافی بڑا تھا وہ دونوں

ہاتھوں سے اسے

پکڑئے ہوئے تھی---

بس لفٹ کا دروازہ

بند ہونا تھا کہ

پیچھے موجود اس

لڑکے نے ایک انجیکشن

نکال کر نایاب

کی گردن میں لگایا۔۔

کیونکہ حملہ بہت

اچانک ہوا تھا اس

لیے وہ روک نہ سکی۔۔۔

نایاب کا سر چکرایا

تھا۔۔۔

اردگرد کی ہر چیز

گھومتی ہوئی محسوس

ہوئی۔۔۔۔

لیفٹ نمبر ون

فلور پر جا کر رکی۔۔۔

دروازہ کھلا اور

ایک اور لڑکا لفٹ

میں داخل ہو گیا۔۔

وہ نارمل موسم میں

بھی لال رنگ کی ہوڈی

پہننے ہوئے تھا

اور ہوڈ سے سر کور

کیا ہوا دکھائی

دے رہا تھا۔۔۔

چہرے پر اس کے

بھی ماسک تھا۔۔

وہ تھوڑا موٹا تھا۔۔۔
دوسرے لڑکے نے
داخل ہوتے ہی
ایک لمحے
کی ڈیری کیے
نمبر کلک کردیا۔۔۔ 4
وہ ڈوز اتنا ہائی پاور
کا تھا کہ نایاب
کے ہاتھ میں موجود
باکس کب نیچے گرا۔۔۔
کب دوسرا لڑکا لفٹ
میں داخل ہوا اسے
کچھ خبر نہیں۔۔۔
اس کا سر بری
طرح چکرا رہا تھا
وہ بس خود کو گرنے
سے روک رہی تھی۔۔۔
کچھ لمحے لگے اسے
یہ بات سمجھنے میں
کہ اسے ٹریپ
کیا گیا ہے۔۔۔
اور اگر وہ یہاں سے
نہ بھاگی تو ممکن ہے

کہ وہ اپنی عزت بھی

نہ بچا سکے---

ایک لڑکا پیچھے

اور ایک آگے

اور دونوں ہی نہایت

پرسکون کھڑے تھے--

کیونکہ انہیں اندازہ

تھا کہ نایاب کو

جتنی ہائی ڈوز دی گئی ہے

اس کے بعد وہ لڑکی

بھاگ نہیں سکتی--

انہیں ضرورت نہیں

ہے کچھ کرنے کی --

وہ لڑکی خود ہی ان دونوں

میں سے کسی ایک کی

باہوں میں گر جائے گی

کچھ لمحوں میں ہی---

اس کی جگہ کوئی

اور لڑکی ہوتی تو

اب تک یقینا اپنے ہوش

کھو چکی ہوتی---مگر

اس کا دماغ ابھی

بھی چل رہا تھا---

نایاب نے ان کے
سامنے بالکل ظاہر
نہیں کیا کہ وہ ہوش
میں ہے ابھی بھی---
وہ دیوار سے
بالکل آنکھیں بند کر
کے کھڑی رہی---
جس کے سبب وہ دونوں
ہی لڑکے کافی بےفکر
نظر آ رہے تھے---
وہ لفٹ کے چوتھی
منزل پر رکنے کا
انتظار کر رہے تھے--
جہاں کمرہ پہلے
سے بک تھا ان کے لیے---
وہیں دوسری جانب---
تم اس کے ساتھ "
کچھ کرنے والے تو
"نہیں ہو ناں؟
زریاب نے نایاب کو یہاں
صرف اور صرف عفان کے
کہنے پر بلایا تھا---
اسے نایاب کی فکر نہیں

تھی اسے فکر تھی قیصر
عبدالرحمان کی---
اس کے دیوانے ماموں کی
کیونکہ وہ جانتا تھا
وہ چھوڑئے گا نہیں اسے
اگر نایاب کو ایک کھروچ
بھی آئی تو---
تم ارسا کی فکر کرو "
صرف۔۔اس لڑکی کی
"فکر مجھ پہ چھوڑ دو
دوسری جانب سے
روعب دار آواز آئی---
عفان اس کا مامو"
بہت پاورفل ہے وہ
خوامخواہ میرے اور
ارسا کے لیے بعد میں
مشکلات پیدا کرئے گا
اس لیے میں چاہتا ہوں
"تم چھوڑ دو اسے
وہ نہیں جانتا کیوں۔۔
لیکن دل کے کسی کونے
میں اسے نایاب کے لیے
بہت فکر ہونا شروع

ہوگئ تھی اچانک---
اسے خود لگ رہا تھا
کہ اس نے عفان کی
مدد کر کے بہت غلط
کیا اس معاملے میں---
عفان ایک بہت ہی
بےحس آدمی ہے جبکہ
نایاب ایک بہت اچھی
لڑکی---
تم فکر مت کرو "
چھوڑ دوں گا اسے----
اتنا کوئی جلاد
نہیں ہوں میں جتنا
تم سمجھ رہے ہو مجھے--
بس ایک
رات قید خانے میں
رکھوں گا تاکہ عقل
ٹھکانے آئے اس
"لڑکی کی---
عفان نے دانستہ طور
پر ذریاب کو اپنے
اصل پلان میں شامل
نہیں کیا تھا---

ورنہ اس کا اصل

پلان تو لوگوں کی

روح تک ہلا دے

اتنا خطرناک تھا---

جہاں

ارسا اپنی سالگرہ مناتی

اسی ہوٹل میں وہ

نایاب کو ریپ

کا نشانہ بنواتا وہ

بھی دو لڑکوں کے

ہاتھوں --- ساتھ ہی

کمرے میں کیمرے لگے

تھے--- جو ہر چیز

فلم کرتے---

وہ چاہتا تھا ارسا کی

محبت چھیننا تو دور

کی بات نایاب

کسی کو منہ دکھانے

کے قابل تک نہ رہے---

عفان کیا ضرورت ہے"

ان سب کی وہ

ہٹ گئی ہے بیچ میں

"سے ویسے بھی

زریاب کے لہجے میں
منت تھی--
تم ارسا کے آنسو"
بھول سکتے ہو زریاب
مگر میں نہیں---
میری بہن میری جان ہے---
اور کوئی میری
جان کو تکلیف پہنچائے یہ
میں برداشت نہیں
"کر سکتا---
ابھی ان کی باتیں
چل ہی رہی تھیں
کہ دروازہ نوک ہوا---
ارسا آگئ ہے ---"
میں بعد میں بات
کرتا ہوں تم سے--
اور پلیز نایاب
"کو کچھ مت کرنا
ارسا اس سے
بہت ناراض تھی---
یہی وجہ تھی کہ وہ
یہ سالگرہ کر کے اسے
منانے کی کوشش میں

لگا تھا۔۔۔
اپنی محبت کے آتے
ہی ۔۔ اس کا دماغ نایاب
سے بالکل ہٹ گیا۔۔۔
اب وہ صرف ارسا
کو منانے میں لگا تھا
بغیر اس بات کی
پرواہ کیے ۔۔کے
عفان جیسا شخص
نایاب کے ساتھ کیا
کچھ کر سکتا ہے۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ ہائی وے پر تھا
جب اسے ایک سفید
رنگ کی کار رکی ہوئی
نظر آئی۔۔۔
رات کے نو بج
رہے تھے۔۔۔
زید کو محسوس ہوا
شاید گاڑی کے اونر
کو مدد کی ضرورت ہے
اس لیے وہ گاڑی
روک کر اترا۔۔۔

اس نے قریب آ کر

گاڑی کے شیشے پر

نوک کیا۔۔۔

اس کے نوک کرتے ہی

گاڑی کا شیشہ

بہت آہستگی کے ساتھ

نیچے ہوا ۔۔۔

اور آہستہ آہستہ

ایک خوبصورت چہرہ

نمودار ہوا۔۔۔

وہ چہرہ

جو زید کو دنیا میں

سب سے زیادہ

عزیز تھا۔۔۔

وہ چہرہ جو اس

کی دنیا تھما دینے

کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔

وہ چہرہ

جسے دیکھنے

کی آرزو لیے وہ

روز اٹھتا تھا۔۔۔

کوئی پربلم ہے"

آپ کو؟۔۔"اس بار

پہلے والی غلطی نہ کی
اسے گھورتے رہنے کی--
بات کی وہ بھی نہایت
اجنبی لہجے میں---
کیونکہ جانتا تھا
وہ نہیں جانتی اسے---
"نہیں---کیوں؟"
مقابل نہایت اکھڑ سے
لہجے میں پوچھنے لگی---
جو زید کو بہت ناگوار
گزرا---
"تو پھر رات کے
اس وقت آپ یہاں
گاڑی روک کر کیوں
کھڑی ہیں میم--- وہ بھی
اکیلی لڑکی ہو کر---
کیا آپ کو نہیں پتہ
کراچی کے حالات کتنے
خراب ہیں---"
زید چاہ کر بھی
اس کی فکر کرنے
سے خود کو نہیں
روک سکا تھا

جس کے سبب

اس کے لہجے میں بھی

سختی ابھر آئی---

اور تمہیں نہیں "

پتہ شاید--- میرا غصہ

کتنا خراب ہے

جاؤ یہاں سے---

"دماغ خراب نہیں کرو

اس نے تو ایسے زید

کو جھاڑ دیا لمحوں میں

جیسے اس کا کوئی

ملازم ہو---

اس نے آج تک سنا تھا

امیر گھر کی لڑکیاں

بہت ایٹیٹیوڈ والی

ہوتی ہیں بہت نخروں

والی کسی کو اپنے

سامنے کچھ نہ سمجھنے

والی کسی کو عزت نہ

دینے والی --لیکن اس نے جب

کنزہ سے بات کی--- تو

اسے لگا یہ سب جھوٹ

ہے --ایسا کچھ نہیں ہے---

مگر آج جانا تھا یہ
باتیں کتنی سچی ہیں۔۔
کنزہ واقعی ویسے ہی
تھی
اس کے لہجے میں
جو غرور اور تکبر تھا
وہ زید کو زہر لگا۔۔۔
اپنی محنت کی کھا کے
بڑا ہوا تھا وہ ۔۔اس لیے
لوگوں کے نخرے و
چونچلے برداشت
کرنا نہیں سیکھا تھا
اس نے۔۔
اوکے میم۔۔ غلطی"
ہو گئی آپ سے
پوچھنے کی۔۔۔ کچھ
لوگوں کو عزت راز
نہیں ہوتی
مجھے نہیں
پتا تھا آپ ان
"میں سے ہیں۔۔۔
وہ بھی زید تھا
جتنی آگ اپنے سینے میں

لگی تھی مقابل کے بھی
بھڑکا کے دم لیا---
آخری جملہ نہایت
مہذب انداز مگر زچ
بھرے لہجے میں کہتا
وہ مڑ کر چل دیا --
وہ اتنا غصے والا تھا
کہ اس نے پھر پیچھے
مڑ کر نہیں دیکھا
اس لڑکی کو---
زید کے جاتے ہی
اسنے بھی شیشہ
واپس اوپر کر لیا تھا---
بدتمیز کہیں کا --- "
اکیلی لڑکی دیکھی
نہیں کہ چانس
"مارنے آ گیا
وہ منہ ہی منہ
بڑبڑائی اور پھر
دوبارہ اپنے سیل سے
اپنے والد کو کال کی---
کال ابھی بھی
بیزی جا رہی تھی---

ڈیڈ کال اٹھا لیں "
پلیز میرے سیل میں
ویسے ہی چارجنگ
بہت کم ہے--- مجھے
ڈر ہے کہیں یہ اف
نہ ہو جائے--- پھر میں
"کیا کروں گی
اب وہ کافی
پریشان تھی---
اس کی کار چلتے
چلتے اچانک ہی رک
گئی تھی--- پتہ نہیں
کیا خرابی ہوئی تھی
اس میں چونکہ
وہ اکیلی تھی
اس سنسان
سڑک پر
اس لیے گاڑی سے
باہر نہ نکلی---
وہ بار بار اپنے والد
کو کال ملا رہی تھی--
دو تین بار اپنی بہن
کو بھی ملائی مگر کسی

کا فون نہیں

لگ رہا تھا۔۔

اسے اب سنسان سڑک

اور گزرتے ہوئے لوگوں سے

خوف آ رہا تھا۔۔ یہی

وجہ تھی کہ اس نے

زید سے بھی سیدھے

منہ بات نہ کی۔۔۔

کیونکہ اسے ڈر لاحق

تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو

وہ اس کی مجبوری

کا کوئی غلط

فائدہ اٹھا لے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

لفٹ کھلی۔۔۔

اور بس لفٹ کا کھلنا

تھا کہ نایاب اپنے سے

آگے والے لڑکے کو دھکا

دیتی تیزی سے دوڑی۔۔۔

اس کی پوری

باڈی میں آگ لگنا

شروع ہو گئی تھی۔۔۔

وہ بھاگ ضرور رہی

تھی لیکن اس کی نگاہوں
کے آگے
کا منظر آہستہ آہستہ
دھندلا سہ ہوتا
جا رہا تھا۔۔
وہ دونوں لڑکے اس
کے پیچھے بھاگ رہے تھے ---
چوتھا فلور خاص
وی ائی پی لوگوں
کے لیے تھا   اسی لیے
وہ پورا سنسان سہ
پڑا تھا ---
اسے کچھ سمجھ
نہیں آرہا تھا وہ کہاں
بھاگ رہی ہے--
بس اس کا دماغ
ایک چیز جانتا تھا ۔۔
اسے بھاگنا ہے
ان لوگوں کے ہاتھ
نہیں لگنا۔۔وہ
قیصر کی بیوی ہے--
قیصر کی امانت۔۔
وہ کسی کو خود کو

چھونے نہیں دے

سکتی---

جی بالکل---میں"

آپ کو--" وہ لڑکا

روم کا دروازہ کھول کر

سیل پر بات کرتا ہوا

باہر نکلا تھا---

نایاب کو

دور سے ہی ایک کمرے کا

دروازہ کھلا نظر آیا---

وہ بھاگتے ہوئے آکر

کمرے میں گھس گئی --

نیت یہی تھی کہ

دروازہ اندر جا کے

لاک کر لے گی--- یہی ایک

طریقہ اس لمحے

اسے سوجھ رہا تھا

خود کو محفوظ

رکھنے کا --

اس نے کمرے میں

داخل ہوتے ہی دروازہ

پھرتی سے لاک کرنا

چاہا لیکن تب تک

وہ دونوں لڑکے وہاں

پہنچ چکے تھے---

جس لڑکے کا کمرہ تھا وہ

تھوڑا فاصلے پر کھڑا بات

چیت میں مشغول

نظر آیا---

اس کی پشت تھی

ان کی جانب---

نایاب جہاں اپنی

پوری طاقت لگا کر

کمرے کا دروازہ بند

کرنے کی کوشش کر رہی

تھی وہیں وہ دونوں

لڑکے مل کر اس

دروازے کو کھولنے کی

سعی میں لگے تھے ---

اس لڑکی کا پورا

جسم پسینوں سے

شرابور ہورہا تھا---

سانس پھولا پھولا---

اسے اپنے پورے جسم

پر چونٹیاں رنگیتی

محسوس ہو رہی تھیں---

گرمی کا احساس
مزید بڑھتا جارہا تھا۔۔
کان و گردن و
چہرہ سب بالکل سرخ
پڑ گئے تھے اس کے۔۔۔
سالی۔۔ "
تم نہیں بچ سکتی
ہم سے"ان میں سے ایک
نے اپنا جوتا دروازے
میں اڑاتے
دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔
ویسے بھی دوائی "
کا اثر ہے تجھ پر ---
تو اگر اندر بند بھی
ہو گئی ناں تو خود نکل
کر آئی گی ہمارے لیے۔۔
ایسی جسم کی
"طلب لگے گی تجھے
لال کیپ والا بڑے
فخرانہ انداز میں
اسے بتا رہا تھا۔۔۔
"یہ کیا ہورہا ہے؟"
اور اس روعب دار آواز

کا آنا تھا کہ وہ دونوں
لڑکے اپنی جگہ ٹھہر گئے---
اور یہی وہ موقع تھا
جب نایاب نے دروازہ
زور سے بند کرنے کے لیے
مارا --
نایاب کا دماغ ٹھیک
طرح کام نہیں کر رہا تھا
اس لمحے---
یہ غیرارادی طور پر تھا
کہ نایاب نے اس لڑکے
کا پاؤں زخمی کر دیا
تھا جو دروازے میں
اڑائے کھڑا تھا---
اگلے ہی پل اس
کی زوردار چیخ بلند ہوئی---
اس نے پاگلوں کی
طرح تکلیف کی شدت
سے چیختے ہوئے
اپنا پاؤں واپس
کھینچا اور یہی وہ
موقع بنا۔۔جب نایاب
نے دروازہ اندر

سے لاک کر لیا----

سامنے کھڑا لڑکا

اتنا تو سمجھ ہی

گیا تھا کہ یہاں

کچھ گڑبڑ چل

رہی ہے---

گارڈز" اس لڑکے نے "

آواز لگانے کے ساتھ ہی

اس لال کیپ والے

کی گردن دبوچی---

کیا؟؟--- اندر کون ہے؟"

اور کیا کرنے کی کوشش

"کررہے ہو تم دونوں ؟

اس لڑکے کے بھرم

سے پوچھتے ہی

وہ لال کیپ والا

بوکھلاہٹ کا شکار ہوا---

چوتھے فلور پر

سارے وی ائی پی

رومز تھے --- اسی لیے

وہ جانتا تھا کہ سامنے

کھڑا شخص بھی

کوئی عام نہیں ہوگا

ضرور اس کے مالک عفان
کی طرح ہی کوئی
بہت پاورفل شخص
ہوگا۔۔
اسی لیے وہ ہمت
نہیں کر سکا کچھ
بولنے کی۔۔۔
"گارڈز"
اس بار وہ حسین
نوجوان حلق کے بل دھاڑا۔۔
" سوری سر "
اس کے چاروں گارڈز
بھاگتے ہوئے آئے تھے۔۔۔
ایک تو ویسے بھی
اس حسین نوجوان
کی پکڑ میں
تھا مگر دوسرا یہ
دیکھ ۔۔کے گارڈز آئیں
ہیں۔۔۔ فورا بھاگا۔۔
پکڑو ان دونوں کو۔۔ "
مشکوک لگ رہے ہیں
"مجھے یہ
اس کے سارے

گارڈز کافی ویل

ٹرین تھے ---

تین منٹ بھی نہیں

لگے تھے انہیں

اس بھاگتے ہوئے

لال ہوڈی والے

لڑکے کو پکڑنے میں---

سر ہم نے کچھ نہیں "

کیا ہے-- وہ لڑکی ہماری

دوست کی بہن ہے---

ہم ساتھ ہی کالج

میں پڑھتے ہیں--

وہ ذہنی طور

پر بیمار ہے--

ہم تو صرف اس کی

مدد کرنے کی

"کوشش کر رہے تھے

ان دونوں لڑکوں کو

گارڈز نے جکڑ

رکھا تھا ---

لال کیپ والا خود

کو بچانے کے چکر

میں کہانیاں گھڑنے لگا---

سر کیا کرنا ہے "

"دونوں کا؟

اس وجیہہ مرد

کے گارڈز صرف

اس کے ایک حکم

کے منتظر کھڑے تھے---

پکڑ کے رکھو دونوں کو "

میں دیکھتا ہوں

"اندر معاملہ کیا ہے

نایاب بیڈ پر لیٹ کر

بن پانی کی مچھلی

کی طرح تڑپ رہی تھی

اس لمحے---

اسے اتنی گرمی لگ رہی

تھی کہ اس کا بس نہیں

چل رہا تھا کپڑے تک

اتار پھینکے---

وہ مسلسل خود کو

کھجا رہی تھی---

اس کے نزدیک وہ اب

سیف تھی کیونکہ اس

نے دروازہ اندر سے

لاک کر لیا تھا---

اور اس کے ذہن میں

یہ بات آئی ہی نہیں

کہ کمرے کا دروازہ

اونر ابھی بھی

کھول سکتا ہے---

آتی بھی کیسے--

اس کا ذہن نارمل وے

میں کہاں چل رہا تھا---

وہ ہائی ڈوز

کے زیر اثر تھی--

نایاب لال رنگ کی اسکرٹ

اور بلیک ٹراؤزر میں

ملبوس تھی--- اس کے

ٹراؤزر کے پانچوں پر

کلرفل بٹرفلائی بنی

ہوئی تھی---

بال لال رنگ کی ربن

میں قید تھے جو

اس کے مسلسل ہلنے کے

سبب آزاد ہوکر

تکیے پر بکھرۓ تھے---

پہلے دو تین بار

دروازہ ناک ہوا لیکن

اس نے کوئی جواب نہ دیا

تو کمرے کا اونر

keycard کی کارڈ

کا استعمال

کرتے ہوئے --- اندر

داخل ہوا---

"جگنو"

کمرے میں داخل ہوتے

ہی اس کی نگاہ سب

سے پہلے سفید چادر

میں پر لیٹی اس لال رنگ

کے کپڑوں میں ملبوس

خوبصورتی کی مورت

پر گئی--- اور منہ

سے بے ساختہ چیخ نکلی---

کمرہ کا دروازہ بند

کر کے وہ

عجلت سے اس کی

جانب آیا ---

"جگنو---"

وہ قریب آیا تو

دیکھ حیران رہ گیا

کہ اس کا پورا

چہرہ سرخ تھا۔۔
اس کی گردن اس کے
ہاتھ۔۔ سب بالکل
ٹماٹر کی طرح سرخ
پڑ رہے تھے۔۔۔
وہ دیوانہ وار خود
کو کھجا رہی تھی۔۔۔
"قیصر۔۔یہ تم ہو؟"
اسے لگا شاید اسے
وہم ہو رہا ہے قیصر
کیسے ہو سکتا ہے
اس لمحے وہاں۔۔۔
جگنو۔۔"
"تم یہاں کیسے؟۔
اس حسین لڑکے
کے چہرے کے اب
رنگ بدلے۔۔۔
وہ قریب آکر اس کے
چہرے پر ہاتھ رکھ
نہایت پریشانی کے
عالم استفسار کر
رہا تھا۔۔
"قیصر"

اس کے پورے

جسم پر جیسے

چونٹیاں رینگ رہی

ہوں--- قیصر کو

دیکھتے ہی

اس کی حالت

مزید غیر ہوئی---

گرمی مزید بڑھتی

محسوس ہوئی---

وہ اب قیصر کو

کسی بھوکی شیرنی

کی طرح تک رہی تھی---

اس نے اگلے ہی پل--

قیصر کی ٹائی پکڑ

کر--- اسے خود کی

جانب جھٹکے سے

کھینچ کر جھکایا ---

اچانک حملے کے سبب--

وہ بھوری

چمکتی آنکھوں والی لڑکی

ایک دم اتنا قریب آگئی

کے قیصر کی آنکھیں

شاکڈ سے پھیلیں--

اگر اس نے وقت پر

خود کو سنبھالا

نہ ہوتا۔۔ اور دونوں

ہاتھ اس کے اردگرد

تکیے پہ جماکر

فاصلہ نہ رکھا ہوتا۔۔تو

یقینا ہونٹ مس ہوجانے

تھے۔۔۔

قیصر اس کی

سانسوں کی

میٹھی سی مہک کو

محسوس کرنے لگا۔۔

نایاب کی حالت

خود بتانے کے لیے کافی

تھی کہ اسے کوئی

نشہ آور چیز

دی گئی ہے۔۔

" میں تمہیں ابھی

ڈاکٹر کے لے

چلتا ہوں۔۔۔

فکر مت کرو"

نرمی سے

کہتے ہوئے

اس نے اٹھنا چاہا---
مگر نایاب نے اس
کی ٹائی پہ پکڑ
ڈھیلی نہ کی---
مانا نایاب بہت بری
حالت میں تھی جسمانی
طور پر لیکن اس کے
باوجود اس کا دماغ
ابھی بھی تھوڑا
بہت کام کر
رہا تھا---
اس نے تھوڑا سہ
سر اوٹھاکر قیصر کی
پیشانی پر اپنے لب
رکھے ----
اور اس لمحے---
قیصر کا سانس رک
گیا---
ہر چیز ٹھر گئ---
اس نے اک دو لمحوں
لے لیے آنکھیں موند لیں---
وہ چشمہ لگائے ہوئے تھا---
جو اس کی میچور

پرسنلٹی پہ جج بھی

رہا تھا بہت۔۔

وہ دونوں ہاتھوں سے

تکیے کو بھینچ گیا۔۔

اس کی سانسیں

اب بھاری ہونے لگیں۔۔۔

اتنی بھاری کہ جب

وہ گہرا سانس لے رہا تھا

تو اس کے چشمے پر

وائٹنس آرہی تھی۔۔۔

پورا کمرا اے سی کے

سبب برف کی طرح

ٹھنڈا ہو رہا تھا لیکن

نایاب پھر بھی شدید

گرمی محسوس

کر رہی تھی۔۔۔

نایاب کو اپنے اندر

آگ جلتی محسوس ہوئی۔۔۔

اب جب اس نے

دوبارہ آنکھ کھلی۔۔۔

تو اس کی سیاہ

آنکھیں بہت گہری تھیں۔۔۔

اور وہ نادان لڑکی

کہاں جانتی تھی

قیصر کے اندر سویا ہوا

جگا Beast بیسٹ

دیا تھا اس نے---

تمہیں دکھ ہوگا بعد "

میں---"وہ اب بھی

خود کو نارمل رکھنے

کی بہت کوشش کر رہا تھا

لیکن وہ لڑکی کب

سن رہی تھی--اس نے

تو قیصر کی ٹائی

اتارنا شروع کردی ---

ابھی اس نے ٹائی

اتارنے کے بعد

شرٹ کا بٹن کھولنا ہی

چاہا تھا کہ قیصر نے

اسی ٹائی سے

اس کے دونوں ہاتھ

باندھ کر--- اس کے سر

سے اوپر لگا دیے---

میں نہیں چاہتا "

تم صبح اٹھ کر

"پچھتاوے کا شکار ہو---

وہ اسے ساتھ ساتھ

بتا بھی رہا تھا کہ

روکنے کی وجہ یہ نہیں

سمجھے کہ اس کی چاہت

نہیں---

روکنے کی وجہ یہ ہے

کہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ

وہ بعد میں پچھتاوے

کا شکار ہو---

قیصر کے ہاتھ پکڑتے

ہی وہ بے بس ضرور

ہوئی تھی لیکن اس کے

پاؤں ایک دوسرے سے

مسلنا بند نہیں ہوئے---

"قیصر---مجھے اپنی

دلہن بناو گے؟"

اور یہ جملہ سنتے ہی

وہ بیسٹ جسے وہ

مسلسل روکے ہوئے تھا

آزاد ہو گیا مکمل---

"It's an honour for me-"

اس کی چمکتی

آنکھوں میں جھانکتے

بڑی محبت سے کہ کر
اس نے اپنا چشمہ
اتار کر لاپرواہی سے دور
پھینکا اور سب سے
پہلے اس کی پیشانی
پر جھکا ۔۔
سیدھی آنکھ
نرمی سے چومنے
کے بعد الٹی آنکھ کا
بوسہ لیا۔۔۔
اور جب ایک مرد ہونٹوں
سے پہلے آنکھوں کا
بوسہ لیتا ہے
تو دراصل وہ
آپ کو بتاتا ہے کہ اس کی
محبت آپ کے جسم سے
زیادہ روح سے ہے ---
یہ وہ آنکھیں
تھیں جنہوں نے
بچپن میں ہی
اسے اپنے سحر
میں قید کر لیا تھا۔۔۔
یہ وہ آنکھیں تھیں

جنہیں دیکھنے کے بعد

قیصر کو یاد نہیں پڑتا

کہ پھر اسے دنیا کی

کوئی آنکھ اچھی لگی

ہو ---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کام کرکے واپس

لوٹ رہا تھا۔۔جب اس کی

نگاہ کنزہ کی کار پر گئ۔۔۔

پہلے تو سوچا گزر جائے۔۔۔

مگر پھر خیال آیا۔۔وہ لڑکی

ہے۔۔۔اور رات کے گیارہ

بج چکے ہیں اب۔۔۔

اسے یہاں چھوڑ گیا

اور خدانخواستہ

کچھ ہوگیا

تو کیا معاف کرسکے

گا خود کو۔۔۔

اسٹرینگ پر زوردار ہاتھ

مارا ۔۔خود پر ہی

غصے کے سبب۔۔۔

کیوں محبت اتنا بےبس

کردیتی ہے؟۔۔۔

اب وہ پھر ذلیل کرۓ گی
اور وہ ہوگا۔۔یہی سوچ
گاڑی سائیڈ میں لگائی۔۔۔
بالکل اس کی گاڑی
کے پیچھے۔۔۔
"تم پھر سے؟؟"
زید نے
اس بار کوفت بھرا
چہرہ بناکر
شیشہ نوک کیا۔۔
کنزہ نے آہستگی سے
شیشہ نیچے کیا تھا۔۔
جیسے ہی زید کا
چہرہ نمودار ہوا ۔۔۔
وہ منہ بسور کر تیزی
سے بولی۔۔۔
رات کے گیارہ"
بج رہے ہیں۔۔۔
تمھیں کیا لگتا ہے
تمھارے باپ کی روڈ ہے
یہ ؟؟۔۔۔درندے
گھومتے ہیں
یہاں۔۔کیا نیوز نہیں

سنتیں یا پاپا کی پری
آج ہی آسمانوں
"سے اترئی ہے---
وہ چاہ کر بھی خود
کو نارمل نہیں رکھ سکا
اس کے سامنے---
اس کے لہجے میں
غصہ بھرا تھا---
اسکیوزمی---آپ"
ہوتے کون ہیں مجھ پر
"چیخنے والے؟
وہ جزبز ہوکر---
آخر وہ تھا کون؟
اور کس نے حق دیا
اسے یوں
چیخنے کا اس پر؟--
اس لہجے میں
تو کبھی
اس کے والد نے بھی
بات نہیں کی
تھی---
ایک ذمہ دار شہری و"
"ایک ذمہ دار مرد---

تو آپ مجھ پر یوں"
"چیخیں گے؟
وہ دانت کچکچاتے بھپر
کر استفسار کرنے لگی۔۔۔
تو اور کیا کروں؟؟۔۔"
تمھیں خدانخواستہ کچھ
ہوجاتا میرے پیچھے تو
"میں کیا کرلیتا۔۔۔
کنزہ اس اجنبی کو
حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔
جو زندگی میں دوسری
بار مل رہا تھا اس سے۔۔۔
لیکن باتیں ایسے کررہا
تھا جیسے ناجانے کتنی
محبت کرتا ہو ۔۔۔
زبان گھس جائے"
گی تمھاری
اگر کہ دو گی کے
"مدد چاہیے۔۔۔
زید کہ غصیلے
لہجے میں کہتے ہی
وہ جھم گئ تھی۔۔۔
ڈیڈ کا فون نہیں مل"

رہا اور نہ کسی فرینڈ کا۔۔۔

گاڑی اچانک خراب

" ہو گئی ۔۔۔۔

وہ اب جھمے سے لہجے

میں اپنی پوری

پریشانی بتا رہی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔ میرے ساتھ"

چلو میں تمہیں

چھوڑ دوں گا۔۔۔ " کنزہ

نے لچک دکھائی

تو اس کا غصہ بھی

تھوڑا ہلکا پڑا۔۔۔

"اور میری کار؟"

اس نے دوبدو

فکر مندی سے پوچھا۔۔

گاڑی"

کو لاک کر کے چھوڑ

دو یہیں۔۔۔ بعد میں

اپنے کسی ڈرائیور

"وغیرہ سے منگا لینا۔۔۔

اس کی پوری بات

سننے کے بعد بھی

وہ گاڑی سے نہیں اتری۔۔۔

کیا؟؟--- اترو گاڑی"

سے--- کیا پوری رات یہیں

کھڑے رہنا ہے

"ہائی وے پر؟

زید کے لہجے میں

جھنجھلاہٹ

نمایاں تھی----

وہ--- میں تو تمہیں"

جانتی تک نہیں ہوں--

میں کیسے تمہارے

ساتھ چل دوں--- پھر

ڈیڈ کہتے ہیں

پاکستان میں

ایک وقت جانور پر

اعتبار کر لو مگر

"آدمی پہ مت کرنا--

وہ بہت کم ہی

پاکستان آیا کرتی تھی

صرف Special occasions

پر ورنہ وہ زیادہ تر

باہر ہی رہا کرتی---

اس کی پوری بات

سن-- زید نے کافی ضبط

کرتے ایک ہاتھ کمر پر

ٹکا کر دوسرے ہاتھ سے

پیشانی مسلی--

آدمی کہا ہے تمہارے"

ڈیڈ نے ---میں تو لڑکا ہوں

تو مجھ پہ اعتبار کر

"سکتی ہو --آجاؤ---

وہ بھی پکا وکیل ٹھرا---

اپنے مطلب کا

معنی اخذ کر---

اسے باہر نکالنے لگا---

"مگر---"

وہ ابھی بھی پس و پیش

میں نظر آرہی تھی---

دیکھو پوری رات "

نہیں ہے میرے پاس

ضائع کرنے کے لیے---

چلنا ہے تو چلو ---

ورنہ بیٹھی رہو

کار میں---

"میں جا رہا ہوں

زید ایک گہرا سانس خارج

کر--- اب اس کی جانب

دیکھ نرمی سے کہہ
رہا تھا۔۔۔
اکیلے کار میں
وہ کیا کرئے گی ۔۔۔
خاص طور پہ تب
جب اس کا سیل تک
اف ہو چکا ہے۔۔۔
یہی سوچ وہ
تیزی سے گاڑی سے
اترئی۔۔۔
گاڑی لاک کرنے کے
بعد وہ زید کے پیچھے
پیچھے آئی تھی۔۔۔
او ہیلو۔۔۔کہاں؟۔۔۔"
ڈرائیور نہیں ہوں
تمہارے باپ کا
"۔۔آگے آکر بیٹھو سیدھے۔۔۔
کنزہ بیک پیسنجر
سیٹ کی جانب بڑھی
تھی جبکہ زید نے
اس کے لیے فرسٹ
پیسنجر سیٹ کا ڈور
کھولا۔۔۔

وہ خاصہ اکھڑ
سے لہجے میں
کنزہ کو دیکھ۔جتاتے
ہوئے کہنے لگا
ہونہہ---- بہت ہی"
"بدتمیز ہو تم
وہ دانت پیستے ہوئے
کہتی--ایک ادا سے
اپنے بالوں کو پیچھے
کی جانب جھٹک کر---
اس کی جانب آتے
ہوئے بولی---
استاد آپ جیسا ہو "
تو شاگرد نے تو
"ہونہار ہونا ہی ہے--
مسکرا کر کہتے --
سر سے پاؤں
کنزہ کے آگ لگائی
تھی اس
نوجوان نے---
اگر مدد نہ چاہیے
ہوتی اس کی
تو یقینا قرارہ جواب

دیتی وہ بھی---
اس نے گاڑی میں
بیٹھتے ہی سیل
چارجنگ پر لگایا---
اسے تو علم بھی
نہیں ہوگا دل ہی دل
زید کتنا خوش ہو رہا تھا
اس کے فرنٹ
سیٹ پر بیٹھنے پر---
چونکہ وہ پہلی تھی
جسے اس نے اپنے
ساتھ فرنٹ پیسنجر
سیٹ پر بیٹھنے
دیا تھا---
گاڑی کا سفر خاموشی
سے ہی جاری رہا --
کنزہ زیادہ بولنے کی
عادی نہیں تھی یا اس
سے نہیں بول رہی تھی
وہ نہیں جانتا ---
چونکہ جیسی وہ
قیصر کے ساتھ تھی
ویسی وہ اس کے

ساتھ نہیں تھی---

بس اتنا جاننا باقی

رہ گیا تھا کہ ریل

کنزہ کون سی تھی

وہ جو قیصر کے سامنے

تھی یا وہ جو اس

کے سامنے تھی آج---

پورے ایک گھنٹے

کا سفر تھا لیکن

اس لڑکی نے

اپنا ایڈریس بتانے

کے بعد ایک

لفظ بھی ادا نہ کیا---

زید نے بھی کوئی

کوشش نہ کی اس سے

بات کرنے کی---

"اللہ حافظ"

جب اس کے گھر

کے سامنے گاڑی روکی

اور وہ بغیر کچھ کہے

اترنے لگی تو زید

تیزی سے بولا---

"اللہ حافظ"

ہلکا سہ مسکرا کر۔۔۔

نرمی سے کہتی ۔۔۔وہ

اپنے گھر کے مین

گیٹ میں داخل

ہو گئی۔۔۔

یہ ایک گھنٹہ۔۔۔ زید

کی زندگی کا یادگار

گھنٹہ تھا۔۔۔ بھلے

ہی اس نے ایک لفظ

نہ ادا کیا ہو حتی

کہ اس مغرور لڑکی

نے شکریہ تک ادا نہ کیا

لیکن وہ ساتھ تھی

اور یہی بہت تھا۔۔۔

من پسند شخص

کسی جادو

کی طرح ہوتا ہے

کہ بس وہ آیا

اور سارے غم و تکلیفیں

... چھومنتر

اس کے ساتھ گزارا ایک

لمحہ بھی ایسا لگتا ہے

جیسے ہزاروں صدیوں

کی خوشیوں کو سمیٹے

ہوئے ہو اپنے اندر---

اور اس کا بچھڑنا

کسی خزاں کی طرح---

خزاں بھی وہ ---

جس نے کبھی بہار

کا رخ نہ دیکھا ہو---

❤️*Husny Kanwal*❤️

صبح اس کی آنکھ

کھلی تو سر ہلکا سہ

چکرا رہا تھا---

وہ اپنا سر

پکڑ کر--

آہستگی سے

اٹھ کر بیٹھی---

اسے شاور کی

آواز آرہی تھی----

دو تین لمحے

تو وہ سن سی

کیفیت میں

بیٹھی رہی---

اس کے جسم کا

پور پور بری طرح

دکھ رہا تھا۔۔۔

وہ بہت کمزوری محسوس

کررہی تھی۔۔۔

اور پھر اچانک

جیسے

کل رات کی یادوں نے

ایک کے بعد ایک اسے

ہٹ کیا۔۔۔

گزرئی ہوئی رات

کسی فلم کی طرح

اس کی آنکھوں کے

آگے چلنے لگی تھی۔۔۔

اہ۔۔۔یہ میں نے کیا"

کردیا" شرمندگی اس قدر

تھی کے اس کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ چلو

بھر پانی میں

ڈوب مرئے۔۔۔

کل رات جو قیصر

اس کے روبرو ہوا

وہ تو کوئی اور ہی تھا۔۔۔

ان سیاہ گہری آنکھوں

میں ابھرے جنون

کو ---وہ چاہ

کر بھی بھول نہیں سکتی

تھی---

اب وہ قیصر کا سامنا

کس منہ سے کرۓ

گی یہ سوچ ---

وہ شرم سے پانی پانی

ہوئی---

پھر شاور بند

ہونے کی آواز آئی---

شدت سے دل

چاہا کہ بھاگ جائے---

اگر وہ بھاگ جاتی

تو یقینا قیصر کا کہا

سچ ہو جاتا کہ وہ

پچھتائے گی صبح

اٹھ کر اور وہ نہیں

چاہتی تھی کہ قیصر

ایسا سمجھے---

وہ قیصر کا سامنا

کرنے سے بہت ہچکچا

رہی تھی اب---

وہ نہاکر باہر

نکلا۔۔۔تو اپنی نئی
عادت کے مطابق
پینٹ زیب تن کیے
ہوئے تھا۔۔شرٹ
البتہ اس کے
سامنے ہی آکر پہنی۔۔۔
مگر اس کی پشت
تھی نایاب کی جانب۔۔۔
"اٹھ گئیں ؟"
اس نے شرٹ کے بٹن
لگاتے ہوئے استفسار
کیا مگر پیچھے مڑ
کر نہ دیکھا۔۔۔
"ہاں۔۔۔"
اس لڑکی کی حلق سے
آواز بھی بمشکل
ہی نکلی۔۔۔
میں نے ڈرائیور "
کو بلا دیا ہے
تم گھر چلی جاؤ۔۔۔
باقی معاملے کی
فکر مت کرنا ۔۔۔
میں سنبھال لوں

"گا سب...

اسے لگا تھا

قیصر غصہ کرئے گا..

پوچھے گا وہ یہاں

کیا کر رہی تھی--

پھر وہ اپنے شوہر

کو کیسے بتائے گی

کہ وہ اپنے محبوب سے

ملنے آئی تھی--

چاہے وجہ کچھ بھی

رہی ہو لیکن وہ

آئی تھی اس

کی پیٹھ پیچھے

وہ بھی ہوٹل میں---

مگر حیرت کی

انتہا نہ رہی جب اس

نے بغیر کسی سوال کے

بغیر کوئی غصہ کیے

صرف اتنا کہہ کر بات

ختم کر دی کہ گھر

چلی جاؤ میں سنبھال

لوں گا...

تم کچھ نہیں "

"پوچھو گے
نایاب چاہ کر بھی
خود کو روک نہیں
سکی تھی اس
سے یہ سوال کرنے سے----
ان دو لڑکوں نے تمہیں"
لفٹ میں انجیکٹ کیا تھا
دیکھ چکا ہوں میں
فوٹیج میں---
اور پھر تم ان سے
بھاگ کر میرے کمرے
"میں آگئیں----
اس نے کہانی لفٹ
سے شروع کی---
نایاب سمجھ گئی
تھی کہ اگر وہ یہ
دیکھ چکا ہے کہ وہ
لفٹ میں انجیکٹ کی
گئی-- تو پھر وہ یہ
بھی دیکھ چکا ہوگا
کہ وہ کس کمرے
سے باہر نکلی تھی
اور وہ یقینا یہ بھی

جانتا ہوگا کہ وہ یہاں

کس سے ملنے آئی تھی---

❤️جاری_ہے#

" قیصر--"

اس نے بہت نرمی سے

آواز دی تھی شاید دیکھنا

چاہتی تھی اس کا

چہرہ-- اس کا ری ایکشن-

"ہمم؟؟"

اپنی ٹائی پہنتے

ہوئے جب وہ مڑا---

تو وہ ایک لمحے کے

لیے محو ہو گئی---

کیونکہ اس ٹائی

نے کل رات کی

بے باک یادوں

کو تازہ کر دیا تھا

وہ نہیں بھول

سکتی تھی اس نے

کیسے قیصر کی

ٹائی پکڑ کر کھینچی

تھی---

کیسے اس کی مہک

نے اسے حصار میں
جکڑا تھا۔۔۔
اس کے گال
جلنے لگے ۔۔
سارا خون جیسے
جسم کا گالوں میں
آگیا ہو۔۔۔
اور یہ پہلی بار تھا
زندگی میں جب وہ
بلش کر رہی تھی۔۔۔
اور نایاب کے لیے
یہ ایک بہت نئی فیلنگس
تھیں جو اس لمحے
اس نے محسوس کی۔۔۔
پہلی بار لگا جیسے
قیصر کی آنکھوں
میں دیکھنا یا اس سے
بات کرنا دنیا کا سب
سے مشکل کام ہے۔۔۔
"کچھ کہنا ہے؟؟"
وہ خاصہ سنجیدگی
سے دیکھتے ہوئے
پوچھ رہا تھا۔۔

"نہ۔۔نہیں۔۔"

قیصر کے سامنے وہ نہیں بول

سکی۔۔۔ کیسے؟۔۔کیوں؟

لیکن بس نہیں بول سکی

کچھ بھی نہیں بول سکی

فقط ایک لفظ نکلا ۔۔

وہ بھی لڑکھڑا کر ۔۔۔

یہ کیا ہورہا تھا آج

اس کے ساتھ؟۔۔۔

ٹائی سے نظر ہٹانے

کے لیے اس نے اب نگاہ

تھوڑی اوپر اٹھائی

تو وہ اب گردن کی

جانب گئی ۔۔۔

زندگی میں پہلی

بار اس نے کسی مرد

کی گردن کو چوما تھا۔۔۔

اسے اپنے کانوں سے

اچانک دھواں نکلتا

محسوس ہوا۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی

وہ قیصر کو نہیں دیکھ

سکتی اب۔۔۔

اس لیے فورا ہی نگاہ

ہٹا لی اس پر سے---

ٹھیک ہے -- "

"تو فورا گھر جاؤ---

سنجیدگی سے کہتا

وہ واپس مڑ گیا تھا

اور اب نایاب نے دیکھا

کہ وہ کوٹ اٹھا رہا ہے---

❤❤❤

کچھ دیر بعد---

نایاب نہاکر نکلی---

وہ کمرے میں ہی

موجود تھا لیکن اس

کے باوجود ایک بار

بھی نگاہ اٹھا کر اس

کی جانب نہیں دیکھا

وہ اپنا سیل میں

کوئی کام کرنے میں

مصروف نظر آرہا تھا--

"بال ڈرائی کر لو پہلے-- "

نایاب بس جلد سے جلد

وہاں سے نکل جانا

چاہتی تھی اسی لیے

گیلے بالوں کا ہی
جوڑا بنا کر وہ
باہر کی جانب بڑھنے لگی---
ابھی وہ دو تین
قدم بھی نہیں چلی
تھی کہ قیصر کی
آواز نے اس کے قدموں
کو جکڑا---
بظاہر تو ایسا بالکل
نہیں لگ رہا تھا کہ
وہ دیکھ بھی رہا ہے
کہ وہ کیا کر رہی ہے ---
مگر وہ دیکھ رہا تھا--
گھر جا کے کر لوں "
"گی-- اپنے ڈرائر سے
مڑ کر دیکھنے کی
زحمت نہ کی اس نے
کیونکہ آج ہمت ہی
نہیں ہو رہی تھی ایک
عجیب سہ احساس تھا
جو اسے جکڑئے ہوئے تھا---
تب تک تو سردی "
لگ جائے گی---

"بیٹھو میں کر دیتا ہوں

اتنا کہتا ۔وہ اپنا سیل

سامنے ٹیبل پر رکھ کر

جب اس کی جانب

آنے کے لیے اٹھا تو

اس چمکتی آنکھوں

والی گڑیا کو

اس کے ہر قدم پر

پہلی بار اپنا دل

دھڑکتا محسوس ہوا۔۔

مڑے گی تو پتھر

کی بن جائے گی

کچھ ایسی حالت

میں کھڑی تھی وہ لڑکی۔۔۔

قیصر نے اس کا بازو

پکڑ کر اپنی جانب موڑا

تو بھی اس نے نگاہ

نہ اٹھائی۔۔۔

گول چہرہ

سفید رنگت

جھکی پلکیں ۔۔

سرخ ہونٹ۔۔۔

کل پوری رات وہ

ان پر اپنی محبت لوٹاتا

رہا۔۔۔ مگر اس کے

باوجود وہ لڑکی اپنے اور

اس کے درمیان ایک دیوار

حائل کیے ہوئے تھی

جو بتانے کے لیے

کافی تھی کہ ابھی

بہت دور ہے ہم۔۔۔

"چلو۔۔بیٹھو۔۔"

وہ اسے بیڈ تک

کھینچ لایا تھا۔۔۔

نایاب خاموشی سے

بیٹھ گئی۔۔

وہ قریب آیا۔۔۔

اس نے نایاب کے بال اپنے

ہاتھوں سے جوڑے

سے آزاد کیے۔۔۔ پھر بال

ڈرائی کرنے لگا۔۔۔

نایاب نے ایک لفظ نہ کہا۔۔

حتی کہ کوشش تک نہ کی۔۔۔

کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

کوئی احتجاج نہیں۔۔۔

نگاہیں بھی وہ فرش

پر گڑھائے ہوئے تھی
جیسے کچھ ڈھونڈ
رہی ہو---
قیصر کے قریب آتے
ہی وہ رات والی
خوشبو نے اس کی
ناک کو پھر سے ہٹ کیا---
وہ کافی لائٹ پرفیوم
یوز کرتا تھا لیکن کبھی
نایاب نے نوٹس نہ کیا
اس بات کو لیکن
آج اسے محسوس ہو
رہا تھا---
وہ جب تک بال ڈرائی
کرتا رہا ۔۔وہ تب تک
اپنے ہونٹ چباتی رہی---
اگر کہا جائے وہ نروس
ہو رہی تھی تو غلط
نہیں ہوگا---
"پونی خود باندھ لو "
نرمی سے کہتے---وہ
اب ڈرائی کا پلگ ہٹاتا
نظر آرہا تھا---

نایاب نے بھی پھر
ایک لمحے کی دیر
نہ لگائی --- فورا ہی
بالوں کی پونی بنانے
لگی لیکن ربن
غائب تھی وہ کیسے
باندھتی بالوں کو---
"میری ربن؟"
نایاب نے پورے بیڈ
پہ نظر دوڑائی لیکن
ربن کہیں نظر نہیں
آرہی تھی---
ربن نہ ملنے کے سبب
اس نے بالوں کا جوڑا بنا لیا---
اور پھر بغیر مزید
کچھ کہے-- وہ چپ چاپ
وہاں سے نکل گئی---
اور بس کمرے کا
دروازہ بند ہونا تھا---
کے قیصر کے
سارے عصاب ڈھیلے
پڑئے ---
وہ وہیں بیڈ پر

بیٹھ گیا تھا۔۔۔

دل اتنی زور سے

دھڑک رہا تھا کہ

لگا باہر ہی نکل آئے گا۔۔۔

بہت مشکل تھا

نایاب کے سامنے خود

کو نارمل دکھانا۔۔۔

کچھ لمحے بعد وہ

ایک گہری سانس لے

کر کھڑا ہوا۔۔۔

اس نے آئینے کے سامنے

کھڑے ہو کر جب کوٹ

کی جیب میں ہاتھ ڈال

کہ باہر نکالا۔۔۔ تو اس کے

ہاتھ میں اب ربن موجود

تھی۔۔۔جسے دیکھ ۔۔۔

اس کے لبوں پر بہت

پیاری سی

مسکراہٹ بکھری۔۔

اس نے ربن کو اپنے

لبوں سے لگایا اور پھر

سونگنے لگا اس میں

نایاب کے بالوں کی

خوشبو محسوس کر

سکتا تھا وہ ابھی بھی---

وہ اپنی ہی دنیا

میں تھا جب سیل رنگ

ہوا---

وہ ربن کو واپس

اپنے کوٹ کی جیب

میں ڈال کر--- اب سیل

کی جانب آیا تھا---

❤❤❤

اسکرین پر نمبر

دیکھتے ہی اس کے

چہرے پر چھائی حسین

مسکراہٹ لمحہ بھر میں

سمٹ گئی---

پتہ چلا کس "

"نے کروایا ہے؟

اس کی آنکھوں

کا رنگ یک دم بدل

گیا تھا ---

چہرے پر سرخی امڈ

آئی جو اس کے غصے

کا پتہ دیتی معلوم ہوئی---

سر چمڑی ادھیڑ دی سالوں "

کی مار مار کر لیکن

نام بولنے کے لیے

پھر بھی تیار نہیں

دونوں میں سے

"ایک بھی---

دوسری جانب سے

جب اسے

یہ اطلاع ملی تو اس

کے چہرے پر مزید

سختی بڑھی---

سر اگر یہ معمولی "

غنڈے ہوتے---تو یہ اب تک

سب کچھ بک چکے ہوتے

مجھے لگتا ہے یہ

"پروفیشنل ہیں---

اس کا گارڈ اپنے

تجربے سے بول رہا تھا---

ان لڑکوں کا "

"زریاب سے کوئی لنک ملا؟

قیصر کو کہیں نہ کہیں

اندازہ تھا کہ اس

معاملے میں زریاب

انوالو ہے لیکن اس کے
پاس کوئی ثبوت
نہیں تھا---
نہیں سر--- مجھے نہیں"
لگتا زریاب کا اس میں
کوئی ہاتھ ہے--- وہ تو
اپنی گرل فرینڈز کے
ساتھ تھا --- رات کے دو بجے
کے قریب وہ دونوں
"نکل گئے تھے یہاں سے---
قیصر خاموش ہو گیا
پوری بات سننے کے بعد---
وہ محسوس
کر رہا تھا کوئی بڑی طاقت
ہے جو ان سب میں انوالو
ہوئی ہے --
زریاب اتنا ذہین
نہیں ہے کہ وہ بغیر
کوئی ثبوت چھوڑے
اتنا بڑا سیٹ ۔اپ پلان
کرے---
"کیا کرنا ہے سر؟ "
زریاب پر نظر رکھو"

وہ کہاں جاتا ہے

کن کے ساتھ بیٹھتا ہے

کیا کرتا ہے ---ہر چیز کی

ڈیٹیل چاہیے مجھے ----

زریاب اکیلے نہیں کر

سکتا یہ سب--- خاص

طور پہ تب جب وہ

جانتا ہے کہ جگنو

کے پیچھے میں

"موجود ہوں---

کمرہ بک ہوا تھا--

پروفیشنل گنڈے لگائے

گئے تھے--ڈوز دیا گیا تھا---

کمرے میں کیمرے

لگوائے گئے تھے اور

ان سب کے باوجود

کوئی لنک--- کوئی ثبوت

نہیں مل رہا تھا کہ یہ

سب کیا کس نے ہے---

اتنا فل پروف پلان

زریاب جیسا بچہ نہیں

بنا سکتا ---قیصر کو

اس بات کا پورا یقین تھا

کہ کوئی پاورفل بندہ

موجود ہے ان سب

کے پیچھے---

مگر کون؟-- اور اس

کی نایاب سے کیا

دشمنی بھلا؟؟---

اور ان لڑکوں "

"کا کیا کرنا ہے سر؟

میری عزت پہ ہاتھ"

ڈالنے کی کوشش کی ہے

انہوں نے--نامرد کر

کے پھینک

"دو کچرے میں (گالی) کو---

اس نے نہایت غصیلے

لہجے میں حکم صادر کیا---

"جی سر---"

کال ڈسکنیکٹ ہونے

کے بعد وہ بھی کمرے

سے نکل لگا---

جاتے جاتے وہ ہوٹل

کے مالک سے یہ بات

کر کے گیا تھا کہ

یہ کمرا آج سے اس کے

نام پہ بک رہے گا ہمیشہ---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ سیدھا آفس پہنچا تھا---

"گڈ مارننگ سر--- "

اس کے آفس میں

داخل ہوتے ہی

گڈ مارننگ کی صدائیں

شروع ہو گئیں---

وہ ایک نگاہ پورے

ماحول پر ڈالتا اپنے

کیبن کی جانب بڑھا تھا---

اس کی سیکرٹری

اس کے پیچھے پیچھے

تھی ---وہ اسے پورے دن

کا شیڈیول بتا رہی تھی ---

" یہ سب تو ہوتا ہی

رہے گا ---- تم دیگیں

تیار کرواؤ"

اس چاکلیٹی بوائے

کے اچانک کہنے پر--

عاشے نے الجھ کر

اس کی جانب دیکھا---

"کس چیز کی دیگیں سر؟"

وہ قلم ہاتھ میں لیے
ڈائری پر لکھنے کے لیے
تیار کھڑی تھی---
"میرے ولیمے کی"
اس نے خاصہ مسرت
بھرے لہجے میں کہا
تو عاشے اسے منہ
کھولے دیکھنے لگی---
اس کی شادی کب
ہوئی ؟؟--جو ولیمہ
ہو رہا ہے؟؟---
وہ یہی سوچ الجھی ---
"کون سہ ولیمہ سر؟"
وہ الجھے ہوئے
لہجے میں استفسار کر
رہی تھی---گمان یہی
تھا کہ شاید کچھ
غلط سن لیا ہے---
شادی کے بعد "
"جو ولیمہ ہوتا ہے--- وہی
وہی کا لفظ اس
نے جتاتے ہوئے ادا کیا---
اسے نہیں لگا تھا

اس زندگی میں کبھی
یہ موقع ملے گا کہ
وہ بھی لوگوں کو
ولیمہ کی دعوت کھلائے
گا ---
"مگر شادی کب ہوئی؟ "
عاشے کافی سالوں سے
اس کے لیے کام کر رہی
تھی-- منگنی ہوئی تھی
یہ علم میں تھا اس کے ---
بلکہ منگنی کی ساری
ارینجمنٹ سنبھالی ہی
اس نے تھی مگر
یہ شادی کہاں سے ہو گئی ؟؟
اوپر سے ولیمہ بھی
ہو رہا ہے اب؟؟
اسے کیوں خبر نہیں
کسی چیز کی؟؟
کیا میں پابند ہوں "
عاشے ---کہ میں تمہارے
"ہر سوال کا جواب دوں؟
قیصر نے اب ٹیڑھی نگاہوں
سے تکتے-- ابرو اچکاکر

استفسار کیا ۔۔۔جس پر

وہ فورا نفی میں سر

ہلانے لگی۔۔۔

"نو سر۔۔"

گڈ۔۔۔ اب میری بات غور"

سے سنو ۔۔آج رات

کوئی بھی

بھوکا نہیں سونا چاہیے

پورے پاکستان میں

سمجھیں۔۔۔دیگیں بنواکر

بھجوا دو سب جگہ۔۔۔

آج پورے دن میرے

ولیمے کا کھانا چلنا چاہیے

ہر جگہ ۔۔

چاہے وہ مسجدیں ہوں

چاہے وہ ویلفیئر ہو

چاہے وہ مزار ہوں

چاہے وہ ریسٹورنٹ ہوں

سب جگہ۔۔ میرے

ولیمے کے کھانے سے

کوئی محروم نہیں

"رہنا چاہیے ۔۔۔

اوکے سر۔۔۔جیسا"

"آپ چاہیں---
زندگی میں پہلی بار
وہ لڑکی بغیر شادی کے
اتنا بڑا ولیمہ کرتے
دیکھ رہی تھی کسی کو ---
مگر وہ دیکھ سکتی
تھی قیصر کے چہرے
glow کا آج گلو
ہی الگ تھا
وہ بار بار مسکرا رہا
تھا بنا بات کے---
❤*Husny Kanwal*❤
وہیں دوسری جانب ---
ڈرائیور نایاب کو بجائے
گھر لے جانے کے یوسف
منشن لے کر پہنچ گیا تھا---
وہ لڑکی پورے راستے
اپنے خیالوں میں اتنا
مگن تھی کہ اس نے
دیکھا ہی نہیں کہ
ڈرائیور نے کب
راستہ بدلا اور کب
اسے عبدالرحمان صاحب

کے گھر لے کر پہنچ گیا۔۔۔
آپ مجھے یہاں "
"کیوں لائے ہیں ؟؟
نایاب نے جیسے ہی
گاڑی کو مینشن کے
مین دروازے سے داخل
ہوتے دیکھا۔۔
فورا ہی حیران
و پریشان ہو کر
پوچھنے لگی۔۔۔
وہ اچھے سے
جانتی تھی
اس کے نانا اس
سے شدید نفرت
کرتے تھے۔۔
کیونکہ مجھے آرڈر "
ملا تھا آپ کو
"یہاں لانے کا
ڈرائیور گاڑی پورچ
میں پارک کرتے ہوئے
آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔
نایاب نے اس
کی جانب حیرت

سے دیکھا---
ڈرائیور نے گاڑی سے
اتر کر فورا ہی اس
کے لیے گاڑی کا ڈور
کھولا--- جیسے وہ
عادی تھا کھولنے کا--
لیکن یہ منظر دور
سے بیٹھ کر
عبدالرحمان صاحب
دیکھ رہے تھے
اور ان کی نگاہوں
کو بہت کھٹکا تھا
یہ منظر---
ان کے نزدیک وہ
لڑکی تھی کون--
جسے اتنا وی آئی پی
ٹریٹمنٹ دے رہا تھا
ان کے پیسوں پر پلنے والا
ڈرائیور---
نایاب جب پورچ میں
کھڑی ہوئی تو اسے
سامنے ہی گارڈن اور
خوبصورت سہ مینشن

نظر آیا ۔۔

یہ وہی مینشن تھا

جہاں وہ بچپن

میں بہت سارے خواب

اور امیدیں لے کر آئی تھی

اپنی ماں کے ساتھ۔۔

وہ لمحہ اس کی

آنکھوں میں آج بھی

کرب کے آنسو لے آیا تھا۔

جب اس کی ماں سے

اسے جدا کر کے

ویلفیئر بھیجا گیا تھا۔۔

کافی دیر وہاں

خاموشی سے کھڑی

رہی وہ لڑکی۔۔۔

کیوں بلایا گیا

تھا اسے یہاں؟۔

وہ بھی یوں اچانک؟

کیا قیصر جانتا تھا

اس حوالے سے؟۔۔

اسے کوئی اندازہ نہیں۔۔۔

چلیں میم۔آپ کا"

"انتظار ہو رہا ہے

التمش نے آ کر
نرمی سے کہا۔۔۔
نایاب اسے نہیں
جانتی تھی لیکن وہ نایاب
کو بہت اچھے
سے جانتا تھا۔۔۔
وہ جب گارڈن سے
گزرنے لگی تو اچانک ہی
وہ لمحہ یاد آگیا
جب قیصر سے اس
کی پہلی ملاقات ہوئی
تھی۔۔۔
اسے آج بھی یاد تھا
کہ اسے قیصر سے
زیادہ اس کے جوگرز
اچھے لگے تھے۔۔۔
کچھ چیزیں آئیڈیلائز
ہوتی ہیں۔۔۔ کہ جب ہم
بڑے ہو جائیں گے ناں
ہم بھی یہی کریں گے ۔۔۔
نایاب کے لیے ایسی ہی ایک
آئیڈیلائز چیز
قیصر کے جوگرز تھے۔۔

قیصر نے تو کبھی شاید
دیھان بھی نہ دیا ہو۔۔
لیکن نایاب آج بھی
اسی برانڈ کے جوگرز
پہنا کرتی تھی جو
قیصر نے پہنے تھے
پہلی بار اس کے سامنے
جب وہ کالج
جا رہا تھا۔۔۔
نایاب نے تعریف کی تھی
اس کے جوگرز کی
لیکن قیصر نے اس لمحے
کوئی خاص توجہ نہ دی
نہ ہی اس کا شکریہ ادا
کیا جس کے سبب نایاب
کے چھوٹے سے ذہن نے
اس بات کو قبول کیا
کہ وہ اس کی تعریف
کو پسند نہیں کرتا
اسی لیے نایاب نے پھر
کبھی اس کی کسی چیز
کی تعریف نہیں کی۔۔۔
"آؤ بیٹھو لڑکی"

وہ مینشن کے اندر

لاؤنج میں پہنچی

تو سامنے ہی اسے

عبدالرحمان صاحب

صوفے پر بیٹھے

نظر آئے---

اپنے نانا کو اکثر

وہ نیوز وغیرہ

میں دیکھتی رہتی تھی

لیکن حقیقی روبرو وہ کافی

سالوں بعد ہوئی تھی --

بہت محبت کرتی

تھی وہ اپنے نانا

سے آج بھی--- چونکہ یہ

محبت اس کے دل میں

اسکی ماں نے ڈالی تھی---

اور جب آپ کی

ماں کسی کے لیے

آپ کے دل میں محبت

ڈال دے تو یقین کریں

وہ زندگی بھر نہیں

نکلتی---

وہ چمکتی آنکھوں

والی گڑیا آنکھوں
میں نمی لیے ان
کے سامنے جا کر
بیٹھ گئی تھی---
چائے پیو گی یا "
"کافی؟
ان کا لہجہ سخت تھا
یہ سوال کرتے وقت
جیسے احسان کر رہے
ہوں پوچھ کر بھی---
"چائے--"
اس نے پراعتمادی
سے جواب دیا---
ان کے نروٹھے سے
لہجے کو --
ان کی آنکھوں
میں موجود حقارت کو --
اس لڑکی نے خود پر
حاوی نہیں ہونے دیا تھا---
"چائے بنوا دو ایک "
جب کبھی مہمان
آتا ہے تو آپ ہمیشہ
اس کے ساتھ کھاتے پیتے

ہیں یہ مہمان کو عزت
دینا ہوتا ہے لیکن وہ
نایاب کو یہ عزت
بھی نہیں دینا چاہتے
تھے کہ اس کے ساتھ
بیٹھ کر چائے کا ایک
کپ پی لیں۔۔۔
یقینا اس لڑکی نے
محسوس کی تھی
یہ بےعزتی
کبھی کبھار لوگ آپ
کو ان ڈائریکٹ طور پر
ذلیل کرتے ہیں
وہ بھی یہی کر رہے تھے
لیکن نایاب نے پھر
بھی برا نہ منایا۔
بس زخمی سہ
مسکرا دی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ آج جلدی گھر
لوٹ آیا تھا۔۔۔
کام میں دل کہاں
لگ رہا تھا اس کا۔۔۔

دو دن بعد اسے

کانسرٹ کے لیے

نکلنا تھا ---اسی لیے

یہ دو دن وہ نایاب

کے ساتھ گزار لینا

چاہتا تھا---

وہ مٹھائی کا ڈبہ

لے کر آیا تھا آج واپسی

پر---

پورے آفس میں بھی

مٹھائی بٹوائی تھی اس

نے---

وہ خوش تھا--

بہت خوش---

"جگنو---جگنو---"

وہ گھر میں داخل ہوا

تو غیر معمولی طور پر

خاموشی نے اس کا

استقبال کیا ورنہ نایاب

گھر میں ہوتی تھی تو

کچھ نہ کچھ کھٹ پٹ

کی آوازیں چل ہی رہی

ہوتی تھیں کیونکہ وہ

اکثر رات کا کھانا بناتی
ہوئ ملتی تھی اسے کچن
میں---
مگر آج نہ تو وہ کچن
میں تھی اور نہ ہی
گارڈن میں---
وہ مٹھائی کا ڈبہ لے
کر ڈائریکٹ اب
کمرے کی جانب
بڑھا تھا---
کمرہ خالی تھا تو
اس لیے قیصر
نے واش روم کے پاس
کھڑے ہو کر آواز لگائی---
"جگنو---"
اندر سے آواز نہ آنے
پر اس نے دروازہ کھول کر
دیکھا---واش روم خالی تھا---
اب وہ تھوڑا پریشان
ہوا --
اس نے
مٹھائی کا ڈبہ سامنے
ٹیبل پر رکھا کر--- تیزی

سے اپنا سیل پاکٹ سے
نکالا---
اس نے نایاب کو کال کی---
دوسری جانب سے
کال فوری ریسیو ہوئی--
جیسے انتظار میں ہی ہو---
"کہاں ہو جگنو؟؟"
کل رات کے واقعے کے
بعد وہ ہائی الرٹ ہو گیا تھا --
اپنے نزدیک تو اس نے
اپنے سب سے بھروسے
والے آدمی کے ساتھ
نایاب کو گھر بھیجا تھا---
ساتھ ہی سیکیورٹی بھی
بڑھا دی تھی جس کی
نایاب کو ذرہ برابر بھی
خبر نہ تھی---
ان سب
کے باوجود اس کی بیوی
گھر سے غائب تھی---
وہ کیسے پریشان نہ ہوتا؟؟--
وہ کیسے فکر میں نہ گھلتا؟؟-
"میں اپنے ہاسٹل میں"

دوسری جانب سے
میٹھی سی آواز اس
کے کانوں کی سماعت سے
ٹکرائی
وہ لڑکی خاصہ لاپرواہی سے
بتا رہی تھی---
اور ایسا نہیں ہے--
کہ وہ نہیں جانتی تھی
کہ مقابل کس قدر
شاکڈ ہوا ہوگا اس کا
جملہ سن کر---
"ہاسٹل؟--کیوں؟؟--"
وہ خود بھی نہیں
جانتا ہوگا شاید کس
قدر احتجاج در آیا
تھا اس کے لہجے میں---
کیا مطلب کیوں؟؟---"
مجھے آسانی رہتی ہے
"کالج جانے میں یہاں سے--
تو یہاں سے کون "
سہ تمھیں ہل بیل لگ رہے
تھے---" اس کے لہجے میں
از خود ہی طنز

ابھر آیا تھا---
قیصر--- کیا تم باسی"
"ہونا بند کر سکتے ہو؟---
لہجے میں مانا التجا
تھی لیکن وہ التجا سے
کہیں زیادہ جھنجھلاہٹ
اور کوفت کا اظہار تھا
جو یہ بتانے کے لیے کافی
تھا کہ وہ نہیں چاہتی
ہے کہ وہ اس کی زندگی
میں دخل اندازی کرئے---
"واٹ؟؟"
قیصر بے ساختہ ہی
حیرت سے بول اٹھا---
" میں نے اپنی بات
کہہ دی ہے اور تم نے
"سن لی ہے--- اللہ حافظ
اور فقط اتنا کہہ کر
اس لڑکی نے کال
ڈسکنیکٹ کر دی---
وہ حسین لڑکا
کچھ ثانیے تک
اپنی جگہ منجمد

کھڑا رہا۔۔
وہ اتنی سنگدل
کیسے ہو سکتی تھی؟۔۔۔
"تو وہ پچھتا رہی ہے"
سیل کو کان سے ہٹا کر۔۔
اب سیل کی خالی اسکرین
کو تکتے ۔۔ وہ زیر لب
بڑبڑایا۔۔۔ پھر مسکرا دیا۔۔۔
اور وہ مسکراہٹ اس قدر
کرب بھری تھی۔۔۔
اس قدر رنجیدہ تھی۔۔۔
اس قدر زخمی تھی ۔۔۔۔
کے انتہا تھی فقط۔۔
اور میں اس "
خوشگمانی میں گھر
آیا تھا کہ اب ہم
آگے بڑھانے والے ہیں
"اپنے رشتے کو۔۔۔
ایسا کیوں ہے کہ
ہمیشہ اس کے لیے
چھوڑنا مشکل ہوتا ہے
ورنہ مقابل تو جب دل
چاہتا ہے چھوڑ جاتی ہے۔۔۔

قیصر کے لیے
اس تلخ حقیقت کو قبول
کرنا بہت مشکل تھا کہ
نایاب اسے چھوڑ گئی ہے---
وہ بھی پھر سے---
اس کی آنکھوں میں
سرخ ڈوریں ابھر
آئیں تھیں---
❤️*Husny Kanwal*❤️
نایاب ہاسٹل میں رہنا
شروع ہو چکی تھی---
تین دن گزر گئے تھے
مگر قیصر نے پھر
دوبارہ کال نہ کی---
اور نہ اس نے کوئی
رابطہ کرنے کی
کوشش کی---
اس سنگ دل
کو بھلے ہی قیصر کی کال
یا میسج کا انتظار نہ ہو
مگر دوسری جانب معاملہ
بالکل برعکس تھا وہ تو
ہر تھوڑی دیر بعد اپنا

سیل چیک کرتا کہ

شاید کوئی کال آئی ہو

شاید کوئی میسج آیا ہو---

اور پھر دل جلوں

کی طرح سیل پٹخ

دیا کرتا ---

یہ امید

بڑی بری چیز ہے

ساتھ نہیں چھوڑتی ----

لاکھ سامنے والا

بےمروتی دکھائے

سنگدلی دکھائے

بے رخی دکھائے

لیکن یہ جو دل ہے ناں---

یہ امیدیں باندھنا نہیں

چھوڑتا ---اس

لڑکے کا بھی

نہیں چھوڑ رہا تھا---

وہ بے بس تھا اپنی جان

پر اس ستم

ڈھانے والی کے

معاملے میں---

❤️*Husny Kanwal*❤️

رات کے دو بجے کا
وقت تھا اس کی گاڑی
فل اسپیڈ میں
روڈ پر دوڑ Milton ۔
رہی تھی---
اچانک اس کی نگاہ
بیک ویو مرر میں گئی---
اسے نظر آیا کچھ
گاڑیاں اس کا پیچھا
کر رہی ہیں---
اس نے اسپیڈ مزید
بڑھا دی---
کافی دور تک وہ گاڑیاں
اس کا پیچھا کرتی رہیں--
قیصر کو خطرے
کا الارم محسوس ہوا---
مگر ایک مقام پر آنے
کے بعد وہ گاڑیاں
از خود ہی اس کے
پیچھے سے ہٹ گئیں---
اس حسین
نوجوانوں
کو یہ بات بڑی

عجیب لگی---
وہ لوگ کون تھے ؟
اور کیوں اس کا
پیچھا کر رہے تھے؟---
❤️*Husny Kanwal*❤️
"نایاب---"
وہ عبدالکریم تھا
جس کی آواز دینے پر
نایاب کلاس میں جاتے
جاتے رکی---
وہ--- تم"
میرے ساتھ ہاسپٹل
چلو---" عبدالکریم کی
بات سن ---وہ-الجھی---
"ہسپتال ؟؟ "
وہ --تمھاری---"
تمھاری چاچی
کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے--
وہ ہسپتال میں ہیں
اس وقت ---مجھے ارسا
کی کال آئی تھی
"انفارم کرنے کے لیے
اور بس عبدالکریم کا

یہ اطلاع دینا تھا

کہ وہ کچھ لمحے

تک تو کچھ بول ہی

نہ سکی مارے سکتے کے---

"کون سے ہسپتال میں؟ "

اس نے گہرا سانس لیا---

جیسے سارے بکھرتے

جذبات پر قابو کرنے

کی کوشش کی ہو---

میں تمہیں لے چلتا ہوں -- "

چلو" اس نے نایاب کو دانستہ

طور پر نہیں بتایا تھا

کہ صائمہ خاتون

کافی کریٹیکل سچویشن

میں ہیں کیونکہ

ارسا نے منع کیا تھا اسے---

جب نایاب

ہسپتال پہنچی تو خود

سے پہلے وہاں پر ارسا

اور ذریاب کو پا کر وہ

الجھی---

مگر اس وقت وہ

اپنی چاچی کی فکر

میں تھی اس لیے فورا

ہی ڈاکٹر کی جانب

بھاگی-- جو آپریشن روم

سے باہر آئے تھے---

ڈاکٹر-- میری چاچی "

"کیسی ہیں؟؟

صائمہ خاتون نایاب

کے لیے بالکل اس کی

ماں جیسی تھیں جنہوں

نے اس کی مشکل وقت

میں بہت مدد کی ---

اسے محبت دی

اسے تحفظ دیا

اسے رہنے کے لیے گھر دیا

اسے کھانے اور پہننے

کے لیے سامان مہیا کیا

اور کبھی بھی بدل میں

کچھ نہیں مانگا ہمیشہ

یہی کہا کہ وہ بیٹی

ہے ان کی---

اس کی آنکھیں بار بار

بھر آرہی تھیں وہ

تصور بھی نہیں کر

سکتی تھی انہیں
کھونے کا۔۔۔
آپ بس دعا کریں ۔۔۔"
اور اس فارم پر
سائن کر دیں۔۔
ہم اپنی طرف سے پوری
کوشش کریں گے
باقی اللہ کی مرضی۔۔
لیکن اگر پیشنٹ کو
کچھ ہو جاتا ہے۔۔ تو
ہسپتال کی انتظامیہ
"اس کی ذمہ دار نہیں ہوگی
ڈاکٹر کی بات سنتے ہی
نایاب کو لگا جیسے اس
کے پاؤں سے جان نکل گئی
ہو۔۔ اس کا دل کسی
نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔۔۔
اپنے ایک اور پیارے
کو کھونے کا وہ تصور
بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔
ہرگز نہیں ۔۔۔
لرزتے ہاتھوں کے ساتھ
اس نے فارم پر سائن کیے۔۔۔

❤️❤️❤️❤️

نایاب سب ٹھیک ہو"

"جائے گا تم فکر مت کرو

عبدالکریم   اس کے پاس

آکر اسے دلاسہ دینے لگا۔۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں

میں آنسو عبدالکریم کو

اپنے دل میں ہلچل

مچاتی محسوس ہوئے۔۔۔

پھر نایاب کی نگاہ

ارسا و زریاب پر گئ

وہ دونوں یہاں

کیا کر رہے تھے؟۔۔۔

"تم دونوں یہاں کیوں ہو؟ "

نایاب نے ارسا

کے سامنے جا کر دونوں

کو ایک ساتھ دیکھتے

ہوئے استفسار کیا۔۔

"نایاب۔۔وہ۔۔وہ دراصل۔۔"

ارسا ہمت جٹا رہی

تھی اسے سچ بتانے کی۔۔۔

جبکے رزیاب نے

اپنی نظریں چرا

لی تھیں--

وہ بے وقوف نہیں

تھی ..وہ محسوس کر

سکتی تھی کچھ گڑبڑ

چل رہی ہے وہاں---

کیا اس "

حادثے کا تعلق

"تم دونوں سے ہے ؟؟

اس کے سوال کرتے

ہی ارسا کے تو ہوش اڑے

تھے جبکہ زریاب

اپنی گردن کی پشت

مسلنے لگا---

وہ نظر نہیں ملا

رہا تھا نایاب سے---

اور نہ ہی اس کی

جانب دیکھ رہا تھا---

اس کی چاچی تو

لاہور میں تھی ناں

پھر وہ اچانک کراچی

میں کیسے ؟

اور یہ ایکسیڈنٹ

کیسے ہوا؟؟

نہیں--- مطلب ہاں--"

یہ سب غیرارادی طور

پہ ہوا ہے-- زریاب نے

دانستہ طور پر دھکا

"نہیں دیا تھا انہیں

ارسا ڈرتے ڈرتے بولی---

اس کا کیا انکشاف

نایاب کی آنکھیں مارے

حیرت و بےیقینی

کہ پھیلا گیا---

کیا مطلب دھکا "

نہیں دیا؟؟---ارسا

"پوری بات بتاؤ

وہ تیزی سے سخت

لہجے میں بولی---

تمہاری چاچی آئی تھیں "

زریاب کے پاس--- ہم زریاب

کی گلی کے کونے پر

جو گارڈن ہے وہاں پر تھے---

ہمیں دیکھتے ہی

وہ ٹیکسی سے وہیں

اتر گئی تھیں--- وہ

زریاب کے پاس آکے

تمہاری پرانی یادوں کی
تصویریں دکھانے لگیں
مگر زریاب نہیں دیکھنا
چاہتا تھا --- وہ بضد تھیں
کہ جب تک اسے پرانی
یادیں یاد نہیں دلا دیتیں
واپس نہیں جائیں گی---
"اور---
اتنا کہہ کر وہ خاموش
ہو گئی--
"اور کیا؟؟--"
پہلی بار زندگی میں
نایاب نے خود کو بے صبر
ہوتا محسوس کیا---
اور زریاب نے"
انہیں جھٹک دیا---
صاف کہا کہ وہ نہیں
دیکھنا چاہتا--- وہ اب
آگے بڑھ چکا ہے اپنی
زندگی میں میرے ساتھ۔
مگر پھر بھی تمہاری
چاچی نہیں مانیں---
زریاب ان سے چڑھ کر

روڈ کی سائیڈ چلا گیا تھا۔۔۔
وہ بھی پیچھے
پیچھے آئیں۔۔
روڈ پر ہی زریاب
کا پیچھا کرتے ہوئے
انہوں نے زبردستی
زریاب کو تصویر
دکھانی چاہیے
غصے میں آ کے زریاب
نے انہیں تھوڑا دور
دھکا دے دیا۔۔۔
اسی لمحے نہ جانے
کہاں سے ایک گاڑی آئی
اور انہیں مارتی ہوئی چلی
گئی۔۔۔ یقین کرو نایاب
یہ مکمل ایک حادثہ ہے۔۔
زریاب کی ان سب میں
کوئی غلطی نہیں
وہ تو صرف ان سے
"دور بھاگ رہا تھا۔۔۔
ارسا پوری بات بتانے
کے بعد رونے لگی تھی۔۔۔
ایک شخص کو آپ

دل و جان سے چاہو اور
وہی آپ کا سب کچھ
لوٹنے پر اتر آئے-- پہلے
آپ کی عزت اور اب
آپ کی ماں جیسی چاچی
کو مارنے کی کوشش---
تو یہ کیسے ممکن ہے
کہ دل میں وہی جذبات
برقرار رہیں جو پہلے
ہوا کرتے تھے---
اسے نہیں لگا کہ زندگی
میں اس نے کبھی کسی
سے اتنی نفرت کی ہو
جتنی اس لمحے اسے
ذریاب سے ہو رہی تھی---
تم نے میری چاچی "
"کو دھکا دیا روڈ پر؟
یہ صائمہ خاتون کی
صرف بے لوث محبت ہی
تو تھی نایاب
سے کہ وہ لاہور سے
کراچی صرف زریاب
سے بات کرنے آئی تھیں

اسے یاد دلانے آئی تھیں
کہ وہ نایاب سے کتنی
محبت کرتا تھا۔۔۔
غلطی زریاب کی نہیں ہے
اس بیچارے کو تو کسی
نے اس کی محبت یاد
دلانے کی کوشش
ہی نہیں کی تھی ۔۔نہ اس
کی ماں نے نہ اس کے ماموں
نے اور نہ کسی اس کے
قریبی رشتہ دار یا
دوست نے۔۔۔
اب تو حالت یہ ہو چکی
تھی کہ اگر کوئی یاد دلانے
کی کوشش بھی کرے
ناں۔۔۔تو وہ چڑھ جاتا تھا۔۔۔
اس کا سر درد سے
پھٹنے لگتا تھا۔۔۔۔
❤️❤️❤️
وہ لاہور میں تھیں۔۔
انہیں تو کوئی خبر نہیں
تھی نایاب کے ساتھ
ہوئے حادثے کی۔۔۔

وہ تو ابھی تک یہی

سمجھ رہی تھی کہ

نایاب اکسفورڈ یونیورسٹی

میں پڑھ رہی ہے---

ان کی آخری بار

جب بات ہوئی تھی تو

نایاب کی کال حفصہ

نے اٹینڈ کی تھی---

اور کہا تھا کہ

وہ سو چکی ہے اور کافی

بیزی ہوتی ہے اس لیے

وہ بار بار کال نہ کیا کریں

اب پڑھائی بہت ٹف

ہو گئی ہے ان کی--

اسے وقت نہیں ملتا

بات کرنے کا---

انہیں حفصہ کے

جملے اور اس کا نروٹھا سہ

لہجہ بہت ناگوار گزرا تھا

انہوں نے پھر نایاب

کو میسجز کیے لیکن

نایاب کی ریپلائی بھی یہی

آئے کہ وہ ٹھیک ہے

اور وہ پڑھائی میں
بہت بیزی ہے آج کل
اس لیے بات کرنا
مشکل ہے---
وہ نہیں چاہتی تھی
کہ اس کی پڑھائی میں
ڈسٹرب کریں اس لیے
انہوں نے پھر کال کرنا
بند کر دی صرف میسجز
پہ ہی حال چال
پوچھ لیا کرتی
تھیں اور جب بھی
وہ میسج کرتی تھیں
نایاب کا ایک ہی رپلائی
آتا ---کہ وہ ٹھیک ہے
اور پڑھائی میں مصروف
ہے آج کل---
وہ اسی خوشگمانی
میں تھیں کہ نایاب
پڑھائی میں مصروف ہے
کہ ایک رات انہیں
ان نون نمبر سے کال آئی--
جس نے انہیں بتایا

کہ نایاب اس وقت بالکل

بھی ٹھیک نہیں ہے --

اس کا اور ذریاب

کا کار ایکسیڈنٹ ہوا تھا

جس کے بعد زریاب

کی یاد داشت چلی گئی

نایاب بہت کوشش کرتی

ہے اسے اپنی پرانی

محبت بھری یادیں

باور کرانے کی لیکن اسے

یاد نہیں آتا ---

نایاب اب بہت اکیلی

ہو گئی ہے اور ہاسٹل

میں رہنے پر مجبور ہے---

صائمہ خاتون کو جب

اس پورے معاملے کا

علم ہوا تو وہ فورا

ہی چلی آئیں---

وہ زریاب کے گھر ہی آئی

تھیں لیکن گلی کے کونے

پر زریاب انھیں گارڈن

میں نظر آیا تو وہ

ٹیکسی کو روک کر

وہیں اتر گئیں
اس سے بات کرنے
کے لیے---
زریاب اکثر ان کے گھر
آیا کرتا تھا --
اس کی نایاب سے
محبت مثالی تھی---
تانیہ کو بہت اچھا
لگتا تھا ان کا کپل--
اسی لیے
وہ ان کے ایک ساتھ
کام کرنے ہنسی مزاق
کرنے --- فلم دیکھنے---
اؤٹنگ پر جانے کی تصویریں
بنایا کرتی تھی
ان کے سیل میں---
صائمہ خاتون
کو یقین تھا کہ
جب وہ ذریاب کو یہ
تصویریں دکھائیں گی
تو اسے سب یاد آ
جائے گا---
زریاب کو تو

یاد ہی نہیں تھا ورنہ
وہ خود بھی صائمہ خاتون
کو اپنی ماں کی
طرح ٹریٹ کرتا تھا ---
بہت محبت کرتا تھا ان
سے اور ان کی بیٹی
تانیہ سے--- کیونکہ
وہ نایاب کے بہت قریبی
تھے---
غلطی انہی کی تھی "
فالتو میں پیچھے
"پڑ گئی تھی میرے
زریاب کے لہجے میں
ابھی بھی
دور دور تک کوئی گلٹ
محسوس نہیں کیا
تھا نایاب نے--
کوئی اتنا بےحس
کیسے ہو سکتا ہے؟--
وہ ماں جیسی تھی ہمارے"
لیے زریاب--- تم یہ
کیسے کر سکتے ہو
ان کے ساتھ؟؟؟---

یاد داشت گئ ہے
یا انسانیت بھی کھو
بیٹھے ہو؟؟۔۔" نایاب
کے صبر کی انتہا ہوئی
تھی اب ۔۔
اس سے رہا نہ گیا
اور ایک زوردار طمانچہ
زریاب کے چہرے پر
رسید کر دیا۔۔۔
وہ آگ بگولہ ہوکر
چیخ رہی تھی
سب کے سامنے
اس لڑکے پر۔۔۔
"نایاب۔۔۔"
ذریاب کو وہ طمانچہ
چہرے سے زیادہ
اپنی عزت پر لگتا
محسوس ہوا۔۔۔
وہ غرایا۔۔۔
ساتھ ہی اپنے اردگرد
دیکھا ۔۔۔لوگ اسے
ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔
ارسا نے مارے شاکڈ کے

اپنے منہ پر ہاتھ

رکھ لیا تھا اسے

اندازہ نہیں تھا کہ نایاب

غصے میں تھپڑ تک

مار دے گی زریاب کے---

کیا نایاب؟--ہاں؟--"

تم انسان کہلانے کے لائق نہیں

ہو زریاب--سنا تم نے---

نہیں ہو تم انسان کہلانے کے

لائق---" پہلے اس

کی عزت سے کھیلا

اور اب اس کی ماں

جیسی چاچی سے---

پچھلی بار معاف

کر دیا تھا اس نے

لیکن اس بار ہرگز نہیں---

اس کے نزدیک ذریاب

نے اپنی بےحسی کی ہر حد

پار کر دی تھی ایک

بوڑھی خاتون کو

دھکا دے کر روڈ پر ---

نایاب فالتو کا تماشہ"

مت کرو تمہاری چاچی

کو سمجھایا تھا میں نے
کہ ہٹ جائیں مجھے
نہیں یاد کچھ بھی
اور مجھے تکلیف ہو رہی
ہے ان کے بار بار بات
کرنے سے لیکن وہ
سمجھ ہی نہیں رہی تھیں
میں نے انہیں آپ جان
کے دھکا نہیں دیا تھا
روڈ پر ۔۔ یہ صرف
"حادثاتی طور پر ہوا ہے
زریاب کا مزاج یادداشت
جانے کے بعد سے
بہت بدل گیا تھا ۔
وہ بہت چڑچڑا سہ ہو گیا
تھا کوئی اسے پرانی
باتیں یاد دلانے کی
کوشش بھی کرتا تو
اس کے سر میں درد
ہونے لگتا بہت شدت سے
جس کے سبب وہ مزید
چڑچڑا ہو جاتا
اور تکلیف میں آ جاتا۔۔

اپنے نزدیک اس نے

صائمہ خاتون کو دانستہ

طور پر دھکا نہیں

دیا تھا وہ اس لمحے

بہت تکلیف

میں تھا اور انجانے

میں اس سے دھکا لگ گیا۔۔

اور اسے کب خبر

تھی کہ اچانک اسی

لمحے گاڑی آجائے

گی ۔۔۔

پھر گاڑی والا بھی

اتنا اندھا نکلے گا کہ

ایک خاتون کو اڑاتا

ہوا چلا جائے گا

مگر گاڑی روکنے کی

زحمت نہیں کرئے گا

نہ ہی پیچھے مڑ کر

دیکھنے کی۔۔۔

میں پولیس بلاؤں گی "

۔۔۔ اس بار معاف نہیں

کروں گی میں تمہیں۔۔

میں تمہارے خلاف

کیس کروں گی زریاب۔۔
کہ تم نے میری چاچی
کو مارنے کی
کوشش کی ہے ۔۔ تم نے
دانستہ طور پہ انہیں
چلتے ہوئے روڈ پر
"دھکا دیا۔۔
وہ گلٹی تھا۔۔۔مگر نایاب
کے چیخنے کے سبب
اسے چڑچڑاہٹ ہونے
لگی۔۔ شدید
چڑچڑاہٹ۔۔۔
نایاب ہم آہستہ بھی "
تو بات کر سکتے ہیں
نا چیخنا ضروری نہیں
ہے سب کے سامنے
"تمہارا مجھ پر۔۔
وہ خاصہ نروٹھے
و کوفت بھرے
لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔۔
نایاب کو یقین نہیں
آیا یہ وہی شخص ہے
جس سے کبھی اس

نے اتنی محبت کی تھی ---

جو اس کی آنکھوں

میں ایک آنسو نہیں

دیکھ پاتا تھا---

جو صرف اس کے

چہرے پر ایک مسکان

لانے کے لیے اوٹ پٹان

حرکتیں کیا کرتا تھا---

اور آج وہی اسے

زندگی کی سب سے

بڑی اذیت دے رہا تھا---

تمہیں کون سہ "

کوئی گلٹ ہے جو میرے

چیخنے سے تکلیف

ہوگی تمھیں--- اور میں

کوئی پاگل نہیں ہوں

جو چیخ رہی ہوں یہاں

کھڑے ہو کر---

تم نے تکلیف دی ہے مجھے---

میری ماں جیسی چاچی

کو ہسپتال پہنچایا ہے

تم نے--- وہ زندگی اور

موت کی بازی لڑ رہی

ہیں ذریاب۔۔ تمہیں کوئی
اندازہ بھی ہے اس
وقت میں کتنی تکلیف
میں ہوں۔۔ تمھیں
کوئی اندازہ نہیں ہے۔۔۔
تمھیں کوئی اندازہ
نہیں۔۔"یہ کہتے ہوئے
نایاب اس کے سینے پر
مکے برسانے لگی۔۔
زریاب نے تیزی سے
اس کے دونوں ہاتھ
پکڑ لیے ----
" اپنی حد میں رہو نایاب"
مقابل کے دونوں نازک
ہاتھوں کو
جو اسی کی قید)
میں تھے (پیچھے کی
جانب پوری فارس
کے ساتھ دھکیل کر
غرا کر گویا ہوا۔۔
نایاب پیچھے کی
جانب گرتی ڈس۔ بیلنس
ہونے کے سبب۔۔۔

اس سے قبل ہی
کسی نے اس کی کمر
(کے گرد (پیچھے سے
ہاتھ حائل کیا۔۔
اس لڑکی نے اپنی
پشت کو کسی کے
سینے سے لگتا
محسوس کیا تھا۔۔۔
"زریاب۔۔۔"
وہ شیر کی طرح دھاڑا۔۔۔
اس کی سیاہ
آنکھیں سرخ
انگارے برسا رہی تھیں
مقابل پر۔۔۔
نایاب نے اس لمحے
ہلکی سی گردن مڑ کر
پیچھے کی جانب دیکھا۔۔۔
وہ کسی سائبان
کی طرح اس کے
ساتھ کھڑا تھا۔۔۔
نایاب نہیں جانتی
کہ ہمیشہ وہ اس جگہ
کیسے پہنچ جاتا تھا

جہاں اس کی ضرورت

ہوتی تھی اسے

لیکن اتنا ضرور

جانتی ہے وہ کبھی

ڈس اپوائنٹ نہیں

ہونے دیتا ۔۔

"ڈاکٹر"

ابھی قیصر

کچھ کرتا اس سے قبل

ہی آپریشن روم کا

دروازہ کھلا اور ڈاکٹر

باہر نکلے۔۔۔

جنھیں دیکھتے ہی

نایاب تیزی سے ان کی

جانب لپکی۔۔۔

#جاری_ہے❤️

" ڈاکٹر میری

"چاچی کیسی ہیں؟؟۔۔

نایاب ڈاکٹر کی جانب

تیزی سے لپکی۔۔۔

اس کی جان سولی

پہ لٹکی ہوئی تھی۔۔۔

سوری۔۔۔ ہم نہیں"

"بچا سکے انھیں---
اور بس ڈاکٹر کے
جملوں کا کانوں کی
سماعت سے ٹکرانا تھا
کے وہ لڑکی بے ست
سی ہوکر نیچے کی
جانب ڈھلنے لگی---
"جگنو"
قیصر نے فورا ہی
اسے بکھرنے سے روکا---
میری چاچی---"
میری چاچی قیصر---
"قیصر میری چاچی---
وہ تڑپ کر چیخی----
اس لمحے اس لڑکی
کی چیخیں کسی
کا بھی دل ہلا دیں---
زریاب بت
بنے کھڑا تھا--- اسے خود
اپنے کانوں پہ یقین نہیں
آ رہا تھا کہ صرف
اس کے ایک دھکا دینے
سے وہ خاتون دنیائے

فانی سے انتقال کرگئیں۔۔۔
نایاب کو روتا ہوا
دیکھ اس کے دل کو
کچھ ہوا۔۔جیسے کسی
نے مٹھی میں بھینچ
لیا ہو۔۔۔
وہ نہیں جانتا یہ
کون سہ احساس تھا
لیکن اسے نایاب کا
رونا تکلیف دے رہا تھا۔۔
وہ مرگئیں ۔۔۔ارسا"
"وہ مرگئیں
زریاب اب ارسا
کی جانب دیکھ۔
بے یقینی اور ٹروما
کی کیفیت میں بولا۔۔۔
زریاب یہاں سے"
"چلو فورا۔۔۔
ارسا کو محسوس
ہوا انھوں نے بہت بڑی
بے وقوفی کی یہاں آکر۔۔۔
اب نایاب کا ماموں
انہیں نہیں چھوڑئے گا۔۔۔

مارا یقینا اس
گاڑی والے نے تھا
صائمہ خاتون کو
لیکن پھنس زریاب
بھی جائے گا۔۔اس
خیال کے آتے ہی ارسا
خوفزدہ ہو کر زریاب
کو وہاں سے لے
جانے لگی۔۔۔
"نایاب۔۔۔"
زریاب وہاں سے نہیں
جانا چاہتا تھا کم از کم
نایاب کو یوں روتے ہوئے
چھوڑ کر نہیں ۔۔
کچھ ہو گیا تھا
اس کے دل کو۔۔
سر میں درد ہونے لگا تھا
شدت سے چڑچڑاہٹ ہو
رہی تھی لیکن ان
سب کے باوجود وہ
سب سے زیادہ اذیت میں
صرف نایاب کو روتے
ہوئے دیکھ کر ہو رہا تھا۔۔۔

ارسا اس کا بازو پکڑ

کر کھینچ رہی تھی

لیکن وہ صرف نایاب

کو دیکھ رہا تھا جو

تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی

قیصر کی باہوں کے حصار

میں---

عبدالکریم--- میری مدد"

کرو پلیز " ارسا نے

عبدالکریم سے

آنکھوں ہی آنکھوں

میں منت کی---

تم لوگ جاؤ "

"یہاں سے---

ابھی عبدالکریم

انکار کرتا اس سے

قبل ہی قیصر نے

غصیلے لہجے میں

آرڈر جاری کیا---

نہ چاہتے ہوئے بھی

عبدالکریم کو وہاں

سے جانا پڑا تھا ارسا

اور زریاب کے ساتھ---

لیکن اس کی نگاہیں

جاتے جاتے بھی

نایاب کے روتے

ہوئے سراپے پر ہی

ٹکی تھیں ---

قیصر---میری چاچی---"

قیصر---" وہ اسے

سینے سے لگائے کھڑا

تھا---وہ بچوں کی طرح

پھوٹ پھوٹ کے روئے چلی

جارہی تھی---"قیصر---"

صبر کرو---"

اللہ صبر کرنے والوں

کے ساتھ ہے---"

وہ اس کی کمر نرمی سے

سہلاتا---آہستگی سے گویا

ہوا---

وہ بکھرنے نہیں دے رہا

تھا اس کے موجود کو---

کچھ لمحے گزرنے

کے بعد قیصر نے محسوس

کیا کے اس کی سسکیاں

رک گئیں ہیں---

اس کا وجود مکمل ڈھیلا
پڑگیا ہے---
"جگنو---جگنو---"
قیصر نے فورا ہی
اس کا چہرہ اپنے سینے
کے مقام سے ہٹا کر دیکھا۔
وہ بےہوش ہوچکی تھی---
صائمہ خاتون کا انتقال
اس لڑکی کو گہرے صدمے
سے دوچار کرگیا ۔
اس لڑکی نے آج اپنی
ماں کھوئی
تھی دوبارا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
اس کی آنکھ کھلی
تو وہ ہسپتال کے روم
میں تھی---
آنکھ کھلتے ہی
جو پہلا چہرہ اس
کے سامنے آیا وہ قیصر
عبدالرحمان یوسف کا تھا---
کچھ لمحے تو وہ
سن ذہن کے ساتھ

اسے دیکھتی رہی---

اور پھر سب کچھ

یاد آنے پر--- دوبارہ

زور زور سے رونا

شروع کر دیا--

جگنو--- صبر کرو"

ایسے رو رو کر تم

انھیں تکلیف پہنچا

رہی ہو---" وہ فورا ہی

چیئر سے اٹھ کر---

اس کے قریب

آیا ---

نایاب کے خوبصورت چہرے

کو اپنے ہاتھوں کے پیالے

میں قید کر ---- وہ بہت

محبت و نرمی سے

سمجھا رہا تھا--

یہ سب میری "

"وجہ سے ہوا ہے---

وہ خود کو صائمہ

خاتون کی حادثاتی

موت کی وجہ قرار

دے رہی تھی---

اس کے نزدیک نہ
وہ یہاں اس کی محبت
میں آتیں زریاب کو
تصویریں دکھانے و
اس کی یادداشت لانے
کی کوشش کرنے
اور نہ ہی ان کے ساتھ
یہ سب کچھ ہوتا۔۔۔
کچھ نہیں ہوا ہے"
تمہاری وجہ سے۔۔۔
یہ سب نصیب میں
لکھا تھا۔۔۔ تم خود
"کو بلیم کرنا بند کرو۔۔۔
قیصر۔۔۔تانیہ تو بہت"
چھوٹی ہے۔۔۔میں اسے
"کیسے بتاوں گی؟
میں سب سنبھال"
لوں گا۔۔۔تم بس
رونا بند کرو۔۔۔میرا
پیارا جگنو۔۔۔" بڑی
محبت سے کہتے
اس نے اپنے لب نایاب
کی پیشانی پر رکھے۔۔۔

وہ تھم سی گئ---

اس کا لمس جیسے

دل اور روح کو

سکون بخش رہا ہو---

اگلے ہی پل

قیصر نے اپنی باہوں

کے حصار میں قید کیا

اسے--وہ بلکتی ہوئی

نم آنکھوں کے ساتھ

اس کے سینے سے لگی

رہی---

میں نے تانیہ کو"

لینے بھیج دیا ہے

التمش کو--- وہ

آئے گی تو میں بڑے

بھائی کی طرح

سنبھال لوں گا اسے---

"تم فکر مت کرو---

نہیں--میں خود"

بتاوں گی اسے---

وہ بہت چھوٹی

ہے قیصر--- وہ نہیں

"سہہ پائے گی---

نایاب شدید صدمے
میں تھی--- لیکن اس
کے باوجود تانیہ سے
خود بات کرنا
چاہتی تھی---
اپنے طریقے سے
اسے سمجھانا
چاہتی تھی----
وہ جب یہ سن کر بکھرئے
گی کہ اس کی ماں
کا انتقال ہوا ہے تو
اسے سنبھالنا چاہتی
تھی---
اس نے قیصر کے
سینے سے لگے ہی
اپنی بات کہی ---
جب نایاب تانیہ کے لیے
کہہ رہی تھی کہ وہ
بہت چھوٹی ہے
وہ سہہ نہیں پائے گی---
تو وہ نہیں جانتی ---
اس لمحے قیصر کے
خیالات اس کے لیے

بھی یہی تھے---

قیصر کے نزدیک

نایاب بھی بہت

چھوٹی تھی

ان دردوں کو سہنے

کے لیے---

اس قیصر کا بس نہیں

چلتا وہ اپنی باہوں

کے حصار میں ہمیشہ

کے لیے قید کر لے اسے---

اور ان غموں کو اس

کا پتہ نہ لگنے دے---

ٹھیک ہے --- "

جو تمہیں بہتر لگے---

بس یاد رکھنا میں

ہر قدم پہ تمہارے

"ساتھ ہوں

جب انسان تکلیف

میں ہوتا ہے --- نیا

نیا کسی حادثے کو

فیس کر کے چکا ہوتا ہے

تو سب سے پہلے

وہ اپنی کوتاہیاں

ڈھونڈتا ہے --- کہ وہ

کہاں غلط تھا

جو اسے یہ

تکلیف پہنچی---

نایاب بھی اس

لمحے یہی کر رہی تھی

صائمہ خاتون کی

حادثاتی انتقال کو

وہ اپنے اوپر لے رہی

تھی-- کہ یہ سب اس

کی وجہ سے ہوا ہے---

ایسے میں جب

وہ خود ہی کو قصوروار

مان رہی تھی --تب

قیصر کا بار بار یہ

کہنا کہ اس نے کچھ

نہیں کیا ہے--- اسے

محبت دینا اسے پراعتماد

کرنا کہ وہ ہر قدم

پہ اس کے ساتھ کھڑا ہے--

یہ ایک بہت

بڑا سپورٹ تھا نایاب

کے لیے اس مشکل

وقت سے نکلنے کے لیے---
صرف ہسپتال میں
ہی نہیں-- صائمہ خاتون کو
دفنانے کے ایک ہفتے بعد
بھی نایاب بار بار قیصر
سے پوچھتی رہی --
کہ کیا ان سب میں میرا
قصور ہے؟--
اور قیصر ہر بار اسے
بڑی محبت سے کہتا
کہ نہیں تمہارا کوئی
قصور نہیں---
جو اسے
دماغی طور پر
بہت سکون بخشتا---
اس لڑکی نے
اپنی چھوٹی سی زندگی
میں اتنے حادثات
دیکھ لیے تھے
کے ایموشنلی طور
پر وہ بہت ویک
ہو گئی تھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر۔۔۔دودھ میں چینی"

"بالکل نہیں ہے

نایاب جب سیڑھیوں

سے نیچے اترنے لگی

تو اس نے تانیہ

کو کہتے سنا۔۔۔

اچھا۔۔لگتا ہے"

میں ڈالنا بھول گیا۔۔

"سوری۔۔۔میں لاتا ہوں

یہ کہتا قیصر

تیزی سے کچن

کی جانب گیا ۔۔۔

آپی۔۔آجاو"

"ناشتہ کرلو۔۔۔

قیصر نے تانیہ کو

بہت اچھے سے سمجھا

دیا تھا کہ نایاب کے

سامنے بالکل نہ روئے

کیونکہ اگر وہ نایاب

کے سامنے روئے گی

تو ممکن ہے نایاب

پہلے سے زیادہ گلٹ

میں مبتلا ہوجائے۔۔

جبکہ اس بیچاری
کا ان سب میں کوئی
قصور نہیں---
تانیہ کی زندگی میں
اب نایاب کے علاوہ
بچا ہی کون تھا---
وہ اپنی بہن کو
نہیں کھونا چاہتی تھی---
لیکن اگر نایاب اسی
طرح روتی رہی کمرے
میں اکیلے بیٹھ بیٹھ کر
اور خود کو گلٹی
مانتی رہی-- تو ممکن تھا
کہ وہ ڈپریشن
میں چلی جائے---
اس لیے قیصر اور
تانیہ اس کے سامنے
بہت نارمل بیہیو کر
رہے تھے جیسے
کچھ ہوا ہی نہیں---
"لو---اب پی کر دیکھو--"
قیصر اس کے سامنے ہی
چینی لے کر آ گیا تھا--

اور اب تانیہ کے

دودھ میں

چینی حل کرنے کے بعد

اسے پینے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

"گڈ مارننگ"

نایاب

کو دیکھتے ہی

وہ اس کی جانب بڑھا۔۔

بڑی الفت و محبت

سے جھک کر

اس کی پیشانی

کا بوسہ لیا۔۔۔

تانیہ کے یہ منظر دیکھتے

ہی پیٹ میں گدگدیاں

ہونے لگیں۔۔۔

وہ شرمگی سے مسکرانے

لگی۔۔۔تو قیصر نے دیکھ لیا۔۔۔

"کیا؟؟۔۔۔بیوی ہے میری۔۔"

اسے عادت تھی بات بےبات۔۔

موقع ۔۔بےموقع اس کی پیشانی

چومنے کی۔۔۔

اس لمحے وہ تانیہ

کی موجودگی کو بھول

گیا تھا اپنے جگنو
کو دیکھتے ہی---
مگر تانیہ کو گدگدانے
والے انداز میں منہ
پر ہاتھ رکھ کر
ہنستا دیکھ۔
وہ فورا ہی
جتاتے ہوئے بولا۔۔
اور تانیہ واحد تھی
جو جانتی تھی کہ قیصر
اور نایاب میاں بیوی ہیں---
تو میں کب کچھ"
"بول رہی ہوں
تانیہ
معصومیت سے بولی---
اس لمحے نایاب
صرف قیصر اور تانیہ
کو دیکھ رہی تھی۔۔
وہ دونوں ہی اسے
بہت پیارے تھے ---
سب سے بڑی بات یہ
تھی کہ تانیہ
خوش نظر آرہی تھی---

ورنہ نایاب کو سب

سے زیادہ ڈر تانیہ

سے ہی تھا کہ کہیں

وہ یہ نہ کہے کہ

آپی تمہاری وجہ سے

میری ماں مر گئی---

جب ایسا کچھ "

دیکھتے ہیں ناں

تو نظر جھکا لیتے

ہیں اچھے بچے--"

اور قیصر عبدالرحمان

نے کب ماننا سیکھا

تھا کہ اس کی غلطی ہے---

پاس رکھی پرچ

اٹھا کر ہلکے سے تانیہ

کے سر پر مارتے---

وہ ڈپٹنے والے

لہجے میں بولا---

ہونہہ---- پھر تو میں"

ہر وقت نظر جھکا

کے ہی پھرتی نظر آوں

گی اس گھر میں

تانیہ منہ چڑھاکر "

دوبدو بولی---جس

ہر نایاب کے گالوں پر

لالی ابھر آئی---

" ہاں تو کیا برائی ہے؟--

اچھا ہے نیچے دیکھ کر

چلا کرو پڑے ہوئے پیسے

مل جایا کریں گے"

قیصر ڈھٹائی سے ---جبکے

اس کی ڈھٹائی دیکھ

نایاب کے چہرے پر

شرمگی سے مسکراہٹ آئی--

"اللہ معافی--- آج کل

کے بچوں سے زیادہ

بڑے بگڑ گئے ہیں ---

بجائے اپنی حرکت

سدھارنے کے میری

نظر نیچے کروا رہے ہیں--"

تانیہ ایک ہاتھ کمر پر

رکھ کر میدان میں

اترئی تھی---

ترچھی آنکھوں سے

قیصر کو دیکھتے جب

وہ بولی تو نایاب مسکرا

دی۔۔۔

پورے تین ہفتوں بعد

قیصر نے اسے مسکراتے

دیکھا تھا۔۔۔

اور وہ لڑکی نہیں جان

سکتی کہ کتنا سکون

ملا تھا قیصر کو

اپنے جگنو

کو یوں مسکراتا دیکھ۔۔۔

اس پل قیصر کو تانیہ

سے لڑتے دیکھ نایاب

کو اپنا بچپن یاد آگیا تھا۔۔۔

کچھ بات تو تھی

اس لڑکے میں ۔۔

چاہے نایاب ہو

یا عاطف ہو یا تانیہ

بچوں کا بہت جلدی

فیورٹ بن جاتا تھا وہ۔۔۔۔

کہنے کو وہ

بہت میچور آدمی

تھا۔۔۔ لیکن بچوں کے

ساتھ وہ بالکل بچہ

بن جاتا۔۔۔

تانیہ اور قیصر
کی کافی دیر بحث
چلتی رہی--- اور
نایاب صرف انہیں
مسکرا مسکرا کر
دیکھتی رہی---
جگنو-- تمہارے لیے"
"چائے بنا دیتا ہوں
قیصر نے نرمی سے
کہا تو نایاب نے
اثبات میں سر ہلا دیا--
"تم نے ناشتہ کیا؟ "
وہ ابھی آگے
بڑھتا اس سے پہلے ہی
نایاب نے اس کی
کلائی تھام کر
استفسار کیا--
اس کا کلائی تھام کر
فکر مندی سے پوچھنا
--ہائے ---
قیصر کے دل کو لگا تھا--
اس نے بے یقینی کے
عالم میں پلٹ کر دیکھا--

پہلے نایاب

کو پھر تھامی

ہوئی کلائی کو---

"نہیں---"

تو پھر تم بیٹھو -- "

میں دونوں کے لیے

"بنا دیتی ہوں--

نایاب یہ کہتی

تیزی سے اٹھی---

اس لڑکی نے شاید

کبھی محسوس نہیں کیا

ہو لیکن قیصر کبھی بھی

نہیں تھا bossy باسی

اس کے لیے--- وہ نایاب

تھی جو حکم چلاتی تھی

اس پر---وہ بھی پورے

حق کے ساتھ---

اور یہ عادت تھی

اس کم عمر

لڑکی کی اس لیے کبھی

ریلائز بھی نہیں

ہوا اسے---

اس نے تجویز نہیں

دی تھی جو وہ ہاں یا نہ
کرتا۔۔اس نے حکم چلایا تھا
اور قیصر عبدالرحمان
کی کیا مجال
کہ وہ اپنے جگنو کا
حکم ٹال دے۔۔۔
وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔
جب کہ نایاب
چائے بنانے چلی گئی
تھی دونوں کے لیے۔۔۔
میری آپی اتنی "
پیاری ہیں تم بالکل
" اچھے نہیں ہو قیصر
تانیہ دوبارہ لڑائی
چھیڑ رہی تھی۔۔۔
اس چاکلیٹی بوائے کو
دیکھ ۔۔۔خاصہ منہ
چڑھا کر بولی۔۔۔
میری بیوی "
بہت پیاری ہے۔۔
تم بھی بالکل اچھی
"نہیں ہو تانیہ۔۔۔
وہ بھی ناک منہ چڑھاکر

اسی کی طرز میں گویا ہوا۔۔۔

اور پھر دونوں ہی

خوب ہنسنے لگے۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد

وہ   خوبصورت لڑکی

چائے لے کر آگئی تھی۔۔

تانیہ کے اسکول"

"کا کیا کرنا ہے قیصر؟

نایاب چائے کا کپ

اس کے آگے رکھتے

نہایت نرمی سے

استفسار کرنے لگی۔۔۔

کراچی کے اسکول"

میں لگائیں گے

"اور کیا کریں گے۔۔

وہ نایاب کو

کوئی موقع فراہم

نہیں کرنا چاہتا تھا

گھر سے اور خاص

طور پر اس سے

دور بھاگنے کا۔۔

نایاب کی بھورئی

چمکتی آنکھوں میں

دیکھ۔۔وہ جتاتے
ہوئے بولا۔۔۔
"مگر۔۔۔"
وہ   ابھی احتجاج
کر پاتی اس سے
قبل ہی قیصر
سنجیدگی سے بولا۔۔
نایاب۔۔۔ اگر تمہارے"
نانا نے ایک بار کہہ
دیا کہ مجھ سے دور
رہو تو تم مجھ سے
دور رہنا شروع کر دو
گی کیا اتنا کمزور رشتہ
"ہے ہمارا ؟؟
اس کے لہجے میں
کیا کچھ نہیں تھا
غصہ ۔۔۔خفگی۔۔۔برہمی۔۔
دکھ۔۔۔
بس نانا نے کہہ دیا
اور فرمانبردار نواسی
چل پڑی اسے چھوڑ کر۔۔
جیسے ان کے درمیان
کا رشتہ کوئی معنی

ہی نہ رکھتا ہو---

وہ کیا سمجھتی ہے

مقابل نہیں جانتا کہ

اس دن ڈرائیور اسے

عبدالرحمان صاحب

کے کہنے پر ان کے

گھر لے کر گیا تھا---

جہاں انہوں نے

قیصر سے دور رہنے

کا حکم صادر کیا

اس پر---

یہاں تک کہ

پیسے تک آفر کیے

کہ بس کسی طرح

وہ قیصر کا پیچھا

چھوڑ دے--- وہ اپنے

بیٹے کے قریب

نہیں دیکھنا

چاہتے اسے--

نایاب کو اندازہ نہیں

تھا کہ مقابل

علم رکھتا ہے ہر بات کا---

"تمھیں کب پتہ چلا؟ "

وہ تجسس سے پوچھنے
لگی۔۔۔
اپنے ڈرائیور سے "
باتیں اگلوانا یا تمہارے
موبائل ٹریس کرنا
میرے لیے کوئی
مشکل بات نہیں ہے
نایاب۔۔" اس نے دانستہ
طور پر نایاب کو گارڈز
کے متعلق نہیں بتایا تھا۔۔۔
اور اس لمحے
نایاب نے شدت
سے محسوس کیا
کے وہ اسے جگنو نہیں
بلا رہا ۔۔۔ اسے نایاب
کہ کر مخاطب کررہا ہے۔۔
وہ ہمیشہ سے بہت
محبت کی عادی رہی
تھی اس شخص کی جانب
سے۔۔۔اس لیے اس کا نایاب
کہنا نہ جانے کیوں
بہت چبھتا ہوا سہ
محسوس ہوا دل کو۔۔۔

بہت اداس سہ کر گیا۔۔

"جگنو بولو قیصر"

دنیا کی ساری تکلیفیں

ایک طرف

اور اس کا جگنو

نہ کہنا ایک طرف۔۔۔

وہ آنکھوں میں

سرخ ڈوریں لیے۔۔

حاکمانہ انداز میں بولی۔۔۔

جگنو میں اپنی"

بیوی کو کہتا ہوں۔۔۔

"نانا کی نواسی کو نہیں۔۔

تانیہ ماحول میں

بڑھتی ہوئی گرما

گرمی کو محسوس

کر سکتی تھی۔۔۔

قیصر کافی

برہم نظر آرہا تھا۔۔۔

اچھا ۔۔۔ریلیکس گائز۔۔۔"

میرے سکول جانے

پہ بات چل رہی تھی

پتہ نہیں تم دونوں

"کہاں نکل گئے۔۔۔

ماحول پر کافی

دیر خاموشی طاری رہی

لیکن ان دونوں کی ہی

آنکھیں ایک دوسرے

میں گڑھی تھیں--

تانیہ ماحول کو

ٹھنڈا کرنے کی کوشش

کرنے لگی---

"میں آفس جارہا ہوں"

وہ بغیر ناشتہ کیے

ہی اٹھ گیا تھا---

چائے ختم کرئے"

بغیر تم کہیں نہیں

"جانے والے قیصر

نایاب عجلت سے

آکر---اس کا راستہ

روک کر کھڑی ہوئی---

وہ آنکھوں میں

آنکھیں ڈال ایک ایک

لفظ جتا کر ادا

کر رہی تھی---

"تم روکو گی مجھے؟"

مقابل نے دانت

پیستے ہوئے---برہمی سے

استفسار کیا----

اس کے لہجے میں

چیلنج تھا---

"ہاں---"

جب مقابل نے نڈر لہجے

میں کہا تو تانیہ کو لگا

ورلڈ وار شروع ہونے

والی ہے---

چونکہ دونوں کا ہی

لہجہ اٹل تھا اسے نہیں

لگا دونوں میں سے

کوئی ایک بھی پیچھے

ہٹنے والا ہے اس لمحے---

گرما گرمی بڑھ رہی تھی---

اس نے تھوک گلے میں نگلا--

نہیں فیصلہ کر سکتی

تھی کہ آخر میں کون

جیتے گا--نایاب یا قیصر---

وہ سانس روکے

دونوں کو لڑتا

دیکھ رہی تھی---

"کیسے؟ "

قیصر کا پارہ اس
پل آسمانوں سے
باتیں کر رہا تھا۔۔آخر
اس لڑکی کے لیے
ہمیشہ اسے چھوڑ کر
جانا اتنا آسان کیوں
ہوتا ہے؟؟۔۔۔
کیوں ہر رشتے کی
اہمیت ہے سوائے ان کے
رشتے کے؟۔۔۔۔
نانا نے کہا قیصر
کو چھوڑ دو۔۔ تو
فرمانبرداری کی مورت
بنے وہ لڑکی چھوڑ گئی۔۔۔
کل کو کوئی اور آئے گا
اور کہے گا قیصر کو
چھوڑ دو تو یقینا
وہ پھر چھوڑ دے گی۔۔
سمجھ کیا رہی تھی
وہ اسے ؟؟۔۔۔ کھیل
تھی اس کی فیلنگس؟؟
اس کے جذبات؟
اس کے احساسات؟۔۔

اس کے خواب؟۔۔
وہ لڑکا غصے کی شدت
سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔
اس نے ابرو اچکاکر
چیلنجنگ انداز
میں پوچھا۔۔۔
"ایسے"
اور فقط ایک لفظ
کہتی وہ اس کے قریب
آئی۔۔۔
اس نے قیصر کے کالر
کو اپنے سیدھے ہاتھ
کی مٹھی میں بھنیچا
اور اسے نیچے جھکایا
بالکل اپنے لیول تک۔۔۔
وہ لڑکی اس کے کندھے
تک بھی نہیں آتی تھی۔۔
مگر مجال ہے اس کے باوجود
بھی سر سے ذرا اترتی ہو۔۔۔
قیصر اس کے بولڈ موو پر
ہی حیران رہ گیا تھا۔۔۔
اس کی سیاہ آنکھیں
شاکڈ سے بڑی ہوئیں۔۔۔

چائے میں نے بنائی"

ہے قیصر---

تمھارے جگنو نے---تم واقعی

"نہیں پیو گے؟؟

دنیا جہاں کی معصومیت

و مظلومیت

اپنے چہرے پر سجائے

وہ میٹھی سی آواز

میں پوچھنے لگی----

اس کی بھوری چمکتی

آنکھوں میں

اچانک جھلکتی محبت

اور لہجے کی مٹھاس

دیکھ--- قیصر کی

سانسیں تھمیں---

اس حسین نوجوان

کے پیسنے چھوٹے

تھے--جبکے تانیہ نے

نایاب کی چالاکی

دیکھ بمشکل

اپنا قہقہہ رکا---

تنے عصاب ڈھیلے پڑے----

کیا میں"

"ایسا کرسکتا ہوں---

کیا وہ نہیں جانتا

تھا نایاب اسے

ایموشنلی بلیک میل

کررہی ہے---بالکل وہ

علم رکھتا تھا---

لیکن یہ

ایموشنلی

بلیک میلنگ

وہ بڑے مان سے

کر رہی تھی---

بھلا قیصر اپنے

جگنو کا مان کیسے

توڑ سکتا تھا---

اور ایک مرد کبھی

پسند نہیں کرتا کہ

اس کا گریبان پکڑا

جائے جب تک وہ نہایت

محبت سے نہ پکڑا

گیا ہو---

وہ مان لیے کھڑی تھی---

اسے تو جھمنا ہی تھا---

اسے تو مان رکھنا ہی تھا ---

ایسے ایک عورت ہر
کسی کے سامنے تو
مان لیے نہیں کھڑی
ہو جاتی ناں----
مان تھا بھروسہ تھا
یقین تھا کہ وہ نہیں
جائے گا۔۔ اسی لیے
کھڑی ہوئی سامنے---
وہ بھی نڈر ہوکر---
بہت نرمی سے ان
بھوری آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے کہتے
اس نے نایاب کا ہاتھ
آہستگی کے ساتھ
اپنے کالر سے ہٹایا---
اور لبوں سے
لگا کر چوما---
وہ لمحہ بھر میں سرخ
پڑئی---
اس کے جسم کا سارا
خون جیسے گالوں
میں چھلک آیا ہو---
تانیہ نے   مسکراتے ہوئے

اپنی آنکھوں پہ ہاتھ
رکھ لیا تھا۔۔مگر انگلیوں
کی درمیانی جھریوں کو
تھوڑا بڑا کر کے
پورا منظر دیکھ خوب مسکرا
رہی تھی۔۔۔
"چلو۔۔ساتھ کرتے ہیں"
اتنا کہتا وہ اس کے ہاتھ
کی انگلیوں میں
اپنی انگلیاں الجھا
کر واپس ڈائننگ
ٹیبل کی جانب آیا۔۔
قیصر دیکھ سکتا تھا
وہ بلش کررہی تھی۔۔۔
اور اس نے کبھی نہیں
سوچا تھا ۔۔۔کے وہ لڑکی
اس کے ٹچ پر بلش بھی
کیا کرے گی۔۔۔
نایاب کا شرمگی بھرا
سراپا اس کی آنکھوں
کو دنیا کا
سب سے حسین
منظر لگا۔۔۔۔

نایاب کے گال بری

طرح جل رہے تھے---

وہ نروس ہوکر اپنے

بالوں کو کان کے

پیچھے کرنے لگی---

نظر ملانا تو بہت

دور کی بات وہ تو

قیصر کے جوتوں سے

ہی نظر ہٹانے کے لیے

اب تیار نہ تھی---

میں نے کچھ نہیں "

دیکھا میں نے کچھ

نہیں سنا اور میں

"تو یہاں ہوں ہی نہیں

تانیہ کباب میں ہڈی

نہیں بننا چاہتی تھی

اس لیے تیزی سے

کہتی اٹھ کر

اوپر سیڑھیوں کی

جانب دوڑ گئی---

نایاب بہت آہستگی

کے ساتھ اس نوجوان

کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

چھڑانے کی کوشش
کر رہی تھی مگر مقابل
نے اس کی کسی
کوشش کو کامیاب نہ
ہونے دیا۔۔۔
قیصر نے ایک بار
بھی نایاب کی مرضی
کے بغیر اس سے اپنا حق
لینے کی سعی نہ کی۔۔۔
جبکے وہ اس کے ساتھ ہی
رہ رہی تھی تین ہفتوں سے۔۔
۔۔وہ بس آہستہ آہستہ
اسے قریب
کرنے کی کوشش
کررہا تھا خود سے۔۔۔
کوئی دیکھ کر
کہہ سکتا تھا
کہ ابھی کچھ لمحوں
پہلے ورلڈ وار جاری ہونے
والی تھی یہاں۔۔۔ جہاں
اب بلشنگ چل رہی تھی
اور دونوں ہی
مسکراتے ہوئے

ناشتہ کر رہے تھے---

سوری--- میں"

زیادہ ہی غصہ

"ہو گیا تھا

وہ چائے کا گھونٹ

گلے میں اتارتے

نایاب کی جانب دیکھ

معذرت طلب

کرنے لگا----

"معاف کیا---"

قیصر کا گمان تھا

کہ پلٹ کر وہ بھی

معافی مانگے گی کہ

وہ بغیر اسے بتائے

صرف اپنے نانا کے کہنے

پر اس سے دور چلی گئی

جیسے ان کا رشتہ کوئی

حیثیت ہی نہ رکھتا ہو---

مگر یہ خوش

گمانی ہی رہی

فقط--- اس لڑکی

نے معافی نہیں

مانگی بلکہ الٹا اس

کی معافی اس بھرم

سے ایکسیپٹ کی

جیسے ساری غلطی

اسی کی ہو۔۔۔

کچھ ثانیے

تک قیصر کچھ

بول نہ سکا۔۔۔

اور پھر ایک گہرا سانس

لے کے اپنی پیشانی

مسلتے ہوئے۔۔۔

مسکرا دیا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

میں نے اس لڑکی "

کو سمجھایا بھی تھا

پیار سے پھر بھی وہ

قیصر کے گھر میں

بیٹھی ہے۔۔۔۔ اور تم

سب کچھ جانتے بوجھتے

مجھ سے چھپا رہے

تھے سب"عبدالرحمان

صاحب نایاب کی

قیصر کے گھر میں

رہنے کی اطلاع ملتے

ہی غصے سے دھاڑے---

وہ سوئٹزرلینڈ سے

آج ہی لوٹے تھے---

ایسا نہیں ہے کہ

التمش انہیں پہلے نہیں

بتا سکتا تھا فون پر

کہ نایاب قیصر

کے ساتھ رہ رہی ہے

بس اس نے

دانستہ طور پر

خود نہ بتایا---

کبھی کبھار ہمارا

کسی سے خونی رشتہ

نہیں ہوتا لیکن وہ

شخص ہمیں پھر بھی

اچھا لگتا ہے پھر بھی

اپنا لگتا ہے ہمارا

پھر بھی دل چاہتا ہے

اس کے لیے بھلائی کریں---

ایسا ہی ایک ان کہا

سہ رشتہ تھا اس کا

اور نایاب کا---

نایاب تو اس سے

صرف ایک ہی بار ملی
تھی مگر وہ نہیں
جانتی التمش اسے
اپنی بیٹی کی طرح
ماننے لگ گیا تھا
دل ہی دل---
یہی وجہ تھی
کہ پہلی بار اس نے
عبدالرحمان صاحب
سے کوئی
بات چھپائی---
لیکن عبدالرحمان
صاحب کے کان صرف
وہ ایک ہی تو نہیں تھا---
انہیں اپنے دوسرے
بندوں سے اطلاع مل
گئی تھی یہی سبب تھا
کہ وہ راتوں رات واپس
لوٹے تھے اور اب التمش
کی کلاس لگ رہی تھی---
ماسٹر ان کی ماں جیسی "
چاچی کا انتقال ہوا ہے--
وہ صدمے میں ہے--

ڈاکٹر کا کہنا ہے وہ

ڈپریشن میں چلی

جائیں گی اگر

ان کا اب خیال نہ

رکھا گیا ٹھیک طرح۔۔۔

ایسے میں۔۔ میں انہیں

کیسے فورس کر سکتا

تھا کہ وہ چھوٹے

ماسٹر کا گھر

چھوڑ کر چلی جائیں۔۔

پھر چھوٹے ماسٹر

پرچھائی کی طرح

رہ رہے ہیں ان کے ساتھ۔۔۔

وہ ۔۔" ابھی التمش بول

ہی رہا تھا کہ عبدالرحمان

صاحب نے طیش

میں آکر کانچ کا گلاس

اٹھا کر اس کے منہ

کی جانب دے مارا۔۔۔

بغیر یہ پرواہ کیے

کہ وہ کہاں جا

کے لگے گا۔۔۔

وہ تیزی سے پیچھے

کی جانب جھکا تھا

لیکن اس کے باوجود

بھی گلاس

کی سپیڈ اس کی سپیڈ

سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔

کانچ کا گلاس اس کی

پیشانی پر آکر لگا

اور خون نکلنے لگا۔۔۔

اس لڑکی کی فکر "

کرنا تمہارا کام نہیں

ہے التمش۔۔۔ تمہارا کام

صرف میرے بیٹے کی

فکر کرنا ہے۔۔۔"

وہ بھپر کر چیخے۔۔۔

"جی سر۔۔۔"

اس کے سر سے خون

نکل رہا تھا اس کے باوجود

اپنی چوٹ

کے مقام پر ہاتھ رکھ

تابعداری کے ساتھ

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

آہستگی سے بولا۔۔۔

کچھ بھی کرو "

التمش مگر نایاب کو
قیصر کی زندگی
"سے نکالو۔۔۔
عبدالرحمان صاحب
نے سرخ ہوتے چہرے
کے ساتھ حاکمانہ
انداز میں حکم
صادر کیا۔۔
التمش بہت اچھے
سے واقف تھا کہ
عبدالرحمان صاحب
ڈرئے ہوئے ہیں۔۔۔
وہ نایاب کو جلد سے جلد
قیصر کی زندگی سے
نکال دینا چاہتے تھے
تاکہ جس طرح انہوں
نے قیصر کی کمزوری
کا فائدہ اٹھا کر
اسے ہمیشہ اپنا
فرمانبردار اور پابند
بنائے رکھا۔۔ ویسے کوئی
اور نہ کر سکے۔۔۔
مانا فیوچر کوئی نہیں

دیکھ سکتا لیکن ذہین

لوگ اپنی دور اندیشی سے

اندازہ لگا لیتے

ہیں کہ آگے کیا ہونے

والا ہے ایسا ہی اندازہ

وہ بھی لگا چکے تھے----

سر چھوٹا منہ بڑی بات "

مگر نایاب میم کو

چھوٹے ماسٹر سے دور

کرنے سے کہیں بہتر ہے

کہ آپ ان دونوں کو

سیکیورٹی

"فراہم کر دیں---

التمش اچھے سے

واقف تھا قیصر

نایاب کو دور نہیں جانے

دے گا خود سے --

چاہے دنیا ادھر کی

ادھر ہو جائے---

اور جتنا اس

وقت وہ پاور فل ہے

عبدالرحمان صاحب

اسے نہیں روک سکتے---

اتنے دن نایاب اس سے
دور رہی چونکہ قیصر نے
اسے رہنے دیا ---
وہ غصہ تھا نایاب پر
کیونکہ اس نے نہیں
بتایا تھا اسے
کہ عبدالرحمان
صاحب نے اسے گھر
بلا کر نہ صرف ذلیل
کیا ہے بلکہ اسے ہمیشہ
کے لیے قیصر کی زندگی
سے دور چلے جانے کا
کہا ہے---
اور تمہیں لگتا ہے "
سیکیورٹی فراہم کرنے
سے معاملہ حل ہو
جائے گا؟؟--- وہ وعدہ
توڑ چکا ہے اپنا اور
تم جانتے ہو اس کا
"کیا مطلب ہے---
وہ برہمی سے دھاڑے---
ماسٹر ہم نے "
آپ کی بات کو اونچا

رکھا۔۔ اور علیحدہ کر دیا

نایاب بی بی

کو چھوٹے ماسٹر سے

تو پھر کیا؟؟۔۔ آپ کو

لگتا ہے ہارون شاہد پیچھے

"ہٹ جائے گا؟؟۔۔

"نام مت لو اس کا"

عبدالرحمان صاحب

چنگھاڑتے ہوئے اٹھے۔۔

التمش خاموش

ہو گیا تھا۔۔۔

تم سے جتنا کہا ہے "

اتنا کرو۔۔ تم نایاب کو

ہٹاؤ اس کی زندگی سے۔۔

وہ واحد

کمزوری ہے اس کی۔۔

میں جانتا ہوں قیصر

کو۔۔ وہ اپنے نام کی

طرح شہنشاہ ہے۔۔

کسی کی سننا سیکھا

نہیں ہے اس نے۔۔ اور نہ

ہی وہ سنے گا۔۔

اگر وہ یہاں آتا بھی

ہے تو دیکھ لینا
اپنا سر پیٹتا ہوا
واپس جائے گا
"خالی ہاتھ۔۔۔
عبدالرحمان صاحب
کو یقین تھا کہ اگر نایاب
نہ رہی قیصر کی زندگی
میں تو قیصر کی پھر
کوئی کمزوری باقی نہ
بچے گی جس پر کوئی
باہر والا حملہ کر سکے ۔۔۔
اہہہ۔۔۔ مجھے تھوڑا سہ "
وقت دیں سر۔۔۔
میں نایاب بی بی
کو چھوٹے ماسٹر سے
"علیحدہ کر دوں گا
وہ اپنی گردن کو
ہلکا ہلکا سہ ہلاتے۔۔۔
کراہ بھر کر گویا ہوا تھا۔
اس کے سر میں
شدید تکلیف
ہو رہی تھی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ گھر میں داخل

ہوا تو لاؤنج میں

اندھیرا چھایا ہوا

تھا اگر روشنی تھی

تو صرف چلتی

ہوئی ایل سی ڈی کی ---

اور آواز تھی تو صرف

ایل سی ڈی سے آتے

کارٹون کی---

وہ دونوں

صوفے پر بیٹھی

پاپکارن کھاتے

ہوئے کارٹون انجوائے

کر رہی تھیں---

قیصر خاموشی سے

اوپر کی جانب

بڑھ گیا تھا---

فریش ہونے کے

بعد کپڑے چینج کر کے

اب وہ بھی نیچے آگیا --

وہ آکر نایاب

کے برابر میں ٹکا--

ایل سی ڈی پر

سنڈریلا کارٹون چل رہے

تھے ---- جنہیں

پانچ منٹ بھی ٹھیک

طرح دیکھ نہیں

سکا تھا وہ---

تھکا ہارا تو وہ

پہلے سے ہی تھا---

کارٹون دیکھتے دیکھتے

کب اس کی آنکھیں

بند ہونے لگیں اور کب

اس کا سر نایاب کے نازک

کندھے پر ٹکا

اسے خبر نہیں---

اور اسے کب علم تھا

کہ وہ کسی کا دل

ہلا گیا ہے---

کارٹون پر نگاہیں

گڑھائے جب اچانک ہی

اسے اپنے کندھے پر

قیصر کا سر محسوس

ہوا تو وہ تھم سی گئی---

اب سامنے کارٹون

میں کیا چل رہا تھا--

وہ کیا دیکھ رہی تھی---

وہ کیا سن رہی تھی

اسے کچھ خبر نہیں--

اگر اسے کچھ سنائی

دے رہا تھا تو وہ تھی

اس کے اپنے دل کی

دھڑکنیں--- جو اتنی تیز

تھیں کہ وہ اپنے کانوں

تک سن سکتی تھی---

اگر کچھ دکھائی دے

رہا تھا تو وہ تھی قیصر

کی سائیڈ پروفائل---

بس گردن

کا ہلکا سہ اس

کی جانب موڑنا

تھا---کے اس

کے سرخ ہونٹ

نایاب کو ہوٹل والی رات

کی یادیں باور

کرانے لگے---

وہ اسے کتنی ہی دیر

دیکھتی رہی شاید

اسے خود بھی

خبر نہ ہو---
جیسے وہ کھڑکی
سے چاند کو ٹکٹکی
باندھے بس دیکھے
ہی چلی جاتی تھی
بالکل اسی طرح وہ
قیصر کو بس دیکھے
ہی چلی گئی---
آج آسمان کا چاند
اسے اپنے کندھے پر
نظر آیا--اور وہ پاس
سے زیادہ
خوبصورت تھا---
تھوڑی دیر گزری
تو تانیہ نے اپنا سر
اس کی گود میں
رکھ دیا ---اب وہ
بھی سو گئی تھی---
قیصر کا سر نیچے
کی جانب نہ ڈھلک
جائے اس لیے آہستگی
کے ساتھ اس نے قیصر
کے رخسار پر سپورٹ

کے لیے اپنا ہاتھ
رکھ لیا ---
اور دوسرا ہاتھ
اس کا تانیہ کے بالوں
میں چل رہا تھا---
نایاب ان دونوں کو
دیکھ --مسکرا دی ---
"تانیہ---اٹھو--اپنے
کمرے میں جاکر سو"
وہ نرمی سے اسے اٹھانے
لگی---
"چلو اٹھو تانیہ"
نایاب کے کہنے پر
وہ نیند میں اٹھی---
"ایل سی ڈی بھی
بند کرجاو---"
"اوکے آپی"
تانیہ کے ایل سی ڈی
بند کرتے ہی لاونچ میں
مکمل خاموشی طاری
ہو گئی---
اس کے جانے کے بعد---
اب نایاب اکیلی تھی---

مکمل اندھیرا تھا
اگر کچھ روشنی تھی
تو صرف سیڑھیوں سے
آتی دھیمی دھیمی سفید
روشنی---
اس روشنی میں بھی
وہ قیصر کا چاند
سہ چہرہ دیکھ
سکتی تھی---
بہت آہستگی کے
ساتھ اس نے قیصر
کے ہاتھ کو اپنے
ہاتھ میں لیا--- پھر
اس میں اپنا چھوٹا
ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگی---
اس نوجوان
کے ہاتھ بڑے تھے---
جیسے اس نے ناشتہ
کرتے وقت اپنی
انگلیاں الجھائی تھیں
بالکل ویسے ہی اب
وہ الجھا رہی تھی---
اس کے ہاتھ اے-سی

چلنے کے سبب
ٹھنڈے ہو رہے تھے--
اس کے لمس میں
سرور تھا-اک
عجیب سہ مزا---
اس نے اب وہی ہاتھ
اپنے گالوں پر لگایا---
ہاتھوں کی ہلکی سی
سختی اس کے نرم
گالوں کو محسوس ہوئی---
وہ خود بھی نہیں
جانتی کیا ہو گیا تھا
اسے لیکن بہت اچھا
لگ رہا تھا اس کے
ہاتھوں کا لمس اپنے
ہاتھوں میں اپنے
چہرے پر---
وہ اس کے ہاتھ کی
ہتھیلی سے
اپنا چہرہ بار بار نرمی
سے مسلتی--
جیسے بلی کا بچہ
کرتا ہے----

اک کیف تھا
اسکے لمس میں---
وہ آنکھیں بند کرے---
اس سرور کو جی
رہی تھی جو اس پل
حاصل ہو رہا تھا---
اس رات کے بعد سے
نایاب کے اندر سے وہ
مامو والی فیلنگس
بہت حد تک کم
ہو گئی تھیں---
نایاب نے جب
اس کی ہتھیلی پر
اپنے ہونٹ نرمی سے
رگڑے---تو مقابل کی
آنکھ کھلی---
"کیا۔۔کیا ٹائم ہورہا ہے؟"
نایاب نے محسوس کر لیا
تھا کہ قیصر کی آنکھ کھل
گئی ہے---
اندھیرے اور شدید
نیند کے غلبے کے سبب
قیصر نہیں دیکھ سکا۔۔

اور جتنی دیر میں
اس کا دماغ کام کیا
اور اس نے آنکھیں مسلتے
ہوئے اپنی گردن سیدھی
کی اتنی دیر میں نایاب
نے اپنا سر اس کے کندھے
پر ٹکا دیا۔۔۔
اس نے قیصر کے
سامنے یہی ظاہر کیا
کہ وہ سو رہی ہے۔۔۔
ٹائم بھی نظر نہیں "
آرہا ۔۔۔اوپر سے موبائل
بھی اوپر ہے"۔ نیند سے
اٹھنے کے سبب اس کی
آواز بھرائی ہوئی
ہو رہی تھی۔۔۔
وہ ٹائم دیکھنا چاہتا
تھا لیکن اندھیرے میں
سامنے دیوار پر لگی
گھڑی ٹھیک طرح
نظر نہ آئی۔۔۔
نایاب کی آنکھ نہ کھل
جائے اس لیے بہت

آہستگی کے ساتھ

اس نے نایاب کے

سر کو صوفے سے لگایا

اور خود اٹھا اور

پھر اسے برائیڈل

سٹائل میں کیری کیا۔۔۔

وہ اسے اپنے کمرے

میں لے آیا۔۔۔۔

اسے بیڈ پر نرمی سے

لیٹا کر۔۔۔

کمبل اڑایا۔۔۔۔

"گڈ نائٹ جگنو۔۔۔"

اس کی پیشانی نرمی

سے چوم کر ۔۔۔

نہایت شرافت

کا مظاہرہ کرتے تکیے

بیچ میں لگائے۔۔۔

پھر خود دوسری

سائیڈ پر آکر لیٹ گیا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

صبح آنکھ کھلی تو

اپنے جگنو کا حسین

چہرہ اپنے سینے پر

رکھا ملا۔۔ جسے دیکھ

وہ مسکرایا۔۔۔

جہاں اس لڑکی کا ایک پاوں

قیصر کہ دونوں

پاؤوں پر تھا۔۔۔مانو

اس پر اپنی

حکومت ظاہر کر

رہی ہو۔۔وہیں ایک

ہاتھ اپنے سر

سے اوپر جاتا دکھائی دے

رہا تھا تو دوسرے نے

اس کے پیٹ کے مقام

پر اپنا قبضہ جما

رکھا تھا۔۔۔ اور سینے

پر تو سر تھا ہی۔۔۔

قیصر سر سے

پاوں تک اس نازک

صفت کی

جکڑ میں تھا۔۔۔

اس کی آج

ضروری میٹنگ تھی۔۔۔

اسے جلدی آفس

جانا تھا مگر

اپنے پورے وجود پر

اس لڑکی کی حکومت

کو ختم نہیں کرنا

چاہتا تھا اسی لیے

مسکرا کر دوبارہ آنکھیں

موند لیں---

کہ جب وہ خود

ہٹے گی---

تب ہی جائے گا---

نایاب جس طرح سوتی

تھی اس کے بعد تو قیصر نے

دل ہی دل پکا عہد کر لیا تھا

کے اب وہ اسے

کسی لڑکی کے ساتھ

بھی نہیں سونے دے گا---

وہ نیند میں ہی تھا

جب سیل رنگ ہونے

کی آواز کمرے میں

گونجنے لگی---

"قیصر---سیل بند کرو اپنا"

نایاب کے چڑھ کر بولنے

کی آواز اس کے کانوں

کی سماعت سے ٹکرائی

تو آنکھ کھلی---

"اچھا اچھا کررہا ہوں--"

وہ لڑکی اس

کے پورے وجود پر پورا قبضہ

کیے ہوئے تھی ----جیسے

کوئی جاگیردار اپنی

زمین پہ کر کے رکھتا ہے---

صرف الٹا ہاتھ

آزاد تھا اس کا --

اسی سے کوشش کر رہا

تھا ٹیبل پر رکھا

سیل اٹھانے کی---

ٹیبل تھوڑا دور تھی

ہاتھ پہنچ نہیں پا رہا تھا

انگلیاں لگ گئی تھی

مگر ابھی بھی

گنجائش باقی تھی---

بس ہوگیا--"

"بس تھوڑا سہ اور

وہ اپنی پوری کوشش

کر رہا تھا موبائل تک

اپنا ہاتھ پہنچانے کی---

اور آخر کار

موبائل اس کے ہاتھ

لگ ہی گیا تھا۔۔۔

سیل اٹھا کر۔۔۔

اسی ہاتھ سے کال ریسیو

کی اور سیل

کان سے لگایا۔۔۔

"قیصر۔۔۔سردی لگ رہی ہے۔۔"

وہ ابھی سیل پر بات

کرتا اس سے پہلے ہی

نایاب کی غنودگی بھری

آواز کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی ----

ویٹ۔۔" سیل کو"

پر ڈال کر اسے hold۔

اپنے سائیڈ میں رکھا۔۔

پھر آہستگی سے

اس لڑکی کے پاؤں خود پر

سے ہٹاتا کمبل کو

اسے اچھی طرح اڑانے لگا۔۔۔

جو نیند میں اس نے

خود پر سے کب

اٹھا کر پھینک دیا تھا

کوئی علم نہیں۔۔۔۔

"ہاں بولو"
اسے کمبل میں مکمل
کور کر دینے کے بعد اب
وہ واپس اپنا سیل اٹھا
کر بات کرنا شروع
ہوا تھا وہ بھی
سرگوشی کرنے والے
انداز میں
تاکہ اس کے جگنو
کی نیند ڈسٹرب نہ ہو۔۔
سر۔۔ آپ کا انتظار"
" ہو رہا ہے میٹنگ کے لیے
اس کی سیکرٹری
اسے باور کرا رہی تھی۔۔۔
ہاں۔۔تھوڑا سہ ویٹ"
"کرو۔۔۔ میں آ رہا ہوں
ابھی اس نے یہ جملہ ادا
ہی کیا تھا
کہ نایاب فورا ہی اس
کے اوپر سے مکمل ہٹ
کر۔۔ کروٹ بدل گئی ۔۔۔
اب اس کی پشت
تھی قیصر کی جانب۔۔۔

اس کے اچانک عمل
نے قیصر کو محسوس
کرایا جیسے وہ
اجازت دے رہی ہے
کہ جاؤ۔ چلے جاؤ۔۔
"اوکے سر"
کال ڈس کنیکٹ کرنے
کے بعد وہ نایاب کے
رخسار پر نرمی سے
بوسہ لیتا۔۔ کمل خود
سے جدا کر۔۔ بیڈ سے
اتر گیا تھا۔۔
"میں جارہا ہوں جگنو۔۔
اوکے۔" وہ تیار ہونے کے
بعد۔اس کے پاس آکر
پیشانی کا بوسہ
لیتے ہوئے اطلاع دینے
لگا۔۔
"ہمم۔۔ اے سی کم
کرتے جانا۔ بہت سردی
"لگ رہی ہے مجھے۔
وہ بنا آنکھیں
کھولنے کی زحمت کیے

نیند میں ہی بولی---
ٹھیک ہے---میں کر دیتا"
ہوں---" وہ نرمی سے
مسکرا کر کہتا
سیدھا کھڑا ہوا---
اے سی کا ٹمپریچر
کم کرنے کے بعد--- وہ
اپنا سیل اٹھا کر باہر
کی جانب چل دیا تھا--
-
قیصر---" وہ کمرے کے"
دروازے تک پہنچا ہی
تھا ابھی---کے نایاب کی
آواز آئی---
ہاں--" مقابل نے مڑ کر"
اس کی جانب دیکھا---
تانیہ کو اسکول لگا دو"
ورنہ پورا سال ضائع ہو
"جائے گا اس کا
وہ اب اٹھ کر بیٹھتے --
سنجیدگی سے کہہ رہی تھی
"میں آج ہی کرواتا ہوں---"
اس نے اعتماد میں لیا---

صائمہ خاتون اتنی

ہی زندگی لکھوا کر لائی

تھیں--- ان کے مرنے کے

بعد   اس بھری دنیا میں

تانیہ کا کوئی نہیں تھا

تو یقینا لوگ اسے

یتیم خانے پہنچا دیتے---

مگر یہ ان کی

نایاب کے ساتھ کی گئ

نیکی ہی تو تھی

جو آج ان کی بیٹی

محلوں جیسے بڑے گھر

میں رہ رہی تھی ---

اس کے پاس ماں

جیسی ایک بڑی

بہن تھی فکر کرنے کے لیے

اس کا خیال رکھنے کے لیے

---وہ اکیلی

نہیں تھی اب اس

دنیا میں---نایاب و

قیصر تھے

اس کے ساتھ--- جو

اس کی اچھی پرورش

میں اپنی جانب سے

کوئی کوتاہی نہیں

کرنے والے ---

"اوکے ---فی امان اللہ"

اتنا کہتی وہ واپس

لیٹ گئ---

"فی امان اللہ"

مقابل مسکرا کر کہتا---

کمرے سے نکل گیا تھا

اور پھر آہستگی کے

ساتھ اس نے اپنے

پیچھے کا دروازہ

بند کیا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

کیا مطلب ہے کہ "

"وہ گاڑی نہیں مل رہی ؟

قیصر سیل پر ہی

برہم ہوا۔

سر ایک گاڑی ملی "

ہے لیکن اسے بھی

آگ لگا دی گئی ہے

کوئی پرووف

نہیں مل رہا--- کچھ

عجیب ہے سر---
ایسا لگتا ہے کوئی
طاقت ہے جو ہمیں
ثبوتوں تک پہنچنے
"نہیں دے رہی---
قیصر اس کی بات سن
گہری سوچ میں پڑا---
محسوس تو وہ
بھی کر چکا تھا کہ
صائمہ خاتون کی موت
کوئی حادثہ نہیں ہے---
یہ پلان تھا---
تانیہ نے بتایا تھا
اسے کہ صائمہ خاتون
کو کال آئی تھی---
اس ان نون نمبر والے
نے ہی انہیں بتایا تھا
کہ نایاب کا ایکسیڈنٹ
ہوا ہے اور زریاب کی
یادداشت چلی گئی ہے
جس کی وجہ سے نایاب
بہت غمزدہ رہتی ہے--
مگر وہ فون کرنے

والا کون تھا؟۔۔
اور کیوں اس نے
صائمہ خاتون کو یہ
اطلاع دی؟؟
پھر ان کا پاکستان آتے
ہی ایکسیڈنٹ ہو جانا
یہ سب ہی باتیں
اشارہ کر رہی تھیں
کہ یہ سب ایک سوچا
سمجھا پلان ہے۔۔۔
بالکل اسی طرح
جیسے نایاب کے
ساتھ اس دن ہوٹل
میں ہوا حادثہ۔۔۔
" تم تلاش جاری رکھو
کچھ نہ کچھ تو ملے گا"
اس نے اپنے جگنو
سے وعدہ کیا تھا کہ
وہ اس کی چاچی کے
قاتلوں کو ڈھونڈ کر
ان کے کیفر کردار تک
ضرور پہنچائے گا۔۔۔
زریاب کے خلاف کوئی

مقدمہ درج نہیں ہو

سکا تھا کیونکہ فوٹیج

میں دیکھا جا سکتا تھا

کے اس نے صائمہ خاتون

کو دانستہ طور پر دھکا

دے کر گاڑی کے سامنے نہیں

پھینکا۔۔۔ وہ صرف

ایک حادثہ تھا۔۔۔

لیکن قیصر بخوبی

جانتا تھا یہ حادثہ

نہیں ہے اسے حادثے

کی شکل دی جا رہی

ہے فقط۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر کے کنسرٹس

تھے تین ماہ کے۔۔۔

وہ ملکوں و ملکوں کنسرٹ

کرتا پھر رہا تھا۔۔۔

اسے پاکستان سے

گئے دو ماہ ہوچکے تھے۔۔۔۔۔۔

اب نایاب و تانیہ

اکیلے رہ رہے تھے گھر میں۔۔۔

وہ دونوں ہی اپنی

اپنی پڑھائی میں

مگن ہو گئیں تھیں---

تم نے سنا -- پروفیسر"

دامل خان کا ---وہ

پاکستان آرہے

ہیں اپنی ٹیم کے ساتھ

"ریسرچ کے لیے---

عبدالکریم

نایاب کو کینٹین

میں بیٹھ کر

..اطلاع دے رہا تھا۔

❤️#جاری_ہے

تم نے سنا -- پروفیسر"

دامل خان کا ---وہ

پاکستان آرہے

ہیں اپنی ٹیم کے ساتھ

"ریسرچ کے لیے---

عبدالکریم

نایاب کو کینٹین

میں بیٹھ کر

اطلاع دے رہا تھا---

پروفیسر دامل خان

کی ٹیم میں شامل ہونا

ان سے سیکھنا۔۔
اور ان کے ساتھ باہر
ملک ریسرچ پر جانا
ایک بہت بڑی اپورچونٹی
تھی --- جس کے لیے
یونیورسٹی کا تقریبا ہر
ہی اسٹوڈنٹ
جو اس فیلڈ سے)
تعلق رکھتا تھا)۔۔خواہش
رکھتا تھا
ان کی ٹیم میں شامل
ہونے کی۔۔
ہمم۔۔" نایاب نے"
کوئی خاص ایکسائٹمنٹ
ظاہر نہیں کی جیسے
باقی سٹوڈنٹس
کر رہے تھے---
عجیب بات ہے "
نا پروفیسر دامل خان
جسے بڑے شخص
ہماری یونیورسٹی
میں آرہے ہیں؟--- وہ
بھی اپنی ٹیم میں

ممبر شامل کرنے کے لیے
ورنہ میں نے تو
کبھی نہیں سنا کہ
"وہ پاکستان آئے ہوں---
نایاب کے گروپ کی
ایک لڑکی اپنی حیرت
ظاہر کررہی تھی---
مجھے لگتا ہے"
وہ خاص نایاب
کی شہرت سن
کر آ رہے ہیں یہاں--
کیونکے میں نے سنا تھا ان
کے بارے میں کہ وہ
ہمیشہ اپنی ٹیم میں
ٹیلنٹڈ لوگوں کو شامل
کرتے ہیں--- نایاب تو
ان کے لیے پھر ایک
چمکتا ہوا ہیرا ہے وہ
اسے ضرور اپنی ٹیم
میں شامل کرنا
چاہیں گے---" عبدالکریم
پراعتماد لہجے میں
گویا ہوا---

نایاب کی ذہانت

کے اس قدر چرچے تھے

پورے کالج میں کہ

عبدالکریم کی اس بات

سے سب ہی اتفاق

ظاہر کرنے لگے---

نایاب ان کی باتیں

خاموشی سے سنتی رہی

اور اپنا سینڈوچ

کھاتی رہی--

اس نے اپنی کوئی

رائے نہیں دی اس متعلق----

❤️*Husny Kanwal*❤️

گھر لوٹتے وقت

اس کی مسلسل نگاہ

سیل پر تھی--

آج کل

اس کی طبیعت بہت

بوجھل بوجھل

سی رہتی ---

وہ گھر لوٹ کر سب

سے پہلے اپنے کمرے

میں داخل ہوئی اور بغیر

کپڑے چینج کرئے ہی

بیڈ پر لیٹ گئی

وہ بہت سستی محسوس

کر رہی تھی اپنے اندر---

بس بستر پر لیٹنے

کی دیر تھی اسے

نیند نے آ گھیرا---

آنکھ کھلی تو کمرے

میں مکمل اندھیرا

چھایا ہوا تھا ---

اندھیرے کو دیکھ

اس نے اندازہ لگایا کہ

رات ہو گئی ہے---

اس نے اپنا سیل

چیک کیا تو رات کے

نو بج رہے تھے---

"میں اتنی دیر تک کیسے

سوتی رہی--

میری نمازیں بھی

قضا ہوگئیں"

وہ سیل کی اسکرین

کو تکتے ہوئے

افسردگی سے بڑبڑائی---

پھر تیزی سے کمبل
خود سے جدا کر
وہ واش روم کی
جانب لپکی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ نماز پڑھ کے
فارغ ہی ہوئی تھی
جب اس کا سیل رنگ
ہوا---
"قیصر"
سیل کان سے لگاتے
اس نے بڑی مسرت سے کہا---
شاید اسے خود
بھی علم نہ ہو کہ اس
کے لہجے میں کس قدر
مسرت جھلک آئی تھی--
میرا جگنو ---" اور"
مقابل کا محبت سے
میرا جگنو کہنا اسے
لمحہ بھر کے لیے
تھما گیا---
وہ سیل کان سے لگائے
بیڈ پر آدھی لیٹ

گئی--کچھ اس طرح کہ
اس کے پاؤں نیچے زمین
پر لٹک رہے تھے---
اس کی کھلی زلفیں
بیڈ پر بکھرئی ہوئی
سی تھیں---
پورے دو ہفتے بعد "
"کال کی ہے تم میں
قیصر حیران ہوا---
اسے لمحہ بھر کے لیے
تو یقین ہی نہ آیا کہ
مقابل نے اس سے
شکوہ کیا ہے--
دو ہفتے تین گھنٹے "
"اور 40 سیکنڈ بعد--
وہ ہلکا سہ مسکرا
کر جتاتے ہوئے بولا---
"42- سیکنڈز"
نایاب نے فورا اس
کی تصحیح کی---
جس پر قیصر کی
مسکان مزید گہری ہوئی--
وہ ان دو سیکنڈ کو

بھی حساب میں لگا

رہی تھی

جو اسے کال اٹھاتے

وقت لگے ---

تم مجھے یاد "

"کر رہی تھی؟

قیصر نے گاڑی کا ڈور

کھول کر اس میں بیٹھتے

ہوئے --نہایت

محبت سے پوچھا---

"یاد؟--نہیں تو"

اس نے صاف انکار کیا

وہ بھی اتنی پراعتمادی

کے ساتھ کے مقابل کی

مسکان ماند پڑ گئی--

"صحیح---"

اس حسین نوجوان نے

اپنے ہونٹوں کو چباتے

فقط ایک لفظ ادا کیا

اس کے بعد گاڑی

سٹارٹ کرنے لگا---

چلو میں بعد میں "

بات کرتا---" ابھی وہ

بول ہی رہا تھا کہ
مقابل تیزی سے
سیدھی ہو کر بیٹھتے---
عجلت سے بولی
"اتنی جلدی "
"میں ڈرائیو سٹارٹ
کرنے والا ہوں-- ہوٹل پہنچ
کے تمھیں فون کرتا ہوں---"
وہ کہنا چاہتی تھی
کہ کرنا ضرور--
میں انتظار کروں گی
مگر پتہ نہیں وہ
کیا انا تھی کہ
بول نہ سکی---
مقابل نے کچھ لمحے
انتظار بھی کیا کے وہ
کچھ بولے--- مگر
جواب میں خاموشی پاکر
اللہ حافظ کہہ کے
اس نے کال ڈس کنیکٹ
کر دی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
"اس نے تو کہا تھا

"وہ کال کرئے گا
نایاب میگی میں
چمچہ چلاتے ہوئے--
دوسرے ہاتھ سے سیل
پکڑ کر اس کی اسکرین
تکتے ہوئے بولی--
اس نے کہا تھا "
"وہ کال کرئے گا
کچھ ہی منٹ بعد
وہ میگی کھاتے ہوئے
سیل کی بلیک
اسکرین دیکھتے ہوئے
گویا ہوئی---
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
اب وہ کتابوں میں
منہ دیے بیٹھی تھی
مگر دوسرا ہاتھ ابھی
بھی سیل پر تھا---
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
وہ ٹیرس پر کھڑی ہو
کر باہر کا نظارہ دیکھتے

ہوئے گم سم سے لہجے
میں بولی۔۔۔ سیل ابھی
بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔۔
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
اب وہ واش روم جا رہی
تھی لیکن ڈر تھا کہ
کہیں ایسا نہ ہو کہ
وہ واش روم میں ہو
اور پیچھے سے کال
آجائے اسی لیے سیل
بھی اپنے ساتھ ہی لے
گئی ۔۔۔ اس نے واش
روم کی دراز پر اپنے
سامنے ہی سیل رکھ
لیا تھا۔۔۔
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
اب وہ قیصر کی سیٹ
پر اسی کی سٹڈی روم
میں بیٹھی موبائل
کی اسکرین دیکھتے
مایوسی سے بولی۔۔۔

اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے ے گا
تانیہ کے ساتھ بیٹھی
کارٹون دیکھتے ہوئے
وہ پھر زیر لب بڑبڑائی---
ساتھ ہی سیل اپنے دل
کے مقام سے لگا لیا---
دو ہفتوں سے انتظار
کر رہی تھی وہ اس کی
ایک کال کا مگر کال آئی
بھی تو کتنی دیر کے لیے
--صرف چار منٹ 25 سینکڈ
---اس کے
بعد پھر اس نے کہا
وہ کال کرے گا مگر نہ کی
وہ بھول گیا ہوگا
یقینا وہ بھول گیا تھا
تبھی تو کال دوبارہ نہ
کی وہ سمجھتی تھی
وہ امپورٹنٹ ہے
مگر شاید اتنی
امپورٹنٹ نہیں تھی
جتنا وہ سمجھا کرتی--

کے وہ ہے--- اب یہی
سب چل رہا
اس کے ذہن میں ---
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
اس کا آج کہیں دل
نہیں لگ رہا تھا--- ایک
گھنٹے سے مسلسل
کسی نہ کسی کام
میں اپنا دل لگانے کی
کوشش کر رہی تھی وہ
مگر مجال ہے کسی
بھی کام میں دل لگ
جائے بس نگاہیں
سیل پر گڑھی تھیں---
وہ ایک گھنٹہ اس
کے لیے ایک صدی کے
برابر ہو گیا تھا---
اب وہ قیصر کی الماری
سے اس کا کوٹ نکال
کر خود پہن چکی تھی--
اس کے کوٹ کی آستینیں
اتنی لمبی تھیں کہ نایاب

کا پورا ہاتھ اس میں
چھپ گیا تھا---
اپنے دونوں بازو خود سے
لپیٹتے ---وہ قیصر
کے کوٹ کی خوشبو
سونگھنے لگی--- پھر
بیڈ پر رکھا اپنا سیل
دیکھا جس کی سکرین
ابھی بھی کالی تھی---
وہ پھر مایوسی سے
بڑبڑائی---
اس نے کہا تھا"
"وہ کال کرئے گا
اب وہ گارڈن میں رات
کے وقت
ٹہل لگاتے ہوئے
بول رہی تھی---
سیل ابھی بھی
اس کے ہاتھ میں تھا---
اس کا دل
بھاری ہونے لگا تھا اب---
وہ بھول گیا مجھے--"
ویسے تو کیسے کہتا

ہے میرا جگنو ۔۔میرا جگنو

اب ذرا بھی یاد نہیں

"آ رہی اسے میری۔۔۔

وہ منہ پھولا کر

دل ہی دل کڑ رہی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل

رہا تھا کہ قیصر

بس سامنے آ جائے

اور وہ اس سے لڑنا

شروع کر دے۔۔۔

دوسری جانب اس

کا کانسرٹ تین چار دن

انگلینڈ

میں ہونے والا تھا تو

باقی ٹیم کے ساتھ

ہوٹل میں اسٹے کرنے کی

بجائے وہ اپنے ہی

گھر چلا آیا ائیرپورٹ

سے ڈائریکٹ۔۔۔ تاکہ

عاطف سے مل سکے۔۔۔

پہلے فلائٹ کی

تھکن پھر طویل

سفر کی۔۔ گھر

آنے کے بعد کچھ
دیر عاطف کے ساتھ گزار
کر وہ اب اپنے کمرے
میں آیا۔۔
وہ خوبرو نوجوان
فریش ہونے چلا گیا تھا۔۔
نہاکر باہر نکلا تو
بال ڈرائی کرتے وقت
خیال آیا نایاب
کو فون کرنے کا
مگر پھر یہ سوچ
ارادہ ترک کر دیا کہ
وہ تو اب تک سو
چکی ہوگی۔۔۔
خاصہ تھکا ہوا تھا وہ۔
بس بیڈ پر لیٹنے کی
دیر تھی کے اس کی
آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔
وہ گہری نیند میں تھا
جب خاموش کمرہ میں
سیل کے مسلسل رنگ ہونے
کی آواز نے اس کی
نیند کو ڈسٹرب کیا۔۔

اس حسین لڑکے نے نیند

میں ہی سیل اٹھا

کر کان سے لگایا تھا۔۔۔

کہاں ہو برو تم؟؟۔۔۔"

میری آپی گارڈن میں بیٹھ کر

پچھلے دو گھنٹوں سے

تمہاری کال کا

پاگلوں کی طرح

انتظار کر رہی ہیں۔۔

اتنا بھی کسی کو

"کیا انتظار کرانا یار

بس تانیہ کی برہم آواز کا

اس کی سماعت سے

ٹکرانا تھا کے قیصر

کی ساری نیند لمحہ بھر

میں چومنتھر

ہوئی ۔۔وہ فورا ہی

سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔

کیا؟۔۔۔ مگر اس کی"

تو کوئی کال یا

"میسج نہیں آیا مجھے

اگلے ہی پل قیصر نے

فورا اپنا سیل چیک

کیا
مگر اس پہ
تو کوئی کال یا میسج
نہیں موصول ہوا تھا
نایاب کی جانب سے---
بھئی تم میاں بیوی "
میں کا کیا مسئلہ ہے
مجھے نہیں پتہ---
مجھے صرف اتنا پتہ
ہے میری آپی اس
وقت گارڈن میں بیٹھی
ہوئی ہیں-- اور ہر دو
منٹ بعد وہ اپنا
سیل دیکھ رہی ہیں---
تم یقین نہیں کرو گے
کھانا بھی وہ مسلسل
سیل دیکھتے ہوئے
کھا رہی تھیں--- ٹی وی
دیکھتے وقت بھی
ان کی نظر اپنے سیل
سے نہیں ہٹ رہی تھی---
"اور اب بھی یہی حال ہے
تانیہ اسے ساری صورتحال

سے آگاہ کر رہی تھی

" کوئی اور وجہ ہوگی

اس کے بار بار اپنا

موبائل دیکھنے کی---"

وہ نیند سے اٹھا تھا

اس کی آواز بھرائی

ہوئی ہو رہی تھی---

تانیہ کی پوری بات

سننے کے باوجود وہ

کسی صورت نہیں

مان سکتا تھا کہ نایاب

اسکی ایک کال کے

انتظار میں بیٹھی

ہوئی ہے---

وہ ہمیشہ اسے

چھوڑ کر بھاگ جانے

والی لڑکی کب

اسے اتنی اہمیت

دینے لگی؟؟---

ایک وقت وہ یہ مان

لے کہ ہاتھی اڑتا ہے

مگر یہ نہ مانے کہ

نایاب اس کا انتظار

کرتی ہے---

اچھا یقین نہیں "

"آ رہا مجھ پر--

تم یقین آنے والی "

"بات کرو گی تو آئے گا نا

وہ دوبدو اعتراضا

گویا ہوا

تو کال کرو ابھی--"

دیکھنا کیسے پہلی

ہی بیل پہ کال ریسیو

"کرتی ہیں وہ-

"اور نہ کی تو؟؟--- "

اس کا لہجہ بتانے

کے لیے کافی تھا کہ

وہ ابھی بھی اعتبار

نہیں کر رہا اس کی بات پر---

تو تمہارا جوتا "

میرا سر---بس---

پر ایسا ہو نہیں سکتا

کیونکہ میں اپنی کھڑکی

سے کب سے دیکھ

رہی ہوں وہ اپنے موبائل پر

"ہی نظر جمائیں ہوئے ہیں---

ٹھیک ہے ابھی "
تمہاری غلط فہمی
"دور کرے دیتا ہوں
اتنا کہہ کر اس نے
کال ڈس کنیکٹ کی
اور نایاب کو کال ملائی---
تانیہ کھڑکی پر
کھڑے ---نایاب کو ہی
دیکھ رہی تھی---
سیل جیسے ہی رنگ
ہوا--- اس حسین لڑکی
نے فورا ہی اپنے موبائل
پر نگاہ دوڑائی---
کال قیصر کی تھی---
اگر فورا کال اٹھا لی "
تو سمجھے گا کوئی اور
کام ہی نہیں تھا مجھے
صرف اسی کی کال
کا بیٹھ کر
"انتظار کر رہی تھی---
یہ سوچ اس نے سیل
رنگ ہونے دیا --
آپی فون کیوں"

"نہیں اٹھا رہیں
تانیہ نایاب کو دیکھتے
ہوئے زیر لب بڑبڑائی---
خاموش گارڈن میں
اس کے سیل رنگ ہونے
کی آواز مسلسل
گونج رہی تھی---
"ہیلو---"
اس حسین لڑکی نے
غنودگی بھری آواز
نکال کر ہیلو کیا ---
جیسے ظاہر کر رہی ہو
کہ وہ سو کر اٹھی ہے---
"ہیلو--- تم سو گئی تھی؟"
وہ تو نہیں سوئی تھی
البتہ قیصر کی آواز
میں جو بھرائی پن
تھا وہ اسے بتا رہا
تھا کہ وہ سو کر اٹھا ہے--
ہاں---تم بھی سوگئے"
"تھے ناں؟
وہ تصدیق چاہتی تھی--
مگر کیا وہ واقعی

چاہتی تھی۔۔ تو نہیں۔۔۔

اصل تو اس کی چاہت

یہی تھی کہ مقابل

بولے کہ وہ ابھی گھر

پہنچا ہے اور پہنچتے ہی

سب سے پہلے اسے کال

کی ہے۔۔۔

وہ نہیں سننا چاہتی

تھی کہ وہ سو گیا تھا۔۔۔

وہ کیسے سو سکتا ہے؟

بات کرنے کا وعدہ کر کے۔۔۔

خاص طور پہ تب

جب وہ پاگلوں کی

طرح انتظار کر رہی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔ میں ۔۔"

اس کی ایک ہاں

کافی تھی ۔۔۔

ابھی وہ بول ہی رہا

تھا کہ نایاب نے جل کر

کال ڈس کنیکٹ کر دی۔۔۔

"ہیلو۔۔جگنو۔۔ہیلو۔۔۔"

اور قیصر ہیلو ہیلو کرتا

رہ گیا وہ تو

کال ڈس کنیکٹ کر

چکی تھی---

مقابل نے دوبارہ کال

کی مگر نایاب نے

ریسیو نہ کی---

بلکہ اپنا سیل

سائلنٹ پر لگا کر اب

وہ اپنے کمرے کی

جانب بڑھ گئی ---

قیصر مسلسل اسے

کالز کرتا رہا لیکن

اس نے اب ریسیو نہ کی---

وہ بیڈ پر اوندھے

منہ آکر لیٹی---

اسے شدید غصہ

آ رہا تھا قیصر پر---

اس کا سیل مسلسل

وائبریٹ ہوتا رہا مگر

مجال ہے پھر اس لڑکی

نے ایک بار بھی سیل

کی جانب نگاہ کی ہو---

"آپی؟"

وہ اوندھے منہ ہی لیٹی ہوئی

تھی آنکھیں بند کرئے

جب دروازہ نوک ہونے

کی آواز اس کے کانوں

کی سماعت سے ٹکرائی---

"کیا ہوا تانیہ؟"

نایاب نے لیٹے لیٹے

ہی پوچھا ---

وہ بہت چڑچڑئی سی

ہورہی تھی اس لمحے---

آپی ---قیصر برو"

فون کر رہے ہیں---

پلیز ان کی کال

ریسیو کر لو---

وہ پریشان ہو رہے ہیں

"آپ کے لیے---

ان سے کہو سو جائیں "

جیسے پہلے سو رہے تھے

ضرورت نہیں ہے کال

"کرنے کی---

نایاب نے وہیں سے

آواز لگائی---

لہجے میں شدید غصہ

جھلک رہا تھا اس کے--

میں نے کہا ہے ان سے "

کہ آپ سو رہی ہیں

لیکن وہ مان نہیں رہے

کہہ رہے ہیں بس

"ایک بار بات کرا دو ---

تانیہ بھی پکی تھی---

جب تک دونوں میاں

بیوی کی بات نہیں

کرا دیتی جانے کا ارادہ

نہیں رکھتی تھی وہ بھی---

اوکے--- تم جاؤ"

"سو---میں بات کر رہی ہوں

تانیہ کا صبح اسکول تھا

ان کی وجہ سے

خوامخواہ تانیہ

ڈسٹرب ہو رہی تھی

یہ سوچ نایاب نے

نہ چاہتے ہوئے بھی

قیصر کی کال

ریسیو کی---

"شکر ---کال ریسیو کی تم نے--"

بس نایاب کا کال ریسیو

کر کے سیل کان سے لگانا

تھا کہ دوسری جانب

سے شکر کی صدا لگی۔۔۔

وہ واقعی بہت

فکر مند ہو گیا تھا۔۔۔

تمھیں کون سہ "

فرق پڑتا ہے قیصر۔۔۔

تم سو بس۔۔اور سوتے

ہی رہو۔۔"وہ چڑھ کر بولی۔۔۔

تو مقابل اپنی

روشن پیشانی

مسلتے ہوئے مسکرانے لگا۔۔۔

اف اللہ ۔۔اتنا غصہ؟"

وہ بھی میرے جگنو

کو۔۔خیریت؟۔۔کیا ہوا

"ہے؟؟۔۔۔

اور جب اس نے بڑی

محبت اور اپنائیت

کے ساتھ پوچھا ۔۔کے کیا

ہوا ہے۔۔تو وہ رو دی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے

آنسو از خود ہی بہنے لگے۔۔۔

جگنو۔۔۔کیا ہوا ہے؟"

چپ کیوں ہو؟؟۔۔

اب تم مجھے
فکر مند کر رہی
ہو یار---" نایاب کبھی بھی
جذبات ظاہر کرنے والی
لڑکی نہ تھی لیکن آج
اس کا بیہیویئر بہت الگ تھا۔
قیصر---" وہ روتے"
ہوئے بولی۔تو مقابل
مزید پریشان ہوا---
کیا ہوا ہے جگنو؟؟"
"رو کیوں رہی ہو؟؟---
وہ لڑکی نہیں جانتی
قیصر کا تو فکرمندی
سے ہی دل بند ہو
جائے گا اگر وہ ایسے
رو رو کے دیکھائے گی اسے---
"تم بھول گئے ہو مجھے"
وہ بچوں کی طرح
میٹھی سی آواز میں
روتے ہوئے بولی---
"میں بھول گیا؟؟۔"
وہ بے اختیار ہنسا---
جیسے اسے یقین

نہ آیا ہو اپنے کانوں پر---
میں بھول"
سکتا ہوں؟؟---بھلا
قیصر اپنے جگنو کو
"بھول سکتا ہے؟
وہ پلٹ کر سوال
کرنے لگا-- یقینا وہ
جتا رہا تھا کے یہ تو
محال کے مترادف
ہے ---
تم پھر سو کیسے گئے؟"
تم نے کہا تھا تم ہوٹل
"پہنچتے ہی کال کرو گے
ہاں--کہا تھا--- مگر"
راستے میں میرا ارادہ
بدل گیا میں ہوٹل کی
جگہ اپنے گھر چلا آیا--
سوچا یہاں آکر عاطف
سے بھی مل لوں--- مجھے
یہاں پہنچتے پہنچتے
ہی کافی لیٹ ہو گیا تھا
تم سو گئی ہوں گی
یہی سوچ کر دوبارہ

کال نہیں کی--" وہ
اسے تحمل
سے سمجھانے لگا--
تم ایک میسج چھوڑ "
سکتے تھے میرے لیے
مگر تم سے وہ بھی
"نہیں ہوا قیصر
اور پہلی بار قیصر
کو محسوس ہوا جیسے
وہ اپنی بیوی سے بات
کررہا ہے --
اچھا بابا --- "
میری غلطی ہے --میں نے
مان لیا ---تم رونا تو
بند کرو---" اسے منتی
لہجے میں نایاب
نے کہتے سنا---
تم بہت برے ہو "
قیصر--تم بھول جاتے
ہو مجھے---"وہ روتے ہوئے
بولی---
جگنو کیا ہو گیا ہے؟؟"
کیوں اتنی

insecure ان سیکیور
والی باتیں کر
"رہی ہو اچانک ؟؟۔۔
اسے بہت شدت سے
محسوس ہو رہا تھا کہ
نایاب نارمل بیہیو
نہیں کر رہی۔۔۔
ہاں۔۔کہ دو پاگل ہوگئ"
ہوں میں" وہ چڑھ کر
تیزی سے بولی۔۔۔
"نہیں۔۔۔"
قیصر نے
ایک گہرا سانس لیا۔۔۔
اچھا۔بتاو کالج میں کیا"
ہوا آج؟۔۔" اتنا تو جگنو
نے کبھی اسے بچپن
میں تنگ نہیں کیا تھا
جتنا وہ اب بڑے
ہوکر کر رہی تھی ۔۔۔
سمجھ ہی نہیں پاتا
تھا وہ بیچارہ۔۔۔
کے اس لڑکی کے دماغ
میں چلتا کیا ہے۔۔

ابھی تو وہ یہی

سمجھنے کی سعی میں لگا

ہوا تھا کے آخر یہ

اچانک ان سکیورٹی

کی وجہ کیا ہے ؟؟۔

ورنہ جتنا وہ اپنی بیوی

کو جانتا ہے۔ وہ تو اسے کبھی

منہ تک نہیں لگاتی۔

یاد کرنا اور اس کے لیے

بیٹھ کر رونا تو

بہت دور کی بات ٹھہرا۔۔

وہ کافی دنوں سے

تھکا ہوا تھا گھر اسی

لیے لوٹا تھا کہ ہوٹل سے

اچھی نیند اسے اپنے

گھر میں اپنے کمرے میں

آئے گی لیکن بجائے

سونے کے اب وہ اپنا سارا

وقت اپنی روٹھی ہوئی

بیوی کو منانے میں

لگا رہا تھا۔۔

تمہیں کیوں بتاؤں؟؟ "

تمہیں کون سہ یاد رہے گا؟

تمہیں تو میں یاد

"نہیں رہتی قیصر

وہ تو جیسے انگارے

منہ میں چبائے بیٹھی ہو---

اف اللہ---جگنو---"

مجھے سب یاد رہے گا

چاہے تو سب باتیں

بتانے کے بعد آخر میں

ٹیسٹ لے لینا لیکن

"بتاؤ تو صحیح---

قیصر جانتا تھا بات کرئے

گا تو بات بنے گی ورنہ

اس نے یوں ہی

روٹھے رہنا ہے---

"کچھ خاص نہیں--"

وہ اپنے آنسو بے دردی

سے رگڑتے ہوئے نروٹھے

سے لہجے میں گویا ہوئی---

ہمم--- تمہارے لیے"

خاص تو صرف تمہارا

شوہر ہے نا" مقابل نے شرارت

سے کہا-تو نایاب ہلکا سہ

مسکرائی---

اور یہ مسکراہٹ

بےاختیار ہی اس کے

چہرے پر آئی تھی---

"کپڑے کیسے پہننے ہیں؟"

نایاب نے جواب نہ دیا

تو اس نے نیا موضوع

چھیڑ دیا---

"کپڑے---یلو فراک ہے--"

"کون سی والی"

اب وہ بیڈ کراؤن

سے ٹیک لگا کر

مزے سے پوچھ رہا تھا---

نایاب کی آواز

اب ہلکی سی ہی صحیح

مگر نارمل محسوس

ہوئی--

" وہ جو تم لائے تھے

جس میں اوپر

سے ریڈ کوٹی ہے

چھوٹی سی---- مگر میں

"نے وہ کوٹی نہیں پہنی---

کیوں؟-- موسم تو ٹھنڈا ہے"

"پہن لیتیں

کون سہ تم یہاں ہو "

"جو پہن کر اتراوں

اور نایاب کے منہ سے

بے ساختہ نکلنے والا

جملہ قیصر کے چہرے

پر بڑی سی مسکراہٹ

بکھیر لایا تھا۔۔

میں وہاں نہیں ہوں"

تو کیا ہوا۔ پک بھیجو اپنی۔۔

" میں دیکھ لیتا ہوں

وہ ڈیمانڈنگ لہجے میں ۔۔

"پک کیوں؟"

اس بھوری آنکھوں

والی لڑکی کے لہجے

میں احتجاج تھا

یہ سوال کرتے وقت۔۔

کیوں کیا؟؟۔۔میرا"

دل کررہا ہے اپنے

"جگنو کو دیکھنے کا۔۔

قیصر نے حق جتایا۔۔

اس جگنو کو ۔"

جسے ایک

کال کرنا تک بھول

جاتے ہو۔۔" اس لڑکی نے

منہ بسور کر پھر

شکوہ کیا۔۔۔

مجھے لگتا تھا تم بیزی "

ہوگی ۔۔۔خواہ مخواہ تمہیں

کال کروں گا تو تم پریشان

ہو گی ویسے بھی ٹائمنگ

کا بہت فرق آتا ہے ۔۔۔

میں کبھی کہیں ہوتا ہوں

"کبھی کہیں ۔۔۔

"یہ صرف بہانے ہیں۔۔۔"

نایاب کے لیے اس کا

کوئی ریزن قابلِ

قبول نہیں تھا۔۔۔

اچھا ۔۔۔ چلو مان لیا"

میں بہانے کر رہا ہوں

اپنی سناؤ۔۔۔ تم کبھی

کال کیوں نہیں کرتیں؟؟

تم بھی تو میسج

کر سکتی ہو مجھے۔۔۔

مگر مجھے یاد نہیں پڑتا

تمہارا کوئی

ایک بھی میسج

بھولے بھٹکے سے
میرے موبائل
کے انبکس میں آکر
گرا ہو..." جب شکوۓ
و شکایات ہو ہی رہے تھے
تو کیوں نہ وہ
بھی پھر اپنے
دل کا حال بیان کر دے...
میں سوچتی ہوں "
کرنے کا" یہ کہتے ہوئے
اس نے اپنا سر پیچھے
کراؤن سے لگایا...
"اچھا"
مقابل تجسس سے...
ہاں.. مگر پھر سوچتی ہوں"
سامنے والے کے پاس بھی
موبائل ہے اس کے پاس ماشاءاللّٰہ
سے دو خوبصورت ہاتھ
اور دس انگلیاں ہیں..
"وہ کیوں نہیں کررہا ...
نایاب کی بات سن
وہ بے بسی سے اپنا
سر جھٹکنے لگا...

کون سی دوری
کون سی خفگیاں
جیسے جیسے وہ اپنی
بیوی سے باتیں کرتا
جا رہا تھا ویسے ویسے
اس کے چہرے کی
مسکراہٹ گہری
ہوتی جا رہی
تھی اور جسم و
روح کی تھکان
اپنا بستر سمیٹ
رہی تھی---
وہ جو دو
ہفتوں سے بے چین
اور بے قرار پھر رہی تھی
وہ بھی اب کافی
پرسکون تھی---
ویسے مجھے "
"نہیں لگا تھا
اس کے سوچنے والے
انداز میں کہتے
ہی نایاب ابرو اچکاکر۔۔
"کیا؟"

یہی کہ تمہیں"
میرے ہاتھ خوبصورت
لگتے ہیں۔۔" اس کے
طنز میں قیصر نے وہی
پوائنٹ پکڑا جو اس
کے لیے فائدہ مند تھا۔۔۔
ہونہہ۔۔۔میں طنز کررہی"
تھی" نایاب
تیزی سے جتاتے ہوئے بولی۔۔
ساتھ ہی اس نے
محسوس نہیں کیا تھا
وہ مسکرانے لگی تھی۔۔۔
مگر مجھے تو تعریف"
سنائی دی" جتنا مقابل
نے جتا کر بولا تھا
اتنا ہی اس نے
جتا کر جواب لوٹایا۔۔۔
ویسے۔۔۔ میرا ویڈیو"
کال کرنے کا دل ہے
اگر آپ کی اجازت
ہو تو کیا اپنے
خوبصورت ہاتھوں
"سے کر لوں؟

وہ شرارت سے استفسار

کرنے لگا۔۔

جس پر نایاب

نے فورا ہی آئینے میں

اپنا عکس دیکھا۔۔۔

"پانچ منٹ بعد۔۔ "

"اوکے"

اور سو مت "

"جانا قیصر

وہ باسی لہجے میں۔۔۔

تو ابھی کر لیتا ہوں ناں"

پانچ منٹ کیا کرنا

ہے تم نے؟" وہ ناسمجھی سے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ پانچ منٹ بعد"

اور اتنا کہہ کر

اس لڑکی نے

تیزی سے کال ڈسکنیکٹ

کی اور خود آئینے

کے سامنے آکر کھڑی ہوگئ۔۔۔

ویسے تو وہ بہت

کم میک اپ یوز کیا کرتی

تھی ---- لیکن آج

اس کا دل کر رہا تھا

کہ وہ بہت اچھے سے
تیار ہو کر اس کے
سامنے آئے کیونکہ
دو مہینے بعد دیکھنے
جا رہا تھا اسے وہ۔۔
نایاب چاہتی تھی وہ اسے
اتنی خوبصورت لگے
کہ وہ بار بار کال کرنے
پہ مجبور ہو۔۔۔
اس نے اپنے بال پنک
ربن سے آزاد کیے ۔۔۔
تیزی سے چہرے پر
کریم پاؤڈر بلش آن
کا استعمال کیا۔۔۔
آنکھوں میں کاجل لگایا۔۔۔
ہونٹوں پر ڈارک
ریڈ کلر کی لپ اسٹک۔۔۔
وہ ابھی پوری طرح
تیار بھی نہیں ہوئی تھی
کہ کال آنا شروع ہو
گئی تھی۔۔۔
نایاب فورا ہی
بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔

بالوں میں آگے سے

انگلیاں ڈال کر تھوڑا

سہ پف نکالا تاکہ

وہ دیکھنے سے

خوبصورت لگے---

"ہیلو---"

کال کنیکٹ ہوتے

ہی قیصر نے اپنے دل

کے مقام پہ ہاتھ رکھ

لیا تھا---

" ہائے---ماشاءاللّٰہ"

اور بےساختہ ہی

اس کے منہ سے تعریفی

کلمات نکلے---

ہاں---تو ہم کیا"

"بات کر رہے تھے

ایسا نہیں ہے کہ

نایاب نے اس کی ستائشی

نگاہوں کو نہیں دیکھا تھا

یا اس کے دل کے مقام

پر رکھنے والے ہاتھ کو

نہیں دیکھا تھا یا اس

کے ہاتھ پر اپنی ربن

کو بندھا ہوا نہیں دیکھا
تھا لیکن وہ سب کو
مکمل اگنور کرتی
بےنیازی سے
بات کر رہی تھی---
کیا یہ زیادتی نہیں ہے "
"میرے ساتھ
قیصر دنیا جہاں کی
معصومیت و مظلومیت
اپنے چہرے پر سجائے
اچانک گویا ہوا تو
نایاب نے ائبرو اچکاکر
ناسمجھی سے اس کی
جانب دیکھا---
"کیسی زیادتی ؟"
میں اتنا دور ہوں "
اور تم اتنا خوبصورت
"تیار ہو کر بیٹھ گئی ہو
اس کے حسرت بھرے
جملے سنتے ہی نایاب کے
جسم کا سارا خون
اس کے گالوں میں آگیا
تھا ---

وہ بلش کر اٹھی---

قیصر"وہ نظر جھکاکر"

ٹوکنے والے انداز میں---

کیا قیصر؟---تم میرے "

لیے تیار ہو کر

بیٹھی ہو اب میں

"دیکھوں بھی نہیں کیا؟

نہایت ہی معصومانہ

سوال تھا---جس پر نایاب

کے گال جلنے لگے---

وہ اس کی نگاہوں

کی تپش کو کیمرے

کے پار بھی محسوس

...کر پا رہی تھی

اور---کنسرٹ کیسے"

"جارہے ہیں؟

بور---اور اب تو لگتا ہے"

جو تھوڑا بہت دل

لگ رہا تھا وہ بھی

"نہیں لگنا---

وہ بغور اس کے

چہرے پہ آنے والے

ایک ایک تاثرات کو

دیکھتے مسکرا کر

کہہ رہا تھا۔۔۔

ہمم۔۔۔اچھا جی۔۔"

ویسے یہ جملے تم نے حسنہ

"کو بھی کہے تھے۔۔۔

وہ کہاں پہنچا ہوا تھا

اور نایاب نے اسے

کہاں لاکے پٹخا۔۔۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔ قیصر

کی مسکراہٹ

کو بریک لگا۔۔۔۔

اچھا۔۔کہا ہوگا۔۔مجھے یاد"

نہیں۔۔" اس کی آواز میں

آہستگی آگئی تھی اب۔۔۔

پر مجھے اچھے سے"

"یاد ہے قیصر

وہ ہونٹوں پر مصنوعی

مسکان سجائے

اب اس کی جانب

دیکھ۔۔ خاصہ جتاتے

ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

جس پر قیصر کو

اچانک اپنے ارد گرد

آکسیجن کم ہوتا

محسوس ہوا۔۔۔

تو مسز قیصر عبدالرحمان"

"سب یاد رکھے ہوئے ہیں؟

نایاب نے اسے خاصہ

پلے فل انداز میں کہتے سنا۔۔۔

بالکل۔۔۔" وہ اکڑ کر"

تھوڑا سہ سر اونچاکر

منہ بسور کر بولی۔۔۔

"غلطی تمہاری ہے یار "

قیصر نے جب سارا

ملبہ اس پر ڈالا تو

اس کی بھوری آنکھیں ٹوسٹ

ہوئیں۔۔۔

"میری؟۔۔کیسے؟"

تو کس نے کہا تھا میرے"

اتنے سالوں بعد

ڈاؤن لوڈ ہونے کے لیے۔۔

بندہ جوان ہوگیا تھا

اور تمھاری دور دور

تک کوئی خبر ہی

"نہیں تھی۔۔

تو تم دوسری لڑکیوں"

"سے فلرٹ کرو گے؟
وہ خفگی سے پوچھنے لگی---
یہ تمھارے اندر کی"
سالوں سے سوئی ہوئی
دا۔بیوی کہاں سے جاگ گئ
"آج ؟؟۔۔
وہ اپنی پیشانی
مسلتے ہوئے۔۔ خاصہ محظوظ
انداز میں پوچھ رہا تھا---
ہونہہ----" نایاب نے"
اس کے کمنٹ پہ
ناک سے مکھی اڑائی---
اور کیا ہورہا ہے"
"میرے بغیر؟
قیصر ہر تھوڑی دیر
بعد نیا ٹاپک چھیڑتا---
وہ باتوں کو ختم نہیں
ہونے دے رہا تھا---
کچھ خاص نہیں---"
بس ہمارے کالج میں
پروفیسر دامل خان
"آ رہے ہیں۔۔
وہ لڑکی جو کسی

کے سوال کا جواب نہ دے---

جسے خاموشی بولنے

سے زیادہ پسند تھی---

جو لفظوں کو بہت

تول تول کے بولا کرتی---

وہ لڑکی جو جواب بھی

ایسے دیتی جیسے

احسان کر رہی ہو---

وہ اپنے شوہر کے سامنے

طوطے کی طرح

پٹر پٹر بولے چلی

جا رہی تھی آج----

مقابل جو بھی ٹاپک

چھیڑتا نایاب اس میں

بہت بڑھ چڑھ

کے حصہ لیتی اور

مسلسل اس کے ہر سوال

کا جواب دیتی---

ان دونوں کی گفتگو

میں کہیں اختتام کی

خواہش نہیں تھی---

ہمم--کیا ان دو ماہ"

میں تم نے مجھے ایک بار

"بھی یاد نہیں کیا؟
قیصر خاصہ پرامید
لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔
نہیں۔۔۔۔" وہ چمکتی"
آنکھوں والی لڑکی صاف
انکار کرگئ۔۔۔
ہونہہہہہہ۔۔۔۔میرا"
"پتھر دل محبوب۔۔۔
مقابل آہستگی سے
بڑبڑایا۔۔جسے سن
نایاب کے چہرے
ہر بڑی سی مسکراہٹ
بکھر آئی۔۔۔
یہ ربن تمہارے پاس تھی"
میں ڈھونڈ رہی تھی
اسے" قیصر کے تو ذہن
میں بھی نہیں تھا اس
ربن کا۔۔۔ ورنہ
ضرور چھپا لیتا
وہ جب سے باہر گیا تھا
اپنے جگنو کی ربن
کو ہاتھوں میں ہی
باندھ کے رکھتا۔۔۔

نایاب اس کے متعلق
نیوز نہیں دیکھتی
ورنہ جانتی کہ
آج کل وہ ریڈ کلر کی ربن
کتنے چرچوں میں ہے---
fans کے فینز HJ-
میں ایک کھلبلی سی مچی
ہوئی ہے ان دنوں---
تجسس بھرا ہے
کہ آخر وہ ربن ہے
اپنے HJ کس کی جسے
ہاتھوں سے اتارتا ہی
نہیں جبکہ اتنے
کانسرٹ ہو چکے ہیں---
ہر کانسرٹ میں اس
کے ہاتھوں میں بندھی
وہ ریڈ ربن نمایا ہے---
اور ہاتھ میں کیوں "
"باندھی ہوئی ہے؟
نایاب اپنی میٹھی
سی آواز میں نہایت
معصومیت کے ساتھ
پوچھنے لگی

کیونکے مجھے "
اچھا لگتا ہے۔۔اسے
"اپنے پاس رکھنا۔۔۔
سادگی سے جواب دیا۔۔
وہ مسکرا دی۔۔۔
ارے ہاں۔۔۔اپنے لیے کچھ"
"ٹائی لے لی ہیں میں نے
وہ خاصہ معنی خیزی
سے بتا رہا تھا ۔۔۔
اس کی سیاہ آنکھوں میں
ناچتی ہوئی شرارت
نایاب کی آنکھوں سے
اوجھل نہ رہ سکی۔۔۔
اچھا۔۔" مقابل دانستہ"
طور پر انجان بنتے ہوئے۔۔۔
ہاں۔۔۔ وہ پہلے تو مجھے"
پتہ نہیں تھا نا میری
بیوی کو ٹائی اتنی
پسند ہے لیکن اب پتہ
ہے تو میں خیال رکھ
رہا ہوں۔۔۔" اس کی جملے
سنتے ہی نایاب کے گال
مزید جلنے لگے وہ

اب نظر نہیں اٹھا

پا رہی تھی---

اس رات کی بےباک

یادیں وہ ویسے بھی

کب بھول پاتی تھی---

اس وقت مجھ پہ "

"دوائی کا اثر تھا

وہ معصومیت سے

اپنی جانب سے صفائی

دینے لگی---ساتھ ہی

وہ اپنے ہونٹ

چبا رہی تھی---

تو اب میرے "

"عشق کا ہوگا

مقابل گہری بولتی

نظروں سے اس کے

حسین چہرے کو تکتے

کہہ رہا تھا ---

نایاب کا کھلتا گلاب

سہ چہرہ شرمگی

سے مکمل سرخ

پڑ چکا تھا---جسے

دیکھ دیکھ کر مقابل

خاصہ محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔

"کھانے میں کیا کھایا؟ "

وہ دانستہ طور پر

ہر تھوڑی دیر بعد

موضوع بدل رہا تھا تاکہ

وہ باتیں بھی کرئے

شرماتی ہی نہ رہے بس۔۔۔

ویسے بھی وہ بہت

دور تھا اگر وہ یوں ہی

شرما شرما کے دکھائے

گی تو رہنا مشکل ہو

جائے گا اس کے لیے

پھر وہاں۔۔۔

"میگی"

"اور تانیہ نے"

اس کو بھی میگی"

"بنا کر دے دی تھی

ہونہہ۔۔۔ دو ہفتے پہلے"

جب میں نے تمہیں کال

کی تھی تب بھی تم نے

مجھے یہی بتایا تھا کہ

تم نے میگی کھائی ہے

اور تانیہ کو بھی

میگی کھلائی ہے

مطلب ایک میں نہیں

ہوں تو تم سے اپنے

کھانے کا خیال تک

"نہیں رکھا جا رہا۔۔۔

اب وہ ڈپٹنا

شروع ہو چکا تھا۔۔۔

اچھا ۔۔۔ "

"مجھے نیند آرہی ہے بائے

وہ جانتی تھی

اب لمبی کلاس لگنی ہے

قیصر سے۔۔۔

اس لیے بغیر اس

کی زیادہ سنے اپنی

بات کہی اور کال تیزی

سے ڈسکنیکٹ کرنے لگی۔۔

اگر کال ڈس کنیکٹ "

ہوئی ناں جگنو۔۔

تو میں تمہیں وہیں آ کے

"بتاؤں گا ابھی۔۔۔

وہ اسے کال ڈس کنیکٹ

کرنے سے باز رہنے کا کہہ

رہا تھا مگر نایاب

نے کب سننا تھا۔۔۔
ٹھیک ہے تو آجاؤ "
"ائ چلینج یو۔۔۔
نایاب اس کی آنکھوں
میں دیکھتے ۔۔۔ اب کھلا
چیلنج دے رہی تھی
وہ بھی خاصہ
اتراتے ہوئے۔۔۔
چیلنج غلط "
"انسان کو دے رہی ہو تم
وہ آنکھیں چھوٹی کر
بغور اسے دیکھتے ۔۔
وارننگ آمیز لہجے میں
کہ رہا تھا۔۔۔
اچھا۔۔۔ تو پھر دیکھ"
لیتے ہیں ۔۔۔" وہ بڑا
اترا کر مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔
اور وہ خود بھی تو یہی
چاہتی تھی کہ وہ جلدی
سے لوٹ آئے بس۔۔۔
اس کا یوں اترانا یوں
ادائیں دکھانا یوں

لہرا لہرا کر باتیں کرنا۔
یہ سب بہت
نیا تھا قیصر کے لیے
لیکن بہت خوبصورت۔۔۔
وہ لڑکی نہیں جانتی
مقابل تو اس کی ہر
ادا پہ ہی سو سو
جان فدا ہو رہا تھا۔۔۔
چلو تم سو جاؤ اب ۔۔۔ "
صبح کالج بھی جانا ہے
"تم نے
پاکستان کے ٹائم کے مطابق
رات کے پانچ بج چکے
تھے جبکہ قیصر کی
طرف ابھی صرف
ایک ہی بجا تھا رات کا۔۔۔
اوکے ۔۔گڈ نائٹ۔۔"
"فی امان اللہ
اور قیصر نے اب
محسوس کیا تھا نایاب
اسے ہمیشہ اللہ حافظ
کے بجائے فی امان اللہ
کہا کرتی ہے۔۔۔

وہ اسے یوں ہی نہیں

چھوڑتی--- اپنے رب

کی امان میں دیتی

ہے پہلے---

اور ایسا انسان

صرف انہی لوگوں

کے لیے کرتا ہے جو

اپنی جان سے

زیادہ پیارے ہوتے ہیں ---

چلو کال ڈس کنیکٹ کرو "

اب"قیصر انتظار کررہا تھا

اس کا حسین چہرہ تکتے ہوئے---

"تم کرلو"

وہ مسکرا کر بولی--

کیوں؟-- کوئی تو کہہ"

رہا تھا اسے بڑی نیند آرہی

ہے اور اسے کال منقطع

"کرنی ہے--اب کیا ہوا؟؟

مقابل اسے چند

لمحوں پہلے بولے جانے

والے جملے یاد کرانے

لگا ---

"ہاں تو تم کردو ناں"

وہ بضد لہجے میں---

اور نایاب کب چاہتی

تھی کہ کال کٹے---

وہ بس یوں ہی

اس سے باتیں کرتے رہنا

چاہتی تھی---

میں کیوں کروں ؟ "

"تم کرو----

وہ دونوں میاں بیوی

بچوں کی طرح اسی

بات پر کافی دیر تک

لڑتے رہے کہ پہلے

کون کال ڈس کنیکٹ

کرتا ہے---

جبکہ خواہش دونوں

کے ہی دل میں کہیں

نہیں تھی بات ختم کرنے کی

ابھی---

دونوں ہی بہت خوش

تھے اور دونوں کی ہی

خوشی چہروں سے

جھلک رہی تھی---

"نہیں ---تم کرو قیصر"

وہ اب خاصہ باسی

لہجے میں حکم

صادر کر رہی تھی---

جس پر مقابل مسکرا دیا---

اور سر تسلیم خم کرتے

کال ڈس کنیکٹ کرنے

کا بوجھ اپنے کندھے

پر لیا---

نایاب کو لگا تھا اب

اس دلبر سے بات ہو گئی

اب تو بہت

اچھی نیند آئے

گی مگر آہ ایسا

کب ہونا تھا ؟--

اب تو اس کی باتیں ہی

دماغ میں گھومے

چلی جا رہی تھیں

جنہیں سوچ کے ہی

اس کی گال جلنے لگتے---

اس کے پیٹ میں

گد گدیاں سی

ہو رہی تھیں--

ایسے میں نیند

کہاں سے آجاتی---

دوسری جانب قیصر

کا حال بھی کچھ خاص

جدا نہ تھا اس نے نایاب

کو بتایا نہیں تھا لیکن

ویڈیو کال

کرنے سے پہلے اس نے

اسکرین ریکارڈنگ اون

کر دی تھی موبائل میں---

جس کے سبب

اب اس کے پاس ان

کی پوری رات کی خوبصورت

کنورسیشن موجود تھی

جسے وہ اب مزے سے

بیٹھ کر دیکھ---

خوب محظوظ ہورہا تھا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب کے خود سمجھ نہیں

آرہا تھا اسے

کیا ہوتا جا رہا ہے

دن بدن ---

قیصر سے بات ہو جائے

تو وہ خوش رہتی لیکن

بات نہ ہو تو پھر پورا

دن چڑچڑاتی رہتی--

اس کے جذبات و

احساسات بہت متغیرات

کا شکار ہو رہے تھے---

کبھی کبھار تو قیصر

سے بات نہ ہو پانے پر

وہ رونے تک بیٹھ جاتی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

"ہیلو نایاب"

پروفیسر دامل خان

کالج آگئے تھے اور

جیسا کہ لوگوں کو امید

تھی انہوں نے آتے ہی

سب سے پہلے نایاب

سے ہی ملنے کی خواہش

ظاہر کی---

"ہیلو پروفیسر--"

نایاب کو صرف خدا نے

ذہانت سے ہی نہیں نوازا تھا

اس کے پاس حسن بھی

بےمثال تھا اور

اس کی میٹھی

سریلی آواز
سونے پہ سہاگہ ۔۔
میرے بیٹے علی"
"سے ملیں۔۔۔
پروفیسر کے ساتھ
ان کا بیٹا بھی موجود تھا
جو پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔
اس کی نگاہیں تو نایاب
سے ہٹ ہی
نہیں رہی تھیں۔۔۔
ایسا نہیں ہے کہ
نایاب نے اس کی
ستائشی نگاہوں کو محسوس
نہیں کیا تھا لیکن بس
وہ عادی نہیں تھی لوگوں
کی نگاہوں کو اہمیت دینے
کی وہ صرف ایک ہی
نگاہ کو اہمیت دیتی
تھی اور وہ تھی اس
کے قیصر کی نگاہ۔۔۔
"ہیلو۔۔۔مس نایاب"
علی نے آگے آکر۔۔۔ مصافحہ
کی نیت سے اس

چمکتی آنکھوں والی
لڑکی کی جانب
ہاتھ بڑھایا۔۔۔
"میں ہاتھ نہیں ملاتی"
بہت مغرور سے لہجے
میں اس نے ہاتھ ملانے
سے صاف انکار کیا۔۔۔
"اٹس اوکے۔۔۔"
مگر علی نے اس کی
بات کا ذرا بھی برا نہ
منایا وہ پھر بھی
مسکراتا رہا۔۔۔
عبدالکریم اور نایاب
دونوں کو ہی ان
کی ریسرچ ٹیم
میں شامل کر لیا
گیا تھا۔۔۔
"نایاب۔۔۔"
وہ لیب میں داخل ہوئی
جہاں دامل خان
کی پوری ٹیم پہلے
سے ہی موجود تھی۔۔
تو وہاں ایک جانے

پہچانے چہرے کو دیکھ
وہ ایک لمحے کے لیے
حیران ہوئی---
حفصہ اسے دیکھتے ہی
بڑے مسرت بھرے
لہجے میں اس
کا نام پکارتی
ہوئی...تیزی سے
اسکی جانب آئی---
اور آتے ہی بڑی گرم
جوشی کے ساتھ
اس کے گلے لگی---
" تم یقین نہیں کرو گی
پروفیسر دامل کو تمہارا
نام میں نے ہی سجیسٹ
کیا ہے-- انہیں اپنی خاص
ریسرچ کے لیے ایک بہت
قابل بندے کی ضرورت
تھی اور مجھے لگا تم
سے زیادہ کون ہو سکتا ہے
پرفیکٹ اس سیٹ
کے لیے"حفصہ اس کے
کان میں سرگوشی

کرنے لگی جس
پر وہ لڑکی مسکرا دی---
اپنی پرانی دوست
سے مل کر نایاب
کو دلی طور پر
خوشی ہوئی تھی--
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ لیب میں کھڑی
کام کر رہی تھی--جب اسے
اچانک الٹی آنے لگی--
اپنے منہ پر ہاتھ رکھ
وہ فورا ہی لیب
سے باہر نکلی---
ویسے تو اس نے
ٹھیک طرح ناشتہ کیا ہی
نہیں تھا چونکہ دل ہی
نہیں تھا کرنے کا
لیکن جو تھوڑا بہت کیا
تھا وہ بھی اب
سارا الٹی میں نکل
گیا تھا---
الٹی ہونے کے بعد
وہ بہت نڈھال سہ

محسوس کرنے لگی---

"تم ٹھیک ہو ناں نایاب؟ "

حفصہ واش روم میں ہی

تھی--- جب وہ باہر نکلی

تو اس نے نایاب کو الٹی

کرتے ہوئے دیکھا --

وہ اب اس کی کمر

سہلاتے ہوئے بڑی نرمی

و فکر مند لہجے

میں استفسار کر رہی تھی--

ہممم---ہم کل رات"

"سے الٹیاں ہورہی ہیں--

اس نے اپنے چہرے

پر پانی کے چھپکے

مارتے ہوئے جواب دیا--

کچھ غلط کھا "

"لیا تھا کیا؟

نہیں--- کافی دنوں"

سے کھانا کھایا ہی

نہیں جا رہا ---

ہر چیز سے

"الٹی آتی ہے---

ضرور ہاضمے "

کا مسئلہ ہو گیا ہے--

تم چلو میرے ساتھ

میں تمہیں ڈاکٹر

"کو دکھا لاتی ہوں

نہیں--- تم اپنا کام"

کرو ---میں چلی

"جاؤں گی ---

نایاب دانستہ طور پر

اسے اپنے ساتھ نہیں لے

جانا چاہتی تھی کیونکہ

کہیں نہ کہیں اسے

اپنی حالت پر

شک ہو گیا تھا --

مگر میں چلتی"

"ہوں نا

حفصہ ضد کرنے لگی

جیسے ایک اچھی

دوست کرتی ہے---

نہیں--- تم اپنا کام"

مت چھوڑو میری

وجہ سے---تم جاو--

میں ویسے بھی

تانیہ کو لینے جاؤں گی

تو راستے میں ہی

پڑے گا کلینک"

اوکے۔۔۔مگر کوئی بھی"

ضرورت ہو یا کوئی

مسئلہ ہو تو

مجھے کال کرنا۔ میں

فورا آجاؤں گی"

حفصہ مطمئن نظر

نہیں آرہی تھی ابھی بھی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

مبارک ہو مس نایاب۔۔۔"

آپ پریگننٹ ہیں"

وہ گھر آچکی تھی ۔۔۔

آئے ہوئے بھی شاید تین

چار گھنٹے گزر گئے تھے

لیکن اس نے خود کو کمرے

میں بند کر لیا تھا ۔۔۔

ڈاکٹر کے ادا کیے

جملے ابھی تک اس

کے کانوں میں گونج

رہے تھے۔۔

❤️#جاری_ہے

اس نے خود کو صبح

سے کمرے میں بند کر رکھا تھا۔۔

اس کے آنسو مسلسل

بہہ رہے تھے۔۔۔

ابھی تک تو اس کی شادی

تک لوگوں سے چھپی

ہوئی ہے۔۔۔۔ پھر ان بچوں

کا کیا مستقبل؟۔۔۔

اور اتنی سی عمر

میں وہ ماں بن کر کرئے گی

کیا؟۔۔ اس کے اپنے مستقبل

کا کیا؟۔۔ اس کی اپنی

ماں کے لیے دیکھے گئے

خوابوں کا کیا؟

جن کے لیے وہ جیتی آئی

ہے آج تک۔۔۔

وہ ابھی صرف 18 سال

کی لڑکی تھی۔۔۔

وہ تو زریاب

سے بھی نکاح کے لیے

راضی نہیں ہوتی تھی۔۔

اور یہاں تو بچے تک

کی ذمہ داری آ ٹھہری

تھی اس کے سر پر۔۔۔

اوپر سے ڈاکٹر کا

کہنا تھا کہ جڑوا ہیں---

وہ اپنے سر پر اس

وقت دو دو بچوں

کی ذمہ داری

نہیں لے سکتی تھی---

پھر نانا کا خیال بھی

اسے مسلسل تنگ کیے

ہوئے تھا--- عبدالرحمان صاحب

کو تو وہ برداشت نہیں ہوئی

قیصر کے ساتھ کبھی--

اس کے بچوں کو

کہاں سے کریں گے؟--

آپی--- آپ ٹھیک تو"

ہو؟؟--صبح سے کیوں خود

کو بند کیا ہوا ہے کمرے میں؟

طبیعت خراب ہے

کیا آپ کی؟"تانیہ

خاصہ فکرمند لہجے میں

دروازہ ناک کرتے ہوئے

پوچھنے لگی---

میں ٹھیک ہوں--- "

"بس سو گئی تھی---

اس نے اپنے آنسو
صاف کر۔۔ نرمی سے جواب
دیا لیکن اس کی آواز زکام
بھری ہو رہی تھی جس
سے تانیہ نے اندازہ لگایا
کہ وہ رو رہی ہے۔۔۔
نایاب کی روٹین اتنی
ڈسٹرب چل رہی تھی
کہ تانیہ سمجھ ہی نہیں
پاتی تھی کہ اس
کے ساتھ چل کیا رہا ہے۔۔۔
کبھی وہ پورے دن
سوتی رہتی اور رات میں
اٹھ کے کچھ کھانا پینا کرتی
اور کبھی وہ کھانا پینا کر
لیتی اور پھر جو سوتی
تو دوسرے دن ہی آنکھ
کھولتی۔۔ عجیب روٹین تھی
کبھی وہ روتی رہتی
تو کبھی غصہ ہو جاتی
بناء بات پر۔۔۔ اس کا بیہیور
بالکل نارمل نہیں تھا کافی
دنوں سے۔۔۔

اچھا آپی میں نے "
سینڈوچ بنایا ہے دونوں
کے لیے آپ دروازہ کھولیں
"تو میں آپ کو دے دیتی ہوں ---
وہ اپنے ایک ہاتھ میں
پلیٹ لیے کھڑی تھی
سینڈوچ کی---
تم نے کیوں بنا لیا "
میں بنا دیتی نا" وہ
فورا دروازے پر آئی تھی---
دروازہ کھول کر
اب تانیہ کو دیکھ ۔۔نہایت
نرمی سے بولی---
اٹس اوکے آپی--"
ویسے بھی سینڈوچ
تو بنا ہی سکتی ہوں میں
"اتنا کوئی مشکل کام نہیں ہے
وہ پلیٹ نایاب
کے آگے بڑھا کر مسکراتے
ہوئے بولی---
ابھی وہ دونوں بات
کر ہی رہی تھیں کہ باہر
سے انہیں

گاڑی کے ہورن کی آواز
آئی-- جس پر ان دونوں
کے ہی کان کھڑا ہوئے---
"لگتا ہے قیصر برو آگئے"
تانیہ یہ کہہ کر سینڈوچ کی
پلیٹ اس کے ہاتھوں میں
پکڑا کر بھاگی---
"قیصر"
وہ بھی بغیر کچھ
سوچے --فورا ہی باہر
کی جانب لپکی---
دنیا میں کبھی کسی
کو دیکھنے کی اتنی بے قراری
اتنی بے تابی نہیں تھی
جتنی اپنے ہی شوہر
کو دیکھنے کی تھی
اس لڑکی کو---
تانیہ باہر پہنچی --- تو پورچ
میں ایک حسین سہ
لڑکا کھڑا نظر آیا---
اس کے ہاتھ میں اورنج
رنگ کی فٹ بال تھی
جسے وہ اپنی شہادت

کی انگلی پر رکھ کر
گھما رہا تھا۔۔۔
وہ پٹھان سہ دکھنے والا
سرخ و سفید لڑکا ۔۔
سفید ٹی_شرٹ
بلیک پینٹ میں ملبوس۔۔
تانیہ کو کچھ لمحوں
کے لیے محو کر گیا۔۔۔
حنی۔۔ گھر"
"تو بہت پیارا ہے آپ کا۔۔۔
وہ لڑکا بال سے
کھیلتے ہوئے ---- پیچھے
کی جانب دیکھ کر کہہ
رہا تھا۔۔۔
اس لڑکے کے چہرے
پر بالی عمر کی ہلکی
سی داڑھی تھی۔۔۔
آنکھوں میں شرارت سی۔۔
بہت خوبصورت تھا
یا پتہ نہیں اسے لگا
تانیہ
اسے دیکھنے کے بعد
ہل تک نہ سکی۔۔۔

ابھی وہ ڈگی میں سے
سامان نکالتے ہوئے قیصر
سے بات کر ہی رہا تھا
کہ اس نے خود پر کسی
کی نگاہوں کی تپش
محسوس کر ۔۔۔پلٹ
کر آگے کی جانب دیکھا۔۔۔
اسے اپنے سامنے ہی
بھرے بھرے سرخ
گالو والی۔۔ گول سہ
چشمہ لگائی ہوئ
ایک بچی کھڑی نظر آئی۔۔
جس کے بالوں میں
دو چھوٹی بنی ہوئی تھی۔۔۔
عاطف نے اسے دیکھ
کر فرینڈلی مسکراہٹ
پاس کی۔۔۔ مگر جواب
میں وہ نہ مسکرائی۔۔۔جو
اسے عجیب لگا۔۔۔
بلکہ الٹا وہ اندر کی
جانب تیزی سے بھاگ
گئی تھی۔۔۔
تانیہ کا ری ایکشن

عاطف کو کنفیوز کر گیا ---
"قیصر"
وہ ڈگی میں سے
سامان نکال رہا تھا جب
کانوں کی سماعت سے
میٹھی سی آواز ٹکرائی---
لائیں یہ سینڈوچ "
مجھے دے دیں--" عاطف
مسکراتے ہوئے نایاب
کے ہاتھ سے سینڈوچ کی
پلیٹ لے کر اندر کی
جانب بڑھ گیا تھا---
کباب میں ہڈی جو نہیں
بننا چاہتا تھا وہ--
قیصر مڑا --تو بلیک کلر
کی شرٹ پر ڈارک براؤن
کوٹ اور بلیک پینٹ
زیب تن کیے ہوئے تھا---
بال جیل سے پیچھے
کی جانب سیٹ ہوئے
نظر آرہے تھے--
اور دیکھنے سے ہی
بہت میچور اور ہینڈسم

لگ رہا تھا۔۔۔

اس کی شرٹ کے

اوپر کا بٹن کھلا ہوا تھا

جس سے کالر بون چمکتی

ہوئی الگ ہی نمایاں تھی۔۔۔

قیصر نے اس کی جانب

دیکھا وہ لال رنگ کے

کپڑوں میں ملبوس تھی

۔ سادی مگر خوبصورت۔۔۔

بال کھلے ہوئے تھے۔۔

آنکھوں کے اندر سرخ ڈورئیں

سجی تھیں جسے دیکھنے

سے ہی معلوم ہو رہا تھا

کے رو کر بیٹھی ہو۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا

اور اپنی دونوں باؤں

کے حصار میں اسے جکڑ لیا۔۔۔

میرا جگنو" اس کا"

محبت سے بس کہنا تھا

کہ وہ بچوں کی طرح

پھوٹ پھوٹ کر رونا

شروع ہو گئی۔۔۔

آئیندہ تمھیں اپنے ساتھ "

لے کر ہی جایا کروں گا
دیکھو کیا حالت کر لی ہے
تم نے اپنی---" وہ بڑی محبت
سے اس کی کمر سہلاتے
ہوئے کہہ رہا تھا---
نایاب کے آنسو اس کی
شرٹ میں
جذب ہورہے تھے---
کیا ہوگیا ؟---تم اب ڈرا"
"رہی ہو مجھے
پہلے تو اس نے رونے
دیا یہ سوچ کر کہ شاید
جذباتی ہو رہی ہے
لیکن جب کافی دیر گزر گئی
اور پھر بھی وہ خاموش
نہ ہوئی تو اب وہ
پریشان ہو کر اسے اپنے
سینے سے ہٹاکر---
اس کے خوبصورت
چہرے کو اپنے دونوں
ہاتھوں کے پیالوں میں لیے---
بڑی فکرمندی سے استفسار
کررہا تھا---

"کچھ نہیں"
وہ نفی کرنے لگی---
مقابل نے بھی زیادہ فورس
نہ کیا---
بڑی نرمی و محبت
سے اسکی پیشانی چومی---
یہ وہ لمس تھا --یہ
وہ خوشبو تھی---جس
کے لیے ترس رہا تھا اس کا
دل---
قیصر اسے خود سے لگائے---
ایک ہاتھ میں بیگ ٹانگ
کر --گھر کے اندر داخل ہوا---
وہ دونوں اندر داخل
ہوئے تو لانچ میں ہی
عاطف سینڈوچ کھاتا
ہوا نظر آیا---
"تمھیں بھوک لگی ہوگی
ناں-- میں کھانے کے لیے
کچھ بنا دیتی ہوں---"
نایاب یہ کہتے ہوئے
کچن کی جانب بڑھنے
لگی تھی---

کچھ بنانے کی "
ضرورت نہیں ہے---
میں آرڈر کر دیتا ہوں بازار
سے --تم میرے ساتھ چلو--
"سامان وغیرہ رکھوا دو
قیصر یہ کہتا--فورا ہی
اس کا تھام گیا ---
"اوکے---"
نایاب فورا راضی ہوئی---
عاطف--- تم گیسٹ"
"روم لے لو---
قیصر عاطف کی جانب
دیکھ نرمی سے گویا ہوا---
مجھے پہلے ہی بتا دیتے "
کے عاطف آ رہا ہے --تو پھر
میں گیسٹ روم صاف کروا
"دیتی -- ابھی تو گندا ہوگا
نایاب تیزی سے بولی---
اٹس اوکے آپی--- میں خود"
کر لوں گا--- مجھے اپنا کام
خود کرنا آتا ہے" عاطف
نے   مسکراتے ہوئے کہا---
اور ہاں-- سینڈ وچ بہت "

مزیدار تھا" اب وہ سینڈوچ

کا آخری بائٹ لیتے ہوئے

مزے سے بول رہا تھا---

میں نے نہیں بنایا-- "

"تانیہ نے بنایا تھا

"اس دو چوٹی والی نے؟ "

اس کے لہجے میں

تھوڑی حیرت جھلکتی

محسوس کی نایاب نے---

ہاں--- تانیہ نام ہے اس کا--"

"میری چھوٹی بہن ہے ---

نایاب کے لہجے میں

تانیہ کے لیے الگ ہی

اپنائیت تھی---

میری سالی ہے "

اور بہت خیال رکھنا ہے

تم نے اس کا---"قیصر

فورا ہی تاکیدی لہجے

میں گویا ہوا---

ساتھ ہی وہ اپنے موبائل

پر آرڈر دے رہا تھا کھانے کا--

جی جی حنی--- یہ بھی"

کوئی کہنے کی بات ہے---

چھوٹی بہن کی طرح
ہے وہ میرے لیے---
بہت خیال رکھوں گا
"میں اس کا
عاطف فورا ہی
مسکراتے ہوئے بولا---
میں نے آرڈر کر دیا ہے "
کھانا آئے تو ہمارا اوپر
"بھیجوا دینا---
قیصر کے کہتے ہی
عاطف کے چہرے پر معنی
خیزی سے بڑی سی
مسکراہٹ بکھرئی---
"جی حنی---"
نایاط ویسے بلش نہ کرتی
لیکن عاطف کی مسکراہٹ
اتنی معنی خیز تھی کہ
وہ نہ چاہتے ہوئے بھی
مسکرا دی---
اسے عاطف سے
دیوروں والی فیلنگس
آنے لگیں تھیں---
جب کہ قیصر

نے مکمل اگنور کیا تھا
عاطف کی مسکراہٹ کو---
قیصر عاطف کے سامنے ہی
اپنے جگنو کا ہاتھ پکڑ کر
اسے اوپر کی جانب لے گیا---
اہہہ--- کتنے مزے ہیں"
شادی شدہ لوگوں کے بھی---
چلو بیٹا عاطف--- اب تم
"صفائیاں کرنے میں لگو
اس نے اک گہری
اہ بھر کے بڑی حسرت سے کہا---
اور پھر صفائی کرنے کے
لیے اپنی کمر کس لی---
عاطف گیسٹ روم میں صفائی
کرنے پہنچا تو خود سے
پہلے تانیہ کو وہاں پایا --
وہ کمرہ کافی حد تک
صاف کر چکی تھی---
وہ دو چوٹی والی لڑکی
اب اسے بیڈ کی چادر
بچھاتے ہوئے نظر آئی---
"شکریہ لڑکی"
عاطف نے مسکراتے ہوئے

شکریہ ادا کیا تو وہ بری
طرح چونک کر پیچھے
مڑئی---
وہ اپنے کام میں اتنا مگن
تھی کہ اسے اندازہ ہی
نہیں تھا کہ عاطف کب
کمرے میں داخل ہوا اور
کب اس کے پیچھے آ کر
کھڑا ہوا---
اہ--"   وہ اتنی بری طرح"
چونکی تھی کہ
اگلے ہی پل--اپنے دل کے مقام
پہ ہاتھ رکھ کر اس نے عاطف
کو ایسے دیکھا جیسے
وہ کوئی دوسری دنیا
کی مخلوق ہو---
اس کے یوں چوکنے پر
عاطف بھی دو قدم
پیچھے ہوا تھا---
سوری ---مجھے لگتا ہے "
"میں نے تمہیں ڈرا دیا---
وہ اب مسکراتے ہوئے
اپنا سر کھجاکر

بولا---

اور وہ   مسکراتے ہوئے

تانیہ کو پہلے سے بھی

زیادہ پیارا لگا تھا---

وہ لڑکا نہیں جانتا

اس کا یوں نادانی سے

مسکرانا بھی

تانیہ کے ننھے سے

دل کو گھائل کر گیا ہے--

اسے اپنے اردگرد

گرمی بڑھتی محسوس

ہوئی---

ہیلو--- میرا نام عاطف"

ہے---میں حنی کا چھوٹا

بھائی"   عاطف اسے

ڈرانا نہیں چاہتا تھا لیکن

چونکہ وہ ڈر گئی تھی

اس لیے اب وہ اسے

مسکراتے ہوئے دوستانہ

انداز میں اپنا انٹروڈکشن

دے رہا تھا---

وہ ہونٹ چباتے ہوئے

بس اسے دیکھتی ہی

چلی گئی ---

ہاتھ تک نہ ملایا---

نو ہینڈ شیک؟-- "

اٹس اوکے-- ویسے بھی میں

بڑے بھائی جیسا ہوں

تمہارے--- حنی نے مجھے

ذمہ داری سونپی ہے

"تمہارا خیال رکھنے کی---

وہ خود ہی دوستانہ انداز

میں قریب آکر--

اس کے بالوں پر ہاتھ

نرمی سے رکھ کر سہلاتے

ہوئے--- مسکرا کر گویا ہوا---

وہ موٹی و چھوٹی سی

لڑکی اسے پیاری سی لگی---

تھوڑی شرمیلی شرمیلی سی---

صفائی تو تم نے تقریبا "

کرہی دی ہے --باقی میں خود

کر لوں گا--- ٹھیک ہے--اب

تم جاؤ---" اس کے نرمی

سے کہتے ہی تانیہ

فورا ہی وہاں سے چل دی---

💓*Husny Kanwal*💓

وہیں دوسری جانب---

نایاب جیسے ہی کمرے

میں داخل ہوئی ---قیصر

نے دروازہ بند کرکے ---

پیچھے سے اسے اپنی

باہوں کی حصار

میں جکڑ لیا تھا---

کمرے میں مکمل

اندھیرا چھایا ہوا تھا

اگر کوئی روشنی تھی

تو وہ لیمپ کی زرد جلتی

ہوئی مدھم سی روشنی---

نایاب کا دل زور سے دھڑکا

تھا قیصر کی قربت کے سبب---

فون پر وہ کتنی ہی

شیرنی کیوں نہ بن جائے

لیکن اب جب وہ

سامنے تھا تو وہ خود

کو پگھلتا ہوا پارہی تھی---

قیصر نے بہت آہستگی

کے ساتھ اس کے بالوں

کو کان کے پیچھے

کرتے---اپنے لب اس کے کانوں

کی لو سے مس کیے۔۔۔جس سے
نایاب کے پورے جسم میں
برقی رو کی طرح
بجلی دوڑئی۔۔۔
اس کا سانس بھاری ہونے لگا۔۔۔
"میں نے بہت مس کیا تمھیں"
وہ بھرائی آواز میں کہتے
اب کی گردن کو چوم رہا تھا۔۔۔
یہ لمحہ قیصر کے لیے
خواب کی مانند تھا۔۔
اسے واقعی یقین نہیں آ رہا
تھا کہ آج اس کا جگنو
اس کے حصار میں جکڑا ہے۔۔۔
آج وہ اسے دلی طور پر
قبول کر رہی ہے بغیر کسی
نشے کے بغیر کسی
دوائی کے اثر کے۔۔۔
اس لڑکی کو تو شاید
علم بھی نہ ہو لیکن
جس دن سے قیصر نے سچی
توبہ کی تھی اس دن کے
بعد سے اس نے کبھی کسی
لڑکی کو چھوا تک نہیں

اس نے صرف ہمیشہ
اپنے جگنو کے بڑے ہونے
کا انتظار کیا۔۔۔ اور بہت
شدت سے کیا۔۔۔
پورے 11 سال
انتظار کیا تھا اس نے
اس خوبصورت لمحے کا۔۔۔
آج پوری دنیا دیوانی
کی۔۔۔ HJ تھی جس 31سالہ
وہ صرف اپنی بیوی
کے زلفوں کا آسیر تھا۔۔۔
انتہائے عشق تو یہ تھا
کہ ابھی بھی اس کے
ہاتھ میں نایاب کی
ربن بندھی ہوئی تھی۔۔۔
مانا وہ حسین نوجوان
اس کا چہرہ نہیں دیکھ
پا رہا تھا ابھی لیکن
وہ جانتا تھا وہ سرخ
ہو رہی ہوگی ٹماٹر کی
طرح جیسے فون پہ ہوجایا
کرتی تھی باتیں کرتے ہوئے۔۔۔
دونوں کے سانسیں

اب بھاری ہونے لگیں تھیں---
نایاب نے اس کے لبوں
کو اپنے کندھے پر مس ہوتے
محسوس کیا---
اس کا ایک ہاتھ تو اپنے پیٹ
کے مقام پر تھا---جس پر قیصر
کا ہاتھ تھا لیکن دوسرا
ہاتھ جو خالی تھا
اس میں نایاب نے شرمگی
سے اپنی قمیض کا
دامن بھینچ لیا تھا---
اسے اچھے سے یاد تھا
کہ ڈاکٹر نے اسے کیا
ہدایت دی ہیں لیکن وہ
قیصر کو ابھی اپنی پریگننسی
کے بارے میں نہیں
بتانا چاہتی تھی---
اس نے سوچ لیا تھا
پہلے ڈاکٹر کے پاس جا کر
ابورشن کی ساری
ڈیٹیل لے گی--
پھر قیصر کو آ کر
بتائے گی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

"نایاب ---نایاب---"

اسے مسلسل آوازیں

آرہی تھیں--

جیسے قیصر اس کا نام لے لے

کر چیخ رہا ہو---

مگر وہ آنکھ نہیں

کھول پا رہی تھی---

وہ حالت غنودگی میں

بھی قیصر کی آواز میں

موجود درد کو محسوس

کر پارہی تھی-- مگر چاہ

کر بھی آنکھ

نہ کھول سکی---

آوازیں آہستہ آہستہ آنا

بند ہو گئیں-- اب وہ گہری

نیند میں جاچکی تھی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

اس کی آنکھ کھلی تو

خود کو ہسپتال کے بیڈ

پر پایا---

"قیصر"

اپنا ہاتھ اس نے

مضبوط گرفت

میں محسوس کیا تھا۔۔

جیسے ہی نگاہ کی۔۔۔

قیصر اس کے ہاتھ کو

اپنے دونوں ہاتھوں کے

پیالے میں قید کیے

اپنی پیشانی اس پر

ٹکائے بیٹھا نظر آیا۔۔۔

بس اس کا آہستگی

کے ساتھ کمزور سی

آواز دینا تھا کہ قیصر نے

فورا نگاہ اٹھا کر اس کی

جانب دیکھا ۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ تھیں

انگاری کی مانند ۔۔۔

آنکھوں کے نیچے کالے حلقے

تھے۔۔۔ شرٹ کے اوپر کے

بٹن کھلے ہوئے ۔۔بال اجڑے سے۔۔

وہ بہت فکر مند و

پریشان نظر آرہا تھا۔۔۔

کیا ہوا تھا مجھے؟۔۔میں"

"ہسپتال میں کیسے؟

وہ نہایت کمزوری کے

عالم استفسار کر رہی تھی
اسے خود محسوس ہو
رہا تھا جیسے اس کے
پورے جسم میں جان
ہی نہ ہو---
جبکہ مقابل کچھ لمحے
اسے بغور دیکھتا رہا ---
کیا کچھ نہیں تھا ان
آنکھوں--- غم-- غصہ
خفگی---اذیت--ناراضگی اور سب
سے بڑھ کر بےاعتباری---
نایاب اس کی خاموشی
کا مطلب نہیں سمجھ
پا رہی تھی---
"کیا ہوا ہے قیصر؟"
اس نے پھر نرمی سے پوچھا---
مقابل نے اس کا ہاتھ
اپنے دونوں ہاتھوں سے
آزاد کر کے آہستگی
کے ساتھ بیڈ پر رکھا---
تو نایاب اچھنبے سے
اسے تکنے لگی----
"تم کیا چاہتی تھی نایاب؟ "

اس کا نام لے کر

مخاطب کرنا ہی مقابل

کے کان کھڑے کرنے کے

لیے کافی تھا

"مطلب؟"

کیا چاہتی تھی تم "

کے میں اپنے بچوں

"کا خود قاتل بن جاؤں؟؟

نایاب اس کے ٹوٹے ہوئے

لہجے میں کیا سوال سن۔

خاصہ شاکڈ میں مبتلا

ہوئی---

زندگی بھر گلٹ "

"میں مرتا رہوں؟---

نایاب تو صرف اس کا

چہرہ دیکھ رہی تھی ---

جو نہایت کرب جھلکا رہا

تھا---

تم نہیں چاہتی تھی"

میرا ساتھ ۔۔تو تم مجھے

بتا سکتی تھی---

یہ سب کرنے کی ضرورت

"نہیں تھی تمھیں

وہ بہت اذیت میں
دکھائی دے رہا تھا اور
اس کی جگہ کوئی بھی
ہوتا تو یقینا اسی
عالم میں بیٹھا ہوتا ہے
اس وقت۔۔۔
یہ مت کہنا کہ تمھیں نہیں "
پتا تھا کہ تم پریگننٹ
ہو وہ بھی چار ماہ کی۔۔۔
اور تم اور بچے دونوں
اتنے کمزور ہیں کہ
ڈاکٹر نے تمہیں خاص
طور پر اپنا خیال رکھنے
اور شوہر سے پرہیز
"کرنے کی تاکید کی ہے۔۔
وہ آگ بگولہ ہوکر بول رہا
تھا۔۔۔
یہ نایاب کی قسمت
ہی تھی کہ قیصر اسے
جلدبازی میں اسی
ہسپتال لے آیا تھا
جہاں نایاب اپنا چیک اپ
کروا کر گئی تھی

کل صبح ---
می--میں تمہیں بتانے"
والی تھی" وہ آہستگی
سے گویا ہوئی---
وہ شرمندہ نہیں تھی
وہ بس پریشان تھی
کہ قیصر کو غلط موقع
پہ پتہ چل گیا---
کب؟---- یہ تو شکر ہے"
ہمارے معاملات ہونے سے
پہلے ہی تم بےہوش ہو گئیں
ورنہ میں اپنے ہی بیوی
"بچوں کا قاتل بن جاتا نایاب
وہ اپنی مٹھیاں بھینچتے --
نہایت غضبناک
عالم میں گویا ہوا---
اور وہ سامنے بیٹھی لڑکی
جان ہی نہیں سکتی
کے پوری رات اس لڑکے پر
کیا گزرتی رہی ہے---
پریگننٹ ہونے کے باوجود
وہ صبح سے بھوکی پیاسی
تھی ڈاکٹر نے جب یہ بات

قیصر کو بتائی تو وہ شاکڈ
رہ گیا تھا۔۔۔
پہلے بھوکا پیاسا رہنا
پھر اسے اپنے قریب آنے
دینا آخر وہ لڑکی چاہ
کیا رہی تھی؟؟۔۔۔
میں نے سوچا تھا"
ابورشن کے بعد بتا دوں گی
تمہیں" اور بس نایاب
کے منہ سے اس جملے
کا ادا ہونا تھا کہ قیصر
بےیقینی کے عالم میں
اسے دیکھنے لگا۔۔۔
کمرے میں ٹینشن
بڑھتی اس لڑکی
نے خود محسوس کی۔۔۔
کتنی لاپرواہی سے
اس نے اتنی بڑی بات کہہ
دی۔۔۔ قیصر تو بس یہ
دیکھتا رہ گیا۔۔۔
تم ابورشن کروانا چاہتی"
ہو؟"وہ اپنے جگہ سے کھڑے
ہوتے۔۔۔انتہائی شاکڈ کے

عالم میں پوچھ رہا تھا---

"ہاں--- "

نایاب نے اثبات میں سر ہلاکر

تصدیق کی---

مقابل کو محسوس ہوا

جیسے اس کی دماغ کی

رگ پھٹ جائے گی ابھی---

"کیا یہ میری وجہ سے ہے؟"

اور یہ وہ سوال تھا جو

اس کے لبوں پہ رکھا تھا

مگر پوچھنے کی ہمت نہ

کرسکا کیونکہ وہ جانتا تھا

سامنے بیٹھی لڑکی

کو --اس کے پتھر دل نیچر

کو--- اس کی ستمگری کو---

وہ ایک لمحہ نہیں

لگائے گی اس بھرم

کو توڑنے میں کہ وہ

پسند نہیں کرتی---

قیصر بخوبی واقف تھا

کہ وہ اس وقت اس

حالت میں نہیں ہے کہ

مقابل سے حقیقت

سن سکے---
نایاب کو اس وقت اپنے
بچوں سے کوئی دلی
لگاؤ نہیں تھا---نہ ہی کوئی
جذباتی لگاؤ ---
محبت-- ممتا -- اپنے
خون سے انس--- اپنے پیٹ
میں پلنے والے جان سے الفت---
یہ سب جذباتوں کے نام ہیں
اور نایاب جذبات
محسوس نہیں کر پاتی
تھی زیادہ---
بہت سے لوگ ہوتے ہیں
جنہیں جذبات کنیکٹ نہیں
کر پاتے-- ان کے دل کو نہیں
لگتے--- نایاب انہی میں سے
تھی ---
اس کے نزدیک وہ بچے
صرف ایک ذمہ داری تھے
جنہیں وہ اٹھانے کے قابل
نہیں تھی ابھی---
وہ قیصر تھا جو 31 سال
کا تھا --جسے ایک فیملی

چاہیے تھی اب۔۔۔ ایک محبت
کرنے والی بیوی --- چھوٹے
پیارے سے بچے--- جن کے
ساتھ وہ ایک خوشحال
زندگی بسر کر سکے۔۔۔مگر
نایاب صرف 18 کی تھی---
ان کے جذبات
احساسات خیالات
خواب۔۔۔سب ہی میں زمین
آسمان کا فرق تھا
اس لمحے---
لبوں کو مضبوطی سے
ایک دوسرے میں بھینچے
وہ کافی دیر تک اس سنگدل
لڑکی کو دیکھتا رہا۔۔۔۔
اور پھر بغیر کچھ کہے
پلٹ کر چل دیا۔۔۔
ناجانے کیوں ---اس کا جانا
جیسے کوئی بددعا سہ لگا۔۔۔
اس کا ہرقدم نایاب کو
اپنے دل پر بھاری ہوتا
محسوس ہو رہا تھا۔۔۔
وہ پہلی بار قیصر کا

خود سے دور جانا

محسوس کر رہی تھی---

وہ اس کی پشت تکتی

رہی--- یہاں تک کہ وہ

کمرے سے نکل گیا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

رات سے رو رو کر

تانیہ کا برا حال تھا---

اس بھری دنیا میں

نایاب کی علاوہ

تھا ہی کون اس کا---

قیصر اتنی جلد بازی

میں نایاب کو لے کر بھاگا

تھا کہ وہ پوچھ تک نہیں

سکی کہ ہوا کیا ہے

اور پھر بعد میں جب

قیصر کی کال آئی تو

اس نے بتایا کہ نایاب

اب بہتر ہے---

مگر جب تک وہ اپنی

آنکھوں سے نہیں دیکھ

لیتی ---تب تک وہ

سکون نہیں پائے گی---

یہی سبب تھا کہ

صبح سے ناشتہ تک

نہیں کیا تھا اس نے---

چائے---اور یہ"

سینڈوچ--- تمہاری

طرح مزےدار بنانا نہیں

آتا مجھے لیکن کام

"چل جائے گا--

عاطف کو بہت

احساس تھا اس بچی کا---

جہاں قیصر و نایاب

نے کھانا نہیں کھایا تھا

وہیں ان دونوں نے بھی

نہیں کھایا تھا رات سے---

دونوں کے لیے ناشتہ

بنا کر لے آیا تھا وہ---

وہ تانیہ کے سر پر ہلکے

سے ہاتھ رکھ کر--

نرمی سے کہہ رہا تھا---

تانیہ نے اپنی ڈب ڈبائی

ہوئی آنکھیں اٹھا کر

اس کی جانب دیکھا---

کیا؟--"مقابل ایک ابرو اچکاکر---"

وہ سمجھنے کی
کوشش کر رہا تھا کہ
وہ کیا دیکھ رہی ہے---
جواب میں تانیہ نے
فقط نفی میں سر ہلایا---
وہ لڑکا جان ہی نہیں
سکتا ---کتنا اچھا لگا تھا اسے
--یوں اس کا سر پر ہاتھ
رکھنا--- یوں محبت سے بولنا
یوں اس کی فکر کرنا---
اس لمحے وہ اپنا لگا---
ابھی وہ اسے دیکھ
ہی رہی تھی کہ عاطف
کا سیل رنگ ہوا---
"ہیلو حنی---سب ٹھیک ہے؟؟ "
کال قیصر کی تھی--
یہ دیکھتے ہی اس نے تیزی
کال ریسیو کی---
اور سیل کان سے لگا کر
اب وہ فکر مندی سے
استفسار کرتا نظر آرہا تھا---
ہاں--- تم تھوڑی دیر"
کے لیے یہاں آجاؤ ---

"میں گھر آؤں گا---

"اوکے---میں آتا ہوں"

لوکیشن سینڈ کر دی ہے "

"میں نے تمہیں

جی جی--- میں ابھی"

پہنچتا ہوں --کیا راستے

میں سے کچھ لے کر آؤں

"آپ کے کھانے کے لیے

اسے احساس تھا کہ

قیصر بھی بھوکا ہے---

نہیں--- مجھے بھوک"

نہیں ہے-- تم بس آجاؤ

یہاں پر--- ویسے تم نے

"اور تانیہ نے ناشتہ کیا؟

اور اس شخص کو

سبھی کی فکر رہا کرتی---

"ہاں---کرلیا---"

عاطف نہیں چاہتا تھا

کہ وہ اس کے لیے فکر مند ہو---

ویسے بھی سینڈوچ

بنا لیا تھا اس نے اور

چائے بھی پی لی تھی---

مانا سینڈوچ

خاص مزےدار نہیں تھا
لیکن پیٹ بھرنے کے
لیے بہت تھا---
"یہ اچھا کیا---"
قیصر کے انداز میں
اطمینانی آئی----
عاطف تانیہ کو ناشتہ
کرنے کی تاکید کر کے
فورا ہی باہر چل دیا تھا
سینڈوچ ہاتھ میں لیے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
گھر آنے کے بعد وہ
فریش ہوا اور نایاب کے
لیے کپڑے وغیرہ پیک کیے---
ڈاکٹر کے مطابق نایاب
کو دو دن ہسپتال
میں ہی رکنا تھا---
وہ اور بچے دونوں
ہی بہت کمزور تھے---
مانا وہ بہت دل برداشتہ
تھا اس وقت --- کہ بس نہ
چلتا ہو سب کچھ چھوڑ
چھاڑ کے کہیں دور چلا جائے---

لیکن احساس ذمہ داری تھا اسے---

اور یہ جو ذمہ داری

اٹھانے والے لوگ ہوتے ہیں نا

یہ بیچارے تو مر بھی

سکون سے نہیں پاتے---

پھر کہیں دور چلے جانا یا اپنی

ناراضگیاں اور خفگیاں دکھانا

یہ تو بہت دور کی بات ٹھہرا---

اور قیصر کو کب لگتا

تھا کہ نایاب کو کوئی

فرق بھی پڑتا ہے

اس کی ناراضگی سے---

اس کا دل تو کل رات

کے حادثے کے بعد اتنا

گھائل ہو چکا تھا کہ

اسے لگنے لگا تھا وہ

مر بھی جائے تو بھی

اس سنگدل عورت

کو فرق نہیں پڑتا---

اس نے ذرا کچھ میٹھی

باتیں کیا کر لیں--- تھوڑا

بہت شرما کے کیا دیکھا دیا--

اور وہ سمجھنے لگا کہ

وہ محبت کرنے لگی ہے
اس کے رشتے کو قبول
کرنے لگی ہے ---اور اب یہی
سوچ سوچ کر وہ بار بار
خود ہی پہ ہنس رہا تھا---
اس نے نایاب کے لیے
نیوٹریشن کو ہائر کر دیا تھا
ان سے سوپ بنوا کر--
اور ضرورت کا سامان
لے کر اب وہ ہسپتال پہنچا ---
ہسپتال پہنچ کر
اس نے عاطف کو
گھر بھیج دیا تاکہ
تانیہ اکیلی نہ رہے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
"آرام سے"
نایاب کو لگا تھا
وہ نہیں آئے گا
اب واپس---
جس طرح خاص طور
پہ وہ گیا تھا صبح
لیکن آنکھ کھلتے ہی
اس نے اپنے برابر

میں بیٹھا پایا۔۔
اس نے بہت نرمی
سے اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر
اور دوسرے ہاتھ سے
اس کی کمر کے پیچھے
سہارا دے کر۔۔۔
اٹھاکر بٹھایا۔۔۔
پھر سوپ نکال کر
اپنے ہاتھوں سے اسے
پلانے لگا۔۔۔
مگر اس دوران
کہا ایک لفظ نہیں۔۔۔
نایاب نے محسوس کیا
وہ آنکھیں نہیں ملا
رہا تھا۔۔۔ اور اس کا بس
یہ چھوٹا سہ عمل ہی
نایاب کے دل کو بےسکون
کر رہا تھا۔۔۔
وہ چاہتی تھی وہ اسے
دیکھے جیسے وہ
اسے دیکھتا ہے ۔۔۔ فدا فدا
نظروں سے۔۔۔ ایسے جیسے
وہ کوئی معجزہ ہو۔۔۔ کوئی

حسین پری---

بات کرئے جیسے وہ کرتا ہے --

فکر مندی سے--- اپنائیت سے---

محبت سے--- چاہے تو ڈپٹ لے---

مگر وہ نہیں کر رہا تھا---

وہ صرف خاموش تھا اور

اس کا یہ خاموش ٹریٹمنٹ

بہت گراہ گزر رہا تھا نایاب

کے دل پر---

سوپ پینے کے بعد

وہ دوائیوں کے زیر اثر

ہونے کے سبب دوبارہ

سو گئی تھی --

لیکن نیند کے اندر

ہونے کے باوجود

اسے مسلسل کسی کے

رونے کی آوازیں

آ رہی تھیں

وہ آوازیں ذرا دور

سے آرہی تھیں--

گھٹی گھٹی سی آوازیں---

وہ آوازیں اس قدر تھیں

کہ نایاب گھری نیند

میں ہونے کے باوجود

آنکھ کھولنے پر مجبور ہوئی---

ویسے تو جائے نماز

کی جگہ ہسپتالوں میں

الگ ہی ہوتی ہے لیکن قیصر

نایاب کو تنہا کمرے میں

سوتا ہوا چھوڑ کر نہیں

جانا چاہتا تھا اسی لیے

وہ وہیں کونے کی

سائیڈ پر جائے نماز

بچھا کر نماز ادا کر رہا تھا---

غالبا عصر کا وقت تھا---

سورج کی کرنیں ٹھنڈی

ٹھنڈی ہو رہی تھیں---

قیصر جس جگہ کھڑے

ہو کے نماز ادا کر رہا تھا

وہاں پیچھے ہی کھڑکی

تھی جہاں سے ڈھلتا ہوا

سورج نظر آ رہا تھا---

اس منظر میں ایک

عجیب سہ کیف تھا

عجیب سہ سرور

عجیب سی کشش ---

ایسا نہیں ہے اس نے

پہلی بار قیصر کو نماز

پڑھتے دیکھا تھا---

مگر بہتے آنسو اور

سڑسڑ کرتی ناک کے

ساتھ وہ پہلے ہی نماز تھی---

اور اس لمحے جب

وہ سجدے میں گیا تو

نایاب نے باقاعدہ اس

کے جسم کو لرزش ہوتے

دیکھا جیسے وہ گھٹ

گھٹ کے رو رہا ہو---

اور ایسا تب ہوتا ہے

جب انسان قابو تو

بہت کر رہا ہو اپنے

جذبات پر لیکن بس

اپنے رب کے سامنے کر

نہ پائے---

وہ سجدہ کر کے اٹھا

تو نایاب نے اس کی

جائے نماز کے مقام کو

گیلا دیکھا---

اور اس لمحے نایاب

کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔
پہلی بار ایسا لگا جیسے
اس کا دل بند ہورہا ہے۔۔۔
شدت سے دل
چاہا کہ اسے سینے سے
لگا لے ۔۔۔اسے چپ کرائے۔۔۔
اسے پیار کرئے ۔۔۔
قیصر نے سلام پھیرا۔۔۔
تو نایاب نے فورا آنکھیں
موند لیں۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*⬜
دو دن تک قیصر
مسلسل اس کے ساتھ رہا۔۔۔
لیکن اس دوران اس
نے کوئی بات نہ کی۔۔۔
نایاب کو ہسپتال سے
ڈسچارج ضرور مل گیا تھا
مگر ڈاکٹر کی سخت تاکید
تھی کہ اس کا
خیال رکھا جائے وہ
بہت کمزور ہے۔۔۔
وہ گھر جانے والے تھے
قیصر نے فورا ہی اس کے

آگے اپنا ہاتھ کیا

تاکہ وہ پکڑ کر

بیڈ سے اترئے---

اب وہ حسین لڑکا

آگے آگے چل رہا تھا

بہت آہستہ قدم لیتے ہوئے

اور نایاب اس کے پیچھے پیچھے

اس کا مضبوط ہاتھ تھامے---

دیکھا جائے

تو وہ بہت سادہ سہ لمحہ تھا

کیا خاص تھا اس میں؟؟

لیکن کبھی کبھار کچھ

لمحے سادہ ہو کر بھی

بہت خاص ہوتے ہیں --

اور وہ تھا --وہ لمحہ واقعی

تھا---

وہ اس ہاتھ کو چھوڑنا

نہیں چاہتی تھی اب ---کسی

صورت نہیں---

اس ہاتھ کے لمس میں

تحفظ تھا--- محبت تھی--

اپنائیت تھی---

وہ چلتے چلتے کب کار پارکنگ

میں آگئی اسے تو خبر ہی نہیں

ہوئی اس کی نگاہ تو ابھی

بھی ہاتھ پر تھی---

قیصر نے فرنٹ پیسنجر

سیٹ کا ڈور اوپن کیا--

وہ بیٹھنے لگی تو مقابل

نے فورا ہی اس کے سر کے

مقام پر تھوڑا سہ اوپر

کرکے اپنا ہاتھ رکھا

شیلڈ کی طرح --کے اسے

لگ نہ جائے---

پھر ایک چھوٹا سہ عمل--

بہت سادہ سہ ---لیکن

نایاب کے لیے ---دل میں

اترتا ہوا---

کبھی کبھار چھوٹے چھوٹے

عمل صرف بظاہر ہی

چھوٹے ہوتے ہیں ورنہ

دل میں تو بہت بڑی

جگہ گھیر لیتے ہیں وہ--

پورے راستے نایاب نے

دیکھا کہ قیصر نے گاڑی

بہت سلو چلائی--

اتنی سلو اتنی سلو ۔۔
کہ گدھا گاڑی والا بھی
ان سے آگے نکل گیا تھا۔۔۔
اور جب جب
جم کا مقام آتا۔
نایاب کے سیلٹ بیلٹ
بندھے ہونے کے باوجود
قیصر ڈبل پروٹیکشن
کے لیے اپنا ہاتھ
اس کے وجود پر سیفٹی
کے لیے رکھ دیتا۔۔۔ اس کے
اس عمل پر نایاب نے اپنے دل
کی اسپیڈ کو ہر بار بڑھتے
ہوئے محسوس کیا۔۔۔۔
"آپی اب طبیعت کیسی ہے؟"
نایاب کے گھر میں داخل
ہوتے ہی تانیہ سب سے پہلے
آ کر فکر مندی سے استفسار
کرنے لگی۔۔۔
"ہمم۔۔بہتر ہوں اب کافی"
نایاب کو قیصر نے صوفے
پر بٹھا دیا تھا۔۔۔
اور خود اس کے دوسرے

ہاتھ میں اتنا سامان تھا
کہ کبھی وہ کہیں کچھ
رکھتا نظر آ رہا تھا
کہیں کچھ۔۔
رات کو ڈرپ لگنی ہے "
ایک اور۔۔ ابھی تو میں آفس
جا رہا ہوں۔۔شام میں
جب نرس آئے تو مجھے
"میسج کر دینا میں آجاؤں گا۔۔
وہ تانیہ کو سرسری سے
انداز میں بتاکر۔۔باہر کی جانب
چل دیا تھا ۔۔۔
اس نے نایاب سے کوئی
بات نہیں کی۔۔ یہاں تک کہ
اسے دیکھا تک نہیں جانے
سے پہلے اور یہ بات
نایاب کے دل کو بہت
اداس کرگئی۔۔
ورنہ وہ جانے سے
پہلے ہمیشہ اس کی
پیشانی چوم کر جاتا تھا۔۔
اور آج الوداع تک کہنے کی
زحمت نہ کی ۔۔

نایاب جاتے وقت

اس کی پشت تکتی رہی

یہاں تک کہ وہ آنکھوں

سے اوجھل ہوگیا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

یہ ہیں مسٹر زید ---"

میم یہ کراچی کے

نمبر ون وکیلوں میں

سے ایک ہیں--- یہ کبھی

کوئی کیس نہیں ہارتے---

آپ کہیں تو میں ان سے

"آپ کے کیس کی بات کروں؟

وہ اپنے کیبن میں بیٹھی

ہوئی تھی ایک پاؤں پر

دوسرا پاؤں ٹکائے ---

ڈارک ریڈ شرٹ پر

وائٹ کوٹ اور وائٹ پینٹ

زیب تن کیے وہ لڑکی بلا

کی حسین لگ رہی تھی

اور پروفیشنل بھی---

کوٹ کی آستین

اس نے فولڈ کر رکھی تھی---

جس کے سبب اس کی

گوری دودھیائی کلائی

پر بندی واچ ظاہر ہو رہی تھی---

اس کے سیکرٹری

کے زید کی تصویر

اس کے آگے کرتے ہی

وہ کچھ لمحے کے لیے

تھم گئی---

عجیب بات ہے ناں "

کچھ لوگوں سے اجنبی

ہونے کے بعد بھی

اپنائیت والی فیلنگس

آتیں ہیں---" کنزہ

اس تصویر کو دیکھ

آہستگی سے بڑبڑائی

جیسے خود سے ہم کلام

ہوئی ہو--

"کچھ کہا میم آپ نے؟ "

اس کا سیکرٹری

سن نہیں سکا تھا---

نہیں--- ٹھیک ہے تم"

دیکھ لو---"   اس نے

لاپرواہی سے کہا ---

اوکے میم---   میں آج ہی"

ہائر کرتا ہوں انھیں

"آپ کے کیس کے لیے---

ہمم"   اس نے اثبات"

میں سر ہلایا--پھر قلم اٹھایا

اور فائل پر گھسیٹنے

لگی جبکہ سیکرٹری

ابھی اٹھ ہی رہا تھا --

سیکرٹری نے جب زید کی

تصویر اٹھانا چاہی--

واپس اپنی فائل میں

رکھنے کے لیے تو مقابل

فائل پر نگاہ جمائے

بولی--- " تصویر چھوڑ

" دو یہیں---

جی میم" اس کے سیکرٹری"

کو یہ بات اچھنبے

کا شکار کر گئی تھی

مگر بولنے کی ہمت کہاں تھی

اپنے باس کے سامنے---

اس لیے وہ تصویر

چپ چاپ وہیں چھوڑ

کر چل دیا---

اپنے سیکرٹری کے جانے

کے بعد اس نے تصویر
اپنے ہاتھ میں اٹھا
لی تھی---
تو مسٹر زید--- آپ"
سے پھر ملاقات ہونے
والی ہے---"   وہ تصویر کو
دیکھ--- آہستگی سے بولی---
وہ نہیں جانتی وجہ
کیا ہے لیکن زید جب بھی
اس سے ملتا تھا بہت
الگ بیہیو کرتا تھا--
بہت اپنائیت بھرا
جیسے پتہ نہیں کب سے
جانتا ہو اسے --
جیسے پتہ نہیں کتنا خیال
ہے اس کا اور یہی چیز
اس کے دل کو ایک الگ
طرح سے کنیکٹ کر رہی
تھی اس سے---
وہ نہیں بھول سکتی تھی
اس رات کو--- اس کے
بیہیویئر کو---جب وہ
اجنبی ہوکر

اس کے لیے اس سے زیادہ
پریشان تھا ---
کیسے اس کا خیال کر
رہا تھا ---کیسے اسے
گھر پہنچایا تھا----
❤️*Husny Kanwal*❤️
"عاطف"
حفصہ ابھی اپنی ٹیم
کے ساتھ کالج سے نکلی
ہی تھی کہ اس کی نگاہ
سامنے گاڑی کے پاس
کھڑے ایک خوبصورت
سے لڑکے پر گئی---
وہ مسرت بھرے لہجے
میں اس کا نام پکارتی
فورا اس کی جانب آئی ---
دوسری جانب عاطف
کا چہرہ بھی کھل
اٹھا تھا اسے دیکھتے ہی---
اس نے فورا ہی اپنے
دھوپ کا کالا چشمہ
ہٹا کر--- اپنی شرٹ میں
لگایا اتنی دیر میں

حفصہ اس تک

پہنچ گئی تھی۔۔

واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز "

تم یہاں کیسے؟؟" حفصہ

کے لہجے میں ہی

ایکسائٹمنٹ تھی۔۔۔

اس نے تو کبھی

گمان بھی نہیں کیا تھا

کہ وہ عاطف سے کبھی

پاکستان میں ملے گی۔۔۔

اور گمان تو کبھی عاطف

نے بھی نہ کیا۔۔

کہ وہ حفصہ کے پیچھے

پاکستان تک چلا آئے گا۔۔۔

"اور کیسی ہیں ٹیچر آپ؟ "

وہ اپنے دونوں ہاتھ

پینٹ کی جیب میں

ڈالتے۔۔ نہایت مسکراتے

ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

اللہ کا شکر ۔۔ تم سناؤ "

"پاکستان میں کیا کر رہے ہو؟

گاڑی میں بیٹھیں --- "

یا کسی کیفے میں۔۔۔

آرام سے بات کرتے ہیں ناں---
ویسے بھی کتنے دن
ہو گئے ---ہماری کوئی بات
نہیں ہوئی ---" وہ سجیشن
دے رہا تھا جو مقابل
پسند کر لے---
کیفے جانے کی کیا ضرورت "
ہے ---کالج کی کینٹین
"میں چلتے ہیں---
اس کے مسکرا کر کہتے ہی
وہ دونوں کینٹین کی
جانب چل دیے---
کچھ کھانے پینے
کا سامان آرڈر کرنے کے بعد
اب وہ دونوں کینٹین میں
بیٹھ کر آرام سے
باتیں کر رہے تھے---
لوگ تمہارے ملک میں "
جاکر پڑھنے کے خواب
دیکھتے ہیں یہاں اور تم
ہو کہ وہاں سے یہاں
چلے آئے ہو -- دماغ چلتا ہے
تمہارا سچ میں" حفصہ

یہ جاننے کے بعد کے

عاطف یہاں پڑھنے آیا ہے

چاہ کے بھی خود کو

روک نہ سکی تنقید کرنے سے---

اور وہ نہیں جانتی وہ

سامنے بیٹھا لڑکا بہت

چھوٹی عمر میں اسیر محبت

ہوچکا ہے اور ایسے لوگ

نفع و نقصان کا نہیں

سوچتے--- صرف محبوب

سے ایک ملاقات کا

سوچتے ہیں---

سچ میں--- واقعی"

"بہت چلنے لگا ہے--

اس کی جانب دیکھ

وہ معنی خیزی سے

مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا

مگر وہ کب سمجھ سکی تھی---

تو پھر بتائیں "

کب سے ٹیوشن جوائنٹ

"کروں میں؟

عاطف کی آنکھوں میں

اب امید ابھری ---

"ٹیوشن؟ "
حفصہ کے لہجے میں
تھوڑا احتجاج تھا۔۔
ہاں۔۔بغیر آپ سے ٹیوشن"
لیے میں نے پاس
"کہاں ہونا ہے۔۔۔
وہ جتاتے ہوئے گویا
ہوا ۔۔۔
مگر۔۔ میری لائف روٹین"
آج کل بہت ٹف چل رہی ہے
مجھے نہیں لگتا
میرے پاس وقت ہے
کہ میں تمہیں ٹیوشن دے
سکوں" حفصہ نے معذرت
کر لی تھی ۔۔۔
مانا پیسوں کی
ضرورت تو اسٹوڈنٹس
کو ہمیشہ ہی رہتی ہے
لیکن اس وقت وہ
بہت بیزی لائف جی رہی تھی
ایسے میں عاطف کی
ٹیوشن کی ذمہ داری لینا
اس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔

تھوڑا سہ مینج کر لیں۔۔۔ "
اتنی دور آیا ہوں آخر آپ
کی خاطر ۔۔۔" وہ سنجیدہ تھا
لیکن حفصہ نے اس کے
آخری جملے کو مذاق
میں اڑا دیا۔۔
اچھا ۔۔۔چلو۔۔۔۔ تو پھر"
"مجھے تھوڑا وقت دو ۔۔
ابھی وہ بول ہی رہی
تھی کہ کینٹین کا لڑکا آ کر
ان کے آگے بریانی کی
دو پلیٹیں ۔۔برگر اور دو
کولڈ ڈرنک لگانے لگا۔۔۔
"پاکستانی برانڈ نہیں ہے؟ "
حفصہ نے کولڈ ڈرنک
دیکھتے ہی فورا کینٹین
بوائے سے پوچھا۔۔۔
ہے"وہ اثبات میں "
سر ہلاتے ہوئے۔۔۔
تو پھر وہ لے کر آؤ ناں "
پتہ نہیں ہے ہمارا احتجاج
چل رہا ہے اسرائیلی
"پروڈکٹس کے خلاف۔۔۔

حفصہ ذرا برہمی سے بولی
تھی---
ہمارے یہاں احتجاج
آہستہ آہستہ دم
توڑتا جا رہا ہے
لیکن ابھی بھی کچھ
لوگ ہیں جو سخت
احتجاج کو فالو
کر رہے ہیں ---
اور یقینا یہ بھی
ایک جہاد ہے---
اوکے--- لوگ شروع میں"
کر رہے تھے بائیکاٹ
تو ہم بھی نہیں رکھ رہے
تھے لیکن اب لوگ مانگ
رہے ہیں اور ہم تو وہی
رکھیں گے جو لوگوں
"کی ڈیمانڈ ہوگی---
حفصہ نے اس لڑکے سے
بحث نہیں کی چونکہ
بحث بےکار ہے اس
موضوع پر ---
آپ کسی کے سر پر

بندوق رکھ کر تو بائیکاٹ
نہیں کروا سکتے--- یہ
تو لوگوں کو خود سوچنا
ہے کہ وہ اپنے مسلمان
بہن بھائیوں کو کیا
دے رہے ہیں---
کچھ دیر بعد وہ
لڑکا پاکستانی برانڈ
کی کولڈ ڈرنک لے آیا---
جس کا ٹیسٹ بہت حد تک
ملتا جلتا ہی تھا دوسرے
برانڈ سے---
آخر کیوں اپنے مسلمان
بہن بھائیوں کو صرف ایک
زبان کے ذائقے کے لیے
تکلیف پہنچانا---
سوچیے-- چونکہ سوچیں
گے تو بدلاؤ کے مواقع
پیدا ہوں گے---
چلیں ٹھیک ہے میں "
آپ کو زیادہ فورس
نہیں کرتا لیکن میں
نالائق سہ اسٹوڈنٹ ہوں

اپنی ٹیچر کے بغیر پاس
نہیں ہو سکوں گا اس
لیے خیال کریں میرا۔۔۔
اگر میں فیل ہو گیا
تو حنی نے چھوڑنا
"نہیں ہے مجھے
دنیا جہاں کی مظلومیت
اپنے چہرے پر طاری
کیے وہ خاصہ لچکدار
لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔
یقینا وہ منت پہ اترا ہوا تھا۔۔۔
اوکے۔۔۔ تم فکر مت کرو"
میں ٹائم مینج کرنے کی
کوشش کرتی ہوں
تمہارے لیے"وہ تیار ہوئ
تو مقابل کا چہرہ سرخ
گلاب کی مانند کھل اٹھا۔۔۔
لیکن میں بتا دوں "
شاید ایک گھنٹہ ہی دے
سکوں میں تمہیں
اس لیے بہتر یہی ہے
تم یہاں پہ کوئی اور
"کوچنگ دیکھ لو تب تک۔۔۔

آپ ایک گھنٹہ ہی "
"دے دیں --- بہت ہے
وہ مشکور لہجے میں تیزی
سے گویا ہوا تھا--- جس پر
حفصہ مسکرانے لگی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
نایاب و قیصر
نیچے والے کمرے میں
شفٹ ہو گئے تھے---
قیصر نے ایسا صرف
احتیاطی طور پر کیا تھا
تاکہ نایاب کو بار بار
سیڑھیاں چڑھنا اترنا
نہ پڑئے---
وہ واش روم سے باہر آئی
تو قیصر کو تکیہ اٹھا
کر صوفے کی جانب
بڑھتے دیکھا---
وہ ہسپتال میں بھی
صوفے پر ہی سو رہا تھا
لیکن اب تو وہ اپنے
گھر آگئے تھے --
اپنے کمرے میں

اب اسے صوفے پر
سونے کی کیا ضرورت---
قیصر--- تم صوفے"
"پر کیوں سو رہے ہو؟
وہ لچکدار لہجے میں
پوچھ رہی تھی ---
اس کی آواز میں
احتجاج تھا جسے
قیصر نے محسوس بھی
کیا مگر کوئی
جواب نہ دیا---
کمرے میں مکمل
خاموشی طاری تھی
لیکن اس کے باوجود
نایاب کو نیند نہیں آرہی تھی
اس کی نگاہیں بار بار
گھوم پھر کر قیصر پر
جاتیں---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ اپنی ایک فائل لے
جانا بھول گیا تھا جب
واپس لوٹا تو نایاب
کو تیار ہوتا پایا---

"کہیں جارہی ہو تم؟"

وہ کانوں میں وائٹ ٹاپس

پہن رہی تھی جب

قیصر نے آئینے کے عکس

میں دیکھتے ہوئے

استفسار کیا۔۔

وہ فکر مند تھا اور

کہیں نہ کہیں ڈرا ہوا بھی۔۔۔

"ڈاکٹر کے پاس"

اس نے پلٹ کر قیصر

کی جانب دیکھ۔۔

سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

اور کیا وہ نہیں

جانتا تھا کہ وہ ابورشن

کے لیے ڈاکٹر کے پاس

جانا چاہتی ہے۔۔۔

وہ وائٹ رنگ کی فراک

و چوڑی دار پاجامے میں

ملبوس تھی۔۔۔

بالوں کو اونچی پونی

باندھ کر وائٹ ربن

میں قید کیا ہوا تھا۔۔

کانوں میں ٹاپس چمک

رہے تھے وہ پیاری لگ
رہی تھی مگر ساتھ ہی جان
پر گھرا ستم ڈھانے والی بھی ----
کوئی بیک وقت میں
بلا کا خوبصورت
اور شدت کا ظالم
کیسے لگ سکتا ہے
مگر وہ لگ رہی تھی---
کہنے کو چار ماں
کی پریگننٹ عورت تھی
لیکن وہ اتنی کمزور تھی
کہ نہ تو اس کا پیٹ
نکلا تھا اور نہ ہی
اسے دیکھ کر کوئی
اندازہ لگا سکتا تھا
کہ وہ پریگننٹ ہے---
وہ قیصر کے برابر سے
ہی گزر کر دروازے تک
پہنچی---
ابھی اس نے دروازے
کا ہینڈل پکڑا ہی تھا کے
اسے اپنے پیچھے کوئی
وجود محسوس ہوا

جس نے اس سے پہلے
دروازے پہ ہاتھ رکھ
کر دروازہ کھلنے سے
روک دیا تھا---
اس حسین لڑکی
نے اپنی کمر
قیصر کے سینے سے
مس ہوتی محسوس کی---

❤️#جاری_ہے

ابھی اس نے دروازے
کا ہینڈل پکڑا ہی تھا کے
اسے اپنے پیچھے کوئی
وجود محسوس ہوا
جس نے اس سے پہلے
دروازے پہ ہاتھ رکھ
کر دروازہ کھلنے سے
روک دیا تھا---
اس حسین لڑکی
نے اپنی کمر
قیصر کے سینے سے
مس ہوتی محسوس کی---
وہ ٹھہر گئی تھی---
اگلے ہی پل-- قیصر نے

اس کا بازو پکڑ کر پوری
فورس کے ساتھ اسے
اپنی جانب موڑا۔۔۔
اب اس کی کمر
دروازے سے لگی ہوئی
تھی۔۔ اور قیصر بالکل
اس کے روبرو۔۔
اس کے قریب کھڑا تھا۔۔۔
اتنا قریب کہ اس کی
گرم سانسیں نایاب
کے چہرے کو جھلساتی
معلوم ہوئیں۔۔۔
ابھی وہ کچھ بول پاتی
اس سے قبل ہی مقابل
نے اپنی لمبی انگلیاں
اس کے بالوں میں ڈال
کر ۔۔۔سفید
ربن کو نیچے کی جانب
آہستگی کے ساتھ کھینچا
یہاں تک کہ اس کے بال
آزاد ہوئے۔۔۔۔
نایاب نے دیکھا
اس نے وہ ربن اپنی پاکٹ

میں ڈالی ہے---

مزید نزدیکی بڑھاتے

ہوئے --وہ حیسن

لڑکا اپنی شہادت کی

انگلی اس کے صراحی

دار سفید گردن پر

آہستگی کے ساتھ مسلنے لگا---

نایاب کی اوپر کی سانس

اوپر اور نیچے کی نیچے

رہ گئی تھی اب---

اس کے گال بری

طرح جلنا شروع ہو گئے---

دل زور زور سے

دھڑکنے لگا---

قیصر کی اچانک کی

جانے والی بےباکیاں

اسے پگھلا رہی تھیں---

میں نے لڑکیوں سے بات کرنا "

چھوڑ دیا" اتنا کہتے ہوئے

اس نے بہت نرمی سے

اس کی گردن کو چوما---

نایاب اس کے اچانک بولے

جانے والے جملے پر

اسے حیرت سے
دیکھنے لگی۔۔۔
میں نے لڑکیوں کا "
"پیچھا کرنا چھوڑ دیا
اس نازک صفت لڑکی نے
اسے اپنے کان میں
آہستگی کے ساتھ
سرگوشی کرتے سنا۔۔
میں نے اپنی فرینڈ لسٹ "
میں سے تمام فی۔میل
فرینڈز کو نکال دیا۔۔۔ حتی
"کہ اپنی کزنز تک کو
وہ اب اس کے ہاتھ کو
جس سے وہ فراک کا دامن
بھینچے ہوئے تھی
آہستگی کے ساتھ کھول
کر۔۔۔اپنی انگلیاں اس میں
الجھاتا نرمی سے
بتا رہا تھا۔۔۔
میں نے خدا سے "
تمہارے لیے دعا کرنا
شروع کر دی۔۔۔ میں روز رات
کو یاودود پڑھ کر

سوتا ہوں آج بھی
تاکہ تمہارے دل میں
"محبت پیدا ہو میرے لیے
یہ جملے ادا کرتے وقت
اس کی سیاہ آنکھوں
میں جو محبت کا سمندر
موجیں مار رہا تھا
وہ اس قدر تھا کہ نایاب
کو محسوس ہوا جیسے
وہ اپنے ساتھ ہی بہا لے
جائے گا----
اس سے پہلے اس نے اپنی
پوری زندگی میں کبھی
کسی کو اپنے دماغ پر
حاوی ہوتا محسوس
نہیں کیا تھا مگر اس
لمحے وہ قیصر کو
محسوس کر رہی تھی
رفتا رفتا اپنے
احساسات اور جذبات
پر حاوی ہوتے---
نجما نجما اس کی ذہنیت
کو اپنے گرد جکڑتے----

کہا جائے کہ اس لمحے
وہ پوری دنیا بھول
چکی تھی تو غلط
نہ ہوگا۔۔۔
وہ 200 پلس
آئی کیو لیول والی لڑکی
جس کا دماغ سوتے ہوئے
بھی چلتا تھا۔۔۔
وہ اس پل بھول چکی تھی دنیا۔۔
وہ بھول چکی تھی اپنا آپ۔۔
وہ بھول چکی تھی اپنے مقاصد۔۔۔
اگر کچھ تھا اس
کے لیے پوری دنیا میں۔۔۔
تو وہ تھا صرف سیاہ
آنکھوں والا سامنے
کھڑا حسین لڑکا۔۔۔
جس کی محبت کب وقتا وقتا
اسے اپنے حصار میں قید
کرنے لگی اسے علم ہی نہ ہوا۔۔۔۔۔۔
میں نے اپنے سوشل سرکل "
کو بہت محدود کر لیا۔۔۔ بہت کم
ہی کسی سے ملتا یا
بات کرتا ورنہ صرف

" اپنے کام سے کام رکھتا۔۔۔

بہت آہستگی کے ساتھ

کہتے ہوئے۔۔وہ اپنی ناک

کو اس کے رخسار سے

رگڑنے لگا۔۔۔

جہاں اور ٹیم ممبرز "

کنسرٹ سے آکر

تھک کر سوتے تھے وہیں

میں وہاں سے نکل کر

اپنے آفس کے کاموں میں

" لگ جاتا تھا۔۔۔

قیصر الٹے ہاتھ سے

اس کے چہرے پر آنے

والے بالوں کو کان کے

پیچھے کرتے بہت

نرمی سے بتا رہا تھا۔۔

نایاب نے بمشکل سانس لیا۔۔۔

پتا ہے کیوں؟ "وہ"

وجیہہ نوجوان

اس کی بھوری

چمکتی آنکھوں میں

جھانکتے سوالیہ

انداز میں گویا ہوا ۔۔۔

اس کی آواز میں بھرائی پن
تھا---
سانسیں اس کی بھی
پھولی پھولی سی ہو رہی
تھیں---
صرف تمہارے لیے--- "
تاکہ تم محسوس کرو
کہ تم دنیا کی سب
" سے خوش نصیب لڑکی ہو---
اسے بولنے کا موقع دیے بغیر
اس کی ناک کو نرمی سے چومتے
وہ ہولے سے بیان کر گیا تھا----
اس کے چومتے ہی
نایاب نے آنکھیں موند لیں---
تاکے تمہارا دل کبھی ہمارے"
" ایج ڈفرنس پر غم نہ کرئے---
وہ اسکی روشن پیشانی
سے اپنی پیشانی ٹکا کر
آہستگی سے بتانے لگا---
اور وہ لڑکی نہیں
جانتی کتنی ہمت جمع
کی تھی اسے یہ
سب بتانے کے لیے---

وہ دونوں گہرے سانس

لے رہے تھے اب۔۔دونوں کی سانسیں

ایک دوسرے سے ملحق

ہو رہی تھیں۔۔۔۔

مگر شاید میں کامیاب نہ"

ہو سکا۔۔۔تمہارے دل میں

" وہ مقام نہیں پا سکا۔۔۔

اس کے الفاظ قاتلانہ تھے

نایاب نے اپنے دل پر گہری

ضرب پڑتی محسوس کی۔۔۔

اس نے آنکھ کھولی۔۔۔

وہ سیاہ آنکھیں اسے ہی تک

رہی تھیں۔۔۔

کیا وہ نہیں دیکھ سکتی

تھی ۔۔۔کس قدر رنجیدہ تھی

وہ آنکھیں۔۔۔

اسے تکلیف میں دیکھ

کر وہ بھی کرب میں مبتلا ہوئی۔۔

کچھ لمحوں کے لیے جب

آنکھیں بند کر کے اسے

دیکھا تھا تو وہ جو تھا

اس سے بھی زیادہ

پیارا دیکھا تھا۔۔۔

اب اسے ٹوٹتے ہوئے دیکھنا
بکھرتے ہوئے دیکھنا۔ ۔
ہائےئےئےئے--- یہ نہ ہو پائے گا---
میں جانتا ہوں میں "
جو تم سے مانگنے جا رہا ہوں
وہ بہت بڑی چیز ہے
لیکن میں اپنی اولاد کو
" نہیں کھونا چاہتا جگنو---
منت، سماجت,لچک کیا
کچھ نہیں تھا اس نوجوان کے
لہجے میں--
یہ کہتے ہوئے اس نے
نایاب کا ہاتھ جس میں
اپنی انگلیاں الجھا رکھیں
تھیں وہ چھوڑا---
اور اس کے حسین پررونق
چہرے کو اپنے دونوں
ہاتھوں کے
پیالے میں قید کیا---
کوئی نہیں ہے دنیا میں"
میرا---میں نے ہمیشہ تنہا
زندگی گزارئی ہے ---
اب پہلی بار کوئی

بلڈ ریلیٹڈ blood related

میرا کوئی اپنا

دنیا میں آئے گا ---

" میں اسے کھونا نہیں چاہتا---

اس کے ہاتھوں کا لمس

محبت سے لبریز تھا---

یہ جملے ادا کرتے وقت

قیصر کی آنکھوں میں

سرخ ڈورئیں ابھر آئی تھیں---

نایاب کو محسوس ہوا

جیسے بس وہ رو دے

گا کسی بھی لمحے---

اس کی آنکھوں میں

آنسوؤں کو تیرتے ہوئے

وہ دیکھ سکتی تھی---

اس لمحے وہ کچھ نہیں

چاہتی تھی اس سے زیادہ

کہ قیصر کی آنکھوں سے

آنسوؤں کو پہنچے---

اسے اپنی باہوں کے حصار

میں قید کرئے---

اس کے ہر درد کو اپنے اندر

سمو لے----

میں سمجھتا ہوں جگنو۔۔ "
کہ تمہیں پورا حق ہے
اپنی زندگی جینے کا
اور تم بہت چھوٹی ہو
بچوں کی ذمہ داری
اٹھانے کے لیے۔ ۔۔
لیکن تم بے فکر ہو جاؤ
میں اپنے بچوں کی
ذمہ داری تم سے نہیں
اٹھواں گا۔۔۔ تو بس میرے
بچے مجھے دے دو میں
انہیں خود پال لوں گا۔۔
پلیز جگنو۔۔ وہ میرا خون ہیں
میرے اپنے ۔۔۔ وہ چار ماہ کے
ہوچکے ہیں۔۔۔" آخری
جملے پر اس کے جیسے
جذبات بکھر گئے تھے ۔۔۔
وہ اسے احساس دلانے کی
کوشش کر رہا تھا
کہ وہ کتنا بڑا ظلم ڈھانے
جا رہی ہے اس کی جان پر۔۔۔
پلیز۔۔۔ میرے بچے مجھے"
دے دو اس کے بعد

اگر تم نہیں رہنا چاہو

گی میرے ساتھ۔۔

تو یقین کرو

میں تمھیں فورس

نہیں کروں گا۔۔۔

میں تو تمہیں کبھی

اپنے بچوں کو دودھ پلانے

" تک کا پابند نہیں کروں گا۔۔۔

اس سے زیادہ ایک مرد کی

بے بسی کا عالم کیا ہوگا کے وہ

اپنے بچوں کی ماں پر

دودھ بھی معاف کر دئے۔۔۔

وہ صرف میرے ہوں"

گے۔۔۔ میری ذمہ داری ۔۔۔

میرا سرمایہ۔۔تمہارا ان سے

کوئی تعلق نہیں ہوگا۔۔۔

تم چلی جانا اپنی ریسرچ

کے لیے۔۔۔ جو دل میں آئے

کرنا میں کبھی تمہارے

پروں کو قید کرنے کا سبب

نہیں بنوں گا۔۔ میں یا میرے

بچے کبھی تمہاری اڑان

کے آگے نہیں آئیں گے۔۔۔

بس--- مجھے میرے بچے دے

"دو جگنو--- پلیز

وہ بڑی انا والا تھا ---

بڑی اکڑ والا ---

یاد نہیں پڑتا کبھی اس

نے اپنے باپ کے سامنے

بھی منت کی ہو لیکن اس

لڑکی کے سامنے کر رہا

تھا وہ بھی آنکھوں

میں آنسو لیے---

بچے چار ماہ کے ہو چکے

تھے -- جسمانی اعضاء

بننا شروع ہو چکے تھے ان کے---

وہ اپنے بچوں کا قتل

کیسے ہونے دیتا؟---

اور اس رات کے بعد

سے وہ نایاب سے

بہت ڈر گیا تھا اس کے

نزدیک نایاب نے وہ سب

کچھ دانستہ طور

پر کیا تھا---

وہ جانتی تھی وہ

پریگننٹ ہے ڈاکٹر نے

اسے احتیاط بھی بتائی

تھی ---

چار ماہ کی پریگننٹ ہونے

کے باوجود وہ لڑکی نہایت

کمزور تھی اس نے نہ تو

اس دوران اپنا خیال

رکھا تھا اور نہ ہی بچوں

کا---

خود کو پورے دن بھوکا

پیاسا رکھنا--- اسے خود

سے مباشرت کرنے کی

اجازت دے دینا ---

یہ سب کیا تھا ؟

اگر قتل کرنے کی

کوشش نہ تھی تو؟

قیصر کے نزدیک اس رات

وہ خود کو اور بچوں کو

اسی کے ہاتھ مروا کر---

اسے زندگی بھر کے لیے

گلٹ میں چھوڑ کر چلی

جانا چاہتی تھی---

پلیز" بہت آہستگی"

و منت بھری لہجے میں

کہتے ہوئے اس نے نایاب
کی پیشانی پر لب رکھ دیے۔۔
وہ کتنی ہی دیر اس
کی پیشانی سے اپنے
لب لگائے کھڑا رہا۔۔
اس کی سانسیں اب
بہت آہستگی کے ساتھ
مدہم ہونے کی جانب
جا رہی تھیں۔۔۔
شاید وہ اپنے دل کی
ہر بات کہہ چکا تھا اور
اب فیصلہ نایاب
کے ہاتھوں میں تھا۔۔۔
وہ لڑکی منجمد سی
کھڑی رہی ۔۔۔اس کی بند آنکھوں
سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔
کمرے میں کافی دیر
تک خاموشی طاری رہی۔۔۔
پھر وہ آہستگی کے
ساتھ اس سے جدا ہوا۔۔۔
ابھی اس نے اپنے ہاتھ
نایاب کے چہرے سے ہٹا کر
ایک قدم پیچھے لیا ہی تھا

اسے دیکھتے ہوئے--- کے
مقابل نے آنکھیں کھول
کر اس کی جانب دیکھا---
وہ خود سے آج پھر
دور جاتا محسوس ہوا---
قیصر نے اسے دیکھتے
ہوئے ایک قدم اور پیچھے لیا---
اب دو قدم کا فاصلہ
آگیا تھا ان کے درمیان
اور یہ دو قدم اس
چمکتی آنکھوں والی لڑکی
کو میلوں دور محسوس
ہونے لگے---
اب جب اس نے تیسرا قدم
پیچھے کی جانب لیا
اسے دیکھتے ہوئے تو نایاب
نے لینے نہ دیا ---وہ
تیزی سے اس تین قدموں
کے فاصلے کو عبور کر کے
اس کے سینے سے آ لگی---
اتنی گرم جوشی
سے آ کے لگی تھی وہ کہ
مقابل ایک لمحے کے لیے

سانس لینا بھول گیا۔۔۔

اس کا منہ کھلا ۔۔۔

پھر ایک گہرا سانس لے

کر ۔۔۔مقابل کے نازک وجود کو

اپنے حصار میں

قید کر۔۔۔وہ مسکرایا۔۔۔

اور وہ مسکراہٹ نہایت

ہی حسین تھی ۔۔۔

دل کو سکون بخشنے والی۔۔۔

لگا جیسے پوری دنیا

کی خوشیاں اس لمحے

اس کی پاس ہوں۔۔

اس نے نایاب کے بالوں

میں اپنے لبوں کو لگایا۔۔۔

میں تمہیں کبھی "

اس فیصلے پر پچھتانے

نہیں دوں گا۔۔۔ " وہ وعدہ

کر رہا تھا مگر نایاب

کب سن رہی تھی ۔۔

وہ تو صرف اس کے دل

کی دھڑکنیں سن رہی تھی

جو بہت مدھم سی تھیں

لیکن اس کے دل کے

تاروں کو چھیڑنے کے
لیے کافی ---
وہ لڑکا بہت مضبوطی
سے اسے اپنے حصار
میں جکڑے کھڑا رہا
اور مقابل بھی کب
آزاد ہونا چاہتی تھی---
قیصر نے اس سے نہیں پوچھا
وہ کس شرط پہ راضی ہوئی---
اور نہ ہی وہ پوچھنا
چاہتا تھا---
وہ راضی ہوئی یہی
بہت تھا اس کے لیے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
تو کہاں ہیں "
آپ کی میڈم؟؟ " آدھے
گھنٹے سے انتظار کر رہا تھا
وہ کیفے میں بیٹھ کر
لیکن ابھی تک سامنے
بیٹھے شخص کی میڈم
کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا---
"وہ آتی ہی ہوں گی سر "
ایسا نہیں ہے کہ زید

نہیں جانتا تھا کہ اس
کا کلائنٹ کون ہے ---
بلکہ جانتا تھا اسی
لیے آدھا گھنٹہ گزارنا
بھی بےصبری کے سبب
محال ہو رہا تھا---
ہیلو مسٹر زید" اور آخرکار"
صبر کی گھڑیاں تمام
ہوئیں--
وہ لڑکی کیفے کے
دروازے سے اندر داخل
ہوتی نظر آئی جسے
دیکھتے ہی اس کی
آنکھوں میں جگنو
جگمگا اٹھے تھے---
وہ اس کے ساتھ کام کرنے
والا تھا یہ سوچ کر ہی
اس کے دل میں لڈو
پھوٹ رہے تھے
خوشی کے مارے---
مگر اس کے آتے ہی اپنے
چہرے پہ کرختگی
سجالی---

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا
تو بہت لاپرواہی کے ساتھ
ملایا۔۔ جس سے مقابل نے
یہ تاثر لیا کہ جیسے
اسے یاد تک نہ ہو
کہ وہ کون ہے۔۔۔
کہیں نہ کہیں یہ
بات کنزہ کے دل کو چبھی
تھی لیکن وہ نظر انداز
کر کے بیٹھ گئی۔۔۔
تو آپ اپنی والدہ کی "
ساری جائیداد اپنی بہن
" سے واپس لینا چاہتی ہیں؟
وہ کیس کی فائل کھولتے
ہوئے اس حسین
دوشیزہ کی جانب دیکھ۔
سنجیدگی سے استفسار
کر رہا تھا۔۔۔
ساری نہیں۔۔ صرف ایک"
گھر۔۔۔ وہ میری ماں کا ہے۔۔
کسی کا کوئی حق نہیں
بنتا تھا میری ماں
کا گھر کسی کو شادی کے

" جہیز میں دینے کا۔۔۔
زید نے اس کے لہجے
سے ہی محسوس کر لیا تھا
کہ وہ گھر اس کے لیے
بہت اہمیت کا حامل ہے۔۔۔
اس لڑکی کے جذبات جڑے
ہوئے تھے اس گھر سے۔۔۔
یہ تو فیملی میٹر ہے "
آپ اسے اپنے والد سے
بات کر کے بھی حل کر
سکتی ہیں کورٹ تک کیوں
لے جانا۔۔ " زید نے وہی بات
کہی جو کوئی بھی
وکیل اس لمحے کہتا۔۔۔
ڈیڈ مجھے وہ دینے "
کے لیے تیار نہیں ہو رہے
جبکہ وہ میری ماں کا ہے
ان کی دوسری بیوی کی
بیٹی کے جہیز میں دینے
"کے لیے نہیں تھا وہ۔۔۔
وہ آنکھوں میں شعلے لیے
ٹیبل پر ہاتھ مار کر ۔۔۔
ایک ایک لفظ جتاتے

ہوئے گویا ہوئی---
اوکے کم ڈاؤن--- میم"
"کے لیے ٹھنڈی کولڈ ڈرنک لاؤ
زین نے ہلکا سہ مسکرا
کر ویٹر کو کولڈ ڈنک لانے
کا آرڈر جاری کیا---
زید اس کی بات سننے
کے بعد اچھی طرح
سمجھ گیا تھا کہ فیملی
لڑائی خوب لڑنے کے
بعد ہی اب وہ کورٹ
کا دروازہ بجانے پر
مجبور ہوئی ہے---
فون پر بات کرنے والی
شرمیلی و نازک سی لڑکی --
جو ایک ناخن ٹوٹنے پر
بھی روتے ہوئے اسے بتایا
کرتی تھی وہ کوئی اور تھی- -
ورنہ یہ سامنے
،بیٹھی لڑکی تو بہت خونخوار
نڈر و بہادر لگی اسے---
زمین آسمان کا فرق تھا --
فون والی اور سامنے بیٹھی

کنزہ میں---

زید کو لگا وہ ابھی اسے

جانتا ہی نہیں ہے---

چلیں مجھے ٹائم دیں "

میں کیس اچھی طرح

اسٹڈی کر لوں پہلے

پھر اس کے بعد میں

"آپ سے بات کرتا ہوں

اس نوجوان نے فائل بند کرتے ہوئے

اس کی جانب دیکھ۔

تحمل سے کہا---

وہ بہت پروفیشنلی

انداز میں بات کر رہا تھا

بہت اجنبیت بھرے

لہجے میں ---اور یہ بات

کنزہ کو بالکل

اچھی نہ لگی---

دل کہ کسی کونے

میں وہ چاہتی تھی---

کہ وہ بالکل اپنائیت

بھرا لہجہ دکھائے

جیسا وہ پچھلی

بار دکھا رہا تھا---

وہ دونوں جانے کے لیے

ایک ساتھ کھڑے ہوئے---

ساتھ ہی اس کا

سیکرٹری بھی---

آپ میرا نمبر"

" نہیں لیں گے ؟

وہ باہر گاڑی تک پہنچ گئے

تھے مگر کنزہ نے دیکھا

وہ تو نمبر لینے کا کوئی

ارادہ ہی نہیں رکھتا --

اسی لیے اب وہ مزید

چپ نہ رہ سکی---

جبکہ وہ لڑکی نہیں

جانتی مقابل اسی لمحے

کے انتظار میں تھا---

وہ چابی گاڑی میں

لگاتے ہوئے--

ہلکا سہ مسکرایا ---

اب جب وہ موڑا ---

چہرے کی مسکراہٹ

مکمل غائب تھی---

ویسے آپ کے سیکرٹری "

کا نمبر ہے میرے پاس ---

پھر بھی دے دیں--- رابطہ
کرنے میں آسانی ہو
جائے گی" وہی بے نیاز سہ
پروفیشنل لہجہ ---
کنزہ نے اس کے لہجے
پر مضبوطی سے اپنی
مٹھی بھینچی---
اتنی مضبوطی سے کہ
اس کے ناخن اس کی
کھال میں گڑھ گئے---
وہ جس اپنائیت بھرے
لہجے کی امید میں
تھی--- وہ تو آج کہیں
تھا ہی نہیں---
اپنا فون نمبر اس
کے سیل میں لکھوانے
کے بعد وہ مڑ کر چل
دی تھی اب---
وہ لڑکی نہیں جانتی
مقابل نے اس کے ہر عمل
کو بغور دیکھا تھا اور
وہ مسکرا بھی رہا تھا۔
اور وہ مسکراہٹ بہت

معنی خیز تھی---
وہ جنگلی بلی ہو یا معصوم گڑیا
نیچر وائز وہ جانتا تھا
کہ وہ اگنور ہونا پسند
نہیں کرتی---
دھوپ کا کالا چشمہ آنکھوں
پر ایٹیٹیوڈ کے ساتھ
لگاتا وہ اب گاڑی کے
اندر بیٹھ گیا تھا-- جبکہ
مقابل جل بھون کر
سرخ ہوتے چہرے کے
ساتھ گاڑی میں بیٹھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️
اس کی آنکھ کھلی
تو وہ قیصر کی باہوں
کے حصار میں تھی---
وہ بہت پرسکون
سوتا ہوا نظر آیا--
دنیا میں کوئی منظر
اسے اتنا خوبصورت نہیں
لگتا تھا جتنا سوتا ہوا
قیصر عبدالرحمان
کو دیکھنا لگتا--

آنکھیں بند کر کے

سوتے ہوئے وہ

بہت معصوم سہ بچہ

لگتا تھا۔۔ جسے شدت

سے پیار کرنے کا دل چاہتا۔۔

بکھرے سے بال ۔۔۔

بچھی گھنی لمبی پلکیں ۔۔۔

سرخ ہونٹ۔۔

اس کا ہاتھ کب اٹھا۔

کب اس کے گالوں پر پھیرا۔

کب وہ بےباکی کرتے

سرخ ہونٹوں پر مس ہونے

لگا اسے کچھ خبر نہیں۔۔

میں ابورشن کرانے نہیں "

جا رہی تھی قیصر۔۔ میں کیسے

جا سکتی تھی؟

خاص طور پہ تب جب

میں نے دیکھ لیا تھا

کہ تم رو رہے تھے

نمازوں میں۔۔ میں تو

ڈاکٹر کو چیک اپ

کرانے اور مکمل ڈائٹ

پلان تیار کروانے کے

" لیے جا رہی تھی--
وہ اس کے ہونٹوں پر
اپنا انگوٹھا نرمی سے
مسلتے دل ہی دل
گویا ہوئی---
وہ ہمیشہ اسے سوتے
ہوئے ہی پیار کیا
کرتی تھی---
قیصر--- اٹھ جاؤ"
" تمھیں آفس نہیں جانا آج؟
بیوی والی ذمہ داری
پہلی بار نبھا رہی تھی وہ- --
وہ بھی نہایت مسرت
بھرے لہجے میں---
" کیا ٹائم ہو رہا ہے ؟؟ "
وہ الٹے ہاتھ سے
آنکھ مسلتے ہوئے---
نیند کا خمار اس کی
سیاہ آنکھوں میں
صاف جھلک رہا تھا---
اٹھنے کا ٹائم ہے "
اور جلدی سے اٹھو
اور مجھے سیب کا

جوس بنا کر دو ۔۔
"مجھے بھوک لگ رہی ہے
اور بس نایاب
کے آخری جملے کا اس
کے کانوں کی سماعت
سے ٹکرانا تھا کہ
وہ الرٹ ہو کر عجلت
سے اٹھا۔۔
بیڈ سے اتر کر۔۔۔ فریش
ہونے چلا گیا تھا وہ ۔۔۔
نہاء کر باہر نکلا تو سیل رنگ
ہو رہا تھا اس نے سوچا
چھوڑ دئے اور کچن سے
پہلے سیب کا جوس بنا کر
لے آئے لیکن وہ جانے لگا
تو نایاب نے یہ کہہ کر روکا
کہ پہلے کال ریسیو کر لے
ورنہ یہ سیل بج
بج کر اسے تنگ کرتا رہے گا۔۔۔
وہ لور پارٹ پہ ٹاول
باندھے ہوئے فورا ہی سیل
اٹھانے کے لیے گیلے بالوں
کے ساتھ ہی بیڈ

کے کراؤن کے پاس آیا ---
نایاب کو جوس پلانے کے
چکر میں وہ اتنی جلدبازی
میں تھا کہ واش روم میں اپنا
ٹراؤزر تک لے جانا بھول
گیا تھا۔۔یہی وجہ تھی
کہ اب وہ کمرے میں
ٹاول میں گھومتا
نظر آرہا تھا۔۔۔
اس نے کال ریسیو
کر کے سیل کان سے لگایا۔۔۔
کال اس کی سیکرٹری
کی تھی جو آج کی
میٹنگ کے متعلق اسے
آگاہی فراہم کر رہی تھی
ابھی وہ بات کر ہی
رہا تھا کہ اس نے نایاب
کو بیڈ سے اتر کر
اپنی جانب آتے دیکھا۔۔۔
تم وکیل ہائر کرو "
" ابھی کے ابھی اور۔۔
اس کا لہجہ برہم تھا
جب وہ یہ جملے ادا

کر رہا تھا۔۔۔ لیکن ساتھ
ساتھ وہ یہ بھی دیکھ
رہا تھا کہ نایاب بالکل
اس کے قریب آکر کھڑی
ہوئی ہے۔۔۔
ابھی اس نے سوچا ہی
تھا کہ سیل ہٹا کر
پوچھے کہ کیا ہوا۔۔۔
اس سے قبل ہی اس نے
نایاب کو انگوٹھے پر
وزن ڈال کر اچکتے دیکھا۔۔۔
بولتے بولتے
اس کی سانس رکی۔۔
جب اس حسین لڑکی نے
اس کے کان کی لو سے
اپنی ناک کو بہت آہستگی
کے ساتھ مسلا۔۔۔
سر؟؟؟.. " دوسری جانب"
سے بولا جا رہا تھا ----
وہ سن بھی رہا تھا
لیکن نہ تو وہ سانس لے
پا رہا تھا اور نہ ہی وہ
کوئی ری ایکشن دے پا

رہا تھا۔۔۔

اس کا منہ جو بولتے وقت

کھلا رہ گیا تھا۔۔وہ ابھی

بھی کھلا کا کھلا ہی تھا۔۔۔

اس سنجیدہ سی

رہنے والی لڑکی کا یہ

نیا روپ وہ پہلی بار

دیکھ رہا تھا۔۔

اور ایک عورت سب

کچھ ہو سکتی ہے لیکن

اپنے پسندیدہ مرد کے

سامنے شریف نہیں

ہو سکتی۔۔۔

اب نایاب نے بہت ہولے

سے اپنے یاقوتی ہونٹوں

کو قیصر کی گیلی گردن

پر مس کیا ۔۔

قیصر کے کان و گردن

ٹماٹر کی طرح

مکمل سرخ پڑئے

لمحہ بھر میں۔۔۔

پھر نہایت شرارت کے

ساتھ مسکراتی ہوئی

وہ ایک قدم اس سے

دور ہوئی۔۔۔

عورت کا پسندیدہ

مشغلہ ہوتا ہے کہ

جب اس کا شوہر فون

پر کسی سے سنجیدہ

بات کررہا ہو۔۔۔ اس وقت

اسے دانستہ طور پر چھیڑنا

و تنگ کرنا اور نایاب نے

بیویوں والی حرکت

ہی کی تھی۔۔۔

ایک آنکھ ونگ کر۔۔

وہ فورا ہی مڑ کر۔۔

اب واش روم کی جانب

بڑھ گئی ۔۔۔جیسے کچھ ہوا

ہی نہیں۔۔۔

اس کا ارادہ صرف تنگ

کرنے کا تھا اور وہ

کر چکی تھی۔۔۔

جب کہ مقابل سانس

روکے کھڑا تھا۔۔۔

وہ لڑکی نہیں جانتی

اس کی اتنی سی شرارت

مقابل کے دل کو اتنی زور
سے دھڑکا گئی ---
کہ اگلے ہی پل اس نے
سانس آنے پر اپنے
دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا
اس خوف سے کہ
وہ کہیں باہر ہی نہ نکل آئے---
" سر؟؟"
مرگیا" وہ ایک گہرا سانس"
بھر کر---سر نیچے کی جانب
جھکائے-- شرمیلی سی مسکان
چہرے پر سجائے---
فدا فدا لہجے میں گویا ہوا---
" جی؟؟"
اور اس کی سیکرٹری
کب سمجھ سکی تھی
کہ چل کیا رہا ہے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ کافی دنوں سے کالج
نہیں آئی تھی ---
طبیعت خراب ہے یہ
خبر ہر جگہ گردش میں
تھی ---

اس خبر نے اڑتے اڑتے
زریاب کے کانوں تک
بھی رسائی حاصل کر
لی ---
وہ نہیں جانتا کیوں
لیکن نایاب کی
طبیعت کا خراب ہونا
اور اتنے دنوں تک غائب
رہنا اسے فکر مند کر رہا تھا---
ان کی کلاسز الگ تھیں
لیکن کینٹین وہ
واحد جگہ تھی جہاں
وہ اسے نظر آیا کرتی تھی
یہی سبب تھا کہ آج کل
جب بھی وہ کینٹین میں
آتا اس کی نگاہیں
متلاشی ہو جاتیں---
اس دن بھی وہ متلاشی
نگاہوں کے ساتھ ہی
پوری کینٹین میں
نظر گھما رہا تھا
جب سامنے سے اسے
نایاب اور حفصہ آتی

ہوئی نظر آئیں---
شدت سے دل چاہا
کہ اس کے پاس جا کر
اس کی طبیعت پوچھے
لیکن پھر اپنے بکھرتے
جذبات کو قابو کیا یہ
سوچ کر ---کہ وہ کیا کر رہا ہے؟
آج کل ہو کیا گیا ہے اسے؟
کیوں ہر وقت نایاب کے
بارے میں سوچتا رہتا ہے؟
کیوں اس کی فکر کرنے لگا
ہے؟؟
یہ کون سے جذبات ہیں
جو اس کے دل میں
آہستہ آہستہ گھر کر رہے ہیں؟
اور نہ چاہتے ہوئے بھی
اس کی نگاہیں بار بار
نایاب کی جانب اٹھتیں---
نا جانے کس بات پہ
مسکرا رہی تھی وہ ---
لیکن مسکراتے ہوئے
اس کے دل کو پیاری
بڑی لگی---

بس کچھ ہی دیر گزرئی

تھی کہ اس نے دیکھا کہ

عبدالکریم نے بھی نایاب

اور حفصہ کو جوائنٹ

کیا ہے---

عبدالکریم کے آنے کے

بعد شاید کوئی سیریس

کنورسیشن شروع ہو گئی

تھی جس کے سبب

وہ تینوں ہی اب کافی

سنجیدہ نظر آرہے تھے ---

لیکن وہ یہ نہیں دیکھ

رہا تھا اس کی نگاہیں

تو دیکھ رہی تھیں عبدالکریم

کو--- اس کی نگاہوں کو --

جو نایاب پر ہی ٹکی تھیں---

ایک مرد دوسرے مرد

کی نگاہ کو بڑی جلدی

پہچان لیتا ہے وہ بھی

پہچان گیا تھا---

اسے اپنے دل میں آگ

لگتی محسوس ہوئی---

سویٹی--- تم یہاں اکیلے "

کیا کر رہے ہو ؟.." وہ اس قدر
نایاب کو دیکھنے میں
مگن تھا کہ اس نے دیکھا
ہی نہیں ارسا
کب اس کے برابر میں آکر
بیٹھی---- جبکہ مقابل
اس کی نگاہوں کا تعاقب
بخوبی کر چکی تھی---
"بھوک لگی تھی--"
وہ ہڑبڑا کر بولا---
ارسا نے اسے بوکھلایا ہوا
دیکھا --تو بے اختیار
مسکرا دی---
عورت کی یہی بہت بڑی
جیت ہے کہ اس کا مرد
اس کی ناراضگی سے ڈرئے---
"اگر کھا لیا ہو تو چلیں "
اس نے مسکراتے ہوئے
پوچھا جس پر مقابل
فورا ہی اثبات میں سر ہلاتا
کھڑا ہوا--
لیکن ابھی وہ کھڑا ہوا ہی
تھا کہ اس کی نگاہ نایاب

پر گئی --وہ بھی کھڑی
ہوچکی تھی----
"ایک منٹ کال آرہی ہے"
ارسا کو کال آگئی تھی
اس لیے وہ وہیں بیٹھ
کر کال اٹینڈ کرنے لگی---
جب کہ مقابل اس کے
انتظار میں دونوں ہاتھ
پاکٹ میں ڈال
کر فرصت سے کھڑا
ہو گیا ---
نایاب ، حفصہ اور عبدالکریم
اس کے برابر سے ہی گزر
کر گئے تھے---
اس نے تو سرسری سی
ہی نگاہ جاتی ہوئی
نایاب پہ ڈالی تھی
لیکن نظر ٹھہر گئ
جب اس کی ہلتی ہوئی
پونی دیکھی---
وہ ہلتی ہوئی پونی
اسے کہیں بہت دور
ماضی کی یادوں میں

لے گئی ---

اسے اسکول نظر آیا۔۔

ایک گھنٹی بجتی ہوئی---

ایک یونیفارم میں کھڑی لڑکی۔۔

جس کی پشت تھی اس کی جانب---

جس کے بالوں میں پونی

بندی تھی---

وہ خوبصورت لمبے گھنے

بالوں سے بندھی پونی ---

جسے اس نے شرارت

سے پکڑ کے کھینچا تھا---

اہہہہہہہ" وہ یکدم چیخا---"

تو کینٹین میں موجود

تمام افراد کی نگاہوں

کا مرکز بن گیا ---

ارسا اس کی اچانک

چیخ پر خوفزدہ ہوئی---

اگلے لمحے---وہ دونوں ہاتھ سر پر

رکھے نیچے کی جانب

بیٹھتا ہوا نظر آیا---

نایاب اور اس کا گروپ

تو نکل چکا تھا کینٹین

سے ہاں البتہ باقی

کینٹین میں موجود تمام
لوگ زریاب کے ارد گرد
جمع ہونے لگے---
اس کا سر پھٹ رہا
تھا بری طرح--- اس قدر
اذیت سے کہ وہ چیخ رہا
تھا اور اس کی چیخیں
لوگوں کا دل ہلا رہی تھیں---
پھر وہ چیختے چیختے
وہیں بے ہوش ہو گیا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
وہ حسین لڑکی جب
مین گیٹ سے داخل ہوئی
تو اسے قیصر بلب
لگاتا ہوا نظر آیا---
وہ آہستگی سے چلتی ہوئی
آکر پورچ کے آخری
حصے میں کھڑی
ہوئی جہاں دروازہ تھا---
اگلی نگاہ اس کی لاؤنج کے
صوفے پر گئی---
جہاں اتنے سارے بلب
رکھے تھے کہ اس

کی حیرت سے آنکھیں

پھیلیں---

حنی --- اوپر کا کام ڈن--- "

آپ کا کمرہ جگمگا دیا ہے

"میں نے بلبوں سے

اسی پل عاطف نیچے آکر

اپنا کام ہو جانے کا

اعلان کر رہا تھا۔

" کھول کر آئے ہو نا؟ "

وہ سیڑھیوں

پر چڑھا چاکلیٹی بوائے

بلب لگاتے ہوئے

استفسار کرتا دکھائی دیا---

جی جی-- واش روم کے "

" بھی کھول دیے ہیں۔

عاطف فورا گویا ہوا۔ ---

گڈ۔ باقی یہ دو اٹھاؤ"

" کچن میں لگا کر آؤ۔

اس نے اپنا کام جاری رکھے آرڈر

دیا---

نایاب پورچ میں کھڑی

خاموشی سے اسے بلب

لگاتا دیکھتی رہی---

چونکہ بیچ میں سیڑھیاں
حائل تھیں اس لیے وہ
اندر گھر میں داخل نہیں ہو
سکتی تھی مگر دیکھ
ضرور سکتی تھی کہ اندر
چل کیا رہا ہے ---
ویسے کیا میں جان "
سکتا ہوں حنی---
یہ اتنے بلب کیوں لگائے
جا رہے ہیں؟؟ جبکہ یہ
"بالکل غیر ضروری ہیں اور
ابھی عاطف بول ہی رہا
تھا کہ قیصر تیزی
سے بات کاٹتے ہوئے--
کوئی غیر ضروری "
نہیں ہیں---میرا جگنو
پریگننٹ ہے---- اس لیے
ہر وقت گھر میں
روشنی رہنی چاہیے
تاکہ خدانخواستہ
اندھیرے کے سبب
کوئی حادثہ پیش
" نہ آجائے----

دو بلب تو روشنی "

کر ہی رہے تھے پہلے ہی--

" اور دو لگانے کی کیا ضرورت ؟؟

مقابل نہ سمجھی سے----

گھنٹے نہیں چل 24 "

سکتے یہ--ہیٹ اپ ہو

جائیں گے--- اس لیے دو دن

میں چلیں گے اور دو

" رات میں---

اور قیصر کی بات سن---

عاطف منہ کھولے اسے

دیکھنے لگا---

مگر دن میں بلب "

کون جلاتا ہے

" روشنی کے لیے؟

عاطف اپنا سر کھجاتے

معصومیت سے

استفسار کرنے لگا---

ہم---"

" کوئی مسئلہ ہے تمہیں؟

اب وہ اس کی جانب

ترچھی نگاہ سے دیکھتے

رعب دار لہجے میں

پوچھ رہا تھا---
انداز کچھ پوچھنے
کا یوں تھا کہ تم
بس منہ سے بولو
پھر میں تمہیں بتاتا ہوں---
نہیں نہیں--- میں تو"
سوچ رہا ہوں باہر گارڈن میں
بھی بلب لگا دیتے ہیں
دن میں جلتے ہوئے
"اچھے لگیں گے
عاطف اپنے 24 چمکتے
دانتوں کی نمائش کرتے---
تیزی سے بولا-- جس پر
قیصر نے اسے گھور کر دیکھا---
وہ کبھی اتنا ڈبل پروٹیکٹو
نہ بنتا اگر صبح اسٹڈی
میں اچانک بلب خراب
ہو جانے کے سبب اندھیرا
نہ ہوا ہوتا ---
کھڑکی دور تھی--
سوئچ قریب تھا ---
اس لیے وہ دوسرا
بلب کھولنے کی

نیت سے اٹھا۔۔۔

لیکن جیسے ہی وہ

کچھ قدم چلا اس

کا پاؤں زور سے ٹیبل

کے کنارے سے ٹکرایا

اندھیرے کے سبب۔۔

اور اس لمحے اسے اپنی

تکلیف سے کہیں زیادہ

نایاب کا خیال آیا۔۔

کہ خدانخواستہ اگر

وہ اس کی جگہ ہوتی تو۔۔۔

اور بس اس خیال کا آنا تھا

کہ اس نے سوچ لیا کہ

گھر کے کسی بھی کونے

میں ایک لمحے کے لیے

بھی اب وہ اندھیرا

نہیں ہونے دے گا۔۔۔

وہ اپنے جگنو کے لیے

شروع سے ہی اوور پروٹیکٹو

تھا اب تو پھر اس کے

ساتھ دو جانیں اور جڑ گئی

تھیں۔۔وہ کیسے

اس معاملے کو لاپرواہی

سے ٹال دیتا۔۔۔

قیصر۔۔۔ " نایاب"

جو کافی دیر سے خاموش

کھڑی تھی وہ اب مزید

پاؤں دکھنے کے سبب

کھڑی نہ رہ سکی

اور اسے آہستگی کے

ساتھ آواز دی۔۔۔

قیصر نے اس کی آواز پر۔۔

فورا ہی نیچے کی

جانب دیکھا۔۔۔

جگنو۔۔۔ ویٹ میں"

"سیڑھیاں ہٹاتا ہوں

وہ اپنا کام چھوڑ کر

فورا ہی نیچے اترا۔۔۔

پھر سیڑھیاں اس کے

راستے سے ہٹائیں تاکہ

وہ اندر داخل ہو سکے۔۔۔

جیسے جیسے نایاب

کے دن بڑھ رہے تھے

ویسے ویسے اس کے لیے

اب چلنے پھرنے کھڑے

ہونے سب میں مشکلات

پیدا ہو رہی تھیں ۔۔
اس کا سانس از خود ہی
پھول جایا کرتا تھا۔۔
پاؤں تھوڑی دیر کھڑے
رہنے کے بعد تھک جایا
کرتے تھے۔۔۔
کبھی کبھار تو سوتے
ہوئے بالکل سن ہو جاتے
کہ قیصر نیند میں
اٹھ کر دباتا۔۔۔
نایاب نے شروع کے چار
مہینے اپنے ساتھ جو
لاپرواہیاں کی کھانے کو لے
کر اور اپنی صحت کو لے
کر۔۔اس کا خمیازہ وہ
اچھے سے بھگت
رہی تھی اب۔۔۔
قیصر۔۔۔ تم اس وقت"
" گھر میں کیا کر رہے ہو؟
وہ ہاتھ پکڑ کر اسے
کمرے تک چھوڑنے آیا
جیسے وہ کوئی بچی ہو۔۔۔۔
ابھی وہ کمرے میں

داخل ہوئے ہی تھے

کہ نایاب نے اس کی

جانب دیکھ۔ابرو

اچکاکر استفسار کیا۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں

جانتی تھی کہ وہ کر کیا

رہا ہے لیکن بس اچھا

لگتا تھا اس کی توجہ

اپنی جانب مرکوز رکھنا۔۔۔

پتہ نہیں یہ پریگننسی کا اثر

تھا یا اس کی اپنی دلی

چاہت لیکن وہ قیصر کو

ہر وقت بس اپنے وجود کے

ارد گرد چاہتی تھی۔۔۔

وہ لڑکی جو بالکل نہیں بولا

کرتی تھی ۔۔دنیا میں کیا ہو رہا ہے

اسے کوئی پرواہ نہیں۔۔

ایسا لگتا تھا دنیا سے بےنیاز

ہے بالکل لاپرواہ سی

لیکن اپنے شوہر کے سامنے

اس کا بیہیویئر بالکل

مختلف ہوتا۔۔۔ بالکل

عام لڑکیوں جیسا ۔۔۔

وہ قیصر کو کبھی محسوس
نہیں ہونے دیتی تھی کہ
وہ بہت ہائی ائی کیو لیول
والی لڑکی ہے جس کے
ساتھ کام کرنے کے لیے
لوگ باہر ملک سے خود
آئے ہیں----
اگر کوئی آپ سے کہے
کہ خاموشی میں عقلمندی ہے
تو مت مانیے گا
چونکہ ایسا نہیں ہے---
عقلمندی صرف تب ہے
جب آپ جانتے ہوں کہ
اپ کو کہاں بیوقوف بن کر
دیکھانا ہے---
آفس میں کوئی "
"خاص کام نہیں تھا آج
وہ لاپرواہی سے گویا ہوا
بغیر یہ ظاہر کیے
کہ کیسے اپنے پورے دن
کی ساری میٹنگ کینسل
کر کے بیٹھا ہوا ہے---
اچھا۔ چلو تو پھر"

میرے ساتھ مل کر

مرغ چھولے بنواو--- میرا

" بہت دل چاہ رہا ہے--

وہ اپنا بیگ بیڈ پر رکھ

کر ---اپنی دونوں باہیں

مقابل کے گلے میں ڈال کر

معصومانہ چہرہ بنائے

نہایت میٹھے سے لہجے میں

بولی----

جو حکم میرے "

"جگنو کا

وہ اس کی پیشانی پر لب

رکھتے--- نرمی سے فدا

فدا لہجے میں گویا ہوا---

کچھ دیر بعد وہ دونوں

میاں بیوی مل کر کچن میں

مرغ چھولے بنا رہے تھے --

لیڈی) شیف کو کچن سے باہر)

کردیا تھا قیصر نے---

قیصر ایسے نہیں---"

لمبی لمبی کاٹو--- یہ لاسٹ میں

اوپر سے ڈالیں گے

ڈیکوریشن کے طور پر---

اندر تھوڑی ڈالیں گے

جو چھوٹی چھوٹی

کاٹ رہے ہو" نایاب کھانے

بنانے میں پوری ماسٹر

شیف تھی---

ہر کام اسے

بالکل پرفیکٹ چاہیے

ہوتا تھا اپنے مطابق---

قیصر اور وہ شروع

سے الگ رہے تھے

اس لیے دونوں کا کھانے

بنانے کا انداز بالکل الگ تھا---

یہی وجہ تھی کہ

نایاب ہر تھوڑی دیر

بعد قیصر کو کسی نہ

کسی چیز پر ٹوک رہی تھی ---

اور جسے خود کھانا

بنانے کی عادت ہو

وہ دوسرے کی ٹوکم ٹاکی

برداشت نہیں کر پاتا ---

اس نوجوان کی جگہ کوئی

اور ہوتا تو یقینا چڑ

جاتا---کہتا ہے کہ تم

ہی بنا لو اگر اتنے مسئلے
ہیں تو۔۔۔ مگر اس نوجوان کی
تحمل مزاجی اور صبر
کا عالم یہ تھا کے اس کی
پیشانی پر ایک بل تک
نمودار نہیں ہوا
تھا ابھی تک۔۔۔
"جو حکم میرے جگنو کا "
وہ مسکراتے ہوئے کہتا۔۔
ساری اپنی چھوٹی چھوٹی باریک
کاٹی ہوئی ہری مرچوں کو
سائیڈ کر ۔۔فریج سے
نئی مرچیں نکالنے چل دیا
تھا۔۔۔
یہ صرف رومینٹک
فلمز اور ناولز کا خاصہ ہے
کہ محبت کے نام پر میاں بیوی
میں رومانس شروع ہو جاتا ہے
ہر جگہ حتی کہ کچن میں
بھی۔۔۔ورنہ ریل لائف میں
ایسا کچھ نہیں ہوتا ۔۔
صرف احساسات ہوتے ہیں
جذبات ہوتے ہیں۔۔

چھوٹی چھوٹی سی چیزیں
ہوتی ہیں۔۔مدد ہوتی ہے۔۔۔
سر تسلیم خم ہوتا ہے
محبوب کے حکم پر
کبھی اپنی چلائی جاتی ہے
کبھی اس کی سن لی جاتی ہے
اور یہی چیز محبت ہے۔۔۔
" اب ٹھیک ہے؟ "
اس کے کہے کہ مطابق
ہری مرچیں کاٹنے کے
بعد اب وہ اسے دکھا رہا تھا۔۔
بہتر ہے" اس نے سالن میں"
چمچہ چلاتے ہوئے قیصر
کی کاٹی ہوئی ہری مرچوں
کی جانب ایک نگاہ ڈال
کر۔۔۔سرسری سے انداز
میں جواب دیا۔۔۔
اور وہ لڑکی نہیں جانتی
اس لمحے وہ اس نوجوان
پر حکم چلا رہی تھی
کھڑے ہو کر جو خود
پوری دنیا پہ حکم
چلانے کا عادی ہے۔۔۔

جس کی صرف نگاہوں کے
اتار چڑھاؤ ہی کافی
ہوتے ہیں لوگوں سے
کام کروانے کے لیے---
" تو اب کیا کرنا ہے مجھے؟ "
اب وہ نئے حکم کے
انتظار میں کھڑا نظر آیا۔۔
پودینہ اور ادرک نکال "
" لاو فریج سے۔۔
اوکے" وہ قریب آکر اس"
کے گال کو نرمی سے
چومتا --- حکم کی تعبیر کے لیے
مسکرا کر آگے بڑھ گیا تھا---
لاو یہ مجھے دو۔۔ "
اور تم ابلے ہوئے چھولے
سالن میں ڈالو--- "چھری
اس کے ہاتھ سے لے کر
اب نیا کام پکڑا دیا تھا---
تمہارا اگر اتنا ہی دل "
تھا مرغ چھولے کا
تو مجھے بتا دیتیں
میں بازار سے لے آتا
رات کو ہی---" چھولے

رات سے بھیگے ہوئے تھے

اس کا مطلب صاف

تھا کہ اس کی رات سے

خواہش تھی کھانے کی---

بازار کے مرغ "

چھولے مجھے سمجھ

نہیں آتے-- پھر اپنے ہاتھ کے

"ہی کھانے کا دل تھا

اس کے نرمی سے بتاتے

ہی مقابل نے اثبات میں

سر ہلایا---

میں نے سیکھ لیا ہے اب -- "

مجھے بتا دینا آئندہ دل کرئے

"تو میں بنا دیا کروں گا

اپنا بازو اس کے گرد حائل کر- -

اسے خود سے لگاتا--- وہ

مسکراتے ہوئے بولا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر اٹھو---"

میرا دہی بڑے کھانے

" کا دل کر رہا ہے---

وہ اسے ہاتھ پکڑ کر

ہلاتے ہوئے

بچوں کی طرح فرمائش

کر رہی تھی--

" ہاں؟؟"

کچھ لمحے تو اس کا ذہن

کام ہی نہیں کیا ---

آنکھیں مسلتا ---

اٹھ کر بیٹھ گیا ---

کافی گہری نیند سے

اٹھا تھا وہ--

قیصر ---میں نے کہا"

مجھے دہی بڑے کھانے

"ہیں ابھی

مجھے کھا لو--- "

میں بھی بہت

"میٹھا ہوں

وہ آنکھیں مسلتے ہوئے

نیند میں بھرائی آواز

کے ساتھ گویا ہوا--

تو نایاب منہ بسور

کر اس کا چہرہ

دیکھنے لگی--

میٹھا کھانے کا دل نہیں "

کر رہا ---میرا کھٹا

کھانے کا دل کر رہا ہے--
مرچوں والا---
مجھے سکون نہیں آرہا
مجھے دہی بڑے کھانے ہیں
اٹھو" اس کا بازو پکڑ کر
پورا پورا ہلاتے ہوئے
بچوں کی طرح ضد
کر رہی تھی---
" ٹائم کیا ہو رہا ہے؟ ؟ "
اب اس نے سامنے
لگی گھڑی کی جانب
دیکھتے ہوئے استفسار کیا--
گھڑی رات کے تین
بجا رہی تھی--
وہ ہلکا سہ مسکرایا---
یہ میرے بچوں کو "
رات کے تین بجے ہی
" کیوں بھوک لگتی ہے روزانہ
یہ ایک محبت بھرا شکوہ تھا
جو ازخود ہی اس کے لبوں
پر آگیا تھا کیونکہ یہ
روز کا معمول تھا رات
کے تین بجے نہیں کہ

نایاب کو بھوک لگنا

شروع ہو جاتی تھی۔۔

وہ بھی کسی ایسی

چیز کی ۔۔۔جو ممکن ہی

نہیں تھا گھر میں

موجود ہو۔۔

تم نیچے آو۔۔ میں "

"گاڑی نکالتا ہوں

بڑی محبت سے اس کی

پیشانی چوم کر کہتا ۔۔

فورا ہی اٹھ کر چل دیا۔۔

ٹی شرٹ تو پہنو قیصر۔۔ "

" کیا ایسے جاؤ گے؟

وہ نایاب تھی جس نے

اسے یاد دلایا تھا کہ

وہ شرٹ لیس ہے

ورنہ وہ تو ایسے ہی

باہر چل دیا تھا

چابی اٹھا کر۔۔۔

"تم لیتی ہوئی آجانا نیچے "

وہ لاپرواہی سے کہتا

کمرے کا دروازہ کھولنے لگا۔۔

"قیصر۔۔۔ ویٹ"

وہ آہستگی کے ساتھ

بیڈ سے اتری----

اس کی سفید ٹی شرٹ

جو صوفے پر تھی

اسے اٹھا کر ۔۔وہ

مقابل تک پہنچی---

پہنو" اس کے کہتے ہی"

قیصر نے اپنا سر نیچے

کی جانب جھکایا ۔۔

نایاب نے شرٹ کا گول گلا

اس کے سر میں ڈالا---

شکریہ" اپنی شرٹ پہننے"

کے بعد وہ اس کی پیشانی

بڑی محبت سے چوم

کر۔۔شکریہ ادا کرتا---

باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد---

وہ بھی گھر سے باہر نکلی ۔۔

اب ان کی گاڑی چٹ پٹے

دہی بڑے ڈھونڈتی

پھر رہی تھی---

سمجھ میں آئے۔ ۔۔ "

"دوسری پلیٹ بنواؤں

وہ ایک پلیٹ لے کر آ گیا تھا
ٹرائل کے طور پر
کیونکہ نایاب کو بہت کم
ہی چیزیں سمجھ میں
آرہی تھیں ان دنوں۔۔
دونوں ایک ہی پلیٹ میں
سے کھا رہے تھے۔۔
قیصر کو سمجھ آگئے تھے
لیکن سارا مسئلہ تو نایاب
کا تھا۔۔اسی لیے اب وہ
چاکلیٹی بوائے مقابل
کی جانب دیکھ۔۔تحمل سے
استفسار کرنے لگا۔۔۔
نہیں۔۔۔ کہیں اور"
سے دیکھتے ہیں۔۔۔ "نایاب
کو اتنا خاص سمجھ
نہیں آیا تھا ان کا ٹیسٹ۔۔۔
چلو ٹھیک۔۔"
نایاب کی پسند قیصر
کے مقابلے بہت الگ تھی ۔۔
وہ کبھی بھی بڑے
ریسٹورنٹس اور ہائی فائی
ہوٹلز میں کھانا پسند نہیں

کرتی تھی اس کے کھانوں
کا ٹیسٹ بہت دیسی
تھا۔۔ڈھابوں والا۔۔۔چھوٹے چھوٹے
ہوٹل و ٹھیلوں والا۔۔۔
ہوٹلز کے اسپائسی کھانے
اسے پہلے پھر سمجھ آتے
تھے لیکن پریگننسی کے
بعد اسے بالکل سمجھ
آنا بند ہو گئے تھے۔۔۔
اسے ہر وقت
اپنے منہ میں صابن
گھل رہا ہو ایسا ٹیسٹ
محسوس ہوتا تھا ۔۔
اسی لیے وہ مرچیں والی
چیزیں پریفر کرتی۔۔۔
قیصر کو کوئی مسئلہ
نہیں تھا کہ وہ ہوٹلوں
سے کھا رہی ہے یا ڈھابوں
سے۔۔۔ وہ صرف شکر ادا
کرتا تھا کہ وہ کھا رہی
ہے ورنہ گھر کے کھانے
تو اب اس کے حلق
سے ہی نہیں اتر رہے تھے۔۔۔

یہ تو اب روز کا معمول

تھا تین بجے رات کے

نایاب کو بھوک لگنا

اور ان کا گاڑی لے کر

نکل جانا کراچی کی

سڑکوں پر---

کبھی وہ آئس کریم

کھانے نکلے ہوتے تھے

تو کبھی مٹکا بریانی کھانے

کبھی نہاری کھانے

تو کبھی پٹھان کے

میٹھے پراٹھے اور چھولے

کا ساگ کھانے تو کبھی

سپیگٹی پیزا و لازانیا کھانے---

سوائے کولڈ ڈرنک کے

قیصر نے اسے ہر

چیز الاؤ کر رکھی تھی---

قیصر یہ نہیں کرتا تھا

کہ کسی ایک سٹال پہ لے

کر گیا اسے بٹھایا اور کھلانا

شروع کر دیا---

بالکل نہیں--- وہ اس

کے ٹیسٹ کے مطابق اسے

جگہ جگہ لے کے جاتا

رہتا تھا جب تک وہ

مطمئن نہ ہو کر کھا لے

اور اس پروسس میں

اکثر فجر ہو جایا کرتی

تھی انہیں واپسی پر---

دوپہر کا کھانا نایاب

کا قیصر نے نیوٹریشن کے

حوالے کر رکھا تھا تاکہ

اس کی صحت بھی بنی رہے---

ویسے تو تانیہ اور

عاطف ہوتے تھے نایاب

کا پورے دن خیال رکھنے

کے لیے گھر میں

لیکن قیصر خود بھی

ہر دو تین گھنٹے بعد

آکے گھر میں چکر لگاتا---

اور اگر نہ آپاتا کسی

میٹنگ میں پھنسا ہونے کے سبب--

تو اس کی ویڈیو

کال آ جاتی---

❤️#جاری_ہے

وہ فائل لانا بھول گیا تھا۔۔ واپس

جانے میں اسے سستی

محسوس ہو رہی تھی اسی

لیے زریاب کو کال کی۔۔۔

وہ نہا رہا تھا۔۔ جب اسے

باہر سے سیل رنگ ہونے کی

آواز آئی

وہ ٹاول لور پارٹ پر

باندھتا ہوا واش روم

سے باہر نکلا

اس کا سیل سنگار دان

پر رکھا تھا ۔۔کال ریسیو

کر کے سیل کان

سے لگایا۔۔۔

یار میں اپنی فائل لانا "

بھول گیا ہوں۔۔۔

ذرا مجھے لا کے دے دے

گا ہاسٹل سے۔۔۔ لال کلر کی

فائل ہے ایل سی ڈی کے

برابر والی جو ٹیبل ہے

نا۔۔وہیں رکھی مل جائے

" گی شاید

عبدالکریم کے منتی

لہجے میں کہتے ہی
اس نے کوفت
سے اپنی پیشانی مسلی---
اگر کام کی فائل ہی "
ہاسٹل میں بھول گیا ہے
تو کیا شکلیں دیکھنے
" گیا تھا لڑکیوں کی وہاں؟؟؟
زریاب کچھ دنوں سے
اس سے بڑا جلا بھنا سہ
رہ رہا تھا--- جسے اب
عبدالکریم محسوس بھی
کرنے لگا --
رات کو میں "
نے باہر نکالی تھی کام کے لیے
واپس رکھنا بھول گیا یار---
اور ایک فائل ہی تو منگا رہا
ہوں راستے میں پڑئے گی
تیرے --- لا دے یار ---
تو تو ایسے باتیں سنا رہا
ہے جیسے کڈنی مانگ
" لی ہے میں نے تجھ سے----
عبدالکریم زرا جھنجھلا کر گویا
ہوا---

یار پورا آدھا گھنٹہ "

خراب ہوگا --پہلے تیرے

ہاسٹل جاؤ پھر وہاں

کی بدبوئیں سونگھو--- پھر

تیرے کباڑ بھرے

کمرے میں ایک فائل

ڈھونڈو پھر اس کے بعد

لیب آؤ --- سارا میری کلاس

"کا وقت نکل جائے گا

وہ بس جان چھڑا رہا تھا---

ہونہہ--- کیا ہو گیا تجھے"

زریاب؟..کیوں لڑکیوں

کی طرح رو رہا ہے؟

صرف پانچ منٹ کا کام ہے --

جتنی دیر تو مجھ سے

یہ بکواس کرنے میں لگا رہا ہے

نا اتنی دیر میں تو فائل

لے بھی آئے گا ---

" چل جلدی لے کر آ

مقابل نے اپنی بات کہہ

کر اسے بولنے و احتجاج کرنے

کا موقع دیے بغیر ہی

کال ڈسکنیکٹ کر دی

تھی جس پر مقابل دانت
پیستے رہ گیا تھا---
عبدالکریم سے--- جو
اچھا خاصہ دوست تھا اس
کا ---اب بہت چڑھ سی ہونے
لگی تھی اور کیونکر نہ
ہوتی جب دیکھو کالج
میں نایاب سے چپکا رہتا---
اس کی نگاہیں بس نایاب کو
گھورتی دیکھائی دیتیں---
یہ چیز زریاب کو اب تنگ کرنے
لگی تھی اور وہ نہیں
سمجھ پاتا تھا ایسا کیوں
ہے؟؟--وہ کیوں اس طرح
محسوس کرنے لگا ہے ---
کیوں کسی اور کا نایاب کو
دیکھنا بھی اس کے دل
پہ بھاری گزرتا ہے---
اس دن کینٹین میں
ہوئے حادثے کے بعد سے
اس کی میڈیسن ڈاکٹر نے
کافی بڑھا دی تھی
جس کے بعد وہ ذہنی

سکون کی وجہ سے

راتوں کو جلدی بھی

سو رہا تھا لیکن یہ جو

دل میں مچی ہلچل تھی

اس کی کوئی دوائی نہیں

تھی اس کے پاس---

نہ چاہتے ہوئے بھی

وہ فائل لے کر لیب

پہنچا---

ابھی اس کی گاڑی لیب

کے باہر والے حصے کی

جانب آکر رکی ہی تھی

کہ اسے نایاب آتی ہوئی

نظر آئی---

وہ اس کی گاڑی

کے برابر سے ہی گزر کر سیڑھیاں

چڑھنے لگی---

نایاب" اس نے تیزی سے"

گاڑی سے نکل کر

اسے آواز دی---

ذریاب کی آواز وہ کیسے نہ

پہچانتی لیکن وہ رکی

نہیں ---اپنا سیڑھیاں

چڑھنا جاری رکھا۔۔۔
جس دن اس کی چاچی
کا انتقال ہوا تھا اس دن
صرف اس کی چاچی
دنیا سے رخصت نہیں
ہوئی تھیں وہ محبت بھی
رخصت ہو گئی تھی
جو اس کے دل میں
زریاب کے لیے بچپن سے
تھی۔۔۔
یہ دل بڑی عجیب شے ہے
کبھی محبوب پر ایسا
پیار نچھاور کرتا ہے کہ
وہ مار بھی رہا ہو ناں
تو قبول کر لیتا ہے ہنستے
ہنستے اور کبھی ایسے
پھر جاتا ہے کہ محبوب
قدموں میں آکے بھی
روئے ناں تو نرم نہیں پڑتا۔۔۔
بس دل کے پھرنے کی
دیر ہوتی ہے خاص
عام سے بھی
بدتر ہوجاتے ہیں۔۔

نایاب" اس نے عجلت"
سے پہلی سیڑھی چڑھ کر
آواز دی---
اس لڑکی نے پھر نہ سنا
یہاں تک کہ وہ آخری
سیڑھی عبور کرنے لگی---
نایاب---میں آواز دے"
رہا ہوں تمہیں" وہ برق کی
پھرتی سے سیڑھیاں
پھیلانگتا ہوا اس تک پہنچا---
وہ پریگننٹ عورت تھی
بہت آہستگی کے ساتھ
چل رہی تھی-زریاب
کو زیادہ دیر نہیں لگی
تھی اس تک پہنچنے میں---
اس نے
کلائی پکڑ کر روکا
تو وہ بھپر کر مڑی---
"ڈونٹ ٹچ می "
نایاب نے اس کا ہاتھ اپنی
کلائی سے زور سے
جھٹکا
"اچھا نہیں کررہا"

مقابل کے دل کو کچھ ہوا

جب ان بھوری چمکتی

آنکھوں میں اپنے لیے

شدید نفرت و کدورت

جھلکتی دیکھی---

اس نے فورا جھمے

سے لہجے میں کہا---

ساتھ اس سے ایک

قدم دور بھی ہوا---

میں تو بس تمہیں یہ "

فائل دینے کے لیے بلا

رہا تھا--یہ عبدالکریم نے

" منگائی تھی--

اپنی جھوٹی انا قائم رکھنے

کے لیے اب وہ بھرم سے

بولا---

نایاب کو دیکھتے ہی دل

کیا بات کرنے کا---

اس کی طبیعت پوچھنے کا --

اسی لیے پیچھے آیا---

فائل تو فقط ایک بہانہ تھی--

جواب میں وہ منتظر تھا

کہ وہ کچھ بولے لیکن نایاب

نے تو اس کی بھی
زحمت نہ کی۔۔۔
وہ چپی کی مار مار
کر اسے غرا کر دیکھتی
ہوئی وہاں سے چل دی۔۔۔
وہ نایاب تھی فالتو
لوگوں سے بات کرنا
اس کی عادت میں
شامل نہیں تھا۔۔ اور اب
ذریاب اس کے فالتو
لوگوں کی لسٹ میں تھا۔۔
نایاب کو جاتا ہوا وہ
حسرت سے تکتا رہا ۔۔
اس کی لمبی گھنی
پونی آج پھر
ہلتی ہوئی دکھائی دے
رہی تھی ۔۔۔
اور یہ پونی اسے بہت
اچھی لگتی تھی۔۔۔
مانا آج اسے دیکھ
کر سر میں درد نہیں
ہوا تھا لیکن شدت سے
دل چاہا کہ ان زلفوں کو

پکڑئے۔۔۔ان کی گہرائیوں
میں اپنی انگلیوں کو ڈال
کر محسوس کرئے
ان کی نرمی کو۔۔
اتنے خوبصورت بال
تھے یقینا جب ان میں
انگلیاں سیر کریں گی
تو سرور ہی الگ آئے گا۔۔
اور وہ لڑکا بجائے اپنی بےعزتی
محسوس کرنے کے ۔۔۔
نایاب کی گھنی آبشار کا
اسیر بنا کھڑا تھا ۔۔۔۔
اے جنوں پھر مرے سر پر وہی شامت آئی
پھر پھنسا زلفوں میں دل پھر وہی آفت آئی
او۔۔ ہیلو۔۔۔"
تو لے آیا فائل" نایاب
نے جب دروازہ کھولا لیب میں
داخل ہونے کے لیے
تو اسی لمحے عبدالکریم
کی نگاہ دروازے کے پار
فائل ہاتھ میں تھامے کھڑے
زریاب پر گئی ۔۔۔
وہ پھرتی سے اٹھ کر باہر

آگیا تھا فائل لینے کے لیے
لیکن جب وہ فائل لینے
پہنچا تو اس نے ذریاب
کو کھویا کھویا محسوس
کیا جیسے وہ وہاں ہو
کر بھی نہ ہو---
اس کی آنکھوں کے
آگے چٹکی بجاکر
مخاطب کر--- اسے
نایاب کی زلفوں کے
سحر سے نکال کر واپس
دنیا میں لوٹ آنے پر
مجبور کیا تھا اس نے---
ہاں-- یہ لے---اور اگر آئندہ"
کبھی کچھ بھولے
تو بتا دیو---لے آؤں گا --
دوست ہوں آخر تیرا---
اتنا تو کر ہی سکتا ہوں
تیرے لیے "زریاب دوستانہ
انداز میں اس کے کندھے
پر ہاتھ رکھ کر جب گویا
ہوا تو عبدالکریم اسے
اچھنبے سے دیکھنے لگا ---

کیا یہ وہ شخص نہیں تھا
جو کچھ دیر پہلے ایک
فائل لانے پر بچوں کی
رو رہا تھا اور خوامخواہ
اسے نخرے دکھا رہا تھا۔۔۔
تو یہ لے آیا ۔۔اسی پر "
شکرانے کے نوافل پڑھنے
" کا سوچ رہا تھا میں تو۔۔۔
وہ دوست ہی کیا ۔۔
جو ٹانگ نہ کھینچے۔۔۔
اس کے جواب پر ۔۔۔زریاب
نے منہ بسورا۔۔۔جس پر
مقابل مسکرا دیا۔۔۔
وہ رسمی بات چیت کرنے کے
بعد واپس لیب میں
چلا گیا تھا۔۔۔
جبکہ مقابل کھڑا رہا
اس آس میں کہ جب لیب
کا دروازہ کھلے گا
تو شاید اسے نایاب
نظر آ جائے ۔۔۔
صرف ایک جھلک
دیکھنے کے لیے

کھڑا تھا وہ لڑکا ---

مگر آس دم توڑ گئی---

وہ نظر نہ آئی---

اسے نہ دیکھ پانے پر

دل کو مایوسی کی جڑوں

نے جیسے جکڑ لیا ہو---

دنیا کہتی تھی "

محبت کرتی ہے---

یہ کیسی محبت ہے؟

دیکھتی تک نہیں ہے

میری طرف---

ہر وقت عبدالکریم کے

ساتھ چپکی رہتی ہے"

وہ زیر لب کڑکڑاتا

پلٹ کر سیڑھیاں

اترنے لگا---

❤️*Husny Kanwal*❤️

" ہمارا وعدہ ہوا تھا---

تم وعدے سے مقرر رہے

ہو--- اور میں ایسا

نہیں ہونے دوں گا---

قیصر میرا بیٹا ہے---

میں اسے تمہیں نہیں

"دینے والا
التمش لاونچ میں داخل ہوا
تو عبدالرحمان صاحب
کو فون پر کسی سے چیخ
چیخ کر باتیں کرتے سنا
وہ خاصہ آگ
بگولا ہوتے
دکھائی دے
رہے تھے--
میں نے کہہ دیا ہے "
میرے بیٹے سے اپنے
لوگوں کو دور رکھو---
اگر اگلی بار وہ میرے
بیٹے کے قریب بھی نظر
آئے تو انہیں جان سے
مار کر کھلا جنگ کا
" اعلان کر دوں گا میں---
وہ قریب پہنچا تو
عبدالرحمان صاحب کو
دھاڑتے ہوئے سنا---
میں پرانی دوستی کا "
"لحاظ رکھ رہا ہوں عبدالرحمان
التمش نے دوسری

جانب سے آنے والی

رعب دار آواز سنی---

جو سیل سے باہر

تک آرہی تھی- --

جسے وہ چار قدم کے

فاصلے پر ہونے کے باوجود

بھی باسانی سن سکتا تھا---

لحاظ تو میں رکھ رہا ہوں "

تمہارا وعدہ توڑنے کے

باوجود بھی ---

تمہیں کیا لگتا ہے میں

نہیں جانتا تم

قیصر پہ نظر رکھوا

"رہے ہو

وہ میری گدی کا "

جانشین ہے اسے میرے بعد

یہ جگہ سنبھالنی ہے ---

اس کے خون میں

حکومت ہے تم نہیں

" روک سکتے اسے---

آج تک روک رکھا ہے ناں "

آگے بھی روک لوں گا---

میں ثابت کروں گا پرورش

کا رنگ بڑا ہوتا ہے خون سے---

وہ تم جیسے درندے

کا بیٹا نہیں ہے ---

وہ میرا بیٹا ہے ---

میں نے اسے ایک اچھا

انسان بنایا ہے ---

معاشرے کا ایک اچھا فرد --

وہ تمہاری طرح لوگوں

کو قتل کرتا نہیں پھرتا ---

میرے بیٹے سے تم دور

رہو اس پر اپنی سیاہ

"پرچھائی بھی مت ڈالو---

عبدالرحمان صاحب

مسلسل لڑ رہے تھے ---

ایسے کیسے وہ اپنا پلا پلایا بیٹا

ایک گینگسٹر کو پکڑا دیں---

وہ دنیا پر بادشاہت کرنے"

کے لیے پیدا ہوا ہے تمہاری

" طرح بنیا بننے کے لیے نہیں---

دوسری جانب سے

کڑک دار آواز آئی---

یقینا آخری جملے

میں شدید تذلیل تھی

عبدالرحمان صاحب کے لیے۔۔
اور ساتھ ہی کال ڈس
کنیکٹ ہو گئی۔۔۔
کال ڈس کنیکٹ ہونا
تھا کہ عبدالرحمان صاحب
اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے
صوفے پر گرنے والے انداز
میں بیٹھے وہ بہت پریشان
حال نظر آرہے تھے۔۔۔
بہت فکر مند۔۔۔
قیصر کی سیکیورٹی "
بڑھا دو۔۔۔کوئی بھی انجان
انسان اس کے قریب نہیں
آنا چاہیے۔۔۔ میرے بیٹے
پر میں سایہ بھی نہیں
پڑھنے دوں گا
"ان درندوں کی دنیا کا۔۔۔
عبدالرحمان صاحب التمش
کو دیکھ۔حاکمان انداز
میں گویا ہوئے۔۔۔
ایک طرف اس کے
دونوں باپوں میں لڑائی
چل رہی تھی ایک اسے

اچھا انسان اور اچھی
زندگی دینا چاہتا تھا
بزنس ورلڈ کا بادشاہ بنا
کے رکھنا چاہتا تھا تو
دوسرا اسے اپنی گدی کا
جانشین بنانے کی
چاہ لیے ہوئے تھا۔۔
اپنی خون سے رنگی
سفاکیت بھری دنیا میں شامل
کر لینا چاہتا تھا۔۔۔ اور
جس کے لیے وہ دونوں
لڑ رہے تھے وہ ان سب
سے بےنیاز و لاپرواہ بیٹھا
اپنے لیپ ٹاپ پر بچوں
کی ویڈیو لگا کر
ان کی ضروریات کا
سامان دیکھنے میں مگن تھا۔۔۔
عاشے جب کیبن
میں داخل ہوئی۔۔۔ تو اس
نے قیصر کو ممتا بھری
مسکراہٹ کے ساتھ لیپ
ٹاپ کی اسکرین
تکتے ہوئے دیکھا ۔۔۔

وہ حیران ہوئی تھی

اس نے قیصر کو کبھی

یوں مسکراتے ہوئے

نہیں دیکھا تھا ---

جس طرح اس لمحے

وہ مسکرا رہا تھا---

وہ مسکراہٹ بہت ہی

پیاری تھی -- دل کو ٹھاکر

کے لگ جانے والی---

وہ بڑے اشتیاق سے

قریب آئی تھی یہ دیکھنے

کے لیے کہ آخر وہ اسکرین

میں ایسا کیا دیکھ رہا ہے

جس کے سبب اس کے

چہرے پہ اتنی بڑی

مسکراہٹ بکھرئی ہوئی ہے---

جب وہ قریب آئی

تو اس کی نگاہ اسکرین

پر پڑئی ---

اسکرین پر ایک ویڈیو

چل رہی تھی --

جس میں ایک 30 35 سال کا

آدمی نظرآرہا تھا اور

اس کے ساتھ دو چھوٹی
چھوٹی بچیاں تھیں---
پنک کلر کے فراک میں
ملبوس اور وہ دونوں
اپنے بابا کی دائیں بائیں
ہاتھ کی شہادت کی
انگلی تھامے ہوئی تھیں---
آپ کو بیٹیوں کا شوق ہے "
سر؟ "عاشے کے سوال پر
وہ اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے مسکرایا---
بہت---- ایک میرا جگنو "
اور اس سے
ہمارے دو لٹل جگنو---
لائف سیٹ--- اس سے زیادہ
کی تو میں خواہش
" بھی نہیں کر سکتا---
اور عاشے دیکھ سکتی تھی
جب وہ یہ جملے ادا کر
رہا تھا تو اس کی سیاہ
آنکھیں ستاروں کی طرح
چمک رہی تھیں---
اور وہ خوشی کی

چمک تھی---

اس کی خواہش تھی

کہ دو جڑوا بیٹیاں

ہوں باقی جو

خدا کو منظور---

مانا عاشے اس کی

بات سمجھنے سے قاصر تھی---

لیکن پھر بھی مسکرائی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

آج چھٹی کا دن تھا----

وہ حسین نوجوان

وائٹ sleeveless shirt

اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس--

کانوں میں ہینڈ فری لگائے

گارڈن کے چار پانچ

چکر لگانے کے بعد بھاگتا

ہوا آرہا تھا جب نایاب

وہاں آکر کھڑی ہوئی- --

اس نے دور سے ہی اپنے

انگوٹھے کو لبوں

کی جانب لے جاتے ہوئے

پانی کا اشارہ کیا---

وہ پانی کی بوتل

لینے چلی گئی تھی---
جب لوٹی تو مقابل کا
چکر ختم ہونے کو تھا
وہ اسی کی
جانب آرہا تھا بھاگتے ہوئے---
نایاب نے پانی کی
بوتل آگے کی---
تاکہ اسے پکڑا سکے
لیکن بجائے بوتل کو پکڑنے
کے وہ بڑی گرم جوشی
سے آکے اس کے گلے لگا---
کیونکہ یہ اچانک عمل
تھا اس لیے نایاب کی
آنکھیں حیرت سے پھیلیں---
لیکن اگلے ہی لمحے
وہ بلش کر اٹھی---
قیصر کی رفاقت اسے کھلتے
گلاب کی مانند
مہکا دیا کرتی تھی---
اسے خود بھی اندازہ نہیں
ہوتا تھا کہ کس طرح
اس کے گال بالکل لال
پڑ جاتے تھے ٹماٹر کی

طرح جب وہ قیصر
کے ساتھ ہوا کرتی---
وہ گلے سے ہٹا
تو مقابل حیا کے سبب
ہونٹ چباتے ہوئے
مسکرانے لگی---
قیصر اس کے اک
اک ری ایکشن کو بغور
دیکھ رہا تھا اور
حیران ہو رہا تھا کے کیا
یہ وہی لڑکی تھی
جو بے باکیوں پر آئے
تو اسے لڑکا ہونے کے باوجود
شرمانے پہ مجبور کر دیتی ہے---
نایاب کا کردار ایک
پہیلی کی مانند تھا
اس کے لیے---
جتنا کھوجتا اتنا تجسس
بڑھتا---اتنی ہی چاہ بڑھتی
جاننے کی---کبھی لگتا
سمجھ آگئی ہے
اور کبھی لگتا جانتا ہی نہیں
کوئی اور ہی ہے---

وہ بدل جایا کرتی تھی

یا شاید اسے ایسا لگتا---

پھر وہ اپنے دل کی

کوئی بات کہتی بھی

تو نہیں تھی---بس مسکراتی

رہتی ---اب وہ کیا جانے

کہ اس کے دماغ میں

کیا چل رہا ہے---

قیصر نے اس کے ری ایکشن

کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے

پہلے اس کی سیدھی

آنکھ کا بوسہ لیا

اور پھر الٹی اور

پھر پیشانی پر

اپنے لب رکھے---

وہ بالکل خاموش رہی---

تھمی ہوئی سی---

میں نے کچھ نہیں "

دیکھا ---میں نے کچھ نہیں

دیکھا" اچانک آنے والی

آواز پر وہ دونوں میاں

بیوی سامنے کی جانب

متوجہ ہوئے جہاں

عاطف کھڑا تھا آنکھوں
پر ہاتھ رکھے---
آج چھٹی کا دن ہے"
کم از کم آج تو اپنے
کمروں میں رہ لو
"سکون سے---
قیصر عاطف کو دیکھ
جل کڑے لہجے میں
گویا ہوا---
اس لمحے وہ کباب
میں ہڈی سے زیادہ
اور کچھ نہیں معلوم
ہو رہا تھا اسے---
حنی ہمیں کمرے میں بند"
کرنے کے بجائے آپ
خود کمرے کو کیوں
"...پریفر نہیں کرتے؟
وہ آنکھوں سے ہاتھ
ہٹا کر قیصر کی جانب
دیکھ --ایک ہاتھ کمر پر
ٹکاتا---سنجیدگی کے ساتھ
اسے مشورہ دینے لگا---
اگلے ہی پل قیصر

نے اسے غرا کر دیکھا ---
آہ--- میں تو مذاق کر رہا تھا"
مجھے پتہ ہے ہمارے گھر
میں ایک نیا میرڈ کپل رہ
رہا ہے اور اسے اسپیس
کی سخت ضرورت ہے
اور ہمیں کمرے بند رہنا
چاہیے جب وہ لوگ
باہر ہوں تو آپ فکر نہ
کریں-میں کمرے میں ہی بند رہوں
گا بلکہ تانیہ کو بھی
کہوں گا کہ کمرے سے
"نکلنے کی ضرورت نہیں ہے
وہ اپنے 24 چمکتے
دانتوں کے نمائش کرتے
مسکرا کر اک ہی سانس میں
تیز تیز بولا---
کر لی بکواس--- چلو آو "
"پش-اپس لگاو میرے ساتھ
اور بس قیصر کے اس
جملے کا ادا کرنا تھا
کہ سامنے کھڑے لڑکے
کی جان ہلکان ہوئی جو

سستی کا مارا تھا۔۔

"پش اپس۔۔ اتنی صبح ہی صبح"

وہ روتو سہ منہ بنا کر بولا۔۔۔

جتنی زبان چلتی ہے "

اگر اتنا دماغ اور ہاتھ پیر

چل جائیں ناں تمہارے

تو اس دنیا میں ایک نکمہ

" کم ہوجائے۔۔۔ چلو۔۔

قیصر نے اب اسے

ڈپٹ والے لہجے میں

کہ کر اپنی جانب بلایا۔۔۔

اک منٹ۔۔ مجھے تانیہ"

بلا رہی ہے ۔۔۔۔

ہاں تانیہ آرہا ہوں۔۔۔

آپ پش اپس لگانا شروع

کریں میں آتا ہوں۔۔ " اپنا

چہرہ پیچھے کی جانب

موڑ کر۔۔وہ ایسے ظاہر کر

رہا تھا جیسے نہ جانے

کتنی اسے تانیہ کی

آوازیں آرہی ہیں۔۔۔۔

وہ غائبانہ آوازیں

ہی تو تھیں جو سوائے

عاطف کے اور کسی کے
کانوں تک نہیں پہنچ
پا رہی تھیں---
یہ جملے ادا کرنے کے بعد
وہ ایسے غائب ہوا
جیسے گدھے کے سر
سے سینگ---
اس کے ری ایکشن پر
نایاب جہاں مسکرا رہی
تھی وہیں قیصر نے سر
جھٹکا ---کہ کچھ نہیں
ہو سکتا اس سست
و کاہل لڑکے کا---
اب قیصرہ پش اپس لگا
رہا تھا اور نایاب
سامنے چیئر بیٹھ کر
سکون سے اس منظر کو
دیکھ رہی تھی جب
اس کے ہاتھوں کے مسلز
مسلسل حرکت کر رہے تھے---
اگر کہا جائے تو غلط
نہیں ہوگا کہ وہ پانی
سے زیادہ قیصر کو

پی رہی تھی آنکھوں سے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب پانچ ماہ کی

پریگننٹ ہو چکی تھی

لیکن وہ اتنی کمزور تھی

ابھی بھی کہ اس کا

پیٹ ذرا بھی باہر نہیں

نکلا تھا جس کے سبب

دیکھنے والوں کو ذرا

بھی محسوس نہیں ہوتا تھا---

لیکن جیسے جیسے

وقت بڑھ رہا تھا نایاب

کی فکر بڑھ رہی تھی

وہ کب تک چھپا سکتی

تھی لوگوں سے اور پھر

جب بچے ہو جائیں گے

تو انہیں تو دنیا نے

دیکھنا ہی ہے پھر کیا ہوگا؟

وہ اپنے نانا کو کیا جواب

دے گی---سب سے بڑا خوف

تو اسے عبدالرحمان صاحب

کا ہی لگا رہتا تھا---

قیصر کو بچے ضرور

چاہیے تھے لیکن اس نے
کبھی بھی یہ نہیں کہا
کہ وہ اپنی شادی کا
اعلان کرنے کے لیے تیار
ہو رہا ہے دنیا کے سامنے
یا پھر وہ اپنی منگنی
توڑ رہا ہے--اور یہ باتیں
نایاب کے دل میں تھیں---
وہ چاہتی تھی قیصر
خود منگنی توڑے بغیر
اس کے کہے --ساتھ ہی
خود دنیا میں اعلان کرے
ان کی شادی و بچوں کا---
پہلے اسے ان باتوں سے
کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ---
لیکن اب آہستہ آہستہ
اسے یہ سوچیں پریشان
کرنے لگی تھیں کہ
اگر قیصر نے اسے دنیا
کے سامنے اپنا نام نہ دیا تو
وہ اور اس کے بچے
گالی بن کے رہ جائیں گے---
قیصر مانا لاکھ

اچھا تھا لیکن رکھا
اس نے ہمیشہ چھپا کر ہی
دنیا سے۔۔۔وہ جوان کا بچہ
تو نکاح بھی چھپائے
ہوئے بیٹھا تھا۔۔۔
اگر وہ دوسرا نکاح کرنے
کھڑی نہ ہوتی تو یقینا
وہ اسے ابھی بھی
نکاح کے متعلق بتانے کی
زحمت نہ کرتا۔۔۔
وہ کھڑکی کے پاس کھڑے
آسمان پر چاند کو
دیکھتے ہوئے نجانے
کتنی دیر سے انہی
سوچوں و فکروں
میں مگن تھی۔۔۔
" کہیں جا رہے ہو؟؟ "
وہ اپنی سوچوں میں ہی
ڈوبی کھڑی تھی جب
اس نے قیصر کو واش روم
سے آکر تیار ہوتے دیکھا۔۔۔
وہ کچھ زیادہ ہی
تیار ہو رہا تھا آج ۔۔۔

کافی پرفیوم بھی لگایا
جس کے سبب نایاب
نے محسوس کیا کسی
خاص جگہ کی تیاری ہے---
دل چاہا کہ پوچھے
لیکن پھر سوچا وہ
خود ہی بتا دے گا
اگر بتانا چاہے گا---
اور اس انتظار میں
وہ خاموشی سے کھڑی رہی
ایسا ظاہر کرتی رہی
جیسے کچھ علم ہی نہیں
ہے کہ وہ کیا کرتا پھر
رہا ہے --
بالوں کو جیل سے
سیٹ کرنے کے بعد اب
وہ اس کی جانب چلتا
ہوا آیا تھا---
اچھا جگنو--- "
میں کام سے جا رہا ہوں
رات کو لیٹ گھر آؤں گا--
میرا انتظار مت کرنا ---
"سو جانا ٹھیک ہے---اللہ حافظ

بڑی محبت سے کہتے ہوئے

اس نے نایاب

کو پیچھے سے

آ کر جکڑا ---

مقابل نے ایک لفظ نہ کہا ---

وہ اس کے بالوں کو چوم

کر پیچھے سے ہی چل دیا تھا---

اس چمکتی آنکھوں والی گڑیا نے

تب تک پلٹ کر نہ دیکھا

جب تک دروازہ بند ہونے

کی آواز نہ آگئی---

اس کے جانے کے بعد

کمرے میں عجیب سی

مایوسی چھا گئی تھی

یا شاید اسے لگی---

وہ کتنی دیر وہاں

کھڑی چاند کو دیکھتی رہی

کچھ علم نہیں---

لیکن پھر اس کے سیل پر

نوٹیفکیشن کی بیل

رنگ ہوئی---

نوٹیفکیشن واٹس ایپ

گروپ کا تھا ---- جس میں

انڈر گراؤنڈ کلب جانے

کی بات چل رہی تھی ---

" نایاب تم چلو گی؟"

کیونکہ نایاب کی طبیعت

آج کل ٹھیک نہیں رہتی

تھی اس لیے حفصہ نے

الگ سے پوچھا---

وہ حفصہ تھی

جسے انڈا گراؤنڈ کلب

دیکھنے کا بہت

شوق چڑھا ہوا تھا---

کیونکہ عبدالکریم ان

دونوں کے ساتھ تھا

اس لیے پریشانی کی

کوئی بات نہیں تھی---

ضرور" کمرے میں اکیلے "

رہنے سے تو کہیں بہتر تھا

کہ وہ ایک نئی دنیا

دیکھ لے---

ویسے بھی نئی چیزیں

اسے اٹریکٹ

کر لیا کرتی تھیں---

ٹھیک ہے تو تم دونوں "

"تیار ہو۔۔۔میں آ رہا ہوں لینے

عبدالکریم نے ان دونوں

کو بار بار منع کیا تھا

لیب میں بھی لیکن حفصہ

اپنے پلان سے پیچھے

ہٹنے کے لیے تیار نہ تھی

بلکہ اسے ہی چھوڑ کر جانے

کی بات کرنے لگی ۔۔۔

تو وہ مجبور ہوا

ان دونوں کے ساتھ

خاموشی سے جانے پر۔۔۔

ویسے بھی اکیلا جانے

تو نہیں دے سکتا تھا

وہ ان دونوں کو اتنی

خطرناک جگہ پر۔۔۔

حفصہ تو چلو سمجھ آتا ہے

لیکن نایاب کو کیا ہو گیا تھا

وہ کیسے اتنی خطرناک

جگہ جانے کے لیے تیار ہو

کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ عبدالکریم

یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

کچھ کہنے کا کوئی فائدہ

نہیں تھا ان دونوں لڑکیوں

نے کب سنی تھی اس کی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ گاڑی نکال رہا تھا

جب اس نے سامنے سے

زریاب کو آتے دیکھا--

اتنی رات کو کہاں "

" جا رہی ہے تمہاری سواری؟؟

اس کی گاڑی کے شیشے

پر دونوں ہاتھ جما کر--

نیچے جھکتا--

اندر کی جانب دیکھ--

نہایت تجسس سے

استفسار کرنے لگا ---

" تو چلے گا؟ "

اس سے اچھی کیا بات تھی

کے ایک سے دو ہو جائیں

کیونکہ جہاں وہ جا رہے

تھے وہاں بہت خطرہ تھا---

"پہلے بتا "

وہ لاپرواہی سے---

دراصل ہماری سرچ ٹیم "

انڈر گراؤنڈ کلب

جا رہی ہے---

وہ دونوں لڑکیاں ہیں

اور میں اکیلا ہوں مجھے

نہیں لگتا میرا وہاں

اکیلا جانا ٹھیک ہے

تو، تو چل لے گا تو

"اچھا رہے گا

تمہارے پروفیسر کا بیٹا۔ "

" اس کا کیا؟؟

جیسے ہی زریاب

نے یہ بات سنی کہ

اس کی ٹیم جا رہی ہے

وہ جان گیا کہ نایاب

ضرور شامل ہے اس میں

یہی وجہ تھی کہ

وہ منع نہیں کر

سکا ڈائریکٹ ۔۔۔

وہ صرف ظاہر نہیں کرنا

چاہتا تھا عبدالکریم پر

ورنہ تیار تو وہ ہو چکا تھا

جانے کے لیے۔۔۔

میری اس سے نہیں "

بنتی ۔۔ ایٹیٹیوڈ ہی ختم

نہیں ہوتا سالے کا۔۔۔

باپ کے کارناموں پر

اتراتا ہے--"وہ منہ بسور

کر گویا ہوا---

اب تو یہ چھوڑ-- "

یہ بتا چل رہا ہے یا نہیں؟؟

دیر ہو رہی ہے مجھے

پہلے ہی--انتظار کر رہی ہوں

" گی حفصہ و نایاب

عبدالکریم ذریاب

کو نایاب سے

محبت میں حریف

کے طور پہ نہیں

دیکھتا تھا کیونکہ اس لڑکے

نے تو خود منگنی توڑی تھی

نایاب سے--

اس لیے اسے کوئی ڈر

نہیں تھا اور نہ ہی

وہ اس سے ان سیکیورٹی

محسوس کرتا تھا

جبکہ وہ نہیں جانتا

زریاب کے جذبات بدلنا

شروع ہو چکے تھے--

وہ اس لمحے بھی

صرف نایاب کی خاطر ہی
جانے کے لیے راضی ہوا---
"ٹھیک ہے چلتا ہوں "
زریاب یہ کہتے ہوئے فورا ہی
دوسری جانب سے آ کر
گاڑی میں بیٹھا---
ان کی گاڑی حفصہ کو
لینے کے بعد نایاب
کے گھر پہنچی---
نایاب کیونکہ عاطف
کو بتا کر گھر سے نکل
رہی تھی تو عاطف
اسے دروازے تک چھوڑنے
آیا---
نایاب کی پہلی نگاہ
زریاب پر ہی گئی تھی
لیکن اس نے یوں اگنور کیا
جیسے وہ وہاں
موجود ہی نہ ہو---
وہ عبدالکریم تھا جس
نے نایاب کے لیے گاڑی
سے اتر کر پیسنجر
سیٹ کا ڈور اوپن کیا---

" اور ٹیچر کیسی ہیں آپ؟ "
گاڑی میں حفصہ موجود
ہو اور عاطف سلام دعا
نہ کرئے یہ کہاں ممکن---
وہ فورا ہی حفصہ کی
سائیڈ آکر
شیشے پر جھک کر
اس سے بات کرنے لگا---
اللہ کا شکر---- " حفصہ نے"
رسمی طور پر مسکرا کر
جواب دیا--- اتنی دیر میں
نایاب گاڑی میں بیٹھ
گئی تھی---
عبدالکریم اور ذریاب
دونوں کو ہی دیکھ کر
ایک عجیب سی جلن
محسوس کی عاطف نے
اپنے دل میں---
وہ تو یہ بھی حق نہیں
رکھتا تھا کہ حفصہ
سے پوچھ سکے کہ
وہ ان دو لڑکوں کے
ساتھ اتنی رات کو جا

کہاں رہی ہے--- جب کہ وہ

چاہتا تھا کہ پوچھے---

نایاب نے صرف اسے

اتنا بتایا تھا کہ وہ

اپنی ٹیم کے ساتھ

جا رہی ہے کام سے---

کہاں جا رہی ہے---

کس کے ساتھ جا رہی ہے

اور ٹیم میں لڑکے بھی

شامل ہوں گے یہ سب

نہیں بتایا تھا--- اور نہ ہی

اس نے کوئی فکر کی---

فکر تو اب لاحق ہوئی تھی

جب حفصہ گاڑی میں

بیٹھی نظر آئی---

بچے شیشے سے "

ہٹ جاؤ" عبدالکریم نے

گاڑی سٹارٹ کرلی تھی

لیکن عاطف حفصہ کی

سائیڈ والے شیشے پر ابھی بھی

اپنے ہاتھ ٹکائے کھڑا تھا ---

وہ گہری سوچ میں تھا

شاید یہی وجہ ہے کہ

گاڑی سٹارٹ ہونے کے
باوجود اس نے ہاتھ نہیں
ہٹایا جس کے سبب
عبدالکریم کو اسے بچہ
کہہ کر مخاطب کرنا پڑا۔
اور یہ بچہ لفظ
پہلی بار عاطف کو زہر
لگا تھا۔۔۔
وہ دانت پیستے ہوئے
مصنوعی مسکان چہرے
پر سجائے آہستگی کے
ساتھ ہٹا یہاں تک
کہ گاڑی دھواں اڑاتے
ہوئے اس کے پاس سے
گزر گئی۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
" زریاب تم کیسے؟"
حفصہ سے بہتر کون
جانتا تھا کہ ذریاب و
نایاب کے درمیان کیا
معاملات رہے ہیں۔۔۔
حفصہ چاہ کر بھی
مزید خاموش نہ رہ

سکی تھی۔۔۔ اس کا تجسس

اسے مار رہا تھا کہ

آخر زریاب ان کے ساتھ

کر کیا رہا ہے اس وقت۔۔

" میں لایا ہوں اپنے ساتھ۔۔۔"

زریاب جواب دیتا اس

سے قبل ہی عبدالکریم

بول اٹھا۔۔۔ ساتھ ہی

اس کی نگاہ

بیک ویو مرر سے نایاب

پر ٹکی تھی جو کھڑکی

سے باہر دیکھتی ہوئی

نظر آرہی تھی۔۔۔

اس بےنیاز سی لڑکی

نے ایک بار بھی

دوران سفر گاڑی میں

چلنے والی باتوں میں

توجہ دینے کی

زحمت نہ کی۔۔۔

ذریاب بھی بہانے بہانے

سے مڑ کر نایاب پر

نگاہ ڈال رہا تھا جسے

حفصہ نے محسوس کیا ۔۔۔

کچھ دیر بعد ان کی
گاڑی ایک کیفے کے
آگے رکی ---
وہ چاروں اندرونی
راستوں سے ہوتے ہوئے
انڈر گراؤنڈ کلب پہنچے---
بس سیکیورٹی چیکنگ
کے بعد دروازے کا کھلنا
تھا کہ ان کی ناکوں
کو سخت بدبو نے ہٹ کیا---
وہ الکوحل ڈرگز
پسینوں سیکس
کی ملی جھلی سی بدبو
تھی اور وہ اتنی سخت
تھی کہ ان کے لیے سانس
لینا محال ہونے لگا---
عبدالکریم اپنے دوست
کے ساتھ پہلے یہاں آیا ہوا
تھا اس لیے اس کے لیے
دنیا پہلی بار والی نہیں
تھی لیکن حفصہ
نایاب اور زریاب کے لیے
تھی ---

جو ایکسائٹمنٹ و

نئی چیز کو جاننے کا تجسس

زریاب اور حفصہ

محسوس کررہے تھے----

وہ نایاب میں کہیں

دور دور تک نہیں تھا---

وہ بہت نارمل اور بے نیاز

سی تھی جیسے یہ

چیزیں وہ روز دیکھتی ہو---

جبکہ دیکھا اس نے

خود زندگی میں پہلی

بار تھا ---

وہاں ناچتی ہوئی

برہنہ سی لڑکیاں (مخصوص

شارٹ لباس میں) حفصہ

کو شرمسار کرنے لگیں

کیونکہ وہ اپنی ٹیم

ممبرز کے ساتھ تھی

جبکہ نایاب انہیں دھڑلے

سے دیکھ رہی تھی

جیسے کوئی بات ہی نہ

ہو ان کا برہنہ ہونا---

کسی سے بات کرنے "

کی ضرورت نہیں ہے

"یہاں پر---

عبدالکریم نے سختی

سے حکم صادر کیا---

جس پر ان تینوں نے

ہی خاموشی اختیار کی---

وہ بالکل ایک الگ

ہی دنیا تھی---

حفصہ نایاب کا ہاتھ پکڑ

کر آگے چل دی تھی

وہ ان دو لڑکوں کے

ساتھ کھڑی نہیں رہنا

چاہتی تھی وہاں---

اور اتنی دور صرف

کھڑے رہنے تھوڑی

آئی تھی وہ---

حفصہ آگے مت بڑھو "

یہ بہت خطرناک جگہ ہے

ہم کمرے میں جائیں گے

اوپر فلور پر---

" وہاں سے دیکھ لینا۔

ابھی وہ دونوں ایک دو قدم

ہی چلی ہوں گی

جب عبدالکریم نے حفصہ

کی کلائی پکڑ کر

سختی سے روکا---

حفصہ و نایاب نے

ایک دوسرے کی شکل

دیکھی اور پھر خاموشی

سے ان کے ساتھ چلنے

کے لیے راضی ہوئی---

وہ لوگ ڈانس فور

پر لڑکا لڑکیوں کے

درمیان سے ہوتے

ہوئے سیڑھیوں کی جانب

بڑھے

وہ اتنا بڑا حصہ تھا

کہ حد نگاہ تک صرف لڑکے

لڑکیاں ہی ناچتے گاتے

نظر آرہے تھے سائیڈ میں

صوفے رکھے تھے جہاں

کھلے عام سیکس

چل رہا تھا اور وہ صرف

لڑکے لڑکیوں کے

درمیان نہیں

کا (rainbow couples) تھا

..بھی تھا
وہ منظر حفصہ کو دور سے
دیکھنے پر ہی
شدید گھن لے آیا ---
عبدالکریم آگے تھا
نایاب و حفصہ درمیان میں
اور پیچھے زریاب
وہ دونوں لڑکے
ان کی حفاظت کر رہے تھے---
جیسے کوئی اپنی
عزت کی کرتا ہے---
اوپر والے فلور پر
وہ آگے کی جانب بڑھ
رہے تھے---
وہاں کمرے بنے
ہوے تھے دونوں سائیڈ
ہوٹلوں کی طرح ---
اور ان کمروں سے
چیخوں کی آوازیں
آ رہی تھیں---
وہ آواز مختلف تھیں
کہیں سے لڑکیوں کی
آ رہی تھی تو کہیں

سے لڑکوں کی---
ویٹر سے بات کرنے کے
بعد وہ ایک پرائیویٹ
کمرے میں پہنچے---
وہاں کا ماحول اتنا گرما
گرمی کا تھا کہ ان چاروں
کو ہی پسینے آ رہے تھے---
وہاں چلنے والی رنگ
برنگی لائٹیں
اس ماحول کو مزید
ڈینجرس بنا رہی تھیں--
مگر اوپر کمروں میں
صرف لال لائٹیں تھیں---
وہ جس کمرے میں
بیٹھے وہاں بھی لال
لائٹ کا ہی راج تھا---
زریاب اور عبدالکریم
جہاں صوفے پر گرے
تھے وہیں نایاب اور حفصہ
کھڑکی پر جا ٹکے---
وہ وہاں سے
کھڑے ہو کر پورے
انڈر گراؤنڈ کے کلب

کا منظر دیکھ رہی تھیں---
وہاں کی بدبو اتنی
سخت تھی کہ ان کے لیے
سانس لینا بھی دشوار تھا
یہی سبب تھا کہ نایاب
نے اپنے بیگ سے
ماسک نکال کر چہرے
پہ لگا لیا تھا اور ایک
حفصہ کے آگے بھی بڑھا
دیا جسے اس نے بھی
فورا لگایا---
وہ ابھی دونوں وہاں
کا منظر دیکھ ہی رہی
تھیں کہ نایاب
کی نگاہوں کو کسی
جانی پہچانی شخصیت
نے اپنی جانب تیزی سے
متوجہ کیا---
قیصر" وہ زیر لب"
حیرت سے بڑبڑائی---
ساتھ ہی اگلے ہی لمحے
وہ پریشان بھی ہوئی
کیونکہ وہ اکیلا نہیں تھا

اس کے آگے پیچھے کافی
سارے گارڈز تھے---
جو اسے گھیرے ہوئے
چل رہے تھے اور وہ
سامنے والے فلور کی
جانب بڑھ رہا تھا---
نایاب نے ایک لمحہ
کی دیری کیے بغیر
اپنا سیل پرس سے نکالا--
"ہیلو-- قیصر"
اس نے اپنے شوہر
کو میسج کیا تھا---
اور وہ دیکھ سکتی تھی
کہ قیصر کے ہاتھ میں ہی
سیل تھا اس نے فورا
ہی سیل پہ آنے والے
میسج کا ریپلائی ٹائپ
کیا ٹھہر کر---
" کیا ہوا خیریت؟ ؟"
اس کے میسج سے ہی
محسوس ہوا جیسے
وہ پریشان ہو گیا ہے---
" تم ٹھیک ہو نا؟ -- "

اس نے فورا پوچھا---

ساتھ ساتھ اس کی نگاہیں

دور سے قیصر کے

چہرے پر ہی ٹکی تھیں--

ہاں--- مجھے کیا ہونا ہے----"

تم میری فکر مت کرو ----

اپنا اور میرے لٹل جگنووں

" کا خیال رکھو بس---

اور جو بات نایاب نہیں

جانتی تھی وہ تھا قیصر

کو علم ہونا کے اس

لمحے نایاب اسے

دیکھ رہی ہے---

وہ انجان نہیں تھا اس

کی یہاں موجودگی سے---

عاطف اسے کال کر

کے بتا چکا تھا کے نایاب

اپنی سرچ ٹیم کے ساتھ

کہیں گئی ہے---

اس کے بعد قیصر

کو یہ معلوم کرنے میں

دیر نہیں لگی تھی کہ

وہ کہاں ہے---

لیکن اس نے نایاب

پہ ظاہر نہ کیا۔۔

اور نہ ہی وہ

کرنا چاہتا تھا۔۔۔

تم بھی اپنا "

خیال رکھو" اور اس کی

جانب سے آنے والا میسج

پڑھنے کے بعد قیصر نے

سیل اپنی پاکٹ میں

ڈال لیا تھا اس کے بعد

وہ لفٹ کی جانب بڑھا۔۔

نایاب نہیں جانتی

وہ یہاں کیوں آیا ہوا تھا

کس کے ساتھ آیا تھا

اور یہ لوگ کون تھے

جو اسے گھیرے ہوئے تھے

لیکن وہ پریشان ہو گئی

تھی کہیں نہ کہیں

اس کا دل گھبرا رہا تھا۔۔

ناچتے ہوئے لڑکے لڑکیاں۔۔۔

کھلے عام سیکس

کرتے ہوئے مردوں عورتیں

۔۔۔ڈرگز ۔۔آیس۔۔ہیروئن۔۔

کیا کچھ نہیں چل رہا تھا وہاں

لیکن اس لڑکی کی توجہ

کسی پر نہ تھی سوائے

اس بند ہوتی لفٹ پر۔۔۔

جس کے بند ہونے کے ساتھ

قیصر کا خوبصورت

چہرہ اس کی

آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

بول کس کے کہنے پر "

تو نے مس صائمہ

" کو اپنی گاڑی کا نشانہ بنایا؟؟

وہ لوگ ایک پرائیویٹ

کمرے میں داخل ہوئے تھے

جہاں لال روشنیوں

کا راج تھا۔۔۔

اس نوجوان کی سیاہ

آنکھیں سامنے دیوار پر

زنجیروں سے بندھے شخص

پر جا کر ٹھہر گئی تھیں

جس کے منہ سے

خون نکل رہا تھا ۔۔

جسم کے کپڑے پھٹے ہوئے

تھے

مار مار کر اس کی

حالت بگاڑ دی گئی تھی۔۔

اسے دیکھ کر محسوس

ہو رہا تھا کہ اب مرا

کہ تب مرا۔۔۔

اس شخص کی حالت

ایسی تھی کہ کوئی بھی

دیکھے تو ترس کھالے لیکن

ان سیاہ آنکھوں میں اسے

دیکھ کر ذرا سہ

بھی ترس نہ ابھرا۔۔

وہ قریب ضرور آیا تھا

لیکن ہاتھ نہ لگایا ۔۔۔

اس سیاہ آنکھوں والے نوجوان

کے قریب آتے ہی باقی

سب بالکل پیچھے

ہٹ گئے تھے۔۔۔

وہ نہایت رعبدار انداز

میں اب استفسار

کر رہا تھا۔۔۔

" میں نے کچھ نہیں کیا ہے ۔۔۔

وہ واقعی ایک حادثہ

تھا وہ اچانک میری

" گاڑی کے آگے آگئی تھیں---

اتنی مار کھانے کے باوجود

جب وہ بولا تو نہایت

پھولے ہوئے لہجے میں

بھی جھوٹ ہی بولا--

یہ دیکھ قیصر

نے اپنی مٹھیاں بھینچیں---

اس کی بیٹی --- "

کیا نام ہے --ہممم" وہ اپنی

پیشانی پر کھجاتے ہوئے

یاد کرنے والے انداز میں

گویا ہوا۔

رباب--"

ایسے ہی کچھ نام ہے

ناں---کالج میں پڑھتی ہے--

" کیا کریں؟...اٹھ وا لیں؟؟

اور بس قیصر کا سرسری سے

انداز میں کہنا تھا کہ

مقابل کی روح تک کانپ اٹھی

اس نے فورا ہی خوفزدہ

آنکھوں سے سامنے کھڑے

اس َسیاہ گہری آنکھوں

والے نوجوان کی جانب
دیکھا۔۔۔
میری بیٹی کو ان سب "
کے بیچ میں مت لاؤ۔۔۔
وہ عزت ہے۔۔تمہارے گھر
"میں بھی ماں بہنیں ہوں گی
اور یہ پہلی بار تھا جب وہ
حلق کے بل چیخ رہا تھا۔۔۔
اسے دیکھ کے ہی اندازہ
ہو رہا تھا کہ روح کھینچ
لی گئی ہے۔۔۔ اور کیونکر
نہ ہوتا ایسا۔۔بیٹی کا ذکر
جو آگیا تھا۔۔۔ اور ایک بیٹی
جان سے کہیں زیادہ
پیاری ہوتی ہے باپ کو۔۔۔
وہ اپنی جان دے سکتا
تھا بیٹی کی عزت نہیں۔۔۔
اچھا۔۔۔ اپنی باری پہ آئی "
تو چیخیں نکل گئیں۔۔۔
عزتیں یاد آگئیں اور دوسروں
کی ماں بہنوں کو مارتے
وقت تمہیں کچھ یاد
نہیں آیا۔۔ جسے تو نے

اپنی گاڑی سے اڑایا۔
تجھے کیا لگتا ہے وہ لاوارث
عورت تھی--- وہ کسی
" کی ماں بہن بیٹی نہیں تھی؟؟
جھوٹ کہتے ہیں لوگ
کہ بیٹیاں سانجھی ہوتی ہیں---
اگر واقعی سانجھی
سمجھتے تو کسی کی
بیٹی رل نہ رہی ہوتی---
قیصر ایک ہاتھ کمر پے
ٹکا کر اس کی جانب دیکھ
نہایت برہمی کے ساتھ
چوٹ کر رہا تھا ---گہری چوٹ
اگر سامنے والے کا ضمیر
زندہ تھا تو یقینا وہ
محسوس بھی کرتا---
مگر ایسے لوگوں کے
ضمیر زندہ نہیں ہوا کرتے---
ان کی چیخیں صرف
تب نکلتی ہیں جب
بات ان کی ماں بہن بیٹی
پر آ جائے ورنہ دوسرے
کی ماں بہن بیٹی تو

ان کے نزدیک انسان بھی
نہیں ہوتی---
آخری بار پوچھ رہا ہوں---"
کس کے کہنے پر تو نے
مس صائمہ کو اپنی
" گاڑی سے اڑایا؟؟
سیدھے ہاتھ سے اس
کی گردن دبوچ کر ---آنکھوں
میں آنکھیں ڈال اب
وہ غرا کر پوچھ رہا تھا
کسی شیر کی طرح
جو کسی لمحے بھی
اسے چیر پھاڑ کر دینے
کے لیے تیار تھا---
قیصر نے دیکھا وہ
اب بھی سوچ میں تھا---
" اٹھا لاؤ اس کی بیٹی۔ ۔ "
بس قیصر کے جملے کا منہ
سے ادا ہونا تھا کہ
وہ فورا چیخا---
" عفان یوسف---"
یہ نام تو اس کی توقع
سے بالکل پرے نکل

کر آیا تھا۔۔۔

"عفان یوسف"

اس نے زیر لب دوبارہ دہرایا۔ ۔۔

اس کے لہجے میں

بے یقینی تھی۔۔۔

اور کیونکر نہ ہوتی۔۔۔

عفان یوسف رشتے دار

تھا اس کا۔۔۔

عبدالرحمان صاحب کے سالے)

کی بیوی کے بھائی کا

بڑا و اکلوتا بیٹا)اور

اسے یاد نہیں پڑتا کہ

عفان یوسف کو کبھی

اس نے کراس کیا ہو۔۔۔

بلکہ ملاقات بھی آخری بار

کافی سالوں پہلے ہوئی

تھی کسی پارٹی میں۔۔۔

عفان یوسف اپنا نام اور

پاور رکھتا تھا بزنس

ورلڈ میں۔۔۔ کون نہیں

جانتا تھا مافیا تک سے

تعلقات تھے اس کے۔۔۔

عفان یوسف کی میرے"

جگنو کی چاچی سے
" کیا دشمنی بھلا؟؟
اس کی گردن سے ہاتھ
ہٹا کر---
ہاتھوں پہ لگا خون
اسی کی پھٹی ہوئی
شرٹ پر صاف کرنے کے بعد
وہ سوچتا ہوا ایک
قدم پیچھے ہوا---
اور صرف تین چار
لمحے لگے اسے کڑیاں
جوڑنے میں---
زریاب--- ارسا--- عفان--"
"تو یہاں سے آرہی ہے دشمنی
وہ زیر لب بڑبڑایا---
ساتھ ہی اپنی مٹھیاں
مضبوطی سے بھینچیں---
کیا کرنا ہے شہنشاہ؟ "وہ "
وہیں بیچ کمرے میں لگے
فوارے سے اپنے ہاتھ دھو رہا
تھا جب اس کے پیچھے
کھڑے ایک نوجوان نے
نہایت مہزب

انداز میں استفسار کیا۔۔۔

" ابھی کچھ نہیں حونین۔۔۔۔ "

بہت سوچ سمجھ کر

فیصلہ کیا تھا اس نے۔۔۔

عفان ایکسیڈنٹ کے بعد

بالکل خاموش ہو کر بیٹھ

گیا تھا شاید یہ اس کی

جانب سے بدلا تھا ارسا

کے چکر میں۔۔۔

مزید کچھ کرنا اسے اکسانا تھا

اور نایاب اس وقت پریگننٹ

تھی۔۔بہت نازک مرحلے

سے گزر رہی تھی۔۔وہ

کوئی بھی جوکھم نہیں لے

سکتا تھا اس وقت۔۔

اس لیے اس نے چار ماہ

صبر کرنے کا

فیصلہ کیا لیکن چھوڑنے

والا نہیں تھا وہ اس شخص

کو۔۔ جس نے اس کے

جگنو کو رلایا ۔۔۔

وہ باہر کی جانب آیا

دوسری سائیڈ سے

تو اسے سامنے والے

پورشن میں سیکنڈ فلور پر

نایاب کھڑکی کے پاس

کھڑی نظر آئی اور اس کے

قریب ہی زریاب کھڑا تھا

وہ مسلسل کچھ بول

رہا تھا اور اس لمحے

قیصر کے سینے میں

آگ لگ گئی---

زریاب تو اس کی سرچ ٹیم

میں نہیں تھا پھر وہ یہاں

کیا کر رہا تھا نایاب

کے ساتھ---

وہ سب برداشت کر سکتا

تھا لیکن زریاب

کا وجود نایاب کے ارد گرد

برداشت نہیں ہوتا تھا اس سے---

اس لمحے اس نے اتنی

زور سے مٹھیاں بھینچیں

کہ ناخن کھال میں گڑ گئے---

اس کی سیاہ گہری

آنکھوں سے آگ

نکلنے لگی تھی---

❤️جاری_ہے#

تمہاری طبیعت "

خراب تھی۔۔سنا تھا۔۔

" خیریت؟؟

وہ صرف بات کرنے

کا بہانہ ڈھونڈ رہا تھا۔

کچھ نہ ملا تو

طبیعت ہی پوچھنے

کھڑا ہو گیا۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں "

نایاب کم از کم جواب

تو دو"وہ اس کے بالکل

روبرو کھڑا تھا اپنے

جواب کا منتظر

مگر مقابل نے

اسے یوں اگنور کیا

جیسے وہ وہاں

موجود ہی نہ ہو اور یہ

بات زریاب کے دل کو

بری طرح جلا رہی تھی۔۔۔

نایاب۔۔ " اس نے پھر"

مخاطب کیا۔۔ لیکن مجال

ہے اس بے نیاز سی

لڑکی نے ایک نگاہ
بھی اس کی جانب ڈالی
ہو---وہ کھڑکی سے باہر
ہی دیکھتی رہی---
وہ لڑکی -- وہ جو "
کھڑکی پر کھڑی ہے ---
وہ چاہیے مجھے---
کمرے میں لے
" آؤ میرے
ایک مشہور سیاست
دان کا بیٹا
سفیان میر جو کاؤنٹر پہ
بیٹھ کر ڈرنک پر ڈرنک
چڑھا رہا تھا اچانک نگاہ
اٹھنے پر اس نے
فرسٹ فلور پر کھڑی
حفصہ کو دیکھا اور بس
دیکھتے ہی اس کا دل
مچل اٹھا---
وہ اسے پہلی ہی نگاہ
میں بہت خوبصورت لگی---
اتنی خوبصورت کے
وہ آج کی رات اسی

کے ساتھ رنگین کرنے کی
خواہش لیے بیٹھ گیا تھا ---
اس نے اپنے ملازمین کو
دیکھ۔ یوں حفصہ کو لانے
کا حکم صادر کیا جیسے
وہ کوئی بازار میں لگا
شوپیز ہو جو صرف اس
کی فرمائش پر اس کے
کمرے میں پیش کر دیا
جائے گا---
اور جتنا وہ امیر زادہ
تھا حفصہ جیسی لڑکی
اس کے لیے کسی کھلونے
سے زیادہ تھی بھی نہیں---
مانا وہ دور تھی لیکن
جب خود پر کسی کی
نگاہوں کی تپش محسوس
کی تو اس نے بھی اسی
سمت دیکھا---
کہنے کو ہزاروں لوگ تھے
وہاں لیکن ان ہزاروں کی
بھیڑ میں موجود وہ
سفیان میر وجاہت سے

مالا مال نوجوان
الگ ہی نظر آ رہا تھا
اپنے شاہانہ انداز میں
بیٹھا ہوا۔۔۔
وہ براؤن آنکھیں تھیں۔۔۔
ڈارک براؤن جنہیں حفصہ
نے اپنے چہرے پر
گڑھا دیکھا ۔۔۔
بہت خوفناک تھیں
وہ آنکھیں ۔۔۔وحشت
زدہ کردینے والی۔۔۔
حفصہ تین لمحے بھی
دیکھ نہ سکی۔۔
اس نے فورا نظر ہٹا کر
دوسری جانب دیکھا
لیکن وہ ابھی بھی
اس شخص کی نگاہوں
کی تپش کو اپنے چہرے
پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔
مقابل کے ہونٹوں پر ہلکی
سی مسکراہٹ بکھرئی اس
کے نظر پھیر لینے پر۔۔۔
وہ حفصہ کے معصوم چہرے

سے اندازہ لگا چکا تھا کہ
وہ اس ماحول کی نہیں
ہے اور نہ ہی کسی امیر
خاندان کی ہے-- کیونکہ
اگر ہوتی تو وہ اسے
پہلے یہاں دیکھتا---
اور اگر تھی بھی تو بھی
اسے کوئی فرق نہیں پڑتا
تھا وہ اتنی
طاقت و اثر و رسوخ
رکھتا تھا کہ اسے
اپنے قدموں میں لے آئے---
سفیان میر اپنی مونچھوں کو
تاؤ دے کر اٹھا --
اور لفٹ کی جانب بڑھ گیا
جبکہ اس کے بندے حفصہ
کو لینے کے لیے آگے بڑھے---
❤️*Husny Kanwal*❤️
کیا ہے اس لڑکی میں "
ایسا شہنشاہ جو سب کچھ
چھوڑ کر بیٹھے ہو
اس کے لیے یہاں؟؟
حونین نے جب اسے

نایاب پر نگاہ جمائے
ہوئے دیکھا تو
پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔۔
تم پوچھتے ہو اس میں "
کیا ہے؟...میں تو ہمیشہ
یہی سوچتا رہتا ہوں
مجھ میں ایسا کیا تھا
جو خدا نے اسے
" مجھے دے دیا۔۔
نہایت سادہ سہ
جواب تھا وہ لیکن اپنے
معنی میں کل لیے ہوئے
کہ تم پوچھتے ہو ...کہ
اس میں کیا ہے مجھے تو
اپنا آپ ہی اس کے قابل
نہیں لگتا۔۔
تم ہارون شاہد کے "
بیٹے ہو ۔۔ ان کی گدی کے جانشین۔۔۔
تم شہنشاہ ہو قیصر۔۔۔ سکہ
چلنے کو ہے تمہارا زمانے میں۔۔۔
لوگ جھک جھک کر
سلام کریں گے تمہیں۔۔
آواز اٹھانا تو دور مجال

نہیں ہے کسی کی کوئی
تمہارے آگے نظر تک
اٹھا سکے۔۔۔ جب تم چلو
گے تو ایک علاقہ چلے
گا تمہارے ساتھ۔۔ تمہاری
رعب و دبدبے سے دنیا
ڈرئے گی۔۔۔ اور تم پوچھتے
"ہو۔۔۔ تم میں کیا ہے
حونین فورا ہی بول پڑا تھا۔۔
حونین کے نزدیک تھا کیا
اس سامنے کھڑی معمولی
سی لڑکی میں۔۔جس کے لیے
وقت کا شہنشاہ تڑپے۔۔۔
وہ تو بس حکم کرئے
تو ہزاروں قدموں میں
بچھی ہوں۔۔۔
ہوں گے ہم اوروں کی نظر"
میں کمال لیکن اگر اس کی
نظر میں نہ آئے تو کیا
" خاک کمال ٹھہرئے۔۔۔
وہ سیاہ نگاہیں اب بھی
سامنے کھڑی لڑکی پر
ٹکی تھیں۔۔۔

بہت حسرت تھی اس کے
جملوں میں۔۔۔
بہت کرب۔۔۔بہت رنج۔۔۔
وہ نہیں جانتا نایاب
کس شرط پر راضی ہوئی
تھی اس دن اور نہ ہی
کبھی وہ پوچھنے کی
ہمت کر سکا۔۔۔
یقینا وہ لڑکی تو جانتی
بھی نہیں ہوگی اس
لمحے وہ کتنا دل تڑپا
رہی تھی اس کا۔۔۔
کیا وہ نہیں دیکھ سکتا
تھا ذریاب کس طرح دیکھ
رہا تھا اس کے جگنو کو۔۔۔
کچھ لمحے وہ یوں ہی
اسے کھڑا دیکھتا رہا
پھر مٹھیاں بھینچ کر
اندر چل دیا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
چلیں میم آپ "
"کو بلایا ہے سر نے
وہ کمرے میں تھے

جب ان کے پرائیویٹ روم

کا دروازہ ناک ہوا

دروازہ عبدالکریم نے

کھولا تھا۔۔۔

وہ غنڈے نما تگڑئے سے

چار بندے ۔۔جو کالے

لباس میں ملبوس تھے۔۔

کمرے میں گھسے چلے آئے

اور آتے ہی حفصہ

کے سامنے کھڑے ہو

کر حاکمہ انداز میں بولے۔۔۔

" کی۔۔۔ کیا بول رہے ہو؟؟ "

حفصہ پریشان ہو کر

پوچھنے لگی اس نوجوان

سے جس نے اسے چلنے

کا کہا تھا۔۔۔

عبدالکریم اور ذریاب

نے پریشانی کے عالم

میں ایک دوسرے کے

چہرے دیکھے۔۔۔

ہمارے پاس زیادہ "

"وقت نہیں ہے۔۔چلیں آپ

ان میں سے ایک آگے

آکر عجلت سے کہتا
حفصہ کی کلائی پکڑنے
لگا ---جس پر نایاب
فورا ہی آگے آئی---
ڈونٹ ٹچ "
"مائے فرینڈ
حفصہ ہمیشہ کہا کرتی
تھی نایاب سے کہ اگر
کبھی کوئی مشکل آئی
ناں-- تو تم مجھے خود سے
آگے پاؤ گی--- اور نایاب اس
کی بات کو یوں نظر انداز
کر دیتی تھی جیسے
اس کے لیے یہ
بات معنی ہی نہ رکھتی
ہو--- جیسے اس کے لیے
دوستی اہمیت کی
حامل ہی نہ ہو--
وہ کبھی بھی جذبات
ظاہر نہیں کرتی تھی
لیکن آج جب واقعی
مشکل آئی تھی
تو اس نے دیکھا نایاب

اس کے آگے کھڑی تھی
کسی چٹان کی طرح
اس کی حفاظت کرنے کے
لیے جب کہ وہ خود بھی
لڑکی تھی---
دوستی یہ نہیں ہے کہ
ایک دوسرے کو سوشل
میڈیا اکاؤنٹ پر لائکس
کمنٹ دے دیے اور ریلیں
بھیج دیں --
دوستی یہ بھی نہیں ہے
کہ ایک دوسرے کے
ساتھ مووی نائٹ منا لی
--- کومکس و ناولز پڑھ لیے
ایک دوسرے کو پی ڈی ایف
سینڈ کر دیے---
دوستی یہ بھی نہیں ہے
کہ ایک دوسرے کے ساتھ
گھومنے جا رہے ہیں---
ایک دوسرے کی بوریت
کو دور کر رہے ہیں---
دوستی تو یہ ہے کہ
جب آپ مشکل میں ہوں

آپ تکلیف میں ہوں

آپ کو کوئی فیصلہ لینا ہو

اور کوئی آپ کے ساتھ

موجود نہ ہو---اس لمحے وہ

آپ کے آگے سٹینڈ لینے کے لیے

کھڑا ہے ---آپ کے لیے

لوگوں سے لڑنے کے لیے

کھڑا ہے---آپ کے لیے

صرف اور صرف آپ کے لیے

وہ لڑ رہا ہے ---تو وہ ہے دوست--

یہ ہے دوستی اور یہ

آج کل بڑی مشکل سے

ملتی ہے---

سچے دوست کی پہچان

صرف مشکل وقت میں

ہوتی ہے ورنہ تو سب

ہی یار ہیں میرے---

" ہمیں آرڈر ملا ہے---- "

ان میں سے ایک سختی

سے بولا---تو عبدالکریم نایاب

کے آگے آیا---

.کیا مطلب آرڈر ملا ہے؟ "

دور ہٹو -- " ذریاب نے ان

میں سے جو آگے آنے

والا لڑکا تھا

اس کے سینے پر ہاتھ مار کر

پیچھے کی جانب دھکیلتے

ہوے۔۔بھپر کر کہا۔۔۔

ہم لیے بغیر نہیں جائیں "

" گے میم کو۔۔۔

ان گارڈ نما غنڈوں میں

سے ایک جب پھر

بولا تو وہ چاروں ہی

پریشانی کے عالم میں

ایک دوسرے کے چہرے

دیکھنے لگے۔۔۔

..یہ وہ کہاں پھنس گئے تھے؟؟

اتنا تو ان چاروں کو

اچھے سے علم تھا کہ

وہ کسی سیف مقام پر

نہیں کھڑے ہوئے۔۔۔ یہی

وجہ تھی کہ شروع سے

ہی عبدالکریم بہت

ڈرا ہوا تھا۔۔۔

وہ جس جگہ پر کھڑے

تھے وہاں یہ معاملات

بہت عام تھے اور اگر
یہاں ایک لڑکی آئی ہے
تو شریف گھر کی تو
نہیں ہو سکتی---
کبھی کبھار انسان اپنے آپ
کو خود ذلت کے مقام پر
پیش کرتا ہے ---
اور یہ وہی مقام تھا---
حفصہ کے ہاتھ پاوں
ٹھنڈے پڑ گئے تھے مارے
خوف کے--- اس نے تو
خوابوں میں بھی
نہیں سوچا تھا کہ ایسی
کسی سچویشن کا سامنا
کرنا پڑ سکتا ہے یہاں آنے کے
بعد وہ تو صرف ایک نئی
دنیا دیکھنا چاہتی تھی
جس کے متعلق اس نے
کافی سن رکھا تھا ---
میں --- میں کہیں نہیں "
جانا چاہتی- -
مجھے کسی سے
نہیں ملنا" حفصہ بمشکل

اپنے لرزتے ہوئے وجود پر
قابو پا کر چیخی---
آپ کو ملنا پڑئے گا --- "
ہمارے سر کو نہ سننے
کی عادت نہیں ہے--- " اتنا
کہتے ہوئے ان میں سے
جو سب سے آگے تھا
اس نے ذریاب کا ہاتھ پکڑ
(کر(جو اس کے سینے پر تھا
اگلے ہی لمحے زور سے مڑوڑ
کر کمر کے پیچھے کر دیا--
اور اس نے یہ عمل پلک
جھپکنے کی تیزی کے
ساتھ کیا تھا ---
وہ میکسیکو کے
ٹرین شدہ بندے
تھے جبکے عبدالکریم اور
ذریاب عام لڑکے وہ
چاہ کر بھی ان کا مقابلہ
نہیں کر سکتے تھے---
ہاتھ مڑنے پر جب زریاب
نے دوسرے ہاتھ سے
وار کرنا چاہا تو مقابل

نے وہ بھی پکڑ کر۔ کمر کے
پیچھے مڑ دیا۔۔ اور اس
قدر بےدردی سے مڑا
کے ذریاب کی زور دار
چیخ ہوا میں بلند ہوئی
اور وہ چیخ نایاب اور
حفصہ کا دل دہلا گئ۔۔
حفصہ مارے خوف کی
شدت کے بالکل سن پڑ گئی
تھی اس کا دماغ کام کرنا
بند کر چکا تھا جب کہ
اس کے مقابلے نایاب
حاضر دماغ کے
ساتھ کھڑی تھی۔۔۔
وہ ابھی بھی حفصہ
کے آگے سے ہٹنے کے لیے
تیار نہیں تھی۔۔۔
عبدالکریم یہ منظر دیکھ
کر ایک لمحے کے لیے اس
قدر خوفزدہ ہوا کہ اس نے
غیر رادی طور پر
اک قدم پیچھے لیا
لیکن پھر اس کی نگاہ

نایاب اور حفصہ پر گئی--
وہ پیچھے نہیں ہٹ
سکتا تھا ---
چھوڑو اسے "
"اور جاؤ یہاں سے
عبدالکریم بھپر کر کہتا ہوا
اب اسی لڑکے پر
حمل آور ہوا جس نے
ذریاب کے ہاتھ موڑ
رکھے تھے---
لیکن ابھی وہ مکہ رسید
کر پاتا اس سے قبل ہی
ان ٹریننگ شدہ
غنڈوں میں سے جو
دوسرا بندہ تھا اس نے
عبدالکریم کو گردن سے
دبوچ کر دیوار کی
جانب اٹھا کر کچھ اس
طرح مارا جیسے وہ کوئی
بےجان گڈا ہو۔ --
صرف لمحوں میں
نایاب اور حفصہ نے
عبدالکریم کو زمین

بوس دیکھا۔۔۔

اور یہ وہ لمحہ تھا

جب نایاب کو شدت

سے خوف آیا۔۔۔

نایاب" حفصہ فورا ہی"

نایاب میں چھپنے والے

انداز میں چپکی(پیچھے

(کی جانب سے

اچھا ۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ "

باس کون ہے تمہارا

پھر میں خود اپنی

دوست کو لے کر چلوں

"گی تمہارے ساتھ

نایاب کے ہاتھ میں سیل

تھا ۔ ۔۔

وہ مقابل کھڑے

غنڈوں کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر

بات کرنے کے ساتھ ساتھ

سیل پر تیزی سے

ٹائپنگ بھی کر رہی تھی

قیصر کو۔۔۔

اس لڑکی نے اتنے گرما گرمی

اور ڈینجرس ماحول میں
بھی نہایت تحمل مزاجی
سے بات کی---
اس کے چہرے پر دور دور
تک کوئی خوف کے اثار
نہیں تھے جبکہ وہ تھی--
دلی طور پر وہ بھی
خوفزدہ تھی لیکن اس
نے اپنے چہرے پر ان
تاثرات کو آنے نہ دیا حتی کے
اپنی آواز میں لرزش
تک کو نہیں----
اپنے جذبات کو چھپائے
رکھنا چہرے پہ انہیں
عیاں نہ ہونے دینا ---
مینٹلی طور پر سٹرانگ
ہونے کی علامت ہوتا ہے
اور وہ تھی---
سفیان میر--- اب چلیں میم-- "
سر کو مزید انتظار کرانا
"صحیح نہیں ہے
ان میں سے ایک حفصہ
کی جانب دیکھتے ہوئے

جوابدہ ہوا۔۔۔

عبدالکریم تکلیف میں

ہونے کے باوجود دوبارہ

اٹھا تھا لیکن وہ نایاب

اور حفصہ تک پہنچ پاتا

اس سے پہلے ہی ان

میں سے ایک اسے

دونوں ہاتھوں سے

جکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ۔۔

وہ اتنا طاقتور بندہ تھا

کہ عبدالکریم اپنی

پوری فورس لگانے کے

باوجود اس کی جکڑ

سے خود کو آزاد نہیں

کرا پا رہا تھا۔۔۔

مجھے نہیں ملنا "

تمہاری سر سے ---

"بتا دوں انہیں

حفصہ اس بار حلق

کے بل چیخی ---

مگر اس کی وہاں

کون سن رہا تھا؟۔۔۔

ویٹ۔۔۔ہم بات کر رہے "

"ہیں ناں
حفصہ کی بات سننے کے بعد
جب وہ لوگ ان کی
جانب آنے لگے تو نایاب
نے ایک ہاتھ روکنے والے
انداز میں دکھا کر
نہایت رعب دار
انداز میں کہا۔۔
لڑکی ہونے کے باوجود
اس کے لہجے میں جو
ٹھہراؤ رعب اور دبدبہ تھا
وہ مجبور کر گیا تھا
ان سامنے کھڑے لڑکوں
کو اس کی بات سننے پر۔۔۔
ورنہ جس سچویشن میں
وہ تھی اس میں تو اکثر
لڑکیاں روتی چیختی یا منتیں
کرتی ہیں مگر وہ ایسا
نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔
پہلے مجھے بتاؤ "
وہ کیوں ملنا چاہتے ہیں
" میری دوست سے۔۔۔
یہ ہمارے کام میں "

شامل نہیں ہے کہ اپنے
سر سے سوال کریں---
ہمیں آرڈر ملا ہے لے
جانے کا اور وہ ہم لے
کر جائیں گے آپ
" سامنے سے ہٹ جائیں---
عبدالکریم و زریاب
دونوں ہی بے بسی کی
مورت بنے کھڑے تھے---
دونوں ہی اس بات کو لے
کر خوفزدہ تھے کہ نہ
جانے اگلے لمحے
کون سی قیامت
برپا ہو جائے- --
وہ لوگ مدد کی پکار بھی
نہیں لگا سکتے تھے
کیونکہ جس مقام پر
وہ کھڑے تھے وہاں
الریڈی اتنا شور و گل تھا
کے انتہا تھی---
پھر وہ انڈر گراؤنڈ نائٹ
کلب تھا وہاں مرنا
مرانا بہت عام باتیں تھیں---

وہ شریفوں کی

جگہ نہیں تھی---

اچھا۔ مجھے.. " نایاب"

جتنا وقت سمیٹ سکتی

تھی سمیٹنے کی کوشش

کر رہی تھی تاکہ

اتنے دیر میں قیصر آسکے---

وہ نہیں جانتی

قیصر نے میسج پڑھا یا نہیں

لیکن امید پر دنیا قائم تھی---

ابھی نایاب بول ہی رہی

تھی کہ سامنے

موجود ایک لڑکے نے

بات کاٹتے ہوئے تیزی

سے کہا۔۔ " ہمارے پاس

تمہاری فالتو بکواس

سننے کا وقت نہیں ہے---

"اٹھاؤ لڑکی کو

اور بس اس کا حکم

صادر کرنا تھا کہ

اس کے ساتھ کھڑے لڑکے

نے نایاب کے ہاتھ کو

جنونی گرفت میں لے کر

اتنی زور سے کھڑکی
کی جانب دھکیلا
کہ نایاب کا کندھا(قریب
موجود کھڑکی سے) زور
سے ٹکرایا---
تکلیف کی شدت سے
اس کی کراہ بلند ہوئی---
ان میں سے ایک نے
فورا ہی آگے بڑھ کر
حفصہ کو بوری کی
طرح اپنے کندھے پر ڈال لیا---
چھوڑ دو اسے"زریاب و "
عبدالکریم دونوں دھاڑے---
مگر کچھ بھی کرنے سے
قاصر تھے وہ بیچارے---
ان کے دونوں ہاتھوں کو
جکڑ کے کھڑے تھے وہ غنڈے--
عبدالکریم اور ذریاب
دونوں ہی کسی پرندے
کی طرح پھڑپھڑا رہے تھے
آزاد ہونے کی جدوجہد میں
مگر اپنی پوری طاقت
لگانے کے باوجود بھی

وہ خود کو آزاد کرانے
میں ناکام ٹھہرے
اس کے کندھے پر
کھڑکی کی رگڑ لگی تھی---
وہ تکلیف میں تھی
اس کے باوجود وہ
نازک صفت حفصہ کو
بچانے کے لیے تیزی
سے بھاگتی ہوئی
ان غنڈوں کے آگے آکر
کھڑی ہوئی---
"چھوڑو دو حفصہ کو---"
نایاب کے دروازے پر کھڑے
ہو جانے کے سبب
وہ لوگ باہر نہیں نکل
سکتے تھے بغیر اسے
راستے سے ہٹائے---
اسی لیے ان میں سے ایک
عجلت سے آگے بڑھا
اور اس نے نایاب کے بازو
کو بری طرح جھنجھوڑ
کر اسے پیچھے کی جانب
دھکیل دیا---

پیچھے کی جانب گرتے

ہوئے کہنے کو وہ صرف

تین چار لمحے تھے لیکن وہ

تین چار لمحے نایاب کے لیے

تین چار صدیاں بن گئے ---

ان تین چار لمحوں میں

جو ایک خوف اس کے

ذہن میں آیا وہ صرف

اپنے بچوں کا تھا

اور اس نے پہلی بار جانا

ماں ہونا کیا ہوتا ہے---

اس نے جانا باؤنڈنگ کیا

ہوتی ہے---

اس نے جانا پیٹ میں

پلنے والا اپنا خون کیا

ہوتا ہے---

نایاب کو اس لمحے اپنا

کوئی خوف نہیں تھا

کہ وہ مر سکتی ہے---

اسے صرف خوف تھا کہ

اس کے بچوں کو کچھ

نہ ہو جائے---

اور ان تین چار لمحوں

کا خوف اتنا گہرا تھا کہ
نایاب نے پیچھے کی
جانب گرتے ہوئے خدا سے
دعا کی کہ یا اللہ اگر
مجھے کچھ ہو بھی
جاتا ہے نا تو بھی میرے
بچوں کو بچا لینا ۔۔
جب کہ وہ صرف پانچ
ماہ کی پریگننٹ عورت
تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا
تو یہ تو ایک عام ذہن کو
بھی سمجھ آتا ہے کہ
بچے بھی مر جاتے ---
لیکن ایک دعا تھی
جو اس کے دل سے
بے ساختہ نکلی جس میں
عقل کا کوئی دخل
نہیں تھا---
کبھی کبھار آپ کو اپنی
حاصل شدہ نعمت کی
تب تک قدر نہیں ہوتی
جب تک وہ کھونے
کے قریب نہ ہو جائے

یا کھو نہ جائے---
اس کی آنکھیں خوف
سے پھیل چکی تھیں---
وہ محسوس کر سکتی
تھی کہ وہ پیچھے کی
جانب گر رہی ہے---
اچانک اس کا وجود
تھم گیا--اس نے اپنے کمر
کے پیچھے کسی کا
ہاتھ محسوس پایا---
اس کا دل زور زور سے
دھڑک رہا تھا---
ہلکی سہ گردن موڑ کر
دیکھا تو پیچھے اپنے
سائبان کو کھڑا پایا---
نایاب اس وجہیہ مرد کو
دیکھ رہی تھی اور وہ---
وہ سامنے کی جانب
دیکھ رہا تھا
جہاں سے
اس کے جگنو کو دھکا
دیا گیا ---
اس کی آنکھوں میں

سرخ ڈورئیں ابھر آئی تھیں۔۔
دماغ کی نسیں ابھرئیں۔۔
وہ اس قدر غضب ناک تھا
کہ اس کی چہرہ و گردن
مکمل سرخ پڑئے۔۔۔
اگلے پل اس نے نایاب
کو سیدھا کھڑا کیا۔۔
اور ایک جائزہ لیتی نگاہ
سر تا پاؤں اس کے
وجود پر ڈالی۔۔
اپنے گارڈز کو اشارہ کر
وہ آگے کی جانب بڑھ گیا
جبکہ نایاب کے آگے
اب گارڈز چھا گئے تھے۔۔
وہ کمرے میں ایسے
داخل ہوا جیسے جنگل میں
ببر شیر ۔۔۔
اس کا پہلا نشانہ
وہی لڑکا تھا جس نے
نایاب کو دھکا دیا۔۔۔
وہ ایک لمحے کی دیری
کیے بغیر اس پر
جنونی انداز میں

ٹوٹ پڑا تھا---

قیصر نے اس کے منہ ہی

منہ پر مکے برسانا

شروع کر دیے---

پہلا مکہ ہی اتنا جاندار

تھا کہ مقابل کا سر

چکرا گیا---

وہ غنڈے بہت پرسکون تھے

انہیں لگا ان کا ساتھی

جیت جائے گا قیصر سے

لیکن جب دیکھا کہ اس

سامنے آنے والے شخص کی

اتنی پاور ہے کہ اس

کا تو ہاتھ ہی نہیں رک رہا

ہے اور مقابل پٹ پٹ

کے خونم خون ہوکر

نیچے گر گیا تو وہ تینوں

فورا ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ

کر قیصر کی جانب لپکے---

ان میں سے ایک نے

جب قیصر کا ہاتھ پکڑ کر

روکنا چاہا تو اس نوجوان

نے ایک لمحہ لگائے

بغیر میز پر رکھی

کانچ کی بوتل اٹھا کر

اس کے سر پہ دے ماری---

جبکہ دوسرے کو خود ہاتھ

سے پکڑ کر کھینچ کر

اس کا سر ہی کانچ کی

میز پہ دے مارا تھا---

اور یہ عمل اس نے پلک

جھپکانے جتنی اسپیڈ

میں کیا تھا اتنی تیزی

سے کہ ان لڑکوں کو

سنبھلنے کا موقع تک

نہیں ملا ---

اس کے گارڈز کو مدد کرنے آنے

کی ضرورت تک نہیں

پڑی تھی وہ ببر شیر

اکیلا ہی کافی تھا

ان چار کے لیے---

حفصہ ہو عبدالکریم ہو یا ذریاب

یا اس کی اپنی بیوی نایاب --

سب ہی اسے

ایسے دیکھ رہے تھے

جیسے زندگی میں پہلی

بار دیکھ رہے ہوں---
وہ جنونی آدمی تو کوئی
اور ہی تھا--- وہ قیصر
تو نہ لگا نایاب کو---
وہ جس طرح مار رہا تھا
ان تگڑے تگڑے غنڈوں
کو --- دیکھنے والوں کو
یہی گمان ہو رہا تھا
جیسے وہ خود کوئی بہت
بڑا فائٹر ہو---
اس کا مارنے کا انداز
اس کا بچنے کا انداز
اس کے ہاتھوں کی
پھرتیلی موومنٹ---
ہر چیز بہت اسکلز
جھلکا رہی تھیں---
بتا رہی تھیں لوگوں کو---
کوئی عام بندہ نہیں ہے وہ----
باقی سب کو تو اس
نے یوں ہی مار مار کے
دو دو منٹ میں سائیڈ کر
دیا تھا مگر جس نے
نایاب کو دھکا دیا تھا

اس کی تو شامت

آگئی تھی---

میرے جگنو کو "

ہاتھ لگانے کی ہمت

بھی کیسے کی تو نے؟؟

آئی ول کل یو--

-I'll kill you

"باسٹرڈ

اس کی گردن دبوچ کر

اس پہ دباؤ بڑھاتا

قیصر اسے مارنے کے

قریب تھا---

عبدالکریم ذریاب

دونوں نزدیک آئے صرف

اسے ہٹانے کے لیے

کیونکہ انہیں محسوس ہو

گیا تھا وہ جنونی لڑکا

مار دے گا اسے جان سے---

لیکن یہ ہمت ان دونوں نے

ہی دکھائی تھی فقط۔

کیونکہ وہ قیصر کے کردار

سے واقف نہیں تھے

ورنہ قیصر کے گارڈز

نے جرات تک نہ کی

کہ وہ قریب بھی آ سکیں۔ وہ

وہیں کھڑے تھے جہاں

وہ انہیں نایاب کی

حفاظت کے لیے کھڑا

کر کے آیا تھا۔۔۔

لیکن وہ دونوں اس بپھرے

ہوئے ببر شیر کو سنبھالنے

سے قاصر تھے ۔۔۔وہ

اسے نہیں ہٹا پا رہے تھے۔۔۔

نایاب کے ارد گرد کے

لوگوں کو تکلیف پہنچانے

والوں کو وہ زندہ نہ

چھوڑے یہاں تو خود

اس کے جگنو کو تکلیف

پہنچائی گئی تھی۔۔

وہ کیسے اسے

زندہ درگو نہ کرئے؟؟۔۔

قیصر اتنی مضبوطی سے

اس کی گردن دبا رہا تھا

کہ اس لڑکے کا چہرہ

مکمل سرخ پڑ گیا

سانس نہ آ پانے کے سبب۔۔۔

قیصر۔۔قیصر۔۔۔ ہٹو۔۔"

میں نے کہا ہٹو۔۔ " جب نایاب

نے دیکھا کہ وہ کسی

کی نہیں سن رہا۔۔۔ اور وہ

اپنے غصب و غصے

میں مار دے گا اس

شخص کو۔۔۔ تو وہ

گارڈز کو اپنے آگے سے

ہٹاتی ۔۔۔ عجلت سے

اس کی جانب آئی۔۔۔

وہ آگے سے آئی تھی۔۔۔

اس نے آتے ہی قیصر کے

اس ہاتھ کو پکڑا جو

مقابل کی گردن کو

دبوچے ہوئے تھا اور یہ

ہمت وہی تو کر

سکتی تھی۔۔۔ یہ صرف

اسی کا خاصہ تھا۔۔۔

وہ قیصر کا ہاتھ ہٹانے

کی کوشش کرتے ہوئے

غصے سے بولی۔۔۔

اور ایک بپھرے ہوئے ببر شیر

کو اس کی شیرنی ہی

سنبھال سکتی ہے فقط۔۔

" میں نے کہا ہٹو قیصر "

وہ پھر بولی۔۔۔ اس بار پہلے

سے زیادہ غصہ تھا اس

کے لہجے میں۔۔۔

وہ لڑکا مرنے کے قریب

پہنچ چکا تھا ۔۔

سانس مکمل بند ہونے کو تھی۔۔۔

چہرہ سرخ۔۔ہاتھ پاؤں ٹھنڈے

وہ اب ہمت تک نہیں

لگا پا رہا تھا خود کو

بچانے کی۔۔۔ اس نے پھڑپھڑانا

تک بند کر دیا تھا۔۔۔

"قیصر۔۔ دور ہٹو میں نے کہا"

اس بار نایاب کا انداز

حاکمانہ تھا ۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے اس کے کشادہ

و کھلے سینے پہ ہاتھ مار

کے پیچھے کی جانب دھکیلتے

ہوئے وہ چیخی۔۔۔

لڑائی کے دوران اس

کی شرٹ کے بٹن ٹوٹ

گئے تھے جس کے سبب

اس کا کشادہ سینا

نمایا تھا۔۔۔

نایاب کی اسے

اپنی پوری طاقت کے ساتھ

دھکیلتے ہی وہ پیچھے کی

جانب ہوا اور اس لمحے

دونوں کی آنکھیں ملیں

قیصر کی سیاہ آنکھوں سے

وحشت ٹپک رہی تھی ---

اس قدر انگارہ برسا رہی تھیں

وہ کہ ان کی تاب لانا

اس لمحے کسی کے بس

کی بات نہ تھی مگر نایاب

بھی کہاں پیچھے ہٹنے والی

تھی۔۔۔چڑھائی والے انداز

میں غراتے ہوئے اس کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈال

دیکھتی رہی ---

یہاں تک کہ اسے پھر سے

دھکیل کر پیچھے کی

جانب کیا۔۔۔۔

پیچھے کی جانب دھکیلے

جانے پر اس کی گرفت

کمزور پڑئی اس لڑکے کی

گردن پر ---

جس سے نیچے لیٹے ہوئے

لڑکے کو کچھ سانس آئی

اور وہ بری طرح

کھانسنا شروع ہوا...۔

اس کی چوڑئی کلائی پکڑ کر

کھینچتی ہوئی نایاب غصے

سے کھڑی ہوئی--- مجبورا

وہ بھی کھڑا ہوا---

" جان سے مار دو گے کیا اسے؟؟"

اس نازک صفت لڑکی نے

اب اس کی جانب دیکھ--- بپھر

کر استفسار کیا---

ہاں--- " وہ چنگھاڑا---"

وہ نایاب سے

اپنا ہاتھ چھڑانا

چاہتا تھا تاکہ اس

غنڈے کو مار سکے

مگر نایاب چھوڑ نہیں رہی

تھی--اس لیے بے بس ہو کر

غصے کے عالم میں اس لیٹے

ہوئے بے حال لڑکے

کو زور سے لات ماری

پیٹ کے مقام پر) ---)

جس کے سبب اس لڑکے کے

منہ سے گہری کراہ بلند ہوئی---

جب نایاب نے دیکھا کہ

وہ تو باز ہی نہیں آرہا کسی

صورت تو وہ فورا اس سے

بالکل لگ کر کھڑی ہو گئی --

اسے دور ہٹانے کی نیت سے---

وہ بالکل اس کے جسم

سے مس ہو گئی تھی

اور اسے پیچھے کی

جانب آہستگی کے ساتھ

دھکیل رہی تھی---

چھوڑ دو اسے--- "

مجھے دیکھو قیصر---

"میں نے کہا چھوڑ دو اسے--

قیصر کی سرخ انگارہ آنکھیں

ابھی بھی اسی لڑکے پر

ٹکی تھیں--

کہ بس نایاب اس کے

سامنے سے ہٹے اور وہ

اسے جان سے مار دے---

اسے مت دیکھو --- "

میں نے کہا نا مجھے

دیکھو---ہٹ جاؤ پیچھے---

قیصر--- " وہ چمکتی آنکھوں

والی لڑکی مسلسل اوازیں

دے رہی تھی اسے--- لیکن وہ

اپنے غصے کی شدت

میں کب سن رہا تھا---

نایاب نے اب اپنے دونوں

ہاتھوں کے پیالے میں

اس کا چہرہ لے کر اس

کی آنکھوں کی توجہ اپنی

جانب مرکوز کی تاکہ وہ

مزید آگ بگولا ہونے

سے باز رہے---

ریلیکس ہو قیصر---"

" ریلیکس

وہ بڑی محبت سے

اب اسے ٹریٹ کر رہی تھی

بغیر یہ پرواہ کیے کہ سب

کی توجہ کا مرکز وہی

دونوں ہیں---

اس نے اپنی مٹھیاں

مضبوطی سے بھینچیں---
وہ بہت شدید غصے میں تھا --
اس قدر کے دماغ کی رگیں تنی
ہوئی تھیں ابھی تک---
سر پر خون سوار تھا اس کے---
اتنا مارنے کے باوجود بھی
اسے سکون نہیں آیا تھا
اور شاید یہ اس کے خون
کا رنگ تھا جس کا گہرا اثر
ظاہر تھا آج----
میں جان سے مار دینا "
"چاہتا ہو اسے
قیصر بمشکل دانت پیستے
میں گویا ہوا ---
اس کا غصہ آسمانوں سے
باتیں کر رہا تھا ---
وہ اس لڑکے کو جان
سے مارنے سے
کم کسی صورت راضی
نہیں تھا---
نایاب کو پہلی بار محسوس
ہوا---کیا وہ جانتی بھی ہے
...سامنے کھڑے اس قیصر کو؟؟؟

کیا وہ نہیں دیکھ سکتی
تھی اس کی تنی ہوئی
رگوں کو؟؟.. پھولی پھولی
سانسوں کو--- سرخ پڑتے
چہرے اور گردن کو---
پرسکون رہو پلیز--- مجھے ڈر"
لگ رہا ہے---" اور بس
نایاب کا اپنی آنکھوں میں
آنسو بھر کر یہ جملہ ادا
کرنا تھا کہ مقابل تھم گیا---
وہ کبھی نہیں چاہتا تھا
کہ نایاب اس سے ڈرے---
کبھی بھی نہیں--- لیکن وہ ڈر
گئی تھی----
اور بھلا کیوں اپنے ہی
جگنو کو خود سے
ڈرانا چاہے گا وہ---
اس نے آنکھیں بند کیں---
اسے اپنا غصہ کنٹرول
کرنے کی سخت ضرورت تھی
اس لمحے---
نایاب اس کا چہرہ بغور
دیکھتی رہی ---وہ محسوس

کر سکتی تھی کہ وہ

اپنا غصہ پینے کی

کوشش کر رہا ہے---

اس لڑکی نے مقابل کے

سرخ پڑے چہرے

سے اپنے ہاتھ ہٹا کر

اب دونوں ہاتھوں کی چوڑئی

کلائی پر جمائے--

پھر نیچے کی جانب

اپنے ہاتھوں کو پھسلا کر

اس کی انگلیوں سے

اپنی انگلیاں الجھائیں---

اور یہ عمل اس نے بہت

آہستگی کے ساتھ کیا تھا

جسے قیصر نے محسوس کیا۔

خوف زدہ تو وہ شروع

سے ہی تھی مگر ظاہر صرف

اس نے قیصر کے سامنے

آخر میں کیا--- وہ بھی صرف

اس لیے تاکہ قیصر کا

غصہ ٹھنڈا ہو---

مجھے گھر جانا ہے "

"قیصر---مجھے گھر لے چلو

اس نے اپنا ڈر ظاہر کرتے
ہوئے بہت نرمی سے
التجاء کی---
قیصر نے ہلکا سہ چہرہ موڑ کر
اس لڑکے کو دیکھنا چاہا
مگر نایاب نے اگلے ہی لمحے
بہت پھرتی کے ساتھ اپنے
دونوں ہاتھ اس کے چہرے
پر لگا کر آڑ حائل کی---
" مجھے گھر جانا ہے قیصر "
اس بار اس کا لہجہ
حاکمانہ ہو گیا تھا---
لمحہ بھر میں منت
اور لمحہ بھر میں حکمانہ
ہو جانا---یہ صرف
اس کے جگنو کا ہی خاصہ
تھا--- ورنہ جتنا اس لمحے
وہ غصے میں تھا مجال
ہے وہ کسی کو قریب
بھی آنے دے اپنے---
قیصر نے اس
لڑکے کی جانب نہ
دیکھا پھر-- اگر دیکھا تو

صرف اپنے جگنو کو دیکھا
اس کے ڈرے ہوئے چہرے
کو دیکھا اس کی آنکھوں
میں اتری سرخی کو دیکھا
اس کی پلکوں کو بھیگا
دیکھا اس کے ہاتھوں کو لرزتا
دیکھا --- اور وہ ٹھنڈا
پڑنے لگا---
پھر نہ رکا وہاں--
اس کا ہاتھ تھاما اور باہر کی
جانب لے کر چل دیا ---
عبدالکریم ذریاب حفصہ و
اس کے گارڈز سب تیزی
سے ان کے پیچھے آئے---
کلب سے باہر آنے کے بعد
اس کے گارڈز میں سے
ایک نے اس کی جانب
کوٹ بڑھایا جسے اس نے
پہن کر اس کے بٹن لگا لیے
جس سے کافی حد تک
اس کا چیسٹ کور
ہو گیا تھا ---
ذریاب اور عبدالکریم الگ

گاڑی میں گئے جبکہ حفصہ
نایاب کے ساتھ بیٹھی تھی
قیصر کی گاڑی میں---
حفصہ کو چھوڑنے تک
سفر مکمل خاموشی سے
ہی کٹا---
نایاب کا گمان تھا کہ
جب حفصہ گاڑی سے اتر
جائے گی تو پھر وہ
اس پہ چیخے گا---
اس پہ غصہ کرئے گا---
پوچھے گا آخر وہ کر
کیا رہی تھی وہاں---
اور وہ اپنا دماغ بنائے
بیٹھی تھی کہ
یہ سب ہونا ہے ---
اپنے نزدیک وہ ڈزرو
بھی کرتی تھی کیونکہ
اگر آج قیصر وقت پر نہ
آتا تو نہ جانے کیا کیا ہو
جانا تھا شاید وہ اپنے بچے
تک کھودیتی--
اس بات کا تصور بھی

اس کی روح کو لرزا

دے رہا تھا۔۔۔

کہ اس کا ایک ایڈونچر اس

کے بچوں کی جان پہ

بن آیا تھا آج۔۔۔

اس لیے اگر قیصر اسے

ڈانٹتا ہے تو وہ قابل تھی

کہ اسے ڈانٹا جائے۔۔۔

اگر قیصر اس پہ غصہ

کرتا ہے تو وہ قابل تھی

کہ اس پہ غصہ کیا جائے۔۔۔

وہ انتظار میں ہی تھی

پانچ منٹ گزر گئے ۔۔

لیکن قیصر نے

ایک لفظ ادا نہ کیا ۔۔

وہ خاموشی سے

ڈرائیو کرتا رہا۔۔۔

" کچھ کھاؤ گی؟ ؟ "

یہ وہ سوال نہیں تھا

جس کی وہ

امید میں تھی۔۔۔

اس نے حیرت سے

قیصر کو دیکھا۔ ۔۔ ۔۔

ہاں--- بریانی ---"
بریانی کھلا دو ---
" چٹ پٹی سی---
جب وہ نارمل بیہیو کر
رہا تھا تو نایاب نے بھی
ایسے ظاہر کیا جیسے
کچھ ہوا ہی نہیں ہے----
چٹ پٹی---ہمممم--- "
مجھے سوچنے دو --
" ..کہاں ملے گی؟؟؟
وہ سوچنے والے انداز میں
تحمل سے گویا ہوا--
قیصر کہ اس بیہیویئر نے
نایاب کو پہلی بار سوچ
میں ڈالا---
جو شخص اس نے کلب میں
دیکھا اور جس قیصر کو
وہ اس لمحے دیکھ رہی
تھی --وہ دو الگ شخص
محسوس ہوئے---
ایک شخص جو صرف
کچھ دیر پہلے کسی کو
قتل کر دینے کے در پہ تھا

وہ اس لمحے گاڑی میں
بیٹھا بریانی کھلانے کا
سوچ رہا تھا---
بات عجیب تھی---
نایاب نے محسوس کیا
کہ وہ اتنا سیدھا بندہ ہے
نہیں ---جتنا دکھاتا ہے ---
وہ تو بہت گہرا ہے---- کسی
سمندر کی مانند--- کسی
الجھی ہوئی پہیلی
کی مانند---
مجھے یاد آگئی ایک جگہ -- "
" وہاں کی کھلاتا ہوں---
سامنے کی جانب دیکھتے
ہوئے وہ نرمی سے بولا---
"چکن بریانی چاہیے"
اس نے فرمائش ظاہر کی---
" ہاں---- وہاں مل جائے گی-- "
اس نے ایک بار بھی نایاب
کی جانب نہیں دیکھا
اس دوران اور یہ بات
وہ محسوس کر رہی تھی---
❤️*Husny Kanwal*❤️

لو نایاب۔۔ دیکھ لو مینو۔۔ "
کچھ اور چاہیے
" تو وہ بھی آرڈر کر دو۔۔۔
کچھ دیر بعد وہ دونوں
ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے ۔۔
اس نے نایاب کو نام سے
مخاطب کیا۔۔۔
جس پر وہ مسکرا دی۔۔۔
وہ نہیں چیخا۔۔۔
اس نے کوئی سوال نہیں کیا
لیکن ہاں۔۔خفاء تھا وہ۔۔۔
شدید خفاء۔۔۔ اتنا کہ اس
کی جانب دیکھ تک
نہیں رہا تھا۔۔۔ اسے جگنو
تک نہ کہا۔۔۔
نایاب کو بریانی سمجھ
آگئی تھی اس کے علاوہ
اس نے کچھ خاص آرڈر
بھی نہ کیا۔۔۔
کھانا کھانے کے بعد
وہ گھر پہنچے۔۔۔
اس نے دیکھا کہ مقابل
آج اپنا تکیہ اٹھا کر

سامنے صوفے پہ جا کے
لیٹ گیا ہے---
ویسے چار نکاح کرنے کی
سنت سب کو یاد ہے لیکن
غصے کے وقت پر
اپنی بیوی کو کیسے
صحیح راہ پر لانا ہے
اس کی تربیت کیسے
کرنی ہے--- یہ کسی
کو علم نہیں---
بس غصہ آیا تھپڑ جڑ دیا --
غصہ آیا اٹھا کر نیچے پھینک
دیا--- غصہ آیا لات مار دی---
بیوی نہ ہو گئی کوئی
جانور ہو گئی---
اسلام میں تو صرف
بستر الگ کر لینے کا حکم
تھا سزا کے طور پر---
اور یہ ایک عورت کے لیے
ویسے ہی بہت بڑی سزا ہے --
لیکن یہ مارپیٹ کہاں سے
آئی؟؟... اسے غصے کے
نام پر میاں بیوی کے

بیچ میں کون لایا؟؟؟---
غصہ مرد کو ماں کے
سامنے بھی آتا ہے --بہن کے
سامنے بھی آتا ہے-- انہیں
تو پکڑ کے مارنا شروع
نہیں کر دیتا پھر بیوی
پہ یہ کون سہ انوکھا
غصہ اترتا ہے؟؟---
اس نے بستر الگ کیا
اور نایاب بےچین ہوگی---
قیصر--- تم وہاں کیوں"
لیٹے ہو؟؟ " بیڈ پر بیٹھی
اس لڑکی نے اس کی
جانب دیکھتے ہوئے نہایت
معصومانہ سوال کیا---
اس نے کوئی جواب نہ دیا
جیسے سنا ہی نہ ہو---
قیصر--- میں بات کر "
"رہی ہوں
اس کا جواب نہ دینا
دل پر بھاری ہونے لگا---
مقابل نے اب بھی کچھ
نہ کہا -وہ آنکھیں موند

چکا تھا۔۔۔

" قیصر۔۔۔ قیصر۔۔ قیصر۔۔۔"

وہ اب کسی بچے

کی طرح اسے بار بار

آواز دے رہی تھی۔۔۔

لیکن وہ تو جیسے کانوں

میں روئیاں ٹھوسائے بیٹھا ہو ۔۔۔

قیصر۔۔۔ مجھے پتہ ہے"

تم سن رہے ہو واپس

" آو بیڈ پر۔۔۔

دنیا کے سارے غم ایک طرف

اور اس کا روٹھ کر دور

چلے جانا ایک طرف۔۔۔

اس کی آواز جیسے

خاموش کمرے میں

کہیں غائب ہو گئی۔۔۔

اس سے تو وہ ڈانٹ لے

چیخ لے ڈپٹ لے

تب اتنی تکلیف نہ ہو

جتنی اس کی خاموشی

دے رہی تھی جتنا

اس کی دوری دے

رہی تھی جتنا اس

کی بے رخی دے

رہی تھی---

تم یہاں نہیں آئے ناں "

تو میں وہاں آ جاؤں گی--

بتا رہی ہوں--پھر ایک صوفے

"پر دونوں سوئیں گے

وہ بچوں کی

طرح دھمکیاں دینے پر اتری

مگر مقابل نے اب بھی

کوئی ری ایکشن نہ دیا----

جس پر وہ منہ پھلا

کر کمبل کو خود سے الگ کرکے---

بیڈ سے اتر کر ---

چلتی ہوئی ڈائریکٹ

اس کی جانب آئی---

قیصر نے محسوس کر

لیا تھا وہ آئی ہے

مگر آنکھ نہ کھولی---

اس کی ناراضگی

کو ذرا بھی خاطر میں

نہ لاتے ہوئے وہ زبردستی

اس کے ساتھ صوفے پر

لیٹ گئی تھی---

جگہ بہت کم تھی

اس وجہ سے دونوں

مکمل ایک دوسرے

سے مس تھے---

قیصر کے سینے سے نایاب

بالکل چپکی ہوئی تھی----

ان کے درمیان سے ہوا

تک نہیں گزر سکتی تھی

یہ عالم تھا نزدیکی کا---

وہ حسین لڑکا ہلکا سہ

پیچھے کی جانب کھسکا

تاکہ نایاب کو مزید

جگہ مل سکے ورنہ

یقینا اس نے نیچے گر

جانا تھا---ساتھ ہی فورا

ہی اس کے کمر کے پیچھے

اپنا ہاتھ حائل کر دیا---

ناراضگی اپنی جگہ ہے ---

اس کا خیال کرنا

اپنی جگہ --

وہ منانے آئی تھی

یہی بہت تھا ---

ورنہ اسے کب کوئی امید

تھی اس پتھر دل

عورت سے---

نایاب نے بڑی محبت

کے ساتھ اپنے نازک ہاتھوں

سے اس کی کمر کا

حصار باندھا---

اور کیا وہ ہٹا سکتا تھا

اس کے ہاتھوں کو؟--

نہیں--- ہرگز نہیں---

اس نے آنکھیں موندے

رکھیں---ایک بار بھی کھول

کر نہ دیکھا اس کی جانب---

صرف دو منٹ اور اس

کے بعد وہ آنکھیں کھولنے

پر مجبور ہوا---

آنکھیں کھولتے ہی

دنیا کی سب سے

خوبصورت آنکھیں

روبرو ہوئیں

" بیڈ پر چلتے ہیں- - "

جب ساتھ ہی سونا تھا

تو پھر بیڈ پر ہی صحیح ---

وہ پریگننٹ تھی--مانا

اس لڑکی کو اپنی
کوئی فکر نہیں تھی
مگر قیصر کو تھی---
وہ اسے ایسے صوفے کے
نکڑ پہ سونے نہیں دے
سکتا تھا۔۔ خدانخواستہ
اگر وہ گر ور گئی تو---
اوکے" نایاب اپنی سب سے"
خوبصورت مسکراہٹ اس
کے نام کرتے---فورا اٹھ
کر بیٹھی---
وہ نفی میں سر جھٹکتا ---
اس کے ساتھ چلا۔۔
دونوں اب بیڈ پر لیٹے
ہوئے تھے--- قیصر نے
تو کوشش کی تھی
دور جا کر لیٹنے کی
مگر وہ نایاب تھی
جو ہلکا سہ بھی ان کے
درمیان فاصلہ نہیں آنے دے
رہی تھی آج ---
" ڈونٹ ٹچ می نایاب "
وہ حسین لڑکی

اس کے رخسار کو بڑی
نرمی سے اپنی انگلیوں
سے مسلنے لگی تو مقابل
خفگی سے آنکھیں
موندے ۔۔۔سپاٹ سے
لہجے میں بولا۔۔۔۔
میں اپنے شوہر کو ٹچ "
کر رہی ہوں ۔۔۔تمہیں کیا
مسئلہ ہے؟ " وہ بھی
اسی کے لہجے میں جواب
دہ ہوئی۔۔۔
اس نے ہاتھ نہیں ہٹایا
اور وہ کیوں ہٹائے۔۔۔
وہ شوہر تھا اس کا ۔۔۔
پورے حق کے ساتھ
پیار کرنے لگی۔۔۔
اب تو حال یہ تھا کے اس
نے گالوں کو چومنا تک
شروع کردیا۔۔۔
"نایاب پلیز"
وہ اسے روکنے کے
لیے جھنجھلاکر
کہنے لگا۔۔۔ مگر وہ نہیں

سن رہی تھی---

نایاب-- " اس نے اب غرا کر"

آنکھیں دکھائیں--

وہ خفاء تھا ---شدید خفاء --

اس کا غصہ ابھی بھی

آسمانوں سے باتیں کر رہا

تھا لیکن اس کے باوجود

نایاب نے جب تک کھانا

نہیں کھایا اس نے تب تک

اپنی ناراضگی کو ظاہر

نہیں ہونے دیا---

وہ نہیں چاہتا تھا ان سب

معاملات میں اس کا جگنو

اور بچے بھوکے رہ جائیں---

اور مرد ایسے ہی تو

حاکم نہیں بنا دیا گیا

عورت پر--- یقینا اس میں

صبر و تحمل و قوت ارادی

زیادہ ہے تبھی وہ

حاکم ٹھہرا---

تم اگر مجھ سے ناراض "

"ہو---تو مجھ سے بات کرو ناں

وہ اب بچوں کی طرح

اس سے آڑ رہی تھی---
ناراضگی میں کون "
" بات کرتا ہے؟
مقابل چڑچڑئے سے
لہجے میں---
ہم---- " وہ خاصہ جتا"
کر بولی ---اس کے لہجے
میں بھرم تھا---
اچھا--- تو کیا بات کریں"
" ..گے ہم؟؟
مقابل کا لہجہ طنزیہ ہوا
یہ سوال کرتے وقت---
وہ لڑکی نہیں جانتی
وہ زخمی شیر کو چھیڑ
رہی تھی اس وقت جو
بہت ضبط کیے بیٹھا
تھا---
" کچھ بھی---"
وہ بڑے پیار سے
مسکراتے ہوئے بولی---
"مجھے نیند آرہی ہے "
مقابل نروٹھے لہجے میں--
سو جانا --- "

تھوڑا سہ وقت دے

"دو مجھے

وہ اپنے چہرے سے

ایک منٹ کے لیے بھی

مسکراہٹ کو جدا نہیں

ہونے دے رہی تھی---

اتنا پیارا لہجہ---

اتنی پیاری مسکان

اگر وہ روز میں دکھاتی رہے

تو قیصر تو شاید اسی

کو دیکھ دیکھ کے جیتا

رہے لیکن یہ صرف

خفگی کی سوغات تھا---

نایاب---میرا موڈ "

بہت خراب ہے--- میں نہیں

چاہتا ایسا کچھ بولوں

جس کے لیے مجھے

"بعد میں پچھتانا پڑئے

نایاب نے اسے سنجیدگی

سے کہتے سنا---

سوری--- وہاں جو کچھ"

ہوا وہ سب حادثاتی

طور پر ہوا ---میں نے کچھ

بھی دانستہ طور پر نہیں
کیا لیکن ہاں میری غلطی
ہے مجھے وہاں جانا ہی
" نہیں چاہیے تھا۔۔
وہ اپنے نیچے کے ہونٹ
کو چباتے ہوئے بہت
محبت و نرمی
کے ساتھ اپنی خطا
قبول کرتے ہوئے
معذرت طلب کر رہی تھی۔۔۔
میں جانتا ہوں تمہیں "
کوئی محبت نہیں ہے
میرے بچوں سے۔۔۔
نہ کوئی لگاو۔۔۔ میرے لیے
نہیں تو انسانیت کی
خاطر انہیں دنیا میں
صحیح سلامت
"آ لینے دو۔۔۔ پلیز۔۔۔
وہ یہ کہتا ہوا اٹھ کر
بیٹھا۔۔نایاب بھی ساتھ
ہی اٹھ کر بیٹھی۔۔۔
ایسے کیوں بول"
" ..رہے ہو؟؟

کیونکہ تمہارا اور"
بچوں کا وزن نہیں
بڑھ رہا ہے--میں پہلے
ہی بہت پریشان ہوں
اس حوالے سے -اس پر تم
اگر کلب جا کر خطروں کی
کھلاڑی بنو گی
تو تم خود بتاؤ -
میں کیسے نارمل رہوں
گا؟؟ " اس کے لہجے میں
کیا کچھ نہیں تھا
غصہ -کرب-- اذیت--
اور سب سے بڑھ کر
مان ٹوٹنے کا غم--
اس دن بات کرنے کے بعد
وہ تو بےفکر سہ ہو گیا تھا
کہ نایاب اب خود ہی
خیال رکھتی رہے گی
اپنا اور بچوں کا لیکن ایسا
نہیں ہوا --
اگر وہ آج وقت پر نہ پہنچتا
تو وہ سوچنا بھی نہیں
چاہتا تھا کہ کیا ہو جاتا-

"اوکے۔۔ سوری۔۔۔"

بہت کچھ بولنا چاہتی تھی

وہ ۔۔۔بتانا چاہتی تھی

اسے کہ اس نے کیا محسوس کیا

ہے آج لیکن وہ نہیں بول سکی ۔۔۔

نہیں جانتی کیوں ۔۔۔

بس نہیں بول سکی۔۔۔

جگنو ایک بات میں بہت "

کلیئر طور پر بتا دینا

چاہتا ہوں تمھیں کے مجھے تمہارا

ذریاب کے قریب رہنا

"بالکل پسند نہیں ہے۔۔۔

قیصر کے نزدیک یہ

بات کلیر کرنا اب

بہت ضروری ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اس کے نکاح میں ہو کر

دوسرے مردوں سے نہیں

مل سکتی۔۔۔

میں تو صرف اپنی "

ٹیم کے ساتھ گئی تھی

عبدالکریم اسے وہاں

لے کر آیا تھا۔۔۔ " مقابل نے

اپنی جانب سے صفائی

دی جو سچ بھی تھی---
قیصر بہت کچھ کہنا
چاہتا تھا اس سے بہت
کچھ پوچھنا چاہتا تھا
لیکن اسے ڈر لگتا تھا ---
پوری دنیا میں اگر وہ
کسی سے ڈرتا تھا تو وہ نایاب
ہی تو تھی جس کے متعلق
پتہ ہی نہیں چلتا تھا
کب تولہ کب ماشہ بن جاتی--
اس نے سوچ لیا تھا
وہ کھل کر بات کرئے گا
لیکن چار مہینے بعد---
وہ ابھی نایاب
کو کسی قسم کا اسٹریس
دینا نہیں چاہتا تھا--- ورنہ
جو جنگ اس کے دل و دماغ
میں چل رہی تھی وہ
اسے پاگل کرنے کے لیے کافی
تھی لیکن وہ خاموش تھا
اگر الفاظ ادا بھی کر رہا
تھا تو بہت تول تول کر--
بہت سوچ سوچ کر---

ایک پریگننٹ عورت کو
ذہنی سکون میں
رکھنا کھیل نہیں ہوتا۔۔۔
خاص طور پہ تب
جب وہ عورت
آپ کی برداشت کی
لمٹس کی آخری
حد کو باربار پار کررہی ہو۔۔۔
اوکے۔۔۔ اب میں سو"
" سکتا ہوں؟
سپاٹ سے لہجے میں
استفسار کیا ۔۔۔
اس کے لہجے میں ابھی
بھی نرمی نہیں آئی تھی
جو نایاب محسوس
کر سکتی تھی۔۔۔
"نہیں۔۔۔۔ مجھے پیار کرو"
بڑی محبت سے کہتے ہوئے۔۔۔
اس نے اپنی دودھیائی کلائیوں
کا ہار اس کی گردن کے گرد
ڈالا۔۔۔
وہ گرئے رنگ کی گول گلے
والی ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔۔۔

کہاں جانتا ہوگا وہ۔۔اس سادگی

میں بھی وہ کتنا بھہ رہا تھا

مقابل کے دل کو۔۔۔

" پیار؟؟"

مقابل کو جیسے شاکڈ لگا۔۔

اس کی آنکھوں میں

ابھری حیرت۔مقابل کے چہرے

پہ مسکراہٹ لے آئی

تھی شرارت بھری۔۔

ہاں۔۔ شوہر اپنے بیویوں"

کو پیار نہیں کرتے؟؟ "وہ

اس کے چہرے کے قریب

اپنا چہرہ لا کر۔

بڑی محبت سے

پوچھنے لگی۔

کلب میں ڈرنک کی تھی "

"...یا ڈرگز لیے تھے؟؟

مقابل اپنی آنکھوں

کو چھوٹا کر اس کا

چہرہ اپنے ہاتھوں کے

پیالے میں قید کر کے۔۔

نہایت سنجیدگی سے

تفتیشی انداز میں

استفسار کر رہا تھا ---

ہونہہہ؟؟... " اسے جیسے"

یقین نہ آیا مقابل

کے سوال پر---

" سچ بتاؤ جگنو--- "

وہ ابھی بھی اسے

عدالت میں کھڑا کیے ہوئے

تھا اور مقابل نے اپنی

آنکھیں گھما کر نہایت

بیزاریت کے ساتھ اس

کے ہاتھوں کو اپنے چہرے

سے جھٹکا---

یقینا اس کے حصے

میں دنیا کا سب سے

انرومینٹک بندہ آیا تھا---

سو جاو تم--- بلکہ سوتے"

ہی رہو ---تم جاگے ہو

" کیوں؟؟؟.. سو جاؤ---

وہ نہایت کڑ کر کہتی ہوئی

اس سے تھوڑا دور ہو کر

لیٹ گئی تھی---اور اس

بار اس نے کروٹ

بھی دوسری سمت لی---

بندہ گڑ نہ دے"
گڑ جیسی بات ہی
کر لے--- " قیصر
نے اسے چڑھ کر کہتے سنا۔
قیصر پریشان تھاکہ
نایاب کا وزن نہیں بڑھ رہا
اس کے بچے صحت مند نہیں
ہو رہے ابھی تک---
ڈاکٹرز
کی ساری انسٹرکشن کے
باوجود بھی نایاب اور
بچے بہت کمزور ہیں---
اور دوسری جانب نایاب
کو اپنے ہی خوف لاحق
تھے جسے وہ قیصر
سے شیئر تک نہیں کر
رہی تھی ---
یہی وجہ تھی کہ وہ
اندر ہی اندر گھل رہی تھی---
بچے دنیا میں لانے کا
فیصلہ تو کر لیا لیکن
وہ کھلائیں گے کیا ؟؟؟
وہ تو خود آج تک دنیا

کے سامنے ماموں کی
بھانجی کھلا رہی ہے---
قیصر کبھی بھی
فیوچر کے متعلق باتیں
نہیں کرتا تھا کبھی یہ
نہیں کہتا تھا کہ ہمارے
بچے ہونگے تو ہم یہ کریں
گے ہمارے بچے ہوں گے
تو ہم وہ کریں گے---
اور یہی چیز نایاب
کو شدت سے احساس
دلاتی تھی کہ شاید
وہ اکیلے پالنے کے لیے
بیٹھا ہوا ہے------
شاید وہ اپنی منگیتر
کی جھولی میں ڈال دے
اگے جا کر اس کے بچے
اور پھر اس سے
دنیا کے سامنے شادی
کر کے اپنے بچے
پلوائے---
کیا کچھ نہیں تھا اس لڑکی
کے دماغ میں---

کتنے وسوسے

کتنے خیالات

کتنے خوف

کتنے ڈر----

وہ ڈرئی ہوئی تھی

وہ ظاہر نہیں کرتی تھی

لیکن ہاں ---وہ ڈرنے لگ

گئی تھی---

ایک انسان جس نے

زندگی بھر صرف کھویا

ہو---تو پھر اسے کوئی

نعمت ملتی بھی ہے ناں

تو بھی وہ ڈرا سہما

سہ ہی رہتا ہے---

اسے لگتا ہے یہ نعمت

اس کی ہو ہی نہیں سکتی

اس کے نصیب میں کہاں

خوشیاں لکھی ہیں ؟

نایاب کا وہی حال تھا---

اوور تھنکر ایسے ہی اپنے

ارد گرد خیالوں ، وسوسوں

و منفی سوچوں کی

دنیا بنا لیتے ہیں ---پھر

خود ہی ان میں جیتے
ہیں اور خود ہی ان میں
مرتے ہیں---
ایسے لوگ بظاہر آپ کو
نارمل لگیں گے لیکن یہ
نارمل نہیں ہوتے انہیں
ان کی اوور تھنکنگ
ہمیشہ پریشان کر کے
رکھتی ہے--- انہیں ضرورت
ہوتی ہے ایسے پارٹنر
کی جو انہیں
extra explainer-
بن کر سمجھاتا رہے---
لیکن ایسا تو تب ہو ناں
جب یہ اپنی باتیں شیئر
کریں ---سامنے والا کیا
جانے--ان کے دماغ میں
کیا چل رہا ہے---
کیونکہ نایاب کے
دماغ کا آئی کیو
زیادہ تھا اس لیے
دیگر لوگوں کے مقابلے
اس کی سوچیں بھی

زیادہ تھیں--- اسے لگنے
لگا تھا قیصر اسے نکال
دے گا اپنی زندگی سے
بہت جلد ---اسی لیے
وہ قیصر کے قریب آنے
کی کوشش کرنے لگی تھی
پہلے تو پھر وہ سوچا
کرتی تھی کہ اگر قیصر
کی خوشی اسی میں ہے
تو چھوڑ جائے گی اپنے
بچے اس کے لیے---
لیکن آج کے حادثے کے
بعد وہ جان دے سکتی
تھی اپنے بچے نہیں---
" اچھا سوری---"
پورے آدھے گھنٹے تک
کمرے میں مکمل خاموشی
طاری رہی جبکہ دونوں
جاگ رہے تھے---
پھر وہی جھکا ---
وہی آگے بڑھا---
اسی نے پیچھے سے
اس کے پیٹ کے مقام پر

ہاتھ رکھ کر اسے
آہستہ کی ساتھ
اپنی جانب کھینچا---
نایاب کی کمر اب اس
کے سینے سے لگی
ہوئی تھی ---
قیصر نے بہت نرمی کے ساتھ
اس کے بالوں کو کان کے
پیچھے کرتے---
اپنے سرخ ہونٹوں کو
اس کی کان کی لو سے
مس کر---نہایت محبت سے
معذرت طلب کی---
کہنے کو اس نے بہت
ہلکی سی بےباکی کی تھی
لیکن نایاب کے پورے جسم
میں برقی رو کی طرح
بجلی دوڑ گئی ---
اس نے فورا اپنے ہاتھ
میں کمبل کو بھینچا ---
سوری ناں--- میں بس"
بہت انسکیور ہو گیا تھا
تمہیں ذریاب کے ساتھ

دیکھ کر۔۔۔میں قبول کرتا
ہوں میں جیلس ہوجاتا ہوں۔۔۔
مجھے اس کا تمہارے
ساتھ ہونا زہر لگتا ہے۔۔شاید
اسی لیے مجھے بہت غصہ تھا
پھر تمہارا اس حالت
میں کلب جانا بھی تو
ٹھیک نہیں تھا ناں جگنو۔۔۔
میں تمہیں نہیں روکتا
کسی کام سے ۔۔
" کبھی بھی نہیں۔۔۔ م۔۔
ابھی وہ بول ہی رہا تھا
کہ نایاب اپنے پیٹ کے
مقام سے اس کا ہاتھ ہٹاکر۔۔۔
اس کی جانب مڑی۔۔
ہاں تم مجھے نہیں روکتے۔۔۔ "
لیکن تم مجھ پر بھروسہ
"بھی نہیں کر رہے
اور اس لڑکی کے لہجے
میں شکوہ ابھرا تھا یہ
جملہ ادا کرتے وقت۔۔۔
میں تم پر پورا بھروسہ "
کرتا ہوں جگنو۔۔۔ تبھی

میں نے تم سے کبھی
سوال نہیں کیا۔۔ نہ
اس ہوٹل کے کمرے میں۔۔۔
"نہ آج اور نہ کبھی کروں گا۔۔
جب بھروسہ ہے "
" تو پھر یہ غصہ کیوں؟؟
وہ دوبدو اس کی سیاہ
آنکھوں میں جھانکتے
ہوئے استفسار کرنے لگی۔۔۔
ان دونوں کا ہی لہجہ سخت
ہوگیا تھا۔۔۔
بھروسہ تم پر ہے جگنو "
پوری دنیا پر نہیں ہے۔۔۔
پھر میری جیلسی اگر
غصے کی صورت میں
باہر آرہی ہے تو میں
" ...کیا کر سکتا ہوں؟؟
پاکستان میں رہتے ہوئے
کبھی بھی اپنے پارٹنر کو
لڑائی کے بعد وقت نہ دیں
اگر چائے گری ہے
تو فورا صاف کرنے سے
داغ نہیں آتا بالکل یہی حال

میاں بیوی کے رشتے کا ہے
کہ اگر معاملہ خراب ہوا ہے
تو اسی وقت کلیئر کر لیں
یہ سب سے بہتر ہے--- خاص
طور پر بیوی
کے معاملے میں---کیونکہ
اگر آپ اسے وقت دیتے ہیں
تو یقین کریں معاملہ
10 پرسنٹ خراب ہوگا
لیکن اگر آپ نے اسے وقت
دے دیا تو وہ 90 پرسنٹ
خراب کر دے گی صرف
سوچ سوچ کر---
وہ آخری جملے پر
اپنی بے بسی ظاہر
کرنے لگا--- ساتھ ساتھ اس
کی نازک کمر پر ہاتھ رکھ کر
اسے اپنی جانب مزید
کھسکایا جس سے وہ
بالکل اس کے سینے سے مس
ہو گئی----
اس کا بار بار اقرار کرنا
کہ وہ جیلس ہو گیا تھا

نایاب کے چہرے پر

مسکراہٹ لا رہا تھا جسے

وہ بمشکل کنٹرول

کر رہی تھی اب۔۔

اور کون نہیں جانتا

جیلسی وہیں آتی ہے

جہاں محبت ہو۔۔۔

نایاب نے کوئی جواب نہ دیا

بس اسے دیکھتی رہی

یقینا وہ انتظار کر رہی

تھی اس کے مزید کچھ

کہنے کا۔۔۔۔

قیصر عبدالرحمان یوسف

دا ولڈ فیمس سنگر اور

بزنس ٹائیکون

اس کے لیے جیلس ہو رہا ہے

تو یہ کسی اعزاز سے

کم نہ تھا۔۔۔ وہ کیسے

نہ اتراتی۔۔۔ کیسے مزید ناز

نہ دکھاتی۔۔۔

اتنی آسانی سے اس کا مان

جانے کا کوئی

ارادہ نہیں تھا۔۔۔

سوری۔۔۔ " وہ اس کی آنکھوں"
کو چومتے ہوئے۔۔۔ پھر معذرت
کرنے لگا۔۔۔
وہ یوں ہی منہ پھولا کر
دیکھتی رہی۔۔۔
" سوری جگنو"
قیصر اس بار نہایت
منتی لہجے میں کہ رہا تھا۔۔
ساتھ ہی اس کی ناک چومی۔۔۔
اس کا ناک کو چومنا
مقابل کو گدگدا گیا ۔۔۔
مزید مسکراہٹ قابو کرنا
مشکل ہو گیا تھا اب۔۔۔
"سوری"
وہ بچوں کی طرح اسے
منانے میں لگا تھا۔۔ اس بار
اس کی سیدھے رخسار کو چوما۔۔
اب اس کے گال جلنے لگے تھے۔۔۔
جو اتنی دیر سے آنکھوں
میں آنکھیں ڈال غرا رہی
تھی مزید ائی کنٹیکٹ
کنٹینیو نہ رکھ سکی۔۔۔
" اتنی محبت کافی ہے؟"

اس نے چھیڑنے والے
انداز میں۔۔ اپنی ناک
اس کے نرم رخسار سے
رگڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔
اس کی گرم سانسیں
نایاب کا چہرہ جھلسا
رہی تھیں۔۔۔
"قیصر۔۔ نہ کرو ناں"
وہ صرف تب تک شیرنی
بنتی تھی جب تک
قیصر رومانس کے
میدان میں نہ
اترئے ۔۔۔جیسے ہی وہ اترا ۔۔۔
نایاب بی بی اس کے سینے
میں چہرہ چھپاکر شرمانا
شروع ہوگئیں۔۔۔
دن کتنا بھی دھوپ
میں گزرا ہو اگر رات میں
چھاؤں و سکون نصیب
ہو جائے تو دن میں جلے
پاؤں رات میں تکلیف
نہیں کرتے۔۔۔
تم واقعی جیلس "

ہوتے ہو زریاب

" کے میرے قریب ہونے سے؟؟

اس کے ہاتھوں کی

شرارتوں و بےباکیوں کو

روکتے--- وہ

اس کی جانب دیکھ

نہایت اشتیاق

سے پوچھ رہی تھی--

بہت زیادہ ہوتا ہوں---"

مجھے لگتا ہے میرے

اندر آگ لگ رہی ہے---

میں تمہیں صرف اپنے

لیے چاہتا ہوں جگنو---

صرف اور صرف اپنے لیے--

کبھی کبھار تو میں سوچتا

ہوں شاید میں اپنے

بچوں سے بھی جیلس

ہوں گا اگر تم انہیں

مجھ سے زیادہ توجہ

" دو گی تو---

اس کے ہاتھ سے اپنا

ہاتھ بہت آہستگی کے ساتھ

ازاد کرایا باتیں کرتے وقت

کہ نایاب کو علم تک نہ ہوا---

وہ سحر میں جکڑ جو

گئی تھی ان سیاہ آنکھوں کی---

بلا شبہ وہ سیاہ گہری

آنکھیں جان لیوا تھیں---

اس کے حسین

و نرم رخسار پر اپنا

انگوٹھا بہت نرمی کے

ساتھ مسلتے ہوئے---

آنکھوں میں آنکھیں ڈال

اپنے جذبات بیان

کرنے لگا۔ جو وہ سوچا

کرتا تھا اکثر---

نایاب اس کی بات پر

ہنسے بغیر رہ نہ سکی---

کوئی اپنے ہی بچوں "

سے کیسے جیلس ہو

"سکتا ہے؟...کچھ بھی

اس نے مضحکہ خیز

انداز میں کہا یقینا وہ

اعتبار نہیں کر رہی تھی۔

اور نایاب کو شاید خود بھی

علم نہیں ہوگا کیسے اس

کی آنکھیں جگنوؤں کی
طرح چمکنے لگی تھیں
قیصر کی باتوں پر ---
جیسے یہ وہی ساحل ہو
جس کی فراق میں
وہ سالوں سے بھٹک
رہی ہو--
اور عورت اپنے پسندیدہ
مرد کی رفاقت میں ہی
تو کھل کے ہنسا کرتی ہے---
وہ ہنسی زندگی سے
بھرپور ہوتی ہے جیسے
اس لمحے نایاب کی تھی---
ہو سکتا ہے -- جب اسے "
اپنی بیوی اپنے بچوں
" سے زیادہ پیاری ہو---
تمھیں میں زیادہ "
" پیاری ہوں؟؟
وہ ذرا اترا کر پوچھ
رہی تھی اب---
اور یہ ناز
یہ نکھرا
یہ اکڑ

یہ غرور

یہ خفگی

یہ شرمانا

یہ بےباکیاں

صرف قیصر کے لیے

ہی تو خاص تھا اس کا ---

ورنہ وہ کب کسی کو

منہ لگایا کرتی تھی---

اس لڑکی کے لیے پوری

دنیا عام تھی اگر کوئی

خاص تھا تو فقط وہ سیاہ

آنکھوں والا ---جس کے آگے

وہ بالکل کوئی ننھی

سی بچی بن جایا کرتی

تھی--

"کوئی شک نہ رکھنا

اس معاملے میں--- تم

میرا جگنو ہو---صرف میرا

اور مجھے تم دنیا میں

سب سے زیادہ پیاری ہو---"

وہ اس کی پیشانی کو

چوم کر بھرائی آواز

میں گویا ہوا---

اس لمحے نایاب کے

دل میں شدت سے چاہ

اٹھی یہ کہنے کی کہ

اگر میں اتنی ہی پیاری ہوں

تو منگنی کیوں نہیں توڑ رہے

ہے ابھی تک؟؟...مگر پھر

لب بھینچ لیے ---

نہ جانے وہ کیا خوف تھا

جو اس کے دل کو ہمیشہ

جکڑے رہتا---

وہ اس

خوبصورت لمحے کو

کھونا نہیں چاہتی تھی---

سوچا کل آرام سے

صبح بات کرئے گی ---

کیونکہ اب وہ اس

لٹکتی ہوئی تلوار کو

اپنے سر پہ سے ہٹانا

چاہتی تھی---

آئی لو یو --- "

" ائی لو یو سو مچ---

عورت کبھی بھی صرف

مرد کے الفاظوں پہ اعتبار

نہیں کرتی وہ اعتبار کرتی
ہے اس کے ایکشنز پر---
جو وہ اس کے لیے لیتا
ہے پوری دنیا کے آگے--- جو
ابھی تک اس نے قیصر
کو لیتے ہوئے نہیں
دیکھا اپنے لیے---
قیصر اظہار محبت کے بعد
اس کی پیشانی چوم کر
اب اس کی آنکھیں دیکھ
رہا تھا ---
اس کے کان منتظر تھے
جواب محبت کے---
"جزاک اللہ "
ابھی نایاب کی محبت
اس مقام پر نہیں پہنچی
تھی کہ اظہار محبت
لبوں پر آ جھلکے---
اس نے صرف شکریہ ادا کیا---
دنیا میں اس کی جگہ
کوئی اور لڑکی ہوتی
تو یقینا محبت کے اظہار
میں جواب محبت ہی ملتا ---

مگر سامنے اس کا جگنو

تھا اور اس کی جانب سے

ملنے والا شکریہ بھی

بہت اہمیت رکھتا تھا۔۔

وہ اسی پہ مسکرا دیا۔۔۔

آمین"نایاب"

نے دیکھا اب وہ

اس کے بالوں کو

ہاتھ میں لے

کر اپنی ناک سے لگا کر

سونگھ رہا تھا ۔۔۔

وہ اس کے اس عمل

کو بغور دیکھنے لگی۔۔۔

ایسا لگا جسے وہ کوئی

پھول ہو جسے وہ

مسلسل سونگھ رہا ہو

اور خوش ہو رہا ہو۔۔۔

وہ دونوں باتیں ہی کر رہے

تھے جب قیصر نے اچانک کہا

ویسے مجھے پتہ ہے "

تم بہت بہادر ہو لیکن

پھر بھی اگر کبھی اس

طرح کی سچویشن دوبارہ

آئے تو پلیز آگے آکے مت

کھڑی ہو جانا خطروں کے

کھلاڑی بن کر۔۔بلکے

مجھ نکمے کو یہ شرف بخش

دینا کہ میں تمہارے لیے

لڑ سکوں۔۔ پلیز پلیز میری

"ماں ۔۔۔میرا انتظار کر لینا

آخری جملے پر تو اس

نے دونوں ہاتھ جوڑ لیے

تھے نایاب کے آگے

جس پر وہ بےساختہ

قہقہہ لگانے پر مجبور ہوئی۔۔۔

انداز ہوتا ہے بات کہنے کا۔۔

چاہتا تو ڈپٹتا۔۔ڈانٹتا اور

کہتا آئندہ ایسا نہ کرنا

لیکن اس کا تو انداز ہی

نرالا تھا ۔۔۔

اس نے نہیں کہا۔۔۔

یہ مت کرنا ۔۔۔وہ مت کرنا۔۔

ائندہ ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھوں

اس نے تو فقط اتنا کہا

کہ مجھے ساتھ رکھ لینا۔۔

تم کر سکتی ہو ۔۔۔میں جانتا ہوں

تم بہت بہادر ہو
تم کر سکتی ہو لیکن
مجھ نکمے کو رکھ لو گی تو
زیادہ بہتر ہو جائے گا۔۔۔
اسے کہتے ہیں سامنے
والے کے کانفیڈنس لیول
کو برقرار رکھتے ہوئے
اپنی مدد کی آفر پیش
کرنا۔۔۔ اور یہ کام وہ
مرد کبھی نہیں کر سکتے
جو اپنی بیوی پر کنٹرول
کرنا چاہتے ہیں۔۔۔
"ماں تو مت بولو ناں"
وہ نہایت روتو سہ منہ بناکر
بولی جس پر اس بار
قیصر کا قہقہہ تھا
جو کمرے میں گونجا۔ ۔۔
ایک تو میٹھی سی آواز
اس پر سونے پر سہاگہ
اس کا چاند سہ چہرہ۔۔۔
وہ خود بھی نہیں جانتی
ہوگی شاید کتنی
خوبصورت لگ رہی

تھی وہ اسے۔۔۔ کہ بس نہ
چلتا ہو اپنے اندر سمو لے
اسے لیکن اس کے پریگننٹ
ہونے کا خیال بدرجہ اولی
تھا اس لیے اگر اپنے
سینے سے بھی لگاتا
تو بہت ہولے سے لگاتا۔۔۔
مجھے بھوک لگ "
" رہی ہے قیصر۔۔
وہ کھانا کھا کر آئے تھے
اور ابھی صرف ڈیڑھ گھنٹہ
ہی گزرا تھا لیکن اسے
پھر سے بھوک لگ
چکی تھی۔۔۔
اوکے۔۔۔ تو کیا کھائے"
"گا میرا جگنو
نہایت محبت سے اس
کے گال کو چومتے ہوئے
استفسار کیا۔۔۔
ہممم۔۔۔۔ چائے اور کیکرس۔۔"
پتہ نہیں کیوں۔۔ بہت دل
" چاہ رہا ہے اچانک۔۔۔
کیکرس تو گھر میں "

موجود ہیں۔۔رکو میں

" چائے بنا کر لے آتا ہوں۔۔۔

یہ کہتے ہوئے وہ اسے

اپنے حصار سے آزاد کر۔۔

چائے بنانے کی نیت سے

اٹھ کر بیٹھا ۔۔۔

میں ساتھ چلتی ہوں "

پھر گارڈن میں بیٹھ کر

"پییں گے۔۔۔

وہ مسکرا کر کہتی۔۔۔

ساتھ جانے کے لیے اٹھی۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کچھ دیر بعد قیصر کچن

میں کھڑے ہو کر چائے

بنانے کے ساتھ ساتھ

بسکٹ و کیکرس

وغیرہ پلیٹ میں سجاتا

دکھائی دے رہا تھا جبکے

نایاب فریج میں سے

کینو نکال کر ٹھنڈے ٹھنڈے

کھا رہی تھی۔۔

"قیصر منہ کھولو"

قریب آکر اس نے قیصر

کے منہ میں اپنے ہاتھ
سے ایک پھانک ڈالی۔۔۔
یہ تو ٹھنڈے ہو رہے "
ہیں۔۔یہ مت کھاؤ۔۔۔
رکو میں تمہیں ٹوکری
" سے دیتا ہوں دوسرا نکال کر۔۔
کینو کی پھانک منہ میں
جاتے ہی اسے ٹھنڈک کا
احساس ہوا جس کے
بعد وہ فورا فکرمند
لہجے میں گویا ہوا۔۔۔
نہیں مجھے گرم نہیں "
کھانے وہ میرے حلق سے
نہیں اترتے ۔۔۔میں یہی
کھاؤں گی اور تم چائے
" لے کے باہر آجاؤ۔۔
وہ ایک ہاتھ میں بسکٹ کی
پلیٹ اٹھا کر باہر کی
جانب چل دی تھی۔۔
اسے پتہ تھا اگر یہاں کھڑی
رہی تو قیصر نے اسے
کینو کھانے نہیں دینا مزید۔۔۔
جبکہ اسے بہت اچھا

،لگ رہا تھا ٹھنڈا
و کھٹا میٹھا کینو
کھانا اس لمحے---
جگنو--- کبھی تو سن"
" لیا کرو میری---
وہ ٹوکری سے نارمل ٹمپریچر
والا کینو
نکال کر پیچھے سے
آواز لگا رہا تھا---
مگر اس لڑکی نے کب سنا تھا
اس کی---
وہ چائے کا چولھا
کم کر کے تیزی سے
اس کے پیچھے آیا---
اچھا شیئر تو کر سکتی ہو "
" نا میرے ساتھ؟
اس لڑکی کے آگے عجلت
سے آکر کھڑے ہوتے ---
اب معصومیت بھرا چہرہ
بناکر استفسار کر رہا تھا وہ----
جس پر نایاب نے
چھوٹی آنکھیں کر
اسے بغور دیکھا--

میں بچی نہیں ہوں قیصر "
مجھے پتہ ہے شیئر کے
نام پہ تم ساری کھا جاؤ گے
اور پھر مجھے وہ سادہ
" و گرم والی کھلاؤ گے
وہ اس کی چالاکی کو
پہلے سے ہی ہائی لائٹ
کر رہی تھی---
اللہ توبہ --- کیسے میری "
نیک نیتی پر شک کرتی
ہو تم لڑکی" وہ
اس کے ہاتھ سے ایک کینو
کی پھانک لے کر منہ میں
ڈالتے ہوئے---نہایت معصومیت
سے گویا ہوا---
ہونہہ--- شک کون کر رہا ہے--"
"یقین ہے مجھے
وہ بسکٹ کی پلیٹ ٹیبل
پر رکھ کر---(جس پر اس نے
ہاتھ میں پکڑا کینو بھی
رکھ دیا تھا) ---
دونوں ہاتھ فولڈ کر--بھرم
سے منہ بسورتے ہوئے

سے بولی---

تمہیں پتہ ہے یہ "

ہے law کائنات کا

تم جیسی

امید رکھو گی تمہیں

"ویسا ہی ملے گا

وہ بھی اس کے سامنے

کھڑا ہو کر سینے

پر ہاتھ باندھ کر

بھرم سے بولا- --

اور بس اتنا کہ کر

اس وجیہہ مرد نے

پلک جھپکنے کی دیر

لگائے بغیر اس کا پلیٹ

پر رکھا کینو پورا اٹھا کر

منہ میں ڈال لیا تھا

ایک ہی بار میں---

مانا کینو بڑھا تھا اور

قیصر کا منہ چھوٹا

لیکن وہ زبردستی

ٹھوس گیا تھا----

نایاب بس دیکھتی کی دیکھتی

رہ گئی ---- اس کا پورا کینو

ایک ہی بار میں قیصر

کے منہ کی زینت بن چکا تھا۔۔

اہہ۔۔قیصر۔۔۔ " وہ بچوں کی"

طرح غصے سے پاؤں

پٹخنے لگی۔۔

جبکہ مقابل اس

کینو کو حلق میں اتارنے کی

کوشش میں لگا تھا۔۔۔

"قیصر کتنا ہینڈسم ہے "

مقابل نے اسے جزبز

ہو کر کہتے سنا۔۔۔

جس پر اس نے

proudly پراؤڈلی

انداز میں اپنے

کندھے اچکائے۔۔۔

وہ اتنے سارے لوگ "

کون تھے تمہارے ساتھ

" کلب میں؟؟

نایاب نے چائے کے کپ

میں کیکرس کو ڈوباتے

ہوئے قیصر کی جانب دیکھ

سرسری سے انداز میں

استفسار کیا۔۔۔

"میرے باپ کے گارڈز "
اس نے نایاب سے نہیں چھپایا ۔۔
نانا جان نے اتنے سارے"
گارڈز کیوں لگائے ہیں
" تمہارے پیچھے؟؟
اس نے کیکرس
کا لقمہ منہ میں لینے کے
بعد پوچھا۔۔۔۔
ابھی بھی اس نے اپنا انداز
سرسری ہی رکھا تھا
جبکہ اشتیاق بڑا تھا
اسے جاننے کا۔۔
آخر اتنے سارے گارڈز
قیصر کے پیچھے کیوں؟
کیا کوئی خطرہ تھا
اس کی جان کو؟؟
تمہارے نانا نے نہیں۔۔ "
میرے ریل باپ نے۔۔۔ ان کے
دشمنوں کو میری بھنک
لگ گئی ہے اس لیے
انہوں نے سیکیورٹی
" کے لیے بھیجے ہیں۔۔
یہ آدھا سچ تھا جو

قیصر نے اسے بتایا۔۔۔

" ...تمہارے ریل ڈیڈ؟ ؟ "

اس لڑکی کے لہجے سے

حیرت جھلکی۔۔

اور نایاب کہاں جانتی تھی

کہ قیصر کے ریل ڈیڈ

زندہ ہیں۔۔۔ اور نہ صرف

زندہ ہیں بلکہ بہت

پاور فل انسان بھی ہیں۔۔۔

" ہاں۔۔۔ تمہارے سسر۔۔۔"

قیصر نے تصدیق کی۔۔

کیا تم مجھے ایکسپلین "

"کرو گے پوری صورتحال

وہ نایاب تھی ایک ایک

سوال کرکے اس نے وقت

ضائع نہیں کیا۔۔۔

ڈائریکٹ سچویشن

جاننے کی کوشش کی۔۔۔

" بالکل۔۔۔۔"

قیصر مسکرا کر فدا سے

لہجے میں بولا۔۔۔یقینا

اسے اچھا لگا تھا نایاب کا

اس کی زندگی میں دلچسپی

لینا۔۔اس کے لیے فکر

ظاہر کرنا۔۔۔

" تو کہاں سے شروع کروں "

اس نے ایک لمحے سوچا

اپنی ٹھوڑے کھجاتے ہوئے۔۔۔

ہاں۔۔۔ اسٹارٹ سے"

انٹروڈکشن دیتا ہوں ۔۔۔

تو تمہارے سسر جی کا نام

ہارون شاہد ہے۔۔۔ وہ انڈیا کے

ایک بہت بڑے گینگسٹر

ہیں جن کا سکہ ملک

و بیرون ملک سب جگہ

چلتا ہے۔۔۔ میں ان کی اکلوتی

اولاد ہوں۔۔۔ مجھے اپنے

دشمنوں سے بچا کر رکھنے

کے لیے انہوں نے تمہارے

نانا کو سونپ دیا تھا

بچپن میں۔۔۔ اور تمہارے نانا

نے اس وعدے کے ساتھ

لیا تھا کہ وہ مجھے

واپس نہیں کریں گے ۔۔۔

اس وقت میرے والد کے لیے

سب سے اہم میری جان تھی

اس لیے انہوں نے وعدہ

کر لیا۔۔ ان کا واقعی کوئی

ارادہ نہیں تھا مجھے

واپس اس خونی دنیا

میں لے جانے کا جہاں

انہوں نے اپنی بیوی

" کو کھویا یعنی میری مام کو۔۔۔

اس کے لہجے میں کوئی

جذبات نہیں تھی یہ باتیں

بتاتے وقت ۔۔۔

نہ تو دکھ کے

۔نہ ہی خوشی کے

نہ ہی کوئی اور ۔۔۔

وہ ایسے بتا رہا تھا

جیسے کوئی کہانی

سنا رہا ہو فقط۔۔

ایک بچہ محبت تب ہی

واپس لوٹاتا ہے جب اسے

ملی ہو لیکن ہارون شاہد

سے اسے کوئی جذباتی

لگاؤں نہیں تھا اگر کہا جائے

تو غلط نہ ہوگا کہ

اسے عبدالرحمان صاحب

اپنے سگے باپ سے

زیادہ پیارے تھے اس وقت ---

تمہارے نانا کو "

شروع سے ہی

یہ خوشگمانی ہے کے

میں نہیں جانتا کہ میں

ان کا سگا بیٹا نہیں ہوں---

جبکہ وہ نہیں جانتے

جب میں صرف سات سال

کا تھا ناں تبھی اسکول

میں میرے ریل ڈیڈ مجھ

"سے ملنے آگئے تھے---

وہ چمکتی آنکھوں والی گڑیا

چائے کا کپ منہ سے لگاتے ہوئے

بہت پرسکون انداز میں

اس کی باتیں سن

رہی تھی---

❤️#جاری_ہے

تمہارے نانا کو"

شروع سے ہی

یہ خوشگمانی ہے کے

میں نہیں جانتا کہ میں

ان کا سگا بیٹا نہیں ہوں---

جبکہ وہ نہیں جانتے

جب میں صرف سات سال

کا تھا ناں تبھی اسکول

میں میرے ریل ڈیڈ مجھ

"سے ملنے آگئے تھے---

ہمم" جب سامنے والا"

آپ سے بات کر رہا ہو

تو مسلسل اثبات میں سر

ہلانا یا ہمم کہہ کر رسپانس

دینا ضروری ہوتا ہے

تاکہ مقابل محسوس کرئے

کہ آپ اس کی بات پہ توجہ

دے رہے ہیں پوری دلچسپی

کے ساتھ سن رہے ہیں---

نایاب یہ والا تکلف کرنے

کی زحمت نہیں کیا کرتی

تھی لوگوں کے ساتھ

لیکن اس سامنے بیٹھے

خوبرو نوجوان کی بات

مختلف تھی---

اس کے لیے

وہ اپنے سارے رولز

بدل لیا کرتی تھی---

تمہارے نانا مجھ پر "

اس ہولناک خونی دنیا کا سایہ

بھی نہیں پڑنے دینا چاہتے

اسی لیے مجھے اندھیرے

میں رکھا ہوا ہے --- ان کی

اور ڈیڈ کی کافی

وقت سے لڑائی چل رہی ہے--

میرے ڈیڈ ہارون شاہد مجھے

لے جانا چاہتے ہیں اپنے ساتھ

اپنی دنیا میں اور تمہارے

نانا مجھے جانے نہیں

" دینا چاہتے

وہ کافی فرصت سے

بتا رہا تھا--

اس کے لہجے میں

دور دور تک کوئی فکر

کا عنصر نہیں تھا---

عبدالرحمان صاحب کے کوئی بیٹا

نہیں تھا جب کے انھیں اپنی

جائیداد کو سنبھالنے اور

کاروبار کو مزید آگے بڑھانے

کے لیے ایک وارث کی

ضرورت تھی ---

دوسری جانب ہارون شاہد کے یہاں

بیٹا پیدا ہوا لیکن ان کے

دشمنوں نے ان کی بیوی پہ

اسی وقت حملہ کر دیا ہسپتال

میں جس کے سبب ان کی بیوی

بیٹا پیدا کرتے ہی دنیا فانی

سے کوچ کر گئیں۔۔وہ تو بچہ

بھی مار دیتے اگر صحیح وقت

پر ان کا وفادار حونین اس

بچے کو نہ بچاتا۔۔۔

حونین اس وقت صرف

سات سال کا تھا ۔۔

وہ اس

ننھے سے بچے کو لے کر

بھاگا ۔۔۔

ہارون شاہد کے گدی نشین

کو مارنے کے لیے دشمن

پیچھے بھاگے لیکن حونین

ان لوگوں کی نظروں سے

بچتا ہوا اسٹور روم میں

گھس گیا تھا۔۔۔

شاید یہ اس بچے کا

نصیب ہی تھا کہ ان لوگوں

نے ہر جگہ تلاش کیا ہسپتال

میں سوائے اس چھوٹے سے

اسٹور روم کے جو

گراؤنڈ فلور کی سیڑھیوں

کے نیچے بنا ہوا تھا---

اس بچے کو بچانے کے

انعام میں ہارون شاہد نے

حونین کو ہمیشہ کے لیے

اپنا خاص بندہ کر لیا---

لیکن خطرہ ابھی ٹلا نہیں

تھا انھیں اپنے بچے کی

جان بچائے رکھنی تھی--

وہ اپنی بیوی کو کھو چکے

تھے مگر اپنا بیٹا نہیں

کھونا چاہتے تھے---

اسی دوران عبدالرحمان

صاحب کی ان سے ملاقات

ہوئی ---

وہ کوئی جگری یار نہیں

تھے بس کاروباری معاملات

کے تحت تھوڑی بہت

دوستی ہو گئی تھی--

باتوں ہی باتوں میں

ہارون شاہد نے اپنے بیٹے

کو انھیں دینے کا ذکر کیا

جس پر عبدالرحمان صاحب

بغیر اک لمحے کی تاخیر کیے فورا

راضی ہوئے--- لیکن انہوں نے

ساتھ یہ شرط بھی عائد کی

کہ ہارون شاہد کبھی بھی

اپنا بیٹا واپس نہیں مانگے گا

یہ بچہ اب ان کا ہے---

ان کی جائیداد کا وارث ۔۔

ان کے یوسف خاندان کا

اکلوتا چشم و چراغ---

جس پر ہارون شاہد اس

وقت تو راضی ہو گیا

کیونکہ اس لمحے اس کے

لیے صرف اپنے بیٹے

کو محفوظ رکھنا ضروری

تھا جو اسی طرح

ممکن تھا---

کوئی کبھی گمان بھی نہیں

کر سکتا تھا کہ ہارون شاہد

جیسے انڈیا کے گینگسٹر کا بیٹا

پاکستان کی ایک مشہور

بزنس مین کے گھر میں
ان کی بیٹے کے
طور پر پلے گا۔۔۔
عبدالرحمان صاحب نے
قیصر کو ہمیشہ اپنے بیٹے
کی طرح ہی پالا۔۔۔
اسے اچھی تعلیم دلائی
اسے معاشرے کا ایک اچھا
فرد بنایا ۔۔۔ اسے اس قابل
بنایا کہ وہ ان کا پورا
کاروبار اپنے کندھوں پر لے
سکے۔۔۔ اور آج جب وہ
اس قابل بن گیا تھا۔۔۔
تو ہارون شاہد اسے اپنے
گدی کا جانشین بنانے آن پہنچا۔۔
ان کی حالت تو کچھ یوں ہوئی کے
ان کا بویا ہوا بیج ۔۔ جس پر
وہ سالوں محنت کرتے رہے۔۔
جسے اپنے خون اور پسینے
سے سینچتے رہے۔۔ آج جب
سالوں بعد آرام سے بیٹھ
کر اس کا پھل کھانے
کا وقت آیا تو

ہارون شاہد آ دھمکا ان کی
زندگی میں --- ان کے
سالوں کی محنت
کے پھل کو اڑا لے جانے کے لیے---
وہ بھی کہاں ---موت
کے منہ میں--
اس ہولناک دنیا میں جہاں
کوئی بھی شریف آدمی
کبھی نہ جانا چاہے---
وہ اپنا پلا پلایا خوبرو بیٹا
ایسے کیسے اس گینگسٹر
کو دے دیں ؟؟..
کیسے اپنی جان سے عزیز
بیٹے کو اس کھائی میں
دھکیل دیں جہاں سوائے
اندھیرے کہ کچھ نہیں ----
وہ دنیا وحشی درندوں کی
دنیا ہے وہاں ان کے شریف
بیٹے کا کیا کام ؟؟..
وہ بھلا کیوں اپنے بیٹے
کی جان کو خطرے
میں ڈالیں؟؟..
اگر ہارون شاہد کوئی

شریف بندہ ہوتا تو پھر
وہ ایک بار سوچ لیتے
انہیں واپس قیصر کو لوٹانے
کی لیکن وہ ایک گینگسٹر
تھا --- بھلا کون سہ باپ
اپنے جوان بیٹے کو جان
پوچھ کر اندھیرے کنوئیں
میں دھکیلتا ہے؟
لیکن جو بات عبدالرحمان
صاحب نہیں جانتے
وہ تھا ہارون شاہد کی
واپسی کا مقصد---
وہ اس لیے واپس نہیں آیا تھا
صرف کیونکہ اسے اپنا بیٹا
واپس چاہیے گدی
نشینی کے لیے --
اپنی بادشاہت قائم
رکھنے کے لیے
وہ اس لیے بھی واپس آیا
کیونکہ قیصر کے متعلق
اس کے دشمنوں کو بھنک
لگ چکی تھی وہ قیصر کا
پیچھا کرنے لگے تھے

اور صرف موقعے کی

تلاش میں تھے---

" تو پھر اب آگے کیا؟"

نایاب اب خاصہ تجسس

سے پوچھ رہی تھی---

تمہیں تمہارے پروفیسر "

کی ٹیم کے ساتھ انگلینڈ

" روانہ کرنا ہے----

اس کے گمبھیر لہجے میں

دیے گئے جواب پر نایاب

نے اسے اچھنبے سے دیکھا---

" مجھے؟-- کیوں؟"

چائے کا کپ اس نے ٹیبل

پر رکھ دیا تھا---

"ادھر آؤ"

قیصر نے بڑی محبت سے

اس کی جانب ہاتھ بڑھایا

جس پر بغیر ایک لمحے

کی تاخیر کیے وہ کھڑی ہوئی

اپنی جگہ سے اور اس کا

ہاتھ تھام لیا---

مقابل نے بہت

نرمی کے ساتھ اسکے ہاتھ

کو اپنی جانب کھینچ

کر۔۔۔ اسے اپنے lap

پر بٹھا لیا۔۔۔

کیونکہ میں ڈرتا ہوں "

تمھیں کھو دینے سے۔۔۔

میرے ڈیڈ نے میری مام

کو تب کھویا تھا

جب میں دنیا میں آیا

میں تاریخ دوبارہ نہیں

دہرانا چاہتا۔۔۔ دنیا کی نظر

میں میری منگیتر کنزہ ہے

اور میں چاہتا ہوں وہی رہے

کسی کی کبھی بھی

توجہ تمہاری جانب

نہیں آئے۔۔۔ ایک بار بس

میں ان تمام مسائل کو

سمیٹ دوں پھر دنیا کی

سب سے بڑی بارات لے

کر تمہیں انگلینڈ لینے

" پہنچ جاؤں گا۔۔۔

اس کی سفید گردن پر اپنے

ہاتھ کا انگوٹھا مس کر

نرمی سے سہلاتے ہوئے

بہت آہستگی کے ساتھ

اسے پوری بات سمجھا

رہا تھا---

" اور ہمارے بچے؟ "

نایاب فکر مند لہجے میں---

وہ دنیا کے پہلے بچے ہوں "

گے جو اپنے باپ کی بارات

"میں شامل ہوں گے

وہ ایک آنکھ ونگ کرتے

مسکرا کر بولا---

اور اگر میں کہوں "

کہ میں تمہارے ساتھ

"رہنا چاہتی ہوں

اس کی سیاہ آنکھوں میں

جھانکتے ہوئے ---وہ لڑکی

بڑی محبت سے بول

رہی تھی--

میں تمہیں اپنے ساتھ "

نہیں رکھ سکتا--- تم

میری کمزوری ہو جگنو ---

میری کمزوری کا پہلے ہی

تمہارے نانا بہت اچھی

طرح استعمال کر چکے ہیں

اب میں کسی اور کو استعمال

کرنے کا موقع نہیں دینا

چاہتا ---چاہے وہ میرا

" سگا باپ ہی کیوں نہ ہو---

اس نے بڑی نرمی سے

سمجھایا---

" میں تمہاری کمزوری ہوں ؟؟ "

ایک ناز تھا اس کے لہجے میں---

اک غرور ---ایک ادا---

ایک حسین سی مسکراہٹ---

"بہت بڑی والی "

وہ مسکرا دیا اس کی ادا پر---

اچھا-- تو کیسے استعمال"

کیا تھا میرے نانا نے

"اس کمزوری کا

اس کے لہجے میں اشتیاق

تھا یہ سوال کرتے وقت---

بتاتا ہوں مگر پہلے کیکرس "

ختم کرو کم از کم اتنے تو

کھاؤ کے پیٹ بھرے

دو ہی کھائیں ہیں تم نے ابھی

" تک صرف--

وہ اپنی چائے کے کپ میں

کیکرس ڈبونے کے بعد
اس کے لبوں سے لگا رہا تھا ۔۔
جس پر اس نے مسکراتے
ہوئے کھایا۔۔۔
اس لمحے نایاب کو اپنا
بچپن یاد آگیا۔۔وہ بچپن
میں اسی طرح اسے
اپنی گود میں بٹھا کے
باتوں میں لگاکر کھانا
کھلایا کرتا تھا ۔۔۔
"اب بتاو"
وہ منہ میں لقمہ ختم کرنے
کے بعد پھر
بےصبری سے بولی۔۔۔
میں نے بس کچھ لوگوں "
"کو سبق سکھایا تھا ۔۔
نہایت لاپرواہی کے ساتھ بتایا
جیسے کوئی بڑی بات ہی نہ ہو
لوگوں کو زندہ جلانے کی 42
کوشش کرنا۔۔ انہیں جان سے
مار دینے کی سازش کرنا۔۔۔
تمہارے نانا"
کو اس کا پتہ چل گیا

تو انہوں نے مجھے ملک
سے باہر بھیج دیا راتوں رات
اور پھر جب میں واپس آنا
چاہتا تھا تو مجھے تمہاری
ویڈیو دکھائی ۔۔۔جس میں
تم پارک میں کھڑی ہوئی تھیں
اور تمہیں ایک شخص
اپنی گن کے نشانے
پر رکھے ہوئے تھا اسے
دیکھنے کے بعد میں ہمت
ہی نہیں کر سکا ان کے کسی
فیصلے کے خلاف جانے کی۔۔
وہ ہمیشہ تمہیں ہی ٹارگٹ
" بنا کے رکھتے ہیں۔۔
اور وہ لڑکی کہاں جانتی
تھی کہ اس کے نام پر
کس قدر بلیک میلنگ
کی گئی اسے۔۔۔
تو اس رات تم اچانک "
" اس لیے غائب ہوئے تھے؟
ہاں۔۔۔ لیکن میں نے بھیج دیا"
" تھا التمش کو تمہارے لیے۔۔
وہ اسے کیکرس کھلاتے ہوئے

نرمی سے بتانے لگا---
التمش؟- " نایاب ""
کو اچھے سے یاد تھا جب
وہ عبدالرحمان صاحب سے
ملنے گئی تھی تو وہاں
اس کی ملاقات التمش
نامی بندے سے ہوئی تھی
جو پیچھے ہی کھڑا تھا
اس کے ---
ویسے مجھے اس التمش سے "
لاکھ نفرت صحیح لیکن چونکہ
اس نے تمہیں میرے جانے
کے بعد یہاں سے نکال کر
میمونہ باجی کے گھر پہنچایا
تھا اس لیے میں اس کا
کہیں نہ کہیں احسان مند
ہوں ---یہی وجہ ہے کہ
میں نے کبھی اسے کوئی
" نقصان نہیں پہنچایا---
قیصر کی بات سنتے ہی
وہ چمکتی آنکھوں
والی گڑیا اسے بغور دیکھنے
لگی---

اسے دیکھ کے کہیں سے
بھی ایسا نہیں لگ رہا تھا
کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے---
" مگر التمش نہیں آیا تھا۔ "
اور بس نایاب کے جملے
کا کانوں کی سماعت سے
ٹکرانا تھا کہ قیصر کا ہاتھ
جو چائے میں کیکرس ڈوبایا
ہوا تھا وہیں تھم گیا۔
مقابل نے بڑی حیرت سے
اس نازک سی لڑکی
کی جانب پلٹ کر دیکھا۔۔
"کیا مطلب نہیں آیا تھا؟؟۔"
اس کا لہجہ کنفیوز تھا ---
وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا
تھا کہ اگر التمش نایاب
کو یہاں بچانے نہیں آیا تھا
تو پھر کیا ہوا تھا اس کے
پیچھے اس چھ سالہ بچی
کے ساتھ۔۔
کوئی نہیں آیا تمہارے "
جانے کے بعد قیصر--- میں
بالکل اکیلی تھی--- ہر طرف

صرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا

گرمی ہی گرمی---

شدید گھٹن و بے انتہا بھوک--

کچھ بھی کھانے کے لیے

باقی نہیں بچا تھا گھر میں--

وہ بہت خوفناک دن تھے

جو میں نے اکیلے یہاں

گزارے تھے اور میری کیٹو بھی

میری گود ہی میں بھوک سے

مر گئی تھی--- " بہت نپے

تلے الفاظ میں اس نے ان

راتوں کا ذکر کیا جو اس

کی زندگی کی سیاہ راتیں تھیں

جنہیں یاد کر کے وہ آج بھی

خوفزدہ ہو جایا کرتی تھی

جن کا اثر آج بھی اس کے

ذہن پر موجود تھا جنہیں

وہ چاہ کے بھی کبھی

بھول نہ سکی---

وہ رونا نہیں چاہتی تھی

لیکن اس کی آنکھوں

میں پھر بھی

آنسو آگئے تھے---

اس لمحہ قیصر کو

شدت سے یاد آیا نایاب

کا اپنے خوابوں میں روتے

ہوئے نظر آنا...

" سوری... جگنو.."

وہ اس لمحے فقط اتنا

ہی کہہ سکا...

نایاب کے ہونٹ لرز رہے تھے

آنکھوں میں آنسو تھے

جو چہرے پر بہہ نکلے ..

جسے اس نے اپنی انگلیوں

کے پوروں سے صاف کیا...

وہ بے بس تھا

کچھ نہیں بدل سکتا تھا اب..

اگر اس کے اختیار میں ہوتا.

تو یقینا وہ وقت پلٹ دیتا...

وہ کبھی اسے یہ تکلیف نہ

پہنچنے دیتا جس سے

وہ گزرئی...

مجھے واقعی اندازہ "

نہیں تھا میرے پیچھے

تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہوا ہے..

اگر تم مجھ سے نفرت کرتی

تھیں تو اب لگتا ہے

"بجا ہی کرتی تھیں

آخر جملے پر وہ

خودی پہ ہنسا۔۔

اور وہ ہنسی بہت

زخمی تھی بہت کرب بھری

بہت اذیت سے بھرپور

نایاب اس ہنسی کی گہرائیوں

کو سمجھنے سے قاصر

تھی ---وہ نہیں جانتی ---

وہ جان ہی نہیں سکتی

کہ قیصر عبدالرحمان یوسف

کے دل پر اس لمحے کیا گزر

رہی تھی یہ علم ہونے پر

کہ اس کے جانے کے بعد

اس کے جگنو کے ساتھ کیا

کچھ نہیں ہوا اس گھر میں ---

وہ کس طرح اکیلی رہی ہے---

اس نے کیسے بھوک پیاس

برداشت کی ہے---

وہ کیسے اندھیروں میں

چیخی ہے

وہ کیسے روئی ہے---

اس کا بلی کا بچہ مرا
تو وہ کس قدر خوف زدہ
ہوئی ہے---
ہر ایک چیز
ہر ایک لمحہ
ہر ایک اذیت ۔۔
وہ تصور کر سکتا تھا۔۔
ہر اس تکلیف کو محسوس
کر سکتا تھا جو نایاب
پر گزرئی جس کے
سبب وہ اپنی مٹھیاں
بھینچ رہا تھا ۔۔وہ مٹھیاں
جن میں نایاب کے آنسوؤں
کی نمی تھی---
مجھے بھی نہیں پتا تھا "
کہ تمھیں زبرستی بھیجا گیا تھا
اور پھر میرے پیچھے
" بلیک میل بھی کیا گیا۔۔۔
وہ نچلے ہونٹ کو ہلکے
سے چباتے ہوئے بہت نرمی
سے گویا ہوئی۔۔۔
اس کی آواز ویسے ہی بہت
میٹھی سی تھی اور رونے

کے سبب جو بھرائی پن
اس میں آگیا تھا۔۔وہ اسے
مزید اٹریکٹو بنا رہا تھا
سننے والے کے لیے۔۔۔
کہ بس سنتے
ہی پیار آجائے۔۔۔
نایاب کو پہلی بار محسوس
ہوا کہ اس نے آج تک جو
قیصر کے لیے اپنے دل میں
غم و غصہ رکھا جو نفرت رکھی
جو کدورت رکھی۔۔۔
وہ تو کبھی اس کا حقدار تھا
ہی نہیں ۔۔۔ وہ بیچارہ خود
مجبور تھا وقت کے ہاتھوں ۔۔۔
حالات کے ہاتھوں۔۔۔
سوری۔۔۔ میں نے ہمیشہ"
" تمہیں غلط سمجھا۔۔۔
اس کے کندھے پر اپنا
سر ٹکا کر وہ نہایت افسردگی
اور ندامت کے ساتھ معذرت
طلب کر رہی تھی۔۔۔
اس کی گرم سانسیں
قیصر کو اپنی گردن جھلساتی

معلوم ہوئیں---
تمھیں معافی مانگنے کی"
"کوئی ضرورت نہیں جگنو
وہ کیوں معافی کا طالب
..بنے نایاب کی جانب سے ؟
جب کہ اس بیچاری کی
تو کوئی غلطی ہی
نہیں ان سب میں---
اس کا خون کھول رہا تھا
وہی جانتا ہے اس لمحے
کیسے خود کو کنٹرول
کیے بیٹھا تھا---
وہ جملے اس نے گمبھیر
لہجے میں ادا کیے تھے
چونکہ وہ جانتا تھا
اصل معافی اسے کس
سے منگوانی ہے---
یہ آنسو بہت انمول "
ہیں میرے لیے
اور میں چاہتا ہوں یہ صرف
تب ان آنکھوں سے نکلیں
"جب تم بہت خوش ہو ---
اس نے محسوس کیا وہ ابھی

بھی رو رہی ہے---

اس نے نرمی کے ساتھ

اس خوبصورت لڑکی

کے آنسوؤں کو صاف

کرتے---- بڑی الفت سے کہا ---

پھر اس کی پریشانی کا

شدت محبت سے بوسہ لیا---

چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے-- "

"میں گرم کر کے لے آتا ہوں

وہ اب ٹاپک بدلنا چاہ رہا تھا---

" نہیں---ایسے ہی رہو---- "

وہ کسی بچے کی طرح

ضدی لہجے میں بولی----

اس نے اپنا سر قیصر کے

کندھے سے نہیں ہٹایا---

وہ پرسکون سی بیٹھی رہی---

وہ صرف قیصر تو نہ تھا

وہ تو اس کا کمفرٹ زون تھا

اس کی باہوں میں ملنے

والا سکون دنیا میں کہیں

میسر نہیں تھا نایاب کو---

قیصر نے بھی کچھ نہ کہا

اسے بیٹھے رہنے دیا --

جیسا وہ چاہتی تھی---
ساتھ ہی اس کے گرد
اپنی باہیں باندھ لیں---
گارڈن میں ٹھنڈک
بڑھنا شروع ہو گئی تھی---
سردی کا احساس ہونے لگا---
نایاب مزید اس میں سمٹی---
جس پر وہ پرسکون و
اطمینان بھرے انداز میں
مسکرایا---
قیصر نے بہت آہستگی کے
ساتھ اپنا چائے کا کپ اٹھا کر
ٹھنڈی چائے پینا شروع کر دی
اس میں نایاب کے کیکرس
ڈوبے ہوئے تھے اس کے
سبب چورا آ رہا تھا پیتے وقت
منہ میں لیکن وہ بہت مزے
سے پی رہا تھا اسے--- جب
کے نایاب تھکی ہوئی ہونے
کے سبب کچھ ہی دیر
میں سو گئی تھی---
وہ اچھے سے جانتا تھا
وہ سو چکی ہے اس کے

باوجود بھی وہیں بیٹھا رہا

اسی حالت میں---

نہ جانے کتنی دیر--

بہت اچھا لگ رہا تھا سب کچھ---

کسی خواب کی مانند---

خوبصورت خواب--

سنہرا سہ خواب---

ایسا خواب جسے جینے

کی ہمیشہ دعا کی ہو---

وہ نہ جانے کتنی بار

اس کے بالوں کو---

اس کی پیشانی کو---

اس کی ناک کو---

اس کے گالوں کو--

حتی کہ اس کے ہاتھوں

کی انگلیوں کے اک اک

پورے کو چوم چکا تھا ---

" میرے جگنو کو رلانے والوں کو

اگر میں خون کے

آنسو نہ رلا دوں

تو میرا نام قیصر عبدالرحمان

یوسف نہیں--- "

جب کافی دیر گزر گئی---

اور اسے محسوس ہوا کہ

نایاب گہری نیند میں

جا چکی ہے تو اسے

بہت آہستگی کے ساتھ

برائڈل اسٹائل میں کیری

کیے وہ اٹھا۔۔۔

اسے کمرے میں لانے کے

بعد بیڈ پر بہت نرمی

کے ساتھ لیٹایا۔۔۔

پھر خود اس سے

بالکل لگ کر لیٹ گیا۔۔۔

خود پر و اس پر ایک ساتھ

کمبل ڈالنے کے بعد اس کے

نازک سے وجود کو

اپنے حصار میں جکڑتے

وہ اس کے کان میں

آہستگی سے سرگوشی

کر رہا تھا۔۔۔

وہ صرف سرگوشی تو نہ تھی

وہ وعدہ تھا۔۔

اس کا اپنے جگنو سے

کیا ہوا وعدہ۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ایک گھنٹے سے ویٹ کر "
رہی ہوں میں آپ کا
وکیل صاحب یہاں پر--
کہاں ہیں آپ؟؟--- آپ کے کہے
کے مطابق میں 11 بجے
سے یہاں بیٹھی ہوئی ہوں--اب
" بجنے کو ہیں-- 12
کنزہ کراچی سٹی کورٹ کے
ویٹنگ ایریا میں بیٹھی
ہوئی تھی--
کیونکہ یہ کیس اس کے لیے
بہت اہمیت کا حامل تھا
اس لیے وہ زید کے بتائے
ہوئے وقت مقرر پر پہنچ گئی
تھی مگر مقابل کی تو
کوئی خبر ہی نہیں تھی
دور دور تک---
اب تو حال یہ تھا کہ ایک
گھنٹہ گزر چکا تھا اس لیے
وہ مزید برداشت نہ کر
سکی اور اسے کال ملائی---
دوسری جانب سے کال
فوری ریسیو ہوئی تھی

اور جیسے ہی اس نے سیل
کان سے لگایا کنزہ کی
غصیلی آواز اس کے
کانوں کی سماعت
سے ٹکرائی---
میم میں یہاں آپ کے لیے "
ہی کھڑا ٹوکن لے رہا ہوں--
ٹوکن ملے گا تو آگے کام ہوگا نا--
لائٹ گئی ہوئی ہے ایک گھنٹے سے--
سب لائن میں لگے ہیں اب جا کے
لائٹ آئی ہے تو کام شروع ہوا ہے
اور لائن اتنی لمبی ہے
کہ بس پوچھیں مت---آپ چاہیں تو
اندر آکے دیکھ لیں --
لیکن وہی بات ہے کہ
میں آپ سے یہ سارے کام
نہیں کروانا چاہتا---
اس لیے خود کر رہا ہوں
آپ وہاں ویٹنگ ایریا میں
آرام سے بیٹھیں میں
" ٹوکن لے کر آتا ہوں---
مقابل کے دیے جواب پر
اب اس کا غصہ کافی

حد تک جھم گیا تھا ---

اتنا بڑا ادارہ ہے یہ حکومت "

"کا اور یہاں بھی لائٹ جاتی ہے

وہ چاہ کر بھی اپنی

حیرت و مایوسی ظاہر

کیے بغیر نہیں رہ سکی تھی--

جی بس ایسا ہی ہے ہمارا "

" نظام--کیا کر سکتے ہیں--

مقابل نے بے بسی ظاہر کی---

اندازا اور کتنی دیر لگ "

" جائے گی ٹوکن ملنے میں؟

"تقریبا پانچ سے سات منٹ "

وہ کیس کی فائل

ہاتھ میں پکڑے ٹوکن روم کے

دروازے پر کھڑا تھا- --

بلکہ آپ ایک کام کریں-- "

آپ اندر آ ہی جائیں---" اسے لگا

وہ یوں ہی غصہ ہوتی رہے

گی اگر اپنی آنکھوں سے

نہیں دیکھے گی تو---- کہ وہ

واقعی اس کے کام میں ہی

لگا ہوا ہے---

اچھا اور کدھر اندر "

" آنا ہے مجھے؟

وہ اپنا پرس ہاتھ میں لے کر

کھڑے ہوتے ادھر ادھر دیکھتے

ہوئے بولی---

وہاں اس قدر بھیڑ تھی

کہ اسے سمجھ ہی نہیں

آ رہا تھا کہ جانا کہاں ہے--

" مسجد نظر آرہی ہے آپ کو؟ "

اس نے استفسار کیا---

" ہاں-- میرے سامنے ہی ہے- -"

وہ دوبدو مسجد کی سمت

دیکھتے ہوئے بولی---

ہاں بس اسی کی سمت "

میں آئیں وہاں ایک گلی ہے

پتلی سی --وہاں اندر کی

جانب آتی چلی جائیں--

" میں آپ کو وہیں ملوں گا--

"اوکے"

وہ اپنے بالوں کی آوارہ

لٹوں کو جو چہرے پر

آگئی تھیں ہوا کے سبب

کانوں کے پیچھے آرستی

اثبات میں سر ہلا کر

مسجد کی سمت چل
دی ---
وہ اندر کی جانب پہنچی
تو اسے زید اپنا منتظر کھڑا
ملا وہاں وہ اکیلا نہیں تھا
ان گنت وکلا نظر آ رہے تھے
جو وکلا کی خصوصی)
(وردی میں ملبوس تھے
لیکن اگر کہا جائے کہ ان تمام
میں سب سے زیادہ خوبصورت
اور ایلیگنٹ بندہ وہی
نظر آرہا تھا لمبا سہ کھڑا ---
تو غلط نہ ہوگا---
ویسے کنزہ نے اسے دو تین
بار پہلے بھی دیکھ رکھا تھا
لیکن وکلا والی ڈریسنگ میں
بلیک کوٹ کے اندر وہ
وہ لڑکا قیامت برپا
کر رہا تھا---
میں ٹوکن لے کر آتا ہوں "
"آپ یہاں بیٹھ جائیں
وہ یہ کہہ کر ابھی
اندر جانے ہی لگا تھا کہ

کنزہ نے فورا منہ بسور کر کہا۔۔۔
..کہاں بیٹھوں؟ "
" ان ٹوٹی ہوئی کرسیوں پر؟
وہاں کرسیاں ضرور رکھیں
تھیں لیکن تقریبا سبھی ٹوٹی
ہوئی تھیں اور جو صحیح
تھیں ان پہ لوگ بیٹھے
ہوئے نظر آرہے تھے پہلے
سے ہی۔۔۔
اس کی بات سنتے ہی
پاس بیٹھی ایک عورت
جو عبایا میں ملبوس
تھی مسکرائی۔۔
اس عورت کے ساتھ
اس کا شوہر بیٹھا ہوا تھا جو
کنزہ کی بات سنتے ہی
فورا اپنی جگہ چھوڑ کر تھوڑا
دور جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔
مطلب صاف تھا کہ
وہ آکے بیٹھ جائے یہاں پر
اور یہی چیز تو ہمارے
پاکستان میں سب سے
اچھی ہے کہ عورت

کے لیے جگہ فورا

چھوڑ دی جاتی ہے---

پاکستانی مرد اعلی ظرف

دیکھانے میں

کبھی پیچھے نہیں ہٹتا---

وہ کرسی جو اس شخص نے

چھوڑئی وہ کافی بہتر تھی

باقیوں سے اس لیے کنزہ

خاموشی سے جا کر وہاں

بیٹھ گئی---

اسے اطمینان سے

بیٹھا دیکھنے کے

بعد زید اندر کمرے میں

چلا گیا تھا ٹوکن لینے--

کچھ دیر بعد وہ ٹوکن لے

کر باہر نکلا---

نمبر مل گیا ہے--- "

بس اب انتظار کرنا ہے

"اپنے نمبر آنے کا

زہد باہر آ کر اسے آہستگی کے

ساتھ بتانے لگا---

اوکے--- اور کتنی دیر"

لگ جائے گی اس پروسس

میں؟ " وہ جھنجھلائے
ہوئے لہجے میں استفسار کر
رہی تھی ---
اسے ارد گرد کا
ماحول بالکل بھی سمجھ
نہیں آرہا تھا جہاں ہر
تھوڑی دیر بعد چھوٹا سہ بچہ
کندھے پر پانی کی بوتلیں
لا دے بیچنے آرہا تھا۔۔
تو کبھی سموسے
پکوڑے اور رول والے آتے ---
کبھی چھولے اور پاپڑ والے۔۔
ان چیزوں پر مکھیاں لگ
رہی تھی اس کے باوجود
لوگ خرید خرید کر کھا رہے
تھے اور یہی چیز اسے
سب سے زیادہ گھن
دلا رہی تھی---
وہاں صفائی کا کوئی
خاص انتظام نہیں تھا
جس کا جہاں دل چاہ رہا
تھا اپنے ملک کی پیاری
دیوار سمجھ کر پان کی

پیک تھوک کر اسے

رنگین کر رہا تھا۔۔

اتنی چھوٹی جگہ تھی

اور وہاں سے گزرنے والے

لوگوں کی تعداد

اتنی زیادہ تھی کہ

اسے ڈر لگتا کہ کوئی

اس کا پاؤں نہ کچل دے۔۔۔

تقریبا آدھا گھنٹہ تو لگے گا۔۔۔ "

مگر جلدی ہو جائے گا

" ٹینشن نہ لو۔۔۔

اس کی حالت دیکھ سکتا تھا۔۔۔

اور جانتا بھی تھا کہ

وہ یہاں پلی بڑی نہیں ہے

اسے اس ماحول کی

عادت نہیں۔۔۔ اس لیے مسکراتے

ہوئے دلاسہ دینے لگا۔۔۔

وہ کنزہ کے سامنے والی

دیوار سے لگ کر کھڑا ہو

گیا اپنی باری کا انتظار

کرتے ہوئے۔۔۔

آتے جاتے لوگ اسے

سلام کر رہے تھے اور اس

سے مسلسل باتیں
کر رہے تھے----
وہ چاہتی تو ٹائم پاس
کے لیے موبائل چلا سکتی
تھی لیکن سامنے کھڑا
شخص اتنا خوبصورت
تھا کہ اس کا دل ہی نہ
چاہا ایسا کرنے کا---
وہ بس اسے ہی
دیکھتی رہی
کنکھیوں سے---
وہاں مسلسل نمبر کال آؤٹ
ہو رہے تھے لیکن وہ کب
سن رہی تھی اس کا تو
سارا فوکس
صرف اپنے سامنے کھڑے
شخص پر تھا---
(باقی وکلا اپنے کلائنٹ(لڑکیوں
کے ساتھ کھڑے ہو کر خوب
باتیں کر رہے تھے لیکن وہ
بہت مختلف تھا ---
وہ ایک بار بھی اس سے
بات کرنے کے لیے قریب

نہیں آیا --وہ دور ہی کھڑا رہا-

نمبر کال ہو گیا ہے ہمارا- "

آجاؤ" نمبر کال ہو جانے

پر زید فورا ہی اس کے

قریب آیا جس پر

وہ اپنا پرس لے کر اٹھی---

اندر جانے کے بعد پیپر ورک

کرتے ہوئے اس کا پین کنزہ

کے پاس آگیا تھا ---

جسے بےخیالی میں

اس نے اپنے پرس میں

بھی رکھ لیا---

باقی اب میں خود سنبھالوں "

گا آپ کو آنے کی ضرورت

نہیں پڑئے گی--اور اگر پھر بھی

ضرورت پڑتی ہے تو میں

آپ کو انفارم کر دوں گا

" ایک دن پہلے--

وہ دونوں اب کورٹ سے

باہر نکل رہے تھے---

"اوکے"

زید کی بات سنتے ہی

اس نے اپنی گاڑی کا ڈور

کھولا ...

زید فارمل انداز میں

بات کرنے کے بعد اب

آگے کی جانب چل دیا تھا...

" مسٹر زید.... "

پیچھے سے آنے والی

آواز پر وہ آہستگی

کے ساتھ مڑا...

" جی؟؟"

ابرو اچکاکر...

لنچ کا وقت ہے.. "

" ساتھ کر لیں؟

اس نے لچک دار لہجے

میں استفسار کیا...

" لنچ؟ "

مقابل کے لہجے میں

حیرت ابھری...

وہ کبھی بھی کنزہ کے سامنے

اپنی فیلنگس ظاہر نہیں کرتا تھا

ورنہ دل ہی دل تو اس

کے لڈو پھوٹنا شروع

ہو چکے تھے....

اور وہ لڑکی کب جانتی

تھی کہ جس طرح وہ

اسے کنکھیوں سے تکتی رہی

پورے پروسس میں

اسی طرح مقابل بھی تکتا رہا۔۔۔

ہاں ۔۔ جب میری گاڑی "

خراب ہو گئی تھی تو آپ نے

میری مدد کی تھی۔۔۔

اور میں نے آپ کا شکریہ ادا

نہیں کیا تھا ۔۔تو یہ لنچ

میری طرف سے شکریہ

"کے طور پر ہے

وہ مقابل کی اچکی ہوئی

ائبرو دیکھنے کے بعد خاصہ

وضاحت دینے لگی

گڑبڑا کر۔ ۔۔تاکہ وہ کوئی

غلط مطلب اخذ نہ کر لے۔۔۔

وہ الگ بات ہے ایسے شکریہ

ادا کرنا عادت تو نہ تھی

اس کی۔۔۔یہ صرف زید

کا خاصہ تھا۔۔۔

اسے گڑبڑا کر تیز تیز وضاحت

دیتا دیکھ۔مقابل دل ہی

دل مسکرایا۔۔ مگر چہرے

پہ عیاں نہ کیا۔۔
اوکے۔۔۔ " وہ کوئی پاگل تھا"
جو سامنے سے آنے والی
دعوت کو چھوڑ دے۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
کچھ دیر بعد وہ ریسٹورنٹ
میں بیٹھے ہوئے تھے اور
ان کے آگے ویٹر نے
مینو کارڈ بڑھایا تھا۔۔۔
کھانے کے مینیو میں
اپنی اسپیشل ڈیزرٹ جب
ویٹر نے سجیسٹ کی
تو زید فورا ہی انکار کرنے لگا
یہ کہتے ہوئے کہ
میٹھا کھانا سے
اسے ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔۔۔
اس کے دانتوں میں
میٹھا لگتا ہے۔۔ اس لیے
وہ اب میٹھا بالکل نہیں کھاتا۔۔۔
اس نے تو یہ بات سرسری
سے انداز میں ویٹر کو بتائی
بغیر یہ توجہ دیے کہ
مقابل بیٹی لڑکی اس کی

بات سننے کے بعد
حیرت کی نگاہ سے
اس کی جانب دیکھ
رہی ہے اب۔۔
ماضی کی یاد۔ ۔
وہ بیڈ پر لیٹی اسے
میسج ٹائپ کر رہی تھی۔۔۔
قیصر۔۔ تمہیں میٹھے"
میں کیا پسند ہے" وہ اس کی
پسند ناپسند ہر چیز جاننا
چاہتی تھی۔۔
"میں میٹھا بالکل نہیں کھاتا "
دوسری جانب سے جواب آیا۔ ۔۔
کیونکہ وہ میٹھے کی
بہت شوقین تھی اس لیے
تعجب میں مبتلا ہو کر
فورا اٹھ کر بیٹھی۔۔۔
"میٹھا نہیں کھاتے؟...
" کیوں ؟؟
اس نے تیزی سے
ٹائپ کیا۔۔۔
کیونکہ میرے ڈاکٹر نے "
منع کیا ہے۔۔ میٹھا کھانے

سے میرے دانتوں میں
" درد ہو جاتا ہے---
اووو--- بچپن میں زیادہ میٹھا"
کھا لیا تھا کیا؟؟.."اس نے مضحکہ
خیز انداز میں میسج ٹائپ کیا
جس پر دوسری جانب سے
ہنسی کا ایموجی آیا---
ساتھ لکھا تھا
زیادہ نہیں کھایا "
بس چاکلیٹ بہت
پسند تھی--- اپنی بہن کے
بیگ سے نکال کر چھپ
"چھپ کے کھا لیا کرتا تھا
حال---
"میم آپ کا آرڈر "
ویٹر کے سوال کرتے ہی
جیسے وہ حواسوں میں لوٹی---
"جی--- لکھیں"
اس نے اپنا آرڈر لکھوایا---
کھانے کے دوران ان کی
ساری گفتگو صرف کیس
کے متعلق ہی تھی----
مجھے چاکلیٹ "

"بہت پسند ہے
وہ ڈیزرٹ کھاتے ہوئے
اچانک بولی--- ساتھ ہی اس نے
چاکلیٹ کا پیس جو
کیک پر سجا تھا وہ
چمچے کی مدد سے
اٹھا کر منہ میں ڈالا---
" مجھے بھی --- "
مقابل بےساختہ ہی کہ اٹھا ---
"اچھا"
کنزہ نے بہت مفاہمانہ نگاہ
سے تکتے ہوئے
اثبات میں سر ہلایا---
جب کہ مقابل نے غور
نہیں کیا تھا---
ابھی وہ لنچ کر کے
فارغ ہی ہوئے تھے
جب زید کی نگاہ
سیکنڈ فلور پر جاتے ہوۓ
قیصر پر گئی---
وہ واش روم کی
جانب جا رہا تھا---
کافی وقت بعد دیکھا تھا

اسے ---

وہ کافی بدل گیا تھا ---

خوبصورت و میچور پرسنلٹی--

اب وہ پہلے کی طرح

لا ابالی سہ لڑکا نہیں

لگ رہا تھا دیکھنے میں

لیکن اسے دیکھتے ہی

زید کا دماغ گھوم گیا---

"میں ابھی آتا ہوں اوکے "

وہ بل بھرنے کا وقت تھا

اس لیے کنزہ کو تھوڑا

عجیب لگا---وہ کون سہ

اس سے بل بھروانے والی

تھی جو وہ ایسے چھوڑ

کر بھاگ رہا تھا---

"اوکے"

اس کا جواب سننے کی

زحمت کیے بغیر ہی

وہ تیزی سے وہاں سے

واش روم کی جانب

چل دیا ---

"یو (گالی) -- (گالی)..

پھر (گالی)--- پھر موٹی

" (والی(گالی
وہ واش روم کا مین گیٹ
کھولتے ہی اندر داخل ہوا
اور سامنے قیصر کو دیکھ کر
گالیاں بکنے لگا۔۔
اس کے گالیاں بکنے پر
قیصر پلٹ کر اس کی
جانب متوجہ ہوا۔
زید موقعے سے فائدہ اٹھاتے
مقابل کے چہرے پر مکہ
جڑ دینے کی نیت سے
پوری طاقت
کے ساتھ حملہ آور ہوا ۔
کیونکہ حملہ اچانک تھا
اس لیے قیصر چونکا۔۔
لیکن زید کا مکے بنا ہاتھ
ابھی قیصر کے چہرے کو
چھو پاتا اس سے قبل ہی
اس کے گارڈز آگے آگئے
اور زید کے دونوں ہاتھ
جکڑ کر۔۔کمر کے پیچھے
باندھ دیے اور ساتھ ہی لمحہ بھر
میں زید کو زمین پر گھٹنوں

کے بل بٹھا دیا۔۔۔

تجھے کیا لگتا ہے تیرے "

پاس آج طاقت ہے تو

" تو سب کچھ کر سکتا ہے۔۔

وہ بے بسی سے چیخنے لگا تھا۔۔

قیصر نے دو تین لمحے

اس کے چہرے کو بغور دیکھا

جو سرخ پڑ رہا تھا

غصے کی شدت سے۔۔۔

اور پھر یوں اگنور کر کے

باہر کی جانب جانے لگا

جیسے اسے جانتا تک نہ ہو۔۔۔

تجھے کیا لگتا ہے کہ "

میں نہیں جانتا کہ زریاب کا

"ایکسیڈنٹ تو نے کروایا تھا ۔۔

بس اس کے جملوں کا

کانوں کی سماعت سے

ٹکرانا تھا کہ قیصر کے

پاؤں زنجیر ہوئے ۔۔۔

وہ تھم گیا پھر نہ ہل سکا۔۔

گاڑی کے بریک فل تو نے"

کروائے تھے۔۔نایاب تو بس

غلط وقت پر غلط جگہ پہنچ

گئی۔۔۔اسے گاڑی میں نہیں
ہونا تھا اس وقت تیرے پلان
کے مطابق۔۔۔تیرا سارا پلان
تو صرف ذریاب کے لیے تھا۔۔۔
اسے جان سے مار دینے
کے لیے پلان کیا تھا تو نے
وہ ایکسیڈنٹ۔۔۔ وہ کوئی حادثہ
نہیں تھا وہ تیرا سوچا سمجھا
پلان تھا ذریاب کو مارنے کا ۔۔۔
" میرے بھانجے کو مارنے کا۔۔۔
زید نے جب دیکھا کہ
وہ رک گیا تو وہ ہلکا سہ
مسکرایا ۔۔۔اور وہ مسکراہٹ
بہت مفاہمانہ تھی ۔۔۔
بہت معنی خیزی سے بھری۔۔۔۔
نایاب تو جانتی بھی نہیں"
ہوگی بیچاری کہ وہ کس
جانور کے ساتھ رہ رہی ہے
جس کے لیے انسانی جانوں
کو لینا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔۔۔
تجھے کیا لگتا ہے اسے
کبھی پتہ نہیں چلے گا
تیرے ان گھٹیا کارناموں

کے بارے میں--- تجھے واقعی
لگتا ہے تو اسے زندگی
بھر اندھیرے میں
رکھ سکتا ہے.؟؟... یاد رکھنا
قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔
جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے
" وہ زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔۔۔
قیصر نے پلٹ کر اس کی
جانب دیکھا تھا اب---
اس کی سیاہ آنکھیں گہری
تھیں---بہت گہری---
نایاب بہت ذہین لڑکی ہے۔۔"
آج نہیں تو کل اسے پتہ چل
جائے گا کہ گاڑی کے بریک
تو نے فیل کروائے تھے
تو نے اس کی محبت اس
سے چھینی جس کے لیے
وہ تڑپتی رہ گئی ---
روتی رہ گئی---بلکتی رہ گئی
اور اتنا ہی نہیں اسے
بہت جلدی یہ بھی پتہ
چل جائے گا کہ تیری
اس سے شادی کی وجہ

کیا تھی۔۔وہ جان جائے
گی کہ تو نے صرف اس
کے نانا کی جائیداد کے
لیے شادی کی اس سے۔۔ اور
اسی جائیداد پر قابض رہنے
کے لیے تو نے اس کی
محبت بھی چھین لی۔۔
دیکھ لینا۔۔ وہ نفرت کرئے گی
تجھ سے قیصر۔صرف اور
" صرف نفرت۔۔
زید حلق کے بل دھاڑ
رہا تھا...
اس کی آنکھوں
سے کدورت جھلک رہی تھی۔۔
اس قدر کدورت کہ
بس نہ چلتا ہو۔۔
کہ اس کا قتل کر دے۔۔
یہ چیخیں تب کیوں "
نہیں نکلیں اس حلق سے
جب ذریاب میرے جگنو پر
محبت کے جال پھینک رہا
تھا ؟؟۔ایسا تو ہے نہیں کے
تو نہیں جانتا تھا کے نایاب

میرے نکاح میں ہے---تو نے
پھر بھی اپنے بھانجے کو عشق
لڑانے دیا ---وہ تو ہی ہے کمینے
جس کی وجہ سے
یہ سارا رائتہ پھیلایا ہے--
اب کسی کو تو سمیٹنا تھا ناں
"تو میں نے سمیٹ دیا--
مقابل نے اسمارٹ مسکراہٹ
ہونٹوں کے کناروں پر
سجائے---نہایت
لاپرواہی کے ساتھ آخری جملہ
ادا کیا---
میں تجھ سے بڑی محبت "
کرتا ہوں چونکہ میں نے
اپنا جگنو تیری وجہ سے ہی
پایا تھا ---وہ تو ہی تھا
جس نے مجھے فورس
"کیا تھا نکاح کے لیے-
قیصر نے اپنے بندوں
کو اب اسے چھوڑنے کا
اشارہ کیا تھا لیکن
صرف اتنا کہ وہ کھڑا ہو سکے
ہاتھ چلانے کی ابھی

بھی اجازت نہ دی۔۔۔

جیسے ہی وہ کھڑا ہوا

قیصر نے اسے گردن کی

پشت سے دبوچا۔۔۔

پھر اس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال ۔۔۔ایک ایک لفظ

جتا جتا کر ادا کرنے لگا۔۔۔

لیکن یہ بھی ایک سچ ہے "

کہ نفرت بھی بڑی کمال کی

کرتا ہوں تجھ سے میرے دوست۔۔۔

کیونکہ تیری ہی خاموشی

نے میرے جگنو کے دل میں

" کسی اور کو جگہ دی۔۔۔

زید نے محسوس کیا

اس کے ہاتھ کی گرفت

مضبوط ہوئی ہے یہ

جملہ ادا کرتے وقت۔۔۔

اس کی گردن پیچھے سے

اس قدر گرفت کے ساتھ

جکڑ لی گئی تھی

کہ اسے تکلیف ہونے لگی۔۔۔

پھر مقابل ہلکا سہ مسکرایا

اور وہ مسکراہٹ بہت

معنی خیز تھی---

اپنی بات کہنے کے بعد بہت

آہستگی کے ساتھ اس

نے گردن چھوڑ دی

اور پیچھے ہٹ کے

کھڑا ہو گیا---

دوست ہونے کے ناطے بتا رہا ہوں "

آج تو مجھ پر حملہ کرنے

کی غلطی کر لی ہے

آئندہ مت کرنا ورنہ مار دیں

گے میرے گارڈز تجھے

اس سے پہلے

کہ میں انہیں رکنے

" کا آرڈر دے سکوں----

سنجیدگی سے اسے

نصیحت کرتا اب وہ باہر

کی جانب چل دیا تھا---

اور ہاں--- اس کا باپ بڑی اونچی"

فلائٹ ہے بھاگ کر شادی کرنی

پڑئے گی سیدھی طرح

راضی نہیں ہوگا ---

اگر تیرے میں تبڑ ہے بھاگنے

کا اور اس کے

باپ سے پنگا لینے کا

تو آگے بات بڑھانا ورنہ

پیچھے ہٹ جا ---

" اس کا دل مت توڑ---

اور وہ کس کے بارے میں

بات کر رہا تھا دونوں بخوبی

جانتے تھے---

بغیر پیچھے مڑے وہ

اپنی بات کہتا وہاں

سے چل دیا---

اس کے جاتے ہی قیصر

کے بندوں نے بھی زید

کو آزاد کر دیا تھا---

جس پر وہ اپنے ہاتھ

چھوٹنے پر فورا ہی

مسلتے ہوئے درد

سے کراہ بھرنے لگا---

اب جب وہ باہر آیا

تو کنزہ وہاں سے جا

چکی تھی---

ڈیمٹ۔ ۔ کھانے کا بل "

" اس نے پے کر دیا۔۔

اسے تو اب یاد آئی

تھی یہ بات--- جس پر

اب وہ سوائے پچھتاوے

کے ہاتھ مسلنے

کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا

چونکہ وہ تو جا چکی تھی

بل پے کر کے--

❤️*Husny Kanwal*❤️

" تم پریگننٹ ہو نایاب؟؟ "

وہ لیب میں کھڑا تھا

جب اس کے کانوں کی

سماعت سے حفصہ کی

دبی دبی آواز ٹکرائی--

اس کا ہاتھ اپنی جگہ

منجمد ہو گیا وہ جو بڑھایا

ہوا تھا اس نے کیمیکل اٹھانے

کے لیے اوپر کی جانب- -

وہ پھر ہوا میں ہی بلند رہ گیا- --

" ہاں---"

نایاب کی تصدیق

عبدالکریم کے دل پر

چھریوں کی طرح چلی---

او--- نو--- مجھے شک ہو گیا"

" تھا ایسا ہی کچھ ہے---

حفصہ کافی دنوں سے
اندازہ لگا رہی تھی اس
کی طبیعت دیکھ کر
کہ وہ نارمل نہیں ہے
اس کی حالت بالکل ایسی
تھی جیسے کسی پریگننٹ
عورت کی ہوتی ہے---
اسے اکثر چیزوں سے اکائی
آجاتی تھی-----
اسے الٹیاں آنے لگتیں---
پیٹ میں درد ہونے لگتا---
کبھی تو نڈھال ہو کر
کرسی پر بیٹھ جاتی ---
جب کہ پہلے وہ ایسی
نہیں تھی---
تم ہلکے نہیں بول سکتیں؟؟--- "
" چلو میرے ساتھ تم۔ --
نایاب حفصہ کو کھینچتی
ہوئی لیب سے باہر لے گئی تھی
اس لیے عبدالکریم نہیں
جانتا ان کی مزید کیا
باتیں ہوئیں---
اس کی آنکھوں میں

سرخی امت آئی---

اسے خود بھی علم نہیں

کب اس کی آنکھوں سے

آنسو بہنا شروع ہو گئے---

وہ کتنی ہی دیر وہاں

منجمد کھڑا رہا--

کتنی ہی دیر اپنے بے قابو

دل کو قرار دینے کی

کوشش کرتا رہا---

" کہاں ہے تو؟ ؟ "

عبدالکریم نے فورا ہی

اب زریاب کو کال ملائی تھی---

میں تو اپنے گھر پر ہوں--- "

کیوں کیا ہوا؟؟..خیریت ؟؟.

" اتنا غصہ کیوں ہے؟؟

اس کے لہجے سے ہی غصہ

جھلک رہا تھا مقابل کیسے

محسوس نہ کرتا---

گھر پر ہی رہنا --- "

" میں آ رہا ہوں---

مزید باتوں میں وقت

ضائع کیے بغیر وہ فورا

ہی اپنا سیل پاکٹ میں

رکھتا وہاں سے
چل دیا تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
" ہاں تو بول کیا بات کرن۔۔۔ ؟؟ "
وہ اسے ڈائریکٹ اپنے کمرے
میں لے آیا تھا کیونکہ عبدالکریم
اس سے بہت ضروری بات کرنا
چاہتا تھا اور جیسے ہی وہ
کمرے میں آ کر اس کی
جانب مڑا یہ پوچھنے کے لیے۔۔۔
کہ کیا بات کرنی ہے
ویسے ہی اگلے ہی پل
اس کے منہ پر ایک زوردار
مکا رسید ہوا۔۔۔
زریاب کا پورا منہ ہل کے
رہ گیا تھا اس مکے کے سبب۔۔۔
اسے اپنا سر چکراتا
محسوس ہوا۔۔۔
اتنا گھٹیا کیسے ہو سکتا "
ہے تو ؟؟...مجھے تو سوچ کے
بھی گھن آ رہی ہے تجھ سے۔۔۔
ایک لڑکی کی نشے میں
ہونے کا فائدہ اٹھایا

تو نے --- کیا غلطی تھی
اس بیچاری کی ؟؟
صرف یہ کہ وہ تجھ سے
محبت کرتی تھی؟؟---
اس لیے تو نے اس کا فائدہ
اٹھایا --- ساتھ ہی اسے
پورے کالج میں بدنام کیا
اور اب اسے اپنے بچوں
کی بن بیاہی ماں بناکے
چھوڑ دیا ہے--- تو انسان
کہلانے کے لائق نہیں کے
ذریاب---تو انسانیت سے
" گر چکا ہے کب کا---
عبدالکریم اس قدر غم
و غصے میں تھا کہ زریاب کو
بولنے کا موقع دہے بغیر ہی
اس کے حسین چہرے
پر پے در پے اپنی پوری
طاقت کے ساتھ مکے برسانے
لگا یہاں تک کہ وہ زمین بوس
ہوا ---
لیکن عبدالکریم کا غصہ
ابھی بھی ٹھنڈا کہاں ہوا تھا

وہ اب اس کے پیٹ پر
بیٹھ کر مکے ہی مکے
جڑ رہا تھا اس کے چہرے پر---
جب زریاب کے منہ سے
خون نکلنے لگا تب جا کے
عبدالکریم حواسوں میں لوٹا---
عبدالکریم کے نزدیک
نایاب کو اس دن پارٹی کے
اندر نشہ زریاب نے کروایا تھا
اور یہ بات سب جانتے تھے
کہ نایاب کی نازیباں تصویریں
وائرل بھی ذریاب نے ہی
کی تھیں
اور اس نے بہت فخر سے
اس بات کا خود
اقرار بھی کیا تھا سب کے
سامنے لیکن یہ بات تو
اسے آج پتہ چلی کہ اس رات
صرف نازیبا تصویریں نہیں لی تھیں
نایاب کی اس نے اور بھی بہت
کچھ کیا تھا اس بیچاری کے ساتھ
اس کمینے نے---
اس لڑکے کے گمان کے مطابق

زریاب نے نایاب
جیسی معصوم لڑکی
کو اپنی بوس
کا اس رات نشانہ بھی
بنا لیا تھا جس کے سبب
آج وہ بن بیاہی ماں
بن بیٹھی تھی---
ویسے بھی
ذریاب کے علاوہ اور کون ہو
سکتا تھا یہ گھٹیا حرکت کرنے
والا ؟؟؟
وہ ہٹا تو زریاب لمبے لمبے
سانس لینے لگا کتنی دیر
تک وہ یوں ہی لیٹا رہا
اس کے بعد جب وہ اٹھا
تو اس کی ناک سے منہ
سے سب جگہ سے خون
نکل رہا تھا جسے اس نے
اپنے ہاتھوں کی پشت
سے رگڑ کر بےدردی سے
صاف کیا---
کیا تو مجھے سمجھائے "
" گا چل کیا رہا ہے؟؟

ذریاب کی تو سمجھ ہی نہیں

آیا عبدالکریم نے اسے مارنا

شروع کیا کیوں؟؟

اور جب اس نے پہلا مکا

کھایا اس کے بعد تو اس

کا ذہن بالکل سن پڑھ گیا

کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔

وہ سن ہی نہیں سکا

کہ مقابل کس بات پر

آگ بگولا ہو کر اسے

مارے چلے جا رہا ہے۔۔۔

نایاب۔۔۔ وہ پریگننٹ ہے۔ ۔۔"

وہ تیرے بچوں کی

ماں بننے والی ہے۔۔۔ کمینے

انسان تو نے اس کی

" پوری زندگی خراب کر دی ہے۔۔

اور بس عبدالکریم کے

جملے سننا تھا کہ ذریاب

مارے شاکڈ کے اس کا

چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

" کی۔۔ کیا بولے جا رہا ہے تو؟ ؟"

وہ نہایت ہکا بکا ہو کر

استفسار کر رہا تھا۔۔۔

وہی جو سچ ہے --- "
وہی جو اپنے کانوں سے
سن کر آ رہا ہوں--- نایاب
" پریگننٹ ہے- -
اور اس لمحے زریاب
کو لگا جیسے اس کے ارد گرد
کی پوری زمین گھومنے لگی
ہو---
چھت اس کے سر پر
آن گری ہو ---
پاؤں کے نیچے
سے زمین نکل گئی ہو ---
وہ چکرا کے رہ گیا تھا بالکل---
اس پل---اسے
سب سے پہلے جو چیز یاد
آئی وہ تھا ارسا کے کزن
کا نایاب کو ہوٹل میں بلوانا
اس رات نایاب کے
ساتھ کیا ہوا
اس کے کمرے سے نکلنے کے
بعد وہ کچھ نہیں جانتا
اور نہ ہی کبھی اس نے
جاننے کی کوشش کی---

وہ کیسے اتنا لاپرواہ ہو گیا؟؟

یہی سوچ---

وہ اب اپنا سر پکڑ رہا تھا---

اسے لگا -- اس کا دل

پھٹ جائے گا---

اتنی شدت سے ٹیس

اٹھی تھی دل میں---

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ پاگل ہوئے جا رہا تھا ---

بس کسی طرح نایاب

سے بات ہو جائے اسی

اٹنا میں لگا تھا وہ---

یہی وجہ تھی

کہ اس نے عبدالکریم

کو بہت فورس کیا

کہ اس کی بات نایاب

سے کروا دے---

عبدالکریم ایک اچھا انسان

تھا اس نے نایاب سے سچی

محبت کی ---وہ کوئی دل لگی

نہیں کر رہا تھا اتنے وقت سے---

اس کے نزدیک نایاب

کے ساتھ جو کچھ ہوا

وہ سب صرف و صرف

زریاب کی غلطی تھی

اور ابھی بھی وقت تھا کہ

وہ اپنی غلطی سدھار سکتا تھا

نایاب کو اور اس کے بچوں کو

اپنا نام دے کر۔۔اسے معاشرے میں

عزت اور مقام دے کر ۔۔

اسی لیے اس کی مدد کرنے

کے لیے راضی ہوا اور

نایاب کو اپنے سیل سے

فون ملا کر سیل اسے پکڑا دیا۔۔

اور خود کمرے سے نکل گیا۔۔۔

کیونکہ نایاب اور عبدالکریم

ٹیم ممبرز تھے اس لیے

فون پر ان کی بات چیت

ہونا ایک عام بات تھی۔۔۔

عبدالکریم کی کال دیکھ۔۔

نایاب نے فورا ہی

پک کر لی۔۔۔

"السلام علیکم "

سلام میں پہل ذریاب نے کی۔۔۔

اس کی آواز سنتے ہی

نایاب جو بیڈ کی چادر

صحیح کر رہی تھی وہ رکی---
" کیسی ہو؟ ؟ "
وہی جانتا ہے فقط ---
کہ کس دل سے وہ یہ
سوال کر رہا تھا---
"تم کام بولو "
نایاب اسے ڈائریکٹ موضوع پر
لائی---
وہ جانتی تھی
اگر عبدالکریم کے فون سے
وہ بات کر رہا ہے
تو فضول کال تو نہ
کی ہوگی---
ہمممم---- " نایاب کے"
سپاٹ سے لہجے پر
اس کے دل میں جیسے
پھر سے ٹیس اٹھی ---
وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا
تھا کہ جو وہ سوال کرنے
والا ہے اگر اس کا جواب
مثبت آگیا تو وہ کیا
کرئے گا پھر---
وہ--- وہ--- اس رات"

جب تم ہوٹل آئی تھیں

سامان لینے۔ ۔ پھر

میرے کمرے سے نکلنے کے

" بعد کیا۔ کیا۔۔ کیا کچھ ۔

وہ الفاظ تلاش نہیں کر

پا رہا تھا پوچھنے کے لیے۔۔۔

نایاب وہاں نہیں تھی

ورنہ دیکھتی وہ لڑکا

کیسے لرز رہا تھا پورا پورا۔۔

اس رات میرا ریپ "

ہوا یا نہیں۔۔یہ

"جاننا چاہتے ہو

نایاب کے لہجے میں

دور دور تک کوئی لچک

نہیں تھی یہ بات

کہتے ہوئے۔۔۔

جبکہ مقابل کی

سانس رک گئی تھی۔۔۔

تو اس کا شک

صحیح نکلا ۔۔۔ارسا کے کزن

نے اس رات نایاب

کا ریپ کروایا تھا۔۔

بس اتنا سوچنا تھا کہ

وہ نیچے کی جانب ڈھلتا

چلا گیا ---

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ

رہے تھے مزید ہمت نہیں تھی

اب اس میں ۔۔کہ کوئی

سوال کر سکے وہ نایاب سے

...اور کرتا بھی کس منہ سے؟

#جاری_ہے

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ

رہے تھے مزید ہمت نہیں تھی

اب اس میں ۔۔کہ کوئی

سوال کر سکے وہ نایاب سے

...اور کرتا بھی کس منہ سے؟

میں اچھے سے جانتی ہوں "

ان دونوں لڑکوں کو تم نے ہی

بھیجا تھا میرا ریپ کرنے کے لیے

لیکن اس کے باوجود میں نے

تم سے ایک لفظ نہ کہا اور نہ

ہی اپنے قیصر کو کہنے دیا

کیونکہ میں تم سے نفرت

کا رشتہ بھی نہیں رکھنا

چاہتی ذریاب۔۔ " نہایت

سپاٹ بھرے لہجے میں کہہ کر
اس لڑکی نے کال ڈسکنیکٹ
کر دی جبکہ مقابل اس
کے الفاظوں کی کدورت میں
ہی الجھا رہ گیا تھا۔۔۔
اس کی آنکھوں سے
مسلسل آنسو بہ رہے تھے ---
وہ اچھے سے جانتا تھا اس
دن ۔۔۔کہ عفان نے بغیر کسی پلاننگ
کے نایاب کو ہوٹل میں نہیں
بلایا ہوگا لیکن اس نے
دانستہ طور پر اسے موقع
فراہم کیا مدد کرکے۔۔۔
اب اگر وہ عفان سے لڑنے بھی
جاتا ہے تو کس منہ سے جائے؟؟۔۔۔
نایاب کو اندھیرے کنوئیں
میں پھینکنے والا وہ خود تھا۔۔۔
یہ میں نے کیا کر دیا ؟؟ "
میں اپنی ہی نایاب کے ساتھ
یہ سب کیسے کر سکتا ہوں ؟؟
مجھے انسان کہلانے
کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ " وہ نایاب
سے (اپنی ہی نایاب) کیسے

بنی۔۔ کچھ خبر نہیں ---
شاید دل نے بنا دیا کیونکہ
دماغ بھلے ہی یادیں
کھو چکا تھا مگر وہ دل تھا
جو آج بھی اس کے لیے
ویسے ہی دھڑک رہا تھا
جیسے پہلے دھڑکتا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
میں نے حفصہ "
کو آج ہمارے نکاح کا بتا
دیا۔۔۔ " وہ سب بیٹھ کر
کھانا کھا رہے تھے ایک ساتھ
جب نایاب قیصر
کی جانب دیکھ --- اطلاع
دینے والے انداز میں
گویا ہوئی۔۔۔
حفصہ کا نام سنتے ہی
عاطف کے کان کھڑے ہوئے
تھے وہ فورا ہی چمکتی
آنکھوں کے ساتھ اس کی
جانب متوجہ ہوا ---
اس لڑکی کا تو نام بھی
عاطف کے چہرے پہ بڑی

سی مسکراہٹ لے آتا تھا---
نایاب بہت ذہین لڑکی ہے--"
آج نہیں تو کل اسے پتہ چل
جائے گا کہ گاڑی کے بریک
تو نے فیل کروائے تھے
تو نے اس کی محبت اس
سے چھینی جس کے لیے
وہ تڑپتی رہ گئی ---
روتی رہ گئی---بلکتی رہ گئی
اور اتنا ہی نہیں اسے
بہت جلدی یہ بھی پتہ
چل جائے گا کہ تیری
اس سے شادی کی وجہ
کیا تھی---وہ جان جائے
گی کہ تو نے صرف اس
کے نانا کی جائیداد کے
لیے شادی کی اس سے--- اور
اسی جائیداد پر قابض رہنے
کے لیے تو نے اس کی
محبت بھی چھین لی---
دیکھ لینا--- وہ نفرت کرئے گی
تجھ سے قیصر-صرف اور
"صرف نفرت---

نایاب

اس سے بات کر رہی تھی

.لیکن وہ کب سن رہا تھا؟؟

وہ وہاں موجود ہوتا تو سنتا ناں

اس کا ذہن تو ابھی تک زید

کی باتوں میں ہی الجھا

ہوا تھا ---

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی

زید کی باتوں کو بھول

نہیں پا رہا تھا---

قیصر" اسے کوئی ری ایکشن"

نہ دیتا دیکھ --نایاب

نے اپنی جانب متوجہ کرنے

کے لیے آہستگی کے ساتھ

آواز دی---

" ہاں؟"

اس کے آواز دینے پر وہ

حواسوں میں لوٹا --

میں نے حفصہ کو ہمارے "

"نکاح کا بتا دیا ہے---

نایاب نے پھر اپنی بات

نرمی سے دہرائی---

ہمم--- " مقابل نے کوئی"

خاص ری ایکشن نہ دیا ابھی بھی--
صرف اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا
نایاب نے محسوس کیا
وہ بہت ڈسٹرب ہے کسی
بات کو لے کر---
قیصر کھانا درمیان میں
چھوڑ کر ہی سٹڈی روم کی
جانب بڑھ گیا جبکہ تانیہ
نایاب اور عاطف ابھی بھی
کھا رہے تھے اور ایسا بہت
کم ہوتا تھا کہ قیصر کھانے
کی ٹیبل کو اس طرح
درمیان میں چھوڑ کر جائے---
وہ بہت بیزی شیڈیول بھی
رکھتا تھا ناں ---تو بھی نایاب
کی پلیٹ کو آخر وقت
تک بھرتا رہتا----
اسی لیے آج اس کا یوں
کھانے کے دوران اٹھ کر چلے جانا
نایاب کو بہت شدت سے
محسوس ہوا---
آپی ہمارے اسکول میں "

آرٹ کمپٹیشن ہو رہا ہے

اس میں،میں نے بھی

"حصہ لیا ہے---

نایاب کا ذہن قیصر کی

جانب تھا جب اس نے تانیہ

کو یہ بات بولتے سنا---

اس کی آواز میں خوشی کی

چہک تھی---

"ارے واہ"

عاطف اور نایاب

ایک ساتھ ہی بولے تھے

جس پر وہ شرمگی سے

مسکرانے لگی--

ایسا نہیں ہے کہ بہت

شرمیلے مزاج کی تھی وہ--

بس عاطف جب اس کے

قریب ہوتا تو از خود ہی

ایک پیاری و شرمیلی سی

مسکان اس کے چہرے پر

بکھرئی رہتی---

تو کل آپ آئیں گی ناں "

" آپی؟

اس نے خاصہ لچک دار

لہجہ میں استفسار کیا۔۔

آج کل میری طبیعت "

بالکل بھی ٹھیک نہیں رہتی

اس لیے میں وعدہ نہیں

کر سکتی۔۔ " نایاب

نے اسے کوئی جھوٹی امید

نہ دی کیونکہ وہ جانتی تھی

پھر وہ انتظار کرئے گی

اور انتظار کرنے کے بعد

اگر کوئی نہ آئے تو پھر

دل زیادہ ٹوٹتا ہے۔۔۔

"اٹس اوکے آپی۔۔۔ "

اس نے مزید کچھ نہ کہا

اس کے لہجے میں ہلکی سی

مایوسی آئی تھی لیکن

اسے بھی اس نے اپنی

مسکراہٹ سے کور کیا۔۔۔

عاطف خاموشی سے

اسے دیکھتا رہا۔۔۔

جو واپس کھانا کھانے میں

مگن ہو گئی تھی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کمرے میں آئی تو

قیصر کو کھڑکی کے پاس
کھڑا باہر کی جانب متوجہ
پایا۔۔۔
سفید شال اوڑھے ہوئے تھا وہ۔۔۔
جب سے اس نے اپنا دل کھولا
تھا نایاب کے لیے۔۔تب سے
وہ بڑی خوش خوش و
مطمئن پھرتی نظر آرہی تھی ۔۔۔
وہ قریب آئی تو اس نے قیصر کو
کھویا کھویا سہ محسوس کیا۔۔۔
"کوئی پریشانی ہے؟؟"
نایاب نے اس کے روبرو
کھڑے ہوتے ۔۔سیاہ آنکھوں میں
جھانک۔۔۔فکرمندی سے
استفسار کیا۔۔۔
ہاں؟؟۔" نایاب"
کی اچانک آواز پر وہ چونکا۔۔۔
وہ بظاہر ہی وہاں تھا ۔۔۔
اصل تو اس کا ذہن ابھی
تک زید کی باتوں میں ہی
الجھا ہوا تھا۔۔۔
کہیں نہ کہیں زید
کی باتوں نے اسے خوف زدہ

کر دیا تھا۔۔۔
جیسے آج اتفاقا اس کی
اور زید کی ملاقات ہوئی
ویسے ہی نایاب اور اس کی
بھی ممکن ہے چونکہ وہ
ایک ہی شہر میں رہتے ہیں۔۔۔
اور یہ خیال
اسے شدید ستا رہا تھا کہ اگر
نایاب کی زید
سے ملاقات ہوگئ۔۔
۔۔اور زید نے اس پر
وہ راز کھول دیے جو وہ
کبھی نہیں چاہتا کہ نایاب
کے کانوں تک پہنچیں۔۔۔
تو کیا ہوگا؟؟
اس کے لیے یہ خیال
بھی سوہان روح تھا کے
نایاب اس سے نفرت کرئے گی۔۔۔
کیا بات ہے اتنے پریشان "
" کیوں نظر آ رہے ہو؟؟
وہ ہلکا سہ مسکراتے ہوئے
نرمی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔
مقابل نے کوئی جواب نہ دیا

بلکہ اس کا بازو پکڑ کر

بڑی نرمی کے ساتھ اسے

خود سے لگایا اور پھر

جو شال خود اڑا ہوا تھا

وہ اس پر بھی ڈال لی۔۔

اب وہ دونوں ایک ساتھ

کھڑے تھے۔۔۔

نایاب کی کمر اس کے

سینے سے مس تھی۔۔۔

اس نے شال کے ساتھ

اس حسین لڑکی کے پیٹ

کے مقام پر ہاتھ باندھ لیے تھے۔۔۔

اب نایاب کو

سامنے آسمان پر

چاند نظر آنے لگا تھا۔۔۔

جس پر وہ اطمینانی سے

ہلکا سہ مسکرائی۔۔۔

" میں تین دن بعد کی تمہاری

انگلینڈ کی فلائٹ

کروا رہا ہوں۔۔ "

بھیجنا اسے ویسے بھی

تھا لیکن اب ذرا جلدبازی

سے کام لے رہا تھا۔۔

اتنی جلدی۔۔ پھر تم نے "
تو کہا تھا میری سرچ
ٹیم کے ساتھ بھیجو گے
"تاکہ کسی کو شک بھی نہ ہو
وہ اس کی جانب مڑ کر دیکھ۔
الجھے ہوئے لہجے میں بولی۔۔
وہ خوش نہیں تھی اس فیصلے
سے۔۔۔
اپنے قیصر سے دور جانا
دنیا کا سب سے مشکل
ترین کام تھا اس
لڑکی کے لیے۔۔۔
ان کے لیے پلاننگ کرنے "
میں مجھے تھوڑا ٹائم لگے گا
تقریبا ایک مہینہ اور تمہاری
پریگننسی اللہ کا شکر ہے
تھوڑی بہت ظاہر ہونے لگی ہے۔۔
تبھی تو تمہیں حفصہ
کو بتانا پڑا۔۔۔ یہ بات پھیلے
اس سے پہلے تم یہاں سے
" چلی جاؤ یہی بہتر ہے۔۔۔
وہ اس چمکتی آنکھوں
والی گڑیا

کو نہیں بتا سکتا تھا کہ
زید سے ملاقات کے بعد
وہ کافی ڈر گیا ہے اور وہ نہیں
چاہتا کے نایاب کو یہ
حقیقت پریگننسی کے دوران
پتہ چلے---
اللہ اللہ کر کے تو وہ
لڑکی اس کے بچوں کو
دنیا میں لانے کے لیے
راضی ہوئی ہے---
اوکے --کیا اس دوران تم"
مجھ سے ملنے بھی نہیں آؤ گے
" انگلینڈ میں؟؟
اس کی چمکتی آنکھیں
پرامید تھیں یہ
سوال کرتے وقت---
نہیں--- اور دل پکا رکھنا"
ہے تم نے--- میں یہ سب
تمہارے اور اپنے بچوں
کی سیفٹی کے لیے ہی کررہا
ہوں--- " اس کی پیشانی کو
نرمی سے چومتے--- ہولے سے
گویا ہوا---

دل شدید بھاری ہو گیا تھا
نایاب کا مقابل کا جواب سن۔۔۔
مگر چہرے پہ اس نے
ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔
ابھی انہیں ملے ٹھیک طرح
وقت ہی کتنا ہوا تھا
جو دوبارہ بچھڑنے کا
وقت آن پہنچا۔۔۔
دل چاہا کہ روئے۔۔ بھلا
وہ دو بچوں کو اکیلے
کیسے سنبھالے گی ؟؟
باربار دل میں ایک ہی
خیال آ رہا تھا کہ وہ قیصر
کے بغیر کیسے رہے گی؟؟
سب کچھ کتنا مشکل
ہوگا۔۔۔ اسے تو اپنا خیال
رکھنا بھی نہیں آتا۔۔۔
میں نے کہا ناں۔۔۔ میں "
دنیا کی سب سے بڑی بارات
لے کر آؤں گا اپنے جگنو کو
لینے کے لیے لیکن اس کے لیے
تھوڑا سہ صبر کرو
" اور میرا ساتھ دو۔۔۔

وہ لچکدار لہجے میں
گویا ہوا۔۔۔
" ٹھیک ہے۔۔ میں لال شرارہ
پہن کر انتظار کروں گی
تمھارا قیصر۔۔ وہ بھی اپنی
twins گود میں لے کر۔۔ "
اسے شاید خود بھی
پتہ نہیں ہوگا کس قدر
چمک رہی تھی اس کی
آنکھیں یہ جملے ادا کرتے
وقت۔۔۔اور
کس قدر چہک تھی
اس کے لہجے میں۔۔۔
سہانے وقتوں کی آمد
کے منتظر تھے دو دل۔۔۔
" ٹھیک ہے تو پھر میں
بھی سہرا باندھ کر آؤں گا"
اور قیصر کے کہتے ہی
وہ تصور کرنے لگی تھی
کہ وہ سہرا باندھ کر
کس قدر حسین دولہا لگے گا۔۔۔
" لیکن ہم میچنگ کریں گے
اوکے۔۔میں لال پہنو گی۔۔

جس پر گولڈن کام ہوا ہوگا اور

تم قیصر گولڈن شیروانی

لینا جس پر پگڑی لال شنیل کی

" رکھنا---

قیصر پہلی بار دیکھ رہا تھا

اپنے جگنو کو اس طرح کی

باتیں کرتے ہوئے---شادی کی

پلاننگ کرتے ہوئے---

خواب سجاتے ہوئے---

ورنہ اس وجیہہ مرد کو یاد

نہیں پڑتا کہ اس نے کبھی

نایاب کو شادی کے متعلق

کوئی باتیں کرتے دیکھا ہو

یا کوئی ارمان ظاہر کیے ہوں

یا کبھی اس بارے میں کوئی

ذکر بھی چھیڑا ہو--

" اور ہمارے بچے؟ "

اور یہ ٹاپک اتنا مزیدار

تھا قیصر کے لیے کہ

وہ اسے ختم نہیں ہونے

دینا چاہتا تھا---

دل میں چھایا سارا خوف

جو چند لمحے پہلے تھا--

وہ بالکل غائب ہو چکا تھا اب۔۔
اور اس کی جگہ خوشی
نے لے لی تھی۔۔۔
وہ لڑکی واقعی جگنو
تھی اس کے اندھیری
زندگی میں اجالا کر
دینے والی۔۔۔
جب تک وہ کمرے میں
نہیں آئی تھی کمرہ کس
قدر مایوس تھا مردہ سہ۔۔
اور اس کے آتے ہی
جیسے جی اٹھا ہو۔۔۔
" ہاں ان کا بھی سوچنا پڑے گا۔۔ "
وہ اپنی ٹھوڑی ہلکے سے کھجاتے
ہوئے۔۔۔ سوچنے والے
انداز میں بولی
جس پر قیصر کو بڑی شدت
سے اس پہ پیار آیا ۔۔
دیکھو اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی"
ہوئے۔۔۔تو پھر میں بیٹے کو
بالکل تمہاری جیسی کرواؤں
گی ڈریسنگ اور بیٹی کو بالکل
"اپنی جیسی ۔۔۔

"اوکے میم"
وہ مسکراتے ہوئے اثباب
میں سر ہلاتا ہوا راضی ہوا ---
اور اگر دونوں بیٹیاں"
ہو جاتی ہیں تو پھر
دونوں میری جیسی ڈریسنگ
"کریں گی----
وہ ذرا اترا کر
بولی تھی اس بار----
ٹھیک ہے تو پھر اگر "
بیٹے ہوئے تو وہ دونوں
میری جیسی ڈریسنگ
کریں گے--یاد رکھنا جگنو
میڈم" وہ دونوں بائیں
اس کے کندھے پر ڈالتا--
اسی کی طرح آنکھیں چھوٹی کر--
بڑی محبت سے کہہ رہا تھا---
" اوکے اوکے دیکھ لیں گے "
لاپرواہی و بےنیازی سے کہتے ہوئے
اس نے اوپر کی جانب دیکھا---
(ارادہ بلندی ظاہر کرنے کا تھا)
یا میرے خدا دونوں بیٹیاں "
"دینا--ٹھیک ہے

وہ اس کے سامنے ہی کھڑے
ہو کر چپکے چپکے باتیں
کرنے والے انداز میں بولی--
جس پر مقابل کی
مسکراہٹ گہری ہوئی---
اور وہ صدقے واری جانے لگا
اس کے---
اگلے ہی پل اس نے بڑی
محبت سے اس کے نازک
وجود کو اپنے حصار
میں جکڑ لیا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
پینٹنگ کمپیٹیشن اسٹارٹ
ہونے کو تھا---
سب کے گھر والے آئے تھے
کسی کے والدین --
کسی کی بہن
کسی کا بھائی لیکن وہ واحد
تھی جس کا کوئی نہیں آیا-
وہ نایاب کو اس معاملے
میں قصوروار بھی نہیں
ٹھہرا سکتی تھی کیونکہ
جانتی تھی کہ اس کی

طبیعت ٹھیک نہیں رہتی
ان دنوں-- پھر کافی رش تھا
وہاں پر اور وہ واقف تھی
نایاب کا رش والی جگہ پر
آنا ٹھیک ہے بھی نہیں---
اور اگر اس کا یہاں آنا
ممکن ہوتا تو یہ پاسیبل ہی
نہیں تھا کہ وہ نہ آتی
cheer up اسے
کرنے کے لیے---
دل ہی دل وہ خود کو
بہت مایوس پا رہی تھی--
بہت تنہاء--- بہت اکیلے۔ ۔
اپنی ماں کو بے اختیار ہی
یاد کرنے لگی---
اس کی ننھی آنکھوں
میں آنسو بھر آئے تھے---
تنہائی کا احساس
جیسے اس کے اندر جڑئیں
پکڑ رہا ہو---
سب کا کوئی نہ کوئی تھا
دنیا میں ایک وہی خود
کو تنہاء پا رہی تھی---

کمپیٹیشن

شروع ہوا تو باقی

اسٹوڈنٹس کی طرح وہ بھی

اسٹیج پر پہنچی

سب کے گھر والے ان کی

حوصلہ افزائی

کر رہے تھے (لڑکیوں

کے نام بلند آواز میں پکار پکار

کے)---

انہی ناموں میں اسے

اپنا نام بھی سنائی دینے لگا۔

جس پر اس نے حیرت

سے سامنے کی جانب دیکھا---

وہ حسین بالی عمر کا لڑکا

سفید شرٹ اور بلو جینز

میں ملبوس---

اس کا نام تالیاں بجا بجا کر

زور زور سے پکارتا ہوا

نظر آیا--- اور وہ اکیلا نہیں

تھا اس کے برابر میں نایاب

بھی موجود تھی۔ --

جنہیں دیکھنے کے بعد

اس کے چہرے پہ خوشی

ابھر آئی ----
مایوس چہرہ اب
گلاب کی مانند کھل اٹھا
تھا---
دنیا میں کسی کو دیکھ
کر اتنی خوشی نہیں ہوگی
جتنی اس پل عاطف اور نایاب
کو دیکھ کر ہوئی---
نایاب سے تو محبت پہلے
سے ہی تھی لیکن وہ عاطف
تھا جس کی آمد نے اس کے
دل کو خوشی سے سرشار
کر دیا تھا---
پورے کمپیٹیشن کے دوران
وہ عاطف کی ہی آوازیں تھیں
جو اسے حوصلہ دیتی رہیں---
پیارا تو وہ شروع سے ہی
لگتا تھا لیکن آج اپنا اپنا سہ
لگنے لگا ----خاص لگنے لگا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
"سر یہ آپ کے لیے "
وہ ایک میٹنگ کے لیے
ریسٹورنٹ آیا ہوا تھا---

میٹنگ ختم ہی ہوئی تھی

کہ جب وہ کھڑا ہو کر اپنے

کوٹ کا بٹن لگانے لگا۔۔۔

ابھی اس نے بٹن لگا کر

سامنے دیکھا ہی تھا کہ

ایک خوبصورت سی لڑکی

جو ویٹرس کے لباس میں

تھی اس کے آگے ایک

چٹ بڑھاتے ۔۔۔چہرے پر

حسین سی مسکراہٹ

سجائے بولی۔۔۔

عفان نے اس

ویٹرس کے ہاتھ سے چٹ لی۔۔

"روم نمبر 305 "

چٹ پر فقط اتنا ہی تحریر تھا۔ ۔۔

جسے پڑھنے کے بعد

اس نے اس ویٹرس کی

جانب دیکھا جو ایک آنکھ

ونگ کرتی معنی خیزی

سے مسکراتے ہوئے

لہک کر بھرائی آواز میں بولی۔۔۔

میں انتظار کر رہی ہوں "

"ہینڈسم

اس کے جانے کے بعد---

وہ بھی مسکرایا---

سامنے سے ملنے والی دعوت

...مرد کب رد کیا کرتا ہے؟؟

وہ دونوں پھر ساتھ ہی لفٹ

میں داخل ہوئے---

روم نمبر 305

میں پہنچتے ہی اس لڑکی نے

کمرے کا دروازہ

خود کھولا---

اور بڑی اداؤں کے ساتھ

اندر داخل ہو گئی---

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا

عفان مسکراتے ہوئے اس

کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوا---

ابھی وہ کمرے میں داخل

ہی ہوا تھا کہ اگلے ہی

لمحے پیچھے سے کسی

نے اس کے سر پر زوردار

وار کیا---

کیونکہ حملہ اچانک ہوا تھا

تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ

اس کے لگتی اور وہ زمین بوس

ہو جاتا چکر کھا کر
لیکن مارنے والے کی
توقع کے بالکل برعکس
اس نے وہ ڈنڈا فورا
ہی مڑ کر پکڑ لیا ۔۔
جیسے وہ پہلے ہی تیار تھا۔۔۔
نہایت ہی بچوں "
والی ٹرک تھی" ڈنڈا پکڑتے
ہی ۔ ۔ عفان یوسف
نے پوری طاقت کے
ساتھ وہ ڈنڈا مقابل سے
چھین لیا ۔۔۔
اس کے سامنے ایک پتلا
دبلا نوجوان تھا جو ڈارک
ریڈ کلر کی ہوڈی میں ملبوس
تھا۔۔۔
اس نوجوان کا سر ہوڈ
سے کور تھا اور باقی
چہرے کو بلیک ماسک
چھپائے ہوئے تھا۔ ۔۔
آنکھوں پر بلیک کلر کا
چشمہ لگائے ہوئے اپنی پہچان
کو چھپانے کی کوشش کرتا عفان

کو وہ کوئی بچہ ہی معلوم ہوا۔۔
ویسے بھی جو ٹرک اس نے
حملے کے لیے کھیلی تھی
وہ نہایت ہی بچگانہ تھی۔۔۔
اسی لیے عفان سمجھ گیا تھا
کوئی اناڑی ہی ہے ماسک
کے پیچھے۔۔۔
ڈنڈا چھن جانے کے باوجود
بھی مقابل نے ہار نہیں مانی
اور فورا ہی اپنے ہاتھ
کا مکہ بنا کر پوری طاقت
کے ساتھ عفان کی ناک
پر حملہ کیا۔
عفان نے اس کی کلائی ہی
پکڑ لی اور اسے کمر کے
پیچھے لے جا کر مڑا۔۔۔
وہ کافی سکلز والا بندہ تھا۔۔۔
سامنے موجود نوجوان
کا مانو اس سے کوئی
مقابلہ ہی نہ ہو ۔۔۔
"اہہہ"
اس ماسک والے لڑکے کی
کراہ پورے کمرے میں

گونجی تھی---

لیکن اس نے پھر بھی ہار نہ مانی

قریب رکھا کانچ کا جگ اٹھا

کر اس نے عفان کے سر پر دے مارا---

اہہہہہہہ" اس بار"

وہ عفان کی چیخ تھی جو

کمرے میں گونجی---

وہ لڑکا یہیں نہیں رکا ---جیسے

ہی عفان کی پکڑ ڈھیلی

پڑی اس کے ہاتھ پر--- ویسے ہی

اس نے مڑ کر اپنے جوتوں

سمیت عفان کے پیٹ پر زوردار

لات ماری---

وہ زمین بوس ہوا۔ ۔

تو ماسک والا لڑکا اس کے

پیٹ پر چڑھ کر اس کے

چہرے پر مکے ہی مکے

برسانے لگا وہ بھی اپنی

پوری طاقت کے ساتھ---

عفان کی ناک اور منہ سے

خون نکلنے لگا تھا---

مکے مارتے وقت وہ خون

اس لڑکے کے ہاتھوں پر بھی لگ

رہا تھا ۔۔
اس ماسک والے لڑکے کے اپنے
ہاتھ بھی زخمی ہو رہے تھے
لیکن اس کے باوجود
وہ رک نہیں رہا تھا۔۔۔
مانا عفان اس لڑکے کی
آنکھیں نہیں دیکھ سکتا تھا
لیکن جس طرح وہ مار رہا تھا
وہ محسوس کر سکتا تھا
کہ وہ بہت غصے میں ہے۔۔۔
جب عفان یوسف
مکمل لہو لہان ہو گیا یہاں
تک کہ اس کی آنکھیں بند
ہو گئیں تب جا کر اس ماسک والے
لڑکے نے اسے بخشا۔۔۔
اس لڑکے کا غصہ اب کافی
حد تک کم ہو گیا تھا ۔۔
وہ اس کے اوپر سے اٹھ
کر ابھی جانے ہی لگا تھا
جب اس کا پاؤں انجانی
گرفت میں محسوس ہوا
اور اگلے ہی لمحے وہ
یوں کھینچ لیا گیا کہ

زمین پر منہ کے بل آن گرا۔۔۔
ابھی وہ اپنے آپ کو
سنبھال پاتا اس سے پہلے
ہی ایک زور دار چیز سے
اس کے سر پہ وار کیا گیا۔۔۔
اہ" وہ لکڑی کی کرسی تھی"
جس کے لگنے کے بعد اس
کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔۔۔
بس ایک چیخ بلند ہوئی
اور اس کے بعد وہ
ہوڈی والا لڑکا
بے ہوش ہو گیا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
بھائی آپ نے حملہ"
" کیوں کیا زریاب پر؟؟
عفان اس ماسک والے
لڑکے پر حملہ کرتے وقت
کب جانتا تھا کہ وہ کوئی
اور نہیں ذریاب ہے۔۔۔
کرسی کا ایک پایا زریاب
کے سر کے پیچھے بری
طرح لگا تھا
جس کے لگتے ہی اس

کے سر سے خون نکلنے لگا۔۔۔
اب جب چہرہ دیکھنے کی
نیت سے عفان نے اس کا
ماسک ہٹایا تو وہ خود
بھی دم بخود رہ گیا تھا۔۔
وہ نہیں سمجھ پایا
زریاب نے اس پر
حملہ کیوں کیا؟؟...
اب وہ ارسا کے سامنے
کھڑا تھا اس کی
عدالت میں۔۔۔
" پہلے اس نے مجھ پر کیا ۔۔
میں تو خود نہیں جانتا
تھا کہ وہ زریاب ہے۔۔۔
وہ ماسک لگائے ہوئے تھا۔۔۔ "
عفان نہایت الجھے ہوئے
لہجے میں اسے بتانے لگا۔۔۔
" بھلا میرا زریاب
آپ پر کیوں حملہ کرنے
لگا بھائی؟؟ " وہ عفان کی
بات پر کیسے یقین کر لے؟..
ذریاب کی اس کے بھائی سے
کیا دشمنی بھلا ؟؟...

...وہ کیوں اس پہ حملہ کرنے لگا؟؟

میرے چہرے کا حال دیکھ"

رہی ہو---یہ تمہارے ذریاب

نے ہی کیا ہے---

اس نے مجھے ہوٹل کے

روم میں بلایا تھا۔ اور پھر

"مجھ پر پیچھے سے حملہ کیا

اس کے ہونٹ زخمی تھے---

جن میں خون جمع ہوا الگ

ہی نظر آرہا تھا---

چہرے پر مار پیٹ کے نشان

نمایا تھے اس کے باوجود

ارسا اندھی بنی ہوئی تھی

اسے اگر کسی کی فکر تھی

تو وہ تھا صرف زریاب---

عفان نے خاصہ چڑچڑئے لہجے

میں اس کی توجہ اپنے

زخموں کی جانب مبذول

کی جسے وہ مکمل

نظر انداز کیے کھڑی تھی---

پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے "

"آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں

عفان نے اس حادثے

کے متعلق صرف ارسا کو
خبر کی تھی---
جب میمونہ خاتون کی
کال آئی زریاب کے موبائل پر
تو ارسا نے بات کی---
اور انہیں یہ کہہ کر مطمئن کیا
کہ وہ دونوں ایک دوست
کی پارٹی میں فارم ہاؤس آئے
ہوئے ہیں اور رات بھر یہیں
رکنے والے ہیں ---
زریاب--- شکر ہے تمھیں "
ہوش آگیا --تم ٹھیک ہو ؟؟
" درد تو نہیں ہو رہا؟؟
ارسا فورا ہی اس کی جانب لپکی---
اس کی پیشانی پر بڑی
سی پٹی بندھی تھی
وائٹ کلر کی---
وہ نڈھال سہ نظر آرہا تھا--
اس کی آنکھوں میں ارسا
کو دیکھ کر جو چمک ابھرا
کرتی تھی ---آج وہ کہیں نہیں
تھی ---
"نہیں -- میں ٹھیک ہوں "

وہ آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔
کیا تم مجھے بتانا "
پسند کرو گے
کہ تم نے مجھ پر اچانک
" حملہ کیوں کیا کمرے میں بلا کر؟؟
عفان وہاں آتے ہی
جزبز ہو کر استفسار کرنے لگا۔۔۔
عفان واقعی جاننے میں
بڑا اشتیاق رکھتا تھا کہ
آخر زریاب کو بیٹھے بیٹھائے
کیا سوجھی کہ اس پر
حملہ کرنے آن پہنچا۔۔
جواب میں زریاب
نے صرف اسے خار بھری
نگاہ سے دیکھا لیکن منہ سے
ایک لفظ ادا نہ کیا۔۔
وہ نہیں چاہتا تھا کہ
کسی کو کانوں کان یہ
خبر ہو کہ نایاب کا ریپ
ہوا ہے چاہے پھر وہ ارسا
ہی کیوں نہ ہو۔۔۔
بھائی آپ دیکھ نہیں رہے "
اس کی کیا حالت ہے ۔۔

ایسے میں اس طرح کے
سوالات کیوں کر رہے ہیں
آپ؟؟...آپ ایک کام کریں
آپ گھر جائیں---
ویسے بھی
"زریاب کو آرام کی ضرورت ہے --
وہ عفان یوسف جسے
کوئی کھرونچ بھی مارے
تو وہ بدلے میں اس کا پنجہ
اکھیڑ دے وہ صرف ذریاب
کے سامنے اس لیے
خاموش ہوا کیونکہ
بیچ میں اس کی جان سے
پیاری بہن ارسا کھڑی تھی--
عفان جاتے جاتے ذریاب
کو ڈیتھ لک دیتا گیا تھا--
مقابل کی آنکھوں میں
بھی کوئی لچک نہ تھی ---
تم بھی چلی جاؤ "
میں کچھ وقت اکیلے
"رہنا چاہتا ہوں
عفان کے وہاں سے جاتے ہی
زریاب ارسا کی جانب دیکھ

سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

ارسا کو اس لمحے

ذریاب کا لہجہ بہت اکھڑ سہ

لگا۔۔۔

وہ ایسے کبھی بات نہیں کرتا تھا

جیسے اس پل کر رہا تھا

روکھے سوکھے سے لہجے میں۔۔

مگر میں تمہیں "

"اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی

ارسا فورا بولی۔۔۔

اس کے لہجے میں فکر کا

عنصر تھا ۔۔

ارسا میرے سر میں درد"

ہو رہا ہے میں کچھ دیر

اکیلا رہوں گا تو ٹھیک ہو

"جاؤں گا ۔۔۔تم گھر چلی جاؤ

اس کا لہجہ اس قدر

سپاٹ تھا یہ جملے ادا کرتے ہوئے

کہ ارسا کے لیے کوئی گنجائش

ہی نہ بچی انکار کرنے کی۔۔۔

ارسا اثبات میں سر ہلاکر ۔۔ کمرے سے

باہر آ کر بیٹھ گئی

مگر گھر نہ گئی ۔۔۔

وہ کیسے چلی جاتی

اسے اکیلا چھوڑ کر ---

وہ بھی اس حالت میں---

نایاب سوری--- یہ سب"

میں نے کیا کر دیا تمہارے

ساتھ؟؟-- سوری--- میں تو

تم سے معافی مانگنے کے بھی

" قابل نہیں بچا---

ارسا باہر آ گئی تھی

لیکن اس کا دل مطمئن نہیں

تھا اسی لیے اس نے کھڑکی سے

جھانک کر زریاب کو دیکھنا

چاہا اور وہ یہ دیکھ حیران

رہ گئی --کہ مقابل سر پکڑ کے

نایاب کا نام لے لے کر رو رہا ہے---

ذریاب نایاب کا نام لے لے کر"

کیوں رو رہا ہے اس طرح

کہیں اس کی یادداشت تو

" واپس نہیں آگی؟؟

پہلے تو وہ اسی الجھن

میں تھی کہ زریاب نایاب

کا نام لے کر رو کیوں رہا ہے؟

اور پھر اس کا یوں

پھوٹ پھوٹ کا رونا
جیسے اس کا کوئی
اپنا مرگیا ہو۔۔۔ارسا کا
دماغ کھٹکا گیا۔۔۔
اور یہ پہلی بار ہی تو تھا
جب زریاب نے اسے اپنے
ساتھ کمرے میں نہ رکنے
دیا ہو۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
ماسٹر نایاب بی بی "
پریگننٹ ہیں اور چھوٹے
ماسٹر انہیں انگلینڈ بھیج
" رہے ہیں
التمش کے انھیں
اطلاع دیتے ہی وہ چونک کر
سیدھے ہو کر بیٹھے ---
ہے نا گندا خون آخر۔۔۔ بن بیاہی "
ماں بن بیٹھی ہے۔۔۔(گالی)۔۔یہ بتاو
" بچوں کا باپ کون ہے؟
وہ نہایت حقارت بھرے
لہجے میں استفسار کر رہے تھے۔۔۔
اس سوال پر التمش
سوچ میں پڑا ---

رپورٹ کے مطابق تو نایاب
کے بچوں کا باپ کوئی اور
نہیں قیصر تھا لیکن یہ کیسے
ممکن تھا؟؟؟...
قیصر اپنی ہی بھانجی
کی اولاد کا باپ کیسے
ہو سکتا تھا؟؟
ضرور کچھ نہ کچھ
کہیں نہ کہیں
غلط تھا ---
وہ قیصر کو جانتا ہے--
وہ بچوں کی طرح
رکھتا تھا نایاب کو---
وہ یہ حرکت نہیں کر سکتا---
یقینا قیصر نے اصل نام کو
چھپانے کے لیے اپنا
نام لکھوایا ہے-- اور اسی
لیے شاید وہ نایاب کو
انگلینڈ بھی بھیج رہا ہے
جلد سے جلد---
التمش کے نزدیک قیصر
تو جانتا ہی نہیں تھا کہ وہ
لے پالک ہے اس لیے اس کا

نایاب کے بچوں کا باپ

ہونے کا تو سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا تھا---

شاید وہ لڑکا جس نے "

نایاب بی بی

کی نازیبا تصویریں وائرل

کی تھیں" وہ اندازہ گویا ہوا---

اس نے دانستہ طور پر

انہیں نہیں بتایا کہ

وہ ریکارڈ میں کیا نام

پڑھ کر آ رہا ہے---

" ہممم---"

عبدالرحمان صاحب

گمبھیر لہجے میں سوچتے

ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگی---

التمش کافی سالوں سے

ان کے ساتھ تھا اور وہ

صرف ان کے سوچنے کے

انداز سے ہی بتا سکتا تھا

کہ ان کے دماغ میں کوئی

نیا پلان تشکیل پا رہا ہے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

میں اسے نہیں بلا سکتا لیب "

میں ٹائمنگ سے پہلے اور اگر
بلاتا بھی ہوں تو کیا بول کر
بلاؤں گا ۔۔کہ تم سے زریاب
ملنا چاہتا ہے ۔۔ تیرا تو دماغ
خراب ہو گیا ہے۔۔اوپر
سے مجھے بھی پاگل کر رہا ہے۔۔۔
نایاب کا بھروسہ اٹھ گا مجھ
پر سے ۔۔۔" وہ بیڈ کراون
سے ٹیک لگائے۔۔۔
اسے دیکھ پریشانی و
بے بسی کے عالم ہے کہہ
رہا تھا۔۔۔
زریاب ہسپتال سے واپسی
پر بجائے اپنے گھر جانے کے
عبدالکریم کے ہاسٹل پہنچ گیا
تھا اور اسے فورس کر رہا تھا
کہ وہ کسی طرح نایاب
کو لیب میں بلا لے تاکہ
وہ وہاں اس سے بات کر سکے۔۔۔
تو سمجھتا کیوں نہیں "
عبدالکریم ۔۔۔اسے سپورٹ کی
ضرورت ہے میرے ۔۔۔
وہ بیچاری کتنا

اکیلا پا رہی ہوگی خود کو۔۔۔

وہ ماں بننے والی ہے۔۔۔ تو

سوچ بھی سکتا ہے کتنا ڈری

ہوئی ہوگی وہ اس وقت۔۔۔

۔ لیکن اب اور نہیں۔۔۔

میں اسے بتانا چاہتا ہوں

کہ میں اس کے ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔

وہ فکر نہ کرئے۔۔۔میں آج ہی

نکاح کرنے کے لیے

" تیار ہوں اس سے۔۔۔

وہ اس کے سامنے

کھڑے ہوکر ۔۔۔

تیزی سے جذباتی لہجے

میں گویا ہوا۔۔۔

زریاب شدید گلٹ میں تھا۔۔۔

اگر کہا جائے کہ وہ خون

کے آنسو رو رہا تھا

تو غلط نہ ہوگا

وہ بس کسی طرح نایاب

کو سہارا دینا چاہتا تھا

اس مشکل وقت میں۔۔۔

اس کے ساتھ کھڑے ہونا چاہتا تھا

تاکہ اس کی نفرت میں کمی

آئے کیونکہ وہ جی نہیں
سکتا اس کی نفرت کے ساتھ۔۔
ساری غلطی اسی کی تھی
اسی لیے وہ نایاب
اور اس کے بچوں کو
اپنانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔
مگر یہ بھی ایک سچ ہے۔کے
غلطی نہ بھی ہوتی
تو بھی وہ نایاب کو اس
نازک مرحلے میں اکیلا
نہ چھوڑتا۔۔وہ چھوڑ سکتا
ہی نہیں تھا۔۔
" تو واقعی نکاح کرئے گا؟ "
عبدالکریم نے مشکوک
لہجے میں استفسار کیا۔۔
جب وہ منگیتر تھی
تب تو رکھا نہیں گیا جناب سے
اب ڈائریکٹ نکاح میں رکھنے
کی بات کر رہا تھا۔۔ حیران
ہونا تو بنتا تھا مقابل کا۔۔
" ہاں۔۔"
وہ تیزی سے بولا۔۔۔
تو پھر ارسا کا کیا؟؟۔۔ تم "

دونوں تو ایک دوسرے سے
"بہت محبت کرتے ہو ناں۔
کس نے نہیں دیکھا تھا کالج
میں زریاب کی ارسا
سے جنونی محبت کو۔۔۔
تو کیا چاہتا ہے "
میں اپنی ذمہ داری چھوڑ کر
بھاگ جاؤں ؟؟..نایاب کو تنہا
چھوڑ دوں اس حالت میں ؟؟
اسے ضرورت ہے میری ۔۔
کیا تجھے نہیں سمجھ
" آرہی اتنی سی بات۔۔
ذریاب نے تو عبدالکریم
پر ہی غصے سے چڑھائی
کر ڈالی تھی۔۔۔
اب تو سب کچھ چھوڑ "
اور اسے فون لگا اور بلا اسے
لیب میں۔۔۔میرا اس سے
"بات کرنا بہت ضروری ہے
عبدالکریم اس کے رویے
میں بہت بدلاؤ محسوس
کر رہا تھا آج۔۔۔جیسے اس کی
جان نکل رہی ہو

نایاب کے لیے---
اور وہ کب سے نایاب پر
...اپنی جان وارنے لگا ؟
اوکے--- ویسے صبح کے"
پانچ بج رہے ہیں ۔۔تجھے
نہیں لگتا وہ سو رہی ہوگی
اس وقت ؟ " عبدالکریم
نہایت چڑھ کر بولا---
اسے ڈسٹرب کرنا "
صحیح نہیں ۔۔ایک کام کرتے ہیں
میں یہیں بیٹھ جاتا ہوں--
دو گھنٹے بعد میں تجھے
دوبارہ اٹھاؤں گا تو
" اسے کال کرنا---
شکریہ آپ کا بہت بہت"
کہ آپ نے احساس کیا
کہ مجھے سو جانا چاہیے
اس وقت ورنہ مجھے تو
لگا تھا میں الو ولو ہوں کوئی
" ۔۔جو دن رات جاگتا ہے---
مقابل جزبز ہو کر طنزیہ
گویا ہوا تھا---
اس کی طنزیہ باتوں کو کانوں

میں گھماتا وہ حسین لڑکا اس کے

برابر میں تکیہ

لگا کر لمبا ہو چکا تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" میں کیسے رہوں گی تمہارے

بغیر ؟؟..مجھے تو لگتا ہے مجھے

جینا بھی نہیں آتا تمہارے بناء۔۔۔

مجھے تو یاد بھی نہیں پڑتا

میں تمہارے بغیر جیتی

کیسے تھی ۔۔۔یہ کیا کر دیا ہے

تم نے قیصر میرے ساتھ۔۔؟ "

وہ نوجوان گہری نیند

میں تھا جب مقابل اس کا

چاند سہ پرونق و حسین

چہرہ دیکھتے ہوئے۔۔۔ دل ہی دل

گویا ہوئی۔۔۔

وہ جس قدر دیوانہ وار

چاہتا تھا اس کا عالم یہ تھا

کہ اب مقابل بھول چکی

تھی کہ اس کے بغیر زندگی

کا کوئی تصور بھی ہے۔۔

اس کا تو یہی سوچ سوچ

کر برا حال تھا کہ

وہ انگلینڈ میں بغیر اس
کے رہے گی کیسے؟؟
پھر قیصر نے صاف انکار
کیا تھا کہ وہ اسے کسی
طرح کا کوئی کانٹیکٹ کرنے
کی کوشش نہ کرئے اس دوران---
وہ نوجوان کسی کو کانوں کان
خبر نہیں لگنے دینا
چاہتا تھا اپنی بیوی یا
اس کی پریگننسی کی---
"قیصر کتنا ہینڈسم ہے
ہر بار جب بھی وہ یہ
جملہ ادا کرتی تھی ہمیشہ
دانت پیستے ہوئے ہی کرتی---
لیکن اس بار حالات الگ تھے
جذبات الگ تھے ---
وہ مقابل کے قریب آکر ---
اس کی ناک سے اپنی ناک
مس کرتی بڑی محبت
سے بولی---
قیصر --میرے ہاتھ سن "
ہو رہے ہیں--درد بھی ہو رہا ہے
"تھوڑا تھوڑا ---پلیز دبا دو

وہ اسے دیکھ منتی
لہجے میں بولی---
مقابل کچی پکی نیند میں تھا
اس کی بات سنتے ہی
نیند میں ہی اس کا ہاتھ
پکڑ کر دبانا شروع ہو گیا---
آنکھ نہیں کھول پا رہا تھا وہ---
نیند کے غلبے کی شدت کے سبب
لیکن ہاتھ مسلسل دبا رہا تھا
جس پر نایاب خوب فدا فدا
نظروں سے مسکراتے ہوئے
اسے دیکھنے لگی---
اب بتاؤ ذرا۔ کون ڈالتا ہے "
اتنی بری عادتیں اپنی بیوی
کو جو اس شخص نے
مجھے ڈال دی ہیں---
کیسے صبح پانچ بجے بھی
ایک آواز پر ہاتھ دبانے
کے لیے تیار ہو جاتا ہے
یہ شخص--- " یہ شکوہ تھا
لیکن بڑی محبت سے بھرا---
وہ بری طرح عادتیں
خراب کر چکا تھا اس کی---

❤️#جاری_ہے

-

" تم؟؟"

وہ عبدالکریم کے جلدی بلانے پر

لیب پہنچ گئی تھی لیکن

سیڑھیاں عبور کرتے ہی

جو سامنے شخص موجود

تھا اسے دیکھتے ہی وہ چونکی--

" ہاں میں--"

زریاب فورا ہی اس کےَ

قریب آکے کھڑا ہوا --

اس کی آنکھیں سرخ ڈوروں

سے سجی تھیں---

ایسا لگ رہا تھا بس

ابھی رو دے گا---

نایاب کو سمجھ نہیں آیا

عبدالکریم زریاب

کو کیوں موقعے فراہم

کر رہا ہے اس سے ملانے کے؟...

ؤخر مسئلہ کیا ہے

دونوں کے ساتھ؟؟

میں جانتا ہوں نایاب "

"تم پریگننٹ ہو--

ابھی وہ خاموش ہی کھڑی تھی

جب مقابل تیزی سے بولا۔۔
اس کی کوشش تھی کہ
وہ نایاب کا ہاتھ پکڑ لے
لیکن نایاب نہ ہاتھ فورا
ہی پیچھے کر لیا تھا۔۔۔
اور تمہیں یہ بات کس "
نے بتائی؟؟"وہ نہایت
سنجیدگی سے استفسار کر
رہی تھی۔۔۔
مجھے یہ سب کیسے "
پتہ چلا یہ اہمیت نہیں رکھتا ۔۔
اہمیت رکھتا ہے کہ میں
اپنی ذمہ داری اٹھانے کے
لیے تیار ہوں ۔۔میں تم سے
شادی کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔
میں ان بچوں کو اپنا
نام دینے کے لیے تیار ہوں۔۔ "اسکی
جذباتی باتیں سنتے ہی
نایاب نے کوفت سے اپنی
پیشانی کھجائی۔۔۔
کون سی ذمہ داری؟؟ "..
کیا بولے جا رہے ہو ؟؟..
صبح ہی صبح نشہ کر

" ..کے آگئے ہو کیا؟
وہ مقابل کو دیکھ.. نہایت
جھنجلاہٹ کے ساتھ
گویا ہوئی---
یہ وہ ری ایکشن نہیں تھا
جس کی ذریاب توقع لیے
اتنی صبح ہی صبح
یہاں آیا تھا..
اس کا تو گمان تھا کہ
جس مشکل حالات سے نایاب
اس وقت گزر رہی ہے
اگر وہ اس کا ساتھ دیتا ہے
تو یقینا نایاب کی پرانی
ساری نفرت دور ہو جائے
گی --- وہ واپس اس سے
محبت کرنے لگے گی---
مگر بجائے اس کا ہاتھ
تھامنے کے وہ تو ایسا
ظاہر کر رہی تھی جیسے
اسے ضرورت ہی نہیں ہے---
نایاب..میں واقعی جانتا ہوں"
کہ تم پریگننٹ ہو ..
تمہیں مجھ سے چھپانے

"کی ضرورت نہیں ہے

زریاب نے اپنی بات پر مزید

زور دیا اسے لگا شاید

نایاب شرمندگی کی

وجہ سے چھپا رہی ہے---

اسکیوزمی--- میں تمہیں کب "

سے اتنی اہمیت دینے لگی

کہ تم پر باتیں ظاہر کرنے

یا چھپانے کے متعلق سوچوں--

میرے لیے ---یو آر نو بڈی--- سو

"اپنے آپ کو اہمیت دینا بند کرو

نایاب نے تو ایک لمحے

میں اس کی ساری

خوشگمانی زمین بوس

کر دی تھی--

آسمان سے جیسے

زمین پہ لا کے پٹکا

اسے ڈائریکٹ--

اس لڑکی کا لہجہ

اس قدر بے نیاز سہ

تھا کے ذریاب کچھ لمحے

تو بس اس کا چہرہ دیکھتا

رہ گیا---

زریاب کو اس کے اتنے
سخت جواب
کی امید نہ تھی---
میں جانتا ہوں--میں نے "
تمہارا بھروسہ توڑا ہے
لیکن میں واقعی اس بار
تمہاری مدد کرنے آیا ہوں
میں چاہتا ہوں کہ میں
"تمہارے بچوں کو اپنا نام دوں
اس نے اس بار نایاب
کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں
میں قید کر بڑی محبت
سے کہا---
میرے بچے کوئی لاوارث "
نہیں ہیں--کہ تم انہیں
نام دو گے--- " نایاب نے جزبز
ہوکر کہتے---اس کے ہاتھ
سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا
لیکن وہ چھوڑ ہی نہیں
رہا تھا--
نایاب --میں جانتا ہوں کہ"
تم مجھ پر غصہ ہو --
ساری غلطی میری ہے --

میں قبول کر رہا ہوں

تبھی تو آیا ہوں یہاں پر

تبھی تو تم سے ایک موقع

مانگ رہا ہوں ۔۔مجھے موقع

دے دو اپنی مدد کرنے کا۔۔۔

اپنا ساتھ نبھانے کا۔۔۔

میں نہیں رہ سکتا تمہارے

بغیر ۔۔۔مجھے سب

یاد آگیا ہے۔۔ " اور اس کا

آخری جملہ نایاب

کی توجہ اپنی جانب

مبذول کر گیا تھا۔۔

اس کی آنکھیں ایک

لمحے کے لیے حیرت سے پھیلیں۔۔۔

تو اس سنگ دل کو

آخر کار اس کا ماضی

یاد آگیا تھا۔۔۔

مگر بہت دیر کر دی

تھی اس نے آتے آتے۔۔۔

اب تو کچھ بھی

باقی نہیں بچا تھا۔۔۔

وہ اب اس کے خواب نہیں

دیکھتی وہ تو اس کے

بارے میں سوچتی تک نہیں---
زریاب کے لیے جو
جذبات و احساسات تھے
وہ تو کب کے مر چکے---
اور مار دینے کے بعد
سوری کہہ لینے سے
مردہ زندہ نہیں ہو جایا
کرتا اب صرف فاتحہ
کا ہی آپشن باقی رہ جاتا ہے---
اور زریاب کے حصے میں
بھی یہی رہ گیا تھا---
اچھا ہے --- "
" اب تمہیں تکلیف زیادہ ہو گی---
اور یہ انتہا تھی اس لڑکی
کی نفرت کی---
نایاب وائٹ کلر کے قمیض
شلوار میں ملبوس تھی--
اس پر بلیک کلر کی
موٹی سی شال سے
اس نے خود کو اچھی
طرح کور کیا ہوا تھا --
وہ یہ شال اس لیے اڑا کرتی
تھی تاکہ اس کی بڑھتے

ہوئے وزن پر لوگوں کی

توجہ نہ جائے---

اس نے مقابل کو

تکتے ہوئے مسکرا کر کہا--

اور وہ مسکراہٹ بہت

سے مفاہم اپنے اندر

سموئے ہوئے تھی---

گویا کہہ رہی ہو

میں نے تو اپنے حصے

کی ساری تکلیفیں سہہ

لیں--- اب تمہاری باری---

کہ اب تم تڑپو

تم رو

تم بلک بلک کر مجھے پکارو

اور تمہارے لیے یہ تڑپنا و بلکنا

قیامت تک لکھ دیا گیا ہے---

میں تو پھر آزاد ہو گئی

اس تکلیف سے لیکن

تمہارا گلٹ تمہیں کبھی

آزاد نہیں ہونے دے گا--

ایسا مت بولو--- "

میں پہلے ہی بہت شرمندہ

ہوں بہت تکلیف میں ہوں"

اس لڑکے کی آنکھیں
ہی بتا رہی تھی کہ وہ
چھوٹ نہیں بول رہا وہ
بہت اذیت میں ہے اس وقت۔
لیکن نایاب نے اس کی بات
سننے کے باوجود بھی
کوئی خاص ری ایکشن نہ دیا
بلکہ الٹا اس سے اپنا ہاتھ
چھڑانے کی کوشش کرنے لگی---
ذریاب سے اپنا ہاتھ چھڑانے
کی سعی میں اس کی شال
اس کے کندھے سے سرک
کر نیچے کی جانب
لٹک گئی تھی---
میرے ساتھ ایسا مت کرو -- "
مجھے ایک موقع دو ---
صرف ایک چانس ---
میں سب کچھ ٹھیک کر
دوں گا ہمارے بیچ---
سب کچھ پہلے جیسا
کر دوں گا--- تمہیں اتنی
محبت دوں گا کہ تم
اپنے پچھلے سارے غم

" بھول جاؤ گی---
نایاب اپنی طاقت کے
مطابق اس سے ہاتھ چھڑانے
کی کوشش کر رہی تھی
اور مقابل کسی صورت
اس کا ہاتھ چھوڑنے کے
لیے راضی نہیں تھا---
اس کے لیے وہ صرف
ایک ہاتھ نہیں تھا--
اس کی پوری زندگی تھا --
...وہ اسے کیسے چھوڑ دیتا؟؟
ہاں ماضی میں غلطیاں ہو
گئی ہیں اس سے
لیکن وہ کفارہ بھرنے کے لیے
تیار کھڑا تھا---
وہ جو چاہے سزا دے دے
لیکن بس خود سے
دور نہ کرئے---
..کیا وہ نہیں جانتی؟
وہ نہیں جی سکتا اس کے بغیر---
میں الریڈی شادی شدہ ہوں "
زریاب --- اور میرا شوہر
جتنی مجھ سے محبت

کرتا ہے ناں۔۔اس کا تو تم
چوتھائی حصہ بھی
ادا نہیں کر سکتے۔۔۔
ہونہہ۔۔اس لیے ہاتھ
"چھوڑو میرا
نایاب کو کبھی بھی کسی
سے اتنی چڑھ نہیں ہوئی
جتنی اس لمحے زریاب
کے لمس سے ہو رہی تھی۔۔۔
وہ ایک پریگننٹ عورت تھی
ایسے میں جذبات کا تغیرات کا
شکار ہونا ایک بہت عام بات ہے۔۔۔
ویسے نایاب اپنے جذبات
کو کنٹرول کرنے میں بہت
مہارت رکھتی تھی
لیکن زریاب کے لمس
سے اسے شدت سے چڑھ
ہو رہی تھی وہ بس کسی
طرح سے اپنا ہاتھ چھڑانا
چاہتی تھی جو مقابل چھوڑنے
کے لیے تیار ہی نہیں ہو رہا تھا۔
ہاتھ چھڑانے کی سعی
میں نایاب کی شال بالکل

اس کی سلپرز تک

پہنچ گی تھی---

شادی؟... پلیز نایاب "

مجھے اتنی بڑی سزا مت دو---

میں جانتا ہوں تم مجھ

سے جھوٹ بول رہی

" ہو اس وقت---

نایاب سچ بتا رہی تھی

اسے لیکن وہ کب

یقین کر رہا تھا

اس کے نزدیک نایاب

اسے سزا دینے کے لیے یہ

سب بول رہی تھی---

اگر واقعی اس کی شادی

ہوئی ہوتی تو یہ کیسے

ممکن تھا کہ کسی کو

کانوں کان خبر نہ ہوتی

اس معاملے کی---

..پھر اس کا دولہا کہاں ہے؟؟

زریاب اب تم مجھے "

تنگ کر رہے ہو ---

" چھوڑو میرا ہاتھ---

اس نے نہایت جھنجھلا کر کہا

اور ایک قدم پیچھے کی
جانب لیا۔۔
میں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ "
مجھے ایک موقع دو نایاب۔۔۔
تم اچھے سے جانتی ہو
میں نے یہ سب کچھ
جان بوجھ کے نہیں کیا۔
میری یادداشت چلی گئی تھی
اس حادثے کے بعد سے ۔۔
میں اپنے آپ میں نہیں تھا
تم مجھے ایسی چیز کی
سزا نہیں دے سکتیں
جو میرے اختیار
"میں تھی ہی نہیں
تو بے بسی سے چیخ رہا تھا۔ ۔۔
نایاب کا ہاتھ چھوڑ دینا
مطلب زندگی بھر کے لیے
اسے کھو دینا اور وہ یہ
کیسے ہونے دے سکتا تھا؟۔۔۔
تمہاری صرف یادداشت "
گی تھی۔۔ اچھا اور برا
سوچنے کا شعور ختم
نہیں ہوا تھا۔۔ اس لیے

خود کو بےقصور ظاہر

کرنا بند کرو زریاب---

تم نے جو کچھ میرے

اور میری چاچی کے ساتھ

کیا وہ سب انسانیت سے

گرئے ہوئے افعال تھے---

جن کی کوئی معافی نہیں ہے---

اور نہ ہی میں تمہیں

" کبھی معاف کروں گی---

اتنا کہتی ہوئی

وہ خود اس کے نزدیک آئی---

اس کی بھوری آنکھوں

سے شعلے نکل رہے تھے---

ایسے شعلے جو سب کچھ

جلا کے راکھ کردیں---

تمہیں شاید اندازہ نہیں ہے "

کتنی دعائیں مانگی ہیں میں

نے اس دن کے لیے کہ

جب تمہاری یادداشت واپس

آئے اور تمہارا گلٹ تمہارے

جسم کے پور پور پر

حاوی ہو جائے --- تمہیں سانس

لینے میں بھی دشواری

ہو اتنی اذیت ہو--- پھر
تم مجھ سے معافی
مانگو اور تڑپو---اور میں
تمہیں اسی طرح ٹھکرا دوں
جیسے تم مجھے
" ٹھکرا دیا کرتے تھے--
وہ کیا سمجھتا ہے
صرف ایک یادداشت پہ الزام
ڈال کر وہ بری الذمہ ہو جائے گا ہر
اس تکلیف سے جو
اس لڑکی نے سہی--
جو اس نے برداشت کی
جن سے وہ گزرئی---
اس لڑکی نے اپنی عزت
کا پورے کالج کے آگے
تماشہ بنتے دیکھا تھا
اور عزت کا تماشا وہ چیز
نہیں ---جسے انسان بھول
جائے یا معاف کر دے ---
نایاب کی آنکھوں میں یہ
جملے ادا کرتے وقت اس
قدر کدورت تھی اس
قدر نفرت کے ذریاب

کا دل پارے پارے ہوا---

مجھے اندازہ ہے کہ "

میں نے تمہیں بہت تکلیفیں

پہنچائی ہیں نایاب لیکن

مجھے سزا دینے کے لیے

خود کو سزا مت دو---

ان بچوں کو میرا نام دینے دو---

میں بہت اچھے سے جانتا

ہوں تمہیں ضرورت ہے

"اس وقت میری

زریاب میرا ہاتھ چھوڑو--- "

میں شادی شدہ ہوں اور مجھے

"کوئی ضرورت نہیں ہے تمہاری

وہ کافی دیر سے اسے

سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی

لیکن مقابل اس کا ہاتھ چھوڑنے

کے لیے راضی نہیں ہو رہا تھا

اسی لیے نایاب نے اس بار

اپنا الٹا ہاتھ اس کے سینے پر

مار کر خود سے دور دھکیلتے

اپنا سیدھا ہاتھ اس کے

ہاتھ سے ایک جھٹکے سے

چھڑایا --جس کے سبب

اس کا وجود ڈس بیلنس ہوا

اور شال اس کے پاؤں میں اٹکی ---

بس شال کا اس کے پاؤں میں

اٹکنا تھا کہ اس کا پورا

وجود پیچھے کی جانب لڑکا---

پیچھے سیڑھیاں تھیں----

جتنی دیر میں زریاب

اسے بچانے کے لیے آگے بڑھا

اتنی دیر میں تو وہ سیڑھیوں

سے لڑک چکی تھی--

"نایاب"

زریاب کی چیخ بلند ہوئی- --

صرف تین سے چار لمحے

اور نایاب آخری سیڑھی

پر بےہوش پڑی تھی---

"نایاب"

وہ چیختا ہوا عجلت کے

ساتھ سیڑھیوں سے نیچے اترا---

"نایاب اٹھو"

اس نے نایاب کے بےسود

پڑے وجود کو اپنی جانب

موڑا ---

وہ چیخ رہا تھا --

اس کی چیخیں دل لرزا
دینے والی تھیں---
نایاب کے وجود سے
خون رسنے لگا جسے دیکھنے
کے بعد وہ مزید خوفزدہ ہوا---
نایاب--- تمہیں کچھ نہیں ہوگا"
میں تمہیں کچھ
"نہیں ہونے دوں گا
وہ پاگل ہوئے جا رہا تھا
اس کی چیخیں دل ہلا
دیں اتنی اذیت ناک و کرب
سے بھری تھیں---
ہر چیخ پر محسوس ہو رہا تھا
جیسے اس کی جان نکل رہی ہو---
❤️*Husny Kanwal*❤️
یہ تمہارے لیے "
تحفہ ہے شہنشاہ
"تمہارے ڈیڈ کی جانب سے
حونین نے اس کی جانب
ایک باکس بڑھایا تھا
جسے قیصر نے بغیر کسی
خاص تاثر ظاہر کیے---
اثبات میں سر ہلا کر

قبول کر لیا ---
وہ باکس کافی بھاری تھا
قیصر نے بغیر کھولے---
اپنے ڈیسک کی
نیچے والی دراز میں
رکھنا چاہا تو
حونین فورا بول پڑا
کم از کم کھول کے "
تو دیکھو شہنشاہ"
قیصر نے صرف
اس کے کہنے پر باکس
کھولا تھا---
باکس میں گن تھی---
جسے دیکھنے کے بعد
بھی اس نے کوئی خاص
ری ایکشن نہ دیا--- جس پر
حونین کافی حیران ہوا---
شہنشاہ کیا تمہیں "
پسند نہیں آئی؟؟--
یہ Smith Wesson bodyguard 2.0
ہے--- " اس نے خاصہ
جتاتے ہوئے کہا---
چلا کے دیکھو--- "

مزہ آ جائے گا تمہیں---
تمہارے ڈیڈ نے
خاص منگائی ہے
"تمہارے لیے--
حونین کا لہجہ یہ بتاتے
وقت کافی ایکسائیٹڈ تھا ---
اسے اپنے پاس رکھو "
دراز میں نہیں --
"یہ تمہارے لیے ہے خاص
قیصر نے باکس بند کر کے
دوبارہ دراز میں رکھنا
چاہا تو حونین فورا ہی
اس کا ہاتھ پکڑ کر روکتے
ہوئے بولا---
تمھیں اچھے سے پتا ہے "
مجھے ان چیزوں میں
"کوئی انٹرسٹ نہیں ہے
وہ حسین نوجوان لاپرواہی سے
کہہ رہا تھا---
مگر آپ کو لینا چاہیے "
" یہی آپ کا فیوچر ہے--
حونین کے لہجے میں
تاکید تھی اور نصیحت بھی---

مگر وہ صدا کا لاپرواہ ---

کب اہمیت دینے والا تھا

اس کی نصیحتوں اور

تاکیدوں کو---

ابھی ان کی بات چیت

جاری تھی کہ قیصر کا

سیل رنگ ہوا---

اس نے اسکرین دیکھی--

کال گارڈز کی جانب

سے تھی---

"ہیلو"

اس کا سیل کان سے لگانا تھا

کے دوسری جانب سے آنے والی

دل خراش و ہولناک خبر نے

اس کے پاؤں کے

نیچے سے زمین اور سر

کے اوپر سے آسمان کھینچ لیا---

آنکھیں سرخ پڑئیں

جیسے ان سے لہو بہ نکلا ہو---

حونین نے اس کے ہونٹوں کو لرزتے

دیکھا تھا---

وہ صرف ایک کال نہیں تھی قیصر

عبدالرحمان کے لیے--وہ جیسے

جان لیوا کوئی خبر تھی
ایسی خبر جسے سننے کے بعد
اسے اپنے کان سائیں سائیں کرتے
محسوس ہوئے---
ارد گرد جیسے اندھیرا چھا گیا ہو
کچھ لمحوں کے لیے دل جیسے
بیٹھ گیا ہو مکمل---
پاؤں کے نیچے زمین
محسوس نہیں ہو رہی تھی اس
لڑکے کو ---
کچھ لمحے اتنے سخت تر
ہوتے ہیں کہ وہ انسان
کو موت سے ہمکنار کر دیتے
ہیں-- اور وہ ایسا ہی لمحہ تھا
قیصر کے لیے---
"..کو--کون سہ ہسپتال؟"
"آغا خان ہاسپٹل "
م-- می-- میں اب ابھی"
"آرہا ہوں
اس کی زبان لڑکھڑا گئی تھی--
وہ اپنے چیئر پیچھے
کھسکاتا تیزی سے اٹھا--
وہ بے خودی میں باہر

کی جانب دوڑا تھا۔۔۔
کیونکہ قیصر کے سیل سے
آواز باہر تک آرہی تھی
اس لیے حونین سن چکا تھا۔۔۔
وہ باکس سے گن نکال کر
اپنی پینٹ میں لگاتا
پھرتی سے قیصر کے
پیچھے دوڑا۔۔۔
"گاڑی مجھے چلانے دو "
اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔۔
اس کا پورا وجود کپکپا رہا تھا
ایسے میں وہ گاڑی چلا ہی نہیں
سکتا تھا۔۔اس کی سچویشن
ہی نہیں تھی۔۔اسی لیے
جب حونین نے کہا تو فورا
راضی ہوا اور چابی اس
کی جانب بڑھا دی
اور خود فرسٹ پیسنجر سیٹ
پر جا کے عجلت سے بیٹھا۔۔۔
" پلیز اسپیڈ بڑھاو۔۔۔ "
قیصر کا چہرہ مکمل سفید پڑ رہا تھا
وہ کبھی اپنے ہاتھ کو کنپٹی پہ لے
جاکر مسلتا۔۔۔ تو کبھی

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں الجھا
کر ہلانے لگتا۔۔۔
حونین اس کے پاؤں کو
مسلسل ہلتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔
اسے دیکھ کر ہی محسوس
ہو رہا تھا جیسے اس
کی جان نکل رہی ہو۔۔۔
ہم الریڈی فل سپیڈ میں ہیں "
شہنشاہ" حونین بے بسی سے
گویا ہوا۔۔۔ مگر وہ اس حالت
میں کب تھا کہ اس کی
سنتا ۔۔۔
"ڈیمٹ ۔۔گاڑی کی اسپیڈ تیز کرو "
وہ پھر دھاڑا اور اس بار
وہ حلق کے بل دھاڑا تھا۔۔۔
مقابل نے پھر اس کی
جانب بےبسی
سے دیکھا وہ سمجھ گیا تھا
وہ کچھ بھی بولے قیصر
نے نہیں سننا۔۔۔
ان کی گاڑی ہسپتال کے آگے رکی
تو اس کے پاؤں جیسے ہمت
نہ کر پا رہے ہوں باہر نکلنے کی

وہ ڈر گیا تھا۔۔وہ واقعی

ڈر گیا تھا۔۔۔

یہ خیال ہی سوہانِ روح تھا کہ

کہیں خوابوں کی دنیا بسنے

سے پہلے ہی اجڑ نہ جائے۔۔۔

ایک دو ثانیے تک سن سی

کیفیت میں بیٹھنے کے بعد

وہ گاڑی سے اترا ۔۔۔

کبھی کبھار انسان کا دماغ

ویسے کام نہیں کرتا

جسے ہم سوچتے ہیں کہ

وہ کرئے گا حادثاتی

سچویشن میں۔۔۔

باہر نکلنے کے بعد اس نے

آنکھیں بند کیں۔۔جیسے خود

کو تیار کیا ہو کہ اندر جو

کچھ ہوگا وہ سہنے کے لیے

تیار ہے۔۔۔

اور کیا وہ واقعی تھا؟

تو نہیں ۔۔۔وہ نہیں تھا۔۔۔

اب وہ بھاگا تھا

اس کا ہر قدم بھاری تھا ۔۔

بھاگتے ہوئے اپنے دل

کو زور زور سے
دھڑکتے ہوئے
وہ سن سکتا تھا۔۔۔
❤️*Husny Kanwal*❤️
مس نایاب خطرے "
سے باہر ہیں لیکن ہم بچوں
کو نہیں بچا سکے" کانوں میں
کوئی پگھلا ہوا سیسہ
ڈال دے تو اتنی تکلیف نہ ہو
جتنی ان جملوں کو سننے
سے قیصر کو ہوئی۔۔۔
کچھ لمحے وہ خاموشی
سے کھڑا رہا۔۔۔
وہ سن سی کیفیت میں تھا۔۔۔
کیا۔۔ کیا میں اس سے"
" مل سکتا ہوں؟
لچکدار لہجے میں
استفسار کیا۔۔۔
جی مل لیں ۔۔ہم نے انھیں دوسرے "
روم میں شفٹ کردیا ہے۔۔
لیکن ابھی وہ ہوش
"میں نہیں ہیں
قیصر نے ڈاکٹر کی پوری

بات سنی بھی نہیں تھی
کہ وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔
وہ کمرے میں داخل ہوا
تو ایک اور دلخراش منظر اس
کی آنکھوں کے روبرو تھا
اس نے دیکھا زریاب
اس نازک سی لڑکی کا
ہاتھ اپنی پیشانی سے لگائے
پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔۔۔
" تم؟... تم کیا کر رہے ہو یہاں؟"
اس کے سوال میں ہی
دبا دبا غصہ نمایا تھا۔۔۔
اس کے سوال کرتے ہی
زریاب جو رو رہا تھا فورا
اٹھا اور قیصر کی جانب آیا۔۔۔
س۔۔سوری۔۔۔ س۔۔سب"
میری غلطی ہے
نہ میں نایاب کو۔۔۔کو
"بلاتا نہ یہ سب ہوتا
ذریاب تو ندامت و پچھتاے
میں مبتلا تھا اس لیے بول گیا
اس نے سوچا ہی نہیں سامنے
والا کتنا غلط مطلب اخذ کر

سکتا ہے اس کہے جملے کا۔۔۔
" جگنو تم سے ملنے گئی تھی؟"
ذریاب کا کہا جملہ
قیصر کے دل و دماغ دونوں
پہ جا کے ہٹ کر گیا۔۔۔
آج نایاب وقت سے پہلے نکل
رہی تھی لیب جانے کے لیے۔۔
اس لیے قیصر نے پوچھا
تھا اس سے۔۔۔کہ وہ اتنی جلدی
کیوں جا رہی ہے آج۔۔
تو اس نے بتایا تھا کہ
عبدالکریم کی کال آئی ہے
اور اس نے کہا ہے کہ
پروفیسر اپنے کسی نجی
کام سے لندن جا رہے ہیں۔ ۔
انکی فلائٹ ہے
اٹھ بجے کی اس لیے
وہ جانے سے پہلے اس
سے ملنا چاہتے ہیں کچھ
انسٹرکشن دینی ہے انھیں۔۔۔۔
قیصر کا دل تو یہی سوچ
کے کرچی کرچی ہوا کہ
نایاب اس سے جھوٹ بول کر

گھر سے نکلی---

اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں---

ساری غلطی میری ہے --- "

میں تو بات کرنے کی کوشش

کر رہا تھا اس سے ---

میں نے دیکھا ہی نہیں---

"وہ کیسے پیچھے گر گئی---می

زریاب نایاب کی حالت

کا خود کو ذمہ دار ٹھہرا رہا

تھا مسلسل جبکہ جو

کچھ ہوا وہ یقینا صرف

ایک حادثہ تھا---

ابھی وہ بول ہی رہا تھا

کے قیصر نے اس کے

منہ پر ایک زوردار مکا

جڑ دیا ---

"سوری"

ذریاب اپنے ہی گلٹ میں تھا

اس نے خود کو بچانے کی

اک کوشش تک نہ کی--جبکے قیصر

اپنے غم و غصے میں

اس قدر پاگل ہوچکا تھا--- کہ

وہ پوری طاقت کے ساتھ

پے در پہ اس پہ وار
کرتا ہی چلا جارہا تھا۔۔۔
حونین وہیں تھا۔۔۔
وہ چاہتا تو قیصر کو
روک سکتا تھا لیکن
اس نے نہیں روکا۔۔
قیصر جس طرح زریاب
کو مار رہا تھا وہ نہایت ہی
جنونی انداز تھا ۔۔۔
ذریاب کے منہ
و ناک سے خون رسنے لگا تھا۔۔
حونین اس بیچارے کا منہ پورا
خونم خون ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔۔
قیصر کا جیسے آج اندر
کا سویا ہوا جانور جاگ گیا
ہو جو ذریاب کی جان
اپنے ہاتھوں سے لے
لینا چاہتا تھا۔۔۔
اس نے اپنے بچے کھوئے تھے
پوشیدہ ملاقاتوں کے پیچھے
جب کہ وہ نایاب کو صاف
الفاظوں میں کہہ چکا تھا
کہ وہ زریاب کے ساتھ اس

کا ہونا پسند نہیں کرتا ---

غم و غصہ ایک طرف

اور مان اور بھروسہ ٹوٹنے

کی اذیت ایک طرف---

وہ اس کے پیٹھ پیچھے

زریاب سے مل رہی تھی---- اور

خدا جانے اور کتنی بار مل

چکی ہو--- یہ خیال ہی

اس کی روح کی کرچیاں

بکھیر رہا تھا---

کوئی مرد برداشت نہیں

کر سکتا کہ اس کی بیوی

اس کی پیٹھ پیچھے

اپنے پرانے یار سے ملتی رہے

وہ بھی اس سے جھوٹ بول کر---

حونین مسکرانے لگا-- اور

وہ مسکراہٹ بہت

معنی خیز تھی---

جیسے وہ اسی لمحے کے

انتظار میں بیٹھا تھا---

یہ لو اور ساری گولیاں "

اس کے سینے میں اتار کر

"قصہ ختم کر دو شہنشاہ آج

حونین بجائے قیصر کو
سنبھالنے اور اس کا غصہ
کم کرنے کی کوشش کرنے کے
الٹا آگ میں گھی ڈالنے کا
کام کرنے لگا ---
اس نے گن نکال کر قیصر
کی جانب بڑھا دی
یہ کہتے ہوئے کہ زریاب کو
مار دے----
جس قدر قیصر غضب ناک حالت
میں تھا ---جس طرح وہ زریاب
کو مار رہا تھا ---جس طرح اس
کی نکھیں انگارے برسا رہی
تھیں--- حونین اچھے سے واقف
تھا کے وہ اپنے غصے میں
زریاب کا قتل تک کر دے گا
اور یہی تو وہ چاہتا تھا
یہی تو وہ ذریعہ تھا
جس سے وہ قیصر کو
اپنی دنیا میں لے جا سکے---
ایک بار اس نے اپنے
ہاتھ میں گن اٹھا لی
تو پھر وہ ان کا---

نایاب کو کوئی کھرونچ
بھی مارے نا تو قیصر
اس شخص کو زندہ زمین
میں گاڑ دے پھر سامنے
کھڑے شخص نے تو
اس کے بچے مارے تھے
اس کے جگنو کو
ہسپتال پہنچایا تھا
...وہ اسے کیسے چھوڑ دیتا؟
اگر وہ اپنی محبت میں جان لے
سکتا تھا تو مقابل بھی اپنی
محبت میں جان دے سکتا تھا۔۔۔
اس کا خون طیش مار رہا تھا۔۔۔
جب حونین نے اس
کے آگے گن بڑھائی تو
اس نے ایک بار بھی نہ
سوچا اور فورا پکڑ لی۔۔۔
ذریاب زخموں سے اس قدر
چور چور ہو چکا تھا کہ قیصر
کے ہٹتے ہی وہ نیچے کی
جانب بےست و نڈھال ہو کر
گر پڑا۔۔۔
قیصر نے اس کے سامنے ہی

گن لوٹ کی اور اس کے سر
پہ لگا دی۔۔۔
اس کی آستینوں پر ذریاب
کا خون لگا تھا ۔۔
اس کے ہاتھ خود بھی زخمی
ہو چکے تھے۔۔
اس کی پیشانی پر پسینہ جھلک
رہا تھا ۔۔۔
اس کے آگے کے بال اس کی
گیلی پیشانی پر آ رہے تھے۔ ۔۔
گردن اور چہرہ مکمل
سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔
سانسیں بری طرح
پھول رہی تھیں اس کی۔۔۔
اس کی گردن کی سائیڈ کی
ہری لال نسیں غصے کی شدت کے
سبب ابھری ہوئی الگ ہی
نظر آرہی تھیں۔۔۔
دیکھ کیا رہے ہو شہنشاہ ؟ "
اتار دو اس کے سینے میں ساری
" گولیاں ۔۔کر لو اپنے آپ کو ٹھنڈا ۔۔۔
یقینا حونین اسے اکھسا رہا تھا۔۔۔
اس کے اندر جیسے ایک

جنگ چل رہی ہو---

وہ جانتا تھا اس وقت

جو شخص گن ہاتھ میں

لیے کھڑا ہے وہ قیصر عبدالرحمان

یوسف نہیں ہے ---وہ

میوزک کا شوقین تھا

اس کے ہاتھ میں گٹار ہوا کرتا تھا ---

اس وقت جس کے ہاتھ

میں گن تھی وہ قیصر ہارون

شاہد تھا--- اور اس نے کبھی

شہنشاہ بننے کی خواہش نہیں

کی کبھی خون کی ہولی

کھیلنے کی تمنا نہیں کی---

کبھی اس دلدل میں جانے

کی آرزو نہیں رکھی

جہاں لوگوں کو بے دردی

سے مارا جاتا ہے---

وہ تو ان سب سے بھاگ رہا

تھا کافی وقت سے--- لیکن

اگر آج وہ یہ گن چلا دیتا ہے

تو پھر ممکن نہیں ہے

کہ وہ قیصر عبدالرحمان رہ

سکے---

لیکن یہ بھی ایک سچ ہے
کہ وہ سامنے موجود شخص کو
آج زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔
چلا دو شہنشاہ۔۔دیکھ کیا رہے "
ہو ۔۔۔چلاؤ۔۔۔ یہ اسی قابل ہے
اس کے سینے میں ساری
گولیاں اتار دو۔۔۔ ٹھنڈا کر لو
اپنے سینے میں لگی آگ کو۔۔۔
جو تم چاہتے ہو بس وہی ہوگا
جو تمہیں چاہیے وہ تمہیں
" مل جائے گا اسے مار دو۔۔۔
حونین کے بولے جانے والے
جملے مسلسل اس کے کانوں
کی سماعت سے ٹکرا رہے تھے۔۔
جو اسے مجبور کر رہے تھے
ٹریگر دبا دینے پر۔۔۔
کتنا آسان ہوتا ہے ناں
سب کچھ ختم کر دینا
خاص طور پر جب ہر
چیز آپ کے اختیار میں ہو
لیکن اتنا ہی مشکل ہوتا ہے
خود کو حرام کام سے روکنا۔۔۔
اچھائی اور برائی میں اس

لمحے فرق کرنا ۔۔۔صبر کر کے دکھانا۔۔
غصے پہ قابو پانا۔۔۔
دماغ کہ رہا تھا بس مار دے اسے۔۔
وہ ہر بار بیچ میں آتا ہے
ہر بار اس سے اس کا جگنو
چھین لیتا ہے اور اس بار
تو اس کے بچے بھی چھین لیے
وہ زندہ نہیں رہے گا
تو نایاب کے پاس کوئی
آپشن بھی نہیں رہے گا ۔۔۔
اسے آخر میں اسی کے پاس
آنا ہی آنا ہے۔۔۔
انگلی ٹریگر پر تھی
نشانہ سامنے تھا
بس ہلکا سہ دباؤ
اور سب ختم۔۔۔
اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔
مقابل نے ادمری سی
حالت میں نگاہ اٹھا کر
اس کی جانب دیکھا۔۔۔
بہت غمگین آنکھیں تھیں وہ۔۔۔
بہت کرب سے بھری۔۔۔
اس نے کوئی احتجاج نہیں کیا

ابھی بھی نہیں---

قیصر کو دیکھتا رہا

خالی نگاہوں سے ---

جیسے انتظار میں ہو اسکی

گولی کا ---خود بھی مر جانا

چاہتا ہو--اس نے جو کچھ نایاب

کے ساتھ کیا اس کے بعد

اسے نفرت ہی کرے گی وہ

لڑکی زندگی بھر --

پھر زندگی جینے کا کیا

مقصد رہ گیا؟..وہ

ہمیشہ کے لیے اب اس سے

بہت دور چلی جائے گی ساتھ ہی

شدید نفرت کرنے لگے گی

اور وہ اس کی نفرت کے

ساتھ نہیں جینا چاہتا تھا---

"شہنشاہ گولی چلاو "

حونین اس بار حلق کے

بل چیخا---

ٹھیک ہے-- میں لال شرارہ"

پہن کر انتظار کروں گی

تمہارا قیصر-- وہ بھی اپنی

"لے کر-- twins گود میں

"شہنشاہ مار دو اسے ۔۔
سوچو مت۔۔مار دو بس
"چلا دو گولی
"دیکھو اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی
ہوئے۔۔۔تو پھر میں بیٹے کو
بالکل تمہاری جیسی کرواؤں
گی ڈریسنگ اور بیٹی کو بالکل
"اپنی جیسی ۔۔۔
تو کیا وہ سب دھوکا تھا ؟
وہ شرمیلی سی مسکراہٹ
وہ محبت ظاہر کرنا ۔۔۔
وہ اترانا۔۔۔
وہ گلے لگنا ۔۔۔
..کیا وہ سب دھوکا تھا؟
فقط فریب؟؟
اس کی آنکھیں اس قدر
سرخ تھیں کہ لگ رہا تھا
لہو بہ نکلے گا۔۔۔
"چلا دو گولی شہنشاہ"
اس نے آنکھ بند کی
اور ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا
انگلی کا۔۔۔اور ایک زوردار
فائر کی آواز ہوا میں گونجی۔۔۔

لمحہ بھر کے لیے
فضاء میں بالکل خاموشی
چھا گئی---
اب جب اس نے آنکھیں
کھول کر دیکھا تو اس
کا ہاتھ اوپر کی جانب تھا
اور التمش اسے بے یقینی
کے عالم میں تک رہا تھا---
"قیصر عبدالرحمان"
اور یہ آخری آواز تھی
جو اس لمحے
وہ سننا چاہتا تھا
اس نے اک لمحے کے لیے
زور سے دوبارہ
آنکھیں میچیں---
کیا تم ہمیں بتانا "
پسند کرو گے کہ گن
تمہارے ہاتھ میں کیا
" کر رہی ہے؟
عبدالرحمان صاحب کے
دھاڑنے کی آواز پیچھے
سے آ رہی تھی ---
حونین عبدالرحمان صاحب کو

دیکھتے ہی اپنا سر جھکا کر
ناک کو اپنی دو انگلیوں
سے پکڑ کر مسلتا آہستگی کے
ساتھ وہاں سے کھسکنے
کو تیار ہوا۔۔
وہ اچھے سے واقف تھا
کہ عبدالرحمان صاحب
قیصر کے پاس اس کا
ہونا کسی صورت برداشت
نہیں کریں گے۔۔۔
گن لو اس سے التمش۔۔۔ "
"ابھی
ابھی کے لفظ پر انہوں
نے خاصہ زور دیا۔۔۔
پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے
اس کی جانب آئے ۔۔۔
اور اس کا بازو پکڑ
کر اپنی جانب پوری
فورس کے ساتھ موڑا۔۔۔
قیصر جواب دو ہمیں۔۔۔ "
" یہ کیا کر رہے تھے تم؟
عبدالرحمان صاحب نہایت
آگ بگولہ ہوکر استفسار

کر رہے تھے---
پوری زندگی اس بچے
کو اس لیے تو نہیں پالا
کہ ایک دن وہ قاتل بن
جائے---
وہ شرمندہ نہیں تھا
بس وہ اپنے باپ کے
سامنے خاموش ہو گیا تھا---
کیا بتاتا اور کہاں سے بتانا
شروع کرتا ؟...کہ وہ جو لڑکی
سامنے لیٹی ہوئی ہے
اس کی بیوی ہے --
جو مر گئے ہیں اس کے
بچے تھے اور جن کی
وجہ سے وہ مرے ہیں
وہ سامنے بیٹھا شخص ہے
جسے اپنے ہاتھوں سے
مارنے چلا تھا---
قیصر کیوں کر رہے ہو "
اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ ایسا ؟
ہم نے کیا کمی چھوڑی ہے
تمہاری پرورش میں ؟
کیوں ہمیں ایسے

" دن دکھا رہے ہو؟
عبدالرحمان صاحب کی آنکھوں
میں آنسو بھر آئے تھے
یہ جملے ادا کرتے ہوئے
اور یہ پہلی بار ہی تو تھا
جب قیصر نے اپنے باپ کو
اپنے سامنے روتے دیکھا ---
وہ بےبسی سے رو دیے تھے
کیونکہ وہ نہیں روک
پا رہے تھے اسے---
اولاد جوان ہو جائے
تو باپ کے قابو میں کہاں
رہتی ہے؟؟ یہ تو بیٹے
کے دل میں باپ کی محبت
اور عزت ہوتی ہے جو اسے
باندھ کے رکھتی ہے ورنہ
وہ کیا چیز ہے جو ایک
جوان خون کو باندھ سکے---
قیصر نے انہیں روتا دیکھ
اپنی مٹھیاں بھینچ لیں---
ہم نے بڑی محنت سے عزت "
کمائی ہے---یہ نام بنایا ہے
اور پھر اپنی پوری

جمع کنجی اٹھا کر تمہارے
ہاتھ میں رکھ دی
اس یقین کے ساتھ کہ
تم اس کی حفاظت کرو گے---
اور تم کیا کر رہے ہو ؟
بڑھاپے میں مجھ سے جیلوں
کے چکر لگوانا چاہتے ہو؟
پولیس تھانوں میں
خوار کروانا چاہتے ہو؟
عدالتوں میں میری چپل
گھسوانا چاہتے ہو؟-- بولو
" قیصر ---کیا چاہتے ہو تم؟
اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے--
وہ مسلسل اسے چوٹ کرنے
کے لیے سوالات کر رہے تھے ---
اس لمحے قیصر کے دل
میں جیسے کوئی لاوا
پک رہا ہو ----
وہ ضبط کی انتہا کو چھوتے
دونوں ہونٹوں کو ایک دوسرے
میں مضبوطی سے پیوست کر
خاموشی سے کھڑا
ان کے سوالات سنتا رہا---

ہم کچھ پوچھ رہے ہیں "

"جواب دو

عبدالرحمان صاحب نے

اس کا ہاتھ چھوڑ کر ---

اس بار مزید زور دیا

اسے جواب دینے پر---

قیصر نے بس ایک بار

نایاب کی جانب دیکھا

اس لڑکی کی جانب

جو وہاں موجود ہر چیز

سے انجان بے ست سی

سو رہی تھی---

کیا کچھ نہیں تھا ان سیاہ

آنکھوں میں---غم ، غصہ

اذیت ، کرب اور سب سے

بڑھ کر بھروسہ ٹوٹنے کی

تکلیف---

نایاب کو دیکھنے کے بعد

اس کا دل مزید بھاری ہونے

لگا ---

محسوس ہوا جیسے وہ

سانس نہیں لے پائے گا اگلا---

آسان نہیں ہوتا بار بار

کسی پہ آنکھیں بند کر کے

بھروسہ کرنا اور اسے

موقع دینا ---

اس لمحے دل نے شدت

سے سوال کیا کہ جو عورت

تیری ہے ہی نہیں

اسے کب تک باندھے رکھ

سکتا ہے زبردستی خود سے؟؟؟---

اور یہ خیال آتے

ہی ہونٹوں پر از خود ہی

زخمی سی مسکراہٹ

دوڑ گئی---

نایاب کا خیال رکھیے گا۔۔ سگی"

"نواسی ہے آپ کی--

فقط اتنا کہتا وہ لمبے

قدم لیتا وہاں سے چل دیا

عبدالرحمان صاحب

اسے دیکھتے رہ گئے تھے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

اسے ہوش آیا تو پورا

جسم سن محسوس ہوا---

اس پر موٹی چادر ڈلی

ہوئی تھی سفید رنگ کی---

اس نے آنکھ کھولی

تو سامنے ہی اپنے نانا کو

بیٹھا ہوا پایا جو کتاب

پڑھ رہے تھے---

"نانا جان"

کیونکہ وہ کافی گہری

نیند سے جاگی تھی

اس لیے آواز بھرائی ہوئی

ہو رہی تھی---

التمش اسے ہوش آ گیا ہے "

ڈاکٹر کو بلاؤ---

"وہ چیک اپ کریں گے

ان کے سنجیدگی سے

حکم صادر کرتے ہی

التمش اثبات میں

سر ہلا کر ڈاکٹر کو بلانے

چلا گیا---

کچھ دیر بعد لیڈی ڈاکٹر

نے آ کر اس کا چیک اپ کیا ---

میرے بچے ---"

" وہ ٹھیک ہیں نا ڈاکٹر؟

وہ فکر مندی سے استفسار

کر رہی تھی---

ہم آپ کے بچوں کو "

" نہیں بچا سکے--- سوری---

لیڈی ڈاکٹر نے بہت آہستگی

کے ساتھ معذرت کی---

ساتھ ہی اس کا ہاتھ

پکڑ کر دلاسہ دینے والے

انداز میں دوسرے ہاتھ سے

آہستگی کے ساتھ تھپتھپایا --

لیکن وہ تو پتھر کی بن گئی

تھی - -

نہ جانے کتنی دیر تک وہ

انہیں بے یقینی کے عالم میں

تکتی رہی----

...یہ سب کیا ہو گیا تھا؟؟

اور کیسے؟؟؟

میرے---"

میرے بچے " وہ بے خودی

سے چیخی---

وہ چیخ کرب کے انتہا تھی---

لمحہ بھر کے لیے اسے

لگا جیسے پوری دنیا

ختم ہو گئی ہو---

اس کی آنکھوں سے

جھرجھر موتی بہنے لگے---
وہ ہلنا چاہتی تھی
اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر
اپنے بچوں کی
موومنٹ کو محسوس کرنا
چاہتی تھی جیسے وہ
کیا کرتی تھی لیکن وہ ہل
نہیں پا رہی تھی ---
اس کا جسم بالکل سن
تھا یہاں تک کہ وہ ہاتھ
تک نہیں ہلا پا رہی تھی---
صبر کرو بیٹا--- مجھے پتہ ہے "
مشکل وقت ہے--- زیادہ جسم
کو حرکت دینے کی کوشش
مت کرو تمہیں ہی تکلیف ہوگی---
جب صبح اٹھو گی تو بہتر
"محسوس کرو گی---ابھی سو جاؤ
ڈاکٹر نے بڑے پیار سے
اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے
ہوئے اسے دلاسہ دیا---
" نہیں--- میرے بچے---"
کبھی کبھار صرف چند لمحے
آپ کی پوری دنیا الٹ پلٹ

کر دیتے ہیں---

تبھی تو کہتے ہیں

خدا ناگہانی آفت

سے محفوظ رکھے---

وہ مسلسل ہلنے کی کوشش

کر رہی تھی جس کے سبب

ڈاکٹر نے فورا ہی اسے

نیند کا انجکشن لگا دیا---

آپ ان کے ہسبینڈ کو بلا دیں-- "

"انہیں تھوڑا حوصلہ ملے گا

انجیکشن لگانے کے باوجود

بھی نایاب بے ہوش نہیں ہو

رہی تھی اب--جس کے وجہ

سے ڈاکٹر نے بہت پریشانی

کے عالم میں عبدالرحمان صاحب

کی جانب دیکھتے ہوئے کہا---

وہ تو خود زخمی حالت "

"میں دوسرے کمرے میں پڑا ہے

عبدالرحمان صاحب کا

اشارہ ذریاب کی جانب تھا---

بیٹا زیادہ ہیلو مت-- "

تمہارا ابھی آپریشن ہوا ہے

زخم ابھی کچے ہیں

تکلیف بڑھ جائے گی۔۔
صبر کرو۔۔ایک گہرا سانس
لو۔۔۔اور آنکھیں بند کرو۔۔۔
"کچھ مت سوچو
اس لمحے جس شخص
کی نایاب کو سب سے زیادہ
ضرورت تھی وہ تھا قیصر
مگر وہ تو وہاں تھا ہی نہیں۔۔۔
میرے بچے۔۔۔ قیصر۔۔۔"
قیصر۔۔۔ قیصر ۔۔۔۔
قیصر کہاں ہو تم؟ ؟.. قیصر
دیکھو۔۔۔ یہ کیا ہوگیا...
" قیصر۔۔۔
وہ چیخ چیخ کر
رو رہی تھی۔۔۔
یہ صدمہ برداشت کرنا
اس کے لیے آسان نہیں تھا۔۔۔
ٹھیک ہے۔۔ میں لال شرارہ"
پہن کر انتظار کروں گی
تمہارا قیصر۔۔ وہ بھی اپنی
twins گود میں لے کر۔۔"
اپنے ہی کہے جملے اب
اس کے کانوں میں گونج

رہے تھے---

لڑکی ریلیکس--- "

سمجھنے کی کوشش کرو

اگر ابھی صبر کرو گی

تو اللہ اور دے دے گا ---

چیزوں کو کمپلیکیٹ مت

کرو --آنکھیں بند کرو---

"گہرا سانس لو

اب ڈاکٹر نے اس کے چہرے

کو اپنے دونوں ہاتھوں کے

پیالے میں قید کر بڑی

سختی کے ساتھ سمجھانے

کی کوشش کی تاکہ وہ

سمجھے کہ اس لمحے

اس کا ہل جل کرنا

اس کے کچے زخموں

کو نقصان پہنچا سکتا ہے---

"قیصر--- قیصر"

وہ نہیں سن رہی تھی

اس لمحے اگر وہ کسی

کو دیکھنا چاہتی تھی

تو وہ صرف اس کا شوہر تھا---

وہ اپنے قیصر سے ملنا چاہتی

تھی اس کے سینے سے

لگ کر رونا چاہتی تھی--

سانس لو اور آنکھیں بند کرو"

کچھ نہیں ہوا ہے

"اللہ سب ٹھیک کر دے گا

اس بار ڈاکٹر نے ڈپٹ

بھرے لہجے میں کہا---

لڑکی سانس لو "نایاب"

نے سانس لینا بند کر دیا تھا---

اس کا منہ کھل گیا تھا

وہ سانس نہیں لے رہی

تھی اب--

یہ دیکھ ڈاکٹر نرس

التمش سب پینک ہوئے---

جبکہ عبدالرحمان صاحب

بھی تھوڑا سہ فکر مند ہو کر

اپنی کرسی سے کھڑے

ہو گئے تھے---

" جگنو--- "

نایاب کی حالت دیکھ-

وہ جو دروازے پر ابھی

آ کھڑا ہوا تھا

فورا ہی بھاگتے ہوئے اس

کی جانب آیا---

وہ بڑی انا میں آیا تھا

کے بس دیکھ کر چلا جائے گا

لیکن وہاں کا منظر دیکھنے

کے بعد اس کی خود

کی روح نکل گی مانو----

جگنو--- سانس لو---"

میں نے کہا سانس لو جگنو---

سب ٹھیک ہے---دیکھو

میں آیا ہوں --" قیصر نے فورا

ہی ڈاکٹر کو ہٹایا اور خود

اس کے حسین سفید پڑے

چہرے کو اپنے ہاتھوں کے

پیالے میں لیا---

نایاب کی آنکھیں اوپر

کی جانب چڑھ چکی تھیں---

اس کا چہرہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا

کہ جب قیصر نے اس کے

چہرے پر اپنے ہاتھ مس کیے

تو اسے لگا جیسے اس نے

برف پہ ہاتھ رکھ دیا ہو---

وہ اسے احساس لانے کی

کوشش کر رہا تھا کہ وہ

آگیا ہے---

جگنو سانس لو--- "

سب ٹھیک ہے---کچھ نہیں ہوا ---

میں سب ٹھیک کر دوں گا --

ہم سب ٹھیک کر لیں گے--

سانس لو بس--پلیز سانس لو--

میں جانتا ہوں تم سن

سکتی ہو مجھے--- میں بہت اچھے

سے جانتا ہوں تم نیند میں

بھی میری باتیں سنتی ہو---

مجھے پتہ ہے تم سن رہی

ہو مجھے---سانس لو---

پلیز سانس لو---جگنو

میں مر جاؤں گا یار---

میرے ساتھ ایسا مت کرو---

"اٹھو---ہوش میں آؤ---

وہ مسلسل اس سے بات کر رہا تھا

اسے واپس لانے کی کوشش

کر رہا تھا زندگی کی جانب---

اسے یقین تھا وہ سن رہی ہے--

وہ بہت اچھے سے جانتا تھا

کہ وہ نیند میں بھی اس

کی باتیں سنتی ہے---

اس کی ایسی کوئی عادت

نہیں جو قیصر نہ جانتا ہو۔۔۔

وہ حفظ تھی اسے۔۔۔

اور وہ ایسی حفظ ہوئی تھی

کہ وہ خود کو بھول گیا تھا۔۔۔

اگر خود کو بھولا نہ ہوتا

تو یہاں آتا اس وقت؟

جو زخم اس لڑکی نے دیے

تھے مانا وہ بہت گہرے

تھے لیکن وہ ٹھہرا عاشق ۔۔۔

جتنے لوگ وہاں موجود تھے

سب اس منظر کو دیکھ رہے

تھے اور بتا پانا مشکل تھا

کہ جان کس کی جا رہی ہے۔۔۔

نایاب کی یا اس نوجوان

کی جو چیخ رہا تھا۔۔۔

جگنو۔۔ سب ٹھیک ہے ۔۔۔"

یقین کرو سب ٹھیک ہے۔۔۔

جب تک تم میرے پاس ہو

" سب ٹھیک ہے۔۔۔

عبدالرحمان صاحب

پہلی بار قیصر کو اس قدر

جذباتی ہوتا دیکھ رہے تھے

اور ان کے لیے یہ حیران کن
بات نہیں تھی کیونکہ وہ
جانتے تھے نایاب کے لیے
وہ ایسے ہی جان وارتا ہے
تبھی تو اتنے سالوں سے
ان کا فرمانبردار بن کے رہا ہے---
ورنہ جیسا وہ آزاد پنچھی تھا
کوئی قید کر سکتا تھا اسے؟
ڈاکٹر و نرس دونوں نایاب
کے ہاتھوں کو مسلسل مسل
رہے تھے تاکہ اسے گرمائی
پہنچے ---
قیصر بھی مسلسل
اس کے چہرے کو تھپتھپا رہا تھا
اسے مجبور کررہا تھا
زندگی کی جانب واپس آنے پر ---
جگنو--- سانس لو--- سنو"
میری بات--- سانس لو--- ابھی
سب ختم نہیں ہوا ہے --
تمہیں تو اپنی ماں کے لیے دوائی
بنانی ہے ناں؟؟
بھول گئی تم؟؟...
تمہاری زندگی کا مقصد ہے

اپنی ماں کے لیے دوائی بنانا۔۔

وہ انتظار کر رہی ہیں تمہارا جگنو۔۔

ان کی آنکھیں منتظر ہیں

اپنی بیٹی کی۔واپس آؤ جگنو

۔میرے لیے نہیں۔تو اپنی ماں کے لیے۔۔۔

تم کیا چاہتی ہو وہ

زندگی بھر ایسے ہی

" جیتی رہیں

قیصر کے بولے جانے والے

جملے جتنے نایاب پہ اثر

انداز ہوئے اتنے ہی اس سامنے

کھڑے شخص پہ بھی ہوئے

جسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا

تھا وہ لڑکی جیے یا مرے۔۔۔

اپنی ماں کا سنتے ہی

جیسے زندگی بھر کا مقصد

یاد آگیا ہو۔۔۔

اس کی آنکھوں کی پتلیاں نیچے کی

طرف آئیں۔۔۔۔

اس نے سانس لیا۔۔۔

نایاب زندگی کی جانب

دوبارہ صرف تب آئی

جب اس کی ماں کی کا ذکر ہوا

اور یہ بات عبدالرحمان صاحب

جیسے سخت پتھر دل

شخص کو موم کر گئی----

کہ کوئی ہے جو ان کی بیٹی

کو ان سے زیادہ چاہتا ہے

جس کی زندگی کا مقصد

ہی ان کی بیٹی کی

صحت یابی ہے---

ہاں سانس لو--- "

آہستہ آہستہ لو---

"سب ٹھیک ہے--

قیصر نے اپنی پیشانی اس کی

پیشانی سے ٹکا دی

آہستگی کے ساتھ---

وہ آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی--

اور اس کی سانسیں ہی

قیصر کی سانسوں کو دوام

بخش رہی تھیں---

کیونکہ اب جب وہ نارمل

ہونے کی جانب آئی تو

اس پہ دوائی کا اثر بھی

ہونا شروع ہوا اور اس کی

آنکھیں آہستگی کے ساتھ

بند ہوتی چلی گئیں

آخری چہرہ جو اس نے

دیکھا وہ اس کے

قیصر کا تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اب کیسی طبیعت ہے "

" تمہاری لڑکی؟؟

نایاب کی آنکھ کھلی

تو عبدالرحمان صاحب

پھر اسے اپنے سامنے کرسی

پر بیٹھے نظر آئے۔۔۔

ان کے لہجے میں آج ہر بار

کی طرح چڑچڑا پن یا حقارت

نہیں تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے "

بہت آہستگی کے ساتھ

اس نے دو لفظ

ادا کیے۔۔۔

ہمم۔۔۔۔ کیونکہ تم میری"

نواسی ہو اس لیے میں تمہیں

کچھ وقت کے لیے باہر بھیج

رہا ہوں ۔۔۔اچھا ہے

تمہاری آب و ہوا تبدیل ہو جائے

گی اور تم صدمے سے بھی باہر
نکلو گی ۔ورنہ یہاں رہو گی
" تو روتی ہی رہو گی---
انہوں نے نواسی کا لفظ ادا
کیا تو نایاب نے حیرت سے
ان کی جانب دیکھا---
قیصر-- " وہ ابھی بولنے ہی"
لگی تھی کہ عبدالرحمان
صاحب نے بغور اسے دیکھا
جو اشارہ تھا چپ ہو جانے کا---
قیصر کی فکر کیوں کر رہی"
ہو ؟... ہیڈ اف دا فیملی میں ہوں---
حکم میرا چلتا ہے اس گھر میں---
" تمہارے قیصر کا نہیں- --
مانا وہ ڈپٹ بھرے لہجے
میں کہہ رہے تھے لیکن اس
کے باوجود نایاب نے
ان کے لہجے میں کافی
لچک محسوس کی---
تمہاری ماں انگلینڈ میں "
ہے---میں نے اسے کچھ
وقت پہلے ہی بھیجا ہے --
تمہیں بھی میں وہیں بھیج رہا

ہوں۔۔۔اچھا ہے اس کے ساتھ
رہو گی تو اپنا غم بھول
"جاؤ گی۔۔۔خیال رکھنا اپنی ماں کا
نایاب کے لیے وہ لمحہ کسی
خواب کا سہ تھا
کتنے سالوں بعد اسے اپنی
ماں سے ملنے کا موقع مل
رہا تھا۔۔۔
اس نے اپنے بچے کھوئے
تھے اس کا غم بہت بڑا تھا
لیکن جو سامنے سے نعمت
مل رہی تھی وہ بھی کم نہ تھی۔ ۔۔
زندگی بھر انتظار کیا تھا اس
نے اس لمحے کا ۔۔۔کہ جب
وہ اپنی ماں سے ملے۔۔۔
ان کے سینے سے لگے۔۔
ان کی گود میں لیٹے۔۔
ان سے پیار کرے۔۔۔
ان سے باتیں کرے۔۔۔
انہیں بتائے وہ کتنا یاد کرتی
رہی انہیں۔۔۔
نایاب کو یاد آیا قیصر
بھی اسے انگلینڈ ہی بھیج رہا

تھا شاید اسے پہلے سے ہی
خبر تھی اس کی ماں کے
وہاں ہونے کی--- تبھی وہ
اسے بھی وہاں بھیج رہا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
نایاب تین دن تک دوائیوں
کے زیر اثر رہی...
وہ جب بھی ہوش میں آتی
عبدالرحمان صاحب کو ہی
کمرے میں پاتی---
کبھی کبھار قیصر بھی
نظر آتا لیکن وہ کچھ
بولتا نہیں تھا --
بس اس کے برابر میں
خاموشی سے
بیٹھا رہتا ---
کیونکہ اسے ایک بار
پینک آٹیک آچکا
تھا اس لیے ڈاکٹر کی
سخت تاکید تھی کہ نایاب
کو ذہنی سکون میں رکھا جائے
اس سے کوئی بھی ایسی
بات نہ کہی جائے جس سے

وہ ذہنی طور پر ڈسٹرب ہو۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" میں نایاب کو

انگلینڈ بھیج رہا ہوں "

عبدالرحمان صاحب اطلاع

دینے والے انداز میں بتا رہے تھے۔۔۔

" جانتا ہوں۔۔۔"

مقابل نے سرسری سے

انداز میں جواب دیا۔۔۔

عبدالرحمان صاحب کا گمان

تھا شاید وہ احتجاج کرئے گا

وہ کب خود سے دور جانے دیتا ہے

نایاب کو؟؟۔۔۔ لیکن اس کا جواب

توقع سے بالکل برعکس آیا تھا۔۔۔

" میں اسے۔۔ اس کی ماں کے

پاس بھیج رہا ہوں"

کہیں نہ کہیں وہ ڈر رہے تھے

اب قیصر سے۔۔۔

اسی لیے خاصہ جتایا کہ

وہ نایاب کو کوئی نقصان

نہیں پہنچا رہے۔۔۔

صرف اس کی ماں کے پاس

بھیج رہے ہیں۔۔۔

کوئی غلط انٹینشن نہیں

ہے اس بار ان کی---

" جانتا ہوں--- "

اس بار بھی اس کا

جواب لاپرواہ سہ ہی تھا---

سیل ہاتھ میں لیے ---نگاہیں

نایاب پر ٹکائے وہ عبدالرحمان

صاحب کو جواب دے رہا تھا

اور ایسا نہیں ہے کہ عبدالرحمان

صاحب دیکھ نہیں رہے تھے

کہ وہ بظاہر ہی موبائل

چلا رہا ہے فقط---

میں اسے کل انگلینڈ "

بھیج دوں گا ڈاکٹر کی

"ٹیم کے ساتھ

"ہمم"

اس نے آہستگی

کے ساتھ اثبات میں

سر ہلایا---

عبدالرحمان صاحب محسوس

کر رہے تھے نایاب کے ساتھ

ہوئے حادثے کے بعد سے وہ

بہت خاموش سہ ہو گیا ہے ---

جہاں نایاب سڑھیوں سے
گرئی وہاں پر کیمرے نہیں تھے
اسی لیے یہ بات سوائے
زریاب و نایاب کے کوئی نہیں
جانتا کہ ان کے درمیان کیا بات
ہوئی اور نایاب کس طرح گری---
نایاب کی حالت ایسی تھی
نہیں کہ اس سے پوچھا جا
سکے اور زریاب سے قیصر
خود پوچھنا نہیں چاہتا تھا---
❤️*Husny Kanwal*❤️
کہنے کو تین دن ہوئے تھے
لیکن نہ جانے ایسا کیوں
لگ رہا تھا میلوں کے فاصلے
آگئے ہوں بیچ میں---
نایاب
محسوس کر رہی تھی
قیصر اس سے بالکل بھی
بات نہیں کر رہا تھا--
اس لمحے بھی وہ خاموشی سے
اس کے قریب
آیا اور اسے برائڈل اسٹائل میں
کیری کیا---

اسے باہوں میں بھرتے ہی
ایک لمحے کے لیے قیصر
چونکا۔۔۔
نایاب کا وزن اتنا ہی بھاری
تھا۔۔ جتنا حالت پریگننسی
میں تھا۔۔۔
اس کا پیٹ جو تھوڑا بہت
بڑا تھا وہ بھی جوں
کا توں تھا۔۔۔
قیصر کی حیرت سے پھیلیں
آنکھوں کو نایاب نے فورا
محسوس کیا اور اس کی
جانب دیکھا دونوں کی
نظریں ملیں۔۔۔۔
قیصر۔۔۔" اس کا بڑی"
محبت سے نام پکارنا قیصر
کے اعصاب کو ڈھیلا کر گیا تھا
وہ بھول گیا وہ کس بات
پر چونکا تھا اب ساری توجہ
صرف اس کی چمکتی بھوری
آنکھوں کی جانب تھی
جو امید باندھے نظر آرہی تھیں
جو اسے ایسے تک رہی تھیں

جیسے کچھ کہنا چاہتی ہوں

لیکن شاید وہ سننا نہیں

چاہتا تھا ---ابھی بات کرنے کے

ارادے میں نہیں تھا

اس لیے نظر چرا گیا---

وہ بہت نڈھال سی حالت

میں تھی شاید دوائیوں کا

زیادہ اثر تھا کہ

قیصر کی نظر چراتے ہی

اس نے بھی کچھ نہ کہا

پھر---اور بس اس کے

سینے سے اپنا سر لگا دیا---

وہ اسے لے کر لفٹ کی

جانب بڑھا---

التمش پیچھے تھا سامان لیے

ہوئے--

تانیہ لفٹ کے پاس کھڑی ملی---

ہسپتال کی چھت پر

ان کا پرائیویٹ جیٹ

تیار کھڑا تھا۔ --

نایاب کو بہت نرمی

کے ساتھ اس نے سیٹ

پر بٹھا دیا--

تانیہ بہت خیال "
"رکھنا اپنی آپی کا
وہ نایاب کو بٹھانے کے بعد
جب باہر نکلا تو تانیہ
کھڑی نظر آئی۔۔
اس کے بالوں پر پیار
سے ہاتھ پھیرتے۔۔۔
وہ نرمی سے تاکید کر رہا
تھا۔۔۔
برو۔۔۔ میں آپ کو بہت"
"مس کروں گی
یہ کہتے ہوئے تانیہ رو دی۔۔۔۔
"میں بھی بچہ۔۔۔۔"
بڑی محبت سے اس
کے آنسو صاف کرتے ہوئے
وہ گویا ہوا۔۔۔
وہ کتنے وقت کے لیے
بھیج رہا تھا۔۔واپسی کتنے
وقت بعد ہونی تھی۔۔۔
کوئی بات طے نہیں ہوئی
تھی ابھی۔۔۔
بھیجنے کی وجوہات وہیں
تھیں۔۔۔بس حالات بدل

گئے تھے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

"چلیں ماسٹر"

وہ اور عبدالرحمان صاحب

گاڑی کے پاس پہنچے---

تو ڈرائیور نے استفسار کیا---

نہیں--- ویٹ--- ڈیڈ میں "

"ابھی آتا ہوں

وہ یہ کہتا فورا ہی

وہاں سے دور ہٹا---

سیل پاکٹ سے نکال

کر اس نے نایاب کو کال کی---

دوسری جانب سے بھی

جیسے انتظار ہو رہا ہو

فورا ہی کال ریسیو ہوئی---

ہیلو--- "دنیا کی سب سے"

میٹھی آواز اس کے

کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی---

" ائی لو یو---- "

فقط تین لفظ

لیکن اپنے معنی میں کل---

نایاب کو شدت سے محسوس

ہو رہا تھا کہ وہ ناراض ہے
اس لیے اچانک اس کا کال
کرنا اور اظہار محبت کرنا
اس کے لیے ان ایکسپیکٹڈ
چیز تھی---
اس کی بھوری آنکھوں میں
آنسو بھر آئے جبکہ ہونٹ
گلاب کی پنکھڑیوں کی
طرح کھل اٹھے تھے---
میں نے بہت محبت کی "
ہے تم سے جگنو اور ہمیشہ کرتا
رہوں گا--- میری زندگی میں
آنے والی تم پہلی عورت
نہیں ہو لیکن آخری ہو
اس بات کا اطمینان
" رکھنا ہمیشہ---
اور اپنی بات کہنے کے بعد
قیصر نے اس کا جواب سنے
بغیر ہی کال ڈس کنیکٹ
کر دی---
پھر ایک گہرا سانس لے
کر سیل کی اسکرین
کو دیکھ کر مسکرا دیا---

" چلیں قیصر؟"

عبدالرحمان صاحب کب

اس کے پیچھے آ کر کھڑے ہوئے

اسے نہیں خبر لیکن وہ فورا

ہی اپنی آنکھوں میں آنے

والی نمی کو صاف کرتے

ان کی جانب متوجہ ہوا

اور اثبات میں سر ہلا کر

ان کے ساتھ گاڑی میں

بیٹھ گیا۔۔۔

❤️#جاری_ہے

امی" وہ انگلینڈ پہنچ گئی تھی"

جہاں قیصر سے بچھڑنے کا غم بہت تھا

وہیں اپنی ماں سے ملنے کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ گھر پہنچی تو وہ کافی ایکسائٹڈ تھی۔

اپنی ماں کو سامنے صوفے پر بیٹھا پایا اس نے۔ کہنے کو صرف دس قدم کا فاصلہ ہوگا اس کے اور اس کی ماں کے درمیان لیکن وہ فاصلہ عبور کرنا اس کے لیے کسی خواب سہ ہی تھا۔

کتنی ہی بار خوابوں میں اپنی ماں سے ملی تھی۔ ان کے سینے سے لگی تھی۔ ان کی گود میں سر رکھ کر سوئی تھی لیکن حقیقت میں آج پہلی بار وہ ان کے روبرو تھی۔

آنکھوں سے آنسو از خود ہی بہنے لگے تھے۔

اسے لگتا تھا جب وہ پہلی بار اپنی ماں کو دیکھے گی ناں تو وہ چیخے گی۔ انہیں پکارے گی لیکن جب حقیقت میں وہ ان کے روبرو آئی تو آواز ساتھ ہی چھوڑ گئ تھی

اپنے بچھڑے ہوئے پیاروں سے ملنے کی جو خوشی ہوتی ہے۔ وہ دراصل ناقابل بیاں ہوتی ہے۔

اس کی ماں سامنے بیٹھی تھی صوفے پر۔۔بالکل گم سم سی۔

ایک دو لمحے وہ منمجد کھڑی دور سے دیکھتی رہی انہیں۔۔ اس لمحے پر اعتبار کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر وہ لمحہ ہی کچھ ایسا تھا کہ اعتبار نہیں آرہا تھا ۔۔۔

وہی جانتی ہے کتنا تڑپی تھی وہ اپنی ماں سے ملنے کے لیے۔ مردہ بھی ہو تو قبر ملتی ہے ماں سے لیپٹنے کے لیے۔۔۔ وہ کیسے نہ تڑپے جسے جیتے جی اس کی ماں سے لپٹنے کا حق چھین لیا گیا ہو۔

کچھ لمحے بعد وہ تیزی سے اپنی ماں کی جانب لپکی۔۔

وہ شدید بیمار تھی اس کے باوجود اپنی طاقت سے دگنے قدم لے رہی تھی وہ۔۔۔ جو مانا اس کے جسم کو تکلیف دے رہے تھے لیکن اس لمحے وہ ہر تکلیف برداشت کر سکتی تھی۔

اس پل بھاگتے وقت اسے اپنا آپ چھ سالہ نایاب کا سہ لگ رہا تھا جو بس اپنی ماں کا ہاتھ تھامنا چاہتی تھی۔ جو ویلفیئر نہ جانے کے لیے رو رہی تھی۔ جو اپنی ماں کو صدائیں لگا کر کہہ رہی تھی کہ اسے روک لے اسے نہ جانے دے اسے خود سے نہ جدا ہونے دے۔

وہ آکر اپنی ماں کے سینے سے لگی۔ مقابل نے کوئی ری ایکشن نہ دیا۔ وہ سن سی بیٹھی رہیں مگر نایاب پوری پوری لرز رہی تھی۔بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

وہ نہ جانے کتنی دیر اپنی ماں کے سینے سے لگی رہی۔

اب میں اپ کو کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گی" اس کے جملے " محبت سے لبریز تھے۔۔

کہیں نہ کہیں اس کے کان ترس رہے تھے اپنی ماں کی آواز سننے کے لیے۔ ان کے منہ سے اپنا نام سننے کے لیے

اس نے سنا تھا التمش سے کہ تھوڑا بہت بولتی تھیں وہ لیکن اب وہ بھی ختم کر دیا تھا۔۔

" فکر نہ کریں امی آپ۔ میں بہت جلد آپ کے لیے ایسی دوائی بناؤں گی کہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی اور پہلے کی طرح باتیں کریں گی کھائیں گی پییں گی نارمل لوگوں کی طرح زندگی گزاریں گی۔ " وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ان کا ہاتھ قید کر۔۔۔ اپنی زندگی کا نصب العین پھر سے دہرا رہی تھی۔

وہ لڑکی کہاں جانتی تھی کہ جو وہ باتیں اپنی ماں سے کر رہی ہے انہیں التمش موبائل میں ریکارڈ کر کے عبدالرحمان صاحب کو بھیج رہا ہے۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے کوئی آرڈر ملا تھا نایاب کی ویڈیوز بھیجنے کا۔ دراصل وہ خود چاہتا تھا کہ نایاب کی تھوڑی بہت محبت عبدالرحمان صاحب کے دل میں جاگ جائے اور وہ بخوبی واقفیت رکھتا تھا کے عبدالرحمان صاحب کے دل کا راستہ ان کی بیٹی سے ہو کر گزرتا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اسے یہاں آئے ایک دن ہی ہوا تھا۔

پورا دن اس کا اپنی ماں کے ساتھ گزرا ۔ وہ ان سے مسلسل باتیں کرتی رہی۔ مانا وہ جانتی تھی کہ وہ سمجھ نہیں سکتیں لیکن پھر بھی اسے اچھا لگ رہا تھا ان سے باتیں کرنا۔ ویسے وہ بہت کم گو تھی صرف قیصر واحد تھا جس کے سامنے وہ بولا کرتی لیکن آج قیصر کا شریک آگیا تھا اس معاملے میں۔ وہ اپنی ماں کو بھی ہر بات بتا رہی تھی۔ جیسے بچپن میں بتایا کرتی تھی۔

جب سے وہ اپنی ماں کے پاس سے آکر کمرے میں لیٹی تھی تب سے اس کے پیٹ میں عجیب سی ہلچل سی محسوس ہو رہی تھی۔

عبدالرحمان صاحب نے قیصر سے تو کہا تھا کہ وہ ڈاکٹرز کی ٹیم بھیجیں گے نایاب کے ساتھ لیکن اصل میں ایسا نہ کیا صرف التمش کو بھیجا۔

اسے لگا شاید تھکن کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہو۔ آرام کر لے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔

ڈاکٹر نے جو نئی دوائیاں اس کے لیے لکھی تھیں وہ کھا کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

کافی دیر کوشش کرنے کے بعد آخر کار نیند نے اسے شرف بخش دیا تھا خود سے ملنے کا۔

ابھی سوئے دیر ہی کتنی ہوئی تھی کہ شدید بھوک کے احساس نے اسے گہری نیند سے جگایا۔

شاید دوائیوں کی وجہ سے کلیجہ کھینچ رہا ہو" وہ تو اب پریگننٹ نہیں " تھی پھر یہ بھوک کیوں؟ ایک دو لمحوں کے لیے وہ الجھی۔۔ پھر سوچا شاید دوائیوں کے سبب اتنی جلدی بھوک لگی ہو دوبارہ۔۔

بھوک کا عالم یہ تھا کہ سوکھی روٹی بھی ملے تو کھا جائے۔

ابھی کمبل کو دور کرتی ہوئی اٹھ کر بیٹھی تھی کہ پھر پیٹ میں ہلچل سی مچتی محسوس ہوئی۔

دوائیوں کے زیر اثر جو اس کا جسم مکمل سن رہ رہا تھا اس میں آج کافی کمی آگئی تھی۔ وہ اپنے بچوں کے غم میں اس قدر تھی کہ اسے تو اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ تین چار دن سے وہ اپنا پورا جسم محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔

پیٹ میں چوہے دھما چوکڑی مچانے لگے تو وہ مجبور ہوئی رات کے دوسرے پہر کچن میں آ کر اپنے لیے فریج میں کھانے کا سامان ڈھونڈنے پر
۔

بھوک اس قدر تھی کہ وہ فریج سے فروٹس نکال کر وہیں کھڑے ہو کر کھانے لگی۔

فروٹس فریج سے نکلنے کے سبب کافی ٹھنڈے تھے جو اسے سکون و لطف دے رہے تھے کھاتے وقت۔

اچھے خاصے فروٹس کھانے کے بعد بھی جب اس کی بھوک نہ مٹی تو اب وہ کچن میں سنیکس ڈھونڈنے لگی۔

اسے میگی کے دو تین پیکٹ مل گئے تھے اوپر کے کیبنٹ سے۔۔۔ گھر پر ہوتی تو قیصر سے بنوا لیتی لیکن اب وہ نہیں تھا اس لیے خود بنانے کھڑی ہوئی۔

میگی کا پورا پیالہ بھر کے بنایا تھا اسے لگا وہ نہیں کھا پائے گی اب وہ پریگننٹ تھوڑی تھی جو اتنا کھاتی لیکن اس کی توقع کے برعکس وہ پورا باؤل کھا گئی اس کے باوجود صرف تین سے چار گھنٹے گزرے تھے اسے پھر بھوک لگنے لگی۔

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ پھر بھوکوں کی طرح فریج چھان رہی تھی۔۔

پیٹ بھر ناشتہ کرنے کے بعد بجائے نیند آنے کے اس کا جی بھاری ہونے لگا۔ اسے قے آنے لگی۔

منہ بھر قے کرنے کے بعد اسے تھوڑا سکون آیا تو وہ بیڈ پر چت ہو کر سو گئی۔

اس کی آنکھ اچانک کھلی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ اس کے پیٹ میں بچے حرکت کر رہے ہوں۔۔۔ اس نے اگلے پل بےیقینی کے عالم میں اپنے پیٹ کے مقام پر ہاتھ رکھا۔

میرے بچے۔۔ میرے بچے زندہ ہیں" کچھ لمحوں کے لیے تو اس قدر خوشی" ہوئی کہ جیسے پوری دنیا کا خزانہ مل گیا ہو اسے۔

زمین و آسمان سب اسے جھومتے محسوس ہوئے۔

لگا جیسے لمحہ بھر میں زندگی واپس مل گئی ہو۔

قیصر کو کال کر کے بتاتی ہوں" اس نے فورا ہی اپنا سیل اٹھایا تھا قیصر " کو کال کرنے کے لیے۔ لیکن اگلے ہی لمحے یہ سوچ ہاتھ رک گئے کہ اگر یہ صرف اس کا وہم ہوا تو ؟

بہتر یہی ہے کہ پہلے وہ خود سو فیصد یقین کر لے پھر قیصر کو آگے خبر پہنچائے۔

یہی سوچ کر وہ چادر اوڑھ کر کمرے سے فورا باہر نکلی اپنا پرس ہاتھ میں لیتی ہوئی۔۔۔ارادہ کلینک جا کر الٹراساؤنڈ کرانے کا تھا۔ اس کے بعد اسے 100 فیصد پروف مل جاتا کہ اس کے بچے زندہ ہیں یہ کوئی وہم یا خوشگمانی نہیں ہے اس کی۔

" آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

التمش گارڈن میں ہی بیٹھا ہوا تھا جب نایاب کو باہر جاتا دیکھ ۔۔کھڑے ہو کر استفسار کرنے لگا۔

"ڈرائیور گاڑی نکالو "

نایاب نے التمش کا جواب دینے کی زحمت کیے بغیر ڈرائیور کو حکم صادر کیا۔

وہ بھلا کیوں التمش کو اپنے آنے جانے کی اطلاعات دینے لگی۔ وہ تھا کون اس کا؟

" آپ ہسپتال جا رہی ہیں؟ "

ڈرائیور کے گاڑی کا پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولتے ہی نایاب ابھی بیٹھنے ہی لگی تھی جب التمش کے سوال نے اس کے قدموں کو جکڑا۔

وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ ہسپتال جا رہی ہے؟

مت جائیں جو آپ جاننا چاہتی ہیں۔ اس کا جواب ہاں ہے۔ " اور یہ وہ جملہ " تھا جو نایاب کو شاکڈ میں مبتلا کر گیا۔ وہ فورا ہی التمش کی جانب مڑی تھی۔

" کیا چل رہا ہے ؟؟ اور کیوں میرے بچوں کو ان سب میں گھسیٹا ؟؟ "

التمش نے نایاب کی آنکھوں کو لمحہ بھر میں سرخ انگارے کی طرح لال ہوتے دیکھا۔

وہ بھپر کر سوال کر رہی تھی۔

"آئیں۔۔بیٹھ کے بات کر لیتے ہیں"

اس کا غصہ دیکھنے کے باوجود بھی التمش نہایت ٹھنڈے لہجے میں گویا ہوا جیسے وہ جانتا تھا وہ یہی ری ایکشن دے گی

وہ پریگننٹ تھی۔ اس کا سانس غصے کی شدت کے سبب تیزی سے پھولنے لگا۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ہوئے مٹھیاں بھینچ کر التمش کی جانب دیکھ رہی تھی۔

آ جائیں۔ آپ کے اور آپ کے بچوں کی بہتری ہے اسی میں ہے "وہ نرمی" سے کہہ رہا تھا سمجھانے والے انداز میں۔

وہ بےوقوف نہیں تھی التمش کے جملے میں جو وارننگ چھپی تھی اسے وہ محسوس کر سکتی تھی۔

میرے بچوں کو ان سب میں کیوں گھسیٹا؟ " نایاب کا صرف ایک ہی سوال " تھا (بچوں کو کیوں گھسیٹا) ؟

ان معصوموں کو کیوں نشانہ بنایا گیا اپنی گندی سیاست کا۔ جو ابھی دنیا میں بھی نہیں آئے۔

انہوں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ کیوں انہیں ان کے باپ کی نظر میں مار دیا گیا دنیا میں آنے سے پہلے ہی؟

وہ وارننگ سننے کے بعد التمش کے سامنے بیٹھ ضرور گئی تھی مگر جھمی نہیں تھی۔

آپ شاید جانتی نہیں ہوں گی چھوٹے ماسٹر لےپالک ہیں۔ آپ کے نانا کی " سگی اولاد نہیں ہیں وہ۔ ان کے اصل والد ہارون شاہد ہے۔ ایک گینگسٹر ۔ خونی دنیا کا بےتاج بادشاہ۔ نہایت ہی بےرحم و سفاک دل آدمی۔ جب آپ کے نانا نے چھوٹے ماسٹر کو ان سے لیا تھا تو اس وعدے کے ساتھ لیا تھا کہ وہ کبھی بھی اپنے بیٹے کو اس اندھیری دنیا میں واپس جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کبھی بھی اسے خون کی ہولی نہیں کھیلنے دیں گے۔ کبھی بھی اسے ہارون شاہد کے متعلق علم نہیں ہونے دیں گے اور ہارون شاہد نے اس وقت انہیں پورا اعتبار دلایا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔

وہ کبھی چھوٹے ماسٹر کو واپس لینے آئے گا اور نہ ہی ان کی زندگی میں کبھی مداخلت کرئے گا مگر انہوں نے وعدہ توڑ دیا ہے اپنا۔ وہ چھوٹے ماسٹر کو واپس لینے آ چکے ہیں وہ انھیں اپنی خونی دنیا کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔جس پر آپ کے نانا کسی صورت راضی نہیں۔ وہ چھوٹے ماسٹر کو ان کے ساتھ جانے نہیں دینا چاہتے لیکن وہ جانتے ہیں ہارون شاہد گندی سیاست پر اترے گا۔ وہ اپنا مقصد پانے کے لیے، اپنے جانشین کو پانے کے لیے کوئی بھی گیم کھیل جائے گے۔ اور اس گیم کا سب سے پہلے مہرہ بنے گا وہ جو چھوٹے ماسٹر کے دل کے سب سے زیادہ قریب ہو اور بدقسمتی سے وہ آپ ہیں۔ آپ سے لاکھ نفرت صحیح لیکن آپ کے نانا جانتے ہیں کہ

اگر کوئی ہے جو اس اڑیل شخص کا فیصلہ بدلوا سکتا ہے۔ اگر کوئی ہے جس کے لیے وہ سرپھرا لڑکا جھکے گا ۔ اگر کوئی ہے جو پوری دنیا میں اس کی واحد کمزوری قرار پائے تو وہ صرف آپ ہیں۔ اپ تو شاید جانتی بھی نہیں ہوں گی آپ وہ زنجیر ہیں جسے استعمال کر کے سالوں تک آپ کے نانا نے اس اڑیل گھوڑے کو لگام ڈال کے رکھی ہے اور انہیں ڈر ہے کہیں یہ زنجیر ہارون شاہد کے ہاتھ نہ لگ جائے اسی لیے وہ آپ کو صحیح سلامت ان کی زندگی سے ہٹا چکے ہیں۔ اس سے آپ بھی سیو رہیں گی اور "چھوٹے ماسٹر بھی

التمش نے جو اسے باتیں بتائیں وہ نایاب کے لیے کوئی نئی نہ تھیں۔ یہ سب تو اسے قیصر پہلے ہی بتا چکا تھا۔ بس دماغ تو اس لڑکی کا مقابل کے ادا کیے(ہٹا چکے ہیں) کہ لفظ پر اٹکا۔

اگر آپ کے ساتھ یہ حادثہ نہ بھی ہوتا تو بھی تین دن بعد آپ کا کار " ایکسیڈنٹ ہونا تھا جس کے بعد آپ کے بچے مرنے تھے اور آپ نے اپنی ماں کے پاس یہاں آنا تھا تاکہ چھوٹے ماسٹر سمجھیں کہ آپ شدید صدمے میں ہیں اور اپنی ماں کے ساتھ بہتر محسوس کریں گی بجائے وہاں رہنے " کے جہاں آپ کے ساتھ حادثہ ہوا

سامنے بیٹا شخص اتنا بڑا انکشاف اس پر ایسے کر رہا تھا جیسے موسم کا حال بتا رہا ہو۔ وہ تو بس یہی دیکھتی رہ گئی کہ کیسے اس کی زندگی لوگوں کے پلاننگ پر چل رہی تھی اور اسے کچھ خبر ہی نہیں۔

وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک خوشحال زندگی کے خواب دیکھ رہی تھی اور لوگ انہیں جدا کرنے کے۔

یہاں تک تو سب ٹھیک ہے مگر نانا کو کیوں لگتا ہے کہ میں اس پلاننگ " میں ان کا ساتھ دوں گی؟ " وہ کرسی سے ٹیک لگا کر۔ التمش کی جانب دیکھتے ہوئے تجسس سے پوچھ رہی تھی۔

خود سوچیں چھوٹے ماسٹر کی پوری زندگی کا سوال ہے۔ ایک بار اس " دلدل میں پھنس گئے پھر انھیں کوئی نہیں نکال سکے گا۔ اتنے سال وہ آپ کے لیے قربانیاں دیتے رہے. آپ بدل میں کوئی قربانی نہیں دیں گی؟؟ پھر صرف کچھ سالوں کی تو بات ہے۔آپ یہاں اپنی ماں کے ساتھ آرام سے رہیں۔ "

التمش بہت نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ کہ قیصر کی پوری زندگی کا معاملہ ہے۔

قربانی دینے کی بات رہی تو میں اس سے دور رہنے کے لیے تیار ہوں " لیکن اپنے بچوں کے زندہ ہونے کی حقیقت نہیں چھپاؤں گی میں اس سے" نایاب نے فیصلہ کن لہجے میں کہا

عبدالرحمان صاحب نہیں جانتے ورنہ نایاب اور قیصر تو اس معاملے میں پہلے ہی پلاننگ کر چکے تھے۔ اگر یہ حادثہ نہ بھی پیش آیا ہوتا تو بھی نایاب انگلینڈ آتی اور قیصر سے دور رہتی۔

اس کا شوہر بہت پہلے ہی ان تمام معاملات میں اسے اعتماد میں لے چکا تھا۔

میں ایک بات بتاؤں آپ کو آپ بالکل میری بیٹی جیسی ہیں۔ میں نے کبھی " بھی اپنے ماسٹر سے کوئی چیز نہیں چھپائی لیکن آپ کے لیے میں نے غلط بیانی سے کام لیا۔ میں نے انھیں نہیں بتایا کہ آپ کے بچوں کا باپ چھوٹے ماسٹر ہیں" التمش کا آخری جملہ سنتے ہی نایاب مارے شاکڈ کے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

نایاب کی آنکھوں سے جھلکتی حیرت دیکھنے کے باوجود بھی وہ اپنی بات کو جاری رکھے ہوئے تھا

شاید آپ کو علم نہ ہو جب بچپن میں آپ گھر میں پھنس گئی تھی تو آپ کے" نانا جانتے تھے لیکن انہوں نے آپ کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا بلکہ آرڈر دیا تھا مجھے کہ جب آپ مر جائیں تو آپ کو وہیں دفنا دوں گارڈن میں۔ اور جانتی ہیں ایسا حکم کیوں دیا تھا آپ کے نانا نے کیونکہ وہ غصے میں پاگل ہو گئے تھے۔ ان کے نزدیک آپ کا مر جانا ان کے بیٹے کا خونی ہونے سے بہتر تھا۔ وہ شروع سے صرف دو ہی چیزوں کو کھونے سے ڈرتے ہیں ایک اپنی عزت دوسرا اپنا بیٹا۔ اور آپ اس بار بھی دونوں معاملات میں شامل " تھیں اور اس بار بھی ہیں۔

میں صرف چھ سال کی تھی۔ ایک چھ سال کی بچی بھلا ان کے بیٹے اور " ان کی عزت کے لیے کیسے خطرہ ہو گئی؟ " اسے یہ جان کر شدید اذیت ہوئی تھی کہ اس کے نانا جانتے تھے کہ وہ اکیلے گھر میں بھوکی پیاسی بند پڑئی ہے اس کے باوجود انہوں نے مرنے کے لیے چھوڑ دیا اسے۔ بچانے نہیں آئے۔

ایسا بھی اس چھوٹی سی بچی نے کیا گناہ کر دیا تھا جو اتنی بڑی سزا دی؟

انسان تو جانور کے بچوں پر بھی رحم کھا لیتا ہے انہیں اپنی سگی نواسی پر نہ آیا۔

وہ اندھیرے

وہ تنہائی

وہ بھوک پیاس

وہ بدبو

وہ بلی کے بچے کا مرنا

وہ زخمی حالت میں گھر سے نکلنا

وہ کچھ نہیں بھولی تھی آج تک۔۔۔

وہ اذیتیں۔۔ وہ کرب ۔۔۔ اسے آج بھی خوفزدہ کیے رہتے تھے۔

وہ آج بھی لائٹ بند کر کے نہیں سو پاتی تھی۔

نایاب شروع سے ان ساری تکلیفوں کا ذمہ دار قیصر کو مانتی رہی لیکن آج جانا تھا اصل میں تو اس کے نانا تھے۔

وہ چاہتے تو اسے بچا سکتے تھے

وہ چاہتے تو اسے وہاں سے نکال سکتے تھے لیکن انہوں نے اسے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ حتی کہ آرڈر تک دے دیا کہ مرنے کے بعد اسے دفنا دیا جائے اگر یہ سفاکیت کی انتہا نہ تھی۔اگر یہ ظلم کی انتہا نہ تھی ۔ اگر یہ انسانیت سے گرئے ہونے کی انتہا نہ تھی۔ تو اور کیا تھا؟؟

وہ لڑکی خود بھی نہیں جانتی ہوگی شاید کس قدر غصہ اور غم اس کے لہجے میں امڈ آیا تھا یہ سوال کرتے وقت۔ کہ بس نہ چلتا ہو کہ خود عبدالرحمان صاحب کے سامنے جا کر کھڑی ہو جائے اور پوچھے ان سے۔ کیوں کیا اس کے ساتھ ایسا وہ تو صرف چھ سال کی چھوٹی بچی تھی اتنی بھی کیا نفرت کسی سے؟

آپ کیسے جانتی ہونگی" التمش مفاہمانہ انداز میں کہہ کر اثبات میں سر " ہلانے لگا۔

وہ سمجھ چکا تھا کہ مقابل بےخبر ہے ہر معاملے سے۔۔ اسی لیے سوال کر رہی ہے۔

"کیا نہیں جانتی میں؟ "

وہ عجلت سے پوچھ اٹھی

یہی کے صرف آپ کی خاطر چھوٹے ماسٹر نے 42 لوگوں کو زندہ جلا" کر مارنے کی کوشش کی تھی یہ تو اچھا ہے کہ ہم ان پر نظر رکھ رہے تھے ورنہ انہوں نے تو مار دیا تھا۔ " اور یہ انکشاف اس نازک صفت لڑکی کے دماغ کے پرخچے اڑا گیا تھا۔

کیا؟ " شاکڈ کے عالم میں اس کے منہ سے بےساختہ نکلا۔"

جی بالکل۔۔ آپ کی خاطر صرف 19 سال کی عمر میں وہ خونی بنتے" بنتے بچے تھے ساتھ ساتھ آپ کے نانا کی عزت کا دیوالیہ بھی نکال دیا تھا۔

کیونکہ جن لوگوں کو انہوں نے مارنے کی کوشش کی تھی وہ کوئی عام بندے نہیں تھے سب اپنی اپنی فیلڈ کی بڑی بڑی شارک تھیں جنھیں خاموش کرانے میں آپ کے نانا کا کافی نقصان ہوا۔ مگر اپنے بیٹے اور عزت کی خاطر انہوں نے وہ نقصان بھی برداشت کیا حتی کہ قاتل بھی بنے۔۔۔ حمزہ کے چاچا جو چھوٹے ماسٹر کے خلاف واحد گواہ تھا ۔آپ کے نان نے ہی اس کا قتل کروایا تھا۔ " التمش کے پہ در پہ کیے جانے والی انکشافات نایاب کی حالت خراب کرنے لگے تھے۔

وہ اب خوفزدہ ہو کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔

" آپ کو سمجھ آگیا ہوگا کہ میں آپ کو یہ سب کچھ کیوں بتا رہا ہوں۔ میں آپ کو اپنی بیٹی مانتا ہوں اور صرف آپ کو اور آپ کے بچوں کو بچانے کے لیے میں نے اپنے ماسٹر سے پہلی بار غلط بیانی کی ہے۔ آپ عقلمند ہیں سمجھ سکتی ہیں وہ اپنے اکلوتے بیٹے کی لے پالک والی حقیقت دنیا کے سامنے نہیں لانا چاہتے۔ اپنے نزدیک انھوں نے تو آج تک چھوٹے ماسٹر تک کو پتہ نہیں چلنے دیا اس بارے میں دنیا کو پتہ چلنے دینا تو بہت دور کی بات ٹھہرا۔ لیکن اگر آپ کے بچوں کی حقیقت دنیا کے سامنے آئی۔ تو نہ ان کی عزت بچے گی اور نہ ان کا بیٹا۔ اور وہ ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ "

" لیکن میرا اور قیصر کا رشتہ بالکل جائز ہے شریعت کے مطابق۔ ہم سگے ماموں بھانجی نہیں ہیں تو پھر عزت جانے کا سوال کہاں سے آگیا؟؟ "وہ احتجاجا فورا بول پڑئی۔

بھلا کیسے اپنے مقدس رشتے کو گالی بننے دیتی وہ لڑکی؟؟

" یہ تو آپ اور چھوٹے ماسٹر جانتے ہیں ناں۔ دنیا تھوڑی ۔۔۔دنیا کی نظر میں آپ ماموں بھانجی ہیں اور تب تک رہیں گے جب تک عبدالرحمان صاحب یعنی آپ کے نانا دنیا کے سامنے اپنے بیٹے کے لےپالک ہونے کا اعلان نہیں کرتے اور کیا آپ کو لگتا ہے وہ ایسا کریں گے ؟ "

وہ یہ کہہ کر مسکرایا تھا اور وہ مسکراہٹ بہت مفاہمانہ تھی۔ یقینا نایاب سمجھ سکتی تھی اس مسکراہٹ کا مطلب۔

اتنی خوش فہمیاں کیوں ہیں آپ کو کہ وہ آپ کی خاطر اپنے بیٹے کو" لےپالک قرار دے دیں گے دنیا کے سامنے؟؟ اس بیٹے کو جس کے لیے وہ جیتے ہیں آج۔ جو ان کا دنیا کے سامنے فخر ہے۔ جس کی خاطر وہ ہارون شاہد جیسے شخص سے بھی لڑ رہے ہیں۔ ویسے کیا نہیں جانتیں آپ؟؟ کے جائیداد میں حصہ نہیں ہوتا لےپالک کا اور بیٹی ان کے ذہنی مریض ہے۔ یعنی ساری جائیداد آپ کی۔ اور وہ بھلا مومن کی بیٹی کو جس سے وہ دنیا " میں سب سے زیادہ نفرت کرتے ہیں اپنی جائیداد کیوں دینے لگے؟

نایاب کو آج سمجھ آرہا تھا قیصر کیوں اس کے اور اپنے نکاح کو اتنا چھپا کے رکھتا تھا۔ کیوں اس نے عبدالرحمان صاحب کی کرائی ہوئی اپنی منگنی نہیں توڑی ۔ کیوں اس نے کبھی کسی کے سامنے اپنا رشتہ ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔

وہ بچا رہا تھا اسے۔۔وہ شروع سے حفاظت کر رہا تھا اس کی۔۔

چلو ایک وقت میں جائیداد کو سائیڈ ہٹا دیتا ہوں کیونکہ یہ کام تو وصیت " سے بھی نمٹ جائے گا ۔وہ وصیت کر دیں گے سب کچھ ان کے لے پالک بیٹے کا ہے اور معاملہ حل ہوگیا لیکن جو دنیا کے سامنے ان کا مذاق بنے گا۔ جو لوگ باتیں بنائیں گے ماموں بھانجی کے نکاح کی۔اس کا کیا؟ آپ شاید جانتی نہیں ہیں اپنے نانا کو۔ عزت بڑی پیاری ہے انہیں اپنی۔ آپ کو اور آپ کے بچوں کو زندہ درگور کر دیں گے وہ لیکن اپنا مذاق نہیں بننے دیں گے "معاشرے میں۔

اس کی باتیں سننے کے بعد نایاب کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی۔

کیوں اپنے اور اپنے بچوں کی زندگی خطرے میں ڈالنا چاہتی ہیں چھوٹے " ماسٹر کو حقیقت بتا کر ؟؟ اگر ان کے اندھیرے میں رہنے سے ان ہی کے بچے زندگی پالیں گے۔ ایک خوشحال زندگی۔۔۔ تو کیا برائی ہے اس میں؟ ماں کی محبت تو ملے گی نا انہیں۔۔۔پھر ایک اچھی زندگی ملے گی آپ کو اور آپ کے بچوں کو ۔۔۔ایسا نہیں ہے کہ آپ کے نانا آپ کو کوئی تنگی و کمی "محسوس ہونے دیں گے یہاں۔۔

التمش نے اب نایاب کو قائل کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی ۔

" میں چھوٹے ماسٹر کو بہت اچھے سے جانتا ہوں. وہ زیادہ دیر چپ نہیں رہیں گے۔ وہ لڑنے کھڑے ضرور ہونگے اپنے بچوں کی خاطر۔ انہیں دنیا میں اپنا نام دینے کی خاطر اور پھر باپ بیٹے کی لڑائی ہو گی اور یقین کریں اس لڑائی میں سولی پر صرف آپ اور آپ کے بچے لٹکیں گے۔ تو کیوں اپنے بچوں کی زندگی خطرے میں ڈالنا چاہتی ہیں؟ میں مانتا ہوں اب چھوٹے ماسٹر کم عمر و کمزور نہیں رہے ۔۔آپ کے نانا کے لیے انہیں ہرانا آسان نہیں ہوگا۔ قوی امکان ہے جیت بھی انہی کی ہو آخر میں لیکن لڑائی میں نقصان ضرور ہوتا ہے یہاں نقصان صرف آپ کا ہے۔ اگر آپ کو اپنے بچے پیارے نہیں ہیں اور یہ سب جاننے کے باوجود بھی آپ چھوٹے ماسٹر کو بتانا چاہتی ہیں تو شوق سے بتائیں۔ میں آپ کو نہیں روکوں گا۔ "

التمش اپنی پوری بات کہنے کے بعد نایاب کو سوچنے کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

اب فیصلہ اسے کرنا تھا اسے اپنے بچوں کو ان کے باپ کا نام دینا ہے یا انہیں دنیا میں صحیح سلامت رکھنا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی بالکل گم سم سی۔

چاند کو دیکھتے ہوئے اسے بار بار قیصر

یاد آرہا تھا کہ کیسے آخری بار اس نے اپنی شال میں اسے ڈھانپ لیا تھا۔

"قیصر۔۔۔ مجھے معاف کر دینا لیکن اس وقت یہی بہتر ہے کہ تم حقیقت سے ناآشنا ہی رہو۔ میں اپنے بچوں کو دوبارہ کھونے کا غم نہیں سہہ سکتی۔ میں جانتی ہوں تم ان کی حفاظت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑو گے لیکن پھر بھی میں کوئی جوکھم نہیں لینا چاہتی اس حوالے سے۔ " وہ ایک بار اپنے بچوں کو کھونے کا غم سہہ چکی تھی دوبارہ کھونے کی طاقت نہیں تھی اس میں۔

ویسے بھی قیصر نے بتایا تھا ۔۔کہ اسے وقت کی ضرورت ہے۔۔۔

آج حالات اس کے خلاف کھڑے تھے۔ ہو سکتا ہے کل سب ٹھیک ہو جائے۔ اسی امید کے ساتھ اس نے خاموشی اختیار کی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"بہت بہت مبارک ہو آپ کو "

زید کے اسے مسرت بھرے لہجے میں مبارکباد

دیتے ہی وہ کسی کشمیر کی کلی کی طرح کھل اٹھی۔ ۔

آج اسے اپنی ماں کی زمین واپس مل گئی تھی۔ مانا اس زمین کو حاصل کرنے کے لیے اسے اپنے والد اور بہن کی جانب سے شدید احتجاج اور ناراضگیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن کبھی کبھار اپنا جائز حق پانے کے لیے اپنوں کی ہی ناراضگیاں سہنی پڑتی ہیں۔

بہت شکریہ آپ کا" کنزہ نے مشکور لہجے میں شکریہ ادا کیا۔ "

کیونکہ آج کیس ختم ہو گیا تھا اس لیے ملنے کے مواقعے بھی ختم ہو گئے تھے یہی وجہ تھی کہ زید بہت رنجیدہ سہ تھا۔

چلیں۔میں چلتی ہوں"کنزہ مسکرا کر کہتی فائل ہاتھ میں لیے مڑ کر جانے " لگی۔

وہ نہیں جانتی ہوگی شاید کہ اس کا ہر قدم زید کے دل پر کس قدر بھاری گزر رہا تھا۔

وہ دونوں بالکل الگ دنیاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے دوبارہ مل پانا بھی ممکن نہ تھا۔

کتنی ہی حسرت سے وہ اسے جاتا ہوا تکتا رہا۔

کنزہ" اس نے زور سے آواز لگائی۔"

وہ لڑکی اس کی آواز پر فورا ہی مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ "جی وکیل صاحب؟ " ائبرو اچکاکر نرمی سے پوچھا۔

کیا ہم دوست بن سکتے ہیں؟ " آہستگی سے چلتے ہوئے اس کے روبرو آ " کر کھڑا ہوا۔ پھر پراعتمادی کے ساتھ مگر لچکدار لہجے میں اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے استفسار کیا۔

کنزہ نہیں جانتی۔ کیسے پوری رات آئینے کے سامنے پریکٹس کرتا رہا تھا صرف اس سے یہ ایک سوال کرنے کے لیے۔

کوئی خاص امید نہیں تھی اسے کہ مقابل ہاں کرئے گی کیونکہ اسٹیٹس کا بہت بڑا فرق تھا ان کے درمیان پھر وہ انگیج تھی اور زید سے بہتر کون جانتا ہے کہ کتنی دیوانی ہے وہ لڑکی اپنے منگیتر کی لیکن اس کے باوجود وہ اپنے دل کو تسلی دینا چاہتا تھا کہ کم از کم اس نے اپنی محبت کو پانے کی ایک بار کوشش کی۔۔

ریجیکشن کے لیے دماغ پہلے سے ہی تیار تھا اس لیے زیادہ تکلیف نہیں ہوگی یہ سوچے بیٹھا تھا۔

اوکے" کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس لڑکی نے بے نیازی سے کہتے" ہوئے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔۔۔ اور زید دیکھتا رہ گیا

کتنی ہی دیر اسے تو یقین ہی نہیں آیا کہ وہ راضی ہو گئی ہے۔

" کیا ہینڈ شیک نہیں کریں گے؟ "

وہ ہاتھ ملانے کے بجائے صرف تکے چلے جا رہا تھا۔۔

اس لڑکے کی آنکھوں میں اس قدر بے یقینی تھی کہ کنزہ تک محسوس کر کے مسکرا کر ٹوکنے لگی۔

میں تو خود پورا شیک ہو گیا ہوں" وہ معصومیت سے بے ساختہ ہی بول " اٹھا تھا۔ مانا اس نے منمنانے والے انداز میں کہا تھا لیکن مقابل کے کان بہت تیز تھے یہ کہاں جانتا تھا وہ ۔۔

اس کی بات سنتے ہی کنزہ کے چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی۔

جتنا شیک ہونا ہے بعد میں ہو جائیے گا۔ اتنی دیر کسی لڑکی کو انتظار " کرانا ٹھیک نہیں ہوتا" اس کے دل فریب لہجے میں مسکرا کر کہتے ہی زید

نے فورا ہی اس کا اپنی جانب بڑھا ہوا ہاتھ مضبوطی اور گرم جوشی سے تھاما۔۔

" کیا اسنیپ پر ایڈ کر سکتا ہوں؟ "

اگر معاملہ اسنیپ پر پہنچ گیا تو اسے ہر وقت دیکھنے کا موقع مل جائے گا اور اس سے اچھی کیا بات تھی۔

زید نے بڑی عقلمندی کے ساتھ پلیٹ فارم چنا تھا اس سے بات کرنے کا۔

خوبصورت و امیر لڑکی ہو اور ہر لمحے اسنیپ بنانے کی دیوانی نہ ہو۔۔۔ یہ کہاں ممکن۔

باقی پلیٹ فارم میں اتنا زیادہ کنکشن نہیں ہو پاتا جتنا اسنیپ پر ہوتا ہے۔

ہاں۔۔ ائی ڈی بتاؤ" اس نے فورا ہی اپنے الٹے ہاتھ سے پرس میں سے" موبائل نکال کر آئی ڈی پوچھی۔

سیدھا ہاتھ ابھی بھی زید کے ہاتھ میں ہی تھا جسے اس نے بھی چھڑانے کی کوشش نہیں کی۔

ایک دوسرے کو اسنیپ پر ایڈ کرنے کے بعد اب وہ دونوں ہی کافی مطمئن نظر آ رہے تھے۔

" تو اب میں جاؤں؟ "

اس نے لچکدار لہجے میں پوچھا۔

"ہاں "

ہاں کرنے کا دل تو نہیں تھا مگر کرنا تو تھا۔ ۔

جوابا وہ مسکرائی ۔۔زید بھی اسے دیکھ کر پاگلوں کی طرح مسکرانے لگا بغیر یہ جاننے کی زحمت کیے کہ آخر وہ مسکرا کیوں رہی ہے۔

" میں جاؤں؟ "

اس نے پھر پوچھا۔۔۔ اور اس بار اس کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ تھی

"ہاں"

مقابل نے پھر اثبات میں دیوانہ وار سر ہلاتے ہوئے اجازت دی۔

اس کے اجازت دینے پر کنزہ اپنے چاند سے چہرے پر الٹا ہاتھ رکھ کر دوسری جانب رخ کر بمشکل اپنی ہنسی روکنے لگی۔

" جاوں؟"

اس لڑکی کا چہرہ اب سرخ پڑھنے لگا تھا۔ وہ بلش کر رہی تھی۔

پھر نرمی سے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

ہاں" وہی ہر بار والا جواب۔"

ہاتھ چھوڑیں گے تو جاؤں گی ناں وکیل صاحب" اس کے مضحکہ خیز " انداز میں ٹوکتے ہی۔ زید نے شرمندہ سہ ہوکر فورا ہاتھ چھوڑا اور اپنی گردن مسلنے لگا۔

وہ کسی کنواری لڑکی کی طرح شرما رہا تھا اس لمحے۔۔۔ اس کے گال ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہے تھے۔ کنزہ خاصہ محظوظ ہو کر اسے دیکھتی رہی۔۔۔

پھر بات ہوتی ہے۔ اللہ حافظ " وہ الوداع لے کر اس کے سامنے ہی گاڑی " میں بیٹھی۔ اس کی گاڑی جب تک نظروں کے سامنے رہی تب تک زید بڑے رعب دار انداز میں کھڑا رہا۔ لیکن بس اس کی گاڑی کا روڈ پر جا کر رائٹ ٹرن لینا تھا کہ وہ خوبرو نوجوان ہوا میں ہاتھ اچھل کر یاہوووووو کرتا ہوا۔ بچوں کی طرح اچھل کر خوش ہوتے ہوئے پلٹ کر اپنے آفس جانے لگا۔۔۔

اور وہ کب جانتا تھا کہ گاڑی کا ٹرن لینے کے باوجود بھی اس لڑکی کے مرر میں وہ نظر آ رہا تھا۔۔

یہ زید کا ایک نیا ہی روپ تھا۔ جسے دیکھ وہ خاصہ محظوظ ہوئی۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنے کمرے میں شاہانہ انداز میں صوفے پر بیٹھا ایل سی ڈی پر مووی دیکھ رہا تھا کہ اس کا سیل رنگ ہوا۔

اس نے لاپرواہی سے کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگا لیا۔ کال اس کے سیکرٹری کی تھی۔

سر گودام میں آگ لگ گئی ہے۔۔۔ سارا مال جل گیا ہے۔" بس اس خبر کا " کانوں کی سماعت سے ٹکرانا تھا کہ عفان یوسف کے طوطے اڑئے

آگ لگ گئی؟ کیسے؟ تم لوگ کہاں مر ہوئے تھے؟ "وہ فورا ہی اپنی جگہ " سے کھڑے ہو کر دھاڑا۔

پتہ نہیں کیسے لگی ہے سر۔ ہم اسے بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ " جلدی آ جائیں"

اس کا سیکرٹری خاصہ پریشان لہجے میں بول رہا تھا۔

عفان نے اپنا سر پکڑا ۔

وہ چکرا کے گرتے گرتے بچا تھا۔

نئی ڈیل فائنل ہو جانے کے بعد سے اس نے کافی بڑی مقدار میں مال اسٹاک کر لیا تھا اپنے گودام میں۔ جس کا اسے آگے جا کے بڑا فائدہ ہونے والا تھا۔ اسی لیے آگ لگنے کی خبر اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ گی تھی۔

کچھ لمحے بیٹھ کر گہرے گہرے سانس لینے کے بعد وہ فورا ہی باہر کی جانب بےحواسی کے عالم میں دوڑا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے گئے۔ آج شدت سے اس کی یاد ستا رہی تھی لیکن پھر بھی کال کر کے حال دریافت نہ کیا۔

اس کی یاد میں کراچی کی سڑکوں پہ نکلا ہوا تھا۔۔۔ جبکہ رات کے تین بج رہے تھے۔

کوئی منزل نہیں تھی اس کے پاس پہنچنے کے لیے۔ اس لیے بس راستوں پر بےمقصد گاڑی دوڑا رہا تھا۔

ابھی اس کی گاڑی شاہ فیصل کے پل پر چڑھی ہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے مرر میں گاڑیاں نظر آئیں۔۔

اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔ پیچھا آنے والی گاڑیوں نے بھی بڑھا دی۔

پل کافی بڑا تھا اس کی گاڑی فل اسپیڈ کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی۔ اتنی اسپیڈ ہونے کے باوجود پیچھے والی گاڑیاں اس کی گاڑی کو اوورٹیک کرتے ہوئے آگے آ کر اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئیں۔

قیصر نے پوری رفتار کے ساتھ چلتی ہوئی گاڑی کو ٹرن دینا چاہا۔ مگر پیچھے آنے والی گاڑیوں نے اس کا راستہ بلاک کردیا۔

اب اس کی گاڑی پل پر اڑی کھڑی تھی۔

اس کے گارڈز کہاں گئے؟ ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ سامنے کھڑی گاڑی سے ایک بلیک ہڈی میں موجود شخص اترا۔ اس کا سر ہڈ سے کور تھا۔

قیصر کی نگاہ اس شخص کے ہاتھ پر گئی۔۔۔

اس کے ہاتھ پر ٹیٹو تھا بچھو کا ۔ اس ٹیٹو کو دیکھتے ہی وہ کچھ لمحوں کے لیے منجمد ہو گیا۔

پھر اک گہرا سانس لے کر۔ سیٹ بیلٹ کھول کر بلا خوف گاڑی سے خود اترا۔

اس ہوڈی والے شخص کے اردگرد گارڈز کا ہجوم تھا۔

" آپ یہاں کیسے ؟؟"

قیصر کے لہجے میں کافی حیرت تھی یہ سوال کرتے وقت۔

اپنے شہنشاہ کو لینے ہمیں تو آنا ہی تھا۔ " اپنا ہڈ دونوں ہاتھوں سے اتار " کر۔ قیصر کو دیکھتے ہوئے وہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئے

کیسا ہے ہمارا شہنشاہ؟ " کس قدر محبت تھی اس شخص کے لہجے میں " قیصر بس یہی دیکھ رہا تھا۔

" بہتر۔۔ آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔"

وہ اپنے والد کا چہرہ دیکھتے ہوئے نرمی سے بولا

ہم اپنے شہنشاہ کو خود لینے آئے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے وہ ہمارا مان نہیں " "توڑے گا

وہ بڑے مان سے گویا ہوئے

آپ کو نے کی ضرورت نہیں تھی میں نے حونین کو اپنا جواب دے دیا تھا۔ " اور میرا جواب ابھی بھی وہی ہے۔ میں اپنی سیدھی سادی زندگی میں خوش "ہوں۔ مجھے آپ کی گدی کا جانشین نہیں بننا

شہنشاہ ایسا مت بولو۔ تم اکلوتے بیٹے ہو ہمارے۔ یہ گدی اب تمہاری " " منتظر ہے۔

جب وہ ایک ایک لفظ پر جماؤ دے کر بول رہے تھے تو قیصر نے صرف ان کی سیاہ انکھیں دیکھیں۔

باپ بیٹے کی آنکھیں ایک جیسی تھیں بس فرق صرف اتنا تھا کہ دنیاوی تجربے اور کرب کے باعث ہارون شاہد کی آنکھیں چھوٹی اور اندر کی جانب دھسی ہوئی تھیں جب کے قیصر کی جوانی کی شادابی کے سبب بڑی بڑی اور پرررونق۔

مگر مجھے نہیں چاہیے۔ میں اپنی زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ " "مجھے آپ کی دنیا میں کوئی انٹرسٹ نہیں

اس نے پچھلی بار کی طرح ہی صاف انکار کیا جیسے حونین کو کیا تھا۔

سانولی رنگت، ورزی جسامت ، سیاہ آنکھیں کھڑی ناک ، بہت خوبصورت تھے وہ۔ 55 کی عمر میں بھی کہ اگر وہ قیصر کے ساتھ اس وقت کھڑے ہو جائیں تو کوئی باپ نہ مانے۔ بڑا بھائی ہی گمان کرے۔

شہنشاہ ہم خود لینے آئیں ہیں۔ ہمیں خالی ہاتھ لوٹاؤ گے تم؟ " انہوں نے " شکوہ کن لہجے میں بڑی محبت و مان سے کہا۔

انہیں لگا تھا وہ قیصر کو محبت کی مار، مار کر شرمندہ کر سکتے ہیں مگر شاید ابھی وہ ٹھیک طرح جانتے نہیں تھے سامنے کھڑے شخص کو۔ نہایت ہی ڈھیٹ مزاجیت کا مالک تھا وہ۔ شرمندہ ہونا تو کجا اس کے تو کانوں میں جوں تک نہ رینگی۔

بات اگر ایک دو دن کی ہوتی تو شاید میں چل بھی لیتا لیکن یہ میری پوری " زندگی کا سوال ہے۔ میں گٹار بجانے والا بندہ ہوں میرے ہاتھوں سے یہ بندوقیں نہیں پکڑی جائیں گی ساز کی دھنوں سے لوگوں کے چہروں پر خوشیاں بکھیرتا ہوں میں۔ مجھ سے یہ خون کی ہولیاں نہیں کھیلی جائیں گی۔

اس لیے میری طرف سے معذرت ہے اور بار بار آ کر مجھے شرمندہ نہ کریں۔ مجھے برا لگتا ہے اپنے سگے باپ کو منع کرنا" اس کے آخری جملے مقابل کے چہرے پر مفاہمانہ مسکراہٹ لے آئے تھے۔ وہ کچھ لمحے اپنے بیٹے کا چہرہ یوں ہی تکتے رہے۔ انہیں احساس ہو گیا تھا قیصر نہایت ٹیڑھی کھیر ہے۔

کچھ چیزیں ہماری پیدائش سے ہی طے ہو جاتی ہیں شہنشاہ۔ تمہارے لیے " بھی طے ہیں

تمہیں ہماری گدی کا جانشین بننا ہے۔ کوئی جلدی نہیں۔ ہم تمہیں وقت دے رہے ہیں اچھی طرح سوچ لو۔ " اس کے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر مضبوطی سے پکڑتے۔ وہ ایک ایک لفظ پر جماؤ دے کر بولے۔

قیصر اچھے سے واقف تھا اس بار کے انکار کے بعد وہ خاموش نہیں بیٹھنے والے۔

اپنی بات کہنے کے بعد وہ پلٹ کر چل دیے تھے اور ان کے ساتھ ان کے سارے گارڈز بھی

قیصر نے انہیں خاموشی سے جاتے ہوئے دیکھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کیسے ہو؟ "

اس نے ٹائپ کیا اور پھر جلدی سے مٹا دیا۔

" کیا کر رہے ہو؟ "

پھر ٹائپ کیا اور کچھ دیر دیکھنے کے بعد پھر جلدی سے مٹا دیا

" کیا مجھ سے ناراض ہو؟ "

انگلیاں تیزی سے پھر کی بورڈ پر چلیں

لمحہ بھر بعد یہ بھی مٹا دیا۔

قیصر۔ ہم میسج پر بات تو کر ہی سکتے ہیں؟ " پھر ٹائپنگ کی۔ اور اس بار" بڑی ہمت کر کے سینڈ بھی کر دیا۔

میسج سینڈ کرتے ہی اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔۔۔

ایک منٹ, دو منٹ ,تین منٹ, چار منٹ ,پانچ منٹ حتی کہ اسی طرح آدھا گھنٹہ گزر گیا موبائل کی اسکرین کو تکتے تکتے۔ لیکن کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

" تو اب بات بھی نہیں کرو گے؟"

پھر میسج سینڈ کیا۔

کتنی دیر پھر سیل کی اسکرین کو تکتی رہی مگر جواب اب بھی موصول نہیں ہوا تھا

دوسری جانب جب پہلا مسیج موصول ہوا تب وہ میٹنگ میں تھا ۔ اسکرین پر جگنو کا نام چمکتے دیکھ۔ ایک دو لمحوں کے لیے وہ بالکل ساکت سہ ہو گیا

ارد گرد کیا ہو رہا تھا۔

لوگ کیا بول رہے تھے

کچھ خبر نہیں

اس نے بس تیزی سے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ سیل پکڑ کر میسج پر کلک کر دیا۔

"قیصر۔ ہم میسج پر بات تو کر ہی سکتے ہیں؟"

پہلی بار پڑھنے میں اس قدر حیرانگی کی تھی کہ اس نے 10 سے 12 بار آنکھوں ہی انکھوں میں پڑھا۔ اور ہر بار جب بھی پڑھتا اک نئی چمک آنکھوں میں ابھرتی۔

اس لڑکی کے لیے کتنا آسان تھا قیصر عبدالرحمان کو خوش کر دینا۔

میٹنگ چلتی رہی مگر وہ اب کہاں تھا وہاں؟ وہ تو صرف اس میسج کو دیکھ رہا تھا۔

رپلائی نہیں کیا۔ ناراضگی جو عروج پر تھی۔

تو اب بات بھی نہیں کرو گے؟ " اگلا میسج آیا تو ایک لمحے کی دیری" کے بغیر کلک کیا۔

میسج دیکھ لیا تھا لیکن کہا کچھ نہیں۔۔

" کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟ کیا تم ناراض ہو مجھ سے؟ "

پھر میسج آیا۔۔۔

ناراضگی تو ایک بہت چھوٹا سہ لفظ ہے وہ تو جیسے خود سے ہی روٹھ گیا تھا اس حادثے کے بعد سے ۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

پتہ ہے آج ناشتے میں,میں نے کیلے کا جوس پیا۔ اس لمحے مجھے تمہارا " "اپنے لیے بچپن میں کیلے کا جوس بنانا یاد آیا

ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ اور اس دوران مسلسل اس کے میسجز آتے رہے۔

قیصر کوئی ریپلائی نہیں کر رہا تھا لیکن اس حسین لڑکی کا ہر میسج ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر پڑھتا۔

**

آج میں نے امی سے بہت ساری باتیں کیں۔ ہمارے بچپن کے متعلق ہمارے " " گاؤں کے متعلق وہ بولتی نہیں ہیں۔ بالکل بھی نہیں۔

قیصر محسوس کر سکتا تھا وہ کتنی غمگین ہوگی اس لمحے جب وہ یہ میسج لکھ رہی ہوگی۔

**

میں ابھی سو کر اٹھی ہوں۔ اتنا سہ بھی دل نہیں چاہ رہا کچھ کرنے " " کا۔۔بہت سست سی ہوگی ہوں میں۔تم کیا کر رہے ہو؟

دن میں ان گنت میسجز آتے تھے اس کے ۔۔

***

سر اپنی پوری ٹیم کے ساتھ انگلینڈ آگئے ہیں۔ انہیں تم نے بھیجا ہے ناں " " قیصر؟

" میں نے آج چھٹی کی ہے اور شاید کچھ دن اور کروں۔ میرا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا کچھ کرنے کا۔ ہر وقت بس میرا دل چاہتا ہے امی کے ساتھ بیٹھی رہوں۔ پتا ہے کل میں نے ان کے بال بنائے۔۔ انہیں اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ "

مانا وہ بہت دور تھی لیکن اپنے میسجز کے ذریعے وہ ہر وقت قیصر کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

**

" آج میری گاڑی خراب ہو گئی تھی قیصر۔ پورا ایک گھنٹہ خراب ہوا میرا روڈ پر۔ اب مجھے بہت نیند آرہی ہے۔ میں سو رہی ہوں

اٹھ کر تم سے بات کرتی ہوں۔ اوکے سویٹی"

پورا میسج تک تو ٹھیک تھا لیکن جب آخری لفظ پر قیصر کی نظر پڑی تو وہ بے اختیار بلش کر اٹھا۔

نایاب صرف اپنی پریگننسی کے متعلق باتیں قیصر کو نہیں بتایا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ دن میں ہوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی وہ قیصر کو بتا دیا کرتی۔۔

**

"جان من۔۔۔ مجھے تمہاری یاد آرہی ہے بہت۔ پتہ ہے اس وقت میں چاند کے سامنے کھڑی ہوں لیکن جب جب چاند کو دیکھتی ہوں مجھے اس میں تم نظر آتے ہو اور ہمارا آخری بار والا لمحہ آنکھوں میں گھومتا ہے۔ جب تم نے مجھے اپنے ساتھ شال اڑائی تھی۔ پتہ نہیں تمہیں یاد ہے یا نہیں؟ "

اب وہ اسے جانے من ، سویٹ ہارٹ، سویٹی، سلی ، پیارے، میرے دلبر، خوبصورت لڑکے، چاکلیٹی بوائے، مائی لائف لائن جیسے لفظوں سے مخاطب کیا کرتی تھی۔ جو قیصر کو بہت پیارا لگتا۔۔

ہر بار اس کا دیا جانے والا نیا خطاب قیصر کو بلش کرنے پر مجبور کر دیتا تھا

اس کے میسجز میں دن بہ دن اور مٹھاس آتی جا رہی تھی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

عاطف کا کچھ پتہ چلا؟ " وہ پریشانی کے عالم میں اپنے گارڈز سے پوچھ " رہا تھا۔

نہیں چھوٹے ماسٹر۔ ہم نے پورا شہر چھان مارا ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ " آج کالج بھی نہیں پہنچے ہیں۔ "

❤️#جاری_ہے

وہ صبح سے عاطف کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ مگر وہ تو جیسے مانو غائب ہو گیا ہو۔۔

کالج تک نہیں پہنچا تھا وہ جبکہ صبح کالج کے لیے ہی نکلا تھا گھر سے۔۔۔

تم لوگ آخر کر کیا رہے ہو؟؟ " وہ پولیس والوں پر کھڑا ہو کر چیخ رہا " تھا۔۔

شام کے سات بجنے کو آ گئے تھے اور ابھی تک عاطف کی کوئی خبر نہ تھی۔۔اس کی جان کیسے ہلکان نہ ہوتی؟۔ جوان بھائی تھا آخر اس کا اور اچانک غائب ہوا تھا۔۔

سر ہم نے بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہیں چل پا رہا ہے۔۔ " مگر ہم ڈھونڈ رہے ہیں آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے گڈنیپنگ کا معاملہ ہو اور کچھ وقت میں گڈنیپر آپ کو کال کرئے۔۔ہم انتظار کر لیتے ہیں۔۔ "

قیصر نے نایاب و تانیہ کو یہاں سے دور اسی لیے بھیجا کیونکہ اسے پتہ تھا ان کی جانوں کو خطرہ لاحق ہوگا لیکن عاطف کا معاملہ الگ تھا چونکہ دنیا کی نظر میں عاطف صرف اس کے ملازم کا بیٹا تھا اسے نہیں لگا تھا کے کوئی عاطف کو نشانہ بنائے گا ۔۔

اور اب وہ شدید پچھتا رہا تھا عاطف کی جانب سے لاپرواہی کرکے۔۔۔

پولیس کے کہنے کے مطابق اس نے کڈنیپر کی کال کا انتظار کیا لیکن کوئی کال موصول ہی نہ ہوئی یہاں تک کہ دوسرا دن کا سورج طلوع ہو گیا۔۔۔

وہ پوری رات جاگتا رہا تھا۔۔

ایک لمحے کی بھی نیند نہیں لی تھی اس نے۔۔۔ اور لے بھی کیسے سکتا تھا۔۔عاطف اس کے لیے اس کے بھائی سے بڑھ کر تھا۔۔جان بستی تھی اس میں۔۔

"آو۔۔ شہنشاہ"

اپارٹمنٹ کی ڈور بیل کب سے رنگ ہو رہی تھی۔ وہ نہاء کر عجلت سے نکلا تھا۔۔

لور پارٹ پر ٹاول باندھتے ہوئے تیزی سے دروازے کی جانب آیا۔

دروازہ کھولتے ہی قیصر کا سرخ چہرہ نمودار ہوا۔۔۔ جسے دیکھتے ہی وہ مسرت بھرے لہجے میں ابھی ویلکم کر ہی رہا تھا کے مقابل نے آتے ہی اس کا جبڑا زور سے پکڑا اور اپنے ہاتھ میں موجود گن اس کے منہ میں گھسا دی۔۔

بول میرا بھائی کہاں ہے؟۔۔۔ اور مجھے صرف سچ سننا ہے۔ " قیصر کی " آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں۔۔

حونین کو لگا جیسے آنکھوں سے ہی جلادے گا اسے۔۔۔

بول۔۔ ورنہ یقین کر ساری کی ساری گولیاں تیرے اندر اتار دوں گا۔"قیصر" گرجداد آواز میں چنگھاڑا۔

اتار دو" اندر سے آواز آنے پر اس نے چونک کر جس سمت سے آواز آئی" تھی اس جانب دیکھا۔

آگیا ناں خون کر رنگ سامنے۔۔۔اور کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا وہ گٹار " پکڑنے والا بندہ ہے یہ بندوقیں نہیں پکڑی جائیں گی اس کے ہاتھ سے" اپنے والد کو سامنے کھڑا دیکھ۔وہ لمحہ بھر کے لیے حیران ہوا۔

ایک ملازم کے بیٹے کو ان سب میں کیوں گھسیٹ رہے ہیں آپ؟ " وہ " جزبز ہو کر ۔۔۔ اپنے والد کی جانب دیکھ ۔۔ دانت پیستے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

کیا وقت آ گیا ناں ۔۔۔باپ کے کہنے پر بیٹا گدی کا جانشین بننے کے لیے " تیار نہیں ہے لیکن ایک معمولی سے ملازم کے بیٹے کے لیے اپنے باپ کے "رائٹ ہینڈ پر گن تاننے کے لیے تیار ہے

ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں دیکھ رہے تھے قیصر کی ابھری ہوئی رگوں کو اس کے ہاتھوں میں موجود گن کو جو اس وقت حونین کے منہ میں تھی۔۔اس کی آگ بگولہ ہوتی سیاہ آنکھوں کو۔۔۔اس کی تیز چلتی تنفس کو لیکن اس کے باوجود وہ بڑے اطمینان سے کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گۓ۔۔

عاطف کہاں ہے؟ " اس بار اس نے اپنے والد کی جانب دیکھ بمشکل اپنے " غصے پر قابو کرتے ہوئے استفسار کیا

تم گولی مار رہے تھے شاید" ہارون شاہد نہایت لاپرواہ لہجے میں اسے یاد " دہانی کرانے لگے۔

آپ کو کیا لگتا ہے یوں بلیک میلنگ کرنے سے آپ مجھے اپنے ساتھ لے" " جا سکیں گے؟

وہ حونین کا جبڑا چھوڑ کر۔۔اس کے سینے پر ہاتھ مار کر دور دھکیلتے ہوئے۔۔اپنے والد کی جانب دیکھ۔نہایت پرطیش عالم میں پوچھنے لگا۔۔

ہم تو صرف تمہیں یہ دکھا رہے تھے کہ اپنے خون کے رنگ سے زیادہ" دیر بھاگ نہیں سکتے تم۔۔آنا تم نے یہیں ہے آخر۔۔۔" قیصر کی بات سن۔۔۔ وہ اپنے مقام سے کھڑے ہو کر اس کے روبرو آئے۔ ۔

یہ ہاتھ گٹار اور قلم کے لیے نہیں بنا یہ بندوقوں کے لیے بنا ہے اور اس" میں وہی جچتی ہیں" وہ قیصر کا سیدھا ہاتھ جس میں وہ گن پکڑا ہوا تھا۔۔ کلائی سے تھام کر۔۔بغور دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے۔۔

نہیں۔۔ گن پکڑنے میں بھی فرق ہوتا ہے۔ میں نے یہ گن کسی کو نقصان" پہنچانے کے لیے نہیں اٹھائی صرف اپنے بھائی کی حفاظت کے لیے اٹھائی ہے جبکہ آپ لوگوں کو تکلیف پہنچانے کے لیے اٹھاتے ہیں ۔ہمارے نظریے میں زمین آسمان کا فرق ہے اسی لیے میں آپ کا جانشین نہیں بن سکتا" وہ اک اک لفظ پر خاصہ جماو دے کر انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ ان میں سے نہیں اور نہ ہی کبھی بن سکتا ہے۔

جب تم نے گن تھام لی اور قتل کیا تو تم قاتل اور وہ مقتول ہوا اور یہی دنیا " بولے گی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں پیدا ہوتے ہی گینگسٹر بن گیا؟ بس گن اٹھائی اور شوق شوق میں لوگوں کو مارنا شروع کر دیا۔ مجھے مزہ آتا تھا

لوگوں کو تکلیف دے کر۔کیا ایسا سمجھتے ہو تم؟؟۔۔ ہونہہ" پھر انہوں نے گہرا سانس لیا ۔۔ اور مسکرائے۔۔

وہ مسکراہٹ بہت زخمی لگی قیصر کو۔

میری ماں بہت خوبصورت و کم عمر تھی۔باپ کے مرنے کے بعد گزر " بسر کرنے کے لیے وہ گھر گھر جا کے برتن دھوتی و جھاڑو پونچھا کرتی۔۔ ایک رات کافی دیر ہو گئی وہ گھر نہ لوٹی۔ جہاں وہ کام کرنے جاتی تھی میں ان گھروں میں پوچھنے گیا۔ پتہ چلا آج ذرا دعوت تھی حویلی میں سرپنچ کے یہاں۔تو وہ وہاں چلی گئی تھی تاکہ زیادہ پیسے مل جائیں لیکن وہاں سے واپس نہیں آئی۔۔ میں اپنی ماں کو لینے خود گیا لیکن حویلی کے ملازمین نے مجھے اندر نہیں جانے دیا میں پوری رات وہاں دروازے پہ بیٹھا رہا۔ اپنی ماں کا انتظار کرتا رہا ۔۔بہت سردی تھی ۔۔ بری طرح کپکپا رہا تھا میں۔۔۔ دانت بج رہے تھے میرے۔۔ لیکن کسی کو بھی مجھ پہ ترس نہیں آیا۔ صبح جب میری ماں حویلی سے باہر نکلی تو وہ بری طرح رو رہی تھی۔ میں نے دیکھا اس کے جسم پر جگہ جگہ نشانات تھے سگریٹ کے جلائے کے۔۔ میں بچہ تھا۔۔ ناسمجھ سہ۔۔بار بار پوچھتا رہا اماں کیا ہوا؟ اماں کیا ہوا؟۔۔ وہ روتی رہی کچھ جواب نہ دیا اس نے مجھے۔۔دو تین دن گزرے کہ ہمارے گھر کے آگے گاڑی آکر رکی۔۔بڑی سی گاڑی ۔۔اس میں سے ہمارے گاؤں کا سرپنچ نکلا۔۔ وہ میرے سامنے میری ماں کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں بٹھانے لگا۔ میری ماں وہاں جانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ زبردستی کرتے ہوئے میری ماں کے منہ پر طمانچے لگانے لگا ۔۔ مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوا اور میں نے اس کے گارڈ سے گن چھین کر اس سرپنچ کے سینے پر چلا دی۔ وہ وہی تڑپ تڑپ کر مر گیا۔۔

عدالت میں، میں چیخ چیخ کر کہتا رہا میں نے اپنی ماں کی حفاظت کے لیے گن چلائی تھی لیکن کسی نے میری نہیں سنی۔ مجھے قاتل قرار دے کر جیل میں پھینک دیا گیا اور جیل شریفوں کی جگہ نہیں ہے۔۔جانوروں جیسا سلوک ہوتا ہے وہاں۔۔میں تو پھر بچہ تھا۔۔بارہ سال کا بچہ۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے میں نے کیا کیا سہا۔ پھر انہی لوگوں سے لڑنے کے لیے ان جیسا ہی بن گیا۔"

ہارون شاہد نے جب اپنا ماضی بیان کیا تو قیصر ان کی آنکھوں میں اذیت بھری کرچیوں کو بکھرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔وہ محسوس کر سکتا تھا ان کے کرب کو۔۔ جو انہوں نے براداشت کیا ہوگا چھوٹی سی عمر میں۔

اس خون خرابے کی زندگی میں کچھ نہیں رکھا ہے۔۔ ہر وقت موت کا " خطرہ آپ کے سر پہ

منڈلانا رہتا ہے۔ آپ کھل کے سانس تک نہیں لے سکتے۔۔ اور ایسی زندگی جو آپ کو زبردستی ملی۔ جو آپ کا انتخاب کبھی نہ تھی وہ اپنے بیٹے کو " دینا چاہتے ہیں۔ کیوں ڈیڈ؟۔۔۔

ہم یہ تمہاری بھلائی کے لیے ہی کر رہے ہیں ہمیں علم ہے کہ آج نہیں تو " کل ہمارے دشمن تم تک پہنچ جائیں گے انہیں بھنک لگ چکی ہے تمہاری۔ اسی لیے ہم آئے ہیں تمھیں واپس لے جانے۔ تم ہمارے پاس رہو گے تو "حفاظت میں رہو گے

مام تو آپ کے ساتھ ہی تھی ناں؟ پھر کیا ہوا؟ کر لی آپ نے ان کی حفاظت؟" بچا سکے انھیں؟ " قیصر کا ہر سوال نشتر سے زیادہ دل خراش معلوم ہوا تھا ہارون شاہد کو۔۔

ہاں نہیں بچا سکا۔ اسی لیے تو تمہیں خود سے دور رکھا ہمیشہ۔۔ کیونکہ " تب مجھے لگا تمہاری بھلائی مجھ سے دور رہنے میں ہے مگر اب مجھے " ایسا نہیں لگ رہا

میں صرف آپ سے ایک سوال پوچھوں گا اگر آپ کے اختیار میں ہوتا تو " کیا آپ گینگسٹر بننا پسند کرتے ؟ " اس نے نہایت گمبھیر لہجے میں ایک ائبرو اچکاکر کسی تفتیشی افسران کی طرح پوچھا تھا۔

جذباتی سوالات مت کرو۔ زندگی جذبات سے نہیں چلا کرتی"وہ دوٹوک " انداز میں گویا ہوئے۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں.. اپ بننا پسند کرتے یا نہیں؟ " وہ اپنے سوال " پر زور دیتے ہوئے۔ ۔

زندگی میں سب سے اہم چیز طاقت ہوتی ہے اور میں تمہیں وہ ہی دینا " "چاہتا ہوں تاکہ کوئی تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے

" ڈیڈ۔ ہاں یا نہ؟؟"

وہ اپنے سوال پر قائم تھا ابھی بھی۔

"شہنشاہ یہ تمہارے بھلے کے لیے ہی ہے "

وہ خاصہ جتا کر بلند آواز میں بولے۔

" ہاں یا نہ؟ "

وہ دوسری کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

اس کا سوال بہت سادہ سہ تھا مگر کتنا گہرا یہ بات مقابل کھڑا شخص بخوبی سمجھ سکتا تھا۔

حونین تو بس یہ دیکھ کے دم بخود رہ گیا تھا کہ انڈیا کا ڈان جس کے سامنے کسی کی آنکھ تک نہیں اٹھتی اس کے سامنے کھڑا ہو کر وہ نڈر نوجوان کیسے اپنی بات رکھ رہا تھا۔۔ ایسے ہی تو اس کے باپ نے اس کا نام شہنشاہ نہیں رکھا تھا ناں۔۔ ہر خوبی تھی اس میں شہنشاہ والی۔۔۔

ہاں۔۔۔ چونکہ میں جانتا ہوں یہ مادر چ**** دنیا اسی کی ہے جس کے پاس " " پاور ہے اور میں اپنے بیٹے کو پاور دینا چاہتا ہوں۔.۔

وہ ایک قدم قریب آکے قیصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔پراعتماد لہجے میں بولے ۔

کیا زندگی میں ایسا کوئی وقت نہیں آیا جب آپ کو اپنے فیصلے پر پچھتاوا " ہوا ہو؟ جب آپ کا دل بھاگا ہو؟ ۔۔ جب آپ کو لگا ہو کے آپ نے پھنسا لیا اس "دلدل میں خود کو

نہیں ۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہوا کیونکہ تم نے ابھی پاور کا مزہ نہیں چکا اس " لیے تم یہ سوالات کر رہے ہو" وہ یہ بات اطمینان بھرے انداز میں کہہ کر ۔۔۔مڑ کر صوفے کی جانب بڑھنے لگے تھے۔۔

جب میری مام کو قتل کیا گیا تب بھی نہیں؟ "یہ وہ سوال تھا جس کے بعد " قیصر نے دیکھا کے ان کے پاؤں زنجیر ہوئے۔وہ ہل نہ سکے پھر۔۔۔ وہ آگے اک قدم تک نہ بڑھا سکے پھر۔۔

کیا فائدہ آپ کی اتنی پاور کا جب آپ میری ماں کو نہ بچا سکے۔ مجھے " ماں کی ممتا نصیب نہ ہونے دے سکے۔ جب مجھے سب سے زیادہ اپنے ماں باپ کی ضرورت تھی تب میرے پاس نہ ہو سکے۔ میرا بچپن محرومیوں میں گزرا ہے۔۔میں اک اک پل اپنی ماں اور باپ کی محبت کے لیے ترسا ہوں۔ کیا آپ کی پاور میری ان محرومیوں کو ختم کر سکتی ہے؟ کیا آپ کی پاور میری ماں لوٹا سکتی ہے؟ مجھے میرا بچپن لوٹا سکتی ہے؟ نہیں ناں؟۔۔ تو پھر وہ میرے کسی کام کی نہیں۔۔" قیصر تیزی سے چلتا ہوا ان کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔ بالکل ان کے روبرو ۔۔۔

وہ سوالات کر رہا تھا۔۔ نہیں۔۔وہ تو جھنجھوڑ رہا تھا انہیں۔۔بتا رہا تھا کہ ان کی پاور کسی کام کی نہیں ہے اس کے کیونکہ اس نے اپنی ایک زندگی کا بڑا حصہ محرومیوں میں گزار لیا۔

اگر آپ مجھ سے واقعی محبت کرتے ہیں تو مجھے اس دلدل میں لے کر" مت جائیں جہاں میری ماں کا قتل ہوا۔۔ میں نے کبھی اپنی ماں کی محبت نہیں پائی اور آپ نے اپنے دشمنوں کے خوف سے باپ کی محبت سے بھی محروم کر دیا لیکن میرے بچوں کو دونوں نصیب ہو جائیں گے اگر ان کا دادا چاہے تو۔۔۔ " وہ نہایت جذباتی ہو کر کہہ رہا تھا۔۔

ہارون شاہد نے اس کی آنکھوں میں آنسو تیرتے دیکھے۔۔

اتنا تو وہ بھی جانتے تھے قیصر شیر کا جگرا رکھنے والا شخص ہے ۔ اتنی آسانی سے نہیں رو سکتا۔

پلیز۔۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے اور میرے بچوں کو ایک " نارمل زندگی جی لینے دیں۔۔میرے بچوں کو کم از کم ان محرومیوں سے بچا لیں جن سے آپ مجھے نہیں بچا سکے ۔۔پلیز ڈیڈ۔۔۔ میں نہیں چاہتا جس طرح زندگی بھر آپ مجھے اپنے دشمنوں سے بچانے میں لگے رہے اسی طرح میں بھی اپنے بچوں کو بس بچانے کی فکر میں لگا رہوں۔۔۔ ہر وقت یہی فکر کرتا رہوں کہ کہیں سے کوئی گولی آ کے میرے بچوں کو نہ لگ جائے ۔۔۔ کہیں کوئی انہیں گڈ نیپ نہ کر لے ۔۔کہیں کوئی میری بیوی کو آ کر نہ مار دے۔۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن میں گھر جاؤں اور خون میں لت پت لاشیں میرا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔مجھے نہیں چاہیے آپ کی پاور ۔۔وہ آپ

حونین کو دے دیں ویسے بھی اس نے میری جان بچائی تھی۔ یہ نہ ہوتا تو آج " شاید میں زندہ بھی نہ ہوتا۔

جو کام چھری تلواریں اور بندوقیں نہیں کر سکتیں ناں۔۔ وہ کام محبت کر سکتی ہے۔۔

وہ نوجوان جذباتی ہو کر بےترتیب جملے ادا کر رہا تھا لیکن مفہوم بالکل واضح تھا کہ وہ نہیں چاہتا ان کی بےدرد دنیا کا حصہ بننا۔

ہارون شاہد آج تک اپنے بیٹے سے اسی لیے دور رہے کیونکہ وہ اسے سیو رکھنا چاہتے تھے۔ اور اسی مقام پر آج قیصر کھڑا تھا۔ وہ اب اسی لیے دور رہنا چاہتا ہے ان سے چونکہ وہ بھی اپنے بیوی بچوں کو سیو رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ بات انہیں سمجھ آ رہی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔ہم نہیں کر رہے تمھیں فورس۔۔ پہلے ہم نے اپنے بیٹے کی " خاطر قربانی دی اب اپنے فیوچر پوتا پوتیوں کی خاطر دیں گے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ آنکھیں تمہارا انتظار نہیں کریں گی۔ زندگی میں جب بھی تمہیں لگے کہ تمہیں ہمارے پاس واپس آنا چاہیے تو بےجھجھک آ جانا دروازے کھلے ہوں گے۔۔ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے یہ دروازے کبھی بند نہیں ہوں گے تم پر" انہوں نے قیصر کے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی محبت سے کہا۔

"شکریہ ڈیڈ "

ایک اجنبیت کی دیوار تھی ان کے درمیان۔۔ جو قیصر کی جانب سے حائل تھی۔

اس نے لفظی شکریہ ادا کیا ۔۔۔ اور انہی کے سامنے گن پینٹ کی جیب میں لگاتا باہر کی جانب جانے لگا۔

"رکو ۔۔ بھائی لے جاؤ اپنا "

قیصر پراعتمادی سے چلتے ہوئے ابھی دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ پیچھے سے آنے والی آواز نے اس کے قدم روکے جبکہ حونین حیرت زدہ نگاہوں سے ہارون شاہد کو تک رہا تھا۔

وہ وجیہہ مرد واقف تھا کہ اگر اس کی باتوں کا اس کے والد پر اثر ہوا ہے تو وہ خود عاطف کو اس کے حوالے کریں گے اسے کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور یہی دیکھنے کے لیے وہ بغیر ان سے عاطف کا ذکر کیے باہر چل دیا تھا۔

جنگل کا راجہ کبھی بھی ہاتھی نہیں ہوتا جبکہ وہ سب سے طاقتور جانور ہے نہ ہی جنگل کا راجہ لومڑی بنتی ہے جبکہ چالاکی اور عقلمند میں ثانی نہیں رکھتی وہ اپنا ۔۔جنگل کا راجہ ہمیشہ شیر ہوتا ہے کیونکہ اسے عقل مندی اور چالاکی کو توازن کے ساتھ استعمال کرنا آتا ہے۔ اسے پتہ ہوتا ہے کہاں بازو کی طاقت آزمائی کرنی ہے اور کہاں الفاظوں کی۔۔ اور وہ شیر بلاشبہ قیصر عبدالرحمان یوسف تھا۔۔ جس نے انڈیا کی ڈان کے سامنے نہ صرف کھڑے ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی بلکہ اپنی بات منوائی بھی۔۔ وہ بھی بغیر کسی جانی اور مالی نقصان کے۔۔

"جی باس"

حونین کی حیرت زدہ نگاہیں ہارون شاہد کی نگاہوں سے ٹکرائیں تو انہوں نے آنکھوں ہی انکھوں میں اسے عاطف کو لانے کا کہا۔ جس پر وہ اپنی حیرت پر قابو پاتا اثبات میں سر ہلا کر فورا ہی چل دیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد عاطف کمرے سے نکل کر آ رہا تھا اور وہ بھاگتا ہوا آکر قیصر کے سینے سے لگا"حنی۔۔۔ میں بہت ڈر گیا تھا ۔۔۔ "

وہ کم سن عمر کا لڑکا تھا۔ زندگی میں بندوقیں پہلی بار دیکھی تھیں اس نے۔ وہ بہت ڈر گیا تھا۔

پورا پورا لرز رہا تھا اس کا وجود۔۔۔

"سب ٹھیک ہے میں آ گیا ہوں نا "

وہ حسین نوجوان اس کی کمر کو نرمی سے سہلاتے ہوئے حوصلہ دینے لگا۔

تھینکس ڈیڈ" اس نے اپنے والد کی جانب دیکھتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور " پھر عاطف کو لے کر وہاں سے چل دیا

کیا واقعی آپ شہنشاہ کو جانے دیں گے۔۔اپنے گدی نشین کو؟ " حونین انہیں دیکھ حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

میں اسے فورس نہیں کروں گا اس معاملے میں اب۔۔ " قیصر تو جانتا بھی " نہیں ہوگا شاید کہ جب اس نے اپنی ماں کی موت کا ذکر کیا تو ہارون شاہد کے دل میں کتنی تیز ٹیس اٹھی تھی۔

دنیا میں جب سب اس کے خلاف تھے کوئی اپنا باقی نہیں بچا تھا تب اس لڑکی نے اپنے باپ سے لڑ کر ایک خونی لڑکے کو جو جیل پلٹ تھا اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دی، دو وقت کا کھانا دیا اور محبت سے پیش آئی۔

اس لڑکی کا مقام اس قدر بلند ہو گیا تھا دل میں کہ پھر کبھی ہارون شاہد نے کسی کو اس مقام تک پہنچتے ہوئے نہ دیکھا ۔

ان کی محبت کی شادی تھی۔ وہ جان وارتا تھا اس معصوم نیک دل لڑکی پر --- یہی وجہ تھی کہ اپنی بیوی کے قتل کا غم آج بھی وہ اپنے دل میں لیے پھرتا تھا جسے نہ بچا پانے کا پچھتاوا اسے آج بھی جکڑے ہوئے تھا اب وہ قیصر کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔۔اسی لیے اسے مزید فورس نہ کیا اپنے ساتھ آنے پر۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

حنی۔۔۔ اب تو آپ کے ڈیڈ پیچھے ہٹ گئے ہیں آپ کو اپنے ساتھ لے جانے " سے۔۔تو کیا ہم نایاب آپی و تانیہ کو واپس بلا لیں؟ میرا دل نہیں لگتا گھر میں اکیلے" وہ ناشتہ کر رہے تھے جب عاطف نے بریڈ پر مکھن لگاتے ہوئے قیصر کی جانب دیکھ۔۔التجائی لہجے میں کہا۔

ابھی نہیں۔۔ ابھی ہم تیل دیکھیں گے اور تیل کی دھار دیکھیں گے۔۔۔ بقول ان" کے۔۔ ان کے دشمن میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ایسے میں، میں کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتا۔۔۔ پھر ان کی زبان پر بھی مجھے کوئی خاص اعتبار نہیں ہے۔ کبھی کبھار لوگ ایک قدم پیچھے اس لیے نہیں لیتے کیونکہ وہ آپ کے فیصلے پر راضی ہوتے ہیں بلکے صرف اس لیے لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی حکمت عملی بدل رہے ہوتے ہیں وار کرنے کی۔ " قیصر جوس کا گلاس منہ سے ہٹا کر گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔

غلطی قیصر کی نہیں تھی اس کی پرورش ہی ایسے ہوئی تھی کہ وہ کسی پہ اعتبار نہ کر سکے۔۔ اس نے اپنے باپ کو جس نے اسے زندگی بھر پالا تھا ۔۔ انہیں اپنی ہی نواسی کو اسے بلیک میل کرنے کے لیے استعمال کرتے دیکھا۔

لیکن میں بہت مس کر رہا ہوں انہیں"عاطف بچوں کی طرح روتو سہ منہ " بنا کر بولا۔

میں بھی" مقابل بھی بےساختہ ہی بول اٹھا تھا۔"

آپ کا زیادہ یاد کرنا بنتا تو نہیں ہے ویسے۔۔ جب دیکھو آپی آپ کو میسج " کرتی رہتی ہیں اور آپ کسی کنواری کلی کی طرح اسے پڑھ پڑھ کے بلش کرتے رہتے ہیں" عاطف کے اسے چھیڑنے والے انداز میں شرارت سے کہتے ہی قیصر نے حیرت سے نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

کوئی بلش نہیں کرتا میں.. بس وہ میسج ہی ایسے لکھتی ہے کہ ہنسی " "آجاتی ہے

اگلے ہی پل عاطف کی شرارتی نظروں سے اپنی نگاہیں چرا کر۔۔ ساری غلطی نایاب کے لکھے میسجز پر ڈالتے ہوئے اس نے خود کو اس معاملے میں بےبس ظاہر کرنے کی کوشش کی۔۔۔

جی جی بالکل۔۔ ٹماٹر کی طرح لال تو میں ہو رہا ہوتا ہوں" عاطف نے" مزید ہائی لائٹ کیا اس کی حالت کو۔۔۔ جس پر قیصر شرمگی کا شکار ہوا۔۔۔

نایاب کے میسجز کا ذکر بھی قیصر کے گالوں کو لال کر دینے کے لیے کافی ہوتا تھا۔

عاطف" اب وہ اپنی شرمگی کو غصے میں کور کر رہا تھا۔۔"

اس کہ گھور کر وارن کرتے ہی۔۔عاطف نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر۔۔ہار ماننے والے انداز میں اوکے اوکے کیا۔۔

ویسے جب میری بیوی آئے ناں۔۔ تو نایاب آپی سے کہیے گا اسے بھی " سے میسجز ضرور کرنا سیکھائے"وہ عاطف naughty naughty ایسے ہی کیا جو باز آ جائے۔۔

ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے۔۔ قیصر کو دیکھ شرارت سے بولا

پھر ایک لمحے کی دیری کے بغیر اپنی جان کی امان کی خاطر بچی ہوئی بریڈ ہاتھ میں لے کر۔۔ تیزی سے اوپر کی جانب دوڑ گیا۔ ۔ بغیر قیصر کا ری ایکشن دیکھنے کی جرات کیے۔۔

جبکہ اس کے جاتے ہی قیصر اس کا دیا ٹائٹل دہراتے ہوئے مسکرا دیا " naughty naughty messagesتھا۔۔ " ۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنی ٹیم کے ساتھ کنسرٹ کے لیے آیا ہوا تھا۔ گاڑی سے نکلتے ہی رپورٹرز نے اسے گھیر کر اس کا انٹرویو لینا شروع کر دیا۔۔ جو ٹی وی پر لائیو دکھایا جا رہا تھا ۔۔

اور وہ کہاں جانتا تھا کے آج پہلی بار اس کی اپنی بیوی کیمرے کے اس پار بیٹھی ہزاروں کروڑوں عوام کی طرح اس کا انٹرویو بڑے شوق سے دیکھ رہی ہے۔

انٹرویو کے بعد وہ اپنے روم میں پہنچے تو میسج کی رنگ کمرے کے شور میں غائب ہو گئی۔ چونکہ اس کے کان تو سیل پر ہی لگے تھے اس لیے اس شور و گل زبردست ہل چل مچے کمرے میں بھی اسے وہ آواز سنائی دے گئی تھی۔ وہ فورا ہی اپنا گٹار اتار کر سائیڈ میں رکھ۔ صوفے پر بیٹھا۔

"یو لک سو ہاٹ ببی۔۔لال ہوڈی میں تو قیامت لگ رہے ہو۔۔ اور یہ جو تم نے ٹائٹ وائٹ جینز پہنی ہے ناں آئندہ مت پہننا سب تمہارے پاؤں ہی دیکھ رہونگے۔ کتنے لمبے لمبے اور سیکسی لگ رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتی لڑکیاں تمہیں اس طرح دیکھیں۔ تھوڑی ڈھیلی پینٹ پہنو۔ ٹھیک ہے"ابھی وہ اسے پڑھ کر مسکرا ہی رہا تھا کہ دوسرا میسج موصول ہوا۔

" نیلے لینس اچھے لگ رہے ہیں ۔ بٹ تمہاری کالی آنکھوں کا نشہ کچھ اور ہی ہے۔۔ آہہہ کتنی حسین ہے تمہاری سیاہ آنکھیں کہ جب تم ان سے مجھے دیکھتے ہو تو میں پانی پانی ہو جاتی ہوں۔۔ " اس کا لکھا آخری جملہ پڑھنے کے بعد قیصر کو بے اختیار دھانس لگی تھی۔

کیا ہوا ؟؟ٹھیک تو ہو تم حنی؟ اور یہ اتنا ٹماٹر کی طرح لال کیوں ہو رہا " ہے تمہارا چہرہ؟ "ٹیلر نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے جب پوچھا تو وہ خود بھی حیران ہوا۔۔

کیا واقعی اس کا چہرہ ٹماٹے کی طرح لال ہو جاتا ہے؟ یہ سوچتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھا۔۔ اس کے گال دہک رہے تھے۔

" کیا واقعی میرا چہرہ لال ہو رہا ہے؟ "

بہت۔۔ کسی لڑکی کا میسج پڑھ رہے تھے کیا؟ جو اس قدر بلش کر رہے" ہو" ٹیلر نے ایک نگاہ اس کے سیل کی اسکرین پر ماری تھی۔اس کے بعد وہ چھیڑے بغیر نہ رہ سکا۔

ایسا کچھ نہیں ہے ذرا بزنس کے معاملات ہیں وہ دیکھ رہا تھا۔تم جاؤ نا " " اپنا کام کرو۔۔

اس نے چڑچڑے انداز میں کہتے ہوئے اپنا سیل فورا نیچے کیا تاکہ مقابل میسج نہ پڑھ سکے ۔۔اور اسے آگے جانے کو کہا۔۔

کیری اون کیری اون۔۔"جس پر وہ ایک آنکھ ونگ کرتا ۔ حوصلہ بڑھانے" کے لیے انگوٹھا دکھا کر۔ ۔ شرارت سے کہتا ہوا آگے چل دیا تھا۔

۔۔میرے لیےHJ اچھا میری ایک فرمائش پوری کر دو گے ۔۔ پلیز پلیز پلیز " وہ والا گانا گا دینا۔۔جو تم نے مجھے پہلی بار دیکھ کر گایا تھا۔پلیز "اس بار میسج میں اس کی فرمائش آئی تھی

چلو بوائز ریڈی؟" وہ میسج پڑھ کر ہی چکا تھا کہ اس کی مینیجر وہاں " آکر۔تالی بجاتے ہوئے سب کو تیار کرنے لگی۔۔

نایاب پورا کنسرٹ بڑے شوق سے دیکھتی رہی۔۔۔

اس کا دل شدت سے منتظر تھا قیصر کے اس گانے کا جس کی اس نے فرمائش کی تھی۔ مگر قیصر نے وہ نہ گایا یہاں تک کہ پورا کنسرٹ اینڈ پر آگیا۔۔

قیصر نے نہ تو اپنی پینٹ بدلی تھی اور نہ ہی اس کے لیے گانا گایا ۔۔۔

جس کے سبب وہ مایوس ہوئی اور دل میں پہلی بار یہ خیال آیا کہ کیا وہ اس کے میسجز نہیں پڑھتا۔۔

کنسرٹ ختم ہو جانے کے بعد اس نے ایل سی ڈی بند کر دی اور بیڈ پر سیدھی ہو کر لیٹ گئی ۔۔۔دل رنجیدہ سہ ہوگیا تھا۔

وہ کیوں اس سے ناراضگی ظاہر کر رہا ہے ؟ جو کچھ ہوا وہ سب حادثاتی طور پر ہوا۔ ایسا تو نہیں ہے اس نے آپ جان کے اپنے بچوں کو مارا تھا۔۔تو پھر مقابل اس سے کیوں ناراضگی رکھے ہوئے ہے؟۔۔۔

لیکن پھر اپنے دماغ میں آنے والے خیالات کو جھٹکا یہ سوچ کر کہ وہ غم میں ہے اور تنہاء بھی۔۔۔ ہر کسی کا اپنے غم کے اظہار کا انداز الگ ہوتا ہے۔

ہمارا دماغ بہت پہلے سے جان لیتا ہے حالات کو۔۔۔ وہ بس دل ہوتا ہے جو اڑا ہوتا ہے جسے ماننے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔۔کچھ ایسا ہی حال تھا اس کا۔۔وہ بس ماننا نہیں چاہتی تھی کہ قیصر اس سے ناراض ہے۔۔ اور اپنی ناراضگی میں اسے خود سے دور کر چکا ہے ۔۔۔ اتنا دور نہ اس کی شکل دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے جنہیں فورا صاف کر کے وہ اٹھ کر بیٹھی اور سیل اٹھا لیا۔۔

ڈارلنگ۔۔ میں تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔ اگر تم مجھ سے ناراض بھی " ہو۔۔ تو بھی رابطہ مت توڑو۔۔۔کوئی سگنل دو جس سے مجھے لگے ۔۔تم تک "میرے میسجز پہنچتے ہیں

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنی وین میں تھا ۔۔

باقی سب ہینڈ فری کان میں لگائے میوزک سنتے ہوئے جا رہے تھے ۔۔جبکہ وہ بہت پریشانی کے عالم میں کھڑکی سے باہر چاند کو دیکھ رہا تھا جو اس کی گاڑی کے ساتھ ساتھ سفر کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اسے۔

وہ پریشان کیونکر نہ ہوتا ۔۔اس نے نایاب کی دونوں فرمائشوں کو نظر انداز کیا تھا۔۔ اور یہ پہلی بار تھا زندگی میں۔ ۔

اب شدت سے ڈر لاحق تھا کے اگر مقابل حسینہ نے ناراض ہو کے میسج کرنا بند کر دیا تو۔۔۔

اور یہ خیال ہی اس کی روح کو تڑپانے لے لیے کافی تھا۔

ابھی وہ ان ہی خیالات میں تھا کے میسج کی بیل رنگ ہوئی اور اس کے دل میں جو ہوائیاں تباہیاہ مچی ہوئی تھیں انہیں قرار آیا ۔۔۔

اس نے فورا ہی سیل پاکٹ سے نکال کر میسج کلک کر کے اسکرین پر نگاہیں جمائی.

"ڈارلنگ۔۔ میں تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔ اگر تم مجھ سے ناراض بھی ہو۔۔ تو بھی رابطہ مت توڑو۔۔کوئی سگنل دو جس سے مجھے لگے ۔۔تم تک میرے میسج پہنچتے ہیں"

وہ میسج پڑھنے کے بعد قیصر نے سیل اپنے دل کے مقام سے لگا لیا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"یہ دیکھو۔۔آپی آپی HJ نایاب کے" ۔۔نے پہلی بار اسٹوری لگائی ہے

آخری مہینے چل رہے تھے۔۔اس لیے وہ زیادہ وقت اب لیٹی ہی رہا کرتی تھی۔۔ یا پھر ڈاکٹر کی بتائی ہوئی ٹائمنگ کے مطابق واک کرتی۔

دن سے اس نے لیب بھی جانا چھوڑ دیا تھا۔ 20 ،15

کا سب سے بڑا فین اس کا اپنا HJ قیصر کو تو علم بھی نہیں ہوگا۔۔ اس وقت جگنو بنا ہوا تھا۔

قریب تھی تو کبھی اس کے گانے سننے کی زحمت نہ کی جبکہ دنیا دیوانی تھی اور وہ یہ بات بخوبی جانتی تھی لیکن آج جب دور تھی تو اس کی ایک سٹوری دیکھنے کے لیے بھی وہ دیوانہ وار ایکسائٹمنٹ ظاہر کر رہی تھی۔

"لاو دیکھاو جلدی" نایاب نے فورا ہی ایکسائٹڈ ہو کر اس کے ہاتھ سے سیل لے لیا تھا۔۔اور HJ کی پلے کی سٹوری کے...

آرام آتا ہے دیدار سے تیرے

مٹ جاتے ہیں سارے غم

ہے یہ دعا کہ تُجھے دیکھتے

دیکھتے ہی نکل جائیں دم

شکرانہ چاہئے نہ

میں جتنا بھی کر لوں کہ

پھر بھی رہیگا وہ کم

تیرا تصوّر

مُجھے دیکے مولا نے

مجھ پہ کیا ہے کرم

بس اس سٹوری کا پلے ہونا تھا کہ قیصر ایک ڈارک بلو کلر کی چیئر پر بیٹھا ہوا گٹار ہاتھ میں لیے گانا گاتا ہوا نظر آیا

اس کی آواز شہد سے زیادہ میٹھی معلوم ہو رہی تھی کانوں کو--- ایسے ہی تو دنیا نہیں دیوانی تھی ناں اس کی---

مانو اس کی آواز ڈائریکٹ دل کو لگتی ہو کچھ ایسا بلا کا سرور و اثر تھا اس میں-

اور یہ وہی گانا تھا جس کی نایاب نے اس سے فرمائش کی تھی---اس کے چہرے پر بڑی سی تبسم رقصہ ہوئی-- پیٹ میں جیسے تتلیاں اڑنے لگی ہوں--

نایاب گانا سننے میں اتنا مگن تھی کہ اس نے پہلے تو پہ دھیان ہی نہ دیا کہ قیصر کی پینٹ اب ڈھیلی تھی--- مگر جب دیا تو چہرے پر پہلے سے زیادہ بڑی مسکراہٹ بکھری-

وہ پیلے رنگ کے گول گلے والے سویٹر اور بلیک رنگ کی ڈھیلی ڈھالی پینٹ میں ملبوس تھا--جو خاصہ خوبصورت لگ رہی تھی اس چاکلیٹی بوائے پر---

"تو وہ میسج پڑھتا ہے "

وہ زیر لب بڑے مسرت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ نہاء کر نکلی تھی جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔

بالوں کو سیدھے ہاتھ سے ڈرائی کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ڈریسنگ پر رکھا ہوا سیل اٹھایا اور کال ریسیو کر کے کان سے لگا لیا۔ کال زید کی تھی۔

وہ اچانک کیوں کال کر رہا ہے۔۔اس متعلق اس نے زیادہ سوچا نہیں تھا

" ہیلو نایاب"

ہیلو ماموں جان" عادت کے مطابق اس کے لیے مامو جان ہی نکلا منہ" سے۔۔۔

کیسی ہو ؟ ۔۔۔ سنا تھا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔" زید کے لہجے میں " جو ہچکچاہت تھی ایسا نہیں تھا کہ نایاب اسے محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔

"جی۔۔ ایسی بات نہیں ہے اب کافی بہتر ہوں میں۔۔۔"

ہمم۔۔۔ وہ مجھے دراصل تم سے بہت ضروری بات کرنی تھی بلکہ تمہیں" کچھ بتانا تھا جو بہت امپورٹنٹ ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہیں اس بارے میں علم ہونا چاہیے" زید نے اپنی شہادت کی انگلی سے پیشانی کی سائیڈ کھجاتے ہوئے کافی مشکل سے الفاظوں کو ترتیب دینے کی کوشش کی تھی۔۔جو ٹھیک ساؤنڈ کریں سننے میں۔۔۔کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کے نایاب کو کہاں سے بتانا شروع کرئے اور کس طرح اپنی بات کو صحیح طرح پیش کرئے۔۔۔کہ مقابل کو علم ہو کہ وہ غلط نہیں تھا۔ اس کا ارادہ کبھی غلط نہیں تھا۔۔بس حالات ہی ایسے تھے کہ وہ خاموش رہا۔

"جی بتائیں۔ میں سن رہی ہوں "

اس نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے ڈرائی مشین کو بند کیا۔ اور خود جا کر آہستگی کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

وہ دراصل میں شروع سے جانتا تھا کہ تم اور قیصر نکاح میں ہیں بلکہ میں" نے ہی قیصر کو مشورہ دیا تھا تم سے نکاح کرنے کا تاکہ۔۔"تاکہ کا لفظ

بولنے کے بعد وہ رک گیا تھا اور ہمت جمع کرنے لگا اسے صحیح وجہ بتانے کے لیے

ایسا نہیں ہے کہ نایاب نہیں جانتی تھی کے زید شروع سے علم رکھتا تھا ان کے نکاح کا لیکن وہ پھر بھی اس کی کہانی سننا چاہتی تھی چونکہ ہر بار ہر شخص کی کہانی میں کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور سامنے میں آتی ہے اور بس اسی نئی بات کو جاننے کا تجسس تھا اسے۔۔۔

"تاکے۔۔ تمہاری جائیداد قیصر کو مل سکے"

اور یہ وہ پہلا جھٹکا تھا جو زید نے اسے دیا۔

وہ کبھی زید کی بات پہ اعتبار نہ کرتی اگر اس کی بات التمش سے نہ ہوئی ہوتی اور اسے اس بات کا علم نہ ہوا ہوتا کہ قیصر کے لے پالک ہونے کے سبب عبدالرحمان صاحب کی جائیداد میں اس کا حصہ نہیں بنتا۔

" میں وکیل ہوں اور اس کا دوست بھی تو میں اس کا اچھا ہی چاہتا تھا اگر بعد میں جا کر عبدالرحمان صاحب کو تم سے محبت ہو جاتی اور وہ تمہیں اپنی نواسی کے طور پر قبول کر لیتے تو قیصر کا تو سارا قصہ ہی ختم ہوجاتا۔۔ساری جائیداد تمہاری تھی اس لیے میں نے اسے ایز آ فرینڈ مشورہ دیا اور تم سے نکاح کے لیے آمادہ کیا۔۔ " اس پر اتنا بڑا انکشاف کرنے کے بعد کچھ لمحے خاموش ہوا اس لڑکی کا ری ایکشن دیکھنے کے لیے لیکن وہ حیران تھا کے نایاب نے کوئی لفظی تاثر نہ دیا۔۔۔ جیسے سنا ہی نہ ہو

" تم سن رہی ہو ناں نایاب ؟ "

دوسری جانب سے آنے والی خاموشی نے اسے شک میں ڈالا۔ اس لیے فورا پوچھا۔ ۔

"جی"

" سب کچھ صحیح چل رہا تھا ۔۔ کہ اچانک ایک دن قیصر غائب ہو گیا۔ میں نے اسے بہت رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر اس کا فون سوئچ اف جا رہا تھا۔۔۔ پھر میری اس کے والد سے بات ہوئی انہوں نے بتایا کہ وہ باہر ملک چلا گیا ہے۔ اس کا یوں تمہیں اکیلے گھر میں چھوڑ کر بھاگ جانا مجھے بہت غیر ذمہ داری والا عمل لگا۔۔۔ مجھے لگا وہ دانستہ طور پر تمہیں مرنے

کے لیے چھوڑ گیا۔ اسی لیے میں نے کبھی تمہیں نکاح کے متعلق نہیں بتایا۔ مجھے لگا تمہیں تکلیف ہوگی۔ میں دیکھ رہا تھا زریاب تم سے بہت محبت کرنے لگا تھا تم بھی کرتی تھی۔ تو میں چپ رہا ویسے بھی قیصر نے کون سہ وہ نکاح محبت میں کیا تھا۔ اس کی نگاہ تو شروع سے صرف تمہاری جائیداد پر تھی۔۔ میں نے سوچ لیا تھا جب وہ واپس لوٹے گا تو میں خود جا کے اس سے بات کروں گا اور ڈیمانڈ رکھوں گا طلاق کی تمہاری جانب سے۔۔۔ " اپنی بات کہنے کے بعد سانس لینے کے لیے رکا۔۔۔

دوسری جانب ابھی بھی مکمل خاموشی طاری تھی۔

مگر مجھے قیصر سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا۔تمہارا اور " زریاب کا ایکسیڈنٹ جو ہو گیا تھا اچانک لیکن جب میں نے انویسٹیگیشن کروائی تو مجھے پتا چلا گاڑی کے بریک فیل تھے اور تم جانتی ہو فیل کس نے کروائے تھے" اس نے اتنا بڑا سوال چھوڑا تھا۔ ۔ اگر نایاب کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو تجسس کے مارے تیزی سے پوچھتی۔۔۔ (کس نے کروائے)لیکن وہ ابھی بھی خاموش تھی۔

بریک فیل قیصر نے کروائے تھے۔ میں جانتا ہوں تم میری بات پہ اعتبار " نہیں کرو گی لیکن ۔۔ " وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ مقابل بیٹھی وہ لڑکی جو پوری بات تحمل سے سن رہی تھی اس بار زید کی بات کاٹتے ہوئے بولی" "مجھے اعتبار ہے

کیا؟ " زید کو مانو جھٹکا لگا ہو۔۔وہ بغیر کسی پرووف کے اتنی بڑی بات" پر کیسے اعتبار کر رہی تھی۔ وہ بھی تب جب وہ اس کے شوہر کے خلاف ہو۔

"میں نے کہا مجھے اعتبار ہے "

اس نے پھر اپنی کہی بات خاصہ جتاتے ہوئے دہرائی۔

مگر اس کی آواز میں کوئی حیرانگی نہیں تھی۔۔ کوئی شاکڈ نہیں تھا۔۔۔

قیصر نے اس سے صرف جائیداد کے لیے شادی کی پھر اس کی محبت کا ایکسیڈنٹ کروایا جس کی وجہ سے اس کی یادداشت چلی گئی اور وہ ہمیشہ کے لیے اس سے چھن گیا۔ اتنا کچھ جاننے کے باوجود وہ لڑکی کیسے تحمل

سے جواب دے رہی تھی؟ کیسے اس لڑکی کی آواز میں کوئی حیرت نہیں تھی؟ زید یہی سوچ کر الجھ رہا تھا۔۔

تم میری بات کا اعتبار کرنے کے لیے تیار ہو بغیر کسی پرووف کے؟ " "
وہ چاہ کر بھی اپنی حیرانگی ظاہر کرنے سے نہیں روک سکا تھا خود کو۔۔

میں اپنے قیصر کے نیچر کو بہت اچھے سے جانتی ہوں اسی لیے میں "
"اعتبار کر سکتی ہوں آپ کی دونوں باتوں پر بغیر کسی پروف کے

اس لڑکی کی آواز بہت نارمل تھی یہ جملے ادا کرتے وقت۔۔ اور یہی بات سب سے زیادہ زید کو کھٹکی ۔۔۔

نایاب کے جانے کے بعد سے زریاب بہت ڈپریشن میں چلا گیا تھا ۔۔

پورے دن وہ خود کو کمرے میں بند رکھتا، چیزیں توڑتا ، ہر وقت اس کے کمرے سے رونے کی آوازیں آتیں۔

میمونہ خاتون بہت پریشان ہو گئی تھیں زریاب کو لے کر۔۔اسی لیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گئیں۔۔ ان کا اکلوتا بیٹا تھا اسے ڈپریشن سے نکالنا چاہتی تھی وہ۔۔۔

جب میمونہ خاتون نے اسے بتایا کہ ذریاب کی یادداشت واپس آگی ہے اور اس نے جو کچھ نایاب کے ساتھ کیا اس کی وجہ سے بہت پچھتا رہا ہے اور معافی مانگنا چاہتا ہے اس سے لیکن وہ کہیں دور چلی گئی ہے۔ اس کی کال تک ریسیو نہیں کرتی تو زید نے سوچا کیوں نہ وہ نایاب سے خود بات کرئے اور اسے ساری حقیقت سے آشنا کرئے جس سے وہ ابھی تک اندھیرے میں ہے

کے وہ قیصر ہے جس نے زریاب کی گاڑی کا بریک فیل کیا تاکہ اسے اور زریاب کو ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا کرسکے اور اس کی جائیداد پر ہمیشہ خود قابض رہے۔

اسے یقین تھا نایاب حقیقت جاننے کے بعد کہ

اصل کلپریٹ قیصر ہے نہ کے ذریاب۔ وہ اپنی محبت کو ایک موقع ضرور دے گی۔ آخر زریاب بھی تو ان سب میں وکٹم ہی ہے ناں۔۔اس کا تو کوئی

قصور نہیں۔ وہ تو خود قیصر کی چالوں کا مہرا بنا ہے بیچارا۔ لیکن اس لمحے جب وہ نایاب سے بات کر رہا تھا تو اسے بہت حیرت ہوئی کیونکہ اس لڑکی کا ری ایکشن بالکل بھی ویسا نہیں ملا تھا جیسا اس نے گمان کیا تھا۔

نہ کوئی پینک نہ کوئی غصہ نہ کوئی غم نہ کوئی اذیت نہ کوئی کرب ۔۔ کچھ بھی تو نہیں تھا اس کی آواز میں۔۔وہ تو بہت نارمل محسوس ہو رہی تھی۔۔

" شاید تم نے ٹھیک سے سنا نہیں نایاب۔۔میں نے کہا قیصر نے کار کے بریک فیل کروائے تھے۔۔ذریاب مر سکتا تھا۔ زندگی بھر کے لیے اپاہج ہو سکتا تھا۔"

"مگر ہوا تو نہیں ناں "

مقابل نے دوبدو سپاٹ سے لہجے میں کہا تو زید کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

" کیا؟"

"آپ کو کیا لگتا ہے ماموں جان۔۔۔ میرا شوہر اتنا بےغیرت ہے کہ اس کی بیوی اس کے سامنے کسی غیر مرد کے پاس جانے کی خواہش کرئے گی اور وہ کہے گا ہاں بیگم جاؤ۔ آپ خود کو اس کی جگہ رکھ کے دیکھیں۔۔کیا آپ اپنی بیوی کو تھال میں رکھ کر پیش کر سکتے ہیں کسی دوسرے مرد کے سامنے ۔۔یہ تو عام فہم بات ہے ناں۔۔وہ غیرت میں آ کے ایکشن لے گا اور اس نے لیا۔۔وہ اپنی جگہ غلط نہیں تھا۔ غلطی آپ کی تھی آپ نے ذریاب کو اور مجھے اندھیرے میں رکھا۔ جس کے سبب یہ حالات پیدا ہوئے۔ "اس کا جواب سن ۔۔زید سٹپٹا گیا تھا ۔۔ خاصہ شرمندہ بھی ہوا

" ماموں جان آپ کو چاہیے تھا کہ آپ مجھے حقیقت سے آشنا کرتے اور پھر فیصلہ مجھ پر چھوڑتے۔۔۔آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔ قیصر بھاگا نہیں تھا اسے نانا جان نے زبردستی بھیج دیا تھا۔۔یاد رکھیے گا

میرا قیصر ذمہ داریوں سے نہیں بھاگتا۔ " میرا قیصر کہتے وقت جو اس لڑکی کے لہجے میں مان تھا وہی زید کو بتانے کے لیے کافی تھا کہ وہ قیصر کو کسی معاملے میں قصوروار نہیں ٹھہراتی۔

اور زریاب کا کیا؟ میں مانتا ہوں تم قیصر کی بیوی ہو اس کی غیرت بیچ " میں آگئی لیکن اس نے تو تم سے جائیداد کے لیے شادی کی ہے ورنہ منگیتر ہے اس کی دنیا کی نظر میں ایک۔۔۔تمھارے ہوتے ہوئے آج تک منگنی نہیں توڑی اس نے ۔۔ جبکے دوسری جانب زریاب ہے جس نے تم سے بے لوث محبت کی ۔۔۔اور کرتا ہے۔۔ان سب میں اس بیچارے کی تو کوئی غلطی نہیں رہی شروع سے ۔ قیصر وہ ایکسیڈنٹ نہ کرواتا تو اس کی یادداشت نہ جاتی۔۔ اور تم بھی جانتی ہو وہ تمھیں کبھی نہیں چھوڑتا اگر اس کی یادداشت نہ جاتی تو۔۔۔"زید نایاب کو احساس دلا رہا تھا کے ایک وقت قیصر کی محبت بھی مطلبی ہے وہ غرض لیے ہوئے ہے۔۔مگر زریاب۔۔۔وہ آج بھی اسے بے لوث محبت کرتا ہے۔

وہ اسے کس بات کی سزا دے رہی ہے ان سب میں؟؟

کیا آپ جانتے ہیں آپ کے بھانجے نے جو مجھ سے بے لوث محبت کرتا " ہے۔۔میرا ریپ کرنے کے لیے دو لڑکے بھیجے تھے. آج یقین کریں وہ جیل میں سڑ رہا ہوتا اگر میں اس کی بےلوث محبت کا قرض اتارنے کے لیے خاموش نہ رہتی۔ اسی بےلوث محبت کا قرض اتارنے کے لیے میں نے قیصر تک کو چپ کرا کے رکھا۔ اسے بھی وعدے میں باندھا کہ وہ آپ کی بہن اور بھانجے کو کچھ نہیں کرئے گا ورنہ یقین کریں جس دن میری نازیبا تصویریں وائرل ہوئی تھیں اسی دن آپ کے بھانجے کی گردن مڑوڑ دی جاتی۔" اپنی بات کہنے کے بعد وہ خاموش ہوئی دوسری جانب بھی مکمل سناٹا چھا گیا تھا

زید کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔اسے خبر نہیں تھی کہ ذریاب نے نایاب کا ریپ تک کرانے کی کوشش کی ہے۔

وہ نہایت شرمندہ ہو گیا تھا۔۔

اب الفاظ ختم ہو گئے تھے اس کے پاس ذریاب کی حمایت کے لیے۔۔

یادداشت جانے کو وہ انسانیت سے گرنے کا بہانہ نہیں بنا سکتا۔ فلحال "
میمونہ انٹی کو میری طرف سے پوچھیے گا۔۔ اور ہاں ان سے کہیے گا میرا
ایک موبائل ہے ان کے پاس۔ میں اپنا ایڈریس سینڈ کر دوں گی مجھے بھیج
دیں ویسے تو پیسے کا بھی بڑا حساب نکلتا ہے لیکن ذریاب کی بےلوث
"محبت کا قرض اتارنے کے لیے میں نے اسے بھی معاف کیا

اور اتنا کہہ کر نایاب نے کال ڈس کنیکٹ کر دی۔

تو مسٹر قیصر نے مجھ سے جائیداد کے لیے شادی کی تھی --- ہمم--- تبھی "
شروع میں چڑچڑا سہ رہتا تھا۔۔" وہ یہ جملہ ادا کرتے وقت بڑے دلفریب
انداز میں مسکرائی۔

پرانی یادیں اس کی آنکھوں کے آگے تصویر کی طرح چل رہی تھیں۔

اس کا صبح صبح اٹھ کر اسکول کے لیے تیار کرنا، اس کا کیلے کا جوس
بنانا، اس کا چوٹی بنانا، اس کا پیار سے گود میں بٹھا کر ناشتہ اور کھانا
کرانا، اس کا ہر وقت میرا جگنو میرا جگنو کرتے پھرنا، اس کا بیمار پڑ
جانے پر پوری پوری رات جاگ کر تیمارداری کرنا

ماں باپ۔۔ بھائی ۔۔۔دوست ۔۔شوہر سب کچھ وہی تو تھا۔

کی ہو گی اس نے کسی غرض میں شادی لیکن نایاب جانتی ہے نبھائی اس
بندے نے شروع سے پورے دل سے ہے۔

کیوں ناں میں قیصر کو تنگ کروں۔۔ہو سکتا ہے ڈر کے مارے وہ مجھے "
کال کرئے اور مجھے ایکسپلین کرنے کی کوشش کرئے معاملے کو۔۔اس
طرح بات ہو جائے گی اور میں اتنے دنوں بعد اس کی آواز سن لو گی۔۔۔
کی نرم گرم میٹھی سی آواز۔۔ کان ترس گے ہیں سننے کے HJ ہائے میرے
لیے" اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ۔۔وہ ایک گہری اہ بھرتے ہوئے چلبلے
سے انداز و فدا فدا لہجے میں بولی۔

اور یہ روپ اس کا قیصر کے لیے ہی تو خاص تھا۔۔۔

قیصر ابھی بھی اس کے میسجز کا ریپلائی نہیں کرتا تھا لیکن اس کے
باوجود وہ کرنا نہیں چھوڑتی تھی۔ کیونکہ اس کے نزدیک قیصر تنہا تھا اور
شدید غم میں تھا اپنے بچوں کے۔۔۔اور وہ سمجھ سکتی ہے اس غم و کرب کو

کیونکہ اس نے بھی یہ غم سہا ہے۔ اسے تو یہ خوشی دوبارہ مل گئی مگر قیصر۔۔وہ بیچارا ابھی تک محروم ہے۔۔۔

وہ تو کتنا دور آگئی تھی لیکن قیصر ۔۔وہ ابھی بھی اسی گھر میں تھا جہاں ان کے بچوں سے جوڑی یادیں بسی تھیں۔۔ وہ تو رو لی۔۔عورت تھی ناں۔۔۔ مگر وہ بیچارا تو رو بھی نہیں سکا تھا۔۔

پچھلی بار جب دور ہوئے تھے تب بھی قیصر نے اس کا خیال رکھنا نہیں چھوڑا تھا۔ اس بار وہ بھی یہی کر رہی تھی اپنے میسجز کے ذریعے۔۔

وہ اسکی ہر وقت کی تنہائی کو بانٹتی تھی۔۔۔

اسے یقین تھا وہ اپنے میسجز کے ذریعے ہر وقت اس کی زندگی میں شامل رہتی ہے۔۔اس کے قریب رہتی ہے۔

زید ماموں کی کال آئی تھی آج مجھے۔۔۔انہوں نے مجھ سے کہا ۔۔کہ تم نے " مجھ سے صرف جائیداد کے لیے شادی کی ہے۔۔کیا واقعی ایسا ہے؟؟ " اس نے دانستہ طور پر کوئی میٹھا لفظ استعمال نہیں کیا تھا اس پورے میسج میں تاکہ قیصر کو معاملے کی سیریسنس کا احساس ہو۔

جہاں انگلینڈ میں تین بج رہے تھے وہیں پاکستان میں اس وقت اٹھ بجے کا ٹائم تھا۔

قیصر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب میسج کی بیل رنگ ہوئی۔۔

ایک لمحے کی دیری کیے بغیر۔۔ اس نے گاڑی سائیڈ میں لگا کر ۔۔۔سیل کوٹ کی جیب سے نکالا اور میسج کھولا ۔۔۔

بس میسج کا پڑھنا تھا۔۔۔ کہ اس کا دماغ گھوم کے رہ گیا۔۔

ڈیمٹ۔۔۔۔ ان ماموں بھانجے نے کیا قسم کھا رکھی ہے میری شادی شدہ زندگی" تباہ کرنے کی۔۔۔ جب ہمارے درمیان سب ٹھیک ہونے لگتا ہے ان دونوں ماؤں بھانجے میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ٹپکتا ہے بیچ میں۔۔۔" اگر کہا جائے کہ قیصر اس میسج کو پڑھنے کے بعد شدید خوف میں مبتلا ہوا۔۔۔تو غلط نہ ہوگا۔

اس لڑکی کو تو شاید اندازہ بھی نہ ہو ۔ کتنا ڈرتا ہے وہ اسے کھونے سے۔۔۔

نایاب نے پھر پورے دن دانستہ طور پر کوئی میسج نہ کیا لیکن وہ نہیں جانتی اس کا میسج نہ کرنا قیصر کا دل ہلا رہا تھا۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

آہ۔۔ آہہ۔۔۔اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ قیصر۔۔۔ " وہ قیصر کے میسج یا کال کا انتظار کر رہی" تھی کل سے۔۔۔

لیٹے لیٹے اچانک پیٹ میں شدت سے درد کی ٹیس اٹھی۔۔

اسے فورا ہی ہسپتال لے جایا گیا۔۔

درد کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ وہ چیخیں مار رہی تھی۔۔

اور جب اسے آپریشن روم میں لے جایا گیا۔۔ اور بے ہوشی کا انجکشن لگا۔۔۔ تو آنکھ بند کرتے ہوئے اس نے شدت سے قیصر کو یاد کیا۔۔

❤*Husny Kanwal*❤

قیصر۔۔ قیصر۔۔۔ قیصر "اس میٹھی سی آواز پر اس نے انکھ کھول کر دیکھا" --

وہ اس کے پاس آکر۔۔ بالکل اس سے لگ کر بیٹھی۔۔۔ ساتھ ہی اس کے سینے پر اپنا سر رکھا۔۔قیصر نے محسوس کیا وہ رو رہی ہے۔۔

اس کے دہکتے آنسو قیصر کو اپنی شرٹ میں جذب ہوتے محسوس ہوئے۔۔

قیصر اس وقت میرے ساتھ رہو۔۔ مجھے اکیلا مت چھوڑو۔۔ " قیصر نے " اسے روہانسہ و منتی آواز میں منمناتے سنا۔۔۔

تم اکیلی نہیں ہو۔۔ میں ہوں ہمیشہ تمھارے ساتھ" قیصر نے فورا ہی اس کی" کمر پر ہاتھ رکھ کر سہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

تم ہو ناں میرے ساتھ؟ " اس حسین لڑکی نے اپنی ڈب ڈبائی ہوئی چمکتی" آنکھوں کو اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے پھر پوچھا ۔جیسے تصدیق چاہتی ہو اس کے ساتھ ہونے کی۔۔

"بالکل۔۔۔ میں ہمیشہ اپنے جگنو کے ساتھ ہوں"

اس نے دونوں ہاتھوں کا پیالہ بنا کر ۔۔اس لڑکی کے چمکتے چہرے کو اس میں قید کر۔۔

آنکھوں میں آنکھیں ڈال بڑی محبت سے کہا۔۔

ساتھ رہنا۔۔ " اور بس یہ جملے سننا تھا کہ اس کی آنکھ کھلی۔۔۔"

پاکستان میں اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔۔

پورا دن اس حسین نوجوان کا کافی ٹینشن میں گزرا تھا ۔۔وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی پیشانی ہی مسل رہا تھا جب اس کی آنکھ لگی۔۔۔

اور نایاب اس کے پاس چلی آئی۔۔

وہ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ سویا ہوگا بس۔۔

ایک بار وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تب اس کے پاس آئی تھی جب وہ بچپن میں بہت تکلیف میں تھی۔ اور آج پھر وہ آئی تھی۔۔اور اس وقت بھی وہ بہت تکلیف و نازک مرحلے سے گزر رہی تھی اپنی زندگی کے۔۔۔جس میں وہ قیصر کو اپنے ساتھ چاہتی تھی۔

آنکھ کھلنے کے باوجود بھی۔ ۔ قیصر نے باقاعدہ محسوس کیا تھا اس کے آنے کو۔۔وہ کوئی خواب نہ لگا اسے۔۔ بالکل حقیقت جیسا تھا۔۔۔

دوسری جانب نایاب کی آنکھ کھلی۔۔۔

کمرا برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔

کیونکہ جڑوا بچے تھے اور نایاب کی پریگننسی میں شروع سے ہی کمپلیکیشنز رہی تھیں اسی لیے اس کا آپریشن کیا گیا۔

ڈاکٹر کیا وقت ہو رہا ہے؟ " کہنے کو وہ غنودگی کے عالم میں تھی لیکن " اس نے وقت پوچھا۔۔۔

اٹھ بج کر پانچ منٹ ہو رہے ہیں۔۔۔ اور مبارک ہو ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوا " ہے آپ کو۔۔ "ڈاکٹر کے مسرت بھرے لہجے میں اطلاع دیتے ہی وہ ہلکا سہ مسکرائی۔۔

" کتنی دیر ہوئی ہے میرے بچوں کو دنیا میں آئے؟ "

لڑکے کو چار منٹ اور لڑکی کو دو منٹ" ڈاکٹر اپنا کام کرتے ہوئے " جوابدہ ہوئی۔۔ جسے سن۔۔۔نایاب نے اطمینان سے آنکھ دوبارا بند کر لی۔۔۔

دنیا کی نظر میں مانا وہ دونوں میاں بیوی میلوں دور فاصلے پر تھے لیکن روح کے اعتبار سے۔۔وہ پانچ منٹ ان دونوں نے ساتھ گزارے تھے جب ان کے بچے دنیا میں آئے۔۔۔

❤️اور اسے کہتے ہیں میاں بیوی کی سچی و پاکیزہ محبت

#جاری_ہے

.

تین سال بعد۔۔

امی یہ لیں۔۔سیب کھائیں اور اسے مجھے دیں۔۔آپ کب سے اسے لیے بیٹھی " ہیں ۔۔ آپ کے لیے اتنی دیر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے ابھی۔۔کتنی بار کہا ہے میں نے آپ سے" نایاب نے سیب کی پلیٹ اپنی والدہ کو پکڑائی۔۔ ساتھ ہی اپنی بیٹی کا ننھا سہ ہاتھ پکڑ کر اسے نانی کی گود سے اتارا۔۔۔

ماما گودی۔۔ " وہ ننھی سی پری اپنی نانی کی گود سے اترتے ہی اب اس" کی گود میں چڑھنے کی ضد کر رہی تھی۔

نہیں۔ کوئی گودی نہیں ۔۔جا کر بھائی کے ساتھ کھیلو۔۔ہر وقت گود میں مت " چڑھی رہا کرو۔۔۔ " اس نے طالعہ کو ڈپٹنے والے لہجے میں کہہ کر ۔۔۔شہادت کی انگلی کے اشارے سے مہر کے کمرے کا رخ کروایا تھا۔

ڈانٹا مت۔۔۔کرا کرو ۔۔۔تم بچی کو۔۔۔ " اسے طالعہ سے سختی سے بات کرتا " دیکھ۔۔اس کی والدہ فورا ٹوکنے والے انداز میں اٹک اٹک کر بولیں۔۔جس پر اس نے بے بسی سے اپنی پیشانی مسلی۔۔

اس کی والدہ کافی بہتر ہو چکی تھیں۔۔ تھوڑی بہت باتیں بھی کرنے لگی تھیں لیکن ان کی باتیں صرف اور صرف طالعہ اور مہر کے متعلق ہی ہوا کرتیں۔

نایاب کی بنائی دوائی سے وہ کافی تیزی کے ساتھ بہتری کی جانب آ رہی تھیں پہلے کی طرح وہ گم سم سی بیٹھی نہیں رہتی تھی اب ہر وقت بلکہ بولا کرتیں۔۔چلا پھرا کرتیں کھانا تک کھا لیتی اب تو اپنے ہاتھوں سے اور

ساتھ ساتھ بچوں سے پیار کرتیں--انہیں اپنی گود میں لیتیں--انہیں کھلاتی اور اگر نایاب ان ننھے منے پھولوں کو ڈانٹتی تو وہ اسے ڈانٹنے لگتیں --

عبدالرحمان صاحب نے تو امید ہی چھوڑ دی تھی کہ ان کی بیٹی کبھی صحیح ہو سکے گی لیکن نایاب کی دوائی نے جیسے میریکل کر دیا ہو--

وہ بہت خوش اور مطمئن تھے یہی وجہ تھی کہ وہ عشال کو نایاب کے ساتھ رہنے دے رہے تھے-

اچھا-- سوری نہیں ڈانٹ رہی میں آپ کی لاڈلی کو--- " وہ فورا ہی لچکدار " لہجے میں معذرت کرنے لگی--

HJ اچانک لاؤنج میں چلنے والی ایل سی ڈی پر جب " HJ..HJمام-- مام---" کا خوبصورت چہرہ نمودار ہوا تو اس کی چھوٹی سی بیٹی تالیاں بجا بجا کر اسے متوجہ کرنے لگی-

کا HJ دونوں ماں بیٹی میں ایک بات بڑی کامن تھی کہ جیسے ہی پرفارمنس شروع ہوتا دونوں ماں بیٹی سارے کام کاج چھوڑ چھاڑ کر ایل سی ڈی کے سامنے بیٹھ جاتیں- اس لمحے بھی نایاب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر طالعہ کو عجلت سے گود میں اٹھاتی---صوفے پر آ کر ٹک گئی تھی---

وہ نوجوان کہاں جانتا ہوگا کہ پہلے صرف اس کا جگنو دیکھتا تھا اسے شوق سے--اب اس کا لٹل جگنو بھی دیکھتا ہے- اور نہ صرف دیکھتا ہے وقفے وقفے سے خوب خوشی سے تالیاں بھی بجاتا ہے جیسے نہ جانے کتنا سمجھ آتا ہو اس کا گایا ہوا گانا----

پاپا آرہے ہیں" گانے کی آواز سن-- مہر کمرے سے فورا نکل کر آیا تھا" اور بڑے شوق سے آ کر وہ بھی صوفے پر بیٹھ گیا--

بلاتا لیکن شوق Hj مانا مہر طالعہ کی طرح تالیاں نہیں بجاتا تھا نہ ہی اسے سے وہ بھی بڑا دیکھتا تھا اپنے والد کو---

اب نایاب بیچ میں تھی اور اس کے دو لٹل جگنو دائیں بائیں اور تینوں ہی ایل کی پرفارمنس دیکھ رہے تھے--- HJ سی ڈی پر نظر جمائے

اس خوبرو نوجوان کی پرفارمنس ختم ہونے کے بعد جس طرح کراؤڈ میں
once more

کی صدائیں گونج رہی تھیں اسی طرح نایاب کے گھر میں بھی ماں بیٹی کی صدائیں گونجتی سنائی دے رہی تھیں۔

بس کرلو(کرو)۔پاپا تھک گے ہونگے۔۔ دیکھووو ان کا سانس بھی پھول" لرہا(رہا)ہے۔" مہر بہت حساس طبیعت کا مالک تھا۔ باقی لوگ جہاں اس کا گانا سننے کی فرمائش میں لگے پڑے تھے وہیں وہ صرف یہ نوٹس کر رہا تھا کہ اس کے باپ کا سانس پھول رہا ہے۔ وہ گھرے گھرے سانس لے رہا ہے۔ وہ تھکا ہوا ہے۔

مہر کے اپنی میٹھی و ہلکی سی توتلی آواز میں طالعہ کو ٹوکتے ہی۔۔۔نایاب مسکرا دی تھی۔

اووو۔۔۔ دیکھو ذرا۔۔پاپا کا کتنا خیال ہے میرے چھوٹو کو۔۔ " نایاب چاہ کر " بھی خود کو روک نہیں سکی تھی اس کے گال کو محبت میں چٹکی میں بھر کر کھینچنے سے۔۔۔

جس پر وہ اپنی عادت کے مطابق فورا ہی اپنے گال سہلاتے ہوتے چڑھنے لگا۔

طالعہ و مہر کے چہرے کے نقوش بالکل کھڑے تھے اپنے باپ کی طرح لیکن آنکھیں۔۔۔ وہ اپنی ماں پر گئی تھیں چمکتی ہوئی بھوری بھوری سی۔۔۔

آپی۔۔ میں ذرا پارٹی کے لیے نکل رہی ہوں " وہ سڑھیوں سے اتری ۔۔تو" نایاب تو صرف اس کی ڈریسنگ ہی دیکھ کر رہ گئی۔ وہ کافی بولڈ لباس میں ملبوس تھی۔

ڈارک ریڈ کلر کی شرٹ جو اس کے پیٹ کے مقام کو چھپانے کے لیے نا کافی تھی۔۔اور آگے کا گلا بھی کافی گہرا تھا جس سے اس کی دودھیائی رنگت ظاہر تھی۔ اس پر بلیک کوٹ اور بلیک ٹراؤزر۔۔اور یہ کوٹ بھی صرف اس نے نایاب کے سامنے ہی پہنا تھا ورنہ پارٹی میں اسے پہننے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔

وہ خوبصورت تو لگ رہی تھی مگر باہر جانے کے لیے قابل قبول نہیں۔۔

جہاں اس کے دونوں بچوں کی آنکھیں اپنی خوبصورت خالہ کو دیکھ کر چمکی تھیں وہیں نایاب کی آنکھیں برہمی سے ابل آنے کو ہوئیں تھیں۔

یہ کیا پہنا ہے؟۔ ہم مسلم ہیں کیا بھول جاتی ہو تم؟ اس طرح کے لباس " " نہیں پہنتے ہیں

اوو میری آپی۔۔وہاں صرف لڑکیاں ہونے والی ہیں۔آپ ٹینشن نہ لیں " اوکے۔۔اور ویسے بھی میں جلدی آجاؤں گی۔بائے بائے بائے" وہ عادی تھی نایاب کے لیکچر سننے کی اس لیے کانوں میں گھماتی ہوئی۔تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گئی تاکہ مزید سننے کو نہ ملے۔۔

" تانیہ۔ تانیہ۔۔ یہ لڑکی سنتی ہی نہیں ہے۔۔"

پیچھے سے اسے آواز دیتے ہوئے۔۔ اس نے غصے و بےبسی کی ملی جھلی کیفیت میں اپنی مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

اس کے گروپ میں دو تین مسلم لڑکیاں اور بھی تھیں لیکن وہ بھی بالکل مغربی طرز میں ہی جیا کرتیں۔ اسی لیے تانیہ کو نایاب کی سختیاں اور بار بار یہ کہنا کہ ہم مسلم ہیں بالکل پسند نہیں آتا تھا۔ وہ انھیں بےجا سختیاں گمان کر اب نظر انداز کر دیا کرتی ۔۔

ابھی وہ غصے سے لال پیلی ہو کر تانیہ کو جاتا دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کا سیل رنگ ہونے لگا۔

اپنا سر جھٹکتے ہوئے۔۔سائیڈ ٹیبل کے پاس جا کر اپنا سیل اٹھایا۔۔

کال پروفیسر دامل خان کی تھی اس لیے فورا ہی ریسیو کی۔۔۔

نایاب۔۔ کیا میں صحیح سن رہا ہوں تم نے فارمولا بنا لیا ہے؟ " وہ خاصہ" گمبھیر لہجے میں استفسار کر رہے تھے۔

نایاب نے انھیں شروع میں ہی بتا دیا تھا کہ وہ اپنی ماں کے لیے دوائی بنانا چاہتی ہے جو ایک ذہنی طور پر بیمار خاتون ہیں جن کا علاج سالوں سے چل رہا ہے لیکن کوئی دوائی انھیں آفاقہ نہیں کرتی صرف وقتی ذہنی سکون دے کر سلاتی ہے۔

پروفیسر دامل نے اس حوالے سے نایاب کو فل اجازت دی کیونکے وہ خود بھی جانتے تھے کے جتنی ذہین وہ لڑکی ہے-- وہ یہ کام کر لے گی بلکہ وہ تو بےصبری سے انتظار کر رہے تھے نایاب کی اس میریکل میڈیسن کے بننے کا---

نایاب ان کی آواز سے ہی محسوس کر سکتی تھی کہ وہ کافی ایکسائٹڈ ہیں۔

اس حفصہ کے پیٹ میں کوئی بات ٹکتی کیوں نہیں ہے" وہ دل ہی دل " حفصہ کو ملامتیں کرنا شروع ہو چکی تھی۔

کسی (E) نہیں-- ابھی کام کر رہی ہوں میں اس پر-- " وہ ابھی اپنا فارمولا" سے شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

فارمولا صرف اس نے اپنی ماں کے لیے خاص بنایا تھا-- اس کی ماں E وہ کی ایج کے مطابق وہ فارمولا بالکل ٹھیک تھا

لیکن باقی لوگوں کے لیے ٹھیک ہو یہ ضروری نہیں-- بلکہ نایاب کو ڈر تھا کا کام کرسکتا ہے دوسری poison کہ وہ زیادہ استعمال کرنے پر پوائزن ایج کے لوگوں کے لیے-- کیونکہ اپنے فارمولے کو بنانے کے لیے اس نے کا بھی استعمال کیا تھا-- جس کا زیادہ یا کم مقدار میں استعمال chozaril اسے پوائزن کی صورت دے رہا تھا۔

یہ فارمولا بہت ہی نایاب تھا بالکل اس کی طرح---لیکن جہاں وہ نایاب تھا وہیں خطرناک بھی---

فارمولے کے متعلق آگاہ نہیں E یہی وجہ تھی کہ اس نے پروفیسر تک کو کیا تھا۔ اور نہ ہی وہ کرنا چاہتی تھی۔ اس کا کام ابھی جاری تھا۔

وہ اچھے سے واقف تھی یہ فارمولا کسی ایٹمی ہتھیار کی طرح ہے جس کا صحیح استعمال بہت ضروری ہے ورنہ یہ لوگوں کی جان پر بن جائے گا اور جتنا یہ نایاب ہے مینٹلی ہیلتھ والے لوگوں کے لیے-مارکیٹ میں آتے ہی تہلکہ مچا دے گا۔ لوگ پاگل ہو جائیں گے اسے خریدنے کے لیے---

نایاب فورا لیب آو اور مجھے دکھاؤ--"نایاب ان کی بات سن کر سمجھ گئی" تھی کہ انہیں بھنک لگ چکی ہے-- اب وہ کسی صورت بغیر دیکھے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ان کے کال ڈس کنیکٹ کرتے ہی نایاب نے جزبز ہو کر اب حفصہ کو کال ملائی تھی۔۔

وہ لیب میں ہی تھی اس لمحے۔۔ جب نایاب کی کال آتی دیکھاس نے اپنے نیچے کے ہونٹ کو کس کے دبایا۔۔

پھر ایک بار پورے ماحول پر جائزہ لیتی نگاہ ڈالنے کے بعد تیزی سے اپنا سیل لے کر لیب سے باہر نکل گئی اور سڑھیوں کی جانب آئی۔۔جہاں اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

اس نے نہایت ڈرتے ڈرتے کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگایا ۔۔ اور بس کان سے لگانا تھا کہ دوسری جانب سے نایاب کی برہم آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔

کیا ضروری ہے ہر بات اپنے کرش علی کے کان میں جا کر اگلنا ؟ " " مقابل کے جزبز ہوکر استفسار کرتے ہی حفصہ شرمندگی سے نظر جکھاکر۔۔۔اپنی پیشانی مسلنے لگی۔

" سوری۔۔ بس میرے منہ سے نکل گیا یار۔۔۔"

وہ فورا ہی معذرتی انداز میں بولی۔

منہ سے نکل گیا؟ رئیلی؟؟ ... اس سے زیادہ گھٹیا ایکسکیوز نہیں دے" سکتی تم مجھے؟۔۔" نایاب کی آواز بہت میٹھی اور سریلی تھی۔ کہ وہ کبھی غصہ بھی کرتی تھی نا تو اس کی میٹھی آواز کے سبب وہ خاص معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن اس لمحے حفصہ کو اس کی آواز بہت سخت سنائی دی۔ جس سے وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ اس پل نایاب کس قدر آگ بگولا ہوئے بیٹھی ہے۔

سوری ناں یار۔۔۔ "حفصہ شرمندگی کی انتہاء گہرائیوں میں اتر چکی تھی۔۔" اسے واقعی بہت دکھ ہورہا تھا اب۔۔۔ کہ اس نے نایاب کا بھروسہ توڑا وہ بھی صرف اپنے کرش(علی_ پروفیسر دامل خان کا بیٹا) کو امپریس کرنے کے لیے۔۔

سوری اپنی جیب میں رکھو اب۔۔۔کیا کروں میں اس کا؟۔۔۔ میں نے تمہیں " بتایا تھا جب تک وہ فائنلائز نہیں ہو جاتا۔۔۔میں مطمئن نہیں ہو جاتی پوری

طرح۔ میں اس کے متعلق کسی کو نہیں بتاؤں گی لیکن دیکھو تم نے کیا کیا۔ "وہ چمکتی آنکھوں والی گڑیا اس لمحے انگارے چبا رہی تھی۔ کہ بس نہ چلتا ہو کہ حفصہ سامنے آئے اور وہ اس کا گلا دبا دے۔

سوری۔۔ بٹ پروفیسر ہی تو ہیں۔ آج نہیں تو کل تمہیں ویسے بھی انہیں تو" انفارم کرنا ہی تھا ناں۔ بغیر ان کے اپروول کے کوئی چیز آگے نہیں بڑھ " سکتی یہ تو تم بھی جانتی ہو۔

پہلے تو وہ معذرت کر رہی تھی لیکن اب وہ اسے فیکٹ سمجھانے کی کوشش کرنے لگی دوسرے لفظوں میں کہا جائے تو اپنی غلطی کو کور۔اپ کر کے نایاب کا غصہ ٹھنڈا کرنا کی کوشش میں لگی تھی ساتھ ہی وہ خود کو اس گلٹ سے بھی نکالنا چاہتی تھی کہ اس نے دھوکہ دیا ہے۔ بھروسہ توڑا ہے وہ بھی اپنی سب سے اچھی سہیلی کا۔ جو اس کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مرنے تک کے لیے تیار ہو گئی تھی۔

حفصہ مجھے اچھے سے پتہ ہوتا ہے کہ مجھے کب، کیا کرنا ہے۔ جب " مجھے لگتا کے میرا فارمولا پرفیکٹ بن چکا ہے تب میں خود جا کے بتاتی پروفیسر کو۔۔ " دنیا کے لوگ پیسے کی خاطر کیسے بدلتے ہیں یہ نایاب سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔

اس نے میمونہ خاتون جیسی میٹھی عورت کو صرف پیسے کے پیچھے بدلتے دیکھا تھا۔ اور وہ اچھے سے جانتی تھی جس کام میں پیسہ آجائے وہاں لوگ اندھے ہو جاتے ہیں۔

وہ ایک ذہین فطین اور دور اندیش عورت تھی اسی لیے اپنا فارمولا چھپا کر رکھ رہی تھی۔ جب تک وہ اسے پرفیکٹ نہیں کر دیتی۔

اچھا بابا۔۔ " ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ دوسری جانب سے نایاب نے کال " ڈسکنیکٹ کر دی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ہیلو نانا جان۔۔ " ایک بجے قریب جب اس کی کال آئی تو عبدالرحمان" صاحب نے فورا ریسیو کی۔۔

کال کے ریسیو ہوتے ہی دوسری جانب سے روہانسہ آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرائی جس پر وہ پریشان ہوکر۔۔ اٹھ کر بیٹھے۔

" ہیلو۔۔ خیریت ہے لڑکی؟"

انہیں شاید خود بھی علم نہیں ہوگا ان کی آواز میں کس قدر فکر جھلک آئی تھی اس لڑکی کے لیے جس سے کبھی وہ شدید نفرت کیا کرتے تھے

ان تین سال میں بہت کچھ بدلا تھا جن میں سے ایک مثبت تبدیلی عبدالرحمان صاحب کے جذبات تھے نایاب کو لے کر۔۔۔

اب نانا نواسی میں تھوڑی بہت باتیں ہو جایا کرتی تھیں۔۔

نہیں۔۔۔ آپ کو تو پتہ ہے ناں میں نے مام کے لیے ایک خاص دوائی بنائی " ہے جو صرف ان کے لیے ہے۔ نانا پروفیسر اس دوائی کا فارمولا مانگ رہے ہیں مجھ سے۔ اور میں نہیں دینا چاہتی ابھی" اس نے ابھی کا لفظ استعمال کیا تھا جو یہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ ایسا نہیں ہے کہ وہ زندگی بھر اس دوائی کو چھپا کر رکھنا چاہتی ہے۔ وہ بس ابھی نہیں دینا چاہتی۔

مجھے ڈر ہے نانا جان۔ میرا یہ فارمولا کسی غلط ہاتھ میں نہ پڑ جائے۔۔۔"
" لیکن یہاں رہتے ہوئے پروفیسر کو منع بھی نہیں کر سکتی

ایسا نہیں ہے کہ نایاب کو پروفیسر کی نیت پہ کوئی شک تھا بس وہ لوگوں کے ایمان آزمانا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ جب ایمان آزمائے جاتے ہیں تو اکثر بھرم ٹوٹ جاتے ہیں۔

" تم پاکستان آجاؤ پھر "

عبدالرحمان صابحب حتمی لہجے میں بولے

" مگر۔۔۔ مجھے اس پہ کام کرنا ہے ابھی۔"

وہ احتجاجی انداز میں فورا بھول اٹھی تھی۔

تب ہی کہہ رہا ہوں پاکستان آجاؤ۔۔عبدالرحمان یوسف کی اکلوتی نواسی ہو " تم۔۔میں پوری ٹیم تمہارے نیچے لگا دوں گا کام کے لیے۔۔۔ فکر مت کرو بس "سامان پیک کرو اپنا اور اپنی ماں کا

لیکن۔۔ قیصر" اس نے بہت آہستگی سے قیصر کا نام لیا۔اس کی آواز میں" ڈر جھلکا تھا۔۔ جسے عبدالرحمان صاحب نے محسوس بھی کر لیا تھا۔

قیصر کون ہوتا ہے کچھ کہنے والا۔ تمہیں بھیجا بھی ہم نے تھا واپس بھی " ہم ہی بلا رہے ہیں" عبدالرحمان صاحب اپنے رعبدار انداز میں بولے۔

میں اپنے بچوں کے ساتھ واپس آنا چاہتی ہوں"نایاب نے اپنی بات کے " ذریعے اشارتا ان پر ظاہر کیا تھا کہ وہ مزید قیصر سے اپنے بچے نہیں چھپانا چاہتی۔

ظاہر سی بات ہے ساتھ ہی آؤ گی نا۔ایک ماں سے بچے تو الگ ہونے سے " رہے۔ " وہ ہلکے سے خفگی سے بولے تو نایاب مسکرا دی۔

وہ نہیں جانتے ان کی ایک اجازت نایاب کی خزاں جیسی زندگی میں بہار لے آئی تھی۔

ماضی کی یاد اس کی آنکھوں کے پردوں کے آگے لہرانے لگی جب قیصر کا میسج آیا تھا طالعہ اور مہر کے پیدا ہونے کے ایک ہفتے بعد۔۔

" میں تمہیں لینے آ جاؤں؟ "

اس نے تو صرف قیصر کی آواز سننے کے لیے وہ(زید والا) میسج کیا تھا۔ گویا صرف تنگ کرنا نیت تھی۔لیکن میسج کرنے کی اگلے ہی دن اس کی ڈلیوری ہو گئی تھی ۔۔

دو ننھے پھول وہ اکیلے سنبھال رہی تھی اور آپریشن کے سبب تکلیف میں الگ تھی یہی وجہ تھی کہ اس نے ایک ہفتے تک قیصر کو کوئی میسج تک نہ کیا لیکن اس لڑکی کو کب خبر تھی کہ اس کا میسج نہ کرنا مقابل کا دل ہولا دے گا اور وہ اسے واپس لینے آنے کا پوچھ اٹھے گا۔

شدت سے دل میں چاہ اٹھی تو میسج ٹائپ کیا" کے ہاں لینے آجاؤ۔۔ناں صرف مجھے بلکہ اپنے لٹل دو جگنوؤں کو بھی اور وعدے کے مطابق دنیا کی سب سے بڑی بارات ساتھ لانا " لیکن ٹائپنگ کر کے سینڈ نہ کر سکی۔۔۔

draft میسج کو میں سیو کرنے کے بعد۔۔سیل کو سینے سے لگائے رونے لگی بیٹھ کر ۔۔۔

وہ نہیں بلا سکتی تھی اپنے شوہر کو۔۔وہ نہیں بتا سکتی تھی اسے اپنی بچوں کے متعلق۔۔

وہ ماں بہت مجبور تھی۔۔۔

اس کے بعد اس نے کبھی قیصر کو کوئی میسج نہیں کیا۔

اپنے نانا سے بات کرکے اب وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کی جانب چلی آئی۔۔

کھڑکی کھولتے ہی ٹھنڈی تازہ ہوا نے اس کا خیر مقدم کیا۔ وہ ڈائریکٹ اس کی ناک پر آ کر لگی۔۔جس کے سبب اسے ایک زوردار چھینک آئی تھی۔

پورا گارڈن اس کا برف کی سفید چادر سے ڈھک چکا تھا۔۔

ہوا اس قدر سرد تھی کہ موٹے کپڑے اور شال پہنے ہونے کے باوجود وہ دونوں ہاتھ اپنے وجود کے گرد فولٹ کر۔۔خود میں ہی سمٹنے لگی۔

شدید برف باری میں وہ آسمان پر نظر آتے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو نہایت ٹھنڈا اور خوبصورت لگ رہا تھا۔۔

آج اس کا دل خوش تھا اس لیے ہر چیز روز معمول کے مطابق ہونے کے باوجود بھی کہیں زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہیں دوسری جانب ہزاروں میلوں دور ملک پاکستان کے کراچی میں کھڑا ایک وجیہہ مرد اپنے کمرے کی کھڑکی سے چاند کو اسی طرح تک رہا تھا جس طرح وہ لڑکی دیکھ رہی تھی۔ بس فرق یہ تھا کہ اس کا دل مایوس تھا۔۔اس قدر مایوس۔۔۔کے دل میں دور دور تک کوئی خوشی داخل ہوتی معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ آج بھی کھڑا۔۔اس لمحے کو یاد کر رہا تھا جب اس نے نایاب کو میسج کیا

" میں تمہیں لینے آ جاؤں؟ "

وہ بہت ڈر گیا تھا یہ جاننے کے بعد کے زید نے نایاب کو بتا دیا ہے کہ اس نے شادی صرف جائیداد کے لیے کی تھی۔

اس کے نزدیک نایاب تو پہلے ہی اس سے محبت نہیں کرتی تھی اور یہ جاننے کے بعد تو یقینا کدورت رکھنے لگی ہو گی دل میں۔۔۔

اتنا تو قیصر کو بھی اندازہ تھا کہ زید نے اگر منہ کھولا ہے تو صرف اتنے پر ہی تو اکتفا نہیں کیا ہوگا یقینا سارا گند اگلا ہوگا۔ یہ بھی بتا دیا ہوگا کہ کار ایکسیڈنٹ اس نے کروایا تھا۔

کہیں وہ طلاق نہ مانگ لے یہی خوف بدرجہ اولی اسے گھرئے ہوئے تھا۔

نایاب نہیں جانتی کتنی ہمت جمع کی تھی اس چاکلیٹی نوجوان نے یہ ایک میسج سینڈ کرنے کے لیے---

قیصر کے والد پیچھے ہٹ گئے تھے اور اگر نہیں بھی ہٹے تھے تو بھی اس وقت قیصر کے لیے سب سے ضروری نایاب کے قریب ہونا تھا اسے اپنے اعتماد میں لینا تھا۔ اسے بتانا تھا کہ اس نے یہ سب کیوں کیا۔

وہ اچھے سے واقفیت رکھتا تھا کہ وہ غلط تھا۔ اسی لیے معافی مانگ لینے کے لیے بالکل تیار تھا کے بس وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے---کے بس وہ طلاق نہ مانگے--کے بس وہ جدا ہونے کی بات نہ کرئے۔

وہ شخص جس نے اپنی بیوی کو اس کے پرانے عاشق کے ساتھ چھپ کر ملنے کا انکشاف ہونے کے باوجود بھی طلاق کی بات نہ کی--کیا تم سمجھ سکتے ہو اس کی محبت کا کیا عالم ہوگا؟؟

جان سولی پر لٹکی ہو کچھ اس طرح موبائل کو میسج کرنے کے بعد اپنے ہاتھ میں لیے رکھا۔ لیکن لمحے گزرئے گھنٹے گزرئے دن گزرئے ہفتے گزرئے مہینے گزرئے حتی کہ سال گزر گئے مگر ریپلائی نہیں آیا اور دوبارہ مسیج کرنے کی پھر اس میں بھی ہمت نہ ہوئی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اس کا موبائل مسلسل رنگ ہو رہا تھا۔

وہ کب کا اسے سائلنٹ پہ لگا چکی تھی لیکن وہ وائبریشن بھی خاموش کمرے میں اسے چڑچڑاہٹ میں مبتلا کرنے لگی۔

وہ غصہ تھی شدید غصہ---

غصہ تھا اپنی ہی بےوقوفی پر کہ نایاب نے اس پہ اتنا بھروسہ کر کے اپنی بنائی ہوئی دوائی کے متعلق بتایا اور اس نے کیا کیا۔۔اپنے محبوب کو امپریس کرنے کے لیے اپنی دوست کا بھروسہ توڑ دیا۔

اس کے دماغ میں ابھی بھی نایاب کی باتیں چل رہی تھیں ۔۔۔

وہ صرف خاموشی اور اکیلا پن چاہتی تھی لیکن اس موبائل کی وائبریشن کی وجہ سے اسے وہ نصیب ہی نہیں ہو کے دے رہی تھی اس کا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ اپنا موبائل اٹھا کر دیوار پہ دے مارے یا سوئچ اف کر دے ۔۔

وہ کب کا سوئچ اف کر چکی ہوتی اگر اپنے گھر والوں کا خیال نہ ہوتا۔ وہ کافی دور رہتی تھی اپنے گھر سے۔اس کی والدہ اکثر رات میں ہی کال کیا کرتیں اس کی خیریت جاننے کے لیے۔ اگر سیل سوچ اف ہو جائے گا تو یقینا وہ پریشان ہو جائیں گی۔ اور وہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

" کیا ہے.. کیوں کال پہ کال کرئے جا رہے ہو؟؟اگر کوئی کال ریسیو نہیں کر رہا تو کیا اتنی سی بات نہیں سمجھ آ رہی تمہیں کہ وہ تم سے بات نہیں کرنا چاہتا.. وہ انٹرسٹڈ نہیں ہے تم میں"حفصہ آگ بگولا ہو کر بولی تو دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

وہ بیچارہ جو اتنی محنت سے محبت بھری لائنیں یاد کرنے کے بعد اسے کال کر رہا تھا تاکہ اسے اپنی محبت پہ یقین دلائے ۔وہ اس کا غصہ سن ۔۔۔سب بھول بیٹھا۔

" کسی سے محبت کرنا غلط تو نہیں ہے۔۔ میں نے صرف پروپوز ہی تو کیا ہے آپ کو۔۔۔آپ اتنا غصہ کیوں ہو رہی ہیں مجھ پر؟ " ایسا نہیں ہے کہ وہ کوئی نازک و چھوئی موئی سہ لڑکا ہو ۔۔۔ذرا ذرا سی باتوں پہ رو دینے والا لیکن حفصہ کا اس کی محبت کے جواب میں اتنا سخت رد عمل و سرد مہری دکھانا۔۔ اس کی آنکھوں میں نمکین پانی بھر لایا تھا۔۔

اس کا دل ٹوٹا ۔۔۔

" پروپوز؟؟۔۔۔ عاطف مذاق کر رہے ہو کیا مجھ سے؟ تم بچے ہو میرے آگے کے۔۔۔ میں نے تمہیں ہمیشہ صرف اپنے چھوٹے بھائی کی نظر سے دیکھا

ہے۔ " ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ مقابل فورا ہی اعتراضا اور احتجاجا گویا ہوا۔

" ہمیشہ دیکھا ہے اس کا مطلب یہ تھوڑی کہ آگے نہیں دیکھ سکتیں۔۔فیوچر میں نظر بدل لیجئے گا اپنی۔۔۔ ایزی۔۔ایسا تو نہیں ہے نا کہ زندگی ختم ہو گئی ہے اور نظریں نہیں بدلی جا سکتیں"

"عاطف۔۔ برا مت ماننا میں تم سے یہ سب کہنا نہیں چاہتی تھی لیکن مجھے اب لگتا ہے تمہیں حقیقت کا آئینہ دکھانے کی سخت ضرورت ہے " عاطف کی باتیں اس کے دماغ کا میٹر مزید شارٹ کر رہی تھیں۔

وہ نہایت جھنجھلا کر اپنی پیشانی کو انگوٹھے و شہادت کی انگلی سے رگڑتے ہوئے بولی۔۔

" کیسی حقیقت کا آئینہ ؟؟ "

وہ لڑکا تجسس سے پوچھنے لگا۔

" کیا ہو تم؟ اگر تمہارا بڑا بھائی تمہارے پیچھے سے ہاتھ ہٹالے تو کیا اتنا کماتے ہو کہ میرا نان نفقہ اٹھا سکو ؟ مجھے دو وقت کی روٹی کھلا سکو؟ میری شادی کی عمر ہے عاطف اور تم ابھی صرف پڑھ رہے ہو ۔ ہمارا کوئی میچ نہیں بنتا۔ " 20 سال کا لڑکا بہت لاابالی سہ ہوتا ہے اسے کمانے اور کھانے کی اتنی ٹینشن نہیں ہوتی۔۔ خاص طور پہ جن کے پیچھے قیصر جیسا بھائی ہو۔

حفصہ کی باتیں اس لڑکے کے جیسے دل کو جا کر لگیں۔

وہ ابھی چھوٹا تھا اور جس ایج میں وہ تھا اس میں پارٹ ٹائم جاب وہ الریڈی کر رہا تھا لیکن یقینا وہ پارٹ ٹائم جاب سے اتنا نہیں کما سکتا تھا کہ وہ حفصہ کے تمام ضروریات زندگی کے خرچے اٹھا سکے۔

" اگر میں اتنا کمانے لگ جاؤں کہ آپ کے تمام ضروریات زندگی کے خرچے اٹھا سکوں۔۔۔ تو کیا مجھ سے شادی کریں گی پھر آپ؟ " حفصہ کے لیے ہوں گی یہ فضول سی باتیں۔۔۔ جنہیں سن کر اسے سوائے چڑچڑاہٹ و غصے کے کچھ نہیں فیل ہو رہا تھا مگر عاطف ۔۔۔اس کی تو جیسے جان پر بنی تھی۔

وہ دن رات محنت کر کے پیسے کمانے کے لیے تیار تھا اس کے لیے۔

اور حفصہ جان ہی نہیں سکتی وہ کس قدر محبت کرتا تھا اس سے ۔۔اور اس محبت کا رنگ کتنا گہرا تھا۔

عاطف۔۔۔ ابھی تمہاری پڑھائی اور کیریئر بنانے کی عمر ہے۔۔ پلیز اس پر" " دھیان دو

میں کر لوں گا۔۔آپ بس مجھ پر بھروسہ کریں۔" عاطف کا حال کچھ یوں تھا " کہ بس وہ ہاں کرئے پھر وہ اگر زمین پہ اسے تارے لانے کا کہے۔۔۔ تو بھی لے آئے۔۔۔

عاطف پلیز۔۔۔ میں تمہیں کوئی جھوٹی امید میں نہیں رکھنا چاہتی۔ میں کسی" " اور کو پسند کرتی ہوں

کیا آپ مجھے ٹالنے کے لیے ایسا بول رہی ہیں؟ " عاطف کے دل کو ابھی " بھی امید تھی۔جبکہ مقابل کی جانب سے صاف انکار تھا۔

غلطی اس کی نہیں تھی۔۔ مگر سامنے والے کی خطاء بھی تو نہ تھی۔ حفصہ کی شادی کی عمر تھی اور ایسے میں ایک لڑکی جیون ساتھی ڈھونڈتی ہے جو اسے سپورٹ کرئے ہر معاملے میں۔۔۔ نہ کہ ایک بچہ جسے خود سپورٹ کی ضرورت ہو۔

نہیں۔۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ پلیز عاطف بھول جاؤ مجھے۔۔۔ تمہیں مجھ" سے اچھی لڑکیاں مل جائیں گی ابھی تو تم بہت چھوٹے ہو۔۔۔۔" اور یہ ریجیکٹ کرنے والے کہاں جانتے ہیں۔۔کہ محبت میں ریجیکشن سہنے والا۔۔۔کیسے سہتا ہے۔

دل میں زور سے ٹیس اٹھی تھی۔

وہ اپنے پورے وجود کو بہت بھاری ہوتا محسوس کر رہا تھا۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی ۔۔۔کل سے اب تک تو پھر ایک امید کی کشمکش میں مبتلا تھا اس لیے تھوڑا دل سکون میں تھا کہ شاید جواب ہاں میں آ جائے لیکن اب جب ساری کشتیاں جل چکی تھیں تو لگا جیسے جینے کی کوئی امید بھی باقی نہ بچی ہو۔

یہ محبت کوئی آج کی تو نہ تھی--یہ تو سالوں سے اس کے دل میں تھی---

کتنی آسانی سے اس نے کہہ دیا کہ بھول جاؤ مجھے--کوئی عاطف سے پوچھے--- تو جانے کہ وہ کیا چیز بھولنے کا کہ رہی تھی-- وہ کہہ رہی تھی اسے بھول جائے جسے بچپن میں بارش میں نہاتے دیکھنے کے بعد اس نے بارش سے محبت کر لی تھی--وہ کہہ رہی تھی اسے بھول جائے جس سے پڑھنے کے بعد اس نے پڑھائی سے محبت کر لی تھی--وہ کہہ رہی تھی اسے بھول جائے جس کے لیے اپنی زندگی بھر کی سانسیں مختص کر لی تھیں-

اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے-

مجھے کوئی اور نہیں چاہیے مجھے صرف آپ چاہیے ٹیچر" وہ بے " دھڑک بولا--

عاطف بچوں کی طرح ضد کرنا بند کرو میں تمہیں اپنا جواب دے چکی" ہوں--اب پلیز مجھے فون مت کرنا اللہ حافظ " اس بار حفصہ چڑھتے ہوئے ذرا سختی سے گویا ہوئی---ساتھ ہی مزید اسے کچھ بولنے کا موقع دیے کال ڈس کنیکٹ کر دی--کال تو کیا ڈسکنیکٹ ہوئی عاطف کو لگا اس کی پوری دنیا تھم گئی ہو---

جیسے اچانک سب جگہ صرف سناٹا چھا گیا ہو -- وہ نیچے کی جانب بیٹھتا چلا گیا --فرش برف کی طرح ٹھنڈا تھا مگر اسے کب احساس ہو رہا تھا کوئی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

میں واپس انگلینڈ جانا چاہتا ہوں حنی"وہ پاکستان صرف حفصہ کے لیے آیا " تھا مگر وہ تو کب کی جا چکی تھی یہاں سے لیکن پڑھائی کے سبب قیصر نے اسے جانے نہیں دیا مگر اب مزید وہ یہاں نہیں رہنا چاہتا تھا ---وہ اپنے گھر جانا چاہتا تھا اپنے والد کے پاس---

ہر بار جب وہ کہتا تو قیصر اسے سختی سے ڈپٹ کر چپ کرا دیا کرتا لیکن اس بار جب اس نے کہا تو مقابل نے صرف اس کی آنکھیں دیکھیں---جو

سرخ ڈوروں سے سجی ہوئی تھیں اور خاصہ سوجھی معلوم ہو رہی تھیں۔۔انہیں دیکھنے سے ہی لگ رہا تھا کہ ابھی ابھی رو کر چکا ہے۔

"حفصہ نے ریجیکٹ کر دیا تمہارا پروپوزل؟ "

آپ کو کیسے پتہ ہے اس بارے میں؟ " وہ خاصہ حیران ہو کر اب قیصر " کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

اس نے تو کبھی حفصہ کے متعلق قیصر سے بات نہیں کی تھی پھر وہ کیسے جانتا۔ ۔

اور مجھے کیسے پتہ نہیں چلتا ۔۔ فون پر کون پروپوز کرتا ہے وہ بھی " اچانک سے تین سال بعد منہ اٹھا کر۔۔۔۔ہونہہ۔۔۔ڈرا دیا ہوگا تم نے اس بیچاری کو۔۔۔ " قیصر کے دوستانہ انداز میں کہتے ہی عاطف رو تو سہ منہ بنانے لگا۔۔۔قریب تھا کہ آنسو بھی بہہ نکلتے۔ ۔

ڈرئی نہیں ہے وہ ۔۔۔ریجیکٹ کیا ہے صاف مجھے۔۔ کہتی ہیں کسی اور " سے محبت کرتی ہیں اور میں ابھی بچہ ہوں۔ میں کیریئر پر دھیان دوں اپنے اور انہیں بھول جاؤں" نظر جھکائے۔۔وہ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی سعی کرتے ہوئے بتانے لگا

تو ٹھیک ہے ۔۔۔ بھول جاؤ۔ ۔ " قیصر اس کی بات سن۔۔۔نہایت روانگی سے " بولا۔۔جس پر عاطف نے احتجاجی نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

کتنا آسان ہے ناں آپ لوگوں کے لیے بول دینا۔۔ کہ بھول جاؤ" وہ اب " ناراضگی ظاہر کرنے لگا۔۔

خفگی جھلکی تھی اس کے لہجے میں۔۔۔

ایکسپیرینس سے بول رہا ہوں۔۔ بھول جاؤ۔۔ابھی وقت ہے ورنہ زندگی بھر " پچھتاتے ہی رہو گے کیونکہ مرد اس عورت کو کبھی نہیں پا سکتا جس کے دل میں وہ نہیں رہتا۔ عورت ویسے بڑی نرم ہے لیکن اس معاملے میں بڑی پختہ ہوتی ہے اگر اس نے ایک بار کہہ دیا کہ وہ تمہیں اپنے من پسند شخص کی جگہ نہیں دینا چاہتی تو سمجھ لو وہ نہیں دے گی۔ تم بھلے ہی پھر اس سے شادی کرو یا اس سے اپنے بچے پیدا کرو ان سب سے تم صرف اس کے جسم کو باندھ سکو گے اس کی روح اور دل کو نہیں اس لیے بہتر

یہی ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دو وہ خود آئے گی تو خوشی سے آئے گی تم زبردستی لاؤ گے تو نہ تمہیں خوش رہنے دے گی نہ خود خوش رہے گی" جب وہ یہ جملے ادا کر رہا تھا تو عاطف نے اس کی آنکھوں میں بہت سی کرب کی کرچیاں بکھرتی دیکھی تھیں۔۔

بالکل بھی آسان نہیں ہے یہ حنی" وہ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھتے " ہوئے بے بسی سے بولا۔

قیصر کو بہت تکلیف ہوئی اپنے بھائی کو اس حال میں دیکھ لیکن وہ کیا کر سکتا تھا۔

اچھا چلو۔ ہمت کرو۔۔۔ " وہ فورا ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور عاطف کے" چہرے پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے زبردستی کھڑا کر کے اپنے سینے سے لگایا ۔۔

بس سینے سے لگنا تھا کے وہ پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح رونے لگا۔۔۔

مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے حنی۔۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔۔ یہ تکلیف " مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔۔۔ میں اس کے لیے ہر چیز کرنے کے لیے تیار ہوں پھر وہ صرف مجھ سے محبت کرنے کی کوشش کیوں نہیں کر سکتی؟؟۔۔ " اور وہ کم سن لڑکا نہیں جانتا ۔۔ یہ وہ سوالات تھے جو قیصر کا دل خود ہر روز پوچھتا تھا۔۔۔

کہ وہ ہر چیز کرنے کے لیے تیار ہے بدلے میں وہ لڑکی صرف محبت کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی؟

باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن میں بتا رہا ہوں ناک مت صاف کرنا میرے" کپڑوں سے" قیصر کے کہتے ہی۔۔وہ روتے روتے ہنسا اور پھر پہلے سے زیادہ زور سے رویا۔۔

بس ٹھیک ہے۔۔ مان لو کے نہیں ہوتی کچھ محبتیں ہمارے نصیب میں۔۔۔ " انہیں صرف ہماری زندگی میں سدھار لانے اور ہماری شخصیت میں نکھار لانے کے لیے لایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کا کوئی حصہ نہیں ہماری زندگی میں ۔۔۔اور جتنی جلدی تم اس بات کو مانو گے اتنی جلدی تکلیف کم

ہوتی محسوس ہوگی۔"وہ وجیہہ مرد اس کی کمر نرمی سے سہلاتے ہوئے --- نصیحت دینے والے انداز میں سمجھانے لگا۔۔

حنی"وہ ابھی بھی بس روئے چلے جارہا تھا۔"

" بس ٹھیک ہے۔ دنیا کی آخری لڑکی تھوڑی تھی وہ۔ "

میرے لیے تو تھی" وہ قطعی لہجے میں گویا ہوا جس پر قیصر نے " خاموشی اختیار کر لی کیونکہ وہ جانتا تھا یہ دل کے معاملات ہیں ان میں دماغ کا کوئی دخل نہیں ہے وہ کتنے ہی دلاسے دے لے اسے--- ابھی بہت تازہ تازہ زخم ہے--- اسے سکون نہیں آئے گا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تم لوگ جاؤ۔۔۔مجھے ذرا کام ہے میں بعد میں آتی ہوں۔ " وہ پاکستان پہنچ " گئی تھی۔

یہاں پہنچتے ہی جیسے اپنے وطن کی مہک نے اسے جکڑ میں لے لیا ہو جیسے پورے جسم کو سکون میسر آیا ہو جیسے روح کو تازگی مل گئی ہو اور اپنے وطن کی محبت ایک بڑا انوکھا سہ جذبہ ہے۔

وہ تین سال بعد لوٹی تھی واپس۔۔

جب گئی تھی تو تنہاء تھی لیکن جب لوٹی تو ساتھ ماں اور دو پیارے پیارے بچے تھے آج۔۔

التمش اسے ایئرپورٹ پر لینے آن پہنچا تھا۔

رسمی سلام دعا کے بعد اس نے سارا سامان گاڑی میں رکھوایا۔۔۔

نایاب اور اس کے بچے عبدالرحمان صاحب کے گھر میں رکنے والے تھے اب۔۔۔

گاڑی میں اپنے دونوں چنو منو کو بٹھانے کے بعد جب وہ نرمی سے بولی تو التمش کے علاوہ باقی سب نے اسے تجسس بھری سوالیہ نگاہ سے دیکھا۔

اور کہاں--- جا۔۔ رہی۔۔ ہو؟ " لیکن لفظی سوال پوچھنے کی ہمت صرف "اس کی ماں نے کی تھی۔

وہ امی--- نانا نے مجھے کسی عفان یوسف نامی شخص سے ملنے کو کہا" ہے---تو بس انہی کے پاس جا رہی ہوں-- آپ لوگ سب تھکے ہوئے ہیں لمبے سفر کی وجہ سے ---تو آپ لوگ گھر جائیں" نایاب نہیں جانتی عبدالرحمان صاحب نے کیوں اسے عفان یوسف سے ملنے کو کہا لیکن کوئی وجہ ہی ہو گی--اس لیے اس نے رد نہ کیا۔

مانا تھکی ہوئی وہ بھی تھی لیکن عفان کے ساتھ اس کی میٹنگ فکس تھی۔

"میں آپ کے لیے دوسری گاڑی منگا دیتا ہوں "

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا التمش فورا بولا تھا۔

نہیں-- اس کی ضرورت نہیں ہے--میں ٹیکسی لے لوں گی۔ " التمش سے " مطمئن لہجے میں کہنے کے بعد وہ تانیہ کی جانب متوجہ ہوئی" تانیہ خیال "رکھنا سب کا

جی آپی" وہ 16 سالہ خوبصورت لڑکی فورا ہی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے" بولی۔

ماما--- گودی -- ماما گودی-- میں ساتھ جاوں گی" بس یہ سننا تھا کہ نایاب جا" رہی ہے طالعہ نے رونا مچانا شروع کر دیا۔

آپی تم نے بھی کہاں اس کے سامنے بول دیا پیچھے سے چھپ کر نکل " جاتیں---اب اسے ساتھ ہی لے جاؤ ورنہ یہ مجھے بہت تنگ کرئے گی "طالعہ کے رونے کا والیوم اس قدر تیز تھا کے بغیر مائک کے بھی گلی کے کونے تک آواز پہنچ جائے--- اور اس لمحے وہ رونا شروع کر چکی ہے یہ دیکھ--تانیہ فورا ہی منتی لہجے میں بولی۔

ساتھ لے کر جاؤں گی لیکن صرف ایک شرط پر-- پیدل چلنا پڑئے گا " --گود ود میں نہیں لینے والی میں۔" نایاب نے اس چھوٹی پری کو شہادت کی انگلی دکھا کر---اپنے ہی انداز میں ڈیل کیا۔

اوکے ماما" وہ فورا ہی رونا بھول کر مسکراتے ہوئے راضی ہوئی۔"

جس پر نایاب نے بڑی محبت سے اس کے بھرے بھرے گال کی چٹکی بھری--- اور اسے گاڑی سے اتار لیا۔

نایاب نے جاتے ہوئے ایک نگاہ اپنی ماں پر اور مہر پر ڈالی۔

کہنے کو مہر بھی بچہ تھا لیکن وہ بہت سمجھدار اور صبر والا تھا۔ وہ ہر بات پہ ضد نہیں کیا کرتا تھا جیسے طالعہ کرتی۔۔۔

اس لمحے بھی وہ بہت پرسکون سہ اپنی نانی سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی نانی کا ہاتھ بڑی محبت سے اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔

وہ یہ منظر دیکھ۔اطمینانی سے مسکرائی اور وہاں سے چل دی۔

ماما پشی آئی ہے ماما پشی آئی ہے" ابھی وہ دو تین قدم بھی نہیں چلے " تھے جب طالعہ نے شور مچا دیا۔

"اچھا اچھا یہیں پہ واش روم ہے ۔۔ میں تمہیں لے چلتی ہوں "

ماما گودی۔۔ ماما گودی" نایاب جانتی تھی اگر اس نے ذرا سی بھی دیر" لگائی تو معاملات یہیں خراب ہو جائیں گے۔ اس لیے وہ تیزی سے اسے گود میں اٹھا کر واش روم کی جانب لپکی۔

اچھا آپ یہیں رکو کہیں جانا مت۔۔ ماما واش روم سے ہو کر آرہی ہیں۔ " ٹھیک ہے" اس کے فریش ہونے کے بعد نایاب اب اسے بیسن کے پاس کھڑا کر کے۔۔۔ خود واش روم چلی گئی تھی۔۔ وہ بھی نہایت تاکید کر کے ۔۔کہ وہ کہیں جائے نہ۔ ۔۔

لیکن وہ طالعہ تھی۔۔۔ مکمل من موجی سی۔۔۔ یہ خصلت اس نے اپنے باپ سے لی تھی کسی کی نہ سننے کی۔۔۔

اپنی ماں کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ واش روم کے ایریا سے مکمل باہر نکل آئی تھی۔۔۔

ایئرپورٹ پر لگے فانوس و جلتی ہوئی روشنی دیکھتے ہوئے۔۔وہ آگے کی جانب چلتی رہی۔

اہ۔پانی کتنا ٹھنڈا ہے۔۔۔چلو طالعہ۔۔" ابھی ہاتھ دھو کر۔۔۔ وہ طالعہ کی جانب" متوجہ ہوئی ہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ وہ تو غائب ہے۔

"طالعہ۔۔۔ طالعہ۔۔ یہ لڑکی بھی نا"

پریشان ہو کر تیزی سے باہر کی جانب دوڑی۔۔

ائیرپورٹ پر عوام کا ہجوم تھا۔ ایسے میں اسے اپنی ننھی پری کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

وہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر نظر دوڑانے لگی

اس کی جان نکل رہی تھی اب۔

طالعہ... طالعہ.. اسکیوز می آپ نے ایک چھوٹی سی بچی کو دیکھا ہے۔ وہ" وائٹ کلر کی فراک اور اس پر ریڈ کلر کا کوٹ پہنی ہوئی ہے اور اس کے " بالوں میں چھوٹی چھوٹی دو پونی بنی ہوئی ہیں

"نہیں سوری"

اسکیوز می آپ نے ایک بچی کو دیکھا ہے۔ وہ تین سال کی ہے بہت " "چھوٹی سی۔ وائٹ کلر کی فراک پہنی ہوئی ہے

" نہیں تو..."

اب وہ آنے جانے والے راہگیروں کو روک روک کر طالعہ کے متعلق پوچھ رہی تھی لیکن جس سے بھی پوچھتی وہ معذرت کر لیتا۔

قیصر اپنی ٹیم کے ساتھ کلائنٹس کو چھوڑنے آیا تھا "...HJ...HJ پاپا پاپا..." جب ایک بچی کی میٹھی اور توتلی سی آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔

کہ کر مخاطب نہ کیا HJ وہ کبھی بھی متوجہ نہ ہوتا اگر اس بچی نے ہوتا...

لیکن وہ بچی اسے HJ اس لمحے وہ قیصر عبدالرحمان یوسف تھا نہ کہ کی پہچان سے بلا رہی تھی۔ اور یہ بات بہت حیران کن تھی اس کے HJ لیے...

طالعہ خوب تالیاں بجا بجا کے خوش ہونے لگی تھی "..HJ HJ پاپا.. پاپا.." اسے دیکھ۔ جیسے اس کی عادت تھی۔

اسے لیفٹ سائیڈ پر جا کر لفٹ میں داخل ہونا تھا لیکن اس بچی کی آوازوں کے سبب وہ رائٹ سائیڈ پر آیا۔

جب وہ طالعہ سے دو قدم کے فاصلے پر پہنچا۔۔ تو وہ ننھی پری بھاگتے ہوئے آ کر اس کے پاؤں سے چمٹ گئی۔

قیصر لمحہ بھر کے لیے مکمل شاکڈ میں رہ گیا تھا۔

اس کے ساتھ جو پوری ٹیم تھی وہ سب ایک دوسرے کے چہرے الجھ کر دیکھنے لگے۔

قیصر تو بیچلر تھا پھر یہ بچی کون تھی جو اسے پاپا پاپا کہ کر مخاطب کر رہی تھی؟؟

دو تین لمحے یوں ہی گزرے۔۔۔

وہ خود ہی جب پاؤں سے ہٹی اور اس کی جانب دیکھ کر تالیاں بجاتے ہوئے بولی۔۔۔ تو مقابل صرف اس کی آنکھیں دیکھنے لگا۔ HJ HJ

دنیا میں اگر اس کے جگنو کے بعد کسی کی آنکھوں نے اسے متاثر کیا تھا اور اپنی جانب متوجہ کیا تھا تو وہ یہ ننھی آنکھیں تھیں۔

وہ ننھی بھوری آنکھیں جگنوؤں کی طرح جگمگا رہی تھیں۔۔۔ وہ کیسے ان پر فدا نہ ہوتا۔۔وہ کیسے نیچے بیٹھ کر انہیں پیار نہ کرتا۔۔۔

آپ مجھے بلا رہی ہو؟ "قیصر نے اس کے گال کو پیار سے سہلاتے" ہوئے۔۔بڑی محبت سے پوچھا۔

ماما۔۔ ماما۔۔ " ابھی قیصر نے سوال کیا ہی تھا۔۔کہ وہ بچی قیصر کے " پیچھے دیکھتے ہوئے ۔ تالیاں بجا کر ماما ماما کی صدائیں لگانے لگی۔

کہاں چلی گئی تھی طالعہ تم۔۔۔ پتا ہے ماما کی جان نکل گئی تھی آپ کو " واش روم میں نہ پا کر۔ " نایاب طالعہ کو دیکھنے میں ایسی مگن ہوئی تھی کہ اس نے غور ہی نہیں کیا اس کے برابر میں بیٹھے نوجوان پر۔۔۔جبکہ وہ حسین نوجوان اس میٹھی سی آواز کو سننے کے بعد بت بن گیا تھا۔

وہ ہل نہ سکا تھا پھر۔۔۔

وہ تو سانس تک روک بیٹھا تھا۔۔

کیا یہ ممکن تھا کہ وہ اپنے جگنو کی آواز کو نہ پہچان سکے۔۔

یہ وہ آواز تھی جسے اگر وہ کروڑوں لوگوں کے درمیان بھی سنے تو پہچان لے۔

اور بس طالعہ کا کہنا تھا۔۔ کے نایاب نے برق کی پھرتی"HJ HJ ماما۔۔" سے نیچے بیٹھے نوجوان کی جانب دیکھا۔۔ جو پنجو کے بل بیٹھا ہوا تھا۔۔

اور ٹھیک اسی لمحے قیصر نے بھی نگاہ اٹھا کر اس لڑکی کی جانب دیکھا ---

بھوری چمکتی آنکھیں سیاہ انکھوں سے ملیں۔۔

سب ٹھہر گیا مانو۔۔۔

کتنے ہی لمحے ۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کو بے یقینی کہ عالم میں تکتے رہے۔

وہ طالعہ کی آواز تھی جو ان دونوں کو حواسوں میں لائی۔ " HJ ماما۔۔۔ "

اس نے سوچا تھا کہ آرام سے قیصر کے پاس جاکر۔۔ پہلے اسے اعتماد میں لے گی پھر اسے پوری حقیقت سے آشنا کرئے گی لیکن وہ اس طرح ایکسیڈنٹلی طور پر مل جائے گا طالعہ سے۔۔۔ یہ کب سوچا تھا۔۔

سر؟؟ " وہ نایاب اور اس ننھی پری کو دیکھنے کے بعد یہ تو بھول ہی بیٹھا" تھا کہ وہ اپنے ٹیم کے ساتھ آیا ہوا ہے۔

اس کی ٹیم میں سے جب ایک بندے نے مخاطب کیا تو وہ فورا ہی سیدھا کھڑا ہوا۔

آپ تو مس نایاب ہیں ناں۔۔ بڑے ماسٹر کی نواسی۔۔ آپ کے لیے فلائٹ میں " نے ہی بک کی تھی اور ریسٹورنٹ کے روم کی بکنگ بھی میں نے ہی کروائی ہے" اس کی ٹیم میں سے ایک شخص نایاب کو دیکھ۔۔مسرت بھرے لہجے میں بولا تو قیصر کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔

سوری سر۔۔۔"قیصر کہ اس نوجوان کو گھور کر دیکھتے ہی وہ فورا ہی" ہڑبڑا کر نظر چرا گیا تھا۔

پاپا گودی۔۔ پاپا گودی " وہ ابھی سامنے نایاب سے بات کرنے والے لڑکے " کو غرا کر دیکھ ہی رہا تھا ۔۔کہ اس کی بیٹی پھر اس کے پاؤں سے آ چپکی۔۔۔

اور اس بار نہ صرف چپکی تھی بلکہ فرمائش بھی کرنے لگی گود کی۔۔۔

اس کا قیصر کو پاپا کہہ کر مخاطب کرنا ساری ٹیم ممبرز کے کان کھڑے کر دینے کے لیے کافی تھا۔

تم ادھر آو۔۔ " نایاب نے فورا ہی دانت پیستے ہوئے طالعہ کا ننھا سہ ہاتھ" پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا ۔تاکہ قیصر سے دور ہٹا سکے اسے۔۔۔

لیکن وہ ہٹا پاتی اس سے پہلے ہی قیصر نے جھک کر طالعہ کو گود میں لیا۔۔ ساتھ ہی نایاب کو آنکھوں ہی آنکھوں میں وارننگ لک دی۔۔۔ جس پر وہ گلے میں تھوک نگلتی۔۔ایک قدم پیچھے ہو کر اپنے ہونٹ چبانے لگی۔

آپ لوگ جائیں۔۔ میں آتا ہوں۔ " اب وہ اپنی ٹیم کو سختی سے حکم صادر" کر رہا تھا۔

جبکہ نایاب نے اپنا سر جھکا کر پیشانی مسلنا شروع کر دی تھی۔

وہ لڑکی جو زندگی کا کوئی بھی امتحان دیتے ہوئے کبھی نروس نہ ہوئی وہ اس لمحے صرف قیصر کے قریب کھڑے ہونے سے بھی نروس فیل کر رہی تھی۔۔۔

اور اگر کہا جائے ۔۔۔کہ قیصر کا ری ایکشن کیا ہوگا ؟ ...یہ سوچ سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی تو غلط نہ ہوگا۔

❤️جاری_ہے#

اور اگر کہا جائے ۔۔۔کہ قیصر کا ری ایکشن کیا ہوگا ؟ ...یہ سوچ سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی تو غلط نہ ہوگا۔

وہ ہونٹ چباتے ہوئے ۔۔۔ الٹے ہاتھ میں اپنی لائٹ گرین رنگ کی کرتی کا دامن بھیچنے لگی۔

ہم بھی چلتے ہیں" نایاب نے جب اس کی ٹیم کو وہاں سے جاتے دیکھا تو " خود بھی کھسک لینے میں ہی عافیت جانی۔

مگر سارا مسئلہ تو یہاں خراب تھا کہ قیصر کی گود میں طالعہ تھی۔ اور وہ اچھے سے جانتی تھی کے مقابل اتارئے گا نہیں لیکن پھر بھی قسمت آزما رہی تھی۔ اور کر بھی کیا سکتی تھی وہ۔۔

اس نے کب سوچا تھا تین سال بعد پاکستان لوٹتے ہی سب سے پہلی ملاقات اس کی اپنے شوہر سے ہی ہو جائے گی۔ اس شخص سے جس سے وہ سب سے آخری میں ملنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

نایاب نے عجلت سے کہتے ہوئے طالعہ کی جانب ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے لے کر تیزی سے وہاں سے نکل جائے۔

نہیں۔۔۔ پاپا گودی " قیصر ابھی اس کی بات سن ۔۔کھا جانے والی نگاہ سے" گھورتے ہوئے بولنے ہی لگا تھا کہ اس سے قبل ہی طالعہ نے اپنی ماں کی گود میں آنے سے صاف انکار کر دیا۔

اجنبی انسان سے کبھی بھی بچہ بہت جلدی گھلتا ملتا نہیں ہے اور قیصر زندگی میں پہلی بار مل رہا تھا اس سے لیکن اس کے باوجود یہ خون کی کشش تھی یا نایاب کی کوٹ کوٹ کے ان کے دلوں میں بھری ہوئی باپ کی محبت۔۔کہ وہ اپنے والد کی گود میں آنے کے بعد اپنی ماں کے پاس واپس آنے کے لیے تیار نہ ہوئی۔

وہ نٹ کھٹ سی گڑیا انکار کرتے ہی قیصر کے کندھے پر اپنا سر لگا گئی۔

اس کا عمل اس قدر اپنائیت و انس بھرا تھا کہ کوئی بھی دیکھ کر نہیں کہ سکتا تھا کے وہ اپنے باپ سے پہلی بار مل رہی ہے۔۔۔

طالعہ کا اس کے کندھے پر اپنا ننھا سر رکھنا۔۔قیصر کے دل کو زور زور سے دھڑکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

وہ اس کی بیٹی تھی۔۔ اس کا لٹل جگنو۔۔۔

ایک دو ثانیوں تک تو وہ بےیقینی کے عالم میں اپنے کندھے پر سر رکھے۔۔ ٹمٹماتی آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر اسے دیکھتی ہوئی بچی کو دیکھتا رہا۔

کوئی خواب سہ لگا وہ لمحہ۔۔

اتنا خوبصورت کے اعتبار آنا مشکل تھا۔

اس کی آنکھوں میں سرخ ڈوریں ابھر آئیں تھیں۔

اس کا دل بھر آیا تھا ۔۔فورا ہی اپنی بیٹی کی پیشانی کو محبت سے چوما۔۔۔

میرا لٹل جگنو" نایاب نے اس کے سرخ عنابی ہونٹوں کو آہستگی کے " ساتھ جمبش ہوتے دیکھا۔۔۔

طالعہ نام ہے" اس وقت وہ اپنی بیٹی پہ محبت و شفقت برسا رہا تھا ایسے" میں اچھا موقع تھا وہ بھی اس برسات سے فیضیاب ہونے کے چکر میں آگے آگئی تھی۔

اس کے بولتے ہی قیصر کی توجہ اس کی جانب مرکوز ہوئی

تم مجھ سے بات مت کرو " وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر نہایت برہمی سے " گویا ہوا۔

اور یہ زندگی میں پہلی بار تھا جب اس نے نایاب سے اتنے غصے میں بات کی ہو۔

مانا آواز آہستہ تھی مگر لہجہ برف سے زیادہ سرد ۔۔۔

دماغ تیار تھا کہ وہ غصہ ہوگا۔۔

یہ بھی علم تھا کے بہت سخت ری ایکشن دیکھنے کو مل سکتا ہے لیکن پھر بھی اس کا یوں بھیر کر بات کرنا دل کو زخمی سہ کرگیا۔

وہ خوف سے ایک قدم پیچھے ہوئی۔

مقابل نے بہت ناگواری کے ساتھ اس سے نگاہ پھیر لی جس پر اس کا دل پارے پارے ہوا۔

وہ بچپن سے اپنے لاڈ اٹھواتی آئی تھی اس سے۔۔یوں اس کی آنکھوں میں ناگواری دیکھنے کی عادت نہیں تھی اپنے لیے۔۔۔اس لیے شدت سے رنج پہنچا۔

آنکھوں میں آنسو از خود بھر آئے۔۔۔

وہ کبھی بھی کمزور دل نہیں تھی اور نہ ہی لوگوں کی باتوں کا اس پہ کوئی خاص اثر ہوا کرتا تھا لیکن سامنے کھڑے شخص کا معاملہ ہمیشہ سے بہت الگ رہا تھا۔

قیصر ذرا سی خفگی بھی دکھائے نا تو اس کا دل بے چین ہو جاتا تھا۔ وہ جگنو نہ بولے تو تڑپ اٹھتی تھی۔ آج تو اس نے منہ پھیرا تھا وہ کیسے پرسکون رہ لیتی؟؟

آنکھوں سے آنسو جھلک نہ آئیں۔۔ اس لیے فورا ہی دھندلی آنکھوں کے ساتھ ہی اپنے پرس سے اندازا رومال نکال کر اس سے آنکھیں رگڑنے لگی۔

ایسا نہیں ہے کے اس وجیہہ مرد نے نہیں دیکھا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔ بس غصہ اتنا تھا اس لڑکی پر ۔۔ کہ اسے چپ نہیں کرایا۔

پاپا۔۔ ہم کہاں جالے (جارہے) ہیں؟ " اب وہ اپنی بیٹی کو گود میں لیے" پارکنگ ایریا میں چل رہا تھا اور نایاب پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔

جب قیصر نے اسے گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بٹھا کر سیٹ بیلٹ لگائی تو وہ فورا پوچھنے لگی۔

اپنے گھر" نایاب نے اسے بڑے پیار سے کہتے سنا۔۔ساتھ ہی طالعہ کے" دونوں ہاتھوں کو چومتے دیکھا۔

ہم تو گنجے نانا کے جائیں گے" وہ بولتی طوطی تیزی سے اپنی میٹھی و " توتلی آواز میں بولی۔

گنجے نانا؟ " قیصر چونکا۔۔ ساتھ ہی مڑ کر نایاب کو دیکھا۔"

اس کی آنکھیں سوالیہ تھیں۔

بھلا وہ بڑوں کے لیے اتنے غلط الفاظ کا استعمال کیسے کروا سکتی تھی بچوں کو۔

وہ گندے نانا بول رہی ہے۔۔آواز توتلی ہے تو گنجے نانا ساؤنڈ کر رہا ہے" " نایاب نے فورا وضاحت دی۔

آپ گندے نانا کیوں بول رہی ہو انہیں؟ ۔۔ " قیصر نے بڑی محبت سے اس " کے گالوں کو سہلاتے ہوئے استفسار کیا۔۔

وہ اچھے نہیں ہیں۔۔ دانتتتے (ڈانٹتے) ہیں" وہ نہایت شرارتی بچی تھی۔ " کسی کے رعب میں نہ آنے والی۔۔۔ اپنی ماں ہو یا نانی دونوں کی ناک میں دم کر کے رکھتی تھی۔۔۔اور رونے میں تو ایسے گلا پھاڑتی کے الامان والحفیظ۔بندہ اپنے کانوں کی سماعتوں کو بچاتا پھرئے۔۔۔

ضدی اتنی کہ اپنے باپ کا بھی ریکارڈ توڑ دے۔۔۔ کسی کی سننا نہیں سیکھا تھا اس نے۔

اکثر سیانے ایسے شرارتی بچوں کے دلوں میں گھر کے ایک فرد کا خوف دانستہ طور پر ڈالتے ہیں تاکہ اسے قابو میں رکھ سکیں ۔۔طالعہ کے دل میں وہ خوف عبدالرحمان صاحب کا ڈالا گیا تھا۔

عبدالرحمان صاحب چونکہ اسے ڈانٹتے تھے اس لیے وہ انہیں گندے نانا کہتی تھی جو اس کی توتلی اور میٹھی زبان میں گنجے نانا ساؤنڈ کرتا۔

اچھا" اس نے بڑے پیار و شفقت سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے اثبات" میں سر ہلایا۔۔

وہ شدید غصے میں تھا اس لیے نایاب کو نہیں لگا کے اس کے لیے گاڑی کا ڈور کھولے گا۔ یہی وجہ تھی کے وہ خود ہی گاڑی کا ڈور کھولنے لگی مگر اس سے پہلے وہ پہنچتی۔۔۔اس نے دیکھا کہ وہ خوبرو نوجوان تیز قدم لیتا اس سے آگے نکلا اور گاڑی کا ڈور اس کے لیے کھولا۔

اگلے ہی پل۔۔۔نایاب نے اپنے سر پر اس کا ہاتھ کسی چھت کی طرح حائل ہوتے دیکھا ۔۔تاکے اسے بیٹھتے وقت لگے ناں۔۔۔

مانا وہ حیران ہوئی تھی لیکن چہرے پہ ظاہر نہ ہونے دیا۔۔

خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

دوسری جانب سے آ کے قیصر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی قیصر نے گاڑی کا ہیٹر بھی سٹارٹ کیا۔۔۔۔ جس سے کچھ ہی دیر میں گاڑی میں گرمائی پیدا ہونا شروع ہو گئی۔

پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے ابھی گاڑی چلے کہ قیصر نے بیک ویو مرر سے دیکھا کہ طالعہ سو چکی ہے۔

وہ دونوں میاں بیوی تین سال بعد ملے تھے لیکن اس کے باوجود گاڑی میں صرف خاموشی کا ہی راج تھا۔

قیصر وقفے وقفے سے اپنی بیٹی کو دیکھتا رہا پورے سفر کے دوران---- اور وہ جب جب اسے دیکھتا اس کی آنکھوں میں نرمی اترتی۔

"میں--- میں تمہیں خود بتانے والی تھی"

اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے سے مڑوڑتے --- وہ نہایت آہستگی کے ساتھ منمنانے والے لہجے میں بولی۔

کب؟ --- " اس کے کہتے ہی مقابل اتنی زور سے اس کی جانب دیکھ کے" دھاڑا---کہ ایک لمحے کے لیے نایاب کا دل بند ہوا۔

اس نوجوان کا غصہ اپنی جگہ بالکل بجا تھا۔ تین سال اسے ، اس کے بچوں سے دور رکھا گیا ہے حتی کہ ان کی دنیا میں موجودگی تک سے لاعلم---

یہ نہ صرف اس کی بلکہ اس کے بچوں تک کی حقوق تلفی تھی۔

کب نایاب؟ --- تین سال میرے بچوں کی موجودگی سے تم نے مجھے لاعلم" رکھا ہے۔ کیا تمہیں کم لگتے ہیں یہ؟ ابھی بھی محض اتفاقا ملے ہیں ورنہ تمہارا کوئی ارادہ نہیں تھا مجھے بتانے کا"وہ گاڑی سائیڈ میں لگا کر--- اب نایاب کی جانب دیکھ کر دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔

مارے غصے کی شدت کے---اس نوجوان کا چہرہ اب مکمل سرخ پڑ چکا تھا ---

دماغ کی رگیں ابھری ہوئی الگ کی نظر آ رہی تھیں۔

"سوری--- حالات ہی ایسے تھے کہ مجھے تم سے چھپانا پڑا "

کیسے حالات؟ "دوبدو سوال کیا گیا۔ "

وہ کیا بتاتی ؟؟---کے اپنے بچوں کی جان کا خوف تھا اسے -- وہ بھی کسی غیر سے نہیں اپنے ہی سگے نانا سے لیکن اب حالات کافی بہتر تھے۔ عبدالرحمان صاحب اب اس سے اور اس کے بچوں سے محبت کرنے لگے تھے جو محسوس بھی ہوتی تھی ان کی باتوں و افعال سے---

حالات بدل گئے تھے تبھی تو آج عبدالرحمان صاحب نے خود اسے واپس لوٹنے کا کہا تھا وہ بھی بچوں سمیت۔۔۔۔

اتنا ہی نہیں وہ اب اسے اپنے رشتہ داروں میں نواسی کے طور پر انٹروڈیوس کرانا شروع کر چکے تھے۔ یہ کوئی کم بات نہیں تھی نایاب کے لیے۔۔۔

عبدالرحمان صاحب نے اسے قبول کر لیا تھا اس کے بچوں کو قبول کر لیا تھا۔ نایاب نہیں چاہتی تھی یہ سب پھر سے بدمزگی کا شکار ہو۔۔

اور قیصر کو حقیقت سے آشنا کرنا دوبارا لڑائی چھیڑنے کے مترادف ہی تھا۔۔۔

حقیقت کا علم ہوتے ہی وہ جا کے اپنے والد سے لڑتا۔ پھر عبدالرحمان صاحب کے دل میں نایاب کو لے کر نفرت پیدا ہو جاتی کہ وہ باپ بیٹے کو لڑا رہی ہے۔۔۔اور ایسا وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی۔ جو چیز محبت سے ہو رہی تھی وہ محبت سے ہی ہوتی رہے تو کیا ہی خوب ہے۔

جب لڑائی محبت سے جیتی جا سکتی تھی تو پھر وہ کیوں معاملات کو خراب کرے

قیصر تم کہہ سکتے ہو میں ایک خودغرض "

ماں ہوں شاید ہر ماں ہوتی ہے۔ مجھے صرف میرے بچوں کی سیفٹی پیاری تھی اور وہ مجھے تمہارے ساتھ محسوس نہیں ہوئی۔ تمہارے والد گینگسٹر ہیں یہ بات جب سے مجھے پتہ چلی تھی میں ڈر گئی تھی۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت کچھ کھویا ہے اپنے بچے نہیں کھونا چاہتی تھی اس لیے تم سے دوری بنا لی۔ مجھے ڈر تھا کہ تم آؤ گے تو تمہاری پیچھے تمہارے دشمن بھی آجائیں گے۔ "

نایاب کیا میں نے تم سے بات نہیں کی تھی اس حوالے سے؟ تمہیں نہیں " بتایا تھا سب کچھ ؟؟ اور میں تو تمہیں خود بھی دور بھیج رہا تھا۔ یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی تمہیں" وہ تیزی سے احتجاجا و اعتراضا گویا ہوا۔

اس نے پہلے اپنی بیوی کو اعتماد میں لیا تھا پھر فیصلے کیے تھے اور یہی تو ایک صحت مند رشتے کی نشانی ہوتی ہے پھر نایاب کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ قیصر یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

لیکن جو پہلو قیصر نہیں سمجھ پا رہا تھا وہ یہ تھا کہ اس نے اعتماد میں لیا تبھی تو اس وقت نایاب اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ورنہ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ جب التمش نے اسے سچائی بتائی تو وہ خوفزدہ ہو جاتی۔۔۔اسی طرح جب زید نے اسے حقیقت سے آشنا کیا تو وہ بدظن ہو جاتی لیکن وہ نہیں ہوئی بلکہ دونوں صورتوں میں اس نے اپنے شوہر کے ساتھ کو ہی چنا اور یہ صرف اسی لیے تھا کیونکہ قیصر اسے اعتماد میں لے چکا تھا۔۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ محبت کرتا ہے اس نے بتایا تھا کہ وہ ایک گینگسٹر کا بیٹا ہے اس نے بتایا تھا کہ اسے ذریاب کا اس کے ساتھ ہونا پسند نہیں۔۔۔

سوری ناں۔۔۔ میں مان رہی ہوں۔ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔" وہ کوئی" وضاحت نہیں دے رہی تھی۔ وہ ڈائریکٹ معافی مانگ رہی تھی چونکہ خود بھی علم تھا کہ بہت گہری اذیت پہنچائی ہے اس نے مقابل کو۔

وہ رونا شروع ہو گئی تھی اور اس بار کوئی ایموشنلی بلیک میلنگ والا ٹرم کارڈ نہیں تھا یہ رونا۔۔۔۔

وہ واقعی اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پا رہی تھی اس پل۔

وہ ایک گینگسٹر کا بیٹا تھا ۔۔

لوگوں کو زندہ جلا کر مارنے کی کوشش کی تھی اس نے۔ 42

زریاب کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا۔

نکاح جیسے مقدس رشتہ اس نے صرف جائیداد کے حصول کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس کے پیچھے دشمن پڑے تھے۔

دیکھا جائے کچھ بھی تو نارمل نہیں تھا اس شخص کا۔۔اس کے باوجود وہ ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اس کی والہانہ محبت نہیں تھی اپنے شوہر سے۔۔۔ تو اور کیا تھا؟

قیصر نے اسے روتا ہوا دیکھ گہرا سانس لیا۔

اپنا تین سال کا رونا ایک طرف اس کے چند قیمتی موتی ایک طرف۔ وہ دل پر زیادہ گرا گزر رہے تھے۔۔ زیادہ اذیت دیتے معلوم ہوئے۔۔۔

پھر مزید کچھ نہ کہا۔۔

زور سے اسٹیرنگ وہیل پر ہاتھ دے مارا۔

غصہ بھی تو کہیں نہ کہیں نکالنا تھا ناں۔۔۔

دانت پیستے ہوئے۔۔جزبز ہو کر گاڑی سٹارٹ کی۔

وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا۔

قیصر نے گاڑی سے اتر کر سب سے پہلے اسی کے لیے گاڑی کا ڈور کھولا۔۔پھر پیچھے کی جانب گیا اپنی بیٹی کو لینے۔

"ہیلو۔۔۔ ہاں۔۔ دراصل مجھے راستے میں قیصر مل گیا ہے۔۔تو میں جا نہیں سکی عفان صاحب سے ملنے۔۔ آپ ان سے معذرت کر لیں میری طرف سے۔۔۔اور پھر کسی دن کی میٹنگ رکھ دیں " وہ طالعہ کی سیٹ بیلٹ کھول رہا تھا جب نایاب کی باتیں کرنے کی آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔

عفان یوسف جیسے شخص سے نایاب کا کیا واسطہ بھلا ؟؟ اور پھر وہ پاکستان آتے ہی اس سے کیوں مل رہی تھی؟

" عفان سے کیوں مل رہی ہو تم؟ "

طالعہ کو گود میں اٹھا کر گاڑی سے نکالتا۔۔اب وہ نایاب کی جانب دیکھ ۔۔۔ایک ائبرو اچکاکر کسی تفتیشی افسران کی طرح استفسار کر رہا تھا۔

"نانا نے میٹنگ رکھوائی ہے "

"وجہ؟ " اس بھوری چمکتی آنکھوں والی لڑکی نے محسوس کیا مقابل کے لہجے میں مزید سختی آئی ہے یہ جاننے کے بعد کہ میٹنگ رکھوانے والے عبدالرحمان صاحب ہیں۔

"پتہ نہیں مجھے "

وہ کندھے لاعلمی میں اچکاتے ہوئے بولی۔

پتہ نہیں ہے یا یہ بھی چھپا رہی ہو؟ " منہ بسور کر۔۔ چوٹ کرنے والے " انداز میں کہتا۔۔ وہ مڑ کر اندر کی جانب چل دیا تھا۔

اس کے لہجے کی چبھن نایاب کے دل کو کاٹ رہی تھی۔

رک جاو" نایاب نے دیکھا وہ دہلیز پر پہنچ کر رک گیا ہے۔ ساتھ ہی اسے" بھی روکا۔

شمیم انٹی جلدی آئیں۔۔ میرے گھر میں رحمت آئی ہے" اس نے بڑے" مسرت بھرئے لہجے میں آواز لگائی تھی۔ جسے سن نایاب حیرانگی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی۔

یہ لمحہ جیسے دل کو چھو گیا ہو۔۔وہ بہت خوش نظر آیا۔۔

شمیم انٹی اس کی آواز پر۔۔فورا ہی کچن سے اپنے ہاتھ صاف کرتی ہوئی باہر آئیں۔

ان کی آنکھیں بھی جگمگائی تھیں قیصر کی گود میں بچی دیکھنے کے بعد۔۔

نایاب بی بی۔۔ آپ لوٹ آئیں" وہی ممتا و محبت بھرا لہجہ۔۔جو بچپن میں ہوا" کرتا تھا۔

ابھی نایاب انھیں دیکھ ہی رہی تھی کہ اس نے سفید بلی کو اپنی جانب آتے دیکھا۔۔وہ آتے ہی قیصر کے پاوں سے لپٹنے لگی۔

" یہ میں کیا سن رہا ہوں حنی؟ "

قیصر نے اتنی زور سے آواز لگائی تھی کہ سبھی آن پہنچے تھے۔ جن میں عاطف بھی شامل تھا۔

وہ بڑی خوشی اور حیرانگی کی ملی جھلی سی کیفیت میں وہاں آکے کھڑا ہوا۔۔اور قیصر کی گود میں بچی کو دیکھنے لگا۔

طالعہ کیونکہ سو رہی تھی قیصر کے کندھے پر اس لیے صرف آدھا چہرہ نظر آرہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے خوبصورت کھڑے نقوش ظاہر تھے اور گوری رنگت بھی۔۔۔

وہ اپنے باپ کی گود میں بڑی پرسکون سی سوتی نظر آ رہی تھی۔

نایاب آپی۔۔آپ واپس آگئیں۔۔۔ واٹ ا پلیزنٹ سرپرائز" اب وہ نایاب کی جانب " دیکھ۔کافی ایکسائٹڈ ہو کر کہہ رہا تھا۔

مگر ساتھ ہی اگلے لمحے وہ یہ سوچ الجھا۔۔ کہ یہ بچی کہاں سے آئی۔۔نایاب کا تو مس کیرج ہو گیا تھا۔

کیسے ہو؟ " اس نے بڑی محبت سے پوچھا۔"

نایاب کے لیے ہمیشہ سے ہی عاطف چھوٹا بھائی و دیور جیسا تھا۔

" میں ٹھیک۔۔آپ سنائیں؟"

وہ اپنی حیرانگی چھپا گیا تھا مسکراہٹ کے پیچھے۔

"اللہ کا بڑا کرم"

نایاب کو پہلی بار ایسا محسوس ہوا۔ جیسے وہ اپنی سسرال آئی ہے اور اس کا ویلکم کیا جارہا ہے۔۔۔

یہ لیں انٹی۔۔ میری بیٹی کے پہلی بار میرے گھر میں قدم رکھنے کی" خوشی میں۔۔۔ خود بھی مٹھائی کھائیں اور باقی سب کو بھی کھلائیں" ایک بار جب ایک بوڑھے آدمی نے اس کی بیوی کا صدقہ مانگنا تھا تب بھی اس کی جیب سے زیادہ پیسے نہیں نکلے تھے ۔ اس قدر کوئی شو آدمی تھا وہ پیسوں کے معاملے میں۔۔لیکن آج جب بات بیٹی کی آئی تو حال یہ تھا کہ خود سامنے سے بغیر مانگے جیب سے نکال کر پیسوں کی موٹی گڈی شمیم انٹی کو پکڑا دی ۔

یہ لو عاطف۔۔۔آج کوئی بھی بھوکا نہیں سونا چاہیے" اس نے اپنے والٹ سے" گولڈن کارڈ نکال کر عاطف کی جانب بڑھایا لیکن نایاب وہ گولڈن کارڈ نہیں دیکھ رہی تھی۔۔وہ تو اس کے والٹ میں لگی ہوئی اپنی پرانی تصویر دیکھ رہی تھی۔

سفید فراک میں ملبوس مسکراتی ہوئی تصویر۔

والٹ میں اپنی تصویر دیکھ۔ چہرے پہ ایک دلفریب مسکراہٹ بکھر آئی تھی۔

وہ اپنے نچلے ہونٹوں کو چباتے ہوئے بلش کرنے لگی۔

"جی حنی--- ایسا ہی ہوگا"

عاطف نے پراعتماد انداز میں کہتے ہوئے طالعہ کے گال کو چوما اور پھر باہر کی جانب باخوشی بڑھا۔

اسے پکڑ لیں--- اور اب میرے کمرے میں مت آنے دیجیے گا۔ میں نے سنا " ہے بچے بہت حساس ہوتے ہیں انہیں جراثیم جلدی لگ جاتے ہیں" قیصر اچھے سے جانتا تھا کہ اس کے پیچھے پیچھے کیٹو بھی کمرے میں آئے گی عادت کے مطابق---اور کیونکہ اب اس کی چھوٹی سی بیٹی تھی تو وہ محتاط ہو گیا تھا--

اسی لیے شمیم انٹی کو پہلے ہی آرڈر دیا کہ اسے پکڑ لیں--- اور اس کے کمرے میں نہ آنے دیں اب۔

شمیم انٹی اس بلی کو گود میں پکڑ کر بس یہی سوچ رہی تھیں کہ وقت کتنی جلدی گزر جاتا ہے۔ قیصر یہی آرڈر اپنی چھوٹی سی بیوی کے لیے دیتا تھا پہلے--اور آج اپنی ننھی پری کے لیے دے رہا ہے۔

ان کی آنکھوں کے آگے وہ سالوں پرانا منظر لہرانے لگا جس میں قیصر بالکل اسی طرح اپنی گود میں نایاب کو لیے کھڑا ہوتا تھا ۔آج بس فرق اتنا تھا کہ وہ لڑکی جوان ہو کر اس کے برابر میں کھڑی تھی اور اس کا اب ایک چھوٹا ورژن قیصر کی گود میں تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

میرا لٹل جگنو" نایاب کے جانے کے بعد بھی قیصر نے اپنا کمرہ نہیں بدلا" تھا۔ وہ آج بھی نیچے والے روم میں ہی رہ رہا تھا۔

اس نے اپنی ننھی پری کو لا کر بیڈ پر بہت آہستگی کے ساتھ اپنی جگہ پر لٹایا---

پھر اسے کمفرٹر اڑا کر اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

نایاب نے اس کے ننھے ہاتھ کو قیصر کے بڑے مضبوط ہاتھوں میں قید دیکھا۔

وہ بار بار جھک کر اپنی بیٹی کی پیشانی چوم رہا تھا جیسے اس کی چومتا۔ مگر آج کہاں چوما تھا؟

وہ خود بھی نہیں جانتی ہوگی شاید۔۔ اس خیال کے آتے ہی کس قدر شکوہ در آیا تھا اس کی آنکھوں میں۔۔

وہ شکوہ کن نگاہوں سے ہی اسے تک رہی تھی اب۔۔۔

اس کی نگاہوں کی تپش کو مقابل نے محسوس کر لیا تھا۔

" میرا بیٹا کہاں ہے؟"

اس کے جڑوا بچے تھے ۔ اگر بیٹی تھی تو یقینا بیٹا بھی ہوگا۔ اس نے مقابل کی جانب دیکھنے کی زحمت کیے بغیر ۔۔۔ سنجیدگی سے استفسار کیا۔

وہ۔۔۔ اپنی نانی کے ساتھ ہے۔ نانا کے گھر پر۔۔۔ نانا نے کہا ہے کہ ہم ان کے" ساتھ رہیں گے" آخری جملہ اس نے بہت لچکدار انداز میں ادا کیا۔۔ڈر جو تھا کہ وہ پھر سے غصہ نہ ہو جائے۔

وہ اس کی بیوی ہو کر بھی اب نانا کی نواسی بن کر رہنے والی تھی۔

تین چار ثانیوں تک نایاب اس کے ری ایکشن کا انتظار کرتی رہی لیکن مقابل نے کچھ نہ کہا۔

چونکہ نایاب پہلے ہی تھکی ہوئی تھی اس لیے بیڈ کے دوسری سائیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔۔ اور قیصر کو طالعہ کو پیار کرتے ہوئے دیکھنے لگی۔کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اس نے کمر بیڈ کراون سے لگا لی ۔۔۔ ابھی بھی اس کی نگاہ کا مرکز اپنا شوہر ہی تھا جو طالعہ سے بالکل لگ کر لیٹ گیا تھا اور اس کے سر کے نیچے سے آہستگی سے تکیہ ہٹا کر اپنا ہاتھ حائل کر لیا تھا ۔پھر کچھ ثانیے گزرے تو آنکھیں تھکن کے سبب خود ہی بند ہونے لگیں۔۔۔اور پھر اسے نہیں خبر اس کے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اس کی آنکھ کھلی تو سر تکیے پر تھا اور گرم کمبل وجود پر۔ ۔۔پھر جو حسین منظر آنکھوں کے سامنے تھا وہ دل کو بھر لانے کے لیے کافی تھا اس کے۔۔۔

طالعہ بالکل قیصر کے سینے سے لگ کر سوتی دکھائی دے رہی تھی۔

اس لمحے صرف اپنے مہر کی کمی محسوس ہوئی اسے۔ اس فیملی کو پورا کر دینے کے لیے۔۔

کتنے وقت بعد وہ قیصر کو یوں قریب سے دیکھ رہی تھی۔ اور وہ تو عادی تھی سوتے ہوئے اسے پیار کرنے کی۔

رہا نہیں گیا اس لمحے بھی۔۔خودی کھسک کر قریب آئی۔۔۔ اپنے ہاتھوں کے پورے اس کے رخسار پر پھیرنے لگی۔

اس لمحے شدت سے دل چاہا کہ طالعہ کو ہٹا کر خود اس کے سینے سے لگ جائے۔

وہ اب کلین شیو نہیں رہا تھا۔۔ ہلکی ہلکی فرینچ داڑھی تھی اس کی۔۔۔

نایاب اس کی داڑھی پر ہلکے ہلکے ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کی چبھن سے اپنے دل میں سرور سہ اترتا محسوس کررہی تھی۔۔

اس کی انگلی کا ایک ایک پور جیسے ترسا ہو اس لمس کے لیے۔

اور وہ ابھی کہاں جانتی تھی کہ جس طرح وہ قیصر کے لمس کے لیے ترسی ہے اسی طرح مقابل اس سکون کے لیے ترسا ہے جو ان ماں بیٹی کے آنے سے اس کے دل میں اترا ہے۔۔۔جس کے بعد وہ پہلی بار اتنا پرسکون سو رہا تھا۔

ماما دودو۔۔ ماما دودو" وہ ابھی قیصر کو پیار کر ہی رہی تھی کہ طالعہ نے" نیند میں عادت کے مطابق بڑبڑانا شروع کر دیا دودھ کے لیے۔۔۔

اسے نیند میں ہی دودھ چاہیے ہوتا تھا ورنہ چڑھ جاتی۔۔۔ اور ذرا سی دیر ہونے پر اس قدر غصہ بھی ہو جاتی کبھی کبھار کہ دودھ پھر منہ ہی نہ لگاتی۔ اس لیے نایاب اس کی پہلی ہی آواز پر اٹھ کر بیٹھی۔

ماما لا رہی ہیں۔۔ شور مت کرو۔۔ پاپا اٹھ جائیں گے" نایاب کہہ کر فورا ہی" کمفرٹر خود سے جدا کر۔۔بیڈ سے اتر کر تیز قدم لیتی ہوئی کمرے سے نکلی۔

وہ نہیں چاہتی تھی قیصر کی نیند خراب ہو طالعہ کے رونے سے۔۔۔

ویسے بھی ایک بار طالعہ نے رونا شروع کر دیا تو پھر قیصر تو کیا پورے محلے نے اٹھ جانا تھا۔

وہ لاؤنج میں رکھے صوفے پر سے اپنا پرس اٹھا کر۔۔اس میں سے فیڈر نکال کر کچن میں آئی تو شمیم انٹی اسے دیکھ مسکرانے لگیں۔

ان کی مسکان کا جواب مسکان سے دیتے۔۔ وہ اپنے کام میں مگن ہو گئی۔

جلدی سے فیڈر بنا کر اب وہ کمرے میں پہنچی تھی۔

پاپا دودو۔۔ پاپا دودو" طالعہ نیند میں ہی قیصر سے دودھ مانگنے لگی" تھی۔۔۔ جس پر وہ عادت کا مارا فورا اٹھ کر بیٹھا تھا۔

ابھی وہ یہی پریشان ہو رہا تھا کہ اس کے گھر میں تو فیڈر بھی نہیں ہے وہ طالعہ کو دودھ کیسے پلائے گا۔۔۔ کہ اسے سامنے سے نایاب فیڈر لے کر آتی ہوئی نظر آئی۔

یہ لو۔۔ منہ سے لگا دو اس کے۔۔ پیٹ بھر جائے گا تو آرام سے ایک دو" گھنٹے اور سو جائے گی" وہ چاہتی تو اسے گود میں لے کر خود پلا دیتی لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔۔

اپنے روٹھے شوہر سے بات کرنے کا ایک موقع ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتی تھی وہ؟ ۔۔

اس نے قیصر کے آگے فیڈر بڑھائی۔۔ساتھ ہی نرمی سے بولی۔

مگر یہ تو سو رہی ہے" قیصر نے دیکھا طالعہ کی تو آنکھیں تک نہیں " کھلیں۔۔۔وہ دودھ کیسے پیے گی؟

"سوتے سوتے ہی پی لے گی تم لگا دو منہ سے "

اس کے کہتے ہی قیصر نے فیڈر کا کیپ کھول کر اس کی نپل طالعہ کے منہ سے لگا دی ۔۔اور وہ یہ دیکھ۔۔ بے اختیار مسکرا دیا کہ اس کی چھوٹی سی گڑیا نے فورا پینا شروع کر دیا تھا نیند میں ہی۔۔۔

اپنے جگنو کو اس نے چھ سال کی عمر کے بعد پالنا شروع کیا تھا اس لیے یہ فیڈر والے حالات سے ذرا ناواقفیت تھی ابھی تک۔۔۔ لیکن اب طالعہ آ گئی تھی اسے سکھانے ۔۔

کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ جو کسر ماں نے چھوڑ دی تھی وہ بیٹی پوری کررہی تھی۔

طالعہ نے دودھ پیتے ہی فیڈر ڈھیلی چھوڑ دی۔ جس پر قیصر نے فورا ہی پکڑ لی۔

کیا اس نے سوچا تھا آج صبح آفس کے لیے نکلتے وقت ۔ کہ جب واپس لوٹے گا تو روز کی طرح تنہا نہیں ہوگا ۔۔اپنی بیوی و بیٹی کے ساتھ لوٹے گا۔

دنیا بہت ان ایکسپیکٹڈ جگہ ہے۔۔پتا ہی نہیں ہوتا اگلے لمحے کیا سے کیا ہو جائے۔۔۔ بس اس ایک لمحے سے خدا بچائے جسے ناگہانی آفت کہتے ہیں ورنہ باقی تو خیر ہی ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

طالعہ جب ہم اندر جائیں گے بڑے نانا کے پاس ۔۔ تو آپ پاپا کو انکل بولو " گی۔۔۔کیا بولو گی؟ " اب وہ اسے سکھانے کے بعد۔۔۔ نرمی سے دوبارہ پوچھ رہی تھی۔۔ یہ دیکھنے کے لیے ۔۔۔کہ طوطی کو سبق یاد ہوا یا نہیں۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ اس نے دیکھا نہیں تھا کے قیصر کس طرح اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھور رہا تھا اس لمحے۔۔۔لیکن وہ مکمل اگنور کر گئی تھی اس حسین نوجوان کو۔۔۔جو دل پر قیامت برپا کرتا محسوس ہورہا تھا اپنے فریش لک میں۔۔۔

وہ بسکٹ کلر کا گول گلے والا سویٹر اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔آستین فولڈ کر رکھی تھیں اس نے۔ساتھ ہی کلائی پر سلور کی واچ بڑی جچتی معلوم ہوئی نایاب کو۔۔۔ پاؤں میں وائٹ جوگرز تھے۔۔۔ بال آفس لک کی طرح جیل سے سیٹ نہیں تھے پیچھے کی جانب بلکہ پیشانی پر آ رہے تھے ۔اپنے اس فریش لک میں وہ خاصہ چھوٹی عمر کا معلوم ہو رہا تھا دیکھنے سے۔

پاپا گودی۔۔۔" چھوٹے بچے کے دماغ میں ایک بار جو چیز بٹھا دی جائے وہ" پھر کمپیوٹر کے ڈیٹا کی طرح فکس ہو جاتی ہے۔ پھر آپ اسے بدلنے کی کوشش کریں تو بچہ اسے جلدی قبول نہیں کرتا ۔

طالعہ اس کی بات کو سنی ان سنی کرتی ۔۔۔اس سے اپنا ننھا ہاتھ چھوڑا کر قیصر کے پاؤں سے لپٹ گئی تھی۔

ادھر آو تم۔۔۔ ہر وقت گود میں چڑھنے کی ضد مت کیا کرو تھوڑا چلنا بھی" سیکھو۔ اور میں کیا کہہ رہی ہوں وہ سنو۔۔۔ " نایاب کی جان سولی پہ لٹکی ہوئی تھی وہ نہیں چاہتی تھی طالعہ یا مہر قیصر کو پاپا پاپا کہیں عبدالرحمان صاحب کے سامنے ۔۔

اگر عبدالرحمان صاحب کو حقیقت پتہ چل گئی اور انہوں نے اس کے بچوں کو نقصان پہنچا دیا تو ۔۔۔یہ خطرہ اسے ابھی بھی لاحق تھا۔

مانا وہ بہت حد تک بدل گئے تھے لیکن پھر بھی۔۔ وہ کوئی جوکھم نہیں لینا چاہتی تھی۔

اسے مہر کی ٹینشن نہیں تھی۔ اسے پتہ تھا اس کا بیٹا کم گو ہے۔۔ اور ایک بار وہ سمجھا دے گی تو وہ سمجھ بھی جائے گا لیکن اس کی طوطی اس کے برعکس بہت مشکل سے ہی کوئی بات سنتی ہے۔۔۔ اسے سمجھانا بھینس کے آگے بین بَجانے کے مترادف تھا۔

نایاب نے اس کا ننھا بازو پکڑ کر اپنی جانب موڑنے والے انداز میں فورس کے ساتھ کھینچا تھا تاکہ اسے سمجھا سکے۔

نایاب بچی ہے وہ۔۔۔ اپنی سیاستوں سے دور رکھو اسے" اور وہ لڑکی" کیسے بھول گئی کہ اس وقت طالعہ اپنے باپ کے ساتھ کھڑی ہے۔۔ اور بچہ (خاص طور پر بیٹی) جب اپنے باپ کے ساتھ ہوتی ہے نا تو وہ شیر ہوتی ہے۔۔پھر ماں کی بھی مجال نہیں ہوتی کے اسے کچھ کہہ دے۔

قیصر نے جزبز ہو کر برہمی سے کہتے ۔۔طالعہ کو گود میں اٹھا لیا تھا۔

میں ان کی حفاظت کر رہی ہوں قیصر "وہ جھلملاتی آنکھوں کے ساتھ " لچک دار لہجے میں بولی۔

پلیز۔۔۔ بہت مشکل سے مجھے میرے کھوئے ہوئے رشتے ملے ہیں۔ میں " انہیں پھر نہیں کھونا چاہتی۔ تھوڑا سہ کاپریٹ کر لو ۔۔۔ بس تھوڑا سہ وقت دے دو مجھے" اس کی آنکھیں منتیں تھیں یہ جملے ادا کرتے ہوئے۔

ابھی وہ مزید فورس کرتی مقابل کو اس سے پہلے ہی گارڈن میں سے عبدالرحمان صاحب کی آواز آئی (پیچھے سے) " کیوں کھڑے ہو تم لوگ وہاں؟؟"

نایاب نے اب کچھ نہ کہا یہاں تک کہ طالعہ سے بھی نہیں۔

اس نے قیصر پہ بات چھوڑ دی کیونکہ وہ جانتی تھی مزید بات کرنا بات کو بگاڑ دے گا۔

وہ شیر بکھر گیا تو سنبھال نہیں سکے گی ابھی۔

جب وہ آئی تھی تو ذہن بنا کر آئی تھی کہ قیصر کے پاس جا کر خود بات کرئے گی اسے حقیقت سے آشنا کرے گی ساتھ ساتھ اعتماد میں لے گی پھر اپنے بچوں کا اور قیصر کا آمنا سامنا کرائے گی لیکن سب کچھ اس کی توقع کے بالکل برعکس ہوا۔

اب وہ آنکھیں میچ کر۔۔ ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کرنے کے بعد ۔۔ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتی۔۔مڑ کر چل دی۔۔

مہر" نایاب کی نگاہوں نے گارڈن میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے مہر" کو تلاش کیا اور پھر تانیہ کو۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں اس نے تانیہ سے پوچھا ۔۔کے کیا اس کا کام ہو گیا؟ ۔۔جس پر اسنے اطمینانی بھرئے انداز میں آنکھیں بند کیں ۔ جو اشارہ تھا کہ ہاں کام ہو گیا ہے۔ اس نے مہر کو سمجھا دیا ہے کہ قیصر کو انکل بلانا ہے سب کے سامنے۔

وہ چاند سے چہرے والی لڑکی ابھی اپنے بیٹے کے قریب آکر ۔۔اسے پیار کرتی اس سے قبل ہی مہر کی نگاہ نایاب کے پیچھے آتے قیصر پر گئی۔

انکل" وہ اس قدر ایکسائٹڈ ہوا اپنے والد کو دیکھ کر۔۔ کہ پھر بےدھڑک" چیئر سے اترنے لگا۔ جس پر نایاب نے فورا اسے گود میں اٹھا کر نیچے اتارا۔۔ اس سے پہلے کے وہ گر جاتا۔

نایاب تانیہ عبدالرحمان صاحب سب نے دیکھا کیسے وہ چھوٹا سہ شہزادہ ننھے پاوں سے بھاگتا ہوا قیصر کے پاس پہنچا اور اس کے پاؤں سے لپٹ گیا

قیصر اسے اپنے پاؤں سے لپٹتا دیکھ فورا نیچے بیٹھا۔

اس کی گود میں پہلے سے طالعہ کا راج تھا۔

مگر اپنے ننھے شہزادے کے لیے اس نے الٹے ہاتھ کی جانب جگہ بنائی۔ اور اسے گود میں اٹھا لیا۔

اب اس کی گود میں وہ دونوں لٹل جگنو ایک ساتھ جگمگا رہے تھے۔

پاپا۔۔ اپسس انکل۔۔ " عادت کے مطابق مہر کے منہ سے بے دھڑک پاپا نکلا" لیکن پھر اس نے فورا ہی زبان دانتوں میں دبائی اور انکل کہنا شروع کیا۔ ساتھ ہی اپنی ننھی بائیں اس نے قیصر کے گلے میں ڈالیں۔

انکل نہیں۔۔ حنی ۔۔ " قیصر کچھ کہتا اس سے قبل ہی وہ ننھی طوطی اس کا" چند لمحوں پہلے پڑھایا سبق تیزی سے مہر کو کنورٹ کرنے لگی۔

حنی۔۔ " کیونکہ یہ لفظ چھوٹا سہ تھا اس لیے دونوں کے لیے ہی بولنا بہت" آسان تھا۔ پھر نایاب اکثر قیصر کے شوز کے اف کیمرا سین یوٹیوب پر دیکھا کرتی تھی جس میں اس کی ٹیم ممبرز اسے حنی کہہ کر پکارتے ہوئے نظر آتے تھے۔ جو اس کے بچوں نے بھی سن رکھا تھا۔ اس لیے ان کے لیے یہ حنی نام نیا نہیں تھا۔

نایاب کے فارغ وقت میں دو ہی تو شوق تھے یا تو اپنی ماں کی دوائی کے لیے ریسرچ کرنا یا پھر اپنے شوہر کے کنسرٹ اور اف کیمرہ سین دیکھ دیکھ کر خوش ہونا۔

نایاب بہت پریشان تھی لیکن جب اس نے طالعہ کی بات سنی تو احسان مند نگاہوں سے قیصر کی جانب دیکھا۔

مقابل نے خفگی سے نظر چرا لی لیکن وہ پھر بھی مسکرائی۔

دنیا میں اس سے زیادہ حسین منظر نہیں ہو سکتا تھا کوئی نایاب کی نگاہ میں۔۔

وہ خفگی میں بھی بڑا پیارا سہ لگا۔

طالعہ کے ساتھ تو وہ صبح سے تھا لیکن مہر کو اس نے اب دیکھا تھا۔

اس نے بہت محبت سے اپنے بیٹے کے گال کو چوما۔۔

جب نایاب چومتی تھی تو وہ اکثر چڑچڑئے انداز میں صاف کر لیتا تھا لیکن اپنے باپ کی بار پر ایسا نہ کیا بلکے جھیپ کر اس کے کندھے سے سر لگا لیا۔

اپنی اولاد جب سینے سے لگی ہو تو کس قدر سکون دیتی ہے یہ بات قیصر نے اس لمحے جانی تھی۔

وائٹ کلر کی ٹی شرٹ پر ڈارک گرین کلر کی جیکٹ میں وہ ننھا سہ شہزادہ اس حسین نوجوان کو اپنا عکس ہی معلوم ہوا۔ بس آنکھیں اس نے اپنی ماں کی لی تھیں۔

تم تو مہر و طالعہ سے پہلی بار مل رہے ہو نا پھر یہ اتنی اپنائیت کیسے؟ "
"انہیں دیکھ کے تو ایسا لگتا ہے نا جانے کب سے جانتے ہوں تمہیں

جب قیصر ان کے قریب آیا تو عبدالرحمان صاحب اپنی حیرت ظاہر کیے بغیر رہ نہیں سکے۔

میں نے تصویر دکھائی تھی"نایاب فورا بولی۔ "

عبدالرحمان صاحب نے اس پہ فقط اثبات میں سر ہلایا ۔۔۔جیسے مطمئن ہو گئے ہوں اس کے جواب سے لیکن یہ صرف اوپری ہی تھا دماغ تو کھٹک گیا تھا ان کا۔

قیصر کو کھڑا دیکھ ۔ ملازم نے آ کے فورا ہی اس کے لیے چیئر کسھکائی۔۔۔

وہ بیٹھتا اس سے پہلے ہی طالعہ رونا شروع ہو گئی۔۔وہ نہیں چاہتی تھی وہ بیٹھے۔

طالعہ بیٹھنے دو۔۔۔غلط بات"تانیہ فورا ہی اسے سمجھانے والے انداز میں " بولی۔

مگر وہ بچہ ہی کیا جو سمجھ جائے۔

... نہیں۔ "طالعہ ضدی لہجے میں"

طالعہ--- پاؤں دکھ جائیں گے آپ کے حنی کے" تانیہ نے پھر لچکدار لہجے " میں سمجھانے کی کوشش کی

نہیں--- " وہ اپنی ضد پر اڑی رہی۔"

طالعہ-- " اس بار نایاب نے اسے غرا کر دیکھا تھا۔"

حنی-- " اپنی ماں کی آنکھوں سے ڈر کر اس نے فورا ہی اپنا چہرہ قیصر" کی گردن میں چھپا لیا--

اچھا چلو-- میں کھڑا رہتا ہوں۔ ٹھیک ہے" نایاب بھی ضدی مزاج تھی " لیکن اس لیول کی نہیں جتنی طالعہ لگی اسے---اور پھر وہ یہ سوچ کے مسکرایا--کے اپنا چھوٹا ورژن دیکھ رہا ہے۔

میں تو کہتا ہی یہی ہوں نایاب سے کہ تمھارے ساتھ رہی ہے شروع میں " اس لیے اس کے بچوں پہ بڑا غلط اثر پڑا ہے تمھاری صحبت کا"
عبدالرحمان صاحب طالعہ کی ضدی مزاجیت دیکھ--- قیصر کی جانب متوجہ ہو کر ناگواری سے بولے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے باپ کی ناگواری دیکھ-وہ تھوڑا جھم جاتا۔ یا ان کی بات سے اتفاق ظاہر کرتا-- یا پچھتاوے کا اظہار کرتا۔ مگر اس نوجوان نے تو بڑے فخرانہ انداز میں اپنی بیٹی کی پیشانی چومی۔

حنی کے پاوں دکھ جایں (جائیں) گے--تم سمجھتی نی (نہیں) ہو" جہاں سب" کو قیصر کے پاؤں کے درد کی فکر تھی وہاں مہر کو نہ ہو--یہ کہاں ممکن؟؟..وہ تو بدرجہ اولی اپنے باپ کی بڑی فکر کرتا تھا۔

اب وہ اپنی توتلی زبان میں طالعہ کو سمجھانے کی سعی کر رہا تھا۔

پاوں دکھ جایں (جائیں) گے؟ " اپنے بھائی کی بات تھوڑی دماغ میں آئی" تھی اس کے۔

اس لیے قیصر کو اپنی چھوٹی چھوٹی چمکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ---معصومیت سے پوچھنے لگی۔

قیصر نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔

میں بیٹھ جاؤں؟ " نہایت لچکدار لہجے میں پوچھا اپنی شہزادی سے۔۔۔ "
کہ اگر وہ ابھی بھی نہ کہے تو پوری رات کھڑا رہے۔

ہاں۔۔ " اس بار وہ راضی ہوئی۔"

قیصر ان دونوں کو گود میں لیے ہی کرسی پر بیٹھا تھا۔

وہ دونوں ہی اپنے باپ کے سینے سے ایسے لگے رہے کے دیکھنے والوں کو الگ ہی معلوم ہو رہا تھا کہ بہت انسیت ہے ان کے دل میں قیصر کو لے کر۔۔۔

یہ بات تو قیصر بھی محسوس کر چکا تھا کہ اس کے بچے اس سے بہت محبت کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی عورت کی پرورش نہیں ہو سکتی جس نے اس سے بدگمانی رکھی ہو یا اس سے نفرت کرتی ہو۔۔۔ یقینا محبت تھی اس ظالمہ حسینہ کو۔۔۔ تبھی تو چھوٹے چھوٹے ورژنز میں محبت اوورلوڈ دکھائی دے رہی تھی۔

" کیسے ہیں قیصر برو؟ "

تانیہ نے طبیعت پوچھ کر اس کی توجہ اپنی جانب مرکوز کی۔

اوو۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ کتنا بڑا ہو گیا ہے ماشاءاللہ" اس وجاہت سے مالا مال" نوجوان کے لہجے میں تانیہ کے لیے اتنی ہی محبت تھی جتنی عاطف کے لیے ہوتی ہے۔

قیصر کے کہتے ہی تانیہ جھیپ گئی تھی۔

اب آ ہی گئے ہو تو رات کا کھانا ساتھ کھا کے جانا" عبدالرحمان صاحب " نے اسے دعوت دی تھی رات کے کھانے کی۔

وہ نہیں جانتے وہ تو آیا ہی یہاں رات رکنے تھا۔

اس کے بیوی بچے یہاں تھے۔ وہ کیا کرتا اکیلے گھر میں رک کر وہاں؟

بلکہ اس نے تو عاطف کو بھی میسج کر دیا تھا کے رات کا کھانا یہاں پر کھائے اور رات کے کپڑے بھی لے آئے۔ وہ یہیں رکیں گے دونوں بھائی۔

ہونہہ--بیٹا ہوں میں آپ کا۔ اتنی بے مروتی دکھا رہے ہیں پھر بھی-- تھوڑا " دل بڑا کریں۔

ایک کھانے پر ہی ٹرکا رہے ہیں صرف" قیصر نے فورا ہی منہ بسور کر انہیں ٹوکا۔

تو میرے کہنے سے کون سہ تم رات بھر رک جاؤ گے یہاں " عبدالرحمان " صاحب بھی اسی کی طرز میں بولے۔

ان کے لہجے میں شکوہ زیادہ تھا۔

جب سے سارا کاروبار قیصر کے سپرد کیا تھا تب سے وہ خود بھی یہی چاہتے تھے کہ قیصر ان کے ساتھ رہے یہاں ؤکر مگر وہ کب مانتا تھا۔

آپ چاہتے ہیں میں رکوں؟ " ایک ابرو اچکاکر تجسس سے استفسار کیا۔"

پوچھ تو ایسے رہے ہو۔ جیسے میں ہاں کروں گا اور رکنے کے لیے تیار " ہو جاؤ گے تم" وہ سر جھٹکتے ہوئے بولے۔

انداز کچھ یوں تھا کہ جیسے یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔

چلیں میں رک جاتا ہوں۔ بس۔ " اس نے احسان مندانہ انداز میں کہا۔ جس پر " بے یقینی سے عبدالرحمان صاحب کی آنکھیں ٹوسٹ ہوئیں۔

ایک کو مجھے دے دو۔ میں چائے پلا دیتی ہوں" ملازم چائے لے آیا تھا " سب کے لیے--

نایاب نے فورا ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر قیصر سے نرمی سے کہا۔

مہر آپ ماما پاس آجاو-- تاکہ حنی بھی چائے پی سکیں" وہ دونوں کے " چہرے دیکھنے لگی۔

دونوں میں سے ایک بھی اپنے پاپا کی گود میں سے اترنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے نایاب نے خود مہر سے بڑی پیار سے کہا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی مہر سن لے گا اس کی۔

اوکے ماما" مہر اس کی گود میں آنے کے لیے تیار ہوا۔"

وہ اسے لے کر اب سامنے جا کے واپس اپنی جگہ پر بیٹھ کر۔۔اسے چائے پلانے لگی جبکہ طالعہ کو چائے قیصر پلا رہا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

آپ کو پتہ ہے ڈیڈ۔۔ نایاب پاکستان چلی گئی ہے"علی کے بتاتے ہی" پروفیسر صاحب کے کان کھڑے ہوئے تھے۔

کیا؟ .. مذاق کر رہے ہو مجھ سے؟؟ وہ بغیر بتائے مجھے کیسے جا" سکتی ہے؟ " وہ حیرت سے بولے۔

میں آپ سے کیوں مذاق کروں گا ۔ ابھی حفصہ سے بات ہوئی میری۔ اس " نے بتایا" علی اچھے سے واقف تھا اس کے والد اس فارمولے کے کتنے وقت سے منتظر تھے۔

وہ نایاب کے پیچھے جو پاکستان پہنچے تھے اور پھر واپس انگلینڈ آئے یہ کوئی بے وجہ نہیں تھا ۔

جب سے حفصہ نے انھیں بتایا تھا کہ نایاب ایک ذہین لڑکی ہے جس کا ائی کیو لیول عام لوگوں سے کہیں ہائی ہے اور وہ اپنی ماں کے لیے دوائی بنانا چاہتی ہے۔ تب سے ہی وہ نایاب کو اپنی ریسرچ ٹیم میں شامل کرنا چاہتے تھے۔

ان کی ہر وقت نایاب کے کام پہ نگاہ رہتی تھی۔ انھیں یقین تھا نایاب وہ دوائی ضرور بنا کے دکھائی گی ایک دن۔۔ جس کا بننا کسی میریکل سے کم نہیں ہے۔

انہوں نے سالوں انتظار کیا تھا اس کے فارمولا بنا لینے کا۔ اور اب جب فارمولا کمپلیٹ ہو گیا تھا تو وہ اسے لے کر راتوں رات پاکستان چلی گئی تھی۔ وہ کیسے برہم نہ ہوتے؟

"میں خود کال کرتا ہوں نایاب کو "

انہوں نے یہ کہہ کر تیزی سے اپنے کوٹ سے سیل نکالا۔

آپ کو لگتا ہے وہ آپ کی کال اٹھائے گی؟ " ابھی وہ کال کرنے ہی لگے" تھے جب علی تیزی سے بولا۔

کیا مطلب؟ "وہ الجھ کر۔ "

ڈیڈ کیا واقعی آپ کو نظر نہیں آ رہا۔وہ نایاب فارمولا لے کر اڑ گئی ہے"" علی جزبز ہو کر کہہ رہا تھا۔

ایسے کیسے اڑ سکتی ہے اس فارمولے کو لے کر وہ؟ ۔۔میں نے بھی دن " رات محنت کی ہے اس کے ساتھ اور پھر اپنا پیسہ لگایا ہے اس پر ۔۔بھروسہ کیا ہے۔۔ " پروفیسر دامل خان کا پارہ ہائی ہو چکا تھا۔

انھیں یقین نہیں آ رہا تھاکے نایاب بجائے انھیں فارمولا دکھانے کے راتوں رات پاکستان چلی گئی ہے۔

ڈیڈ کچھ لوگ ہوتے ہی احسان فراموش ہیں۔آپ سے سیکھ کر۔۔ آپ ہی کو " پیٹھ دکھا کر بھاگ گئی ہے وہ فارمولا لے کر"علی شروع سے ہی نایاب پر گندی نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

ایک پارٹی کے دوران اس نے موقع پا کر نایاب کا ہاتھ پکڑ کر ہراساں کرنے کی کوشش کی تو اس نڈر لڑکی نے غصے سے چانٹا جڑ دیا سب کے سامنے۔۔ جبکہ وہ پروفیسر کا بیٹا تھا اور سب اسی وجہ سے اس سے کافی ڈرتے تھے۔

اس تھپڑ کے بعد سے ہی علی بہت خار خانے لگا تھا اس سے۔

بس موقع کی تلاش میں تھا جب وہ نایاب سے بدلہ لے سکے اپنی بےعزتی کا۔

اگر اسے لگتا ہے کہ وہ فارمولا لے کر بھاگ سکتی ہے تو یہ اس کی " سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔ میں نے اتنے سال ایسے ہی برباد نہیں کیے ہیں اس پر۔ " وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔۔

ساتھ ہی نایاب کو کال ملائی۔

ان کے بار بار کال کرنے کے باوجود بھی دوسری جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہو رہا تھا جس کے سبب ان کا پارہ اب آسمانوں سے باتیں کرنے لگا

ڈیڈ آپ میری بات کیوں نہیں سنتے۔ میں کہہ رہا ہوں ناں وہ کال نہیں" "اٹھائے گی

تم چپ رہو گے" وہ غصے سے دھاڑے۔ "

اور یہ پہلی بار تھا جب وہ اس طرح غصے سے دھاڑے ہوں اپنے بیٹے پر۔

نایاب کا کال ریسیو نہ کرنا انہیں پاگل کر رہا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

سوری میں لیٹ ہو گیا۔ کھانا سٹارٹ تو نہیں کیا ناں آپ لوگوں نے؟ " " عاطف جلد بازی میں چلتا ہوا ڈائننگ ٹیبل کی جانب آیا تھا۔

اور اس کی آواز جیسے کسی کے دل کو جا کر لگی ہو۔

تانیہ نے فورا ہی سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

وہ زردی رنگ کے ٹی شرٹ پر بلیک رنگ کی جیکٹ۔ ۔ و گرے رنگ کی پینٹ زیب تن کیے کسی ہیرو سے کم معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

عاطف کو دیکھتے ہی اس کا ننھا سہ دل آج بھی اتنی ہی زور سے دھڑکا جیسے تین سال پہلے دھڑکتا تھا۔

اب یہ نیا پیس کس کا ہے؟ " عاطف مہر کو دیکھ ۔۔ بے ساختہ ہی پوچھ " اٹھا تھا۔۔

جس پر قیصر نے اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھور کر دیکھا۔

اپسس۔۔۔ نایاب آپی کا ہی ہوگا۔۔۔ " قیصر کی ٹیڑھی آنکھوں سے خوفزدہ ہو" کر۔۔۔اس نے فورا ہی اپنے 24 چمکتے دانتوں کی نمائش کر۔ ۔ جھمے جھمے سے لہجے میں کہا۔

چپ چاپ بیٹھ کر کھانا کھاؤ تم آکر"قیصر کے کہتے ہی وہ اثبات میں سر " ہلا کر ابھی چیئر کسھکا کر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ عبدالرحمان صاحب سخت ناگواری سے بولے " اب یہ ملازم کا بیٹا کیا ہمارے ساتھ بیٹھ کر " کھائے گا ؟

ان کا لہجہ اس قدر تذلیل آمیز تھا کہ لمحہ بھر کے لیے عاطف منجمد ہوا۔

جبکہ قیصر نے اپنی مٹھی بھینچی۔

ڈیڈ" وہ فورا احتجاجا بولا"

کیا؟۔۔ تم نے ملازموں کو سر پہ چڑھا رکھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے" کہ ہم بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا شروع کر دیں" عبدالرحمان صاحب عاطف کو دیکھ حقارت سے گویا ہوئے۔۔

پہلے حفصہ اور اب عبدالرحمان صاحب۔۔ دونوں نے ہی اس لڑکے کی عزت نفس کو کچل کے رکھ دیا تھا۔

ملازم نہیں ہے وہ۔ میرا بھائی ہے"قیصر کی آنکھوں میں غصہ اتر آیا ۔۔ "

نایاب ہو یا تانیہ دونوں ہی عاطف کو ہمدردی سے دیکھنے لگی تھیں۔

عبدالرحمان صاحب کے سامنے بھلا کون بولنے کی جرات کر سکتا تھا؟

میں۔۔میں تو بھول ہی گیا۔۔ مجھے ضروری کام کرنا تھا ایک۔۔۔ میں بعد " میں آتا ہوں ٹھیک ہے۔ " عاطف تیزی سے یہ کہتا ہوا باہر کی جانب چل دیا جبکہ قیصر نے پیچھے سے آواز دی تھی اسے۔۔اور اس نے سنی بھی تھی لیکن مزید شرمندہ ہونے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

میں آتی ہوں"تانیہ یہ کہہ کر فورا کھانا چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگی۔ "

اس کے جاتے ہی قیصر نے چمچہ زور سے پٹکنے والے انداز میں شیشے کی میز پر رکھا۔

جس کے سبب کافی آواز پیدا ہوئی تھی۔

مزید کچھ کہے بغیر وہ غصے سے اٹھ کر وہاں سے چل دیا تھا

اس لڑکے کو سوائے میرے دنیا کا ہر شخص ہی پیارا ہے" عبدالرحمان " صاحب نہایت جھنجھلائے و شکوہ کن انداز میں کہتے ہوئے اٹھ کر چل دیے تھے۔

اب صرف ڈائننگ ٹیبل پر نایاب و اس کی ماں بچے۔

کھانا تو حلق سے اب نایاب کے بھی نہیں اترنا تھا۔

یہ پہلا فیملی ڈنر تھا جو وہ ساتھ کر رہے تھے وہ بھی بیچارہ پائے تکمیل تک نہیں پہنچ سکا یہ سوچتے ہوئے سر جھٹک کر اس نے اپنی ماں کی جانب دیکھا جو سب سے بے نیاز ہو کر کھانا کھانے مگن نظر آرہی تھیں۔

وہ بہت آہستہ آہستہ کھایا کرتیں لیکن اپنے ہاتھوں سے کھا رہی تھیں یہی کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔

بہت بکھرا ہوا تھا سب کچھ ۔۔۔ کیسے سمیٹے گی بس اب یہی سوچ رہی تھی وہ حور نما لڑکی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

عاطف برو۔۔۔ عاطف برو۔۔ رک جائیں" عاطف اتنے تیز قدم لیتا آگے بڑھ رہا" تھا کہ وہ چاہ کر اس تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔

اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو پاؤں گارڈن میں رکھے ایک گملے سے ٹکرا گیا اور وہ دھڑام کر کے نیچے گرگئی۔

اس کے گرنے سے دھمک کی آواز پیدا ہوتی تھی جس پر عاطف نے فورا ہی پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

اہہہہ" تانیہ کا انگوٹھا زخمی ہو گیا تھا گملے سے ٹکرانے سے۔۔۔ساتھ ہی" گھٹنوں اور کہنیوں پر چوٹ آئی تھی۔

اب وہ اپنا پاؤں پکڑ کر کراہتی ہوئی نظر آئی عاطف کو۔۔

تانیہ" وہ حسین لڑکا عجلت سے بھاگتا اس کی جانب واپس آیا۔"

زیادہ لگ گئی؟ .."عاطف فکر مندی سے پوچھ رہا تھا "

ہاں۔۔۔ آہہہہ۔۔۔ " مقابل کراہ بھرتے ہوئے۔"

اٹھو تم۔۔۔ یہاں بیٹھو۔۔ " عاطف نے اسے دونوں بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ " پھر تیزی سے پاس رکھی کرسی لے کر آیا اور اسے بٹھا دیا۔

کس نے کہا تھا میرے پیچھے بھاگ کر آؤ؟ دیکھو کیسے زخمی کر لیا تم " نے خود کو"وہ لڑکا اس کے زخمی انگوٹھے کو جس میں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا دیکھتے ہوئے۔۔ڈپٹنے والے لہجے میں بولا۔

اب ڈانٹو تو نہیں۔۔۔ مجھے پہلے ہی تکلیف ہو رہی ہے" وہ پنک رنگ " کی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس لڑکی روتو سہ منہ بنا کر بولی۔ تو عاطف نے اب اس کا چہرہ بغور دیکھا ۔

وہ بڑی ہو گئی تھی۔ اب اس کے دو پونیاں نہیں بنی ہوئی تھیں بالوں میں۔۔ مگر چہرے پہ بھولا پن وہی تھا۔

اچھا سوری۔۔ تم یہاں بیٹھو میں اندر سے فرسٹ ایڈ باکس لے کر آتا ہوں" " تانیہ نے اب اس کی آواز میں کافی نرمی محسوس کی۔

وہ یہ کہہ کر فورا ہی اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

مانا وہ بہت اذیت میں تھا اس لمحے۔۔ اور جب عبدالرحمان صاحب کے گھر سے نکلا تھا تو یہ سوچ کر نکلا تھا دوبارہ نہیں آئے گا ذلیل ہونے لیکن صرف تانیہ کے لیے وہ فرسٹ ایڈ باکس لینے دوبارہ اندر گیا جلد بازی میں۔۔۔

انکل آپ کو پتہ ہے فرسٹ ایڈ باکس کہاں ملے گا؟ " اسے راستے میں ہی " ایک ملازم مل گیا تھا۔

" جی آپ کو چاہیے بابا؟ "

ہاں۔۔ ذرا جلدی لا کے دیں" وہ عجلت سے گویا ہوا۔"

اہ۔۔۔ ہلکے کرو ناں پلیز ۔۔ اییییی۔۔۔" عاطف نے جب اس کی پٹی کرنے کی" کوشش کی تو وہ بچوں کی طرح خوب روتی ہوئی آوازیں نکالنے لگی۔۔۔

اس کے سیاہ لمبے بال کھلے ہوئے تھے۔ جو اس کا چہرہ جھکانے پر ۔۔۔بار بار حسین رخسار پر ڈھلک آتے۔۔۔ اور وہ انہیں ایک ادا سے بار بار کان کے پیچھے کرتی۔۔۔ساتھ ہی ای۔۔او۔۔اہ۔۔۔کی آوازیں نکالتے ہوۓ بار بار پانی کی بلی کی طرح آنکھیں بھی میچ رہی تھی۔ جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی عاطف مسکرا دیا تھا۔

انگوٹھے کی پٹی کرنے کے بعد۔۔۔ اب وہ اس کی سیدھے ہاتھ کی کہنی پر جو زخمی ہو گئی تھی ہلکے سے پھونکتے ہوئے کریم لگانے لگا۔۔

وہ نیچے کی جانب بیٹھا ہوا تھا جبکہ تانیہ کرسی پر بیٹھے ہونے کے سبب اونچی تھی۔

اپنے کام میں اتنا مگن تھا وہ۔۔کہ اس نے نہیں دیکھا ۔۔کہ کیسے وہ لڑکی دیوانا وار اسے تک رہی ہے۔

وہ بے خبر لڑکا آج بھی دل دھڑکا رہا تھا اس کا۔

کہیں اور لگی ہے تو بتاؤ مجھے ۔ میں وہاں بھی کریم لگا د۔۔۔۔" اب اس " نے نگاہ اٹھا کر جب تانیہ سے کہنا چاہا ۔۔تو مقابل کی گہری بولتی نگاہوں نے لمحہ بھر کے لیے اسے ساکت کیا۔ وہ بولتے بولتے رکا تھا۔

وہ شرمیلی سی لڑکی جو ہر بار نظر چرا کے بھاگ جایا کرتی تھی آج نہیں بھاگی۔۔۔بلکہ اسے دیکھتی رہی۔ غلطی اس کی نہیں تھی مقابل تھا ہی اتنا خوبصورت کہ وہ نگاہ ہٹانا بھول بیٹھی تھی۔

اور وہ بھولی نہیں جانتی اس کی گہری بولتی نگاہوں نے بہت کچھ آشکار کر دیا تھا عاطف پر۔

اگلے ہی پل وہ برق کی پھرتی سے نظر چرا گیا۔

اب کہیں اور جگہ باقی ہے۔ تو خود لگا لو۔ ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں" کریم" تیزی سے اس کے ہاتھ میں پکڑا کر۔۔۔وہ اٹھ کر عجلت سے چل دیا تھا۔

تانیہ نے محسوس کیا تھا جیسے وہ اچانک بھاگا ہو اسے چھوڑ کر۔۔۔مگر کیوں؟؟

وہ اسے جاتا ہوا حسرت سے تکتی رہی۔۔۔

اس چوٹ کے سبب۔۔ وہ جو اسے دوستانہ طور پر کمفرٹیبل کرنے آئی تھی۔۔وہ بھی نہ کرسکی ۔

❤*Husny Kanwal*❤

وہ غصے سے چھت پر چلا گیا تھا ۔

کافی دیر بعد جب وہ اپنے کمرے میں لوٹا تو لائٹس کو اف پایا۔

اسے اچھے سے یاد تھا وہ لائٹ ان کر کے گیا تھا کھانا کھانے جاتے وقت۔

ساتھ ہی گلاب کی خوشبو نے اس کی ناک کو ہٹ کیا تھا۔

اس نے لائٹس ان کی ۔۔ تو سامنے کا منظر اس کی آنکھوں کو چکا چوند کر گیا۔۔

بیڈ پر موجود لال ساڑھی میں ملبوس وہ حسین و سفید حور نما لڑکی اس کی سانسیں روک گئی تھی۔

ساڑھی کا بلاوز کافی چھوٹا تھا اور آگے کا گلا کافی گہرا ۔۔۔جس سے اس کی دودھیائی رنگت الگ ہی جھلک رہی تھی۔

گھنی زلفوں کو آج اس پر جادو بکھیرنے کے لیے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ جو اس کی پوری کمر کو ڈھانکے ہوئے نظر آ رہی تھیں۔۔

وہ لمحہ بھر کے لیے بھی پلک نہیں جھپک پارہا تھا اسے دیکھنے کے بعد۔۔۔

پورا کمرا گلاب کی پتیوں سے سجا ہوا تھا جگہ جگہ کینڈلز بھی تھیں جو اس وقت جل نہیں رہی تھیں لیکن خوبصورتی میں اضافہ کرتی معلوم ہو رہی تھیں کمرے کی لیکن وہ یہ سب کب دیکھ رہا تھا؟؟۔۔۔اس کی نگاہوں کا مرکز تو بیڈ کے درمیان میں بیٹھی لڑکی تھی۔

جو سر سے پاؤں تک قیامت ڈھا رہی تھی اس پر۔ ۔

وہ نہ تو بہت زیادہ ہیلدی تھی اور نہ ہی بہت زیادہ دبلی پتلی۔۔۔ اچھا خوبصورت فیگر تھا اس کا ۔۔اس لیے لال ساڑھی خاصہ جچ رہی تھی اس پر۔۔ ہاں یہ الگ بات ہے۔۔۔کے آپریشن کے بعد نایاب کا تھوڑا سہ پیٹ نکل آیا تھا لیکن اس نے اپنے ہلکے سے بڑے ہوئے پیٹ کو ساڑھی سے اچھی طرح کور کر لیا تھا۔

اس چمکتی آنکھوں والی لڑکی نے قیصر کو دیکھتے ہی اپنے پاؤں سے ساڑھی کو اس قدر اونچا کر لیا ۔۔کہ سلور کی پازیب اس کے پاؤں میں الگ ہی نمایاں نظر آنے لگی ۔۔

وہ لڑکی بغیر نشے کے بھی چڑھا گئی تھی اسے۔۔

قیصر کو اپنی سانسیں گہری ہوتی محسوس ہوئیں۔۔

نروس مقابل بھی بہت تھی۔۔ لیکن وہ ظاہر نہیں ہونے دے رہی تھی اس پر۔۔

" آؤ ناں۔۔۔ وہاں کیوں کھڑے ہو؟ "

😍#جاری_ہے

قیصر کو اپنی سانسیں گہری ہوتی محسوس ہوئیں۔۔

نروس مقابل بھی بہت تھی۔۔ لیکن وہ ظاہر نہیں ہونے دے رہی تھی اس پر۔۔

آؤ ناں۔۔۔ وہاں کیوں کھڑے ہو؟ " اس کے لہک کر محبت بھرے لہجے میں " دعوت دیتے ہی قیصر نے گلے میں تھوک نگلا۔

نایاب اور اس کے معاملات شروع سے ہی بہت پیچیدہ رہے تھے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ اس کے حصے میں دنیا کا سب سے بڑا انتظار آیا ہے تو ایسا ہی ہے ۔۔۔

پہلے اس کے جوان ہونے کا انتظار۔۔ پھر اس کی رضامندی کا انتظار۔ ۔۔پھر اس کی ڈلیوری کا انتظار۔۔۔بس انتظار ہی تو کیا تھا اس نے پوری زندگی۔

شاید یہی وجہ تھی کہ جب وہ ظالم حسینہ آج سامنے سے دعوت دے رہی تھی تو دل رک سہ گیا۔۔۔

یقین ہی نہیں آیا۔۔۔

وہ بس اسے دیکھتا رہا۔ یقین کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ یہ لمحہ واقعی سچ ہے۔

"قیصر۔۔۔ آو ناں پلیز"

اسے اپنی جگہ منجمد کھڑا دیکھ نایاب بےتاب ہوکر دوبارا بولی۔۔ اس بار لہجے میں ہلکی سی منت تھی۔

پورے 90 سیکنڈ بعد جا کر اس کے دماغ نے کوئی ری ایکشن لیا۔ اور اس نے ہلکا سہ اثبات میں سر ہلایا۔۔

ویسے تو ویڈیو میں اس لڑکی نے ہلکا سہ اپنا نیچے والا ہونٹ چباتے " لگ رہا awkward ہوئے اپنے ہسبینڈ کو پاس بلایا تھا لیکن مجھے تھوڑا ہے۔۔لیکن تمہاری خاطر جان من میں یہ بھی کر سکتی ہوں " اور یہ کہتی

ہوئی وہ حسین بلا شرارت سے اپنے نیچے کے ہونٹ کو چباتے ہوئے۔۔۔اسے آنکھوں کی آنکھوں میں شوخی بھری اداوں کے ساتھ بلانے لگی۔

اپنی ساری تیاری اور ادائیں مارنے کے باوجود مقابل کو اپنی جگہ سے نہ ہلتا دیکھ۔۔اب وہ تھوڑا پریشان ہوئی

پوری رات کھڑے ہوکر دور سے ہی دیکھتے رہو گے کیا؟ " دنیا جہاں کی" معصومیت چہرے پر سجائے۔۔ آنکھوں میں پر امیدی و بےصبری سموئے۔۔۔اس کی جانب دیکھ۔نہایت نرمی و محبت سے استفسار کرنے لگی۔

اس کی آواز ویسے ہی بہت میٹھی تھی اور پھر اس لمحے تو جیسے کانوں میں شہد کی طرح رس گھولتی معلوم ہوئی قیصر کو۔۔

قیصر " بےتابی و بےصبری اب عروج پر تھی۔ وہ اپنے دولہے کو لینے" کے لیے خود ہی بیڈ سے اتری۔۔۔

جب وہ بیڈ سے اترئی تو پازیب کی چھنک کی آواز خاموش کمرے میں الگ ہی گونجنے لگی۔

اس لڑکی کا ہر قدم ۔۔۔ جو اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔قیصر نے اپنے دل پر پڑتا محسوس کیا۔

وہ چھن چھن کرتی دولہن کی طرح اب اس کے روبرو کھڑی تھی۔

وہ دولہن تھی۔۔ اس کی دولہن۔۔۔

چمکتی آنکھوں والی دشمن جاں۔۔۔ جو زخم دے کر مرہم لگانے کا ہنر رکھتی تھی۔

قریب سے دیکھو گے تو اور بھی خوبصورت لگوں گی" قیصر کی نگاہیں " اس قدر گہری تھیں کہ نایاب کو لگا جیسے وہ اس کی روح کو چھو رہا ہو۔۔۔

وہ نگاہیں نہایت قیامت خیز معلوم ہوئیں۔۔ کہ نایاب کو اپنا آپ پگھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ان کی تپش میں۔۔

یقینا اس وجیہہ مرد کی سحر انگیز سیاہ آنکھیں کسی کو بھی اپنا دل اس کے قدموں میں رکھنے پر مجبور کر دیں۔ اور جب وہ ان سیاہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا تو واللہ صرف قیامت ہی قیامت تھی۔

اپنے دونوں نرم چھوٹے ہاتھوں میں۔۔۔ مقابل کے بڑے سخت ہاتھوں کو پکڑ کر۔۔۔ بغیر مڑئے ۔۔۔ الٹے قدم بیڈ کی جانب لیتی اسے ساتھ کھینچنے لگی۔

بڑی ہمت جمع کی تھی اس نے یہ بولڈ موو لینے کے لیے۔۔۔

نایاب تمہیں کیا لگتا ہے ؟ " اس کی کھینچنے کے باوجود قیصر نے اک قدم" بھی نہ لیا اس کی جانب بلکہ الٹا دونوں ہاتھوں سے فورس لگا کر اپنی جانب ایک جھٹکے سے کھینچا ۔۔

وہ نازک سی لڑکی اگلے ہی لمحے اس کے کشادہ سینے سے آ لگی تھی کسی بےجان گڑیا کی مانند ۔

ابھی وہ حسین دلربا اچانک ہوئے حملے پر کوئی ری ایکشن دے پاتی اس سے قبل ہی قیصر نے ایک ہاتھ اس کی زلفوں میں الجھا کر دوسرے سے اس کی ٹھوڑی کس کے پکڑ کر اونچی کی۔

ٹھوڑی اوپر ہوتے ہی دونوں کی نظریں ملیں۔۔

لمحہ بھر کے لیے وہ ان بھوری چمکتی آنکھوں کو نزدیک سے دیکھتا رہا۔ وہ آنکھیں بڑی ظالم تھیں۔۔۔ بہت گہرا وار کر رہی تھیں اس کے دل پر ۔۔۔ مانو روح نکال رہی ہوں اس کی ۔۔۔

کیوں اس قاتل حسینہ کے لیے اتنا آسان تھا اپنی بس ایک ادا سے اسے گھائل کر کے رکھ دینا؟؟۔۔۔اور کیوں وہ پوری زندگی لگا کر بھی اس کے دل تک رسائی حاصل نہیں کر سکا تھا؟؟ اب وہ یہی سوچ رہا تھا ان بھوری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔

اس نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ ساتھ ہی اس کی نرم ٹھوڑی کو کس کے دبایا تھا۔۔

نایاب کو اس کا انگوٹھا اپنی کھال میں گڑھتا معلوم ہوا۔۔۔جس کہ سبب اسے قیصر کے غصے کی شدت کا احساس ہوا۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ نہ سمجھ سکی ہو کہ وہ کس متعلق بات کررہا ہے لیکن اس کا غصہ دیکھ۔خاموشی میں ہی عافیت جانی ۔۔ انجان بنے رہنے میں ہی بھلائی محسوس کی۔

کیا قیصر؟"ٹمٹماتی آنکھوں کے ساتھ معصومیت سے اسے دیکھتی"
رہی۔۔۔جسے سمجھ ہی نہ آیا ہو۔

پھر نہایت بھولا پن چہرے پر سجائے نہ سمجھی سے پوچھا۔

ایسا تو ہے نہیں کہ مقابل نہ جانتا ہو کہ اس حسین دلربا کے دماغ کی کپیسٹی
capacity

کتنی ہے لیکن اگر وہ اتنا ہی بھولی بن رہی تھی تو ٹھیک ہے۔۔وہ بھی کھل کے بات کر لے گا آج۔۔

تمہیں لگتا ہے میں اتنا بڑا گدھا ہوں کہ تم تین سال تک میرے بچے مجھ " سے چھپا کر رکھو گی۔۔۔ مجھے ان کی جھوٹی مرنے کی اطلاع دے کر یہاں غمگین رہنے کے لیے تین سال کے لیے تنہا چھوڑ جاؤ گی ۔۔ میری حقوق تلفی کرو گی۔۔۔میرے بچوں کی حقوق تلفی کرو گی اور پھر ایک رات یوں سامنے آ کر تیار ہو کر کھڑی ہو جاؤ گی اور مجھ سے چاہو گی کہ میں سب بھول کر تمہارا ہاتھ تھام لوں۔۔تمہیں لگتا ہے یہ سب اتنا آسان ہے؟ تمہیں لگتا ہے میں کوئی الو کا پٹھا ہوں جسے بس کچھ ادائیں دکھا کے تم پھنسا سکتی ہو؟ وہ ساری تکلیفیں،وہ تنہائی، وہ اذیتیں، وہ غم جو میں تین سال تک سہتا رہا تم اسے صرف میرا ہاتھ تھام کر یا اپنے قریب بلاکر ختم کر سکتی ہو؟۔۔
"

اس نوجوان کا ہر ادا کیا ہوا جملہ اس کے کرب کو بیان کر رہا تھا۔۔

وہ کتنی اذیت میں رہا ہے ان تین سالوں میں۔۔یہ جتا رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں ہوں یا اس کا سرد لہجہ ۔۔ہر چیز اس کے کرب کی ترجمانی تھی۔

نایاب کے نینا آنسووں سے بھر آئے ۔۔۔ وہ جو حقیقتانہ سوالات کر رہا تھا وہ بہت دلخراش لگے۔۔۔

مقابل کا ہر ادا کیا ہوا جملہ جسے دل کو زخمی کرتا معلوم ہوا۔

وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔ مقابل کھڑا وہ حسین نوجوان ورلڈ فیمس سنگر ہے۔۔انگنت لڑکیاں مرتی ہیں اس پر۔۔کروڑوں جان وارتی ہیں۔۔ لاکھوں اس کے صرف اک دیدار کو ترستی ہیں۔ اور یہ دیوانگی صرف نارمل لڑکیوں تک محدود نہیں ہے اس میں بڑی بڑی ایکٹرس اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں بھی شامل ہیں۔۔

نا جانے کتنیوں کا خواب ہے وہ۔۔جو اس لمحے اس کے سامنے کھڑا ہے۔

پھر بزنس ورلڈ میں بھی اپنا ایک نام اور مقام رکھتا ہے وہ۔۔۔ لڑکیوں کے معاملے میں اپورچونٹیز کی کمی نہیں ہے اسے۔۔۔

جس مقام پر وہ فائز ہے۔۔۔ ہزاروں اس کے بستر پر گرنے کے لیے تیار ہونگی۔۔۔

پھر اس نادان لڑکی نے کیسے سوچ لیا کہ وہ اتنی خاص ہے۔۔کے اس کی کچھ اداؤں پر وہ مر مٹے گا۔۔اپنے سارے غم بھول جائے گا۔۔اس کی ، کی ہوئی ساری نا انصافیاں بھول جائے گا ساری حق تلفیاں بھول جائے گا۔۔۔

آنکھوں میں آنسو جھلملا جانے کے سبب اب نایاب کو وہ دھندلنا نظر آرہا تھا۔

اس نے قیصر کی باتیں سنتے ہوئے ہی بہت آہستگی کے ساتھ اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی اپنی ٹھوڑی سے۔۔تاکہ اپنے آنسو صاف کر سکے۔۔

مگر اس نے نہ چھوڑی۔۔ نایاب کا ہاتھ اس کی چوڑئی کلائی پر ہی رہ گیا تھا۔

وہ نہیں بول سکی کہ ہاں وہ اعتراف کرتی ہے کہ وہ بے وقوف ہے۔ اس نے سوچ بھی کیسے لیا کہ وہ تین سال کا خمیازہ صرف ایک رات میں اپنی محبت دکھا کر ادا کر سکتی ہے وہ بھی تب۔۔جب ایک معمولی سی لڑکی ہے وہ۔۔۔ نہ کوئی خاص شکل و صورت ہے نہ کوئی بڑا اسٹیٹس۔۔۔

کہنے کو ذہین فطین لڑکی تھی ۔۔ایسا فارمولا بنانے والی جس کا بننا ہی کسی میریکل سے کم نہیں تھا۔ لیکن جہاں بات محبت کی آئی۔۔۔ ان سیکیورٹی نے اسے بھی گھیر لیا۔۔۔

اب وہ یہی سوچ رہی تھی کے آخر کیوں اس کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا ان تین سالوں میں کبھی۔۔کے اسے ریپلیس بھی تو کر سکتا ہے وہ۔۔۔

کیوں اسے یہ بھرم تھا کہ بس اپنی محبت دکھائے گئی اور وہ کھینچا چلا آئے گا۔۔۔

کیوں کبھی خیال نہ آیا کہ وہ ایک مرد ہے اور مرد کب کسی کے لیے اتنا رکتا ہے۔۔

اس کے دل میں مایوسی چھانے لگی۔

کچھ وقت پہلے کا جو کانفیڈنس تھا وہ سب دم توڑ گیا۔

اگر تمہیں واقعی ایسا لگتا ہے کہ میں اتنا بڑا گدھا اور الو کا پٹھا ہوں ۔۔۔" " قیصر نے جب یہ جملہ ادا کیا تو نایاب امید ہاری۔۔۔

اس نے آنکھیں بند کرلیں اور آنسوؤں کو بہ جانے دیا۔۔۔

تو تم ٹھیک ہو میری جان ..میں واقعی ہوں۔۔۔ "اور آخری جملہ بڑی محبت" و نرمی سے کہتے۔۔ وہ اس کی آنکھوں پر جھکا۔۔۔

نایاب نے اس کے ہونٹوں کے گرم لمس کو پہلے اپنی دائیں آنکھ اور پھر اپنی بائیں آنکھ پر محسوس کیا۔

وہ اس کا جواب سن بےیقینی کا شکار ہوئی تھی۔۔تیزی سے آنکھ کھول کر دیکھا۔۔۔

کا HJ تم وہ عورت ہو نایاب جسے قیصر عبدالرحمان عرف عبدالحنان" خون بھی معاف ہے۔۔۔ اور ایک بار نہیں ہزار بار ہے۔۔۔ " اس کے آنکھ کھولتے ہی۔۔بھیگی پلکوں کے باڑ میں چمکتی ہوئی وہ آنکھیں اب اس کے روبرو تھیں۔۔۔ جنھیں گھری بولتی نگاہوں سے تکتے ہوئے۔۔۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ محبت و عشق کے اس منصب پہ فائز ہے اب وہ۔۔۔ جہاں وہ اپنا ہے ہی نہیں۔۔۔صرف اسی کا ہے۔

قیصر نے ایک بار بھی نایاب سے سوال نہیں کیا تھا کہ اس دن وہ صبح زریاب سے ملنے کیوں گئی--وہ بھی اس کے منع کرنے کے باوجود---یہ بتانے کے باوجود کہ اس کا زریاب سے ملنا اسے پسند نہیں---

سننے میں یہ بات شاید معمولی لگتی ہو لیکن ایک مرد کے لیے یہ بات کبھی معمولی نہیں ہو سکتی کہ اس کی بیوی اس کی پیٹھ پیچھے اپنے پرانے عاشق سے ملے- چاہے ملنے والی حاجی نمازن اور لاکھ پردوں میں مل رہی ہو اور اس کا عاشق مسجد کا امام ہو-

لیکن وہ خاموشی سے یہ کڑوا خون کا گھونٹ بھی پی گیا تھا اس قدر محبت تھی اسے اپنی بیوی سے---

اس نوجوان کی محبت کا عالم تو یہ تھا کہ اس نے نایاب سے کبھی بھی اپنا حق نہیں مانگا- بس اپنے حصے کی محبت خاموشی سے کرتا رہا اس انتظار میں--کہ کبھی تو برف کی سل پگھلے گی--کبھی تو وہ سنگ دل حسینہ اس کی محبت کا احساس کرے گی--- کبھی تو جواب محبت آئے گا-

یہ کہتے ہوئے اس نے نایاب کے خوبصورت چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور اس کی پیشانی شدت الفت سے چومی--- پھر اس کی ناک-- پھر سیدھا گال پھر الٹا گال---- پھر ہونٹ---- پھر ٹھوڑی---اب وہ اس کی گردن چوم رہا تھا جب وہ سسک کر-- اس کے سینے سے لگی--

اس کا یوں سمٹ کر--اس کے سینے میں سمو جانے کی کوشش کرنا-- قیصر کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ لے آیا تھا-

وہ تو اتنے سے میں شرما گئی تھی- پھر جو تھوڑی دیر پہلے بولڈ دعوتیں دی جا رہی تھیں اس کا کیا؟--

کیا یہ کھلی چیٹنگ نہیں تھی اس کے ارمانوں کے ساتھ ؟؟--- جنہیں لاوے کی طرح ابالنے کے بعد وہ لڑکی خود چھپ گئی تھی-

ویسے یہ کینڈلز جلائیں کیوں نہیں تم نے؟ "قیصر اسے باہوں میں بھر کر " بیڈ کی جانب لے جاتے ہوئے--کافی دلچسپی سے پوچھ رہا تھا-

کیونکہ اندھیرا ہو جاتا ناں ---پھر تم مجھے کیسے دیکھتے اچھی " طرح---میں چاہتی تھی کے تم مجھے پہلے اچھی طرح دیکھ لو --- پھر میں

لائٹس اوف کر کے کینڈلز جلا دیتی۔۔ "قیصر نے اسے بیڈ پر لٹایا ہی تھا جب اس کی باتیں سن۔۔ اس کی سیاہ آنکھیں ٹوسٹ ہوئیں شرارت سے۔۔۔

تو تم چاہتی ہو کے پہلے میں تمہیں اچھی طرح دیکھ لوں" اس کے برابر " میں لگ کر لیٹتے ہوئے۔۔۔ اپنی کونی تکیے پر جماکر ہاتھ۔۔ کے پیالے میں اپنا حسین چہرہ رکھے وہ نہایت فرصت سے اب نایاب کا چہرہ تکنے لگا تھا۔

اب نایاب کو شدت سے احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنی شامت خود بلائی ہے۔

اسے کہاں عادت تھی قیصر کی شوخ و محبت جھلکاتی گہری بولتی نگاہوں کی۔۔۔

اس کے گال دہکنے لگے تھے۔۔۔

اس نے پاس رکھا کشن اٹھا کر اپنے چہرے پہ رکھ لیا۔ ۔

اب یہ کیا بات ہوئی مسز قیصر؟ " اور یہ پہلی بار تھا زندگی میں ۔۔۔ جب" قیصر نے اسے اپنے نام کے ساتھ منسوب کر کے مخاطب کیا ہو۔

ہائے۔۔۔اس کا مسز قیصر کہنا۔۔۔

نایاب کے دل کو چھو گیا۔

لائٹس اوف کردو پلیز۔۔" وہ کشن میں منہ چھپائے۔۔۔ منتی لہجے میں" بولی۔۔۔جس پر قیصر خوب ہنسنے لگا۔۔۔پھر اس کے چہرے سے زبردستی کشن ہٹایا۔۔۔

نہیں ۔۔۔پہلے میں دیکھ تو لوں اچھی طرح۔۔۔آخر میرے جگنو نے اتنی تیاری" کی ہے۔ " وہ خوب محظوظ ہو رہا تھا اس کی حالت سے۔۔۔

نایاب کا چہرہ و گردن ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ چکے تھے۔۔۔ مگر مقابل کو ذرا ترس نہیں آرہا تھا۔۔۔

نایاب کو شرارت سے چھیڑتے ہوئے قیصر کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔۔

مانو خوشی کے جام بٹ رہے ہوں اس کے چہرے سے--- پھر مقابل کا حال بھی کہاں کوئی جدا تھا۔۔ وہ بھی تو اس کی رفاقت میں کھلتے گلاب کی مانند بنی ہوئی تھی--

❤️*Husny Kanwal*❤️

اس کی آنکھ کھلی تو قیصر کی انگلیوں کو اپنی زلفوں میں سیر کرتا ہوا پایا۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا بڑی فرصت سے۔۔بڑی محبت سے۔۔

گڈ مارننگ" وہ مسکرا کر ہلکا سہ چہرہ اچک کر ---اس کے گال چوم گئی " تھی-

ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ " اس نوجوان کی نگاہیں بہت گہری تھیں۔۔ ان " کی تپش نے جیسے بےتاب کیا ہو---- چین و قرار لوٹا ہو---

وہ جھیپ کر پوچھ اٹھی تھی--

ڈر لگ رہا ہے مجھے" اس کا جواب توقع کے بالکل برخلاف تھا اس لیے " نایاب نے الجھ کر دیکھا۔۔

" کس سے؟"

اس لمحے کے غائب ہو جانے سے۔ میری آنکھ کھل جانے سے۔ تمہارے " اجھل ہو جانے سے۔ یہ سب ایک خواب نکل آنے سے۔۔ " اس نے ہر ایک جملہ بہت کھوئے کھوئے انداز میں ادا کیا ---وہ واقعی ڈر رہا تھا کہ کہیں یہ سب اک خواب نہ نکل آئے---کے بس آنکھ کھلی اور سب غائب---

یہ سب حقیقت ہے قیصر---میں حقیقت ہوں--تم حقیقت ہو---ہمارے بچے " حقیقت ہیں اور اب ہم ایک ساتھ ہی رہیں گے--میں بہت جلد نانا کو اعتماد میں لے کر ہمارے رشتے کا بتا دوں گی۔۔اگر وہ راضی ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ہم کہیں دور چلے جائیں گے اپنے بچوں کو لے کر---ہم یہاں نہیں رکیں گے پھر" وہ اس کے سینے سے اپنا سر لگا کر ---اس کی داڑھی پر آہستگی کے ساتھ اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے بڑی محبت سے بول رہی تھی-

وہ ذہین لڑکی تھی ---جانتی تھی زیادہ دیر تک عبدالرحمان صاحب سے یہ سچائی چھپی نہیں رہ سکتی ---کہ مہر اور طالعہ قیصر کے بچے ہیں-

آج نہیں تو کل انہیں پتہ چلنا ہی ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ وہ موقع پا کر خود انہیں اعتماد میں لے کر بتا دے۔

تم کہو تو میں انہیں۔ "ابھی قیصر بول ہی رہا تھا کہ نایاب اس کی آگے " " کے جملے کا مفہوم سمجھتے فورا رد میں بولی۔ "نہیں۔۔۔

" میں خود بتاؤں گی۔ ٹھیک موقع دیکھ کر۔۔"

وہ ٹھوڑی اونچی کر۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ۔۔۔سنجیدگی سے کہ رہی تھی۔

یہ کس کے رونے کی آواز ہے" ابھی وہ دونوں میاں بیوی بات کر ہی " رہے تھے کہ کسی بچے کے زور زور سے رونے کی آوازیں کانوں کی سماعت سے ٹکرانے لگیں۔

اور بس اس آواز کا سننا تھا کہ نایاب فورا ہڑبڑا کر اٹھنے لگی۔

تمہاری بیٹی کی آواز ہے اور کس کی ہوگی بھلا۔۔۔ ساری غلطی تمہاری " ہے۔۔ تھکا دیا مجھے اتنا کہ میں صبح فجر میں اٹھ کے جا ہی نہیں سکی کمرے سے۔۔۔اب دیکھو پورا گھر سر پر اٹھا لے گی رو رو کر وہ۔۔دودھ اپنے غصے میں الگ نہیں پیے گی " جب مقابل نے سنا کہ ساری غلطی اس کی قرار پائی ہے تو وہ بیچارا لاجوابی کے عالم اسے تکنے لگا۔۔یہاں تک کہ وہ تیزی سے اپنے صوفے پر رکھے کپڑے اٹھا کر۔۔۔ واش روم کی جانب لپکی۔۔۔

طالعہ دودھ پی لو پلیز ۔۔۔رو نہیں۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔میری آنکھ نہیں " کھلی جب تم نے دودھ مانگا۔ ۔ پلیز۔۔ غصہ مت ہو۔ "تانیہ کی آنکھ نہیں کھلی تھی جب طالعہ نے اس سے دودھ مانگا۔۔یہی سبب تھا کہ اب وہ زور زور سے رو رہی تھی اور اس کی آواز پورے یوسف منیشن میں گونجتی سنائی دے رہی تھی ۔۔

ایسا نہیں ہے کہ تانیہ فیڈر بنا کر نہیں لائی تھی یا بے خبر سوتی رہی ۔۔۔بس وہ لیٹ ہو گئی تھی تھوڑا سہ۔۔۔اور یہی اس کا سب سے بڑا جرم تھا طالعہ کی عدالت میں۔۔۔۔

وہ بیچاری منتیں کرتے ہوئے اس کے منہ سے فیڈر لگانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی اب لیکن طالعہ اپنے غصے میں ہر بار جھٹک دیتی۔۔

نایاب تو کہتی ہی یہی تھی غصہ تو وراثت میں لکھوا کر لائی ہے یہ لڑکی۔۔۔

لاو۔۔ مجھے دو۔۔۔ میں پلاتا ہوں اپنے لٹل جگنو کو۔۔ " یہ کیسے ممکن تھا کہ" اس کی بیٹی رو رہی تھی اور وہ سکون سے لیٹا رہتا کمرے میں۔۔۔

اس سے کبھی نایاب کا رونا برداشت نہیں ہوا یہ تو پھر اس کی بیٹی تھی۔۔۔ اس کا لٹل جگنو۔ ۔۔

وہ فورا ہی تانیہ کے کمرے میں آ گیا تھا جہاں طالعہ آنکھیں بند کر کے روتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی بیڈ پر۔

اس کے رونے کا والیوم اتنا تیز تھا کہ کان پھاڑ دے۔۔۔ اور قیصر کو کب عادت تھی اتنے شور شرابے کی۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چڑچڑاہٹ ہوتی۔۔۔ ہاتھوں سے کانوں کو کور کرتا جیسے پاس بیٹھا مہر کر رہا تھا۔ ۔ مگر۔۔۔ اس کی توجہ شور پر کہاں تھی؟۔۔ اس کی ساری توجہ کا مرکز تو صرف اس کی بیٹی کی آنکھوں کے آنسو تھے۔۔

اس نے فورا ہی تانیہ سے فیڈر لی۔۔۔۔

برو یہ نہیں پیے گی بہت ضدی ہے۔۔نایاب آپی کو آنے دیں وہ اپنے طریقے " سے ہی پیلائیں گی اب اسے۔۔ " تانیہ نے فیڈر دے تو دی تھی لیکن ساتھ ساتھ بتایا بھی کہ وہ کچھ بھی کر لے۔۔۔ اب یہ لڑکی دودھ پینے والی نہیں۔۔

قیصر نے اس کی بات کو مکمل ان سنی کرتے اپنی بیٹی کو پہلے گود میں لیا۔۔۔وہ رو رہی تھی۔۔

طالعہ۔۔ پاپا کا لٹل جگنو۔۔۔ دودھ پی لو پاپا کے ہاتھ سے۔۔۔ ساری غلطی پاپا" کی ہے انہیں دوسرے کمرے میں سونا ہی نہیں چاہیے تھا طالعہ کو یہاں اکیلا چھوڑ کر۔۔۔اب سے پاپا اپنی بیٹی کو اپنے پاس سلائیں گے۔ ٹھیک ہے ۔۔۔چلو شاباش دودھ پیو۔۔۔ پاپا کے ساتھ سونا ہے یا نہیں سونا۔۔۔ " وہ فیڈر ڈائریکٹ منہ سے نہیں لگا سکتا تھا روتے ہوئے چونکہ بچوں کے سانس کی

نالی بہت چھوٹی ہوتی ہے خدانخواستہ دھانس لگ جائے یا رونے کے سبب دودھ ناک میں چڑھ جائے اس لیے ضروری تھا کہ پہلے اسے خاموش کرایا جائے۔۔ اور یہی کرنے کی وہ کوشش کر رہا تھا۔

اس کی ننھی آنکھ سے بہتے آنسو اپنے ہاتھوں کے پوروں سے صاف کر کے وہ بہت محبت سے اسے کہنے لگا۔

"برو۔۔۔ آپ کچھ بھی کر لو یہ نہیں پینے والی۔ بہت ضدی ہے۔۔۔ اپنی نانی سے نہیں پیتی کبھی۔ " تانیہ کو یقین تھا قیصر کچھ بھی کر لے اس لڑکی نے دودھ نہیں پینا۔

ویسے طالعہ اپنی نانی سے بہت مانوس تھی بہت پیار کرتی لیکن دودھ۔۔۔ وہ ان کے ہاتھ سے بھی نہیں پیتی تھی جب غصہ ہو جائے ایک بار تو۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔دیکھ لو۔ کیسے آپ کی تانیہ آپی اب آپ کے پاپا کے بارے میں بول رہی ہیں۔۔سب کو یہی لگے گا کے طالعہ کے پاپا تو اچھے نہیں ہیں۔۔اسی لیے تم طالعہ ان کے ہاتھ سے دودھ نہیں پی رہی " قیصر نے ایموشنلی ٹرمپ کارڈ استعمال کیا تھا۔

اور یہ کہاں ممکن کہ قیصر کو کوئی برا کہے۔۔۔ اور طالعہ و مہر کو فرق نہ پڑے۔۔

"اٹھلو (اٹھو)تم۔۔۔ دیکھو تمھالی (تمہاری) وجہ سے پاپا کو بولا(برا)بول رہی ہیں آپی۔۔ "وہ مہر تھا جو اب طالعہ کا ہاتھ پکڑ کر ہلاتے ہوئے۔۔اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

قیصر نے بولا تو سنا ضرور لیکن وہ پھر بھی چپ نہیں ہوئی لیکن مہر کے کہتے ہی وہ فورا خاموش ہوئی۔

اس نے اپنی ڈَبْڈَبائی آنکھیں کھول کر اب قیصر کی جانب دیکھا تھا۔

"پاپا کو بولا (برا) لگ رہا ہے"مہر نے پھر سمجھانے والے انداز میں اپنی بہن سے کہا۔۔جس پر قیصر خاموشی سے اس ننھے شہزادے کو دیکھتا رہا۔

وہ چھوٹا ہو کر بھی چھوٹا نہ لگا اسے۔۔۔

بڑی شدت سے پیارا آیا اس پر۔۔۔

پاپا کو بولا(برا) لگ رہا ہے؟ " اب طالعہ نے قیصر کی جانب دیکھتے" ہوئے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

ہاں۔۔۔ اگر طالعہ پاپا کی بات نہیں سنے گی تو پاپا کو تو برا لگے گا نا""
کہاں وہ مغرور سہ بزنس ٹائیکون اور سنگر۔۔اور کہاں ایک فیڈر پلانے کے لیے دنیا جہاں کی مظلومیت اپنے چہرے پر طاری کیے ضد کرتا ہوا باپ۔۔۔۔

یقینا ایک اچھا باپ بننا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔

تانیہ تو یہی دیکھ کر حیران تھی کہ وہ ضدی بچی چپ ہوگی ہے۔۔

دودو۔۔ "اس نے اب خود دودھ مانگا تو تانیہ کی آنکھیں حیرت سے باہر ابل" آنے کو ہوئیں۔

بس اس کے مانگنے کی دیر تھی قیصر نے فورا ہی بخوشی اس کے لبوں سے فیڈر لگا دی۔

اس لمحے قیصر نے ایک بات بہت شدت سے نوٹ کی۔۔کہ طالعہ کسی کی بات نہیں سمجھتی سوائے اپنے بھائی کے۔۔۔

طالعہ ماما آ گ۔۔ " ابھی نایابب اعلانیہ بولتے ہوئے کمرے میں داخل ہی " ہوئی تھی کہ اس کی نگاہ قیصر پر گئی اور پھر اس کی گود میں آرام سے دودھ پیتی اپنی شہزادی پر۔۔۔

وہ بولتے بولتے رکی تھی۔۔

اس لمحے آنکھوں پر یقین کرنا مشکل تھا اس کے لیے۔۔

طالعہ کو سبھالنا کوئی آسان کام نہیں تھا اور سوائے اس کے یہ کام کوئی کر بھی نہیں پاتا تھا اس لیے قیصر کا اس کی بھپری ہوئی چھوٹی شیرنی کو پیار سے ہینڈل کر لینا اس کے لیے کافی حیران کن تھا ۔

اب وہ خاموشی سی آکر قیصر سے لگ کر بیٹھ گئی تھی۔۔مہر اس کے بیٹھتے ہی گود میں آکر لیٹا اور آنکھیں موند لیں۔۔وہ کچی نیند میں اٹھا تھا۔۔ اس لیے آنکھیں بند کرتے ہی سو گیا۔

میں برابر والے کمرے میں ہوں۔۔ کوئی کام ہو تو بلا لینا آپی" تانیہ یہ کہہ " کر مسکراتی ہوئی کمرے سے چلی گئی ۔

طالعہ دودھ پیتے پیتے ہی سو گئی تھی۔۔ اس لیے فیڈر پر اس کی پکڑ ڈھیلی پڑی۔۔

قیصر نے فورا ہی فیڈر پکڑ کر اس پر کیپ لگا کر سایڈ ٹیبل پر رکھی۔۔اور پھر جھک کر اپنی ننھی شہزادی کی پیشانی چومی۔

میری بھی" جس پر نایاب تیزی سے بولی۔ "

کیا؟ " مقابل ناسمجھی سے۔ ایک ابرو اچکاکر اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔"

میری بھی چومو ناں" وہ کسی ننھے سے ضدی بچے کی طرح بولی جس" پر قیصر لمحہ بھر کے لیے مسکرایا اور پھر ایک ہاتھ اس کے کندھے کے گرد حائل کر کے اسے اپنے قریب کرتے۔۔اس کی پیشانی کا بھی بوسہ لیا۔۔۔

اب ان کے بچے سو چکے تھے اور نایاب نے بھی اپنا سر اس کے بازو سے لگا دیا تھا۔

سب اتنا غلط سوئے تھے کہ ترتیب دینا بھی مشکل تھا لیکن ہیڈ اف دا فیملی ہونے کے ناطے اسے تو یہ کرنا ہی تھا۔ ورنہ اپنی کمر کی تو خیر ہے مگر نایاب کی کمر میں ضرور درد ہو جانا تھا یوں بیٹھے بیٹھے سونے پر۔۔۔

اس نے بہت آہستگی سے پہلے طالعہ کو بیڈ پر لٹایا پھر مہر کو نایاب کی گود سے اٹھا کر اس کے برابر میں۔۔۔اور اب نایاب کو خود سے لگا کر لٹا لیا تھا۔

اب وہ بیچ میں تھا ایک طرف اس کے دونوں بچے سو رہے تھے اور دوسری طرف اس کا جگنو۔۔

اک پرسکون سی اہ تھی۔۔ جو دل سے اس لمحے بے ساختہ نکلی۔۔۔ جو شکر کی تھی۔۔ جو احسان مندی کی تھی۔

قیصر اچھے سے واقف تھا کے وہ زیادہ دیر اپنی فیملی کے ساتھ اس کمرے میں نہیں رہ سکتا کیونکہ اس وقت وہ عبدالرحمان صاحب کے گھر میں تھے یوسف منیشن میں۔۔اور اگر انہوں نے دیکھ لیا تو معاملات نے بگڑ جانا تھا اور نایاب ابھی اس رشتے کو چھپا کے رکھنا چاہتی تھی۔ اسی لیے کچھ دیر

لیٹے رہنے کے بعد۔۔وہ بہت آہستگی سے نایاب کا سر اپنے بازو سے ہٹا کر تکیے پر رکھ کر۔۔ان تینوں کے درمیان سے خاموشی کے ساتھ نکل گیا۔

کمرے میں کیونکہ ہیٹر چل رہا تھا اس لیے کمفرٹر اڑانے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس خوبرو نوجوان نے کمرے سے نکلنے کے بعد اپنے پیچھے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا ۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کیا چل رہا ہے یہاں؟ " قیصر فریش ہونے کے بعد لاونچ میں آیا تو روز " معمول کے برخلاف اسے کافی شور مچتا دکھائی دینے لگا۔

سارے ملازمین ادھر ادھر کام کرتے ہوئے نظر آئے۔

ڈیکوریشن کے سامان سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کوئی پارٹی ہونے والی ہے

اس نے آتے ہی التمش سے تجسس کے ساتھ استفسار کیا۔

نایاب بی بی کی واپسی کی خوشی میں بڑے ماسٹر پارٹی رکھ رہے ہیں۔ " جس میں وہ سب سے انھیں انٹروڈیوس کروائیں گے اپنی نواسی کے طور پر" التمش کے اطلاع دیتے ہی قیصر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

یہ تو ہوئی اوپری بات۔۔ اب اندر کی کہانی سناؤ" اخری جملے پر اس نے " ترچھی نگاہ سے التمش کو تکتے۔۔ جو کچھ پیٹ میں ہے اگل دینے کا حکم صادر کیا۔

ماسٹر نایاب بی بی کو عفان صاحب سے ملانے کے لیے رکھ رہے ہیں " یہ پارٹی۔۔۔ اس پارٹی میں وہ نایاب بی بی کو اپنی کمپنی کے آدھے شیرز کا " مالک بھی اناؤنس کر دیں گے۔

اور کچھ" اس نے گہری دلچسپی کے ساتھ پوچھا۔"

وہ شادی کرانا چاہتے ہیں عفان صاحب کی نایاب بی بی سے اور وہ جانتے " ہیں عفان صاحب کبھی نایاب بی بی میں دلچسپی ظاہر نہیں کریں گے ۔۔۔خاص طور پر تب جب وہ عورت دو بچوں کی ماں ہے اور بچوں کے باپ

کا کچھ اتا پتہ نہیں۔۔ اسی لیے وہ یہ اناؤنسمنٹ کرنے والے ہیں آج۔۔ انہیں یقین ہے اس اناؤنسمنٹ کے بعد عفان صاحب خود سر کے بل چلتے ہوئے آئیں گے نایاب بی بی کے پیچھے۔۔۔ " التمش کی پوری بات سن۔۔ قیصر نے نہایت ناگواری کے ساتھ منہ بسورا۔۔۔

اس کا حلق تک کڑوا ہوچکا تھا۔

" ان کا بھی ٹھیک ہے۔۔کہاں تو ان سے کبھی کچھ کیا نہیں گیا اس کے لیے۔۔۔اور اب کرنے بھی چلیں تو صرف تباہی۔۔۔ " التمش نے قیصر کو نہایت چڑچڑئے انداز میں بڑبڑاتے سنا۔

" میرے لائک کچھ حکم ؟"التمش اس کے حکم کے تابع بیٹھا تھا۔

"نہیں۔۔۔ یہ اناؤنسمنٹ جگنو کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس لیے ہو جانے دو۔۔۔ " اپنے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا اب وہ لاپرواہی سے کہہ رہا تھا۔

" جیسا آپ چاہیں چھوٹے ماسٹر۔۔۔ لیکن چھوٹا منہ بڑی بات اس اناؤنسمنٹ کے بعد نایاب بی بی کے لیے مشکلات بھی ضرور پیدا ہونگی۔۔آپ کے دشمن ان سے ہاتھ ملانے کے لیے ضرور آئیں گے اور انہیں طرح طرح کے پرپوزلز بھیجے گے۔۔۔وہ اس فیلڈ کی نہیں ہیں۔۔ اس فیلڈ کی گندی سیاستیں و نشیب و فراز اور باریکیاں نہیں سمجھتیں۔۔ان کے بہت دشمن پیدا ہو جائیں گے۔" التمش کی فکر اپنی جگہ بالکل درست تھی یہ بات جانتا تھا وہ ۔۔۔لیکن اس وقت اولین ترجیح صرف نایاب کا جائیداد کے وارث کے طور پر دنیا کے سامنے آنا تھا۔ جو اس کا حق تھا۔ جس سے اسے سالوں سے محروم رکھا گیا۔

طاقت اور کامیابی کبھی بھی اکیلے نہیں آتی اپنے پیچھے بہت سے چھپے و کھلے دشمن لاتی ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کالج کے بعد کیا ڈائریکٹ یہیں آگئے ہو؟ ..آرام نہیں کیا گھر جا کر؟ "عاطف ریسٹورنٹ میں پارٹ ٹائم جاب کرتا تھا لیکن آج وقت سے پہلے ہی آگیا تھا اس لیے اس کا ہیڈ کافی حیرت زیادہ ہو کر پوچھنے لگا

مجھے جلد سے جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا ہے۔۔اس لیے ڈائریکٹ یہیں آ " گیا کالج سے" وہ سو نہیں سکا تھا عبدالرحمان صاحب کی، کی ہوئی ذلت کے سبب۔۔اسی لیے آج کالج کے بعد فورا ہی ریسٹورنٹ چلا آیا۔۔۔

اسے اب جلد سے جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا تھا تاکہ لوگوں کی طعنے بازیاں بند ہوں۔

لیکن اصل بات صرف طعنے بازی کی نہیں تھی ۔۔ اصل منزل تو کہیں اور تھی۔۔۔

مانا اس لڑکی نے صاف ریجیکٹ کر دیا تھا لیکن اس نے ابھی بھی ہار نہیں مانی تھی۔

کہیں نہ کہیں اسے یقین تھا کہ جب وہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو کر دوبارہ حفصہ کو پرپوز کرئے گا تو وہ منع نہیں کر سکے گی۔

وہ بہت بچپن کی محبت تھی۔۔۔ اس کا جنون اور ایسی محبتیں صرف انکاروں سے ختم نہیں ہوا کرتیں۔۔۔ ان کے لیے سانسوں کا تھمنا ضروری ہے۔ اور سانسیں چل رہی تھی اس کی ابھی۔۔۔پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ پیچھے ہٹ جاتا۔

اس نے کمر کس لی تھی ڈبل محنت کرنے کے لیے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*⬜

تمہیں پتہ ہے میں اس وقت کہاں پر ہوں" حفصہ کی آواز میں کھنک " تھی۔۔۔خوشی کی کھنک۔۔۔جسے سن نایاب ہلکا سہ الجھی۔۔۔

" کہاں؟؟"

تمہارے گھر کے باہر لیکن تمہارا چوکیدار کہہ رہا ہے کہ تم تو گھر پر " ہو ہی نہیں۔۔۔ "وہ قیصر کے مینشن کے باہر کھڑی تھی اس لمحے۔۔

تم اچانک پاکستان میں کیسے؟ " نایاب نے کسی تفتیشی افسران کی طرح " استفسار کیا۔

اصل میں میری کزن کی شادی ہے تو وہاں آئی تھی۔۔ سوچا تم سے بھی " مل لوں۔۔وہ بھی کراچی میں ہی ہے۔۔۔ تو میں کچھ دن یہی اسٹے کرنے والی ہوں" اس نے دوستانہ انداز میں جواب دیا۔۔

کہیں نہ کہیں نایاب کا دماغ کھٹک گیا تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"میں اپنے نانا کے گھر ہوں۔ "

ٹھیک ہے تو پھر ایڈریس سینڈ کرو میں آتی ہوں" آخری بار جب ان کی " بات ہوئی تھی تو بہت زبردست لڑائی ہوئی تھی فارمولے کو لے کر۔۔۔ لیکن اس کے باوجود مقابل بہت دوستانہ انداز میں بات کر رہی تھی اس لمحے ۔۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ نایاب جھم گئی تھی۔

اوکے" اتنا کہہ کر اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور یوسف مینشن کی" لوکیشن اسے واٹس ایپ کر دی۔

یہ اچانک پاکستان کیوں آئی ہے؟ " نایاب کو یاد نہیں پڑتا کہ اس نے کبھی " بھی حفصہ کے منہ سے سنا ہو۔۔ کہ اس کا کوئی رشتے دار کراچی میں رہتا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب گارڈن سے کچن کی جانب آئی مہر کے لیے چائے بنوانے تو دروازے پر قیصر کی آواز سن اس کے قدم رکے۔۔۔

نہیں ہونا peanut آج کی دعوت میں کسی بھی کھانے کے ائٹم میں" چاہیے۔۔مہر کو الرجی ہے۔۔وہ بچہ ہے کہیں بےدھیانی میں کھا نہ لے۔۔۔ اس لیے ، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ کسی بھی ائٹم میں peanut

" کا استعمال بالکل نہ ہو۔۔۔

قیصر کو ابھی مہر سے ملے ایک دن بھی نہیں ہوا تھا پورا ۔۔۔پھر وہ یہ سے الرجی ہے؟۔۔۔ اس نے تو نہیں بتایا اور peanut کیسے جانتا کہ مہر کو اتنا وقت ہی کہاں ملا تھا ابھی کہ وہ اسے یہ چھوٹی چھوٹی ڈیٹیل بتا سکے اپنے بچوں کے بارے میں۔۔۔

اس نے قیصر کو باہر کی جانب آتے دیکھا تو فورا ہی دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی تاکہ وہ دیکھ نہ سکے--- اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی---وہ اپنی دھن میں تھا سامنے سے گزر کر چلا گیا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

عبدالرحمان صاحب گارڈن کی جانب آئے تو یہ دیکھ بہت حیران ہوئے کہ مہر قیصر کے کندھوں پر بیٹھا ہوا ہے اور طالعہ اپنے ننھے پاؤں سے آگے کی جانب بھاگ رہی تھی---جسے قیصر بظاہر پکڑنے کی کوشش کرتا ہوا نظر آرہا تھا

حنی تیز--- حنی تیز" مہر مسلسل بول رہا تھا۔ -"

مجھے نہیں پتر (پکڑ)سکتے--- مجھے نہیں پتر(پکڑ) سکتے" جبکہ طالعہ " باخوشی ہستی کھلکھلاتی ہوئی آگے کی جانب بھاگتے ہوئے مسلسل اترا کر کہہ رہی تھی۔

اس لمحے عبدالرحمان صاحب نے بغور ان بچوں کے چہرے دیکھے--- وہ ننھی کلیاں جیسے پورا ان کا باغیچہ مہکا رہی ہوں

ان کی بیٹی بہت چھوٹی عمر میں گڈنیپ ہو گئی تھی بیٹا الگ گھر میں رہنے لگا اس لیے انہوں نے تو کبھی اس گارڈن میں یوں شور شرابہ سنا ہی نہیں۔بچوں کی کھلکھاریاں دیکھی ہی نہیں آج جب دیکھ رہے تھے تو دل میں ایک عجیب سہ سرور اترتا پا رہے تھے---ایک عجیب سی خوشی---

کتنا ہی اچھا ہو قیصر جلد از جلد شادی کر کے اپنے بچوں کے ساتھ یہاں آکر رہے اور ان کی بیٹی بھی ٹھیک ہو جائے --اور نایاب اپنے شوہر و بچوں کے ساتھ آتی جاتی رہے--

ایک خواب تھا جو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے وہ۔ پر یہ سچ تو تب ہو ناں جب قیصر صاحب شادی کے لیے راضی ہوں--اس بندے نے تو جیسے قسم کھا رکھی ہے کنوارا ہی بوڑھا مرنے کی---

کنزہ کے والد کو ٹال ٹال کر وہ تھک چکے تھے---لیکن آخر کب تک ٹالا جا سکتا تھا؟..اب وہ اپنی جوان اولاد کے ساتھ زبردستی بھی تو نہیں کر سکتے

تھے۔ وہ الگ بات ہے--- ان کی نظر میں وہ اسی قابل تھا کہ ہاتھ پیر باندھ کر بندوق کی نوک پر اس سے نکاح قبول کروا لیا جائے...

ابھی وہ کھڑے یہی سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کی نگاہ ہنستے مسکراتے مہر پر گئ اور پھر قیصر کے چہرے پر---

مہر کی ٹھوڑی قیصر کے سر سے لگی ہوئی تھی جس کے سبب ان دونوں باپ بیٹے کے چہرے اوپر نیچے نظر آرہے تھے۔

وہ دونوں اتنا مل رہے تھے کہ عبدالرحمان صاحب لمحہ بھر کے لیے چونکے۔ قیصر کون سہ نایاب کا سگا ماموں تھا جو اس کے بچے قیصر کی جھلک ماریں یا اس کے نقوش لیں--

وہ انہیں بغور دیکھتے ہوئے اپنی ٹھوڑی مسلنے لگے۔

عبدالرحمان صاحب ایک کامیاب بزنس مین تھے اور ایسے لوگ پس و پیش میں نہیں پڑتے -- ڈائریکٹ وہ عمل کرتے ہیں جس سے نتیجے پر پہنچیں۔

وہ فورا پلٹے اور لاؤنج میں آئے--

"قیصر اور مہر کے بال لے جا کے ڈی این اے کرواؤ اور سنو اس کی خبر التمش تک کو نہ ہو پائے" انہوں نے اپنے ملازم کو قریب بلا کر --کان میں پھس پھسانے والے انداز میں حکم صادر کیا۔

" جی سر"

" بہت رازداری سے کرنا ہے تمہیں یہ کام" انہوں نے پھر آہستگی سے تاکید کی۔ اس کام کو خفیہ رکھنے کی۔

اتنی بڑی بات ان سے چھپی ہرگز نہیں رہ سکتی تھی اگر التمش نے قیصر کا ساتھ نہ دیا ہو ---اس لیے یہ کام کرواتے وقت انہوں نے التمش کو بھی دور رکھا۔

انہوں نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے تھے۔ لیکن وہ چاہتے تھے کہ ان کا اندازہ غلط نکل آئے۔ ورنہ دنیا ہنسے گی ان پر---

❤️*Husny Kanwal*❤️

دوپہر کا وقت تھا۔ سردی کے وجہ سے دھوپ بھی ٹھنڈی ٹھنڈی معلوم ہو رہی تھی۔

وہ پیزا ڈلیوری کے لیے اپنی بائیک پر نکلا ہوا تھا جب ایک سگنل پر اس کی بائیک رکی۔۔

ابھی وہ ادھر ادھر نظر دوڑا ہی رہا تھا کہ اچانک برابر والی ٹیکسی میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ۔۔وہ ساکت ہوا۔

پورے تین سال بعد دیکھ رہا تھا اسے۔۔

ہر بار جب دیکھتا تھا تو آنکھیں چمک اٹھتی تھیں۔۔لیکن اس بار حسرت ابھری۔۔

پہلے والا عاطف ہوتا تو فورا ہی اس کی گاڑی کا شیشہ بجا کر بات کرنا شروع کر دیتا چھک کر۔۔ مگر اب معاملات الگ تھے۔ اسے لوگوں کے طعنوں نے وقت سے پہلے میچور کر دیا تھا۔

وہ بس دیکھتا رہا یہاں تک کہ سگنل کی لائٹ ہری ہوئی اور گاڑیاں چل دیں۔۔۔

وہ حسین دشمن تو اپنے موبائل میں مگن تھی۔۔ اسے کیا خبر ۔۔۔کسی کے دل کے تار چھیڑ کر وہ آرام سے جا رہی ہے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو اتر آئے تھے جنہیں وہ کم سن لڑکا ہاتھوں کی پشت سے بےدردی سے رگڑتا۔۔بائیک اپنی منزل کی جانب لے کر چل دیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

ارسا کو آج کی یوسف مینشن میں ہونے والی دعوت کا کارڈ ملا ہے؟ " وہ" زریاب کے سامنے بیٹھتے ہوئے خاصہ تجسس سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔اس امید کے ساتھ کہ وہ ہاں کرئے۔۔

پتہ نہیں مجھے مام"زریاب لاپرواہی سے کہتے ہوئے ویڈیو گیم کھیل رہا " تھا۔

اس نے تو دیکھنے تک کی زحمت نہیں کی تھی میمونہ خاتون کی جانب۔۔۔

آئے دن کوئی نہ کوئی پارٹی ہوتی ہی رہتی تھی۔ وہ کبھی ان چیزوں میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔

نایاب کے جانے کے بعد اس نے ارسا سے بریک اپ کر لیا تھا۔ بریک اپ کے باوجود بھی ارسا دوستی کے نام پر اس سے میل جول رکھنا چاہتی تھی۔ جب کے زریاب جتنا ممکن ہوتا اس سے دور ہی رہتا۔

وہ آج بھی نایاب کا منتظر بیٹھا ہوا تھا۔

تو پتہ کرو ناں۔۔۔ کیا تمہیں نہیں علم۔۔نایاب واپس آگئی ہے اور یہ پارٹی " اسی کی خوشی میں ہے" بس میمونہ خاتون کا یہ جملے ادا کرنا تھا کہ وہ لڑکا برق کی پھرتی کے ساتھ اپنی گردن مڑ کر انہیں دیکھنے لگا۔

اس کی آنکھوں میں حیرت تھی اور حیرت سے کہیں زیادہ خوشی۔۔

یہ بات پورے بزنس ورلڈ میں گردش میں تھی کہ عبدالرحمان صاحب کی نواسی باہر ملک سے لوٹی ہے۔ جسے وہ اپنی آدھی جائیداد کا وارث اناؤنس کرنے والے ہیں۔ اور یہ پارٹی اسی وجہ سے ہے۔۔

اور جب سے یہ بات ان کے کانوں میں پڑئی تھی ۔۔۔ان کی نایاب پر رال ٹپکنے لگی تھی۔

وہ لڑکی جو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اگر کہاں جائے تو غلط نہ ہوگا کے دنیا کی سب سے پیاری لڑکی لگ رہی تھی اس وقت۔۔جسے وہ اپنی بہو بنا کر گھر لانا چاہتی تھیں۔

لیکن سارا مسئلہ یہ تھا کہ جب سے قیصر نے عبدالرحمان صاحب کا بزنس سنبھالا تھا۔ ان سے کاروباری معاملات تمام ختم کر دیے تھے۔ انہیں کارڈ تک نہیں آیا تھا آج کی دعوت کا جبکہ یہ دعوت پورے ملک کی سب سے بڑی دعوت ہونے والی تھی۔ جس میں ہر فیلڈ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔

نایاب اور زریاب ایک وقت لو برڈز رہے تھے انہیں یقین تھا اگر وہ دعوت میں جا کر نایاب کی سوئی ہوئی محبت جگانے کی کوشش کریں گی تو وہ خود ہی ان کے بیٹے کی طرف کھنچی چلی آئے گی۔ پھر زریاب تو اس کے پیچھے پاگل ہے ہی۔

❤️جاری_ہے#

آپ ویٹ کریں میں ابھی ارسا سے فون کر کے پوچھتا ہوں۔ "زریاب کے " چہرے پر خوشی امڈ آئی تھی اس نے نہایت ایکسائٹڈ لہجے میں فورا ہی اپنے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ کنٹرولر سامنے ٹیبل پر پٹک کر جیب سے موبائل نکالا اور ارسا کو کال ملائی۔

دوسری جانب وہ شوٹنگ پر تھی اس کا سین اسٹارٹ ہونے کو تھا ۔ میک اپ کا ٹچ اپ چل رہا تھا جب اس کے ہاتھ میں موجود سیل رنگ ہوا اور اسکرین پر(زریاب ماے لو) کا نام نمودار ہوا۔

کافی عرصے بعد زریاب نے اسے خود کال کی تھی ورنہ ہمیشہ وہی کیا کرتی۔

اس نے اپنا ہاتھ دکھا کر فورا ہی میک اپ ارٹسٹ کو دور ہونے کا اشارہ کیا اور کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگایا

زہے نصیب بڑے بڑے لوگوں نے آج ہمیں خود یاد کیا ہے" ارسا کی " محبت تو قسمت کی مارئی تھی ذریاب کی یادداشت گئی اس نے محبت کر لی اس کی یادداشت واپس آئی اس نے دوری اختیار کر لی۔۔ان سب میں جو پیسی وہ ارسا تھی اور اس کا ننھا سہ دل ۔۔۔

سیل کان سے لگاتے ہی اس نے باخوشی خیر مقدم کیا۔

اس کی آواز میں چہک تھی خوشی کی چہک۔۔

ہاں۔۔ارسا کیا تمہیں آج کی دعوت آئی ہے نایاب کے نانا کے یہاں سے؟ " " نہ سلام نہ دعا نہ یہ پوچھا کہ کیسی ہو نہ یہ جاننے کی کوشش کی.. بس اپنی بات کہی۔ وہ کیسے دکھی نہ ہوتی؟ وہ کیسے مایوس نہ ہوتی؟ وہ کیسے سر جھٹک کر افسردہ نہ ہوتی۔۔

آئی ہے۔ کیوں تمھیں نہیں آئی؟ " جس طرح مقابل نے سوال کیا تھا وہ " سمجھ چکی تھی کہ اس کے یہاں دعوت نہیں آئی تب ہی وہ اسے کال کر رہا ہے۔

پھر ایسا تو ہے نہیں کہ ارسا زریاب وہ نایاب کے درمیان ہوئے معاملات سے ناآشنا ہو۔۔

اگر ان کے یہاں دعوت نہیں پہنچی تو یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی اس کے نزدیک۔

ہاں یار۔۔ لیکن میں جانا چاہتا ہوں۔ کیا تم اپنا کارڈ ہم سے شیئر کر سکتی ہو۔۔" میں اور مام جانا چاہتے ہیں تمہارے ساتھ" اگر صرف ذریاب اپنا کہتا تو اس نے کبھی راضی نہیں ہونا تھا بلکہ صاف کہتی کہ اس کی شوٹنگ ہے۔ وہ جا ہی نہیں سکے گی لیکن چونکہ ذریاب نے میمونہ خاتون کا بھی حوالہ دیا اس لیے وہ جھم گئی ۔

اوکے۔۔۔ انٹی کو کہہ دو ہم ساتھ چلیں گے" میمونہ خاتون شروع سے ہی" اسے اپنی بہو کی طرح ٹریٹ کرتیں۔۔ایسے میں وہ کیسے انہیں انکار کر سکتی تھی؟

لیکن زریاب کو ہاں کرتے وقت وہ بیچاری کب جانتی تھی کہ انجانے میں سہی وہ اپنے ہی پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہی ہے کیونکہ میمونہ خاتون کی نیت اب نایاب پہ خراب ہو چکی ہے اور وہ اسی کا سہارا لے رہی ہیں نایاب تک رسائی حاصل کرنے کے لیے۔۔

شکریہ یار بہت بہت شکریہ۔ چلو پھر رات کو ملتے ہیں۔ ٹھیک ہے" " زریاب نے باخوشی یہ جملے ادا کر۔۔۔فورا ہی کال ڈس کنیکٹ کر دی اس کا حال واحوال تو اب بھی نہ پوچھا۔

وہ رنجیدہ سی ہو کر سیل کی اسکرین تک رہی تھی۔

کتنی آسانی سے سنگ دل نے کال ڈس کنیکٹ کر دی تھی اس کے منہ پر ورنہ پہلے ایسا معاملہ نہیں تھا۔ ہمیشہ وہ کال ڈس کنیکٹ کیا کرتی تھی وہ بھی لمبی لمبی گھنٹوں باتوں کے بعد۔

میم۔۔۔ شوٹ ریڈی ہے"اسے آکر اطلاع دی گئی تو آنکھوں میں آنے والے" آنسوں کو ٹیشو سے بڑی نزاکت کے ساتھ صاف کرتی ہوئی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس بےمروتی کی اب عادت سی ہونے لگی تھی اسے۔

ویسے تو تمہارے پاس ایک منٹ کا وقت نہیں ہوتا میرے ساتھ چائے پینے " کے لیے بھی اور آج صبح سے ان بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہو۔ آفس نہیں جانا تمہیں؟ " عبدالرحمان صاحب گارڈن میں آکر بیٹھ گئے تھے ۔

وہ کافی دیر سے دیکھ رہے تھے قیصر فل اینرجی کے ساتھ ان بچوں کے ساتھ لگا پڑا تھا کھیلنے میں۔

جب قیصر کھیلنے کے دوران مہر کے لیے پانی لینے آیا ٹیبل کی جانب تو وہ بولے بغیر رہ نہ سکے۔

وہ لڑکا اپنی ہی دھن میں تھا اپنی ہی خوشی میں۔ تین سال بعد اسے اس کے بچے ملے تھے اس کا جگنو ملا تھا اس کی زندگی ۔اسی لیے اس خوبرو نوجوان نے تو محسوس ہی نہیں کیا کے عبدالرحمان صاحب کتنی گہری نگاہوں سے تک رہے ہیں اسے۔

چلا جاؤں گا ڈیڈ۔ کام تو ویسے بھی زندگی بھر چلتے رہنا ہے۔ " اس نے " سرسری سے انداز میں جواب دیا مسکرا کر۔

قیصر کے حسین چہرے سے مسکراہٹ آج ایک لمحے کے لیے بھی ساتھ نہیں چھوڑ رہی تھی۔

یہ کبھی ہمارے ساتھ وقت گزارنے کے لیے تو نہ کہا تم نے" وہ فورا ہی " شکوہ کر اٹھے۔

بڑھاپے میں بھی انسان بچوں جیسا ہی تو ہو جاتا ہے۔

پہلے کبھی وقت تھا قیصر کو ان کی توجہ چاہیے ہوتی تھی ان کا ساتھ چاہیے ہوتا تھا آج معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا آج وہ تڑپ رہے تھے۔ جو ان کے لہجے میں شکوہ بن کے ابھر بھی رہا تھا۔

جواب میں مقابل نے ہونٹ بھینچ لیے۔

چاہتا تو جواب دیتا۔ وہ دے بھی سکتا تھا۔آج وقت تھا، اس کا وقت لیکن وہ جانتا ہے یہ انتظار اور توجہ کی چاہ والی تکلیف کیسی ہوتی ہے تو جو

تکلیفیں اس نے برداشت کیں وہ کبھی انہیں اپنے پیاروں کو نہیں لوٹاتا اور عبدالرحمان صاحب تو پھر اس کے والد تھے۔

اس نے فقط اثبات میں سر ہلایا۔ کچھ لمحے الفاظوں کو تلاش کرتا رہا کہ کیا کہے۔

اس دوران عبدالرحمان صاحب صرف اس کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ لمحہ بھر پہلے والی خوبصورت سی مسکراہٹ اب رنجیدہ سی ہو گئی تھی۔

چلیں کوشش کروں گا اب آپ کو اس معاملے میں شکایت کا موقع نہ دوں۔۔ " "پھیکی سی مسکان چہرے پر سجائے۔۔مطمئن لہجے میں کہتے۔۔ وہ پانی کا گلاس لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

پاپا۔۔ اپسس حنی۔۔ میں بھی۔ میں بھی" قیصر بیٹھ کر مہر کو پانی پلا رہا تھا " اپنے ہاتھوں سے کہ دور سے طالعہ بھاگتی و آوازیں لگاتی ہوئی آنے لگی۔ اسے بھی پانی پینا تھا۔

لیکن وہ ننھی بچی نہیں جانتی اس کا پہلا منہ سے نکلا لفظ پاس بیٹھے عبدالرحمان صاحب کے کان کھڑے کر گیا تھا۔

مانا وہ تو اپنے لفظ کی تصحیح کر گئی لیکن عبدالرحمان صاحب کا شک گہرا ہو چکا تھا اب۔ جبکہ قیصر کا سارا دھیان تو صرف طالعہ کے ننھے قدموں پر تھا جو بھاگنے کے سبب اسے ڈرا رہے تھے۔۔کہ کہیں گر نہ جائے

حنی۔۔ میں تھود (خود) پی لونگا (لوں گا)" مہر نے کہا تو قیصر نے اپنے" ہاتھ گلاس سے ہٹا لیے۔ ساتھ ہی فکرمند لہجے میں فورا ہی طالعہ کو دیکھ کر آواز لگائی۔

آواز سننے کے باوجود بھی طالعہ کی تیز رفتار ٹرین ذرا بھی ہلکی نہ ہوئی۔ اس نے قریب پہنچ کر مہر کے منہ سے گلاس چھین کر ہی دم لیا تھا۔

آرام سے آرام سے۔۔۔ پانی بھاگا نہیں جا رہا۔" قیصر نرمی سے گویا ہوا۔"

میں مم (پانی)پی رہا ہوں" مہر فورا ہی منہ بسور کر بولا۔۔ مگر وہ چھوٹا" قبضہ گروپ کب سن رہی تھی۔

تم بعد میں" قیصر مسکرا دیا تھا اپنی ننھی سی پری کو یوں کھلے عام غنڈا" گردی کرتے دیکھ۔

کہنے کو مہر دو منٹ پہلے دنیا میں آیا تھا۔ وہ بڑا تھا اور لڑکا بھی تھا اس کے باوجود وہ دب جایا کرتا تھا اس چھوٹی شیرنی کے آگے۔ اور اگر یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ خود ہی اپنی چھوٹی بہن کو جیتنے دیتا تھا۔ یہ خصلت بھی اس نے اپنے باپ سے ہی لی تھی۔ اس کا باپ بھی تو کیسے ہمیشہ جان لوٹانے کے لیے تیار رہتا تھا اپنوں پر۔

تم بھاگ کر آئی ہو۔ دو تین منٹ پہلے سانس لو ۔ اور کسی کے منہ سے " پانی نہیں چھینتے" اس ننھی پری نے پانی کا گلاس ابھی منہ سے لگایا بھی نہیں تھا کہ اچانک نایاب نے آکر اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا۔ ساتھ ہی اسے بڑی بڑی آنکھیں دکھا کر ڈپٹا۔

نایاب کی ڈپٹتے ہی اس ننھی پری کا منہ بالکل اتر گیا تھا۔ مگر نایاب نے مکمل اگنور کیا۔ اور پانی کا گلاس جھک کر واپس مہر کے منہ سے لگایا۔

حنی۔ " جب طالعہ نے دیکھا کہ اس کی دال نایاب کے آگے تو نہیں گل رہی" تو وہ فورا ہی روتو سہ منہ بنا کر اپنے باپ کے پاس آگئ۔

جسے قیصر نے اک لمحے کی تاخیر کیے باہوں میں بھر کر گود میں اٹھا لیا۔

مم مم۔۔ (پانی پانی)" اب وہ اپنے والد سے ضد کر رہی تھی۔"

ہوتے ہیں کچھ والد جو بچوں کی ضدوں کو پورا کرنے کے لیے ان کی والدہ کی نصیحت کو اگنور کروا دیتے ہیں یا ان کی بات کی اہمیت کو ختم کر کے بچے کی ضد کو پوری کر دیتے ہیں لیکن قیصر نے ایسا نہیں کیا۔

پانی پلا دینا کوئی بڑی بات نہیں تھا دو قدم چلتا پانی کا گلاس بھرتا اور پلا دیتا اپنی بیٹی کو ۔ کیا بڑی بات تھی؟ نہ تو گلاسوں کی کمی تھی نہ پانی کی ؟ اصل چیز تھی تربیت۔۔اصل چیز تھی ماں کی بات کو اہمیت دلوانا ۔ اصل چیز تھی یہ سکھانا کہ اپنی باری کا انتظار کرو۔ کسی کے منہ سے لقمہ نہ چھینو۔ اصل چیز تھی یہ سمجھانا کہ ہر چیز رونے یا ضد کرنے سے نہیں مل جاتی۔

ماما ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ بھاگ کر آئی ہو۔ تھوڑا سہ سانس لو پہلے۔ جب تک بھائی پانی پی لے گا پھر آپ پی لینا۔ " اپنی بیٹی کے گال کو بہت پیار سے سہلاتے ہوئے وہ نرمی سے سمجھانے لگا۔

جب طالعہ نے اپنے ماں باپ دونوں کو ایک ہی بات کرتے دیکھا تو وہ جھم گئی۔ یہیں اگر قیصر اس وقت اسے پانی پلا دیتا تو یقینا اگلی بار وہ اپنی ماں کی بات کو اہمیت نہ دیتی۔

والدین کو بچوں کے سامنے کبھی بھی ایک دوسرے کو ڈی گریڈ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اپنا خود کا مقام بھی بہت تیزی سے
کھونے لگ جاتے ہیں بچے کی نظر میں۔

اوکے حنی" وہ منہ لٹکا کر کہتی اب اس کے کندھے سے اپنا سر لگا گئی" تھی۔

اس لمحے نایاب نے ایک مطمئن مسکراہٹ قیصر کو پاس کی۔

کہنے کو پانی زیادہ نہیں تھا گلاس میں لیکن کیونکہ مہر بچہ تھا تو بہت آہستہ آہستہ پی رہا تھا۔

اسنے پانی ختم کیا تو نایاب خود دوبارہ پانی بھر کر لائی (تھوڑا سہ) اور طالعہ کو پلایا۔

نایاب واقف تھی طالعہ ضرور نخرے دکھاتی اگر اس کے باپ نے ذرا بھی اس کی سائیڈ لے لی ہوتی مگر کیونکہ ایسا نہیں ہوا تھا اس لیے وہ جھمی جھمی سی تھی اور پانی بھی بغیر کسی احتجاج کے پی لیا تھا۔

عبدالرحمان صاحب خاموشی سے بغور یہ پورا منظر دیکھ رہے تھے۔

کوئی اندھا بھی ہو نا تو محسوس کر لے کہ ان کے درمیان کتنی خوبصورت کیمسٹری ہے۔۔ پھر عبدالرحمان صاحب کیسے نہ کرتے۔۔

جب طالعہ نے خاموشی سے پانی پیا تو دونوں میاں بیوی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مطمئن مسکراہٹ پاس کی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تمھارے نانا کا گھر تو بہت خوبصورت ہے نایاب۔۔ واقعی قسمت پائی ہے " world wild handsome تم نے۔۔۔ قیصر جیسا

بندہ تمھارا شوہر ہے عبدالرحمان ٹاپ کے بزنس مین تمھارے نانا ہیں ۔۔مزے ہیں یار تمھارے پھر تم خود بھی کسی سے کم نہیں ہو۔۔کتنی جینیس ہو تم ۔ تم نے ایسا فارمولا بنایا ہے جو کسی میریکل سے کم نہیں ہے۔ میں سوچتی ہوں جب ہم اسے مارکیٹ میں لائیں گے تو کیسے تہلکہ مچے گا۔ لوگ پاگل ہو جائیں گے منہ بولی رقم پر اسے خریدنے کے لیے۔۔ مطلب تمہاری تو لائف سیٹ ہے اور کیونکہ میں نے بھی اس فارمولے میں تمہاری بہت مدد کی ہے تو یقینا میرا بھی حصہ نکلے گا اس کامیابی میں ۔تو تمھارے ساتھ ساتھ میری بھی لائف سیٹ ہو جانی ہے" حفصہ نایاب کے کمرے میں بیٹھ کر ۔۔ پورے کمرے میں نظر دوڑاتے ہوئے اش بھرے لہجے میں بولی۔

آج وہ کچھ زیادہ ہی میٹھی بن رہی تھی۔ نایاب کیسے محسوس نہ کرتی؟

نایاب نے صرف اس کی باتوں سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ علی کی زبان منہ میں رکھ کر لائی ہے وہ۔

جب سے علی نے اسے شادی کے خواب دکھائے تھے تب سے حفصہ کو اس لڑکے کا غلط بھی صحیح لگنے لگا تھا۔

بعد فارمولے کے بکنے یا پیسے کمانے یا کامیاب ہونے کی نہیں تھی۔ بات تھی اس سے ہونے والے سائیڈ ایفیکٹس کی ، اس کے پوائزن میں بدل جانے کی۔ جس کا ابھی تک نایاب توڑ نہیں ڈھونڈ سکی تھی اور یہ بات حفصہ اچھے سے جانتی تھی پھر وہ ایسی باتیں کیوں کر رہی تھی؟

ہمم" اس کی پوری بات سننے کے باوجود نایاب نے بغیر چہرے پر کوئی" تاثر ظاہر کیے۔۔اثبات میں سر ہلایا۔

ویسے آپس کی بات ہے تم اچانک پاکستان کیوں آگئیں؟ " حفصہ اچانک " سے اس کے کان کے قریب جھک کر۔۔ رازداری والے انداز میں استفسار کرنے لگی۔

نانا نے بلایا تھا۔ انھیں اناؤسمنٹ کرنی تھی کوئی ضروری اس لیے" "
ویسے تو جو حفصہ سوالات کر رہی تھی۔ اس جینیس لڑکی کو وہ کسی صورت جواب کے قابل نہیں لگے اور نہ ہی وہ دیتی اگر اسے پتہ نہ ہوتا کہ یہ سوالات وہ نہیں کر رہی۔ پیچھے سے آرہے ہیں اور وہ چاہتی تھی کہ پیچھے والوں کو مطمئن رکھے۔ اسی لیے حفصہ کے ذریعے اپنے پروفیسر کو جواب پہنچا رہی تھی۔

کہ وہ فکر مند نہ ہوں۔۔ وہ انھیں دغا نہیں دے رہی ۔وہ صرف کچھ وقت کے لیے یہاں ہے وہ بھی اپنے نانا کے بلانے پر۔

اگر حفصہ نے منہ نہ کھولا ہوتا اور پروفیسر کو بتایا نہ ہوتا تو یقینا وہ ابھی بھی وہیں کام کر رہی ہوتی اپنے فارمولے پر خاموشی سے لیکن کیونکہ حفصہ نے سارا کام بگاڑ دیا تھا اس لیے اسے پاکستان آنا پڑا فارمولے کو اپنے ساتھ لے کر۔

اچھا۔ یہ بات ہے۔۔ میں بھی یہی کہوں تم اچانک کیسے جا سکتی ہو وہ بھی" بغیر پروفیسر کو بتائے۔۔ " حفصہ نے مطمئن لہجے میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مگر یار تم فارمولا کیوں لے آئی ہو اپنے ساتھ ؟ تمہیں پتہ ہے تمہارے " پیچھے وہاں لیب میں باقی سب پریشان ہو رہے ہیں اور غلط مطلب اخذ کر رہے ہیں۔ " حفصہ کے اپنے دل میں کوئی کھوٹ کھپٹ نہیں تھا اسی لیے جب نایاب کی بات سنی تو فورا ہی دوستانہ انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ کر بول پڑئی

تم کچھ کھاو ناں" نایاب نے اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑا کر ۔۔بڑی " فرصت سے

بات کو گل کر دیا تھا ۔

ویسے فارمولا ہے کہاں ؟ " حفصہ کے سوال پر نایاب کو محسوس ہوا کہ " اس نے پرانی دوستی کی خاطر اسے یہاں بلا کر غلطی کی۔ اسے ٹال دینا چاہیے تھا موبائل پر ہی۔

ماما۔ ماما۔ " ویسے تو نایاب کا کوئی ارادہ نہیں تھا مقابل کے سوال کا" جواب دینے کا مگر مزید مدد طالعہ کے اچانک نیند سے اٹھ کر رونے نے کی۔

وہ صبح سے کھیل رہی تھی اس لیے اتنا تھک گئی کہ دوپہر میں ہی بےوقت سو گئی۔

اس کے نیند میں اٹھ کر روتے ہی نایاب اس کے پاس چلی گئی تھی اور پھر حفصہ کو موقع نہ مل سکا اس سے مزید باتیں کرنے کا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ یوسف مینشن سے ابھی نکل ہی رہی تھی کہ پورچ میں اس کا ٹکراؤ سامنے سے آتے شخص سے ہوا۔

دیکھ کے نہیں چ۔۔۔ " ابھی وہ چڑھ کر۔تیزی سے مڑ کر اس شخص سے" بول ہی رہی تھی کہ وہ شخص اس کی جانب پلٹا۔

بس پلٹنے کی دیر تھی ۔۔۔جہاں اس شخص کی آنکھوں میں حفصہ کو دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے حیرت ابھری وہیں اس نوجوان کو دیکھ کر حفصہ کا سانس اٹکا۔

اس کے آگے کے الفاظ منہ میں ہی کہیں دم توڑ گئے تھے۔

تم ۔۔" اس نوجوان کی ڈارک براؤن آنکھیں چمکیں۔ جب کہ حفصہ نے" خوفزدہ ہو کر ایک قدم پیچھے لیا۔

ڈرو مت پہلے میں جانتا نہیں تھا کے تم قیصر عبدالرحمان کی بھانجی کی " دوست ہو" وہ ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈال کر۔ دوسرے ہاتھ سے اپنی پیشانی کے سائیڈ پر کھجاتے۔۔نرمی مگر پلے فل انداز میں مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔

سفیان میر کے جملے سننے کے باوجود بھی حفصہ کا خوف کم نہیں ہوا تھا۔

اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

تین سال پرانی بات تھی لیکن اس شخص کو ابھی بھی یاد تھی وہ۔

وہ تو دیکھ بھی ایسے رہا تھا جیسے پورا ایکسرا کر رہا ہو جسم کا۔

اسے اپنے فل کپڑے بھی بہت کم محسوس ہوئے۔۔ سامنے والے شخص کی نگاہوں سے خود کو چھپانے کے لیے ۔

لگتا ہے کچھ زیادہ ہی ڈرا دیا میں نے تمہیں" حفصہ کی پیشانی پر مارے " خوف کے پسینے کی بوندیں جھلک آئی تھیں۔ جنہیں دیکھ کر مقابل مسکراتے ہوئے بولا۔

سفیان۔۔۔ سفیان میر نام ہے میرا" ایک قدم مزید قریب آکر۔ اپنا ہاتھ اس کی" جانب بڑھاتے۔ خود کا انٹروڈکشن دینے لگا۔

حفصہ نے اس شخص کا ہاتھ دیکھا اور اگلے ہی پل اسے کلب کی وہ خوفناک رات آنکھوں میں گھومتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

اگر اس رات قیصر نہ آتا تو وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ کیا ہو جاتا۔

ہاتھ ملاو حفصہ۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ اور مجھے انتظار کرنا پسند " نہیں" وہ اک اک لفظ جتا جتا کر ادا کر رہا تھا۔

آخری جملے پر حفصہ کو دبی دبی وارننگ محسوس ہوئی۔

وہ وائٹ رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا اس کا پہناوا ہی بتا رہا تھا کوئی عام انسان نہیں ہے وہ۔۔۔

نہ جانے کیوں اس کا انتظار کا لفظ بہت معنی خیز لگا حفصہ کو جیسے اس کی انتظار سے مراد صرف اس ہاتھ ملانے تک کی نہیں ہے۔۔اس سے کہیں زیادہ کی ہے۔

حفصہ ہاتھ ملاؤ" اس بار جب سفیان میر نے کہا تو اس کی آواز میں پہلے " سے کہیں زیادہ رعب اور دبدبا تھا۔۔ جسے سنتے ہی اس کی روح تک کانپ اٹھی اور اس نے تیزی سے ہڑبڑاہٹ میں مقابل کا ہاتھ تھام لیا۔

حفصہ کا نرم ہاتھ جیسے ہی اس کے سخت ہاتھ سے مس ہوا مانو کرنٹ دوڑ گیا ہو پورے جسم میں۔

ہزاروں کو چھوا ہوگا اس نے لیکن اس لڑکی کا چھوا کچھ اور ہی تھا۔

اس نے حفصہ کے نازک ہاتھ کو کس کے دبا لیا۔

تم تو انگلینڈ چلی گئی تھی ناں واپس کب آئیں ؟ " حفصہ کو حیران کیا تھا " مقابل کے سوال نے۔

بولنا نہیں آتا کیا ؟ " وہ خوف کے مارے بس اپنے نیچے کے ہونٹ کو " چبائے جا رہی تھی ساتھ ساتھ مسلسل کوشش کر رہی تھی کہ مقابل سے اپنا ہاتھ چھڑائے۔۔مگر مقابل کی پکڑ بڑی سخت تھی۔ وہ چاہ کر بھی آزاد نہیں کرا پا رہی تھی اپنے ہاتھ کو۔

اسے نہ بولتا دیکھ۔۔اب وہ اس کے سرخ لبوں پر نگاہیں جمائے ۔ شوخی سے مسکرا کر پوچھنے لگا

نا جانے کیوں اس لڑکی کا لمس عجیب سہ سرور دے رہا تھا اسے۔۔۔ بالکل اسی طرح جیسے سالوں پہلے اس لڑکی کے ایک دیدار نے دیا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ابھی تک بھولا نہیں تھا اسے۔

اور یہ بہت بڑی بات تھی سفیان میر کے لیے کہ ایک لڑکی اسے اتنے لمبے عرصے تک یاد رہی۔ اور ان ہاتھوں کے سروری لمس کے بعد تو شاید زندگی بھر یاد رہے۔

اب۔۔ ابھی صبح۔ " ہڑبڑاہٹ میں تیزی سے بولی۔"

ہمم۔۔۔ پارٹی میں آؤ گی رات کو؟ " وہ ابھی بھی ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا اس" کا۔

اور ایسا پہلی بار تھا کہ اسے کسی لڑکی کو پکڑ کر رکھنے کے لیے باتوں کے سہارے کی ضرورت پڑ رہی تھی۔

" نہ۔۔ نہیں۔۔"

کیوں؟ ۔۔ " وہ ائبرو اچکاکر ترچھی نگاہ سے تکتے ہوئے پوچھنے لگا۔"

دع۔۔ دعوت نہیں ہے مجھے" حفصہ نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی پھر کوشش" کی۔ مگر وہ جتنی سعی کرتی مقابل کے ہاتھ کی پکڑ کو اتنا ہی سخت ہوتے پاتی۔

اووو۔۔۔واقعی؟ " اپنے ہونٹوں کو پلے فل انداز میں گول کرتے ہوئے۔ " تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

حفصہ نے ڈرتے ڈرتے اثبات میں سر ہلایا۔

اس کی نگاہیں زمین پر گڑھی تھیں جیسے کوئی چیز ڈھونڈ رہی ہو۔

وہ ایک بار بھی نگاہ نہیں اٹھا رہی تھی مقابل کی جانب۔۔۔ اور وہ نادان نہیں جانتی۔۔یہی بات مقابل کو ناگوار گزر رہی تھی

اچھا۔۔ میں پھر کس مرض کی دوا ہوں۔ " اس نوجوان نے اس کا ہاتھ جو" پکڑ میں تھا جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا۔ چونکہ حملہ اچانک تھا ۔۔اس لیے نہ صرف وہ قریب آئی بلکہ اس کی آنکھیں بھی خوف سے پھیلیں۔

دونوں کی نظریں ملیں اور مقابل اس لڑکی کے ری ایکشن پر مطمئن انداز میں مسکرایا۔

پھر اس کے کان کے پاس اپنے لب لے جاکر۔۔ ہولے سے بھرائی آواز میں سرگوشی کی۔

اس کی سانسوں کی گرمی حفصہ کے کان دہکا گئ تھی۔

لمحہ بھر میں وہ لڑکی مکمل سرخ پڑئی۔

اس کی سانسیں گہری ہونے لگیں۔۔ سرخ ہونٹ لرزنے لگے ۔

حفصہ کی ڈرئی سہمی سی حالت از خود بتا رہی تھی کہ وہ پہلی بار کسی مرد کے اتنا قریب آئی ہے۔

اور اس کی یہی ادا مقابل کو مزید اس میں انٹرسٹڈ کر گئی تھی۔

تیار رہنا۔۔ میرا بندہ لینے آجائے گا ۔ آج تم پارٹی میں میرے ساتھ شرکت " کرو گی۔ " اس کا انداز پوچھنے والا نہیں تھا۔۔ حتمی تھا۔۔بتانے والا ۔۔۔کہ کرنا ہی کرنا ہے۔

حفصہ تو خود بھی چاہتی تھی کہ زیادہ وقت نایاب کے ساتھ گزارے تاکہ فارمولے کی معلومات لے سکے جو کچھ علی نے اسے پوچھنے کو کہا تھا مگر طالعہ کے رونے کے سبب وہ پوچھ نہ سکی۔

اسے لگا تھا نایاب خود ہی دوست ہونے کے ناطے رات کی دعوت میں مدعو کر لے گی مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔ نایاب نے اس معاملے میں مکمل اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

(ہری جھنڈی(آگے بڑھو تم

بولو ڈن ؟ " اس نوجوان کا لہجہ ڈیمانڈنگ تھا۔ "

ڈن" حفصہ نے ذرا سی بھی اپنے چہرے کو جمبش نہ دی کیونکہ اسے ڈر" تھا کے اگر اس نے ہلکا سہ بھی اپنا چہرہ ہلایا تو مقابل کے ہونٹ اس کے کانوں سے مس ہو جائیں گے۔

گڈ گرل۔۔ " مطمئن انداز میں مسکرا کر وہ دور ہٹا اور بہت آہستگی کے" ساتھ اس کا ہاتھ چھوڑ دیا

بس اس کے ہاتھ چھوڑنے کی دیر تھی حفصہ ایسے بھاگی جیسے کسی نے اس کے پیچھے کتے چھوڑ دیے ہوں۔

مقابل محظوظ ہورہا تھا اسے یوں بھاگتے دیکھ۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تانیہ ابھی تک تیار کیوں نہیں ہو رہیں؟۔ اور پلیز پاکستانی ایونٹ کے " اعتبار سے کپڑے پہننا۔۔ " نایاب خود بھی ابھی تیار کہاں ہوئی تھی۔

بچوں کے ساتھ تیار ہونا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے اور یہ چیز تانیہ اسے دیکھ کر بخوبی جان گئی تھی۔

پہلے نایاب نے مہر کو تیار کیا اور اب طالعہ کے پیچھے بھاگتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ساتھ ساتھ اسے تانیہ کی بھی فکر لاحق تھی جو بجائے تیار ہونے کے موبائل ہاتھ میں لیے صوفے پر لیٹی ہوئی نظر آئی۔۔اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔

پارٹی میں جانا تو دور کی بات کل جو کچھ عاطف کے ساتھ ہوا اس کے بعد وہ تو عبدالرحمان صاحب کا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔یہی وجہ تھی کہ صبح سے وہ کمرے سے بھی نہیں نکلی۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ موقع پاتے ہی قیصر سے ضد کرئے گی کہ اسے واپس اپنے گھر لے چلے۔

میرا دل نہیں ہے" تانیہ منہ بسور کر بولی۔ "

اگر عاطف کی وجہ سے کر رہی ہو تو میں بتا دوں۔ وہ پارٹی میں آ رہا " ہے۔ قیصر نے اسے فون کیا ہے اور کہا ہے کہ یہاں پر آئے۔ نانا کی باتوں کو دل پر نہ لے وہ بڑے ہیں۔ اور بڑے اکثر سخت الفاظ ادا کر دیتے ہیں۔ اور جتنا میں عاطف کو جانتی ہوں وہ اپنے بڑے بھائی کی بات کبھی نہیں ٹالتا ۔اس کے لیے اس کا حنی اس کی عزت و جان دونوں سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے وہ ضرور آئے گا اب تم اپنا دیکھ لو۔۔ کہ یہ والا منہ لے کر جاؤ گی اس کے سامنے ۔۔جہاں اور خوبصورت لڑکیاں بھی

پارٹی میں موجود ہوں گی" اس کی چھوٹی بہن کے دل میں کیا چل رہا ہے یہ بات اسے علم نہ ہو یہ کہاں ممکن؟

آخری جملے پر نایاب نے جیسے اسے اکھسایا تھا۔

اپنی آپی کی بات سنتے ہی وہ فورا ہی چمکتی آنکھوں کے ساتھ اٹھ کر بیٹھی ۔

لمحہ بھر پہلے کی چھائی ساری مایوسی اب جیسے ہوا ہو چکی تھی۔

او۔۔ نو۔۔۔ مجھے تو کپڑے بھی ڈیسائڈ کرنے ہیں ابھی"نایاب کے نزدیک وہ" لڑکی ویسے بھی تیار ہونے میں بہت دیر لگاتی تھی۔ ابھی تیار ہونے کھڑی ہوگی تو دو گھنٹے تو کہیں نہیں گئے

اس بھوری چمکتی آنکھوں والی لڑکی نے اگلے ہی لمحے اسے پریشان ہو کر کہتے سنا۔۔ جس پر اس کے ہونٹوں کے کناروں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

سب کر لینا پر پہلے میری مدد کرو اس چوہیا کو پکڑنے میں۔ تم اس کے " دونوں ہاتھ پکڑو میں اس کے پاؤں پکڑتی ہوں۔ یہ ایسے ہی زبردستی پہننے گی ۔ورنہ نہیں پہننے والی یہ۔۔ " اس کے حکم دیتے ہی تانیہ فورا ہی طالعہ کو پکڑنے کے مشن میں لگی۔

نہیں۔۔ میں نہیں۔۔ چبھ رہا ہے۔۔ چبھ رہا ہے۔۔ " قیصر اس کے رونے کی" آوازیں سن کر کمرے میں داخل ہوا تھا مہر کو گود میں لیے۔

کمرے کا منظر بڑا ہی دلخراش لگا اسے۔

اس کی ننھی پری کے دونوں ہاتھ تانیہ پکڑی ہوئی تھی اور پاؤں کی جانب سے نایاب پکڑ کر زبردستی پاجامہ پہنانے کی کوشش میں لگی تھی۔

جسے وہ پاؤں پٹخ پٹخ کر پھینکنے کی سعی کرتی نظر آئی۔

کیونکہ سردی تھی اس لیے نایاب اسے ڈبل پاچامہ پہنا رہی تھی۔ جسے وہ کسی صورت پہننے کے لیے راضی نہیں تھی۔ ساتھ ہی فراک بھی کہاں سمجھ آ رہی تھی اسے اپنی۔

"حنی۔۔ بچاو۔۔ حنی بچاو"

پاجامہ تو جیسے تیسے کر کے نایاب نے پہنا ہی دیا تھا اب جب اس کی گردن میں فراک ڈالنے کی کوشش کی تو اس نے قیصر کو دیکھ کر چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا۔ جیسے نہ جانے کتنا ظلم کر رہی ہوں اس کی ماں و خالہ مل کر اس پر۔۔۔

مہر کے لیے یہ کوئی نئی چیزیں نہیں تھیں اس لیے وہ خاموشی سے دیکھتا رہا جبکہ قیصر اپنی بیٹی کی حالت دیکھ تھوڑا پریشان ہوا۔

وہ کافی زور زور سے موٹے موٹے آنسوؤں کے ساتھ رو رہی تھی۔ وہ اپنی .. لٹل جگنو کو ایسے روتے ہوئے کیسے دیکھ لیتا؟

ہٹو یار۔ ۔ ایسے کون پہناتا ہے بچوں کو کپڑے۔۔ " قیصر کے اعلانیہ کہتے " ہی نایاب اور تانیہ نے اس کے لٹل جگنو کو چھوڑ دیا تھا جس پر وہ فورا ہی بیڈ سے اٹھ کر روتے ہوئے اپنے باپ کی سمت بھاگی۔۔

قیصر نے بہت آہستگی کے ساتھ مہر کو نیچے اتارا اور روتی ہوئی اپنی شہزادی کو گود میں لیا۔

جگنو۔۔ جب وہ کہہ رہی ہے کہ چبھ رہے ہیں تو دوسرے پہنا دو" قیصر " نے لچکدار انداز میں کہا۔

پہنا high neck اس کا تو ہر نئے سوٹ پر یہی ناٹک ہوتا ہے۔ پھر میں " تو رہی ہوں نیچے۔۔نہیں چھبے گی فراک ۔۔۔۔ویسے بھی تمہاری شہزادی اتنی آرام سے کوئی کپڑے نہیں پہنتی۔ " آخری جملہ پر جب نایاب نے طالعہ کو

تمہاری شہزادی کہہ کر سارا ملبہ اس کے سر ڈالا۔ تو مقابل کچھ لمحے کے لیے لاجواب ہو کر بےبسی سے اسے دیکھنے لگا۔

تانیہ تو صرف یہ دیکھ کر مسکرائی کہ نایاب کے آگے تو قیصر کی بھی آواز نہیں نکلتی۔

ماما ہائی نک پہنا رہی ہیں۔ پھر فراک نہیں چھبے گی" اب وہ طالعہ کی " جانب دیکھ سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا۔

نہیں۔۔ چبھے گی" وہ ننھی پری اڑیل سے لہجے میں۔"

یہ اتنی محبت سے سننے والی چیز نہیں ہے۔ اسے مجھے دو۔ میں تیار " کرتی ہوں اسے۔۔۔ پھر مجھے بھی تیار ہونا ہے دیر ہو رہی ہے" نایاب فورا بولی تو قیصر اسے اچھنبے سے دیکھنے لگا۔

وہ ماں بننے کے بعد کتنا بدل گئی تھی۔

وہ صبر و تحمل والی پرانی نایاب تو اسے کہیں دور دور تک نظر ہی نہیں آرہی تھی آج۔

دو جڑواں بچوں کو اکیلے پالنا کوئی مذاق نہیں ہوتا۔ پھر اس کا تو آپریٹ ہوا تھا۔ اس دوران اس نے اپنی ماں کو بھی سنبھالے رکھا تانیہ کی بھی ذمہ داری اٹھائی۔ ساتھ ساتھ اپنی ریسرچ بھی جاری رکھی۔ ایسے میں

اس کے مزاج میں تھوڑا چڑچڑا پن و تھوڑی جلد بازی آ جانا بہت نارمل سی بات تھی۔

ماں بننے کے بعد بچے آپ کو اس اسٹیج پر پہنچا ہی دیتے ہیں کہ آپ اپنے بال پکڑ کے خود نوچیں خاص طور پہ طالعہ جیسے شرارتی بچے۔

یہ بات فقط نایاب جانتی ہے کہ صرف ایک فراک پہنانے کے لیے وہ آدھے گھنٹے سے اس لڑکی کے پیچھے بھاگ رہی ہے پورے گھر میں۔

اور فراک ہے کہ ابھی تک اس کے جسم پہ نہیں چڑھ سکی ہے۔ ایسے میں اگر وہ تھوڑا غصہ ہو رہی ہے تھوڑی جھنجھلا رہی ہے تھوڑی بےتابی دکھا رہی ہے تو اس میں کیا عجب ہے؟

نہیں حنی" جہاں نایاب اسے مانگ رہی تھی وہیں طالعہ نفی میں گردن" ہلاکر روتے ہوئے منع کرنے لگی۔

عجیب الجھن تھی ایک طرف جگنو تھا تو دوسری طرف لٹل جگنو۔۔

اچھا پہلے مجھے فراک دکھاؤ ۔ میں دیکھوں ذرا۔ " اس نے بہت ٹھنڈے " لہجے میں کہا۔

اچھی نہیں ہے حنی"طالعہ فورا اپنی میٹھی مگر روتو سی آواز میں بولی"

میں دیکھ رہا ہوں نا۔۔پاپا کو دیکھ لینے دو۔ اگر پاپا کو اچھی نہیں لگی اور " لگا طالعہ کو چبھے گی تو پاپا خود منع کر دیں گے ماما کو۔ " اس کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ ضدی لہجے میں فورا بولی" نہیں۔۔ اچھی نہیں ہے"

دیکھ رہے ہیں ناں پاپا۔۔۔ " اس نے پھر محبت سے کہا ۔ "

رولتی(روتی) رہلتی (رہتی) ہے ہر وقت" مہر منہ ہی منہ بڑبڑاتا بیڈ پر" چڑھنے لگا۔۔

کیونکہ وہ چھوٹا تھا اس لیے قیصر کو ڈر لگا کہ کہیں وہ واپس پلٹ کے گر نہ جائے بیڈ پر چڑھنے کی کوشش میں اس لیے اس نوجوان نے فورا ہی اس کی مدد کی۔

اور چھوٹا سہ شہزادہ بیڈ پر چڑھ کے آرام سے بیٹھ گیا جب کے طالعہ کا رونا دھونا ابھی بھی جاری تھا۔

تانیہ تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔ جا کے تیار ہو ناں" نایاب تانیہ کی جانب " دیکھ ڈپٹ بھرے لہجے میں بولی۔ تو تانیہ پریشان ہوئی۔ کیا وہ نایاب نہیں تھی جس نے خود پہلے اسے روکا تھا۔

اچھا اچھا۔۔ میں جارہی ہوں" وہ دونوں ہاتھ سرنڈر والے انداز میں اٹھا کے" تیزی سے کہتی باہر جانے لگی۔۔

اور میں بتا رہی ہوں تانیہ انسانوں والے کپڑے پہننا فل" تانیہ نے پیچھے " سے نایاب کی تاکید سنی۔۔۔

اچھا ناں آپی۔۔ شرمندہ تو نہ کرو اب" وہ دروازے پہ جا کر رکی ۔پھر نایاب" کی جانب مڑ کر منتی لہجے میں گویا ہوئی۔

نایاب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے پھر وارننگ جاری کی۔ کیونکہ وہ اپنی چھوٹی بہن کے ڈھیٹ مزاج سے بخوبی واقفیت رکھتی تھی۔

اگر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ خالہ بھانجی دونوں ہی کپڑوں کے معاملے میں بیچاری نایاب کا خون جلا کے رکھتی تھیں ہمیشہ۔۔

تانیہ کے جانے کے بعد۔۔قیصر نے طالعہ کو بھی اب مہر کے برابر میں بٹھایا اور اپنے جگنو کے ہاتھ سے فراک لے کر جائزہ لینے والے انداز میں فراک کو اوپر نیچے اور اندر گویا سب جگہ سے اچھی طرح چیک کرنے لگا۔

جب وہ خود مکمل مطمئن ہو گیا کہ فراک میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو طالعہ کو چبھے تو وہ مہر کی جانب متوجہ ہوا

ہم دونوں باپ بیٹے کتنے خوبصورت لگ رہے ہیں نان مہر۔۔بالکل پرنس " جیسے مگر یہ ماں بیٹیاں۔۔یہ تو بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔۔ ویسے طالعہ یہ پرنسس فراک پہن کر اچھی لگ سکتی تھی پوری پارٹی میں۔۔ مگر کیا کیا جائے اسے تو یہ پیاری پیاری سی فراک چبھ رہی ہے۔ " قیصر نے دانستہ طور پر طالعہ سے بات کرنے کے بجائے مہر سے بات کی۔

کیونکہ وہ اچھی طرح دیکھ چکا تھا طالعہ صرف مہر کی بات سمجھتی ہے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا بولتی رہے اس لڑکی نے نہیں سنا۔

ہاں حنی۔۔ " مہر نے فورا اپنے باپ کی ہاں میں ہاں ملائی۔"

بالکل پرنسس جیسی فراک ہے۔ کتنی پیاری ہے۔۔۔ دیکھو۔۔۔ " اس نے فراک " مہر کو دکھائی۔

آپ تو (کو) یہ۔۔ یہ پیاری لدلی(لگ رہی) ہے۔ " وہ ننھی شہزادی مہر کے" ہاتھ سے فراک چھین کر ۔۔۔قیصر کی جانب دیکھ۔۔۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو تیکھے انداز میں چلاتے ہوئے پوچھنے لگی ۔

اس کا پوچھنے کا انداز خفگی بھرا تھا جیسے اب اسے قیصر کی پسند پر بھی شک ہو رہا ہو(گویا اتنی گندی پسند ہے اس کی)

کیا پہلے ہی جگنو کم تھا جو اب لٹل جگنو بھی اتر آیا تھا میدان میں اسے لاجواب کرنے کے لیے---

وہ تو صرف اپنی بیٹی کی تیکھی اداوں پہ فدا ہوکر--منہ پہ ہاتھ رکھ کر مسکرانے لگا۔

وہ نایاب کی ہی بیٹی تھی۔ وہ ثابت کر رہی قیصر کو---

"بہت پیاری ہے--- پرنسس ایسے ہی پہنتی ہیں۔ آپ نے کارٹونز میں نہیں دیکھا۔ چلو اگر میری بات پہ یقین نہیں آرہا تو اپنی ماما سے پوچھ لو۔ ورنہ اپنے بھائی سے پوچھو۔ بتاؤ مہر پیاری لگ رہی ہے ناں فراک؟ "

"جی حنی--- " مہر نے پھر تصدیق کی۔ جس پر اب ذرا سہ طالعہ جھمی

"ماگل (مگر) یہ چبھتی ہے" فراک تو چلو اللہ کر کے سمجھ آ ہی گئی تھی مگر اب بھی چبھنے کا رونا بچا تھا۔

"نہیں چبھے گی--- دیکھو۔ یہ بلیک موٹا ہائی نک پہنا ہوا ہے ناں آپ نے ماما اس پر ہی پہنائیں گی۔-تو پھر نہیں چبھے گا۔ " وہ بڑی محبت سے نیچے پنچوں کے بل بیٹھ کر -- اپنی بیٹی کے ننھے پاؤں پر ہلکا سہ ہاتھ جما کر سمجھانے والے انداز میں بولنے لگا۔

نایاب پورے پروسس میں خاموشی سے کھڑی قیصر کو طالعہ کو ڈیل کرنے دے رہی تھی۔

اور ایسا نہیں ہے کہ وہ اس انتظار میں کھڑی تھی کہ قیصر کب ناکام ہوتا ہے اور کب وہ زبردستی طالعہ کو فراک پہناتی ہے۔-وہ تو اس یقین کے ساتھ کھڑی تھی کہ اس کا قیصر سنبھال لے گا۔ چونکہ اسے سنبھالنا آتا ہے۔بچپن سے آج تک اسے بھی تو وہ ہی سنبھالتا آیا ہے ناں۔

"نہیں چبھے گا -- حنی بول لریں (رہیں) ہیں ناں" مہر اپنے والد کی تائید میں بولا۔

نہیں چبھے گا؟ " اب طالعہ اپنے بھائی کی بات سننے کے بعد قیصر کی" جانب دیکھ دوبارہ تصدیق مانگ رہی تھی۔

بالکل نہیں۔۔ بلکہ اس پنک فراک میں میری طالعہ بالکل چھوٹی سی پرنسس" " لگے گی۔

اوکے۔۔ ماما۔۔ پہنا دو " اب طالعہ نے جب نایاب کی جانب دیکھ کہا ۔۔تو وہ" مسکرائی۔

ساتھ ہی دونوں میاں بیوی نے جلدی جلدی طالعہ کو تیار کیا اس سے پہلے کہ وہ ارادہ بدلے۔۔

ان دونوں کو اب تیار کرنے کے بعد نایاب نے ان کی نانی کے پاس بھیج دیا تھا ملازم کے ہاتھوں۔

بچوں کے کمرے سے جاتے ہی جب قیصر نے دروازہ لاک کیا تو نایاب کی بھوری آنکھیں ٹوسٹ ہوئیں۔

کیا؟ "وہ اب قیصر کی سیاہ آنکھوں میں شرارت جھلکتی دیکھ رہی تھی۔"

کیا کیا؟ ۔۔۔ تمھیں تیار ہونا ہے ناں ۔۔او میں تمہیں تیار کروں۔ "قیصر یہ " کہتے ہوئے اس کے قریب آنے لگا۔۔

جی نہیں۔ پہلے میں نہانے والی ہوں۔ تم جاؤ باہر۔۔ تم نے کپڑے بھی پہننے " ہوئے ہیں"نایاب پیچھے کی جانب الٹے قدم لیتی ۔۔۔۔شرمگی سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

تو کیا ہوا؟ ..یہ کپڑے اتارنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔۔"مقابل نے شرارت" سے اک آنکھ ونگ کرتے۔۔۔اپنا کوٹ اتار کر بیڈ پر ڈالا۔۔پھر تیزی سے شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔

قیصر۔۔۔"نایاب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔ "

ہم لیٹ ہوجائیں گے " وہ تیزی سے بولی تھی اسے روکنے کے لیے ۔۔۔"

ہونے دو۔۔۔" وہ شرٹ کو خود سے جدا کرتا اس کی جانب لپکا۔۔۔اور وہ" ہنستے ہوئے واش روم کی جانب بھاگی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تمھیں واقعی لگتا ہے مجھے اس پارٹی میں آنا چاہیے؟ "زید آئینے کے " عکس میں اپنا آپ سوارتے ہوئے۔ بلوٹوتھ کان سے لگائے۔۔کنزہ سے پوچھ رہا تھا۔

بالکل۔۔ جب دعوت آئی ہے تو کیوں نہیں آؤ گے۔ پھر میں تمہیں ڈیڈ سے " ملوانا چاہتی ہوں آج " دوسری جانب سے کنزہ کی فوری آواز آئی۔

زید کو تو ابھی تک یہی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ قیصر نے اسے دعوت کیوں بھیجی ہے۔

وہ لوگ اب دوست نہیں رہے اور نہ ہی ان کے کوئی کاروباری معاملات ملتے ہیں جس کے سبب اس کے گھر دعوت آئے۔

پھر وہ اچھے سے جانتا ہے قیصر کس قدر الٹے دماغ کا بندہ ہے اس لیے ڈر لگنا تو اک فطری عمل تھا۔

ہم پہلے بھی مل چکے ہیں اور تمہارے ڈیڈ کا جو ری ایکشن تھا میں بھولا " نہیں ہوں ابھی تک" کنزہ کے والد کا سنتے ہی زید کا جیسے حلق تک کڑوا ہوا ہو۔

تب ہم اتفاقی طور پر ملے تھے ان کا وہ ری ایکشن بنتا تھا۔ ان کی بیٹی " انگیج ہونے کے باوجود کسی اور لڑکے کے ساتھ مل رہی ہے تو تم کیا چاہتے ہو وہ پھولوں کے ہار پہناتے تمہیں؟ "کنزہ سمجھانے والے انداز میں بولی۔

جب کنزہ کے والد کی زید سے پہلی ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے اسے بہت کھری کوٹی سنائی تھی اور نہایت ذلیل بھی کیا ۔

ہاں ۔۔اب تو جیسے گجرے پہنائیں گے مجھے؟" زید نے جل کر۔۔۔جواب میں" طنز کا تیر چلایا تھا۔۔۔

زید" مقابل چپ کرانے والے انداز میں ۔۔۔"

ابھی بھی تم دنیا کی نظر میں قیصر کی ہی منگیتر ہو کنزہ۔"وہ سپارٹ " سے لہجے میں نہایت جتاتے ہوئے دوبدو بولا جیسے یاد دہانی کرا رہا ہو۔

یہ صرف کنزہ سے محبت تھی اس کی کہ اپنی عزت نفس کو سائیڈ میں رکھ کر۔۔آج پھر ان سے ملنے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ ورنہ معاملات تو آج بھی جوں کے توں تھے۔ قیصر سے اس کی لڑائی تھی اور کنزہ کے والد کی نظر میں قیصر ہی ان کا داماد تھا ۔جبکے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی سوائے اس کے۔۔ کہ وہ ایک معمولی سہ لڑکا ہے جو ان کی بیٹی سے محبت کرتا ہے۔

" میں آج قیصر سے منگنی توڑنے کے حوالے سے خود بات کرنے والی ہوں اور میں چاہتی ہوں اس وقت تم میرے ساتھ کھڑے ہو۔۔ مجھے پورا یقین ہے ایک لڑکی جو اس کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔۔اسے زبردستی نہیں باندھے گا خود سے وہ۔۔۔ اتنی عزت نفس تو وہ بھی رکھتا ہوگا۔ "

مانا وہ تیار ہو گیا تھا لیکن اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ نہ جانے میں ہی عافیت ہے۔ مگر کنزہ کو انکار کرنا اس وقت بہت مشکل تھا۔ وہ لڑکی سٹینڈ لینے کے لیے کھڑی تھی ان دونوں کے لیے آج ۔ ایسے میں وہ اسے کیسے تنہاء چھوڑ دیتا؟

" چلو ٹھیک ہے۔ میں ریڈی ہوں۔ میں نکل رہا ہوں بس" پرفیوم کی بوتل اٹھا کر خود پر چھڑکتے ۔۔آخری ٹچ اپ دے رہا تھا۔

" اوکے ہم بھی نکل رہے ہیں۔۔ پارٹی میں ملتے ہیں۔ "

❤️*Husny Kanwal*❤️

" اس نے تم سے کہا کہ وہ صرف اپنے نانا کے بلانے پہ راتو رات چلی گئی اور تم نے یقین کر لیا۔ کتنی بے وقوف ہو تم حفصہ" حفصہ کسی شادی میں شرکت کے لیے نہیں آئی تھی کراچی۔ وہ تو صرف علی کے کہنے پر آئی تھی۔

اور اس لمحے علی فون پر اس پر چیخ رہا تھا۔ جو اسے شدید ناگوار بھی گزر رہا تھا لیکن پھر بھی وہ برداشت کر رہی تھی۔

" وہ کہہ رہی ہے وہ واپس آجائے گی" اس لڑکی نے اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

وہ نہیں آئے گی اگر اسے واپس ہی آنا ہوتا تو وہ فارمولا لے کر بھاگتی ہی " کیوں؟-- تم سے میں نے کہا تھا اس سے فارمولا مانگنا اور اگر وہ نہ دے تو مجھے بتانا لیکن تم نے تو بات ہی نہیں کی- " علی کا تو جیسے بس نہ چل رہا ہو فون سے باہر نکل کر حفصہ کا گلا دبا دے- اتنا شدید غصہ آ رہا تھا اس بے وقوف لڑکی پر-

میں نے کوشش کی تھی بات کرنے کی اس کی بیٹی رونے لگ گئی اور " "پھر بات ہی نہیں ہو سکی-

حفصہ تم ایک نمبر کی بے وقوف ہو- "علی چیخا "

تم مجھ پر چیخ کیوں رہے ہو؟ --" وہ روتے ہوئے پوچھ اٹھی-"

اگر نایاب فارمولا لے کر بھاگی بھی تھی تو کیا؟--ان سب سے اس کا کیا لین .. دین ؟ .. علی اسے کیوں سنا رہا تھا؟

وہ تو صرف اس کی محبت میں اتنی دور آئی تھی نایاب سے بات کرنے--- اور اس محبت کا وہ یہ صلہ دے رہا تھا؟ ---

اچھا سوری--- پاپا بہت پریشان ہیں- اور تم تو جانتی ہو میں انہیں پریشان ہوتا" نہیں دیکھ سکتا- اس لیے غصہ آگیا مجھے--- سوری-- سوری یار-- " علی نے جب دیکھا کہ معاملہ بگڑ رہا ہے تو فورا ہی اپنی روش بدل گیا-

اس کی محبت بھری ایک پچکار کی دیر تھی حفصہ موم کی طرح پگل گئی

علی کچھ دیر اس سے محبت بھری باتیں کرتا رہا-اور پھر باتوں ہی باتوں میں " تم ایک کام کرو- پارٹی میں تو جا ہی رہی ہو- تم نایاب کے پاس سے " فارمولا لے آؤ-

میں کیسے لے آؤں ؟ ..پھر مجھے نہیں لگتا وہ مجھے دے گی"وہ بے بسی " سے--

وہ نہیں دے گی مجھے بھی پتہ ہے- تم چھپا کر لے آؤ" علی نے رازداری " والے انداز میں آہستگی سے تجویز دی

یہ تو چوری ہو گی- "مقابل کے منہ سے احتجاجی طور پر بےدھڑک نکلا " علی کی بات سنتے ہی--

وہ فارمولا نایاب کا تھا اس کے دن رات کی محنت۔ وہ کیسے اس کے بناء پوچھے و بغیر اجازت کے اٹھا کے لے آئے؟ یہ تو صاف صاف چوری تھی۔

کیسی چوری؟ وہ خود کہہ رہی ہے نا کہ وہ واپس لائے گی اور پھر اس " فارمولے پہ ڈیڈ کا حق ہے نہ کہ نایاب کا۔ نایاب کو سب کچھ ڈیڈ نے ہی سکھایا ہے۔ اس فارمولے پر سارا ان کا پیسہ لگا ہوا ہے پھر خود سوچو اگر ڈیڈ نایاب کو موقع نہیں دیتے تو کیا وہ بنا سکتی تھی ایسا کوئی فارمولا؟ ..نہیں ناں۔۔ اوپر سے ہمارے بارے میں بھی تو سوچو اگر میں ڈیڈ کو وہ فارمولا دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ دن رات پریشان رہ رہے ہیں تو وہ کتنا خوش ہو جائیں گے مجھ سے اور پھر جب میں ان سے شادی کی بات کروں گا۔ہماری شادی کی۔۔تو وہ کیونکر راضی نہیں ہوں گے۔۔کیا تم نہیں " چاہتی مجھ سے شادی کرنا؟

علی واقفیت رکھتا تھا کہ حفصہ اسے پسند کرتی ہے اور شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اسی بات کا تو وہ فائدہ اٹھا رہا تھا اسے سنہرے خواب دکھا کر۔۔۔

اور وہ لڑکی تھی۔ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھنے والی لڑکی۔۔۔ اور ایسی لڑکیاں شادی کے جھانسوں میں آ ہی جاتی ہیں۔

مگر۔۔ " اس نے آہستگی سے احتجاج کرنا چاہا اس کا دل ابھی بھی راضی" نہیں تھا اس بات کے لیے۔۔

اگر مگر کچھ نہیں۔۔شادی کرنا چاہتی ہو نا تم مجھ سے ؟۔۔۔ بس تو " پھر۔۔فارمولا لے آؤ۔۔ مانگ کر لاو گی یا چوری کرکے ۔۔یہ تمھارا سر درد ہے۔ " علی کی بات سن۔۔۔ وہ اب اپنے ناخن چبا رہی تھی پریشانی کے عالم میں۔۔

ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتی ہوں لانے کی" حفصہ جھم کر بولی۔"

❤️جاری_ہے#

زپ لگانا" وہ وائٹ فراک زیب تن کی ہوئی تھی۔سارے بال اپنے سیدھے" کندھے پر(آگے کی جانب) ڈال کر۔۔ اس سے زپ لگوانے کے لیے اپنی کمر اس کی جانب کی۔۔

وہ جو کف لنکس لگا رہا تھا ہلکا سہ مسکرایا۔

ماشاءاللہ۔۔ میرا جگنو تو بہت خوبصورت لگ رہا ہے" اس نے بہت آہستگی" کے ساتھ زپ لگائی۔ پھر موقعے سے پورا فائدہ اٹھاتے۔۔۔ آگے کی جانب جھک کر اس کا گال چوما۔

ان دونوں کا عکس آئینے میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ ابھی قیصر یہی سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ مقابل منہ بسورتے ہوئے بولی۔ " بڑی خوشی ہو رہی ہوگی ناں تمہیں یہ دیکھ کر کہ میں کتنی چھوٹی ہوں تم سے۔ یہ سب " تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ ہونہہ۔۔۔

میری وجہ سے؟؟ " وہ الجھا تھا۔۔"

نایاب اس کے کندھے تک آیا کرتی تھی جبکہ اسے لمبا قد پسند تھا شروع سے --

جی بالکل۔۔ آپ کی وجہ سے مسٹر قیصر" اس کی ٹون میں خفگی نمایاں" ہوئی تو قیصر ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

رومانس بھری فضاء میں یہ خفگی کہاں سے آئی اچانک؟؟وہ تو یہی پریشان ہوا۔

میں نے کیا کیا؟ " اس کی خفگی دیکھ اب وہ نہایت معصومیت سے " پوچھنے لگا ۔ جس پر نایاب تیزی سے اس کی جانب پلٹی اور غراتی آنکھوں سے اسے تکنے لگی۔

کیا؟ " وہ شخص جو کبھی تلواروں و گنوں سے نہ ڈرے ۔۔وہ صرف اس" لڑکی کی بھوری ناراضگی بھری آنکھوں سے ڈر گیا تھا۔

جھمے جھمے سے لہجے میں ابرو اچکاکر معصومیت سے پوچھا۔۔۔

کیوں؟ شمیم انٹی نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بال کٹوا دو میرے۔۔۔ورنہ قد " نہیں بڑھے گا ۔ کہاں تھا کہ نہیں کہا تھا؟ " اب وہ غراتے ہوئے ایک قدم آگے آئی تو وہ حسین نوجوان اس کی آنکھوں سے ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوا --

قیصر کو اچھے سے یاد تھا۔۔کہا تو تھا۔

مگر اپنے جگنو کے بال بڑے پیارے تھے اسے۔ انہیں کٹوانے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ نہ تب نہ اب۔۔

جگنو۔۔۔ " اس نے نہایت محبت سے بات ٹالنی چاہی۔"

ہاں؟؟۔ کیا جگنو؟ " آنکھوں کو ترچھا و چھوٹا کر ۔اک ہاتھ کمر پر ٹکا" کر۔۔وہ ایک قدم پھر آگے آئی شیرنی کی طرح غراتے ہوئے تو مقابل ایک قدم پھر پیچھے ہوا

بالوں میں بھی جان ہوتی ہے " نہایت لچک دار لہجے میں جواب دیا۔ "

تو؟ " وہ پھر ایک قدم آگے آئی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خفگی کا راج" تھا۔۔۔قیصر نے پھر بغیر پیچھے دیکھے قدم لیا ۔ یہاں تک کہ اس کا پاؤں بیڈ سے ٹکرایا۔

وہ تمہارے بال تھے۔۔۔ " پاؤں ٹکرانے کے سبب اس نے پیچھے کی جانب " دیکھا۔ اب راستہ نہیں تھا مزید پیچھے۔

اس نے دونوں ہاتھ پیچھے بیڈ پر ٹکائے اور نایاب سے تھوڑا سہ فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کی۔

تو؟ " وہ غصے سے کہتی ہوئی اس پر جھکی۔"

نایاب سے دوری اختیار کرنے کے لیے قیصر کا ہاتھ اور لچک میں آیا۔اس کی کمر مزید بیڈ کے قریب ہوئی۔

تو مجھے وہ بھی بہت پیارے تھے" وہ بے بسی سے بولا۔ "

ان سیاہ آنکھوں میں اس لمحے نایاب نے معصوم محبت جھلکتی دیکھی ۔ ساتھ ہی نایاب کے ڈر سے اگلے لمحے وہ آنکھیں میچ گیا تھا۔ جسے دیکھ۔۔۔ وہ مزید اپنا غصہ قائم نہ رکھ سکی۔

قیصر کے نزدیک نایاب کے بالوں میں جان تھی اس کی ۔۔ اور اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کون لیتا ہے بھلا؟؟۔۔

شروع شروع میں جب اس چھوٹی چھ سالہ بچی کے بال بنانے پڑتے تھے تو وہ ہلکا سہ چڑھ جاتا تھا لیکن بعد میں اسے مزہ آنے لگا۔ ان بالوں کے

لمس سے جو اس کی انگلیوں کو سرور ملتا تھا وہ بہت خوبصورت سہ احساس تھا۔ جو اسے بڑا اچھا لگتا۔

ابتداء میں چونکہ نایاب کو اس کے بنائے ہوئے بال کچھ خاص سمجھ نہیں آتے تھے اس لیے وہ یوٹیوب پر ویڈیوز دیکھنے لگا کہ اس کے خوبصورت والوں کو اور کس کس طرح سجا سکتا ہے۔۔ کاجل چوٹی، کھجور چوٹی،ہیر ٹوسٹ ، فرینچ چوٹی، جوڑا، سوئس رول، پونے ٹیل وہ کون سہ ایسا ہیر سٹائل تھا جو قیصر عبدالرحمان یوسف نے اپنے جگنو کے لیے بنانا نہ سیکھا ہو۔

پھر بھی۔۔۔کم از کم اک بار ہی کٹوا دیتے ۔ شاید میرا بھی قد لمبا ہو جاتا ۔ " اب دیکھو میں کتنی چھوٹی سی ہوں" نچلے ہونٹ کو تھوڑا آگے کی جانب نکالتے ہوئے روتو سہ منہ بناکر بولی۔۔۔ ساتھ ہی اپنی دونوں بائیں مقابل کی گردن کے گرد ڈال دی تھیں۔

بس نایاب کا اس کی گردن کے گرد اپنی باہیں ڈالنا تھا کہ اس حسین نوجوان نے فورا ہی اپنے بیڈ پر جمے ہاتھ ہٹا دیے ۔۔۔اور اگلے پل۔۔۔وہ بیڈ پر تھا اور نایاب اس کے سینے پر۔۔۔

ابھی نایاب اسی جھٹکے سے سنبھل پاتی۔۔۔ اس سے قبل ہی مقابل نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی نازک کمر کے گرد باندھے اور تیزی سے لے کر اسے پلٹا۔

نایاب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں اس اچانک حملے پر۔۔۔

اب وہ بیڈ پر تھی۔۔ اور قیصر کسی کالی گھٹا کی طرح مکمل اس پہ چھایا ہوا تھا۔

کچھ دیر تک وہ گہری بولتی نگاہوں سے اس کے حسین چہرے کو دیکھتا رہا۔

اس کی سیاہ آنکھیں اتنی گہری تھیں کہ نایاب کو اپنا آپ پگھلتا محسوس ہوا۔۔

اسکے گال دہکنے لگے تھے ۔

دھڑکنیں تیز ہونے لگیں---

ایسا نہیں ہے کہ مقابل اس کے سرخ ہوتے گالوں کو نہیں دیکھ رہا تھا یا اس کی لال پڑتی گردن کو-- وہ دیکھ رہا تھا اور خاصہ محظوظ بھی ہو رہا تھا۔

دنیا کا سب سے دلکش منظر تھا اسے اپنی رفاقت میں یوں ٹماٹر کی طرح لال ہوتے دیکھنا---

چھوٹی ہو، تو پیاری بھی تو ہو۔ چمکتی ہوئی بالکل جگنو جیسی--- جو چھوٹا" ہو کر بھی اندھیرے میں اجالا کر دیتا ہے"وہ بہت محبت سے اس کی ناک کو چومتے ہوئے بولا

جسم کے ہر اعضاء کو کس کرنے کا الگ مطلب ہوتا ہے جیسے پیشانی کو چومنا عکاسی کرتا ہے بھروسے کی--- ہونٹوں کو چومنا معنی ہے محبت کا--- ٹھوڑی کا بوسہ لینا آپ کے اس شخص کو کیوٹ لگنے کی علامت ہے۔ اسی طرح ناک کا بوسے کا مطلب ہے کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں--- جیسے تم ہو اسی طرح--میں بدلنا نہیں چاہتا تمہیں--

اور قیصر نے اس کی ناک کو کس کیا تھا جو معنی رکھتا تھا کہ وہ جیسی ہے اسے ویسی ہی پسند ہے۔

ویسے مجھے نہیں پتہ تھا میرا جگنو غصہ کرتے ہوئے اتنا پیارا لگتا ہے۔ " " اس کی سرخ گردن ساری توجہ کھینچ رہی تھی۔وہ چاہ کے بھی نظر نہیں ہٹا پا رہا تھا۔ ۔ علم تھا کہ نیچے پارٹی شروع ہو چکی ہے وہ لیٹ ہو رہے ہیں۔ نایاب کو ابھی بال بھی بنانے ہیں لیکن اس کے باوجود نہیں روک سکا خود کو اس پر پیار لوٹانے سے---

وہ قیصر عبدالرحمان یوسف جسے ہر چیز کنٹرول میں رکھنے کی عادت تھی۔ چاہے وہ جذبات ہوں احساسات ہوں یا لوگ -- وہ آج اس لڑکی کی قربت سے بےقابو ہو گیا تھا---

نایاب اس کی سیاہ آنکھوں میں آنے والی رومانیت کو پڑھ سکتی تھی۔

قیصر ہم الریڈی لیٹ ہو چکے ہیں" بہت کمزور سہ احتجاج تھا اس لڑکی " کی جانب سے جسے خاطر میں نہ لاتے ہوئے مقابل اس کی گردن سے اپنے ناک مس کر آہستگی کے ساتھ مسلنے لگا --

وہ تھکی ہوئی تھی پہلے ہی لیکن پھر بھی اس نے قیصر کو نہیں روکا۔

بہت وقت بعد ملے تھے وہ۔۔ اس لیے وہ صرف اپنے شوہر کو خوش رکھنا چاہتی تھی۔

نایاب نے بہت آہستگی کے ساتھ آنکھیں موند لیں۔۔ گویا اپنا آپ اس کے حوالے کیا۔

جس پر مطمئن انداز میں مسکرا کر کچھ لمحے وہ یوں ہی دیکھتا رہا اسے۔۔اور پھر اپنے بکھرتے جذبات پر قابو پاتے۔۔۔سیدھا ہوکر کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا؟ " اس کے ہٹتے ہی نایاب نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب "" دیکھا۔

اس کی آنکھیں سوالیہ تھیں۔

نایاب بہت چھوٹی تھی عمر میں اس سے۔۔ پھر تھی بھی اتنی پیاری۔۔قیصر کو لگا اگر اس نے اپنے جذبات قابو نہیں کیے تو اس ننھی سی کلی کو کہیں اذیت نہ پہنچا دے۔ اس لیے خود کو روک لیا۔ محبت کرنے والے مردوں کے لیے ان کی بیوی کسی بھی عمر کی کیوں نہ ہو ان کے نزدیک نازک سی کلی ہوتی ہے جسے بہت سنبھال سنبھال کے رکھتے ہیں۔۔ کہ زیادہ استعمال کرنے پر وہ بے نور نہ ہو جائے اور حد سے زیادہ کم استعمال کرنے پر کہیں وہ مرجھا نہ جائے۔

چلو اٹھو میں بال بنا دیتا ہوں تمہارے۔۔ " قیصر نے اپنا ہاتھ اس کی جانب " بڑھا کر نرمی سے کہا۔

ہم رات کو اپنے گھر چلیں گے" اس نے اپنی جانب بڑھا ہوا قیصر کا ہاتھ " تھامتے ہوئے۔۔۔ اعلانیہ کہا۔

جو حکم میرے جگنو کا" اسے سہارے سے کھڑا کرنے کے بعد۔۔ اب وہ " اس کی پیشانی کو نرمی سے چومتے ہوئے مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

بال تو ابھی بھی تھوڑے گیلے ہو رہے ہیں۔ رکو پہلے میں ڈرائی کروں" ورنہ سردی لگ جائے گی تمھیں" وہ یہ کہتا ہوا فورا ہی دراز سے ڈرائر نکال کر لایا اور اسے بٹھا کر نرمی سے اس کے بال ڈرائی کرنے لگا۔

آئینے میں ان دونوں کا عکس نظر آرہا تھایہ دیکھ کے وہ وجاہت سے مالا مال نوجوان کس قدر فوکس ہو کر اس کے بال ڈرائی کر رہا ہے وہ مسکرا دی۔

پہلے بھی قیصر بال ڈرائی کیا کرتا تھا لیکن تب کبھی اس لڑکی کو احساس نہیں ہوا احسان مندی کا یا اس نعمت کے ہونے کا لیکن اب جب وہ تین سال اکیلے رہ کر آئی تھی جہاں سب کا دھیان وہ رکھتی تھی اس کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ کبھی کبھار تو وہ بیماری میں بھی اٹھ کر کام کر رہی ہوتی تھی۔ ایسے میں وہ اکثر قیصر کے اپنے ناز اٹھانے کو یاد کیا کرتی تھی۔ کے کیسے وہ بندہ بغیر اسے جتائے یا احساس دلائے اس کے چھوٹے چھوٹے سے کام کر دیا کرتا تھا۔ رات کو بھوک لگی اس نے میگی بنا دی۔۔دل گھبرا رہا ہے وہ باہر گھمانے لے گیا۔۔بال گیلے ہیں اس نے ڈرائی کر دیے۔ ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھ رہے ہیں اس نے کاٹ دیے۔حتی کہ تین مہینے بعد اس کا ٹوتھ برش تک وہ خود بدل دیا کرتا تھا اسے تو خبر بھی نہیں ہوتی تھی کہ یہ بھی کوئی کام ہے کرنے والے۔ آج سالوں بعد اسے پرنسس ٹریٹمنٹ دوبارہ مل رہا تھا تو وہ کیسے اس لڑکے کو تشکر بھری نگاہوں سے نہ دیکھتی۔

ہوگیا " ابھی قیصر یہ کہتا۔۔سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ نایاب عجلت سے اٹھ" کر اس کے سینے سے لگ گئی اور اتنی گرم جوشی سے لگی۔۔کے مقابل کا دل لمحہ بھر میں باہر آنے کو ہوا۔

کیا ہوا؟ " اس کے اچانک عمل پر۔۔ وہ اس کی سفید ٹھوڑی پکڑ کر اونچی" کر۔۔ اپنی انکھوں میں جھانکنے پر مجبور کرتے۔۔۔نرمی سے پوچھنے لگا۔

کچھ نہیں" کیا بتاتی کہ دل بھر آیا ہے پھر سے محبت ہو گئی ہے اس"
سے۔۔۔اور بڑی شدت سے ہوئی ہے۔

اس نے سر کو ہلکے سے نفی میں جمش دی ۔۔
بھوری چمکتی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے نظر آنے لگے قیصر کو۔۔۔

ابھی وہ فکر مند ہو کر پوچھتا کہ رو کیوں رہی ہو۔۔اس سے قبل ہی وہ اپنے انگوٹھوں پر وزن ڈال کر اونچی ہوئی اور اپنی گوری باہوں کا ہار قیصر کی

گردن میں ڈال دیا پھر نہایت محبت سے اس کے سیدھے گال کو چوما۔پھر الٹے گال کو۔۔ پھر اس کی ناک و پیشانی۔

جب قیصر سو رہا ہوتا تھا تو اکثر محبت لوٹایا کرتی تھی وہ لیکن یہ پہلی بار تھا جب اس کی جاگتے ہوئے نایاب کے محبت سے لبریز بادل برسے۔۔۔ اور اس کی الفت بھری بارش قیصر کو مکمل بھیگو گئی۔

کچھ ثانیے تک تو مقابل کو یقین ہی نہ آیا کہ وہ بھی محبت کر سکتی ہے اس سے۔

آئی لو یو۔۔۔ آئی لو یو قیصر۔۔۔ " کب سوچا تھا ویلفیئر کے مالک سے اس " چھوٹی سی چھ سالہ بچی کو گود میں لیتے ہوئے کے ایک دن وہ دل کی دھڑکن بن جائے گی۔ جینے کی وجہ بن جائے گی۔ سانسوں کی مالا بن جائے گی ۔

اور قیصر عبدالرحمان نے کب سوچا تھا کے وہ سامنے سے محبت کا اظہار کرئے گی اور وہ جواب میں منہ تک نہیں کھول پائے گا۔

اگر کہا جائے کہ اس لمحے کو وہ بے یقینی کے عالم میں جی رہا تھا، خواب کی سی کیفیت میں۔۔تو غلط نہ ہوگا۔

وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔وہ نایاب تھی۔۔۔ اس کے منہ سے تو تشکر کے الفاظ بھی بہت ہوتے تھے قیصر کے لیے۔۔ یہ اچانک محبت کا اظہار تو کوئی بہت اونچی چیز تھی۔ اک ایسا خواب جسے دیکھنے کی جرات بھی نہ کی ہو کبھی ان سیاہ آنکھوں نے۔۔۔

اسے نہیں لگتا تھا کے وہ کبھی اس سے پیار کرئے گی۔ کبھی اسے اپنے دل میں جگہ دے گی۔

میری زندگی کی ساری بہار تم سے ہے قیصر" قیصر کا دل زور زور سے" دھڑک رہا تھا۔۔۔ اس کی سانس اب بھاری ہونے لگی۔

اس لڑکی نے بڑی محبت سے کہتے ہوئے اپنا چاند سہ چہرہ پھر اس کے سینے سے لگایا۔

قیصر کی دھڑکنیں بےترتیب سی تھیں۔ جنہیں وہ سن پا رہی تھی اب۔

" اور میری ہر آتی جاتی سانس تم سے ہے"

نایاب نے اسے بھرائی آواز میں کہتے سنا

آنکھوں میں آنسوں آنے لگے۔ جن کے سبب وہ دھندلی دھندلی نظر آنے لگی۔

اچانک تپتے صحرا میں بارش ہو جائے تو جو راحت نصیب ہوتی ہے وہی راحت اس نوجوان کے دل کو حاصل ہوئی تھی آج۔

اس کے چودہ سال کے طویل انتظار کا پھل تھی وہ۔۔ ایسا پھل جو اسے کبھی مل سکے گا ۔۔ اسے نہیں لگتا تھا۔

مجھے کس کے تھام لو قیصر۔۔مجھے چھوڑنا مت چاہے کچھ بھی ہو جائے " اب " وہ نہ بھی کہتی تو مقابل تھام لیتا۔ اسے تو تھامنا ہی تھا۔

اپنے آنسوؤں کو شہادت اور انگوٹھے کی انگلی سے صاف کر کے۔۔۔ اس کے نازک وجود کے گرد اپنی باہوں کے حصار کو کس گیا تھا کچھ اس طرح جیسے خود میں سمو لینا چاہتا ہو۔

پھر وہ بھی تو سما جانا چاہتی تھی۔

کون ؟ " وہ دونوں اپنی ہی دنیا میں تھے۔ جب دروازہ ناک ہوا۔ "

دروازہ ناک ہونے پر قیصر نے وہیں(اپنی جگہ کھڑے کھڑے) آواز لگا کر پوچھا۔

سر نیچے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں. بڑے " ماسٹر بھی دو تین بار آپ کا پوچھ چکے ہیں "وہ التمش کی آواز تھی۔

آ۔ آرہا ہوں " التمش نے محسوس کیا اس نوجوان کی آواز میں لرزش تھی " جیسے کپکپا رہی ہو۔

جی بہتر" وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔"

بال بنا دوں؟ " آنکھوں میں نمی اور چہرے پر مسکراہٹ لیے نرمی سے " استفسار کیا

جلدی سے--- ورنہ کہیں نانا تمہیں ڈھونڈتے ہوئے اوپر ہی نہ آ جائیں-- ""
آنکھوں میں چمکتے موتی --- ناک پر سرخی اور چہرے پر حسین تبسم سجائے وہ دوبدو بول کر اپنا خوف ظاہر کرنے لگی۔

اور پھر دونوں ہی مسکرا دیے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" "سمجھ نہیں آتا اس شخص کی محبت میں اور کیا کیا کرنا پڑے گا مجھے
حفصہ مکمل تیار ہو چکی تھی لیکن ابھی تک اسے لینے سفیان میر کی گاڑی نہیں آئی تھی اسی لیے وہ پریشان تھی کہ کہیں ایسا تو نہیں وہ بھول گیا

یا صرف اس نے مذاق کیا تھا اس کے ساتھ۔

اس کے پاس تو نمبر تک نہیں تھا کہ فون کر کے پوچھ سکے کچھ۔

اسی لیے اپنے ہوٹل کے روم سے جہاں وہ اسٹے کر رہی تھی بالکنی میں کھڑے ہو کر --- باہر کی جانب دیکھتی رہی۔

اسے تو یہ بھی خبر نہیں تھی کہ کون سی گاڑی اسے لینے آنے والی ہے۔ اسی لیے ہر آتی جاتی گاڑی کو جو پارکنگ میں نظر آرہی تھی بغور دیکھتی--

آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا کھڑے کھڑے انتظار کرتے -- اب تو پاؤں بھی دکھنے لگے تھے۔ فل تیار ہونے کے بعد انتظار کرنا سب سے جھنجھلاہٹ والا عمل ہوتا ہے۔ وہ بھی جھنجھلا رہی تھی۔

اگر نایاب سے ملنے کا کوئی اور موقع اس کے پاس ہوتا تو یقینا وہ کبھی بھی سفیان میر کی اس پارٹی والی آفر کو قبول نہ کرتی۔

کہیں نہ کہیں اس کا گمان تھا کہ جب وہ علی کو بتائے گی کہ ایک لڑکے نے (جس نے اسے سالوں پہلے ہراساں بھی کیا تھا) اپنے ساتھ پارٹی میں جانے کی آفر کی ہے تو وہ فورا منع کر دے گا۔ کہے گا کیا پاگل ہو گئی ہو ایسے انسان کے ساتھ جانے کی سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟؟ ---مگر اس کی توقع کے برعکس علی کو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔ نہ ہی اس نے جانے

سے روکا۔ بلکہ الٹا فورس کیا کہ کسی بھی طرح وہ یا تو فارمولا لے آئے یا اس فارمولے کے بنانے کے پروسس کی فائل لے آئے۔

کیونکہ کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ اس لیے اب بالکنی میں کھڑے ہو کر وہ یہی سوچ رہی تھی کے علی کی محبت میں اتنی دور آ کر اس نے ٹھیک کیا یا نہیں؟؟۔۔ اور اب جو وہ آگے کرنے والی ہے وہ درست ہے یا نہیں؟؟ ..

اور وہ لڑکی نہیں جانتی مین روڈ کے اس پار بی ایم ڈبلیو کھڑی تھی۔ جس میں بیٹھا نوجوان آنکھوں میں دوربین لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بلیک رنگ کی مخملی میکسی میں موجود وہ لڑکی اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

نہیں جانتا کیوں مزہ آرہا تھا اسے اپنا انتظار کرتے ہوئے دیکھ کر۔۔آنکھوں کو بڑا بھ رہا تھا وہ منظر۔۔۔

ایسا نہیں ہے کوئی لڑکی پہلی بار اس کا انتظار کر رہی ہو۔۔ مگر ہاں۔۔یہ پہلی بار تھا کہ جس کی اسے چاہ ہے۔۔وہ اس کا انتظار کر رہی ہے۔

پھر دیکھا کہ وہ لڑکی ہلکا ہلکا سہ اپنا سیدھا پاؤں پٹخ رہی ہے۔۔شاید اب کھڑے کھڑے اس کے پاؤں میں درد ہونے لگا تھا۔ اس لیے مزید انتظار نہ کراتے ہوئے اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر اپنے ڈیش بورڈ میں رکھی اور گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا۔

بس دو منٹ بعد اس کی گاڑی حفصہ کی ہوٹل کی بلڈنگ کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ بہت لوکل سی ہوٹل تھی جہاں اس کے ملازم تک نہ رہیں۔ پھر بھی وہ بڑی شان سے اپنی گاڑی وہاں کھڑی کرکے۔۔ڈور کھول کر باہر نکلا۔

اسے دیکھتے ہی حفصہ چونکی۔۔کیا اس نے نہیں کہا تھا وہ اپنا بندہ بھیجے گا۔ پھر وہ خود کیوں آگیا تھا اسے لینے۔؟؟؟ ...

اگر وہ پارٹی کے بہانے کہیں اور لے گیا تو ؟

اگر اس نے کچھ غلط کیا تو؟

کیا وہ ٹھیک کر رہی ہے علی کی خاطر اس جوکھم کو لے کر؟

کہیں وہ بعد میں بہت پچھتائی تو ؟

اسے دیکھتے ہی حفصہ فورا ہی ہوٹل سے نکل آئی تھی۔ لیکن جیسے ہی سامنے وہ کھڑا نظر آیا۔۔ اور ان کے درمیان تین چار قدم کا فاصلہ رہ گیا تو ان گنت وسوسے اسکے دل و دماغ کو گھیرنے لگے۔

وہ بہت بھاری قدم لیتی ہوئی اس تک پہنچی۔

زیادہ انتظار تو نہیں کروایا میں نے ؟ " حفصہ کے قریب آتے ہی۔۔ اس کی " ایکسرا کرتی نگاہیں سرتا پاؤں اس لڑکی کا جائزہ لینے لگیں۔

نازک سہ سراپا۔۔پتلا دبلا سہ وجود۔۔سلکی بال جوڑے میں بندھے ۔۔چہرے پر آتی آوارہ لٹیں۔۔۔لائٹ سہ میک۔اپ۔۔ہونٹوں پر سجی سرخ لپ۔اسٹک۔۔۔وہ پیاری تھی مگر اتنی بھی کوئی خاص نہیں۔ پھر نہ جانے کیا کشش تھی وہ جو اسے کھینچ رہی تھی اس کی جانب۔۔۔ شاید اس کے چہرے کا بھولا پن۔۔۔یا شاید آنکھیں نیچے کرنے کی حیا۔۔۔

وہ بغور اس کا چہرہ تکتے ہوئے پلے فل انداز میں پوچھ رہا تھا۔

نہیں۔۔ میں تو خود ابھی تیار ہوئی ہوں" وہ نگاہیں اٹھا کر اب اس کی جانب" دیکھتے ہوئے۔۔ تیزی سے بولی۔

اوووو۔۔۔ " اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے اس لڑکی کو جھوٹ بولتا دیکھ۔۔" مقابل کی مسکراہٹ گہری ہوئی ساتھ ہی ہونٹوں کو گول کر کے او کے لفظ کو محظوظ انداز میں خاصہ کھینچا۔

چلو بیٹھو۔ ہم پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں " ایسا نہیں ہے کہ چاہ نہیں تھی " اسے چھونے کی ۔۔اس کے بالوں کی آوارہ لٹوں کو جو چہرے پہ بکھر آ رہی تھی اپنی انگلیوں میں الجھا کر محسوس کرنے کی لیکن وہ دیکھ سکتا تھا حفصہ بہت ڈرئی ہوئی تھی۔

وہ بار بار کس طرح اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے سے مسل رہی تھی وہ بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا اس لیے دوری برقرار رکھی۔۔۔تاکہ وہ تھوڑی کمفرٹیبل ہوجائے۔۔۔

مانا اپنے ہاتھوں پر قابو رکھا مگر بےباک آنکھوں کو تو ابھی بھی کھلی چھوٹ دی ہوئی تھی۔

اس کی نگاہیں اس قدر گھری تھیں کہ حفصہ کو اپنے صحیح کپڑے بھی بار بار درست کرنے پڑ رہے تھے۔

وہ اچھے سے واقف تھی کہ وہ سفیان میر کے ساتھ شام گزارئے گی اس لیے اس نے دانستہ طور پر کالر والی میکسی کا انتخاب کیا تھا اپنے لیے۔۔۔ جس کی آستینیں بھی فل تھیں۔

لیکن پھر بھی اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ اسے برقعہ پہننا چاہیے تھا اس شخص کے سامنے بجائے اس میکسی کے۔۔۔

ان بےباک نگاہوں سے نروس ہو کر جب اس نے اپنے چھرے پہ آنے والی لٹ کو کان کے پیچھے کیا اور گلے میں تھوک نگلا۔۔ تو وہ نہیں جانتی مقابل کا گلا و ہونٹ خشک ہوا

اسے گرمی کا شدت سے احساس ہونے لگا۔

لڑکی زیادہ ادائیں مت دکھاؤ مجھے اپنی۔۔ورنہ خود ہی پچھتاؤ گی" حفصہ " نے اسے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہتے سنا۔۔۔جس پر اس نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔

اس نے کون سی ادا دکھائی بھلا ؟؟

لیکن مقابل اس کی الجھی نگاہوں کو مکمل نطر انداز کیے۔ اب گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیڈ کا ڈور کھو چکا تھا اس کے لیے۔۔۔

وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی والد کے پاس گاڑی نہیں تھی اس کے نہ ہی بھائی کے پاس۔۔ زندگی میں اگر گاڑی میں کبھی بیٹھی بھی تو وہ دوستوں کی تھی جہاں بیک پیسنجر سیٹ ہی اس کے نصیب میں آتی۔۔۔آج پہلی بار وہ فرنٹ پیسنجر سیٹ پر بیٹھنے جا رہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو یقینا وہ خوش ہوتی مگر سفیان میر کو دیکھ۔اس کا دل بری طرح کھٹا ہوا تھا۔

"آپ نے تو کہا تھا۔کہ آپ کا بندہ آئے گا لینے"

کم از کم گاڑی کا سفر تو اچھا ہی گزر جاتا اگر اس کا کوئی ملازم آتا لینے۔ یہی سوچ وہ منہ بسور کر بولی۔

تمہارا بندہ آگیا۔ کافی نہیں ہے ؟ " اس نے حفصہ کی جانب دیکھ۔ابرو " اچکاکر سنجیدگی سے پلٹ سوال کیا تو وہ سٹپٹا گئی۔

مشہور بزنس مین اور سیاست سے تعلق رکھنے والے سفیان میر نے اپنی ذات کو اس سے منسوب کیا۔۔ تمہارا بندہ کہا۔۔ وہ کیسے نہ چونکتی ؟

لڑکی ایسے آنکھوں سے مت دیکھو۔۔ میں پہلے ہی بہت کنٹرول کر رہا ہوں" خود کو" حفصہ اسے حیرت زدہ ہو کر بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔

وہ بھولی اور حیاء دار آنکھیں۔۔اسے اپنی روح تک کو چھوتی محسوس ہوئیں۔ جس کے سبب اگلے ہی پل اسے گاڑی کا ٹمپریچر شدید گرم ہوتا محسوس ہوا۔

الٹے ہاتھ سے اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے۔ وہ وارننگ آمیز لہجے میں گویا ہوا ساتھ ہی اب اس نے اپنی نگاہیں سامنے کی جانب کرلی تھیں۔ کیونکہ اس لڑکی کو دیکھتے رہنا یقینا صرف تباہی تھا۔

دو منٹ گزر جانے کے باوجود بھی جب اسے اپنا ٹمپریچر نارمل ہوتا محسوس نہیں ہوا تو اس نے گاڑی کا فل اے سی ان کر دیا۔۔

کیونکہ سردی کا موسم تھا اور حفصہ نے فیشن کے زیر اثر کوئی موٹا سوٹ بھی زیب تن نہیں کیا تھا اس لیے گاڑی میں چلنے والا اے سی صرف چند منٹوں میں اس کی کلفی بنانے لگا۔

سردی میں اے۔ سی کون چلاتا ہے یار ؟ ..کتنی گرمی بھری ہے آخر اس " بندے میں؟؟ .." وہ دل ہی دل کڑ سکتی تھی بس۔ منہ سے کہنے کی تو ہمت تھی نہیں۔

صرف پانچ منٹ ہی گزرے ۔۔

وہ ایک ہاتھ اسٹیرنگ ویل پر جمائے گاڑی کا ٹرن لے رہا تھا جب اسے برابر بیٹھی لڑکی کی سس سس کی آوازیں آنے لگیں۔۔

اس نے فورا اس کی جانب دیکھا۔ جبکہ وہ لڑکی باہر کی جانب دیکھ رہی تھی کھڑکی سے۔ --

حفصہ بڑی بے نیازی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جیسے اپنا بھرم قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہو لیکن وہ دیکھ سکتا تھا کے کیسے وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں بازوں کو مسل رہی ہے-- اور منہ سے جو سس سس کی آوازیں نکل رہی تھیں وہ الگ---

اس نے ایک لمحے کی دیری کیے بغیر فورا اے سی بند کر کے ہیٹر کھولا۔

اسے فل اے سی کے باوجود گرمی لگ رہی تھی ابھی بھی لیکن صرف اس لڑکی کی خاطر اس نے ہیٹر ان کر دیا تھا۔

اور یہ پہلی بار ہی تھا جب سفیان میر نے کسی اور کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تقریبا سارے مہمان آ چکے تھے لیکن اس بالی عمر کی لڑکی کی بے تاب نگاہیں ابھی بھی دروازے پر ٹکی تھیں۔

دونوں بہنوں نے ایک جیسی ہی ڈریسنگ کی تھی بس فرق اتنا تھا کہ نایاب کی فراک وائٹ کلر کی تھی اور تانیہ کی ریڈ۔ دونوں کے چوڑی دار پجامے تھے اور ساتھ نیٹ کا دوپٹہ---

تانیہ اور نایاب چونکہ تایا چاچا کی بیٹیاں تھیں اس لیے وہ ایک دوسرے میں جھلک بھی مارتیں۔

ابھی وہ انتظار کی سولی پر ہی لٹکی ہوئی تھی--کے سامنے سے زردی رنگ کی ٹی-شرٹ پر بلیک جیکٹ و جنیز زیب تن کیے عاطف مسکراتا ہوا ---اندر کی جانب آتا نظر آیا--اسے دیکھتے ہی تانیہ کی آنکھوں میں جگنو جگمگا اٹھے تھے---وہ فورا سلام دعا کرنے اس تک پہنچی --

نایاب اپنی والدہ کے ساتھ صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ عشال بہت سالوں بعد لوگوں کے بیچ میں آئی تھی۔ ساتھ پہلی بار کوئی پارٹی اٹینڈ کر رہی تھی اس لیے نایاب ایک لمحے کے لیے بھی اپنی ماں کو اکیلا نہیں

چھوڑ رہی تھی۔ مہر بھی اپنی نانی سے لگ کر ہی بیٹھا ہوا تھا جبکہ طالعہ اپنے والد کی گود میں چڑھی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔

وہ چھوٹی سی تھی اوپر سے بولتی طوطی۔۔ شاید ہی کوئی ایسا بندہ ہو جس نے اسے قیصر کی گود میں دیکھا ہو اور پیار نہ کیا ہو۔ حتی کہ عبدالرحمان صاحب بھی اس کے بھرے سرخ گالوں کو نرمی سے کھینچ کر گئے تھے۔

مجھے یہاں۔۔بالکل بھی۔۔۔اچھا محسوس۔۔۔نہیں ہو رہا ۔۔میں کمرے میں۔۔۔چلی جاؤں "محترمہ عشال عادت کے مطابق کافی اٹک اٹک کر۔۔ نایاب کی جانب دیکھتے ہوئے پریشان لہجے میں بولیں۔

نایاب نے انہیں زیادہ فورس نہیں کیا۔۔۔ اور خود اٹھ کر انہیں کمرے میں چھوڑ کر آئی۔

وہ واپس آئی تو عبد الرحمان صاحب نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ ان کے ساتھ ہی عفان یوسف کھڑا تھا۔ جس کا انٹروڈکشن اس کے نانا نے خود بڑے مسرت بھرے لہجے میں کروایا۔

تم دونوں باتیں کرو۔۔۔۔ میں ذرا دوسرے مہمانوں کو دیکھ لوں " عبدالرحمان" صاحب دانستہ طور پر انہیں باتیں کرنے کے لیے تنہاء چھوڑ گئے تھے۔

چونکہ نایاب اپنے نانا کی عفان یوسف سے ملانے کی اصل نیت سے ناواقفیت رکھتی تھی اسی لیے اس نے عفان یوسف کو صرف رشتہ دار کے طور پر لیا۔ اور اس سے رسمی بات چیت بھی اسی نیت سے کر رہی تھی۔

اور وہ نادان اس سے باتیں کرتے وقت کب جانتی تھی کہ وہ عفان یوسف ہی تھا جس نے سالوں پہلے اس کا ریپ کرنے کے لیے لڑکوں کو بھیجا تھا۔

جب تک عبدالرحمان صاحب وہاں کھڑے تھے تب تک قیصر خون کا کڑوا گھونٹ پیتا رہا۔ لیکن اس کی نگاہیں اک لمحے کے لیے بھی ان پر سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔

اس نوجوان کی نگاہوں کی تپش اس قدر تھی کہ نایاب نے دور سے بھی محسوس کی۔ اور نہ صرف اس نے۔۔۔ بلکے عفان بھی کر رہا تھا۔

لگتا ہے تمہارے معاملے میں مامو کچھ زیادہ ہی سخت ہیں " عفان نے " نایاب کی جانب دیکھ۔مسکراتے ہوئے کہا

ماموں؟ ۔۔۔ " نایاب نے فورا نوٹ کیا تھا مقابل نے صرف (مامو)" کہا۔۔(تمہارے مامو)نہیں۔۔۔

قیصر سے تو عمر میں بڑے لگتے ہیں آپ" وہ دونوں ہاتھوں کو فولڈ " کر۔۔ہلکا سہ ہونٹوں کو ٹوسٹ کرتے ہوئے بولی۔

انداز بولنے کا کچھ یوں تھا۔ کہ بڑے آئے میرے قیصر کو مامو بولنے والے۔

ہاں۔۔۔۔ مگر تمہارے رشتے سے تو میرے بھی مامو ہی لگے نا" عفان کو" علم نہیں تھا کہ عبدالرحمان صاحب نے ابھی تک نایاب سے اس کے رشتے کی بات نہیں کی ہے۔

نایاب کے جائیداد کے وارث بننے کی خبر جہاں جنگل میں آگ کی طرح پھیل رہی تھی وہاں عفان کے کانوں تک نہ پہنچے یہ کہاں ممکن ؟؟۔۔لیکن اس کا نایاب میں انٹرسٹ ظاہر کرنا جائیداد کے حصول کے لیے نہیں تھا بلکہ وہ نایاب سے شادی کر کے اسے ارسا کے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

ذریاب نے ارسا کو یہی کہہ کر چھوڑا تھا کہ وہ نایاب کو نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ اس کے بچوں کی ماں ہے۔

ارسا کو کہیں بار اس نے زریاب کی خاطر روتے دیکھا تھا اور وہ بہت بے بس ہو گیا تھا اس معاملے میں۔۔

جب تک ذریاب کو امید ہے نایاب کے اس کی زندگی میں واپس لوٹنے کی تب تک وہ ارسا کی طرف قدم نہیں بڑھائے گا ۔ یہ بات وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا اسی لیے نایاب سے شادی کے لیے راضی ہوا جب کہ وہ علم رکھتا تھا کہ وہ بن بیائی زریاب کے بچوں کی ماں ہے۔

میرے رشتے۔۔ " ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ قیصر وہاں آن پہنچا۔"

نایاب۔۔ طالعہ کو جلدی سے واش روم لے جاؤ " اس نے آتے ہی جلد بازی مچائی۔

آو طالعہ" نایاب یہ سنتے ہی فورا ہی طالعہ کو اپنی گود میں بلانے لگی۔"

پشی نہیں آئی۔۔" طالعہ کو واش روم میں جا کر پانی سے کھیلنا بہت پسند" تھا۔ اس لیے جب اسے واش روم نہ بھی آیا ہو تب بھی وہ بول دیتی کہ ہاں آیا ہے لیکن اس وقت چونکہ اسے پارٹی میں زیادہ مزا آرہا تھا ۔۔اس لیے صاف انکار کیا۔

نہیں آئی ؟ " نایاب نے تصدیق چاہی۔"

ارے اسے جانا ہے۔۔۔ تم لے کر جاؤ ناں" قیصر نے اس بار ذرا جماو دے" کر کہا۔ تو نایاب سمجھ گئ۔ کہ وہ چاہتا ہے وہ یہاں سے چلی جائے اس لیے بغیر مزید کچھ کہے طالعہ کو گود میں لے کر۔۔وہ وہاں سے چل دی۔

تو مسٹر قیصر۔۔ جائیداد میں حصےدار مبارک ہو آپ کو۔۔۔ ویسے کیسا " لگ رہا ہے بیٹھے بٹھائے جائیداد کے پورے آدھے حصے سے محروم ہو جانے کا احساس؟؟ " یقینا عفان زچ کررہا تھا اسے۔

مزے لے رہا تھا اس کی حالت کے۔

کیونکہ عبدالرحمان صاحب اسے پسند کر چکے تھے نایاب کے لیے۔ اس لیے بیٹھے بٹھائے آدھی جائیداد کا حصے دار بن گیا تھا وہ قیصر کے ساتھ اب۔۔۔اور یہی خوشی اسے قیصر عبدالرحمان کے سامنے تن کر کھڑا کررہی تھی ۔۔

وہ بھولا نہیں تھا قیصر نے کس قدر نقصان پہنچایا اس کی کمپنی کو ماضی میں۔۔۔کیسے اس کے گوداموں میں آگ لگوائی ہے۔۔کیسے اس کا دو نمبر مال پولیس کو پکڑوایا ہے۔ کیسے اس پر چلنے والے کیسز ری اوپن کروائے ہیں جن کے سبب وہ جیل جاتے جاتے بچا۔۔

ایسا نہیں ہے کے عفان خاموش بیٹھا رہا۔۔۔اس نے وار کرنا چاہا تھا لیکن قیصر عبدالرحمان یوسف ہمیشہ اس سے دو قدم آگے ہی نکلتا تھا اس لیے وہ ابھی تک اسے نقصان نہیں پہنچا سکا تھا بزنس ورلڈ میں۔۔۔

لیکن اب اسے موقع مل گیا تھا۔ نایاب سے شادی یقینا قیصر کے منہ پر قرارہ طمانچہ تھا۔ وہ بھی پوری آدھی جائیداد کا طمانچہ ۔۔۔وہ کیسے خوش نہ ہوتا؟

" اگر تم خواب دیکھ رہے ہو کہ وہ حصہ تمہاری گود میں آ کے گر جائے گا تو میرے رقیب۔۔آنکھ کھول لو کیونکہ میرے زندہ ہوتے ہوئے ایسا کبھی ممکن ہی نہیں ہو سکتا " اس کے سیدھے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ جماؤ کے ساتھ رکھتے ہوئے۔۔ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال بھرم سے گویا ہوا۔

" میں سمجھ سکتا ہوں بہت سالوں تک اکیلے راج کیا ہے تم نے۔ اس لیے اب قبول نہیں کر پا رہے اچانک سے حصے دار کا آ جانا لیکن میرے دوست قبول کر لو۔ کہ جائیداد میں حصے دار آگیا ہے تمہارے ۔۔۔اب تم اکیلے بادشاہ نہیں رہے اس پوری سلطنت کے۔۔۔ "

طنزیہ مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے۔۔وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوا جیسے مزے لے رہا ہو قیصر سے۔۔۔

" رانی کے آنے سے بادشاہ کی کرسی مضبوط ہوتی ہے ۔۔۔کمزور نہیں ۔۔" مفاہمانہ انداز میں اپنی بات ادا کر۔۔۔اسمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے۔۔۔اسے اشارتا سمجھا کر وہ چل دیا تھا۔

جبکہ عفان الجھ گیا تھا آخر قیصر نے ایسا کیوں کہا؟؟

کچھ دیر بعد۔۔

تمام مہمانوں کے سامنے۔۔ عبدالرحمان صاحب نے مائک پر نایاب کے ان کے آدھی جائیداد کے وارث ہونے کا اعلان کیا۔ جس کے بعد پارٹی میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا جو اس لڑکی سے ملنا نہ چاہتا ہو۔

ارسا، ذریاب ، میمونہ خاتون،زید ، کنزہ عاطف ، ثانیہ، حفصہ،سفیان میر،عفان یوسف، التمش سب ہی اس لڑکی کی خوشی میں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ چیر اپ کرتے نظر آرہے تھے لیکن یقینا سب کے دلوں کے حال الگ تھے۔

جگنو ...ڈانس؟ " قیصر نے اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھا کر جیسے ہی پوچھا" ۔۔مقابل نے مسکراتے ہوئے فورا تھام لیا۔

اس نوجوان نے کسی کی پرواہ نہیں کی تھی۔ کہ کوئی کیا سوچے گا یا کیا کہے گا۔ وہ تو یہ رشتہ بھی اب چھپا کر نہ رکھتا اگر نایاب نے وقت نہ مانگا ہوتا۔

بہت لائٹ میوزک پر وہ دونوں اب ڈانس کر رہے تھے۔

ذریاب کی حسرت بھری نگاہیں پوری پارٹی میں نایاب پر ہی ٹکی تھیں۔۔اب بھی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب ارسا نے خود سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور ڈانس کے لیے اسے فلور پر لے آئی۔۔۔

حفصہ کا کوئی ارادہ نہیں تھا ڈانس کا لیکن عاطف کو اپنی جانب قدم بڑھاتے دیکھ۔۔اس نے پھرتی سے اپنے برابر میں کھڑے نوجوان سے ڈانس کا پوچھا۔

سفیان اچھنبے کا شکار ہوا تھا اس لڑکی کے بولڈ موو پر لیکن منہ سے ایک لفظ ادا نہ کیا۔

وہ بس دیکھے چلا جا رہا تھا۔ جس کے سبب حفصہ نروس ہوئی۔

سوری"ایک لڑکی خود سے آگے بڑھ کر ڈانس کا پوچھے اور سامنے والا" منع کر دے تو کس قدر بےعزتی فیل ہوتی ہے یہ کوئی حفصہ سے پوچھے۔۔

کاٹو تو خون نہ نکلے یہ حالت تھی اس کی۔۔

وہ فورا ہی معذرت کر کے مڑ کر جانے لگی۔

ابھی وہ ایک قدم بھی نہ چلی تھی کہ پیچھے سے سفیان نے اس کی نازک کلائی کو پکڑ کر رکا۔

مجھے تین سال انتظار کروا چکی ہو خود سے تین منٹ نہیں ہو رہا" وہ " ذرا خفگی سے گویا ہوا تھا ۔ جس میں یقینا شکوہ نمایاں تھا ۔

عاطف کی نگاہیں ان دونوں پر ہی ٹکیں تھیں۔۔ دل ہی دل بری طرح جل رہا تھا وہ۔

عاطف برو۔۔ ہم بھی ڈانس کریں؟ " وہ تانیہ کی معصوم سی آواز تھی جس" نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔

پہلے تو یقینا وہ منع ہی کرتا لیکن اس وقت نہیں جانتا کیا دماغ و دل میں سمائی۔ کہ ہاں کر دی۔

اور بس اس کے ہاں کرنے کی دیر تھی۔۔ اس لا ابالی عمر کی لڑکی کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔۔

اس نے خود ہی عاطف کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھائیں اور ڈانس فلور کی جانب بڑھی---

مسٹر زید کیا آپ میرے ساتھ ڈانس کرنا پسند کریں گے ؟ " کنزہ ہلکا سہ " جھک کر ایک ہاتھ پیچھے کی جانب کمر پر لگائے۔۔اور دوسرا ہاتھ اس کے آگے کیے۔۔بہت محبت سے پوچھ رہی تھی۔۔جس پر زید مسکرا دیا۔

ہم ابھی نہیں کر سکتے۔ تم قیصر کی منگیتر ہو د۔۔ " ابھی وہ بول ہی رہا " تھا کہ مقابل کھڑی وہ لڑکی منہ بسور کر تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

زیادہ دیر نہیں رہنے والی اس لیے فکر مت کرو اور ہاتھ تھامو۔ چلو " "شاباش

اس نے خاصہ حق جتاتے ہوئے کہا تھا۔ تو وہ کیسے منع کر سکتا تھا؟

مسکراتے ہوئے ہاتھ تھام لیا اس نازک سی لڑکی کا۔۔

اب وہ بھی ڈانس فلور پر آگئے تھے۔۔۔

آئی لو یو جگنو" وہ حسین نوجوان نایاب کے کانوں کے پاس منہ لا کر " بھرائی آواز میں سرگوشی کر رہا تھا جس پر وہ جھیپ کر مسکرانے لگی۔۔

اور اسی لمحے اس کی آنکھ کھلی۔

"قیصر"

آنکھ کھلتے ہی اس نے خود کو ایک برف نما ٹھنڈے کمرے میں پایا جہاں سب چیزیں سفید تھیں۔

بہت سے تار اس کی پیشانی سے چپکے ہوئے تھے۔ بہت سی مشینیں تھیں ارد گرد۔۔ مگر وہ انہیں نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ صرف چھت کو دیکھ رہی تھی سن سے ذہن کے ساتھ۔۔

اس کے ہونٹ مکمل سفید پڑ چکے تھے۔ اور پورا جسم بے جان سہ تھا

اسے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

وہ کن لوگوں کی آوازیں تھیں وہ نہیں جانتی۔

وہ بس سن رہی تھی--- سمجھ نہیں پا رہی تھی---

سوچنے، سمجھنے،بولنے اور ہلنے کی جیسے صلاحیت ہی نہ ہو اس میں۔

" سر لڑکی کی یادوں میں کہیں بھی فارمولا بنانے کا پروسس نہیں ہے--- " کسی کو پریشان لہجے میں کہتے سنا۔ (پہلا شخص)

" ایسا کیسے ممکن ہے جب اس نے فارمولا بنایا ہے تو پروسس بھی کہیں نہ کہیں اس کی یادوں میں ہونا چاہیے ناں--- " وہ جو کوئی بھی تھا غصے میں دھاڑا تھا۔ (دوسرا شخص)

نایاب کے دماغ میں چلنے والی ساری یادوں کو کسی فلم کی طرح ہوائی اسکرین پر چلتے ہوئے دیکھ رہے تھے وہ لوگ---

"سر--- فارمولا بن چکا ہے وہ پاکستان بھی آگئی ہے یادو کے مطابق---اس کے باوجود اگر فارمولے کا پروسس کہیں نہیں آ رہا تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ " وہ پہلا شخص بے بسی سے کہہ رہا تھا---"پھر اسے ہوش بھی آگیا ہے"

" تو ڈوز بڑھا کر دوبارا سلا دو--- جب تک فارمولا نہیں مل جاتا ہم نہیں رک سکتے" دوسرا شخص فیصلہ کن لہجے میں گویا ہوا۔

"مگر سر--- ہم پہلے ہی کافی ڈوز دے چکے ہیں اسے---اگر اس سے زیادہ ڈوز بڑھائی گئی تو مجھے ڈر ہے اس کا دماغ مفلوج ہو سکتا ہے وہ پاگل ہو سکتی ہے یا مر بھی سکتی ہے" وہ پہلا شخص کافی فکر مند و پریشان لہجے میں بتانے لگا۔

" مجھے ہر قیمت پر وہ فارمولا چاہیے۔ اگر اس کے دماغ مفلوج ہو جانے سے مجھے میرا فارمولا ملتا ہے تو ایسا ہی صحیح " اس دوسرے شخص نے نہایت سفاکیت کے ساتھ ارڈر جاری کیا

❤️#جاری_ہے

"مجھے ہر قیمت پر وہ فارمولا چاہیے۔ اگر اس کا دماغ مفلوج ہو جانے سے مجھے میرا فارمولا ملتا ہے تو ایسا ہی صحیح " اس دوسرے شخص نے نہایت سفاکیت کے ساتھ آرڈر جاری کیا " لیکن تم بے فکر رہو وہ مرے گی

نہیں اتنی آسانی سے ---بہت سٹرانگ قوت ارادی ہے اس لڑکی کا تبھی تو ابھی تک

وہ ایریا جہاں پر لونگ ٹرم میموری اسٹور hippocampal area) ہم (ہوتی ہے

سے فارمولا نہیں نکال پا رہے۔ "وہ شخص اب گمبھیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔

فارمولے کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں نے اس میڈیکل فیلڈ کے سب سے قابل ڈاکٹر کی خدمات حاصل کیں---ڈاکٹر نے نایاب کا کھولا اور الیکٹروڈ (الیکٹروڈ: وہ دماغ کے سگنل کو ڈیوائس cranium تک لائیں گے--- اور یہ ڈیوائس ان سگنلز کو الفاظ میں تبدیل کرے گا)کو اس

میں ڈال دیا۔ اس ڈاکٹر نے اپنی پوری کوشش hippocampal area کے کی لیکن نایاب کی ول پاور اتنی مضبوط تھی کے وہ ابھی تک معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہے تھے۔

سر ہم یہی کیوں سوچ رہے ہیں کہ اس لڑکی کی ول پاوور کی وجہ سے ہم " فارمولے کی میموری نہیں نکال پا رہے--- آپ نے شاید ایک بات غور نہیں کی--- جو میں اس لڑکی کی میموری سے کافی دنوں سے کر رہی ہوں۔ کہ وہ لڑکی اہمیت نہیں دیتی کسی بھی چیز کو --- ہم نے دیکھا اس کا بچپن کا محبوب تھا لیکن اس کی کوئی یاد نہیں ملی ہمیں اس لڑکی کے دماغ میں--- اس لڑکی نے اس فارمولے کو بنانے سے پہلے بھی کتنی پڑھائی کی ہوگی کتنی ریسرچ کی ہوگی لیکن ہمیں وہ اس کی یادوں میں نہیں مل رہی---- نایاب نے تین سال قیصر کے بغیر گزارے بچوں کو اکیلا پالا لیکن ان کی بھی ہمیں کہیں میموری نہیں ملی--- اور بھی نایاب نے بہت کچھ کیا زندگی میں لیکن ان کی میموریز نہیں ہیں۔ ۔ ان شارٹ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ نایاب کا دماغ کا لیول بہت ہائی ہے--۔ اس کے جذبات ہم سے بہت الگ ہیں۔ جو چیز ہمیں اہمیت کی حامل لگتی ہیں ہم انہیں ڈھونڈ رہے ہیں ہمیں لگتا ہے اس نے انہیں لونگ ٹرم ایریا میں رکھا ہوگا۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ نایاب نے اس ایریا میں صرف ایک ہی بندے کو جگہ دے رکھی ہے اور وہ ہے قیصر عبدالرحمان یوسف اور اس سے وابستہ چیزیں اس کے علاوہ شاید اس نے

زندگی میں کسی کو اہمیت ہی نہیں دی اتنی۔۔۔ کہ اس چیز سے وابستہ یادوں کو اپنے دماغ میں رکھے۔ اس کے لیے سب چیزیں بہت الگ تھیں بہت نارمل سی۔۔۔ جنہیں وہ اپنے دماغ کی خاص حصے میں جگہ نہیں دینا چاہتی تھی۔ ہم اپنے دماغ میں وہ یادیں رکھتے ہیں جو ہمارے لیے خاص ہوتی ہیں ہمارے دل کے قریب ہوتی ہیں نایاب کے لیے خاص اور قریب ہونے کا لیول بھی بہت ہائی ہے۔ "اب یہ آواز کسی خاتون کی تھی۔۔۔جو اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

" تو تم کہنا چاہتی ہو کہ ہمیں وہ فارمولا نہیں ملے گا چونکہ نایاب نے کبھی اس فارمولے کو خاص اہمیت دی ہی نہیں۔۔۔اور اسے اپنے دماغ میں خاص یادوں میں رکھا ہی نہیں۔ "مقابل کھڑا وہ شخص اب پریشان لہجے میں بول اٹھا۔۔۔(پہلا شخص)

" ہاں ایسا ہی ہے۔۔ ۔۔ "وہ خاتون اپنی رائے کے مطابق گویا ہوئی۔۔

" تو کیا آپ دونوں ڈاکٹرز مجھے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ میں اتنا پیسہ لگا کر بھی خالی ہاتھ رہنے والا ہوں ؟ کیونکہ لانگ ٹرم میموری ایریا میں اس لڑکی نے فارمولے کی یاد رکھی ہی نہیں ۔۔۔ پھر ہمارے پاس کیا حل رہ گیا ؟؟؟ ہم فارمولا کیسے حاصل کریں ؟؟ " وہ شخص نہایت جھنجھلا کر اپنا سر پکڑے بولا۔

" نایاب کے لیے ہر وہ یاد خاص ہے جس کا واسطہ یا بلا واسطہ قیصر سے تعلق ہے تو اگر نایاب نے قیصر سے یہ فارمولا ڈسکس کیا تھا یا اس فارمولے کی فائل کو کہاں رکھا ہے یہ قیصر کو بتایا تھا تو ہمیں فارمولا مل سکتا ہے۔۔ابھی بھی چانس ہے۔۔ " اور جب اس لیڈی ڈاکٹر نے یہ بات کہی۔۔۔ تو جا کے سامنے کھڑے کالے لباس میں ملبوس نوجوان کی کچھ امید بندی ۔۔۔کے فارمولا مل سکتا ہے ابھی بھی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ لڑکا ہمیشہ یہی دکھ کیا کرتا تھا کہ نایاب اسے اہمیت نہیں دیتی ۔۔۔اس سے محبت نہیں کرتی۔۔شادی ہو گئی بچے ہو گئے اس لیے وہ زبردستی بندھ گئی اس سے۔۔ورنہ اس کی پہلی پسند و محبت تو ذریاب تھا لیکن وہ نہیں

جانتا۔۔نایاب کے لیے وہ کبھی عام تھا ہی نہیں ۔۔بہت اونچے مقام پہ رکھتی تھی وہ لڑکی اسے۔۔کہ اس سے وابستہ چیزیں بھی اس کے لیے خاص تھیں شروع سے۔۔۔چاہے وہ اس کے جوگرز ہوں۔۔۔ چاہے وہ اس کا دوسری لڑکیوں کے ساتھ باتیں کرنا ہو ۔ چاہے حسنہ کا اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھنا ہو۔۔چاہے اس کا کمرے میں بیٹھ کر تنہائی میں رونا ہو۔ چاہے اس کا فون نمبر و گھر کا ایڈریس ہو۔۔۔

وہ جب قیصر سے پہلی بار ملی تھی تو صرف چھ سال کی تھی لیکن قیصر سے جڑی شروع سے ہر یاد اس کے ذہن میں آج بھی تازہ دم تھی۔

قیصر سمجھتا رہا کہ نایاب انگلینڈ والے گھر میں عاطف کو چھوڑنے اتفاقا پہنچی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ قیصر کا گھر ہے۔ جبکہ ڈاکٹرز نے اس کی یادوں میں دیکھا تھا کہ جیسے ہی عاطف نے اپنے گھر کا ایڈریس بتایا نایاب کی آنکھیں ٹوسٹ ہو گئی تھیں۔ اور اسی نے حفصہ کو فورس کیا کہ ہم اسے گھر تک چھوڑنے چلتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں جب وہ قیصر کے گھر پہنچے تو دروازے پر کھڑے ہو کر نایاب کے چہرے پر ایک تبسم رقصہ ہوئی تھی اور وہ تبسم بہت معنی خیز تھی۔

اور وہ نوجوان کیا جانتا ہوگا کہ جب حفصہ کو گاڑی سے اتارنے کے بعد اس نے نایاب کو تنہا پا کر۔۔۔ معافی مانگتے ہوئے پیار کیا ۔۔۔تب وہ جاگ رہی تھی۔۔۔ چونکہ ڈاکٹرز نے اس کی یادوں میں۔۔۔اسے اپنے کوٹ کو مٹھی میں بھینچتے دیکھ لیا تھا۔۔۔۔

وہ نوجوان سمجھتا ہے نایاب اسے اہمیت نہیں دیتی جبکہ اس لڑکی کی پوزیسونس کا عالم یہ تھا کے جب وہ پاکستان دس سال بعد واپس لوٹا تھا اور اس کی منگنی کی خبریں وائرل ہو رہی تھیں سوشل میڈیا پر تو حسنہ نے اس سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسے میسجز بھیجے تھے۔۔۔لیکن نایاب نے نہ صرف وہ میسجز ڈیلیٹ کیے بلکہ حسنہ کے نمبر کو بھی بلاک لسٹ میں ڈال دیا تھا اور وہ جانتی تھی قیصر جتنا بیزی بندہ ہے وہ کبھی بھی اپنی بلاک لسٹ چیک نہیں کرے گا ۔

تو پھر ٹھیک ہے آپ لوگ آگے کا پروسیس سٹارٹ کریں ۔۔ اور میں دعا " کرتا ہوں کہ اس نے اپنے شوہر سے یہ بات ڈسکس کی ہو یا اسے کم از کم یہ بتایا ہو کہ فارمولے کی فائل اس نے کہاں رکھی ہے۔ " اس کالے لباس میں ملبوس شخص کے کہتے ہی وہ دونوں ڈاکٹرز اثبات میں سر ہلانے لگے۔

نایاب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔۔وہ چھت کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے کسی کے قریب آنے کی آہٹ کو محسوس کیا

وہ نہیں جانتی اس شخص نے کیا کیا۔ مگر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔کمرے کی ٹھنڈک اسے خود کو جکڑتی محسوس ہوئی۔۔

دماغ پھر یادوں کے دریا میں آہستہ آہستہ اترتا چلا گیا۔

**

آئی لو یو جگنو" وہ حسین نوجوان نایاب کے کانوں کے پاس منہ لا کر بھرائی آواز میں سرگوشی کر رہا تھا جس پر وہ جھیپ کر مسکرانے لگی۔۔

آئی لو یو تو سویٹ ہارٹ " جب وہ میسج پر یہ میٹھے لفظ بولا کرتی تب" بھی قیصر بلش کرنے لگتا اب تو وہ سامنے سے بول رہی تھی --- اس چاکلیٹی نوجوان کے گال سرخ نہ ہوتے ۔۔یہ کیسے ہوسکتا تھا؟۔۔۔

اسے خود سے زیادہ بلش کرتا دیکھ ۔۔نایاب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔

وہ اس نوجوان کی مسکراتی آنکھوں کو بغور دیکھتی رہی۔۔۔

ہم آج رات اپنے گھر جائیں گے اوکے" نگاہ آنکھوں سے ہٹائی تو اب اس " کے سرخ ہونٹوں پہ آ ٹھری جو تبسم جھلکا رہے تھے۔ جو اسے بہکا رہے تھے۔

اسے اپنی سانسیں گہری ہوتی محسوس ہوئیں۔۔۔ نہیں جانتی کیوں لیکن اسے جتنا بھی دیکھ لے۔۔۔دل بھرتا ہی نہیں تھا۔ آنکھیں مزید طلب کی خواہاں ہی رہتیں۔۔۔

اس نے اب قیصر کی سرخ ہونٹوں کو تکتے ہوئے۔۔بچوں کی طرح ضد کی۔

کیونکہ وہ جانتی تھی اگر وہ عبدالرحمان صاحب کے گھر میں رہی تو انہیں الگ الگ کمروں میں رہنا پڑے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ پہلے ہی کیا اس نے اپنے شوہر کی کم جدائی سہی تھی جو مزید برداشت کرئے۔

اوکے۔۔۔ ڈن۔۔۔ " قیصر نے فدا فدا لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔"

❤️*Husny Kanwal*❤️

انتل (انکل)گودی لو...انتل (انکل)گودی لو۔۔ " عفان جوس کا گلاس ہاتھ میں" لیے کھڑا تھا

جب کے نگاہیں قیصر اور نایاب پر جمی تھیں۔

ان دونوں کے درمیان جو کیمسٹری نظر آرہی تھی اسے وہ چبھتی سی محسوس ہوئی۔

کہنے کو وہ ماموں بھانجی تھے۔۔۔ وہ ڈانس کر سکتے تھے ایک نارمل بات تھی ۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں۔۔۔ ان سے ماموں بھانجی والی وائبز نہیں آ رہی تھیں۔۔۔ بلکہ لووی ڈووی والی فیلنگس آرہی تھیں۔۔جیسے میاں بیوی میں سے آتی ہیں۔

ابھی وہ کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اس کے کوٹ کو کسی نے پکڑ کر ہلکے سے کھینچا۔

اس نے فورا نیچے کی جانب دیکھا۔

وہ پنک کلر کی باربی ڈول فراک میں ملبوس بچی۔۔اس سے گود میں لینے کا کہ رہی تھی۔ لیکن عفان کو اس معصوم بچی کے چہرے یا کپڑوں نے اٹریکٹ نہیں کیا تھا۔ اسے تو اٹریکٹ کیا تھا ان چمکتی خوبصورت آنکھوں نے۔۔۔

اس کی آنکھیں بالکل اپنی ماں جیسی تھیں۔۔۔

چونکہ وہ چھوٹی چھوٹی اور معصوم سی تھیں اس لیے خوبصورت بھی زیادہ لگیں۔ اوپر سے سونے پر سہاگا اس کی میٹھی و توتلی سی آواز ۔۔

اسے نہیں علم کیوں لیکن وہ ننھی چمکتی آنکھوں والی پری اس کی گود میں آنا چاہتی تھی۔۔جبکہ اسے بچوں کو گود میں لینے کا کوئی ایکسپیرینس نہیں تھا۔آخری بار جسے اس نے گود میں لیا تھا وہ ارسا تھی جسے گود میں لیے بھی سالوں گزر گئے تھے اب تو۔۔

انتل (انکل) گودی لو ناں" کچھ بچے نیچر وائز بہت فرینڈلی ہوتے ہیں۔" طالعہ ایسی ہی تھی۔ مگر وہ نہیں جانتی جس سے وہ گود میں لینے کی ضد کر رہی تھی وہ نیچر وائز بالکل بھی فرینڈلی بندہ نہیں تھا۔

طالعہ نے جب دیکھا کہ وہ سن نہیں رہا تو کوٹ کو اور زور سے پکڑ کے کھینچا۔۔

مجھے بچوں کو گود میں لینا نہیں آتا " وہ تھوڑا ہچکچاہٹ کے ساتھ اس" بچی کو دیکھ بولا۔

اکثر لوگ جب بچوں سے بات کرتے ہیں تو اپنی آواز میں بھی نرمی لے آتے ہیں۔ اسے تو یہ ہنر بھی نہیں آتا تھا۔

کیونکہ اس کی آواز سخت محسوس ہوئی طالعہ کو اس لیے وہ ڈر کر فورا ہی کوٹ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔

عفان کو خود محسوس ہوا کہ اس نے بچی کو ڈرا دیا ہے۔ جس کے سبب اسے ہلکا سہ گلٹ محسوس ہوا۔

اس ننھی پری نے اپنے نچلے ہونٹ کو ذرا باہر کی جانب نکال کر۔۔اسے بڑا خفگی سے دیکھا۔ جو مقابل کی آنکھوں کو بہت کیوٹ محسوس ہوا۔

اسے کوئی بچوں پر پیار نہیں آتا تھا ۔ نہ ہی اس کا نیچر بچوں سے پیار کرنے والا تھا لیکن انجانے میں ہی سہی اپنے دشمن کی بیٹی پر آ گیا تھا۔

گنجے (گندے) انتل (انکل)" کچھ لمحے وہ یوں ہی اسے کڑوے منہ بنا کر" دیکھتی رہی۔۔ اور پھر گنجے انتکل اس کے منہ پر بول کر چل دی۔

چلو باقی تو خیر ہے۔۔لیکن گنجا ؟؟ وہ اسے کس اینگل سے نظر آیا؟؟۔۔۔ طالعہ کے کہتے ہی اس نے فورا اپنے بالوں کو ٹچ کیا تھا۔

بال تو موجود تھے سر پر --- وہ بھی نہایت گھنے اور سیاہ --- پھر گنجا کیوں کہہ رہی تھی وہ ؟؟--

جس عمر میں اوروں کے بال جانا شروع ہوتے ہیں اس عمر میں اس کے والد کے سر پہ پورا چاند چمکتا تھا اور یہ چاند اس کے سر پہ نہ چمکے اسکے لیے---اس نے شروع سے ہی اپنے بالوں کو بہت کیئر کے ساتھ رکھا۔ کیونکہ اس کے والد بہت کم عمری میں گنج پن کا شکار ہوئے تھے-- اس لیے اس حوالے سے وہ بہت حساس تھا۔

وہ تو بول کر چلی گئی-- لیکن عفان کو اب ایک لمحے کا سکون نہیں تھا۔ وہ ہر تھوڑی دیر بعد کسی نہ کسی مرر میں اپنے بالوں کو دیکھتا اور سیٹ کرتا--- ساتھ ساتھ وہ باریکی سے چیک بھی کرتا کہ کسی اینگل سے وہ گنجا نظر تو نہیں آرہا---

اس کی ساری توجہ اب قیصر و نایاب سے ہٹ کر اپنے بالوں تک محدود رہ گئی تھی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

میں فریش ہو کر آتی ہوں " وہ ڈانس کر رہے تھے جب سفیان میر کے ہاتھ " بہہ کر کمر سے نیچے کی جانب ڈھلکنے لگے۔

اس کا ہاتھ ہلکا سہ نیچے ہی گیا تھا ابھی--جب حفصہ کرنٹ کھا کے دو قدم دور ہوئی۔

ابھی وہ پوچھتا کہ کیا ہوا۔ اس سے پہلے ہی وہ خوبصورت لڑکی تیزی سے بولی۔

وہ ڈرئی سہمی سی نظر آرہی تھی سفیان کو ابھی بھی---

عجیب بات اسے یہ لگی کہ ڈانس کے لیے اس لڑکی نے خود پوچھا تھا --- پھر ایسا بیہیو کیوں کر رہی تھی؟؟-- اگر اتنی ہی انکمفرٹیبل تھی اس کے ساتھ تو ڈانس کا نہ پوچھتی پھر---

یہ کیا بات ہوئی پہلے خود سامنے سے دعوت دے کر جذبات جگاؤ۔ -- اور جب سامنے والے کے جذبات جاگ جائیں تو پیچھے ہٹ جاؤ--

وہ اپنی بات کہنے کے بعد ایک لمحے بھی وہاں نہ رکی تھی۔

چاہتی تو وہ نیچے گیسٹ روم کے واش روم یوز کر سکتی تھی۔ جو مہمان کر بھی رہے تھے لیکن وہ اوپر کی جانب گئی۔

وہ اپنے یہاں آنے کا اصل مقصد بھولی نہیں تھی ابھی تک۔۔۔

کہنے کو سیڑھیوں کو عبور کرنے کے بعد ۔۔نایاب کے کمرے کا راستہ لمبے قدم لینے پر زیادہ سے زیادہ دس قدم کا ہوگا لیکن وہ دس قدم بھی اس کے لیے بہت بھاری تھے۔۔

ان دس قدموں کے دوران بھی اس نے بار بار پیچھے مڑ کے دیکھا تھا کہ کوئی آ تو نہیں رہا۔۔کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا۔۔۔

اسے اپنا آپ چور لگ رہا تھا۔

وہ کوئی بھاگ کر نہیں آئی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی سانسیں گہری ہو رہی تھیں۔

ہر لمحہ دل کو یہ خوف جکڑ رہا تھا کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو پھر کیا ہوگا؟ ...

اس نے ہمیشہ سے ایک عزت دار زندگی جی تھی۔۔لیکن آج علی سے محبت اور شادی کی لالچ نے اسے اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ وہ چور بننے کے لیے خود اپنے قدم آگے بڑھا رہی تھی۔۔۔ اپنے آپ کو خود تذلیل کے مقام پر پیش کر رہی تھی۔

نامحرم کی محبت ڈستی ضرور ہے عزت کو۔۔۔

اگر نایاب نے اسے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا تو کیا ہوگا ۔۔وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی اس لمحے۔۔۔

اس نے تو کوشش کی تھی کہ کمرے کا دروازہ بہت آہستگی کے ساتھ کھولے لیکن پھر بھی وہ کمبخت چرچرا گیا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی۔۔۔ وہ اچھی طرح پورے کمرے کو اسکین کرنے لگی۔

نایاب جتنی ذہین تھی --- حفصہ کو پورا یقین تھا اس نے فارمولے کی فائل کو یوں کھلے عام الماری میں تو نہیں رکھا ہوگا۔ اس لیے اس نے کمرے کی دیگر چیزوں سے ڈھونڈنا شروع کیا بجائے الماری میں ڈھونڈنے کے--

وہ ساتھ ساتھ چیزوں کو واپس اسکی جگہ پہ بھی رکھتی جا رہی تھی تاکہ اگر کوئی اچانک کمرے میں آجائے تو بھی اسے علم نہ ہو--

کمرے میں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جو اس نے نہ چھانی ہو--- مگر فائل کو کہیں نہ پایا---

اس کے ہاتھ پاؤں برف کی طرح ٹھنڈے پڑنا شروع ہو چکے تھے--- وہ بار بار چہرے پر ہاتھ مل رہی تھی-

حفصہ سوچو---سوچو--- نایاب فائل کہاں رکھ سکتی ہے؟؟ ...سوچو--- " وہ" اب کھڑی-- اپنے بالوں میں انگلیاں الجھا کر اور دوسرا ہاتھ کمر پر ٹکائے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خود سے ہم کلامی کرنے لگی-

تم اس کی جگہ ہوتیں---تو اس خاص فائل کو کہاں رکھتیں--- سوچو-- " سوچو--- اس کی امی کا کمرا--- ہاں--- ضروری تھوڑی ہے اس نے وہ فائل اپنے ہی کمرے میں رکھی ہو- -- " اور بس اس خیال کا آنا تھا کہ وہ تیزی سے کمرے سے نکل کر---اس کی والدہ کے کمرے کی جانب بڑی- -

کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھولتے ہی اسے سامنے ہی بیڈ پر محترمہ عشال سوتی ہوئی نظر آگئیں تھیں-

گلے میں تھوک نگل کر دبے پاوں وہ کمرے میں داخل ہوئی--

عشال کی تو سب سے پہلے اس نے الماری ہی چھانی تھی--- کیونکہ اسے علم تھا کہ نایاب اپنی والدہ کو دوائی کھلا رہی ہے-

اسکے کمرے میں نہیں ہے---اس کی والدہ کے کمرے میں بھی نہیں ہے---تو" پھر فارمولا کہاں رکھ سکتی ہے وہ؟؟ " اسے نہ تو فارمولا مل رہا تھا اور نہ اس کی فائل --- وہ کیسے اپنا سر نہ پکڑتی----

وہ کمرے سے باہر نکلی تو ابھی بھی دو کمرے باقی تھے جن میں سے ایک قیصر کا تھا اور دوسرا تانیہ اور بچوں کا۔

کیونکہ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ دو کمرے کس کے ہیں اس لیے وہ زیادہ سوچے بغیر ہی پہلے پڑنے والے کمرے میں گھس گئی۔۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی ناک کو گلاب کی خوشبو نے ہٹ کیا۔

کمرے کی لائٹ اف تھی اس نے ان کی۔۔۔

تو پھولوں کی پتیوں سے سجا ہوا بیڈ اسے اپنا استقبال کرتے ملا۔

کمرے میں جگہ جگہ خوبصورت کینڈل لگی ہوئی تھیں۔۔۔

اس لمحے وہ کمرے کی خوبصورتی یا سجاوٹ دیکھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔ اور تیزی سے اپنے کام میں لگ گئی۔۔۔

پھولوں سے سجا ہوا کمرہ نایاب اور قیصر کے علاوہ کس کا ہو سکتا ہے اس گھر میں۔۔۔ یہ تو ظاہر سی بات تھی یہ ان میاں بیوی کا کمرہ تھا۔۔ اس لیے حفصہ نے اس کی الماری کو بھی سب سے آخر میں چیک کرنا اسٹارٹ کیا وہ بھی نہایت لاپرواہی کے ساتھ ۔۔۔جیسے یقین ہو کہ ملنے والا کچھ نہیں ہے یہاں۔ پھر بھی وہ بس دل کی تسلی کر لے دیکھ کر۔۔۔

قیصر کی الماری کے تیسرے حصے میں اسے کپڑے ہٹانے کے بعد اک پوشیدہ سی دراز نظر آئی۔ جس کی چابی کمرے کی تلاشی لیتے وقت وہ پہلے ہی دیوار کے کونے میں لگے آرٹیفیشل گملے میں چھپی ہوئی دیکھ چکی تھی۔

وہ فورا ہی اس آرٹیفیشل گملے سے چابی نکال کر لائی۔۔۔۔

اب جب اس نے چابی سے وہ دراز کھولی تو اسے بلیک رنگ کی فائل نظر آئی۔

اس کے چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

نایاب کو ابھی پاکستان آئے ایک دن ہی ہوا تھا اور پھر گھر میں اتنی بڑی پارٹی رکھ دی گی۔۔ اسے ابھی موقع نہیں مل سکا تھا اس قیمتی فائل کو چھپانے کا اس لیے قیصر کے کمرے میں حفاظت کے لیے یہاں رکھ کر چلی گئی تھی۔۔۔ کے کم از کم کسی ملازم یا بچے کے ہاتھ نہ لگے۔

حفصہ کو تو اس نے پارٹی میں بلایا ہی نہیں تھا اور نہ ہی اس کے ذہن میں کہیں گزرا تھا کہ وہ دوست ہوکر بھی پیٹھ میں خنجر گھوپنے پر اتر آئے گی۔۔۔

فارمولے کی فائل اتنی آرام سے سامنے ہی رکھی مل جائے گی۔۔۔حفصہ نے کب سوچا تھا۔

" یہ کیا کر رہی ہو تم ؟ "

ابھی وہ خوش ہو ہی رہی تھی کہ پیچھے سے آنے والی آواز نے اسے منجمد کیا۔

اس نے فائل ہاتھ میں لیے ڈرتے ڈرتے پیچھے کی جانب مڑ کر دیکھا۔۔۔

" میں بھی کہوں جو دوست تمہاری خاطر کلب میں جان دینے کے لیے کھڑی ہو گئی تھی میرے بندوں کے آگے۔۔اس نے تمہیں اپنی ایک معمولی سی پارٹی میں نہیں بلایا ۔۔یہ کیا بات ہوئی؟؟؟۔۔۔ تو وجہ یہ ہے " مانا وہ استہزائیہ انداز میں اپنی بات کہہ رہا تھا لیکن ان میں جو چھپے ہوئے طنز کے تیر تھے وہ حفصہ کو اپنے دل پر چوٹ کرتے معلوم ہوئے۔۔

نایاب نے اس کی خاطر اپنی جان تک خطرے میں ڈالی تھی اور وہ کیا کر رہی تھی ؟؟ ۔۔ دھوکہ دے رہی تھی اسے ؟؟ ۔۔۔ پیٹھ میں خنجر گھونپ رہی تھی؟؟۔۔۔ کیا دوست ایسا کرتے ہیں ؟؟ ...

ضمیر کی شدید ملامت اس کی آنکھوں میں آنسو لے آئی۔

اب اسے اپنے سامنے کھڑا شخص دھندلا نظر آ رہا تھا۔

" میں ذرا قیصر کے کمرے سے ہو کر آ رہی ہوں جب تک تم طالعہ کو دیکھو تانیہ۔۔۔ " ابھی وہ اپنی ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ سفیان میر کو تک ہی رہی تھی۔۔۔کہ باہر سے نایاب کے آنے کی آواز سنائی دی۔۔

جس پر خوف کے مارے اس کا دل بند ہوا۔

کھڑی کیا ہو چھپو۔ ۔۔ " وہ لڑکی اس قدر خوفزدہ تھی نایاب کی آنکھوں " میں اپنے لیے حقارت و نفرت دیکھنے سے۔۔۔ کہ وہ تو اپنی جگہ سے ہل تک نہ سکی۔۔۔

وہ سفیان میر تھا جس نے اس کے الٹے ہاتھ کی نازک کلائی کو پکڑ کر تیزی اپنے ساتھ کھینچا۔۔۔

اس نے اتنی فورس کے ساتھ کھینچا تھا کہ حفصہ کے سیدھے ہاتھ سے فائل زمین پر گر گئی تھی۔

وہ اسے لے کر تیزی سے صوفے کے پیچھے چھپا ۔۔۔

ان دونوں نے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔۔۔

لیکن کوئی کمرے میں داخل ہوا ہو۔۔یہ انہیں محسوس نہیں ہوا۔۔۔

اس دوران حفصہ اپنی تنفس کو بہت تیز چلتا پا رہی تھی۔ ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے آنسو بہنا بند نہیں ہو رہے تھے

اسے اچھے سے علم تھا کہ اگر نایاب نے وہ فائل زمین پر گرئی دیکھی۔۔ تو وہ سمجھ جائے گی کہ اس کا کام ہے۔ اسی لیے وہ دل ہی دل دعا کر رہی تھی کہ نایاب کمرے میں آئے ہی نہ۔۔۔

وہ اپنی دنیا میں اتنی مگن تھی کہ اس نے تو محسوس ہی نہیں کیا۔۔۔ کے وہ اس وقت سفیان میر کے کتنے قریب بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔اور وہ کس طرح اس کے سفید چہرے کو بغور دیکھ رہا ہے۔

دو تین منٹ ایسے ہی گزرے اور ان منٹوں میں وہ بغیر پلک جھپکائے اس خوف سے کپکپاتی ہوئی لڑکی کو گہری بولتی نگاہ سے دیکھتا رہا۔

ترس آیا تھا اس سنگ دل کو اس نازک جان پر جس کے سرخ ہونٹ تک لرز رہے تھے۔

نہیں جانتا کیوں لیکن ہونٹوں کے کناروں پر پیاری سی مسکراہٹ رقصا ہوئی ۔۔پہلی بار کوئی روتی ہوئی لڑکی بھی اسے خوبصورت لگ رہی تھی خاص طور پر اس کی لال ٹماٹر ہوتی ناک۔۔۔

ابھی سفیان اسے دیکھ کر مسکرا ہی رہا تھا کہ اسے اچانک پھر سے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔

اور کوئی کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

وہ جو کوئی بھی تھا اس کے پرفیوم کی مہک بہت الگ تھی۔۔۔

یہ کسی لیڈی پرفیوم کی مہک نہیں تھی۔۔ اس لیے سفیان جان گیا تھا کہ اس وقت جو کمرے میں داخل ہوا ہے وہ نایاب نہیں ہے کوئی اور ہے۔۔۔

وہ جو کوئی بھی تھا۔۔ وہ دو منٹ بھی وہاں نہ رکا۔ ۔۔ اور پھر ان دونوں کو دوبارہ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ ساتھ ساتھ وہ شخص کمرے کی لائٹس بھی اف کرکے گیا جاتے وقت۔۔۔

اٹھو اور مجھے بتاؤ چل کیا رہا ہے" کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی جب " سفیان کو اطمینان ہو گیا کہ وہ شخص چلا گیا ہے۔۔۔ تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔۔۔ ساتھ ہی اس نے حفصہ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔

وہ نازک سی لڑکی کچھ لمحے اپنی جانب مقابل کا بڑھا ہوا ہاتھ تکتی رہی۔۔۔اسی پس و پیش میں کہ تھامے یا نہ تھامے۔۔۔

مقابل اس کے چہرے پہ آنے والے تاثرات باسانی پڑھ سکتا تھا

کچھ لوگوں کو عادت ہوتی ہے اپنا حق جتانے کی چاہے وہ چیز ان کی ہو یا نہ ہو لیکن ان کی نزدیک اگر وہ ان کی ہے تو اس پر اپنا حق جتائیں گے ہی جتائیں گے اور سفیان میر اسی عادت کا مالک تھا اس کے نزدیک حفصہ اس کی تھی اسی لیے کچھ لمحے دیے اس نے سوچنے کے لیے لیکن جب اس لڑکی نے ہاتھ نہیں تھاما تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کے اسے ریجیکشن سمجھ کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیتا ۔۔ مگر بجائے جنٹلمین کی طرح لڑکی کی ریجیکشن مسکرا کر قبول کرنے کے وہ اپنی پر اترا۔۔۔ اگلے ہی پل اس کا نازک ہاتھ خود مضبوطی سے پکڑ کر فورس کے ساتھ اٹھایا۔۔۔

اور بس اس لڑکی کا اٹھنا تھا کہ وہ روتے ہوئے اسی کے سینے سے آ لگی۔

-

کہاں وہ ہاتھ نہیں تھام رہی تھی اور کہاں یوں اَس کا دنیا بھولا کر سینے سے آ لگنا۔۔

یقینا اس لڑکے کو جھٹکا لگا تھا۔

میں چور نہیں ہوں نہ ہی میں اپنی دوست کو دھوکہ دینا چاہتی ہوں۔ میں " پھنس گئی ہوں ۔ مجھے نہیں سمجھ آتا میں کیا کروں۔ " اگر نایاب اسے دیکھ لیتی تو کیا عزت رہ جانی تھی اس کی اور اس کی دوستی کی۔۔

وہ بہت ڈر گئی تھی اور بہت غمزدہ بھی تھی وہ نایاب کو دھوکا نہیں دینا چاہتی تھی لیکن دوسری جانب وہ علی سے شادی بھی کرنا چاہتی تھی۔

شادی ہم مڈل کلاس لڑکیوں کے لیے ایک سنہرے خواب کا سہ عمل ہے۔۔ہم مذاق بھی کرتے ہیں نا تو اس میں بھی شادی کا ذکر لازمی ہوتا ہے۔
ہمارے لیے کامیاب زندگی کا دوسرا نام ہیپی میریڈ لائف ہے۔ اور وہ لڑکی ایک سادہ اور کامیاب زندگی کی خواہشمند تھی۔

ہم مڈل کلاس لڑکیوں کی خواہش کوئی بہت لمبی چوڑی نہیں ہوتیں۔۔۔ امیر ہو بزنس مین ہو یا لمبی چوڑی جائیدادوں کا مالک ۔۔۔ یا دس دس گاؤں کا چوہدری بندہ ۔۔نہ۔۔ہم بس چاہتے ہیں ہمارا پارٹنر ذہنی طور پر ہمارے کام کو سمجھے، اسے قبول کرئے اور اسے عزت دے ۔ ایسا خاندان کے چاچا تایا پھوپھو کے لڑکے نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک تم جب تک اپنے ماں باپ کے گھر تھیں۔۔تم نے جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا۔۔ جتنی آوارہ گردی کرنی تھی کر لی۔۔۔اب مجھ سے شادی ہو گئی تو اپنی ذمہ داریاں سنبھالو، میرے ماں باپ کو سنبھالو ، میرے بہن بھائیوں کو سنبھالو، میرے بہن کے آنے والے سسرالیوں کو سنبھالو، پھر میرے بچوں کو سنبھالو ۔۔ بس یہی تمہاری زندگی ہے۔ گھر بیٹھ جاؤ ۔۔۔بات ختم۔۔۔جبکہ وہ ایسا فیوچر نہیں چاہتی تھی۔۔اس نے بہت پڑھائی کی تھی۔۔۔بہت محنت کرکے اپنا ایک کیریئر بنایا۔۔۔وہ چاہتی تھی اسے بندہ بھی ایسا ملے جس کے ساتھ وہ مزید اپنے کام اور میرڈ لائف کو کنٹینیو آرام سے رکھ سکے۔۔ مزید کامیابیوں کی طرف اپنے سفر کو گامزان رکھ سکے۔۔اور یہ ساری ریکوائرمنٹس اس کے نزدیک علی پوری کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ علی کو چن رہی تھی کیونکہ وہ اس کی فیلڈ کا بندہ تھا وہ سمجھ سکتا تھا اسے۔۔۔

مگر ایک اچھی زندگی کے لیے اپنی ہی دوست کو دھوکہ دینا۔ دوست بھی وہ جس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اس کی عزت بچائی تھی۔ اس کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

ایک طرف پوری زندگی کی خوشیاں تھیں اور ایک طرف دوست سے وفا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں۔علی بھی میری کوئی بات نہیں سمجھتا۔ " " وہ کسی اور کے لیے رو رہی تھی تو کیا؟ .. وہ کون سہ سن رہا تھا۔ وہ کون سہ سننے کی کیفیت میں تھا۔ وہ تو صرف اپنے تیز دھڑکتے دل کی آواز سن رہا تھا۔

کیا وہ جانتی بھی تھی نادان لڑکی--- کہ یوں گلے آ لگنے سے--وہ پورا کا پورا سفیان میر ہلا گئی ہے۔

میں بری نہیں ہوں۔ تم سمجھ سکتے ہو نا۔ میں بری نہیں ہوں" وہ گلٹ میں " تھی--- شدید گلٹ میں--اس لیے چاہتی تھی سامنے والا تصدیق کرئے کہ وہ بری نہیں۔ کہے کے حالات ہی ایسے ہیں کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ایسا ہی کرتا --- الغرض وہ بس تسلی چاہتی تھی اپنے غلط ایکشنز کی----

اس نے جب سینے سے سر ہٹا کر--ہلکا سہ چہرہ اونچا کر--اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تو مقابل کچھ لمحے سوچ میں پڑا---

نہیں-- وہ یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ اسے تسلی دینی ہے یا نہیں دینی اس کے غلط ایکشنز پر--وہ تو فقط اتنی سوچ میں الجھ رہا تھا کے زیادہ کیا خوبصورت ہے اس کی سرخ ڈوروں سے سجی حسین آنکھیں یا لرزتے ہوئے سرخ ہونٹ۔

اور پھر فیصلہ کیا کہ ہونٹ زیادہ خوبصورت ہیں--

کمرے میں کہنے کو وہ کافی دیر سے تھے لیکن گرمی کا احساس اب ہونا شروع ہوا تھا اس نوجوان کو---

بولو ناں--- میں بری نہیں ہوں نا" اس نے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے--" زور دیا جواب دینے پر---

نہیں ہو۔۔۔ بلکے بہت پیاری ہو۔۔ " جواب دل سے نکلا تھا اس کے۔۔"

پہلے گہرا سانس بھر کر چہرہ چھت کی جانب کیا۔۔پھر منہ سے ہوا خارج کی۔۔ تاکہ باڈی کا گرم ہوتا ٹمپریچر تھوڑا نارمل ہو اور سانس آنا شروع ہو جو مکمل رک سی گئی تھی اس لڑکی کی نزدیکی سے۔

میں یہاں ہوں۔۔مجھے دیکھ کر بولو ناں۔۔ یہ اوپر چھت پہ کسے دیکھ رہے " ہو؟ " وہ سفیان کے ایکشنز پر الجھی ۔

بات اس سے کر رہا تھا مگر نگاہیں چھت پر جمی تھیں۔

نہیں دیکھ سکتا " وہ تھوڑا چڑھ کر بولا"

ابھی بھی اس کی نگاہیں چھت کی جانب تھیں

ایسا کیوں؟ " اب وہ اپنا رونا بھول ۔۔الجھ کر اس سے پوچھ رہی تھی۔"

مقابل اس کی بلا کی معصومیت پر اپنے سر کو بےبسی سے جھٹکنے لگا۔

اس کی حالت خراب کر کے کتنے پرسکون انداز میں کھڑے ہو کر پوچھ رہی تھی وہ۔۔ کہ ہوا کیا ہے ؟؟۔۔۔

تھوڑا دور ہو کر کھڑی ہو لڑکی مجھ سے۔۔۔ " حفصہ نے اسے نہایت " جھنجھلا کر کہتے سنا۔

جو اسے شدید ناگوار بھی گزرا۔

اگر اس لڑکی کی آنکھیں اتنی معصوم نہ ہوتیں تو وہ خود کو کبھی اتنا کنٹرول بھی نہ کرتا۔

پتھر دل آدمی " اس کے سامنے وہ رو رہی تھی، اپنا حال دل بیان کر رہی " تھی، اپنی پریشانی شیئر کر رہی تھی اور وہ سامنے سے اسے جھنجھلاہٹ دکھا رہا تھا۔ وہ کیسے غصہ نہ ہوتی؟

اس کے منہ پر اسے برا بھلا کہتی۔۔وہ مڑ کر تیزی سے وہاں سے چل دی تھی۔۔

جاتے جاتے اسے فائل کی یاد آئی۔۔تو اس نے فورا ہی پلٹ کر فرش کی جانب دیکھا ۔ وہاں فائل موجود نہیں تھی اب۔۔۔اسے لگا نایاب نے واپس رکھ دی ہوگی اس لیے زیادہ توجہ نہ دی۔

وہ نایاب کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے گھر جانے کی سوچا۔

سفیان جب تک فریش ہو کر نیچے آیا وہ جا چکی تھی۔

❤️#جاری_ہے

ہیلو قیصر" وہ مہر کو گود میں لے کر پانی پلانے جا رہا تھا جب راستے میں اسے کنزہ نے مخاطب کر کے روکا۔

ہیلو۔۔۔ کیسی ہو؟ " دنیا کی نظر میں کنزہ اس کی منگیتر تھی۔ اس لیے جب" کنزہ اس کے پاس آئی بات کرنے تو لوگوں کی نگاہیں اٹومیٹکلی ان کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ جن میں سے ایک نایاب کی بھی تھی۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ اکیلی تھی اس کے ساتھ زید موجود تھا لیکن لوگوں نے اس نوجوان کی شخصیت کو مکمل اگنور کیا۔

" ٹھیک ٹھاک تم اپنی سناؤ "

دیکھ سکتی ہو چنگا بھلا کھڑا ہوں تمہارے سامنے" اس نے نرمی سے " مسکرا کر کہا۔

یہ مسٹر زید ہیں۔ " کنزہ نے زید کا انٹروڈکشن قیصر سے کروایا تو زید کو" نہ چاہتے ہوئے بھی انجان بن کر اس کے آگے ہاتھ بڑھانا پڑا۔۔۔

اس نے ایسا ظاہر بھی نہیں کیا کہ وہ قیصر کو جانتا ہے پہلے سے اور نہ ہی قیصر نے کیا تھا۔

ہیلو مسٹر زید " قیصر نے اس کا بڑا ہوا ہاتھ فورا تھام لیا تھا اور وہ بھی " نہایت مضبوطی سے جیسے کوئی پرانا بچھڑا ہوا دوست تھامتا ہے۔

اس کا تھامنے کا انداز اس قدر گرم جوش تھا کہ زید بھی حیران ہوا۔

زید نے کیا کچھ نہیں کیا تھا اس کے ساتھ لیکن قیصر کی عادت تھی وہ اپنا بدلہ لینے کے بعد دل صاف کر لیا کرتا تھا۔۔اور بغضی لوگوں کی طرح ہر وقت جلتا کڑتا و نفرت دل میں پال کر نہیں رکھتا تھا۔

کنزہ نے کچھ دیر تک قیصر کے ساتھ رسمی بات چیت کی۔ زید مکمل خاموش کھڑا تھا اس دوران۔

ویسے۔۔ زید ہی وہ لڑکا ہے نا ؟ " اچانک کنزہ کے کیے سوال پر زید اور" قیصر دونوں الجھ کر اسے دیکھنے لگے۔

کون سہ لڑکا ؟ " کہیں نہ کہیں دونوں کا دماغ کھٹک گیا تھا۔"

زید نے ڈرتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔ جب کہ قیصر نے لچک دار لہجے میں پوچھا۔

وہی انسٹاگرام ہیکر " اور بس کنزہ کا چہرے پر تبسم سجائے کہنا تھا کہ " زید اور قیصر ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگے۔

کیا ہوا ؟ جواب دو۔زید ہی ہے نا وہ لڑکا؟؟۔۔"کنزہ اب دونوں ہاتھ فولڈ کر " ۔۔۔ قیصر کو چھوٹی آنکھوں سے بغور دیکھتے۔کسی تفتیشی افسران کی طرف استفسار کرنے لگی

اس کے سوال پر زید کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

کافی وقت گزر چکا تھا اس لیے زید اور قیصر دونوں ہی اس قصے کو بھول بیٹھے تھے۔ لیکن اگر کوئی نہیں بھولا تھا تو وہ تھی کنزہ جس کے ساتھ یہ کھیل کھیلا گیا۔جس کی فیلنگس کا ان دو دوستوں نے مل کر مذاق بنایا۔

کنزہ دراصل۔۔ "قیصر دونوں ہونٹوں کو مضبوطی سے ایک دوسرے میں" بھینچ کر کچھ لمحے جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اپنی دشمنی میں وہ اندھا ہو گیا تھا اگر کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کیونکہ وجہ کچھ بھی رہی ہو اس معصوم لڑکی کی فیلنگس سے کھیلا گیا تھا۔

یہ قسمت تھی جو وہ دوبارہ زید سے ملی یا شاید اس کی شدت سے کی گئی محبت جو اس نے ایک انسٹاگرامر ہیکر سے کر لی تھی بن دیکھے۔۔۔

دراصل کیا؟؟ --- مزہ تو بہت آیا ہوگا نا تم دونوں دوستوں کو میری فیلنگس" کے ساتھ کھیلتے ہوئے؟ --- " وہ اب بھپر کر بولی تو زید کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوا۔

میں تمہیں پہلے ہی بتا دینا چاہتا تھا -- " زید لچک دار لہجے میں بولا--- "

زید واقعی اسے بتا دینا چاہتا تھا---لیکن پھر سوچتا--- بھلا کیوں اپنا ریلیشن شپ خراب کرئے اسے ماضی میں کی گئی اپنی غلطی کا بتا کر۔

ویسے بھی اس کے نزدیک وہ بھول چکی تھی اس ہیکر کو ---

زید-- اب تو کم از کم سچ بولو-- " وہ نہایت جھنجھلا کر غصے سے بولی"

کنزہ -- زید کی غلطی- - " ابھی قیصر بولنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ" کنزہ نے غصے سے اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی اتارئی- اور اس کے ہاتھ میں تھما دی۔

آج سے میں آپ کی منگیتر نہیں ہوں مسٹر قیصر--- "وہ اک اک لفظ چبا چبا " کر جتاتے ہوئے بولی---

اس نے منگنی توڑی ہے یہ دیکھ عبدالرحمان صاحب اور کنزہ کے والد تیزی سے ان کی جانب آئے- - باقی سب بھی حیران و پریشان ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے---- کوئی نہیں جانتا تھا اصل وجہ کیا ہے ان کے درمیان اس لڑائی کی یا کنزہ کے منگنی توڑنے کی۔

" بیٹا ہوا کیا ہے ؟ "

چھوڑیں سب -- چلیں یہاں سے ڈیڈ" وہ اپنے والد کا بازو پکڑ کر انہیں باہر " کی جانب لے جانے لگی- -

سب کچھ اتنی جلدبازی میں ہو رہا تھا کہ کوئی بھی کچھ نہ کر سکا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کیا کیا قیصر تم نے ؟؟-- کیوں اس نے منگنی تھوڑی اچانک؟؟ " کیونکہ " باہر پورا میڈیا آیا ہوا تھا --اور شہر کا ہر معزز شخص اس وقت پارٹی میں موجود تھا۔ اس لیے یہ منگنی کا ٹوٹنا فورا ہی ہیڈ لائن بن گیا تھا ہر نیوز چینل کی۔

پارٹی تو اسی لمحے ختم ہو گئی تھی جب کنزہ نے منگنی توڑی ۔۔اب تو صرف عبدالرحمان صاحب کی عدالت لگی ہوئی تھی جس میں قیصر اور زید کھڑے تھے مجرموں کی طرح ہاتھ باندھے۔

تم بتاؤ لڑکے؟؟۔۔کیوں توڑی کنزہ نے منگنی ؟؟ " کیونکہ ان دونوں کے " ساتھ اس وقت زید کھڑا تھا اس لیے اس کی گردن نہ پکڑی جائے۔۔یہ کہاں ممکن ۔۔۔

مجھ۔ مجھے نہیں پتا انکل" وہ نظر جھکائے آہستگی کے ساتھ گویا ہوا۔"

وہ بہت دکھی تھا اور کنزہ کے پیچھے جانا چاہتا تھا اسے پوری حقیقت سے آشنا کرنا چاہتا تھا۔۔لیکن عبدالرحمان صاحب نے اسے جانے نہ دیا کیونکے وہ اچھے سے واقف تھے کے قیصر کے پیٹ سے تو وہ بات نہیں نکلوا سکتے لیکن زید پر ان کی زور آزمائی باآسانی چل جائے گی۔

سچ بولو لڑکے۔۔۔ " عبدالرحمان صاحب اس کے سامنے کھڑے ہو کر نہایت" رعبدار انداز میں بولے۔

انکل مجھے واقعی نہیں پتا۔ " وہ نظر جھکائے اپنی بات پر ابھی بھی قائم " تھا۔

ڈیڈ۔۔۔ آپ اس سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ یہ میرا اور میری منگیتر کا معاملہ" ہے۔ " اس کے والد جانتے تھے کہ ایک وقت قیصر و زید بہت اچھے دوست رہے ہیں۔ بلکہ انہیں یاد نہیں پڑتا کہ قیصر نے زید کے علاوہ بھی کوئی دوست بنایا ہو زندگی میں۔۔۔

وہ کچھ لڑکوں کے ساتھ گھومتا پھرتا ضرور تھا لیکن وہ وقتی ہوتا تھا پکا یارانہ صرف اس کا زید کے ساتھ تھا۔

اپنے والد کو زید پر زور ڈالتا دیکھ۔ قیصر فورا ہی بیچ میں بولا ۔

تو وہی تو ہم جاننا چاہ رہے ہیں تمہارا معاملہ ہوا کیا ہے؟ کیوں اتنے " سالوں پرانی منگنی کنزہ نے یوں ہی توڑ دی؟ کیوں ہمارا تماشہ بنایا بھری محفل میں؟ " اب وہ بھپر کر چیخے تھے۔

ان کے نزدیک منگنی ٹوٹنا اتنا بڑا ایشو نہیں تھا جتنا ان کی تذلیل بن گیا تھا میڈیا کے سامنے ۔۔لوگ باتیں بنا رہے تھے کیونکہ لڑکی نے منگنی توڑئی۔۔۔

سچ بتانا قیصر۔۔ تم نے ہی کچھ کیا ہے نا؟ " انہوں نے ایک ائبرو اچکاکر " کسی تفتیشی افسران کی طرح استفسار کیا لیکن ساتھ ساتھ ان کا لہجہ حتمی تھا جیسے انہیں یقین ہو کارنامہ انجام یہیں سے دیا گیا ہے۔۔۔ گویا ایکشن یہیں سے ہوا ہے وہ ری ایکشن ہے فقط جو کنزہ کی جانب سے آیا ہے۔

وہ اچھی لڑکی ہے ڈیڈ اور میں اسے ڈیزرو نہیں کرتا اس لیے میں نے اس " سے کہا کہ منگنی توڑ دے۔۔۔میں ہینڈل کر لوں گا سب" قیصر کے نارمل انداز میں کہتے ہی عبدالرحمان صاحب کا پارہ آسمانوں سے باتیں کرنے لگا

قیصر تم پاگل ہو" وہ دانت پیستے ہوئے ابھی غضب ناک ہو کر بولنے ہی" لگے تھے جب مہر تیزی سے آکر ان کے پاؤں سے چمٹ گیا۔

حنی کو۔۔ مت دانتیں (ڈانٹیں)" وہ روتے ہوئے بولا تو عبدالرحمان صاحب کا" دل پسیج گیا۔۔

ابھی تو وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے جب وہ ننھی پری آکر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

گنجے (گندے)نانا۔۔۔ حنی کو مت دانتیں (ڈانٹیں)" اس کی ننھی آنکھوں میں" غصہ تھا یہ جملہ ادا کرتے وقت۔

کہتے ہیں نا بیٹیاں لڑ جاتی ہیں باپ کے لیے۔۔۔وہ تین سالہ بچی بھی اپنے باپ کے لیے لڑنے کھڑی ہو گئی تھی۔

اس لمحے قیصر کو سمجھ نہیں آیا کیا کرئے؟ ... ہاں اسے بہت پیار آیا تھا اپنے بچوں پر۔۔۔ خاص طور پر اپنی بیٹی پر۔۔۔ جو اتنی چھوٹی سی ہو کر اس کے لیے لڑ رہی تھی لیکن اس کا اپنے والد کے سامنے کھڑا ہونا یہ ادب کے خلاف تھا یہ اسے مناسب نہ لگا۔ مانا وہ اس کے لیے لڑ رہی تھی لیکن تھی یہ بدتمیزی ہی۔۔۔

قیصر کے نزدیک کرنا اسے وہی چاہیے تھا جو مہر نے کیا۔

عبدالرحمان صاحب نے اس ننھی سی بچی کی حمایت کو بدتمیزی گمان نہیں کیا نہ ہی ان کی توجہ اس جانب گئی تھی--وہ تو فقط یہ دیکھ رہے تھے کہ اس بچی کی آنکھوں میں قیصر جیسا جنون اور آگ ہے۔

طالعہ بیٹا گندی بات۔ بڑوں کی عزت کرتے ہیں۔ ان سے اس طرح بات نہیں" کرتے۔ " وہ فورا ہی اپنی بیٹی کے پاس آ کر بڑی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سمجھانے لگا۔

وہیں دوسری جانب عبدالرحمان صاحب نے جھک کر مہر کو گود میں اٹھا لیا تھا۔

جگنو" مانا نایاب نظر نہیں آرہی تھی لیکن قیصر بخوبی واقفیت رکھتا تھا" کہ بچوں کو اسی نے بھیجا ہے۔ تاکہ عبدالرحمان صاحب کا غصہ ٹھنڈا ہو۔

اس کے اندر کی جانب دیکھ کر آواز لگاتے ہی نایاب باہر نکل کر آئی ۔

بچوں کو اندر لے کر جاؤ۔ " اس نے نرمی سے کہا تو نایاب نے اثبات " میں سے سر ہلایا اور طالعہ و مہر کو کا وہاں سے لے گی۔

زید ان بچوں کو دیکھ کر گہری سوچ میں پڑا۔ وہ انہیں پہلی ہی نظر دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ وہ قیصر کے بچے ہیں تو پھر عبدالرحمان صاحب ابھی تک کیسے اندھیرے میں ہیں؟

اور پھر زریاب--- وہ کیوں کہتا ہے کہ نایاب اس کے بچوں کی ماں ہے؟؟--- اور پھر اس نے تو یہ بھی کہا تھا کہ نایاب کا مس کیرج ہو گیا تھا اس کی وجہ سے--پھر یہ بچے کہاں سے آئے؟

دعوت میں اس نے غور کیا زریاب ان دونوں بچوں کے بار بار قریب جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ انہیں گود میں لے کر خوب پیار بھی کر رہا تھا۔ جبکہ نایاب اس کی جانب سے مکمل لاپرواہی کا مظاہرہ کرتی رہی۔ اگر یہ بچے اس کے ہوتے تو وہ لڑکی کوئی تو تاثر دیتی ---خوشی، غمی، غصہ کچھ تو--- لیکن ایسا تو کوئی تاثر نہیں دیکھا اس نے---

اگر ذریاب کو اتنا ہی پروڈکشنز کا شوق ہے تو اپنے پروڈکٹ پروڈیوس " کرے--یہ قیصر کے پروڈکٹس پر کیوں اپنا لیبل لگانے پر تلا ہے؟ " اب وہ

اپنی پیشانی کھجاتے ہوئے ---یہی سوچ کر---اپنے بھانجے کی عقل پر ماتم کر رہا تھا۔

انکل میں بھی جاؤں؟ کافی لیٹ ہو گیا ہے۔ "زید کے جھمے ہوئے لہجے " میں کہتے ہی عبدالرحمان صاحب نے ہلکا سہ اثبات میں سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی

اب لاؤنج میں صرف وہ باپ بیٹے کھڑے تھے۔

اب کھڑے ہماری شکل کیا دیکھ رہا ہو۔۔ جاؤ تم بھی یہاں سے---ورنہ تمہیں " دیکھ دیکھ کے ہمارا بلڈ پریشر ہائی ہوتا رہے گا۔ " وہ غصے سے جھنجھلا کر بولے۔۔ تو قیصر ہلکا سہ مسکرایا۔

ارے ڈیڈ کول ڈاؤن کوئی دنیا کی آخری لڑکی نہیں تھی وہ "قیصر اپنے " والد کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی لیے ان کے دونوں بازووں کو پکڑ کر---بڑی محبت سے مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ خواہ مخواہ اس کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنی طبیعت خراب کر لیں۔

پتہ ہے کتنی عمر ہے تمہاری -- 33--- اتنی عمر میں تو لوگوں کہ بچے " ہو جاتے ہیں۔ " اس کی عمر کے عدد پر خاصہ زور دیا تھا انہوں نے۔

سب کے تو نہیں--- زید بھی کنوارا ہے ابھی" وہ معصومیت سے گویا ہوا۔"

تو کیا تم دونوں دوستوں نے قسم کھا رکھی ہے کنوارا ہی مرنے کی؟ " " عبدالرحمان صاحب فورا ہی دانت پیستے ہوئے پوچھ اٹھے۔ جس پر وہ بے اختیار زور سے ہنسا۔

نہیں ڈیڈ۔۔ فلحال آپ غصہ چھوڑیں اور یہاں آرام سے بیٹھ جائیں۔ میں آپ" کو جوس پلاتا ہوں ٹھنڈا" انہیں زبردستی پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا تھا اس نے---

وہ پہلے جیسا بد مزاج اور چڑچڑا سہ بندہ نہیں رہا تھا ۔ بہت بدل گیا تھا وہ اور یہ چیز عبدالرحمان صاحب شدت سے محسوس کر رہے تھے آج۔۔

پہلے والا قیصر ہوتا تو یقینا اب تک تو چھوڑ کے چلا جاتا انہیں کمرے میں اکیلا لیکن یہ سامنے بیٹھا ڈھیٹ بندہ تو ان کے ساتھ ہی چپک گیا تھا ساتھ ہی زبردستی انہیں ٹھنڈا جوس پلا رہا تھا وہ بھی سردیوں کی راتوں میں۔

مانا عبدالرحمان صاحب اوپری طور پر یہی دکھا رہے تھے کہ وہ بہت غصہ ہیں ابھی بھی لیکن دلی طور پر انہیں بہت اچھا لگا تھا قیصر کا انہیں چھوڑ کر نہ جانا۔

کچھ دیر گزرئی تو قیصر ان کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا ۔۔۔بالکل ان سے لگ کر۔۔۔

اور وہ پہلی بار اتنا قریب آکے بیٹھا تھا تو عبدالرحمان صاحب تھوڑا اچھنبے کا شکار ہوئے۔

ابھی ان کی یہی حیرت بہت تھی کہ قیصر نے انہیں مزید جھٹکا دیا اور ان کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا۔ 440 وولٹ کا جھٹکا تھا یہ جو ڈائریکٹ ان کے دل کو جا کر لگا۔ قیصر نے نہیں دیکھا لیکن ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

ڈیڈ۔۔۔" بہت سالوں پرانا ارمان تھا اس کا اپنے والد کے ساتھ اس طرح بیٹھنا۔"

وہ نہیں جانتے قیصر دراصل اپنا ارمان پورا کر رہا تھا۔

بہت میٹھی سی آواز میں اس نے کہا۔ جیسے کوئی بچہ پکارتا ہے۔

آج وہ خود باپ بنا تو اس نے جانا آسان نہیں ہوتا بچوں کی تربیت کرنا۔ کبھی کار بچوں پہ پیار بھی آئے ناں۔۔۔ تو بھی انہیں سختی سے ڈانٹنا پڑ جاتا ہےصرف اچھی تربیت دینے کے لیے ۔۔صحیح غلط کا فرق سکھانے کے لیے۔

آپ فکر نہ کریں میں سب سنبھال لوں گا۔ کل تک یہ منگنی ٹوٹنے کی " خبر سب بھول چکے ہوں گے" وہ اطمینان بخش انداز میں انہیں اعتماد میں لے رہا تھا۔

" ہمیں صرف اس چیز کی فکر نہیں ہے کہ قیصر۔۔ہمیں تمہاری شادی کی بھی فکر ہے۔ " عبدالرحمان صاحب تیزی سے جتاتے ہوئے بولے مگر ہلے نہیں۔۔۔ ذرا سہ بھی نہیں۔۔کے کہیں سر نہ ہٹا لے وہ اپنا۔

"تو نہ کریں۔۔۔ پیسہ بہت ہے ہم باپ بیٹوں کے پاس ۔۔دونوں کو کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گی" وہ ذرا شرارت سے بولا تو عبدالرحمان صاحب کے لیے اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبانا مشکل ہوا۔

" شرم کر لو تم تھوڑی۔" وہ سر نفی میں جمبش دیتے ہوئے آہستگی سے بولے ۔

" کس بات کی شرم؟؟۔۔۔ شادی کرنا کوئی گناہ تھوڑی ہے ۔دیکھیے گا آپ کی شادی میں سب سے آگے ناچوں گا"

"کچھ بھی مطلب۔۔ پوتا پوتی سے کھیلنے کی عمر ہے ہماری" وہ خاصہ جتاتے ہوئے احتجاجا بولے ۔۔

"او۔۔ ہووو۔۔۔۔ زیادہ سیدھے ناں بنیں آپ۔۔۔سب پتہ ہے مجھے" اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ۔۔۔ ان کی جانب ترچھی نگاہ سے تکتے ہوئے۔۔ خاصہ پلے فل انداز میں بول رہا تھا۔۔

"کیا پتہ ہے تمہیں ؟ ۔۔۔ ہم نے تمہاری ماں سے کبھی بے وفائی نہیں کی ۔ نہ ان کی زندگی میں نہ ان کی موت کے بعد۔۔"

قیصر نے تو صرف اندھیرے میں تیر چلایا تھا لگ جاتا تو وارے نیارے ہو جانے تھے لیکن عبدالرحمان صاحب بڑے ہی وفادار آدمی نکلے۔۔یہ دیکھ وہ مسکرایا ۔۔۔

" اب سمجھ آیا۔۔۔ یہ بیوی سے وفاداری کا کیڑا یہاں سے منتقل ہوا ہے مجھ میں "وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔

وہ دونوں باپ بیٹے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے ۔۔۔
عبدالرحمان صاحب کا غصہ اب مکمل ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔

" طالعہ اور مہر خوامخواہ کی ضد پکڑئے ہوئے ہیں کہ سوئیں گے نہیں جب تک میرا گھر نہیں دیکھ لیتے آج۔۔۔ اب اتنی رات ہو گئی ہے انہیں لے

کر جاؤں پھر واپس لے کر آؤں بہت مشکل ہو جائے گی مجھے اور بچے ہیں ماں کے بغیر رہیں گے بھی نہیں تو میں نایاب کو ساتھ ہی لے کر جا رہا ہوں ٹھیک ہے۔ "اپنے ہی بیوی بچوں کو لے جانے کے لیے اسے کتنی بڑی تمہید باندھنی پڑی تھی۔

ٹھیک ہے لے جاؤ لیکن عشال پھر اکیلا محسوس کرئے گی۔ وہ رہتی نہیں " " ہے بچوں کے بغیر۔

تو آپی کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں ۔اس سے اچھی کیا بات ہے۔ وہ بھی میرا " گھر دیکھ لیں گی۔ " قیصر دوبدو بولا۔ اس کے لہجے میں خوشی تھی۔ اور وہ خوشی عبدالرحمان صاحب کے دل کو سکون بخش رہی تھی ۔۔۔اطمینان دے رہی تھی ۔

ہاں چلو یہ صحیح ہے بلکہ کچھ دن اپنے پاس ہی رکھ لینا" وہ بخوشی " راضی ہوئے کیونکہ وہ خود بھی چاہتے تھے کہ ان دونوں بھائی بہنوں کی باؤنڈنگ اچھی ہو جائے۔۔تاکہ نایاب کی شادی کے بعد عشال کا خیال رکھنے کے لیے قیصر ہو پیچھے۔۔۔

خدانخواستہ انہیں کچھ ہوجاتا ہے کل کو۔۔تو عشال اکیلی نہیں ہوگی دنیا میں۔۔۔ اس کا بھائی ہوگا اس کے ساتھ۔

ٹھیک ہے پھر میں جگنو سے کہہ دیتا ہوں آپی کے بھی کپڑے پیک " کرلے" وہ مسکراتے ہوئے کہتا باہر کی جانب چل دیا تھا جبکہ عبدالرحمان صاحب اطمینان بخش انداز میں پیچھے کی جانب ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تھے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

محترمہ عشال کے ساتھ مہر ، طالعہ گاڑی میں بیک سیٹ پر بیٹھے۔۔جبکے قیصر ڈرائیونگ سیٹ پر اور نایاب اس کے برابر میں تھی۔۔۔

قیصر کو محسوس ہوا جیسے وہ اپنی بیوی کو اس کے میکے سے گھر لے کر جا رہا ہے۔

ان کے پیچھے دوسری گاڑی تھی جس میں ڈرائیونگ عاطف کر رہا تھا اور اس کے ساتھ تانیہ بیٹھی ہوئی تھی۔

دونوں گاڑیاں آگے پیچھے چل رہی تھیں۔

ہم تو جائیں گے حنی کے گھر۔۔حنی کے گھر۔۔ حنی کے گھر۔۔" مہر و" طالعہ تالیاں بجا بجا کر بار بار یہی صدا لگا رہے تھے۔۔جس کے سبب گاڑی میں کافی خوشگوار ماحول تھا۔ ان دونوں کے منہ سے یہ نعرہ اچھا بھی بہت لگ رہا تھا۔

ہم تو جائیں گے حنی کے گھر۔۔حنی کے گھر۔۔ حنی کے گھر" اب نایاب" بھی اپنے بچوں کا ساتھ دے رہی تھی تالیاں بجا بجا کر۔۔ اور صرف یہ اسی گاڑی میں نہیں چل رہا تھا برابر چلتی گاڑی میں تانیہ بھی تالیاں بجا بجا کر یہی نعرہ لگا رہی تھی۔

تھا جس کی وہ دیوانی HJ تانیہ کے لیے وہ صرف اس کا جیجا نہیں تھا وہ تھی ۔۔ اس لیے ان نعروں میں وہ بھی دیوانہ وار حصہ ڈال رہی تھی۔

حنی کے گھر۔۔ حنی کے گھر۔۔ ہم تو جائیں گے حنی کے گھر" قیصر کی" مسکراتی نگاہیں کبھی بیک ویو مرر سے اپنے چھوٹے چھوٹے پھولوں کو دیکھتی۔۔تو کبھی اپنے برابر میں بیٹھے جگنو کو۔۔

وہ زندگی میں پہلی بار اپنی فیملی کے ساتھ تھا ۔اپنے خونی رشتوں کے ساتھ۔۔یہ اس کے اپنے تھے۔۔ اور وہ انہیں لے کر اپنے گھر جا رہا تھا۔ یہ احساس اس قدر حسین تھا کہ بس نہ چلتا ہو اسے قید کر لے۔۔۔

ان لوگوں کے چہروں سے خوشیوں کے جام بٹ رہے تھے خاص طور پر نایاب کے۔۔

وہ بار بار قیصر کی جانب دیکھتی اس کی آواز میں چھک تھی، خوشیوں کی چھک اور آنکھیں وہ چمک رہی تھیں بالکل جگنوؤں کی طرح۔۔

کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی تو کراچی کے روڈوں پر معمول سے ہٹ کر تھورا سناٹا ملا تھا انہیں۔۔

گھر پہنچے تو طالعہ کا تو ویلکم قیصر نے پہلے ہی کر دیا تھا اب وہ مہر کا کر رہا تھا اور بالکل اسی طرح جس طرح اس نے اپنی بیٹی کا کیا تھا۔

قیصر کی گود میں مہر تھا اور نایاب کی طالعہ۔۔۔ سب تھکے ہوئے تھے اس لیے اپنے اپنے کمروں کی جانب رخ کیا ۔۔۔

محترمہ عشال کو تانیہ اپنے ساتھ۔اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔

کمرے میں آتے ہی نایاب نے فورا ہی دونوں بچوں کے کپڑے چینج کروائے تھے۔

مہر تو اتنا تھکا ہوا تھا کہ بس بیڈ پر لیٹنے کی دیر تھی۔۔۔اور وہ سو گیا جبکہ قیصر کی طوطی کہانی سننے کی ضد کر رہی تھی۔

نایاب جب تک کپڑے چینج کر کے فریش ہو کر آئی قیصر طالعہ کو بھی سلا چکا تھا۔

اب میری باری ہے اس گود کی" کیونکہ طالعہ قیصر کی گود میں سو رہی " تھی۔ اس لیے نایاب فورا ہی وہاں آ کر کسی بچے کی طرح بڑے پیار سے مسکراتے ہوئے بولی۔

قیصر کے چہرے پر نایاب کی بات سنتے ہی بڑی سی تبسم بکھرئی تھی۔

طالعہ کو بہت آرام سے اپنی گود سے اتار کر اس نے مہر کے برابر میں لٹا دیا تھا اور اس پہ کمبل اڑایا۔۔۔ اور اب اپنی دونوں بائیں کھول کے اپنے جگنو کا استقبال کرنے لگا۔۔۔

وہ بھی ایک لمحے کی دیری کے بغیر۔۔ اس کی دعوت قبول کرتی ۔۔اس نوجوان کے کشادہ سینے سے اپنی نازک کمر لگا کے اس کی گود میں بیٹھ گئی تھی۔۔

کیا تم نے مجھے مس کیا قیصر؟ " اس کا پہلا سوال قیصر کے دل کو جا " کر لگا۔

مس۔۔۔ یہ تو ایک بہت چھوٹا سہ لفظ تھا اس جذبے کے لیے جو اس کے بغیر وہ محسوس کرتا تھا۔

اپنی ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ " وہ اس کے گال کو نرمی سے چومتے " ہوئے گویا ہوا۔

جس پر وہ جھیپ کر مسکرانے لگی۔

تمہارے ہاتھ کتنے بڑے ہیں ناں" اسے یہ بڑے ہاتھ شروع سے بہت پسند " تھے ۔ ان میں اس کے ننھے سے ہاتھ ہمیشہ سما جاتے تھے ۔

آج بھی یہی حال تھا۔ کہنے کو پہلے وہ چھ سال کی تھی اور آج 20 کی لیکن قیصر کے بڑے ہاتھوں میں اس کے ننھے ہاتھ ہمیشہ سما ہی جاتے تھے اور یہی چیز اسے بہت پیاری لگتی۔

تم نے میرے بال کٹوا دیے ہوتے نا وقت پر۔۔تو میرے بھی ہاتھ آج بڑے " بڑے ہوتے۔ ۔ ۔ یوں چھوٹے چھوٹے ڈوریمون جیسے نہیں" اچانک اسے پھر اپنے چھوٹے قد کا غم یاد آیا تو منہ پھولا کر تیزی سے بولی۔۔

کب بڑی ہوگی جگنو تم؟؟؟ بڑی ہو گی بھی یا نہیں ہوگی؟؟ " اب وہ اس " کے دونوں گالوں کو اپنے اک ہاتھ سے بھینچ کر (اس طرح کے چار انگلیاں سیدھے گال پر گڑھی تھیں اور شہادت کی الٹے گال پر)۔۔۔بڑی محبت سے پوچھ رہا تھا۔

تمہاری غلطی ہے ساری۔۔۔ اب سنبھالو مجھے۔۔ " وہ اپنی ناک کو پھولا کر " ہلکا سہ دائیں بائیں کی جانب ہلاتے ہوئے بولی تو قیصر بےاختیار اس کی کیوٹنس پر فدا ہوکر ہنس دیا۔

دل چاہتا ہے کھا جاؤں تمہیں " اس کے گال کو پھر سے چومتے ہوئے " بڑی محبت سے کہہ رہا تھا۔

کیوٹنس اوور لوڈ ہو چکی تھی اس لڑکی پر۔۔۔

چلو چاند دیکھتے ہیں " نایاب کے لیے وہ لمحہ بہت خاص تھا جب قیصر " کے ساتھ اس نے آخری بار کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر چاند کو دیکھا تھا۔ وہ اس لمحے کو دوبارہ جینے کی خواہش رکھتی تھی اسی لیے فورا بولی۔

میں الریڈی دیکھ رہا ہوں" وہ مسکرا کر اس کے چہرے کو بغور شوخی " بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے۔۔۔فدا سے انداز میں کہتا اپنی باہیں اس کے نازک وجود کے گرد تنگ کر گیا تھا۔ "کتنی نرم و ملائم ہو تم جگنو " اس کی جلد اتنی نرم و ملائم تھی کہ قیصر کا بس نہیں چل رہا تھا اسے خود میں سمو لے۔

مگر میں چاند دیکھنا چاہتی ہوں قیصر۔۔ " وہ احتجاج کرنے لگی۔ "

تو اپنے شوہر کو دیکھ لو۔ مجھ سے حسین چاند پوری دنیا میں کہیں نہیں " ہے۔ لوگ اتنا چودھویں کے چاند کو دیکھنے کے لیے نہیں اتاولے ہوتے۔ جتنا میری ایک جھلک دیکھنے کے لیے ہوتے ہیں" وہ اپنی تعریف میں بولا تو نایاب نے فورا ہی اس کے کان پر کاٹا۔۔

اہ ۔۔کیا؟ "اس کی کراہ نکلی ۔۔"

وہ اس لڑکی کی شرارت پر الجھا تھا۔

چاند کو چک کر دیکھ رہی تھی" وہ اک آنکھ شرارت سے ونگ کرتی " ۔۔۔شوخی بھرے لہجے میں بولی۔

" چک رہی تھیں یا کاٹ رہی تھیں؟ "

وہ نہایت لہک والے لہجے میں " HJ جو چاہے سمجھو مائی ڈیئر " لاپرواہی کے ساتھ گویا ہوئی۔۔

پہلے کبھی مشرقی عورت کی پہچان حیا ہوتی تھی جو وہ اپنے شوہر کے سامنے بدرجہ اولی قائم رکھتی تھی لیکن اب وقت بدل گیا ہے تقاضے بدل گئے حالات بدل گئے اور سب سے بڑھ کر جذبات بدل گئے اب اگر عورت اپنے شوہر کے سامنے حیا کی مورت بنی رہے گی تو معاملات نہیں چل سکیں گے کیونکہ اب فحاشی بہت عام ہے۔ گناہ بہت عام ہے۔ حرام تعلقات بہت عام ہیں ۔ یہ پہلے کبھی تھا کہ مرد رات کی تاریکی میں کوٹھے پہ جا کے رقص دکھا کرتے تھے اور اپنے دل بہلایا کرتے۔ اور وہ بھی امیر آدمی۔۔۔غریب کے لیے تو اس کی بیوی ہی سب کچھ تھی ۔۔ مگر اب امیر ہو یا غریب موبائل سب کو میسر ہے۔ صرف ایک انگلی کے کلک پر چست برہنہ لباسوں میں ناچتی ہوئی عورتیں نظر آجاتی ہیں۔ جو اسے رنگین دنیا دکھا رہی ہوتی ہیں ایسے میں جب وہ اپنی مشرقی عورت کی جانب دیکھتا ہے جو چادر اوڑے کبھی دوپٹے میں لپٹے یا کبھی کبھار تو کام سے تھکی ہاری بے ست سی بغیر میک اپ کے بیڈ پر پڑی ہوتی ہے۔ تو وہ اس کا دل نہیں لبھا پاتی۔۔اس سے بلکہ اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے مرد۔۔اور پھر وہ رخ کرتا ہے فیس بک ٹک ٹاک اسنیپ جیسی ایپس کا ۔۔جہاں وہ کنوارا بن کر

دوسری لڑکیوں سے چیٹ کر رہا ہوتا ہے۔۔گناہوں بھری چیٹ۔اور خوب مزے لے رہا ہوتا ہے ۔۔۔

کیا فائدہ ایسی شرم و حیا کا جب آپ کا مرد ہی آپ کا نہ رہا۔۔جس کے لیے پوری زندگی آپ نے وقف کی ہوئی ہے۔ تو اس لیے بہتر یہی ہے کہ شوہر کے آنے سے پہلے چست کپڑے پہنیں۔۔خوب میک اپ کریں۔۔۔ شرم و حیا کے زیور کو ذرا سائیڈ میں رکھ دیں ۔۔ اپنے آپ کو سجائیں سواریں۔۔۔ اور اپنے شوہر پر اس طرح ڈوری ڈالیں جیسے آپ اس کی گرل فرینڈ ہیں نہ کہ بیوی۔۔۔ اسے فل انٹرٹین کریں اپنی شوخیلی اداؤں سے۔۔۔ اسے اپنے چنچل نینوں میں پھنسا کے رکھیں۔ کیونکہ یہ وہ نازک وقت ہے جب ایک مرد کو موبائل نام کے چھوٹے سے الے میں کہیں کہیں کنواری لڑکیاں میسر ہیں۔۔۔ جن سے چار بچوں کا باپ بھی کنوارا بن کے باتیں کر رہا ہے۔

اچھا۔۔۔ لاؤ پھر میں بھی اپنے چاند کو اچھی طرح چک کے دیکھوں۔ " وہ" بھی اسی کی طرز میں کہتا جب اس کے کانوں پر جھکنے لگا۔تو نایاب نے فورا ہی اپنے ہاتھوں سے کان کور کر لیے۔۔۔

چیٹنگ مت کرو۔۔ہٹاؤ ہاتھ چلو۔۔ " اس نے ہاتھ ہٹوانے کے لیے ۔۔۔ گدگدی مچانا شروع کر دی تھی مقابل کے پیٹ کے مقام پر۔ ۔

جس پر وہ خوب ہنس رہی تھی مگر پھر بھی کانوں سے ہاتھ نہیں ہٹنے دے رہی تھی اپنے۔ ۔

قیصر بس۔۔ اب میرے پیٹ میں درد ہو گیا ہے" وہ کافی دیر بعد تھکے " تھکے سے لہجے و پھولے پھولے سے سانس کے ساتھ بولی۔ اس کا چہرہ ہنس ہنس کر لال ہو گیا تھا ٹماٹر کی طرح ۔۔۔

اس کی حالت پر رحم کھاتے۔۔۔ وہ اب مزید اسے تنگ کرنے سے باز رہا۔

کا فل فارم کیا ہے ؟ " ایسا نہیں ہے کہ وہ نہیں جانتی تھی۔ HJ ویسے یہ" بس پوچھا اس لیے چونکہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔

" J اور جگنو کا..H حنان کا"

اوووو۔۔۔ "نایاب نے شرارت سے ہونٹوں کو گول کر کے کافی لمبا کھینچتے" ہوئے کہا۔

اور وہ پوری رات ان کی باتوں میں ہی گزرئی---

❤️*Husny Kanwal*❤️

تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟؟ " وہ کافی لیٹ اٹھی تھی۔ جب لاونچ میں آئی تو " ذریاب کو اپنا منتظر صوفے پر بیٹھا پایا۔

اسے دیکھتے ہی نایاب کڑوا سہ منہ بنا کر بولی۔ ساتھ ساتھ اس کی نظروں نے ان کھلونوں کا بھی جائزہ لیا جو اس کے برابر میں رکھے تھے

میں تم سے اور بچوں سے ملنے آیا تھا۔ کل پارٹی میں تو بات ہو ہی نہیں " سکی تھی تم اتنا بیزی تھیں اور بچے بھی مجھے پہچان نہیں رہے تھے تو بھاگ رہے تھے مجھ سے۔۔اس لیے سوچا الگ سے ٹائم سپینڈ کر لوں آ کے ان کے ساتھ ۔۔ تاکہ جان پہچان بڑے ہماری۔ " نایاب کو دیکھتے ہی ذریاب کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی ۔۔

وہ فورا ہی کھڑا ہو کر۔۔نروس لہجے میں تیز تیز بولنے لگا۔

اس کے سامنے ہی نایاب کا مس کیرج ہوا تھا لیکن اس کے بعد اسے فورا ہی انگلینڈ بھیج دیا گیا اور اب جب وہ لوٹی تھی تو اس کے ساتھ بچے تھے اور ان کی عمر تین سال تھی۔ بالکل اتنی ، جتنی جب نایاب کا مس کیرج نہ ہوا ہوتا تب ہوتی۔

ذریاب اب سمجھ گیا تھا وہ صرف اس کے نانا کی جانب سے رچایا ہوا ایک ایکٹ تھا اور ظاہر سی بات ہے انہیں اپنی عزت بچانے کے لیے کچھ تو کرنا تھا ناں۔۔ یہ بات کون نہیں جانتا کہ بن بیائی ماں کو ہمارے معاشرے میں پسند نہیں کیا جاتا اس لیے انہوں نے اپنی عزت بچائی جو ان کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو کرتا۔ اور اب جب نایاب بچوں کے ساتھ واپس لوٹی تو انہوں نے مشہور کر دیا کہ وہ بیوہ ہے اور اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے انگلینڈ میں---

تھلونے (کھلونے)۔۔۔تھلونے (کھلونے)--- " پورا صوفہ چونکہ کھلونوں سے" بھرا ہوا تھا اس لیے جیسے ہی طالعہ کمرے سے نکلی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔وہ فورا ہی بھاگتے ہوئے کھلونوں کے پاس آئی تھی اور اس کی آواز سن کر مہر پیچھے پیچھے---

بچے کھلونوں کو دیکھ کر کافی ایکسائٹڈ ہو گئے تھے۔

ابھی نایاب انہیں کچھ کہتی اس سے پہلے ہی قیصر ہاتھوں میں گروسری کا سامان لیے گھر میں داخل ہوا۔

شمیم انٹی سامان لیں" اس نے خاصہ غصیلے لہجے میں آواز لگائی تھی"

شمیم انٹی فورا ہی آئیں اور اس کے دونوں ہاتھوں سے گروسری کا سامان لے لیا۔

السلام علیکم ماموں " زریاب نے اسے دیکھتے ہی نہایت مسکرا کر سلام " کیا۔

وعلیکم السلام اور تم صبح ہی صبح یہاں کیا کر رہے ہو؟ " دنیا میں اسے " کوئی شخص اتنا زہر نہیں لگا ہوگا کبھی ۔جتنا وہ سامنے کھڑا شخص لگا

نہایت نروٹھے اور اکھڑ لہجے میں استفسار کیا

میں بچوں کے لیے کھلونے وغیرہ لایا تھا اور۔ ۔ " ابھی ذریاب بول ہی رہا " تھا کہ قیصر کی نگاہ اپنے بچوں پر گئی۔ جو صوفے پر رکھے کھلونے اٹھا رہے تھے

مہر طالعہ۔۔انکل کے کھلونے رکھ دو ۔۔پاپا آپ کو نئے دلا دیں گے"قیصر" نے اپنے بچوں سے مخاطب ہوکر فورا ہی اعلانیہ کہا۔

اور بس اس کے منہ سے جملہ ادا ہونا تھا کہ زریاب نے بے یقینی کہ عالم ہے اس کی جانب دیکھا۔

یقینا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی تھی ورنہ یہ کیسے ممکن تھا ؟ یہی سوچ وہ قیصر کو بغور دیکھنے لگا۔

مگر قیصر نے اس کی شاکڈ بھری نگاہوں کو مکمل اگنور کر نایاب کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔

ڈارلنگ ۔۔تمہارا بتایا سارا سامان لے آیا ہوں۔۔ چیک کر لو اگر پھر بھی " کچھ رہ گیا ہے تو مجھے میسج کر دینا ۔ میں رات کو آتے ہوئے لے آؤں گا" اب وہ نایاب کو بازو سے پکڑ کر خود سے لگاتے۔ نہایت محبت سے کہہ رہا تھا۔

حنی۔۔۔ مجھے یہ چاہیے "مہر کھلونوں کو ہاتھ میں لے کر۔۔قیصر کی جانب" دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔ اور یہی عمل طالعہ نے کیا۔

بیٹا پاپا دلا دیں گے ناں۔۔آپ انکل کے لائے ہوئے کھلونے رکھ دو " وہ " اپنے بچوں کو دیکھتے ہوئے۔ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

اور تم۔۔۔ میرے بچوں کے لیے تمہیں کھلونے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔" ان کا باپ ہے انھیں کھلونے دلانے کے لیے" اب قیصر ذریاب کی جانب دیکھ۔اک اک لفظ جتا جتاکر ادا کر رہا تھا۔

اس کی سیاہ آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔

کل پارٹی میں وہ لحاظ کر گیا تھا مہمان ہونے کے سبب۔۔۔ ورنہ وہ کل رات ہی اس کا دماغ ٹھیک کر دیتا۔

ماموں۔۔۔ آپ تو نایاب کے ماموں ہیں ناں؟"ذریاب شدید شاکڈ میں چلا گیا تھا"

لگا جسے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ گئی ہو۔۔۔جو وہ دیکھ رہا تھا جو وہ سن رہا تھا ۔۔وہ سمجھ سے باہر کا عمل تھا۔۔

وہ بے یقینی کہ عالم میں بولا۔

جی نہیں ۔۔۔ میں نایاب کا شوہر ہوں جب نایاب چھ سال کی تھی تب اس کا " مجھ سے نکاح ہوا تھا۔ میں عبدالرحمان صاحب کی لے پالک اولاد ہوں اور یہ میرے بچے ہیں۔ اور تمہیں پتہ ہے ہمارا نکاح کس نے کروایا تھا۔ " یہ کہتے ہوئے اس نے دو تین لمحوں کا توقف کیا۔

قیصر کا انکشاف ذریاب کو اپنے سر پر ایٹم بم کی طرح پھوٹتا محسوس ہوا۔

اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔ دماغ بالکل شل سی کیفیت میں آگیا ۔

تمہارے ماموں زید نے۔۔۔ " اور یہ ایک اور انکشاف ذریاب کے پاؤں کی " جان نکال گیا۔۔

❤️جاری_ہے#

-

تمہارے ماموں زید نے-- " اور یہ ایک اور انکشاف ذریاب کے پاؤوں کی جان نکال گیا--

اگر زید نے قیصر و نایاب کا رشتہ کروایا تھا تو آج تک اسے بتایا کیوں نہیں ؟؟...کیوں اسے اندھیرے میں رکھا؟؟؟---

نہیں قیصر جھوٹ بول رہا ہے ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔ وہ اس کا ماموں ہے ۔ وہ تو بڑی محبت کرتا ہے اس سے--وہ بھلا کیوں اس سے اتنا بڑا سچ چھپانے لگا۔

بلکہ کیا وہ زید نہیں تھا جو انہیں خوب دعائیں دیا کرتا تھا ؟ وہ کسی اور کی بیوی کے ساتھ اسے رہنے کی کیسے دعائیں دے سکتا تھا؟

نایاب کو اس نے ہوٹل والی رات ہی کھو دیا تھا جب عفان کی مدد کی تھی اسے نقصان پہنچانے میں--اور یہ بات اس کا دماغ جانتا تھا ۔ کبھی کبھار ہمارا دماغ جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے وہ تو دل ہوتا ہے جسے قبول کرنے میں وقت لگتا ہے۔ جسے ہم بہلا رہے ہوتے ہیں۔ اس کا بھی یہی حال تھا۔

اس نے ایک نگاہ نایاب کو دیکھا اس کے ساتھ قیصر کھڑا تھا اس کے بعد اگلی نگاہ بچوں پر ڈالی جو کھلونے رکھ چکے تھے اور اسے ہی دیکھ رہے تھے اپنی چھوٹی چھوٹی چمکتی آنکھوں سے--

اور پھر اس کی آنکھیں دھندلانے لگیں--ان میں آنسو بھر آئے تھے جو مچل رہے تھے باہر آنے کے لیے لیکن وہ خود پر قابو کیے رہا کیونکہ جانتا تھا ایک بار بکھرا تو بکھرتا ہی چلا جائے گا پھر---

وہ لڑکی کوئی آج کی محبت نہیں تھی وہ تو بچپن کی چاہت تھی۔

اس کی غلطی تو نہیں ہے ناں کہ اس کا کار ایکسیڈنٹ ہوا اور اس کی یادداشت چلی گئی اور وہ اپنی سب سے محبوب چیز کو سب سے زیادہ اذیتیں پہنچانے لگا۔ اس سے بھاگنے لگا۔ اس سے چڑھنے لگا۔ اور جب تک یادداشت واپس آئی وہ اس سے دور جا چکی تھی۔ بہت دور---

وہ بھاری قدم لیتا باہر کی جانب چل دیا تھا۔

حنی وہ تھلونے (کھلونے) لے کر نہیں گے؟ " مہر کھلونوں کی جانب " دیکھتے ہوئے للچائی نگاہوں سے معصومیت کے ساتھ بولا جیسے بس اجازت ملنے کی دیر ہو اور وہ ان سے کھیلنا شروع کر دے

شیرنی انٹی یہ کھلونے لے جاۂیں یہاں سے--- مجھے یہ دوبارہ اپنے گھر " میں نظر نہ آئیں" قیصر نے آواز لگا کر نہایت جھنجھلاہٹ اور برہمی کے ساتھ حکم صادر کیا تھا۔

پاپا گودی--- " اس نوجوان کا موڈ زریاب کو دیکھنے کے بعد بری طرح اف" ہو چکا تھا۔

وہ تو پلٹ کر وہاں سے جانے ہی لگا تھا کہ تیزی سے طالعہ اس کے پاس آکر اپنی دونوں بائیں اس کی جانب پھیلاتے ہوئے۔گودی میں لینے کی ڈیمانڈ کرنے لگی۔

بیٹیاں باپ کو بڑی پیاری ہوتی ہیں۔ اپنی بیٹی کے کہتے ہی اس نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اسے باہوں میں بھر کر گود میں اٹھا لیا تھا۔

حنی مجھے وہ گنجے (گندے)تھلونے(کھلونے) نہیں چاہیے۔ آ پ دسہ(" غصہ)نہ کرو " وہ اپنے باپ کے سیدھے رخسار پر اپنے ننھے ہاتھ سے آہستگی کے ساتھ سہلاتے ہوئے بڑے پیار سے بولی۔ جیسے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ اور یقینا ہوا بھی تھا ۔ وہ اگلے ہی لمحے اپنی بیٹی کی معصوم کوشش دیکھ ---مسکرا دیا۔

آدھا غصہ تو اس کا پیارا سہ چہرہ دیکھ کر ہی چلا گیا تھا اور مزید آدھے کو اس کی میٹھی باتوں نے تمام کیا۔

نایاب جب تھوڑی دیر بعد کمرے میں پہنچی--- تو قیصر اپنی بیٹی کو گود میں لیے باتوں میں مگن نظر آیا۔یہ دیکھ۔ اس کے چہرے پر دلفریب سی مسکراہٹ بکھرئی۔

جگنو پتا ہے میرے گیمز کہاں رکھے ہیں؟ " نایاب پر نگاہ پڑتے ہی " قیصر نے فورا پوچھا تھا۔

" ہاں میں نے اوپر والے کمرے میں رکھ دیے تھے۔ "

آپ یہاں بیٹھو۔ پاپا اوپر سے گیمز لے کر آتے ہیں۔ پھر دونوں کھیلیں گے۔ " آپ کو مزہ آئے گا۔ " اپنی بیٹی کو صوفے پر بٹھا کر۔۔ ایکسائٹڈ لہجے میں کہتا ہوا۔۔وہ تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

مہر آؤ۔۔میرے ساتھ اوپر چلو ۔۔۔ باپ بیٹے گیم لے کر آتے ہیں" طالعہ کو " لے کر نہیں گیا چونکہ وہ بیٹی تھی۔ بیٹیوں سے کام کہاں کرواتے ہیں والد۔۔ وہ تو نازک سی ہوتیں ہے ناں۔۔ شہزادی سی۔۔۔ہاں لیکن بیٹے کو فورا ساتھ ملا لیا تھا۔ جبکہ وہ تو اتنا چھوٹا سہ تھا۔

اب دونوں باپ بیٹے ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔

اس کی console یہ آپ پکڑ لو ۔۔۔ پکڑ لو گے نا ؟ " اس نے گیمز کے " جانب بڑھائے۔۔ ساتھ ہی نرمی سے پوچھا بھی کہ پکڑ تو لے گا ناں

ہاں۔۔۔حنی میں پکر (پکڑ) لونگا (لوں گا)"جس پر اس ننھے سے شہزادے" نے فورا ہی کہا

گڈ۔۔۔ " باقی سارا سامان اس نے خود پکڑ لیا تھا۔ اور اب وہ دونوں باپ " بیٹے سامان پکڑئے نیچے آ رہے تھے ۔

لاؤنچ میں قیصر نے گیم سیٹ کرنا اسٹارٹ کیا۔

اب نایاب اور اس کے دونوں بچے صوفے پر بیٹھ کر گیم سٹارٹ ہونے کا بےصبری سے انتظار کر رہے تھے جبکہ قیصر گیم کی تارے وغیرہ سیٹ کرتا پھر رہا تھا۔

پہلے طالعہ کو کھیلنے دیتے ہیں پاپا کے ساتھ۔پھر مہر کھیلے گا۔ ٹھیک " دو تھے اور بندے تین۔۔ یقینا ایک کو تو قربانی دینی تھی۔ console " ہے

نایاب کو قیصر نے کاؤنٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کو ان گیمز میں کوئی دلچسپی نہیں۔

پہلے میں کیوں نہیں ؟ " مہر اعتراضا فورا ہی پوچھ اٹھا۔ "

کیونکہ آپ بڑے بھائی ہو اور بڑے بھائیوں میں صبر زیادہ ہوتا ہے۔ " اتنا " کہنے کے بعد۔۔۔وہ مہر کے کان پر جھکا اور آہستگی سے کہا" طالعہ ویسے

بھی دو منٹ میں آؤٹ ہو جائے گی۔ پھر ہم بوائز آرام سے کھیلتے رہیں گے۔ " اس لیے پہلے اسے کھیلنے دو۔

اوکے حنی۔۔۔ پہلے اسے تھیلنے (کھیلنے) دیتے ہیں ۔ پھر ہم آرام سے تھیلیں" (کھیلیں) گے" مہر نے بھی اب قیصر کہ کان کے پاس منہ لا کر آہستگی سے سرگوشی کی۔۔۔

ساتھ ساتھ وہ ایسے مسکرا رہا تھا جیسے اس کے پیٹ میں گدگدیاں مچ رہی ہوں۔

نایاب دیکھ سکتی تھی جب قیصر نے بڑے بھائی ہونے کے ناطے اسے صبر کرنے کا کہا تو مہر کے چہرے کا ری ایکشن تھوڑا خفگی بھرا تھا جیسے وہ راضی نہ ہوا ہو لیکن جب قیصر نے اس کے کان میں بات کی۔۔۔اس کے بعد وہ خوش ہو گیا اور باخوشی طالعہ کو پہلی باری دینے کے لیے تیار ہوا

باپ بیٹے کیا کانا پھوسی کر رہے ہو ؟ "نایاب دونوں ہاتھ فولڈ کر کے ایک " ابرو اچکاکر۔۔ کسی تفتیشی افسران کی طرح پوچھ رہی تھی۔

یہ بوائز کی باتیں ہیں۔۔ ہم تمھیں نہیں بتا سکتے۔۔ ہے نا مہر " اس نے " اپنے بیٹے سے تصدیق چاہی۔

ہاں۔۔۔ یہ بوائز کی باتیں ہیں۔ آپ کو نہیں بتا سکتے ماما۔ " وہ تیزی سے" فخریہ بولا اپنی میٹھی سی زبان میں۔۔۔

اوو۔۔۔ بوائز ٹالک ۔۔۔ " وہ اپنے ننھے سے بیٹے کے چہرے پر فخریہ" ایکسپریشن دیکھ کر۔۔۔ بے اختیار مسکراتے ہوئے بولی

نایاب نے شمیم انٹی سے کہہ کر سنیکس منگا لیے تھے۔ اب وہ آرام سے بیٹھ کر سنیک کھاتے ہوئے ان تینوں کو گیم کھیلتا دیکھ رہی تھی۔

قیصر " وہ ہر تھوڑی دیر بعد اس نوجوان کہ منہ میں سنیکس ڈال رہی" تھی۔

وہ دیکھ سکتی تھی اس کا شوہر تو بچوں سے زیادہ بچہ بنا ہوا تھا۔ ایک لمحے کے لیے بھی وہ اپنی نگاہیں گیم کی اسکرین سے جدا کرنے کے لیے تیار نہ تھا ۔

پر قیصر کا مکمل قبضہ تھا۔۔جب کے دوسرے پر مہر و console ایک طالعہ باری باری آ رہے تھے۔ جن میں سے طالعہ تو فورا آؤٹ ہو جاتی وہ مہر تھا جو کافی دیر تک ٹکتا۔

کا پورا مشن کمپلیٹ کرنے کے بعد بھی ان کا دل Bomberman بمبر مین نہیں بھرا تھا اس لیے اب باکسنگ کا گیم لگا لیا تھا۔

قیصر مجھے بھی کھیلنا ہے۔۔ مجھے بھی سیکھاو"نایاب کو اب اس گیم " سے جلن سی محسوس ہونے لگی تھی۔

جب سے وہ نوجوان گیم کھیلنے بیٹھا تھا ایک بار بھی اس کی جانب نگاہ نہ کی۔ جسے بھول گیا ہو وہ بھی یہاں موجود ہے۔

اس لڑکی کو گیم میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ اسے صرف اپنے شوہر کی توجہ چاہیے تھی۔

آپی آپ کو کب سے گیمز وغیرہ میں انٹرسٹ ہونے لگا؟ " وہ تانیہ تھی جو " ان کی شور شرابے کی آواز سن کر کمرے سے نکل کر آئی تھی اب۔۔۔ ساتھ ہی عشال کو لاکر اس نے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھا دیا تھا ۔

جب سے میرے شوہر نے گیمز کو میری سوتن بنایا ہے۔۔۔ " وہ خفگی " بھرے لہجے میں دو بدو بولی۔ جس پر قیصر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آو تمھیں کھیلنا سکھاوں۔۔ " ایک نادان و دل " فریب سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔اب وہ نایاب کو خود سے لگا کر گیم کھیلنا سکھا رہا تھا۔

او گیم کھیلے جا رہے ہیں۔ وہ بھی بغیر میرے۔۔۔۔ اٹس نوٹ فئیر " وہ کالج " سے لوٹا تھا جب سب کو لاؤنج میں گیمز کھیلتا ہوا پایا۔

وہ فورا ہی اپنا سامان ٹیبل پر رکھتا اس جانب آگیا تھا۔ "

اسے دیکھتے ہی تانیہ کے چہرے پر بڑی سی تبسم بکھرئی۔۔۔

تم ابھی ابھی اٹھی ہو کیا؟ " اس لڑکی کی آنکھوں میں ابھی بھی نیند کا "
خمار تھا جنہیں دیکھتے ہی عاطف پوچھ اٹھا۔

ہاں وہ۔۔۔ " ابھی تانیہ کچھ بولتی اس سے پہلے ہی چھوٹی طوطی فورا بولی"
" "تانیہ آنی سست ہیں ناں۔۔

جسے سنتے ہی طالعہ نے اسے گھور کر دیکھا جبکے عاطف اور باقی سب
ہنس پڑئے تھے۔

سست نہیں ہوں میں۔ وہ تو چھٹیاں چل رہی ہیں اس لیے آرام سے اٹھتی "
ہوں۔ " باقی سب بھی ہنس رہے تھے۔۔لیکن اسے فیل صرف عاطف کی ہنسی
ہوئی تھی۔۔۔جس پر اس کے گال شرمگی سے لال پڑ گئے۔ وہ امبیرس فیل
کر رہی تھی۔ اپنی یہی امبیرسمنٹ دور کرنے کے لیے وہ طالعہ کو
دیکھ۔تھوڑا اکڑ کر بولی۔

جلدی اٹھ جایا کرو لڑکی۔۔" ساری امبیرسمنٹ اگلے ہی پل پلش میں "
بدلی۔۔جب وہ حسین لڑکا اس کے قریب آ کر اس کے بالوں پر ہاتھ سہلاتا
نرمی سے بولا۔

وہ لڑکا تو جانتا بھی نہیں ہوگا کہ اس کا چھوٹا سہ عمل تانیہ کا دل دھڑکا
گیا ہے۔

چلو جی ۔۔۔اب میری باری۔۔۔ " اس کے آتے ہی مہر نے خود ہی اپنے چاچا "
کو گیم

پکڑا دیا تھا console کا

میں بھی کھیلوں گی " تانیہ بھی فورا کہتی ہوئی آئی ۔۔ "

لو۔۔ یہ صبح سے کھیل رہا ہے ۔۔" اس console یہ لو۔۔۔ تم قیصر کا "
بھوری چمکتی آنکھوں والی لڑکی کے کہتے ہی۔۔ قیصر نے اسے احتجاجی
نگاہوں سے دیکھا ۔

وہ بچوں کی طرح گیم چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

آنکھیں خراب ہو جائیں گی قیصر۔۔۔اب بچوں کو کھیلنے دو۔۔۔دے دو"
وہ کنسول دینے کے لیے کسی صورت تیار نہیں تھا۔ "console

اس لمحے وہ نایاب کو بالکل کوئی اڑیل بچہ لگا۔

بڑی مشکل سے اس کے ہاتھوں سے کنسول

لے کر تانیہ کو پکڑایا تھا اس نے---

آنی آنی-- آنی--- " اب باکسنگ فائٹ کا مقابلہ ہو رہا تھا اور رنگ میں ایک" طرف تانیہ تھی تو دوسری طرف عاطف--کیونکہ دونوں لٹل جگنووں کا جھکاو تانیہ کی جانب تھا اس لیے وہ دونوں ہی اس کی سائیڈ جا کر بیٹھ گئے تھے اور خوب زور زور سے اسے چیر اب کرنے لگے۔

یہ تو غلط بات ہے۔ دونوں ہی آنی کے سائیڈ ہو گئے--مہر تم تو کم از کم " میری طرف آؤ--ہم بوائز ہیں یار--- " عاطف مہر کی جانب دیکھ-- شکوتا بول اٹھا۔

ہاں مہر --پاپا اور چاچو کے ساتھ آؤ--کہاں لڑکیوں میں چلے گئے ہو--- " ویسے بھی جیتنا ہم بوائز نے ہی ہے"قیصر کے کہتے ہی نایاب و تانیہ کے احتجاجا ہونٹ گول ہوئے--

اوووو--- دیکھ رہی ہو آپی کتنی خوش فہمی ہے ان لوگوں کو" تانیہ پورا" نایاب کو مخاطب کر کے اترا کر بولی--

یقینا مقصود سامنے والوں کو سنانا تھا کہ وہ زیادہ ہوا میں نہ اڑیں ---

خوش فہمی کی کیا بات ہے۔ ہمیں پتہ ہے جیتنے والے ہم ہی ہیں "جوابی " کاروائی میں عاطف نہایت اترا کر پراعتمادی سے بولا۔

ہونہہہہ-- سنہرے خواب-- "تانیہ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں " کہا۔

اسے تو جھمی جھمی و شرمیلی سی مسکرانے والی تانیہ کو دیکھنے کی عادت تھی۔ یہ سامنے بیٹھی ناز و نزاکت و اکڑ والی لڑکی تو کوئی اور ہی لگی اسے---

جس طرح اس نے (سنہرے خواب) کے الفاظ کہتے ہوئے--اپنی شہادت کی انگلی سے ناک کو مغرور انداز میں ٹچ کیا تھا۔ وہ بہت کیوٹ سہ لگا تھا عاطف کو---

کچھ دیر رک جاؤ جانی۔۔ پھر پوچھیں گے کون سنہرے خواب دیکھ رہا " ہے" اس لڑکی کی جانب پلے فل انداز میں دیکھتے۔۔وہ اترا کر چیلنجنگ لہجے میں بولا۔۔

گیم شروع ہو چکی تھی۔

تین راؤنڈز تھے۔۔

پہلے راؤنڈ میں عاطف جیتا تو پورے لانچ میں سو گوار خاموشی چھا گئی۔ کسی نے جھوٹے منہ بھی چیر۔ اپ نہیں کیا۔ عاطف نے شکوہ کن نگاہوں سے قیصر کی جانب دیکھا جو اس کا واحد سپورٹر تھا ۔

حنی کم از کم آپ ہی چیر اب کر دو" مقابل نے اس کی شکوہ کن نگاہیں" دیکھتے ہی جب اپنی نگاہیں چرائیں۔۔۔ تو وہ فورا بول پڑا۔

پاگل ہے کیا ؟؟ ..میں شادی شدہ بندہ ہوں۔۔اعلانیہ بیوی کے خلاف جا کر " مرنا ہے کیا میں نے۔۔۔ مگر تم فکر نہ کرو۔۔۔دل تمھارے ہی ساتھ ہے میرا" دنیا جہاں کی مظلومیت چہرے پر طاری کیے جب وہ بولا تو باقی سب بے اختیار ہی ہنس پڑئے تھے ۔

ہونہہہہ۔۔۔۔ بھائی بھائی نہ رہا۔ ۔۔ " عاطف اپنے نہ دکھنے والے آنسو صاف" کرتے ہوئے افسردگی سے بولا۔۔۔ جس پر طالعہ کو اس پر رحم آگیا تھا۔۔۔وہ اٹھ کر اپنے چاچو کو سپورٹ کرنے چلی آئی تھی اب۔۔

اس نے آتے ہی عاطف کے گال پر کس کی۔ بدلے میں اس نے بھی ننھی پری کے گال کو چوم کر اپنی گود میں بٹھا لیا تھا۔

اوووو۔۔۔آنی کی پارٹی چھوڑ کر۔۔چاچو کی پارٹی جوائنٹ کر لی؟؟ " تانیہ" فورا ہی اپنا چھوٹا سپورٹر جانے پر روتوں سہ منہ بنا کر بولی۔

میں صرف چاچو کے ساتھ بیٹھی ہوں۔۔۔ وہ اکیلے ہیں نا۔ ۔ دل آپ کے ساتھ " ہی ہے" وہ قیصر کی بیٹی تھی ثابت کر رہی تھی۔

اپنے والد کا حربہ ہی آزمایا تھا اس نے بھی۔۔ جس پر سب خوب ہنسنے لگے تھے۔

دوسرا راؤنڈ تانیہ جیتی تو پورے لاؤنچ میں چیر۔اب کی آوازیں گونج اٹھیں۔

کہنے کو طالعہ کا ٹیم ممبر ہارا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے بھائی کے ساتھ کھڑے ہو کر ناچنے لگی تھی۔

عاطف کی سانس تو تب رکی جب اس نادان سی خوبصورت لڑکی کو صرف اپنے ایک راؤنڈ جیتنے کی خوشی میں بچوں کے ساتھ کھڑے ہو کر ناچتے دیکھا۔

کہنے کو نایاب و قیصر بھی مسکرا رہے تھے لیکن عاطف کی مسکراہٹ بہت الگ تھی۔ وہ پہلی بار تانیہ کو ایک لڑکی کے روپ میں دیکھ رہا تھا اور وہ روپ بہت خوبصورت لگا اس کی آنکھوں کو۔۔۔

ابھی ایک راؤنڈ باقی ہے بیٹھ جاؤ تم تینوں" وہ تینوں تو ایسے ناچ رہے " تھے جیسے پورا گیم ہی جیت گئے ہوں۔

نایاب نے انہیں باور کرایا کہ ابھی ایک راؤنڈ باقی ہے تو جا کے وہ تینوں بیٹھے۔

آنی تو (کو)خوش کرنے گئی تھی میں۔ ماما کہتی ہیں وہ چھوٹے ڈل " (دل)کی ہیں " طالعہ جب واپس عاطف کے پاس آئی تو اسے لگا۔۔کہ اس کا چاچو ناراض نہ ہو جائے اس لیے۔۔عاطف کے کان کے پاس منہ ملا کر ۔۔۔آہستگی سے سرگوشی کرنے والے انداز میں اسے بتانے لگی کہ کیوں گئی تھی اپنی آنی کو سپورٹ کرنے۔۔۔

جواب میں مقابل نے اسے سینے سے لگا لیا تھا یہ کہتے ہوئے کہ بہت اچھا کیا .

اب وہ دونوں برابری کا لڑ رہے تھے۔ ۔

فائٹ فائٹ فائٹ" تانیہ کا گیم پلیر عاطف سے مسلسل پٹ رہا تھا شروع " میں۔۔۔

آنی۔۔۔ آنی" پھر تانی حاوی ہوئی عاطف کے پلیئر پر۔۔"

اس طرح دونوں کے پلیئر کی انرجی آخر میں برابر کی رہ گئی تھی۔۔۔کہ کسی ایک نے بھی اگر مکہ مار دیا تو معاملہ اسی کے حق میں چلا جائے گا۔

اور اس لمحے وہ چاہتا تو بٹن دبا دیتا صرف ایک بٹن کی دوری تھی اس کی جیت میں۔۔ لیکن اس نے نہیں دبایا۔

جیت گئے۔۔۔ ہم جیت گئے" اس نے اپنا بٹن کلک ہی نہ کیا یہاں تک کہ" سامنے کی جانب سے حملہ ہو گیا۔۔

تیسرا راؤنڈ اس نے دانستہ طور پر تانیہ کو جیتنے دیا تھا ۔۔۔

وہ مانے نہیں شاید لیکن دل میں کہیں بہت اندر ایک چور آ گیا تھا جو تانیہ کو پھر سے بچوں کی طرح شرارتی اداوں کے ساتھ ناچتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔ اور وہ صرف اس کی جیت پر ہی دیکھنے کو مل سکتا تھا۔

اس بار تو تانیہ نے اپنے جیت کی خوشی میں نایاب کو بھی صوفے سے اٹھا کر اپنے ساتھ نچانا شروع کر دیا تھا۔

قیصر تو پورے حق کے ساتھ فدا فدا نظروں سے اپنے جگنو کو ناچتا ہوا دیکھ کر مسکرا رہا تھا جبکہ عاطف کا معاملہ تھوڑا الگ تھا ۔ اس بار وہ پہلے کی طرح کھلم کھلا نہیں دیکھ رہا تھا۔۔بلکے کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا اسے۔۔جیسے ڈر ہو کوئی دیکھتا ہوا دیکھ نہ لے اسے ۔ ۔۔ اور پتہ نہیں یہ دل میں چور کیوں آ گیا تھا ؟

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنے آفس سے باہر نکلی تو پارکنگ میں زید کو اپنا منتظر کھڑا پایا۔۔۔

اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ لڑکی ۔۔ اسی لیے مکمل اگنور کر۔۔۔ اپنی گاڑی کی جانب بڑھی۔۔وہ تیزی سے پیچھے آیا تھا۔

کنزہ۔۔۔ تم نے میرا نمبر بلاک کیوں کیا ؟ .. میں تم سے رابطہ کیسے کروں" گا؟؟" جب تک وہ کنزہ تک پہنچا وہ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ اس نے فورا ہی گاڑی کا ڈور بند کرنا چاہا ۔۔۔لیکن زین نے پکڑ لیا۔۔

وہ نوجوان نہایت پریشان لہجے میں کہتا سنائی دیا۔

لیکن کنزہ کی جانب سے ابھی بھی نو نوٹس کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

یار کم از کم میری بات تو سنو۔ مجھے ایک بار موقع تو دو صفائی پیش" " کرنے کا۔

گاڑی کا ڈور چھوڑو۔ ورنہ میں گارڈز بلا لوں گی" وہ آنکھیں دکھا " کر۔۔نروٹھے سے لہجے میں اسے وارننگ دینے لگی۔

بلا لو۔۔ڈرتا نہیں ہوں میں۔ " مقابل نے بھرم سے جواب دیا۔ "

اوکے۔۔۔ گارڈز ہٹاؤ اس لڑکے کو" زید کو لگا تھا وہ اسے صرف دھمکا" رہی ہے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ آخر محبت کرتی ہے اسے۔ جانتی ہے وہ عزت نفس کو ترجیح دینے والا بندہ ہے لیکن بھرم ٹوٹا جب دیکھا کہ واقعی اس لڑکی نے اپنے کارڈز کو بلا لیا ہے۔

اور جس سخت لہجے میں اس نے(ہٹاؤ اس لڑکے کو) کہا۔وہ زید کو شدید ناگوار گزرا۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ کنزہ کی غلطی نہیں ہے وہ غصے میں ہے ابھی اور اس کا غصہ کرنا بنتا بھی تھا۔

ہاتھ مت لگانا مجھے۔ آج تک کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہوا ہے جو زید کو " ہاتھ لگا سکے۔ " گارڈز اسے پکڑنے آئے تو اس نے اپنا ہاتھ دکھا کر دونوں گارڈرز کو نہایت بھرم کے ساتھ روکا

گارڈز تو گارڈز کنزہ بھی اس کے رعب میں آ گئی تھی۔

وہ اتنے بھرم سے کہہ رہا تھا کہ لگ رہا تھا کہ بس انہوں نے ہاتھ لگایا نہیں ۔۔۔کہ اس نے انہیں دھوبی پچھاڑ زمین پر چت کیا نہیں ۔

ایسا کیوں ؟ " ان میں سے ایک گارڈ ذرا ڈرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "

تو کیوں ہاتھ لگاؤ گے یار ۔ جب میں خود جا رہا ہوں" اگلے ہی لمحے " جیسے اس کا سارا بھرم ہوا میں گل ہوا۔ اب وہ بھیگی بلی کی طرح جواب دیتا دکھائی دے رہا تھا ۔جس پر کنزہ نے اپنا سر بےبسی سے جھٹکا۔

میں جا رہا ہوں ٹھیک ہے لیکن پلیز نمبر بلاک لسٹ سے ہٹاؤ ۔ بات تو کرو " یار ۔۔بات کریں گے تو بات بنے گی ناں۔۔۔ایسے کیسے بنے گی ورنہ ؟۔۔۔ " وہ جاتے جاتے بھی کنزہ سے التجائی لہجے میں کہہ کر گیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنی شوٹنگ کرنے کے بعد گھر لوٹ رہی تھی جب اچانک اسے ذریاب کی کال آنے لگی۔

اس نے بغیر ایک لمحے کی تاخیر کیے۔۔۔ کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگایا۔

ہیلو۔ ارسا۔ کیا تم میرے پاس آ سکتی ہو۔۔۔ میرا دل پھٹ رہا ہے یار" ۔۔۔مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے" اس کی آواز سے ہی کرب جھلک رہا تھا۔
ا

کیا ہوا ہے اچانک؟ خیریت؟ " ارسا فکر مند ہو کر پوچھ اٹھی۔ "

وہ ایک ایکٹرس تھی ایک چمکتا ہوا ستارہ جس کے لاکھوں عاشق تھے۔۔

اسے ہزاروں پرپوزل آتے تھے لیکن اس کا دل تھا کہ زریاب پر ہی اٹکا ہوا تھا اس سے آگے بڑھنے کے لیے وہ آج بھی تیار نہیں تھی۔ اسی کی محبت کی طالب تھی اور اس طلب میں اس نے نا جانے کتنے اچھے رشتوں کو ٹھکرا دیا تھا۔

تم پلیز میرے پاس آ جاؤ ۔ میں اس وقت بہت اکیلا محسوس کر رہا ہوں۔ " مجھے ایک دوست کی ضرورت ہے" اس کی آواز شدید رونے کے سبب بھرائی ہوئی ہو رہی تھی۔

وہ سن کر ہی پہچان گئی تھی کہ وہ رو رہا ہے۔

اچھا۔۔۔ میں آ رہی ہوں ۔۔ تم بتاؤ تم کہاں پر ہو اس وقت " وہ ذریاب کے" لیے بہت پریشان ہو گئی تھی۔

اس لڑکی کے اختیار میں نہیں تھا ورنہ ذریاب کے سارے دکھ درد وہ خود لے لیتی اور اسے اپنے حصے کی ساری خوشیاں دے دیتی۔۔۔ اتنی محبت کرتی تھی وہ اس سے۔۔۔ اور یہ محبت بے لوث تھی۔

"اپنے گھر پر "

ٹھیک ہے میں آ رہی ہوں" اس نوجوان سے بات کرنے کے بعد اس نے " اپنے ڈرائیور کو گاڑی زریاب کے گھر کی طرف لینے کو کہا

کہاں ہو تم کل رات سے ؟--- کال سے تمھیں کال کر کر کے پاگل ہوئے جا " رہا ہوں میں --- تم سے کہا بھی تھا میں نے کہ میں انتظار کروں گا تمہاری کال کا۔ پارٹی سے لوٹتے ہی مجھے کال کرنا۔ " کل رات سے اس نے اپنا سیل سائلنٹ پر لگا دیا تھا وہ دانستہ طور پر علی کی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی اور کرتی بھی کیوں ؟ ...وہ جانتی تھی مقابل نے اسے فورس ہی کرنا ہے اس کام کے لیے جو وہ نہیں کرنا چاہتی۔

اس کے اندر ہمت نہیں تھی کے اپنی دوست کو دھوکہ دے سکے۔

علی میں فارمولا نہیں لا سکی اور نہ ہی مجھے اس کی فائل ملی۔ " جانتی " تھی وہ ناراض ہو گا، غصہ کرئے گا شاید چیخنے بھی لگ جائے کیونکہ وہ ایسا پہلے بھی کر چکا تھا اس کے ساتھ -- لیکن اسے بتانا تو تھا ناں زندگی بھر اس کے خوف سے چھپ کے تو نہیں بیٹھ سکتی۔

تم نے ٹھیک طرح ڈھونڈی نہیں ہوگی میں جانتا ہوں تمہیں۔ "وہ چیخا "

ہاں۔ -- تم نے ٹھیک کہا میں نے ڈھونڈا ہی نہیں اور نہ ہی میں ڈھونڈنا " چاہتی تھی۔ " دوسری جانب موجود شخص نے جب غصہ دکھایا تو حفصہ کا پارہ بھی ہائی ہوا۔

اب وہ جل کر بول اٹھی تھی۔

یار تم جانتی ہو ہماری شادی-- " اس نے جب حفصہ کو غصہ ہوتے دیکھا " تو فورا ہی ہر بار کی طرح رنگ بدل گیا شاید اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہ بدلتا ہو جتنا وہ بدلتا تھا اور یہ بات پہلی بار حفصہ نے شدت سے محسوس کی -

اسے احساس ہو گیا تھا یہ شخص اس کے لیے مخلص نہیں ہے۔

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ حفصہ اس کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے-- " ہماری شادی کا نایاب کے فارمولا سے کیا تعلق؟؟---علی مجھے بیوقوف بنانا بند کرو۔ بے وقوف نہیں ہوں میں۔ ہاں چپ تھی کیونکہ شادی کرنا چاہتی تھی تم سے---لیکن اب مجھے تم سے شادی کرنے میں خود بھی کوئی انٹرسٹ نہیں رہا تو اب مجھے کال مت کرنا۔ خاص طور پر اس فارمولے کے لیے تو بالکل نہیں ورنہ یقین کرو میں خود نایاب کو جا کر بتا دوں گی

کہ تم اس کے فارمولے کے پیچھے لگے ہوئے ہو اور تم شاید جانتے نہیں ہو اس کے نانا کتنے پاور فل آدمی ہیں۔ یوں " اس نے چٹکی بجائی تھی---- " یوں غائب کروائیں گے تمہیں---کہ تمہارا باپ ڈھونڈتا ہی رہ جائے گا۔ اتنا تو پاکستان میں بلیک پجیرو کا خوف نہیں ہوگا جتنا تمہاری نسلوں میں عبدالرحمان صاحب کی بی ایم ڈبلیو کا ہوگا--- سمجھے--- بڑے آئے-- مجھ پہ غصہ کرنے والے " کھری کھری سنا کر اس کی طبیعت ٹھیک کر دینے کے بعد --حفصہ نے کال ڈس کنیکٹ کر دی تھی۔ اور پھر گہرا سانس لیا۔

کچھ ثانیوں کے لیے زور سے ہنسی اتنی زور سے کہ پورے کمرے میں اس کا قہقہہ گونجا اور اگلے پل---اسی ہنسی میں رونا شروع ہو گئی---

اب وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

اس نے دوست سے وفا کو چنا تھا۔

بہت اچھے سے جانتی تھی فیصلہ غلط نہیں ہے اس کا لیکن پھر بھی سینے میں بہت تکلیف ہو رہی تھی بہت بھاری پن۔

وہ کتنی دیر بیڈ پر بیٹھ کر روتی رہی کوئی حساب نہیں۔

ہیلو " وہ ابھی رو ہی رہی تھی جب اس کا سیل رنگ ہوا اور ایک ان نون" نمبر سے اسے کال آنے لگی۔

اپنے آنسو رگڑ کر صاف کرنے کے بعد--- کچھ لمحے سوچا--- کہ نیو نمبر ہے کال ریسیو کرئے یا نہیں---

ناجانے کیوں دل میں ایک آس اٹھی، ایک نادان سی خواہش کہ شاید یہ نیا نمبر علی کا ہو اور وہ معذرت کرنے کے لیے کال کر رہا ہو۔ کہے کہ اسے احساس نہیں تھا کہ وہ اسے فورس کر رہا ہے فارمولے کے لیے---اسے فارمولا نہیں چاہیے اسے وہ چاہیے۔ اور اس نادان سی خواہش میں اس نے کال ریسیو کر لی۔

صبح سے کمرے میں بند ہو---خیریت؟ " دوسری جانب سے نہ سلام نہ دعا " اوپر سے جو اس نے بات کہی اس سے محسوس ہوا کہ وہ اس پہ نظر رکھ کے بیٹھا ہوا ہے

تم نظر رکھوا رہے ہو مجھ پر؟؟ " اس نے ابھی ابھی اپنے خوابوں کو " کھویا تھا اپنے ایک خوبصورت فیوچر کو۔ اب حالت یہ تھی کہ کچھ بھی ہو جائے کیا فرق پڑتا ہے۔ اور اس کچھ بھی ہو جائے کیا فرق پڑتا ہے والی فیلنگس نے اسے اتنا نڈر بنا دیا تھا کہ وہ سفیان میر جیسے شخص سے بڑے دھڑلے و نڈر لہجے میں بات کر رہی تھی اب۔

اس نے جس لڑکی کو دیکھا تھا وہ تو بھیگی بلی جیسی تھی یہ کڑاکے دار آواز تو کسی اور کی ہی لگی اسے۔۔۔

کون بات کر رہا ہے ؟ " حفصہ نہیں جانتی وہ اس کے ہوٹل کے باہر ----- " اپنی گاڑی لگائے کھڑا تھا ۔ صبح سے انتظار کر رہا تھا اس کی ایک جھلک کا لیکن آج تو وہ کمرے سے نکلی ہی نہیں۔ نہ بالکنی میں آئی۔ انتظار کرتے کرتے اب رات ہو گئی تھی۔ اسے یاد نہیں پڑتا اس نے کبھی کسی لڑکی کا اس طرح انتظار کیا ہو۔ وہ بھی صرف اک جھلک دیکھنے کا۔۔۔

مزے کی بات یہ تھی جتنا وہ انتظار کر رہا تھا اتنا ہی وہ تڑپا رہی تھی۔

انتظار کرتے کرتے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو اب کال ملا بیٹھا تھا۔ مگر وہ کہاں جانتا تھا کے مقابل تو بھری بیٹھی ہے۔

اس نے تڑاک سے لہجے میں بات کی تو سفیان الجھا۔ مانا آواز اسی کی تھی لیکن پھر بھی کنفرم کر رہا تھا کیونکہ لہجہ اس کا نہیں تھا۔

تم رات کے دو بجے مجھے کال کیوں کر رہے ہو یہ بتاؤ گے ؟ " وہ اس " لمحے زخمی شیرنی کی مانند تھی کہ ذرا سہ بھی غلط موو اور وہ کاٹ کھائے کچا۔

سوال کے بدلے سوال آیا تھا لیکن لہجہ اتنا کڑکدار کے مقابل نے سیل کان سے ہٹا کر نمبر چیک کیا۔۔کہ کہیں غلط نمبر پہ تو کال نہیں ملادی۔۔۔

" بہت ضروری کام ہے۔ نیچے آو۔ "

میں نہیں آ رہی۔ فون پر ہی بول دو"ابھی اس نوجوان کی بات ختم بھی " نہیں ہوئی تھی ٹھیک طرح کہ وہ تڑاک سے لہجے میں عجلت سے بول اٹھی۔

میں نے کہا ناں نیچے آؤ۔ " اب یہ حد تھی سفیان میر کی۔۔وہ لڑکی اس کے " منہ پر انکار کر رہی تھی۔

اس بار اس کے لہجے میں برہمی ابھرئی۔

انتظار کر سکتا تھا اس کا پورے دن بیٹھ کر لیکن اس کا تڑاک سہ انکار نہیں سن سکتا تھا۔

میں نے بھی کہا ناں۔ میں نہیں آ رہی جو بولنا ہے یہیں بول دو" وہ بھی " اسی کی طرز میں دو بدو بولی۔

اس کا پھر انکار سن ۔۔ اپنی گردن کو اڑا تیرا موڑ کر ایک گہرا سانس لیا ساتھ ہی اپنے الٹے ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔

پانچ منٹ دے رہا ہوں تمہیں چپ چاپ خود نیچے آ جاؤ ورنہ چھٹے منٹ " میں اوپر آ جاؤں گا۔ اور اگر میں اوپر آیا۔۔تو ماں قسم اٹھا کے لے جاؤں گا تمہیں " اس نے دھمکی دی تو بجائے ڈرنے کے وہ مزید چڑچڑاہٹ کا شکار ہوئی مزید جھنجھلائی۔۔۔

اگلے ہی پل سیل کان سے ہٹا کر بیڈ پر پٹخا۔ اور خود جزبز ہو کر اٹھی۔

ارادہ آج اس بندے کا دماغ ٹھکانے لگانے کا تھا۔

کسی آندھی طوفان کی طرح اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو اڑا کر پھینکتی وہ اس کی گاڑی تک پہنچی۔

فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھول کر وہ خود ہی اندر آ بیٹھی تھی۔

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ہاں ؟۔۔۔ سمجھ کیا رکھا ہے تم نے " مجھے؟؟۔۔۔۔میں کوئی پبلک پراپرٹی ہوں کہ جب دل چاہے گا اٹھوانے کے لیے اپنے غنڈے بھیج دو گے یا خود اٹھانے چلے آؤ گے ؟؟۔۔۔ او مسٹر " وہ جیسے ہی آ کے بیٹھی سفیان اس کی جانب متوجہ ہوا لیکن ابھی وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی وہ برسنا شروع ہو چکی تھی۔

اور وہ کوئی برس رہی تھی۔ ۔۔ ٹھیک ٹھاک دھواں دھار گرج چمک کے ساتھ ہونے والی برسات تھی وہ۔۔۔

یقینا ایسی برسات سفیان میر نے کبھی زندگی میں نہیں دیکھی ہوگی اپنے۔۔۔

اس کی آنکھیں آگ کے شعلے برسا رہی تھیں۔

رونے کے سبب پہلے ہی اس کا چہرہ سرخ تھا اور غصے کی شدت سے مزید لال ٹماٹر جیسا ہوا۔

او مسٹر)کہتے ہوئے جب اس نے ایک ادا سے نہایت اکڑ کر اس کی) آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تو وہ مکمل مبہوت ہو گیا۔

اس طرز میں زندگی میں پہلی بار کسی نے بات کی تھی اس سے۔۔۔

وہ تھی کیا ؟؟...ایک معمولی سی ہڈیوں کا ڈھانچا۔

اس نوجوان کے نزدیک ٹھیک طرح گوشت بھی نہیں تھا اس کے جسم پہ تو۔۔ خوبصورت فیگر ہونا تو دور کی بار ٹھہرا۔

او مسٹر ۔۔۔ہر لڑکی بیکاو نہیں ہوتی یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو تم۔۔۔اس " بھوسا بھرے دماغ میں۔۔۔ " اس لڑکی کی جرات کی انتہا تھی۔۔۔ کہ اس نے اپنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو موڑ کر مقابل کی پیشانی کے بیچ و بیچ حصے کو ٹھوکتے ہوئے۔۔اس کے دماغ میں بھوسا بھرئے ہونے کا کھلا اعلان کیا۔

اور تمہاری یہ گندی آنکھیں۔۔ ایسے گھورتے ہو کے اللہ میری توبہ۔۔۔ کے " کپڑے پہنے ہونے کے باوجود میں ان کمفرٹیبل فیل کرتی ہوں تمہارے ساتھ۔ تمہیں تو اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ ایک عورت کو کیسے دیکھتے ہیں۔ " نہایت برہمی اور غضبناک عالم میں جھنجھلا کر بولتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ ڈیش بورڈ پہ مارا ۔

اور اس کے ہاتھ مارتے ہی ڈیش بورڈ کا کھلنا تھا کہ بولتے بولتے اس کی سانس اٹکی۔۔

ڈیش بورڈ میں گن آگے ہی رکھی ہوئی تھی۔ جسے دیکھنے کے بعد اس کے مزید الفاظ حلق میں کہیں اٹک گئے۔

اس نے خوف زدہ نگاہوں سے اگلے ہی پل سفیان کی جانب دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اور پھر دوبارہ گن کی جانب۔۔۔

اب اسے شدت سے احساس ہوا تھا کہ اپنے غصے میں کچھ زیادہ ہی بول گئی ہے وہ---

اگلے ہی پل اس نے گلے میں تھوک نگلا۔

اور پھر ایک لمحے کی تاخیر کے گاڑی کا ڈور کھول کر ایسے اتر کر بھاگی جیسے اس کے پیچھے کسی نے کتے چھوڑ دیے ہوں۔

وہ سفیان میر تھا لوگ اس کی سنتے تھے وہ لوگوں کی نہیں۔ اور وہ دھانا پانا سی لڑکی تو اس کے منہ پر سنا کر گئی تھی-- ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ شدید غصہ آتا --طیش بڑھتا -- تب چڑھتی--- مگر یہ سب تو تب ہوتا نا جب برا لگتا اور اسے تو کچھ برا لگا ہی نہیں - عجیب بات تھی لیکن سچ تھی۔ اسے واقعی اس لڑکی کا کہا ایک لفظ بھی برا نہ لگا۔

سرسیلی ---مجھے عورتوں کو دیکھنے کی تمیز نہیں ؟ " اب وہ اپنی پیشانی " پر ہلکا سہ کھجاتے ہوئے آہستگی کے ساتھ بڑبڑایا جیسے وہ خود سے ہی پوچھ رہا ہو---

اپنے دونوں ہونٹوں کو ایک دوسرے میں بھینچ کر---وہ نہ جانے کتنی دیر یہی بیٹھ کر سوچتا رہا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ پوری فیملی بیٹھ کر لاونچ میں فروزن کارٹون دیکھ رہے تھے طالعہ کی فرمائش پر---

پہلے طالعہ بیٹھی تھی پھر قیصر اس کے برابر میں--پھر نایاب اور اس کے بارے میں مہر---

کیونکہ آج کافی ٹھنڈ تھی اس لیے قیصر دیگر ڈرائی فروٹس کے ساتھ ساتھ مونگ پھلی لے کر آیا تھا۔

اپنے دونوں بچوں کو اس نے ڈرائی فروٹس کی ایک چھوٹی سی پلیٹ بنا کر دے دی تھی تاکہ وہ آرام سے بیٹھ کر کھاتی رہیں جبکہ نایاب کو دیگر ڈرائی فروٹس کے مقابلے مونگ پھلی زیادہ پسند تھی اس لیے قیصر مونگ پھلی

کو چھیل کر نایاب کے منہ میں ڈال رہا تھا۔ اور وہ صرف کارٹون دیکھتے ہوئے کھانے کا کام کر رہی تھی۔

ماما میرا بھی کھاو" بچہ ہمیشہ وہی کرتا ہے جیسا اپنے والد کو کرتا ہوا" دیکھتا ہے۔

مہر مسلسل غور کر رہا تھا کہ قیصر کیسے مونگ پھلی چھیل چھیل کر نایاب کو کھلا رہا ہے۔ اب اس نے بھی پستے کو چھلکے سے جدا کر کے۔۔اس کے آگے بڑھایا تاکہ وہ اس کے ہاتھ سے کھائے جیسے قیصر کی کھا رہی ہے۔

کیونکہ وہ پہلی بار اپنے ہاتھ سے اسے کچھ کھلا رہا تھا۔ ۔۔اس لیے نایاب کو بہت اچھا لگا۔ وہ بڑا خوش ہوکر فورا اپنا منہ جھکا کے اس کے ننھے ہاتھ سے پستے کو کھانے لگی۔

پہلے صرف اس کا شوہر اسے کھلا رہا تھا لیکن اب اس کا بیٹا بھی اس میدان میں باخوشی اتر آیا تھا۔۔ایک بار قیصر اس کے منہ میں مونگ پھلی ڈالتا تو اک بار مہر پستہ ، بادام ، کاجو ، انجیر ، چلغوزہ یا بلیک بیری جو جو اس کی پلیٹ میں موجود تھا اپنی ماں کو کھلاتا۔۔

وہ اپنے شوہر اور بیٹے دونوں سے پرنسس ٹریٹمنٹ لیتے ہوئے مزے سے کارٹون دیکھ رہی تھی ۔۔

طالعہ آپ کھا کیوں نہیں رہے ہو؟۔۔کیا کچھ اور چاہیے آپ کو؟ " طالعے " کارٹون دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ آس پاس کی اسے کوئی خبر نہیں تھی۔ اس کی پلیٹ بھی بھری ہوئی تھی ابھی تک۔۔۔

حنی۔۔ تاتون (کارٹون) دیتھنے (دیکھنے)دو" وہ چھوٹی سی گڑیا جھنجھلا" کر بولی جیسے قیصر کا پوچھنا بھی اسے کارٹون میں ڈسٹرب کر رہا ہو۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔ پاپا آپ کو ڈسٹرب نہیں کر رہے۔۔آپ کارٹون دیکھو آرام سے۔" بعد میں کھا لینا " اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بڑے پیار سے بولا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"آہہہہ--- یہ کیا کر رہے ہو قیصر؟؟ " وہ گارڈن میں کھڑی آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی جب اچانک پیچھے سے اس پر پانی کے فوارے کے ساتھ حملہ ہوا۔

کیونکہ سردی کے دن تھے اس لیے پانی جسم پر پڑتے ہی کرنٹ سہ محسوس ہوا۔

وہ تو پودوں کو پانی دے رہا تھا آرام سے کھڑا--- جب نایاب کو دیکھ--اسے شرارت سوجھی--

بجائے پانی پودوں کو ڈالنے کے اب وہ اپنی بیوی پر ڈالنے آن پہنچا تھا۔

"قیصر--- میں گیلی ہو جاؤں گی -- قیصر--- باز آجاو--- " وہ بچنے کے لیے بھاگتی پھر رہی تھی پورے گارڈن میں اور وہ حسین نوجوان مسلسل اس کے پیچھے پیچھے تھا ہاتھ میں پانی کا پائپ لیے---

"ماما یہ لو---" مہر نے جب یہ منظر دیکھا تو فورا ہی ایک اور پائپ اٹھا کر بھاگتا ہوا اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اسے پانی کا پائپ پکڑایا۔

"اوو--- پاپا کے ساتھ غداری۔ -- " یہ کہتے ہوئے قیصر نے شرارت سے اب پانی کے فوارے کا رخ مہر کی جانب کر دیا تھا

"ماما بچاو ماما بچاو-- " وہ ننھا شہزادہ اب پانی سے بچنے کے لیے آگے آگے بھاگ رہا تھا اور قیصر پیچھے پیچھے---

اور پھر اچانک قیصر پر پیچھے سے حملہ ہوا-- وہ بھی دھواں دھار۔

کیونکہ حملہ اچانک تھا اس لیے اس کے ہاتھ سے پائپ گر گیا۔

اس نے مڑ کر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتے ہوئے دیکھنا چاہا-کے یہ ڈبل حملہ کہاں سے ہو رہا ہے---

پھر اسے اپنے جگنو کے ساتھ اپنی طوطی کھڑی نظر آئی۔

وہ دونوں ماں بیٹی مل کر حملہ کر رہے تھے اپنے اپنے پائپوں سے---

اس کے ہاتھ سے گرا ہوا پانی کا پائپ موقع پا کر مہر نے فورا اٹھا لیا تھا۔ اور اب وہ بھی قیصر پہ حملہ کرنا شروع کر چکا تھا۔

تین جانب سے ایک ساتھ پانی کا حملہ ہونے پر وہ فوجی ہار مان گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں سرنڈر کے لیے اٹھا دیے تھے۔ لیکن اس کے باوجود مخالفین کی جانب سے اسے بخشا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

شمیم خاتون جب چائے لے کر وہاں پہنچیں تو وہ چاروں کے چاروں پانی سے تر بہ تر ملے تھے جیسے ابھی ابھی نہاء کر چکے ہوں (وہ بھی کپڑوں سمیت)۔۔۔

ان چاروں کے ہی چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔۔۔

وہ مسکرائی تھیں۔۔۔ اور دل ہی دل دعا گو ہوئیں کہ ان کی فیملی کو کسی کی نظر نہ لگے۔

❤️#جاری_ہے

-

عبدالرحمان صاحب کے کہنے پر وہ پہلی بار آفس آئی تھی۔۔

وہاں کی فضاء کافی تنازعات کا شکار نظر آرہی تھی۔ نایاب کے منظر عام پر آنے سے پہلے تک سب کو پتہ تھا کہ انہیں عبدالرحمان صاحب کے اکلوتے بیٹے اور وارث کو سپورٹ کرنا ہے ۔۔۔لیکن اب بات الگ تھی اب ایک نیا جاۂیدداد کا وارث موجود تھا اور جنہیں قیصر سے سخت اختلافات تھے مگر وہ بول نہیں سکتے تھے انہیں اب موقع مل گیا تھا سامنے سے آکے اس کی مخالفت پہ اترنے کا اور وہ اس کام کے لیے نایاب کا ساتھ دینے والے تھے کیونکہ سب کے نزدیک نایاب و قیصر کمپیٹیٹر تھے۔۔۔اور دنیا جانتی ہے جائیداد کتنی بری چیز ہے بھائی کو بھائی کے خون کا پیاسا کردے۔۔پھر یہ تو ماموں بھانجی تھے ۔

ہیلو نایاب" نایاب سے ملنے کے لیے بڑے بڑے بزنس مین اپوائنٹمنٹ بک" کروا چکے تھے۔ جن میں سے ایک کنزہ بھی تھی۔ وجہ اس کا عبدالرحمان صاحب کی نواسی ہونا نہیں تھا وجہ اس کا قیصر کا کمپٹیٹر ہونا تھا جو لوگ شروع سے اس شیر کو نقصان نہیں پہنچا پائے تھے ابھی تک وہ نایاب کا سہارا لینا چاہتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ وہ لڑکی ان کی ساتھی بننا

چاہیے گی کیونکہ جائیداد پر مکمل قابض آنے کی بھوک تو سب کے نزدیک اس لڑکی کو بھی ہوگی۔

نایاب سے زیادہ تر رابطہ کرنے والے قیصر کے دشمن ہی تھے۔ کچھ کھلے کچھ چھپے۔۔۔

آفس کے سٹاف سے انٹروڈکشن وغیرہ ہونے کے بعد جب وہ اپنے کیبن میں آ کر بیٹھی تو وہ کنزہ ہی تھی جو سب سے پہلے اس سے ملنے آئی۔

ہیلو" کنزہ اس کے سامنے والی چیئر پر نہایت پروقاریت کے ساتھ آکر" بیٹھی۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو جانتی تھیں لیکن بات پہلی بار ہو رہی تھی۔

نایاب۔۔ میں جانتی ہوں میری بہن بھی تم سے ضرور رابطہ کرۓ گی" پروجیکٹ کے سلسلے میں لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم ہائی کوپریشن کو سپورٹ کرو یعنی کہ مجھے۔۔۔ " رسمی سلام دعا کے بعد کنزہ اپنے آنے کا اصل مقصود بیان کرنے لگی

ہممم۔۔۔ لیکن قیصر بہت سالوں سے تمہاری بہن کے ساتھ کام کر رہا ہے" اچانک ہم اسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں" نایاب کے ادا کیے جملے نے کنزہ کو تعجب میں ڈالا۔

اس نے (ہم) کا لفظ استعمال کیا تھا۔ جو یہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ وہ قیصر کے مد مقابل نہیں کھڑی بلکہ وہ ساتھ ہی ہیں۔

قیصر کر رہا ہے۔۔تم تو نہیں۔۔۔ میں نے سنا ہے تم بہت جینیس ہو۔۔ اور " مجھے یقین ہے یہ تو تمہیں نظر آہی رہا ہوگا فائل پڑھنے کے بعد کہ تمہارا فائدہ کس کے ساتھ کام کرنے میں ہے۔ " کنزہ سیدھی ہو کر بیٹھتے۔ اب اس کی جانب دیکھ ۔۔۔معنی خیزی کے ساتھ گمبھیر لہجے میں جملے ادا کر رہی تھی۔

قیصر کی مخالفت پر جتنے بھی راستے جاتے ہیں اگر انہیں چننا تمہارے " و دیگر لوگوں کے نزدیک میری ذہانت ہوگی تو پھر میں بے وقوف ہی بھلی۔۔۔ " نایاب نے بہت کم الفاظ میں یہ بات کھل کے بتا دی تھی کہ چاہے

کتنا بھی بڑا منافع اس کے حصے میں کیوں نہ آجائے وہ قیصر کی مخالفت پر نہیں اترنے والی۔

میں جانتی ہوں وہ تمہارے مامو ہیں تم بہت محبت کرتی ہو ان سے " ۔۔جذباتی لگاو ہے تمھیں۔۔لیکن یہ بزنس ورلڈ ہے یہاں جذبات سے کام نہیں لیا جاتا یہاں دماغ کا کام ہوتا ہے سارا اور۔۔۔ " ابھی کنزہ بول ہی رہی تھی کہ نایاب اس کی بات کاٹتے ہوئے" پہلے میں سوچ رہی تھی کہ قیصر اتنے سال کی منگنی کے باوجود بھی کیوں تمہارے ساتھ کام کرنے کے لیے راضی نہیں ہوا کبھی۔ اب وجہ میرے سامنے ہے۔ تم کبھی مخلص نہیں ہوئیں اس کے لیے۔ تم صرف اپنی بہن کو نیچے گرانے میں لگی پڑئی ہو۔۔۔فی لحال میں اس پروجیکٹ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔ "

نایاب دیکھ چکی تھی اس لڑکی کا مقصود اپنی اور اس کی کمپنی کو فائدہ پہنچانا نہیں تھا بلکے صرف اور صرف اپنی بہن کو نیچے گرانا تھا۔ مگر مسئلہ سارا یہاں کھڑا تھا کہ اس کی بہن اکیلی نہیں تھی قیصر تھا اس کے ساتھ ۔ اس کا کنزہ کے پروجیکٹ کو سائن کرنا قیصر کے تمام پرانے پروجیکٹس کو جو اس کی بہن کے ساتھ پہلے سے ہی طے پائے ہوئے تھے نقصان پہنچا دیتا۔ اور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

چلو اگر تمہارا کبھی ذہن بدلے تو مجھے بتانا۔ یہ میرا کارڈ ہے" کنزہ نے " بہت کوشش کی اسے اپنی باتوں سے قائل کرنے کی مگر نایاب کو اپنے موقف سے ذرا ہلتا نہ پایا۔۔۔اسی لیے آخر میں اپنا کارڈ دے کر کھڑی ہو گئی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر۔۔۔مائی سویٹی پائی" وہ لنچ ٹائم میں خود ہی قیصر کے کیبن میں چلی" آئی تھی

ایسا نہیں ہے نایاب نے پہلی بار اسے کام کرتے ہوئے دیکھا تھا وہ سٹڈی میں بھی بہت دیر تک کام کرتا رہتا تھا لیکن آفس میں تھری پیس سوٹ میں ٹائی شائی لگائے وہ کام کرتا ہوا کچھ زیادہ ہی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

نایاب کیبن میں داخل ہوتے ہی کسی تھکے ہوئے بچے کی طرح اس کی جانب آئی اور اپنی بائیں اس کی گردن میں ڈال ۔۔مکمل اس کے حسین چہرے پر جھک کر۔۔۔ اس کی پیشانی چومنے لگی۔

پہلا دن کیسا گزرا میرے جگنو کا؟ " مقابل نے اسے اپنی گود میں بٹھاتے " ہوئے بڑی محبت سے پوچھا۔

تم سے ملنے سے پہلے تک تو بورنگ ہی تھا۔ اب کچھ انٹرسٹنگ والی " فیلنگس آرہی ہیں۔" وہ اس کی ٹائی سے کھیلتے ہوئے۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال شرارت سے بولی

اچھا۔۔۔ " قیصر صرف اس کی شرارتی آنکھیں دیکھ رہا تھا جس کے سبب" ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔

نایاب اسے آج کے پورے دن کے متعلق بتانے لگی کہ کس سے کیا بات ہوئی کس نے کیا کہا، اس نے کیا جواب دیا کس نے کس طرح دیکھا ، کون کیا کہہ رہا تھا، کس کے دماغ میں کیا چلتا محسوس ہوا اسے ۔۔ الغرض ایک ایک بات اور مقابل مسلسل سن رہا تھا اور مسکرائے چلے جا رہا تھا ۔۔دنیا جانتی تھی بندہ لنچ ٹائم میں بھی صرف کام کرتا ہے اتنا ورک ہولک ہے وہ۔۔۔۔ لیکن نایاب کے آنے کے بعد اس نے ایک بار بھی کام کو ہاتھ نہیں لگایا ۔۔نہایت فرصت کے ساتھ اس کی اک اک بات سنتا رہا جیسے یہی دنیا کا سب سے اہم کام ہے۔

اور وہ لڑکی جسے لوگوں سے نہایت مختصر اور جامع بات کرنے کی عادت تھی۔۔جو اک اک لفظ کو تول کر بولتی۔۔۔وہ اپنے شوہر کے سامنے ایسی بولتی طوطی بنی ہوئی تھی جیسے اس سے زیادہ تو دنیا میں کوئی باتونی پیدا ہی نہ ہوا۔

لنچ ٹائم ختم ہو چکا تھا لیکن اس کے جگنو کی باتیں ابھی بھی جاری تھیں۔۔۔وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا ۔۔۔اس لیے اس کی نگاہوں سے بچا میٹنگ کینسل)ٹائپ کر کے اپنے سیکرٹری کو) M.C کر اپنے موبائل پہ سینڈ کر دیا۔

" ویسے دو دن بعد رمضان سٹارٹ ہو رہے ہیں۔ ہماری پوری فیملی کا پہلا رمضان ہوگا یہ ساتھ۔۔ ویسے تو دونوں چھوٹے ہیں لیکن پھر بھی انہیں سحری میں اٹھا دیا کروں گی تاکہ انہیں پتہ چلے کہ سحری کیا ہوتی ہے۔ اچھا ہے ابھی سے عادت ڈلے گی تو بعد میں انہیں روزہ رکھنے میں مشکل نہیں ہوگی۔" نایاب رمضان کو لے کر بہت ایکسائٹڈ تھی کیونکہ ان کی پوری فیملی کا پہلا رمضان تھا ایک ساتھ۔۔

رمضان کی اپنی ہی سوغاتیں ہوتی ہیں اپنی ہی خوبصورتی اپنا ہی حسن اپنی چمک اپنی رونقیں ۔۔جو پورے سال میں پھر کسی اور تہوار میں نہیں مل پاتیں۔۔ وہ انتظار کر رہی تھی اپنی پوری فیملی کے ایک ساتھ سحری اور افطاری کا ۔۔قیصر کے ساتھ مہر کو نماز اور تراویح پڑھتے دیکھنے کا۔۔ ان دونوں لٹل جگنوں کو کارٹونز کی جگہ اسلامی ہسٹری کے واقعات سنانے کا۔ اور سب سے بڑھ کر رمضان کے پورے روزے رکھنے کے بعد خدا کے دیے انعام عید پر اپنے شوہر و بچوں کے ساتھ خوشگوار لمحات گزارنے کا۔۔

اس کی بات سن۔۔ قیصر مسکراتے ہوئے

اثبات میں سر ہلانے لگا۔ ساتھ ہی اس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"گھر آو فوراً۔ اور نایاب کو بھی ساتھ لانا "

آفس سے واپسی پر وہ ایک ساتھ ہی گھر جا رہے تھے جب عبدالرحمان صاحب کی کال موصول ہوئی۔۔

اپنی بات برہمی سے کہتے ہی انہوں نے کال ڈس کنیکٹ کر دی تھی ۔

کیا ہوا؟ ۔۔ اچانک پریشان کیوں ہوگئے؟" نایاب اس کے چہرے کو بغور ' دیکھ رہی تھی۔۔

عبدالرحمان صاحب سے بات کرتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے اب وہ تھوڑا فکر مند و پریشان نظر آرہا تھا۔

پتہ نہیں کیوں لیکن ڈیڈ بہت غصے میں لگ رہے تھے۔ میں نے تو کچھ " بھی نہیں کیا ہے جب کے " عبدالرحمان صاحب جب بھی اس طرح کال کر کے بلاتے تھے وہ جانتا تھا اس کا انجام دیا ہوا کوئی کارنامہ ان کے علم میں آگیا ہے لیکن اس بار تو اس نے کچھ نہیں کیا تھا پھر وہ اتنا بھرم کیوں تھے؟ کہیں انہیں اس کے سنگر ہونے کا تو علم نہیں ہو گیا ؟؟ .. لیکن اگر سنگر ہونے پر ڈانٹنا ہوتا تو نایاب کو کیوں بلاتے ساتھ؟ ..اس کا ان سب سے کیا تعلق؟....

نہیں... میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا ہوں" اچانک سوچتے سوچتے اس کا" دماغ بچوں پر پہنچ گیا تھا ۔کے کہیں عبدالرحمان صاحب کو مہر و طالعہ سے اس کے رشتے کا علم تو نہیں ہو گیا۔ مگر اپنے ذہن میں آنے والے خیال کو اس نے خود ہی جھٹک دیا...نایاب سے شیئر نہیں کیا کہ کہیں وہ پریشان نہ ہو جائے۔ وہ اچھے سے جانتا تھا نایاب اپنے نانا کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

وہ زیر لب بڑبڑاتا گاڑی کو عبدالرحمان صاحب کے گھر کی جانب موڑ گیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

امی آپ بڑے ابو کو ہاں کر دیں۔ میں تیار ہوں شادی کے لیے" روزانہ کی" طرح اس کی والدہ کی کال آئی تھی۔ ان سے باتیں کرنے کے دوران آج حفصہ نے خود سے اپنے بڑے ابو کے بیٹے کے رشتے کے لیے رضامندی ظاہر کر دی تھی۔

واقعی؟؟ مگر تم تو کہہ رہی تھیں کے پروفیسر کا بیٹا پسند ہے تمہیں ۔ میں" تمہارے ابو سے اس کی بات کروں" اس کی والدہ الجھیں کیونکہ حفصہ نے انہیں کافی دنوں سے کہہ رکھا تھا کہ وہ علی کے متعلق اس کے والد سے بات کریں مگر انہیں ابھی تک موقع نہیں مل سکا تھا بات کرنے کا ...اوراچانک اب وہ خاندان میں رشتہ کرنے کے لیے راضی ہو گئی تھی جبکہ اس کی والدہ جانتی تھیں کے اس کے خواب بہت اونچے ہیں... جو خاندان میں شادی کے بعد کبھی پورے نہیں ہو سکتے۔

پھر انہوں نے بہت پیسہ لگایا تھا اس کے برائٹ فیوچر پر۔۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کبھی بھی اسے شادی کے لیے فورس نہیں کیا جب کہ اس کی عمر بڑھ رہی تھی۔ اور یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ عورت کی ایک عمر ہوتی ہے رشتے آنے کی اس کے بعد رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں۔

اسے عاطف پسند تھا لیکن وہ عمر میں چھوٹا تھا اس نے علی کو پسند کیا لیکن وہ مخلص نہیں نکلا اس لیے حفصہ کو لگا اب بہترین آپشن اس کے پاس صرف تایا کا بیٹا ہے۔

محبت کرنا الگ چیز ہے اور نفع کا سودا کرنا الگ۔۔۔ وہ ابھی تک صرف اپنے لیے ایک فل پیکج شوہر ڈھونڈتی پھر رہی تھی محبت سے کوئی لین دین نہیں تھا اس کا۔۔۔

" میں کہہ رہی ہوں ناں۔۔آپ بڑے ابو کو ہاں کردیں ۔۔۔ "

اور وہ جانتی تھی (ہاں)کرتے وقت ۔۔۔کہ ایک بار یہ رشتہ اسٹارٹ ہو گیا۔۔۔تو پھر واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔۔اسے شادی کرنی ہی کرنی ہے ۔۔۔اس کے باپ کی عزت پہ آ جائے گی بات۔۔۔پھر نہیں بھاگ سکے گی وہ۔۔۔

مگر وہ تو جلدی مانگ رہے ہیں۔۔ عید کے چوتھے دن شادی ہوگی تمہاری " پھر۔۔۔ اچھی طرح سوچ لو ہماری جانب سے کوئی زبردستی نہیں ہے تمھیں۔ " اس کی والدہ اس کے اچانک فیصلے پر سمجھانے لگیں۔۔۔

جی ۔۔۔ آپ ہاں کردیں "اس نے خود کو کہتے سنا۔"

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں سخت فیصلے لینے ہوتے ہیں۔۔۔اور وہ فیصلے ایک انجانی طاقت ہماری زبان سے ادا کروا دیتی ہے۔ نہیں سمجھ آتا وہ آواز کس طاقت کی بناء پر ہمارے منہ سے نکلتی ہے جو لفظوں میں تشکیل پاتی ہے۔۔ کیا وہ ہماری قوت ارادی ہوتی ہے یا ہماری دل کی اندرونی نیت جس سے ہم خود بھی ٹھیک طرح واقف نہیں ہوتے یا ہمارا نصیب جو تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا بس ہمارے منہ سے ادا کروانا باقی رہ گیا تھا جو اب مکمل ہو گیا یا صرف دماغ کے پریشرائز ہونے کے سبب۔۔۔۔ہم وہ الفاظ ادا کر دیتے ہیں۔۔۔ اصل وجہ نہیں پتا لیکن ہم کرتے ہیں اور ہم بعد میں خود حیران ہوتے ہیں کہ ہم نے یہ الفاظ کیسے ادا کر دیے؟

ٹھیک ہے تو پھر تم گھر آجاؤ۔ دو دن بعد تو رمضان شروع ہو رہے ہیں۔ "
شادی کی تیاری شروع کر دیں گے اسی میں۔۔کیونکہ مجھے اندازہ ہے وہ
عید کے چوتھے دن مانگیں گے نکاح۔۔اصل میں مہرین (تایا کی بیٹی)کا نکاح
" ہے ناں اس دن ۔ تو بیٹے کا نکاح بھی ساتھ ہی کریں گے۔۔۔

اوکے۔۔ میں کل ہی ملتان کی ٹکٹ بک کرواتی ہوں۔۔ " مردہ دل کے ساتھ"
کہتے ہوئے اس نے اپنی ہتھیلی کی جانب دیکھا جو خالی تھی اور اسے یہ
غم ستایا کہ شاید اس نے خالی ہی رہ جانا ہے۔ وہ نہیں کر پائی گی
اپنےخوابوں کو پورا۔۔۔ تایا کا بیٹا کہاں

بن کر مزید ترقیوں کا سفر طے کرنے دے گا وہ تو pharmacist اسے
اسے گھر پر بٹھا لے گا چولھا چوکا سنبھالنے کے لیے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

یہ کیا ہے جانتے ہو؟؟ " نایاب و قیصر لاؤنج میں پہنچے ہی تھے کہ "
عبدالرحمان صاحب انہیں دیکھتے ہی ہاتھ میں ڈی این اے کی رپورٹ لیے
کھڑے ہو گئے۔

انہوں نے قیصر کی جانب دیکھ آگ بگولا ہو کر پوچھا تھا

پڑھو اسے ۔۔۔اس ڈی این اے کی رپورٹ کے مطابق مہر کے باپ ہو تم" "
ابھی قیصر انہیں جواب دیتا اس سے قبل ہی وہ قریب آکر ۔۔۔رپورٹ اس کے
منہ پر مارتے ہوئے زور سے دھاڑے۔

اور بس ان کے جملے ادا کرنا تھا کہ نایاب پتھر کی بن گئی۔ اس کا سب سے
بڑا ڈر یہی تو تھا کہ عبدالرحمان صاحب کو اس کے بچوں کے باپ کا علم
ہو۔

لڑکی تم۔۔۔ تمہیں شرم نہیں آئی اپنے ماموں کے ساتھ یہ سب کرتے ہوئے۔ تم "
نے مذاق بنا کے رکھ دیا ہمارے خاندان کو۔۔تم۔۔ " وہ نایاب کی جانب دیکھتے
ہوئے جیسے ہی چنگھاڑئے ویسے ہی قیصر ان کے وہ نایاب کے درمیان
کسی دیوار کی طرح حائل ہو گیا۔

نایاب نے اس نوجوان کو اپنے سامنے کسی سائبان کی طرح کھڑا پایا۔

مانو وہ جلتی ہوئی کرنوں کو اس کے قریب نہیں آنے دے رہا تھا۔

وہ بولتے بولتے رکے جب قیصر کو اپنے اور نایاب کے درمیان دیوار کی مانند حائل ہوتے دیکھا۔

" ہے ناں آخر یہ مومن کا گندا خون--پہلے اس نے ہماری بیٹی ہم سے چھینی اور آج اس کا گندا خون ہمارے بیٹے کو ہمارے منہ پہ کھڑا کر رہا ہے" عبدالرحمان صاحب کے حقارت اور نفرت آمیز جملے اس لڑکی کے دل کو جا کر لگے۔

ابھی تین چار دن پہلے میری نواسی میری نواسی کہہ کر فخرانہ گردن اونچی کر کے لوگوں سے ملانے والا شخص --کیسے بغیر سچ جانے بغیر پوری بات ایکسپلین کرنے کا موقع دیے --اسے گندا خون قرار دے رہا تھا کھڑے ہو کر--

اس نے کچھ نہیں کیا ہے ڈیڈ-- " قیصر تیزی سے بولا۔ "

" کچھ نہیں کیا؟ واقعی ؟...تو پھر یہ رپورٹ کیا بول رہی ہے ؟؟-- تم اپنی ہی بھانجی کے بچوں کے باپ کیسے بن گئے ؟ .. یقینا اسی نے -- " ابھی وہ غصے میں مزید کچھ سخت بولتے اس سے قبل ہی قیصر ان کی بات کاٹتے ہوئے " سگی بھانجی نہیں ہے یہ میری-- اور یہ بات میں شروع سے جانتا ہوں-- " اس کے ادا کیے جملے عبدالرحمان صاحب کا دل ہلا گئے تھے

وہ کبھی نہیں چاہتے تھے--کہ قیصر کو علم ہو کہ وہ ان کا لے پالک بیٹا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ یہ سچائی اس سے چھپائے رکھنے کی کوشش کی۔

وہ قیصر کے منہ سے یہ انکشاف سننے کے بعد تھم سے گئے تھے۔

" ان سب میں آپ کی نواسی کی کوئی غلطی نہیں-- عفان نے اسے ڈرگز دیے تھے ساتھ ہی دو لڑکوں کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا۔ کیونکہ یہ ارسا اور ذریاب کے بیچ میں آرہی تھی بار بار-- جب میں اسے ہوٹل کے روم میں ملا تو یہ بہت بری حالت میں تھی۔ میں جانتا تھا میں اس کا ماموں نہیں ہوں اور جس حالت میں یہ مجھے ملی تھی میں خود کو روک نہیں سکا۔

می--- " اور ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ اس کے چہرے پر ایک زوردار طمانچہ رسید ہوا--

جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کیا ہے تم نے- --تم ہماری تربیت نہیں " ہو سکتے--ہماری تربیت کبھی اتنی گندی نہیں تھی--تم نے ہماری نواسی کا فائدہ اٹھایا --- " وہ غصے سے تلملا اٹھے تھے-

قیصر کی بتائی ہوئی کہانی کے مطابق اس نے نایاب کا فائدہ اٹھایا تھا ڈرگز کی حالت میں- --ان کی نواسی کا فائدہ---

عبدالرحمان صاحب مکمل سرخ پڑ گئے تھے- -- ایک تھپڑ سے ان کا غصہ کہاں ٹھنڈا ہونے والا تھا- وہ غصے سے تلملاکر ادھر ادھر کچھ چیز ڈھونڈنے لگے-

قیصر-- یہ کیا--- " ابھی نایاب بیچ میں بولتی اس سے پہلے ہی قیصر نے" مڑ کر اس کی جانب گھور کردیکھا ---جو اشارہ تھا کہ چپ رہو-

اگر عبدالرحمان صاحب غصہ تھے تو قیصر بھی طیش کے عالم میں ہی تھا-

اس کے مطابق وہ یہ بات اپنے والد کو بہت ٹھنڈے مزاج میں اپنے طریقے سے پہلے ہی سمجھا دیتا اگر اس لڑکی نے بات کرنے دی ہوتی-

بچے دنیا میں آچکے تھے- اب ان کے نکاح کا چھپے رہنا ایک ناممکن سی ہی بات تھی- اور پھر وہ چھپانا چاہتا بھی نہیں تھا-

اگر عبدالرحمان صاحب سچائی جاننے کے بعد اسے اپنی جائیداد سے عاق کرتے بھی --تو بھی وہ نوجوان اپنا ایک کیریئر رکھتا تھا--الگ سے اتنا پیسہ تھا اس کے پاس کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کر سکے اپنی بیوی کو ... ایک اچھی زندگی دے سکے پھر کس بات کا ڈر تھا اس لڑکی کو؟؟

وہ لڑکی شروع سے اپنے نانا کو فوقیت دیتی تھی---ان کے رشتے کو کبھی نہیں دی ---تو آج قیصر نے بھی وہی کیا جو اس کے نزدیک نایاب چاہتی تھی کہ وہ کرئے-

تو کیا ہوا جو اس کے سامنے جھوٹے مس کیرج کا ڈرامہ رچا گیا-

تو کیا ہوا جو اس کے بچے اسے پاپا نہیں کہتے-

تو کیا ہوا جو اس کی بیوی کا اسی کے سامنے رشتہ کروایا جارہا ہے۔

وہ شروع سے صرف اپنے نانا کو کھونے کا خوف رکھتی تھی۔۔ اسے کھونے کا کبھی نہیں رکھا تبھی تو اتنا آسان تھا اس کے لیے مس کیرج کا جھوٹا ناٹک کر کے اسے تنہائی کے گڑھے میں پھینک کر دور چلے جانا۔۔۔

وہ کیا سمجھتی ہے۔۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا مس کیرج نہیں ہوا ہے۔

وہ نوجوان تو اس لمحے ہی جان گیا تھا کہ یہ سب ڈرامہ ہے ۔۔ جب اس نے نایاب کو باہوں میں بھرا تھا اور اس کا وزن پہلے جیسا ہی پایا تھا۔

وہ چاہتا تو روک لیتا ۔۔اتھارٹی تھی اس کے پاس۔۔۔بیوی تھی اس کی لیکن اس نے نہیں روکا ۔۔جانے دیا۔۔اس ڈرامے کو رچانے دیا۔۔چونکہ وہ زبردستی نہیں چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ راستے الگ ہونے سے پہلے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا اس نے فون پر تاکہ وہ لڑکی جان لے کتنی محبت کرتا ہے اس سے۔۔۔۔

گویا کہہ رہا ہو۔۔۔بھلے ہی تم جھوٹ بولو مجھ سے دور جانے کے لیے لیکن میری محبت میں پھر بھی کمی نہیں آتی۔۔

عبدالرحمان صاحب کی محبت کو جو وہ نایاب کے لیے اپنے دل میں رکھنا شروع ہو چکے ہیں قائم رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ نایاب اس پورے سلسلے میں مظلوم ظاہر ہو اور یہ تب ہی ممکن تھا جب دوسرا ظالم قرار پاتا۔ اسی لیے قیصر نے ادھا ادھورا سچ بیان کیا۔۔جس سے وہ ظالم کے کردار پر پورا اترے۔

نایاب نے کبھی قیصر کی آنکھوں کو اتنا آگ برساتے نہیں دیکھا تھا خود پر۔۔۔جتنا اس لمحے دیکھا۔۔۔

جب نایاب اور قیصر آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں کر رہے تھے۔۔اس لمحے عبدالرحمان صاحب ادھر ادھر نظر دوڑانے لگے۔ کہ بس انہیں کوئی چیز مل جائے۔۔۔

اسٹک لا کر دو ہمیں۔۔۔ " جب انہیں کچھ نہ ملا تو وہ زور سے دھاڑے۔ "

التمش اس پورے منظر کو خاموشی سے ہاتھ باندھے دیکھ رہا تھا۔ "

عبدالرحمان صاحب کے اسٹک مانگنے کے باوجود بھی وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلا۔۔ہمت ہی نہ ہوئی

سنا نہیں تم نے۔۔ ہم نےکہا۔۔۔ اسٹک لا کر دو" اب وہ التمش کی جانب " دیکھتے ہوئے۔۔آگ بگولا ہو کر دھاڑئے۔۔۔

وہ مجبور تھا اپنے مالک کی بات سننے پر اس لیے اسٹک لے کر آیا۔ ۔

نانا جان۔۔۔ میں آپ کو پوری بات بتاتی ہوں اصل میں۔۔۔ " انہیں سٹک لے " کر قیصر کی جانب آتا دیکھ۔۔ نایاب خوفزدہ ہو کر تیزی سے اس کے آگے آکر کھڑی ہوئی۔

" نایاب تم ہٹ جاؤ۔ ۔ "

لڑکی تم ہٹ جاؤ " قیصر و عبدالرحمان صاحب ایک ساتھ بولے۔۔۔ "

مانا دونوں بہت غصے میں تھے لیکن دونوں میں سے ایک بھی نایاب کو تکلیف نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا ۔۔۔چاہے وہ غلطی سے ہی کیوں نہ ہو۔۔۔

میں کیسے ہٹ جاؤں جب یہ ساری بات میرے متعلق ہی ہے۔۔۔ نانا قیصر۔۔۔ " " ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ قیصر نے اس کے بازو کو مضبوطی سے جھنجوڑنے والے انداز میں پکڑا۔ اور اسے کھینچتا ہوا کمرے کی جانب لے جانے لگا۔ ۔

قیصر چھوڑو میں بات کر رہی ہوں نا۔۔۔ "

چھوڑو۔۔۔ "وہ نازک جان خود کو چھڑانے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی مگر مقابل پر نہ تو اس کی باتوں کا اثر تھا اور نہ ہی اس کے پرزور احتجاج کا۔۔

نایاب کو کمرے میں دھکیلنے کے بعد اس نے دروازہ فورا لاک کر دیا تھا باہر سے۔

اور نہایت شرافت کے ساتھ پھر جا کے اپنی باپ کی عدالت میں کھڑا ہو گیا۔۔۔

عبدالرحمان صاحب اتنے غصے میں تھے۔۔۔ کہ ان کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑے لڑکے کی چمڑی ادھڑ دیں اور اسی نیت سے انہوں نے سٹک بھی اٹھائی تھی لیکن ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا۔۔وہ مار نہ سکے اسے۔۔۔

جبکہ مقابل تو ٹچ سے مچ نہ ہوا ۔۔ہاتھ باندھے کھڑا رہا ۔۔کہ بس آپ سزا دیتے چلے جاؤ اور میں لیتا چلا جاؤں گا۔

تمہیں واقعی شرم نہیں آئی پاکیزہ رشتوں کو پامال کرتے ہوئے ؟ ..ہماری " ہی نواسی کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے؟؟ ... مانا تم جان گئے تھے کہ تمہاری سگی بھانجی نہیں ہے وہ۔۔پھر بھی ہم نے تو سگے بیٹوں کی طرح پالا تھا تمہیں۔۔۔کچھ نہیں تو ہماری پرورش کا ہی خیال کر لیتے۔۔۔ تم نے آج ہم پر آشکار کر دیا کہ خون کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔۔۔اچھی پرورش کچھ نہیں ہوتی" ان کے لہجے میں جہاں غصہ تھا وہیں کرب و رنج بھی تھا

میں نے نکاح کیا ہے آپ کی نواسی سے" مزید نہیں سن سکتا تھا وہ ۔۔۔ "

زیادتی جیسے لفظ اس کی نکاح پر گالی تھے۔

وہ نوجوان دوبدو جتاتے ہوئے بولا۔

کیسا نکاح؟؟۔۔بھانجی ہے تمہاری" عبدالرحمان صاحب اعتراضا اور احتجاجا" زور سے دھاڑئے

سگی نہیں ہے۔۔۔ لے پالک ہوں میں۔۔۔ہمارے نکاح میں کوئی قباحت نہیں " " مانا اس کی آواز دھیمے تھی لیکن اس میں جماو تھا بلا کا جماو۔۔۔

ایک ایک لفظ نہایت جتاتے ہوئے ادا کیا

قیصر دروازہ کھولو مجھے بات کرنی ہے...قیصر۔۔۔ قیصر۔۔۔ " نایاب کی " مسلسل دروازہ بجانے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نہیں مانتا اس نکاح کو۔۔۔ " وہ اعلانیہ بولے۔ "

آپ کے ماننے یا نہ ماننے سے میرے نکاح پہ فرق نہیں پڑنے والا " اس " نے بھی انہی کی طرز میں جواب دیا تھا۔

تو تم مذاق بنانا چاہتے ہو میرا اور میری سالوں کی کمائی ہوئی عزت کا؟ " " عبدالرحمان صاحب دانت پیستے ہوئے جزبز ہو کر پوچھنے لگے۔

مانا وہ چوٹ کرنے کے لیے بولا ہوا جملہ تھا لیکن مقابل کھڑے لڑکے نے ذرا فیل نہ کیا---

مذاق تب بنتا جب میں آپ کی نواسی کا غلط فائدہ اٹھاکر اسے چھوڑ دیتا--- " جبکہ میں تو آپ کے سامنے کھڑا ہوکر ذمہ داری قبول کر رہا ہوں ۔ خود کہہ رہا ہوں کہ میرا نکاح ہوا ہے اس سے---وہ میرے بچے ہیں پھر کس بات " کا خوف ہے آپ کو؟؟؟ ---

ماموں بھانجی کے نکاح نہیں ہوا کرتے " وہ غضبناک ہو کر چنگھاڑے--- "

سگے ماموں بھانجی نہیں ہیں ہم --- کتنی بار بولوں میں آپ سے" قیصر کی " آنکھوں میں سرخ ڈورئیں ابھر آئی تھیں---

اس کی گردن تک اناری رنگ کی ہو چکی تھی۔

اس بار وہ گرج دار لہجے میں بولا--- تو عبدالرحمان صاحب مزید بھپر اٹھے---

ماحول میں گرما گرمی چھا گئ تھی--

التمش کو سانس لینے میں مشکل ہونے لگی--

جب تک تم ہمارے زیر سایہ ہو-ہمارا نام تم سے جڑا ہے تب تک تم اور " نایاب ماموں بھانجی ہی ہو--یہ بات سمجھ لو تم اچھی طرح- بلکہ ہم طلاق کے پیپرز تیار کروا رہے ہیں اسے سائن کرو اور آزاد کرو نایاب کو ---ہم اس کی شادی کہیں اور کرائیں گے۔ " عبدالرحمان صاحب فیصلہ کن لہجے میں بولے۔ تو قیصر کی آنکھیں بدل گئیں۔ ۔

آپ جانتے بھی ہیں آپ کیا بول رہے ہیں؟ " اسے تو یقین ہی نہیں آیا تھا" اپنے کانوں پر کہ وہ صرف اپنی عزت اور انا کی خاطر اس کا بنا بنایا گھر توڑنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔

وہی جو تم سن رہے ہو--- ہماری اتنے سالوں کی کمائی ہوئی عزت --- " " ابھی وہ بول ہی رہے تھے کہ قیصر بیچ میں بات کاٹتے ہوئے-- " سیریسلی " ڈیڈ؟؟ ..آپ کے لیے اپنے بچوں سے زیادہ اپنی عزت اہم ہے ؟؟---

بالکل۔۔ تم کیا جانو عزت کیا چیز ہوتی ہے؟؟ ... لاوارثوں کی اولاد ہو تم ""
اور ان کا یہ آخری جملہ قیصر کے جیسے دماغ کے پرخچے اڑا گیا

کتنی ہی دیر اسے یقین نہیں آیا یہ جملے عبدالرحمان صاحب ادا کر رہے ہیں اس کے لیے۔۔جنہوں نے بچپن سے پالا ہے اسے۔۔۔جنہوں نے کبھی اپنے منہ پہ یہ تک نہیں آنے دیا کہ وہ ایک لےپالک ہے۔۔۔

لاوارثوں کی اولاد" وہ صدمے سے زیر لب دوبارہ دہرانے لگا۔"

اس کی آنکھوں میں نمکین پانی جھلک آیا تھا جو باہر آنے کے لیے بے تاب تھا لیکن وہ مرد تھا رو نہیں سکتا تھا اس لیے انہیں اندر روکے ہوئے تھا۔ ورنہ عبدالرحمان صاحب کے سخت الفاظوں نے اس کے دل کو چیر کے رکھ دیا تھا آج۔۔۔

قیصر کھولو۔۔۔ نانا کھلوائیں اسے ۔۔۔ قیصر جھوٹ بول رہا ہے اس نے کچھ" نہیں کیا ہے۔ کھولو۔۔۔ پلیز۔۔۔ کھولو۔۔۔ " اس کی ہتھیلیاں لال پڑ چکی تھیں دروازے کو بجا بجا کے یہاں تک کہ اس نے بھاری چیزیں لا کے دروازے پہ مارنا بھی شروع کر دیا تھا اب تو۔۔ لیکن دروازہ اتنا مضبوط تھا کہ اس پہ ذرا بھی اثر نہ پڑا۔۔۔

قیصر۔۔۔نایاب کو طلاق دو۔۔۔بچوں کو بھلے ہی اپنے پاس رکھ لینا ویسے " بھی عشال کو بہت لگاؤ ہے ان سے۔۔وہ نہیں رہ سکتی ان کے بغیر ۔۔۔ہم نایاب کی دوسری شادی کرا دیں گے اور تمھاری بھی۔۔۔اس طرح سب ٹھیک ہو جائے گا" عبدالرحمان صاحب کے نزدیک اپنی عزت بچائے رکھنے کا یہ سب سے اچھا طریقہ تھا۔ جبکے قیصر کا خون کھول گیا تھا ان کی بات سن۔۔۔

اس نے اپنی دونوں مٹھیاں مضبوطی سے بھینچ لیں۔۔

التمش تو بس یہ سن کر اطمینان پا رہا تھا کہ انہوں نے بچوں کو کوئی نقصان پہنچانے کی بات نہیں کی ورنہ جتنے وہ سخت میر ہیں کوئی بعید نہیں کہ وہ یہ بھی کر گزرتے اپنی عزت بچانے کے لیے۔۔۔

جگنو میری زندگی ہے ڈیڈ۔۔میری ہر آتی جاتی سانس اس سے ہے۔۔۔ میں" کبھی مر کر بھی اپنے جگنو کو طلاق نہ دوں ۔۔۔ " وہ قطعی لہجے میں اعلانیہ گویا ہوا۔

اس کے جملوں میں جماو تھا۔۔قطعیت سے بھرپور۔۔۔

تم ہمارے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتے قیصر۔۔۔ ہمارے دیے ہوئے " نام اور ہماری دی چھت کے نیچے کھڑے ہو کر تو بالکل نہیں" عبدالرحمان صاحب خاصہ جتاتے ہوئے بولے۔

ان کے جملے سن۔۔۔ مقابل زخمی سہ مسکرایا۔۔۔

ٹھیک ہے تو لے لیجیے اپنا دیا ہوا یہ نام اور اپنی دی ہوئی یہ چھت " ۔۔۔کچھ نہیں چاہیے آپ سے مجھے لیکن میں اپنی بیوی نہیں چھوڑنے والا۔۔۔ " قیصر کے جملے ان کے کان کھڑے کر گئے تھے۔ انہیں اعتبار نہیں آیا کہ وہ انہیں چھوڑنے کے لیے ایک لمحے میں تیار ہو گیا ہے۔۔

شہرت ،عزت ،نام، پیسہ، سٹیٹس کسے نہیں چاہیے ہوتے لیکن وہ لڑکا لمحہ بھر میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اسے کچھ نہیں چاہیے سوائے اپنے جگنو کے۔۔۔

اپنی بات کہنے کے بعد وہ ایک لمحے بھی وہاں نہ رکا ۔۔۔

ان کے سامنے ہی تیزی سے لمبے قدم بھرتا وہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھا جہاں وہ نایاب کو بند کر کے آیا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی اسے نایاب نظر آئی جو کرسی ہاتھ میں (اپنے سر سے بھی اونچی) اٹھائے کھڑی تھی۔ شاید وہ دروازے پہ مارنے کے در پہ تھی۔

قیصر کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ۔۔چیئر پھینک کر وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی آکر۔۔۔اس کے گلے لگی۔

مقابل نے اسے اگلے ہی پل اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ لیا تھا۔

چلو میرے ساتھ۔ " اس کے گلے سے ہٹتے ہی جب نایاب نے کچھ بات" پوچھنا چاہی ۔۔تو مقابل نے بولنے کا موقع نہ دیا۔۔۔صرف اس کی نازک کلائی

تھامی اور تیزی سے مڑ کر اپنے رعب دار انداز سے چلتا ہوا لاونچ تک پہنچا۔

" اس گھر سے باہر قدم سوچ کر نکالنا نایاب۔۔اس کے بعد تمہارا اور ہمارا کوئی رشتہ باقی نہیں رہے گا اور بھول جانا میں اپنی بیٹی سے بھی تمھیں کبھی ملنے دوں گا۔ " اور بس ان جملوں کا نایاب کے کانوں کی سماعت سے ٹکرانا تھا کہ وہ منجمد ہو گئی۔۔قیصر کی کھینچنے پر بھی وہ آگے کی جانب نہیں بڑھی۔۔۔

وہ صرف اپنے نانا کو شکوہ کن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ۔۔۔

قیصر نے تو اپنا سب کچھ چھوڑتے ہوئے ایک بار نہیں سوچا ۔۔۔ پھر وہ ... کیوں رکی؟

#جاری_ہے

قیصر نے تو اپنا سب کچھ چھوڑتے ہوئے ایک بار نہیں سوچا ۔۔۔ پھر وہ ... کیوں رکی؟

یقینا وہ اتنی محبت نہیں کرتی جتنی وہ کرتا ہے لیکن اتنی تو کرئے کہ ساتھ چلے ۔۔۔یوں سفر میں تنہاء نہ چھوڑئے ورنہ کیا فائدہ اس لڑائی کا۔۔وہ تو کبھی جیت ہی نہیں پائے گا۔

نایاب نے اک بار قیصر کی جانب دیکھا اور پھر دوسری بار اپنے نانا کی جانب۔۔۔

اس کی ماں کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا وہ یو بیچ میں اسے نہیں چھوڑ سکتی اگر خدانخواستہ اس کا کوئی سائیڈ ایفیکٹ ہو گیا تو ۔۔۔۔

پوری زندگی وہ ترسی تھی اپنی ماں کے لیے انہیں صرف ایک جھلک دیکھنے کے لیے ۔۔۔اور یہ ماں کی محبت کیا ہوتی ہے وہی جان سکتے ہیں جنھوں نے اس کی تڑپ دیکھی ہو۔

وہ تو اپنی زندگی کا مقصد ہی اپنی ماں کو ٹھیک کرنا سمجھتی تھی۔ ایسے میں اگر وہ قیصر کے ساتھ چل دیتی ہے آج۔۔تو اس کی ماں کا کیا ہوگا؟

قیصر نے اس لڑکی کو پس و پیش میں پڑے دیکھا اور وہ اسے امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ یہ اس کی چوائس تھی کہ اس نے سب کچھ چھوڑ کر صرف اسے چنا۔ لیکن اگر سامنے والی اسے نہیں چنا چاہتی ۔تو کیوں فورس کرئے اسے۔۔۔ پہلے تو اس کے ذہن میں یہی سوچ آئی کے ہاتھ چھوڑ کر چل دے۔۔۔ فورس نہ کرئے اسے۔۔۔ مشکلات میں نہ ڈالے۔۔۔ لیکن پھر اپنے بچوں کا خیال آیا ۔ ان کے ننھے چہرے آنکھوں کے آگے آگئے۔

اس نے اپنی پوری زندگی ماں کی محبت و ممتا سے محروم ہو کر گزارئی ۔۔۔اگر آج وہ نایاب کو یہاں چھوڑ جاتا ہے تو اس کے بچوں کے مقدر میں بھی یہی لکھ دیا جائے گا ۔۔۔

اپنے نزدیک اس نے نایاب کو کبھی ان محرومیوں کا سامنا نہیں کرنے دیا جو اس نے فیس کی زندگی میں۔۔۔تو پھر اپنے بچوں کو کیسے کرنے دے؟

اگر نایاب کے لیے اپنی ماں ضروری ہے تو اس کے بچے جو صرف تین سال کے ہیں ابھی۔ کیا ان کے لیے نہیں ہے؟

اس کی پکڑ آہستہ آہستہ ڈھیلی پڑ رہی تھی جسے نایاب و قیصر دونوں نے محسوس کیا۔

لیکن اگلے پل اس حسین نوجوان نے اپنی پکڑ کو مزید مضبوط کیا اور اچانک نیچے جھک کر اسے بوری کی طرح اپنے کندھے پہ اٹھا لیا۔ عبدالرحمان صاحب کو پھر موقع ہی نہ ملا اسے مزید ایموشنلی بلیک میل کرنے کا۔۔

قیصر بڑے دھڑلے سے اسے بوری کی طرح اپنے کندھے پر اٹھائے باہر کی جانب چل دیا تھا۔

قیصر۔۔ قیصر۔۔۔ اگر تم اس گھر سے باہر گئے تو سب ختم ہے ہمارے بیچ" یاد رکھنا۔ ۔ " قیصر نے پیچھے سے انکے چیخنے کی آواز سنی تھی مگر کانوں میں گھماتا وہ آگے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

اس آڑیل لڑکے نے تو نایاب کے ہاتھ سے اختیار ہی چھین لیا تھا فیصلے کا۔۔وہ زبردستی پہ اتر آیا تھا اب۔ اس لیے عبدالرحمان صاحب سوائے اسے بلیک میل کرنے کے اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

گھر کے سارے ملازمین نے دیکھا تھا کیسے وہ لڑکا بوری کی طرح نایاب کو کندھے پہ اٹھائے بڑی شان سے چلتا چلا جا رہا ہے۔ اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ اس وقت اسے روک سکے خود اس کے باپ کی بھی نہیں۔

گاڑی کا ڈور کھول کر اس نے نایاب کو نرمی سے بٹھایا۔

دیکھو۔۔۔ " اسے یقین تھا وہ غصہ کرئے گی ، لڑئے گی ، جھگڑا کرئے" گی کہ اسے فیصلہ کیوں نہیں کرنے دیا ۔ وہ نہیں آنا چاہتی اس کے ساتھ ۔ وہ اپنی ماں کو نہیں چھوڑنا چاہتی اور یہی دھیان میں رکھتے ہوئے وہ ابھی معذرتی لہجے میں بولنا شروع ہی ہوا تھا۔ کہ مقابل نے اگلے ہی لمحے۔۔اپنی دونوں باہیں اس کی گردن میں ڈال کر اس کے گال کو نرمی سے چوما۔

وہ لمحہ بھر کے لیے شاکڈ ہوا تھا۔

حیرت بھری نگاہوں سے مقابل کو دیکھا۔ یہ وہ ری ایکشن نہیں تھا جس کی اسے توقع تھی۔

شکریہ مجھے اس امتحان سے نکالنے کے لیے۔۔۔ مجھے یقین ہے تم " مجھے امی سے بعد میں ملا دو گے"وہ نہایت محبت سے اب اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

نہ کوئی احتجاج ، نہ کوئی ناراضگی وہ تو بہت مطمئن و پرسکون سی اسے دیکھ رہی تھی۔ ان چمکتی بھوری آنکھوں میں محبت کا ایک ساگر تھا جو امڈ رہا تھا اس کے لیے۔۔۔

کچھ لمحے وہ ان آنکھوں کو یوں ہی دیکھتا رہا ۔۔اور پھر باری باری دونوں کا بوسہ لیا۔

وہ اپنے باپ کو چھوڑ کر آیا تھا ۔۔اپنا نام اپنی جائیداد سب کچھ صرف اس کے لیے ۔۔۔ بدلے میں وہ اس پر اپنے ساتھ زبردستی کیے جانے کا بوجھ کیسے ڈال سکتی تھی؟۔ مانا دل میں ہزاروں وسوسے چل رہے تھے اس وقت کہ کہیں باپ بیٹے کی لڑائی میں اس کے بچے نہ پس جائیں۔۔کہ کہیں عبدالرحمان صاحب اپنے غصے میں آکر اس کی ماں کی دوائی نہ روک دیں۔۔۔ کہ کہیں یہ زندگی میں آخری بار نہ ہو کہ وہ اپنے نانا کو دیکھ رہی ہے۔۔۔ کہ کہیں بعد میں قیصر نہ پچھتائے اس کے پیچھے

اپنی جائیداد چھوڑنے پر ---- ایسے ہی انگنت (کہیں)تھے اس کے دل میں---لیکن اپنے شوہر کے سامنے اس نے صرف یہی ظاہر کیا کہ وہ بالکل مطمئن ہے اس کے فیصلے پر۔

اس کی آنکھوں کی اطمینانی ہی تو تھی جو مقابل کے دل کو سکون اور خوشی نصیب ہوئی تھی۔

گاڑی کا ڈور بند کرنے کے بعد اس نے پلٹ کر یوسف مینشن کی جانب دیکھا۔

بالکل--- تم کیا جانو عزت کیا چیز ہوتی ہے؟؟ ... لاوارثوں کی اولاد ہو تم "" ان کے کہے سخت جملے ابھی بھی جیسے کانوں میں گونج رہے تھے۔ وہ زخمی سہ مسکرایا اور پھر تیزی سے گاڑی کی دوسری جانب آ کر بیٹھ گیا اور گاڑی سٹارٹ کی---

جیسے جیسے گاڑی آگے کی جانب جا رہی تھی ویسے ویسے قیصر و نایاب اس مینشن میں رہنے والوں کو خود سے دور ہوتا محسوس کر رہے تھے۔

نایاب کو لگا تھا وہ گھر بھی نہیں پہنچیں گے کہ اس کے نانا کے بندے پہنچ جائیں گے اس کی ماں کو لینے---

یہی ڈر اسے اندر ہی اندر مار رہا تھا کہ کسی بھی وقت اس کی ماں اس سے جدا کردی جائے گی۔ اور اب کے جدا ہوئے پھر کب ملیں گے کوئی علم نہیں---

مانا وہ دکھ میں تھی لیکن اگر وہ اپنا دکھ ذرا بھی ظاہر کرتی تو اس کا شوہر گلٹ میں آجاتا اور یہ وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی۔-اسی لیے بالکل نارمل بیہیو کیا گھر پہنچنے کے بعد۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

اپنے اپنے سامان پیک کر لو۔۔ ہم گھر شفٹ کررہے ہیں۔۔ " اس گھر سے " ڈھیروں یادیں وابستہ تھیں اس کی اور اس کے جگنو کی--- اسی لیے یہ گھر چھوڑنا اس کے لیے آسان نہیں تھا۔

مگر اچانک کیوں حنی؟ " عاطف ناسمجھی سے پوچھ اٹھا۔ "

کیونکہ لڑائی ہوئی ہے میرے اور میرے باپ کی۔۔اور انہوں نے مجھے " اپنی زندگی سے نکال دیا ہے۔ " اس نے یہ بات اتنے نارمل انداز میں ادا کی جیسے موسم کا حال بتا رہا ہو جب کہ باقی سب اسے رنج بھری نگاہوں سے تکنے لگے تھے

بظاہر وہ نوجوان کسی چٹان کی طرح بنا ہوا تھا لیکن ایموشنلی طور پر وہ کس قدر ڈسٹرب ہے سب بخوبی سمجھ سکتے تھے۔

برو ڈونٹ وری میرا سامان تو ویسے بھی پیک ہی ہے۔۔ ابھی تک کھولنے " کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ " ماحول پر عجیب سی افسردگی بھری فضاء طاری تھی ایسے میں سب خاموش تھے۔ اس لیے تانیہ ماحول کو لائٹ کرنے کے لیے بولی

سست آنی " ابھی عاطف ریمارک پاس کرتا اس سے پہلے ہی اس کے منہ" کے الفاظ قیصر کی چھوٹی طوطی اچک گئی ۔

اتنے سنجیدہ ماحول میں بھی طالعہ کے کہتے ہی عاطف کی ہسنی چھوٹ گئی تھی۔

آپی دیکھ رہی ہو اپنی چھوٹی طوطی کو " عاطف کو خود پر ہنستا دیکھ۔" وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔اس کے گال سرخ ہوئے۔۔۔ ان سے دھواں نکلتا محسوس کر رہی تھی وہ۔۔۔

اس لیے تیزی سے کسی بچے کی طرح منہ بنا کر نایاب سے شکایت کرنے لگی۔

طالعہ " نایاب نے فورا ہی ڈپٹ بھری نگاہیں دکھائیں۔"

آپ ہی تو تہتی (کہتی)ہو آنی سست ہے سست ہے" وہ چھوٹی " سی بھرے بھرے گالوں والی بچی جب اپنے میٹھے و بڑے بوڑھوں والے انداز میں آنکھیں اور ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔ تو قیصر سمیت سب ہنس پڑئے تھے۔

بالکل صحیح تو کہہ رہی ہے میری بھتیجی۔۔۔اس کی آنی سست ہے سست " ہے سست ہے" اب عاطف بھی خوب مزے لیتے ہوئے طالعہ والے لب و

لہجے و چلبلے سے انداز میں گویا ہوا۔ ساتھ ہی اس نے تانیہ کو مزید جلانے کے لیے ایک آنکھ ونگ کی تھی۔

آپی دیکھ رہی ہو۔۔۔ " تانیہ نے پھر نایاب سے شکایت لگائی ۔۔"

وہ بھی نہایت روتو سہ منہ بنا۔۔۔

اور وہ نادان لڑکی نہیں جانتی کس قدر کیوٹ لگ رہی تھی وہ اس روتو سے چہرے میں عاطف کو۔۔

عاطف۔۔۔ "نایاب نے بہت سختی سے مخاطب کیا ۔۔ جس پر عاطف سیدھا ہو" کر بیٹھا۔ اس کے نزدیک اب اسے ڈانٹ پڑنے والی تھی اس لیے وہ سنجیدہ ہو چکا تھا ۔۔۔ " تو کیا ہوا میری بہن سست ہے سست ہے سست ہے لیکن ہے تو میری بہن ہی نا"مگر نایاب کے اگلے جملے نے نہ صرف اس کی بلکہ وہاں موجود ہر شخص کی ہنسی کا فوارہ چھٹوا دیا تھا۔۔

چاچو میں بھی بولوں " کیونکہ سب ہی بول رہے تھے تو مہر کیسے " پیچھے رہ جاتا ۔

اس کے معصومانہ لہجے میں پوچھتے ہی وہ کم عمر لڑکا فورا بولا " ہاں " ہاں کیوں نہیں۔ ۔

جیسے کوئی نیاز کی شنی بٹ رہی ہو۔ صبر کرو صبر کرو سب کو ملے گی والا حساب کردیا تھا عاطف نے

پھر کیا تھا وہ چھوٹا شہزادہ بھی اب بڑے مزے سے بول رہا تھا۔۔ " آنی " سست ہے سست ہے سست ہے۔۔

سب برا محظوظ ہو رہے تھے تانیہ کو چڑھا چڑھا کر۔۔۔

قیصر اس لمحے صرف اپنی فیملی کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کی چھوٹی سی فیملی۔۔۔ اس کی بیوی اس کے بچے اس کی بہن اس کا بھائی اس کی سالی۔۔۔۔ جو ہنستے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

آپ سب بہت برے ہو " تانیہ روتو سہ منہ بنا کر کہتی ۔۔۔پاؤں پٹک کر وہاں " سے چل دی تھی۔

اچھا اچھا سوری۔۔ " وہ عاطف تھا جس کی معذرت سب سے پہلے تانیہ" کے کانوں تک پہنچی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔تو وہ خوبصورت لڑکا معذرتی چہرے کے ساتھ۔۔ایک کان پکڑے اسے ہی تک رہا تھا۔

وہ چاہ کر بھی اس حسین لڑکے سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔۔دل جو دھڑکنے لگتا تھا اس کی مسکراہٹ پر۔۔ اور اس لمحے وہ دشمن جاں انجانے میں ہی سہی اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا خوب ڈین ٹونک Dentonic کا اشتہار بنے ہنس ہنس کے دکھا کر۔۔۔

اب کوئی ایسے پیارا پیارا ہنس ہنس کر دکھائے ۔۔تو بندہ کیا کرئے۔۔۔ناراضگی سنبھالے یا اپنا دل؟ ۔۔۔

چلو ۔۔ خاموش ہو جاؤ تم سب۔۔کوئی میری بچی کو تنگ نہیں کرئے گا " اب۔۔ آجاؤ تانیہ کھانا کھاؤ۔۔ " قیصر نے سب کو گھوری سے نوازتے ہوئے۔۔ڈپٹ بھرے لہجے میں کہا۔۔ساتھ ہی تانیہ کو بچوں کی طرح بلا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔

آنی سست ہے سست۔۔ " قیصر کی آنکھیں دکھانے پر سب خاموش ہو گئے" تھے سوائے اس کی چھوٹی طوطی کے۔۔وہ ابھی بھی تانیہ کو چڑھانے سے باز نہیں آ رہی تھی۔

طالعہ " قیصر نے اس بار خاص نام لے کر گھوری سے نوازا تو جا کے" وہ چپ ہوئی لیکن اب تانیہ میدان میں اتر آئی تھی ۔۔اس نے فورا ہی زبان چڑھاکر۔۔ اپنی فتح ظاہر کی سب کے سامنے۔۔۔

بچووووووو۔۔۔ میرا بھی بڑا بھائی موجود ہے یہاں ۔ " وہ بڑے مان سے" بولی تھی ، جتاتے ہوئے، اتراتے ہوئے۔۔کے میرے سائیڈ میرا بھائی موجود ہے جو تم سب کے سامنے اکیلا کافی ہے۔

وہ اس لڑکی کا مان بھرا لہجہ ہی تو تھا جو قیصر کے رنجیدہ سے دل کو خوشی سے سرشار کر گیا تھا لمحہ بھر میں ۔

کھانا کھا کے جلدی سامان پیک کرکے عزت سے نکلو سب۔اس سے پہلے " دھکے دے کے نکالے جائیں" قیصر نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا جس پر سب اثبات میں سر ہلا کر۔۔کھانے پہ کانسنٹریٹ کرنے لگے۔

نایاب تو بس یہ دیکھ رہی تھی اتنی غمزدہ حالت میں ہوکر بھی وہ اس کی پلیٹ بھرنا نہیں بھولا تھا ۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب کی نگاہیں بار بار پلٹ کر بند دروازے پر جا رہی تھیں ۔۔۔

وہ دولہن بن کر اسی گھر میں آئی تھی۔۔ ہاں چھ سال کی دولہن۔۔اپنے قیصر کی دولہن ۔۔مانا وہ جانتی نہیں تھی تب لیکن یہ گھر اس کا سسرال تھا ۔۔۔جہاں سے کھٹی میٹھی۔۔۔خوشی غمی۔۔۔گویا ہر رنگ کی یادیں وابستہ تھیں ۔

جب کہ قیصر نے گھر کے مین دروازے پر تالا لگاتے وقت صرف ایک گہرا سانس لیا اور پھر پلٹ کے نہ دیکھا کیونکہ گھر گھر والوں سے ہوتا ہے یہ بات اس نے تھوڑی دیر پہلے ڈائننگ ٹیبل پر جان لی تھی۔ اور اس کے گھر والے اس کے ساتھ تھے۔

باہر ممالک میں تو اس نے پراپرٹی اور گھر وغیرہ خرید رکھے تھے مگر پاکستان میں بالکل بھی نہیں۔۔کیونکہ وہ عبدالرحمان صاحب کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے راتوں رات ہوٹل کے رومز اپنی فیملی کے لیے بک کیے۔۔

عشال ان کے ساتھ ہی تھی۔ عبدالرحمان صاحب نے ابھی تک اسے لینے نہیں بھیجا تھا کسی کو اور نایاب جانتی تھی نہ ہی بھیجیں گے۔ ہاں یہ سچ ہے ایک وقت اسے خوف لاحق ہوا تھا کہ وہ اپنے غصے میں بے وقوفانہ فیصلے کریں گے۔ جیسے اکثر لوگ کر دیتے ہیں ۔ مگر ابھی تک کسی کا عشال کو لینے نہ آنا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ غصے میں بھی ہوش نہیں کھوتے۔۔کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں عشال کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔ اور بیچ میں اس کا ٹریٹمنٹ روکنا اس کی صحت کے لیے بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ اور عبدالرحمان جتنی اپنی بیٹی سے محبت کرتے ہیں وہ کبھی یہ خطرہ مول نہیں لیں گے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ اپنے آفس میں داخل ہوئی تو ویٹنگ روم سے گزرتے ہوئے اس نے زید کو بیٹھا دیکھ لیا تھا لیکن پھر بھی نظر انداز کر دیا جیسے جانتی تک نہ ہو۔۔۔

اور یہ کوئی پہلا دن نہیں تھا جو زید اس کے آفس کے ویٹنگ روم میں آکر بیٹھا ہو۔۔وہ روز کی بنیاد پر یہ عمل کر رہا تھا۔ اس یقین کے ساتھ کے ایک ناں ایک دن تو یہ برف کی دیوار پگھلے گی۔اور وہ حسین دلربا اپنی ناراضگی ختم کر کے اس کے پاس واپس چلی آئے گی.

کنزہ اپنے کیبن میں پہنچتے ہی ایک عجیب سی بےچینی کا شکار ہو گئی تھی -

اس نے سارے کیمرے اب ویٹنگ روم کی جانب کر دیے تھے۔ جو وہاں بیٹھے ایک نوجوان کو کیپچر کر رہے تھے۔

وہ کیوں آجاتا ہے روزانہ ؟ کیا کوئی عزت نفس نہیں ہے اس شخص میں؟ اور کیا اپنی وکالت چھوڑ دی ہے اس نے ؟؟۔۔۔ جو دن رات ویٹنگ روم میں بیٹھا رہتا ہے یا پارکنگ میں کھڑا ہوکر اس کا انتظار کرتا ہے۔

کیا واقعی پوری دنیا سے زیادہ عزیز ہے وہ۔۔ جو صرف اس کی ناراضگی کو ختم کرنے کے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر روزانہ چلا آتا ہے۔

کتنی ہی دیر اسے یوں ہی تکتی رہی شاید اسے خود بھی علم نہ ہو کیسے دیوانہ وار تکتی ہے وہ اسے۔ جبکہ شدید نفرت کی دعویدار ہے۔۔۔ جب نفرت کا یہ حال ہے ۔۔۔تو اس کی محبت کا عالم کیا ہوگا۔ اور وہ لڑکا جانتا ہی نہیں وہ پاکستان آئی ہی صرف اس ہیکر کو ڈھونڈنے تھی۔ جو اس کا دل لے کر غائب ہو گیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"تم نے جادو کر دیا ہے مجھ پہ لڑکی "

پورے دن کا سفر طے کر کے وہ ملتان پہنچی تھی -

حالت تو یہ تھی کہ جسم بغیر کام کیے بھی تھکن سے چور چور ہو رہا تھا۔

وہ گھر آتے ہی سب سے ملنے کے بعد کھانا کھا کر سونے لیٹ گئی تھی۔ رات کے دو بجے ہوں گے تقریبا ۔ جب اس کے سیل پر بیل رنگ ہوئی اور اس نے نیند میں ہی کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگا لیا۔۔

دوسری جانب سے نہ سلام نہ دعا ڈائریکٹ ایک جملہ بولا گیا۔ جو نیند میں ہونے کے سبب اسے خاص سمجھ نہیں آیا۔

کیا؟ " شدید نیند کے سبب اس کی آواز بھرائی ہوئی ہو رہی تھی جو سامنے" والے کو بتانے کے لیے کافی تھی کہ وہ نیند میں اٹھ کر اس سے بات کر رہی ہے۔

یہی کہ تم نے جادو کیا ہے مجھ پہ لڑکی۔" پہلے جب اس نے یہ جملہ ادا " کیا تھا تو اس میں اکھڑ پن تھا جھنجھلاہٹ تھی۔۔لیکن اس بار جب اس کی نیند بھری میٹھی آواز سنی تو نرمی از خود لہجے میں اتر آئی۔۔

کیا؟ " اسے اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔"

میں نے کہا تم نے جادو کیا ہے مجھ پہ لڑکی" وہ شخص جس کے بارے " میں مشہور تھا کہ وہ اپنی بات کبھی نہیں دہراتا۔۔۔جس کے سارے ملازمین صرف اس کی اک آنکھ کے اشارے پہ چلتے ہیں وہ اس لڑکی کی خاطر تیسری بار اپنا جملہ دہرا رہا تھا اور ہر بار ایسا نہیں تھا کہ جھنجھلاہٹ بڑھ رہی ہو ۔۔ یا کوفت کا اظہار کررہا ہو بولتے وقت۔یا بیزاریت کا سہ لہجہ ہو۔نہیں۔۔۔ بلکہ ہر بار جب وہ جملہ ادا کرتا تو لہجے میں نرمی پہلے سے مزید بڑھتی۔

کیا؟ " چوتھی بار جب اس نے دوبارہ (کیا) کا لفظ ادا کیا۔تو مقابل سمجھ" گیا کہ وہ کتنا بھی سمجھا لے۔۔۔اس سوتی ہوئی لڑکی کو نہیں سمجھ آنے والا ۔۔اور یہ وہ لمحہ تھا جب سفیان میر کے چہرے پر بے اختیار ہی ایک نادان سی خوبصورت مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔

ہونہہ۔۔۔مجھے یہاں بےچین کر کے خود آرام سے سو رہی ہو تم" اس کا" انداز شکوہ کن تھا۔

اور وہ شکوہ بہت اپنائیت کے ساتھ کیا گیا تھا۔۔اگر وہ ہوش میں ہوتی تو یقینا اس بات کو نوٹ کرتی۔

کیا؟ " اس نے پھر کیا کہا۔ تو مقابل نے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ لیا۔"

اس کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ رقصا ہوئی تھی۔

" یہ کہ تم بہت خوبصورت ہو۔ "

" کیا؟ ""

بندہ کچھ اور بول لے۔۔ یہ (کیا)ہی پر کیوں سوئی اٹک گئی تھی؟

مگر جو بھی تھا مزہ آرہا تھا۔

اس نوجوان کے کمرے میں کام کرنے والے ملازم نے اسے پہلی بار یوں ہنستے ہوئے دیکھا ۔

تم میرے پاس آ جاؤ۔۔۔ " یہ جملہ ادا کرتے وقت اس کی آواز از خود ہی " بھرائی ہوئی ہو گئی تھی جیسے دل سے ارمان نکل رہے ہوں۔۔

" کیا؟"

شوق ہے اس دل درندہ کو"

"آپ کے ہونٹ کاٹ کھانے کا

اب وہ موقع سے فائدہ اٹھانے پر اتر آیا تھا

اس لمحے سفیان کی آنکھوں کے آگے اس دلربا کا خوبصورت سراپا لہرا رہا تھا ۔۔۔ اور اس سراپے کو تکتے ہوئے ہی اس نے رومانیت بھرے لہجے میں جون ایلیا کا شعر ادا کیا۔

" کیا؟؟"

" تمہیں واقعی میری کوئی بات سمجھ نہیں آرہی یا ناٹک کر رہی ہو ؟ "

کیا؟ " وہ ہر بار کی طرح اپنا تکیہ کلام دہرا رہی تھی نیند میں۔۔۔"

پتہ نہیں یہ ایڈوانٹیج تھا یا ڈس ایڈوانٹیج لیکن وہ خاصہ محظوظ ہو رہا تھا۔

شکر کرو۔۔۔کہ تم وہ دیکھ نہیں سکتیں جو میں سوچتا ہوں تمہارے بارے" میں ۔۔ورنہ یقین کرو تم میرے سامنے سات پردوں میں بھی آ نہ سکو" اس نے صوفے کے پچھلے حصے پر اپنا سر ٹکاتے۔۔۔ ایک گہری اہ بھر کر کہا۔۔

" کیا؟"

تمہاری آنکھیں اتنی معصوم کیوں ہیں۔کیوں انہیں دیکھنے کے بعد میں بے بس سہ ہو جاتا ہوں۔۔۔ " اچھے سے علم تھا کہ وہ سن نہیں رہی کیونکہ اگر سن رہی ہوتی تو اب تک کوئی نہ کوئی سخت منفی ری ایکشن آچکا ہوتا۔۔وہ واقعی نیند میں ہے ۔ اس لیے اب جو دل میں آرہا تھا ۔۔بول رہا تھا۔

" کیا؟؟"

اس بار اس کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ کیونکہ پہلے سے جانتا تھا کہ جواب کیا آنا ہے۔

ویسے میں دنیا کا سب سے خوش نصیب آدمی ہوں کیونکہ میری عورت " میری سن رہی ہے۔۔ مانا نیند میں لیکن سن رہی ہے یہی بہت ہے اس سے زیادہ لالچ نہیں کر سکتا میں" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

" کیا؟"

تم نے کہا تھا میری آنکھیں گندی ہیں جب میں تمہیں دیکھتا ہوں تم " انکمفرٹیبل ہو جاتی ہو کبھی اپنی آنکھیں دیکھی ہیں تم نے محترمہ۔۔۔ سویا نہیں ہوں میں کتنی راتوں سے ۔اس کا کوئی حساب ہے؟؟۔ تم تو مزے سے سو رہی ہو ابھی بھی۔ " سر جھٹکنے والے انداز میں اس نے شکوہ کیا۔

" کیا؟"

" ائی لو یو۔۔۔ "

نہیں جانتا کیا دل میں سمائی

بس اس پر آشکار کر دیا۔

جو بہت دنوں سے دل میں مچل رہا تھا

وہ ایک بار میں لبوں کے آر پار کر دیا۔۔

جانتا ہے وہ نہیں سن رہی پھر بھی۔۔

اپنے عشق کا مکمل اظہار کر دیا۔

" تم پاگل ہو"

اور یہ وہ لمحہ تھا جو سفیان میر کو زوردار جھٹکا لگا 440 وولٹ کا ۔وہ فورا ہی سیدھا ہوا تھا دوسری جانب سے سنجیدہ آواز کانوں کی سماعت سے ٹکراتے ہی۔

"تو تم جاگ رہی تھی "

اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی جو کچھ اس نے کہا ۔ بلکہ اگر موقع ملے تو وہ ساری باتیں دوبارہ کہہ سکتا تھا۔

" تمھاری آواز سنتے ہی ہوش آ گیا تھا۔ "

ہمم---- " جب وہ سو رہی تھی تو کتنا کچھ تھا بولنے کے لیے اور اس کے" جاگتے ہی جیسے الفاظ ختم---

اور محبت ایسی تو ہوتی ہے بادشاہ کو بھی فقیر بنا دے۔

" میں ملتان میں ہوں "

پتہ ہے مجھے" اور وہ سوچ بھی کیسے سکتی ہے کہ وہ اتنا لاپرواہ ہے " اس کی جانب سے کہ یہ تک نہیں جانتا کہ اس وقت کہاں ہے۔

جو کچھ فون پر کہا اگر وہ لوگوں کے سامنے کہنے کی ہمت ہے تو عید " سے پہلے ملتان آ کر میرے ابو سے بات کرلو۔ورنہ دوبارہ کال نہ کرنا" وہ یہ کہہ کر ابھی کال ڈسکنیکٹ ہی کرنے لگی تھی یہ سوچتے ہوئے کہ ظاہر سی بات ہے اتنی بڑی اس نے ڈیمانڈ رکھی ہے تو سامنے والے کو سوچنے کے لیے وقت تو چاہیے ہی ہوگا ۔مگر اس کی توقع کے بالکل برعکس " ۔مقابل دو بدو بولا" اپنے ابو کو فون دو۔

ابھی ؟؟؟ "حفصہ حیران ہو کر---"

بالکل--- " وہ مطمئن لہجے میں--- "

رات کے دو بج رہے ہیں۔تمہارے یہاں شاید جاگتے ہوں لیکن ہمارے یہاں " ادھی رات ہو جاتی ہے اس وقت" خاصہ جتاتے ہوئے اسے وقت کی یاد دہانی کرانے لگی

یعنی تمھارے ابو سے کل ہی بات ہو سکتی ہے" اس کے لہجے میں جیسے " ملال تھا۔ کہ ابھی کیوں نہیں۔۔

ہمممم۔۔ " ایسا نہیں ہے کہ اس کے لہجے میں آنے والا ملال کو حفصہ نے" محسوس نہیں کیا تھا۔ بس کوئی خاص رسپانس نہ دیا۔

یہ ساری باتیں جو سفیان میر نے اس سے کہیں اگر علی ادا کرتا تو یقینا اس لمحے اس کے پاؤں زمین پہ نہ ٹک رہے ہوتے خوشی کے مارے لیکن اس وقت حالات الگ تھے تایا کے بیٹے سے کہیں بہتر اسے سفیان کا رشتہ لگا اپنے لیے۔۔اسی لیے خود دعوت دی سامنے سے رشتہ لانے کی۔۔۔کیونکہ اسے یقین تھا کہ اپنے تایا کے بیٹے سے شادی کر کے وہ اپنی زندگی تباہ کر رہی ہے اور سفیان میر اس معاملے میں اندھیرے میں چھوٹی سی سہی مگر روشنی کے مانند ہے۔

مانا وہ جوا کھیل رہی تھی۔۔نہیں جانتی مستقبل کیا ہوگا لیکن تاریکی سے تو بہتر ہی ہوگا یہ سوچ کر اس کا ہاتھ تھامنے چلی تھی ۔

تم محبت نہیں کرتی نہ مجھ سے ؟ " کچھ دیر تک ماحول پر خاموشی کا " راج رہا ۔۔

دونوں صرف ایک دوسرے کی مدھم چلتی سانسوں کی آوازیں سن رہے تھے۔

اچانک حفصہ نے اسے سنجیدگی سے پوچھتے سنا۔

.. میں صبح بات کرا دوں گی ابو سے ۔۔۔اللہ حافظ" دال کا جواب چنا ملا تھا "

یقینا وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی ابھی۔

.اس کے جواب پر سفیان کے ہونٹوں پر زخمی سی مسکراہٹ دوڑ گئی

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر اور نایاب چونکہ دونوں ہی کاروباری معاملات سے بالکل الگ ہو کر بیٹھ گئے تھے اس لیے عبدالرحمان صاحب بڑھاپے میں بھی اکیلے روز کی بنیاد پر آفس جانے پر مجبور ہوئے۔

اچانک ایک بوڑھے باپ کا سہارا چلا جائے تو جیسے وہ ہل کے رہ جاتا ہے ناں۔۔ بالکل ویسی ہی عبدالرحمان صاحب کی حالت تھی۔

لگتا ہے التمش ہم بوڑھے ہو گئے ہیں "کہنے کو صرف 15 دن ہوئے تھے " لیکن وہ بہت تھکاوٹ محسوس کرنے لگے۔

التمش نے فائل پر پین چلاتے ہوئے انہیں مسکرا کر کہتے سنا۔ وہ مسکان بہت رنجیدہ سی تھی، بہت افسردہ ، بہت اداس---

آپ بوڑھے نہیں ہوئے ماسٹر۔ --بس بچے جوان ہو گئے اور ہر چیز کا " ایک دور ہوتا ہے۔ یہ ان کا دور ہے" التمش نے بڑی محبت سے انہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے ساتھ بھی ناانصافی کر رہے ہیں اور اپنے بچوں کے ساتھ بھی---

اس نے دیکھا عبدالرحمان صاحب کا قلم کچھ لمحوں کے لیے رک گیا ۔۔

انہوں نے دوبارہ چلانا شروع کیا تو التمش نے محسوس کیا کے وہ قلم چل نہیں رہا ہے اب۔۔گھسیٹا جا رہا ہے۔

وہ صرف بضد تھے کہ وہ صحیح ہیں۔ ورنہ دل کا ہر کونا جانتا تھا ان کا۔۔ کہ وہ صحیح نہیں ہیں اس وقت---

وہ صرف اپنی عزت بچانے کی خاطر قیصر کی پوری فیملی توڑنے کے لیے تیار کھڑے تھے وہ فیملی جس میں دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے جنہیں ابھی تو اپنے باپ کی محبت و شفقت نصیب ہوئی تھی۔ جنہوں نے ابھی تو کمپلیٹ فیملی کا مزہ چکا تھا۔

❤️#جاری_ہے

پورا دن انتظار میں گزرا ---نہ سفیان میر کی جانب سے کوئی کال نہ میسج---

حفصہ کو یقین ہو گیا--وہ صرف بے وقوف بنا رہا تھا اسے--- کوئی محبت کا چکر وکر نہیں ہے۔ وہ صرف اسے بے وقوف بنا کر اپنی ہوس پوری کرنا چاہتا تھا جب دیکھا کہ وہ نکاح جیسے مقدس رشتے میں باندھنا چاہتی ہے---تو بھاگ گیا پیٹھ دکھا کر---

رمضان چل رہے تھے روزہ کھولتے وقت اس کا دل شدید بھاری ہونے لگا وہ بار بار اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کچھ کھونے والی ہے۔

اچھے سے علم تھا اسے اپنے خاندان کا --یقین تھا تائی امی تو سگھڑ بنانے کے چکر میں کچن سے باہر ہی نہیں نکلنے دیں گی پھر باقی فیوچر تو گیا تیل لینے ---

دوسرے ممالک کی عورتیں چاند پہ پہنچ گئی ہیں اور ہمارے ملک میں عورتیں سگھڑ بنانے کے نام پر آج تک کچن میں گھسائی جا رہی ہیں-پھر اس کے اپنے گھر کا یہ حال تھا وہ دوسروں کو کیا بولے-- اس کی اپنی بھابھی ڈاکٹر کی ڈگری لینے کے باوجود کیا کر رہی تھی آج--- تین بچے-- پورا دن کام--شوہر سسر ساس--اور پورے گھر کی ذمہ داری---نند آ جائے تو اس کی بھی ذمہ داری---بڑی نند کا شوہر آجائے اس کی بھی ذمہ داری اور پھر رمضان میں ڈبل ڈیوٹی کچن میں--- گھر میں مہمان آ جائیں تو ان کی ذمہ داری---یہ تھی ٹوٹل اس کی بھابھی کی زندگی جو وہ نہیں جینا چاہتی تھی- جسے دیکھ دیکھ کر اس کا دل خوف کھانے لگتا تھا شادی سے---

مڈل کلاس فیملی کا ہیڈ کبھی بھی امیر نہیں ہوتا دماغ سے-- اس کا دماغ بس یہی ہوتا ہے کہ بہو لائی ہی کام کے لیے گئی ہے- وہ کتنے ہی امیر ہو جائیں- وہ 10 نوکر افورڈ کر سکتے ہوں لیکن کریں گے ایک بھی نہیں بلکہ اگر بہو آنے سے پہلے ان کے گھر میں ایک ملازمہ کام کر رہی تھی تو اسے بھی ہٹا دیں گے--نہیں بھئی بہو آگئی ہے اب ہمارے گھر---وہ سنبھالے گی--- کام ملازموں والے اور نعرہ کیا ہوتا ہے ہم تو بیٹی لائے ہیں- اور اسی بیٹی سے حالت پریگننسی میں بھی نو کے نو مہینے جھاڑو پوچے لگوائے جا رہے ہوتے ہیں-- کپڑے دھلوائے جا رہے ہوتے ہیں -- یہ کہہ کر کہ اچھا ہے چلتی پھرتی رہو گی تو نارمل بچہ ہو جائے گا - یہ نہیں دیکھا جا رہا ہوتا کہ وہ بیچاری کس حالت میں ہے- عورتیں ان دنوں قمیض کے بڑے گلے و ڈھیلے ڈھالے کپڑے زیب تن کرتی ہیں کیونکہ انہیں سانس لینے میں مشکل ہوتی ہے ---اس میں اگر وہ جھاڑو پوچا لگاتے ہوئے خود کو ڈھک لیں گی تو انہیں سانس نہیں آئے گا-- اکثروں کے ساتھ خون کی کمی کی وجہ سے یہی مسئلہ ہوتا ہے کہ انہیں سانس لینے پرابلم ہونا شروع ہو جاتی ہے حالت پریگننسی میں--اس حالت میں جب وہ اپنے آپ کو نارمل رکھ کر پوچے لگاتی ہیں جھک جھک کر--تو سسر و کنوارے دیوروں سے

سامنا ہوتا ہے۔ ظاہر سی بات ہے حیا کرئے گی تو خود کو چھپائے گی تو سانس لینے میں پرابلم --- حیا نہ کرئے جیسی حالت ہے اسی میں کام میں لگی رہے تو غیرت کا جنازہ --- خدا بہتر جانے کس کی نظر کہاں کہاں پڑ رہی ہوتی ہے اور یہ سب اس کے غیرت مند شوہر کو نظر نہیں آرہا ہوتا اور آخر میں پھر بھی ہونا آپریشن ہی ہوتا ہے چونکہ ڈاکٹرز نے اپنا الگ کاروبار کھول رکھا ہے۔

روزہ کھولنے کے بعد بھی وہ انتظار کرتی رہی بار بار اس کی نگاہ دروازے پر جاتی۔۔دروازہ بجتا تو سب سے پہلے کھولنے پہنچ جاتی۔۔لیکن وہ منتظر ہی رہ گئ۔۔وہ ہرجائی نہیں آیا۔

شدت سے دل چاہا اسے فون کرئے اسے خوب گالیاں سنائے۔۔اسے کہے کہ جتنا کل فون پر بکواس کر رہے تھے اس کا اگر 10 پرسنٹ بھی سچا تھا تو آج کیوں نہیں آئے؟۔۔۔

کسی کا انتظار کر رہی ہو بیٹا ؟ " وہ دروازے کے پاس چکر کاٹ رہی " تھی جب اس کی والدہ نے سوال کیا۔

نہیں تو۔۔ بس اوور ایٹنگ کر لی تھی تو تھوڑا بہت ٹیل لگا رہی ہوں آپ جا" "کے سو جائیں۔ میں آپ کو سحری میں اٹھا دوں گی

جس کا خود نہیں پتہ تھا کہ اس نے آنا ہے یا نہیں --- اس کا اپنی والدہ کو کیسے بتا دیتی۔۔اس لیے فورا انکار کیا۔

انتظار کرتے کرتے جب تھک گئی تو ہار ماننے والے انداز میں سر جھٹکا اور اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ اس یقین کے ساتھ کہ اب وہ نہیں آتا

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر کی فیملی نئے گھر میں شفٹ ہو گئی تھی۔ گھر کافی خوبصورت تھا۔

وہ سب بیٹھ کر سحری کر رہے تھے۔۔۔ جب طالعہ نیند میں اٹھ کر وہاں آئی۔۔

آپ لوگ تھانہ (کھانا) تھا (کھا) رہے ہو اور مجھے بلایا بھی نہیں"وہ ننھی " سی پری آنکھیں مسلتی ہوئی رو تو سہ منہ بنا کر بولی

" ارے نہیں ---سحری کر رہے ہیں۔ تم جاؤ واپس سو جاؤ۔ " نایاب عجلت سے گویا ہوئی--

" میں بھی روزہ رتھوں (رکھوں) گی " یہ سنتے ہی کہ سحری چل رہی ہے وہ فورا ہی اپنی نیند بھول کر بھاگتی ہوئی اپنے پاپا کے پاس آئی۔ ۔

چھوٹی چھوٹی چمکتی جگنو جیسی آنکھوں سے اپنے پاپا کو دکھاتے ہوئے---وہ بہت پیار سے بول رہی تھی۔

وہ اور مہر روزانہ روزہ رکھنے کا کہتے تھے لیکن نایاب یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ تم لوگوں نے سحری نہیں کی اور جب سحری نہیں کرو گے تو روزہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ چھوٹے بچے ہو جبکہ سحری میں ان کی آنکھ نہیں کھلتی تھی اس طرح 15 ،16 روزے تو ایسے ہی گزر گئے تھے لیکن آج چونکہ وہ اچانک اٹھ گئی تھی تو اب وہ بہت ایکسائٹڈ تھی--کہ سحری کا وقت ہے وہ روزہ رکھ سکتی ہے۔

" ہاں ہاں بالکل -- میری بیٹی بھی روزہ رکھے گی آج--- " قیصر نے اس کا ننھا دل رکھتے ہوئے فورا ہی گود میں اٹھا کر اعلانیہ کہا۔

جس پر وہ بڑا خوش ہو کر تالیاں بجانے لگی تھی اپنی باپ کی گود میں بیٹھ کر۔ ۔

" آنٹی پوچھ رہی ہیں اور روٹی چاہیے ؟ " عاطف کے سوال پر قیصر و نایاب منع کرنے لگے--

اس نے اگلی نگاہ تانیہ پر ڈالی جو ڈائننگ ٹیبل پر ہی سر رکھے سو رہی تھی۔

"سوتو کہیں کی" تانیہ کو یوں ڈائننگ ٹیبل پر سوتا دیکھ۔ وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بڑبڑایا۔

16 روزے گزر چکے تھے ۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا عادت پڑ جاتی سحری میں اٹھنے کی لیکن اس سست لڑکی کا ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوا۔ نایاب اسے روزانہ زبردستی اٹھا کر لاتی سحری کے لیے۔ ۔ اور منہ میں سوتے ہوئے ہی لقمے ڈال دیتی---

عاطف۔ ۔ " وہ ابھی تانیہ کو ہی دیکھ رہا تھا مسکرا مسکرا کر جب نایاب " نے اسے مخاطب کیا۔

ج۔۔ جی آپی۔۔ " جیسے کچھ چوری کرتے پکڑا گیا ہو ایسی فیل آئی۔۔۔ فورا" ہی بوکھلا کر نایاب کی جانب متوجہ ہوا۔

میں ذرا طالعہ کو سحری کرا رہی ہوں تم جب تک تانیہ کے منہ سے ذرا " یہ دودھ کا گلاس لگا دو ۔ورنہ بھوکی رہ جائے گی یہ۔۔روٹی بھی صحیح طرح نہیں کھائی ہے اس لڑکی نے تو " نایاب نے اس کے آگے دودھ کا گلاس بڑھایا تو وہ کچھ لمحے کبھی گلاس کو دیکھتا تو کبھی نایاب کو۔۔۔

وہ فیملی کی طرح رہتے تھے شروع سے۔۔پہلے کبھی وہ تانیہ کے کام کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوا لیکن آج ہو رہا تھا۔ خود نہیں جانتا ایسا کیوں تھا۔۔ مگر تھا۔۔۔

ایسے دودھ کو کیا دیکھے جا رہے ہو؟ .. جلدی کرو سحری کا وقت ختم " ہو جائے گا تو بھوکی رہ جائے گی وہ۔۔۔ " نایاب نے عجلت سے کہا تو جا کے اس نے دودھ کا گلاس پکڑا۔۔اور آہستہ قدم لیتے ہوئے تانیہ کی جانب بڑھنے لگا۔

اس کے برابر والی کرسی کو کھسکا کر آرام سے بیٹھا پہلے۔۔۔

تانیہ۔۔ دودھ پیو۔۔ تانیہ۔۔۔ " اسٹارٹ میں آہستگی کے ساتھ اسے آوازیں دیں۔۔۔"

اٹھ ہی نہ جائے یہ ایسے۔۔۔۔ ڈائریکٹ منہ سے لگا دو اس کے۔۔۔ بچپن کی " عادت ہے پی لے گی" نایاب نے سرسری سے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا

قیصر و نایاب طالعہ میں لگ گئے تھے اس لیے ان دونوں نے دیکھا ہی نہیں عاطف کے دونوں ہاتھ کیسے لرز رہے تھے دودھ کا گلاس پکڑئے ہوئے۔

اوکے۔۔۔ اتنا مشکل کام نہیں ہے عاطف۔۔۔ تم کر سکتے ہو" اس کے ہونٹوں" کے نیچے رال لگی ہوئی تھی۔۔ مگر وہ یہ نہیں دیکھ رہا تھا وہ تو دیکھ رہا تھا اس کے چہرے کی بلا کی معصومیت ۔۔۔

پتہ نہیں ایسا کیا تھا جو آج کل اس کے قریب جانے سے بھی ڈر لگنے لگا تھا ۔۔ پتا نہیں وہ ڈر تھا یا دل میں بیٹھا کوئی چور۔۔وہ نہیں سمجھ پاتا تھا اس وقت اپنے جذبات کو۔۔لیکن تھا کچھ الگ ۔۔۔

گلے میں تھوک نگلتے ہوئے خود ہی کو ہمت دی۔۔۔

پھر اپنا ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے زبردستی ڈال کر چہرہ ہلکا سہ اونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے سرخ لبوں سے دودھ کا گلاس لگا دیا۔

یقینا اگر وہ لڑکی جانتی کہ اس وقت وہ کس کے ہاتھ سے دودھ پی رہی ہے تو دودھ گلے سے نہیں اترنا تھا اس کے لیکن نیند میں خبر ہی نہیں تھی۔۔۔۔ آہہہ۔۔۔۔ یہ ظالم نیند بھی ناں۔۔۔

عاطف اسے دودھ پلاتے ہوئے نایاب اور قیصر کی جانب دیکھتا رہا لیکن ان دونوں میں سے کسی کی بھی توجہ نہیں تھی اس کی طرف۔۔۔

جب اعتبار آگیا کہ کوئی نہیں دیکھ رہا تو اس نے اب تانیہ کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ نیند میں دودھ پی رہی تھی۔ آنکھیں تک نہیں کھولیں تھی اس لڑکی نے۔۔۔

پکا سست ہے سست ہے" وہ زیر لب بڑڑاتے ہوئے مسکرایا۔ " ساتھ ہی اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں ہلکا سہ دبایا تھا۔

اس لڑکی کو شاید علم بھی نہ ہو اس کی چھوٹی چھوٹی حرکتیں جو وہ نادانی میں کیا کرتی تھی عادت کے مطابق۔۔۔ عاطف کو بہت ہی اچھی لگنے لگی تھیں۔۔کیوٹ سی۔۔۔

دودھ کے گلاس میں دودھ ختم ہو گیا تھا لیکن وہ لڑکی مسلسل پچ پچ کی آوازیں نکال رہی تھی۔۔جس کے سبب عاطف کے لیے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہوا۔

اس نے فورا ہی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا ہنسی دبانے کے لیے۔۔۔

دودھ ختم ہو گیا ہے تانیہ۔۔۔ مجھے بتاؤ اگر اور چاہیے تو۔۔۔میں لا دیتا ہوں" " دل کے تو ہر کونے سے بس یہی صدا آ رہی تھی کہ مقابل ہاں کر دے۔۔اور وہ باخوشی جلدی سے اور دودھ لے کر آجائے۔۔ لیکن ارمان تو تب ٹوٹے

---جب اس نے انکار کیا اور نیند میں ہی گلاس منہ سے ہٹا کر---واپس ٹیبل پر منہ رکھ کر سو گئی ۔

پلا دیا؟ " وہ تو سوتی ہوئی تانیہ کو دیکھنے میں ہی مگن تھا۔ جب نایاب " کی آواز نے اسے حواسوں میں لوٹایا۔

اس نے برق کی پھرتی سے ---تانیہ سے نظر ہٹا کر ---سامنے کی جانب دیکھا

" جی آپی-"

عاطف طالعہ سو گئی ہے--- اسے ذرا کمرے میں لیٹا آو-- " اور قیصر کا " لٹل جگنو تو کھاتے کھاتے ہی سو گیا تھا دوبارا۔

عاطف نے جب دیکھا کہ طالعہ و تانیہ دونوں ہی نیند میں سحری کررہی ہیں تو بے اختیار کہ اٹھا" دونوں خالہ بھانجی ایک جیسی ہیں۔ " عاطف کے کہتے ہی قیصر و نایاب مسکرانے لگے

چلو یہ تو بچی ہے مگر یہ سامنے والی-- "نایاب کا اشارہ تانیہ کی جانب " تھا--" 16 سال کی ہونے کو ہے --- مگر بچپنا نہیں جا رہا ہے اس کا--- ابھی میں رشتے والی کو اس کا کہوں-- تو کیا خوبیاں بتاؤں گی-کھانا پینا سونا-سونا کھانا پینا ---اور تھوڑا بہت اس میں اگر موقع مل جائے تو پڑھ لینا---" نایاب تو اپنا رو رہی تھی لیکن اسے نہیں پتہ ---وہ اپنی باتوں سے مقابل کا ننھا سہ دل ہلا گئی ہے-

رشتے والی ؟؟ " نہایت سنجیدگی سے--- ایسا نہیں تھا کہ بات سمجھ نہیں " آئی تھی--- بس لگا شاید غلط سن لیا ہو --بے یقینی سی کیفیت تھی---ابھی تو اتنی چھوٹی تھی وہ۔

ہاں--- میں اس کی جلدی شادی کرنا چاہ رہی ہوں۔ " نایاب تانیہ کی جلد سے" جلد شادی کر دینا چاہتی تھی(16 سال کی ہوتے ہی)-کیونکہ وہ بالغ ہو چکی تھی ایک کنواری لڑکی کو گھر میں رکھنا---اس کی عزت کی حفاظت کرنا بہت نازک مراحل ہوتے ہیں۔ پھر وہ خود بھی پورے دن گھر میں نہیں رہ سکتی تھی اس کی حفاظت کرنے کے لیے---

لڑکی جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائے اتنا اچھا--

دیکھا جائے تو تانیہ دو نامحرموں کے ساتھ رہ رہی تھی ایک گھر میں۔۔ نایاب ہر وقت اس کے ساتھ نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے اچھا یہی تھا کہ اس کی کم عمر میں ہی شادی کر دی جائے اور وہ اپنے گھر کی ہو جائے۔

ایک بار وہ اپنے گھر کی ہو گی تو نایاب بھی اس کی جانب سے سکھ کا سانس لے سکے گی۔

" مگر یہ تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔ اس کی پڑھائی کا کیا؟؟۔۔ اس کے خوابوں کا کیا؟؟ " عاطف چاہ کر بھی احتجاج کرنے سے باز نہیں رہ سکا تھا۔

" اس کا شوہر کرا دے گا۔ اس میں کیا مسئلہ ہے" قیصر کا پوائنٹ اف ویو بھی وہی تھا جو نایاب کا تھا۔

بوجھ نہیں تھی وہ اس پر۔۔۔ لیکن ذمہ داری ضرور تھی۔

" اور اگر نہیں کرایا تو ؟؟ بہت چھوٹی ہے یہ۔۔شادی اس عمر میں کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اسے اپنا خیال نہیں رکھنا آتا۔۔۔اپنے شوہر و سسرال والوں کا کیا رکھے گی " وہ خود بھی نہیں جانتا ہوگا کس قدر احتجاج و اعتراض در آیا تھا اس کے لہجے میں۔

" میں جانتا ہوں تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ہم ایک جوان لڑکی کو ایسے نہیں رکھ سکتے اپنے پاس۔۔۔ یہ اپنے گھر کی ہو جائے گی تو میں اور نایاب بے فکر ہو جائیں گے اس کی جانب سے۔ " قیصر کا پوائنٹ اف ویو بھی اپنی جگہ بالکل ٹھیک تھا لیکن اس لڑکے کا دل پھر بھی تیار نہیں تھا

" تو میں ہوں نا اس کی حفاظت کے لیے۔۔ آپ نے بچپن میں اس کی ذمہ داری مجھے دی تھی کیا اب بھول گئے ہیں آپ ؟ ...میں خیال رکھ لوں گا اس کا۔۔۔ ایک کھرونچ تک نہیں آنے دوں گا اسے وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ پر اس طرح شادی نہ کریں اس کی۔۔۔ " عاطف فورا ہی جذباتی ہو کر گویا ہوا۔

" اور کس حق سے کرو گے تم یہ حفاظت ؟ ... پہلے وہ بچی تھی اب بچی نہیں ہے عاطف۔ " نایاب فورا ہی جتاتے ہوئے گویا ہوئی۔

دنیا سوال کرئے گی۔۔۔ آخر کس حق سے وہ اس کی حفاظت کرنے کے لیے کھڑا ہو رہا ہے۔۔شوہر ہے اس کا؟ بھائی ہے ؟ باپ ہے؟ چاچا ہے؟ ماموں ہے؟ ہے کون؟؟؟

اور اس لمحے وہ خاموش ہو گیا۔

اس نے ایک بار تانیہ پر نگاہ ڈالی جو ابھی بھی دنیا جہاں کی باتوں و فکروں سے بے خبر پرسکون سوتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ۔ اور پھر لب بھینچ کر۔۔طالعہ کو قیصر کی گود سے لیا اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو قیصر کو نماز کی حالت میں قیام میں کھڑا پایا۔ اور اس سے بالکل تھوڑا سہ فاصلے پر ۔۔چھوٹی جا نماز کے ساتھ اپنے بیٹے کو۔۔۔

قیصر نے جمعہ مسجد میں ادا کر لیا تھا ۔ باقی نوافل وہ گھر آکے پڑھ رہا تھا

وہ وجیہہ مرد رکوع میں گیا تو مہر بھی اسے دیکھا دیکھی پھرتی سے رکوع میں چلا گیا۔

دونوں باپ بیٹے ایک ساتھ ہی سجدے میں گئے تھے۔

اور جیسے یہ منظر کوئی خواب کا سہ تھا۔۔

وہ دونوں ہی نہیں جانتے ہوں گے۔۔ کتنا ارمان تھا اس لڑکی کو اس منظر کو دیکھنے کا۔۔جب اس کا شوہر اور بیٹا ایک ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں۔

ماما دوپٹہ باندھ دو۔۔ میں بھی نماز پڑھوں دی(گی)" طالعہ نایاب کی پوری " اچھی طرح ترتیب دی ہوئی کپڑوں سے بھری الماری کا بیڑا غرق کرنے کے بعد اپنے لیے ایک دوپٹہ ڈھونڈ کر لے ہی آئی تھی۔

اگر وہ عام طور پر ایسا کرتی تو نایاب نے اسے ڈانٹنا تھا لیکن اس وقت۔۔۔اس چھوٹی سی اسلام کی شہزادی پر بلا کا پیارا آیا۔

نایاب نے جھک کر ۔۔ اپنا بڑا سہ دوپٹہ اس کے چھوٹے سے سر پر باندھا۔۔

دوپٹہ لال اور اورنج رنگ کا تھا جو اس کے گوری سی رنگت و معصوم سے چہرے پر اتنا حسین لگ رہا تھا کہ کچھ لمحے تو نایاب ہی اسے دیکھتی رہ گئی تھی---

کیونکہ وہ بھی نماز پڑھنے ہی آئی تھی اس لیے اس نے اپنی جا نماز قیصر کے پیچھے بچھا لی--اور طالعہ نے بالکل اس کے برابر میں---اب ان کی پوری فیملی نماز ادا کر رہی تھی-

❤️*Husny Kanwal*❤️

"حفصہ اٹھو- -- حفصہ--- جلدی اٹھو"

اس کی بہن مسلسل اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی-

" بھئی ابھی تو صرف پونے تین بجے ہیں- کہا تھا نا ساڑھے تین بجے سے پہلے مت اٹھانا--پھر روزہ لگ جاتا ہے مجھے---آرام سے اٹھ کے ساڑھے تین بجے نماز پڑھ لونگی- آدھا دن گزر چکا ہوگا--پھر کچن میں کام کرا لوں گی تم لوگوں کے ساتھ---ابھی ہٹ جاؤ سونے دو مجھے- " اپنی بہن کے اٹھانے پر اس نے سب سے پہلی نگاہ سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر ڈالی جو پونے تین بجا رہی تھی اور یہ دیکھتے ہی کہ ابھی تو صرف پونے تین بجے ہیں وہ جھنجھلا کر اپنی بہن کو دیکھ--- بگڑتے ہوئے لہجے کے ساتھ گویا ہوئی-

" ارے میری ماں اٹھ---تیرے لیے رشتہ لے کر آیا ہے ایک لڑکا-- وہ بھی بڑا خوبصورت اور ڈیشنگ ٹائپ جیسا ڈراموں فلموں میں ہیرو ہوتا ہے نا بالکل ویسا---اور پتا ہے اس کے پاس گن بھی ہے" بس اپنی چھوٹی بہن کی بات سننا تھا--- کہ حفصہ کی ساری نیند چھومنتر ہوئی - وہ بجلی کی پھرتی سے اٹھ کر بیٹھی تھی-

" تو یہ اب بتا رہی ہے مجھے" وہ   اس بیچاری کو ہی گھوری سے نواز کر --برہمی سے کہتی---تیزی سے دوپٹہ گلے میں ڈال کر--باہر کی جانب دوڑی-

وہ کھلے صحن میں آئی۔۔ تو تخت پر اس کے والد اور سامنے کرسی پر اسے سفیان میر بھرم سے پاؤں پر پاؤں رکھے بیٹھا نظر آیا۔

سفیان کے سامنے جو ٹیبل رکھی ہوئی تھی پلاسٹک کی (گرۓ رنگ کی)۔ اس پر کھلے عام گن رکھی دیکھ حفصہ کی سانس اٹکی۔

ساتھ ہی اس کی نگاہ مین دروازے پر گئی۔ جہاں مٹھائیوں اور پھلوں کے بڑے بڑے و سجے ہوۓ ٹوکرے لے کر لڑکے داخل ہوتے نظر آرہے تھے۔

یہ سب کیا تھا؟؟ .. وہ تو ہاتھ مانگنے آیا تھا ناں۔۔ اس طرح گن دیکھا کر۔۔۔ایک باپ سے اس کی بیٹی کا ہاتھ کون مانگتا ہے۔

حفصہ۔۔۔ کیا تم انہیں جانتی ہو؟ .." اس کے والد نے نہایت کڑک دار لہجے" میں استفسار کیا۔ ان کی آواز ہی بتا رہی تھی وہ شدید غصے میں ہیں ۔

نہیں بابا" خوف کی شدت سے بے دھڑک منہ سے نکلا۔ اور اس کا انکاری" جواب سنتے ہی سفیان کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔ اگلے ہی پل۔۔۔اس نے گھور کر کھا جانے والی نگاہ سے حفصہ کو دیکھا۔

میرا مطلب۔۔۔ ہاں بابا" سفیان کی گہری وارننگ آمیز آنکھیں اس کے والد" کی غصیلی آواز سے کہیں زیادہ خوفناک تھی۔ جنہیں دیکھنے کے بعد وہ کسی پولیٹیکل پارٹی کے لیڈر کی طرح دو لمحوں میں اپنا بیان بدل گئی تھی

ان کا دعوی ہے۔ کہ تم ان سے محبت کرتی ہو۔۔۔ اور تم ہی نے ان سے " کہا ہے کہ تمہارے لیے رشتہ لے کر آئیں۔۔۔" اپنے والد کی بات سن۔۔ اب اس نے سفیان کو گھورا۔

یہ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اس رشتے کی ذمہ داری خود بھی تو اٹھا سکتا تھا۔ محبت کا دعوےدار تو وہ تھا ناں۔۔

ایک لڑکی نے اپنے لیے خود رشتہ بلوایا ہے یہ سننے میں کتنا معیوب لگ رہا تھا۔ اور وہ بھی ایک مڈل کلاس فیملی کی لڑکی ہو کر۔۔ ذلت اعلی ذلت یہ کہ اپنے والد کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سننا پڑھ رہا تھا اسے۔۔یقینا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

اس نے اب گھور کر سفیان کی جانب دیکھا تھا ۔ وہ تو پہلے ہی دیکھ رہا تھا ۔

اس نے اپنی نظر نہیں جھکائی نہ ہٹائی۔ ڈھٹائی سے پلٹ وار میں اسے تکنے لگا۔۔۔

دونوں کی نظریں کچھ لمحے ملی رہیں۔۔۔

آخر میں حفصہ نے ہی ہار مان کر۔۔۔ نظر جھکائی تھی۔

حفصہ جواب دو۔۔ " وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے ہیں ۔ یہ " دیکھ حفصہ کے والد مزید برہم ہوئے۔ اور اس بار پہلے سے زیادہ سخت آواز میں استفسار کیا۔

ج۔۔ جی بابا۔۔۔ میں نے ہی انہیں بلایا ہے یہاں" اپنی زندگی کے اہم فیصلے" خود آگے آ کر لینے پڑتے ہیں۔۔۔اس نے بھی لیا۔

تمہیں اگر یہ پسند ہے ۔۔۔ تو میرے بھائی کے بیٹے کے لیے ہاں کیوں کہی " ؟؟" وہ خاصہ برہمی سے پوچھ رہے تھے۔

انہوں نے کوئی زبردستی نہیں کی تھی اس لڑکی کے ساتھ۔۔ نہ ہی اسے فورس کیا تھا۔ اس نے خود ہاں کہی تھی۔ وہ خود ائی ڈی ٹکٹ کر کے ملتان ۔ پھر یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں ان کی زبان خراب کروائی ان کے بھائی کے آگے؟ ؟۔۔ کیوں انہیں ذلیل کروا رہی ہے ان کے رشتہ داروں میں ؟؟ ...

مڈل کلاس فیملی میں ہیڈ اف دا فیملی کی زبان پتھر پر لکیر کی طرح ہوتی ہے۔

ہاں؟؟ ۔۔۔ کیوں کہی تم نے ہاں؟؟ " مانا سفیان چیخ نہیں رہا تھا لیکن اس کی " آواز میں جو دبی دبی غراہٹ تھی ۔ وہ یہ واضح کرنے کے لیے کافی تھی حفصہ کو۔۔۔کہ غصے میں وہ بھی بھرا بیٹھا ہے۔

اس کی آنکھوں میں جو سرخی تھی۔ وہ حفصہ کو الرٹ الارم کی طرح محسوس ہوئی۔

وہ۔۔۔ وہ میں۔۔" کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا۔۔۔ اس لیے نظر جھکا لی۔ "

حفصہ تم نے ہمیں بہت مایوس کیا ہے آج۔ " اس کے والد نہایت افسردگی " سے بولے جس پر حفصہ کا دل شدت سے رنجیدہ ہوا

اور یہ سب اس طرح تو نہیں چاہتی تھی وہ۔

کیا چلا جاتا ۔۔۔اس سامنے بیٹھے مغرور و گھمنڈی شخص کا۔۔ کہ اگر اپنی اکڑ تھوڑی سی نیچے کر کے التجائی لہجے میں اس کا رشتہ مانگ لیتا۔ اسے یقین تھا اس کے والد اس کی مرضی ضرور پوچھتے اس حوالے سے اور وہ ہاں کرتی تو اس کے والد بھی مجبور ہو جاتے ہاں کرنے کے لیے لیکن اس شخص نے سب بگاڑ دیا تھا۔

غصہ شدید اسے بھی چڑھا تھا۔لیکن اس لمحے وہ برداشت کر رہی تھی۔

حفصہ کی ماں۔۔اپنی بیٹی کے کپڑے پیک کر دو واپس۔۔۔ہم آج ہی سے وداع " کریں گے۔ " اپنے والد یک دم کیا گیا فیصلہ سن۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔۔۔

.. یہ سب کیا ہو رہا تھا؟؟

اور پھر اس کی نگاہ ٹیبل پر رکھی گن پر گئی۔ اور وہ سمجھ گئی کہ اس کے والد نے اتنا بڑا فیصلہ اتنی جلد بازی میں کیوں کیا۔

وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھنے والے شخص تھے۔ ان کا گھر بہو بیٹیوں والا تھا۔ ایسے میں ایک سیاست سے تعلق رکھنے والا پاور فل و مشہور شخص ان کے گھر میں داخل ہوا ۔۔۔وہ بھی کھلے عام گن ہاتھ میں لیے۔۔۔ پھر سونے پر سہاگہ انہیں علم ہوا کہ یہ ان کی بیٹی کا بلایا ہوا شخص ہے۔ جس سے وہ شادی کرنا چاہتی ہے۔ اپنی عزت کی عافیت اسی میں لگی انہیں کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ رخصت کر دیں نکاح کرکے۔۔۔ ویسے بھی اگر ان کی بیٹی نے اسے پسند کیا ہے تو یقینا دیکھ کر ہی کیا ہوگا۔۔۔ انہیں اعتماد تھا اپنی بیٹی کی پسند پر ۔۔۔ مانا وہ غصہ تھے لیکن اس غصے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس نے پسند کیا ایک مشہور سیاستدان کو جو ان کی فیملی و کاسٹ سے باہر کا بندہ تھا۔ غصہ تو صرف اس بات کا تھا کہ جب پسند تھا کوئی پہلے سے ہی۔۔۔تو پھر ان کی بات ان کے بھائی کے یہاں کیوں خراب کروائی۔

حفصہ اپنے والد کے مزاج سے بخوبی واقفیت رکھتی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ غصے میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں۔

بابا۔۔ میں۔۔ " وہ بولنا چاہتی تھی ۔۔ لیکن اس کے والد نے آنکھیں دکھا کر" روک دیا۔

میں مولوی صاحب کو بلواتا ہوں" وہ برہمی سے کہہ کر۔۔اٹھ کر چلے " گئے تھے۔

بس کچھ ہی دیر گزرئی۔۔

مولوی صاحب بیچ صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک سائیڈ ان کے سفیان میر تھا دوسری سائیڈ پر حفصہ اپنی ماں کی شادی کا لال دوپٹہ سر پر اڑے۔۔۔

عصر کا وقت شروع ہونے کو تھا۔۔ان کا نکاح پڑھایا جا رہا تھا اس وقت ۔۔۔

قبول ہے۔۔ قبول ہے۔۔قبول ہے۔۔ " بس تین بار قبول ہے کہا اور وہ حفصہ" سے مسز سفیان میر بن گئی۔

کیا آج فجر کی نماز پڑھتے وقت اس نے یہ سوچا تھا۔۔ کہ رات ہونے سے پہلے پہلے وہ سفیان میر جیسے شخص کے نکاح میں جا چکی ہوگی۔۔ جس کی نگاہوں تک سے گھن آتی ہے اسے۔۔۔

کوئی گلے مل کر سفیان کو مبارکباد نہیں دی گئی تھی نکاح کی۔۔۔ اور نہ ہی اسے کوئی خاص طلب و ارزو تھی ان مبارکباد کی۔۔۔ اسے جو چاہیے تھا وہ اب اس کا تھا۔

✍️#جاری_ہے

سب کچھ اتنا جلدبازی میں ہوا تھا کہ حفصہ کو تو ابھی تک یقین ہی نہیں آرہا تھا کے اس کا نکاح ہوچکا ہے۔ وہ بار بار بے یقینی سے اپنے ہاتھ میں پکڑئی چھوٹی پانی کی بوتل دیکھ رہی تھی جو اس کے نکاح کا پانی تھا۔

اس کا روزہ تھا اس لیے نکاح کے بعد جو پانی پلایا جاتا ہے عورت کو(اس کے خاوند کا جھوٹا) وہ نہیں پی سکی تھی۔ اس لیے پانی کی بوتل اس نے ہاتھ میں ہی پکڑ لی تھی۔کے روزہ آج اسی نکاح کے پانی سے افطار کرئے گی۔

سفیان نے اس کے لیے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا۔۔۔ تو وہ خاموشی سے اندر بیٹھ گئی۔

امی، بہن بھابھی و بھائی سب نے بڑی محبت سے وداع کیا تھا اسے دعاؤں کے سائے میں۔۔بس ایک بابا ہی تھے جنہوں نے سر پہ ہاتھ نہ رکھا۔ جس کا صدمہ اس کے دل کو بھاری کیے ہوئے تھا۔

تو تم یہاں شادی کے لیے آئی ہوئی تھی " کافی دیر تک سفر خاموشی سے " جاری رہا اور پھر اس خاموشی کو سفیان کی برہم و دبی دبی غراہٹ بھری آواز نے توڑا۔

وہ شدید غصے میں تھا۔

ہاں۔۔۔ " مقابل نے ایک لفظی جواب دیا۔"

یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں انٹرسٹڈ تھا تم میں" وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔اس " سنگ دل لڑکی کی جانب دیکھ کر ۔۔۔استفسار کرنے لگا۔

اسے ابھی تک اس بات پہ اتنا شدید غصہ تھا کہ بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کا گلا دبا دے۔۔۔ آخر وہ کیسے اس کا حق کسی اور کو دینے کا سوچ سکتی تھی؟؟۔

مگر میں نہیں تھی۔ " وہ بھی غصے میں بھری بیٹھی تھی۔ آج اس کے " والد کی آنکھوں میں جو مایوسی اس نے دیکھی وہ زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اپنے لیے اور یہ چیز اسے شدید رنجیدہ کر رہی تھی۔۔۔اور یہ سب کبھی نہ ہوتا اگر سفیان نے اس بات کو ٹھیک طرح سنبھالا ہوتا۔

اس نے سفیان کی جانب دیکھ۔۔دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

تو تم مجھ میں انٹرسٹڈ نہیں ہو" وہ زیر لب دانت پیستے ہوئے بڑبڑایا ۔۔۔مگر" منہ سے ایک لفظ ادا نہ کیا اس کے بعد۔۔۔

حفصہ نے دیکھا کچھ دیر بعد ان کی گاڑی ایک مشہور پالر کے آگے رکی ہے۔

بیوٹی پارلر؟ " وہ الجھ کر۔۔۔"

دادا ویٹ کر رہے ہیں ہوٹل میں ہمارا۔ ان کے سامنے ایسے نہیں لے جا " سکتا تمہیں۔ " سفیان برہمی سے کہتا گاڑی سے اترا اور اس کی جانب آکر گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔

وہ خود اتر سکتی تھی لیکن اس کے باوجود سفیان نے اس کے آگے ہاتھ بڑھایا تھا۔

بجائے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے کے۔۔اپنے نکاح کے پانی کی بوتل اس نے برہمی سے اس کے ہاتھ میں پکڑا دی۔ اور خود یوں ہی اتر گئی۔

اندر جاؤ اور معلوم کرو کیا پروسس ہے تیار کرنے کا" وہ زندگی میں " کبھی کسی لڑکی کو پالر لے کر نہیں آیا تھا۔ تو یہ اس کا فرسٹ ٹائم تھا۔ اس لیے کچھ علم نہیں تھا کہ کیا بات کرنی ہے۔ کیسے بات کرنی ہے کیا پروسس ہوتا ہے۔ کیا ڈیلز یوز ہوتی ہیں۔ کیا کہہ کر اپنی دلہن تیار کروائی جاتی ہے ۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔

اپنی شہادت کی انگلی سے پیشانی کے سائیڈ والے حصے کو کھجاتے۔۔۔وہ خاصہ لاپرواہی سے بولا۔

کس چیز کا تیار ؟ " وہ چھوٹی آنکھیں کر۔۔ مقابل کا چہرہ بغور دیکھتے " ہوئے پوچھنے لگی۔

" دلہن تیار اور کیا "

تم چاہتے ہو میں دلہن کی طرح تیار ہوں تمہارے لیے۔۔جب کہ تمہاری " وجہ سے میرے بابا کتنی تکلیف میں آئے ہیں آج ۔ انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے" وہ تو ویسے ہی بھری بیٹھی تھی۔ بس موقع ملنے کی دیر تھی۔ جو ملتے ہی وہ اب پھٹ پڑئی تھی۔

گھر سے نہیں نکالا--رخصتی کی ہے تمہاری۔ جو ہر باپ کرتا ہے اور "
میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہے لڑکی۔ تم خود ذمہ دار ہو ان سب کی۔- " وہ
دانت پیس کر--ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے گویا ہوا۔

وہ تو بڑا خوشی خوشی اپنے دادا کو لے کر یہاں آیا تھا۔

ڈر تھا کہ پتہ نہیں اس کے گھر والوں کا ری ایکشن کیسا ہوگا رشتہ مانگنے
پر اس لیے اپنے دادا کو ہوٹل میں ہی چھوڑا کہ پہلے خود بات کر لے پھر
ان کو لے کر جائے گا لیکن جب اس لڑکی کے گھر پہنچا تو علم ہوا کہ اس
کا تو پہلے ہی رشتہ ہو چکا ہے اور وہ شادی کے لیے ہی ملتان آئی ہے -

عید پر حفصہ کی شادی ہے یہ جاننے کے بعد اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

پھر کیا تھا اپنی شرافت کو سائیڈ میں رکھ کر۔- پینٹ میں لگی گن نکال کر
اس کے والد کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی اور معاملات کو اپنے مطابق ہینڈل
کیا۔

مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی" وہ جزبز ہو کر بولی۔- مانا شدید غصہ "
تھا کے سامنے والے کا سر پھاڑ دے۔ --لیکن بھولی نہیں تھی کہ اس کے
پاس ابھی بھی گن ہے۔

اچھا ہے۔ سر میں درد کم ہوگا" وہ شکرانے والے انداز میں گویا ہوا تو "
حفصہ کی مزید تپی---

اب یہاں کھڑے ہو کر مجھے اینگری لک مت دو--- چپ چاپ اندر جاؤ "
اور دلہن کی طرح سج سور کر آؤ--- زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔-روزہ
"کھل جائے گا ایک گھنٹے میں

وہ بحث کرتی اگر اس کا آخری جملہ نہ سنا ہوتا

ارے ہاں میں نے تو عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی ہے ابھی۔ " یاد آنے پر "
عصر کی نماز ابھی پڑھنی ہے--اپنے سر پہ دھپ لگائی اور تیزی سے پالر
کی جانب بڑھ گئی۔

پالر میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے عصر کی نماز ادا کی تھی۔

مانا عجیب لگ رہا تھا عصر کے وقت پر پالر میں آکے بیٹھنا وہ بھی رمضان میں۔۔ اور کہنا کہ مجھے تیار کر دو۔۔۔ میرا دولہا باہر کھڑا ہے۔۔اور ذرا جلدی روزہ کھلنے سے پہلے پہلے۔۔ کیونکہ نکاح کے بعد پہلا روزہ افطار میں نے اپنے دلہے کے ساتھ ہی کرنا ہے۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ محبت میں مرئی جا رہی تھی سفیان میر کی۔۔۔اس لیے اس کے ساتھ روزہ کھولنا چاہتی تھی۔۔وجہ صرف یہ تھی کہ اس کی والدہ نے سخت تاکید کی تھی کہ روزہ کھلتے ہی سب سے پہلے جو منہ کے اندر جائے وہ نکاح کا پانی ہو۔۔ تاکہ میاں بیوی کے درمیان محبت بڑھے۔۔۔ اور وہ پانی۔۔۔ وہ سفیان کو دے کر آگئی تھی۔

روزے کے سبب حالت نڈھال سی تھی بالکل سست سی۔۔۔۔ اس لیے دوبارہ باہر جا کے پانی کی بوتل لانے کی ہمت نہیں ہورہی تھی اس کی۔۔۔ویسے بھی تیار ہونے کے لیے بیٹھ چکی تھی وہ چیئر پر ۔۔اس لیے سوچا اب تیار ہو کے ہی جائے گی باہر دوبارا۔۔۔

یہ تو شکر ہے کہ پالر خالی ملا تھا اسے۔۔۔ اور ساتھ ہی پالر کی اونر کا ہاتھ کافی تیز چلتا تھا۔۔۔کہ انہوں نے اسے آدھے گھنٹے میں بنا دیا bride تھا۔

تیار ہوتے ہی بغیر وقت کا ضیاع کیے۔۔۔وہ تیزی سے باہر آئی۔

وہ سادہ سے وائٹ فراک میں ملبوس تھی اور سر پر اپنی ماں کی شادی کا لال دوپٹہ لے رکھا تھا۔ کوئی زیور نہیں پہنا تھا اس کی دولہن نے۔۔۔لیکن اس کے باوجود وہ دنیا کی سب سے حسین و خوبصورت دلہن لگ رہی تھی اسے۔۔۔۔

اور وہ نادان لڑکی کہاں جانتی تھی کہ واقعی اس نوجوان کی دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھی غصے کی شدت سے۔۔جب سے یہ پتہ چلا تھا کہ وہ ملتان شادی کے لیے آئی تھی۔ اوپر سے اس سنگ دل نے تڑاک سہ جواب دیا تھا گاڑی میں۔۔۔کے انٹرسٹڈ نہیں تھی اس میں۔۔۔۔لیکن اب اپنی دلہن کے روپ میں اسے دیکھنے کے بعد تنے ہوئے عصاب از خود ہی ڈھیلے پڑنے لگے۔

جلدی بیٹھو زیادہ وقت نہیں ہے" روزہ کھلنے کو تھا۔"

وہ نہیں چاہتا تھا اس کی بیوی کا پہلا افطار روڈ پر ہو---

ہوٹل میں فون کر کے اس نے پہلے سے ہی اس کی افطاری کے لیے سارا سامان آرڈر کر دیا تھا۔ اپنا روزہ تو تھا نہیں مگر اس کے روزے کا بہت احترام کررہا تھا۔ کہ ایک نگاہ جو اچانک اس پر پڑئی بس وہی دیکھا--اس کے بعد دوبارہ اس دلہن بنی لڑکی کی جانب نگاہ نہ کی-- کیونکہ وہ روزے میں تھی۔

کیونکہ روزہ کھلنے کا وقت تھا اس لیے روڈوں پر کافی رش مل رہا تھا۔

دس منٹ کا سفر 20 منٹ میں طے کر کے وہ ہوٹل پہنچے تھے۔

چاہتا تو پہلے اپنے دادا سے ملاتا--لیکن روزہ کھلنے میں صرف پانچ منٹ رہ گے تھے--اس لیے ڈائریکٹ اسے اپنے کمرے میں لے کر گیا۔ جہاں ان کے آنے سے پہلے ہی افطاری کا سامان سجایا جا رہا تھا ٹیبل پر۔

حفصہ کو واقعی لگا تھا کہ وہ صرف پانی سے افطار کرنے والی ہے آج--- لیکن وہ کافی شاکڈ ہوئی یہ دیکھ--کہ اس کے آنے سے پہلے ہی ڈائننگ ٹیبل الگ الگ ڈشز سے سجنا شروع ہوچکی تھی۔

،فروٹ چاٹ ، چھولوں کی چاٹ، الو کی چاٹ

سموسے، پکوڑے ، جلیبی، امرتی ، اسپرنگ رول ، چکن بریڈ ، چکن عربین پف، چکن ونگز ، موتی چور کے لڈو، گلاب جامن، چمچم، برفی، کلب سینڈوچ، فرنچ پرائیز ، بھری مرچیں، نمکین و میٹھے دہی بڑے ، الغرض طرح طرح کی مٹھائیاں ، طرح طرح کے حلوے ، طرح طرح کے مشروبات ، الگ الگ طرح کی کھجوریں، الگ الگ طرح کے سلاد و رائیتے اور چٹنیاں ---پوری اس بڑی سی ڈائننگ ٹیبل کو سجائے ہوئے تھے۔ جنہیں دیکھنے کے بعد اس کے لیے ڈیسائڈ کرنا مشکل تھا کہ روزہ کہاں سے افطار کرنا سٹارٹ کرنا چاہیے--

بیٹھو۔ " وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ مقابل نے اس کے لیے جنٹلمین کی " طرح چیئر کھسکائی--

پورے دن کا روزہ ایک طرف-- اور چیئر پر بیٹھنے کے بعد ان کھانوں کے سامنے گزرنے والے وہ دو منٹ ایک طرف--

آذان نہیں ہوئی ابھی " جیسے اوروں کا کانسپٹ ہوتا ہے۔ جو پہلے پھیلا " ہوا تھا عوام میں۔۔کہ آذان پر روزہ افطار ہوتا ہے ۔۔وہی کانسپٹ سفیان کا تھا۔ اس لیے جب آذان کی آواز نہیں آئی اور حفصہ پانی کی بوتل کھولنے لگی اس کے ہاتھ سے لے کر۔۔تو وہ اچھنبے کا شکار ہو کے۔۔۔اسے تکتے ہوئے خاصہ جتا کر بتانے لگا۔

آذان سے روزہ نہیں کھولتے۔ اذان نماز کے لیے دی جاتی ہے۔ روزے کے" لیے نہیں۔۔۔ روزے کا وقت الگ ہوتا ہے۔ "اس نے نرمی سے سمجھایا۔
کیونکہ اندازہ تھا کہ جس طرح کا وہ شخص ہے۔کہاں جانتا ہوگا دین کی اتنی معلومات کو۔

لاو مجھے دو۔۔ " اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے کر بیٹھ گیا تھا۔۔کہ " افطار تو اپنے ہاتھوں سے ہی کرائے گا نکاح کے بعد پہلا۔

" پلاؤں ؟ "

نہیں پہلے موبائل نکالو اور ٹائم دکھاؤ۔ ۔ اگر یہ گھڑی غلط چل رہی ہوئی " تو ۔۔۔۔میرے پورے دن کا روزہ ہے۔ ڈبل شور کرنا ضروری ہے۔ " اس کا موبائل پرس میں تھا اور پرس صوفے پر رکھا ہوا تھا ۔ کس میں ہمت تھی کہ اٹھ کر جائے اور پرس سے نکال کر لائے۔۔۔اس لیے مقابل سے کہا۔

سفیان نے فورا ہی اس کے کہنے پر اپنا سیل نکال کر اس کے آگے بڑھا دیا تھا ۔

اگلے ہی لمحے اس لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔جب اس مغرور شخص کے موبائل کے وال پیپر پر اپنی ہی تصویر سجی دیکھی۔۔۔ جس میں وہ میکسی پہنی ہوئی نظر آرہی تھی۔

یقینا وہ حیرت کے غوطے کھا رہی تھی۔ جبکہ اسے کھانے نہیں چاہیے تھے۔وہ بندہ نکاح کر کے لے آیا تھا اسے۔۔وہ بھی صرف اس کے ایک بار کہنے پر۔۔۔ جو بندہ ایک بار کہنے پر نکاح کر سکتا ہے وہ اگر اپنے موبائل کہ وال پیپر پر اس کی تصویر لگائے بیٹھا ہے تو کیا عجب؟۔۔۔

وال پیپر تو ہزاروں لوگ لگا لیتے ہیں۔ کوئی ایک کال پر نکاح کرنے آن پہنچے وہ مقام اصل حیرت ہے۔

کیا؟ " اس لڑکی کی حیرت بھری آنکھوں کو پڑھنے کہ باوجود وہ نوجوان" انجان بن کر پوچھنے لگا

کچھ نہیں" اس نے تیزی سے نفی میں سر جھٹکا اور ٹائم دیکھنے لگی۔"

دو سیکنڈ رہ گے ہیں۔۔ لاؤ دو" سفیان کے موبائل میں ٹائم دیکھنے کے بعد" وہ بوتل لینا چاہتی تھی پانی کی اس کے ہاتھ سے۔ ۔ مگر اس نے دی ہی نہیں۔ الٹا دو سیکنڈ کے بعد اس کے سرخ لبوں سے ڈائریکٹ لگا دی۔

اس نکاح کے پانی کو ۔۔سفیان نے اپنے ہاتھ سے اپنی دلہن کو پلایا تھا۔

عموما جو پانی بچ جاتا ہے وہ سارا ہی عورت پیتی ہے۔ دوبارہ مرد نہیں پیتا کیونکہ وہ مرد کا ہی جھوٹا ہوتا ہے جو عورت کو پلایا جاتا ہے تاکہ محبت بڑھے۔۔۔ عموما یہی دیکھنے میں آتا ہے ۔۔لیکن اس نے حفصہ کا بچہ پانی پھر پی لیا تھا۔۔۔جبکہ کسی کا جھوٹا پینے کا عادی نہیں تھا وہ۔

ایسا نہیں ہے کہ وہاں اور پانی موجود نہیں تھا پینے کے لیے۔۔۔ تو جھوٹا پینا اس کی مجبوری تھا۔۔ نہ نہ نہ۔۔۔ جھوٹا پیا کیونکہ دل تھا اس کے لبوں سے لگی بوتل کو اپنے لبوں سے لگانے کا۔۔۔۔

وہ لڑکا جو اس وقت اپنی نئی دلہن کی پلیٹ بار بار کھانوں سے بھر رہا تھا کوئی کہہ سکتا تھا اسے دیکھ کر۔ ۔ کے کچھ دیر پہلے وہ اتنا غصے میں تھا کہ دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھی اس کی ۔۔بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کا گلا دبا دے۔۔۔ یقینا نہیں کہہ سکتا تھا۔

تھوڑا تو اور کھاؤ ۔۔ پورے دن کا روزہ رکھا ہے تم نے۔۔۔ " وہ فکر مند ہو " کر بول رہا تھا کیونکہ اس لڑکی نے سوائے نکاح کا پانی، تین چار چمچے کی فروٹ چاٹ اور چھولے کی چاٹ اور دو پکوڑے کھانے کے۔۔۔ کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

بس بہت کھا لیا ۔۔۔ اس سے زیادہ نہیں کھا سکتی میں۔" وہ پیٹ پر ہاتھ " رکھ۔بے بسی سے بولی

تم بس اتنا ہی کھاتی ہو؟ " مقابل حیران ہو کر پوچھ رہا تھا "

ہاں۔۔ کیوں؟ " وہ الجھ کر۔۔۔"

سوچ رہا تھا زندگی بھر کس کے لیے کماتا رہا پھر۔۔ جب میری بیوی تو " صرف چیونٹی جتنا کھاتی ہے" اور جو اس حسین نوجوان کا اپنائیت سے کہا گیا(میری بیوی) کا لفظ تھا ۔۔وہ حفصہ کے دل کو جا کے لگا۔

ارے تمھارے دادا کو تو بلایا نہیں ہم نے افطاری کے لیے" اسے اب یاد " آیا تھا۔

تمہارے نہیں۔۔ہمارے۔۔۔اور ان کا کون سہ روزہ تھا۔" پہلے تو سفیان نے " اس کے کہے لفظ کی تصحیح کی۔۔۔اور پھر آخری جملہ لاپرواہی کے ساتھ ادا کر دیا

روزہ نہیں تھا تو کیا ہوا وہ ہمارے ساتھ افطاری کرتے تو انہیں بھی ثواب " ملتا"

چلو کل سے کر لیں گے اس میں کیا ہے۔۔فی الحال تم آرام سے نماز وغیرہ " پڑھ کے فارغ ہو جاؤ ۔۔پھر ان کے کمرے میں چلتے ہیں" اتنا کہ کر۔۔وہ خود کو مزید نہ روک سکا۔ اور اس کے سرخ بھرے بھرے ہونٹوں کے قریب اپنے خشک پڑتے ہونٹ لانے لگا۔

کیا کر رہے ہو میرا روزہ ہے" وہ ڈر کر پیچھے ہوتی۔۔۔فورا بولی ۔ "

افطاری کر لی ہے تم نے" مقابل نے جتایا اور مزید قریب آنے لگا "

مطلب ۔۔۔میرا وضو ہے مجھے نماز پڑھنی ہے مغرب کی۔ اگر ٹوٹ گیا تو " پھر دوبارہ کرنا پڑ جائے گا۔ پھر یہ سارا میک اپ ویسٹ ہو جائے گا" اس کے خوف سے وہ جلدی جلدی بولی۔

ٹھیک ہے۔ میں انتظار کر لیتا ہوں۔ فارغ ہو جاو تم پہلے ساری نمازوں " سے" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ۔۔۔ معنی خیزی کے ساتھ اس کے ہونٹوں کو تکتے ہوئے۔ مسکرا کر بولا۔۔۔

جبکہ حفصہ کی جان ہلکان ہوئی تھی اس کی گھری بولتی نظروں کو دیکھ۔۔۔

اب تو اس کے نکاح میں تھی۔۔۔ بھاگ بھی نہیں سکتی تھی کہیں۔ یہی سوچتے ہوئے اس نے گلے میں تھوک نگلا۔

" تمہارے اندر کوئی سیلف ریسپیکٹ ہے یا نہیں؟؟ ... کیوں روز چلے آتے ہو--- مزہ آتا ہے تمہیں دھوپ میں بیٹھ کر رمضان میں روزے کی حالت میں انتظار کرنے میں- ۔ وکالت چھوڑ دی ہے کیا تم نے ؟؟ " وہ تھک چکی تھی اس سامنے کھڑے ڈھیٹ انسان سے--

کنزہ کو لگتا تھا اے سی والا روم ہے --آرام سے ویٹنگ روم میں بیٹھا رہتا ہے اس لیے--- یہی وجہ تھی کہ اس نے ویٹنگ روم میں اس کا داخلہ بند کروا دیا تھا ----مگر یہ دیکھ حیران ہوئی کہ وہ تو روزے کی حالت میں بھی روزانہ آکر بیٹھ جاتا ہے آفس کے سامنے اور تب تک نہیں جاتا جب تک وہ نہیں چلی جاتی--

کتنی دھوپ ہوتی ہے باہر-- اس کے باوجود تپتا رہتا ہے اس میں ---مگر ہلتا نہیں ہے وہاں سے----حتی کہ روزے کی حالت میں بھی نہیں-

کافی دنوں سے دھوپ میں کھڑے ہونے کے سبب-- اس کی گوری رنگت اب بالکل سیاہ پر آگئی تھی-

وہ کھڑا کیسے ہو جاتا ہے پورا پورا دن یہاں کنزہ کو تو یہی سمجھ نہیں آتا تھا-

کوئی اجنبی ہوتا وہ تب احساس کرتی---یہ تو پھر اس کا اپنا زید تھا--- اس کی محبت-- اسے تکلیف میں دیکھ کر مزید چپ نہیں رہ سکی وہ---

محبت ایک بہت خوبصورت احساس ہے اگر سچی کی جائے تو--اس میں آپ کو اپنے محبوب کے جذبات جگانے کے لیے اسے تکلیف نہیں پہنچانا پڑتی---بلکہ خود کو تکلیف میں مبتلا کرنا پڑتا ہے--وہاں آپ نے خود کو تکلیف پہنچائی اور یہاں وہ تڑپتا ہوا چلا آیا آپ سے آپ کے لیے ہی لڑنے--چاہے وہ آپ سے کتنا ہی خفاء کیوں نہ ہو---اور زید یہی کر رہا تھا اس نے خود کو تکلیف پہنچائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کنزہ اس سے بہت محبت کرتی ہے وہ زیادہ وقت خاموش نہیں رہ سکے گی پھر جب وہ اسے خود کو تکلیف پہنچاتا دیکھے گی- وہ آئے گی اس سے ،اس کے لیے لڑنے --- اور وہ آئی---کیونکہ بڑا آسان سہ فارمولا ہے محبت میں خفگی کا--- میں

تمہیں سزا دوں یہ ٹھیک۔لیکن تم خود کو خود سزا دو۔یہ میں برداشت نہیں کر سکتا ۔ تم ہوتے کون ہو خود کو تکلیف پہنچانے والے؟؟۔۔ یہ تمہارے پاس جو جسم ہے وہ دراصل میرا ہے۔

سوری۔۔ میں نے آپ جان کے نہیں کیا تھا وہ سب۔ " زید نہایت شرمندگی" بھرے لہجے میں۔۔معذرتی انداز کے ساتھ گویا ہوا۔

ہاں۔ بالکل۔۔ گن پوائنٹ پر کروایا تھا ناں قیصر نے یہ سب تم سے ؟ "کنزہ" دونوں ہاتھ فولڈ کر۔۔۔ طنز کا تیر چلاتے ہوئے بولی۔۔

نہیں۔۔ایسا نہیں ہے لیکن دیکھو میں تمہیں سمجھا سکتا ہوں۔ اگر تم ٹھنڈے " دماغ کے ساتھ میری بات سنو تو" اس کے دونوں بازو نرمی سے پکڑ کر۔ اپنی بات اس کے سامنے پرسکون انداز میں تحمل کے ساتھ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہونہہ۔۔۔ تمہاری باتیں سنو ؟ یعنی پھر سے نئے جھوٹوں کا جال بننے دوں" تمہیں اپنے ارد گرد۔۔ تمھیں پھر ایک بار خود کو تکلیف پہنچانے دوں؟؟ ... " کیونکہ میں تو ایک فن ہوں نا تمھارے اور تمہارے دوست کے لیے۔۔

اس کی ناراضگی غلط نہیں تھی وہ اپنی جگہ بالکل درست تھی ۔ بن ماں کی بچی تھی وہ۔باپ نے دوسری شادی کی تھی۔زندگی بھر دوسری بیوی کی لائی گئی بیٹی کو ہی محبت دیتا رہا اس پہ توجہ ہی نہ دی ۔۔وہ محبت کی ترسی ہوئی تھی۔۔منگنی بھی کاروباری معاملات میں پرافٹ کے لیے کرائی گئی اس کی۔۔

لیکن اس کے بعد اسے ایک منگیتر ملا جو فون پر اس سے بہت محبت سے بات کرتا تھا اور وہ محبت کی بھوکی تھی۔ اسے اور کیا چاہیے تھا۔۔وہ دل و جان سے اس پر فدا ہوتی چلی گئی۔۔

اور آخر میں کیا ملا؟ ...ایک ہیکر۔۔ہاں ۔۔اس کے حصے میں ایک ہیکر آیا تھا بس ۔ جو غائب ہو گیا تھا اس کا دل لے کر ۔ جب اسے قیصر نے بتایا کہ اس کا موبائل ہیک ہو گیا تھا۔ وہ قیصر نہیں تھا جو اس سے باتیں کر رہا تھا جو اس کے ساتھ رہتا تھا موبائل کے تھرو۔۔ جو اس کا دوست اور ہمدرد بنا ہوا تھا۔ جو اس کا عشق بن چکا تھا۔۔تو مقابل سوچ بھی نہیں سکتا اس پہ کیا

گزرئی تھی۔ وہ پاگل سی ہو گئی تھی۔ ہر وقت بس یہی سوچتی رہتی تھی کہ کہاں ڈھونڈے اس ہیکر کو۔۔کہاں سے لائے اسے اپنی زندگی میں واپس۔۔۔

اس نے اپنے تعلقات کا استعمال کر کے قیصر کی انسٹا ائی ڈی کی لوکیشن ٹریس کروانے کی کوشش کی ۔ کہ پچھلے دنوں وہ کہاں کہاں سے لاگ ان کر کے چلائی گئی ہے۔ تب اسے علم ہوا کے قیصر کی ائی ڈی انگلینڈ کے علاوہ پاکستان کے شہر کراچی میں بھی چلائی گئی ہے۔

اور وہ سمجھ گئی کہ وہ ہیکر پاکستان کے شہر کراچی کا رہنے والا ہے کوئی۔۔۔ وہ اسے ہی ڈھونڈنے آئی تھی۔ کیونکہ پوچھنا چاہتی تھی اس ہیکر سے۔۔ کیوں کھیلا اس کے دل سے؟ ...کیوں کھیلا اس کے جذبات سے؟؟...کیا ملا یہ سب کر کے؟؟؟ ...

✍️جاری_ہے#

ہونہہ۔۔۔ تمہاری باتیں سنو ؟ یعنی پھر سے نئے جھوٹوں کا جال بننے دوں" تمہیں اپنے ارد گرد۔۔۔ تمھیں پھر ایک بار خود کو تکلیف پہنچانے دوں؟؟ ... کیونکہ میں تو ایک فن ہوں نا تمہارے اور تمہارے دوست کے لیے۔۔"
آخری جملہ ادا کرتے وقت اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔

تم رو مت۔۔۔ چاہے تو مجھے مار لو، برا بھلا کہہ لو پر یوں رو نہیں۔۔۔ " " وہ لڑکی جان ہی نہیں سکتی کے اس کی آنکھوں سے گرنے والے آنسو زید کو کس طرح اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ کیسے تکلیف میں آگیا تھا۔

اس نے فورا ہی اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے پوروں سے اس کے بہتے آنسو صاف کیے۔

ٹچ مت کرو مجھے " وہ اس کا ہاتھ جزبز ہو کر جھٹکتی۔۔۔ایک قدم پیچھے ہٹی۔ " اور نہ ہی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرو کہ بڑی فکر ہے تمھیں میری۔۔۔ "

مجھے فکر ہے" زید فورا جتا کر بولا اور ایک قدم آگے آیا۔ "

نہیں ہے۔ اور نہ کبھی تھی۔ " وہ لڑکی ایک قدم اور پیچھے ہوئی۔"

اگر مجھے تمہاری فکر نہ ہوتی تو میں قیصر سے نہ لڑتا تمہارے لیے--- " ہاں میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی کیونکہ پہلے میں تمہیں نہیں جانتا تھا۔ میرے لیے میرا دوست اہم تھا جس نے مجھے اپنی منگیتر پکڑائی کیونکہ اس کے پاس وقت نہیں تھا اور اس کے منگنی تر وقت مانگ رہی تھی مجھے نہیں پتہ تم لوگوں کے معاملات کیسے رہے تھے یا کیا چل رہا تھا اس وقت تم دونوں کے بیچ--اور تمہیں پتہ ہوگا ہم لڑکوں کی دوستی بھائیوں جیسی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے پر جان وارنے والی--ہم وجہ نہیں پوچھتے-- اس نے آدھی رات کو کال کی اور کہا کہ میں یہاں پٹ رہا ہوں جلدی آ--مجھے پتہ ہے میں جاؤں گا میں بھی پٹوں گا لیکن میں پھر بھی جاؤں گا ایسی ہوتی ہے ہماری دوستی--- ہم نفع و نقصان و ہار و جیت نہیں دیکھتے ہم صرف اپنے دوست کے خاطر میدان میں کود جاتے ہیں کہ بھائی نے کہا کرنے کا تو کرنے کا --ہم بس کر گزرتے ہیں-اسی طرح اس نے مجھ سے کہا اور میں بس تیار ہو گیا زیادہ نہیں سوچا میں نے -پھر تم سے بات کی، تمہیں جانا، تمہارے ساتھ رہا، تم سے محبت ہوئی--پھر جا کے مجھے احساس ہوا کہ میں تمہارے ساتھ غلط کر رہا ہوں ۔ میں نے قیصر سے بات کی ۔ اس سے کہا کہ اب تم سے بات نہیں کروں گا مجھے صحیح نہیں لگتا ۔ پھر پتہ چلا قیصر تو اپنا بدلہ لے رہا تھا مجھ سے ۔ وہ کمینہ جانتا تھا میں بہت جلدی دل دے بیٹھوں گا تمہیں -- " ابھی زید اپنی محبت کا اظہار کر ہی رہا تھا کہ کنزہ اس کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے بولی

اگر محبت ہو گئی تھی تو پھر کیوں پیٹھ دکھا کر بھاگے ؟؟ سامنے "
" آتے میرے--- بات کرتے مجھ سے---

تم قیصر کی منگیتر تھیں--- اس کی دیوانی--- تمہیں کوئی اندازہ بھی ہے تم " مجھ سے کیا باتیں کیا کرتی تھیں؟..آج قیصر تم بلو شرٹ میں بڑے پیارے لگ رہے تھے۔ میں نے تمہیں نیوز میں دیکھا۔ قیصر تم نے میٹنگ میں یہ کپڑے کیوں پہنے؟؟-قیصر تم یہ کیوں کھا رہے تھے؟ ..قیصر یہ--قیصر وہ--تمہاری ہر بات صرف قیصر سے شروع ہوتی تھی وہ قیصر پہ ختم-- ایسے میں، میں کیسے سامنے آجاتا تمہارے؟؟ ... اور کیا اپنے منگیتر کے

آگے تم ایک اجنبی لڑکے پہ بھروسہ کر لیتیں؟؟ ..." اس کا انداز چیلنجنگ تھا یہ سوال کرتے وقت۔

تم خود ہی فیصلہ کیسے کر سکتے ہو کہ میں اعتبار کرتی یا نہیں ---تم " "پہلے مجھے بتاتے تو سہی---

ٹھیک ہے میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی۔ بہت بڑی غلطی۔ مجھے " تمھیں فورا بتا دینا چاہیے تھا" زید نے اپنی غلطی سر تسلیم خم کر کے قبول کر لی تھی۔

اس کے لیے اس کنورسیشن میں ہار جیت معنی نہیں رکھتی تھی۔ صرف کنزہ رکھتی تھی۔ اس کی من پسند عورت۔۔ اور اگر اس سے ہار کر اسے جیت سکتا ہے تو کیا برائی ہے اس ہار میں۔۔

سوری--- میں واقعی اپنی غلطیوں پر بہت شرمندہ ہوں۔"وہ اب اس کے" دونوں بازو پکڑ کر نہایت شرمندگی کے ساتھ سر جھکا کر معذرت کر رہا تھا۔

مانو کہ بے وقوف ہو تم جو مجھے چھوڑ کر گئے--- " وہ کسی ضدی " بچے کی طرح ڈیمانڈنگ لہجے میں بولی۔

پہلے اس کی ماں پھر باپ پھر اس کا منگیتر اور پھر زید سب اسے ہی کیوں ... چھوڑ جاتے ہیں؟ .. اس کی ذات میں کیا کمی ہے؟

وہ دلی طور پر چاہتی تھی کہ زید مانے کہ اس نے اسے چھوڑ کر غلطی کی۔ ورنہ اس کی ذات اس قابل ہے کہ اسے چاہا جائے--- اسے کبھی نہ چھوڑا جائے۔ اور اس کی ماں کے علاوہ جن لوگوں نے اسے چھوڑا انہوں نے اپنا ہی گھاٹا کیا۔

دنیا کا سب سے بڑا الو کا پٹھا میں ہی ہوں" وہ دوبدو اقرار میں بولا۔ "

" تم پچھتا رہے ہو مجھے چھوڑ کر۔ ۔ "

میں مر رہا ہوں تمھیں چھوڑ کر۔۔ " زید نے جملے کو مزید تقویت بخشی--- " اور بتایا کہ اس کا لیول اور ہائی ہے جتنا وہ سوچتی ہے اس سے کہیں زیادہ۔

کہ پچھتانا تو چھوٹا لفظ ہے وہ تو مر رہا ہے اس کے بغیر۔

"تمہیں مجھ جیسی لڑکی پھر نہیں مل سکتی "

خوابوں میں بھی نہیں" اس کی نم آنکھوں کو تکتے ہوئے نہایت محبت سے " چور لہجے میں اقرار کیا۔

" میں ون اینڈ اونلی ہوں تمہارے دل میں "

اب اتنا جھوٹ نہیں بول سکتا میں۔۔آخر اوپر بھی منہ دکھانا ہے مجھے " " اپنا سر ہلکا سہ جھکا کر۔۔ہاتھ سے گردن کی پشت مسلتے ہوئے۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔

زید" وہ چیخی۔۔۔"

اچھا بابا مزاق کررہا تھا۔ صرف تم تھی۔ تم ہو اور قیامت تک تم ہی رہو" گی" اس کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں قید کر وہ محبت سے کہہ رہا تھا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ راضی ہو جاتی لیکن زید بھول گیا تھا وہ اک لڑکی ہے۔

اگلے ہی پل اس نے ترچھی نگاہ سے گھورتے ہوئے سوال کیا "صرف قیامت تک؟۔۔۔ آگے کی پلاننگ اس کا مطلب حوروں کے ساتھ ہے تمھاری۔ ہونہہ۔۔۔ تم مرد ہوتے ہی دھوکے باز ہو " اس نے جھٹکے سے ہاتھ چھوڑا۔ ۔ تو زید کے سمجھ نہ آیا کہ اچانک ہوا کیا ہے ۔ اس نے کنفیوز ہو کر مقابل کی آنکھیں دیکھیں۔۔

تو مقابل ایسے کھانے جانے والی نگاہوں سے گھور رہی تھی جیسے اس کی کڈنی لے کر بھاگا ہو وہ۔۔۔

پھر نہایت کڑوا سہ منہ بنا کر۔۔اب وہ پاؤں پٹکتی ہوئی کہہ کر۔۔وہاں سے چل دی تھی۔

ارے یار۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی؟ ... اب تم ناجائز ناراض ہو رہی ہو ۔۔۔ " وہ اس" کے پیچھے پیچھے منانے کے لیے ہر بار کی طرح بھاگ رہا تھا۔ لیکن اس بار فرق صرف اتنا تھا کہ آگے جاتی ہوئی لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی

نہ کہ خفگی و رنجیدگی۔۔۔

اب چلو بھی دادا کو سونا ہے۔ ۔ " کیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا وہ لڑکی دانستہ " طور پر دادا کے کمرے میں ٹک گئی تھی ۔۔کے بس نہ چلتا ہو وہیں سو جائے۔

سفیان کے کہتے ہی اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔اس نے ڈرتے ڈرتے اب اس کی جانب دیکھا تھا۔جس سے وہ کافی دیر سے نظر چرا کر دادا سے باتیں کرنے میں مگن تھی۔

تھوڑی دیر اور رک جاتے ہیں ناں۔۔۔ دادا سے باتیں کرنے میں مجھے بہت " مزہ آ رہا ہے" اپنے چہرے کا خوف چھپاتے ۔۔۔مصنوعی مسکان سے چہرہ کو کور کیے۔۔۔وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی

جتنے مزے لینے ہیں کل دوپہر میں آکر لینا۔۔۔دادا نے کہیں نہیں جانا۔ ساتھ " ہی ہیں ہمارے۔۔اب چلو۔۔ " اس نے حفصہ کا بازو پکڑ کر۔۔ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔ساتھ ساتھ آنکھوں ہی آنکھوں میں بتا رہا تھا اسے ۔۔۔کہ چالاکیاں کرنا بند کرو لڑکی۔۔تم بھاگ نہیں سکتی مجھ سے۔۔

ہاں بیٹا اب تم جاؤ آرام کرو۔ میں تو یہیں ہوں۔کل آ جانا۔۔ " سفیان کے دادا " کے کہتے ہی حفصہ کا چہرہ اتر گیا۔

وہ انہی کے سہارے تو سفیان کو اتنی دیر سے ٹالے ہوئے تھی۔

" جی۔۔ دادا جی۔"

اچھا میں فریش ہو کر آتی ہوں" وہ اپنے کمرے میں سفیان کے ساتھ جانے " میں اتنا خوفزدہ تھی کہ جو بہانہ پہلا دماغ میں آیا بول ڈالا بغیر زیادہ سوچے۔

ہمارے کمرے میں بھی واش روم ہے وہاں ہو جانا۔ چلو۔۔۔برابر میں ہی ہے " روم " چہرے پر مصنوعی مسکان سجائے۔۔۔نہایت دانت پیستے ہوئے۔۔وہ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے ادا کر رہا تھا۔

وہ لڑکی ڈیڑھ گھنٹے سے اس کا صبر آزما رہی تھی۔

اوکے" حفصہ سمجھ چکی تھی اب مزید کوئی بہانہ نہیں چلنا۔ وہ نہیں بھاگ" سکتی اس سے۔۔

دونوں دادا جی سے الوداع کر۔۔۔ کمرے سے باہر نکل آئے۔۔۔

دادا بہت اچھے ہیں تمہارے۔ بالکل بھی غرور نہیں ہے ان میں " دادا جی " کے کمرے سے نکلتے ہی۔۔وہ سفیان کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔اپنی رائے دینے لگی۔

قبر میں پاؤں لٹک رہے ہیں ان کے۔ ابھی بھی غرور کریں گے کیا۔۔ " اس " نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

تمہیں تو بڑوں کے لیے کیسے بات کی جاتی ہے۔ اس کی بھی تمیز نہیں " ہے" مانا وہ اس کے دادا سے پہلی بار ملی تھی لیکن وہ واقعی اچھے انسان لگے اسے ۔ ذرا بھی غرور نہیں تھا ان میں۔ وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے اسے اچانک اٹھا کے لے آیا تھا نکاح کر کے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی احتجاج نہیں کیا کوئی اعتراض ظاہر نہیں کیا بلکہ بہت محبت سے بات کی۔یہ بات حفصہ کو بہت اچھی لگی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ سفیان کے ان کے خلاف بولے جانے والے بے ڈھنگے الفاظ اسے زہر لگ رہے تھے۔

تم آ گئی ہو ناں۔۔۔سکھا دینا ساری تمیزیں۔۔اب اندر چلو" لاپرواہی سے کہتے " ہوئے اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اس کے لیے۔۔۔

ہونہہ" وہ ناک منہ چڑھاتی۔۔اندر کمرے میں داخل ہوئی اور بس کمرے میں" داخل ہونا تھا کے گلابوں کی خوشبو نے اس کی ناک کو ہٹ کیا۔

پورا کمرہ ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔

کمرے میں ریڈ لائٹس روشنی بکھیر رہی تھیں ۔۔۔ ساتھ ہی گلاب کی پنکھڑیاں پورے کمرے میں سجی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

جلتی ہوئی کینڈلز نے الگ ہی سما باندھا تھا۔

ڈرتے ڈرتے اس نے نگاہ اپنے بیڈ کی جانب کی۔

وہ پھولوں سے سجی ہوئی سیج اس کی منتظر نظر آرہی تھی۔

جاؤ فریش ہوکر آجاؤ" سفیان برابر میں ہی کھڑا تھا اس کے"

اس کے چہرے کا ہر اتار چڑھاؤ بغور دیکھ رہا تھا۔

وہ دیکھ چکا تھا اس لڑکی کے چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی ہیں۔ اس لیے بہت نرمی کے ساتھ اسے فریش ہو کر آنے کی آفر دی۔

ہممم۔۔۔ " اب تو مارے خوف کے جیسے منہ سے الفاظ بھی نہ نکل رہے" ہوں۔

واش روم کی چابی ہے میرے پاس۔ پانچ منٹ کے اندر باہر آجانا خود ہی " ورنہ۔۔۔ " اس نے اپنا جملہ دانستہ طور پر ادھورا ہی چھوڑ دیا تھا۔

ہممم" گلے میں تھوک نگلتے اس نے اثبات میں سر ہلایا اور واش روم کی" جانب بڑھ گئی۔

اب جب وہ نازک جان واش روم سے باہر نکلی تو ایک لمحے کا موقع دیے بغیر سفیان نے اسے برائیڈل سٹائل میں باہوں میں اٹھا لیا تھا۔

ہاں علم تھا کہ وہ انتظار کر رہا ہے باہر لیکن آتے ہی یوں اٹھا لے گا اس کا اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے چونک گئی تھی ۔

میں کمفرٹیبل نہیں ہوں۔ کیا ہم۔ ۔۔ " سفیان نے اسے بیڈ پر لاکر لٹایا تو وہ " بجلی کی پھرتی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

حفصہ کے ہاتھ پاؤں مکمل ٹھنڈے پڑ چکے تھے خوف سے۔

اس نے فورا ہی سفیان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی بات رکھنا چاہی۔۔۔ مگر ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہو سکی تھی کہ مقابل نے اس کے سرخ ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر اسے چپ کرایا۔

میں کر لوں گا کمفرٹیبل ۔ نکاح کیا ہے تو بھروسہ بھی کرو۔۔ " پر " اعتمادی سے کہتے ہوئے اس نے حفصہ کے بازوں کو پکڑ کر آہستگی کے ساتھ اسے واپس لیٹا دیا۔

اس کی ڈارک بروان آنکھوں میں حفصہ رومانیت ناچتی ہوئی دیکھ سکتی تھی۔

مگر..." اس کا دل اب زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔"

لگ رہا تھا اب جان نکلی۔۔کہ تب جان نکلی۔

حفصہ ان لڑکیوں میں سے تھی جو صرف اپنی ذات کو پہل رکھتی ہیں۔ جنہیں صرف اپنی خوشیوں سے غرض ہوتا ہے۔ عاطف کی محبت اسے اپنے لیے سمجھ نہیں آئی اس لیے ٹھکرا دی--- علی اپنے فیوچر کے لیے بیسٹ لگا اس لیے اس کے پیچھے پڑئی رہی لیکن جیسے ہی محسوس ہوا کہ وہ مخلص نہیں ہے۔ اسے بھی چھوڑ دیا پھر کوئی رشتہ نہیں تھا ،کوئی آپشن نہیں تھا تو تایا کے بیٹے کو چن لیا کہ چلو کچھ نہیں تو وہی سہی--- لیکن جب سفیان نے اپنی محبت کا اظہار کیا فون پہ تو اسے لگا تایا کے بیٹے سے سفیان لاکھ گنا بہتر ہے۔ اس لیے اسے دعوت دے دی کہ آجاؤ نکاح کر لو۔ جبکہ وہ جانتی تھی سفیان کو یوں بلانے سے اس کے والد کی زبان خراب ہوگی پورے خاندان میں ۔

ان سب میں کہیں بھی اس نے دوسروں کے جذبات کی فکر نہیں کی تھی۔ دوسروں کا نہیں سوچا تھا۔ کہ ان پر کیا بیتے گی۔ ہر جگہ اگر کوئی تھا تو وہ خود تھی۔ اس کی اپنی ذات سے جڑی خواہشات تھیں ۔ جنہیں وہ مقدم رکھے ہوئے تھی۔

محبت، بھروسہ یہ چیزیں تو کہیں ڈکشنری میں تھی ہی نہیں اس کے--

حفصہ صرف علی کو اس لیے پسند کرتی تھی کہ اس کی نظر میں وہ فل پیکج تھا برائٹ فیوچر کے لیے (پروفیسر کا بیٹا ہونا، بڑے لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا، تعلیم یافتہ ہونا، آزادی ماحول اور امیری) اور اب وہ فل پیکج سفیان میر تھا۔

یہ بھروسہ تو اندھے اعتماد کرنے کا نام ہے--اپنی آنکھیں بند کر لینے کا---اور اسے یاد نہیں پڑتا اس نے کبھی آنکھیں بند کی ہوں کسی کی خاطر--- اگر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا

وہ دل میں بھی دماغ رکھنے والی بندی تھی۔

ششششش----ہم نکاح جیسے مقدس رشتے میں ہیں بس اتنا کافی ہے تمھارے" ہر (مگر) کے لیے--- " اس کے ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھتے-- اسے مزید بولنے سے روکا--ساتھ ہی اس نے جھک کر حفصہ کی پیشانی پر

لب رکھے جس پر اس لڑکی نے فورا آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔مگر مقابل کو نہ روکا پھر۔۔۔

اس نے زندگی میں پہلی بار کسی پر بھروسہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کس کی کال تھی ؟ " ان کا معمول تھا تراویح کے بعد فورا کھانا کھانے کا " ۔۔ وہ سب بیٹھ چکے تھے ڈائننگ ٹیبل پر ۔۔صرف نایاب کا انتظار ہو رہا تھا۔

نایاب چہکتے ہوئے کمرے سے نکل کر آئی تھی۔ جس پر قیصر فورا ہی تجسس سے پوچھ اٹھا۔

حفصہ کی" بس یہ نام سننا تھاکے عاطف جو پانی کا گلاس لبوں سے لگائے" ہوئے تھا وہ تھم گیا۔

خیریت؟ " کافی وقت بعد وہ نایاب کے منہ سے حفصہ کا نام سن رہا تھا "

ہاں۔۔ حفصہ کی شادی ہو گئی ہے" اور بس نایاب کا اعلانیہ مسکرا کر کہنا" تھا۔ کہ عاطف کو لگا اس کے جسم سے جان نکلی ہو۔

وہ بارش میں نہاتی ہوئی معصوم سی لڑکی اس کی آنکھوں کے آگے چھم سے لہرا گئی تھی۔۔۔

آنکھوں میں پانی از خود بھر آیا۔

اسے اپنا سینہ شدید بھاری ہوتا محسوس ہوا۔

یہ خبر سنتے ہی قیصر نے سب سے پہلے عاطف کی جانب دیکھا۔ اسے اپنے بھائی کے ننھے دل کی فکر ستائی تھی۔

کیا ہوا ؟؟ ... کھانا نہیں کھاؤ گے کیا ؟ " اسے اچانک اٹھ کر جاتا " دیکھ۔۔قیصر نے فکر مند لہجے میں فورا آواز لگائی۔

مگر وہ کب سن رہا تھا ۔وہ وہاں ہوتا تو سنتا ناں۔۔وہ تو وہاں تھا ہی نہیں۔۔وہ تو اپنے ہی رنج و الم میں تھا۔۔اپنی ہی دنیا میں ماتم کرتا ہوا۔ آج اس کے خوابوں کی دنیا مکمل اجڑ گئی تھی۔ وہ جو تھوڑی بہت آس تھی جس پر وہ جیتا تھا آج وہ بھی ختم ہو گئی تھی۔

عاطف کا ری ایکشن نایاب پر آشکار کر گیا تھا کے وہ حفصہ کو پسند کرتا تھا۔

تانیہ افطار کے بعد ہی شاپنگ پر نکل گئی تھی۔ ورنہ یقینا اس پر بھی یہ راز کھل جاتا۔۔کہ جسے وہ دل میں لیے بیٹھی ہے وہ تو کسی اور کے خواب دیکھتا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

سفید کرتا شلوار میں جب وہ باپ بیٹے عید کی نماز پڑھ کر لوٹے۔۔۔ تو نایاب و طالعہ کو گارڈن میں ہی اپنا منتظر کھڑا پایا۔

وہ صرف کھجور کھا کے گئے تھے عید کی نماز پڑھنے۔۔۔اس لیے نایاب سوئیاں اور دیگر پکوان گارڈن میں ہی سجا کر بیٹھ چکی تھی۔

آج موسم کافی خوشگوار تھا ۔۔ہوا بھی تیز چل رہی تھی۔

نایاب بلیک رنگ کی فراک پر گرے رنگ کا ٹراوزر پہنے ہوئی تھی۔ جو کافی جچ رہا تھا اس کی گوری رنگت پر۔۔۔

بالوں کو معمول کے مطابق ریڈ ربن سے پونی میں باندھ رکھا تھا۔

پہلے ہی آپریشن کی وجہ سے ہلکا سہ پیٹ نکل آیا تھا اس کا۔۔اور اب قیصر کی بے پناہ محبت کا اثر اس کی جسمانی صحت پر ظاہر ہو رہا تھا۔

اس کے گال کافی بھرے بھرے سے ہو گئے تھے۔

قیصر کو اب اپنا جگنو پہلے سے زیادہ کیوٹ لگنے لگا تھا۔ جبکہ نایاب کی نظر میں وہ موٹی ہوتی جارہی تھی دن بہ دن۔

عیدی "نایاب نے فورا ہی اس کے آگے ہاتھ بڑھایا تھا۔"

لو۔۔ اور ہمیں لگا ہماری محبت میں آج کوئی انتظار میں کھڑا ہو گیا ہے " آکر ۔۔۔لیکن یہاں تو عیدی کا چکر نکلا" چہرے پر مصنوعی افسردگی کے تاثر لیے۔۔ نہ دکھنے والے آنسو صاف کر۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

باتیں مت بناؤ اور عیدی دو قیصر " اس کی آنکھیں جگنوؤں کی طرح " جگمگا رہی تھیں کہ سورج کی روشنی بھی قیصر کو ان کی چمک کے آگے ماند لگی ۔

وہ دل و جان سے اس پہ فدا ہوتے ہوئے مسکرایا۔

کیا؟؟ ... ایسے کیوں مسکرا مسکرا کے دیکھے جا رہے ہو ؟؟ پیسے دو" نا" وہ بچوں کی طرح ضد کر رہی تھی۔

بابا عیدی مجھے بھی" طالعہ بھی عیدی کے لیے اپنا ننھا سہ ہاتھ پھیلا رہی" تھی اسکے آگے۔۔۔

پہلے ماما کی باری پھر طالعہ اور مہر کی۔۔ماما بڑی ہیں نا" اپنی ننھی " سی شہزادی کو گود میں اٹھا کر۔۔اس کی ناک کی چونچ پکڑ کر۔۔۔ وہ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا۔

اوکے۔۔۔ مگر مجھے دیادہ (زیادہ)" طالعہ نے ڈیمانڈ کی تو نایاب مسکرا دی۔"

طالعہ کہنے کو چھوٹی سی تھی لیکن اسے 100 فیصد اپنے بابا کی توجہ چاہیے ہوتی تھی ہر وقت ۔۔۔حال تو یہ تھا کہ اگر نایاب و قیصر کو ہاتھ پکڑا ہوا دیکھتی ۔۔تو فورا ہی آ کر نایاب کا ہاتھ قیصر سے جدا کردیتی۔۔۔اور خود پکڑ کے بیٹھ جاتی ۔ جس پر نایاب اور قیصر دونوں ہی خوب ہنستے تھے۔

" کیوں زیادہ؟؟۔۔۔ میرا شوہر ہے قیصر۔۔اس لیے مجھے زیادہ ملے گی عیدی"

نہیں۔۔۔ یہ میرے بابا ہیں۔ مجھے دیادہ (زیادہ)ملے دی (گی)"نایاب کو بھی" بڑا مزہ آتا تھا اس سے اڑنے میں ۔۔۔وہ کیوٹ جو اتنی لگتی تھی لڑتے ہوئے۔۔

اچھا لڑو مت۔ ۔ دونوں کو برابر دے دوں گا۔ " قیصر نے اس ورلڈ وار کو " روکنے کی کوشش کی تھی۔

"برابر کیوں؟؟ ... تم میرے شوہر ہو۔ اس لیے عیدی زیادہ مجھے ملے گی"

نہیں۔۔۔ میرے بابا ہیں۔۔ عیدی دیادہ (زیادہ) مجھے ملے دی (گی)" نایاب تو" نایاب وہ چھوٹی طوطی بھی برابری کے فیصلے پر ذرا راضی نہ تھی۔۔

"نہیں مجھے"

"نہیں مجھے"

"میں نے کہا ناں مجھے"

"میں نے تہا(کہا) ناں مجھے"

"قیصر میرا شوہر ہے"

"حنی میرے بابا ہیں"

قیصر اور مہر دونوں بیچارے کھڑے کھڑے سوکھ رہے تھے ان ماں بیٹی کی لڑائی میں۔ ۔

اووو۔۔ تتنا(کتنا) لرتی(لڑتی) ہیں یہ تو۔۔ میرے تو سر میں درد ہو گیا " وہ" چھوٹا سہ شہزادہ کسی بڑے بوڑھے کی طرح اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے نہایت جھنجھلا کر بولا۔

او میرا بیٹے کے سر میں درد شروع ہوگیا۔۔ چلو میرے ساتھ چلو۔۔میں" تمھیں سوئیاں کھلاؤں" مہر اتنا پیارا لگ رہا تھا یہ کہتے ہوئے ۔۔ کہ نایاب اس پہ سو سو جان فدا ہوتی۔ فورا ہی اسے گود میں اٹھا کے اس کا گال چومتے ہوئے بولی۔

عاطف نہیں آیا ابھی تک نماز پڑھ کر ؟ " قیصر نے اپنی پاکٹ میں سے " عیدی کے لفافے نکال کر۔ نایاب کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی قیصر نے پوچھا ہی تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ " آگیا حنی

وہ کم عمر نوجوان بھی سفید کرتے میں ملبوس تھا۔ وہ آتے ہی قیصر سے گلے ملا۔ اور عید کی مبارکباد دی۔

دنیا کے سب سے خوبصورت جگنو کو میری طرف سے عید مبارک "" بچوں کو پہلے عیدی پکڑا کر اس نے عاطف کے ساتھ لگا دیا تھا۔

اور اب وہ نایاب کے مہندی والے ہاتھوں کو پکڑ کر۔اس میں عیدی سے بھرے لفافے کو رکھتے ہوئے بڑی محبت سے کہہ رہا تھا۔

"خیر مبارک"

میری عیدی؟ " قیصر نے فورا ہی اس کے کان کی پاس منہ لا کر آہستگی" سے سرگوشی کی۔

رات کو۔ " وہ بھی شرارت سے ایک آنکھ ونگ کر۔ فورا ہی بولی"
تھی۔جس پر مقابل چہرہ جھکاکر ہنسنے لگا۔۔

واو آنی۔۔۔ یو لوکنگ بیوٹی فل" وہ مہر کی آواز تھی جو کانوں میں پڑتے ہی" عاطف نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

اور بس وہ نظر کا پلٹنا وبالے جان بن گیا۔ بلیک کلر کی کرتی پر گرئے رنگ کا ڈھیلا فلیپر پہنے ہوئے وہ لڑکی بلا سے کم معلوم نہ ہوئی اسے۔۔۔

نایاب و تانیہ اکثر ایک جیسی ہی ڈریسنگ کیا کرتی تھیں۔۔۔

سمجھ نہیں آیا اس نوجوان کو ۔۔۔مقابل کے کھلے ہوئے بال زیادہ قیامت تھے یا ہونٹوں پر لگی سرخ لپ۔اسٹک۔۔۔

عیدی " سب سے پہلے وہ بھی مسکراتے ہوۓ اسی کی جانب آئی تھی۔ اور" آتے ہی ہاتھ بڑھا کر عیدی کی ڈیمانڈ کر ڈالی۔

کون سی عیدی ؟؟..عید تو روزے داروں کی ہوتی ہے تم جیسے سوتا " خوروں کی تھوڑی۔۔۔ " عاطف زچ کرنے والے انداز میں بولا ۔۔تو وہ اسے منہ بسور کر دیکھنے لگی۔

سونا گناہ کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ اور کہیں نہیں لکھا کہ جو سوتا ہے اس " کا روزہ نہیں ہوتا۔۔ اس لیے باتیں نہ بنائیں اور چپ چاپ عیدی دیں اب " وہ ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔۔ہر لفظ کو بڑی اداؤں کے ساتھ ادا کر رہی تھی۔

اس لمحے عاطف نے جانا ۔۔سچ کہا ہے کسی نے ۔۔۔خدا جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آ ہی جاتی ہے۔

عید کے لذیذ پکوان کھانے اور عیدی بانٹنے کے بعد۔۔۔وہ سب لاؤنج میں آگئے تھے۔

رشتے والوں کو کیا ٹائم دیا ہے تم نے؟ " قیصر نے نایاب کو دیکھ " سنجیدگی سے استفسار کیا۔

" سات بجے کا دیا ہے۔ "

ٹھیک ہے۔ " قیصر کی آج فلائٹ تھی دس بجے کے قریب۔ اس لیے وہ " چاہتا تھا کہ جانے سے پہلے تانیہ کے لیے آنے والے رشتے والوں سے خود مل لے۔

آج رشتے والے آرہے ہیں؟ " عاطف نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے " ہوئے فورا پوچھا تھا

ہاں۔۔۔ اگر آج لڑکا اور فیملی سمجھ آجاتی ہے۔تو تم ذرا چھان بین کرا لینا" میرے پیچھے اس لڑکے کی " قیصر نے تاکیدی لہجے میں کہا۔۔

اوکے حنی۔۔۔ آپ فکر نہ کریں میں کرا لوں گا" اپنے بھائی سے پراعتماد" لہجے میں کہنے کے بعد اس نے چائے کا کپ اٹھاکر منہ سے لگایا ۔۔۔لیکن اس بار چائے کڑوی معلوم ہوئی۔۔۔شدید کڑوی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کا دبئی میں کنسرٹ چل رہا تھا۔ یہ پہلا کنسرٹ تھا جس میں اس نے HJ۔ اپنی پوری فیملی کو مدعو کیا تھا۔ نایاب تانیہ طالعہ مہر سب دیوانہ وار اس کے لیے چیئر اپ کر رہے تھے۔۔۔ جبکے عاطف عشال کے ساتھ ہوٹل میں رکا تھا۔

پرفارمنس کے دوران قیصر کی نگاہیں بار بار اپنے جگنو پر جاتیں۔۔۔

کہنا ایک HJ کہنے کو اتنا شور تھا کراوڈ میں۔لیکن اس کے باوجود سب کا کہنا ایک طرف ۔۔۔ HJ طرف اور اس کے جگنو کا

ہیلو گائز۔۔۔ " پرفارمنس ختم ہونے کے بعد اس نے مائک ہاتھ میں لے کر" جب عوام کو مخاطب کیا۔۔۔ تو لوگوں کی ایکسائٹمنٹ بڑھ گئی۔

آج یہاں میری اسپیشل گیسٹ آئی ہیں۔۔۔ تو میں ان کے لیے خاص ایک" سونگ گانا چاہتا ہوں۔۔۔ اجازت ہے" اس کے مسکرا کر پوچھتے ہی کراوڈ میں شور برپا ہو گیا۔

پہلی بار اپنے کسی سپیشل گیسٹ کا ذکر کر رہا تھا ۔ HJ۔

لوگوں میں شدید تجسس پیدا ہو گیا تھا اس شخص کے متعلق ۔۔۔ اور کیونکر کی پرسنلٹی ایک راز کی مانند تھی۔ کسی نے اسے آج تک HJنہ ہوتا ۔۔۔ دیکھا نہیں تھا۔کوئی نہیں جانتا تھا وہ کہاں سے آیا ہے۔ کہاں رہتا ہے۔۔۔ اس کے والدین کون ہیں۔ الغرض کچھ بھی نہیں۔

اس کے لیے سٹیج پر اب کرسی لگا دی گئی ۔ ساتھ ہی اسے گٹار لاکر دیا گیا تھا۔ جسے پکڑ کر اس نے سامنے کی جانب دیکھا۔ جہاں نایاب کھڑی تھی ۔

اب نایاب کو سمجھ آیا تھا وہ اپنا پرانا گٹار کیوں لے کر گیا تھا اس بار۔

یہ وہی گٹار تھا جسے وہ اپنی پریکٹس کے لیے بجایا کرتا تھا اس کے سامنے (جب وہ چھ سالہ چھوٹی سی بچی تھی)---اور نایاب سونے کا ناٹک کر کے صوفے پر ڈھیر ہو جایا کرتی تھی تاکہ مزید سننا نہ پڑے۔

ایک بار تو قیصر اس کے ناٹک کے سبب جل کر---اسے کمرے میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔

وہ چلبلی و کھٹی و میٹھی سی یادیں یاد آنے پر نایاب کی آنکھوں میں نمی اتر آئی اور چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ---

کہنے کو وہ کافی فاصلے پر تھا لیکن وہ اسے اپنے اتنے نزدیک پا رہی تھی کہ بس ہاتھ بڑھائے اور اسے چھو لے---

اتنی عوام تھی وہاں پر مگر ان دونوں کے نزدیک--- وہاں صرف وہ دونوں تھے اور کوئی نہیں---

قیصر کی آنکھیں ایک لمحے کے لیے بھی ہٹ نہیں رہی تھی اپنے جگنو سے---

اس نے اپنی انگلیاں جب گٹار کے تاروں پر چھیڑیں تو جادو سہ بکھرنے لگا---ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ لوگوں نے اپنے موبائل کی فلیش لائٹ ان کر کے دائیں بائیں آہستہ آہستہ ہلانا شروع کر دیں--جس سے ایک الگ ہی خوبصورت سماں بن گیا تھا۔

آرام آتا ہے دیدار سے تیرے

مٹ جاتے ہیں سارے غم

ہے یہ دعا کہ تُجھے دیکھتے

دیکھتے ہی نکل جائیں دم

شکرانہ چاہئے میں جتنا بھی کر لوں کہ

پھر بھی رہے گا وہ کم---

وہ اب گٹار نیچے رکھ کر اسٹیج سے اتر کر اس کی جانب آرہا تھا--اور یہ وہ لمحہ تھا جب باقی کراوڈ تو ایک طرف خود نایاب بھی شاکڈ میں رہ گئی تھی-

شکرانہ چاہئے

میں جتنا بھی کر لوں کہ

پھر بھی رہے گا وہ کم---

اب وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ سٹیج کی جانب لے جا رہا تھا- اور وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کے ساتھ چل رہی تھی-

یہ دبئی کا سب سے بڑا کنسرٹ تھا - جس میں کروڑوں کی عوام آئی ہوئی تھی- وہ بھی دنیا بھر سے--- اور اس میں--- وہ نوجوان آج اس کا ہاتھ تھامے اسٹیج پر کھڑا تھا-

خواب حقیقت -- حقیقت خواب --سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا ہے---

وہ ریڈ کلر کی ٹی شرٹ پر بلیک کلر کی جیکٹ اور بلیک پینٹ پہنے-- بالکل نارمل سی دکھنے والی لڑکی لگ رہی تھی--لیکن اس کے باوجود اس لمحے وہ دنیا بھر کی آش آش

بھری نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی-

قیصر نے الٹے ہاتھ سے اب اپنے سر پر لگی کیپ اتارئی اور پھر چہرے پر لگا ماسک--اور جیسے ہی اس نے یہ عمل کیا --ویسے ہی شور مچ گیا--لوگ پاگلو کی طرح چیخنا شروع ہو گے--- خاص طور پر لڑکیاں ---اس قدر شور اس قدر شور کہ انتہا تھی-

نے آج اپنا HJ لوگوں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا- کے ان کے کر دیا- reveal چہرہ

لوگوں کی امیجنیشن سے کہیں زیادہ ہینڈسم اور ڈیشنگ نکل کر آیا تھا ان کا HJ....

نہ جانے کتنوں کی محبت تھا وہ-- کتنوں کی خواہش ---کتنوں کی حسرت---

قیصر کیپ اور ماسک چیئر پر رکھ کر ۔۔اب خود گھٹنوں کے بل نایاب کے سامنے نیچے بیٹھ گیا ۔۔۔۔

اس لمحے میں جیسے جادو تھا۔۔۔

تیرا تصوّر

مُجھے دے کے مولا نے

مجھ پہ کیا ہے کرم۔۔۔

ایک چمکتی ہوئی ستارے جیسی خوبصورت انگوٹھی۔۔اس نے نایاب کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ اور پھر بڑی محبت سے اس نے اپنے جگنو کے ہاتھوں کو چوما۔۔۔

نایاب جھیپ گئی تھی۔

گائز میٹ مائی بیوٹی فل وائف۔۔۔ مسز قیصر عبدالرحمان یوسف" یہ وہ لمحہ" تھا جب نایاب کی آنکھوں سے ایک آنسو کا قطرہ از خود ہی بہہ نکلا۔ وہ خوشی کا آنسو تھا۔

اس کا رشتہ ہمیشہ دنیا کے سامنے چھپا رہا۔ وہ ماموں بھانجی کے رشتے سے پہچانے جاتے رہے۔ اس لیے اسے کبھی نہیں لگا تھا کہ وہ بھی کبھی یہ منظر دیکھے گی جب وہ مسز قیصر عبدالرحمان کہلائے گی دنیا کے سامنے۔۔لیکن آج یہ دن آ گیا تھا ۔ اس نوجوان نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا۔ مانا وہ دنیا کی سب سے بڑی بارات لے کر نہیں آسکا تھا۔ لیکن دنیا کی سب سے بڑی عوام کے سامنے اس نے اپنا رشتہ reveal کیا تھا اور یہی بہت تھا نایاب کے لیے۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

سر ہم کوشش کر رہے ہیں آپ کی وائف کو ڈھونڈنے کی لیکن۔۔۔ " اس " پولیس آفسر کی بات ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ قیصر حلق کے بل دھاڑا۔۔۔

یہ لیکن ویکن میں نہیں جانتا ۔۔۔ مجھے میری بیوی صحیح سلامت واپس " چاہیے۔۔۔ "

❤️#جاری_ہے

2nd Last

ماسٹر آپ کو یہ دیکھنا چاہیے" التمش نے یہ کہہ کر ایل سی ڈی ان کی " تھی اور نیوز چینل لگایا۔۔

ہر نیوز چینل کی آج ایک ہی ہیڈ لائن تھی۔۔

HJ.. قیصر عبدالرحمان یوسف عرف عبدالحنان عرف

عبدالرحمان صاحب کتنی ہی دیر تک چینل پہ چلنے والی نیوز دیکھتے رہے۔۔۔ جس میں قیصر نہ صرف اپنا چہرہ ماسک و کیپ ہٹا کر دکھاتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔بلکہ اس نے جس طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ کے نایاب کو پرپوز کیا اور اسے دنیا کے سامنے مسز قیصر کہہ کر انٹروڈیوس کروایا ۔۔ وہ ان کے دل کو جا کر لگا تھا۔

پورے رمضان انہوں نے اپنے بیٹے کا چہرہ نہیں دیکھا تھا نہ کوئی بات ہوئی تھی۔وہ جب سے گیا تھا سارے رشتے ختم کر کے گیا تھا لیکن اس کے باوجود جب اس نے دنیا کے سامنے اپنی ائیڈنٹٹی رکھی۔۔تو اس نے قیصر عبدالرحمان یوسف کے نام سے ہی رکھی۔۔

کو HJ قیصر عبدالرحمان یوسف کو بزنس ورلڈ میں جانا جاتا تھا ۔۔لیکن ...پوری دنیا میں.. وہ بھی ہر عمر کا شخص

سنگر کے اعتبار سے وہ پوری دنیا کا مشہور ٹاپ سنگر تھا۔ اس کی اپنی ایک پہچان تھی۔۔۔ عبدالرحمان صاحب کو تو آج پتہ چلا تھا اسے کبھی ضرورت نہیں تھی ان کے نام و پیسے کی۔۔۔ وہ صرف ان کی محبت اور احترام میں خود کو چھپائے رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کے والد کے نزدیک یہ شرمندگی کا مقام تھا کہ وہ ایک میراثی بنے (گانا گانے والا)۔۔۔۔ ورنہ اس کا تو بچپن سے یہی شوق تھا۔

بند کر دو" وہ دیکھتے رہے اپنے بیٹے اور نواسی کے چمکتے ہوئے " چہروں کو ان کے چہرے پہ جھلکنے والی شادابی و خوشی کی چھنک کو۔۔۔ ان کے چہروں سے بٹنے والے مسرت کے جاموں کو۔۔۔۔

نایاب کی آنکھیں اس لمحے ستاروں کی مانند چمک رہی تھیں۔۔ اور یہ پہلی بار تھا جب عبدالرحمان صاحب کو نایاب کی آنکھوں میں اپنی بیٹی کی آنکھیں نظر آنے لگیں۔۔وہ آنکھیں۔۔۔ جنہیں دیکھے سالوں گزر گئے تھے۔

انہیں تو یاد بھی نہیں پڑتا آخری بار کب انہوں نے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں ایسی چمک اور زندگی دیکھی تھی ۔

وہ مزید نایاب کو نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔ ان سے دیکھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ انہوں نے نظر جھکا کر سرد مہری کے ساتھ حکم صادر کیا۔

ان کا حکم ملتے ہی التمش نے فورا ہی ایل سی ڈی اف کر دی۔

چھوٹے ماسٹر تو بہت بڑے آدمی نکلے " التمش چاہ کر بھی اپنی خوشی " ظاہر کرنے سے خود کو روک نہیں سکا تھا۔

جس پر عبدالرحمان صاحب کی گردن فخر سے اونچی ہوئی۔۔۔اور یہ فخر ایسا نہیں تھا انہوں نے دانستہ طور پر کیا ہو۔۔ یہ از خود ہی آیا تھا ان کی شخصیت میں۔۔کہ ان کا بیٹا دنیا کا جانا مانا سنگر HJ ہے۔

آخر بیٹے کس کے ہیں ۔۔۔ " التمش نے بڑے اش بھرے انداز میں انہیں " دیکھتے ہوئے کہا۔ جس پر ان کا دل خوشی سے بھر آیا۔

لیکن اگلے ہی پل۔۔۔ انہیں فکر لاحق ہوئی اپنے رشتہ داروں کی۔۔اپنے قریبیوں کی۔۔۔کہ ان میں تو مذاق بن رہا ہوگا ان کا۔۔۔

اور یہ خیال آتے ہی وہ پریشان ہوگے۔۔۔

ماسٹر آپ کے لیے فون ہے " ملازم نے آ کر ان کا سیل آگے کیا۔۔جو کافی " دیر سے بج رہا تھا۔

ہیلو" کال ان کے سالے کی تھی ۔۔"

پہلی بار کسی کی کال اٹھاتے وقت انہیں ڈر لگا ۔۔کہ کہیں سامنے والا مذاق نہ اڑائے۔۔

ارے واہ بھائی صاحب ۔۔آپ کا دل تو سونے کا نکلا۔۔۔ مجھے تو واقعی لگا " تھا کہ وہ لڑکی آپ کی نواسی ہے لیکن اب اس کا انٹرویو دیکھا تو پتہ چلا کیا تھا۔۔۔ اور کتنا بڑا دل ہے آپ adopt کہ آپ نے تو اسے ویلفیئر سے

کا۔کہ آپ نے نہ صرف اس لڑکی کو اپنا نام دیا۔۔بلکہ اپنے ہی بیٹے سے اس کی شادی بھی کرائی ۔۔اور آدھی جائیداد کا اسے مالک بھی بنا دیا۔۔۔ " اپنے سالے کی باتیں سن۔۔۔ وہ چونک کر سیدھے ہوئے۔

کس انٹرویو کی بات کر رہے ہو تم " انہیں شدید جھٹکا لگا تھا۔ "

فورا ہی الجھ کر پوچھ اٹھے۔۔

مانا اسے واقعی ویلفیئر سے لے کر آیا تھا قیصر۔۔لیکن تھی تو ان کی سگی نواسی۔۔۔

نایاب کی۔۔۔ آپ نے دیکھا نہیں اب تک ؟ .. نیوز پہ چل رہا ہے وہ... ماننا " پڑے گا بہت بڑا دل ہے آپ کا۔ " اپنے سالے سے بات کرنے کے بعد انہوں نے فورا ہی التمش سے کہہ کر نایاب کا انٹرویو لگوایا تھا۔

میں ایک ویلفیئر میں رہا کرتی تھی۔ جہاں سے قیصر نے مجھے نکالا تھا۔" اور پھر مجھ سے شادی کی۔۔ اور جب میں اپنی زندگی کے مشکل دور میں تھی تو عبدالرحمان صاحب نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مجھے اپنی نواسی کہا۔۔۔اور میرے بچوں کا خیال رکھا اور مجھے اپنی آدھی جائیداد کا " وارث بنایا۔۔۔

مانا اس لڑکی کا بولا ہوا ہر لفظ سچا تھا۔۔کہیں بھی جھوٹ کی ملاوٹ نہیں تھی لیکن وہ سچ اس نے اتنے الگ انداز میں بولا تھا کہ وہ ایک منفرد رنگ اختیار کر گیا تھا دنیا کے سامنے۔۔۔

نایاب کا انٹرویو سنتے ہی عبدالرحمان صاحب کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔ وہ لڑکی کس قدر ذہین تھی اور الفاظوں سے کس قدر کھیلنا آتا تھا اسے۔ یہ بات انہوں نے آج جانی تھی ۔

adopt اس لڑکی نے کہیں نہیں کہا کہ وہ

ہے یا وہ عبدالرحمان صاحب کی سگی نواسی نہیں۔۔۔ بس اس کے سچ بولنے کا انداز کچھ الگ تھا۔۔اس قدر الگ ۔۔۔کے لوگوں نے وہ باتیں گمان کر لیں جو وہ چاہتی تھی کہ وہ گمان کریں۔۔۔

اب دنیا کی نظر میں قیصر تو ان کا سگا بیٹا ہی تھا مگر نایاب adopted تھی۔ اور دنیا ان کے اور زیادہ گن گان گانے لگی تھی کیونکہ انہوں child نے ایک ویلفیئر کی بچی سے نہ صرف اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کی بلکہ اسے آدھی جائیداد سے بھی نواز دیا تھا اپنی۔۔۔

قیصر ہو یا نایاب دونوں نے اپنی اپنی جگہ ہمیشہ عبدالرحمان صاحب کی عزت کی حفاظت کی۔۔۔ دیکھا جائے تو نہ بیٹے نے ان کا سر جھکنے دیا تھا دنیا کے سامنے۔۔ اور نہ نواسی نے ان کا مذاق بننے دیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

سر۔۔۔ مسٹر زید آئے ہیں" قیصر رات کو ہی پاکستان لوٹا تھا اپنی فیملی " سمیت۔۔۔ وہ خاصہ خاموشی سے واپس لوٹا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اب ایئرپورٹ پر اسے بہت بڑی فین فالونگ کا سامنا کرنا ہوگا۔

اپنی جانب سے تو اس کی مکمل کوشش تھی کہ پہلے جیسی زندگی ہی گزارے۔۔۔ لیکن ایئرپورٹ پر ہونے والے والہانہ استقبال نے اسے بتایا کہ اب یہ ممکن نہیں رہا۔۔

اس قدر ہجوم۔۔ کہ پاوں رکھنے تک کی جگہ نہیں تھی ایئرپورٹ پر۔۔۔

کی صرف ایک جھلک دیکھنے کے لیے دیوانہ وار قریب آ رہے HJ لوگ تھے

مانا اس کی پوری فیملی کے گرد گارڈز کا گھیرا تھا لیکن اس کے باوجود نایاب کی دونوں سائیڈ اس نے اپنے ہاتھ کا گھیرا رکھا ہوا تھا تاکہ دھکم پیلی میں گارڈز بھی نایاب کے قریب نہ آسکیں۔ اور اس کی دیکھا دیکھی عاطف نے بھی ثانیہ کو ایسے ہی اپنے ہاتھوں کے گھیرے میں لیا۔ مہر نایاب کی گود میں تھا اور ثانیہ کی گود میں طالعہ۔۔۔

بڑی مشکل سے۔۔وہ اپنی فیملی کو لے کر گاڑی تک پہنچا تھا۔

اگر وہ اکیلا ہوتا تو یقینا وہ اپنے فینز کو بہت اچھی طرح ٹریٹ کرتا ۔۔ان کے سوالوں کے جوابات دیتا۔ انہیں اٹوگراف دیتا ان کے ساتھ سیلفیز وغیرہ بنوا لیتا۔۔۔ میڈیا کو انٹرویو دیتا لیکن اس لمحے وہ اپنی فیملی کے ساتھ تھا اور

اس کے بچے و عشال ڈر گئے تھے عوام کے ہجوم کو دیکھ کر ۔۔جس کی وجہ سے اسے بہتر یہی لگا کہ وہ جلد سے جلد یہاں سے نکلے۔

رات کو کافی لیٹ ہو گیا تھا ان سب میں۔۔۔ اسی وجہ سے صبح بھی آنکھ دیر سے ہی کھلی۔

ابھی وہ فریش ہو کر ہی کمرے سے نکلا تھا جب ملازمہ نے آکر۔۔۔ اسے باہر زید کے آنے کی اطلاع دی۔

بٹھاؤ انھیں۔۔۔ اور دودھ کی چائے پلاؤ اور کچن میں کہہ دو بریانی وغیرہ " تیار کریں۔ بڑے سالوں بعد وکیل صاحب آئے ہیں" آخری بار اس کی ملاقات زید سے پارٹی میں ہی ہوئی تھی۔

" کیسے آنا ہوا وکیل صاحب؟ "

گارڈن میں آج کافی دھوپ ہو رہی تھی جس کی وجہ سے جب قیصر سامنے سے آیا تو زید نے چندھیاتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔

اب تو تیری بیوی مجھ سے نہیں ڈرتی۔۔۔اب تو اندر بلا لے کمینے۔۔۔"زید " فورا ہی منہ بسورتے ہوئے بولا۔ ۔۔

تجھ جیسے 33 سال کے شدید کنوارے لڑکے کو اپنی فیملی نہیں دکھا " سکتا میں۔۔نظر لگ جانے سے ڈر لگتا ہے مجھے ۔۔۔ " قیصر چہرے پر مصنوعی خوف ظاہر کیے۔۔۔ مضحکہ خیز انداز میں گویا ہوا۔

شدید کنوارہ کس کو کہہ رہا ہے؟ ...یہ دیکھ۔۔منگنی کی انگوٹھی "زید " نے بڑے فخرانہ انداز میں اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی منگنی کی انگوٹھی دکھائی تھی۔

اووووو۔۔۔ مان گیا گنجا؟ " قیصر نے ہونٹوں کو گول کر کے پہلے (او) " کا لفظ ادا کیا۔۔۔ وہ بھی نہایت کھینچتے ہوئے ۔۔۔جیسے اسے کافی حیرت ہوئی ہو اور پھر نہایت تجسس کے ساتھ اگلا سوال کیا۔

بڑی مشکل سے۔۔۔۔ پورے رمضان جہاں شدید سنگل پارٹی بیوی مل " جانے کی دعا کرتی ہے۔ میں نے وہیں سسر پٹ جانے کی دعائیں کی ہیں"

وہ ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر لگا کر مصنوعی پسینہ جھاڑتا ۔۔گہری سانس لے کر تھکان بھرے لہجے میں بولا۔ جس پر قیصر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

اب تو اندر آجاؤں؟ " زید نے پرامید لہجے میں پوچھا اس یقین کے ساتھ کے" جواب ہاں ہی ملے گا اس بار۔۔۔

نہیں۔۔۔ " قیصر نے سپاٹ سے لہجے میں انکار کیا۔"

سالوں بعد ان کے درمیان وہی پرانی دوستی والا لب و لہجہ تھا۔

بدلہ نہیں تو کمینے۔۔۔ " زید سر جھٹک کر کہتا ہوا۔ چیئر کھسکا کر بیٹھا۔ "

سوچ کر بول۔۔۔ دودھ والی چائے آرڈر کر کے آیا ہوں اور ساتھ بریانی اور " دیگر کھانوں کا بھی کہا ہے" اس حسین نوجوان نے خاصہ جتاتے ہوئے کہہ کر زید کے سامنے والی چیئر کھسکائی ۔

جس پر زید مسکرا دیا تھا۔

یہ لے میری شادی کا کارڈ۔۔۔ مفت کا کھانا ملے گا۔۔آجانا۔ " زید نے شادی " کارڈ نکال کر اس کے آگے کرتے ہوے۔۔بڑے فخرانہ سے انداز میں کہا۔

دودھ والی چائے دو ہزار کی۔ ۔ رات کا کھانا جو تو ٹھوسے بغیر یہاں سے " جائے گا نہیں پندرہ ہزار کا۔۔۔ اوپر سے شادی پر ایک لاکھ کا لفافہ و مہنگا تحفہ الگ۔۔۔مفت کہاں سے ہو گیا پھر؟؟؟ " ایک ہاتھ سے اپنی ٹھوڑی کھجاتے ہوئے۔۔ مقابل کی جانب دیکھ۔نہایت گھمبھیر لہجے میں یہ جملے اس طرح ادا کیے جیسے دنیا کا سب سے اہم مسئلہ ڈسکس کر رہا ہے اس وقت۔۔۔

وہ ایک ابرو اچکاکر۔۔جب آخری جملہ احتجاجی لہجے میں پوچھنے لگا ۔۔۔تو زید اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔۔

ہونہہہہ۔۔۔ تو، تو بالکل بھی نہیں بدلا" وہ ہار ماننے والے انداز میں سر" جھٹک کر کہہ رہا تھا۔

سوری۔ میں جانتا تھا میں غلط ہوں ۔ مجھے نایاب کو بتانا چاہیے تھا لیکن " میں بس یہی سوچتا رہا کہ تو بھاگ گیا ہے اسے چھوڑ کر۔۔میں اسے نکاح

کا بتا کر تکلیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ --میں--- "وہ رکا جیسے کچھ بولنا چاہتا ہو لیکن ہمت نہ کر پا رہا ہو

فی الحال چھوڑ -بات پھر وہیں پہنچ جائے گی--میں غلط تھا اور میں معافی" مانگنا چاہتا ہوں "وہ دلی طور پر معذرت خواہ تھا جو اس کے الفاظوں میں بھی ظاہر تھا۔

کہنا تو وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ ذریاب کو نایاب سے محبت کرتے دیکھا تو اسے لگا نایاب اس کے ساتھ زیادہ خوش رہ لے گی۔ وہ ہم عمر ہیں و ہم خیال ہیں لیکن کہنے کی ہمت نہیں کر سکا قیصر کے سامنے--جانتا جو تھا وہ غصہ ہو جائے گا ۔ وہ برداشت نہیں کرئے گا یہ جملے---

اس نے جو جملے بولتے بولتے چھوڑئے تھے قیصر نے بھی انہیں چھوڑ دینے پر اکتفاء کیا--

تو نے کبھی سوچا ہے تیرے کبھی ہاتھ پیر کیوں نہیں ٹوٹے؟ تیرا کبھی " ایکسیڈنٹ کیوں نہیں ہوا ؟ تجھے کبھی کسی نے کیوں نہیں مارا؟ اتنے حادثے ہوتے ہیں جن میں لوگ ڈائریکٹ اوپر کا ٹکٹ کٹواتے ہیں-تو کیوں کبھی کسی حادثے کا شکار نہیں ہوا؟ --- " قیصر ایک کے بعد ایک جملہ گمبھیر لہجے میں ادا کرتا جا رہا تھا--اس کا انداز مفاہمانہ تھا ---اور زید ہر جملے پر پہلے سے زیادہ ٹھیک ہو کر بیٹھتا۔

تو یہ بتانا چاہ رہا ہے--کہ تو نے زندہ رکھا ہوا ہے مجھے " وہ صاف " صاف دھمکیاں تھیں کوئی بیوقوف ہی ہوتا جو نہ سمجھتا۔

نہیں تو--- یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ تجھے کبھی اپنے دشمنوں کی لسٹ میں " نہیں رکھا میں نے--- تو نے لاکھ رائتے پھیلائے میری زندگی میں لیکن جو اک نیک کام کیا ہے---اسے دیکھ ---میں اگنور کر سکتا ہوں تیرے ہر کمینے "..پن و (گالی)-- و (گالی)-- پھر بڑی والی (گالی)کو۔

تو کب تک مجھے یوں میٹھا میٹھا ذلیل کرتا رہے گا ؟ --- معافی مانگ رہا " ہوں نا میں--- اور چائے کب تک آ رہی ہے دو ہزار والی؟ " زید نے اسے ٹوکنے والے انداز میں کہا اور پھر سامنے کی جانب دیکھنے لگا--- جہاں سے چائے آنے والی تھی۔

" ویسے اگر یہ چائے چھوڑ دیتا ہوں تو کیا وہ دو ہزار روپے میرے لفافے میں آجائیں گے؟؟ " زید نے سوچنے والے انداز میں معصومیت سے پوچھا ۔۔تو قیصر اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔

ایسے ہی تو دوست نہیں تھے نا وہ دونوں۔۔۔

" ہاں یار ۔۔میری بیوی بہت ایکسپینسو ہے۔ ۔۔ کہاں وہ بڑے بڑے مالز سے شاپنگ کرنے والی۔۔کہاں میں لنڈا میں ایک جیکٹ کے لیے گھنٹوں خوار ہونے والا۔۔۔ مانا تو نے مجھے جان سے نہیں مارا لیکن زندگی بھر کے لیے ٹکا کے لگا ڈالی ہے میری۔۔۔ " زید اور کنزہ کے سٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق تھا اس لیے وہ جانتا تھا آگے جا کے ان پیسوں کے معاملات میں اسے مسائل کا سامنا ہونا ہی ہونا ہے۔

" شکر ادا کر میرا۔۔اتنی پیاری لڑکی دلائی تجھے ورنہ تو نے تو کنوارا مرنا تھا کیونکہ تیری لالچی بہن کو کبھی تیری نہیں آتی۔۔ اور تجھ سے خود کوئی لڑکی پٹائی نہیں جاتی "قیصر آنکھیں چھوٹی کر ۔۔۔فورا ہی احسان جتانے والے انداز میں بولا۔

" ویسے تو نے کبھی سوچا ہے کہ بہت سے کیس ری اوپن ہو سکتے ہیں۔ کتنی ہی پرانی فائلز میڈیا کے ہاتھ لگ جاتی ہیں پروف کے ساتھ۔ کتنے ہی نامور نام راتوں رات تباہ ہو کر جیل پہنچ جاتے ہیں۔ " زید مفاہمانہ انداز میں مقابل کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ایک ایک جملہ ادا کرنے لگا۔۔۔

اس نے قیصر کی آنکھوں میں بجائے خوف لہرانے یا سیدھے ہو کر بیٹھنے کے ۔۔ الٹا اطمینانی چھائی دیکھی۔۔۔

یہ وہ ری ایکشن نہیں تھا جس کی وہ توقع کر رہا تھا

" اپنے باپ کو مت ڈرا۔ ۔۔ " قیصر نے گردن ہلکی سی آڑی کر۔۔ترچھی نگاہ سے اسے تکتے

نہایت رعبدار لہجے میں کہا

خوف تو دور کی بات اس کی پیشانی پر اک شکن تک نہیں آیا تھا

جو بچ گئے نا ان سے جا کے پوچھ کبھی۔۔ میرے باپ نے انہیں کبھی اس " قابل نہیں ہونے دیا کہ وہ میرے خلاف گواہی دے سکیں۔تو پھر تو کس کھیت کی مولی ہے۔ کیا تجھے نہیں پتا حد سے زیادہ ذہین بننے والے وکیلوں کی لاشیں انہی کے کمروں میں پنکھوں سے لٹکی ملتی ہیں۔ " قیصر نے کھلے لفظوں میں اسے بتا دیا تھا کہ دوستی اور دشمنی کے درمیان جو لائن ہے اسے کراس کرنے کی کوشش نہ کرئے۔۔ورنہ اپنا انجام وہ بہت جلد دیکھ لے گا۔

" تو مجھے دھمکا رہا ہے ؟ "

میں تجھے سمجھا رہا ہوں۔ " قیصر دوبدو بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے " گویا ہوا۔

تجھے لگتا ہے میں ڈر جاؤں گا ؟ " زید نے خاصہ ایٹیٹیوڈ کے ساتھ " پوچھا۔۔ مقابل کی نگاہیں گہری ہوئیں۔۔۔

اگر لگتا ہے۔۔" یہاں تک وہ اپنے ایٹیٹیوڈ کو برقرار رکھے ہوئے تھا ۔۔ " لیکن پھر اگلے ہی پل بھیگی بلی بن کر دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھاتے"تو صحیح "لگتا ہے۔۔ میں ڈر گیا ہوں

قیصر اس کے چبل پر زور سے ہنسا تھا ۔ وہ الگ بات ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ زید کوشش کر رہا تھا اسے ڈرانے کی(اس کے پچھلے کارناموں کے سبب) لیکن جب دیکھا کہ اس کی پیشانی پر تو اک شکن تک نہیں آئی ہے تو پھر اپنی روش بدل لی اور بات کو مذاق کی جانب موڑ دیا۔

وہ ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے شیمیم انٹی چائے کی ٹرے اور سنیکس وغیرہ لے کر آئیں۔۔۔

اور انہوں نے ان دونوں دوستوں کو کافی سالوں بعد خوب ہنستے ہوئے دیکھا تھا

حنی۔۔۔ " وہ طالعہ تھی جو دور سے بھاگتی ہوئی آکر اس کے پاؤں سے" چپکی۔۔جسے فورا ہی اس نے پیار کر کے گود میں بٹھا لیا تھا۔

طالعہ بیٹا انھیں سلام کرو۔۔یہ آپ کے زید ماموں ہیں " بس قیصر کا یہ " جملہ کہنا تھا کہ زید جو چائے کا کپ منہ سے لگائے ہوئے آنکھوں سے

مسکراء رہا تھا۔۔فورا ہی اس نے چائے کا کپ نیچے رکھا اور قیصر کو احتجاجی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

میں دنیا کا پہلا ایسا شخص ہوں گا جو اپنے دوست کی بیوی کا بھی ماموں " " تھا اور اس کے بچوں کا بھی ماموں ہوں۔

تیرا تو پھر بہتر ہے۔۔ ماموں تھا اور ماموں ہی ہے۔ ۔ میری سیٹ پر بیٹھ کر" دیکھ۔۔میں عشال کا بھائی ہوں۔۔ لیکن ان کا داماد بھی ہوں۔۔۔ عشال کے رشتے سے جگنو میری بھانجی ہے لیکن میری بیوی بھی ہے۔۔وہ مہر و طالعہ کی نانی ہیں لیکن میرے رشتے سے پھوپھو بھی ہیں۔۔۔وہ جگنو کی ماں ہے لیکن میرے رشتے سے وہ اس کی نند بھی ہے۔ ایسے ہی ۔۔میرے والد جگنو کے نانا ہیں لیکن میرے رشتے سے وہ اس کے سسر بھی ہیں۔۔ مہر اور طالعہ کے وہ پرنانا ہیں۔۔۔ مگر میرے رشتے سے دادا بھی ہیں "اور۔۔۔

بس بس بس۔۔۔"ابھی قیصر بول ہی رہا تھا روانگی سے ۔۔۔کہ زید نے دونوں" ہاتھ دکھا کے اسے چپ کرایا ۔

میرا دماغ گھوم گیا ہے ۔۔بس کر یار۔۔۔ میں ماموں ہی ٹھیک ہوں دونوں " جنریشن کا" اس نے اپنا سر پکڑ کر۔۔ ایک گہری سانس لے کر۔۔ہار مرنے والے انداز میں کہا۔

اتنے گھٹ مٹ رشتے سننے کے بعد اس کا سر چکرا کے رہ گیا تھا۔ جبکے قیصر مسکرا رہا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

آپی مجھے شادی نہیں کرنی " رشتہ پکا ہونے پر بجائے خوش ہونے کے" تانیہ کمرے میں آکر رونے لگی تھی۔

نایاب اسے چپ کرانے آئی تو وہ بچوں کی طرح اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بولی۔۔

چپ ہو پہلے ۔۔ رونا کسی بات کا حل نہیں ہوتا۔۔تم بات کرو مجھ سے۔۔۔بتاو " مجھے کیا مسئلہ ہے۔۔۔" نایاب نے اسے اپنے گلے سے ہٹا کر ۔ ۔ اپنے دونوں

انگوٹھوں کے پوروں سے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے--بڑی محبت سے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

" آپی مجھے شادی نہیں کرنی--"

دیکھو تانیہ جس سے تم شادی کرنا چاہتی ہو اس نے تمہارا ہاتھ نہیں مانگا " ہم سے-- جب کہ وہ دیکھ رہا ہے تمہیں اس وقت ایک مضبوط ہاتھ کی ضرورت ہے-اس لیے اپنے دل کو سمجھاو--- مرد وہ ہوتا ہے جو آپ کا ہاتھ تھامتا ہے مشکل وقت میں--اگر وہ تمہارا ہاتھ نہیں تھام سکتا تو وہ لاکھ " پسندیدہ مرد سہی--مگر بیکار ہے۔

ہم تھوڑا سہ انتظار کر لیتے ہیں نا وہ ویسے بھی ابھی اپنا فیوچر بنا رہا " ہے" تانیہ ابھی بھی عاطف کے حق میں بول رہی تھی--جبکہ اس کی جانب سے تو کوئی امید بھی نہیں دلائی گئی -

بلاشبہ یہ اس کی اپنی امیدیں تھیں جو دم نہیں توڑ رہی تھیں ابھی تک---

کہ دل ناداں کو عادت ہے پسندیدہ لوگوں سے جھوٹی امیدیں وابستہ کر لینے کی--

ہم اس کا انتظار کرتے ہوئے تب اچھے لگتے جب اس نے ہم سے وقت " مانگا ہوتا مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے-" نایاب اسے بہت پیار سے سمجھا رہی تھی-

پر مجھے بہت اچھے لگتے ہیں وہ--- " وہ روتے ہوئے بولی-- اور اسی" لمحے سامنے سے کچھ چیز گرنے کی آواز آئی--

تانیہ نے چونک کر جبکہ نایاب نے نارمل انداز میں سامنے کی جانب دیکھا۔

اگلے ہی پل--تانیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ چونکہ سامنے عاطف کھڑا تھا۔

جبکہ نایاب صرف عاطف کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھ رہی تھی---یہ جاننے کے لیے کہ اس نے کتنی بات سنی ہے ان کی۔

آپی --حنی نیچے بلا رہے ہیں آپ کو--لڑکے کے ہاتھ میں پیسے رکھنے" ہیں--- " اپنی بات سنجیدگی سے کہہ کر--- وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا

کیا انہوں نے سب سن لیا ؟ " تانیہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ "

ہاں۔۔۔ " نایاب کے نزدیک ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ تانیہ رو رہی ہو اور" عاطف اسے چپ کرانے کی کوشش نہ کرئے ۔۔اگر وہ اسے روتا ہوا دیکھنے کے باوجود وہاں سے خاموشی سے چلا گیا تھا وہ بھی سنجیدگی سے کہہ کر ۔۔۔تو اس کا مطلب صاف تھا ۔۔۔کہ وہ سب سن چکا ہے۔

" آپ کو یقین ہے انہوں نے سب سنا ہے ؟"

ہاں" اس نے پھر تصدیق کی۔"

تانیہ کے ننھے سے دل کو شدید تکلیف پہنچی تھی۔۔۔کہ عاطف نے سن لیا کہ وہ اسے پسند کرتی ہے۔۔۔اس کے باوجود نہیں رکا ۔۔۔اس کے باوجود کچھ نہ کہا۔

وہ تانیہ کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی ورنہ اسے اچھے سے خبر تھی کے عاطف کا دل تو کہیں اور ہے۔

اس کے انتظار میں تانیہ کو بٹھانا کسی صورت عقلمندی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

وہ تانیہ کو سمجھا کے نیچے لے آئی تھی۔

لڑکے والوں نے تانیہ کے ہاتھ میں جب پیسے رکھے تو عاطف سامنے ہی کھڑا تھا۔

تانیہ اپنی ہونے والی ساس کو نہیں دیکھ رہی تھی اس لمحے۔۔۔وہ ان کے پیچھے کھڑے عاطف کو دیکھ رہی تھی ۔۔

اس کے کجرارے نین شکوہ کرتے معلوم ہو رہے تھے عاطف کو۔

نینا تیرے کجرارے ہیں

نینوں پہ ہم دل ہارے ہیں

انجانے میں تیرے نینوں نے

وعدے کیے کئی سارے ہیں۔۔۔

وہ نظر چرا لینا چاہتا تھا۔۔ بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن کچھ تھا ان معصوم نینوں میں ۔۔۔کہ وہ ہل نہیں سکا تھا ۔۔وہ منہ نہیں پھیر سکا تھا ۔۔وہ چاہ کے بھی بھاگ نہیں سکا تھا۔

قیصر و نایاب دونوں ہی خاموش تماشائی بن کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

سست آنی جاری (جارہی)ہیں" وہ تانیہ کو ہی دیکھ رہا تھا ابھی۔۔جب اس" کے سفید کرتے کے دامن کو پکڑ کر کسی نے کھینچا ۔

اس نے نیچے کی جانب دیکھا تو طالعہ اپنی ننھی چمکتی آنکھوں میں پانی لیے۔۔روتو سہ منہ بنا کر پوچھ رہی تھی۔

عاطف ہلکا سہ مسکرایا ۔۔اور وہ مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچ پا رہی تھی ۔

ہاں۔۔ آپ کی سست آنی جا رہی ہے" اس لیٹل جگنو کو گود میں اٹھا " کے۔۔بڑی محبت سے اس کی آنکھوں سے بہنے والا آنسو صاف کر۔۔وہ مسکرا کر بولا۔ " مگر کوئی بات نہیں۔۔ چاچو تو ہیں نا" بس اس کا تصدیق کرنا تھا کہ طالعہ نے دھاڑے مار مار کے رونا شروع کر دیا۔

میری سست آنی۔۔ میری سست آنی" وہ اتنی زور سے روئی تھی۔۔ کہ سب" چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے۔۔اور وہ روتے ہوئے بس یہی جملے بولے جا رہی تھی۔ جس پر کچھ لوگ مسکرا دیے۔۔تو کچھ مزید رنجیدہ ہو گئے۔ جن میں خود عاطف اور تانیہ شامل تھے۔

تانیہ فورا ہی اٹھ کر آئی تھی اسے چپ کرانے کے لیے۔۔

آنی یہی ہیں۔۔کہیں نہیں جا رہیں۔۔رو مت" وہ طالعہ کو چپ کراتے ہوئے " خود بھی رونے لگی تھی پھوٹ پھوٹ کر۔۔۔

عاطف کے اختیار میں نہیں تھا کہ اسے چپ کراتا۔۔

اور کیا وہ لڑکی جانتی ہوگی روتے وقت۔۔کہ اس کے کجرارے نینوں سے گرنے والا ہر آنسو عاطف کو اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا۔

بجائے انھیں چپ کرانے کے۔۔کیا خاموشی سے کھڑے ہو ؟ " قیصر نے " قریب آ کر جب اسے ڈپٹنے والے لہجے میں کہا ۔۔تو اس کی نگاہ عاطف کی آنکھوں پر گئی۔ ۔وہ سرخ تھیں۔۔۔ سرخ ڈوروں سے سجیں۔

وہ خاموشی سے طالعہ کو قیصر کی گود میں پکڑا کر۔۔وہاں سے چل دیا تھا۔

اس کی پشت کا آنکھوں سے اوجھل ہو جانے تک جنہوں نے پیچھا کیا وہ تانیہ کی حسرت بھری نگاہیں تھیں۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ نیند سے اٹھی تو برابر میں کوئی موجود نہ تھا۔

سفیان آفس چلا گیا ہوگا یہ سوچ کر۔۔وہ فریش ہو کر کپڑے چینج کرنے کے بعد نیچے چلی آئی تھی۔

وہ نیچے آئی تو اسے سفیان تین چار لوگوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا ہوا نظر آیا۔

ان کے چہرے کے سیرس تاثرات سے حفصہ نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی اہم ٹاپک پر بات کر رہے ہیں۔شاید کاروباری معاملات کے حوالے سے۔۔۔

اسے آتے دیکھ۔۔۔ سفیان اپنی جگہ سے کھڑا ہوا ۔۔اور اس کی جانب چلتا ہوا آیا۔

حفصہ دیکھ چکی تھی کہ وہ ضروری میٹنگ میں تھا اور صرف اسے دیکھ کر اٹھا۔۔۔تو اسے لگا ضرور کوئی کام کہنا چاہتا ہوگا۔ اس لیے وہ اس کے انتظار میں کھڑی رہی۔۔یہاں تک کہ وہ دو تین لمبے قدم لیتا اس تک پہنچا۔

وہ اسی انتظار میں تھی کہ وہ کام بولے مگر اس کی توقع کے برعکس اس وجیہہ مرد نے قریب آکر اپنا ہاتھ اس کے سر کے پچھلے حصے پر رکھا اور اسکے حسین چہرے کو اپنے قریب کیا ۔۔۔پھر اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے۔۔

حفصہ نے آنکھیں موند لیں۔

کچھ لمحوں تک وہ یوں ہی کھڑا رہا اور پھر آہستگی سے ہٹ کر بغور سر سے پاؤں تک اس پر نگاہ دوڑائی---

جیسے کوئی پیاسا پانی کو دیکھتا ہے بالکل ایسے دیکھ رہا تھا وہ۔

تین مہینے گزر گئے تھے شادی کو لیکن اس کے باوجود وہ اب بھی ایسے ہی دیکھتا تھا کہ اس شرمیلی سی لڑکی کو اپنے کپڑے کم لگنے لگتے تھے خود کو چھپانے کے لیے----

کچھ لمحے فرصت سے اسے تکنے کے بعد--پھر واپس الٹے قدم لیتا چلا اور صوفے پر جا کے بیٹھ گیا۔

چاہتا تو گھوم کے چل دیتا لیکن نہیں۔۔ وہ جو اسے دیکھنے کا مزہ تھا نا وہ ایک لمحے کے لیے بھی مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔اس لیے الٹے قدم چلا۔

وہ دیکھتی رہ گئی۔ وہ کسی کام سے نہیں آیا تھا ۔ وہ اپنی ضروری میٹنگ چھوڑ کر صرف اس کا ویلکم کرنے آیا تھا۔

اس کی نگاہیں حیرت کے سبب سفیان پر ہی ٹکی تھیں--- اور جب وہ دیکھ رہی تھی تو یہ کہاں ممکن تھا کہ مقابل نظر پھیر لیتا۔۔۔اس نے بھی پھر اس حسین گڑیا پر نگاہیں ٹکائی رکھیں۔

جب سفیان نے دیکھا کے وہ ابھی بھی نظر نہیں ہٹا رہی ---تو اس نے ایک " ائبرو اچکاکر اشارتا شرارت سے پوچھا---"آؤں کیا؟؟

اور بس اس کا اشارتا پوچھنا تھا ۔۔ کہ وہ فورا نفی میں سر جھٹک کر کچن کی جانب بھاگی---

سفیان کی والہانہ محبت وہ نازک جان برداشت نہیں کر پاتی تھی--- اس لیے جتنا ممکن ہوتا اس سے دور بھاگتی۔

اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ بھاگتی ہے اس سے۔۔اس لیے اور مزہ آتا تھا اسے۔۔اس معصوم جان کو تنگ کرنے میں۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے ؟؟ .. میں نے وہیں رکھی تھی الماری" میں--- " ویسے تو فائل اتنی امپورٹنٹ تھی کہ وہ خود جا کر لے کر آتی لیکن

عبدالرحمان صاحب کے سامنے جانے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔اس لیے التمش جو اس کا اور اس کے شوہر کا بھروسے مند آدمی تھا اس سے رابطہ کیا۔

میں دو بار چیک کر چکا ہوں۔ نہیں ہے یہاں پر کوئی فائل" التمش اپنے " لحاظ سے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد ہی جواب دے رہا تھا۔

" اس وقت نانا گھر پر ہیں؟ "

نہیں" اس نے سامنے کی جانب صوفے پر بیٹھے عبدالرحمان صاحب کو" دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے تو پھر میں آ رہی ہوں۔ "

بچوں اور عشال بی بی کو بھی لے آئیے گا کتنے دن ہو گئے دیکھا نہیں " میں نے بچوں کو ۔۔ " التمش اس کے باپ کی عمر کا شخص تھا۔۔ اپنے والد کو تو چھ سال کی عمر کے بعد کبھی دیکھا ہی نہیں۔۔لیکن والد والی فیلنگس اسے التمش سے ہمیشہ آیا کرتی تھیں۔

اوکے۔۔ نانا کو بتا دو میں بچوں اور امی دونوں کو لا رہی ہوں۔ " اس نے" اطمینان بخش انداز میں کہا اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

جس پر دوسری جانب کھڑا التمش

حیران رہ گیا تھا ۔۔وہ کیسے جانتی کہ عبدالرحمان صاحب موجود ہیں۔۔اور نہ صرف موجود ہیں اس وقت۔۔ان کی باتیں بھی سن رہے ہیں ۔۔اور انہوں نے ہی اس سے کہا تھا کہ عشال و بچوں کو بلوا لے۔۔

وہ آرہی ہیں بچو اور عشال بی بی کو لے کر" التمش کے انہیں اطلاع " دیتے ہی ۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا کر۔۔صوفے پر اطمینان بخش انداز میں ٹیک لا کر بیٹھ گئے۔

کچن میں اطلاع کر دو۔ ۔سارے کھانے میرے بچوں کے پسند کے بننے " چاہیے۔۔ " ان کے مسرت بھرے لہجے میں آرڈر دیتے ہی۔۔ التمش باخوشی حکم کی تعمیل کرتے۔۔کچن کی جانب بڑھ گیا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ نہاء کر وائٹ bathrobe پہنے واش روم سے نکلی تھی---

جب باہر آئی تو سامنے ہی سفیان کو شیشے کی دیوار کے پاس کھڑا پایا-- وہ باہر کی جانب دیکھ رہا تھا ساتھ ہی اس کے کان سے موبائل لگا ہوا تھا جس سے وہ کسی سے باتیں کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں-- جو اس کے حسن کو دوبالا کرتی معلوم ہوئیں--

حفصہ تو آج پہلی بار نوٹ کر رہی تھی کتنا ہینڈسم ہے وہ۔

اس کی نگاہوں کی تپش نے سفیان کو محسوس کرایا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔

وہ حفصہ کی جانب مڑا --- تو وہ چونکی اور ایسی کیفیت کا شکار ہوئی جیسے چوری کرتی پکڑئی گئی ہو۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نوجوان کے دو لمبے قدم-- اور وہ حفصہ کے قریب پہنچ گیا تھا--

اس کا ایک ہاتھ ابھی بھی موبائل کو کان سے لگائے ہوئے تھا-- جبکہ دوسرے ہاتھ کی چار انگلیاں اس نے حفصہ کی گیلی زلفوں میں الجھائیں اور انگوٹھے کے پورے کو اس کے رخسار پر آہستگی سے مسلنے لگا---

جس پر اس لڑکی کے گال بری طرح جلنے لگے---کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا---

پھر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے---

کچھ لمحے یوں ہی کھڑا رہا---

پھر دور ہٹ کر---اس کے نازک سراپے کو سر تا پاوں بغور للچائی نگاہوں سے دیکھا---

اس کی ترسی نگاہیں بتارہی تھیں دل نہیں ہے اس کا ابھی جانے کا---

بس دل چاہ رہا ہے---کے جلدی سے رات ہو---اور میں جلدی سے تمھارے پاس واپس آجاوں--" سیل کو اب اس نے کان سے ہٹا کر-- موبائل کے مائک

پر ہاتھ رکھا۔ تاکہ آواز دوسری جانب نہ جائے ۔۔ ساتھ ہی حفصہ کی جانب دیکھ آہستگی سے بھرائی آواز میں کہا۔

حفصہ کی نگاہیں جھیپ کے سبب جھک گئیں تھیں۔۔وہ اپنے ہونٹ چبانے لگی۔۔۔

مقابل کچھ لمحے اسے یوں ہی فرصت سے تکتا رہا۔۔۔پھر اس کی سرخ ہوتی ناک کو چوم کر۔الٹے قدم لیتا دروازے تک گیا اور پھر مسکراتا ہوا فی امان اللہ کہ کر کمرے سے نکل گیا۔

حفصہ کو اس لمحے علم ہوا۔کہ وہ تو صرف اسے الوداع کہنے کے لیے رکا ہوا تھا۔

اس کے آتے ہی ویلکم کے لیے کھڑے ہو جانا جانے۔۔۔ آفس بغیر اسے دیکھے نہ جانا ۔۔۔اس کے لیے رکنا۔ انتظار کرنا ۔۔۔چاہے کتنی بھی دیر لگے اور وہ بھی بغیر جتائے کرنا۔۔۔ پھر اسے پیار سے الوداع کر کے جانا اور ہمیشہ جاتے وقت الٹے قدم لینا۔۔۔ اس کے ساتھ کھانا کھانا۔۔کھاتے وقت اس کا مسلسل خیال رکھنا۔۔۔ رات کا وقت خاص اس کے لیے مخصوص رکھنا۔۔۔ سیل کو سوئچ اف کر دینا یہ کہ کر ۔۔۔کے یہ تمہارا وقت ہے۔۔۔ کہنے کو یہ سب بہت چھوٹی چھوٹی ادائیں تھیں لیکن ان سے اس نوجوان کی محبت جھلکتی تھی والہانہ محبت جو اس لڑکی نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کے نصیب میں ہوگی۔

صرف تین مہینے ۔۔۔اور اس کا دل بھی اب سفیان میر کا انتظار کرنے لگا تھا۔ وہ بھی چاہتی تھی کہ بس جلدی سے رات ہو اور وہ واپس آئے۔۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اچانک امیر ہونے پر اپنی روش ہی بدل لیتے ہیں۔ مغرور سے ہو جاتے ہیں اپنے ہی رشتے داروں سے بات کرنا چھوڑ دیتے ہیں ہر وقت غرور میں رہتے ہیں۔ لیکن وہ لڑکی بالکل الگ تھی۔۔۔ کہنے کو وہ سفیان میر کی بیوی تھی۔۔۔ اربوں کھربوں کی جائیداد کے اکلوتے وارث کی بیوی۔۔۔جو کچھ سفیان میر کا تھا وہ سب اس کا تھا لیکن بجائے پر اعتماد ہونے کے وہ ڈر گئی تھی۔

اسے ہر وقت اب یہی خوف ستاتا تھا کہ سفیان کا دل بھر جائے گا اس سے۔۔اس جیسا امیر شخص اسے ہمیشگی کے ساتھ نہیں چاہ سکتا۔ اس کے ارد گرد تو ہزاروں خوبصورت لڑکیاں ہیں جو اسی کے اسٹیٹس کی ہیں ایک بار اس سے دل بھر گیا تو بہت جلد وہ دوبارہ انہی رنگینیوں میں لوٹ جائے گا جہاں سے وہ آیا تھا۔۔پھر وہ اسے سائیڈ میں کر دے گا ۔۔۔اور یہ خوف اسے اس وقت کے خوبصورت لمحوں سے خوشی حاصل نہیں کرنے دیتا تھا جو اسے ہونی چاہیے تھی۔

وہ کوئی بہت خوبصورت لڑکی نہیں تھی کہ اسے ناز ہوتا کہ اس کی خوبصورتی اس قدر ہے کہ سفیان کا دل کبھی اس کی جانب سے نہیں ہٹے گا ۔۔نہ ہی وہ کسی امیر باپ کی بیٹی تھی۔ اس لیے وہ احساس کمتری کا شکار ہوتی جا رہی تھی۔

ان اندیشوں سے ڈر رہی تھی جن کا ابھی کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ اور انہی خوف، اندیشوں اور وسوسوں کے سبب وہ اپنے شوہر سے ویسی محبت نہیں کر پا رہی تھی جیسے اسے کرنی چاہیے تھی۔

شروع میں تو وہ پھر بولا کرتی تھی لیکن اس احساس کمتری نے اس کے دماغ میں ایک اور چیز ڈال دی تھی کہ کہیں وہ کچھ ایسا نہ بول دے۔۔جس سے وہ بیوقوف ظاہر ہو سفیان کے سامنے یا اس کے رشتےداروں و دوست احباب کے سامنے۔۔ خود کو شرمندگی سے بچانے کے لیے اس نے بولنا بھی بہت کم کر دیا تھا۔

✍️#جاری_ہے

وہ فائل کہاں گئی؟ میں نے یہیں رکھی تھی؟ " اپنے نانا سے سلام دعا کے " بعد۔۔کھانا کھا کر ۔۔اب وہ اوپر اپنی فائل ڈھونڈنے آئی تھی۔

التمش اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔ نایاب کھڑے ہو کر اس کی جانب دیکھ۔۔پریشان لہجے میں بولی۔

میں نے کہا تھا آپ سے فون پر۔۔ فائل نہیں ہے یہاں "التمش کی بات سننے " کے بعد۔۔۔کچھ لمحے وہ خاموش رہی ۔۔۔

اور پھر اس کا دماغ کمپیوٹر کی طرح چلنے لگا۔

اس کے لیے کڑیاں جوڑنا مشکل نہیں تھا کہ فائل کون لے جا سکتا ہے۔

اس نے فورا ہی التمش کے سامنے ہی کھڑے کھڑے حفصہ کو کال کی۔

ہیلو نای--- " ابھی حفصہ اپنا پورا لفظ بھی ادا نہیں کر سکی تھی کہ نایاب " غصیلی آواز میں تیزی سے بولی

میری فائل کہاں ہے ؟ " اس کے لہجے میں کہیں شک و شبہ نہیں تھا۔ "

اس کا سوال سنتے ہی حفصہ کا ساس اٹکا۔

فائل؟ " اسے اچھے سے یاد تھا کہ جب وہ فائل نکال کر ہٹی تو سفیان آ گیا" تھا ابھی وہ اس سے بات کر ہی رہی تھی کہ نایاب کے کمرے کی جانب آنے کی آواز آئی--- مانا اس نے نایاب کو کمرے میں آتے نہیں دیکھا تھا چھپ جانے کے سبب لیکن فائل تو اسی کے پاس ہونی چاہیے تھی ---پھر وہ اس سے سوال کیوں کر رہی تھی؟؟--- وہ بھی اتنے وقت بعد۔ --

نایاب عبدالرحمان صاحب کے بھروسے پاکستان آئی تھی لیکن ان سے لڑائی ہوگئی--

Chemist ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کیمسٹ pharmacist کیونکہ نایاب بھی تھی۔

کی ضرورت تھی۔ جو اس Pharmaceutical company اس لیے اسے کی ریسرچ میں پیسہ لگائے۔

اس کا اپنا شوہر کافی امیر آدمی تھا اس لیے پیسے کے حوالے سے کوئی خاص ٹینشن نہیں تھی۔ بلکے وہ اپنے شوہر سے کافی وقت بعد ملی تھی۔ اس لیے قیصر کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے خود ہی بریک لے لیا تھا کام سے---

نایاب نے سوچا تھا کہ کچھ وقت بعد وہ قیصر سے اس حوالے سے بات کر لے گی لیکن عید کے فورا بعد قیصر کنسرٹ میں بیزی ہو گیا۔ اور نایاب کو موقع ہی نہ مل سکا اس سے اس حوالے سے بات کرنے کا۔ اور اسی دوران

نایاب کو باہر ملک کی ایک نامور و نہایت مشہور کمپنی (ڈرگس ڈیولپر ایچ سی)نے اپنی میڈیسن میں امپروومنٹ کے لیے ہائر کیا۔

نایاب جانتی تھی کہ اس کمپنی میں اسے دنیا بھر کے ذہین فتین اور مشہور کیمسٹ ملیں گے۔

پروفیسر دامل خان کے ساتھ کام کرتے ہوئے اس کی بہت سی مشہور شخصیات سے ملاقات ہوتی تھی۔ تو ایک بار اس کی ملاقات مشہور و معروف اور نمبر ون کیمسٹ مسٹر ناتھن۔ Nathan سے ہوئی تھی۔ ان کے miracles لیے مشہور ہے کہ وہ ایسی میڈیسن بناتے ہیں جو کسی سے کم نہیں ہوتیں۔ (ڈرگس ڈیولپر ایچ سی) ان ہی کی کمپنی تھی۔

مسٹر ناتھن کے ساتھ کام کر کے تجربہ لینے اور اپنے بنائے فارمولے کو امپروو کرنے کا موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔

کنسرٹ سے واپسی کے بعد جب نایاب نے قیصر سے یہ بات شیئر کی تو وہ فوری راضی ہو گیا۔ بلکہ اس نے یہاں تک اعتماد میں لیا۔۔ کہ وہ بچوں کو سنبھال لے گا وہ بے فکر ہو کر اپنے کام پہ جائے۔

" میرے سامنے معصوم بننے کا ناٹک مت کرنا چونکہ اس سے دونوں کا وقت ضائع ہوگا۔ " اس لڑکی نے بہت صاف گوئی سے بات کی۔۔۔

دوسری جانب حفصہ کے ہاتھ پاؤں پھولنا شروع ہو گئے۔

اپنا گناہ قبول کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

اندازہ تھا کہ شاید یہ بتانے کے بعد دوستی قائم نہ رہ سکے۔ لیکن سچ نہیں بتائے گی تو اس جرم کی مجرم قرار پائے گی جو اس نے کیا ہی نہیں۔۔۔

" میں آئی تھی فائل چرانے۔۔۔ علی نے بھیجا تھا مجھے۔ ۔ مگر میرے پاس فائل نہیں ہے۔ جب میں نے فائل نکالی تھی تو باہر سے مجھے تمہارے آنے کی آواز آگئی تھی۔۔ڈر کے مارے فائل مجھ سے وہیں گر گئی اور میں سائیڈ میں چھپ گئ۔۔۔پھر میں نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی

اور جب میں نے باہر آکے دیکھا تو فائل زمین پر موجود نہیں تھی مجھے "لگا تم لے گئیں--- اس لیے میں بے فکر ہو گئی۔

حفصہ نے دانستہ طور پر سفیان کا کمرے میں ہونے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ تو اس کے ساتھ تھا پورا وقت---اس لیے ممکن ہی نہیں کہ فائل اس کے پاس ہو---

میں سچ کہ رہی ہوں میرا اعتبار کرو میں تم سے یہ بھی کہہ سکتی تھی " کہ مجھے پتہ ہی نہیں ہے تم کیا بول رہی ہو لیکن میں نے تمہیں وہ بیان کیا جو میرا سچ ہے" اس کی پوری بات سننے کے باوجود جب نایاب نے آگے سے ایک لفظ نہ کہا۔تو وہ فورا اپنی بات پہ اعتبار دلانے کے لیے دوبارہ بولی۔

حفصہ اگر دوست تم جیسے ہوتے ہیں۔ "

تو سچ کہوں تو ان کا نہ ہونا ہی بہتر ہے" یقینا اس نے اعتبار نہیں کیا تھا۔ فائل غائب تھی۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں آیا جو اس فائل سے تعلق رکھتا ہو جس کے لیے وہ فائل کام کی ہو اور نہ ہی کسی کو اس کے علاوہ فائل کے متعلق علم تھا سوائے عبدالرحمان صاحب کے-- اور اس کے نانا تو یہ کام کرنے سے رہے۔

حفصہ کے دل کو جا کر لگے تھے نایاب کے الفاظ--

وہ بس اسی دن سے ڈرتی تھی۔

اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

نایاب میرا یقین کرو-- میں فائل چرانے ضرور گئی تھی لیکن چرایا " نہیں---سچ کہتی ہوں-- مجھ میں ہمت نہیں ہوئی تمھیں دھوکہ دینے کی۔ اگر اس دن تم نہ بھی آتیں تو بھی میں دوبارہ رکھ دیتی فائل کو کیونکہ میرا ضمیر کبھی بھی اپنی دوست کو دھوکہ دینے کے لیے راضی نہیں ہوا تھا" اس بار جب وہ بولی تو اس کی آواز میں لرزش تھی-- ساتھ ہی آواز اس قدر بھرائی ہوئی ہو گئی تھی کے الگ ہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

نایاب نے اس کی پوری بات تحمل سے سننے کے بعد کال ڈس کنیکٹ کر دی--

اور اس کا کچھ نہ کہنا ہی حفصہ کو ہزار موتیں مار گیا تھا۔

وہ روتے ہوئے وہیں نیچے کی جانب بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

دوستی کا دوسرا نام ہی اعتبار و بھروسہ ہے اور اس نے وہ کھو دیا تھا۔

نایاب اس پر اعتبار نہیں کرتی اور نہ شاید کبھی کر سکے۔

اس کی آنکھوں کے آگے وہ سارے خوبصورت دوستی کے لمحات چل رہے تھے جن میں وہ نایاب کے ساتھ تھی۔۔۔ کہ کس طرح وہ اسے ملی تھی ہاسٹل میں۔۔۔ کس طرح وہ اس سے چڑھا کرتی تھی۔۔۔کس طرح نایاب چپ چپ سی رہتی تھی اور وہ اسے زبردستی بولنے پر اکسایا کرتی۔۔۔ کس طرح وہ کنسرٹ جاتے۔۔۔ کس طرح وہ پارٹیز کرتے۔۔۔ کس طرح وہ پروفیسر دامل خان کی ٹیم کا حصہ بنے۔۔۔کس طرح نایاب نے کیمسٹ اور اس نے

فارماسسٹ ہونے تک کا سفر طے کیا۔

کس قدر مشکلات ہوتی تھیں۔۔کس قدر اتار چڑھاؤ ۔۔۔کیا کچھ نہیں دیکھا دونوں نے زندگی میں۔۔پھر کبھی نایاب انگلینڈ میں ہے وہ پاکستان میں ہے۔۔۔کبھی وہ انگلینڈ میں ہے اور نایاب پاکستان میں ہے۔۔کبھی دونوں ہی الگ الگ ملکوں میں ہیں اپنے اپنے کام کو لے کر ۔۔۔اپنی اپنی پڑھائیوں کو لے کر۔۔۔لیکن اس دوری کے سبب بھی ان کی دوستی کبھی نہیں بدلی یہاں تک کہ نایاب نے اپنے فارمولے کے متعلق کسی کو نہیں بتایا سوائے اس کے۔ ۔ اور اس نے بھی اپنی شادی کی خبر سب سے پہلے نایاب کو خود دی۔

حفصہ جانتی تھی نایاب بولتی نہیں ہے ۔۔۔ظاہر نہیں کرتی لیکن وہ بہت محبت کرتی ہے اس سے۔۔۔اتنی محبت کہ اگر اس کی خاطر اسے اپنی جان دینی پڑئے ناں تو بھی ایک لمحہ نہیں لگائے گی سوچنے پر۔۔۔ اور ماضی میں اس نے اپنی جان جوکھم میں ڈالی بھی تھی صرف اسے بچانے کے لیے۔۔

یہاں لوگ اپنا وقت نہیں دے پاتے دوستی میں۔۔۔جان کیا دیں گے۔

اس جیسی دوست کو کھونا یقینا زندگی کا سب سے بڑا گھاٹا ہے۔

مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھنی ہے پارٹی کی رات کی" جب نایاب نے کال ڈس کنیکٹ کرنے کے بعد سیل کان سے ہٹایا تو التمش نے دیکھا اس لڑکی کی بھوری آنکھوں میں نمی تھی۔

حفصہ نے کہا کہ وہ فائل لے کر نہیں گئی اس کا مطلب۔۔فائل کسی اور کے پاس تھی اور اب یہ جاننا بہت ضروری تھا کہ کون ہے وہ شخص ۔۔جو اس کی فائل لے کر بیٹھا ہوا ہے اتنے مہینوں سے۔

نایاب کے لیے وہ فائل اس لیے امپورٹنٹ نہیں تھی کہ اس میں سارے فارمولے کا پروسیس تھا۔وہ دوبارہ بھی لکھ سکتی تھی اس کے دماغ میں محفوظ تھا سب۔۔وہ فائل صرف اس لیے امپورٹنٹ تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی وہ کسی غلط ہاتھ لگے۔

" اوکے۔۔ چلیں۔۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔"

نایاب التمش کے ساتھ فوٹیج دیکھنے گئی۔۔

سوری سر۔۔ پارٹی والی رات اوپر کے حصے کا کیمرا خراب ہو گیا تھا۔" " جیسے ہی نایاب نے یہ بات سنی اس نے اگلے ہی لمحے گھور کر التمش کی جانب دیکھا ۔۔۔اور التمش نے کھا جانے والی نگاہوں سے سیکیورٹی کے ہیڈ کی جانب۔۔۔

سوری سر لیکن ہم نے پوری نظر رکھی ہوئی تھی۔ اور پھر آپ دیکھ " سکتے ہیں وہ رات بہت اچھی گزرئی ۔کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ اور اگلے ہی دن ہم نے وہ کیمرا صحیح کروا دیا تھا۔" نایاب التمش کو ان سب کی کلاس لینے کے لیے چھوڑ کر خود باہر نکل آئی تھی۔

کیمرے کا عین پارٹی کے دوران خراب ہونا اتفاق تھا؟ .... تو اس کے دماغ نے صاف کہا نہیں ۔۔یہ کسی نے آپ جان کے کیا ہے۔ مگر کس نے؟؟ اور ... کیوں؟؟

بس اب وہ دعا ہی کر سکتی تھی۔۔کہ وہ فائل کسی غلط ہاتھوں میں نہ لگی ہو۔

نایاب بی بی۔۔آپ فکر نہ کریں میں آپ کی فائل بہت جلد ڈھونڈ کے نکال" لوں گا

بس مجھے تھوڑا سہ وقت دیں۔ " نایاب گارڈن میں سوچوں میں گم سم سی کھڑی نظر آرہی تھی جب التمش نے پیچھے سے آ کر اپنی بات کہی۔

ٹھیک ہے "اسنے فقط دو لفظ کہے اور آگے بڑھ گئی۔۔۔ "

اسے کل صبح ہی نکلنا تھا تل ایبب کے لیے۔۔

اسرائیل کا شہر۔۔۔ اس کے پاس کوئی اور آپشن تھا (Tel Aviv-Yafo-) بھی نہیں التمش پر اس معاملے کو چھوڑنے کے سواء۔۔۔

وہ فائل مہینوں سے غائب تھی۔ بس پتہ اسے آج چلا تھا۔ اس لیے پینک ہونے یا پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

نانا تمھیں بہت یاد کررہے تھے۔۔ انھوں نے خود مجھ سے پوچھا تھا" تمہارے بارے میں کل " ایئرپورٹ پر آخری بار گلے لگتے ہوئے نایاب نے اس کے کان میں آہستگی سے سرگوشی کی۔

جھوٹ اتنا بولو جگنو۔۔ جتنا میں ہضم کر سکوں "اور یہ کہتے ہوئے اس " نے اپنی بیوی کے سراپے کو کس کے باہوں کے حصار میں قید کر لیا تھا۔

اس کا بس چلتا تو وہ کبھی اسے جانے نہ دیتا۔

وہ واقعی کر رہے تھے " وہ چمکتی آنکھوں والی خوبصورت لڑکی تھوڑا " سہ اس سے ہٹ کر۔۔۔ اب مقابل کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت پیار سے بولی۔

اس نے اپنی بات پہ خاصہ زور دیا تھا

اچھا؟ " قیصر نے آنکھیں بڑی کر ۔۔ مضحکہ خیز انداز میں پوچھا۔"

اس سے بہتر اس کے باپ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ اور وہ جتنی انا والے تھے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کبھی اپنے منہ سے قبول کر لیں کہ انہیں اس کی یاد آ رہی ہے۔ وہ اپنی غلطی پر پچھتا رہے ہیں۔

ہاں۔۔۔ ان کی آنکھیں بار بار مجھ سے کہہ رہی تھیں میرا بیٹا لے آؤ۔۔ " نایاب" نے اس کی آنکھوں میں تکتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھوں میں کرب تھا یہ جملہ ادا کرتے وقت ۔ ۔ وہی کرب جو کل عبدالرحمان صاحب کی آنکھوں میں دیکھ کر آئی تھی۔

میرا جگنو تو بہت بڑا ہو گیا ہے بھئی۔۔وہ تو اب آنکھیں پڑھنے لگ گیا " ہے" جیسے چھوٹے سے بچے کو کسی بڑے کارنامے پر سراہا جاتا ہے ۔ بالکل وہی عمل تھا اس کا اپنے جگنو کو سرہاتے ہوئے ۔

اس نے نایاب کے بالوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بڑی محبت سے کہا۔

ایسا نہیں تھا کہ اس نے جھٹلایا ہو اپنے جگنو کی بات کو۔۔۔

ہاں۔۔۔ میں تو تمہاری بھی پڑھ سکتی ہوں۔ پتہ ہے یہ مجھ سے کیا کہہ رہی" ہیں اس وقت۔۔ " اس نے اپنی آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے بڑی معصومیت سے مقابل کو پوچھنے پر فورس کیا۔

کیا کہہ رہی ہیں ؟ " بڑے تجسس سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر۔۔۔ "

یہی۔۔ کہ میں بھی تڑپ رہا ہوں اپنے والد سے ملنے کے لیے ۔۔ لیکن بس " کمبخت یہ بڑی سی ناک بیچ میں آرہی ہے" اس نے قیصر کی ناک کو پکڑ کر ۔۔ پیاری سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے۔۔۔شرارت سے آخری جملہ ادا کیا۔۔

قیصر جانتا تھا ان بھوری آنکھوں میں ابھری ہوئی شرارت مصنوعی ہے۔

نایاب اس کا اصل چور پکڑ چکی تھی۔ اور بہت ہی پیار کے ساتھ اسے بھی احساس دلانے کی کوشش کررہی تھی کہ وہ غلط کر رہا ہے۔

کہ اگر وہ سوچ رہا ہے کہ وہ اپنی انا قائم رکھے۔ تو پھر وہ کبھی بھی اپنے والد سے نہیں مل سکے گا۔۔۔ اگر اپنے والد سے ملنا ہے تو یہ ناراضگی یہ انا جو بیچ میں آرہی ہے وہ ہٹانی ہی پڑئے گی۔

"تم بچے بالکل نہ دیکھو۔۔ماں باپ بگڑ گئے ہیں تم لوگوں کے"

وہ دونوں لو برڈز اتنا مگن تھے ایک دوسرے میں۔۔کہ یہ بھول بیٹھے تھے کہ وہ ائیرپورٹ پہ کھڑے ہیں اور ان کے بچے عاطف تانیہ سب ساتھ ہیں۔

وہ لوگ تھوڑا دور کھڑے تھے اس لیے ان کی باتیں نہیں سن سکتے تھے لیکن وہ جو ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے ۔۔ ایک دوسرے کی ناک

اور ٹھوڑی پکڑ رہے تھے۔ وہ دیکھ تانیہ و طالعہ دونوں کے پیٹ میں گدگدیاں مچنا شروع ہو چکی تھیں اور وہ خوب منہ پہ ہاتھ رکھ کر۔۔۔ دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں۔

ان دونوں کو یوں ہنستا دیکھ۔عاطف نے اپنا سیدھا ہاتھ تانیہ کی آنکھوں پہ رکھا پیچھے سے اور ایک ہاتھ طالعہ کی آنکھوں کے آگے حائل کیا ۔۔۔تاکہ وہ دونوں یہ منظر مزید نہ دیکھ سکیں۔

میں بچی نہیں ہوں۔ "تانیہ فورا ہی اس کا ہاتھ ہٹا کر بولی۔۔۔ "

بچی ہی ہو تم بھی۔۔ چلو یہاں سے۔۔ بس مل لیے جتنا ملنا تھا۔ اب ان دونوں " لو برڈز کو تھوڑی دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو۔۔" یہ کہتے ہوئے اس نے تانیہ کی کلائی مضبوطی سے پکڑئی اور ساتھ ہی طالعہ کو گود میں اٹھا کے تیزی سے وہاں سے پلٹ گیا۔

مجھے تو لے لو "مہر فورا پیچھے پیچھے ہولیا تھا۔ "

وہ لوگ جب تک قیصر نہیں آجاتا تب تک ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئے تھے۔

مجھے تو ابھی سے ماما کی یاد آ لئی (آرہی) ہے"طالعہ اپنا ننھا سہ سر " عاطف کی بازو سے ٹکا کر روتو سہ منہ بناکر بولی۔۔

مجھے بھی ابھی سے آپی کی یاد آرہی ہے" عاطف کی بائیں جانب بیٹھی" ہوئی تانیہ بھی فورا ہی اس کے بازو سے اپنا سر لگا کر بولی۔

کوئی بات نہیں بچے۔۔ وہ جلدی آ جائیں گی" کہنے کو طالعہ چھوٹی تھی " رو تو سہ منہ بنا کر زیادہ کیوٹ وہ لگ رہی تھی۔۔لیکن کیا کرئے اس دل کا۔۔جسے طالعہ سے کہیں زیادہ اس کی خالہ کیوٹ و بچی لگ رہی تھی۔

اس نے بڑی محبت سے۔۔ اس کے سیدھے ہاتھ میں اپنے الٹے ہاتھ کی انگلیاں الجھاتے ہوئے کہا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

پتہ نہیں میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر۔ "قیصر اس کی پیشانی کا بوسہ " لے کر۔۔۔ اس کی چمکتی بھوری آنکھوں کو تکتے ہوئے۔۔۔ رنجیدہ سے لہجے میں گویا ہوا۔

اس بار جب سے نایاب پاکستان آئی تھی وہ ایک بار بھی نہیں بچھڑے تھے بلکہ قیصر کنسرٹ میں بھی اسے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔

اووووو۔۔۔ میرا چھوٹا بےبی۔۔۔ میں جلدی آ جاؤں گی اور ہم پھر ویڈیو کال" اور میسج پہ تو بات کریں گے ہی۔۔۔ " نایاب بڑی محبت سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جس کے جواب میں وہ اب خاموشی سے اس کی آنکھوں کو تک رہا تھا۔ مقابل بھی پلک کہاں جھپک رہی تھی۔

آنکھوں میں بسا کے لے جانا چاہتی تھی اسے اپنے ساتھ۔۔۔

اناؤسمنٹ ہونے تک ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی ایک لفظ ادا نہیں کیا تھا۔۔ بس خاموشی سے۔۔۔ محبت سے۔۔۔ الفت سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

نہ چاہتے ہوئے بھی جانے کا وقت آن پہنچا تھا۔

نایاب نے اک گہرا سانس لیا۔

دنیا کا سب سے مشکل کام تھا اس کا ہاتھ چھوڑنا۔

فی امان اللہ "زندگی میں اس نے یہ ہاتھ کبھی بھی خود نہیں چھوڑئے تھے۔" ہمیشہ قسمت چھڑواتی تھی لیکن آج پہلی بار وہ اللہ کے سپرد کر کے وہ ہاتھ خود چھوڑ رہی تھی اس یقین کے ساتھ ۔۔کہ دوبارہ مزید کامیاب ہو کر ان ہاتھوں کو تھامے گی۔

بہت آہستگی کے ساتھ اس نے اپنے دونوں ہاتھ قیصر کے ہاتھ سے جدا کیے۔۔

اس نے قیصر کی سیاہ آنکھوں میں پانی کو جھلملاتے دیکھا تھا۔۔۔ مزید دیکھتی تو شاید رو پڑتی اس لیے تیزی سے مڑ گئی۔

اور بس وہ لمحہ جب وہ ہاتھ چھوڑ کر مڑئی۔۔۔ اسی لمحے اس کی آنکھ کھلی۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

آنکھوں سے آنسو کے قطرے بے اختیار بہنے لگے۔

کمرے میں شدید ٹھنڈک تھی۔۔کہ اس کا جسم برف کی طرح سرد تھا اور اس پر وہ اپنے دہکتے ہوئے آنسووں کو بہہ کر نیچے کی جانب ڈھلتے ہوئے محسوس کررہی تھی۔۔

اور کتنے ہی وقت بعد اس نے کسی چیز کو محسوس کیا تھا۔ جس نے اسے احساس دلایا ۔۔کے ہاں وہ زندہ ہے۔

کیا وہ جانتی تھی جدا ہوتے وقت۔۔۔کہ وہ آخری ملاقات ہوگی اس کی اپنے قیصر سے۔۔۔

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے۔۔۔ " کوئی بہت اندر سے آواز آئی تھی۔" جو اس نے اپنے پورے دماغ میں گونجتی ہوئی سنی۔

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے۔۔۔ " جسم بالکل سن پڑا ہوا تھا۔ ہاتھ" تک ہلانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔لیکن اندر سے آنے والی آواز پھر اس سے کہہ رہی تھی۔

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے۔" یہ آواز اب بار بار آ رہی تھی۔۔۔"

اس کی آنکھیں چھت کی جانب تھیں لیکن اس کی پتلیوں میں قیصر کا عکس تھا چھت کی سفیدی کا نہیں۔۔۔

قیصر کا مسکرانا، قیصر کا چلنا،قیصر کا بیٹھنا، قیصر کا کھانا، قیصر کا کھڑا ہونا،قیصر کا گانا گانا،قیصر کا غصہ کرنا ، قیصر کا آنکھیں چھوٹی کرنا، قیصر کا لب بھینچا، قیصر کا آنکھوں میں آنکھیں ڈال بات کرنا، قیصر کا صوفے پر بے آرام ہوکر سونا ، قیصر کا پیشانی چومنا، قیصر کا شرمانا، قیصر کا کوکنگ کرنا۔۔۔۔ صرف قیصر قیصر اور قیصر ۔۔۔

قیصر کا چہرہ اس کی آنکھوں میں رچا بسا سہ تھا

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے۔" جسم برف کی طرح سرد و بے" جان سہ۔۔۔ دماغ دوائیوں کے زیر اثر۔۔۔ ایسے میں ایک انسان سانسیں لے رہا ہے بہت بڑی بات ہے ۔ لیکن اس کی انر پاور اتنی سٹرانگ تھی کہ اس لمحے بھی وہ بار بار کہہ رہی تھی۔۔۔ کہ اسے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب کے جانے کے بعد۔۔۔

"حنی سنبھالیں خود کو ۔۔۔ اگر آپ اس طرح ٹوٹ کے بکھر جائیں گے تو ہمیں ہمت کون دے گا۔۔۔ "

کل رات چلنے والی نیوز کے بعد سے قیصر کا دماغ سن ہو گیا تھا۔ہاتھ پاؤں سے مانو جان نکل گئی ہو۔

نایاب کو تل ابیب گئے ابھی صرف 15 دن ہی ہوئے تھے۔ جب اچانک اس کی رات میں کال آئی۔

"ہیلو قیصر۔۔۔ میں اور میری ٹیم ایک ریسرچ کے لیے فلسطین جا رہے ہیں تم فکر مند مت ہونا۔ بچوں کا خیال رکھنا۔ "

قیصر اس کے فون کال پر ہی نیند سے بیدار ہوا تھا ۔ وہ اچانک رات کے وقت آئی ہوئی کال تھی۔ سمجھ نہیں آیا کیوں مگر اسے نایاب کی آواز بہت الگ لگی جیسے اس میں جذبات نہ ہو بات کرتے وقت۔۔ورنہ نایاب جب بات کرتی تھی اس سے۔ تو بہت محبت سے کیا کرتی۔ بہت پیارے پیارے و میٹھے میٹھے سے لفظوں کا استعمال کرتی لیکن آج ایسا کچھ نہیں کیا تھا اس نے۔شاید وہ نیند میں تھا اس لیے اسے ایسا فیل ہوا۔ یہی سوچ کر اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔

" یوں اچانک فلسطین کیوں جا رہی ہو؟؟ " اپنی آنکھوں کو مسلتے ہوئے فکر مند لہجے میں پوچھنے لگا۔ ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

" میرے پاس ابھی ٹائم نہیں ہے۔ میری ٹیم انتظار کر رہی ہے میرا۔ میں بعد میں کال کر کے تفصیل بتاتی ہوں۔ تم بس اپنا اور بچوں کا خیال رکھنا۔ میں فلسطین پہنچ کر میسج کر دوں گی تمھیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد اگر بیزی شیڈل ہوا تو کال نہ کر سکوں شاید لیکن میسج پر تم سے بات کرتی رہوں گی"

"مگر۔۔۔ " ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ دوسری جانب سے کال ڈسکنیکٹ ہو گئی۔

قیصر نے بڑی حیرت سے اپنے سیل کو کان سے ہٹا کر اس کی اسکرین دیکھی۔کال واقعی ڈس کنیکٹ ہو گئی تھی۔

اسے یقین نہیں آیا نایاب نے بغیر(فی امان اللہ)کہے کال ڈسکنیکٹ کر دی--وہ تو ایسا کبھی نہیں کرتی تھی۔

اسے لگا شاید وہ بہت جلدبازی میں ہوگی۔ اس لیے نہ بول سکی۔ اور یہی سوچ کر اس نے اپنے دل کو اطمینان دیا۔

مگر کچھ عجیب تھا ۔ کیا؟؟؟...وہ نہیں جانتا. لیکن کہیں کچھ غلط تھا۔

اس نے کافی دیر تک اپنے موبائل کی اسکرین دیکھی۔ دل چاہا کہ دوبارہ نایاب کو کال کرئے لیکن پھر یہ سوچ کے نہ کی ۔-کہ کہیں وہ ڈسٹرب نہ ہو جائے۔

ایک بار وہ فلسطین پہنچ کر میسج کر دے گی۔ تو وہ اسے تب کال کر لے گا۔ اور کیا بھی ایسا ہی ہے لیکن نایاب نے کال پک نہ کی صرف میسج کا رپلائی کیا کہ وہ بیزی ہے۔

پورا دن قیصر کا ٹینشن میں گزرا۔ کہ آخر چل کیا رہا ہے۔

اس نے پھر نایاب کو کال کی-- اس کا دل و دماغ سکون میں نہیں تھا۔

مانا نایاب رابطے میں تھی اس سے مسلسل ایک دن پہلے کال کرنا اور پھر صبح بھی میسج کر دینا لیکن کہیں کچھ غلط تھا۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ اب ڈسٹرب ہو یا بھلے ہی ناراض ہو لیکن وہ پہلے اس سے پراپر بات کرئے گا ۔-پوچھے گا کہ اس کے ارد گرد چل کیا رہا ہے۔

15 دن سے اس کی بات ہو رہی تھی لیکن اس دوران نایاب نے ایک بار بھی فلسطین جانے کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا اپنی باتوں میں۔ پھر یوں اچانک راتو رات ایسا کیا ہو گیا تھا؟؟ ... اور اگر اس کا فلسطین جانے کا ہی پلان تھا تو جب دن میں بات ہوئی تب کیوں نہیں بتایا--

یہی سوچ کر اس نے کال ملائی۔ لیکن سیل اب سوچ اف جا رہا تھا۔

نایاب کبھی اپنا سیل بند نہیں کرتی-- اس لیے وہ مزید پریشان ہوا۔

ابھی وہ لاؤنج میں کھڑا پیشانی مسلتے ہوئے دوبارہ اپنے جگنو کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا جب پیچھے سے عاطف بھاگتے ہوئے اندر آیا اور اس نے ایل سی ڈی اون کی اور نیوز چینل لگایا۔۔۔

سنیچر کے دن غزہ کی پٹی سے فلسطینی عسکریت پسند تنظیم حماس کی" جانب سے اسرائیل پر حملوں میں کم از کم 300 افراد کی ہلاکت کے بعد اسرائیلی فضائیہ نے جوابی کارروائی کے دوران بمباری کی جس سے 250 " سے زیادہ فلسطینی ہلاک ہو گئے ہیں۔" یہ نیوز مسلسل چل رہی تھی۔

اور چینل پر چلنے والی نیوز کانوں میں پڑتے ہی قیصر کے ہاتھ سے سیل گر گیا۔

اس کے پاؤں سے جان نکل گئی۔

وہ نیچے گرتا اس سے پہلے ہی عاطف نے تیزی سے اسے تھاما۔۔

اس حملے میں لوگوں کے مرنے اور زخمی ہونے کی اطلاعیں آنا شروع ہو چکی تھیں۔۔ اور جیسے جیسے قیصر کے کانوں میں وہ خبریں پڑ رہی تھی ویسے ویسے قیصر کا دل بند ہو رہا تھا۔

کتنے ہی لمحے قیصر کا دماغ بالکل سن سی کیفیت میں رہا۔

سمجھ ہی نہ آیا کیا کرئے ؟..کس سے پوچھے؟؟کہاں جائے؟؟؟

❤️*Husny Kanwal*❤️

سر ہم کوشش کر رہے ہیں آپ کی وائف کو ڈھونڈنے کی لیکن۔۔۔ " اس پولیس آفسر کی بات ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ قیصر حلق کے بل دھاڑا۔۔۔

یہ لیکن ویکن میں نہیں جانتا ۔۔۔ مجھے میری بیوی صحیح سلامت واپس " " چاہیے۔۔۔

حنی۔۔۔صبر سے کام لیں۔ وہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں ان کا" کام کرنے دیں۔" عاطف بڑی مشکل سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ صبر کرئے۔۔۔

میں کیسے صبر کروں ؟؟ کیا تم نے نیوز نہیں سنی؟؟...میرا جگنو وہاں " اکیلا ہے۔ وہ ڈر گئی ہوگی۔ پتہ نہیں وہ کس حال میں ہو گی۔پتہ نہیں کچھ کھایا پیا ہوگا یا نہیں۔کل سے اب تک یہ لوگ صرف یہی کہہ رہے ہیں کہ ڈھونڈ رہے ہیں ڈھونڈ رہے ہیں ڈھونڈ رہے ہیں مگر یہ ابھی تک ایک خبر تک نہیں لا پا رہے اس کی۔۔۔ " اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی مانند تھیں۔ جن سے کرب جھلک رہا تھا۔

عاطف نے اس سے پہلے بھی اسے غم میں دیکھا تھا مگر اس کی یہ حالت کبھی نہ دیکھی۔۔جس میں وہ چیخ رہا ہو پاگلوں کی طرح۔۔۔

اس کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ دماغ پھٹ رہا تھا۔ وہ نیوز سننے کے بعد سے ایک لمحے کے لیے بھی سکون سے نہیں بیٹھا تھا۔

اپنی طاقت کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر ہی وہ ہر کوشش کر رہا تھا نایاب کو فلسطین میں ڈھونڈنے کی۔ اسے تو یہ تک نہیں پتہ تھا اس کی بیوی کہاں ہے اس وقت۔۔

ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی سے بھی رابطہ نہیں ہوپارہا تھا۔ اور جب رابطہ ہوا بھی تو انہوں نے کوئی صحیح جواب نہیں دیا صرف یہ کہا۔۔۔ کہ اطمینان رکھیں جو بھی ہوگا وہ ان تک اطلاعات اس کی پہنچا دیں گے۔

حنی ہم یہی کیوں سوچیں کہ وہ مشکل حالات میں ہوں گی۔ جب کہ ہم دعا" "کر سکتے ہیں کہ وہ صحیح سلامت کسی سیو مقام پر موجود ہوں

گھر میں سوگوار فضاء چل رہی تھی کبھی طالعہ اور مہر رونے لگتے ماما ماما کر کے تو کبھی تانیہ آپی آپی کر کے رونے لگتی۔ کبھی عشال رونا شروع کر دیتی۔۔۔بیچارہ عاطف سب کو سنبھالتا پھر رہا تھا۔ مگر جسے وہ نہیں سنبھال پا رہا تھا وہ تھا قیصر۔

بالکل ۔۔۔ بچہ صحیح کہہ رہا ہے" پیچھے سے آنے والی آواز پر قیصر اور " عاطف دونوں نے ہی مڑ کر دیکھا۔

وہ عبدالرحمان صاحب تھے جو خود چل کر قیصر کے گھر آئے تھے اس خبر کو سننے کے بعد۔

اور یہ زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ خود قیصر کے گھر آئے ہوں۔

ڈیڈ۔۔۔ میرا جگنو ڈھونڈ دیں۔۔۔ " انہیں دیکھتے ہی وہ تیزی سے ان کی جانب" آیا اور بڑی گرم جوشی سے ان کے گلے لگ گیا۔

وہ آنسو جو وہ کل سے روک رہا تھا۔۔وہ بہنا شروع ہو چکے تھے۔

کچھ دیر بعد ان کے سینے سے ہٹ کر ۔۔کسی بچے کی طرح منمنانے والے انداز و روہانسہ لہجے میں بولا۔

انشاءاللہ ہم نایاب کو صحیح سلامت واپس لے آئیں گے۔ تم فکر مت کرو۔۔۔ " تمہارا باپ آگیا ہے سنبھال لے گا سب کچھ۔ " عبدالرحمان صاحب اپنی ہر ممکنہ کوشش کر رہے تھے نایاب کو ڈھونڈنے کی۔۔کہ وہ کہاں ہے۔۔۔کس حال میں ہے ۔۔۔

عبدالرحمان صاحب اور قیصر کے اپنے اپنے پاور فل وسیلے و اسباب استعمال کرنے کے باوجود تین دن گزر گئے تھے لیکن نایاب کی کوئی خبر نہیں مل پا رہی تھی

❤*Husny Kanwal*❤

ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی کی جانب سے ان کے آفیشلی پیج پر اعلان کیا گیا کہ ان کی پوری ریسرچ ٹیم جو 10 ممبرز پر مشتمل تھی وہ فلسطین میں پھنس گئی ہے۔ اور ان سے رابطہ ممکن نہیں ہو پا رہا انہیں علم نہیں کہ وہ لوگ کس حال میں ہیں وہاں لیکن بہت جلد وہ اچھی خبر کے ساتھ ان کے پیاروں کو خبردار کریں گے۔تب تک کے لیے وہ صبر کریں اور دعا سے کام لیں۔

وہ کتنی ہی بار یہ یہ جملے پڑھ چکی تھی لیکن اس کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا ۔ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرئے ؟ کہاں جائے؟

کس سے مدد مانگے؟ کس سے کہے کہ میری آپی واپس لا دو میں نہیں جی سکتی ان کے بغیر... میرا کوئی نہیں ہے ان کے سواء اس بھری دنیا میں۔۔۔یہی سوچتے ہوئے موبائل کی اسکرین کو دیکھ کر۔۔وہ روئے چلی جارہی تھی۔۔

اس کے آنسو روشن اسکرین پر گر رہے تھے۔۔

بچے سو گئے ؟؟ " عاطف کمرے میں آیا تو اسے روتے ہوئے دیکھا۔ "
پھر آہستگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ جیسے دیکھا ہی نہ ہو کہ وہ رو رہی ہے۔

ہاں۔۔ ابھی بڑی مشکل سے سلایا ہے" مہر و طالعہ کو اب عاطف و تانیہ" سنبھال رہے تھے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے آنسو پونچھے اور پیچھے کی جانب دیکھا جہاں بیڈ پر مہر و طالعہ پرسکون سوتے ہوئے نظر آرہے تھے۔

تم بھی سو جاو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا" نرمی سے کہہ کر وہ جانے لگا " تھا جب کسی نے اسے پیچھے سے آکے پکڑا۔

آپی واپس آجائیں گی نا ؟؟ " اس نے اپنی کمر پر اس لڑکی کی پیشانی کو" محسوس کیا تھا۔ ساتھ ہی اپنے پیٹ کے مقام پر اس لڑکی کے ہاتھوں کے حصار کو بندھ پایا۔

وہ بالکل منجمد ہو گیا تھا۔۔۔ساکت۔۔

ہاں سانس چل رہی تھی لیکن اتنی مدھم کہ محسوس ہی نہیں ہو پا رہا تھا کہ آرہی ہے یا رک گئی ہے۔

میرا آپی کے سوا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں۔ڈیڈ کو تو کبھی دیکھا ہی " نہیں۔اپنی مام کو بھی کھو دیا۔۔۔ اب میں آپی کو نہیں کھونا چاہتی میری آپی واپس لا دو۔۔۔ " وہ اسے زکام بھری آواز میں روتے ہوئے کہتے سن رہا تھا۔ مگر اس نے کچھ کہا نہیں اس لڑکی کو۔۔۔اپنا دل ہلکا کر لینے دیا۔۔۔وہ جتنا رونا چاہتی تھی رو لینے دیا۔۔

تم مجھے یوں نہیں پکڑ سکتی تانیہ۔۔۔ نہ تو تم میری بہن ہو اور نہ میں " تمہارے لیے بہنوں والے جذبات رکھتا ہوں اب۔۔۔ " کافی دیر رونے کے بعد جب تھوڑا بہتر فیل کرنے لگی تو خود ہی اسے چھوڑ کر دور ہٹ کے کھڑی ہوئی۔

تب اس نوجوان نے بغیر پیچھے مڑئے۔۔۔بغیر اس کی جانب دیکھے۔۔۔ اپنی بات سنجیدگی سے کہی اور کمرے سے چلا گیا

" میں نے کہا میری شادی ہو چکی ہے علی۔۔۔ مجھے نہیں ملنا تم سے۔۔ "
اب وہ پچھتا رہی تھی کے اس نے ان نون نمبر سے آنے والی کال اٹھائی ہی کیوں۔۔۔۔

"حفصہ صرف ایک بار مل لو۔ میں مل کر تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا۔ میں بہت شرمندہ ہوں یار۔ میرا ضمیر مجھے جینے نہیں دے رہا " وہ بس ایک بار ملنا چاہتا تھا۔۔۔ مل کر معافی مانگنا چاہتا تھا۔

علی اسی بات پر اڑا ہوا تھا کہ جب تک حفصہ اس سے ایک بار مل نہیں لیتی وہ پاکستان سے نہیں جائے گا۔ وہ خاص اس سے معافی مانگنے کے لیے ہی پاکستان آیا ہوا ہے۔

" اگر بات معافی کی ہے تو وہ میں نے کر دیا۔۔ میں اپنی شادی شدہ زندگی میں بہت خوش ہوں۔ مجھے اب ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو وہ سب کب کا بھول چکی ہوں تم بھی بھول جاؤ"

" میں جانتا ہوں تم ایسے ہی بول رہی ہو یہ سب کچھ۔۔تم نے مجھے معاف نہیں کیا ۔ اگر تم نے مجھے دل سے معاف کیا ہوتا تو ایک بار مجھ سے ملنے آ جاتیں۔۔۔ ویسے بھی ہم دونوں تو دوست ہیں نا ۔۔۔کتنے سالوں سے ساتھ ہیں۔ کیا ہماری دوستی اتنی بھی اہمیت نہیں رکھتی کہ ہم ایک ساتھ بیٹھ کے ایک کپ چائے پی سکیں " علی کے بے حد اصرار پر حفصہ نے سوچا کیا جاتا ہے اگر وہ ایک کپ چائے پی کر اس قصے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔ ویسے بھی جو اس کا فیوچر تھا وہ انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔۔۔انہی سے ٹکرانا تھا آگے جا کر۔۔۔ تو بہتر یہی ہے اپنی فیلڈ کے بندوں سے بنا کر رکھے۔

علی اس کے لیے کوئی خاص کام کا بندہ نہیں تھا لیکن اس کے والد تھے۔ اس لیے سوچا اگر دوستانہ ماحول رہے گا تو آگے کبھی اگر ضرورت پڑتی ہے زندگی میں۔۔۔ تو ان سے مدد مانگ لے گی۔

اوکے میں آرہی ہوں" اس کے رضامند ہوتے ہی دوسری جانب علی کے " چہرے پر خباثت بھری مسکراہٹ بکھرئی۔

" میری فائل کہاں ہے ؟"

" فائل؟"

میرے سامنے معصوم بننے کا ناٹک مت کرنا چونکہ اس سے دونوں کا " " وقت ضائع ہوگا۔

میں آئی تھی فائل چرانے--- علی نے بھیجا تھا مجھے۔ ۔ مگر میرے پاس فائل نہیں ہے۔ جب میں نے فائل نکالی تھی تو باہر سے مجھے تمہارے آنے کی آواز آگئی تھی۔-ڈر کے مارے فائل مجھ سے وہیں گر گئی اور میں سائیڈ میں چھپ گئ۔-پھر میں نے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی اور جب میں نے باہر آکے دیکھا تو فائل زمین پر موجود نہیں تھی مجھے لگا تم "لے گئیں--- اس لیے میں بے فکر ہو گئی۔

میں سچ کہ رہی ہوں میرا اعتبار کرو میں تم سے یہ بھی کہہ سکتی تھی " کہ مجھے پتہ ہی نہیں ہے تم کیا بول رہی ہو لیکن میں نے تمہیں وہ بیان کیا "جو میرا سچ ہے

حفصہ اگر دوست تم جیسے ہوتے ہیں۔ "

"تو سچ کہوں تو ان کا نہ ہونا ہی بہتر ہے

اور جو بات حفصہ کے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھی--وہ تھا نایاب کی یادوں میں وہ آخری فون کال --- جو اس نے حفصہ کو کیا--جس پر وہ کہہ رہی تھی کہ میری فائل واپس کرو ---اور اس کے بعد اس فائل کے متعلق اس نے کسی سے بات کی ہی نہیں ---اس لیے ان لوگوں کے مطابق نایاب کی فائل حفصہ کے پاس ہی تھی۔ وہ بس جھوٹ بول رہی تھی نایاب سے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

کہیں جا رہی ہو ؟؟ " حفصہ تیار ہونے کے بعد اپنا زردی رنگ کا دوپٹہ " سیٹ کر رہی تھی جب پیچھے سے دروازہ کھلا اور سفیان کمرے میں داخل ہوا۔

وہ ڈارک زردی رنگ کے کرتہ شلوار و دوپٹے میں خوبصورت لگ رہی تھی کافی----

ہر بار کی طرح وہ سب سے پہلے اسی کی جانب آیا تھا--اور آتے ہی پیچھے سے اسے اپنے حصار میں باندھ کر اس کے بالوں کو چوما۔

پھر اس کے نازک کندھے پر اپنی ٹھوڑی جما کر بڑی محبت سے پوچھنے لگا۔

ہاں-- وہ-- وہ پروفیسر دامل خان ہیں ناں--میں نے ان کی لیب میں کام کیا ہے" بہت وقت کالج کے زمانے میں-- پھر میری دوست نایاب ہوتی تھی وہاں تو بھی آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ان سے اچھی بات چیت ہے میری--تو ان کا بیٹا پاکستان آیا ہوا ہے۔ اس نے مجھے چائے پہ بلایا ہے بس وہیں جا رہی تھی" حفصہ مانا اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتی تھی کھل کر لیکن وہ سفیان کے ساتھ بہت خوش تھی۔ اس لیے اس کے دل میں دور دور تک علی کے لیے اب کوئی فیلنگس نہیں رہی تھیں-- اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی چور تھا جو وہ بتانے سے ڈرتی۔

کیا وہ خوبصورت ہے ؟؟ " سفیان نے بہت تجسس سے پوچھا۔ "

نہیں--- " اس نے ایک لمحے کی دیری کیے فورا جواب دیا۔ جس پر مقابل" مطمئن ہو کر مسکرایا۔

حفصہ نہیں سمجھ سکی اس نے یہ اچانک سوال کیوں کیا--- ایک بار دل میں خیال آیا کہ شاید وہ بھی اسے کھونے سے ڈرتا ہے لیکن پھر اپنے اس آنے والے خیال پر وہ خود ہنس دی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ لڑکی جو بالکل نارمل سی ہے دکھنے میں---جس کا بیک گراؤنڈ بھی نارمل ہے---اسے کھونے سے سفیان میر جیسا شخص ڈرئے۔اس جیسی تو ہزاروں مل سکتی ہیں اسے۔

اچانک اس کے ہنسنے پر سفیان کو لگا شاید اس کے سوال پہ ہنس رہی ہے۔ اس لیے مزید کچھ نہ پوچھا۔ بلکہ اس کے ہنستے ہوئے خوبصورت سراپے کو نہارتا رہا۔

" میں چھوڑنے چلوں؟ "

اوکے" حفصہ نے آئینے میں اس کے عکس کو دیکھ کر ۔۔پلک جھپکاتے "
ہوئے نرمی سے کہا۔۔

سوری" ابھی وہ دونوں سیڑھیوں سے نیچے اترئے ہی تھے۔ جب اس کا "
سیل رنگ ہونے لگا۔ اور کال ریسیو کرنے پر اس کے سیکرٹری نے بتایا کہ
اس کے کلائنٹ آگئے ہیں۔

کام آ گیا ہے۔۔لیکن جب تک تم فری ہو گی میں بھی فری ہو جاؤں گا۔ تم "
مجھے کال کر لینا میں آجاوں گا لینے۔ بلکہ پھر ہم دو دریا چلیں گے وہاں کا
ویو بہت پیارا ہوتا ہے رات میں۔۔ " حفصہ نے اس کی باتوں پر ۔۔اپنے
نچلے ہونٹ کو دانتوں سے چباتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چلو گاڑی تک چھوڑ دوں تمھیں " اس کے لیے ہمیشہ گاڑی کا ڈور "
ڈرائیور کھولتے تھے لیکن حفصہ کے لیے اس نے خود کھولا۔۔

وہاں پہنچ کر مجھے لائیو لوکیشن سینڈ کر دینا" اس کی پیشانی کو چوم کر "
سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

گاڑی کا ڈور کھولنا۔۔ سیٹ بیلٹ باندھنا ۔۔ یہ سارے کام وہ خود بھی کر
سکتی تھی لیکن سفیان کو اچھا لگتا تھا اس کے کام کرنا۔

میں بچی نہیں ہوں " حفصہ بغیر زیادہ سوچے بے دھڑک بولی تھی۔۔ وہ "
تو اکیلے رہنے کی شروع سے عادی ہے۔ اس کے والدین کو تو کبھی پتہ
بھی نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں ہے کیا کر رہی ہے کس کے ساتھ ہے۔ اور
جنہیں اس طرح کی آزادی کی عادت ہو پھر انہیں کسی کو اپنی منٹ منٹ کی
خبریں دینے کا مزاج نہیں ہوتا۔۔ اور نہ ہی انہیں پسند آتا ہے۔

پھر چاہے سامنے والا کیئرنگ کے اعتبار سے پوچھ رہا ہو۔۔ نہ کہ نظر
رکھنے کے اعتبار سے۔۔

مگر میرا بچہ ہی ہو۔ اس لیے بھیج دینا ورنہ میں فکر مند ہوتا رہوں گا۔"
"آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہتے ہوئے اس نے پیشانی چومی۔

اس لمحے وہ خوبصورت سی لڑکی سفیان کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔وہ بالکل
اس کی ماں کی جیسے بات کر رہا تھا جب وہ نئی نئی کراچی آئی تھی رہنے

تو اس کی ماں بھی فون پر یہی کہا کرتی تھی پھر وقت کے ساتھ معاملات لاپرواہ ہوتے چلے گئے۔

ویسے لپ اسٹک بہت ڈارک لگ رہی ہے" وہ وجیہہ مرد بالکل اس کے" چہرے کے قریب تھا اس لیے وہ ہلکا سہ بھی ادھر ادھر ہو کر شیشہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔لیکن کمرے سے شیشہ دیکھ کر نکلی تھی وہ ۔۔اس لیے جانتی تھی لپ اسٹک بالکل نارمل لگی ہوئی ہے اورنج کلر کی۔۔

"نہیں"

بہت زیادہ۔۔۔ " اس نے آنکھیں بڑی کر کے جتایا۔"

نہیں۔ " حفصہ ابھی بھی اس کے ارادے نہیں سمجھی تھی۔ ۔ اس لیے" معصومیت سے انکار کرنے لگی۔

ارے بہت ہے۔۔ ویٹ میں لائٹ کردوں۔۔۔ " کیونکہ وہ بار بار بول رہا تھا اس" لیے حفصہ تھوڑی نروس ہو گئی۔۔ اور اس کی آنکھوں میں الجھا پن ابھر آیا کہ اتنی لائٹ لگائی ہوئی لپ اسٹک کیسے ڈارک ہو گئی اچانک؟؟ ۔۔

جبکہ مقابل اس کی معصوم آنکھوں میں الجھا پن دیکھ مسکرایا۔۔یہی تو وہ آنکھیں ہیں جو اسے پاگل کر کے رکھتی ہیں ہر وقت۔۔۔ اپنا آسیر بنا کر۔۔

وہ ایک لمحہ مزید ضائع کیے بغیر اپنے شرارتی ارادوں کو مکمل جامہ پہنانے کے لیے لپ۔ اسٹک لائٹ کرنے کے لیے جھک گیا۔

یہ تو بالکل اینڈ موقعے پر حفصہ کو اس کی آنکھوں میں شوخی مچلتی ہوئی نظر آگئی تھی اس لیے بجلی کی پھرتی سے اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ حائل کیا۔

اور اگلے پل سفیان کے ہونٹ حفصہ کے ہاتھ کی پشت سے مس تھے۔

مانا اس کے اچانک عمل پر سفیان حیران ہوا تھا لیکن پھر اطمینانی سے مسکرایا۔

اس کا بھولا بھالا بچہ تیز ہوتا جا رہا تھا دن بہ دن۔۔۔۔

ہاتھ ہٹاو" اب وہ ڈیمانڈنگ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ۔ "

حفصہ نے فورا نفی میں سر ہلایا ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی بڑی بڑی ہو گئی تھیں جو احتجاج کرتی معلوم ہوئیں

میں نے کہا ہٹاو" بھرائی سی آواز میں پھر کہا۔۔"

اس نے پھر نفی میں سر ہلایا۔

ابھی وہ کچھ کرتا اس سے قبل ہی اس کا سیل رنگ ہونے لگا جس نے اسے یاد دلایا کہ ضروری میٹنگ کا ٹائم ہو چکا ہے اور وہ لیٹ ہو رہا ہے۔

میری ننھی سی جان۔۔ تم نے پنگا لے کر اچھا نہیں کیا۔۔۔ سفیان میر جتنا " اچھا ہے نا اتنا خطرناک بھی ہے... یاد رکھنا۔ اور جب معاملہ تمھارا ہو۔۔تو میری ضدیں ڈبل ہو جاتی ہیں۔" وہ اس کے کان کے پاس منہ لا کر بھرائی آواز میں کہتا اسے وارن کر کے چلا گیا تھا۔ .

اس کے جانے کے باوجود بھی کتنے ہی منٹ تک اس لڑکی کے کانوں کی لو سلگتی رہی۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

حفصہ ریسٹورنٹ کے باہر کار پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی کار کو لاک کر رہی تھی جب پیچھے سے کسی نے آکر۔۔۔ اس کے منہ پر رومال رکھا۔۔۔

اس رومال کے اچانک رکھنے پر ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔۔ اور اگلے ہی پل وہ کسی بے جان گڑیا کی مانند گرنے لگی۔

ابھی وہ گرتی اس سے پہلے پیچھے کھڑے شخص نے اسے سنبھال لیا تھا۔۔اور فورا ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے۔۔ کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔ اپنی گاڑی میں بٹھایا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

سفیان اب پریشان ہو رہا تھا۔ رات کے آٹھ بجنے کو آرہے تھے لیکن ابھی تک نہ تو حفصہ کی جانب سے کوئی میسج آیا تھا نہ کال۔۔۔آخر ایسی بھی کیا دوستی اس لڑکے سے۔۔۔ کہ وہ اتنے گھنٹوں سے اس کے ساتھ تھی اور ایک میسج تک کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی تھی اسے۔۔۔

حفصہ نے گاڑی پارک کرتے ہی اسے لوکیشن سینڈ کر دی تھی اس لیے وہ تھوڑا مطمئن تھا۔ مگر فکر تو پھر بھی ہوتی ہے۔

وہ اپنے کلائنٹس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لیکن اب اس کا دماغ اپنی میٹنگ میں بالکل نہیں تھا۔۔ وہ بس ہر تھوڑی دیر بعد اپنی ٹیبل پر رکھا سیل دیکھتا وہ بھی ہاتھ میں اٹھا کر جب کہ اس کی ضرورت نہیں تھی اگر وہ میسج کرتی ہے تو بھی نوٹیفکیشن کی بیل تو رنگ ہوگی ناں۔۔اور وہ وہیں قریب میں بیٹھا ہے۔۔ سنے گا ضرور لیکن وہ دل تھا جسے کسی صورت قرار نہیں آرہا تھا۔

جب گھڑی نے نو بجائے تو اس کی انتہاء ہو گئی۔۔اب اسے لگا کچھ گڑبڑ ہے۔ حفصہ اتنا لیٹ کبھی نہیں کرتی۔

وہ اپنی میٹنگ چھوڑ کر حفصہ کی شیئر کی ہوئی لوکیشن پر پہنچا۔۔

پورا ریسٹورنٹ چھان مارا وہ کہیں نہیں تھی۔

سفیان نے جب ویٹرز کو حفصہ کی تصویر دکھائی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا ۔ کہ وہ یہاں نہیں آئی۔

کوئی عام آدمی ہوتا تو شاید ہوٹل کا سٹاف اہمیت بھی نہ دیتا لیکن وہ سفیان میر تھا جانا مانا بزنس مین اور سیاست سے تعلق رکھنے والا بندہ ۔۔ کون نہیں جانتا تھا اسے۔۔ اس لمحے پورے ہوٹل کی مینجمنٹ سفیان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھی اور سب کا یہی کہنا تھا کہ انہوں نے اس کی بیوی کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

لیکن اس کی بیوی نے اسے اسی ہوٹل کی لوکیشن سینڈ کی تھی۔

صرف آدھا گھنٹہ ۔۔پولیس رینجرز خفیہ ایجنسی ۔۔۔ہر کوئی اس کی بیوی کو ڈھونڈنے میں لگا پڑا تھا۔

پروفیسر دامل خان کا بیٹا علی۔۔مجھے وہ آدمی چاہیے ۔ میری بیوی اسی " دامل خان کے بیٹے سے ملنے گئی تھی وہاں " سفیان نے ایف آئی آر Fir علی پر کٹوائی تھی۔

رات کے 12 بجنے کو آ رہے تھے لیکن ابھی تک حفصہ کی کوئی خبر نہیں تھی۔

جھٹکا تو سفیان کو تب لگا جب اسے علم ہوا کہ علی کے پاکستان آنے کا کوئی ریکارڈ ہے ہی نہیں۔۔۔ وہ پاکستان آیا ہی نہیں ہے کتنے وقت سے۔ جبکہ ایسا کیسے ممکن تھا حفصہ نے اسے خود بتایا تھا کے علی پاکستان آیا ہے۔ اور اس کی بیوی اس سے جھوٹ کیوں بولے گی۔ اگر اسے جھوٹ ہی بولنا ہوتا تو پھر وہ کسی لڑکی کا بہانہ بنا کر جاتی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

نایاب کے غائب ہونے کے پورے 15 دن بعد حفصہ بھی غائب ہو گئی تھی۔

دو دن گزر گئے سفیان نے پورا ملک چھان مارا تھا لیکن اس کی بیوی کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا نہ زندہ ہونے کا نہ مردہ ہونے کا۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ہوا میں غائب ہو گئی ہو۔

جس ملک میں ایک پتہ بھی ہلے تو خبر ہوتی ہے ان خفیہ ایجنسی والوں کو اس میں ایک لڑکی غائب ہو گئی تھی وہ بھی ایک سیاستدان کی بیوی اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی۔۔ایسا کیسے ممکن تھا ؟؟؟...یقینا معاملات بہت خطرناک تھے اندر سے۔۔۔

دو دن بعد بھی جب حفصہ نہ ملی تو سفیان کو سمجھ آگیا کہ یہ کوئی عام گڈنیپنگ کا کیس نہیں ہے۔۔۔نہ ہی یہ کوئی چھوٹے پیمانے پہ کی جانے والی سازش ہے۔ یہ کچھ بڑا ہے۔کچھ ایسے لوگ اس میں شامل ہیں جن تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔

اس لیے اس نے سرا پکڑا ۔۔ اور وہ تھا پروفیسر دامل خان کا بیٹا علی۔۔۔ کیونکہ حفصہ نے اسی کا ذکر کیا تھا جانے سے پہلے۔ ظاہر سی بات ہے اس نے کال کی ہوگی تبھی تو پلان بنا تھا ملنے کا۔

عجیب بات یہ تھی کہ سفیان نے جب حفصہ کی کال ریکارڈ چیک کروائے تو اس میں بھی کوئی نیا نمبر شامل نہیں تھا۔ جس دن حفصہ علی کے ساتھ چائے پینے گئی ہے اس دن اس کے موبائل سے صرف دو ہی کالز کی گئی

تھیں اور وہ دونوں اسے ہی تھیں۔ اور ان کمنگ کال کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔

سر کوئی ریکارڈ نہیں ہے آپ کی بیوی کو ان کمنگ کال آنے کا۔۔۔مجھے " تو لگتا ہے کہ آپ کی وائف خود ہی۔ -- " ابھی وہ ایجنسی کا بندہ بول ہی رہا تھا جب سفیان نے اسے کالر سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔۔

میری بیوی کے خلاف ایک لفظ نہیں بولنا ورنہ زندہ دفن کر دوں گا تجھے " یہیں۔۔ تم لوگوں کو کیا لگتا ہے میں بچہ ہوں مجھے سمجھ نہیں آ رہا میری بیوی کو غائب کیا ہے تم سب نے مل کر۔۔اور میں بہت جلد تم سب کی گردنیں دبوچ لوں گا۔ لیکن پہلے میں تم سب کے باپ کی گردن مڑوڑوں گا۔۔تم بس دیکھتے جاو"سفیان کو محسوس ہو گیا تھا کہ بجائے اس کی بیوی کو ڈھونڈنے کے الٹا اسے قائل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ وہ لڑکی اپنی مرضی سے بھاگ گئی ہے کسی غیر قانونی راستے سے ملک سے باہر یا کہیں چھپ کر بیٹھ گئی ہے۔۔اس لیے وہ اسے ڈھونڈنا چھوڑ دے۔۔

سفیان وہ شخص تھا جس نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا۔۔ وہ صرف لڑکیوں کی چال سے بتا سکتا تھا کہ وہ کیسی چلن کی مالک ہے۔

کلب میں جب اس نے پہلی بار حفصہ کو دیکھا تھا تو وہ اس کی معصوم آنکھیں تھیں جس نے اسے اٹریکٹ کیا تھا۔ جسے دیکھتے ہی اسے پانے کی چاہت اٹھی۔۔ وہ کلب آئی ہے تو معصوم نہیں ہو سکتی۔۔ یہی سوچ کر اپنے بندوں کو اسے اٹھا لانے کا حکم دے دیا۔۔ لیکن جب لڑائی ہوئی اور وہ اسے نہ مل سکی اور پتہ چلا وہ قیصر کی بیوی کی سہیلی ہے تو اس نے خود ہی اسے چھوڑ دیا۔

جب وہ دوبارہ ملی تو لگا نہیں کچھ ہے ان کے درمیان جو انہیں کھینچتا ہے ایک دوسرے کی جانب۔۔شاید قسمت اور پھر اس لڑکی کی آنکھیں بھی تو کم نہ تھیں۔۔ اتنی معصوم اتنی خوبصورت کہ وہ کھینچا چلا آتا تھا لیکن یہ سب پھر بھی ایک حد تک ہی رہتا اگر وہ سامنے سے شادی کی دعوت نہ دیتی۔

اگر وہ ایسی ویسی لڑکی ہوتی تو وہ کبھی اس کی دعوت قبول نہ کرتا لیکن اس کا دل جانتا تھا جتنا اس کی آنکھیں معصوم ہیں اتنی ہی وہ بھی ہے۔ ۔

اس لیے فورا ہی اسے اپنے نکاح میں لینے پہنچ گیا۔۔۔

ایسے ہی تو آسیر نہیں ہوا نا اس معمولی سی لڑکی کا۔۔شادی کے بعد اس کی پاکیزگی تھی جس نے اسے مزید آسیر عشق بنایا۔۔اسے مزید قدردان بنایا۔۔۔

وہ اس کے ارد گرد کی لڑکیوں جیسی نہیں تھی۔ وہ معصوم و پاکیزہ تھی۔

حفصہ کبھی جان ہی نہیں سکتی۔۔۔ کہ اس کی قدر دانی کی سب سے بڑی وجہ اس کی پاکیزگی تھی۔۔چونکہ سفیان میر کے نزدیک وہ ایک گندا مرد تھا وہ کہاں ڈیزرو کرتا تھا کہ اسے اتنی خوبصورت لڑکی ملے اتنی معصوم سی اتنی پاکیزہ سی لیکن اسے ملی اور جب اسے ملی تو اس نے لمحہ لمحہ خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔اور پھر اس نے دوبارہ کسی اور عورت کی جانب نگاہ نہ کی۔

یہی وجہ تھی کہ جب ہر ثبوت یہی کہہ رہا تھا کہ اس کی بیوی خود بھاگی ہے کسی مرد کے ساتھ تو وہ راضی نہیں ہوا۔۔۔اس بات کو ماننے کے لیے۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔

بلکہ وہ بضد ہو گیا کہ پروفیسر دامل خان کے بیٹے علی نے اس کی بیوی کو اغواہ کیا ہے۔

اس نے اپنی طاقت کا استعمال کرکے علی کو پاکستان بلوانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ جب کہ اس کے پاس علی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا
۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تمھیں پاکستان بلایا ہے پوچھ تاچھ کے لیے۔۔" پروفیسر دامل خان جو ایک " لفافہ ہاتھ میں پکڑئے بیٹھے ہوئے تھے ۔۔ علی کے لاؤنج میں آتے ہی اس کی جانب دیکھ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئے۔

مگر کیوں؟ " وہ الجھا۔۔۔"

تم پہ الزام ہے۔۔ کے سفیان میر کی بیوی کو غواہ کیا ہے تم نے" ان کی بات سنتے ہی علی کے کان کھڑئے ہوئے۔

کیونکہ پروفیسر دامل خان اور علی دونوں ہی پاکستان رہ کر جا چکے تھے اس لیے پاکستان کے نامور لوگوں کو وہ بھی اچھے سے جانتے تھے اور ان میں سفیان میر کا نام سر فہرست تھا۔

میں بھلا اس کی بیوی کو کیوں گڈ نیپ کرنے لگا؟ ..میں تو اسے جانتا " بھی نہیں" وہ فورا بولا۔

تم اس کی بیوی کو نہیں جانتے " وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے والے انداز " سے بولے۔۔

اور پھر اگلے ہی لمحے لفافے کو زور سے ٹیبل پر پٹخنے والے انداز میں رکھ کر سیدھے کھڑے ہوئے۔

تم اس کی بیوی کو نہیں جانتے ؟؟ ۔۔ اچھا مزاق ہے۔۔۔ " اس بار وہ دھاڑے " تھے۔ جس پر ڈر کر علی نے ایک قدم پیچھے لیا

میں سچ کہہ رہا ہوں میں اس کی بیوی کو نہیں جانتا" وہ پھر اپنی بات کو " مزید زور دیتے ہوئے دہرانے لگا۔آواز میں بھی بلندی آئی تھی۔۔۔

تم اس کی بیوی کو نہیں جانتے ؟؟؟تم حفصہ کو نہیں جانتے؟؟؟ " اور ان کا " اگلا سوال۔۔علی کے دماغ کے پرخچے اڑا گیا تھا۔

حفصہ؟؟ ...." وہ شاکڈ کے عالم میں بڑبڑایا۔۔۔"

ہاں حفصہ۔۔۔ سفیان میر کی بیوی حفصہ ہے۔ تم سے ایک کام ڈھنگ سے" نہیں ہو سکا۔ اب وہ پیچھے پڑ گیا ہے ہمارے" وہ غصے سے سرخ ہوتے ہوئے چیخے۔۔۔

علی کو اچھے سے یاد تھا۔۔۔ کہ رمضان میں اس نے حفصہ کو کال کی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ اس کی شادی ہو رہی ہے اپنے تایا کے بیٹے سے اور کیونکہ حفصہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لیے اسے نہیں لگا کہ اس کا تایا کا بیٹا کوئی بہت بڑا آدمی نکل کے آ سکتا ہے۔ اس لیے حفصہ کو گڈنیپ کرنے کا پورا پلان بناتے وقت اس نے ایک بار بھی

حفصہ کے شوہر کے متعلق معلومات لینے کا سوچا ہی نہیں۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

نایاب غائب ہو چکی تھی قیصر و عبدالرحمان صاحب دونوں اسے ڈھونڈنے میں لگے پڑئے تھے۔۔ لیکن پلان کے مطابق اسے فلسطین میں جنگ کے دوران گم شدہ ہو جانے والے لوگوں میں قرار دے دیا گیا تھا۔ اور کچھ دنوں بعد مرے ہوئے لوگوں میں اس کا شمار کر دیا جاتا۔ کسی کو کوئی شک نہ ہوتا۔ یہ پلاننگ بہت بڑے پیمانے پر کی گئی تھی۔ بہت بڑے بڑے اور طاقتور لوگ اس میں شامل تھے۔ لیکن سب کچھ کرنے کے باوجود وہ نایاب کے دماغ سے ڈیٹا نہیں نکال پا رہے تھے۔لیکن اس کی میموری سے انہیں پتہ چلا کہ حفصہ کے پاس فائل موجود ہے۔ اور ان بڑے لوگوں نے حفصہ کو کڈنیپ کرنے کی ذمہ داری پروفیسر دامل خان کو سونپی کیونکہ ان کا بیٹا علی اس کے قریب تھا۔۔اور علی نے حفصہ کو کڈ نیپ کرتے وقت اس کے شوہر کی معلومات لی ہی نہیں۔۔ جس کی وجہ سے ان کا فل پروف پلان جو بڑے سارے دماغوں کے ساتھ مل کر بنایا گیا تھا۔صرف علی کی ایک لاپرواہی کے سبب۔۔۔ سفیان کو ان کے پیچھے لگا گیا۔

مانا قیصر کے پاس کوئی سرا نہیں تھا نایاب کو ڈھونڈنے کا ۔۔وہ سب بالکل اوریجنل لگ رہا تھا ۔۔ کے ایک کیمسٹ ہے وہ اپنی ٹیم کے ساتھ ریسرچ کرنے کسی ملک میں گئی اور پھر وہاں جنگ شروع ہو گئی اور وہ وہاں اپنی پوری دس بندوں کی ٹیم کے ساتھ پھنس گئی ۔۔ اور گمشدہ قرار پائی ۔۔

اگر حفصہ کی شادی علی کے مطابق ہی ہوئی ہوتی یعنی ایک چھوٹی سی مڈل کلاس فیملی میں۔۔تو جہاں کہیں کوئی ریکارڈ ہی نہیں تھا لڑکی کا۔۔۔ نہ کالز میں نہ ایئرپورٹ پر تو ان غریب لوگوں نے کچھ دن شور مچا کر تھک ہار کے چپ ہو کر بیٹھ جانا تھا۔۔۔ اور حفصہ نے ہزاروں مسنگ پرسنز کی فائل میں ایک پرچہ بن کر شامل ہو جانا تھا بس۔۔لیکن معاملہ خراب تب ہوا جب حفصہ کا شوہر ایک بہت بڑا آدمی نکل آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک کڑی لگ گئ تھی۔۔۔ اور وہ تھا پروفیسر دامل خان کا بیٹا علی۔۔۔

سفیان میر کوئی شریف بندہ نہیں تھا جو صرف قانون قانون کھیلے۔۔وہ ہر طرح کا حربہ آزمانہ جانتا تھا۔۔۔

وہیں دوسری جانب ---

ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی نے نایاب کے غائب ہونے کے پورے ایک مہینے بعد--- اپنے سوشل اکاؤنٹ پر اعلان کر دیا کہ ان کی ریسرچ ٹیم سے ان کا رابطہ نہیں ہو سکا ان کی ہر ممکنہ کوشش کے باوجود بھی ---- اس لیے وہ تصدیق کرتے ہیں کہ ان کی سرچ ٹیم اس فلسطین پر ہونے والی بمباری میں حادثے کا شکار ہو گئی ہے--اور وہ دس کے دس لوگ مارے گئے ہیں۔

یہ خبر آنے کے بعد قیصر سکتے میں چلا گیا تھا۔

اپنی ہر کوشش کے باوجود اس کا نایاب سے کوئی رابطہ نہ ہو سکا--- یہاں تک کہ اس کے مرنے کی خبر آن پہنچی۔ اس کے جگنو کے مرنے کی--

صرف چھ سال کی تھی وہ--جب اسے وہ اپنے نکاح میں باندھ کر گود میں لیے گھر لایا تھا ---جب پہلی بار اس کے ساتھ سویا تو اس نے لاتیں مار مار کے اسے بیڈ سے نیچے گرا دیا تھا--- وہ جو آرام سے پھیل کے سونے کی عادت تھی اس کے آنے سے ختم ہوئی--- بے چین ہو کر ایک ماں کی طرح سونے لگا --اس کے باوجود اس سے محبت بڑھتی چلی گئی---

وہ جو بے پرواہ سہ رہتا تھا۔ جسے گھر آنا ہے، نہیں آنا کوئی پرواہ نہیں--کھانا ہے، نہیں کھانا، باہر کھا لے گا کوئی پرواہ نہیں--- لیکن اس چھ سالہ پری کے آنے کے بعد وہ گھر میں کھانا لے لے کر آنے لگا-- کہیں بھی جاتا اس کے لیے وقت سے گھر لوٹ آتا۔ اس کا خیال رکھتا--بےفکری کی زندگی بالکل ختم ہو کے رہ گئی تھی جبکہ وہ صرف 19 سال کا لا ابالی سہ لڑکا تھا-- اس کے باوجود اس سے محبت

بڑھتی چلی گئی---

وہ رات رات گئے لڑکیوں سے باتیں کرنا-- اپنی گرل فرینڈز کو گھر لے کر آنا ان کے ساتھ مووی نائٹس منانا --باہر جا کے کلب میں لڑکیوں کے ساتھ پارٹیز کرنا اس کا شوق تھا لیکن اس ننھے جگنو کو میل فرینڈ بنانے سے

روکنے کے لیے--- اسے یہ سب روکنا پڑا۔۔ اس کے باوجود اس سے محبت بڑھتی چلی گئی---

الغرض اس بچی کے آنے کے بعد اس کی پوری زندگی بالکل بدل کے رہ گئی۔ جوانی کے سارے شوق۔۔لاابالی کے سارے لڑکپن---لاپرواہی کے سارےانداز۔۔کب اس سے چھوٹے اسے خبر ہی نہیں ہوئی---اور نہ ہی کبھی انہیں چھوٹ جانے کا غم---

وہ صرف 19 سال کا تھا لیکن اس نے اپنے جگنو کو ماں، باپ، بھائی، دوست و شوہر سب بن کر اکیلا پالا تھا۔

جب نایاب کے مرنے کی خبر کنفرم ہو گئی تو ان کے گھر میں کہرام مچ گیا---اس کے چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے تھے۔ اس کی ساس رو رہی تھی اس کی بہن رو رہی تھی۔۔ اس کا بھائی و باپ صدمے سے دوچار تھے۔۔ لیکن وہ۔۔ وہ بالکل خاموش صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

جن جن کو پتہ چلتا جا رہا تھا کہ عبدالرحمان صاحب کی نواسی شہید ہو گئی ہے جنگ میں---وہ لوگ ان سے تعزیت کے لیے ملنے آرہے تھے۔ مگر قیصر کسی سے نہیں ملا وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

سب کہ رہے تھے وہ مر گی--- مگر اس کا دل--- وہ کسی صورت ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اس کا جگنو دنیا میں نہیں رہا۔

وہ خوبصورت چمکتی آنکھیں وہ زندگی میں اب کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

لیکن وہ اکیلا نہیں تھا جو نایاب کے غم میں مر رہا ہو--- اس کے علاوہ ایک اور بھی تھا جو ارسا کے ساتھ ان کے گھر تعزیت کی نیت سے آیا تھا۔

جب سے اسے نایاب کے جنگ میں شہید ہو جانے کی خبر ملی تھی---تب سے وہ بھی بالکل گم سم سہ ہو گیا تھا۔۔ارسا میمونہ خاتون کے کہنے پر اسے نایاب کے گھر لائی تھی تاکہ اس کے دل کو قرار آجائے ---اور پھر وہ اپنی زندگی کو آگے بڑھا سکے نایاب کے غم سے نکل کر---

❤️*Husny Kanwal*❤️

گنجے انکل(گندے انکل)۔۔گنجے انکل(گندے انکل)۔۔۔ " ارسا، زریاب اور" عفان یوسف ایک ساتھ ہی تعزیت کے لیے آئے تھے۔۔

ارسا و زریاب تو اندر چلے گئے تھے لیکن عفان دوسرے آنے والے بزنس مین اور دیگر لوگوں سے ملنے کے لیے گارڈن میں ہی رک گیا تھا۔

وہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا ۔۔جب سامنے سے اس نے نایاب کی بیٹی کو اپنی جانب تیزی سے بھاگتے ہوئے آتے دیکھا۔

وہ چھوٹی سی بچی ۔۔۔اپنے ننھے ننھے قدموں سے اس کی جانب بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔

اور آتے ہی اس کے پاؤں سے چمٹ گئی۔

وہ طالعہ کو صرف نایاب و قیصر کی بیٹی کے حوالے سے جانتا تھا۔۔ اور ملا بھی اس سے صرف ایک بار ہی تھا۔ ۔ وہ بھی پارٹی کے دوران۔ ۔۔ اور وہ انکاؤنٹر بھی کوئی خاص اچھا نہیں تھا۔وہ اسے گنجے انکل کہتی ہوئی چلی گئی تھی۔۔۔جس کا اسے کافی دنوں تک صدمہ رہا اور آج بھی وہ جب اس کی جانب آرہی تھی تو گنجے انکل ہی چیختی ہوئی آ رہی تھی۔

جس کے سبب وہ برا سہ منہ بنانے لگا۔

گنجے انکل (گندے انکل) میری ماما مر دئیں (مر گئیں)" ابھی وہ برے" برے منہ ہی بنا رہا تھا جب اس ننھی سی بچی نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا ۔۔ اور اس کی چمکتی آنکھوں میں آنسو جھلکتے نظر آئے۔۔

اور وہ آنسو جیسے اس کے دل کو پگھلا رہے ہوں۔

وہ چاہ کر بھی روک نہیں سکا خود کو اسے گود میں اٹھانے سے۔

گنجے انکل (گندے انکل) میری ماما مر دئیں (مر گئیں)" اس کی گود میں" اٹھاتے ہی وہ پھر بولی۔۔۔ اور اس بار اس کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔۔ساتھ ہی اس نے اپنا چہرہ اس کے کندھے پر رکھ لیا۔۔بالکل نڈھال سی ہو کر۔۔۔

ایک دو لمحوں کے لیے اسے طالعہ میں ارسا نظر آئی۔۔۔ جسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

سوری --- لائیں مجھے دیں۔"عاطف فورا ہی آیا۔ اسے سمجھ نہیں آیا طالعہ" اس کا ہاتھ چھڑا کر عفان یوسف کی گود میں کیوں چڑھ گئی۔

بزنس ورلڈ میں عفان یوسف کو کوئی اچھا آدمی نہیں مانتا تھا ---خاص طور پر قیصر کے ساتھ والے تو کبھی نہیں لیکن اسی کی بیٹی ---عفان کی گود میں چڑھی ہوئی تھی یہ بات عجیب تھی۔

عاطف نے طالعہ کو اس سے لینے کی کوشش کی۔

نہیں چھوڑ دو---کچھ دیر ایسے ہی رہنے دو۔ " کہنے کو اس کے دشمن کی " بیٹی تھی۔ کھلے دشمن کی--- اس کے باوجود وہ بہت پیاری سی لگی ۔

دل نہیں چاہا اسے ہٹانے کا اور جس طرح وہ محبت سے اسے بتا کر چکی تھی کہ اس کی والدہ کا انتقال ہوا ہے ۔ وہ تو ایک بالکل الگ ہی فیلنگس تھیں جنہیں شاید وہ الفاظوں میں ڈسکرائب بھی نہیں کر سکتا۔

آپ پریشان ہوں گے ۔ میں لے لیتا ہوں ناں"عاطف نے پھر کہا۔ "

تم چھوڑ دو ناں۔۔ " اس بار وہ ذرا نروٹھے سے لہجے میں بولا ۔۔جیسے " عاطف تنگ کر رہا ہو اسے بار بار کہہ کر---

اچھا۔۔ پھر ذرا خیال رکھیے گا میں اندر مہمانوں کو دیکھ لوں" نہ عفان" ہٹانے دینے کے لیے تیار تھا۔۔ اور نہ طالعہ ہٹنے کے لیے---عاطف کیا کر سکتا سوائے اس کے---کہ اسے حفاظت کا کہہ کر اندر چل دے۔

اسے کوئی عادت نہیں تھی بچوں کو گود میں لینے کی۔۔ اور وہ ماشاءاللہ چار پانچ سالہ بچی تھی اچھا خاصہ وزن تھا اس کا لیکن عفان پھر بھی اسے لیے آرام سے کھڑا رہا۔

وہ گھر واپس آگیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے دماغ سے وہ چھوٹی سی پری نہیں جا رہی تھی جو اس کی گود سے اترنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی جبکہ اس کا چاچا اسے لینے کے لیے کھڑا تھا

کتنی مشکل سے جدا کیا واپسی پر اسے خود سے۔۔جس پہ وہ دھاڑے مار مار کے رونے لگ گئی---

پتہ نہیں کیا ممتا مل رہی تھی اسے اس کی گود میں۔۔جو وہ جدا ہونے کے لیے تیار ہی نہیں تھی ۔

اور پتہ نہیں اسے خود کیا ہو گیا تھا۔۔اس کا دل کیوں دکھ رہا تھا اسے خود سے جدا کرتے ہوئے۔۔۔

جن سے ہم عالم ارواح میں ملے ہوں ان سے جب ہم دنیا میں ملتے ہیں تو ہمیں انس ہو جاتی ہے جب کہ ہم ان سے پہلی بار مل رہے ہوتے ہیں۔۔۔ شاید ان کا رشتہ بھی عالم ارواح سے بنا تھا۔ کہ تھی دشمن کی بیٹی۔۔۔ پھر بھی دل کو پیاری لگ رہی تھی۔ بالکل اپنی بیٹی جیسی۔۔۔

کچھ محبتیں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتیں۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" تم؟؟؟"

یہ فائل نایاب کی میرے پاس تھی۔۔ بس وہ ہی دینے آیا تھا۔ " اس کے کہتے " ہی قیصر نے فائل کی جانب دیکھا

❤️#جاری_ہے

ان کی بیوی ہے۔۔۔انھیں نہیں پتہ۔۔ کس کردار کی مالک ہے وہ ۔۔۔جو یہ مجھ " پہ الزام لگے رہے ہیں " پولیس کی تفتیش جاری تھی۔۔

کمرے میں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا صرف ایک پیلی لائٹ تھی جو روشنی بکھیرتی معلوم ہو رہی تھی۔۔

وہاں ایک ٹیبل بچھی ہوئی تھی۔

سفیان اور علی آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

سفیان کے ساتھ پولیس اور اس کا وکیل موجود تھا۔۔

پولیس کے سوال پر جب علی نے نہایت لاپرواہی کے ساتھ خباثت سے مسکراتے ہوئے یہ جملہ ادا کیا تو سفیان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

اس نے شعلہ بار نگاہوں سے علی کی جانب دیکھا تھا۔

آپ خواہ مخواہ حفصہ جیسی لڑکی پر اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہیں۔" وہ بور ہو گئی ہوگی ایک ڈش کھاتے کھاتے اس لیے ٹیسٹ بدلنے گئی ہوگی۔۔کچھ دن بعد خود ہی واپس آجائے گی۔۔وہ ایسی ہی ہے۔۔مڈل کلاس فیملی سے ہے ناں۔۔یو نو ۔۔ایسی ہی ہوتی ہیں یہ غریب گھرانے کی لڑکیاں ایک رات کسی کے ساتھ تو دوسری کسی اور کے ساتھ۔۔ ویسے کسی کا گھر خراب نہیں کرنا چاہیے مگر آپ نے انگلینڈ سے مجھے الزام لگا کر بلایا ہے صرف اس لیے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔کے ایک دو بار تو میرے ساتھ بھی ہوٹل گئی ہے وہ۔۔ آپ کہیں گے تو ویڈیو اور تصویریں تک دکھا سکتا ہوں۔۔۔اور باقی جو اس کے دوسرے افیئرز تھے ان کا مجھے خاص۔۔۔ " ابھی وہ اپنے منہ سے غلاظت اگل ہی رہا تھا جب سفیان غصے سے تلملاتے ہوئے طیش کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھا ۔

یو باسٹرڈ " اس نے وہ ٹیبل جو ان کے درمیان فاصلہ کیے ہوئے تھی اپنے" ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینکی۔۔

وہ ٹیبل کافی بھاری تھی جسے اس نے یوں ہی اٹھا کر پھینک دیا جیسے جھاڑو کا تنکا ہو۔گویا کوئی وزن ہی نہ ہو اس میں۔

علی اور باقی سب تو یہی دیکھ کر شاکڈ میں آگئے تھے۔

سفیان نے اپنا لمبا ہاتھ بڑھا کر۔۔ اس کی شرٹ کو کالر سے پکڑ کر کھینچا ۔۔ اور اگلے ہی پل اپنی پوری طاقت کے ساتھ زمین پر گرا کر۔۔ پے در پے اس کے منہ پر مکے ہی مکے برسانا شروع کر دیے۔

سر۔۔ سر۔۔ قانون اپنے ہاتھ میں مت لیں۔ ۔ " کمرے میں موجود پولیس والا" اور وکیل مسلسل سفیان کو ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے علی پر سے لیکن وہ کسی صورت ہٹنے کے لیے تیار نہیں تھا ۔۔

وہ تو جیسے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دینا چاہتا ہو اسی لمحے۔۔

جب پولیس والے نے زیادہ روکنے کی کوشش کی تو سفیان نے اس کے منہ پر بھی ایک مکہ جڑ کر اسے سائیڈ کر دیا۔

یہ منظر دیکھ باہر سے پولیس والے تیزی سے اندر آئے تھے۔

بڑی مشکل سے سفیان کو علی سے جدا کیا گیا۔۔ ورنہ یقینا اس نے وہیں اسے جان سے مار دینا تھا۔

سفیان نے صرف تین چار منٹ میں علی کو اتنا مارا تھا اتنا مارا تھا کہ اس کی ناک منہ آنکھیں گال سب خونم خون کر ڈالے تھے ۔

" تجھے کیا لگتا ہے تیری یہ بیرونی طاقتیں بچا لیں گی تجھے مجھ سے۔۔تو نے سفیان میر کی بیوی کے خلاف بولنے کی حماقت کی ہے ۔۔تو دیکھتے جا۔۔تیری تو لاش بھی نہیں ملنے دوں گا میں کسی کو۔۔۔ "

علی کو اسی پلان کے ساتھ بھیجا گیا تھا کہ وہ جتنا حفصہ کا کردار گندا کر سکتا ہے کر دے ۔۔ ثبوت بھی سارے اسی جانب ہیں کہ حفصہ خود بھاگی ہے۔

اے آئی کا دور ہے۔ ۔ کسی کا چہرہ کسی دوسرے پر لگانا کوئی مشکل بات نہیں۔۔۔

اور علی نے ایسی ویڈیوز جمع کرائی تھی ثبوت کے طور پر جس میں حفصہ اور وہ نازیبا حرکات کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے تھے ہوٹل کے روم میں۔۔۔

سامنے والا مرد ہے جب وہ سنے گا کہ اس کی بیوی ایک گندے کردار کی مالک تھی اور اس کا آفیئر رہ چکا ہے غیرمردوں سے۔۔ اور باقی ثبوت بھی یہی کہہ رہے ہیں تو یقینا وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے گا۔۔

آخر ایک بندہ کتنوں کو جھوٹا کہہ لے گا؟؟ .. کتنے ثبوتوں کو جھٹلائے گا ؟؟؟ ... کتنوں کے منہ بند کرائے گا؟؟ .. اس نے تھک ہار کے چپ ہونا ہی ہونا ہے۔

اس کی بیوی کڈنیپ ہوئی ہے اس کا دور دور تک کوئی ثبوت ہی نہیں مل رہا تھا۔۔ یہاں تک کہ خود سفیان کا وکیل اسے کہہ رہا تھا کہ اگر وہ کڈنیپ ہوئی ہوتی تو اغوا کار اس سے رابطہ ضرور کرتے پیسے مانگنے کے لیے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔پھر یہ کڈنیپنگ کیس نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کڈنیپنگ نہیں ہوئی تو مطلب صاف ہے وہ لڑکی خود اپنی مرضی سے گئی ہے جہاں گئی ہے۔ اور یہ وہ پوائنٹ تھا جہاں سفیان میر پوری دنیا سے لڑ رہا تھا۔

دنیا کے پیدا کیے ہوئے سارے ثبوت ایک طرف اور اس کی بیوی کی پاکیزہ و معصوم آنکھیں ایک طرف۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

علی کو مارنے کے چکر میں اس کا اپنا سیدھا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا تھا۔۔۔ ابھی وہ اسی پر رومال باندھ رہا تھا جب اس کے دادا کمرے میں آئے۔

لاؤ دکھاو ۔۔۔میں پٹی کر دیتا ہوں " وہ کہتے ہوئے قریب آنے لگے تو اس " نے اپنا الٹا ہاتھ دکھا کے روکا۔

ٹھیک ہوں میں۔۔ " وہ خاصہ لاپرواہی سے کہتے ہوئے سامنے کھڑکی " کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

تم میرے سامنے رو سکتے ہو ۔ " اس کے دادا۔۔ پیچھے آکر کھڑے ہو۔۔۔اس " کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہے تھے۔

سفیان میر رونے والوں میں سے نہیں ہے دادا ۔۔۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔ " وہ ان" کی جانب پلٹ کر۔۔ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔رعب دار انداز میں گویا ہوا۔

تم جانتے ہو نا اگر وہ تمہیں مل بھی گئی تو پہلے جیسی حالت میں نہیں " ملے گی۔ " ان کا ادا کیا جملہ سفیان کے دل کو جا کر ایک زور دار ضرب کی مانند لگا ۔ وہ خون کے آنسو رویا تھا اس لمحے لیکن سوائے مٹھیاں بھینچنے کے چہرے پہ کوئی تاثر نہیں آنے دیا۔

اگر اتنا بڑا ظرف رکھتے ہو کہ قبول کر سکو ۔۔۔ تو یہ جنگ جاری رکھنا" " اب ۔۔ورنہ چھوڑ دو۔۔۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں اس مرد کی تکلیف کا جسے علم ہو کہ اب اگر اس کی بیوی ملتی بھی ہے تو وہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہو سکے گی اب۔۔

اس کی عزت پامال کی جاچکی ہوگی اب تک۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب سے لڑ رہا ہے یہاں تک کہ خود سے بھی۔۔۔

خدا اس کی حفاظت کرئے۔ " اور وہ یہ کہہ کر وہاں سے جانے لگا تھا۔ "

تم جانتے ہو ناں۔۔تم سچ سے نہیں بھاگ سکتے۔ " وہ ابھی دروازے تک " پہنچا بھی نہیں تھا کہ پیچھے سے آنے والی آواز پر اس کے قدم جم گئے۔

کچھ چیزیں ہمارا دماغ بہت پہلے سے جانتا ہے بس وہ دل ہوتا ہے جو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

میں صرف اتنا جانتا ہوں وہ میری بیوی ہے۔" وہ ایک سیاست سے تعلق " رکھنے والا بندہ تھا بہت اچھے سے جانتا تھا کہ اگر ایک لڑکی غائب کی گئی ہے تو کیا کچھ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ۔ اس کے باوجود اس نے اپنے دادا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔وہ میری بیوی ہے۔

اور یہ کہنے کے بعد وہ کمرے سے باہر کی جانب چل دیا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

آپ بےفکر ہو جائیں سر آپ کے بیٹے کو ہم آج رات ہی پاکستان سے نکال" دیں گے۔" فرنٹ پیسنجر سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کی پروفیسر دامل خان سے بات جاری تھی ۔ وہ انہیں اعتماد میں لے رہا تھا کہ وہ بےفکر رہیں ۔۔علی کو راتوں رات پاکستان سے نکال دیا جائے گا آج ہی۔۔۔

گاڑی روڈ پر رواں دواں تھی

وہ بیک سیٹ پر بیٹھا آرام سے موبائل چلا رہا تھا جب کسی نے پیچھے سے گاڑی کو زور سے ٹھوکا۔

سر نیچے جھکیں" اس نے اپنے ڈرائیور کو کہتے سنا۔ اگلے ہی پل۔ اس " کی گاڑی کے شیشوں پر گولیوں کی بوچھار شروع ہو گئی۔۔

گاڑی بلٹ پروف تھی لیکن اپنی موت کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا وہ ۔۔

چاروں طرف سے فائر کیے جا رہے تھے آگے پیچھے دائیں بائیں اور مسلسل فائر۔۔۔

ایک لمحے کے لیے بھی وہ لوگ رک نہیں رہے تھے۔۔۔

کیونکہ اس کی واپسی کو بہت پراسرار رکھا گیا تھا ۔۔ اس لیے حفاظتی دو ہی گاڑیاں تھیں اس کی گاڑی کے ساتھ۔۔۔

اس نے اپنا سر نیچے کی جانب جھکا لیا تھا فائر مسلسل جاری تھی۔

کتنی ہی دیر تک ہوتی رہی اسے کوئی اندازہ نہیں ۔۔

ایک دم ماحول پر بالکل خاموشی طاری ہو گئی ۔۔ہو کا عالم ۔۔۔

وہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا کتنی دیر تک اس نے خوف کے مارے سر نہیں اٹھایا نہ آنکھیں کھولیں لیکن جب چار پانچ منٹ گزر گئے اور خاموشی ایسی ہی طاری رہی تو پھر اس نے آنکھ کھولی اور بہت آہستگی کے ساتھ سیدھا ہوا ۔۔۔

اور بس اس کے سیدھا ہونے کی دیر تھی اس کی جانب کا ڈور کھلا۔۔۔

اس کے آگے پیچھے جو حفاظتی گاڑیاں چل رہی تھیں یقینا ان میں موجود لوگ مارے جا چکے تھے۔ اور موت کے فرشتے کی مانند وہ اب اسے مارنے آن پہنچا تھا۔

س س۔۔۔ سفیان۔۔ سفیان میر " اس کی زبان خوف کی شدت سے لڑکھڑائی۔۔۔"

میں تجھے صرف تین موقعے دوں گا ۔۔۔صرف تین موقعے۔۔ " اس کے " جبڑے کو کس کے پکڑ کر۔اس کے لبوں سے اپنی گن لگا کر۔۔۔وہ آنکھوں میں جوالا مکھی لیے ۔۔۔ ایک ایک لفظ پر جماو دے کر۔۔۔وارننگ آمیز لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔

علی کی خوفزدہ نگاہیں اپنی گاڑی کے ارد گرد گھوم رہی تھیں ۔۔وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس کا ڈرائیور خون میں لت پت مرا پڑا ہے

اسے کب مارا گیا اسے کچھ خبر نہیں۔۔۔

چل بول جلدی۔۔۔کیوں غائب کیا میری بیوی کو ؟؟؟۔۔۔ " سفیان کے سوال پر " علی بوکھلاہٹ کا شکار ہوا۔۔۔

اسے اپنی موت اپنے سامنے نظر آرہی تھی۔

میں۔۔ میں کچ۔۔کچھ نہیں جانتا اس بارے میں" اور بس اس کا یہ جواب دینا " تھا کہ بغیر ایک لمحے کی تاخیر کیے سفیان نے گن اس کے لبوں سے ہٹا کر ۔۔۔اس کے پاؤں پر گولی چلا دی۔

اہ" ایک زور دار چیخ ہوا میں بلند ہوئی۔۔۔وہ علی کی چیخ تھی۔۔۔"

اس چیخ کے ہوا میں بلند ہوتے ہی آنکھوں کے آگے ایک پردہ لہرایا۔۔ایک یاد کا پردہ ۔۔جس میں ایک لڑکی نظر آرہی تھی۔۔۔وہ حفصہ تھی جو رو رہی تھی تڑپ رہی تھی چیخ چیخ کر اسے پکار رہی تھی۔۔۔بار بار کہہ رہی تھی علی مجھے ان لوگ کے ساتھ چھوڑ کے مت جاؤ میرے پاس وہ فائل نہیں ہے اگر ہوتی تو میں تمہیں ضرور بتا دیتی ۔۔۔علی مجھے ان لوگوں کے بیچ میں سے نکالو ۔۔۔علی یہ مجھ پہ تشدد کرتے ہیں ۔۔۔علی مجھے لے چلو یہاں سے۔۔۔علی مجھے ان کے بیچ نہ چھوڑو اور اور وہ اس لڑکی کو بلکتا و روتا ہوا چھوڑ کر اس کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔اسے ان درندوں کے حوالے کر کے۔۔۔

پہلا موقع تو ضائع کر دیا تو نے۔۔ چل پھر پوچھتا ہوں۔۔۔ میری بیوی کہاں ہے؟؟ " علی روتے ہوئے اپنے پاؤں پکڑنا چاہتا تھا لیکن سفیان اس کا چہرہ نیچے کی جانب جھکنے نہیں دے رہا تھا ۔۔ اس کی پکڑ ابھی بھی مقابل کے جبڑوں پر تھی۔۔

وہ ابھی بھی اس کی گردن اونچی کیے اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

میرا تمہاری بیوی سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔" اس کی آنکھوں " سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے

پسینوں سے جسم شرابور تھا۔۔۔وہ روتے ہوئے تیزی سے بولا۔

سفیان نے پھر گن اس کے لبوں سے ہٹائی اور اس بار اس کے پیٹ کے سائیڈ کے مقام پر گولی چلا دی۔۔۔۔

گولی اس کے جسم کو پھاڑتی ہوئی پیچھے سے نکلی۔۔۔

اہہہہہہہہہ" اس کی پھر چیخیں نکلیں۔۔وہ پہلے سے زیادہ تڑپ رہا تھا لیکن" سفیان ابھی بھی اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا

سفیان نے ابھی بھی اس کے جبڑوں کو پکڑے رکھا ۔۔

اس نوجوان کی آنکھیں میں کوئی رحم دلی نہیں تھی کوئی نرمی نہیں آئی تھی نہ کوئی ترس۔۔۔

آخری موقع۔ اور اس بار جواب غلط دیا تو ڈائریکٹ تیری سانس کی نالی " کے آر پار کروں گا گولی۔۔ جلدی بول کہاں ہے میری بیوی؟؟؟ .. کیوں غائب کیا ہے تم لوگوں نے اسے ؟؟ ..."

علی اس قدر تکلیف میں تھا کہ وہ غنودگی کے عالم میں جا رہا تھا لیکن سفیان نے اس کے جبڑوں کو پکڑ کر بری طرح جھنجوڑا تاکہ وہ ہوش میں آئے۔۔

اس کے جسم سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔

بول۔۔ " سفیان حلق کے بل دھاڑا۔ ۔"

تل ابیب۔۔ وہ تل ابیب م۔۔میں ہے۔۔" علی کے کہتے ہی سفیان ہکا بکا ہوا۔"

تل ابیب۔۔ یعنی اسرائیل؟؟۔۔ مگر کیوں؟؟ " اس کی بیوی ایک عام سی" لڑکی تھی مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھنے والی۔۔ نہ ہی وہ کسی سیاسی سرگرمی میں مشغول تھی اور نہ ہی کسی غیر قانونی عملیات میں۔ پھر اسے اچانک غائب کر کے اسرائیل کیوں بھیجا گیا وہ سمجھنے سے قاصر تھا ۔۔

میں نے پوچھا کیوں ؟؟ کیوں لے کر گئے ہو اسے وہاں؟؟ .. کیا چاہیے " تم لوگوں کو اس سے؟؟ ...بول۔۔ "

" "وہ۔ ف۔۔فائل۔۔۔ اس کے پ۔پاس فائل تھی۔"

" کون سی فائل؟؟ "

نا۔ نایاب کے ف۔فارمولے کی فائل۔۔ وہ ان لوگ۔لوگوں کو چاہیے۔۔ اب۔۔" میں نے تمہیں ب۔ بتا دیا ہے ا۔۔اب چھوڑ دو مج۔۔مجھے۔۔ "

نایاب کے فارمولے کی فائل" سفیان زیر لب بڑبڑایا اور اس کی آنکھوں " کے آگے وہ لمحہ گھومنے لگا جب عبدالرحمان صاحب کی پارٹی میں وہ حفصہ کے پیچھے گیا تھا اور اسے نایاب کی الماریاں کھنگالتے ہوئے دیکھ رہا تھا ۔۔اس نے تب ایک فائل نکالی تھی

اسے اچھے سے یاد ہے وہ فائل حفصہ کے ہاتھ سے وہیں گر گئی تھی۔

پھر کمرے میں کوئی آیا تھا ۔ جو اس فائل کو لے گیا۔۔ ۔کون؟؟ ... وہ نہیں جانتا۔۔

اور اس لمحے وہ شدید پچھتا رہا تھا کہ کاش اس نے تھوڑی سی گردن اونچی کر کے اس شخص کو دیکھ لیا ہوتا۔۔۔ جو فائل اٹھا رہا تھا۔

کیا کیا ہے تم لوگوں نے اس کے ساتھ؟؟ " یہ سوال کرتے وقت اس کا دل " ہی جانتا ہے کہ وہ کتنی اذیت میں تھا۔

می۔۔ میں نے اس۔۔اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔ا۔۔اب مجھے چھ۔چھوڑ دو" علی" اچھے سے جانتا تھا کہ اگر اس نے بتا دیا کہ حفصہ کو وہ کس حال میں چھوڑ کر آیا ہے ان لوگوں کے پاس تو سفیان نے اسی لمحے گن میں موجود ساری گولیاں اس کے سینے میں اتار دینی ہیں۔

اس کا ٹریٹمنٹ کرواؤ۔۔ اس کا زندہ رہنا بہت ضروری ہے۔ " سفیان کے " چھوڑتے ہی وہ پیچھے کی جانب بےجان ہو کر گرا۔۔اور اس پر وہ غنودگی طاری ہو گئی۔

آخری جملہ جو اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے سنا۔۔وہ اسے زندہ رکھنے کا فرمان تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

حنی۔۔۔ آپ کب تک یوں بھوکے پیاسے ایک کمرے میں بند رہیں گے؟؟ .." وہ واپس نہیں آنے والی اس طرح کرنے سے۔۔بلکہ انہیں اذیت ہو گی ۔۔جب کوئی پیارا بچھڑ جاتا ہے تو اس کی مغفرت کی دعا کی جاتی ہے ۔۔یوں خود کو اذیت نہیں پہنچائی جاتی۔۔۔ یہ دنیا کا نظام ہے جو آیا ہے اسے جانا تو پڑئے گا ۔آپ صبر کریں۔۔۔ " ہر اس کا پیارا اسے بس یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زندگی کی طرف لوٹ آئے۔۔۔ یوں خود کو بھوکا پیاسا اور کمرے میں بند رہ رہ کر۔۔اذیت نہ پہنچائے

اس کی حالت دیکھ دیکھ کر دوسروں کو تکلیف ہونے لگی تھی خاص طور پر اس سے محبت کرنے والوں کو۔۔۔ مگر اس نوجوان کو اپنے اوپر ذرا بھی ترس نہیں آ رہا تھا۔

وہ کیوں بھول گیا تھا کہ اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔۔ ماں تو پہلے ہی چلی گئی ہے اگر وہ اسی طرح رہا تو وہ اپنے باپ کا سایہ بھی کھو دیں گے۔

عبدالرحمان صاحب کے کچھ رشتہ دار تو یہاں تک کہہ کر چلے گئے تھے کہ قیصر کی جلد سے جلد دوسری شادی کرا دی جائے کیونکہ جتنی جلدی اس کی دوسری شادی ہوگی وہ اتنی ہی جلدی اپنی پہلی بیوی کو بھول سکے گا۔ پھر بچوں کو بھی تو ماں کی ضرورت ہے نا۔۔۔

عاطف کو لگا جیسے وہ دیواروں سے بات کر رہا ہے ۔۔ اس کی آواز کمرے میں گونجنے کے بعد ختم ہو گئی مگر سامنے کھڑے شخص پر کوئی اثر نہیں تھا۔وہ تو بس کھڑکی سے باہر کھلے آسمان پر چاند کو دیکھ رہا تھا۔

حنی۔۔ میری طرف دیکھیں۔۔۔ مجھے دیکھیں۔۔۔ پلیز قبول کریں آپ کا جگنو" مر گیا ہے۔۔۔ حنی۔۔۔ آپ سن رہے ہیں مجھے؟؟ ۔۔۔ حنی؟؟۔۔۔ " عاطف دیکھ سکتا تھا اگر قیصر کو اس کے حال پہ چھوڑ دیا گیا تو وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گا ۔۔وہ تو پانی تک نہیں پی رہا تھا۔

وہ لمبے قدم لیتا اب قیصر کے سامنے جا پہنچا تھا ۔۔۔

اس کا بازو پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے۔۔اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔

حنی۔۔۔ پلیز قبول کریں آپ کا جگنو مر گیا ہے" اس کے چہرے کو اپنے" دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لے کر۔۔۔ وہ اسے حقیقت قبول کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"....آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ؟؟ پلیز بولیں"

عاطف بچوں کی طرح خود ہی رونا شروع ہو گیا تھا اور روتے روتے اس کا چہرہ چھوڑ کر اس کے سینے سے لگ گیا۔

لوگ سمجھتے تھے وہ محبت کرتا ہے مگر وہ کب جانتے ہیں۔۔۔محبت تو وہ تب تھی جب وہ صرف چھ سال کی تھی۔۔

سات مقام ہوتے ہیں محبت کے۔۔۔

دلکشی۔۔۔

تمھارا نام کیا ہے؟؟۔۔" اس نے اس چھ سالہ بچی کو دیکھ بہت نرمی سے پوچھا۔۔۔

نایاب--" وہ تیزی سے بولی--"

جگنو ہونا چاہیے تھا-" بس بےاختیار سہ کہ اٹھا --"

انس--

بس اتنا سمجھا جا- کیوں؟؟-- کیوں اتنا بڑا خطرہ مول لے رہا ہے-- "
کیوں اسے واپس یتیم خانے نہیں بھیج رہا؟؟-" زید کی پیچھے سے آنے
والی آواز پر-- اس کے قدم از خود رکے--

"کیونکے بیوی ہے میری--"

عشق--

اور یہ بات آپ کیوں نہیں سمجھ رہے کہ اگر بچی کو پینک اٹیک آیا ہے وہ
لڑکوں سے ڈرتی ہے وہ یتیم خانے سے آئی ہے اس کے بعد اس کا بیہیویئر
بدلا ہے تو یہ ممکن ہے کہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہو-- کیا آپ نہیں
جانتے کہ پاکستان میں اس طرح کے کیسس بہت عام ہوتے جا رہے ہیں--
لوگ گھروں کے

دروازے پر کھڑی بچیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں یہ تو پھر یتیم خانہ
ہے--"

ڈاکٹر کی بات سن --وہ ٹوٹ کر جیسے نیچے گرنے والے انداز میں سیٹ پر
بیٹھا--

جب سے یہ میرا دل تیرا ہوا

پوچھو نہ مجھ کو --

مجھے کیا ہوا--

اب تیری باہوں میں جینا مجھے--

ورنہ ہے مر جانا--

سمجھ نہ آئی پھر ٹوٹ کے بکھرا تھا یا بکھر کے ٹوٹا تھا--

وہ پھوٹ پھوٹ کر اس ڈاکٹر کے سامنے ہی رونے لگا--

وہ اکھڑ مزاج سہ لڑکا۔ وہ دنیا سے لاپرواسہ۔۔وہ لوگوں کو جوتے کی نوک پہ رکھنے والا۔۔وہ مغرور و بے نیاز بندہ اس ڈاکٹر کے سامنے بیٹھ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا صرف اپنے جگنو کے لیے۔۔۔

عقیدت۔۔۔

" تم نہیں چاہتی میں تمہارے ساتھ رہوں؟ "

بہت محبت سے کیا گیا سوال تھا یہ۔۔۔

اور یقینا سامنے والے نے اس میں جھلکتی

محبت محسوس بھی کی ہوگی۔۔۔

"میرے چاہنے سے دنیا نہیں چلا کرتی "

وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔لہجے میں کڑواہٹ

بھری تھی۔۔۔

" مگر قیصر کی دنیا چلتی ہے۔۔۔ "

عبادت۔۔۔

وہ سجدے میں اتنی دیر تک روتا رہا کہ جب وہ اٹھا تو جائےنماز کا وہ حصہ گیلا ہوچکا تھا جہاں اس نے سجدہ کیا ۔۔۔

میں بہت کمزور ہوں یااللہ۔۔۔ میں نہیں کرسکتا اس کی حفاظت ۔۔۔آج اسے" میرے سامنے نشانہ بنایا گیا اور میں کچھ بھی نہیں کر سکا۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ سوائے رونے و چیخنے کے۔۔۔میں نے آج اپنی بے بسی کی انتہا کو دیکھا۔۔میں نے جانا میں کچھ بھی نہیں۔۔۔۔میں کچھ نہیں۔۔۔"وہ بچوں کی طرح

بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔۔۔

اور اس دن کا دن ہے۔۔۔اور آج کا دن ہے۔۔۔قیصر عبدالرحمان کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی۔۔۔

وہ آج بھی ہر نماز کی دعا ہے۔۔۔

مانگ لوں تجھ سے تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے۔۔۔

سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے۔۔۔

جنون---

میرے جگنو کو ٹچ نہیں کرنا چاہیے تھا ۔-" ایک جنون سے کہتے اس نے" جلتا لائٹر پیچھے کی جانب اچھال دیا---

اور لمحہ بھر میں پیچھے کمرے میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے---

وہ کم عمر لڑکا سیاہ ہوڈی میں ملبوس---

پروقار و فاتحانہ انداز میں چلتا ہوا جارہا تھا--اس کے پیچھے لگنے والی آگ فارم ہاوس کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھی---

اور اب وہ موت کے مقام پر تھا---

اپنے زندہ ہونے کا احساس مانو بالکل ختم ہو گیا تھا اسے۔

اندر سے بالکل مر چکا تھا وہ--- یہ تو بس سانسیں تھیں جنہیں پوری کر رہا تھا۔

عاطف کے لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی مقابل کی جانب سے سوائے خاموشی کے کچھ نہیں تھا۔وہ تھک ہار کے وہاں سے چلا گیا اسے اس کے حال پہ چھوڑ کر۔-

کتنی ہی دیر گزر گئی۔- وہ بس خاموشی سے اس کھڑکی کے پاس کھڑا رہا--بس کھڑا رہا---

یہ روح ہے جو بے نیاز سی ہوتی ہے ورنہ جسم تو انسانی ہے تھک جاتا ہے وہ بھی تھک گیا تھا کھڑے کھڑے۔-اس لیے نڈھال سہ ہو کر بیڈ پر آکر لیٹا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔-

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر--- قیصر--- قیصر" اس کی آنکھ کھلی تو اس سرخ ڈوروں سے سجی" آنکھوں والی لڑکی کو اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر۔- اس پر اپنی ٹھوڑی جما کر لیٹا ہوا پایا۔-

اس کی آنکھیں بہت کرب میں معلوم ہورہی تھیں۔-بہت تکلیف میں---

وہ جاگ رہا تھا--- کوئی خواب نہیں تھا یہ---

اس کے پورے جسم نے جھرجھری لی---

سانس نہ لی اس نے---اس خوف سے کہ کہیں وہ غائب نہ ہو جائے---

قیصر---" اس نے دیکھا کہ اس کی بھوری"

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں---

چمک مانو مکمل غائب تھی ان آنکھوں کی---

اسے روتا دیکھ کر--- قیصر کا دل پھٹنے کو ہوا۔

میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں قیصر " اس کے سرخ یاقوتی ہونٹوں کو " جمبش ہوئی اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے--

اگلے ہی پل اس نوجوان نے جیسے ہی آنسو صاف کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا-- وہ غائب ہو گئی۔

قیصر چونک کر تیزی سے اٹھ کر بیٹھا---

جگنو ---جگنو-- " وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اندھیرے میں آوازیں دینے" لگا -- لیکن اب کوئی نہیں تھا کمرے میں ---وہ تنہاء تھا - بالکل اکیلا---

وہ خواب تھا یا حقیقت؟؟؟....وہ نہیں جانتا مگر اتنا ضرور جانتا ہے یہ پہلی بار نہیں ہوا تھا اس کے ساتھ --کہ نایاب اس طرح اس کے پاس آئی ہو۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پہلے بھی اس طرح دو بار آ چکی تھی---

جب وہ پہلی بار ٹیلی پیتھی کے ذریعے آئی تھی تب بہت وقت بعد جا کے قیصر کو پتہ چلا تھا ---کہ وہ اکیلے گھر میں بند ہو گئی تھی بھوکی پیاسی اس کا بلی کا بچہ بھی مر گیا تھا وہ بہت اذیتوں میں تھی ان دنوں---

جب وہ دوسری بار ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے پاس آئی تب قیصر نے فورا ہی التمش کو کال کی تھی اور اسے پتہ چلا-- کے نایاب اپریشن روم میں ہے اس کی ڈلیوری کا کیس چل رہا ہے--تب قیصر نے جانا کہ وہ اپنے انتہائی مشکل وقت میں ہمیشہ اس کے پاس آتی ہے اس لیے اس بار اس کا آنا قیصر کو یقین دلا گیا تھا کہ یہ کوئی خواب نہیں ہے--یہ کوئی سگنل

ہے۔۔مدد کا سگنل ۔۔وہ واقعی چاہتی ہے کہ وہ آئے۔۔کہاں آئے؟؟...یہ نہیں جانتا۔ ۔

دنیا کی نظر میں وہ مر چکی تھی لیکن وہ مری نہیں ہے کیونکہ اگر وہ مر چکی ہوتی تو کبھی یوں مدد مانگنے کے لیے نہ آتی۔۔اگر وہ آئی ہے تو وہ زندہ ہے اور انتظار کر رہی ہے اس کے وہاں پہنچنے کا۔ اس کی مدد کا۔۔

اس خواب کے بعد۔۔۔ وہ بے چین سہ ہو گیا۔۔

جینے کی چاہ یکدم جیسے لوٹ آئی تھی اس کے وجود میں۔۔ کہ اسے جینا ہے چونکہ اس کا جگنو انتظار کر رہا ہے اس کی مدد کا۔وہ مایوس نہیں کر سکتا اسے۔۔اسے یوں تنہاء نہیں چھوڑ سکتا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

چھوٹے ماسٹر آپ سے ملنے کچھ لوگ آئے ہیں۔۔ " وہ اپنے کمرے میں " بیٹھا لیپ ٹاپ پر اس سرچ ٹیم کی چھان بین کر رہا تھا جو نایاب کے ساتھ گئے تھے جنہیں مردہ قرار دے دیا گیا تھا۔ کہ ممکن ہے کہ ان کے گھر والوں میں سے کسی کو کچھ خبر ہو کوئی اطلاع ملی ہو کہ وہ کہاں بھیجے گے تھے فلسطین میں۔۔

اور کیا انھیں بھی اتنے ہی شارٹ نوٹس پر بھیجا گیا تھا جتنا نایاب کو یا انھیں پہلے سے اس معاملے کا علم تھا۔

قیصر کا سارا فوکس ہمیشہ صرف نایاب کو ڈھونڈنے میں رہا تھا اس لیے اس کے ساتھ جانے والوں پر اس نے کبھی کوئی خاص توجہ نہ دی ۔۔ ہاں بس نام اور ان کے گھر والوں اور ملکوں کی تھوڑی بہت انفارمیشن دیکھ لی تھی مگر فل ڈیٹیل میں وہ کبھی نہیں گیا تھا۔

نایاب اس بیچ میں واحد ایک ینگ لڑکی تھی باقی نو افراد مرد تھے اور سارے عمر رسیدہ تھے۔۔

قیصر کو ان لوگوں کی معلومات نکالنے کے بعد ہر چیز ویسے ہی ملی جیسے اس کے ساتھ تھی۔ انھیں بھی شارٹ نوٹس پر ہی کال آئی تھی۔

یہ کام ایجنسی والے پہلے ہی کر چکے تھے لیکن آج قیصر الگ سے اپنے طور پر ان لوگوں کی فیملی ممبرز سے بات کر رہا تھا۔۔۔

باقی سب سے بات کرنے کے بعد اسے کوئی خاص انفارمیشن نہیں ملی لیکن جب اس کی بات کوریا کے رہنے والے کیمسٹ کی ماں سے ہوئی ۔ تو انہوں نے ایک بات کہی۔۔۔ جو قیصر نے بھی نایاب کی کال پر اس رات محسوس کی تھی۔

انہوں نے بتایا ۔۔۔کہ جب ان کے بیٹے نے کال کی تو وہ بڑی جلد بازی میں محسوس ہوا ساتھ ہی وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کوئی روبوٹ یا کال اپریٹر بات کر رہا ہو۔ ورنہ عموما جب بھی ان سے بات کرتا تھا تو بہت میٹھے میٹھے الفاظوں سے انہیں پکارتا تھا جو اس رات اس نے بالکل نہیں کیا ۔۔۔ بلکہ اپنی بات کہنے کے بعد اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی جب کہ وہ اسے بتا رہی تھیں کہ اس کی بیٹی آئی ہے ملنے۔

قیصر کو پہلے تو اس کی بیٹی کا ملنے آنا ایک نارمل بات لگی لیکن جب پیچھے کی کہانی کا علم ہوا تو وہ شاکڈ رہ گیا۔۔۔

اس خاتون نے بتایا کہ ان کے بیٹے کی تین سال پہلے ڈیورس ہوئی تھی۔۔وہ اپنی بیٹی سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کی سابقہ بیوی ملنے نہیں دے رہی تھی وہ کافی وقت سے اس سے ملنے کے لیے تڑپ رہا تھا قانونا بھی اس نے کوششیں کر رکھی تھیں۔۔۔چونکہ اس کی بیوی کا تعلق کافی امیر خاندان سے تھا اس لیے معاملات بن نہیں پا رہے تھے لیکن اس رات اس کی سابقہ بیوی کو جیسے ترس آگیا۔۔۔ اور وہ بچی کو اس کے باپ سے ملانے لے آئی مگر یہ بات سننے کے باوجود بھی۔۔۔کہ اس کی بیٹی اس کے گھر آئی ہوئی ہے ملنے اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی کوئی اہمیت ہی نہ دی اس بات کو۔۔۔

یہ بات اس کی والدہ کو بہت عجیب اور حیران کن لگی۔۔۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنی ای میل میں بار بار قیصر سے کیا۔۔کے وہ تو کہتا ہی یہی تھا کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے جیتا ہے۔ پھر اس رات اس نے اپنی بیٹی سے بات کیوں نہیں کی انہیں سمجھ نہیں آیا۔

ابھی وہ ان سے بات کر کے فارغ ہی ہوا تھا کہ جب اس کی ملازمہ نے آکر اسے باہر کچھ لوگوں کے آنے کی اطلاع دی۔

" نام کیا ہے ان کا ؟ "

ویسے تو لوگ ملنے آ ہی رہے تھے تعزیت کے لیے مگر قیصر کسی سے نہیں مل رہا تھا اس لیے اس نے ڈائریکٹ نام پوچھا۔

ان میں سے ایک کو تو میں جانتی ہوں ۔وہ عفان یوسف ہے۔ آپ کے کزن " اور ان کے ساتھ ایک لڑکا ہے جو کچھ دنوں پہلے کھلونے لے کر آیا تھا " ملازمہ نے یاد دلانے والے انداز میں آخری جملہ ادا کیا۔

قیصر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھوں سے اسے جانے کا اشارہ کیا... اور پھر اپنا لیپ ٹاپ سائیڈ میں کر کے... خود اٹھا ان سے ملنے کے لیے---

❤️*Husny Kanwal*❤️

تم دونوں یہاں کیسے؟؟ " سلام دعا کے بعد قیصر نے ان سے ڈائریکٹ " آنے کی وجہ پوچھی--- کوئی دوستانہ تعلقات تو تھے نہیں ان کے اور نہ ہی کاروباری معاملات باقی بچے تھے پھر ان کا اچانک آنا کسی وجہ کے تحت ہی تھا اس لیے اس نے رسمی باتوں میں زیادہ وقت ضائع نہیں کیا۔

"یہ نایاب کی فائل ہے۔ یہ میرے پاس رہ گئی تھی--بس وہی دینے آیا تھا "

... نایاب کی فائل عفان کے پاس کیسے؟؟

اسے یاد آیا کہ نایاب جب نئی نئی پاکستان آئی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ عبدالرحمان صاحب نے عفان سے اس کی میٹنگ فکس کی ہے شاید اسی دوران فائل وغیرہ کا چکر ہوا ہو---

کیا ماموں آپ جانتے ہیں سفیان میر اپنی بیوی حفصہ کو ڈھونڈتا پھر رہا " ہے" ذریاب کا انداز پوچھنے والا نہیں تھا۔۔اس کا انداز اطلاع دینے والا تھا ۔

حفصہ؟؟ " ہاں نایاب نے اسے بتایا تھا کہ حفصہ کی شادی ہو گئی" ہے۔۔مگر سفیان میر سے ہوئی ہے---یہ نہیں بتایا تھا۔

اگر اسے ٹھیک طرح یاد ہے تو کیا سفیان میر وہی شخص نہیں--- جس نے حفصہ کو کلب کے اندر ہراساں کیا تھا جس کی وجہ سے نایاب تکلیف میں

آگئی تھی۔جس کے بندوں کو اس نے مارا تھا۔۔ لیکن قابل توجہ بات یہ نہیں تھی۔۔ قابل توجہ بات تو یہ تھی کہ وہ غائب تھی اور اس کا شوہر اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔

زریاب کی بات سنتے ہی وہ حیران و الجھے پن کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔۔

"جی حفصہ۔۔ نایاب کی سب سے اچھی دوست ۔۔آپ جانتے ہوں گے اسے "

ہاں۔۔ مگر وہ غائب ہو گئی ہے کیا مطلب ہے اس بات کا؟ ؟ " قیصر خاصہ" تجسس سے پوچھنے لگا

" میرا ڈائریکٹ حفصہ سے کبھی رابطہ نہیں رہا لیکن ہمارا ایک mutual friend ہے عبدالکریم ۔۔کچھ دنوں پہلے میری اس سے بات ہوئی تھی اس نے بتایا کہ اس کے پاس سفیان میر کی کال آئی تھی وہ حفصہ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔۔ ساتھ ہی پروفیسر دامل خان اور ان کے بیٹے علی کے متعلق بھی ۔۔۔ "

" پروفیسر دامل خان اور ان کا بیٹا علی" قیصر سیدھا ہو کر بیٹھا۔ان کا ذکر تو نایاب کی باتوں میں بھی ہوا کرتا تھا۔۔۔

جی۔۔ وہ بتا کر گئی تھی کہ وہ پروفیسر دامل خان کے بیٹے علی سے ملنے" جارہی ہے کیونکہ وہ پاکستان آیا ہوا ہے لیکن پھر واپس نہیں لوٹی اور نہ ہی اس کا کوئی سراغ مل سکا۔ عجیب بات یہ ہے کہ پروفیسر دامل خان کا بیٹا پاکستان آیا ہی نہیں تھا اور نہ ہی وہ اس رات اس سے ملا لیکن سفیان میر کا دعوی ہے کہ اس کی بیوی کو غائب کرنے والوں میں انہی کا ہاتھ ہے۔ "زریاب اپنی پوری بات بتانے کے بعد کچھ لمحے کے لیے خاموش ہوا اور قیصر کا چہرہ بغور دیکھنے لگا ۔۔۔

وہ اسے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا نظر آ رہا تھا۔

" مجھے ایک اور بات بتانی تھی ماموں آپ کو۔۔۔ ویسے تو یہ بات مجھے عبدالکریم نے بتانے کے لیے سختی سے منع کی تھی اور میں آپ کو یہ بتا کر اپنے دوست کا بھروسہ توڑوں گا لیکن مجھے لگتا ہے یہ آپ کے علم میں ہونی چاہیے۔۔ " زریاب نے جو تمہید باندھی۔۔ قیصر نے اس سے ہی

اندازہ لگا لیا کہ وہ کوئی ایسی بات جانتا ہے جس کا ابھی تک کسی کو علم نہیں---

ایسی کیا بات ہے ؟؟ " قیصر نے تیزی سے استفسار کیا ---اس کے لہجے " میں اشتیاق ابھر آیا تھا۔

عبدالکریم حفصہ اور نایاب دونوں کے ساتھ رہا ہے شروع سے--- "
عبدالکریم اور حفصہ کے تو تعلقات بھی بہت اچھے و دوستانہ تھے آپس میں --ہاں--نایاب البتہ اپنے کام کے سلسلے میں تھوڑا دور ہو گئی تھی ان سے---
مگر ان کے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہوتی تھی جو نایاب حفصہ کو نہ بتائے اور حفصہ عبدالکریم کو--- تو کچھ وقت پہلے حفصہ نے روتے ہوئے عبدالکریم کو کال کی تھی اور بتایا تھا کہ نایاب اس سے ناراض ہو گئی بنایا تھا اپنی والدہ کے لیے اس کے E ہے--- کیونکہ اس نے جو فارمولا متعلق حفصہ نے علی کو بتا دیا ہے۔ اور تب سے پروفیسر دامل خان وہ انھیں دینا نہیں E اس سے مانگ رہے ہیں-- اور نایاب وہ فارمولا E فارمولا چاہتی۔ " ذریاب اپنی بات کہنے کے بعد کچھ دیر خاموش ہوا لیکن قیصر--قیصر کا تو دماغ کمپیوٹر کی طرح چلنا شروع ہو چکا تھا اب --

وہ تیزی سے کڑیاں جوڑ رہا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اس کے ارد گرد ---جس کی اسے ابھی تک خبر ہی نہیں تھی---

" کیوں نہیں دینا چاہتی تھی ؟ E نایاب انھیں وہ فارمولا "

مجھے اس متعلق کوئی آئیڈیا نہیں ماموں--- لیکن عبدالکریم آپ کو بتا سکتا" ہے مجھے یقین ہے اسے پتہ ہوگا " نایاب حفصہ سے بہت محبت کیا کرتی تھی اس لیے جب سے حفصہ کے غائب ہونے کی خبر سنی تھی ذریاب پریشان ہو گیا تھا۔

وہ نایاب کو تو نہیں بچا سکا لیکن وہ اس کی دوست کو بچا لینا چاہتا تھا---اس لیے قیصر کے پاس آیا تھا---اور اسے یہ سب بتانے لگا تاکہ قیصر سفیان میر کی مدد کرئے حفصہ کو ڈھونڈنے میں---

میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔۔کہ حفصہ جو غائب ہوئی ہے وہ اسی " کی وجہ سے ہے" عفان نے یہ کہتے ہوئے ٹیبل پر رکھی فائل E فارمولے کو اٹھا کر ۔۔۔قیصر کو اس کی اہمیت جتائی تھی۔

وہ چاہتا تو اس فائل سے بہت کچھ کر سکتا تھا۔۔یہ وہ فائل تھی جس کے میں مانو آب حیات تھا E پیچھے بڑے بڑے لوگ پڑئے تھے۔۔اس فارمولے لیکن بس اس بچی کا رونا اور عفان کو اپنا آپ مجرم لگنے لگا۔۔۔

ایک دو دن میں تو نہیں بنایا ہوگا نایاب E اسے اندازہ تھا یہ فارمولا نے۔۔۔سالوں محنت کی ہوگی اس پر۔۔۔ اور وہ اس کی محنت کو اپنے نام سے اٹھا کر مارکیٹ میں بیچ دے تو پھر اس کی بیٹی کو ۔۔جو اسی کے کندھے پر اپنی ماں کے مرنے کا کہہ کر روئی تھی اسے کیا منہ دیکھائے؟؟۔۔۔

نہیں جانتا کیوں لیکن طالعہ کی نظروں میں وہ گرنا نہیں چاہتا تھا آگے جاکر۔۔

بعض اوقات نہیں لگتی تو بڑی سی بڑی بات دل کو نہیں لگتی ۔۔ بولنے والا کتنا ہی بڑا شیخ ہو آپ کے دل کو اثر نہیں کر رہی ۔۔ اور لگ جاتی ہے تو ہلکی سی کسی کی ادا بھی لگ جاتی ہے ۔۔چھوٹا سہ کسی کا جملہ بھی لگ جاتا ہے ۔۔۔اس کا بھی یہی حال تھا۔

اسے لگا یہ فائل اس کے وارثین تک پہنچا دینی چاہیے۔ یعنی نایاب کی اولاد تک۔۔۔

صرف اس لیے وہ یہ فائل قیصر کو دینے چلا آیا۔۔کہ یہ اس کی بیوی کی ہے کو مارکیٹ میں بیچتا E اس کے بچوں کی ماں کی۔۔۔اگر قیصر اس فارمولے ہے تو کوئی بعید نہیں منہ مانگی قیمت پائے گا۔

چھوٹے ماسٹر سفیان میر آئے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ بہت ضروری کام ہے۔ " آپ سے ملنا چاہتے ہیں " چوکیدار کے آکر خبر کرتے ہی قیصر عفان ذریاب تینوں ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگے

اندر لے آو انہیں " کچھ دیر بعد سفیان میر اپنی شہانہ چال چلتے ہوئے ان " تینوں تک پہنچا ۔۔

اس کی آنکھیں مکمل سرخ تھیں۔۔ چہرہ مرجھایا ہوا سہ۔۔۔آنکھوں کے نیچے کالے حلقے نظر آرہے تھے۔۔۔بالکل قیصر کی طرح۔۔۔ اسے دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا بہت پریشانی کے عالم میں ہے وہ۔۔۔

قیصر اور باقی سب نے کھڑے ہو کر رسمی سلام دعا کی اور پھر وہ بھی ان تینوں کے ساتھ وہیں چیر کھسکا کر گارڈن میں بیٹھ گیا۔۔۔

مجھے آپ سے بہت ضروری۔۔۔ " ابھی سفیان بول ہی رہا تھا کہ اس کی " نظر سامنے رکھی فائل پر گئی۔۔۔

جسے دیکھتے ہی وہ محو ہوا۔ اپنی بات بیچ میں ہی چھوڑ دی۔

یہ فائل؟؟۔۔۔ " اگلے پل اس کے منہ سے بےدھڑک نکلا۔۔"

اس کے کہتے ہی قیصر نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔سب ہی اس فائل کے متعلق جانتے تھے سوائے اس کے ۔۔۔

یہ فائل تو پارٹی کی رات کوئی لے گیا تھا ۔ یہ یہاں کہاں سے آئی؟؟ " وہ" فائل کو اٹھا کر کھولنے کے بعد۔۔پوری تصدیق کر کے کہ(ہاں یہی وہ ہے جس کے متعلق اسے علی سے کل رات پتہ چلا ہے)ان تینوں E فارمولا کی جانب حیرت سے دیکھتے ہوئے۔۔۔ تجسس کے ساتھ پوچھنے لگا۔

کل رات کا منظر اس کی آنکھوں میں گھوم رہا تھا۔۔

اہ۔۔۔ آہ۔۔۔۔ مار جتنا چاہے مار لے لیکن تو پچھتائے گا ۔۔میرا باپ چھوڑئے" گا نہیں تجھے۔۔۔تو جانتا نہیں ہے تو کس سے پنگا لے رہا ہے۔۔جیسے تیری "بیوی کو غائب کیا ویسے ہی تجھے بھی غائب کر دیں گے راتوں رات۔۔۔

اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا جگہ جگہ چوٹوں کے نشانات تھے۔

وہ نڈھال سہ ہی لیٹا ہوا تھا جب سفیان کے بندوں نے اس کا زخم کچا ہونے کے باوجود اسے اسی زخمی حالت میں پکڑ کر چیئر پر بٹھا دیا ساتھ ہی اس کے ہاتھ پاوں باندھ دیے ۔۔ اور دوبارہ مارنا شروع کیا تاکہ اس کے پیٹ سے مزید باتیں اگلوا سکیں۔۔

سفیان اسے ایک بار مار کے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ پل پل تڑپانا چاہتا تھا ۔۔اور جتنا ممکن تھا اس سے انفارمیشن حاصل کر لینا چاہتا تھا۔۔۔

علی مار کھاتے ہوئے--- چیخ کر ڈھٹائی سے بولا---

وہ صرف موت سے ڈر رہا تھا کہ کہیں سفیان اسے مار نہ دے--- اور جب اس نے دیکھا کہ سفیان اسے نہیں مار رہا صرف اس کے ساتھ مار پیٹ کر رہا ہے تو وہ بے خوف سہ ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا زیادہ وقت وہ قید نہیں رکھ سکے گا اسے --اس کے والد بہت جلد اسے یہاں سے نکلوا لیں گے---اس کے پیچھے جو طاقتیں ہیں ان کے آگے تو سفیان میر کچھ بھی نہیں---

اگر تجھے اتنا ہی اپنے باپ اور اس کے پیچھے موجود طاقتوں پر یقین " ہے تو پھر بول ناں---ڈر کیوں رہا ہے ؟؟..بتا کہاں ہے میری بیوی؟؟.-- کیا کیا ہے تم لوگوں نے اس کے ساتھ؟؟؟کیوں اغوا کیا ہے اسے ؟؟؟ کتنے لوگ ہو تم ---ویسے بھی میں کیا ہی کر لوں گا یہ ساری باتیں جاننے کے باوجود بھی؟؟ " سفیان نے آخری جملہ بے بسی کے ساتھ کہا--- لیکن وہ صرف علی کو دکھانے تک کی بے بسی تھی ---وہ صرف جاننا چاہتا تھا معاملات کی نزاکت کو ---اس کے پیچھے چھپے ہوئے طاقتور ہاتھوں کو--- جس پر وہ موت کے منہ میں بیٹھا ہونے کے باوجود بھی اچھل رہا ہے۔

تجھے کیا لگتا ہے وہ لوگ عام ہوں گے جو تیرے ملک میں آ کر تیری ہی " بیوی کو غائب کر دیں؟؟ ... ڈارک ہول Dark Hole " کے لوگ ہیں وہ--- علی اب اکڑ میں آکر بولنا شروع ہو چکا تھا

مانا وہ زخموں سے چور چور تھا تکلیف کی شدت سے کراہ بھرتا ہوا---لیکن اس کے باوجود اس کی اکڑ ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اور ہوتی بھی کیوں --جو لوگ اس کے پیچھے تھے وہ عام نہیں تھے۔

بس اس کا انکشاف کرنا تھا کہ سفیان کچھ لمحے کے لیے مکمل شاکڈ میں چلا گیا---اسے اپنی پیشانی پر پسینہ آتا محسوس ہوا---کمر پر بھی پسینے کی بوندیں ڈھلکی تھیں--

ڈارک ہول وہ نام تھا جس سے جرم کی دنیا سے تعلق رکھنے والا ہر شخص ڈرتا تھا---یہ گروپ تھا طاقتور لوگوں کا---جن سے لڑنا تو دور کی بات کوئی ان کے خلاف بولنے تک ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

دنیا میں نامور امیر کہلانے والے بھی ان لوگوں کے آگے کچھ نہیں تھے۔

ت۔۔تو۔۔تو یہ ڈارک ہول والے میری بیوی کے پیچھے کیوں پڑئے ہیں ؟؟ " " خوف کی شدت سے سفیان کی زبان بھی لڑکھڑا گئی تھی۔

وہ اچھے سے جانتا تھا وہ کچھ بھی نہیں ہے ان ڈارک ہول کے لوگوں کے آگے۔۔وہ اس جیسے ہزار سفیان میر کو راتوں رات غائب کر سکتے ہیں۔

کیونکہ اس کے پاس نایاب کی فائل ہے بتایا تو تھا تمہیں۔۔۔ " سفیان کی " آنکھوں میں خوف کے بادل لہراتے ہوئے اس نے دیکھ لیے تھے۔۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مزید اکڑا۔

علی اگر یہ سمجھ رہا تھا کہ سفیان اپنے لیے ڈر گیا ہے تو یہ اس کی بھول تھی وہ اپنے لیے نہیں ڈرا تھا وہ ایک بہت نڈر اور بے باک بندہ تھا شروع سے۔۔اگر وہ ڈرا تھا تو صرف اپنی بیوی کے لیے ۔۔۔کہ اس کی بھولی بھالی بیوی کن درندوں میں پھنس گئی ہے۔

کیا ہے نایاب کی فائل میں ایسا ؟؟...جو ڈارک ہول والے اس کے پیچھے " پڑ گئے ہیں؟؟ " وہ جاننے میں خاصہ تجسس رکھتا تھا کہ آخر اس فائل میں ایسا کیا ہے جو ڈارک ہول جیسے طاقتور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے۔۔

ہے۔۔۔ ایسا فارمولا جو دماغ کے لیے آب E نایاب کی اس فائل میں فارمولا " حیات ہے۔۔۔۔ جو کیسی بھی دماغ کی بیماری ہو اسے ٹھیک کر سکتا ہے ۔ جن کی یادداشت چلی گئی وہ لوٹا سکتا ہے۔ جو عمر رسیدہ ہو گئے اور ان کی دماغ بچپن کی جانب لوٹ گیا اسے واپس کام کا بنا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو پاگل ہو گئے ذہنی مریض انھیں واپس نارملٹی کی طرف لا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو سائیکو ہیں ان کے ذہن کو واپس توازن میں لا سکتا ہے۔ یہ وہ فارمولا ہے جسے دنیا کا ہر امیر آدمی خریدنا چاہے گا کیونکہ کوئی نہیں چاہتا کہ بڑھاپے میں جا کر اس کی عقل ضائع ہو جائے۔۔۔ یہ وہ فارمولا ہے جسے ڈارک ویب کے لوگ خریدنا چاہیں گے وہ بھی منہ مانگی قیمت پر۔۔۔۔ یہ وہ فارمولا ہے جسے سائیکو لوگوں کے پیارے بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی وصول کرنا چاہیں گے۔ یہ وہ فارمولا ہے جسے ایجنسی والے اپلائی کریں گے اپنے قیدیوں پر۔۔۔۔ یہ وہ فارمولا ہے جو پاگل خانوں سے ہزاروں " کارآمد لوگوں کو باہر نکال لائے گا۔۔۔

سفیان اس کی باتیں سن حیران رہ گیا تھا کتنے ہی لمحے وہ سوچ میں پڑا رہا۔

اگر وہ اتنا ہی کرامتی فارمولا ہے تو اسے خرید لیتے نایاب سے---- ہر چیز " " بکاؤ ہے دنیا میں--

تمھیں کیا لگتا ہے کوشش نہیں کی ہوگی۔ ۔ لیکن وہ بہت چالاک لڑکی ہے۔ " وہ کہتی ہے یہ صرف اس نے اپنی ماں کے لیے بنایا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پیے گا تو اس پر سائیڈ افیکٹس نظر آنے لگ جائیں گے۔ جو انسان 20 سال جینے والا ہے اس فارمولے کو استعمال کرنے کے بعد اس کی عمر 10 سال رہ جائے گی۔ ۔ لیکن سب جانتے ہیں وہ جھوٹ بول رہی ہے وہ بس اپنا ہمیں دینا نہیں چاہتی۔ " علی ہنسا تھا آخری جملہ ادا کرتے ہوئے E فارمولا ---اور وہ ہنسی بہت خباثت بھری تھی----بہت شیطانیت بھری---

اور تمہیں کیسے پتہ وہ جھوٹ بول رہی ہے؟؟ " سفیان میر پوچھے بغیر " رہ نہیں سکا تھا۔

کیونکہ وہ بہت ذہین ہے وہ جانتی ہے اچھے لوگ چیزوں کا اچھا استعمال " کرتے ہیں برے لوگ نہیں--- برائی، برائی کی وجہ سے ہی راج کرتی ہے --- تمہیں پتہ ہے ایک انسان کو دوسرے انسان کو تکلیف پہنچانے پر جب حساسیت ختم ہو جائے تو یہ نارمل نہیں ہوتا یہ ابتدا ہوتی ہے سائیکو ہونے ---کی یہ ابتدا ہے ذہنی بیمار ہونے کی-- اور ایسے ہزاروں ذہنی بیمار ڈارک ویب پر ملیں گے آپ کو -- وہ بیمار لوگ ہیں--- ہم جانتے ہیں وہ بیمار ہیں چونکہ عام نارمل انسان دوسرے انسان کا گوشت کھانے کی فرمائش نہیں کر سکتا اس کے جسمانی اعضاء کو کاٹ کر خوش نہیں ہو سکتا لیکن وہ ہوتے ہیں۔ وہ شدید بیمار ہیں لیکن ہم ان کی مدد نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ان بیماروں سے کاروبار چلتا ہے --- اور نہ ہی وہ چاہیں گے کہ کوئی اور کر صحیح ہاتھوں میں لگ کر مارکیٹ میں آ E سکے۔ اگر نایاب کا فارمولا جاتا ہے---تو برائی کس پر راج کرئے گی جب کوئی برا بچے گا ہی نہیں--- اس لیے وہ جانتی ہے --- کے جرم کی دنیا کے طاقتور لوگ اس فارمولے کو کبھی مارکیٹ میں آنے ہی نہیں دیں گے۔ وہ اس سے لینے کے بعد اس کو اپنے نفع تک محدود کر لیں گے اور اسے مار دیں گے E فارمولے

کیونکہ تاج محل بنانے والوں کے ہاتھ بھی تو شاہ جہاں نے کاٹ دیے تھے " ناں تاکہ کوئی دوبارہ نہ بنا سکے۔

❤️#جاری_ہے

" اس کا مطلب نایاب ابھی زندہ ہے--- "

نایاب مومن پاکستان کی سب سے کم عمر کیمسٹ تھی ساتھ ہی مشہور و معروف سنگر HJ کی وائف اور بزنس ورلڈ سے تعلق رکھنے والے عبدالرحمان صاحب کی نواسی -----جو جنگ میں شہید ہوئی --- اس کے متعلق ہر نیوز چینل پر ہیڈ لائن چلی تھی ---

ایک مشہور کیمسٹ نایاب مومن نے ایک فارمولا بنایا جس کے پیچھے E دنیا کے طاقتور لوگ لگے پڑئے ہیں--- وہ ان لوگوں کو اپنا فارمولا نہیں دینا چاہتی تھی اس لیے انگلینڈ سے بھاگ کر پاکستان آگئی۔ کچھ وقت تک مکمل خاموشی چھائی رہی-- اور پھر اچانک اسے باہر ملک کی کمپنی سے E آفر آئی--- اس دوران اسے کسی نے تنگ نہیں کیا تھا فارمولا کے لیے---وہ دوسرے ملک گئی --15 دن وہاں پر کام کیا---پھر وہاں سے اسے کہیں اور شفٹ کر دیا گیا دس بندوں کی ریسرچ ٹیم کے ساتھ ---اور اچانک کا کیا ؟؟؟---ان طاقتور E وہاں جنگ شروع ہوئی اور وہ مر گئی---فارمولے لوگوں کا کیا جو اس کے پیچھے پڑئے تھے؟؟؟..

ڈارک ہول---جرم کی دنیا کے بے تاج بادشاہ لوگ اس کے پیچھے پڑئے تھے۔ اس لڑکی کے پاس ایسا فارمولا تھا تو ان کے چلتے ہوئے کاروباروں کو بند کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس لڑکی کو کچھ نہیں کیا۔ کیا یہ ممکن تھا ؟؟ ...

کوئی بھی بتا سکتا تھا کہانی اتنی سیدھی ہو ہی نہیں سکتی--

علی کی پوری بات سننے کے بعد سفیان نے اندازہ لگا لیا تھا کہ نایاب کو ابھی مارا نہیں گیا ---وہ جہاں کہیں بھی ہے زندہ ہے کیونکہ علی کی باتوں سے محسوس ہو گیا تھا کہ فارمولا E ابھی تک ان کے ہاتھ نہیں لگا ہے تبھی انہوں نے حفصہ کو اغوا کیا.

مگر اس کی بیوی کے پاس تو فارمولے کی فائل تھی ہی نہیں اور یہ بات اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔

اس کا سوال سنتے ہی علی کو چپی لگ گئی۔

سفیان کے بندوں کے لاکھ مارنے کے باوجود وہ یہ بتانے کے لیے تیار نہیں ہوا کہ نایاب زندہ ہے ۔۔ اور اگر زندہ ہے تو کہاں ہے۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا ایک وقت وہ سفیان میر سے بچ سکتا ہے لیکن ڈارک ہول والوں سے نہیں۔۔۔

" یہ فارمولا E ؟؟ کی فائل یہاں کہاں سے آئی "

یہ غلطی سے میرے پاس آگئی تھی " سامنے بیٹھا عفان لاپرواہی سے گویا " ہوا۔

غلطی سے آگئی تھی تو واپس کیوں نہیں کی؟ " لمحہ بھر میں سفیان کا " لہجہ بدل گیا تھا وہ نہایت غصے سے دھاڑا۔

اس کی بیوی کو اغوا کیا گیا تھا صرف اس فائل کے پیچھے۔۔۔ خدا جانے وہ کس حال میں ہے۔۔۔ اسے کتنی تکلیفوں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔۔۔اور جس کے پاس یہ فائل تھی وہ شخص کتنا لاپرواہی سے کہہ رہا تھا کہ غلطی سے آگئی۔۔ اس نوجوان کا تو خون کھولنا ہی تھا۔

آرام سے۔۔۔۔ "عفان کو زہر لگا تھا سفیان کا خود پر چیخنا۔۔۔ وہ فورا ہی " آنکھیں دکھا کر جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

تم جانتے بھی ہو یہ فائل کتنی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی وجہ سے میری " بیوی کو اغوا کیا گیا ہے۔۔۔ " سفیان اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر اب چیخنے لگا تھا۔

اس کی بات سنتے ہی اب عفان خاموش ہو گیا۔۔۔

کسی کی بیوی اگر ایک فائل کے پیچھے غائب ہوئی ہے۔۔ اور وہ فائل آپ کے پاس ہے اور آپ نے اپنے مفاد اور صحیح وقت کے لیے اسے بچا کے رکھا تھا۔۔۔تو گنہگار تو ہوئے ناں آپ اس کے۔۔۔

وہ اس فائل کی اہمیت کو نہیں جانتے تھے۔ آپ پلیز غصہ نہ کریں بیٹھ " جائیں--- انہیں کل ہی یہ فائل اپنی دیگر فائلز میں ملی ہے اور یہ فورا اسے میرے پاس لے آئے--- اگر ان کے دل میں کوئی چور ہوتا تو ہم اس وقت اس فائل کو لے کر یہاں نہ بیٹھے ہوتے--- " ذریاب عجلت سے سفیان کو ٹھنڈا کر کے بٹھانے لگا۔

ویسے بھی یہ وقت آپس میں لڑنے کا نہیں ہے --- ہمیں حفصہ کو ڈھونڈنا " ہے" زریاب ان کی توجہ اصل مسئلے کی جانب لانے لگا۔

صرف حفصہ نہیں نایاب کو بھی--- " قیصر تیزی سے جتاتے ہوئے بولا---"

تو تمہیں بھی پتہ ہے کہ نایاب زندہ ہے" سفیان حیران کن لہجے میں--- "

تمہیں بھی مطلب ؟؟۔۔۔کیا کوئی اور بھی ہے جو جانتا ہے کہ نایاب زندہ " ہے"قیصر نے ایک ابرو اچکا کر --- بڑے تجسس کے ساتھ پلٹ سوال کیا---

جبکہ عفان اور ذریاب دونوں حیرت سے ان کے چہرے دیکھ رہے تھے---

ہاں--- علی " سفیان نے علی کے ساتھ ہوئی اپنی ساری کنورسیشن قیصر" زریاب اور عفان سے شیئر کی--- جسے سننے کے بعد وہ تینوں دم بخود رہ گئے ---

عفان و زریاب کو اندازہ نہیں تھا معاملات اتنے گمبھیر ہیں مگر قیصر کو ہوچکا تھا---

اب ہم آگے کیا کرنے والے ہیں ان دونوں کو وہاں سے لانا آسان نہیں ہوگا " " زریاب نے پریشانی کے عالم میں خود کو کہتے سنا تھا

زریاب باقی ان تین کی طرح میچور نہیں تھا ابھی وہ کافی چھوٹا تھا عمر میں ساتھ ہی اس نے ابھی نیا نیا اپنی والدہ کا بزنس جوائن کیا تھا ---اسے تو کانٹریکٹ بھی ارسا کے ذریعے مل رہے تھے عفان سے---ایسے میں اتنے بڑے لوگوں سے ٹکر لینے کا سوچنا بھی اس کے لیے بہت مشکل تھا----

اگر ان سب کا تعلق نایاب سے نہ ہوتا تو وہ کبھی ان معاملات میں نہ پڑتا---

پتہ ہے بچے--- لیکن جو انہیں نہیں پتہ وہ ہے کہ کتنے غلط شخص سے " پنگا لیا ہے انہوں نے اس بار --- وہ میرے جگنو کو لے کر گئے ہیں--- میں

انھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا وہ کتنے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔۔میں ان سب کو زندہ جلا دوں گا وہ جانتے نہیں ہیں ابھی قیصر عبدالرحمان یوسف کو" اور یہ جملے ادا کرتے وقت اس کی سیاہ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ایسے شعلے جو سب کچھ جلا کر خاک کر دیں۔۔۔

وہ ایک جنونی انداز میں گویا ہوا تھا۔

اور اس معاملے میں تم اکیلے نہیں ہو۔۔ میں بھی تمہارا پورا ساتھ دوں گا" قیصر ۔۔۔ انہوں نے میری بیوی کو اغوا کیا ہے سفیان میر کی بیوی کو۔۔۔انھیں تو میں قبر بھی نصیب نہ ہونے دوں اب۔۔۔ " سفیان نے قیصر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر۔۔ اس کے ساتھ ہونے کا اعلان کیا۔ کہ وہ اس جنگ میں اکیلا نہیں ہے سفیان پورا ساتھ دے گا اس کا۔

مجھے بھی کاؤنٹ کرو۔۔۔ نایاب یوسف خاندان کی بیٹی ہے۔۔۔ایسے کیسے " کوئی یوسف خاندان کی بیٹی کو اٹھا لے جائے گا۔ " دنیا بھر کی لڑائیاں اپنی جگہ ۔۔۔ خاندان کی بیٹی کی عزت اپنی جگہ۔۔۔

مانا ایک وقت تھا جب عفان نایاب کی عزت کا سب سے بڑا دشمن بنا تھا لیکن تب وہ جانتا نہیں تھا کہ نایاب کا تعلق عبدالرحمان صاحب سے ہے۔۔۔ وہ ان کی لے پالک نواسی ہے۔

مجھے بھی ساتھ ملا لیں۔۔۔ میں نایاب و حفصہ کی خاطر کوئی بھی جوکھم " اٹھا سکتا ہوں۔۔۔وہ دونوں میرے لیے بہت خاص ہیں " زریاب کے کہتے ہی سب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

عفان اور قیصر ۔۔۔دونوں ہی جانتے تھے زریاب کے لیے خاص صرف نایاب ہے۔۔۔نایاب کے توسط سے حفصہ خاص ہوئی ہے فقط۔۔۔

کیا میں کوئی مدد کر سکتا ہوں ؟ ..میں جانتا ہوں میں آپ لوگوں کی طرح " پاور فل نہیں ہوں لیکن جو دونوں غائب ہوئی ہیں وہ میرے دل کے بہت قریب ہیں۔۔۔انھیں واپس لانے کے لیے میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں" عاطف ملازمین کے ساتھ چائے و سنیک وغیرہ لے کر آیا تھا جب اس کے کانوں میں یہ آوازیں پڑیں ۔۔جسے سننے کے بعد وہ خود کو روک نہیں سکا اس جنگ کا سپاہی بننے سے۔۔

سفیان عاطف کی بات سن لمحہ بھر کے لیے سوچ میں پڑا۔۔اس کے لیے نایاب خاص ہے سمجھ آتا ہے لیکن حفصہ خاص کیسے ہو گئی؟؟

اور سفیان میر کب جانتا تھا کہ وہ کم عمر چھوٹا سہ لڑکا جس کی مونچھیں بھی ابھی ٹھیک طرح نہیں آئی ہیں۔۔۔جس کے چہرے پر داڑھی کی جگہ بالی عمر کا ہلکا ہلکا سہ نرم رواں ہے۔ وہ دراصل اس کی بیوی کا بچپن کا عاشق ہے۔۔۔سچا عاشق۔۔۔ جو ایک جان کیا ۔۔۔ہزاروں جانیں بھی حفصہ پہ وار سکتا ہے ہنستے ہنستے آج بھی۔۔۔۔

تو ہمیں کرنا کیا ہے ؟؟ کوئی پلان ہے ؟؟ "زریاب تیزی سے سیدھا ہو کر " بیٹھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

اس لمحے چائے سے کہیں زیادہ ان کے خون کھولے ہوئے تھے۔ ۔۔چائے کو تو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

میڈیا کی مدد لیتے ہیں ایسے کام میں میڈیا بہت ساتھ دیتا ہے آج کل۔ ۔ " "عاطف جوابا فورا گویا ہوا۔

میڈیا سب سے پہلے بکتا ہے "قیصر اپنے بھائی کی بات سن۔۔۔ اس کی " جانب دیکھ۔۔نہایت جتاتے ہوئے زخمی مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے بتانے لگا۔۔۔

علی ؟؟ ...کیا ہم اس کے ذریعے ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکتے؟ "زریاب " سوچتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

وہ اندر کا بندہ نہیں ہے ان کے۔۔وہ صرف اوپری انفارمیشن دے سکتا تھا " جو وہ دے چکا ہے ۔۔ اس نے کہا ہے ۔۔ کہ اسے نہیں پتہ نایاب اور حفصہ کو کہاں رکھا گیا ہے۔۔۔" سفیان گمبھیر لہجے میں جوابدہ ہوا۔۔۔

تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان کا کوئی خاص بندہ پکڑیں۔۔ تب ہی ہم نایاب اور " حفصہ تک پہنچ سکتے ہیں۔۔۔ "عفان کی بات سے سب اتفاق کرنے لگے۔۔

جیسے پروفیسر دامل خان؟؟ "زریاب اندازا استفسار کر اٹھا۔۔ "

مجھے نہیں لگتا پروفیسر دامل خان ان کا کوئی خاص بندہ ہے۔۔۔وہ بالکل " انہی کی طرح ہے جیسے وہ نو کیمسٹ ۔ جنہیں نایاب کی موت کو حقیقت کا

رنگ دینے کے لیے انہوں نے یوں ہی مار دیا۔ "قیصر نے اس کی بات سے نہ اتفاقی ظاہر کی---

تو پھر؟؟ "عفان سوچ میں مبتلا ہوکر --- "

میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو ہماری اس حوالے سے بہت مدد کر سکتا " ہے لیکن اس کی مدد آنے تک ہمیں خاموش بیٹھنا پڑئے گا بالکل --- " قیصر کی بات سن باقی چاروں تجسس میں مبتلا ہوئے۔۔ کہ آخر قیصر کے پاس ایسا کون سہ بندہ ہے۔۔جو ڈارک ہول جیسے پراسرار اور طاقتور لوگوں کی انفارمیشن لانے میں اس کی مدد کر سکتا ہے۔

کیا ہم جان سکتے ہیں وہ کون ہے ؟ "عفان مزید خاموش نہیں رہ سکا تھا " --- اسے بہت تجسس تھا جاننے میں---

ابھی نہیں--- " قیصر نے انکار کیا۔ "

کیا وہ قابل بھروسہ ہے۔؟ " اس کی بیوی جہاں کہیں بھی ہے زندہ اور " صحیح سلامت ہے ۔۔اسی یقین کے ساتھ وہ یہ جنگ لڑ رہا تھا۔

سفیان کو یہ جاننے میں اتنا تجسس نہیں تھا کہ وہ بندہ کون ہے ---جتنا یہ جاننے میں تھا کہ وہ قابل بھروسہ ہے یا نہیں۔۔چونکہ اس کی بیوی کی زندگی کا معاملہ تھا ---ایک غلط قدم اور سب کچھ ختم---

بالکل--- میں آنکھیں بند کر کے ان پہ بھروسہ کر سکتا ہوں۔ " قیصر نے" مکمل اعتماد میں لیا۔

تو پھر جلدی کرو--- "سفیان تیزی سے بولا--- "

❤*Husny Kanwal*❤

عفان باہر کی جانب جاتے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا اور یہ بات قیصر نے محسوس کر لی تھی---

اس کے گھر میں تو عفان کی عمر کی کوئی لڑکی نہیں تھی پھر وہ کس کے لیے بارہا پیچھے مڑ رہا تھا؟؟--- قیصر یہی سوچ الجھا۔ ۔

گنجے انکل(گندے انکل)" وہ ابھی اپنی گاڑی کا ڈور کھول ہی رہا تھا جب " سامنے سے ایک سفید رنگ کی گاڑی آکر رکی۔۔ اور اس میں سے تانیہ اور طالعہ باہر نکلے۔۔۔

طالعہ کے ننھے سے ہاتھ میں کیٹو تھی ۔۔۔جسے وہ گرومنگ کروا کر آ رہے تھے۔

عفان کو دیکھتے ہی۔۔ وہ کیٹو کو تانیہ کو دے کر بھاگتی ہوئی اس کی جانب آئی۔۔۔ اور اسی طرح پکارتے ہوئے آئی جیسے ہر بار آتی ہے۔

اس بار عفان نے منہ نہیں سکیڑا نہ ہی پیچھے کی جانب ہوا۔۔۔بلکہ گاڑی کا ڈور چھوڑ کر خود اس کی جانب آیا۔۔۔

گنجے انکل (گندے انکل)" جب وہ قریب پہنچی تو عفان نے اسے فورا ہی" گود میں لے لیا ۔۔وہ بھی بڑی محبت سے اپنی ننھی منی باہیں اس کی گردن میں ڈال کر بڑے پیار سے بولی۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہو ؟؟ " عفان نے بڑی محبت سے پوچھا۔"

(ہاں۔۔۔ ہم ... ہم کیٹو کی گلومنگ (گرومنگ"

کلا (کرا) کر آئے ہیں۔۔۔ " وہ خوش ہو کر اپنی توتلی زبان میں بتانے لگی۔

ارے واہ۔۔۔ یہ بہت اچھا کیا آپ نے۔" قیصر کو تو جیسے اپنی آنکھوں پہ" یقین نہ رہا ہو۔ ۔۔

وہ نایاب کی فائل لے آیا کیونکہ اسے پتہ ہی نہیں تھا اس فائل میں کیا ہے ۔۔۔سمجھ آتا ہے۔۔۔

وہ ان کے ساتھ لڑنے میں ساتھ دینے کے لیے تیار ہے کیونکہ وہ مانتا ہے کہ نایاب ان کے خاندان کی بیٹی ہے یہ بھی سمجھ آتا ہے۔۔۔ لیکن اس گھمنڈی و سفاک دل آدمی کا اپنی بیٹی سے پیار کرنا ؟؟۔۔ یہ اسے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

" آپ کو پتہ ہے میں یہاں کیوں آیا تھا "

کیوں؟؟ " وہ اپنی ننھی سے ائبرو اچکاکر پوچھنے لگی۔۔"

کیونکہ مجھے آپ کی یاد آرہی تھی--- آپ اتنی پیاری ہو نا میں بھول ہی " نہیں پا رہا آپ کو--- " وہ اس کے گال کو چومتے ہوئے بڑئے پیار سے کہہ رہا تھا۔

آپ تو گنجے انتل (گندے انکل)نہیں ہو" طالعہ کے کہتے ہی اس حسین " نوجوان کے چہرے پہ بڑی سی اطمینان بھرئی مسکراہٹ بکھرئی۔

یہی تو--- میں بالکل بھی گنجا نہیں ہوں--- " وہ اپنے سر کو نیچے کر کے" بال دکھانے لگا۔

جس پر پاس کھڑی تانیہ کی ہنسی چھوٹی--

تانیہ کے اچانک ہنسنے پر وہ فورا سیدھا ہوا واپس اپنے رعبدار انداز میں----

وہ آپ کو گنج---- " ابھی تانیہ بولنے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے قیصر کی " " آواز آئی "تانیہ

وہ قیصر کی برہم آواز پر فورا پیچھے مڑی---

اندر چلو" قیصر نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا تھا"

جی-- حنی" تانیہ نے فورا نگاہ جھکاکر کہا---"

اسے بھی لے جاو" قیصر لمبے قدم لیتا عفان کے سامنے جا پہنچا "

جیسے ہی س نے اپنے ہاتھ طالعہ کے آگے بڑھائے---وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اپنے والد کی گود میں آگئی--

قیصر نے اسے تانیہ کو دیا اور اندر جانے کو کہا---

شرم کرو --- بہت چھوٹی ہے تم سے" قیصر نے آنکھیں دکھا کر ---خاصہ " جتاتے ہوئے کہا---

وہ بہت دیر سے نوٹ کر رہا تھا عفان بار بار نظر دوڑا رہا تھا اس کے گھر میں--اور پھر تانیہ کا آنا اور اس کا رک جانا--پھر طالعہ سے پیار سے بات کرنا --جس پر تانیہ کا اس کی جانب متوجہ رہنا ---یہ سب دیکھنے کے بعد اسے یہی لگا کہ وہ تانیہ کے چکر میں ہے---

ہاں مجھے پتہ ہے وہ بہت چھوٹی ہے لیکن اس میں شرم کرنے والی کیا " بات ہے ؟؟ "عفان الجھا۔۔۔

چھوٹے بچوں سے تو سب ہی پیار کرتے ہیں۔۔اس میں شرم کیسی؟؟ ۔۔۔

اگر پتہ ہے ۔۔۔ تو حدود میں رہو اپنی۔۔ بڈھی گھوڑی لال لگام۔۔۔ " قیصر " سر جھٹک کر طنزیہ کہتا ہوا وہاں سے چل دیا ۔۔۔جب کہ عفان الجھ کر اس کی پشت تک رہا تھا۔۔۔

... وہ کیا کہہ کر گیا؟؟۔۔۔اور کیوں؟؟

بیوی کا غم لگتا ہے سر پہ چڑھ گیا اس کے۔۔۔کچھ بھی بولتا ہے"عفان " کڑکڑانے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔ اور پھر سر جھٹک کر وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کے نام سے HJ میں ہوں قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔آپ لوگ مجھے جانتے ہیں۔۔یہ میرا افیشل اکاؤنٹ ہے۔۔اور اپنے اکاؤنٹ کے تھرو میں آپ لوگوں سے کچھ پرسنل چیزیں شیئر کرنا چاہتا ہوں۔۔ مجھے اس وقت اپنے فینز کی بہت سخت ضرورت ہے۔۔ جیسا کہ آپ لوگوں کے علم میں ہوگا۔ ۔ کے میری بیوی نایاب مومن کو ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی کی جانب سے فلسطین بھیجا گیا تھا جہاں پہلے ان کے گمشدہ ہو جانے اور پھر ڈیتھ کی نیوز کنفرم کر دی گئی ۔۔ لیکن میں آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری بیوی مری نہیں ہے۔ جی ہاں۔۔۔ آپ لوگ بالکل صحیح سن رہے ہیں۔۔۔ وہ زندہ ہے اور وہ قید میں ہے۔۔ اس نے ایک فارمولا بنایا تھا۔۔۔فارمولا E کے نام سے ۔۔۔ اپنی والدہ کے لیے۔۔۔وہ ذہنی بیمار تھیں نایاب نے اپنی ذہانت سے ایک ایسا فارمولا تیار کیا جو کسی بھی ذہنی بیماری کو دور کر سکتا ہے۔ اور یہ بات ڈارک ہول کے لوگوں تک پہنچ گئی۔۔ پروفیسر دامل خان ،مسٹر ناتھن (ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی کے مالک)اور بہت سے بڑے نامور لوگ شامل ہیں اس ڈارک ہول کی گینگ میں۔۔۔ جنہوں نے نہ صرف میری بیوی کو اغوا کر کے رکھا ہے بلکہ نو مشہور کیمسٹ کو ناحق قتل کروایا ہے۔۔ آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کے میں ایسے ہی بے بنیاد الزامات کیسے لگا سکتا ہوں اتنے بڑے مشہور لوگوں پر۔۔۔ تو یقین کریں میرے پاس

پروف ہے۔۔جی بالکل میرے پاس سارے ثبوت موجود ہیں۔۔ یہ فائل دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔یہ میری بیوی کی فائل ہے۔۔اس فارمولے E کی فائل جس کے پیچھے ڈارک ہول والے لگے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ یہ فائل مجھے دے کر گئی تھی اور اس نے مجھے بتایا بھی تھا کہ اگر وہ غائب ہو جاتی ہے یا اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے تو کون ہوگا اس کا ذمہ دار ۔۔ کل رات اٹھ بجے میں لائف آؤں گا۔۔اور آپ کو وہ سارے ثبوت خود دوں گا ۔۔کہ کون کون شامل ہے اس میں اور کس طرح یہ سلسلہ چل رہا ہے۔۔۔کس طرح مظلوم لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔۔اتنا ہی نہیں سفیان میر۔۔مشہور سیاستدان کی بیوی حفصہ بھی اسی فارمولا E کے پیچھے اغوا کی گئی ہے۔ آپ لوگ میرا ساتھ دیں ۔۔مجھے سپورٹ کریں۔۔اس کلپ کو جتنا ممکن ہو سکے شیئر کریں تاکہ ہم مل کر مشہور کیمسٹ نایاب مومن ۔۔جو پاکستان کی بیٹی ہے اسے واپس لا سکیں وہ بھی صحیح سلامت اور ان کے گنہگاروں کو سزا دلوا سکیں" HJ دنیا کا نامور مشہور سنگر ۔۔۔ جس کے پوری دنیا میں فینز پھیلے ہوئے تھے۔۔۔ جب اس کے سوشل اکاؤنٹ پر یہ کلپ لگی تو صرف منٹوں میں پوری دنیا میں وائرل ہونا شروع ہو گئی۔۔۔

انسٹاگرام پر

#JUSTICEFORNAYABMOMIN

کا ٹرینڈ اسٹارٹ کر دیا گیا۔

الگ الگ سوشل اکاؤنٹ پر گروپ بنائے جانے لگے جہاں پر قیصر کی یہ کلپ شیئر کی جا رہی تھی۔۔۔تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے۔ ۔

اور یہ کلپ پھیلانے کے لیے گروپ بنانے والے چند لوگ نہیں تھے بلکے عفان یوسف کا پورا سٹاف ۔۔زریاب کے آفس کا پورا سٹاف۔۔سفیان میر کے بندے۔۔۔اور قیصر کی پوری ٹیم شامل تھی۔۔۔

اس کام کو کرتے وقت وہ اچھے سے جانتے تھے۔۔ کہ ان کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔بہت جلدی اس کلپ کو shadow banning

یا Deplatforming کا سامنا کرنا پڑجائے گا۔

صرف ایک گھنٹے بعد یہ ٹرینڈ پہ چلنے والی کلپ اچانک ہی نیچے آنے لگی --

اس کی جگہ پاکستانی ٹک ٹاکر کی نازیبا تصویریں وائرل ہونے کی نیوز ٹرینڈ پہ چل گئی اچانک--- اور یہ صرف پاکستان میں نہیں ہوا تھا ہر ملک کے اعتبار سے وہاں کی کوئی سیاسی نیوز کو اس وقت ہیڈ لائن بنا دیا گیا۔اور قیصر کے کلپ نیچے کی جانب آتی چلی گئی---

یہ سیاسی حربہ ہے کہ جب کسی مسئلے پر سے عوام کی توجہ ہٹانی ہوتی ہے تو کسی اور مسئلے کو لے آتے ہیں عوام کے سامنے-- عوام ساری اس پر لگ جاتی ہے اور وہ مسئلہ جو اصل میں توجہ طلب تھا وہ پیچھے کہیں رہ جاتا ہے--قیصر کے ساتھ بالکل یہی سین کیا گیا تھا۔

وہ پانچوں اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے--

ان کے سامنے لیپ ٹاپ کھلے ہوئے تھے --

وہ سب دیکھ سکتے تھے کہ قیصر کی ویڈیو کس طرح ہائی پیک پر گئی--- اور صرف ایک گھنٹے بعد اسے Deplatforming کردیا گیا---

شٹ...ان لوگوں نے تو ایک گھنٹے بھی نہیں چلنے دی --- " زریاب نہایت" دانت پیستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

عاطف کو تو ابھی تک یہی سمجھ نہیں آرہا تھا--کہ یہ سب کرنے کی ضرورت کیا تھی جب علم تھا کہ آخر میں مایوسی ہی ہاتھ آنی ہے--- مگر اس نے منہ سے کچھ نہ کہا چونکہ وہ قیصر کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا --

اس کی بیوی کو کڈنیپ کیا گیا ہے ۔اور اس کا سامنا بہت خطرناک دشمنوں سے ہے---وہ کچھ بھی کر لے ان کے لیول کا نہیں کھیل سکتا ---وہ لوگ بہت جلدی ہر چیز پر قابض ہو جاتے ہیں --

جس سے جتنا ممکن ہو رہا تھا وہ اپنے اپنے دماغ اور طاقت کے مطابق لڑ رہا تھا---ایسے میں قیصر نے اپنی سب سے مین پاور کا استعمال کیا تھا---اپنے نام کا---لیکن وہ بھی ایک گھنٹے سے زیادہ چل نہ سکا---

❤*Husny Kanwal*❤

آج موسم گرم رہا تھا پورا دن--- لیکن رات کافی پرسکون اور ٹھنڈی تھی---

ویسے تو وہ گھر میں ہی رہ رہا تھا کچھ دنوں سے--- لیکن آج عفان اور سفیان سے ملنے کے لیے وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر گیا تھا پھر واپسی پر راستے میں پڑنے والی بیکری پر رک گیا۔

طالعہ اور مہر کے لیے ناشتے کا سامان لیا--اور گھر واپس لوٹ آیا۔

سامان کچن میں رکھنے کے بعد ۔۔ وہ لاؤنج کی لائٹ اف کر کے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا---

بہت مرے مرے سے قدم لے رہا تھا وہ---

کمرے میں جانے کے بعد اس نے لائٹس ان نہیں کی--- بس یوں ہی جا کر بیڈ پر لیٹ گیا--اور کمبل منہ تک اوڑھ لیا---

ارد گرد آج مکمل خاموشی طاری تھی --- اتنی خاموشی کہ گھڑی کی ٹک ٹک بھی سنائی دے رہی تھی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

وہ گھری نیند میں تھا جب کوئی کمرے میں داخل ہوا---

وہ تین چار لوگ تھے ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی guns تھیں--

انہوں نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ پر لیٹے لڑکے کا نشانہ لیا اور دھڑا دھڑ فائر شروع کر دیے---

پورا قیصر کا گھر ان گولیوں کی آوازوں سے گونج اٹھا تھا----

ان ظالموں نے ذرا رحم نہیں کھایا تھا ۔۔

اس بیڈ پر لیٹے نوجوان کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا چند ہی منٹوں میں----

جب ملا ہوا آرڈر انہوں نے پورا کر دیا اور ساری گولیاں اس بیڈ پر لیٹے لڑکے کے وجود میں اتار دیں ۔۔تو پھر ان کے ہاتھ رکے--

ان میں سے ایک کمبل ہٹانے کے لیے آگے آیا--تاکہ اس لڑکے کے چھلی وجود کو دیکھے---

کمبل ہٹاتے ہی--- ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں---کیونکہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا صرف تکیے بچھے ہوئے تھے---

ابھی وہ حیرت کے غوتے ہی کھا رہے تھے کہ پیچھے سے ان پر حملہ ہوا--- وہ بھی گولیوں کی بوچھار کے ساتھ---

وہ چار لوگ اکیلے نہیں آئے تھے ان کے ساتھ اور بھی بندے تھے جو قیصر کے پورے گھر میں پھیل گئے تھے---

انھیں آرڈر ملا تھا قیصر کو مارنے کے بعد اس کے گھر آگ لگا دی جائے--تاکہ دیکھنے والوں کو ایسا ہی لگے کہ حادثہ پیش آیا ہے ساتھ ہی کی فائل ہے --وہ اسے لینے آئے E قیصر کے پاس جو نایاب کی فارمولا تھے---

قیصر کا پورا گھر صرف چند منٹوں میں جنگ کے میدان کا منظر پیش کرنے لگا---

دو گروہ آپس میں لڑتے ہوئے نظر آرہے تھے--

فائر جاری تھی---

کوئی کسی دوسرے پر رحم نہیں کھا رہا تھا--بس جو سامنے آیا اسے مار دیا---

کون مر رہا ہے --کون زخمی ہو رہا ہے--- یہ سب وہ پانچوں لڑکے اپنے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر بیٹھ کر دیکھ رہے تھے---

عفان یوسف کے گھر کا گراؤنڈ فلور ان کا میٹنگ ایریا بنا ہوا تھا اس وقت--

وہ لوگ ہمیشہ الگ الگ جگہ پر ملا کرتے تھے۔

قیصر نے وہ کلپ ڈالنے سے پہلے ہی اپنی پوری فیملی کو سیف مقام پر شفٹ کروا دیا تھا۔ کیونکہ اسے اچھے سے علم تھا کہ اب ایسا ہی کچھ ہونے والا ہے---دانہ جو ڈالا تھا کبوتر نے تو آنا تھا چگنے---

نایاب کی خاطر اس نے اپنے والد ہارون شاہد سے مدد مانگی--- وہ اپنے بیٹے کی خاطر اپنی بہو کو بچانے کے لیے اس میدان میں فورا ہی کود

پڑئے تھے۔ یہ ان ہی کا آئیڈیا تھا کہ قیصر ان لوگوں کے کانوں تک یہ خبر E پہنچائے کہ نایاب کی فارمولا کی فائل اس کے پاس ہے۔۔

اس کلپ کا مقصود کبھی بھی لوگوں کا سپورٹ حاصل کرنا نہیں تھا نہ ہی وہ لوگوں کے لیے چلائی گئی تھی وہ تو ڈارک ہول کے لوگوں کو یہ بتانے کے لیے چلائی گئی تھی کہ قیصر جانتا ہے کہ اس کی بیوی زندہ ہے اور وہ ان کے پاس ہے اور جس فارمولے کی فائل کے لیے انہوں نے اسے کڈنیپ کر رکھا ہے وہ دراصل اس کے پاس ہے۔

عاطف نے جب دیکھا کہ وہ چاروں ہی صوفے سے ٹیک لگا کر ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں چڑھائے بڑے شاہانہ انداز میں بیٹھ کر قیصر کے گھر میں چلنے والی لڑائی کی فوٹیج ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے فور کے ایچ ڈی پر کوئی مووی دیکھ رہے ہوں تو وہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ بچہ نہیں ہے خود بھی ان کی نقل کرتے ہوئے صوفے سے ٹیک لگا کر ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں چڑھا کر بیٹھ گیا لیکن اس سے وہ سب کچھ دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔وہ مارپیٹ ۔۔وہ خوں ریزی ۔۔وہ فائر کی آوازیں ۔۔۔وہ سب بہت ڈراؤنا تھا بہت بھیانک خاص طور پر فائر کی گرجدار آوازیں ۔۔ایسا لگ رہا تھا روح ہل رہی ہو۔ اس نے کبھی زندگی میں لوگوں کو مرتے نہیں دیکھا تھا اپنے سامنے لیکن انھیں دیکھ رہا تھا۔

انسانی جسموں کے حصے خون میں لت پت بکھرئے ہوئے دیکھ کر اس کی طبیعت غیر ہوتی جا رہی تھی لیکن وہ اکیلا نہیں تھا اس کمرے میں جس کی ایسی حالت ہو۔۔ زریاب بھی اس کے ساتھ برابر کا شریک تھا وہ تو بس قیصر اور باقی سب کے سامنے ظاہر کرنے کے لیے کہ وہ بڑا ہے۔۔ ان کی طرح پرسکون انداز میں بیٹھا ہوا دکھا رہا تھا خود کو۔۔۔ ورنہ اس کا تو خود جی متلی ہو رہا تھا۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کو ہو رہی تھیں وہ سب دیکھنا آسان نہیں تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"بول۔۔۔ جلدی بول۔۔۔ کہاں ہے نایاب و حفصہ۔۔۔تم لوگوں نے کہاں رکھا ہے انھیں ؟؟ تمہارا ماسٹر مائنڈ کون ہے؟؟ ...جلدی بتا کون ہے ڈارک ہول کو چلانے والا؟؟؟ " قیصر و سفیان شیشے کے دروازے کے پار کھڑے کمرے

کے اندر دیکھ رہے تھے ---جس میں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا اور صرف ایک پیلی لائٹ جل رہی تھی --جو اپنے سائے میں بیٹھے لڑکے کو آنکھیں چندیانے پر مجبور کر رہی تھی--حونین مسلسل اسے مار پیٹ کر سوالات کر رہا تھا --

قیصر کو مارنے اور فائل لینے کے لیے جسے ہیڈ بنا کر بھیجا گیا تھا ڈارک ہول کی جانب سے---یہ وہی شخص تھا----

وہ دیکھنے میں بالکل سیاہ تھا--- جیسے افریقہ کا باشندہ ہو--- باڈی اتنی تگڑی کہ دیکھنے سے ہی اس بندے سے خوف آنے لگے۔

کیونکہ ہارون شاہد خود بھی ایک گینگسٹر ہے اس لیے بہت اچھے سے جانتا تھا یہ معاملات کیسے چلتے ہیں۔ انہوں نے قیصر کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو شخص اس سے فائل لینے آئے گا وہ ڈارک ہول والوں کا کوئی خاص بندہ ہی ہوگا کیونکہ وہ فائل ان کے لیے بہت قیمتی ہے --وہ کسی ایرے غیروں کو لانے کے لیے نہیں دیں گے اسے --- (خاص طور پر تب جب قیصر نے یہ بات نیٹ پر پھیلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ ایسا فارمولا ہے جو کسی بھی ذہنی بیماری کو دور کر سکتا ہے---جو دماغی مریضوں کے لیے آب حیات کی مانند ہے)۔ساتھ ہی وہ اپنے اتنے بندے بھیجیں گے اس خاص شخص کے ساتھ۔کے وہ مطمئن ہونگے کے وہ فتح یاب ہوکر ہی لوٹے گا ---اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا لیکن جس بات کا انہیں اندازہ نہیں تھا ---وہ تھا ایک گینگسٹر کا سامنا ہوجانا---

قیصر ہو یا سفیان ان کے نزدیک تو سبھی عام سے لوگ تھے ان میں اتنی طاقتیں کہاں تھی کہ وہ بغیر ایجنسی بغیر دوسری طاقتوں کے ان سے لڑ سکیں اس لیے ان کے نزدیک معاملات ان کے حق میں ہی تھے وہ قیصر کو مارتے اور فائل لے جاتے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور ایسا دکھاتے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ حادثاتی طور پر اپنی فیملی سمیت مر گیا لیکن وہ کب جانتے تھے کے قیصر کے پیچھے اس کا باپ کھڑا ہے--جس نے قیصر کو اتنی سیکیورٹی فراہم کر دی تھی کہ اگر ڈارک ہول اپنی آدھی ٹیم بھی بھیج دیتا--- تو بھی اس رات وہ قیصر کا بال بھی بانکا نہیں کر سکتا تھا --

مانا وہ ویل ٹرین تھے مگر ہارون شاہد کے بندے بھی کم نہیں تھے-- بلکے حونین کا عالم تو یہ تھا کہ وہ 10 پر ایک بھاری تھا ..

❤️*Husny Kanwal*❤️

نایاب اٹھو پلیز اٹھو ۔ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے--- نایاب-- مجھے پتہ" ہے تم مجھے سن سکتی ہو ۔نایاب ہمت کرو۔۔نایاب اٹھو۔۔تم مجھے سن سکتی ہو-- میں جانتی ہوں۔۔میں ہوں حفصہ تمہاری دوست۔۔مجھے دیکھو ۔۔پلیز نایاب اٹھو ہمارے پاس وقت نہیں ہے-- " اس لڑکی کے جسم پر جگہ جگہ نیل کے نشانات تھے ہاتھ کا ایک ناخن اکھڑا ہوا پاؤں کے بھی دو تین غائب تھے۔۔ بال بالکل اجڑئے و کٹے ہوئے -- جو گردن تک کو ڈھکنے کے لیے ناکافی تھے ۔۔آنکھوں کے نیچے کالے حلقے ۔۔چہرہ بالکل مرجھایا ہوا بےرونق و بےنور سہ--

اس کا سیدھا گال پھٹا ہوا تھا جس میں سے گوشت ہلکا سہ ابھرا ہوا الگ ہی نظر آرہا تھا-- ساتھ ہی اس کی گردن اور جسم کے بہت سے حصوں پر سگریٹ کے جلائے ہوئے کے نشانات تھے۔

وہ پہلے سے بہت دبلی ہو گئی تھی جیسے بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو--

اس کے ہونٹ پھولے پھولے اور زخمی ہو رہے تھے۔

کوئی اسے دیکھ لے تو پہچان نہ سکے اتنی بری حالت میں تھی وہ لڑکی--

اس لڑکی پر ہر طرح کا جسمانی تشدد کیا گیا تھا۔ حال تو یہ تھا کہ وہ بیچاری ٹھیک طرح کھڑی تک نہیں ہو پا رہی تھی۔

حفصہ نہیں جانتی کیوں لیکن ان لوگوں نے کچھ دنوں سے اس پر تشدد کرنا E بالکل روک دیا تھا-- شاید انہیں اب یقین آ گیا تھا کہ اس کے پاس فارمولا کی فائل نہیں ہے --

شروع میں جب انہوں نے کھانا دیا تو اس نے یہ سوچ کے نہیں کھایا کہ شاید اس میں زہر ہو-- وہ اسے مار دینا چاہتے ہوں کیونکہ وہ ان کے کسی کام کی نہیں بچی لیکن دو دن بھوکا رہنے کے بعد جب تیسرے دن کھانا آیا تو وہ خود کو روک نہیں سکی اور کھا لیا--

حفصہ وہاں بے ہوشی کے عالم میں لائی گئی تھی اس لیے وہ نہیں جانتی وہ کہاں تھی لیکن جتنا یہاں رہ کر اس نے جانا تھا وہ ایک لیب میں تھی بہت بڑی لیب۔۔۔ جہاں الگ الگ ڈیپارٹمنٹس تھے وہ اکثر ان لوگوں کو باتیں کرتا سنتی تھی جس سے وہ اندازے لگاتی تھی کہ وہاں کیا چل رہا ہے۔۔۔

اللیگل ریسرچ اینڈ ایکسپیریمنٹس۔۔۔الیگل ڈرگ مینوفیکٹرنگ۔۔۔انوارومنٹل کرائمس۔۔

فائننشل فراڈ اینڈ سائنٹیفک ریسرچ

ہیومن رائٹس وائلیشن جیسے سارے اللیگل کام چل رہے تھے وہاں۔۔

وہ اپنے باتھ روم کی کھڑکی کو توڑ کر وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔۔یہ منصوبہ بناتے ہوئے اسے تقریبا پورا مہینہ ہی گزر گیا تھا شاید۔۔وقت کا تو کوئی اندازہ نہیں کیونکہ گھڑی نہیں تھی نہ ہی دن رات کی خاص خبر ہوتی تھی صرف واش روم جا کے ہی پتہ چلتا تھا کہ دن ہے یا رات جو کھڑکی سے نظر آتا تھا بس ۔۔۔لیکن اسے لگنے لگا تھا کہ وہ کافی عرصے سے یہاں ہے ۔۔۔

کھڑکی سے باہر کودنے کے بعد وہ چاہتی تو بھاگ جاتی۔۔۔ آدھا راستہ اس نے پار کر لیا تھا آدھا ہی باقی تھا ۔۔اور اسے یقین تھا وہ کر لے گیا لیکن وہ واپس آئی۔۔۔کیونکہ اسے علم تھا کہ اگر اس نے نایاب کو یہاں تنہاء چھوڑا تو یہ لوگ فارمولے کے چکر میں اسے اوور ڈوز دے دے کر مار دیں گے اور وہ اپنی دوست کو مرنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

نایاب سے کہیں زیادہ بری حالت تھی حفصہ کی ۔۔ اسے ہر طرح کے تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا ذہنی ٹارچر کیا گیا تھا دن رات۔۔لیکن اس کے باوجود وہ صرف اور صرف نایاب کے لیے واپس آئی۔

اس نے چہرے پر ماسک لگا لیا تھا اور لیب کوٹ پہن کر نایاب کے کمرے میں آگئی تھی تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔۔

نایاب اٹھو۔۔۔پلیز اٹھو ۔۔۔میرے لیے نہیں تو اپنے بچوں کی خاطر"
اٹھو۔۔اپنے شوہر کی خاطر اپنے قیصر کی خاطر۔۔پلیز اٹھو نا۔۔ہمارے پاس

زیادہ وقت نہیں ہے وہ لوگ آ جائیں گے-" حفصہ خوف کے مارے بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی---

وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ اگر وہ پکڑئی گئی تو یہ لوگ اس کے ساتھ کیا کریں گے--

اس کا پورا جسم جیسے برف کی طرح ٹھنڈا پڑ رہا تھا- ہاتھ لرز رہے تھے-- اور انہی لرزتے ہاتھوں سے وہ نایاب کو مسلسل ہلا رہی تھی- تاکہ وہ ہوش میں آئے----

نایاب اٹھو-تمھیں اٹھنا ہی ہوگا --قیصر کی خاطر اٹھو--- " کوئی نایاب کا" قریبی ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے لیے اس کا قیصر کتنی اہمیت کا حامل ہے یہ کہاں ممکن ؟؟...اسی لیے حفصہ بار بار قیصر کا نام لے لے کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی--

نایاب قیصر کی خاطر اٹھو" اس کا بار بار قیصر کا نام لینا نایاب کے" کانوں کی سماعت سے ٹکرا کر--دماغ پہ جا کے دستک دے رہا تھا--

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے" وہ آواز پھر سے آنا شروع ہو گئی " تھی-

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے" اس کے ہاتھ ہلکا ہلکا ہلنا شروع " ہوئے--

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے" اب تو جیسے پورے دماغ میں یہ " آواز گونج رہی تھی- -

" نایاب قیصر کی خاطر اٹھو وہ انتظار کر رہا ہو گا تمہارا"

"مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے "

اٹھ جاؤ -- وقت نہیں ہے ہمارے پاس--اگر آج نہیں بھاگے تو کبھی نہیں " بھاگ سکیں گے یہاں سے--تم کبھی شاید اپنے قیصر سے نہ مل سکو پھر-- " حفصہ نے جب دیکھا کہ قیصر کے نام پر نایاب کی انگلیوں میں موومنٹ آئی ہے--تو وہ فورا ہی اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر مسلسل بولنے لگی---

نایاب اٹھو ۔۔۔دیکھو۔۔دروازے کے اس پار قیصر انتظار کر رہا ہے "
" تمہارا۔۔۔۔

مجھے اپنے قیصر کے پاس جانا ہے" اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔ "

مجھے قیصر کے پاس جانا ہے" آنکھ کھلنے کے بعد پہلا جملہ جو اس " کے لبوں پر تھا وہ یہی تھا کہ اسے۔۔۔ اس کے قیصر کے پاس جانا ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔ اٹھو شاباش۔۔ قیصر انتظار کر رہا ہے تمہارا۔۔۔جلدی اٹھو ۔۔ہم زیادہ دیر" نہیں رک سکتے یہاں ۔۔وہ بہت دیر سے انتظار کر رہا ہے نایاب۔۔۔ تمہارا انتظار۔۔۔صرف اور صرف تمہارا انتظار۔۔۔اپنے جگنو کا۔۔۔اٹھو چلو۔۔جلدی اٹھو۔۔۔ " نایاب کا جسم کافی وقت سے ایک ہی حالت میں تھا ۔۔ اس لیے جب وہ اٹھ کر بیٹھی تو اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔۔ وہ کافی دیر تک سن سی کیفیت میں بیٹھی رہی۔۔۔وہ حفصہ کی باتیں سن رہی تھی ۔۔اسے سمجھ بھی آرہی تھی تھوڑی بہت۔۔۔ لیکن وہ کوئی ری ایکشن نہیں دے پا رہی تھی۔۔۔

حفصہ نے جب ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اسے محسوس ہوا کہ نایاب کی یادوں سے میموری نکالنے کا پروسیس شاید رکا ہوا ہے کیونکہ کوئی بھی مشین چالو نہیں تھی نہ ہی نایاب کے دماغ سے کسی مشین کو اٹیچ کیا ہوا تھا اس وقت۔۔۔

نایاب۔۔۔ پلیز اٹھو ہمارے پاس وقت نہیں ہے زیادہ اگر وہ لوگ آگئے تو ہم" بھاگ نہیں سکیں گے۔۔اور میں بھاگنا چاہتی ہوں یہاں سے ۔۔میں اپنے سفیان کے پاس جانا چاہتی ہوں۔۔میں اسے ایک بار بتانا چاہتی ہوں کہ بہت محبت کرتی ہوں اس سے۔۔۔پلیز اٹھو ۔ ۔۔مجھے میرے سفیان کے پاس جانا ہے لیکن میں تمہیں چھوڑ کے نہیں جا سکتی۔۔۔پلیز اٹھو پلیز۔۔۔ " حفصہ صرف نایاب کے ہاتھوں کو ہلا رہی تھی۔۔اس نے ایک بار بھی اسے زبردستی اٹھانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کی سہیلی کا جسم دوائیوں کے زیر اثر ہے۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ زبردستی کرنے میں اسے تکلیف پہنچا دے۔۔۔

اس نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی ---اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں ---وہ بس دماغ سے سوچا کرتی تھی--دماغ والی بندی تھی وہ ٹوٹلی --دل کے تو جیسے سارے راستے بلاک کر رکھے ہوں لیکن پھر وہ آیا اچانک زبردستی سارے دروازے کھولتا ہوا اور آکر اس کے دل پہ قبضہ کر کے بیٹھ گیا---اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی---وہ ڈرتی ہی رہ گئی وہ بول بھی نہ سکی لیکن اب جب وہ خود کو بہت الگ حالات میں پا رہی تھی-- بہت تکلیف دا حالات میں--- جہاں اسے یقین تھا وہ اب اپنا نہیں سکے گا اسے --وہ اس کے قابل نہیں رہی---تو اب وہ چاہتی تھی ایک بار ---صرف ایک بار اس سے اپنے دل کی بات کہہ دے---ایک بار اسے بتائے کہ اچھا لگتا تھا اس کا بار بار آکے پیشانی چومنا--

اچھا لگتا تھا اس کا الٹے قدم لے کر جانا--

اچھا لگتا تھا اس کا بغیر دیکھے الوداع کیے بغیر کمرے سے نہ جانا--

اچھا لگتا تھا اس کا لوگوں کے سامنے صرف اس کے لیے کھڑے ہو کر آنا اور اسے ویلکم کرنا--- اسے اہمیت دینا ---

اچھا لگتا تھا اس کا رات کو فون بند کر دینا یہ کہہ کر کہ یہ وقت تمہارا ہے صرف ---

اچھا لگتا تھا اس کا بچوں کی طرح خیال رکھنا---

اچھا لگتا تھا اس کا پرنسس ٹریٹمنٹ دیتے ہوئے گاڑی کا ڈور کھولنا---

وہ بتانا چاہتی تھی اسے---ایک بار اس سے اپنے جذبات شیئر کر لینا چاہتی تھی--پھر اس کا فیصلہ--وہ نہیں اپنائے گا تو کوئی بات نہیں---وہ سہہ لے گی---وہ جانتی ہے وہ نہیں رہی اس کے قابل---ان ظالموں نے اسے ---اس کے قابل نہیں چھوڑا---وہ گندی ہو چکی ہے-

سچ تو یہ تھا کہ اس میں جینے کی بھی کوئی چاہ باقی نہیں بچی تھی---وہ مر جاتی اگر سفیان سے اپنی محبت کا اظہار نہ کرنا ہوتا---وہ مر ہی تو گئی تھی بلکہ یہ جو وہ سانسیں لے رہی تھی یہ جو وہ تھوڑا بہت لڑنے کی کوشش کر رہی تھی ان حالات سے یہ جو وہ نکلنا چاہتی تھی وہ صرف اور صرف سفیان کے لیے تھا ---اپنے شوہر کے لیے---

مجھے قیصر کے پاس لے چلو۔۔ مجھے میرے قیصر کے پاس لے چلو۔۔۔ " "
اس کا دماغ ابھی بھی ٹھیک طرح کام نہیں کر رہا تھا ۔۔ بہت سن سی کیفیت میں تھا۔۔لیکن اب اسے سمجھ آنے لگا تھا۔۔کہ وہ کہاں ہے ۔۔۔اس کے ارد گرد کیا چل رہا ہے۔۔۔اس نے حفصہ کا ہاتھ پکڑا ۔۔ اور اس کے ہاتھ پر طاقت ڈال کر وہ نیچے اترئی بیڈ سے۔۔۔

وہ نیچے اترتے ہی گرنے لگی تھی مگر حفصہ نے اسے سنبھالا۔۔۔

حفصہ نے نوٹ کیا وہ بار بار بس ایک ہی جملہ بولے جا رہی تھی جیسے اس سے زیادہ اس کا دماغ کام ہی نہ کر رہا ہو۔ ۔

چلو۔۔۔ " حفصہ اسے پکڑ کر باہر کی جانب لے جانے لگی۔۔۔"

حفصہ نے دروازہ کھول کر پہلے باہر جھانکا کہ باہر کوئی موجود تو نہیں ہے۔۔۔جب اطمینان ہو گیا کہ ہاں راستہ صاف ہے تو وہ نایاب کو لے کر وہاں سے تیزی سے نکلی۔۔۔

وہ رہی۔۔۔ " حفصہ اس لمبے سے کوریڈور میں تیز تیز قدم لے کر چل رہی" تھی جبکہ نایاب کو لمبے قدم لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی لیکن حفصہ اسے اپنے ساتھ پوری طاقت لگاکر گھسیٹ رہی تھی۔۔تاکہ جلد سے جلد وہ پیچھے کے راستے سے نکل سکیں جہاں سے وہ آئی ہے۔۔

ساتھ ساتھ وہ بار بار پیچھے بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔ڈر جو لگا ہوا تھا کہ کوئی آ نہ جائے۔۔۔کوئی انھیں دیکھ نہ لے۔۔۔

ابھی وہ دونوں لمبے سے کوریڈور کو کراس کر کے مڑنے ہی لگیں تھئن لیفٹ سائیڈ پر کہ پیچھے سے آواز آئی جسے سننے کے بعد حفصہ نے بجلی کی پھرتی سے پلٹ کر دیکھا وہاں دو گارڈز اور لیب کوٹ میں ملبوس دو لڑکے کھڑئے نظر آئے ۔۔۔انہیں دیکھتے ہی حفصہ کی جان نکلی۔۔

اس نے نایاب کی جانب دیکھا ۔۔اور پھر دوبارہ ان کی جانب ۔ وہ جانتی تھی اگر اسے نایاب کو یہاں سے صحیح سلامت نکالنا ہے تو اسے چھپانا ہوگا۔۔کیونکہ نایاب کی جو حالت تھی اسے لے کر ان لوگوں کے ہوتے ہوئے بھاگنا بہت مشکل تھا ۔۔۔اس لیے وہ پہلے نایاب کو چھپانے کا سوچنے لگی۔۔۔

حفصہ کا ارادہ وہاں سے رائٹ سائیڈ لینے کا تھا جہاں سے وہ آئی تھی لیکن ان لوگوں کو دیکھنے کے بعد اور نایاب کو چھپانے کے چکر میں وہ لیفٹ سائیڈ پر مڑی۔

کیونکہ رائٹ سائیڈ پر کافی لمبا کوریڈور پار کرنے کے بعد لفٹ آتی لیکن جو نایاب کی حالت تھی وہ بھاگ ہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔ اتنی دیر میں تو انہوں نے پکڑئے جانا تھا اور اس راستے میں اسے پتہ تھا کوئی چھپنے کی جگہ بھی نہیں ۔۔۔۔ لمبا لمبا راستہ ہے جو لفٹ پر جا کر ہی رکے گا۔۔۔

بھاگو نایاب" حفصہ اسے لے کر جتنا تیز چل سکتی تھی چلی ۔۔۔"

اس کے بعد وہ ایک مقام پر پہنچے جہاں چار کمرے تھے۔۔۔ دو لیفٹ سائیڈ دو رائٹ سائیڈ اور سامنے دیوار تھی۔۔۔اور وہ نہیں جانتی تھی ان چاروں کمروں میں سے کس کے پیچھے کیا ہے لیکن اسے نایاب کو چھپانا تھا اس لیے زیادہ سوچے بغیر اس نے ایک دروازہ کھولا اور تیزی سے نایاب کو لے کر اس میں داخل ہو گئی۔۔۔

ان دونوں کی سانسیں بری طرح پھول رہی تھیں۔۔ بھاگنے سے دونوں ہی پسینہ پسینہ ہو چکی تھیں۔۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا آگے کیا کرنا ہے۔۔۔خاص طور پہ حفصہ کا حال بہت برا تھا۔۔ اسے صرف اپنی حفاظت نہیں کرنی تھی اسے اپنی دوست کو بھی یہاں سے صحیح سلامت نکالنا تھا۔۔۔

وہ کمرہ گودام نما تھا ۔۔۔پورا دوائیوں کے باکسز سے بھرا ہوا ۔۔ صرف ایک براؤن کلر کی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔۔۔ساتھ ہی کمرے میں فل اے سی چل رہا تھا۔۔۔

حفصہ نے تیزی سے اپنا لیب کوٹ اتار کر۔۔اچھل کر وہاں لگے کیمرے کے اوپر ڈال دیا۔۔۔

"ادھر دیکھو۔۔۔تم ادھر دیکھو ۔۔۔ "

"کہاں جا سکتی ہیں؟"

یہیں ہوں گی... آگے راستہ نہیں ہے" باہر سے آنے والی آوازوں پر حفصہ " کا دل بند ہو رہا تھا۔ مگر نایاب بالکل سن سی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔اسے دیکھ کے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ اس نہیں خبر کے ارد گرد چل کیا رہا ہے۔۔۔

حفصہ نے نایاب کی جانب دیکھا ۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔۔۔

نایاب۔۔۔ تم نے کہا تھا ناں کہ اگر دوست مجھ جیسے ہوں تو ان کا نہ ہونا ہی" بہتر ہے ۔۔تو دیکھو آج میں تمہیں ثابت کروں گی کے ایسا نہیں ہے ۔۔۔میں زندگی میں پہلی بار تمہیں ہراؤں گی۔۔نایاب میں زندگی میں پہلی بار تمہیں غلط ثابت کروں گی۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

❤️جاری_ہے#

#رائٹر : #حُسنِ_کنول

#ناول : #جگنو

#episode : 54 Last🖤

Part :4

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے ؟؟۔کہ انہوں نے

کو پکڑ لیا۔۔ " وہ انیس سال کا لڑکا ۔۔۔اس اندھیرے Simonسائمن کمرے میں پاؤں پر پاؤں ٹکائے ون سیٹڈ صوفے پر بیٹھا ۔۔اپنی شہادت کی انگلی کو ناک کے نیچے والے حصے پر آہستگی کے ساتھ رگڑتے ہوئے۔۔برہمی سے   کہتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

اس کے سامنے ایک شیشہ لگا ہوا تھا۔جس کے اس پار اس کے سارے بندے سر جھکائے کھڑئے تھے۔۔۔

" س۔۔سر قیصر عبدالرحمان کے پیچھے کوئی بہت پاور فل فورس ہے۔۔۔وہ اکیلا نہیں ہے۔۔۔ " اس قطار میں لگے ہوئے بلیک وردی میں موجود نوجوانوں میں سے ایک بغیر سر اٹھاۓ و بغیر نگاہ اٹھائے اپنی بات کہہ رہا تھا۔

کہنے کو کمرے میں موجود تمام لوگوں سے وہ شیشے کی دیوار کے اس پار بیٹھا نیلی آنکھوں والا لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا تھا لیکن وہ اتنا خطرناک تھا کہ کسی کی مجال نہیں تھی کہ نگاہ تک اٹھا کے اس شیشے کو ہی دیکھ لے جس کے پار وہ بیٹھا ہوا ہے ---

وہ لوگ صرف اندر سے آنے والی آواز سن رہے تھے-- جو بہت بھاری بھرکم کسی رعبدار مرد کی محسوس ہو رہی تھی---

وہ بات کرتے وقت وائس چینجر یوز کر رہا تھا۔ اس کے خاص دو بندوں کے علاوہ آج تک کسی نے اس کی ریل آواز نہیں سنی تھی--

کیا کسی نے سوچا ہوگا کبھی کہ ڈارک ہول جس کے متعلق سوچ کے ہی لوگوں کی روحیں کانپ جاتی ہیں -- جن کے بھیانک کارناموں سے لوگوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ جو ڈارک ویب جیسے لوگوں پر بھی راج کرتے ہیں۔ - جن سے بڑے سے بڑے لوگ بھی پنگا لینے کا نہیں سوچ سکتے---وہ ایک 19 سال کا لڑکا ہے---

اشعر اور لیفٹ ہینڈ بندے Asherسوائے اس کے رائٹ ہینڈ بندے سائمن کے-- آج تک کبھی کسی نے اسے دیکھا تک نہیں تھا--- اس کی شخصیت ایک راز تھی پراسرار سہ راز ---

وہ اپنے خاص بندے کو کبھی پاکستان نہ بھیجتا قیصر کو مارنے کے لیے Eکی اگر قیصر نے یہ اعلان نہ کیا ہوتا کہ اس کے پاس فارمولا فائل ہے اور ساتھ ہی لوگوں کو یہ نہ بتایا ہوتا کہ اس فائل میں کیا ہے۔ وہ فائل کے حوالے سے کسی عام بندے پر اعتبار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایک گھنٹے تک قیصر کی ویڈیو چلی تھی ۔۔خدا جانے کس کس کے کان میں یہ بات پڑ گئی تھی کہ اس فائل کے فارمولے میں دماغی مریضوں کے لیے آب حیات ہے۔۔وہ یہ جوکھم نہیں لے سکتا تھا کہ کسی ایرے غیرے سے اس فارمولے کو منگائے اور وہ اس کی فائل ہی چھپا دے۔۔اس لیے اس نے Eمیں کچھ گڑبڑ کر دے یا فارمولا اپنے سب سے خاص بندے کو بھیجا۔۔

آئس ۔۔۔نایاب اور حفصہ بھاگنے کی کوشش کررہی ہیں۔۔ " اشعر نے فورا ہی جھک کر اس کے کان میں آہستگی کے ساتھ اطلاع دی۔

جب سے قیصر نے اعلان کیا تھا کہ فائل اس کے پاس ہے اور اس نے پروف بھی دکھایا تھا کہ وہ وہی فائل ہے جو انہیں چاہیے تب سے نایاب و حفصہ پر ڈھیل چھور دی گئی تھی۔ تین چار دن سے حفصہ پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا تھا کسی قسم کا اور نہ ہی نایاب کو کوئی ڈوز دی گئی تھی ۔

" انہیں پتہ نہیں ہے ۔۔اب صرف موت ہی انھیں یہاں سے نکال سکتی ہے "وہ ہلکا سہ خباثت سے مسکرایا۔۔ وہ معصوم سے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔

اشعر اس مسکراہٹ کا مطلب بخوبی سمجھتا تھا۔

یہ وہی لمحہ تھا جو حفصہ اور نایاب اللیگل دوائیوں سے بھرے گودام میں تھے۔

ابھی ان کی باتیں چل ہی رہی تھیں۔۔ جب اشعر کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور اس نے اپنا آئی پیڈ فورا ہی آئس کے آگے کیا۔۔

کے نام سے HJ"میں ہوں قیصر عبدالرحمان یوسف۔آپ لوگ مجھے جانتے ہیں۔یہ میرا آفیشل اکاؤنٹ ہے۔اور اپنے اکاؤنٹ کے تھرو میں آپ لوگوں سے کچھ پرسنل چیزیں شیئر کرنا چاہتا ہوں۔۔ مجھے اس وقت اپنے فینز کی بہت سخت ضرورت ہے۔۔ جیسا کہ آپ لوگوں کے علم میں ہوگا۔ ۔ کے میری بیوی نایاب مومن کو ڈرگس ڈیولپر ایچ سی کمپنی کی جانب سے فلسطین بھیجا گیا تھا جہاں پہلے ان کے گمشدہ ہو جانے اور پھر ڈیتھ کی نیوز کنفرم کر دی گئی ۔۔ لیکن میں آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری بیوی مری نہیں ہے۔ جی ہاں آپ لوگ بالکل صحیح سن رہے ہیں۔۔ وہ زندہ ہے اور وہ قید میں ہے۔۔ اس نے

ایک فارمولا بنایا تھا اپنی والدہ کے لیے۔۔وہ ذہنی بیمار تھیں نایاب نے
تیار کیا جو کسی بھی ذہنی Eاپنی ذہانت سے ایک ایسا فارمولا
بیماری کو دور کر سکتا ہے۔ اور یہ بات ڈارک ہول کے لوگوں تک
پہنچ گئی۔ پروفیسر دامل خان پروفیسر ناتھن اور بہت سے بڑے نامور
لوگ شامل ہیں اس ڈارک ہول کی گینگ میں۔۔۔ جنہوں نے نہ صرف
میری بیوی کو اغوا کر کے رکھا ہے بلکہ نو مشہور کیمسٹ کو ناحق
قتل کروایا ہے۔۔ آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کے میں ایسے ہی بے
بنیاد الزامات کیسے لگا سکتا ہوں اتنے بڑے مشہور لوگوں پر۔۔۔ تو یقین
کریں میرے پاس پروف ہے۔جی بالکل میرے پاس سارے ثبوت موجود
ہیں۔ یہ فائل دیکھ رہے ہیں آپ۔۔یہ میری بیوی کی فائل ہے۔۔اس
کی فائل جس کے پیچھے ڈارک ہول والے لگے ہوئے ہیں۔۔۔ Eفارمولا
وہ یہ فائل مجھے دے کر گئی تھی اور اس نے مجھے بتایا بھی تھا کہ
اگر وہ غائب ہو جاتی ہے یا اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے تو
کون ہوگا اس کا ذمہ دار ۔۔۔اتنا ہی نہیں سفیان میر۔۔مشہور سیاستدان کی
کے پیچھے اغوا کی گئی ہے۔۔ وہ Eبیوی حفصہ بھی اسی فارمولا ۔
ان ظالموں کے ہاتھ لگے کیونکہ یہ Eنہیں چاہتی تھی کہ وہ فارمولا
فارمولا ذہنی مریضوں کو ٹھیک کر سکتا ہے جس کا استعمال بہت
بڑے پیمانے پر اگر کیا جائے تو ہمارے ارد گرد بہت سے کرائم ختم ہو
جائیں اس کا مثبت استعمال ہمارے پیاروں کی(جو ذہنی طور پر شدید
مارکیٹ میں Eبیمار ہیں) ان کی زندگی بدل سکتا ہے۔ اگر یہ فارمولا
آجاتا ہے تو یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ جو یہ لوگ نہیں
چاہتے کہ ممکن ہو سکے۔ اس لیے یہ میری بیوی کی جان کے دشمن
بن گئے ہیں۔ کیا غلطی ہے اس کی؟؟انسانیت کے بارے میں سوچنا
؟؟؟لوگوں کی بھلائی کا سوچنا ؟؟؟لوگوں کے لیے ایک ایسی دوائی بنانا

جو انہیں واقعی فائدہ پہنچا سکے؟؟؟.... اگر یہ غلطی ہے تو واقعی اسے پھر ڈارک ہول کے لوگوں کے ہاتھوں بے دردی سے مر جانا چاہیے-- وہ ہوتی کون ہے اچھائی کا سوچنے والی؟؟؟--- "

یقینا وہ چوٹ کر رہا تھا اور یہ چوٹ لوگوں کے دلوں پر جا کر لگ بھی رہی تھی ---

"میں جا رہا ہوں اسرائیل اپنی بیوی کو لینے-- اپنے جگنو کو لینے-- آپ لوگ میرا ساتھ دیں میری مدد کرنے آئیں-وہ لوگ بہت طاقتور ہیں-میں اکیلا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن اگر آپ لوگ میرا ساتھ دیں گے تو میرے لیے مقابلہ کرنا آسان ہو جائے گا--میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور وہ انسانیت سے محبت کرنے والی لڑکی ہے- اس لیے میں چاہتا ہوں آپ میرا ساتھ دیں اسے بچانے میں--آپ نایاب مومن کے لیے آواز اٹھائیں--"

وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر لیپ ٹاپ پر بیٹھے ہوئے لوگ ہوں یا باہر روڈ پر چلنے والے راہگیر جن کی نظر کسی شاپ پر چلنے والی ایل سی ی پر پڑ گئی ہو یا ریلوے اسٹیشن پر بیٹھے مسافر جو ٹرین کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور اب ان کی نگاہیں اس ٹی وی کی سکرین پر لگ گئی ہیں جہاں قیصر کی یہ کلپ چل رہی ہے---

گارڈن میں واک کرتے ہوئے لوگ ہوں یا ایک سائیڈ میں کونے پر بیٹھے بوڑھے حضرات کی ٹولی۔۔شدید برفباری کے علاقوں میں رہنے والے لوگ ہوں یا صحرا میں بسنے والے دیہاتی۔۔شہر کی بھاگ دوڑ سے دور نکلے ہوئے مسافر ہوں یا ٹیکسی اور بسوں میں بیٹھ کر اپنے گھر پہنچنے والے حضرات ۔۔ وہ ایئرپورٹ پر بیٹھے لوگ ہوں یا نائی کی دکان پر۔۔ وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھے لوگ ہوں یا بازاروں میں خریداری کرتے افراد ۔۔سب ہی وہ کلپ دیکھ رہے تھے

وہ چائنہ ہو یا امریکہ۔۔ کینیڈا ہو یا روسیا۔۔ جرمنی ہو یا فرانس ۔۔۔ برازیل ہو یا انڈیا ۔۔ جاپان ہو یا یو کے ۔۔سب کے مشہور نیوز چینلز پر اس وقت صرف یہی کلپ چل رہی تھی ۔۔

"یہ کلپ؟؟؟ "

Deplatforming کر دی گئی تھی قیصر کی پرانی کلپ کی ۔۔ ۔

" بند کرواو اسے" آئس نے کلپ کو دیکھتے ہی اشعر کی جانب دیکھ۔۔دانت پیستے ہوئے گھور کر کہا ۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اس فارمولا کے متعلق مزید لوگوں کو پتہ چلے۔۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ انیس لڑکا پریشان نظر آ رہا ہو بالکل نہیں۔ وہ تو بہت مطمئن سہ بیٹھا ہوا تھا اسے کوئی فکر اتنی آسانی سے چھوتی بھی نہیں تھی۔۔ہاں برہم بڑی جلدی ہو جاتا تھا۔۔غصے کا بہت تیز تھا اور جب وہ غصے میں آجاتا تھا تو پھر لوگ اپنی جان بچا کر بھاگتے تھے صرف۔۔

اشعر نے فورا ہی کالز ملانا شروع کیں۔۔ وہ غصہ تھا کے اتنی غیر ذمہ دارانہ حرکت کیسے ہو رہی ہے؟؟ اس کلپ کو کیسے ابھی تک نیٹ سے ہٹایا نہیں گیا؟؟؟ ..

"قیصر عبدالرحمان کی وہ کلپ کیسے نیٹ پہ چل رہی ہے دوبارہ؟؟؟ "اشعر آگ بگولا ہو کر پوچھ رہا تھا اپنے خاص بندے سے۔۔

" سر پورا سسٹم ہیک ہے۔۔ہم کچھ نہیں کر پا رہے ہیں۔ہم کوشش کر رہے ہیں آپ ہمیں صرف تین منٹ دیں۔۔ " دوسری جانب سے پریشان اور بے بس آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔

ہر طرف پینک مچا ہوا تھا۔۔

بڑے بڑے نیوز چینلز کو ہیک کر لیا گیا تھا وہ بھی پوری دنیا کے اور ان کے چینلوں پر صرف قیصر کی کلپ چل رہی تھی اب۔۔(ہر ملک کی قومی زبان میں)

وہ لوگ اس ہیکنگ کو ختم کرنے میں لگے پڑئے تھے لیکن اس معاملے میں وہ خود کو بے بس پا رہے تھے نہایت ۔۔انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے ان کا پورا سسٹم ہیک کر لیا گیا ہے۔

گوگل فیس بک انسٹا تھریڈ جیسے سوشل ویب سائٹس بھی اس ہیکنگ کا شکار تھیں۔ اس پر بھی قیصر کی ویڈیو اب ٹرینڈ کر رہی تھی۔

دنیا کی سب سے فاسٹر ٹرینڈ ویڈیو بن گئی تھی وہ صرف چند منٹوں میں۔۔۔

دنیا کے ٹاپ 15 ہیکرز میں پاکستانی ہیکرز کا نام یوں ہی تو نہیں آتا ناں۔۔۔

صرف اس ایک پاکستانی ہیکر نے دنیا بھر کی کروڑوں ویب سائٹس کو (جس میں گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس۔۔ پولیس کی افیشل ویب سائٹس۔۔۔ ایجوکیشن انسٹیٹیوٹس۔۔۔بزنس اور انڈسٹل یونٹ تک شامل تھے) ہیک

کرلیا تھا۔۔ یہ اٹیک اچانک ہوا تھا اس لیے لوگوں کے دماغ کے پرخچے اڑ گئے تھے۔-

ایمرجنسی ہیلتھ کیئر سسٹم تک کو مکمل فریز کر دیا گیا تھا۔۔۔

" جلدی معلوم کرو کون کر رہا ہے یہ سب۔۔ " صرف پانچ منٹ اور پوری دنیا ہل کر رہ گئی تھی۔۔۔ اشعر فون پر چیخا۔۔ --

" یہ کوئی پاکستانی ہیکر ہے سر۔۔۔ " پوری دنیا میں ان کا سسٹم چلتا تھا (ڈارک ہول کا) اور آج ان کے سسٹم کو کوئی ہیک کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا ۔۔ہوش تو اڑنے ہی تھے۔

اور وہ پاکستانی ہیکر کوئی اور نہیں تھا وہ تھا قیصر عبدالرحمان یوسف اپنے جگنو کا دیوانہ ۔۔۔

اس کمرے میں گرما گرمی طاری تھی۔۔ شیشے کے اس پار کھڑے لوگوں کے پسینے چھوٹ رہے تھے ۔۔۔

آئس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔۔۔ اور اچانک اسے باہر سے ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔ ۔ وہ راکٹ لانچر کی آواز تھی۔۔۔

اس آواز کے آنے پر اشعر نے خوفزدہ ہو کر آئس کی جانب دیکھا جبکہ آئس کی آنکھوں میں اس لمحے بھی سوائے غصے کے اور کوئی دوسرا تاثر نہیں تھا۔۔

وہ ایک خفیہ مقام پر بنائی ہوئی لیب تھی جو ہزاروں مربع فٹ زمین پر بنی ہوئی تھی جس کا میدان بھی حد نگاہ تک وسیع تھا اور اسی میدان میں ہیلی کاپٹرز کی لینڈنگ سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔۔

پہلے ہیلی کاپٹر کے اس کھلے میدان میں لینڈ ہوتے ہی۔۔۔اس میں سے ایک حسین نوجوان نکلا جو گرئے رنگ کی ٹی شرٹ پر بلیک لیدر جیکٹ اور بلیک جینز زیب تن کیے ہوئے تھا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اس نے سامنے کی جانب دیکھا۔۔

ان سیاہ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔

اس کے پیچھے ہی ہارون شاہد نکلے۔۔گن ان کے ہاتھ میں بھی تھی۔۔۔

ان کے ہیلی کاپٹر کے پیچھے ایک اور ہیلی کاپٹر اترا جس کے اندر سے سفیان میر و حونین اترئے۔۔۔

پھر تیسرا ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا جس میں سے عفان یوسف و زریاب نکلے---

ان سب کے ہاتھوں میں گنیں تھیں--- بڑی بڑی مشین گنیں---

وہ لیب کا بڑا سہ دروازہ جو راکٹ لانچر کے ذریعے تباہ کیا گیا تھا--اس کے تباہ ہوتے ہی ایک کے بعد ایک بلیک کلر کی جی- ویگن میدان میں داخل ہونے لگیں--جن میں سب سے آگے عاطف بیٹھا ہوا نظر آرہا تھا-

انہوں نے اس لیب کی لوکیشن کو عام کر دیا تھا--- تاکہ اگر کوئی ان کی مدد کے لیے لڑنے آنا چاہے تو ضرور آسکے--

" دیکھ لو جگنو--دنیا کی سب سے بڑی بارات لے کر آیا ہوں صرف تمہیں لے جانے کے لیے "

اس بڑے سے میدان میں اب حد نگاہ تک جی ویگن کی قطاریں لگی ہوئی نظر آ رہی تھی-

قیصر اس لیب کی جانب دیکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑایا ۔ ۔یقینا اس کا مخاطب نایاب تھی ۔۔۔اس کا جگنو۔۔۔

"آپ لوگ کون ہیں ؟؟ آپ اس طرح یہاں داخل۔۔ "

ابھی ایک کالی وردی میں موجود شخص بھاگتے ہوئے قیصر کی جانب آکر بول ہی رہا تھا کہ جب اس کے دماغ کے بیچ و بیچ ایک گولی لگی۔۔

"بکواس بند" وہ ہارون شاہد کی گولی تھی۔۔ جو اس گارڈ کو لمحہ بھر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کرا گئی تھی۔وہ پیچھے کی جانب بے جان ہو کر گرا۔۔

ہارون شاہد کے اس گارڈ کو مار گراتے ہی اندر بیٹھے لوگ سمجھ گئے تھے کہ شرافت کا لبادہ اوڑھنا اور یہ دکھانا کہ یہاں کچھ نہیں ہو رہا بےکار ہے۔۔وہ لوگ پوری انفارمیشن کے ساتھ آئے ہیں۔۔ان کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جا سکتی ۔۔ انہیں دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ۔۔اس لیے آرڈر جاری ہو گئے لڑائی کے۔۔

" چلو شہنشاہ۔۔ پوزیشن سنبھال لو۔۔ جنگ کا آغاز کر دیا ہے میں نے۔۔ہم اپنی بہو کو لیے بغیر یہاں سے نہیں جائیں گے" ہارون شاہد جو

بلیک شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس نظر آ رہے تھے قیصر کی جانب دیکھ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئے۔۔انہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ ایک 33 سالہ نوجوان کے والد ہیں۔۔وہ خود اپنا ایک حسین چارم لیے ہوئے تھے ۔۔

"بالکل ڈیڈ۔۔ " وہ آنکھوں میں ایک جنون لیے بولا تھا۔

سفیان میر قیصر کی دائیں جانب آ کر کھڑا ہوا اور عفان ہارون شاہد کے۔۔پھر حونین سفیان میر کے برابر میں آ کر کھڑا ہوا ۔۔اور زریاب عفان یوسف کے۔۔پھر عاطف حونین کے برابر میں آکر۔۔

ان سب کے ہاتھوں میں گنیں تھیں۔۔۔ وہ مرنے یا مارنے کے ارادے سے آئے تھے۔ تیسرا کوئی آپشن نہیں تھا۔۔

فضا پر ایک رعب و دبدبا طاری تھا اس لمحے۔ جب وہ سات کڑیل نوجوان ایک قطار میں کھڑے تھے اپنے پورے عزم کے ساتھ کہ نایاب اور حفصہ کو لے کر ہی جائیں گے یہاں سے۔۔

گاڑیوں میں سے دھڑا دھڑ بندے نکل رہے تھے وہ ہارون شاہد کے بندے تھے ۔۔ ویل ٹرین بندے۔۔

اگلے ہی پل۔۔ لیب کے الگ الگ مقاموں سے فائر چلنا شروع ہو گئی

انہوں نے شوٹر بٹھا دیے تھے جو نشانہ لے لے کر مار رہے تھے۔۔لیکن ہارون شاہد کے بندے اور وہ لوگ بھی کم نہ تھے ۔۔۔ ان کی جانب سے بھی فورا فورا شوٹرز کو مارنا شروع کیا گیا۔۔

اس دوران قیصر اور اس کے سارے ساتھی لیب میں الگ الگ راستوں سے اسٹیٹ فائر کرتے ہوئے داخل ہوئے۔۔۔

کہاں سے کون سہ بندہ گن لے کر چلا آئے ۔کہاں سے کون سی گولی چل جائے ۔۔۔کچھ خبر نہیں ۔وہ لوگ جان ہتھیلی پہ لیے لڑ رہے تھے۔۔اور وہ کوئی ایسا بھی نہیں تھا کہ ویل ٹرین یا جرم کی دنیا کے بندے ہوں۔وہ پانچوں تو عام زندگی گزارنے والے لوگ تھے لیکن اپنے پیاروں کے لیے سر پہ کفن باندھ کے آئے ہوئے تھے۔۔۔

"جگنو کہاں ہو؟؟ ...جگنو؟؟ " لیب کافی بڑی تھی۔ہر فلور پر اتنے کمرے تھے کہ بندہ تھک جائے اور اسے یہ تک نہیں خبر تھی کہ نایاب کو کہاں چھپایا گیا ہے۔۔جتنا اسے پتہ چلا تھا وہ یہی تھا کہ اسے اس لیب میں رکھا گیا کہاں رکھا ہے یہ نہیں علم۔۔ اس لیے دیوانہ

وار ہر کمرے کو کھول کر ۔بے خوف ہوکر
اس کے اندر گھس جا رہا تھا ۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" سنبھل کر بچے۔۔ " عاطف کی نگاہیں آگے کی جانب تھیں۔ اس نے دیکھا ہی نہیں کہ پیچھے سے ایک شخص نے آکر اس کے سر پر بندوق تان دی۔۔ یہ تو سفیان نے دیکھ لیا تو وہ فورا ہی اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے اس لڑکے کے پاوں کا نشانہ لیا۔ ۔ اور فائر چلا دی۔۔

فائر چلتے ہی ہوا میں گرجدار آواز گونجی۔جیسے مسلسل گونج رہی تھیں اور وہ شخص دھڑام کر کے نیچے گرا ۔۔عاطف خوفزدہ ہو کر پیچھے مڑا تھا لیکن اتنے میں سفیان نے اپنا کام کر دیا تھا۔

" بچہ نہیں ہوں میں۔۔ " خود حفصہ بھی اگر اسے سامنے سے بچہ بول لے۔۔ تو بھی اسے اتنا برا نہیں لگتا جتنا حفصہ کے شوہر کا بولنا لگا۔۔

غصے میں آ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی گن ۔۔اس تڑپتے ہوئے ڈارک ہول کے بندے پر چلا دی جو زمین پر اپنا پاؤں پکڑئے بیٹھا ہوا تھا۔۔

سفیان اسے دیکھتا رہ گیا جب کہ وہ جزبز ہو کر اپنی بات کہتا۔آگے بڑھ گیا تھا۔

سفیان کی سمجھ نہیں آیا آخر اس چھوٹے سے لڑکے کو کس بات کی اتنی آگ لگی ہے۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" تم رائٹ سائیڈ پر نظر رکھو۔میں لیفٹ سائیڈ پہ نظر رکھتا ہوں۔تم یہاں سے کوئی آئے گولی چلانا۔میں ادھر سے کوئی آئے گا تو گولی چلاؤں گا۔ اوکے۔۔ اور میرے ساتھ ہی رہنا ۔۔۔۔ " وہ تھرڈ فلور کے بڑے سے کوریڈور میں تھے انہیں نہیں پتہ تھا گولی کہاں سے آ جائے گی۔۔

عفان زریاب کو مسلسل اپنے ساتھ رکھ رہا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا زریاب ابھی چھوٹا ہے۔۔ اس نے تو گن بھی ہاتھوں میں پہلی بار پکڑئی ہے۔۔ مانا وہ خود مختار ہے اور ایک بالغ لڑکا ہے۔۔اور اپنی مرضی سے لڑائی میں آیا ہے اور وہ اسے نہیں روک سکتا کچھ بھی کرنے سے لیکن اپنی بہن ارسا کی خاطر اس کی حفاظت کرنا چاہتا تھا اور وہی کر رہا تھا اس لمحے۔۔

"اوکے " نایاب کے پیچھے زریاب عفان سے لڑا تھا۔اسے مارا پیٹا بھی تھا اور خود ہاسپٹل میں ایڈمٹ بھی ہوا تھا لیکن پھر ارسا کی خاطر اس نے عفان کو معاف کیا --- کیونکہ ارسا اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی ہے اور وہ ارسا کو اچھی دوست مانتا ہے اپنی--- اور کیونکر نہیں مانے وہ لڑکی اس کے ایک فون کال پر اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر چلی آتی ہے ---اسے ہمیشہ اپنی بے لوث محبت دکھاتی ہے جس کے سبب وہ گلٹی فیل کرتا ہے کیونکہ وہ اسے وہ محبت نہیں لوٹا پاتا جس کی وہ لڑکی حقدار ہے---

ابھی وہ دونوں بات کر ہی رہے تھے کہ دونوں جانب سے ان پر اچانک فائر برسنا شروع ہوئے---

"شٹ" عفان کی چیخ بلند ہوئی---- کیونکہ وہ لوگ دونوں جانب سے حملہ آور ہوئے تھے اس لیے وہ چاہ کر بھی زریاب کو چھپا نہیں سکتا تھا----

اور اس لمحے جب اسے اپنی فکر کرنی چاہیے تھی تب اسے صرف زریاب کی فکر تھی کیونکہ اسے اپنی بہن کو جواب دینا تھا۔ وہ اپنی بہن کی محبت کو مرنے نہیں دے سکتا تھا۔اس لیے وہ تیزی سے فائر چلانے لگا تاکہ جلد سے جلد اپنے سامنے والوں کو مار کر زریاب کی سائیڈ والوں کو بھی مار سکے لیکن اسے ضرورت ہی نہیں پڑئی

کیونکہ جیسے اس کی فائر چل رہی تھی ویسے ہی اسے اپنے پیچھے زریاب کے فائر چلانے کی بھی آوازیں آنے لگیں۔۔۔

وہ پہلی بار گن چلا رہا تھا ۔۔۔ اس کے ہاتھ لرزے بھی تھے پہلی فائر کرتے وقت لیکن وہ ڈو اور ڈائی والی سچویشن میں تھا مر جاؤ یا مار دو اور وہ نایاب کو لینے آیا تھا ایسے کیسے مر جائے؟؟...جب تک اسے ان سب ظالموں سے نہ بچا لے۔۔۔ایک بار اسے باحفاظت یہاں سے نکال لے۔۔پھر مر بھی جائے تو کوئی غم نہیں۔ اور اسی عزم کے ساتھ وہ اپنے ہاتھ رکنے نہیں دے رہا تھا ۔۔۔

اسے تو لڑنا ہی تھا وہ کیسے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھ سکتا تھا؟؟۔۔آخر اس لڑکی کا معاملہ تھا جس کا بچپن سے آسیر ہے ۔جس کی پونی پہ دل ہارا تھا۔جسے دیکھ کے دل ہی نہیں بھرتا تھا۔۔مانا یادداشت گئی اور معاملات سب خراب ہو گئے لیکن آج بھی اس کا دل اسی کے لیے تڑپتا ہے۔۔وہ اس کی خاطر مر بھی سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے۔۔۔اور یہ بات وہ اس وقت ثابت کر رہا تھا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" اللہ اکبر... " وہ لیب ڈیپارٹمنٹ وائس بنی ہوئی تھی ۔۔ ہر منزل پر ایک الگ ڈیپارٹمنٹ تھا شاید وہ جانوروں والے ڈیپارٹمنٹ میں آگیا تھا اب اسے جانوروں کی آوازیں آ رہی تھیں مسلسل...

حونین انسانی جسموں کو بکھرا ہوا دیکھنے کا عادی شخص تھا اس لیے اسے لگتا تھا کوئی بھی چیز اسے گھن نہیں دلا سکتی لیکن اس لیب میں موجود مردہ جانوروں نے اسے اپنی سوچ پر دوبارہ نظر ثانی کرنے کی دعوت دی...

ایک پنجرے کے اندر ہزاروں سفید چوہے تھے اور وہ سارے ہی اتنی گندی حالت میں مرے ہوئے تھے کہ انہیں دیکھ کر حونین کا جی متلی ہونے لگا...

اور صرف چوہے ہی کیوں ۔۔ وہاں اور بھی جانور تھے اور ان سب کا بھی اتنا ہی برا حال تھا...

"نایاب... کیا تم یہاں ہو؟؟؟ ...شاید نہیں" اس کمرے میں اچھی طرح نایاب کو ڈھونڈنے کے بعد ۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر باہر نکل آیا تھا جلدی سے....

باہر نکلنے کے بعد اس نے گہرا سانس لیا جو کب سے روکے ہوئے تھا

وہ نایاب کو ڈھونڈتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو اس کا سامنا گولیوں کی بوچھاڑ سے ہوا لیکن وہ بھی پیچھے ہٹنے والا کہاں تھا۔ وہ بلا کی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نیچے کی جانب بیٹھ گیا اور وہاں سے فائر کیے۔۔جو ان لوگوں کے پاؤں پر جا کے لگے۔۔

وہ لوگ زیادہ تھے اور قیصر اکیلا۔۔ان لوگوں نے اب قیصر پر نیچے کی جانب حملہ کرنے کی کوشش کی ۔تو اس سے پہلے کہ ان کی فائر قیصر پر آتیں۔ وہ لڑکا تیزی سے کلا بازی کھاتا ان کے قریب پہنچا ۔۔ اس نے یہ عمل دو تین لمحوں میں کیا تھا ۔۔ ان لوگوں کی ساری توجہ کا مرکز قیصر تھا ۔۔ اس لیے اس کے پیچھے آتے ہوئے اس کے والد کو تو دیکھا ہی نہیں ۔۔ اور ہارون شاہد نے کمرے میں آتے ہی پورے میدان کا نقشہ ہی بدل ڈالا۔۔

ان کی ہر فائر دماغ کے آر پار ہوتی سامنے والے کے۔۔

قیصر نیچے بیٹھ کر اور ہارون شاید اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اب دشمنوں کا سامنے سے مقابلہ کر رہے تھے اسٹیٹ فائر چلا کر۔۔

"قیصر تمہیں یہ دیکھنا چاہیے" وہاں لاشیں ہی لاشیں گرئی نظر آرہی تھیں اور وہ کھڑا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔کچھ لمحے وہ ٹھہر گیا تھا۔

ڈارک ہول کے بندوں کی تعداد ایسا لگ رہا تھا کم ہی نہیں ہو رہی ہے۔ کتنے ہی وہ مار چکے تھے اور کتنے ہی مار رہے تھے لیکن ہر کمرے کا دروازہ کھولنے پر جیسے ان گنت بندے سامنے کھڑے ہوجاتے مارنے کے لیے---

اب اس کا دل گھبرانے لگا تھا کیونکہ وہ دیکھ سکتا تھا ان لوگوں کی تعداد تو کم ہی نہیں ہو رہی ہے جبکہ اس کے بندے مارے جا رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی چلتا رہا تو کہیں وہ ہار نہ جائے۔

ہاں--اس نے مدد مانگی تھی لیکن لوگ مدد کرنے آئیں گے وہ بھی اتنے خطرناک لوگوں کے خلاف--اسے نہیں لگتا تھا۔ بھلا کوئی کیوں اپنی جان جوکھم میں ڈالے گا اس کی بیوی کے لیے۔

وہ ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔۔ابھی پریشان ہو کر گہرے سانس ہی لے رہا تھا ۔جب اس کے والد نے اسے کھڑکی کی جانب بلایا۔

وہ تجسس میں پڑا۔آخر وہ اسے کیا دکھانا چاہتے ہیں باہر۔

کھڑکی کے پاس آیا تو وہ حسین نوجوان دم بخود رہ گیا۔ اس کھڑکی سے بالکل سامنے کا منظر جو نظر آرہا تھا وہ تھا لیب کا مین دروازے کا حصہ (جو توڑ دیا تھا ان لوگوں نے) اور وہاں سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اندر آرہے تھے ۔۔ پولیس، نیوز چینلز، ایمبولنس کی قطرے لگی پڑئی تھیں۔ قیصر کو تو جیسے ایک لمحے کے لیے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا کہ لوگ آئے ہیں ۔۔لوگ واقعی مدد کرنے آئے ہیں۔

اس پریس میں بھی لوگ مدد کرنے آرہے تھے۔

وہ تمام لوگ HJ کی بیوی کے لیے نہیں آئے تھے۔۔ وہ انسانیت کے لیے آئے تھے وہ نایاب مومن کے لیے آئے تھے۔۔اس لڑکی کے لیے جس نے اپنا فارمولا صرف اس لیے ان برے لوگوں کے حوالے نہیں کیا کیونکہ وہ انسانیت کا نقصان کرتے۔۔وہ لوگوں کو تکلیف پہنچا دیتے۔۔

وہ ایسا فارمولا تھا کہ نایاب اگر اس کے سائیڈ افیکٹس کو نظر انداز کر کے مارکیٹ میں بیچنے کھڑی ہوتی تو بھی لوگ منہ مانگی قیمت پر خرید لیتے لیکن اس لڑکی نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ پروفیسر دامل خان سے بھی جن کی وہ شاگرد تھی جنہیں وہ پسند کیا کرتی تھی۔۔ ان سے بھی بھاگی تاکہ جب تک وہ اس فارمولے کو پرفیکٹ نہیں بنا لیتی تب تک وہ اسے کسی کو دینے پر مجبور نہ ہو۔

نایاب کو ہائی ڈوز دی جا رہی تھی اس کے باوجود اس لڑکی نے ان نہیں کیا چونکہ وہ جانتی تھی وہ ظالم لوگ Eکے حوالے اپنا فارمولا ہیں اپنے نفع کے لیے استعمال کریں گے اس کے فارمولے کو۔۔۔اور کبھی بھی اس کے اصل حقداروں تک پہنچنے نہیں دیں گے۔

اسے اپنی ماں کے ساتھ اوروں کا بھی خیال تھا اسی لیے وہ پروفیسر دامل خان کی لیب راتو رات چھوڑ کر انگلینڈ سے پاکستان بھاگ آئی تھی۔

دماغی مریضوں کے لیے آب حیات Eہاں یہ سچ تھا کہ اس کا فارمولا کا کام کرتا لیکن یہ بھی ایک سچ تھا کہ اس کے سائیڈ افیکٹس تھے جن کے سبب نایاب ابھی اس پر کام کرنا چاہتی تھی۔ اسے مارکیٹ میں لانے کا نہیں سوچا تھا اس نے ۔۔اور نہ ہی انہیں کسی غلط ہاتھ لگنے دینا چاہتی تھی۔

عوام کا ایک سمندر تھا جو باہر نظر آرہا تھا جسے دیکھنے کے بعد قیصر کی ہمت بنی اور جیسے دوبارہ اس میں اینرجی بھر گئی ان لوگوں سے لڑنے کی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

لڑائی کتنی دیر جاری رہی کوئی اندازہ نہیں۔لیکن آخر کار قیصر اور ہارون شاہد اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں نایاب کو رکھا جا رہا تھا۔

چونکہ وہ دونوں لڑ کر آ رہے تھے تو ان کے جسم گرم تھے پسینوں سے شرابور اور اس کمرے کا دروازہ کھلتے ہی اے سی کی شدید ٹھنڈک نے انہیں جھرجھری لینے پر مجبور کیا۔۔۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہی قیصر کی آنکھیں بے تابی و بے صبری سے پورے کمرے میں دوڑنے لگیں۔۔ ساتھ ہی وہ یہاں تک کیسے پہنچا ۔۔وہ یادیں اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔۔۔

یاد۔۔۔

سائمن آئس کا رائٹ ہینڈ بندہ تھا۔۔ اس کا خاص آدمی۔۔۔ یہی وجہ تھی کے اس کے منہ سے کچھ بھی نکلوانا آسان نہیں تھا۔۔

وہ اتنا وفادار تھا کہ جان دے دے لیکن اپنے مالک سے غداری نہ کرئے۔ ۔۔ایسے میں اس سے انفارمیشن لینا بہت مشکل ہو گیا تھا۔

لیکن ہر انسان کی کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے اور اس کی اسی کمزوری کو انہیں ڈھونڈنا تھا ۔۔۔اس کام کے لیے ہارون شاہد نے اپنے تمام خبریوں کو لگا دیا تھا۔

سائمن کی کمزوری تلاش کرنے کے لیے ہارون شاہد کے بندے پوری دنیا میں پھیل گئے تھے۔ ۔۔۔ لیکن ان کے ہاتھ کچھ نہیں آ رہا تھا۔ سائمن کا جیسے پورا ڈیٹا غائب کر دیا گیا ہو۔۔ جیسے اس شخص کا کوئی ماضی ہی نہ ہو مگر یہ کیسے ممکن؟؟ ...

سائمن کو پکڑئے ہوئے پوری دو دن گزر چکے تھے لیکن ان کے ہاتھ کچھ نہیں لگا ۔۔ قیصر نے بےبسی و غم و غصے کی کیفیت میں آ کر اسے الٹا لٹکا کر خوب مارا۔۔ اتنا کہ وہ خونم خون ہو گیا۔۔

اسے ویسے بھی دو دنوں سے مارا پیٹا جا رہا تھا اور یہ مار پیٹ اس کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔ وہ جس مقام پر پہنچا تھا وہ ایسے

ہی نہیں پہنچ گیا تھا ۔اسے ایسے ہی ڈارک ہول کے لیڈر کا رائٹ ہینڈ بننے کا موقع نہیں مل گیا تھا۔ یقینا اس کی چمڑی سہنے کی عادی تھی۔۔

قیصر کے لاکھ مارنے کے باوجود اس نے منہ نہیں کھولا ہاں البتہ تکلیف کی شدت سے وہ غنودگی کے عالم میں چلا گیا۔۔

"حنی۔۔پاپا۔۔ پاپا۔۔ پاپا۔۔ پاپا آپ کہاں ہو؟؟؟ " قیصر کی فیملی سفیان میر کے ایک فارم ہاؤس میں چھپ کر رہ رہی تھی۔۔اور اسی فارم ہاؤس کے سامنے ایک چھوٹا سہ مرغی کا دڑبا بنا ہوا تھا ۔۔ لیکن وہ صرف بظاہر دڑبا تھا وہاں اندر جانے کے بعد ایک کونے میں پرانی سی ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ اس ٹیبل کو ہٹاؤ ایک چکور سہ لوہے کا دروازہ زمین میں نصب نظر آتا ۔اسے کھولا جائے۔۔تو اندر سڑھیاں تھیں۔ اور جب آپ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے جائیں گے تو وہاں ایک کمرہ بنا ہوا تھا۔ جہاں سائمن کو رکھا گیا تھا ۔ قیصر کو جب علم ہوا کہ دو دن گزر گئے ہیں اور سائمن کا کوئی ڈیٹا نہیں مل پا رہا تو وہ غصے میں اسے مارنے چلا آیا۔ اور جب وہ اسے مارنے آیا تو وہ دروازہ بند کرنا بھول گیا اور مہر اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔۔

وہ انڈر گراؤنڈ ایریا تھا۔۔ وہ کمرہ کافی بڑا تھا جس میں سائمن کو رکھا جا رہا تھا۔

مہر کے پاپا پاپا پکارنے سے سائمن کی آنکھ کھل گئی تھی۔ لیکن تھا وہ ابھی بھی غنودگی میں۔۔

اسے دھندلا نظر آرہا تھا وہ پانچ سالہ بچہ۔۔۔

"پاپا۔۔ پاپا۔۔ ااااہہہہہ" اچانک ایک آدمی کو خون میں لت پت الٹا لٹکا دیکھ۔۔مہر ڈر گیا ۔۔اور ڈر کے مارے اس کی ہوا میں زور دار چیخ بلند ہوئی۔۔جسے قیصر نے سنا جو سائیڈ میں فون پر کسی سے بات کرنے میں مشغول تھا اور اسے علم ہی نہیں ہوا تھا کہ مہر اسے پکارتا ہوا یہاں آن پہنچا ہے۔

قیصر فون پر بات کرنا چھوڑ کر فورا بھاگتا ہوا مہر کے پاس آیا۔ کہ خدانخواستہ خوف کی شدت سے اس ننھے سے بچے کا دل نہ بند ہو جائے۔۔

" ڈرو مت ایلکس۔ پاپا ٹھیک ہیں۔پاپا تمھیں بچا لیں گے۔۔ مت ڈرو ۔۔ایلکس مت ڈرو۔۔ " قیصر نے ابھی تیزی سے آ کر مہر کو گود میں اٹھا کر سینے سے لگایا ہی تھا۔کہ پیچھے سے سائمن کی غنودگی بھری آواز اس کی سماعت سے ٹکرانے لگی۔۔

وہ کسی ایلکس کا نام لے رہا تھا۔۔

" تم لوگ صرف وقت ضائع کر رہے ہو ۔۔۔کچھ نہیں اگلوا سکتے تم لوگ مجھ سے ۔۔۔اس لیے اچھا ہے مجھے مار دو "حونین اس کے سامنے ننگے تاروں کو ایک دوسرے سے ملا کر اسے کرنٹ کی نوعیت دکھا رہا تھا۔۔جب مقابل بلا خوف بولا۔۔۔

وہ بندہ اتنا ڈھیٹ تھا کہ بے تحاشہ مار کھا چکا تھا اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں دور دور تک موت کا کوئی خوف نہیں تھا۔ بلکہ الٹا وہ اپنے زخمی ہونٹوں کو کھینچ کر مسکراتے ہوئے ڈھٹائی سے بول رہا تھا۔۔

ابھی حونین جواب دیتا اس سے پہلے ہی اس کا سیل رنگ ہوا۔۔اور وہ ان ننگے تاروں کو وہیں زمین پر پھینک کر ۔۔اپنا سیل جیب سے نکال کر۔۔۔اس کے سامنے ہی فون پر بات کرنے لگا۔۔

"ایلکس... بچہ ہے۔۔ " وہ بلا خوف ابھی حونین کو دیکھ ہی رہا تھا ۔۔جب حونین کے منہ سے یہ نام ادا ہونے پر اس کی آنکھیں حیرت سے باہر ابل آنے کو ہوئیں۔۔

اس کے کان کھڑئے ہو چکے تھے ۔

اب پہلے جیسی بے خوفی طاری نہیں رہی تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔

" تم لوگ اسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔سنا تم لوگوں نے۔۔تم لوگوں نے اگر اسے ہاتھ بھی لگایا تو میں جان سے مار دوں گا تم سب کو۔تم میرے بیٹے کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔۔سن رہے ہو ۔۔۔ " وہ کرسی سے بندہ ہوا زخمی سہ لڑکا اب پاگلوں کی طرح پھڑپھڑاتے ہوئے دھاڑ رہا تھا۔۔۔

" تو ہمیں مارئے گا ؟؟ کیسے ؟؟ ان بندھے ہوئے ہاتھوں سے؟؟؟ .... چل بالفرض تو نے مجھے مار بھی لیا تو یہاں سے بھاگ کر اپنے بیٹے تک پہنچنے میں تجھے وقت تو لگے گا نا۔"حونین اس کی چیخیں سن کر سیل اپنی پاکٹ میں ڈال کر نہایت لاپرواہی کے ساتھ اس کی جانب آیا ۔۔اور پھر چہرے پر اسمارٹ مسکراہٹ سجائے اس سے باتیں کرنے لگا۔۔

سائمن کے چہرے پر اب خوف کے اثار نظر آ رہے تھے۔۔۔

وہ پہلے بالکل بے خوف سہ تھا چونکہ اس کے نزدیک ڈارک ہول والے اس کے بیٹے کی حفاظت کر رہے ہیں۔کوئی اس تک نہیں پہنچ سکتا ۔۔کوئی اس کی انفارمیشن تک نہیں لا سکتا ۔۔لیکن جب اس نے حونین کے منہ سے اپنے بیٹے کا نام سنا۔۔ اور جب اسے یہ علم ہوا کہ حونین کے بندوں نے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا ہے تو وہ ڈر گیا۔۔

اور یہی وہ خوف تھا جس کا مکمل فائدہ اٹھا کر حونین نے نایاب کے متعلق اس سے انفارمیشن لی۔۔ اور اس نے دی بھی کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ لوگ اس کے بیٹے کو نقصان پہنچائیں۔۔

اور سائمن کو کب یاد رہا تھا کہ کل رات غنودگی کے عالم میں اس نے مہر کو اپنا بیٹا سمجھ کر بات کی تھی۔۔۔ اگر یاد رہتا تو یقینا اس وقت وہ حونین کی ٹرک میں نہ آتا۔۔

حال۔۔

ان باپ بیٹے نے پورے کمرے میں ڈھونڈا مگر نایاب انھیں کہیں نہیں ملی۔۔

" وہ تو یہاں نہیں ہے " قیصر نہایت پریشان ہو کر بولا۔۔

کہیں نہ کہیں اس کا دل خوف کے مارے بند ہو رہا تھا ۔ ہاں وہ ڈر رہا تھا۔۔ڈر رہا تھا اپنے جگنو کو کھو دینے سے۔۔ ڈر رہا تھا اسے ایسی حالت میں پانے سے جسے دیکھ کر وہ جیتے جی مر جائے۔ بہت سے وسوسے تھے اس کے دماغ میں۔۔بہت سے برے خیالات ۔۔بہت سے اندیشے۔۔

" کوئی بات نہیں۔۔ ہم اسے ڈھونڈ رہے ہیں ناں۔یہیں کہیں ہوگی ۔۔۔ہمت مت ہارو۔۔ " اسے پریشان ہوتا دیکھ۔ اس کے والد نے اس کے کندھے پر پیچھے سے اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر حوصلہ بڑھایا۔۔

"جی بالکل۔۔ وہ ٹھیک ہو گی۔۔ مجھے پورا یقین ہے۔۔ " ان کا بھاری ہاتھ جو اس کے کندھے پر تھا اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر ۔۔ہلکا سہ مڑ کر ان کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔وہ ان کی بات کی تائید کرنے لگا ۔۔وہ بھی پر اعتماد لہجے میں۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کہاں ہو جگنو؟؟؟ " وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے تھک چکا تھا۔۔

وہ شروع سے اب تک اس فلور کے سارے رومز دیکھ چکا تھا۔۔یہ آخری کمرہ بچا تھا جس میں وہ آیا تھا۔ اور اس کمرے میں بھی اسے نہ پا کر اب وہ ٹیبل پر دونوں ہاتھ تھکان والے انداز میں جماکر۔۔۔ روہانسہ لہجے میں بڑبڑایا۔۔

وہیں دوسری جانب۔۔۔

ارد گرد اندھیرا سہ چھایا ہوا نظر آرہا تھا۔۔اسے اب اس اندھیرے سے الجھن سی ہونے لگی تھی۔۔وہ بار بار اپنے آپ کو کھجا رہی تھی کبھی سر میں کبھی پاؤں پر کبھی ہاتھ پر ۔۔عجیب سی الجھن ہو رہی تھی اسے۔۔۔ آپ ایک ٹھنڈے کمرے سے نکل کر اچانک گرمی میں آجائیں تو جیسے جسم میں سوئیاں چبھنے لگتی ہیں بالکل ویسے ہی سوئیاں چبھ رہی تھیں اسے پورے جسم میں۔۔۔

اس کا دماغ سن سی کیفیت میں تھا لیکن اب اسے آہستہ آہستہ باہر سے شور سنائی دینے لگا وہ شور کی آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں۔

اسے وہاں حفصہ بٹھا کر گئی تھی۔۔۔ اس کے بالکل منہ پر کافی بڑے بڑے باکسز رکھے ہوئے تھے ۔۔

وہ ایک براؤن کلر کی ٹیبل تھی۔۔اس کے نیچے پانچ درازیں بنی ہوئی تھیں۔۔حفصہ نے ان پانچوں درازوں کو نکال کر۔۔۔ جو چھوٹی سی جگہ بنی تھی وہاں نایاب کو بٹھا دیا تھا۔۔اور آگے سے باکسز رکھ دیے تھے۔جس کے سبب اب باہر سے آنے والے کو یا تو باکسز نظر آئیں گے یا ٹیبل۔۔۔

حفصہ اسے بالکل چھپا کر گئی تھی۔۔۔

کافی دیر تک تو وہ برداشت کرتی رہی اور کھجاتی رہی۔۔۔

کیونکہ وہ بالکل چھوٹی سی جگہ میں دبی ہوئی بیٹھی تھی اس لیے اب اس کا دم گھٹنے لگا تھا وہ مزید برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔اس لیے اپنے آگے رکھے ہوئے باکسز کو اس نے دونوں ہاتھ مار کر دھکا دیا ۔

وہ بالکل خالی باکسز تھے۔۔۔اس کے ہاتھ مارتے ہی گر گئے ۔

اور بس اس کا ہاتھ مار کر گرانا تھا کہ ٹیبل کی دوسری سائیڈ کھڑا شخص چونک کر سیدھا ہوا۔۔۔

سامنے سے باکسز ہٹتے ہی اسے ہوا محسوس ہوئی۔جس پر اسنے گہرا سانس لیا۔۔

باکسز خود بخود کیسے گر گئے ؟؟ .. یہ دیکھ قیصر الجھا۔اور فورا ہی یہ دیکھنے کے دوسری جانب کون ہے۔۔ تیزی سے وہاں آیا۔

اور بس اس کا نیچے پنجوں کے بل بیٹھ کر سامنے دیکھنا تھا۔۔کے اسے (ٹیبل کے نیچے) اپنا جگنو بیٹھا ہوا نظر آیا۔

وقت جیسے تھم گیا ہو۔۔۔

گھڑی کی سوئیاں۔۔

ہوا سے اڑتے ہوئے پتے۔۔

چلتی ہوئی گولیاں۔۔

لڑتے ہوئے افراد ۔۔

ایمبولینس کا سائرن۔۔

نیوز دیتے اینکر۔۔

ہر چیز بس تھم گئی تھی اگر کوئی چل رہا تھا تو وہ تھی قیصر عبدالرحمان کی دھڑکنیں۔۔

سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں سے ملیں---

"قیصر-- " یہ پروا کیے بغیر کہ اگر وہ اچانک اٹھے گی تو اس کے سر پہ بھی لگ سکتی ہے--- دونوں بائیں پھیلا کر اس کے سینے آ لگی---

اور وہ اتنی گرم جوشی سے آکر لگی تھی جیسے سامنے پانی ہو اور وہ زندگی بھر کی پیاسی----

اس کے اچانک گرم جوشی سے گلے آ لگنے سے قیصر پیچھے کی جانب گرنے لگا تھا لیکن اس نے فورا ہی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر جما کر اپنا توازن قائم کیا---

"قیصر--- قیصر" کہنے کو وہ سینے سے لگی ہوئی تھی-- وہ نام لے رہی تھی وہ رو رہی تھی لیکن قیصر کے لیے ابھی بہت مشکل تھا اس لمحے پہ اعتبار کرنا---کہ وہ مل گئی ہے اسے ---

اس نوجوان کا دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے باہر نکل آئے گا-

اس کی آنکھیں حیرت کے مارے ابھی بھی بڑی بڑی و پھیلیں ہوئی تھیں---

اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ اس نے اپنے جگنو کو واقعی ڈھونڈ لیا ہے---

اب وہ اس کے پاس ہے---اس کی باہوں میں---

"قیصر "

اور وہ لڑکی جان ہی نہیں سکتی کہ اس کی موت کی خبر نے قیصر کے دل پر کیا ستم ڈھایا تھا---

حالت تو یہ تھی کہ اب وہ سینے سے لگی ہوئی تھی لیکن وہ پھر بھی منجمد سہ رہا کتنی ہی دیر---اسے ہاتھ تک نہیں لگایا---اس خوف سے کہ کہیں دوبارہ ہاتھ لگایا اور وہ غائب ہو گئی تو---

"یو--- " ابھی وہ اسی حال میں تھا جب اس نے کسی کو اس کمرے میں آتا محسوس کیا- آنے والے نے گن تان کر جیسے ہی یو کا لفظ ادا کیا اور گولی چلانی چاہیے قیصر نے پلک جھپکنے جتنی دیر کیے--- ایک ہاتھ سے نایاب کی کمر پر حصار باندھ کر---دوسرے ہاتھ سے

ٹیبل پر رکھی اپنی گن اٹھا کر دھڑا دھڑا فائر سامنے کی جانب چلاتے ہوئے کہا۔ "خاموش"

اس لمحے اس کے کان سوائے اپنے جگنو کے کسی کی آواز نہیں سننا چاہتے تھے---

نایاب اس فائر کی آواز پر مزید سہم کر اس سے چپک گئی تھی---

اس کا ڈرنا وہ محسوس بھی کر چکا تھا---

وہ نایاب کو لے کر کھڑا ہوا

" ڈرو مت جگنو۔تمہارا قیصر ہے تمہارے پاس۔۔تم اب اپنے قیصر کے حصار میں ہو اور میرے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔ " اب وہ گن پھینک کر--- دونوں ہاتھوں سے اس کے نازک اور کمزور سے وجود کو مضبوطی سے اپنے حصار میں لیے۔۔اس کے سر کو شدت الفت سے چوم کر۔۔نرمی سے کہہ رہا تھا۔

اس نے نایاب کو اتنی مضبوطی سے خود بھینچ رکھا تھا کہ اب ان کے درمیان ہوا کا گزر بھی ممکن نہیں تھا ---

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خود میں اسے سمو لینا چاہتا ہو۔۔ بسا لینا چاہتا ہو۔۔۔

سفیان وہیں سے گزر رہا تھا جب اس نے یہ منظر دیکھا۔۔۔

"نایاب۔۔۔ حفصہ کہاں ہے ؟؟ " وہ بڑی بے تابی سے آکر پوچھنے لگا۔۔۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کی جان نکل رہی تھی۔۔۔ کتنی دیر سے ڈھونڈ رہا تھا وہ۔مگر اس کی دشمن جاں کی کہیں کچھ خبر نہیں تھی۔۔۔اس نے تقریبا سارے ہی کمرے دیکھ لیے تھے اس فلور پر۔۔۔

سفیان کی آواز پر قیصر حواسوں میں لوٹا تھا۔

وہ بھولا نہیں تھا کہ اس کا مشن صرف نایاب کو نہیں حفصہ کو بھی یہاں سے صحیح سلامت لے جانا ہے واپس۔۔۔

اور ابھی صرف نایاب ملی تھی حفصہ نہیں۔۔۔

قیصر نے نایاب کو اپنے سینے سے ہٹا کر اب سفیان سے بات کرنے کی اجازت دی تھی---

"حفصہ؟؟ " نایاب کا ذہن ابھی ٹھیک طرح کام ہی کب کر رہا تھا--جو کوئی جواب دے پاتی -- سفیان کی جانب دیکھتے ہوئے---انجان سے لہجے میں حفصہ کا نام پکارنے لگی---

"ہاں حفصہ--- کہاں ہے وہ؟؟ " سفیان کے لہجے سے ہی بےقراری جھلک رہی تھی کہ بس نایاب بتائے اور وہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے جہاں اس کی جان بسی ہے---جہاں اس کی دلبرا ہے-جہاں اس کی روح کا آشیانہ ہے---

"حفصہ؟؟ "

" ہاں حفصہ-- تمہاری دوست--اسے ان لوگوں نے کڈنیپ کیا تھا تمہارے کی فائل کے لیے--وہ بھی یہیں پر ہے--کیا تم نے دیکھا ہے Eفارمولا اسے؟؟؟کیا وہ تمہارے ساتھ تھی؟؟؟ " سفیان کی بے قراری و بے تابی اپنے عروج پر تھی-جو اسکی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی تھی

اس کے لب و لہجے سے معلوم ہو رہا تھا-- کہ ہر لمحہ اس کی جان پہ بھاری ہے اب---

"حفصہ؟؟" نایاب کی آنکھوں کے آگے کچھ وقت پہلے کی یاد کا پردہ لہرا گیا ---

یاد---

"نایاب اب تم یہاں بیٹھو--اور جب تک میں دوبارہ واپس نہ آوں یہاں سے مت نکلنا سن رہی ہو ناں-یہاں سے مت نکلنا - باہر خطرہ ہے - میں کوشش کرتی ہوں باہر جا کر کسی سے مدد لینے کی -- جیسے ہی مجھے مدد ملے گی میں تمہیں یہاں لینے لوٹ آؤں گی---تب تک یہاں سے مت نکلنا پلیز" ان لوگوں کی آوازیں باہر سے مسلسل آرہی تھیں وہ انہیں ہی تلاش کر رہے تھے--کسی وقت بھی اس کمرے میں آجاتے--اس لیے حفصہ نے جلدی سے ایک جگہ ڈھونڈی جہاں وہ نایاب کو چھپا سکے---

جب وہ بڑے بڑے باکسز جلدی جلدی لگا رہی تھی نایاب کے چہرے کے آگے تو اس وقت نایاب نے دیکھا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے--

وہ مسلسل رو رہی تھی---

" یہ کمرا دیکھو۔ ۔۔ " وہ نایاب کو چھپا چکی تھی۔۔۔۔

ابھی ایک لمحہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ سوچ پاتی۔۔۔ کہ وہ خود کہاں چھپ سکتی ہے اس سے پہلے ہی یہ آواز آگئی ۔۔۔

اپنی جان کا خوف کسے نہیں ہوتا اسے بھی تھا۔۔

اس کے پورے پورے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے برف کی طرح ٹھنڈی پڑ رہی تھی وہ۔ آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ جا رہے تھے۔

اپنی حالت پر قابو کر کے وہ تیزی سے سامنے
رکھے بہت سارے باکسز میں سے ایک دو کو ہٹا کر اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔۔۔

اتنے میں وہ لوگ بھی کمرے میں آ گئے تھے ۔۔

انہوں نے ایک ایک باکس کو ہٹا کر نایاب اور حفصہ کو ڈھونڈنا شروع کر دیا تھا۔۔

خوف کے مارے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔وہ دیکھ رہی تھی وہ لوگ اس ٹیبل کی جانب جا رہے تھے جہاں اس نے نایاب کو چھپایا تھا۔ ۔

بس باکس ہٹانے کی دیر تھی انھیں نایاب نظر آجاتی۔۔۔ اور پھر خدا جانے وہ نایاب کے ساتھ کیا کرتے۔۔۔

اس ٹیبل کے پاس رکھے باکسز سے ان کی توجہ ہٹانے کے لیے کسی اور جانب ان کی توجہ مبذول کرنا بہت ضروری تھا۔۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں کے آگے اب اپنی پوری زندگی کسی فلم کی طرح چلنے لگی تھی

وہ جانتی تھی وہ کیا کرنے جا رہی ہے لیکن اپنی دوست کو بچانے کے لیے یہ تو کرنا ہی تھا ۔۔ہاں وہ ڈرئی ہوئی تھی۔۔ہاں وہ خوفزدہ تھی۔۔۔ ہاں وہ جانتی تھی کہ اس بار اگر ان لوگوں کے ہاتھ لگی تو وہ پہلے سے زیادہ اسے تکلیفیں و اذیتیں پہنچائیں گے۔۔۔

جو اذیتیں وہ سہ چکی تھی وہ ناقابل بیاں تھیں۔کیا کچھ نہیں کیا تھا اس کے ساتھ ان لوگوں نے۔۔کون سہ ایسا ظلم تھا جو اس کی جان پہ نہیں ڈھایا تھا ۔۔ تفتیش کے نام پر اسے مارنا پیٹنا اسے ذہنی ٹوچر کرنا

اس کے ساتھ زیادتی کرنا(وہ بھی ایک ہی وقت میں دو دو کا)۔۔ اس کی روح کانپ رہی تھی اپنے ساتھ ہوئے ظلم یاد آنے پر۔۔۔

وہ دیکھ رہی تھی وہ لوگ باکس ہٹا رہے تھے پہلا ہٹ چکا تھا ۔۔۔ مزید دو ہٹتے تو انھیں نایاب نظر آجاتی ۔۔۔ اسے جلدی ہی کچھ کرنا تھا۔

ایک بار کلب میں نایاب اس کی خاطر اپنی پرواہ کیے بغیر حالت پریگننسی میں بھی اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی تھی صرف اسے بچانے کے لیے ۔۔اس نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی تھی ۔۔۔اور آج حفصہ کے نزدیک اس کی باری تھی۔۔۔ آج اسے دوستی کا فرض نبھانا تھا۔۔۔

وہ پہلی بار ان کا ملنا ۔۔ وہ ان کا ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا وہ ان کا ایک ساتھ یونیورسٹی جانا ۔۔وہ ان ایک ساتھ باہر گھومنا وہ ان کا ایک دوسرے سے کبھی کبھار چڑھ جانا وہ ان کا ایک دوسرے سے لڑنا۔۔۔ ہر خوبصورت یاد جو نایاب اور اس کی تھی۔۔ وہ اس لمحے آنکھوں میں گھومنے لگی۔

وہ دو تین لمحے ہوں گے دنیا کے لیے۔۔ مگر حفصہ کے لیے تو وہ دو تین صدیاں تھیں جو اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے جی۔۔۔

جن میں ایک طرف وہ ظلم یاد کر رہی تھی جو حالات حاضرہ میں اس کے ساتھ چل رہے تھے تو دوسری طرف وہ اپنے اور نایاب کے یادیں یاد کر رہی تھی -- وہیں تیسری طرح اسے اپنا سفیان یاد آرہا تھا---اپنا شوہر جس سے ملنے کی خواہش میں وہ یہ جنگ لڑ رہی تھی ابھی تک ورنہ اس نے تو یہ سانسوں کی ڈور کب کی ہار جانی تھی۔

جب اس کے ساتھ پہلی بار زیادتی کی گئی تب وہ مر جانا چاہتی تھی لیکن وہ سفیان میر کی آنکھیں تھیں جنہیں دیکھنے کی ارزو میں اس کی سانسوں کی ڈورئیں چلتی رہی وہ نہیں مر سکی---

ایک وقت تھا جب وہ ان ڈارک براؤن آنکھوں سے خوفزدہ ہوتی تھی چڑھتی تھی اور یہ وقت تھا جب وہ ارزو کر رہی تھی کہ بس ایک بار وہ آنکھیں نظر آجائیں اور وہ اسے ویسے ہی دیکھیں جیسے وہ دیکھتی ہیں پیار سے احترام سے اپنائیت سے--- ایسے جیسے وہ کوئی معجزہ ہو پاکیزہ سہ معجزہ---کہ اس جیسا تو دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں---

دنیا کی نظر میں ہوگی وہ سیلفش لیکن اپنے نزدیک وہ ہمیشہ اپنے آپ کو پہلے رکھتی تھی--جس میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ رکھنا چاہیے---

وہ کسی کا برا نہیں کرتی تھی وہ بس اپنا اچھا کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی یہ دنیا ہے آپ ہر کسی کی کہانی میں ہیروئن کا کردار ادا نہیں کر سکتے چاہے آپ کتنی ہی کوشش کر لیں آپ کو کہیں نہ کہیں کسی کی کہانی کا ولن بننا ہی ہے۔

وہ بہت پچھتاتی تھی۔۔یہ سب کبھی ہوتا ہی نہیں اگر وہ علی سے شادی کے متعلق اسے نہ بتاتی۔۔ Eکے لالچ میں نایاب کے فارمولا

آج نایاب اور وہ اس حال میں اسی لیے پہنچے تھے چونکہ غلط کانوں میں اس فارمولے کی بھنک لگ گئی تھی۔۔۔

وہ اچھے سے علم رکھتی تھی کے نایاب کے ساتھ جو کچھ ہو رہا تھا اس کی ذمہ دار کہیں نہ کہیں وہ تھی۔۔۔اور یہ اس کے پاس وقت تھا ، موقع ۔۔ اپنی دوست کو دکھانے کا ۔۔۔کہ وہ بری نہیں ہے۔۔۔اس نے کبھی نایاب کا برا نہیں چاہا بس اپنے اچھے کی چاہ میں اس کا برا کر بیٹھی۔۔

حفصہ نے دیکھا کہ دوسرا باکس بھی ہٹ گیا ہے۔۔۔

اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ۔

بس دماغ میں اب ایک ہی چیز بچی تھی کے نایاب کو ان ظالموں سے بچانا ہے--- ساتھ ہی وہ یہ دعا کرتی ہوئی کھڑی ہوئی--کہ اگر ان کے ہاتھ دوبارہ لگتی ہے تو خدا موت دلا دے ان کے ہاتھوں زندگی نہ دلائے کیونکہ زندگی بہت سخت تر ہے-- موت پھر آسان ہے---

ان لوگوں کی چونکہ ساری توجہ ٹیبل کی طرف والے باکسز کی جانب تھی اور حفصہ پیچھے کی طرف تھی اس لیے انہوں نے حفصہ کو کھڑے ہوتے نہیں دیکھا --

وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے دروازے تک پہنچی اور اس کے وہ بھاگنے پر جو قدموں کی دھمک ہوئی تھی اس پر ان لوگوں کی توجہ حفصہ کی جانب گئی---اتنے میں وہ دروازہ کھول کر باہر بھاگی---

وہ لوگ بھی پیچھے بھاگے----

صرف چند منٹوں بعد جو نایاب کے کانوں کی سماعت سے آوازیں ٹکرائی وہ گولیوں کی آوازیں تھیں--

کچھ ہی لمحوں میں وہاں گرجدار گولیوں کی آوازیں گونج اٹھی تھیں۔۔جن پر وہ سہم کر مزید خود میں ہی سمٹ گئی۔۔۔ اور پھر مکمل سناٹا چھا گیا۔۔۔

حال۔۔۔

ہاں نایاب کو یاد تھا کہ اسے جگانے حفصہ آئی تھی۔۔کمرے میں حفصہ نے ہی اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔وہ ہی اسے بھگاتے ہوئے اس کمرے تک لائی تھی۔ حفصہ نے ہی اس کے منہ کے آگے باکسز رکھے تھے۔۔۔اور اسے وہاں بٹھایا تھا ۔۔یہ کہہ کر کہ یہاں سے نکلنا مت اور اس کے بعد اس نے گولیوں کی آوازیں سنی تھیں۔۔۔

" ہاں نایاب حفصہ۔۔کہاں ہے وہ ؟؟۔۔۔کیا تم نے دیکھا ہے اسے؟؟۔۔تم بول کیوں نہیں رہی ہو؟؟؟ " وہ نوجوان پہلے ہی بہت بری حالت میں تھا اس پر نایاب کی خاموشی اسے مزید پاگل کر رہی تھی۔۔

"سفیان۔۔۔ میرے ساتھ چلو" وہ عفان تھا جو کمرے میں آکر اس کا بازو پکڑ کے۔۔۔اسے کھینچتا ہوا باہر کی جانب لے جانے لگا۔۔۔

اس کے چہرے کے جو تاثرات تھے وہ سفیان کا دل ہولا گئے تھے۔۔۔

" تم مجھے اس کمرے میں کیوں لے جا رہے ہو ؟؟ .. میں دیکھ چکا ہوں یہاں۔۔یہاں سارے مردہ پڑے ہیں" عفان نے جب اس کے سامنے اسی فلور پر موجود سب سے کارنر والے کمرے کا دروازہ کھولا ۔۔تو سفیان فورا ہی بپھر کر بول اٹھا۔

ابھی عفان جواب میں کچھ کہتا کہ انھیں اندر سے کسی لڑکے کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔

اور یہ آواز بہت جانی پہچانی تھی۔یہ آواز عاطف کی تھی وہ چیخیں مار مار کے رو رہا تھا ۔۔۔اور اسے روتا دیکھ سفیان کا دل جیسے بیٹھنے کو ہوا ۔وہ نہیں جانتا کیوں لیکن وہ کچھ دنوں سے محسوس کر رہا تھا کے عاطف نایاب سے زیادہ حفصہ کے لیے شامل ہوا ہے اس لڑائی میں۔۔۔اور جس طرح وہ اس ایک اسٹریچر پر پڑی لاش کے اگے رو رہا تھا وہ منظر سفیان کے دل کو جیسے مٹھی میں بھینچ گیا۔ اسے لگا اس کے ہاتھ پاوں سے جان نکل رہی ہے۔۔

دل ماننا نہیں چاہتا تھا لیکن دماغ اس کا پہنچ چکا تھا کہ کیا ہوا ہے۔۔۔اور وہ کون ہے جس کے لیے عاطف رو رہا ہے بیٹھ کر۔۔۔

"اندر چلو " عفان نے اس کے غصے کا اس بار کوئی برا نہیں منایا --اس کے جذبات سمجھ سکتا تھا وہ---

اس کے بازو کو پکڑ کے اس نے پھر دوبارہ اندر کی جانب کھینچتے ہوئے کہا۔۔

"نہ-- نہیں۔ بالکل نہیں--- مجھے میری بیوی کو ڈھونڈنا ہے--- مجھے میری حفصہ کو ڈھونڈنا ہے۔-میں بھلا کیوں اس مردوں سے بھرے کمرے میں اپنا وقت ضائع کروں۔-ہٹو۔-ہاتھ چھوڑو میرا"وہ کمرہ برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔وہاں لائنوں سے مردے رکھے ہوئے تھے۔- سب پر سفید چادریں ڈلی ہوئی تھیں۔

وہ ایک لیب تھی الليگل کام ہوتے تھے وہاں پر۔ اس لیے زندہ سے زیادہ مردہ اہمیت کے حامل ہوتے تھے---

لڑائی ابھی جاری تھی لیکن اتنا شور تو باہر پوری لیب میں نہیں ہو رہا تھا جتنا اس لمحے سفیان میر کے دل میں مچ گیا تھا--وہ ایسا شور تھا جس میں وہ اپنا آپ ختم ہوتا محسوس کر رہا تھا--اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پر چکے تھے۔- لگ رہا تھا بس کسی وقت بھی گر جائے گا نیچے---

وہ کیسے چلا جائے اس مردوں والے کمرے میں ؟؟ ... اتنی دور اتنی لڑائیوں و اتنی کوششوں کے بعد وہ یہاں تک اس لیے تو نہیں آیا کہ اسے مردہ دیکھے---

سفیان جانتا تھا وہ حسین دشمن جان پہلی والی حالت میں نہیں ملے گی اب لیکن پھر بھی وہ آیا پھر بھی وہ دنیا سے لڑا---اس کے دادا نے کہا بھی--نہیں ملے گی دوبارہ اس حالت میں--اگر اتنا بڑا ظرف ہے کہ اپنا سکتے ہو تو لڑو--اگر ہمت ہے تو لڑو---اور اس میں ہمت تھی اسی لیے تو یہاں تک آیا۔ اسی لیے تو پوری دنیا سے لڑ گیا لیکن وہ ہمت والا شخص جو پوری دنیا سے لڑ گیا تھا اس لمحے اس کمرے کی چوکھٹ پار نہیں کر پا رہا تھا--اتنی بھی ہمت نہیں بچی تھی اس میں --

" تم جانتے ہو وقت ضائع تم کر رہے ہو اب اسے زندہ لوگوں میں ڈھونڈ کر --وہ تمھیں اب یہاں ملے گی--اس لیے چلو میرے ساتھ اندر --دیکھ لو اسے" وہ کسی ضدی بچے کی طرح بن گیا تھا--- کہ بس میں نہیں مانوں گا---

عفان بڑی مشکل سے اسے پکڑ کر وہاں تک لایا جہاں حفصہ کا بےجان جسم رکھا تھا---

" چھوڑو مجھے ۔۔ کیوں زبردستی کر رہے ہو۔۔کہا نا مجھے میری بیوی کو ڈھونڈنے جانا ہے۔۔ مجھے نہیں دیکھنا یہاں کچھ بھی۔۔۔ "

اس کے چہرے پر سے چادر ہٹی ہوئی تھی لیکن سفیان پھر بھی اس جانب نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

وہ اپنی پوری طاقت لگا رہا تھا وہاں سے جانے کے لیے اور عفان اس کے دونوں بازوں کو پکڑ کر کھڑا تھا۔۔

"سفیان حقیقت سے بھاگنے سے وہ بدل نہیں جائے گی ۔۔۔اس لیے قبول کرو۔۔۔ " عفان نے اس کے دونوں بازوں کو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال سمجھایا ۔۔جس کے بعد اس نے بڑی بے بسی سے اس لڑکی کے چہرے کی جانب دیکھا۔۔۔

"حفصہ" وہ تڑپ کر چیخا۔۔۔

ایسی تڑپ جو در و دیوار کے دل ہلا دے۔۔۔

اس کا دل لمحہ بھر میں خالی ہو گیا۔۔۔ بالکل ویران سہ۔۔۔

سینے میں اتنی زور سے ٹھیس اٹھی کہ لگا پھٹ کے باہر آ جائے گا۔۔

"حفصہ" سفیان نے اپنے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ اس معصوم سے چہرے پر ہاتھ لگایا ۔وہ برف کی طرح ٹھنڈا تھا ساتھ گال پھٹے ہوئے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں کے نیچے کالے حلقے نظر آ رہے تھے ۔۔چہرے ، گردن اور ہاتھوں پر پڑے ہوئے نیل و سگریٹ کے جلائے ہوئے کے نشانات الگ ہی دیکھے جا سکتے تھے۔۔۔اس کے ہونٹ زخمی تھے۔۔۔وہ سب دیکھ رہا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ وہ رو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ آدمی رو رہا تھا جو اپنے باپ کی موت تک پر نہ رویا۔۔اور بس وہ روے چلے جا رہا تھا۔

ان ظالموں نے اس کے معصوم پھول کو کچل کے رکھ دیا تھا۔۔۔ وہ کیسے خون کے آنسو نہ روئے۔۔۔

❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️

#رائٹر : #حُسنِ_کنول

#ناول : #جگنو

#episode : 54 Last🖤

ہارون شاہد اور حونین اپنے بندوں کے ساتھ جب اس کمرے میں پہنچے جہاں پر کچھ وقت پہلے ڈارک ہول کا لیڈر آئس بیٹھا ہوا تھا تو وہاں سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی ---

ہارون شاہد جب ان سب کو مار گرانے کے بعد۔۔ شیشے کا دروازہ اپنی گن کی ایک فائر کے ساتھ توڑ کر اندر داخل ہوئے۔تو وہاں ایک ون سیٹڈ صوفہ و ایک ٹیبل کے سوا اور کچھ نہ پایا ۔۔ساتھ ہی وہاں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

وہ سمجھ گئے تھے یہ ون سیٹڈ صوفہ کسی خاص کے لیے تھا یعنی آئس کے لیے۔۔ ڈارک ہول کے سب سے بڑے لیڈر کے لیے۔۔

وہ دروازہ چھت کی جانب کھلتا تھا۔۔

وہاں موجود ہیلی کاپٹر اڑنے کے لیے تیار نظر آرہا تھا۔۔

ہارون شاہد کے بندوں نے اس ہیلی کاپٹر پر فائر برسانا شروع کر دیے تھے۔۔۔

جبکہ ہارون شاہد نے ڈائریکٹ پائیلٹ کا نشانہ لیا تھا۔۔ اور ان کا نشانہ اتنا پکا تھا کہ کافی دور کا فاصلہ ہونے کے باوجود وہ گولی جا کر اس پائیلٹ کے دماغ کے آر پار ہوئی۔۔۔

اور وہ لمحہ بھر میں وہیں گر گیا۔۔

حونین اپنے بندوں کے ساتھ تیزی سے بھاگا ہیلی کاپٹر میں موجود لوگوں کو پکڑنے کے لیے۔۔۔

خوب فائر کا تبدلا ہونے لگا دونوں جانب سے۔۔۔

آخر میں اشعر اور ناتھن پکڑے گئے۔۔۔

اور وہاں کوئی موجود نہیں تھا کم از کم انہیں تو کوئی اور نہ ملا۔۔

اشعر و ناتھن کو پکڑ کر ابھی وہ لوگ نیچے اترئے ہی تھے کہ موقع پا کر اشعر نے حونین سے گن چھینی اور اپنے سر پہ لگائی۔۔۔اور سب کے سامنے ایک لمحہ سوچے بغیر گولی چلا دی۔۔

ٹھش کی آواز کے ساتھ اشعر کا قصہ تمام ہو گیا تھا۔۔وہ بے جان ہو کر پیچھے کی جانب گرا۔۔

انہیں موقع ہی نہیں ملا تھا کہ وہ اسے روک پاتے۔۔

سائمن اور اشعر واحد تھے جنہوں نے آئس کو دیکھا تھا اس کے علاوہ دنیا میں آج تک اسے کسی نے نہیں دیکھا نہ ہی کوئی اس کے متعلق جانتا ہے ۔۔کہ وہ کون ہے؟ کیا کرتا ہے؟ کیسا دکھتا ہے؟ ....کچھ بھی نہیں۔۔

سائمن نے بھی سوائے ڈارک ہول کے لیڈر کا نام بتانے کے علاوہ۔۔ ائس کے متعلق کوئی انفارمیشن نہیں دی تھی۔

لڑائی ختم ہو چکی تھی۔۔اور اس کے ختم ہونے کے بعد ایک سوگوار فضا طاری تھی۔۔۔

کہیں کوئی لاشیں گھسیٹتا ہوا نظر آرہا تھا تو کوئی کسی کے مرہم پٹی کرتا ہوا ۔۔کہیں کوئی بیٹھا پانی پی رہا تھا ۔۔تو کہیں کوئی اپنی بندوق دکھا کر اپنا بہادری کا قصہ سنا رہا تھا۔۔

قیصر نایاب کو بینچ پر بٹھا کر--- اپنے ہاتھوں سے پانی پلا رہا تھا---
وہیں ہارون شاہد ذریاب، عفان و حونین کھڑے تھے--

ہارون شاہد نے نایاب کے سر پر ہاتھ رکھا تھا شفقت سے--- اور اسی لمحے ایک کمرے کا دروازہ کھلا--- وہاں سے چہرے پر بلیک ماسک لگائے-- لیب کوٹ میں ملبوس نیلی آنکھوں والا لڑکا باہر نکلا---

وہاں کافی ڈاکٹرز پھر رہے تھے --اس لیے کسی نے اس پر توجہ نہ دی-

اس نے سرسری سی نگاہ ایک بار وہاں موجود ہر شخص پر ڈالی-- اس کی آنکھوں پر بڑا سہ گول چشمہ لگا تھا-- پھر نظر جھکا کر تیزی سے باہر کی جانب چل دیا---

وہ قیصر ، ہارون شاہد اور باقی سب لوگوں کے سامنے سے گزرتا ہوا جا رہا تھا لیکن انہیں خبر نہیں تھی---

کیونکہ وہاں پر عام عوام بھی آئی ہوئی تھی مدد کرنے ۔۔۔ اس لیے ہارون شاہد نایاب کے سر پر ہاتھ رکھنے کے بعد۔۔ حونین کے ساتھ فورا ہی وہاں سے چلے گئے تھے۔

"مجھے تمھاری قسم میری جان۔۔میں تمھارے کسی گنہگار کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔ " سفیان نے حفصہ کی پیشانی چومتے ہوئے وعدہ کیا۔۔ اور یہ وعدہ صرف اس کا اپنی مرحوم بیوی سے نہیں تھا ۔۔۔ خود سے بھی تھا کہ وہ نہیں چھوڑنے والا اس کے گہنگاروں کو اب۔۔۔

حفصہ کے لاشے کو باہوں میں لے کر۔۔۔اب وہ واپسی کا طویل سفر طے کرنے کے لیے تیار کھڑا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کافی وقت بعد۔۔۔

پروفیسر ناتھن ، پروفیسر دامل خان ، علی اور جتنے لوگ اس لیب میں پکڑئے گئے تھے ان سب پر اب کیس چل رہے تھے۔۔۔

"اہا ہااااہہہہہہہہہہ۔ " ابھی کیس چل رہا تھا ان لوگوں پر--- انھیں بچانے کے لیے نئی نئی طاقتیں سامنے آ رہی ہیں لیکن سفیان میر کو ان باہری دنیا کی عدالتوں سے کوئی مطلب نہیں تھا ۔۔ اس نے اپنی ہی ایک عدالت بنالی تھی--- جہاں وہ اپنی بیوی کے گنہگاروں کو خود سزا دے رہا تھا اپنے ہاتھوں سے---

یہ ناتھن کی چیخیں تھیں ---جو اس پورے فلور پر گونج رہی تھیں---

وہ نہیں بھولا تھا اپنی بیوی کے جسم پر پڑے ہوئے نیلوں کو--- یہی وجہ تھی کہ اس کے ہاتھ رک نہیں رہے تھے ---وہ پے در پے چابک برسائے چلا جا رہا تھا ناتھن کی ننگی کمر پر---

**

" میں تم لوگوں کی زندگی اتنی بدتر بنا دوں گا کہ تم لوگ خود جج کے سامنے بھیک مانگو گے ---کہ تمھیں موت کا فیصلہ سنا دیں--- "
پروفیسر دامل خان کی چیخیں گونج رہی تھی اس ہول کمرے میں۔وہ لڑکا پلاس سے باری باری ان کے ہر ناخن کو جڑ سے کھینچ کے نکال رہا تھا۔۔

دامل خان تڑپ رہا تھا چیخ رہا تھا--- لیکن اس کی وہ تڑپ اور چیخیں سفیان کے دل کو ٹھنڈک نہیں دے رہی تھیں۔وہ انھیں اور اذیت دینا

چاہتا تھا انہیں مزید تڑپانا چاہتا تھا۔۔ان سب کو ہر اس اذیت اور کرب سے گزارنا چاہتا تھا جس سے ان ظالموں نے اس کے نازک پھول کو گزارا۔۔

لیکن یہ لوگ اس کا اصل نشانہ نہیں تھے۔۔ اصل نشانہ تھا ۔ڈارک ہول کا وہ لیڈر جس کے حکم پر یہ سب کچھ ہوا۔۔وہ آئس نامی بندہ۔جو غائب تھا جس کے متعلق کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔لیکن اس چھپے ہوئے بندے کی طاقت کا مظاہرہ وقتا وقتا اس کیس میں ظاہر ہو رہا تھا۔۔

کیونکہ قیصر کی کلپ چلی تھی جس کی وجہ سے پوری دنیا کو خبر تھی اس کیس کے متعلق۔۔ اس لیے پولیس اور ایجنسی والوں پر کافی پریشر تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" سر یہ آپ کے لیے پارسل آیا ہے۔۔ " وہ اپنے کیبن میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اس کی سیکرٹری ایک وائٹ لفافہ لے کر اس کے پاس پہنچی۔ ۔

وہ لفافہ حونین کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔

اس نے کھول کر دیکھا تو اس میں پین ڈرائیو تھا۔

اپنے لیپ ٹاپ سے اٹیچ کرنے کے بعد جو اسکرین پر ویڈیو چلی۔۔۔
اسے دیکھنے کے بعد اس کی سانسیں تھم گئیں۔۔۔

وہ سی سی ٹی وی فوٹیج تھی لیب کے اس حصے کی جہاں پر حفصہ کو گولیاں ماری گئ۔

اسے تین سے چار گولیاں ماری تھی ظالموں نے۔ اور وہ بھی پیچھے سے۔ ۔

-

وہ منہ کے بل زمین پر گرئی تھی لیکن پھر بڑی ہمت جمع کر وہ پلٹی اور اس نے اوپر کی جانب کیمرے میں دیکھا ۔۔وہ بہت تکلیف میں تھی۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔ان خوبصورت پاکیزہ آنکھوں میں آنسو تھے جن پر سفیان میر اپنا آپ وار سکتا تھا۔۔

سفیان نے دیکھا اس کے ہونٹ جمبش کر رہے ہیں۔۔ تکلیف کی شدت سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔ مگر وہ مسلسل کچھ بول رہی تھی۔۔۔ اور سفیان اس کے ہونٹ پڑھ سکتا تھا۔

"سفیان آئی لو یوو۔ اللہ۔۔ 'لاَ اِلٰہَ اِلَّا اُللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ"

اس کی آخری خواہش یہی تھی کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کا اظہار کرئے اور آج یہ خواہش پوری ہو گئی تھی مانا وہ دنیا میں نہیں رہی لیکن اس کے شوہر نے آج اس کا اظہار محبت سن لیا تھا وہ بھی دل کے کانوں سے۔۔۔

دنیا میں شاید ہی کسی بیوی نے اپنے شوہر سے اس طرح اظہار محبت کیا ہوگا جیسے اس لڑکی نے تین گولیاں کھانے کے بعد جسم پر بے تہاشہ تشدد کے نشانات لیے۔۔۔آخری سانسیں لیتے ہوئے کیا۔

اب یوں کوئی محبت کا اظہار کرئے تو بتاؤ بھلا ۔۔۔کیسے کوئی اس پہ اپنی زندگی نہ وارے۔۔۔

" ائی لو یو ٹو ۔۔۔ " اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر کب لیپ ٹاپ کے کی-بورڈ پر گرنے لگے اسے نہیں پتا۔۔۔

وہ اس ویڈیو کو دیکھ کر ہزاروں موتیں مر رہا تھا اور ہزاروں بار جی رہا تھا۔۔۔

عجیب سہ طلسم تھا اس لمحے میں۔۔۔ نہ موت تھی نہ حیات تھی۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

کہنے کو ایک مہینہ گزر گیا تھا اس حادثے کو۔۔۔ لیکن اس کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ سبھی کی زندگی میں نمایاں تھے چاہے وہ نایاب ہو چاہے وہ قیصر ہو چاہے وہ عاطف ہو چاہے وہ سفیان ہو۔۔۔

نایاب کا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا وہ کافی بہتر ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ جب بھی حفصہ کی یاد آتی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی۔۔۔"نایاب۔۔۔ تم نے کہا تھا نا کہ اگر دوست مجھ جیسے ہوں تو ان کا نہ ہونا ہی بہتر ہے ۔تو دیکھو آج میں تمہیں ثابت کروں گی کے ایسا نہیں ہے ۔۔میں زندگی میں پہلی بار تمہیں ہراؤں گی۔نایاب میں زندگی میں پہلی بار تمہیں غلط ثابت کروں گی۔"

اسے پچھتاوا تھا ۔۔ ہاں اسے شدید پچھتا ہوا تھا کہ کاش اس نے حفصہ کی بات پر یقین کر لیا ہوتا تو وہ میموری ان لوگوں کو کبھی نہ ملتی اس کے دماغ سے جس کے ذریعے وہ حفصہ تک پہنچے تھے حفصہ پر اعتبار نہ کرنے کے سبب ہی وہ میموری اس کے لیے یادگار بن گئی تھی کیونکہ اس کا دل دکھا تھا

مانا وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی لیکن اس کا دل دکھا تھا مگر کاش اس نے اپنی دوست پہ اعتبار کیا ہوتا ۔۔۔اگر وہ اعتبار کر لیتی تو یہ سب ہوتا ہی نہیں۔۔۔ حفصہ آج زندہ ہوتی لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔۔۔

وہ اسے اکثر مغرور چڑیل کہا کرتی تھی۔ آج شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ کہیں سے نکل آئے ۔۔ اور کہے مغرور چڑیل کیوں رو رہی ہو۔۔۔ میں تو یہی ہوں۔

"اگر زندگی کا ایک امتحان تم نے اکیلے پاس کر لیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کے
زندگی کے سارے امتحان تم اکیلے پاس کرلو گی۔۔۔ زندگی میں کچھ موڑ ایسے ضرور آتے ہیں جس میں انسان کو دوست کی ضرورت پڑتی ہے اب جب.وہ موڑ *تمہاری زندگی* میں

آئے گا ناں تو دیکھ لینا مجھے اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔۔۔" اس نے ساتھ کھڑا ہونے کا وعدہ کیا تھا مشکل وقت میں۔۔ جان ہی دے دے گی یہ تو نہیں بتایا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

تین ماہ بعد۔۔

آج تانیہ کا نکاح تھا۔۔ صبح سے گھر میں تیاریاں چل رہی تھیں عبدالرحمان صاحب ہو یا عشال ہو یا نایاب ہو یا قیصر ہو یا مہر و طالعہ سب کے چہروں پہ خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

قیصر بہت وقت بعد اپنے گھر میں کوئی تقریب کر رہا تھا۔۔کوئی خوشی کی تقریب ۔۔

" تم نے مٹھائی آرڈر کی۔۔ تانیہ کو (دل پسند) کی پسند ہے تو وہیں سے آنی چاہیے۔۔ "

"ہیلو۔۔ تم سے بات کر رہا ہوں کہاں کھوئے ہوئے ہو۔ " وہ اپنی پوری بات کہہ چکا تھا مگر مجال ہے سامنے والے نوجوان کے کانوں میں جوں تک رینگی ہو۔۔

پتہ نہیں وہ کس دنیا میں تھا ؟؟...مانا وہ اسے دیکھ رہا تھا لیکن وہ اسے سن رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا کے وہ کیا کہہ رہا ہے ۔۔ایسا کہیں سے معلوم نہیں ہو رہا تھا ۔۔جس کی وجہ سے قیصر نے اب اس کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے اسے حواسوں میں لوٹایا اور اپنی بات دوبارہ اس سے کہی۔۔۔

"جی۔ سن رہا ہوں۔ " اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔

قیصر کو اسے دیکھ کر لگا ۔ ۔جیسے اسے سانس لینے میں پرابلم ہو رہی ہے۔

" تم ٹھیک ہو ؟؟ "

"جی بالکل حنی۔۔۔ مجھے کیا ہونا ہے" وہ لاپرواہی سے اپنے کندھے اچکا کر کہتا ہوا ۔۔۔مڑ کر جانے لگا۔

" ایک کو کھو چکے ہو۔۔دوسری کو جب تک نہیں کھو گے عقل نہیں پکڑو گے نا تم؟؟ " وہ اس کے جملے تھے یا زنجیر ۔۔۔ عاطف انہیں سننے کے بعد مزید قدم آگے نہ بڑھا سکا۔

" میرے پاس کچھ نہیں اسے دینے کے لیے۔۔۔ " عاطف نہیں بھولا تھا حفصہ نے اسے کیا کہہ کر ریجیکٹ کیا تھا۔اور ایسا تو ہے نہیں کے کچھ وقت میں وہ کوئی بہت بڑا بزنس مین بن جائے گا۔۔

وہ چھوٹی موٹی جابز کے ساتھ پڑھائی کر رہا تھا ابھی ۔۔۔ایسے میں وہ تانیہ سے نکاح کیسے کر لے؟؟ اتنی بڑی ذمہ داری کیسے اٹھا لے؟؟؟۔۔۔

" محبت اور عزت تو ہے نا دینے کے لیے۔۔ وہ دے دو ۔باقی چیزیں بھی ہو جائیں گی وقت کے ساتھ ساتھ ۔ہر کوئی ماں کے پیٹ سے تو billionaire پیدا نہیں ہوتا نا" قیصر نے بڑی محبت سے اس کے قریب آکر۔۔۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سمجھانے والے انداز میں کہا۔

" وہ میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکے گی"

"ہونہہ۔۔ اگر تم یہ فائننشلی طور پر کہہ رہے ہو۔۔ تو تم نے ابھی عورت کو جانا ہی نہیں۔۔اگر عورت کی نظر فقیر پر ہے نا تو دنیا کا بادشاہ بھی اس کی نظر میں کچھ نہیں۔۔ اگر تم یہ نیگٹو سوچنے کے بجائے مثبت سوچو۔۔یہ سوچو کہ آگے جا کے تم کیا کچھ کر سکتے ہو اس کے لیے ۔۔جس سے تم دونوں اچھی زندگی گزار سکو تو مجھے یقین ہے تم بہتر فیصلہ لے سکو گے ابھی۔۔جو ضروری بھی ہے کیونکہ اگر آج وقت نکل گیا تو تمہارے ہاتھوں میں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں بچے گا ۔۔۔اس لیے سوچ کر فیصلہ کرو ۔۔۔پوزیٹو سوچ کر۔۔۔ " اس کے کندھے کو آہستگی کے ساتھ تھپتھپاکر۔۔۔وہ اپنی بات نرمی سے سمجھانے کے بعد۔۔۔اب فیصلہ اس پہ چھوڑ کر چل دیا تھا۔۔

وہ دنیا کا پہلا شخص تھا جس نے اپنی بہن کی شادی بھی خود فیکس کی تھی۔۔اور خود ہی اینڈ ٹائم پہ دولہا بدل جانے کی دعا بھی کر رہا تھا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

"آپی۔۔ کیا واقعی میری پہلی محبت ادھوری رہ جائے گی ؟؟ " جیسے ہی تانیہ پر نایاب نے لال رنگ کا دوپٹہ اڑایا ۔۔۔ وہ فورا ہی روتے ہوئے پوچھ اٹھی۔۔۔

کل رات سے اس لڑکی نے رو رو کر اپنی آنکھیں سوجا لی تھیں۔۔مانا اسے اپنی بہن کی حالت دیکھ کر ترس آرہا تھا لیکن وہ بے بس تھی اس معاملے میں۔۔ اب زبردستی تو عاطف کو دولہا بنا کر بٹھانے سے رہی۔۔

" اللہ پہ بھروسہ رکھو ۔ کہ وہ تمہیں بہترین دے گا۔۔ " وہ اپنی بہن کے آنسو صاف کر۔۔ اسے بڑے پیار سے سمجھانے لگی۔۔

"آپی۔۔ کیا میں ایک بار خود ان سے بات کر لوں ؟؟ صرف ایک بار۔۔ " وہ روتے ہوئے بولی۔

اس کا دل ابھی تک آس نہیں چھوڑ رہا تھا۔ جبکہ نکاح خواں نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور اسے بھی کسی وقت بھی بلایا جا سکتا تھا۔

" تم کیا چاہتی ہو وہ تم سے ترس کھا کر شادی کرئے؟؟ ..."

"نہیں۔ "

"پھر؟؟ ..."

" شاید ان کا دل بدل جائے --- "

" اگر ایک مرد پکا ہے تم سے شادی کے لیے۔تو پھر پوری دنیا تو کیا ۔۔تم خود بھی اسے خود سے دور نہیں کر سکتیں۔۔۔ لیکن اگر نہیں ہے تو سارے راستے کھلے ہوئے بھی ہوں تو بھی وہ نہیں آئے گا تمہاری جانب۔۔پھر بھی تم اپنے دل کی تسلی کر لو " نایاب نے اسے اجازت دے دی تاکہ بعد میں اسے یہ دکھ نہ رہے کہ اس نے ایک بار کوشش نہیں کی اس سے بات کرنے کی ۔۔شاید وہ بات کرتی تو سب بدل جاتا۔۔وہ مان جاتا۔۔۔

"آپی میں مٹھائی لے آیا ہوں۔۔کچن میں رکھوا دی ہے اور کچھ؟؟ " وہ نایاب کو سڑھیوں پر ہی مل گیا تھا۔

"ہاں۔۔۔ تانیہ کو دیکھ لو ذرا۔۔" اس نے بہت سنجیدگی سے کہا اور سیڑھیوں سے اتر گئی۔

"تانیہ۔۔۔ کوئی کام تھا تمھیں مجھ سے؟؟ " اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے گہرا سانس اندر کی جانب لیا اور پھر آہستگی کے ساتھ منہ سے خارج کیا۔۔۔

زندگی میں پہلی بار وہ تانیہ کو دیکھنے سے ڈر رہا تھا۔

بڑی ہمت جمع کر۔۔۔ وہ دروازہ ناک کرنے کے بعد اندر سے اجازت ملنے پر۔۔کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

وہ سفید رنگ کے کرتی و فرشی شلوار میں ملبوس تھی ۔سر پر لال دوپٹہ تھا۔ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ۔۔بہت نازک سی دلہن۔۔۔

" میرا نکاح ہو رہا ہے۔ "وہ آنکھوں میں آنسو بھرے۔۔اس کی جانب دیکھ ۔۔۔آہستگی سے بولی۔

مقابل جانتا تھا وہ اطلاع نہیں دے رہی وہ جتا رہی ہے۔ کہ ابھی بھی وقت ہے کچھ تو بولو۔۔۔ اگر تم یوں ہی خاموش رہے تو سب ختم ہو جانا ہے۔

" مبارک ہو۔۔۔ " اگر کجرارے نین اس کے تھے۔تو سرخ ڈوریں مقابل نے بھی سجائی ہوئی تھیں۔

دونوں کی آنکھوں میں نمکین پانی تھا ۔دونوں ہی ایک دوسرے کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ لمحے یوں تکتے رہنے کے بعد عاطف نے نظر چراتے ہوئے کہا

" آپ اتنے سنگ دل نکلیں گے مجھے اندازہ نہیں تھا۔ " عاطف مڑ کر جانے لگا تو وہ پیچھے سے بولی۔۔

اس کے لہجے میں شدید شکوہ ابھرا تھا۔ مقابل کیسے محسوس نہ کرتا۔ --

" کسی کو پسند کر لینے سے زندگی نہیں چلتی۔۔میں ملازم کا بیٹا ہوں میرے والد ایک کک ہیں اور دیگر کام بھی کر لیتے ہیں۔ انگلینڈ والا گھر وہی سنبھالتے ہیں حنی کا۔۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف حنی کی کرم نوازی ہے جس دن انہوں نے مجھ پر سے ہاتھ ہٹایا۔میں روڈ پر آ جاؤں گا۔۔کچھ بھی نہیں ہے میرے پاس اپنا ۔۔اور جو میں جاب سے کماتا ہوں وہ سارا تو میری پڑھائی میں ہی لگ جاتا ہے بلکہ مزید پیسوں کی ضرورت پڑتی ہے جو حنی بغیر بولے پوری کر دیتے ہیں۔ آج اس گھر میں تمہارا سٹیٹس آپی کی بہن کا ہے تمہارے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے اس گھر کے مالک کو حقارت نہیں آتی لیکن مجھ سے شادی کے بعد ایسا نہیں ہوگا اور یہ بات تمہیں سمجھنی چاہیے ۔۔تمہارا سٹیٹس پھر ایک ملازم کے بیٹے کی بیوی کا ہوگا۔۔اور میں نہیں چاہتا ایسا ہو۔۔جس سے تمہاری شادی ہو رہی ہے وہ ایک امیر آدمی ہے۔اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھنے والا۔۔میری طرح کسی ملازم کا بیٹا نہیں ہے بلکہ اس کے نیچے بہت سارے ملازم

کام کر رہے ہیں۔۔جیسے تمہاری آپی بڑی ٹھاٹ سے زندگی گزار رہی ہیں۔تم بھی ویسے ہی گزارو گی اور یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔۔۔میرے ساتھ تمہارا کوئی فیوچر نہیں ہے اس لیے مجھے میری سنگ دلی مبارک اور تمہیں تمھارا نکاح۔۔ دیکھنا کچھ وقت بعد تم خود بخوشی آو گی میرے پاس یہ کہتی ہوئی کہ میں نے بہت اچھا فیصلہ کیا تھا ہم دونوں کے لیے۔۔ " اپنی بات سنجیدگی سے کہنے کے بعد وہ خاموش ہوا۔۔

چاہتا تو فورا اپنی بات ختم ہونے کے بعد مڑ کر چل دیتا لیکن بس دل کو تھوڑا سہ لالچ ہوا ۔کہ ایک بار اچھی طرح نگاہوں میں بسا لے اس کے بعد اس نے کسی اور کی امانت بن جانا ہے پھر وہ اس طرح نہیں دیکھ سکے گا۔

ماحول پر کچھ لمحے خاموشی کا ہی راج رہا۔

وہ یوں ہی اسے تکتا رہا ۔ اور پھر دل پر منو پتھر رکھ کر مڑا۔

"کہاں؟؟۔۔ ہم بات کر رہے ہیں ابھی "

اس سفید کرتا شلوار میں ملبوس حسین نوجوان نے جو ساری باتیں کہی تھیں۔۔۔اسے سننے کے بعد مقابل خاموش رہی تو عاطف کو تو یہی لگا کہ وہ اس کی باتوں سے قائل ہو چکی ہے ---

اس کی بات سن عاطف نے الجھ کر اس کی جانب دیکھا۔۔"بات؟؟ "

"ہاں--- جو کچھ آپ نے کہا وہ تو سب دماغی باتیں تھیں ذہین لوگوں کی سمجھ آنے والی اور آپ کو تو پتہ ہے میں ذرا سست سی لڑکی ہوں --یہ دماغی باتیں مجھے زیادہ خاص سمجھ نہیں آتیں--تو کچھ دل کی بات بھی کر لیتے ہیں تاکہ مجھے بھی کچھ سمجھ آ جائے--- " وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال اپنی بات کہتی ہوئی اس کے قریب آرہی تھی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی یہ پہلا اور آخری موقع ہے---اس سے پہلے وہ ہمت نہیں کر سکی تھی کبھی لیکن اب بخوبی علم تھا کہ اگر اس پل ہمت نہ کی تو سب ختم---

اور اپنی بچپن کی محبت کو پانے کے لیے وہ یہ ہمت کر رہی تھی--

اس لڑکی کا اپنی جانب آتا ہر قدم عاطف کے دل کو بھینچ رہا تھا--- کہیں نہ کہیں وہ ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے ہاتھ تھام لیا تو چھڑا نہیں سکے گا---

" میں بچپن سے تو اس بنگلے نما گھر میں پیدا نہیں ہوئی ناں۔ میری ماں بھی مجھے بڑی محنت کر کے دو کمرے کے چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں پالتی تھی --- اس لیے یہ مت سمجھیے گا کہ میں نے غربت نہیں دیکھی یا میں کم پیسوں میں گزارا کرنا نہیں جانتی --- میں وہ لڑکی ہوں جس نے پانی سے روٹی کھا کر بھی گزارا کیا ہے اور رہی حقارت بھری نظروں کی بات---- تو شاید آپ نہیں جانتے ---ایسا نہیں ہے میرے رشتہ دار نہیں ہیں آپی کے علاوہ --بہت ہیں--- میری خالائیں ہیں ان کے بچے ہیں لیکن انہوں نے کبھی میری ماں سے نہیں رکھی--- ان سارے رشتے داروں کے ہوتے ہوئے میری ماں اکیلے ہی رہی ہمیشہ--- چونکہ ایک ہی شہر میں تھے تو کبھی کبھی سامنا ہو جاتا تھا تو وہ لوگ بڑی حقارت سے دیکھتے تھے لیکن میں کبھی نہیں شرمائی مجھے کبھی فرق نہیں پڑا میں جانتی تھی میری ماں نے کوئی غلط کام نہیں کیا--وہ کڈنیپ ہوئی تھی ان کے ساتھ زیادتیاں کی گئی تھیں اس میں ان کا کوئی قصور نہیں تھا --پھر وہ مجرم کیسے؟؟؟--میں نے کبھی اپنی ماں کو غلط نہیں سمجھا اور ہمیشہ اپنی ماں کے لیے کھڑی رہی میرے لیے وہ لوگ اہمیت کے حامل نہیں تھے صرف میری ماں تھی---ایسے ہی میرے لیے اب بھی لوگ اہمیت کے حامل نہیں ہیں صرف آپ ہیں اگر گھر کا مالک میرے ساتھ نہیں کھائے گا حقارت کی وجہ سے تو میں بھی اس کے ساتھ نہیں کھاؤں گی۔ وہ مالک میرے لیے اتنا اہمیت کا حامل نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے اپنی بچپن کی محبت چھوڑ دوں--- وہ محبت جو صرف اس لیے مجھے اپنانے سے ڈر رہی ہے کیونکہ اسے میرا خیال ہے۔ میرے

لائف سٹائل کا میرے سٹیٹس کا حتی کہ لوگ مجھے کس طرح ٹریٹ کریں گے اس کا بھی۔۔۔"

مقابل تو اپنی بات کہہ کر چل دیا تھا۔۔ سب کچھ ختم کر کے مگر وہ کیسے جانے دے سکتی تھی؟؟

اس لیے روکنے کی نیت سے تیزی سے پیچھے چلی آئی۔۔

اسے نہیں سمجھ آرہا تھا کیا بولے ؟؟ کیا کرئے؟؟؟جو سامنے والے کو روک سکے ۔۔اسے سمجھا سکے کہ اہمیت کا حامل وہ ہے سٹیٹس یا امیری نہیں۔۔ اسے تو فرق بھی نہیں پڑتا ان چیزوں سے۔۔۔ وہ جو بھی کما کر لائے گا وہ باخوشی روکھی سوکھی کھا کر اس کے ساتھ رہ لے گی۔

وہ جب اس سے بات کر رہی تھی تو اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ لیتی ۔۔۔

اور وہ نہیں جانتی اس کا ہر آنسو عاطف کے دل پر گر رہا تھا۔

ان کی شادی کیوں نہیں ہونی چاہیے اس کی ہزاروں دلیلیں ایک طرف اور ان کی شادی کیوں ہونی چاہیے اس پر اس کے بہائے آنسو ایک طرف۔۔

جب وہ آنسوؤں کا قدردان ہے۔۔ دلائل کا تو پھر مقام ہی نہ پوچھو۔۔۔

"خاموش کیوں ہیں کچھ تو بولیں" عاطف کی خاموشی اس لمحے اس کی جان لے رہی تھی۔

"ہممم۔۔ " فقط اپنے دونوں ہونٹوں کو ایک دوسرے میں بھینچ کر اس نے اثبات میں سر ہلایا ۔۔۔اور آگے کی جانب بڑ گیا۔۔ وہ دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔

وہ رو رہی تھی لیکن مقابل نے ایک بار چپ کرانے کی کوشش تک نہیں کی۔۔

اس نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا اس نے ہر وہ چیز بول دی جو اس کے نزدیک اگر وہ بولتی تو وہ عاطف کو قائل کر لیتی ۔لیکن مقابل کی جانب سے اب بھی جواب میں کچھ بھی نہیں تھا سوائے خاموشی کے۔جو اسے توڑ گئی تھی اندر تک۔۔۔اسے اپنا اپ ریجیکٹڈ معلوم ہو رہا تھا اور یہ فیلنگس ایک لڑکی کے لیے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔۔۔کہ

اس نے اپنا آپ اس حد تک گرا دیا کہ تذلیل کے مقام پر پہنچ گئی اور پھر بھی سامنے والا چھوڑ کر چل دیا۔

وہ روتے روتے نیچے کی جانب بیٹھ گئی تھی۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" کیا آپ کو قبول ہے ؟؟؟ " مولوی صاحب کیا پوچھ رہے تھے ؟؟..وہاں کیا چل رہا تھا ؟؟؟ کتنے بڑے بڑے لوگ آئے تھے اس کے نکاح کی تقریب میں شرکت کے لیے اسے کچھ خبر نہیں۔۔

وہ تو ایک بے جان سے مجسمے کی طرح بنے بیٹھی تھی۔

" کیا آپ کو قبول ہے بیٹا؟ " مکمل خاموشی طاری تھی۔۔ سب دولہن کے اقرار کا انتظار کر رہے تھے لیکن وہ لڑکی تو بالکل خاموش تھی۔

مولوی صاحب نے پھر پوچھا۔

مولوی صاحب بھی اب سامنے کھڑئے قیصر اور عبدالرحمان صاحب کو عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگے۔۔ جیسے وہ زبردستی نکاح کرا رہے ہیں اس لڑکی کا۔۔ جس پر قیصر نے فورا ہی، تانیہ کے برابر میں کھڑی نایاب کو دیکھا۔۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں الجھ کر پوچھا کہ وہ ہاں کیوں نہیں کر رہی۔ جس پر نایاب نے لاعلمی میں کندھے اچکائے۔۔

لوگ دیکھ رہے تھے انھیں شرمندگی سی محسوس ہونے لگی تھی۔

"آپ دوبارہ پوچھ لیں مولوی صاحب۔۔ بچی ہے۔۔شاید ڈر گئی ہے" قیصر کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہونے لگا تھا۔۔ اس کے والد برابر میں کھڑئے تھے اور وہ جانتا ہے اپنے والد کو۔۔ عزت اور نام کتنی پیاری ہے انھیں۔۔ اور اس لمحے ان کا تماشہ بن جانا تھا اگر تانیہ قبول نہ کرئے گی تو۔۔

وہ کوئی چھوٹے پیمانے پر کی گئی نکاح کی تقریب نہیں تھی۔۔ قیصر نے اسے گرینٹ نکاح سرمنی بنایا تھا ۔۔دنیا کا ہر امیر اور نامور شخص اس لمحے اس نکاح کی تقریب میں شریک تھا۔

اگر تانیہ اس وقت ، آخری موومنٹ پر آ کر نکاح سے پیچھے ہٹی ۔۔ تو ان کی عزت کا پوری دنیا کے سامنے جنازہ نکل جانا ہے۔

پوری فیملی پر پریشر آگیا تھا حتی کہ دولہے پر بھی۔۔۔

مانا دولہے کے چہرے پر گلاب کے پھولوں سے سجا سہرا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا فکر مند چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا لوگوں کو لیکن اس کے پاؤں ہلنا شروع ہو چکے تھے۔۔جو یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ نروس ہو گیا ہے۔پریشانی کے عالم میں ہے۔۔فکر مند ہے۔۔۔ کہ وہ لڑکی ہاں کیوں نہیں کر رہی۔

" کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟؟ " مولوی صاحب نے پھر لڑکے کا نام لیا ۔۔۔ پھر نکاح کے الفاظ ادا کیے۔ لیکن اس لڑکی نے اب بھی خاموشی اختیار کیے رکھی۔۔۔

وہ اب بھی وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔ وہ اب بھی مولوی صاحب کی بات نہیں سن رہی تھی۔

تیسری بار پوچھنے کے باوجود جب اس نے جواب نہیں دیا اور لوگوں میں چہ می گوئیاں شروع ہو گئیں تو دلہا مزید برداشت نہ کر سکا۔۔اور اس نے اپنا سہرا ہٹا کر تانیہ کی جانب دیکھا جو مولوی صاحب کی لیفٹ سائیڈ بیٹھی ہوئی تھی صوفے پر نظر جھائے۔۔۔صدمے سے دو چار حالت میں۔۔۔اسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا بس ابھی رو دے گی۔

" نتاح (نکاح) کے کیک کیوں نہیں بت (بٹ)رہے اب تک ؟؟" سب کو اس لمحے نکاح کی پڑئی تھی لیکن قیصر کی چھوٹی طوطی واحد تھی وہاں۔ جسے نکاح سے کوئی سروکار نہیں تھا ۔ وہ تو صرف نکاح کے بعد بٹنے والے باکسز کی فکر میں گھل رہی تھی ۔۔ کیونکہ ان باکسز میں اس کا فیورٹ کیک رکھا گیا تھا۔

جہاں سب پریشانی کے عالم میں کھڑے تھے وہیں طالعہ اپنے ننھے قدموں سے دولہے کے پاس آکر۔۔ اس کے کرتے کی سفید آستین کھینچ کر اپنی جانب متوجہ کر ۔۔فکرمند ہوکر پوچھنے لگی۔

" کیونکہ تمہاری آنی سست ہیں سست ہیں سست ہیں " اور بس دولہے کا اپنا سہرا ہٹا کر جل بھن کر بولنا تھا۔۔ کہ مولوی صاحب کے برابر میں بیٹھی لڑکی کے کان کھڑئے ہوئے۔

اس نے فورا ہی برق کی پھرتی سے نگاہ اب دولہے کی جانب کی۔ اور اگلے پل اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

اس کے دولہے کے روپ میں وہ حسین سہ لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کی وہ بچپن سے دیوانی تھی۔

جہاں ان کجرارے نینوں سے بے انتہا خوشی و بے یقینی کے سبب آنسو بہنے لگے تھے وہیں وہ سہرا سجائے بیٹھا لڑکا ---اسے برہمی سے گھور رہا تھا۔

تین بار مولوی صاحب اس کا نام لے چکے تھے--- تین بار اس سے پوچھ چکے تھے کہ کیا وہ اس کی نکاح میں آنا چاہتی ہے--اور پھر بھی وہ لڑکی خاموش تھی ---غصہ تو آنا ہی تھا ناں---

"آنی تبول (قبول) ہے بولو ناں۔ کیک بتیں (بٹیں) گے پھر--سو بعد میں لینا"طالعہ منتی لہجے میں--برا سہ منہ بناکر بول رہی تھی---

" قبول ہے قبول ہے۔ دل وجان سے قبول ہے" وہ لڑکی اب دیوانوں کی طرح ٹکٹکی باندھ کر اپنے دولہے کو دیکھتے ہوئے بڑی محبت سے بولی --- جس پر قیصر ، عبدالرحمان صاحب او عاطف نے سکھ کا سانس لیا۔ ساتھ ہی عاطف نے اپنا سر بھی جھٹکا کچھ اس طرح جیسے کہہ رہا ہو اس لڑکی کا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور پھر مسکرا دیا۔

حفصہ کے مرنے کے بعد یہ پہلی بار مسکرا رہا تھا وہ---

اسے وہ نہیں ملی جس کی وہ چاہ کرتا تھا لیکن وہ اسے مل جانا چاہتا تھا جو اس کی چاہ رکھتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے بہت تکلیف ہوتی ہے جب محبت نہیں ملتی۔

وہ اسے ویسے بھی بہت کیوٹ سی لگتی تھی۔ لیکن نکاح کے بعد تو جیسے اس لڑکی کا چارم ہی الگ تھا۔۔دل ہی نہیں چاہ رہا تھا اس پر سے نگاہ ہٹانے کا۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" تمہیں کیا لگتا ہے سب ختم ہو گیا ؟؟ ... میں نے تو ابھی کھیلنا شروع بھی نہیں کیا ہے ☠️❄️" نایاب اپنی والدہ کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویر بنوا رہی تھی جب ایک بچے نے آ کر اسے کاغذ دیا۔۔نایاب نے اسے کھولا تو حیران رہ گئی۔

" یہ کس نے دیا آپ کو؟؟؟ " نایاب نے جھک کر فورا ہی اس بچے سے پوچھا۔۔

" وہاں ایک ویٹر انکل تھے انہوں نے۔ " بچہ سامنے کی جانب اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتانے لگا۔۔

اس نے فورا سامنے کی جانب دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

" کیا ہوا بیٹا ؟؟ "محترمہ عشال نے اپنی بیٹی کے چہرے پر چھائی پریشانی دیکھ۔۔ فکر مندی سے پوچھا۔۔

نایاب کی دوائی کے سبب وہ کافی بہتر ہو چکی تھیں پہلے سے۔۔ اب تو وہ لوگوں کے چہرے کے تاثرات کو سمجھنے بھی لگ گئی تھیں۔لوگوں کی بھیڑ سے بھی انہیں ڈر لگنا بند ہو گیا تھا ۔ ابھی بھی وہ اتنے سارے لوگوں کے درمیان کھڑی تھیں لیکن بہت پرسکون تھیں۔ جیسے ایک نارمل انسان ہوتا ہے۔

نایاب کے لیے اپنی ماں کو لوگوں کے بیچ نارمل انداز میں چلتا پھرتا باتیں کرتا ہوا دیکھنا کسی خوبصورت خواب سے کم نہیں تھا۔ لیکن اس خواب کی بہت بڑی قیمت ادا کی تھی اس نے۔۔

(جب وہ اس کڈنیپنگ کے بعد واپس اپنے گھر آئی تو وہ قیصر کے قریب نہیں جا پاتی تھی۔ ۔ مانا اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ اس کے دماغ کو دوائیوں سے سن کر دینے کے بعد اس کی باڈی کے ساتھ ان لوگوں نے کیا کیا ہے لیکن اس کے جسم پر جگہ جگہ تشدد کے نشانات تھے جس کے سبب وہ بہت ڈرئی ڈرئی سی رہتی ۔۔

" تم کہاں جا رہی ہو ؟ " اسے ہاتھ میں تکیہ لیے دیکھ۔۔ قیصر پوچھے بغیر نہ رہ سکا

" بچوں کے کمرے میں۔۔آج ان ہی کے ساتھ سوں گی۔۔ "

" تم کل بھی ان ہی کے ساتھ سوئی تھی اور پرسو بھی۔۔۔"قیصر شکوتا بول اٹھا۔۔

وہ بچہ نہیں تھا جو نہ سمجھ سکے کہ اس کی بیوی اس سے دور بھاگ رہی ہے۔

"ہاں۔۔۔ وہاں مجھے آرام سے نیند آتی ہے نا" وہ مصنوعی مسکان چہرے پر سجائے نرمی سے بولی۔ اور ساتھ ہی تیزی سے باہر کی جانب چل دی تاکہ قیصر مزید سوال نہ کر سکے۔۔

"جگنو۔۔۔ کیوں بھاگ رہی ہو مجھ سے ؟؟ میں نے کیا کیا ہے ؟؟...کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟؟؟ " وہ ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ قیصر نے فورا ہی پیچھے سے ہاتھ رکھ کر دروازہ کھلنے سے روکا۔۔اور اسے اپنے اور دروازے کے بیچ قید کر کے کھڑا ہو گیا۔

اس لڑکی کے پاس اب کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں تھی اس لیے مجبور ہوئی مڑ کر اس نوجوان کو فیس کرنے پر---

وہ سیاہ دلکش نینوں والا نوجوان--آنکھوں میں محبت لیے--اس کے چہرے پر آنے والے بالوں کو کان کے پیچھے کر --نہایت محبت و فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

کیا بتاتی --- کہ ڈری ہوئی ہے بہت--کہ اگر اس نے جسم پر پڑئے ہوئے نیل اور نشانات دیکھ لیے--تو کہیں اس سے دور نہ ہو جائے---اس سے بدگمان ہوکر گھن کھانا نہ شروع کردے---

" میں تم سے ناراض نہیں ہوں مجھے بس تھوڑا وقت چاہیے۔ "

"کیوں؟؟ ..." وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا وہ اس سے وقت کیوں مانگ رہی ہے ؟ وہ کیوں اس سے دور رہنا چاہتی ہے؟ ..

ہر کیوں کا جواب نہیں ہوتا--- اس کے پاس بھی نہیں تھا۔ وہ خاموش رہی تو مقابل مزید بے چین ہوا مزید پریشان ہوا مزید بے قرار ہوا---

" کیا میں نے کچھ غلط کیا ہے؟؟کیا میں نے کچھ ایسا کہا جس سے تمہیں تکلیف پہنچی ہے؟؟ ..." اب وہ اس کی صراحی دار گردن کو اپنے انگوٹھے سے ہلکے ہلکے سے رگڑتے ہوئے۔نظر جھکا کر بڑی محبت سے پوچھ رہا تھا۔

کہ اگر اس سے کوئی انجانے میں غلطی ہو گئی ہے یا کوئی بات ہو گئی ہے جو نایاب کو بری لگ گئی ہے۔تو وہ معافی مانگ لے گا ۔وہ یوں دوری قائم نہ کرئے ان کے درمیان ۔۔یوں فاصلے نہ بڑھائے ۔۔وہ پہلے ہی اس کی جدائی میں مر رہا ہے۔

وہ لڑکی نہایت ذہین و فطین اور ہوشیار تھی دنیا میں شاید ہی ایسی کوئی پہیلی ہو جسے وہ سلجھا نہ سکتی ہو لیکن اس سامنے کھڑے شخص کو وہ سمجھنے سے قاصر تھی ۔۔آخر کیوں اس کے دماغ میں ایک بار بھی یہ خیال نہیں آرہا تھا کہ وہ اتنے وقت اس سے دور رہی ہے غیر مردوں کے پاس۔تو بہت کچھ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ ۔وہ کیوں ایک بار بھی پوچھ نہیں رہا تھا اس متعلق ؟؟...

وہ کیوں ایک بار بھی اس بارے میں بات نہیں کر رہا تھا ؟... وہ کیوں اتنا نارملی بیہیو کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔جیسے وہ کبھی کہیں گئی ہی نہیں۔۔جیسے اس کا کڈ نیپ ہوا ہی نہیں۔۔

عبدالرحمان صاحب نے عشال کو اپنا لیا تھا کڈ ٹیپنگ کے بعد بھی جبکہ اس کی چاچی کے گھر والوں نے نہیں اپنایا تھا۔۔لیکن وہ ایک

باپ تھے۔۔ایک باپ کے اپنانے میں اور ایک شوہر کے اپنانے میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔

عجیب بات تو تھی ناں۔کہ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بجائے اس میں خامیاں ڈھونڈنے کے۔۔وہ خود میں ہی ڈھونڈے چلا جا رہا تھا۔۔کہ اس نے کچھ غلط کر دیا ہوگا شاید۔جو نایاب ناراض ہو رہی ہے اس سے۔دور جا رہی ہے اس سے ۔۔بھاگ رہی ہے اس سے۔۔

" کیا تمہارے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ شاید میں پہلے جیسی واپس نہ آئی ہوں؟ "

قیصر کی بے پناہ محبت اس کی آنکھوں میں آنسو بھر لائی تھی وہ نہیں روک سکی خود کو اب یہ سوال کرنے سے۔۔

اس نے بہت محتاط ہو کے الفاظوں کا استعمال کیا ۔۔ جس میں شک و شبہ تھا یقین کا اطلاق نہیں تھا۔

کہ شاید کچھ ہوا ہو۔۔(ہوا ہے)ایسا نہیں کہا۔۔

" میں تو خدا کا یہ شکر کر کر کے نہیں تھک رہا کہ اس نے تمہیں مجھے واپس لوٹا دیا۔ تمھیں لگتا ہے اتنی بڑی نعمت کے بعد۔۔۔ یہ فالتو باتیں سوچ کر میں اس کی ناشکری کر سکتا ہوں "

اس نے پلٹ سوال کیا اور وہ سوال نہیں تھا وہ جتا رہا تھا کہ اس کے لیے یہی بہت ہے کہ وہ زندہ واپس لوٹ آئی ہے اس سے زیادہ نہ اس نے سوچا اور نہ وہ سوچنا چاہتا ہے ۔۔اس کے لیے اس کے جگنوں کا صحیح سلامت اس کی زندگی میں واپس لوٹ آنا نعمت ہے۔۔۔دنیا کی سب سے بڑی نعمت ۔۔۔

وہ کیا جانے وہ کتنا خوف زدہ تھا۔ کہ اگر پوری جنگ لڑنے کے بعد بھی آخر میں اسے واپس گھر نہ لا سکا تو؟؟؟۔۔

فارمولے کی فائل اس کے پاس ہے یہ بتاتے وقت انہوں نے بہت بڑا رسک riskلیا تھا وہ جانتے تھے یہ خبر ان لوگوں کے کانوں میں پڑنے کے بعد حفصہ اور نایاب دونوں ہی ان کے لیے بےکار ہو جائیں گی۔۔۔اور ممکن ہے پھر اس کے بعد وہ انھیں مار بھی دیں مگر ان کا ایک خاص بندہ پکڑنا تھا اس لیے چارہ ڈالنا ضروری تھا۔۔یہ رسک لینا ضروری تھا لیکن اس رسک کو لینے کے بعد سفیان اور قیصر دونوں کی جان سولی پہ لٹکی ہوئی تھی۔

اور کیا اس نے نہیں دیکھا ۔۔سفیان تو اپنی دل و جان سے عزیز بیوی کا لاشہ ہی لے کر لوٹا ہے۔ ایسے میں اگر اس کا جگنو اسے صحیح سلامت لوٹایا گیا ہے تو کیا وہ ان نیگٹو باتوں و اندیشوں اور پہلوؤں کا سوچ کر اس نعمت کی ناشکری کر سکتا ہے جو اسے دی گئی۔۔۔ بے شک وہ نہیں کر سکتا۔

"اور اگر۔۔۔ " ابھی وہ اس کی بات سن کر مزید روتے ہوئے بولنے ہی لگی تھی۔۔۔ کہ مقابل نے اپنی شہادت کی انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھی۔۔۔

"ششش۔۔۔۔ خواب کتنا ہی دردناک اور ڈراؤنا کیوں نہ ہو ۔صبح کا اجالا ہونے کے بعد اس کی کوئی حقیقت نہیں بچتی ۔۔وہ سب ایک ڈراؤنا خواب تھا ۔بھول جاؤ۔۔تم میرے پاس ہو میرے لیے بہت ہے ۔۔تم بھی اس سے زیادہ مت سوچو۔بس مجھ پر دھیان دو۔دیکھو کتنا کمزور ہو گیا ہوں میں۔۔۔ " اب وہ ایک قدم دو ہٹ کر خود کو دکھا رہا تھا اسے۔ اس کے جواب میں نایاب بجائے مسکرانے کے روتے ہوئے اس کے سینے سے لگی۔۔۔

" تم بہت اچھے ہو قیصر " اب وہ گلے سے ہٹ کر اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی محبت سے کہہ رہی تھی۔

" اور مجھے لگا تم بولو گی۔۔ قیصر کتنا ہینڈسم ہے"وہ اپنے چمکتے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اس ایک جملے سے۔۔ان گنت کھٹی میٹھی یادیں وابستہ تھیں ان کی۔۔۔

"ہاں۔۔ وہ تو تم ہو ہی۔۔ " نایاب دوبدو فدا فدا لہجے میں تصدیقا گویا ہوئی۔۔۔جس پر وہ اس کے نازک سراپے کو باہوں میں بھینچ گیا ۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

قیصر کے لاکھ اطمینان دلانے، اعتماد دینے، بھروسہ و محبت کرنے کے باوجود وہ اپنی ان سیکیورٹی سے باہر نہیں آپا رہی تھی۔۔۔

کہنے کو کافی وقت گزر گیا تھا لیکن نایاب نے قیصر کو مباشرت کے اعتبار سے اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا ابھی تک۔۔

قیصر نے سامنے سے کوئی زبردستی نہیں کی نہ ہی جلدبازی کا مظاہرہ دکھایا۔۔وہ بالکل نارمل رہا۔۔اور بار بار یہی کہتا رہا جب تم کمفرٹیبل ہو تب ہم آگے بڑھیں گے۔۔

اس کے لیے تو یہی بہت تھا کہ وہ صحیح سلامت اس کے ساتھ ہے۔۔اس کے پاس ہے۔۔۔ایک کمرے میں سوتی ہے۔۔۔بھاگتی نہیں ہے کمرے سے نکل نکل کر پہلے کی طرح۔۔)

" کچھ نہیں۔۔ "نایاب نے اس لال رنگ کی چٹ کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا۔۔۔ پھر مصنوعی مسکان چہرے پر سجائے اپنی والدہ کو دیکھ۔۔ لاپرواہی سے بولی۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" مبارک ہو" قیصر و نایاب ارسا اور زریاب کی انگیجمنٹ پارٹی میں آئے ہوئے تھے۔۔

نایاب نے انگیجمنٹ کپل کو مسکراتے ہوئے تحفہ دینے کے ساتھ ساتھ مبارکباد پیش کی۔۔۔

جسے دونوں نے ہی خوش ہو کر قبول کیا۔

زریاب اب نایاب کو بھول کر اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا تھا۔۔اور اس کام میں اس کی مدد اس کی سب سے اچھی دوست ارسا ہی کر سکتی تھی۔

ارسا بھی اچھے سے جانتی تھی کہ وہ محبت نہیں کرتا۔۔وہ صرف دوست ہونے کے ناطے اس کا ساتھ چاہتا ہے ہمیشہ کے لیے لیکن وہ خوش تھی اس یقین کے ساتھ کہ ایک دن وہ زریاب کے دل میں اپنے لیے فیلنگس پیدا کر ہی لے گی۔

" تم دونوں میاں بیوی اکیلے آئے ہو ؟؟ کوئی ساتھ نہیں آیا ؟ " جب عفان نے قیصر سے سوال کیا تو اس کی آنکھیں متلاشی تھیں۔۔۔ اس چھوٹی سی چمکتی آنکھوں والی بچی کی۔۔۔

اس کا سوال سنتے ہی قیصر کی تیوریاں چڑھی

"نہیں۔۔۔ اور باز آ جاؤ اپنی حرکتوں سے۔۔" قیصر ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس ٹیبل پر پٹکنے والے انداز میں رکھ کر ۔۔۔ ایک ایک لفظ چبا چبا کر دانت پیستے ہوئے کہنے کے بعد ۔۔۔اسے کھاجانے والی نگاہوں سے تکتا ہوا وہاں سے چل دیا تھا۔۔

اس کے نزدیک کس قدر بے شرم آدمی تھا وہ۔ ایک نکاح شدہ لڑکی پر نظر رکھ رہا ہے---

تانیہ تو وہیں تھی شاید وہ اسے تپانے کے لیے پوچھ رہا تھا۔

عفان الجھ کر اسے جاتا ہوا دیکھنے لگا ۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اس نے ایسا کیا پوچھ لیا۔۔ جس پر وہ اتنا بگڑ گیا ---

"آپ دونوں بھی آ جاؤ نا۔پک بنوا لو کپل" تانیہ کے دعوت دینے پر قیصر اور نایاب ان کے ساتھ جا کر کھڑے ہو گئے۔۔ دونوں لڑکیاں بیچ میں تھیں --- قیصر اور عاطف کونے کونے پر---

وہ چاروں ایک ساتھ بہت پیارے لگ رہے تھے۔

پھر چاروں نے جگہ بدل لی۔۔ اب دونوں بھائی ساتھ ہو گئے تھے---اور دونوں بہنیں ساتھ۔

" میں اس پارٹی کے بعد تانیہ کو گھمانے لے کر جاؤں گا ۔۔ٹھیک ہے؟؟" وہ عاطف تھا جو اس کے کان کے پاس منہ لا کر سرگوشی کرنے والے انداز میں اجازت لے رہا تھا ۔

" جو کرنا ہے کرتے پھرو ۔۔ میری طرف سے فل چھوٹ ہے۔۔مگر یاد رکھنا۔۔ رخصتی سے پہلے میں بڑے ابو نہ بنوں۔۔ " قیصر نے اس کی جانب دیکھ۔۔مصنوعی مسکان چہرے پر سجائے۔۔وارننگ آمیز لہجے میں کہا۔

جس پر عاطف کے گال لال ہوئے۔۔

"کیا حنی۔ آپ بھی ناں۔۔ ہم صرف گھومنے جا رہے ہیں" وہ اب نظر چرا کر۔ اپنی ہاتھ کو گردن کی پشت پر رگڑتے ہوئے ۔۔مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

جس پر قیصر نے(میں سب جانتا ہوں) والا تاثر دیتے ہوئے اسے گھورا۔۔

جسے دیکھنے کے بعد عاطف نے وہاں سے کھسک جانے میں ہی اپنی عافیت جانی۔وہ تانیہ کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ ان کے جاتے ہی زید اپنی وائف کنزہ کے ساتھ ان کے ساتھ پک بنانے آن پہنچا۔

وہ دونوں کافی خوش نظر آرہے تھے۔

لیب میں پکڑے جانے والے لوگوں پر جو کیس چل رہے تھے وہ زید ہی قیصر کا وکیل بن کر سنبھال رہا تھا۔

❤️*Husny Kanwal*❤️

" سر آپ کی وائف آئی ہیں۔ " وہ میٹنگ میں تھا جب اس کی سیکرٹری نے آکر کان میں اطلاع دی۔

نایاب کی کڈنیپنگ کے بعد عبدالرحمان صاحب اور اس کے درمیان کے تعلقات پہلے کی طرح بہتر ہو گئے تھے۔۔اور اس نے دوبارہ اپنے والد کا سارا کاروبار سنبھال لیا تھا۔ ساتھ ساتھ کیس وغیرہ کے حوالے سے اپنے سگے والد ہارون شاہد سے بھی مسلسل رابطے میں رہ رہا تھا۔

پھر ابھی ڈارک ہول کا اصل لیڈر کہاں پکڑا گیا تھا۔

مانا وہ نایاب پر ظاہر نہیں کرتا لیکن جب تک وہ ڈارک ہول کے لیڈر آئس کو پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے سزا نہیں دے دیتا۔۔تب تک وہ سکون سے بیٹھنے والا نہیں ہے۔

نایاب پہلے کبھی بن بتائے اس طرح اچانک آفس نہیں آئی تھی۔۔۔ اس لیے وہ پریشان ہو کر فورا ہی میٹنگ چھوڑ کر۔۔نایاب سے ملنے اپنے کیبن میں آیا۔۔۔

نایاب اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی ۔

اس کے ہاتھ میں ایک وائٹ کلر کا لفافہ تھا۔ مگر قیصر کی توجہ اس جانب نہیں تھی وہ تو صرف اپنے جگنو کو دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے جھلکتے آنسوؤں کو۔۔

وہ کیوں آئی تھی اچانک ؟؟ .. اور اس طرح رو کیوں رہی تھی؟؟...

قیصر کا تو دل ہول گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟ " نہایت ڈرتے ہوئے سوال کیا۔

نایاب کافی وقت سے اپنا ٹیسٹ کرانے کی سوچ رہی تھی---

لیکن اس خوف سے ہر بار رک جاتی کہ اگر رپورٹ میں آ گیا کہ اس کا ریپ ہوا ہے-- تو پھر وہ کیا کرئے گی ؟؟..کیسے قیصر کا سامنا کرئے گی؟؟ ...

لیکن اس خوف کے سبب جو وہ دن بدن قیصر سے دور ہوتی جا رہی تھی --وہ دوری بھی وہ خود محسوس کر رہی تھی اب--

وہ پہلے کی طرح قیصر سے باتیں نہیں کر پاتی تھی--- حتی کے خود کو بہت ڈھک کر رکھتی ---کہ کہیں قیصر کو اس کے جسم پر پڑئے ہوئے کوئی نشانات نظر نہ آ جائیں- -

مانا وہ نوجوان ہر وقت اعتبار دلاتا تھا کہ اس کی محبت ان چیزوں سے غرض نہیں رکھتی -- وہ اس کے لیے پہلے بھی پاکیزہ تھی آج بھی پاکیزہ ہے ---لیکن وہ اپنی ان سیکیورٹی کو لے کر کہاں جائے ؟؟؟..وہ خود قبول نہیں کر پاتی تھی-

انگیجمنٹ پارٹی سے واپسی پر جب قیصر کو عاطف اور تانیہ کی باتیں کرتے دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ قیصر بھی ڈزرو کرتا ہے کہ اسے وہ خوشیاں ملیں---

راتوں کو لانگ ڈرائیو پر جانا۔۔گھومنا پھرنا۔سیر و تفریح کرنا فلم دیکھنا۔۔ آئس کریم کھانا۔ ۔ یہ ہر لڑکے کی چاہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی محبوبہ یا بیوی کے ساتھ کرئے۔یقینا قیصر کی بھی ہو گئی لیکن ان کی زندگی کبھی اتنی نارمل ہوئی ہی نہیں ۔۔کہ وہ یہ سب کر سکیں۔

اور اب جب اللہ اللہ کر کے سب کچھ بہت حد تک بہتر ہو گیا تھا۔ تو وہ صرف اپنی ان سیکیورٹیز کی وجہ سے قیصر کو ان خوشیوں سے محروم رکھ رہی تھی۔ اور وہ جانتی تھی وہ ایسی ہی رہے گی جب تک وہ خود مطمئن نہیں ہو جاتی۔۔ اس لیے بڑی ہمت کر کے اس نے ٹیسٹ کرا لیا تھا۔

ٹیسٹ کی رپورٹ لے کر اب وہ ڈائریکٹ قیصر کے پاس آئی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟؟؟۔خیریت" نہایت ڈرتے ہوئے سوال کیا۔

اور اس کے سوال کے جواب میں وہ بھاگتی ہوئی آ کر بڑی گرم جوشی سے اس کے سینے سے لگی۔۔

" میں صرف تمہاری ہوں قیصر۔۔ صرف اور صرف تمہاری۔۔یہ جگنو صرف تمہارا ہے۔اسے آج تک کسی نے تمہارے علاوہ ٹچ نہیں کیا۔ہاں ان لوگوں نے مجھے مارا پیٹا ہے لیکن ریپ نہیں ہوا میرا ۔میری رپورٹس آگئی ہیں۔ میں بالکل پاکیزہ ہوں۔۔جیسے گئی تھی۔۔"

نایاب کی رپورٹ میں لاسٹ سیکسول ایکٹو ڈیٹ وہی آئی تھی جن دنوں وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی۔۔۔اور اس کے علاوہ کوئی دیگر میل سیمپل اس کی باڈی سے نہیں ملا تھا سوائے اس کے اپنے شوہر قیصر کے۔۔۔

اور سچ بھی یہی تھا نایاب بالکل کلیئر تھی۔۔

پروفیسر دامل خان نے مسٹر ناتھن کو بتا دیا تھا کہ نایاب بہت چالاک انھیں نہیں دے گی Eلڑکی ہے بہت ذہین وہ کبھی بھی اپنا فارمولا چاہے وہ کتنی بھی بڑی آفر اس کے سامنے کیوں نہ رکھ دیں۔۔بلکہ اگر اسے ذرا سی بھی بھنک لگی کہ ایسا کچھ ہو رہا ہے جس کے ذریعے خطرے میں ہے۔۔ تو وہ آلرٹ ہو جائے گی۔۔ اسی Eاس کا فارمولا لیے انہوں نے نایاب پر پہلے شروع کے دنوں میں تو یہ بات ذرا سی بھی ظاہر نہیں ہونے دی کہ ان کے اصل مقاصد کیا ہیں۔۔پھر ایک روز اچانک نایاب جب لیب سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی۔تب پیچھے سے آ کر اسے کلوروفارم سونگھا کر بے ہوش کر دیا ۔۔۔اور اس کے بعد اپنا مشن چالو کر دیا۔۔

انہوں نے اسے مارا پیٹا نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو بڑے محتاط تھے اسے نایاب کے دماغ میں تھا ۔اگر نایاب کسی Eلے کر --- وہ قیمتی فارمولا شاکڈ لگنے کے سبب کسی تکلیف کے سبب پاگل ہو جاتی ہے ۔تو وہ فارمولا ان کا ہمیشہ کے لیے غائب ہو جائے گا ۔ اور اکثر کیسز میں دیکھا گیا ہے لڑکیاں ریپ ہونے کے بعد ذہنی توازن برقرار نہیں رکھ خطرے میں پڑ جاتا۔ اس لیے Eپاتیں--ایسے میں ان کا فارمولا انہوں نے نایاب کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تھی---

ہاں جب کافی وقت گزر گیا ---اور نایاب سے وہ فارمولا نہیں لے پا رہے تھے--تو غصے و بےبسی میں آکر انہوں نے نایاب کو مارا تھا--- لیکن وہ مکمل دوائیوں کے زیر اثر تھی اسے تو اس مار کی خبر بھی نہ ہوئی-- ہاں البتہ جسم پر اس مار پیٹ کے نشانات رہ گئے تھے۔

دماغ میں بہت ساری پوزیٹو اور نیگٹو چیزیں چل رہی تھیں قیصر کے-- کہ اگر رپورٹس وہ نہ آتیں جو ابھی آئی ہیں ۔تو کیا نایاب برداشت کر پاتی؟--کیا وہ دوبارہ اس کے پاس آتی ؟؟...خدانخواستہ اگر وہ کوئی غلط قدم اٹھا لیتی تو؟؟...چونکہ اتنے دنوں سے وہ محسوس کر چکا تھا کہ نایاب نارمل نہیں ہو رہی اس کے ساتھ--اس کے بے پناہ محبت اعتماد بھروسہ دینے کے باوجود بھی نہیں ---تو کیا جب کنفرم ہو جاتا تب وہ نارملٹی کی طرف اسے لا پاتا ؟؟؟...وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کیا کچھ ہو جاتا پھر---

پھر دماغ میں یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ اگر وہ اس کی رپورٹس کو دیکھنے کے بعد خوشی کا اظہار کرتا ہے ۔۔تو کہیں نایاب یہ نہ سوچنے لگے۔کہ دل میں تو اس کے بھی کچھاو تھا بس وہ ظاہر نہیں کر رہا تھا اتنے دنوں سے۔۔۔ جبکہ ایسا نہیں تھا ۔۔ یہ معاملات مانا بہت امپورٹنس کے حامل تھے۔لیکن اس کے لیے ہر چیز سے بڑھ کر اس کا جگنو تھا ۔۔جو اسے مل گیا تھا ۔۔جس کے بعد وہ مزید کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

قیصر نے منہ سے ایک لفظ ادا نہ کیا ۔۔ وہ بس اپنے جگنو کو اپنے حصار میں باندھے کھڑا رہا ۔۔۔

وہ نایاب تھی جس کے لیے وہ کلیئر رپورٹس آنے کے بعد ہوئی۔۔۔ قیصر عبدالرحمان یوسف کے لیے تو وہ شروع سے کلیئر ہی کلیئر تھی۔

" آج رات ہم بھی لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔۔ صرف تم اور میں۔۔ٹھیک ہے۔۔"قیصر نے کتنے وقت بعد آج اس لڑکی کی آنکھوں کو پھر سے چمکتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

اس کے لہجے میں ہی ایکسائٹمنٹ تھی ۔۔مقابل کیسے محسوس نہ کرتا۔

"اوکے۔۔ " وہ مسکراتے ہوئے فدا فدا لہجے میں کہتا اس کی پیشانی چوم گیا تھا۔

" پھر آئس کریم بھی کھائیں گے ٹھیک ہے "

" جو حکم میرے جگنو کا" اس نے سر ہلکا سہ خم کرتے۔۔۔مسکرا کر کہا۔ جس پر وہ خوبصورت سی گڑیا جھیپ کر اس کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

Happy Ending 🤗😍❤️

Wait for 2nd season:

(چھوٹی سی جھلک)

کافی سالوں بعد۔۔۔

ایک بلی کے بچے کی مسلسل میاو میاو کر کے تکلیف میں مبتلا ہونے کی آوازیں آ رہی تھیں وہ تیز قدم لیتی اس آواز کے پیچھے جانے لگی۔۔اور پھر اس کی نگاہ ایک گاڑی کے پاس کھڑے شخص پر گئی جس کے ہاتھ میں وائٹ و بلیک کلر کا بلی کا بچہ تھا وہ بہت چھوٹا سہ تھا لیکن وہ آدمی بڑے ہی ظالم طریقے سے اس بلی کے بچے کی ایک ایک بال کو کھینچ کر جڑ سے الگ کر رہا تھا۔

یہ منظر دیکھ ۔اس کا تو خون کھول گیا۔۔

"تم سائیکو ہو کیا؟؟ ایسے کون کرتا ہے کسی جانور کے ساتھ؟؟...مجھے دو اسے" اس لڑکی نے پھر ایک لمحے کی تاخیر نہ کی۔ اور تیزی سے جا کر اس نوجوان کے ہاتھوں سے وہ بلی کا بچہ چھین لیا۔۔

وہ صرف 15 سالہ لڑکی تھی اور سامنے کھڑا نوجوان کافی بڑا معلوم ہو رہا تھا عمر میں اس سے۔ لیکن ایک بلی کے بچے کو بچانے کی خاطر وہ لڑ گئی تھی ۔۔ بغیر زیادہ کچھ سوچے۔۔

اس کے یوں بچہ چھیننے پر اس نوجوان نے ایک اکتاہٹ بھری نگاہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

یہ وہ لمحہ تھا جب طالعہ اور اس انجان شخص کی آنکھیں ملیں۔۔

اس کی نیلی آنکھیں نہایت ہی خوبصورت اور گہری تھیں۔۔

" سائیکو۔۔ " طالعہ اسی کے منہ پر اسے سائیکو کہہ کر۔ ۔ بچہ لے کر منہ بسورتی ہوئی وہاں سے چل دی۔۔ پلٹ کر جواب میں اس نوجوان نے کچھ نہ کہا ۔بس اکتاہٹ سے اسے دیکھا ۔۔اور پھر اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔

طالعہ نہیں جانتی ۔جس لمحے وہ اسے سائیکو کہہ رہی تھی ۔اسی لمحے اس کے کان میں لگے بلوٹوتھ میں ۔۔ اس کی ساری انفارمیشن اس نوجوان کو دی جا رہی تھی۔

***

اس ناول میں موجود تمام کردار حادثات واقعات سب فرضی تھے۔ ان کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اگر بالفرض وہ کسی حقیقی چیز سے ملتے بھی ہیں تو یہ صرف ایک اتفاق ہوگا۔ میرا مقصود صرف انٹرٹین کرنا تھا کسی کی دل آزاری نہیں۔۔ اور اگر بالفرض ہوتی ہے کسی کی دل آزاری ۔تو شدید معذرت 😔🙏۔۔

غصہ زیادہ آئے۔۔تو دو روٹی زیادہ کھا لیں ☺

ناول پسند آئے تو ریویو دینا نہ بھولیے گا۔۔۔ میں انتظار کروں گی ۔۔۔

مجھے اور میری ٹیم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا ۔۔۔ ملتے ہیں اب نئے ناول کے ساتھ۔

آپ کا اور میرا ساتھ ایک ناول کا تو ہے نہیں اس لیے چینل کو سبسکرائب کر کے رکھیے گا چھوڑ کر جانے کی ضرورت نہیں ہے... نئے ناول میں مجھے یقین ہے آپ کو بہت مزہ آئے گا

شکریہ۔۔۔